بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

جنوری ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب ارکان

منشی درگا پرشاد	مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان	سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہاے ورما طبع ہوا

قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

ویرم سی	بنام	احمد بھائی	۱۶
نتھاگیرا	بنام	دین بائی جی	۱

صیغہ اپیل دیوانی

بلونت	بنام	بیرا	۵۶
باباجی رام جی	بنام	باباجی دیوجی	۴۷
بال شنیہ	بنام	میران صاحب	۶۰
کیشو	بنام	ونایک	۳۳
تنگوا	بنام	بہر بپا	۴۳
واسن	بنام	واسدیو	۴۳
ونایک راؤ	بنام	سکرٹری آف اسٹیٹ ہند	۳۹
ہری گنیش	بنام	جنابائی	۳۵

صیغہ نظرثانی فوجداری

بمعاملہ جمناداس ہری نراین			۵۴
بمعاملہ کرشناجی پانڈورنگ جوگلیکار			۳۲
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	گنیش رام کرشن	۵۰

فہرست مضامین ردیف وار

اختیار سماعت - جائداد غیر منقولہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ (سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶- ورشاسن کا مواخذہ و دیہات واقع قلمرو نظام پر اور اوسی قلمرو میں ادا کیا جانا- نالش استقرار حق نسبت حصہ ورشاسن مذکور کے- عذر عدم اختیار سماعت [عذر اختیار سماعت کا کسی نوبت نالش پر پیدا ہوسکے کہ وہ ہائی کورٹ سے اپیل دوم میں مداخلہ پیش کیا جا سکتا ہے-

مدعیان نے نالش عدالت جج ماتحت درجہ اول مقام ناسک میں واسطے ثابت کرنے اپنے حق نسبت ایک حصہ واقع دو ورشاسن (وظائف سالانہ) کے دائر کی بابت کا مواخذہ و مالگذاری وہ مواضع واقع قلمرو نظام پر تھا اور وہ مدعا علیہم کو حکام جنانہ اورنگ آباد واقع قلمرو مذکور ادا کرتے تھے مدعیان نے یہ بیان کیا کہ ورشاسن سورث اعلی فریقین کو عطا کئے گئے تھے اور اونپر تصرف بطور جائداد مشترکہ موروثی

کے تہا اور مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ وظائف اونکے دادا کو بلا شرکت غیرے دیئے گئے تھے اور وہ اونکے ورثا کو پہونچے اور مدعیان کوئی استحقاق اوئمیں سے حصہ پانیکا نہیں ہے

تجویز ہوئی کہ عدالت ناسک کو کوئی اختیار نالش مذکور کی تجویز کرنے کا نہیں ہے ورثا میں جایداد غیر منقولہ ہیں اور چونکہ دعوی استحقاق نسبت اونکے پرنالہ حقی ہے لہذا دعوی کی نسبت تجویز بموجب قانون مجریہ مملکت نظام ہونی چاہیے لہذا نالش عدالت ہائے نظام میں دائر ہونی چاہیے جنکی قلمرو میں ورثا میں عطا کیا گیا اور ادا کیا جاتا ہے۔

مدعیان عدالت انگریزی میں دعوی استقرار حق بابت عاسے دادورسی وظائف محض اس وجہ سے نہیں کرسکتے کہ مدعا علیہم باشندگان قلمرو سرکار انگریزی کے ہیں

گیشو بنام ونایک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۳

اختیار سماعت۔ معاملت دار۔ ایکٹ معاملت داران (ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ع) دفعہ ۴ تنازعات مابین مالکان کنارہ دریا۔ عدالت معاملت دار کو کچھ اختیار تجویز کرنے اون تنازعات کا نہیں ہے جو مابین مالکان کنارہ دریا نسبت مقدار آب کے جو ہر ایک اون میں سے دریا سے لے سکتا ہے پیدا ہو

نالش بعدالت معاملت دار اوس صورت میں دائر ہو سکتی ہے جب کوئی شخص استعمال پانی سے جسپر وہ قابض ہو یا جسپر اوسکا قبضہ اندر چھ ماہ قبل نالش کے ہو بیدخل یا اوسکے استعمال سے محروم کیا گیا ہو یا جب کہ اوسکی نسبت دست اندازی یا مزاحمت کی گئی ہو یا جب کہ یہ کوشش کی گئی ہو کہ نسبت اوسکے دست اندازی یا مزاحمت کیجاوے

باباجی رام جی بنام باباجی دیوجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴

انتقال فریبی۔ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۳۔ وصیت نامہ۔ تعبیر۔ ہبہ وصیتی بنام زوجہ بشرط پرورش کرنے اور تعلیم دینے اولاد کے۔ حق جو حسب ہبہ وصیتی مذکور حاصل ہوا۔ موثری بمقابلہ زوجہ۔ قرق حق مندرجہ وصیت نامہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۶۴

دیکھو وصیت نامہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱

انعام۔ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی (ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ع بمبئی) دفعات ۲۰، ۳۰، ۶۱ و ۶۱۔ منشار دفعہ ۳۷۔ پیمایش۔ تعداد نمبرہائے اراضیات پر بوقت پیمایش اثر ایسی فروگذاشت کا مالک کے حقوق پر۔ بند و بست سرسری۔ اخراج اراضی کا بند و بست سرسری سے۔ اثر ایسے اخراج کا۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ع بمبئی۔ سند حسب ایکٹ مذکور۔ سند۔

ونایک راو بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۹

دفعہ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی

ایکٹ سنہ ۱۸۶۳ع نمبر ۱ دفعہ ۳ ضمن ۲ و ۳

دیکھو شہادت ۶۳

ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۶۵

دیکھو مالک و کرایہ دار ۱۶

سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ دفعہ ۱۷۹ ضمن ۵

دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۳۵

سنہ ۱۸۷۹ء نمبر ۱ دفعہ ۳ (۱۷)

دیکھو ایکٹ اسٹامپ ۵۴

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۵۳

دیکھو وصیت نامہ ۱۰

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۱۰۴ ضمن (۵)

دیکھو مالک و کرایہ دار ۱۶

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۰ دفعات ۱۰۷، ۱۴۷ و ۴۴۳

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۴۴

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۰ دفعات ۱۹۵ و ۳۶۹

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۵۰

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۱۶۰

دیکھو اختیار سماعت ۱۴

سنہ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۲ دفعہ ۲۳

دیکھو وصیت نامہ ۱

سنہ ۱۸۹۲ء نمبر ۴ دفعہ ۳ دفعات ذیلی ۱ و ۴

دیکھو ایکٹ تقسیم ۴۴

سنہ ۱۸۹۳ء نمبر ۴ دفعہ ۴

دیکھو ایکٹ تقسیم ۴۲

ایکٹ ہائے (بمبئی)

سنہ ۱۸۶۳ء نمبر ۷

دیکھو مجموعہ اراضی ۳۹

سنہ ۱۸۷۶ء نمبر ۳ دفعہ ۴

دیکھو اختیار سماعت ۴۷

سنہ ۱۸۷۹ء نمبر ۵ دفعات ۳۷، ۳۸ و ۶۱

دیکھو مجموعہ مالگذاری اراضی ۳۹

ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۶۵ - مالک و کرایہ دار - سرخط واسطے ایک سال کے - کل کرایہ پیشگی ادا کیا جانا - بربادگی عمارت قبل انقضاے سرخط - استحقاق کرایہ دار نسبت کرایہ کے جو پیشگی ادا کیا گیا - حصہ رسدی - ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۸ ضمن (ع)

وبرم جی بنام احمد بہائی . . . .

دیکھو مالک و کرایہ دار ۱۶

ایکٹ میعاد سماعت - (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۱۷۹ ضمن ۵ معنی الفاظ تاریخ اجرا اطلاعنامہ اجراے ڈگری - امر تجویز شدہ - دست برداری و درخواست اجراے - اثر ایسی دست برداری کا آمد ۱۷۹ ضمن ۵ - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) صرف اوس صورت میں متعلق ہے جبکہ اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) فی الواقع جاری کیا گیا ہو اگر کوئی اطلاعنامہ جاری نہیں کیا گیا ہے تو میعاد تاریخ حکم عدالت سے محسوب نہیں کیجا سکتی تو یہ ممکن ہے کہ جب اطلاعنامہ جاری کیا جاے تو تاریخ اسکے اجرا کی وہ تاریخ ہو جس عدالت نے اوسکے اجرا کا حکم دیا ہو۔

احکام صادرہ بمقدمہ اجرا اگر اون کا اپیل نہوا ہو فریقین نالش پر جملہ کارروائیات مابعد نالش مذکور میں بر بناے اوس اصول کے قابل پابندی ہیں جو مشابہ اصول امر تجویز شدہ کے ہے جو صحیح طور پر اصول مذکور کہا جا سکتا ہے لہذا اوسکے عارض ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ سماعت اور فیصلہ قطعی ہوا ہو۔

جس صورت میں کہ درخواست اجراے دست برداری کی اجازت دی گئی ہو معاملات نزاعی کی سماعت اور تجویز نہیں کی جاتی ہے لہذا اوس صورت میں کوئی امر تجویز شدہ نہیں ہوتا

ہری گنیش بنام جمنا بائی ۳۵

ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۱۷۹ ضمن ۵ - امر تجویز شدہ - دست برداری - درخواست اجراے - اثر ایسی دست برداری کا - معنی الفاظ تاریخ اجرا اطلاعنامہ اجراے ڈگری سے

ہری گنیش بنام جمنا بائی

دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۳۵

ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) دفعہ ۳ دفعات ذیلی ۲ و ۳ نالش منجانب منتقل الیہ بغرض تقسیم - نالش تقسیم منجانب حصہ دار بنام منتقل الیہ ضابطہ] دفعہ ۳ - ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) صرف اوس صورت سے متعلق ہے جبکہ منتقل الیہ واسطے تقسیم کے نالش کرے -

جس صورت میں کہ نالش منجانب حصہ دار بمقابلہ منتقل الیہ دائر کیجاے تو دفعہ ۴ ضرور متعلق ہوتی ہے -

المحصات میں جن سے دفعہ ۴ متعلق ہو صاحب جج کو چاہئے کہ تعین مالیت صرف حصہ

منتقل الیہ کا ریسعہ اور اوسکی نیلام کی ہدایت کرے

بال شیٹھ بنام میران صاحب

ایکٹ تقسیم - (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) دفعہ ۴ - تعلق دفعہ کا - مکان مسکونہ مملوکہ خاندان مشترک - از روے حصول حق منجانب اشخاص خاندان مذکور بعد اسکے کہ مکان مذکور بدست شخص اجنبی فروخت کیا گیا ہو کوئی حق حسب دفعہ مذکور بمقابلہ ایسے شخص اجنبی کے نہین حاصل ہوتا ایک مکان مسکونہ مملوکہ چار بھائی کرشناجی ورام چندر ودامن وپرشرام کا جو اشخاص مشترک ایک ہندو خاندان کے تھے ۱۸۸۸ء مین حصص کرشناجی وپرشرام کے بعلت اجراے ڈگریات کے موسومہ نابردگان نیلام کیے گئے اور ۱۸۸۹ء مین حصص باقی نیلام کیے گئے اور بالآخر مکان مملوکہ مدعی اور ایک شخص کرندیکار کا نصفا نصف ہو گیا - مدعی نے کرندیکار پر واسطے تقسیم کے نالش کی اور ڈگری حاصل کی لیکن قبل اجراے ڈگری کے کرندیکار نے اپنا نصفی حصہ بر بنام رام چندر ودامن کے منتقل کیا - باوجود تبدیلات ملکیت کے برادران مذکور مکان پر قابض برابر رہے - اب دامن نے حسب دفعہ ۴ - ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) کے یہ درخواست کی کہ اوسکو خرید کرنے نصفی حصہ مدعی کی اجازت دیجاے -

تجویز ہوئی کہ وہ اوس فائدہ کا مستحق نہین ہے جو از روے دفعہ مذکور عطا کیا گیا بوجہ ملکیت اور نہ قبضہ کے حق مذکور حاصل ہوتا ہے بعد نیلامات ۱۸۸۹ء کے مکان مذکور مملوکہ خاندان غیر منقسمہ نہین رہا اوسوقت دامن اور اوسکے برادران مکان مین یا تو کرایہ دار یا مداخلت بیجا کنندگان تھے بحث یہ ہے کہ آیا مکان مسکونہ اوسوقت جبکہ حصص واقع مکان مذکور جو بدست کرندیکار فروخت نہین کیے گئے تھے بحق مدعی منتقل کیے گئے مملوکہ خاندان غیر منقسمہ تھا یا نہین - جبکہ مدعی نے اپنا نصفی حصہ خرید کیا تو وہ اور کرندیکار مالکان شریک مکان مذکور کے ہو گئے - اور ما بین نابردگان دفعہ ۴ - ایکٹ تقسیم کا کچھ اثر نہ تھا از روے خریداری بالعوض حق کرندیکار کے جو رام چندر ودامن نے کی اونکو کوئی ایسے حقوق حاصل نہین ہوئے جو کرندیکار کو حاصل نہ تھے مکان مذکور بدست نابردگان مکرر حاصل کی ہوئی جایداد موروثی تھی مگر ایسی جایداد نہ تھی جو مملوکہ خاندان غیر منقسمہ حسب معنی دفعہ ۴ کے ہو -

داسن بنام واسدیو

ایکٹ اشٹامپ (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء) دفعہ ۲ (۱۴) رسید - یادداشت اور دستاویز جسمین اقرار ادائے زر رسید نہین ہے ایسی دستاویز کے لیے اشٹامپ کی ضرورت نہین ہے - زید نے رہینہ بکر کو اوسکے زید کی درخواست پر خالد نے ایک یادداشت بعبارت ذیل تحریر کی بکر نے ریسعہ وصول پائے لیکن اوسپر اشٹامپ نہین لگایا نابردہ پر الزام حسب دفعہ

۱۹- ایکٹ اشٹامپ ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء) نہ لگانے اشٹامپ رسید کا یادداشت پر لگایا گیا اور جرم ثابت قرار دیا گیا۔

منسوخی تجویز ثبوت جرم تجویز ہوئی کہ یادداشت رسید نہ تھی حسب مراد دفعہ ۳ (۲۰) ایکٹ اشٹامپ کے رسید کے لئے اقرار وصول پانے کا خواہ صراحتاً ہو یا کنایتاً ضرور ہوگا ہے اور محض یہ بیان کہ روپیہ وصول ہوا کافی نہیں ہے

بمقدمہ جمنا داس ہری نراین ۵۴

ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳- انتقال فریبی

دیکھو وصیت نامہ ۱

ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۸ ضمن (ہ)- ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۶۵- مالک وکرایہ دار- سرخط واسطے ایک سال کے- کل کرایہ کا پیشگی ادا کیا جانا- بربادی عمارت قبل انقضائے سرخط- استحقاق کرایہ دار نسبت واپسی کرایہ کے جو پیشگی ادا کیا گیا- حصہ رسدی

ویرم سی بنام احمد بھائی

دیکھو مالک وکرایہ دار ۱۶

بائع وخریدار- زر امانت- حق خریدار نسبت واپسی زر امانت کے- کفالت خریدار واسطے اوس جزو زرثمن کے جو اوس نے ادا کیا- خریدار اراضی جس نے جزو زرثمن بطریق امانت ادا کیا ہو لیکن جو بہانہ ان ناجائز طریق پر معاہدہ خریداری سے انحراف کرے یا کسی طرح قاصر ہے جسکی وجہ سے بیع کی تکمیل نہ ہو مستحق اسکا نہیں ہے کہ زر امانت بائع سے واپس پاوے۔

بائع خواہ مخواہ مستحق اپنے پاس رکھنے زر امانت کا محض اس وجہ سے نہیں ہے کہ عدالت نے بلحاظ حالات کے حکم تعمیل مخصوص کا خلاف اوسکے صادر نہیں کیا۔

جس وقت سے کہ جزو زرثمن ادا کیا جاوے خریدار کو اوسی حد تک کفالت جائداد پر حاصل ہوتی ہے اور وہ کفالت خریدار کی صرف اس وجہ سے زائل ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل سے قاصر ہے

بلونت بنام پیرا ۵۶

پیمایش- ڈالنا نمبر اراضیات پر بوقت پیمایش- اثر ایسی فرد گذاشت کا مالک کے حقوق پر- بندوبست سرسری- اخراج اراضی کا بندوبست سرسری سے- اثر ایسے اخراج کا- ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ء بمبئی سند حسب ایکٹ مذکور- سند مجموعہ مالگذاری اراضی (ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعات ۳۷ و ۳۸ و ۱۳۱ منسلکہ دفعہ ۳۷

دیکھو مجموعہ مالگذاری ۳۹

تنازعات مابین مالکان کنارہ دریا - اختیار سماعت - معاملت دار - ایکٹ معاملت داران (۳ [illegible]ء) دفعہ ۴

دیکھو اختیار سماعت ۴۸

رسید - یادداشت ادا - دستاویز جسمین اقرار ادا ہو رسید نہیں ہے ایسی دستاویز کے لئے اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے - ایکٹ اسٹامپ ([illegible]ء) دفعہ ۳ (۱۷)

بمعاملہ

جمنا داس ہری نراین

دیکھو ایکٹ اسٹامپ ۵۴

شہادت - ایکٹ شہادت (نمبر ۱ [illegible]ء) دفعہ ۹۲ - ضمنا ۱ و ۳ - دستاویز - بیانات مندرجہ دستاویز - بیان حدود - بیان مفرق متعلقہ زرنقد یا ملکیت کے ۲ مدعی نے [illegible]ء مین نالش دخل یابی اراضی دائر کی مدعا علیہم نے استحقاق مدعی سے انکار کیا مدعی نے شہادت مین ایک رہن نامہ رجسٹری شدہ اراضی متعلق مورخہ [illegible]ء پیش کیا جسمین حدود اراضی مشمولہ رہن درج تھین اور منجملہ حدود مذکورہ کے ایک حد مین اراضی متنازعہ مملوکہ مدعی درج تھی تباریخ تحریر دستاویز کوئی نزاع مابین متنازعین حال نہ تھا اور بتاریخ نالش ہذا راہن فوت ہو گیا تھا

تجویز ہوئی کہ بیان مندرجہ دستاویز حسب ضمن ۳ دفعہ ۳۲ - ایکٹ شہادت (نمبر ۱ [illegible]ء) ایسا بیان کے قابل منظوری ہے کہ جو مفرق متعلقہ زرنقد یا ملکیت راہن کے تھا

بنام

بھرمیا

ننگوا ۶۳

علدرآمد - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ [illegible]ء دفعات ۱۰۷ ۱۰ و ۶۲ و ۳۴۴ و ۳۴۴ (الف) - بھیجا قیدیان کا حراست پولیس مین - ضمانت حفظ امن - اختیار مجسٹریٹ نسبت طلب کرنے ضمانت کے ایسے اشخاص سے جو اوسکے علاقہ سے باہر رہتے ہون

بمعاملہ

کرشناجی پانڈو رنگ جوگلیکار

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۳۱

مالک و کرایہ دار - سرخط واسطے ایک سال کے - کل کرایہ کا پیشگی ادا کیا جانا - بربادی عمارت قبل انقضائے سرخط - استحقاق کرایہ دار نسبت واپسی کرایہ کے جو پیشگی ادا کیا گیا - معاہدہ رسدی - ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ [illegible]ء) دفعہ ۱۰۸ ضمن (ہ) - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ [illegible]ء) دفعہ ۶۵ ۲ اپریل [illegible]۱۸۹ء مین مدعا علیہ نے مدعیان کو ایک کمرہ ایک گودام مین واسطے جمع کرنے مال کے بارہ ماہ کے لئے بعوض [illegible] کے اور دوسرا کمرہ اوسی گودام مین بارہ ماہ کے لئے بعوض [illegible] کے کرایہ پر دیا مدعیان قابض ہوئے - اگست [illegible]۱۸۹ء مین بموجب دستور کے مدعیان نے ہر دو قسم

مذکورہ بنگی مدعا علیہ کو ادا کین اور رسید حاصل کی ۳۰- اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بلا کسی قصور مدعیان کے کل گودام بشمول ہر دو کمرون کے آگ سے جل گیا اور بالکل ناقابل جمع کرنے مال کے ہوگیا۔ بربنائے اسکے مدعیان نے نالش واپسی حصہ رسدی اوس روپیہ کی جو مدعا علیہ کو ادا کیا گیا تھا دائر کی اور دفعہ ۷۶ ضمن (ہ) ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) و دفعہ ۶۵ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) پر استدلال کیا۔

تجویز ہوئی کہ مدعیان مستحق پانے ڈگری کے ہین معاوضہ کل بحال کے واسطے تمام خط یعنی کل معاہدہ کا عدم ہوگیا اور اس لئے بموجب دفعہ ۶۵- ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے مدعا علیہ پر جس نے کل بدل پا لیا تھا لازم ہے کہ معاوضہ اوس حصہ کا جو ضائع ہوگیا ادا کرے۔

واپسی بنام احمد بہائی ۱۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶- ورثا سن کا مواخذہ دیہات واقع قلمرو نظام پر اور اوسی قلمرو مین ادا کیا جانا- نالش استقرار حق نسبت حصہ ورثا سن مذکور کے- حدود اختیار سماعت- اختیار سماعت- جایداد غیر منقولہ

دیکھو اختیار سماعت ۲۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۷- وصیت نامہ- تعبیر- ہبہ وصیتی بنام زوجہ بشرط پرورش کرنے اور تعلیم دینے اولاد کے- حق جو حسب ہبہ وصیتی مذکور حاصل ہوا- ڈگری بمقابلہ زوجہ- قرقی حق مندرجہ وصیت نامہ

دیکھو وصیت نامہ ۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۰۰ و ۱۶۷ و ۳۴۴- واپس بھیجا قیدیان کا حراست پولیس مین- ضمانت حفظ امن- اختیار مجسٹریٹ نسبت طلب کرنے ضمانت کے ایسے اشخاص سے جو اوسکے علاقہ سے باہر رہتے ہون- از روے دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے وہ مجسٹریٹ جسکے روبرو ملزمان کو حراست پولیس مین رکھنے کی اجازت دیسکتا ہے کل ۱۵ دن ہے جسمین ایک یا زیادہ دفعہ بھی ہو سکتی ہے۔

مجسٹریٹ کسی شخص کو جو اوسکے علاقہ کے باہر رہتا ہو حکم دینے ضمانت حفظ امن کا اندر علاقہ مذکور کے نہین دیسکتا

مقدمات بمعاملہ بے پرکاش لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶) و بمعاملہ عبد العزیز (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۹۴) و بمعاملہ راجندر چندر رائے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۲) و دینا ناتھ ملک بنام گرجا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امین گدو

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۹۰) کی تقلید کی گئی

بیاملہ کرشناجی پانڈورنگ جوگلیکار ۳۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ لغایت ۴۳۹ - منظوری استغاثہ دائر کرنے کی - نظرثانی - اختیار سشن جج نسبت نظرثانی اپنے حکم کے جو کسی کارروائی میں جو بغرض منسوخی اجازت کے کی گئی ہو - سشن جج کو جنہوں نے ایک مرتبہ اجازت کے منسوخ کرنے سے جو عدالت ماتحت نے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء کے عطا کی تھی انکار کیا یہ اختیار نہیں ہے کہ بعد ازاں نظرثانی اپنے حکم کی کریں اور اجازت کو منسوخ کریں۔

درخواست بعدالت سشن جج واسطے منسوخی اجازت کے جو حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا کی گئی ہو ایک کارروائی فوجداری بعینہ نظرثانی ہے جو حکم ایسی کارروائی میں صادر کیا جاوے قطعی ہے اور وہ اوسکی تجویز ثانی یا نظرثانی نہیں کر سکتے ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنیش ۵۰

مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی - (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعات ۳۷ و ۳۸ و ۹۱ منسلکہ دفعہ ۳ - پیمائش - نہ ڈالنا نمبر اراضیات پر بوقت پیمائش - اثر ایسی فروگذاشت کا مالک کے حقوق پر بندوبست سرسری - اخراج اراضی کا بندوبست سرسری سے - اثر ایسے اخراج کا - ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۶۳ء بمبئی - سند حسب ایکٹ مذکور - سند ۲ مدعیان نے جو انعامداران ایک اراضی کے تھے نالش استقرار اپنی ملکیت اور استحقاق کاشت کی نسبت (الف) دو قطعات اراضی کے جنکو اونہوں نے اپنا جزو انعام بیان کیا اور (ب) نسبت شکم دریا کے جو اونکی اراضی میں ہو کر گذرتا تھا دائر کی ہے منجانب مدعاعلیہ نسبت ان دو قطعات اراضی کے یہ بحث کی گئی کہ مدعیان کو کوئی استحقاق اونکی کاشت کرنے کا نہ تھا کیونکہ اراضیات مذکور جزو آبادی موضع قرار دی گئی تھیں اور اس خیال سے اونپر نمبر بوقت پیمائش ۱۸۶۵ء کے نہیں ڈالا گیا اور بیس سال سے وہ شخص سے معاف ہیں نسبت شکم دریا کے یہ بحث کی گئی کہ دریاے مذکور ایک دریاے عام ہے اور جبکہ دریا خشک ہو گیا اراضی شدہ ملکیت سرکار ہو اور نہ ملکیت مدعیان کی ہو گئی

عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز ہوئی کہ دفعہ ۳۷ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بمبئی) متعلق ہے اور سرکار مجاز اسکی ہے کہ ایک جزو اراضیات سندیہ مدعیان کو آبادی موضع کے لئے علٰحدہ کرے اور چونکہ ان اراضیات پر پیمائش ۱۸۶۵ء میں نمبر نہیں ڈالا گیا اور وہ بیس سال سے زیادہ عرصہ سے

تشخیص سے معاف ہیں لہذا مدعیان کا حق اونکی کاشت کرنے کا زائل ہوگیا۔

برطبق اپیل بحضور ہائی کورٹ

تجویز ہوئی (منسوخی ڈگری عدالت ماتحت) کہ مدعیان مستحق استقرار مستدعیہ کے ہیں۔

یہی **تجویز ہوئی** کہ (اول) دفعہ ۱۶ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی متعلق نہیں ہے دفعہ مذکور ایک دفعہ ماقبل یعنی دفعہ ۳ سے متعلق ہے اور دونون دفعات صرف ایسی اراضیات سے متعلق ہیں جو دیہات غیر منتقلہ یا حصص دیہات غیر منتقلہ میں ملکیت سرکار ہیں دفعات مذکور کی رو سے سرکار کو اختیار نہیں ہے کہ کسی اراضی مملوکہ انعامدار کو ضبط کرے اور اون اشخاص کو عطا کرے جو اوسکے گانون میں رہتے ہوں۔

(دوم) یہ کہ قطعات اراضی پر محض نمبر پڑنے کا نتیجہ نہیں ہوسکتا کہ وہ آبادی موضع میں داخل ہوجائیں یا استحقاق مدعیان زائل ہوجائے نہ اس امر سے کہ سرکار نے اون اراضیات پر تشخیص نہیں کی مدعیان اون سے محروم ہوسکتے ہیں نہ وہ ملکیت سرکار ہوسکتی ہیں۔

(سوم) یہ کہ اراضی تہ دریا ملکیت مدعیان ہے جو مالک اراضی موقوعہ کنارہ دریا ہیں۔

ونایک راؤ بنام **سکریٹری اسٹیٹ ہند** ۳۹

معاملت دار۔ ایکٹ معاملت داران (ایکٹ بمبئی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴۔ تنازعات مابین مالکان کنارہ دریا۔ اختیار سماعت]

باباجی رام جی بنام **باباجی دیوجی**

دیکھو اختیار سماعت ۴۷

منظوری استغاثہ دائر کرنیکی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ لغایت ۲۶۵۔ نظرثانی۔ اختیار سشن جج نسبت نظرثانی اپنے حکم کے ایسی کارروائی میں جو بغرض منسوخی اجازت کے کی گئی ہو]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **گنیش رام کرشن**

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۵۰

نظرثانی۔ اختیار سشن جج نسبت نظرثانی اپنے حکم کے ایسی کارروائی میں جو بغرض منسوخی اجازت کے کی گئی ہو۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹۵ لغایت ۳۴۶۔ منظوری استغاثہ دائر کرنیکی۔

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۵۰

درشاسن۔ درشاسن کا مواخذہ دیہات واقع قلمرو نظام پر اور اوسی قلمرو میں ادا کیا جاتا ہے۔ نالش استقرار حق نسبت حصہ درشاسن مذکور کے۔ عذر اختیار سماعت۔ اختیار سماعت۔ جائداد غیر منقولہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶۔

کیشو بنام **ونایک**

دیکھو اختیار سماعت ۲۳

وصیت نامہ - تعبیر - ہبہ وصیتی بنام زوجہ بشرط پرورش کرنے اور تعلیم دینے اولاد کے حق جو بحسب ہبہ وصیتی مذکورہ حاصل ہوا - ڈگری بمقابلہ زوجہ - قرقی حق مندرجہ وصیت نامہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۶۶ - انتقال فریبی - ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳] بومن جی داراشاہ کپتان ۱۸۸۹ء میں ایک بیوہ دہن بائی جی (مدعا علیہا نمبر ۱) اور دو پسران فیروزشاہ و داراشاہ (مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳) چھوڑ کر فوت ہوا - نامبردہ نے از روے اپنے وصیت نامہ کے اپنی بقیہ جایداد متروکہ (جن میں سے ایک دہن بائی جی تھی) بہ این امانت وصیتاً دی کہ وصے لگان اور آمدنی جایداد کی اوسکی زوجہ دہن بائی جی کو تاحیات اوسکے اور آئین مسماۃ مذکورہ اوس میں سے پرورش و تعلیم و تربیت اولاد نامبردہ کی اوسی طریقہ سے کرے گی جو اوسکی حیثیت کے مناسب ہو بعد اوسکی وفات کے جایداد منقولہ و غیر منقولہ مابین اوسکے پسران کے جبکہ داراشاہ کا سن پچیس ۲۵ سال کا ہو مساوی طور پر تقسیم کیجاے - داراشاہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں سن بلوغ کو پہونچا - بتاریخ نالش داراشاہ کی عمر اٹھارہ سال اور فیروزشاہ کی عمر پچیس سال کی تھی - یہ بحث کی گئی کہ دہن بائی جی صرف ایک امین آمدنی کی واسطے نفع اپنے پسران فیروزشاہ اور داراشاہ کے تھی -

تجویز ہوئی - کہ حسب وصیت نامہ کے دہن بائی جی کو آمدنی میں حق معین حیاتی تابع شرط پرورش و تعلیم و تربیت اولاد مذکورہ کے حاصل ہوا چونکہ دو پسر باقیماندہ (فیروزشاہ و داراشاہ) سن بلوغ کو پہونچے اور چونکہ حسب وصیت نامہ ایک حصہ کے اونھوں نے جایداد پانے لہذا اب ضرورت اونکی پرورش آیندہ کی دہن بائی جی کو نہیں - لہذا وہ ذمہ داری تو از روے وصیت نامہ اوسکے شوہر کے تھی رفع ہو گئی اور اب وہ مستحق حق معین حیاتی کی بلا ذمہ داری مزید پرورش اوس کے اطفال کے ہو گئی -

بتاریخ ۱۳ - جون ۱۸۹۵ء مدعیان نے ایک ڈگری مبلغ [illegible] کی بمقابلہ دہن بائی جی اور اوسکے پسر فیروزشاہ کے حاصل کی - بعلت اجراے ڈگری مذکورہ مدعیان نے حسب حکم مورخہ ۲ - جولائی ۱۸۹۵ء جایداد ہاے غیر منقولہ (جو داخل ترکہ موصی کے تھیں) اس بنا پر قرق کرائیں کہ دہن بائی جی اور فیروزشاہ دونوں جایداد ہاے مذکور میں حق حاصل تھا حکم قرقی حسب دفعہ ۲۶۶ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے جاری ہوا - مدعا علیہم نے یہ بحث کی کہ دہن بائی جی کو جایداد ہاے مذکور میں کوئی حق قابل قرقی مطلقاً حاصل نہ تھا کیونکہ وہ حسب وصیت نامہ مذکور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا محض امین واسطے اپنے پسران کے تھی اور یہ کہ اگر مسماۃ مذکورہ کو کوئی حق حاصل نہ تھا تو یہ ایک حق جایداد منقولہ میں تھا جو حسب دفعہ ۲۶۸ مجموعہ مذکور کے قرق کیجانی چاہیے تھی اور یہ کہ قرقی مذکور حسب دفعہ ۲۷۶ غیر موثر اور ناقابل نفاذ ہے مزید براں مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز انتقال مورخہ ۲۰ - فروری ۱۸۹۶ء - دہن بائی جی نے اپنا حق معین حیاتی اپنے پسر داراشاہ کو سپرد و حوالہ کیا اور اس لئے حق مذکور بغرض ایفاے ڈگری

مدعی ہو سو وہ مسماۃ مذکورہ قابل الحصول نہ تھا نسبت حق فیروز شاہ کے مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز تملیک مورخہ ۹ - فروری ۱۸۹۵ء کے وہ جائز طور پر واسطے خود اور اوسکے اور اوسکے خاندان کے فائدہ کے منتقل کیا گیا تھا اور اس لئے نامبردہ کو کچھ حق بذات خود حاصل نہ تھا جو حسب حکم مورخہ ۶ - جولائی ۱۸۹۵ء قرق ہو سکے -

تجویز ہوئی (اول) یہ کہ دہن بائی جی کو حق قابل قرقی جائداد مذکورہ میں حاصل تھا -

(دوم) یہ کہ حق مسماۃ مذکورہ کا ایک حق واقع جائداد غیر منقولہ تھا اور وہ حسب دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جائز طور پر قرق کیا گیا -

(سوم) یہ کہ انتقال جو مسماۃ نے ۱۰ - فروری ۱۸۹۵ء کو کیا بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ناجائز تھا -

(چہارم) یہ کہ قطع نظر قرقی کے بھی انتقال جو مسماۃ نے بحق اپنے پسر داراشاہ کے کیا بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) ناجائز تھا - غرض انتقال مذکور کی یہی تھی کہ جائداد قرضخواہان سے محفوظ رہے اور یہ تدبیر اس لئے کی گئی تھی کہ ڈگری مدعیان کی بیکار ہو جاوے اور اس لئے انتقال مذکور بمقابلہ مدعیان فریبی اور کالعدم تھا -

(پنجم) یہ کہ دستاویز تملیک نوشتہ فیروز شاہ مورخہ ۹ - فروری ۱۸۹۵ء بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) کے کالعدم تھی -

(ششم) یہ کہ مدعیان مستحق نیلام کرانے حصص دحق دہن بائی جی اور فیروز شاہ دونوں کے تھے جہاں تک کہ واسطے ایفاے ڈگری نامبردگان مورخہ ۱۳ - جون ۱۸۹۴ء کے ضروری ہو -

تھما گیرا بنام دہن بائی جی ۱

۱

نظائر قانون ہند

سلسلہ بمبئی

صیغہ ابتدائی دیوانی

۱۸۹۶ء
۲۳ و ۲۵ و ۲۶
جولائی

صفحہ کتاب انگریزی
۱

باجلاس بی طیب جی صاحب جسٹس

نتہا کیرا (مدعی) بنام دہن بائی جی وغیرہ مدعاعلیہم +

وصیت نامہ - تعبیر - ہبہ وصیتی بنام زوجہ بشرط پرورش کرنے اور تعلیم دینے اولاد کے حق جو حسب ہبہ وصیتی مذکور حاصل ہوا - ڈگری بمقابلہ زوجہ - قرقی حق مندرجہ وصیتنامہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۶۶ - انتقال فریبی - ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ -

بومن جی دارا شکوہ نے ۱۸۹۱ء میں ایک بیوہ دہن بائی جی مدعاعلیہا نمبر ۱ اور دو پسر فیروز شاہ و دارا شاہ (مدعاعلیہما نمبر ۲ و ۳) چھوڑ کر فوت ہوا - نامبردہ نے از روئے اپنے وصیت نامہ کے اپنی بقیہ جائداد متنازعہ کو (جن میں سے ایک دہن بائی جی تھی) - این امانت وصیتاً دی کہ وہ لگان اور آمدنی جائداد کی اوسکی زوجہ دہن بائی جی کو تا حیات اوسکے ادا کریں - مسماۃ مذکورہ اوسمیں سے پرورش و تعلیم و تربیت اولاد نامبردہ کی اوسی طریقہ سے کرے گی جو اون کی

+ نالش نمبر ۵۰۹ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
بنام
دھن بائی جی

حیثیت کے مناسب ہو بعد اوسکی وفات کے جایداد منقولہ و غیر منقولہ میں اوسکے پسران کے جبکہ دارا شاہ کا سن پچیس سال کا ہو مساوی طور پر تقسیم کیجائے دارا شاہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں سن بلوغ کو پہونچا۔ تاریخ نالش دارا شاہ کی عمر اٹھارہ سال اور فیروز شاہ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ یہ بحث کی گئی کہ دھن بائی جی صرف ایک امین آمدنی کی واسطے نفع اپنے پسران فیروز شاہ اور دارا شاہ کے تھی۔

تجویز ہوئی کہ حسب وصیت نامہ کے دھن بائی جی کو آمدنی میں حق حین حیاتی تابع شرط پرورش و تعلیم و تربیت اولاد مذکور کے حاصل ہوا چونکہ دو پسر باقیماندہ فیروز شاہ و دارا شاہ سن بلوغ کو پہونچے اور چونکہ حسب وصیت نامہ ایک بچہ کے اونھوں نے جایداد پائی لہذا اب ضرورت اون کی پرورش آیندہ کی دھن بائی جی کو نہیں۔ لہذا وہ ذمہ داری جو از روے وصیت نامہ اوسکے شوہر کے تھی رفع ہوگئی اور اب وہ مستحق حق حین حیاتی کی بلا ذمہ داری خرچ پرورش اوسکے اطفال کے ہوگئی۔

تاریخ ۱۳۔ جون ۱۸۹۵ء مدعیان نے ایک ڈگری مبلغ [illegible] کی بمقابلہ دھن بائی جی اور اوسکے پسر فیروز شاہ کے حاصل کی۔ بعلت اجراے ڈگری مذکور مدعیان نے حسب حکم مورخہ ۲۔ جولائی ۱۸۹۵ء جایدادہاے غیر منقولہ جو داخل ترکہ موصی کے تھیں اس بنا پر قرق کرائیں کہ دھن بائی جی اور فیروز شاہ دونوں کو جایدادہاے مذکور میں حق حاصل تھا حکم قرقی حسب دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کے جاری ہوا۔ مدعا علیہم نے یہ بحث کی کہ دھن بائی جی کو جایدادہاے مذکور میں کوئی حق قابل قرقی مطلقاً حاصل نہ تھا کیونکہ وہ حسب وصیت نامہ مذکور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا محض امین واسطے اپنے پسران کے تھی اور یہ کہ اگر سماۃ مذکور کو کوئی حق حاصل نہ تھا تو یہ ایک حق جایداد منقولہ میں تھا جو حسب دفعہ ۲۶۶ مجموعہ مذکور کے قرق کیجانی چاہیے تھی اور یہ کہ قرقی مذکور حسب دفعہ ۲۷۴ غیر موثر اور ناقابل نفاذ تھی۔ مزید براں مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز انتقال مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۶ء دھن بائی جی نے اپنا حق حین حیاتی اپنے پسر دارا شاہ کو سپرد و منتقل کیا اور اسلئے حق مذکور بغرض اجراے ڈگری بمقابلہ سماۃ مذکورہ قابل الحصول نہ تھا۔ نسبت حق فیروز شاہ کے مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز تملیک مورخہ ۹۔ فروری ۱۸۹۶ء کے وہ جائز طور پر واسطے خود اوسکے اور اوسکے خاندان کے فایدہ کے منتقل کیا گیا تھا اور اسلیے نابردہ کو کچھ حق

۱۸۹۶ء
بتاریخ
بنام
دھن بائی جی

بذات خود حاصل تھا جو حسب حکم مورخہ ۲- جولائی ۱۸۹۵ء کو قرق ہو سکے۔

تجویز ہوئی (اول) یہ کہ دھن بائی جی کو حق قابل قرقی جایداد مذکورہ میں حاصل تھا۔

(دوم) یہ کہ حق مسماۃ مذکورہ کا ایک حق واقع جایداد غیر منقولہ تھا اور وہ حسب دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جائز طور پر قرق کیا گیا۔

(سوم) یہ کہ انتقال جو مسماۃ نے ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء کو کیا بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ناجائز تھا۔

(چہارم) یہ کہ قطع نظر قرقی کے بھی انتقال جو مسماۃ نے بحق اپنے پسر دارا شاہ کے کیا بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) ناجائز تھا۔ غرض انتقال مذکور کی یہ تھی کہ جایداد قرضخواہان سے محفوظ رہے اور یہ تدبیر اسلئے کی گئی تھی کہ ڈگری مدعیان کی بیکار ہو جائے اور اسلئے انتقال مذکور بمقابلہ مدعیان فریبی اور کالعدم تھا۔

(پنجم) یہ کہ دستاویز تملیک نوشتہ فیروز شاہ مورخہ ۹- فروری ۱۸۹۶ء بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) کے کالعدم تھی۔

(ششم) یہ کہ مدعیان مستحق نیلام کرانے حصص و حق دھن بائی جی اور فیروز شاہ دونوں کے تھے جہاں تک کہ واسطے ایفائے ڈگری نامبردگان مورخہ ۱۳- جون ۱۸۹۵ء کے ضروری ہو۔

کارخانہ مدعی تھا کیراوکمپنی نے ایک ڈگری بنام مدعا علیہا دھن بائی جی اور اسکے پسر فیروز شاد (مدعا علیہ نمبر ۲) کے واسطے مبلغ ۱۲۱۶۱ - ۱۰ - ۱ کے بتاریخ ۱۳- جون ۱۸۹۵ء بنالش نمبر ۱۷۷ ۱۸۹۵ء حاصل کی۔ باجرائے ڈگری مذکور نامبردگان نے چند جایداد قرق کرائیں لیکن بر طبق اجرائے حکم منجانب مدعا علیہم قرقی مذکور بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء اس بنا پر منسوخ کی گئی کہ دھن بائی جی کو جایداد ہائے مقروقہ میں کوئی استفادہ حاصل نہ تھا۔

یہ امر کہ دھن بائی جی کا حق جایداد ہائے مذکورہ میں کیا تھا تعبیر وصیت نامہ اسکے شوہر
۲ متوفی پر منحصر تھا اور مدعی نے نالش ہذا (منجملہ امور دیگر کے) واسطے تعبیر وصیت نامہ مذکور اور واسطے دریافت کئے جانے حق مسماۃ بموجب وصیت نامہ مذکور اور قرار دئے جانے اس حق کے بغرض ایفائے ڈگری بصدورہ نالش نمبر ۱۷۷ ۱۸۹۵ء کے دائر کی۔

عرضی دعویٰ میں یہ بیان ہے کہ کپتان یوسن جی دارا شاہ شوہر دھن بائی جی کا ۱۸۹۱ء میں جایداد کثیر التعداد منقولہ و غیر منقولہ چھوڑ کر فوت ہوا اور منجملہ جایداد ہائے دیگر کے نصف حصہ

سنہ ۱۹۰۶ء
نتھا بنام رتن بائی جی

بعض جایداد ہاے غیر منقولہ مقام بمبی کا تھا جسکی تصریح ضمیمہ عرضی دعوی مین ہے جناب نامبردہ نے بعد اپنے اپنی بیوہ دہن بائی جی (مدعا علیہا نمبر۱) اور دو پسران فیروز شاہ اور دارا شاہ (مدعا علیہما نمبر۳ و ۵) ایک دختر جو بعد فوت ہوگئی زندہ چھوڑی - از روے اپنے وصیت نامہ مورخہ ۲- جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کے اوس نے اپنی بقیہ جایداد منا کو یعنی دہن بائی جی اور ایک شخص جیواجی دارا شاہ گنڈی (مدعا علیہ نمبر۲) کو بغرض بعض امانتون کے چھوڑی جو وصیت نامہ مذکور مین بیان کی گئی ہین اجزاے ضروری وصیت نامہ مذکور حسب ذیل ہین -

"۷- مزید برآن مین یہ ہدایت کرتا ہون کہ بہ اثناے مذکور میری زوجہ مذکورہ کو اگر وہ خواہش کرے اجازت سکونت اور متمتع ہونے کی بلا کسی کرایہ یا دیگر لگان کے اوس جزو مکان مسکونہ خاندان موسومہ نمبر۱۷ - میچ گیٹ اسٹریٹ فورٹ بمبی کی دیجائیگی جسمین فی الحال مین رہتا ہون اور اجازت استعمال کرنے اور متمتع ہونے اثاث البیت و اسباب و مال و تیار کی جو اوسمین متعلق میری موجود ہین تا زمانہ حیات مسماۃ مذکورہ کے دیجائیگی"

"۸- مزید برآن مین یہ ہدایت کرتا ہون کہ بہ اثناے مذکور اوس جایداد پر جو نامبردگان کو از روے میرے اوس وصیت نامہ کے سپرد کیگئی بعد علحدہ کرنے اون رقوم کے جو قبل اسکے واسطے میری دختران مذکور کے بیمہ یا بوصیت کی گئی ہین اگر کافی ہو اس شرط کے کہ اون مین سے بوقت یا اوقات مناسب اخراجات ازدواج اور مہر میری دختران اور اخراجات ازدواج میرے پسران کے اگر وے یا اون مین سے کوئی تاریخ میری وفات کے نا کتخدا ہو حسب ہدایت مندرجہ بالا اوسکے بعد ادا کی ہو بغرض ادا کرنے لگان و منافع و سود و حصہ منافع و پیداوار اوسقدر جایداد مذکور کے جو وقتاً فوقتاً حسب شرائط میرے اوس وصیت نامہ کے بدست نامبردگان رہے یا موجود ہو میری زوجہ کو زمانہ اوسکی حیات و بیوگی کے قابض رہین اور مسماۃ مذکورہ اوس سے پرورش و تعلیم و تربیت میری اولاد کی اوس طریقہ سے کرے جو اوسکی حیثیت کے مناسب ہوگا -"

"۹- مزید برآن مین یہ ہدایت کرتا ہون وقت وفات میرے زوجہ مذکورہ سے اور نیز بعد اوسکی وفات کے جایداد منقولہ و غیر منقولہ و سرمایہ میری جایداد ذاتی پر جو بموجب اور تابع شرائط میرے اس وصیت نامہ کے بدست میرے وصاے مذکور کے اوس وقت ہو یا بعد ازان اوسکا اور نیز لگانات و منافع و سود کے و حصص منافع و پیداوار پر امانتاً واسطے میرے ایسے پسران کے جو اب پیدا ہوچکے ہین یا بعد ازین مجھسے پیدا ہون اور جو قبل یا بعد وفات میری زوجہ مذکورہ کے عمر اٹھارہ سال کو پہنچین اس غرض سے قابض رہین کہ وے ایسے پسران مذکور بحصہ مساوی جب میرا پسر دارا شاہ پچیس سال کی عمر کا ہو یا بصورت وفات نامبردہ قبل پہنچنے عمر مذکور کے بوقت اختتام پچیس سال کے تاریخ اوسکی پیدائش سے تقسیم کیجاوین اور جس صورت مین کہ صرف ایک ہی پسر ہو تو امانتاً اوس ایک پسر کے لئے قابض رہین"

"۱۰- اور مین بذریعہ تحریر ہذا یہ ہدایت کرتا ہون کہ اگر منجملہ میرے پسران کے کوئی پسر بالا بانے سن بلوغ کے یا بلا حاصل کرنے

۱۸۹۵ء

ستا

بنام

دھن بائی جی

کسی حق کے بیری جایداد یا سرمایہ یا رقوم وکفالات ہاے مذکور مین کسی طفل یا اطفال کو چھوڑ کر فوت ہو تو ایسی صورت مین طفل یا اطفال آخر الذکر مذکور اگر پسر یا پسران ہون بوقت عمر ہشارہ سالگی اگر دختر یا دختران ہون تو بعمر مذکور یا بوقت ازدواج وہی حصص بیری جایداد ہاے منقولہ و زرہاے نقد و حصص قرضہ و سرمایہ و کفالتون کے تابع اون شرائط کے جو واسطے اونکے یا اونکی ماں کے نان و نفقہ اور ترقی کے از روے قانون محکوم مین پاوینگے وہ مستحق ہونگے جنکے اون کے باپ یا ماں اوس حالت مین مستحق ہوتے اگر باپ یا ماں مذکور زندہ رہتے اور ہشارہ سال کی عمر کو پہونچ جاتے اور بصورت فوت ہو جانے میرے جملہ پسران کے بغیر چھوڑنے کسی اولاد کے جو اوس حصہ یا حصص کا مستحق ہو جو اونکے یا اونکے باپ کو دئے گئے ہین تو مین یہ ہدایت کرتا ہون کہ وہ جایداد جو اوس وقت بقیہ بیری جایداد کا ہو اون اشخاص کے تقسیم کیجائیگی جو حق اونکے حسب احکام ایکٹ وراثت پارسی بلا وصیت کے ہون"۔

پروبیٹ وصیت نامہ وو اُستنا سے سماۃ دھن بائی جی (مدعا علیہا نمبر ۱) اور جیوا جی دارا شاہ (مدعا علیہ نمبر ۲) کو عطا کیا گیا اور مطابق فقرہ بیست و ششم وصیت نامہ مذکور کے نامبردگان نے نصف آمدنی جایداد غیر منقولہ کی اول مدعا علیہا دھن بائی جی کو ادا کی۔

مزید براں عرضی دعویٰ مین یہ بیان ہے کہ فیروز شاہ (مدعا علیہ نمبر ۴) بعمر پچیس سال اور دارا شاہ (مدعا علیہ نمبر ۵) بعمر ہشارہ سال ہے۔

از روے حکم صاحب جج مصدورہ نالش متذکرہ بالا نمبر ۹۱۱ سنہ ۱۸۹۵ء مدعی حسب دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) رسیور جایداد ہاے متروکہ کا بہ اختیار کرنے نالش واسطے وصول روپیہ کے جایداد ہاے مذکور سے مقرر کیا گیا۔

عرضی دعویٰ کے فقرات ذیل مین بیان مدعی مندرج ہے۔

"۱۰ - منجر ہاے کار خانہ مذکور یہ بحث کرتے ہین کہ حسب تعبیر صحیح وصیت نامہ مذکور کے دھن بائی جی مذکور مستحق حق مین حیاتی کی کل آمدنی نصف جایداد ہاے مصرحہ فہرست الف مذکور ہے اور یہ کہ اب فیروز شاہ مذکور کو بقیہ جایداد مین حق بر طبق وفات سماۃ دھن بائی جی مذکور کے ایک نصف جایداد مذکور حاصل ہے۔

۱۱ - لیکن مدعا علیہم یہ حجت کرتے ہین کہ حسب فقرہ وصیت نامہ مذکور سماۃ دھن بائی جی مذکورہ صرف ایک مین آمدنی نصفی مذکور کی واسطے نفع اپنے پسران فیروز شاہ و دارا شاہ مذکور کے ہے اور یہ کہ وہ مستحق ہے کہ کل آمدنی جو اوسکو حوالہ کی گئی واسطے نفع دارا شاہ مذکور کے صرف کرے لیکن منجر ہاے کار خانہ مذکور یہ حجت کرتے ہین کہ اگر بربناے تعبیر صحیح وصیت نامہ مذکور کے دھن بائی جی مذکورہ صرف ایک امین ہے جیسی کہ مدعا علیہم نے حجت کی ہے تو فیروز شاہ مذکور قطعی مستحق نصف حصہ کا نصفی مذکور مین ہے"۔

۱۸۹۹ء
تمنا
بنام
دہن بائی جی

۵ مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز تملیک مورخہ ۹- فروری ۱۸۹۵ء کے فیروز شاہ مدعا علیہ نے اپنا کل حق واقع جائداد اپنے باپ اور نیز کل حق واقع جائداد اپنے چچا کا بنام اسناد مدعا علیہم (نمبر ۵ و ۶) کے بغرض بعض امانتون کے منتقل کیا اور یہ کہ از روے دستاویز انتقال مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء کے دہن بائی جی نے اپنا کل حق حین حیاتی واقع بقیہ جائداد شوہر بحق اپنے پسر دارا شاہ (مدعا علیہ نمبر ۲) کے ترک کیا تھا - مدعی نے یہ حجت کی کہ یہ دستاویزات بہ نیت حق تلفی و توقف مین ڈالنے قرضخواہان کے تحریر کی گئی تھین اور غیر قابل پابندی تھین -

یہ نالش بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۶ء دائر کی گئی تھی - نالش مین یہ استدعا تھی کہ وصیت نامہ کو بیان یوسن جی و دارا شاہ کی تعمیل کیجائے اور نیز حقوق دہن بائی مدعا علیہا و فیروز شاہ کے دریافت اور قرار دیے جائین - سوم یہ کہ واسطے وصول کرنے نصف آمدنی اوراد مین سے علحدہ کرنے حصہ مسماۃ دہن بائی یا فیروز شاہ یا دونون کے اور واسطے ادا کرنے حصہ مذکور کے مدعی کو بایفاے ڈگری بصدرہ نالش نمبر ۴۸ ۱۸۹۶ء تاوقتیکہ ایفاے ڈگری مذکور کامل طور پر ہو جائے ایک رسیور مقرر کیا جائے (سوم) اگر ضرورت ہو تو واسطے انتظام جائداد موصی مذکور کے اور (چہارم) اگر ضرورت ہو تو واسطے استقرار اس امر کے کہ دستاویزات مورخہ ۹ فروری ۱۸۹۵ء و ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء بمقابلہ مدعیان غیر موثر ہین وغیرہ وغیرہ ڈگری صادر کیجائے -

مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ خود مسماۃ دہن بائی کو کوئی حق انتفاعی حسب وصیتنامہ مذکور حاصل نہ تھا لیکن اوسپر لازم تھا کہ وہ آمدنی جو اوسکو ادا کیجاوے پرورش اور تعلیم اپنے پسران فیروز شاہ اور دارا شاہ مین صرف کرے اور اوسکو اختیار تمیزی واسطے صرف کرنے جزو کثیر پرورش پسر خورد یعنی دارا شاہ مین حاصل تھا اور یہ کہ آمدنی مذکور واسطے اغراض مذکورہ کے مشکل سے کافی تھی - نیز نامبردگان نے دو دستاویزات مندرجہ بالا پیش کین -

خاص امور جو بوقت سماعت پیش کئے گئے یہ تھے (اول) نسبت اون حقوق کے جو دہن بائی جی اور فیروز شاہ کو حسب وصیت نامہ موصی حاصل ہوے - (دوم) نسبت جواز دستاویزات مورخہ ۹- فروری ۱۸۹۵ء و ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء بمقابلہ مدعیان (قرضخواہان) کے (سوم) نسبت اس امر کے کہ آیا قرقی جو مدعی نے بماہ ستمبر ۱۸۹۵ء کو کرائی جائز تھی یا نہین -

مسٹر رکیس (مع مسٹر سکاٹ) منجانب مدعی - حسب وصیت نامہ مذکور دہن بائی نے ایک قطعی حق انتفاعی حین حیاتی حاصل کیا جو تابع کسی بار کے نہ تھا - مقدمات لیہ بنام لیہ (۱) وہائٹ بنام ۶

(۱) ۱۸۸۳ء جورسٹ جلد ۱۲ صفحہ ۹۰۷

۱۸۹۹ع
تعبا ر
بنام
دہن بائی جی

بلیک برن (۱) و بیکٹ بنام بیکٹ (۲) و لیمب بنام ایمس (۳) و بمعاملہ کلٹن (۴) و رسالہ مقدمات ہادی مولفہ وہیٹ و ٹیوڈر صاحبان (طبع ہفتم) جلد دوم صفحہ ۲۴۳ - ملاحظہ طلب - تملیک نامہ مورخہ ۹ - فروری ۱۸۹۶ء بمقابلہ مدعی کالعدم ہے - دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد و (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) و مقدمہ سنز پندر بنام کل بارستی (۵) ملاحظہ طلب - اسی طور پر انتقال مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۶ء جو دہن بائی نے کیا کالعدم تھا - مقدمات فاطمہ بی بی بنام وب ناتھ (۶) و کاشی بائی بنام سرکل (۷) و رسالہ انتقال فریبی صفحات ۱۸ و ۲۰۲ مولفہ مے صاحب و مقدمہ کیطر فہ آیر (۸) و مقدمہ ایشان چندر بنام بشو سر دلال (۹) و دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ملاحظہ طلب - حق دہن بائی جی کا جایداد غیر منقولہ تھا اور قرقی اوسکی حسب دفعہ ۲۷۲ صحیح طور پر عمل میں آئی -

مسٹر میکفرسن و مسٹر ریوٹ کارنگ بجانب اُمنا - تملیک نامہ تکمیل کو پہنچ گیا تھا بہ رضا و رغبت تحریر نہیں ہوا تھی - بمعاملہ جانسن (۱۰) و مقدمات ہوس بنام ہیٹی (۱۱) و فریئر بنام پوپ (۱۲) و طامسن بنام وبلیشر (۱۳) ملاحظہ طلب - قرقی بعد تملیک نامہ کے ہوئی اور اسلئے غیر موثر تھی -

مسٹر لو نڈیز مع مسٹر لنگ (ایڈوکیٹ جنرل) بجانب مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ - دہن بائی و فیروز شاہ و دارا شاہ - نسبت حق مسماۃ دہن بائی حسب وصیت نامہ مذکور رسالہ متعلقہ وصیت مولفہ تھیوبالڈ صاحب صفحات ۴۰۳ و ۴۳۴ و ۴۴۰ و بمعاملہ بوتھ (۱۴) و مقدمات ڈیرل بنام ولسن (۱۵) و نگلیر بنام نیٹ (۱۶) و بمعاملہ کو لین (۱۷) و رسالہ وصیت نامجات مولفہ جیرمن صاحب صفحہ ۱۴۰۳ ملاحظہ طلب - انتقال مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۶ء جو مسماۃ نے کیا جائز تھا وہ بغرض حق تلفی قرضخواہان کے تحریر نہیں

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۲ صفحہ ۹۷ (سنہ ۱۸۳۳ء) (۲) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈز جلد ۱ صفحہ ۶۴۶ (سنہ ۱۸۷۴ء) ... صفحہ ۴۹ (سنہ ۱۸۶۰ء)
(۳) لا رپورٹ چانسری جلد ۱ صفحہ ۵۹۹ (سنہ ۱۸۷۶ء) (۴) رپورٹ چانسری جلد ۴ صفحہ ۳۴۰ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحات ۷۰۰ و ۷۰۵ (سنہ ۱۸۹۶ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۰۸ - ۵۱۱ (سنہ ۱۸۹۲ء)
(۷) " " " بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۷۱۵ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۸) لا ٹیمس سلسلہ جدید جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ (سنہ ۱۸۹۴ء)
(۹) " " " کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۵۰ (سنہ ۱۸۹۳ء) (۱۰) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۹ (سنہ ۱۸۸۱ء)
(۱۱) رپورٹ کے و جانسن مجالس جلد ۲ صفحہ ۹۰ (سنہ ۱۸۵۵ء) (۱۲) لا رپورٹ چانسری جلد ۶ صفحہ ۵۳۸ (سنہ ۱۸۶۷ء)
(۱۳) رپورٹ ڈرووری صاحب جلد ۳ صفحہ ۷۰۹ (سنہ ۱۸۵۹ء) (۱۴) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۶۰۲ (سنہ ۱۸۹۴ء)
(۱۵) رپورٹ کین صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۵۳ء) (۱۶) رپورٹ سمس صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰ (سنہ ۱۸۴۰ء)

(۱۷) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۹ صفحہ ۴۴۳ (سنہ ۱۸۸۸ء)

سنہ ۱۸۹۵ء
نشتا بنام دہن بائی جی

کیا گیا تھا بلکہ بغرض ادن کے ادا کیے گئے تھے۔ مقدمہ ٹڈلٹن بنام پالک (۱) ملاحظہ طلب۔ کوئی قرقی جائز حق مساۃ دہن بائی کی نہیں ہوئی۔ جبکہ ایسی صورت ہے تو نالش مدعی بمقابلہ مساۃ مذکور صحیح نہیں ہے

طیب جی صاحب جسٹس۔ وہ حالات جن میں نالش ہذا دائر کی گئی ہے حسب ذیل ہیں۔ ایک شخص کپتان یوسن جی دارا شاہ ۱۸۹۰ء میں فوت ہوا اوسکے قبضہ میں جایداد کثیر ہر دو قسم یعنی منقولہ وغیر منقولہ تخمینًا کل قیمتی قریب دو لاکھ روپیہ کے تھی۔ یوسن جی اپنی زوجہ دہن بائی جی مدعا علیہا اور اپنے دو پسر فیروز شاہ و دارا شاہ مدعا علیہما اور ایک دختر مساۃ مہربائی کو جو بعدہ فوت ہو گئی چھوڑ کر فوت ہوا۔

یوسن جی نے ایک وصیت نامہ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء چھوڑا جسکا پروبیٹ اوسکے دو اوصیا اور آسنار یعنی دہن بائی جی و جیواجی وفشا گماشتہ ہی مدعا علیہما نے حاصل کیا تھا۔ وصیت نامہ مذکور (دستاویز حرف د) میں متعدد انتظامات بغرض فایدہ موصی کی بیوہ اور پسران اور دختر کے مندرج ہیں اور بعد کرنے متعدد ہبہ جات کے بقیہ ترکہ موصی حسب ذیل منتقل کیا گیا۔ فقرہ ہشتم میں موصی نے یہ تحریر کیا [حاکم ممدوح نے فقرہ مندرجہ بالا پڑھا اور یہ فرمایا]۔

فیروز شاہ پسر موصی چند سال پیشتر بالغ ہوا اور دارا شاہ پسر اوسکا ماہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں بالغ ہوا از روے ڈگری (کاغذ حرف الف) مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۵ء جو نالش نمبر ۱۸۹۵ء صادر ہوئی جسمیں شرکاے کارخانہ مدعی تھا کیر اینڈ کمپنی مدعیان تھے اور دہن بائی جی و فیروز شاہ مدعا علیہ تھے مدعا علیہما کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ کارخانہ مدعی کو سیم کا حصہ ۱۰۱/۴ اور سود زر مذکور بشرح فی صدی سالانہ تا روز وصول ادا کریں۔ از روے حکم مورخہ ۲ ماہ اگست ۱۸۹۵ء شرکاے کارخانہ مدعی نے باجراے ڈگری مذکور وہ کرایہ جو مساۃ دہن بائی جی مدعا علیہا کو بابت ماہ جولائی ۱۸۹۵ء کے منجانب اوصیاے جایداد شوہر مساۃ مذکور بموجب شرائط وصیت نامہ اوسکے شوہر کے واجب الادا تھا حسب دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے قرق کیا گیا۔

بر طبق اسکے مدعا علیہما اول و دوم نے بحیثیت اوصیاے وصیت نامہ مذکور ایک عرضی جلاس ایک حاکم سے واسطے منسوخ کرانے قرقی مذکور کے حاصل کیا۔ اس عرضی کو اسٹارلنگ صاحب جسٹس نے بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۵ء طے کیا (دیکھو کاغذ نمبر ۱) اور قرقی مذکور اس بنا پر منسوخ کی گئی کہ مساۃ دہن بائی جی صرف ایک امین تھی اور اوسکو کرایہ مذکور میں کوئی حق انتفاعی حاصل نہ تھا

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ (۱۸۷۶ء)

۱۸۹۹ء
منشا
بنام
دہن بائی جی

حسب حکم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء جو مطابق دفعہ ۲۸۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے صادر کیا گیا تھا۔ شرکاے کارخانہ مدعیان نے جایداد ہاے غیر منقولہ متعلقہ ترکہ موصی مذکور کو اس بنا پر قرق کرایا دونوں مدیونان ڈگری کو اوس میں حق حاصل تھا۔

از روے حکم ایک حاکم (کاغذ حرف ج) صادرہ نالش نمبر ۱۸۸ سنہ ۱۸۹۵ء مورخہ ۲۵ -
۸ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کے مدعی حسب دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی رسیور جایداد ہاے مقروقہ کا باختیار دائر کرنے نالشات بحیثیت رسیور واسطے وصول اور تحصیل کرنے جایداد ہاے مذکورہ کے یا بہیچ دیگر جیسا بطور پر کہ اوسکو مشورہ دیا جاے مقرر کیا گیا تھا۔

چنانچہ نالش ہذا مدعی نے بحیثیت رسیور حسب حکم متذکرہ بالا (کاغذ حرف ج) باین استدعا دائر کی کہ وصیت نامہ موصی کی تعبیر کیجاے اور حقوق دہن بائی جی و فیروزشاہ مندرجہ وصیت نامہ مذکور دریافت کیے جائیں اور قرار دیے جائیں اور حصص دہن بائی جی و فیروزشاہ واقعہ کرایہ مذکور مدعی کو بہ ایفاے ڈگری اوسکے ادا کیے جائیں اور اگر ضرورت ہو تو انتظام جایداد موصی کا کیا جاے اور حصص دہن بائی جی و فیروزشاہ نیلام کیے جائیں اور زر ثمن حصص مذکور سے ایفا کلی یا جزوی مدعی کی ڈگری کا کیا جاے۔

نالش مذکور ابتداءً بمقابلہ دو اوصیا اور صرف دو پسران موصی کے دائر کی گئی لیکن چونکہ بیان تحریری مدعا علیہ سے یہ ظاہر ہوا کہ نامبردگان دستاویز تملیک (کاغذ نمبر ۱۳) مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۹۵ء نوشتہ فیروزشاہ پر استدلال کرتے تھے جسکے ذریعہ سے اوس نے اپنا کل حصہ و حق واقع جایداد اپنے پدر اور اپنے چچا دنشا کا واسطے چند ماتون کے منتقل کیا تھا۔ لہذا مدعی نے یہ ہدایت کی کہ اٹھاے تملیک نامہ مذکور (یعنی ششم و ہفتم مدعا علیہما) بطور مدعا علیہ فریق بنائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مدعا علیہم نے بذریعہ اپنے بیان تحریری کے یہ بھی بیان کیا کہ دہن بائی جی مدعا علیہا نے از روے دستاویز انتقال (کاغذ نمبر ۹) مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۵ء جو اوس نے تحریر کی تھی حق حین حیاتی اپنا بحق دارا شاہ مدعا علیہ ترک و منتقل کیا اور یہ کہ اب حق مذکور واسطے ایفاے ڈگری مدعی کے قابل حصول نہیں ہے۔ مدعا علیہم نے یہ بھی بحث کی کہ بطور امر واقعی از روے تعبیر صحیح وصیت نامہ کے مسماۃ دہن بائی جی کو حسب فقرہ ششم کچھ بھی حق موصی کی جایداد غیر منقولہ میں حاصل تعین ہوا اور اگر اوسکو حق حاصل بھی ہوا تو حق مذکور کبھی بطور جائز قرق نہیں کیا گیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر مدعا علیہم

سنہ ۱۸۹۹ء
ننھا
بنام
وزیرن بائی بی

نے یہ بحث کی کہ وزیرن بائی بی کو حسب فقرہ ہشتم وصیت نامہ اوسکے شوہر کے کوئی حق انتفاعی حاصل نہین ہوا بلکہ مسماۃ محض امین اپنے اطفال کی تھی اور یہ کہ اگر اوسکو حسب فقرہ مذکور کوئی حق حاصل بھی ہوا تو وہ ایک حق واقعہ جایداد منقولہ تھا جو حسب دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ڈگری نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے قرق کیا جانا چاہیے تھا اور یہ کہ حق مذکور کوئی حق جایداد غیر منقولہ مین نہ تھا اور اسلئے قرقی حسب دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی غیر موثر اور ناقابل نفاذ تھی۔

لہذا مدعاعلیہم نے یہ بحث کی کہ یا تو وزیرن بائی بی کو کوئی حق قابل قرقی حاصل نہ تھا یا اگر اوسکو حاصل تھا تو اب حق مذکور وارثشاہ مدعاعلیہ کو بوجہ دستاویز انتقال مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۶ء (کاغذ نمبر ۸) کے جایز طور پر پہونچ گیا۔

نسبت حق فیروزشاہ کے مدعاعلیہم یہ بحث کرتے ہین کہ حق مذکور واسطے فائدہ خود فیروزشاہ اور اوسکے خاندان کے حسب دستاویز مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۹۶ء (کاغذ نمبر ۱۲) منتقل کیا گیا اور اسلئے اوسکو کوئی ایسا حق باقی نہین رہا جو حسب حکم مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء (کاغذ حرف ب) کے قرق کیا جا سکتا اور اسلئے نالش مدعی ڈسمس کیجانی چاہیے۔

بخلاف اسکے مدعی نے یہ بحث کی کہ مسماۃ وزیرن بائی بی کو آمدنی جایداد موصی مین حق حین حیاتی حاصل ہوا۔ اور یہ کہ حق مذکور واقع جایداد غیر منقولہ ہے اور اسلئے وہ (ازروے حکم (کاغذ حرف ب) حسب دفعہ ۲۷۴ جایز طور پر قرق کیا گیا اور اسلئے دستاویز انتقال مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۶ء (کاغذ نمبر ۸) بمقابلہ مدعی حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کالعدم ہے۔ مزید برآن مدعی نے یہ بحث کی کہ تملیک نامہ حق فیروزشاہ مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۹۶ء اور دستاویز انتقال حق مسماۃ وزیرن بائی مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۶ء بمقابلہ مدعی حسب دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کالعدم ہین۔

مین نسبت ان مباحثات مختلف کے علی الترتیب تجویز کرونگا۔ اول امر یہ ہے کہ آیا مسماۃ وزیرن بائی کو حسب فقرہ ہشتم وصیت نامہ موصی کے کوئی حق حاصل ہوا اور اگر ہوا تو کیا۔ بجانب فریقین روبرو میرے فیصلہ جات کثیر التعداد کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن چونکہ تعبیر ہر وصیت نامہ کی اوسکی عبارت خاص پر بتعلق جملہ انتظامات مندرجہ وصیت نامہ بحیثیت مجموعی منحصر ہے۔ لہذا مین یقین کر سکتا ہون کہ کوئی مقدمہ منجملہ اون مقدمات کے جنکا حوالہ روبرو میرے دیا گیا ہے ہرگز نسبت اوس امر کے قطعی ہے جسپر مجھکو غور کرنا ہے لیکن مقدمات مذکور مین صاف طور پر وہ اصول مندرج ہین جنپر عدالت کو چاہیے کہ اس قسم کی عبارت کی تعبیر کرنے مین لحاظ کرے اور مین ان فیصلجات سے یہ نتیجہ

۱۸۹۹ء
متفرقہ
بنام
دہن بائی جی

اخذ کرتا ہوں کہ عدالت محض ایک خواہش یا تمنا یا وثوق یا امید موصی کو نسبت اوس امر کے نافذ یا واجب التعمیل تصور نہ کریگی کہ جو بموجب اوس کے مرسل الیہ کو لازم ہے یا اوسکو چاہیئے یا اوس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ وہ اوس سرمایہ کو واسطے فائدہ دیگر اشخاص کے صرف کرے گا۔ بخلاف اسکے عدالت بالضرور اوس ہدایت یا امانت کو (جو بحق اشخاص ثالث کے ہو) واجب التعمیل اور قابل پابندی اوس صورت مین خیال کریگی اور نافذ فرمائیگی کہ جب ایسی ذمہ داری واجب التعمیل وصیت نامہ مذکور سے صاف طور پر دریافت ہو سکے۔ دیکھو مقدمات لیہ بنام لیہ (۱) و بائن بنام بلیک برن (۲) و نیکٹ بنام ٹیکٹ (۳) مقدمہ لیمب بنام ایز (۴) جمیس صاحب وائس چانسلر نے متعدد فیصلہ جات سابق ثابت ہونے سکے اور یہ رائے ظاہر کی کہ عدالت چانسری کی مہربانی نفضول متعلق بدخل کرنے امانتون کے (جبکہ اکثر صورتون مین منشاء پدر خاندان کا ہرگز کوئی امانت قائم کرنے کا نہ تھا) فی الحقیقت ایک نہایت بیرحم مہربانی تھی" نیز دیکھو معاملہ ہٹچنس (۵) و معاملہ ایڈمس (۶) و مقدمہ گلمرٹ بنام جینٹ (۷) و رسالہ مقدمات ہدایتی وائٹ و ٹیوڈر صاحبان (طبع ہفتم) جلد دوم صفحہ ۳۴۰۔

اوس مقدمہ مین جو روبرو میرے ہے یہ حق حیاتی بنام مساۃ دہن بائی جی کیا گیا ہے کہ مساۃ مذکورہ اوس مین سے پرورش و تعلیم و تربیت اطفال موصی کی کرے بر تحقیق غور کرنیکے عبارت متعلقہ موصی پر اور متعلق کرنے اصول مندرجہ اسناد محولہ بالا کے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعمیل منشاء موصی کی نہایت عمدہ طور پر بذریعہ اس تجویز کے ہوگی کہ بیوہ مذکور کو حق حین حیاتی حاصل ہو لیکن تابع ذمہ داری پرورش و تعلیم و ترتیب اطفال مذکور کے۔

از روے فقرہ ہفتم موصی نے اپنی بیوہ کو تا حیات اوسکے حق استعمال مکان مسکونہ خاندان اور اسباب کا جو اوسمین تھا عطا کیا تھا لیکن اوس نے کوئی انتظام اوسکے نان و نفقہ کا نہین کیا اور اسلئے یہ خیال کرنا غیر عقل ہے کہ اوس نے واسطے اخراجات نان و نفقہ وغیرہ مساۃ کے از روے فقرہ ہشتم اپنے وصیت نامہ کے انتظام کیا ہے۔ اسی طور پر اوس نے اپنے دو پسران کو کل بقیہ اپنی جایداد (بعد وفات اپنی بیوہ کے) دی ہے لیکن اوس نے واسطے اونکی پرورش وغیرہ کے زمانہ حیات مساۃ مذکورہ کے کچھ انتظام نہین کیا۔ از روے اوس تعبیر کے جو مین فقرہ ہشتم وصیت نامہ مذکور کی کرتا ہون

(۱) جورسٹ جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۷ ([illegible]ء)
(۲) لا جرنل چانسری جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۲ ([illegible]ء)
(۳) لا رپورٹ سپیریکوٹی جلد ۱ صفحہ ۴۹۷ ([illegible]ء)
(۴) لا رپورٹ چانسری جلد ۵ صفحہ ۵۰۵ ([illegible]ء)
(۵) رپورٹ چانسری جلد ۸ صفحہ ۳۴۰ (۱۸۹۵ء)
(۶) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ (۱۸۹۴ء)
(۷) رپورٹ سمن صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۳ ([illegible]ء)

۱۸۹۹ء

تنہا

بنام

۱۱ دہن بائی جی

یہ نقایص رفع ہوتے ہیں اور بیوہ اور اطفال دونون کے لیے نسبت امور مذکور کے انتظام بخوبی ہو جاتا ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونون دختران موصی اب فوت ہوگئی ہیں اور صرف دو باقیماندہ اطفال یعنی فیروز شاہ اور سردار شاہ بالغ ہو چکے ہیں۔ اون دونون کی تعلیم ختم ہوگئی ہے مزید برآن علاوہ اوس جایداد کثیر کے جو نابروگان کو حسب وصیت نامہ موصی کے ملی ہے یعنی قریب دولاکھ روپیہ کے اون دونون کو حسب وصیت نامہ اونکے چچا دنشا (کاغذ حرف ہ) کے نہایت کثیر دولت قریب ایک لاکھ روپے سے کے حاصل ہوئی ہے اور اب اون میں سے کسی کو ضرورت نہین ہے کہ اونکی پرورش دہن بائی جی کرے۔ لہذا مین یہ تجویز کرتا ہون کہ وہ ذمہ داری جو مسماۃ دہن بائی جی پر تھی اب رفع ہوگئی ہے اور اب وہ مستحق حق معین میانی کی بری ہے جو ذمہ داری پرورش اطفال موصی سے ہے۔ (دیکھو معاملہ کولین (۱) ہور سالہ وصیت نامجات مولفہ ہرسن حسب صفحات ۱۷۳ و ۳۷۴)

نسبت نوعیت اوس حق کے جو مسماۃ دہن بائی جی کو حاصل ہوا میری یہ رائے ہے کہ حق مذکور (جہان تک کہ وہ ایسا فائدہ ہے جو اراضی سے حاصل ہوتا ہے ایک جایداد غیر منقولہ حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲ فقرہ (۵) ایکٹ عبارت عامہ (نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۸ء) کے متصور ہونا چاہیے مین یقین خیال کرتا ہون کہ حق مذکور حسب دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) صرف نان و نفقہ کا ہے لہذا میری رائے مین یہ لازم آتا ہے کہ حق مسماۃ دہن بائی تاریخ ۲۔ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء از رو ے حکم مذکور (کاغذ حرف ب) حسب دفعہ ۲۷۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مناسب اور واقعی طور پر قرق کیا گیا اور اسلیے دستاویز انتقال مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۵ء (کاغذ نمبر ۸) بمقابلہ مدعی حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ناجایز ہے۔

لیکن مزید برآن میری یہ رائے ہے کہ قطع نظر قرقی مذکور (کاغذ حرف ب) دستاویز انتقال دہن بائی جو اونکے خاص پسر سردار شاہ کے حق مین ہے بمقابلہ مدعی حسب دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ناجایز تجویز ہونی چاہیے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جملہ فریق دستاویز انتقال کو ڈگری مدعی اور اوسکی اس کوشش کا کہ بذریعہ قرقی جایداد مرہونہ مدیونان ڈگری کے اوسکا ایفا کرائے علم تھا غرض بجز انتقال مذکور کی میری دانست مین بچانا جایداد کا قرضخواہان سے تھا اور اوسکی مراد یہ تھی کہ مدعی کی ڈگری سوخت ہوجاے اور اسلیے مجھکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ انتقال مذکور بمقابلہ مدعی فریبی اور کالعدم تھا۔

مزید برآن مجھکو معاوضہ مبلغ ۵۰۰ روپے مندرجہ دستاویز مذکور نہایت ناکافی تصور کرنا چاہیے کیونکہ میری راے مین بابت حق مسماۃ دہن بائی جو بقدر ۳۰۰ روپیہ ماہوار کے تھی (دیکھو کاغذ حرف (و) ۱۲

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۱۷۴ (سنہ ۱۸۸۳ء)

اوس معاوضہ سے جو عوض اوسکے ادا کیا گیا بہت زیادہ قیمتی تھی اندرین حالات مجھکو یہ تجویز کرنا ہے کہ حق سماۃ دھن بائی جی جایز طور پر فرق کیا گیا ہے اور وہ بابزائے ڈگری مدعی کارآمد ہے۔ نسبت حق فیروزشاہ کے واضح ہو کہ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ اگر دستاویز تملیک مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۵ء (کاغذ نمبر ۱۳) صحیح تھی تو حق مذکور از روے حکم مورخہ ۲ جولائی ۱۹۰۵ء کے جایز طور پر فرق کیا گیا ہے۔ تو دیکھنا چاہیے کہ آیا دستاویز مذکور بمقابلہ مدعی جایز ہے یا نہیں۔ مدعا علیہم یہ بحث کرتے ہیں کہ دستاویز مذکور مدعی جایز ہے کیونکہ غرض تملیک نامہ مذکور کی یہ تھی کہ فیروزشاہ کی حق تلفی ہو۔ یا اون کو توقف ہو بلکہ یہ تھی کہ انتظام واسطے فایدہ فیروزشاہ اور اوسکے خاندان کے بعد ادا کرنے اون جملہ قرضخواہان فیروزشاہ کے (دیکھو کاغذ نمبر ۲-(الف)) جو اوسوقت معلوم تھے کیا جاے اور یہ کہ معاوضہ ... مندرجہ دستاویز مذکور ایک کافی معاوضہ قیمتی واسطے تائید دستاویز مذکور کے تھا لیکن میری یہ راے ہے کہ مدعا علیہ کی حجت پذیرا نہیں ہوسکتی معاوضہ مابالبحث قیمت چند حصص متعلق جایداد موصی کی تھی (دیکھو کاغذ نمبر ۱) جنکے دارا شاہ و فیروزشاہ قطعی طور پر مستحق تابع حق حین حیاتی سماۃ دھن بائی جی کے تھے جو اوسکو حصص مذکور مین حاصل تھا یہ بھی صحیح ہے کہ حصص وغیرہ بغرض ادا کرنے قرضہ فیروزشاہ کے فروخت کیے گیے تھے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ حصص مذکور بغیر رضامندی سماۃ دھن بائی جی اور دارا شاہ کے فروخت نہین کیے جا سکتے تھے لیکن یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ سماۃ دھن بائی جی خود بہ شراکت فیروزشاہ کے متعدد قرضخواہان کی بابت مقروض تھی اور منجملہ ... کے صرف ... سے کم اون قرضجات کے ادا کرنے مین صرف نہین ہوے جو بالاشتراک بذمہ فیروزشاہ و خود سماۃ دھن بائی جی کے واجب الادا تھے۔ لہذا جہان تک کہ سماۃ دھن بائی جی کو تعلق ہے یہ نہین خیال کیا جا سکتا ہے کہ اوس نے کوئی قابل بیان معاوضہ قیمتی بابت تملیک مذکور کے ادا کیا ہے۔ نسبت دارا شاہ کے واضح ہو کہ بدرجہ غایت جو کچھ کہ اوس نے دیا اوسکا حق عودی نصف زر قیمت مذکور مین بعد وفات سماۃ دھن بائی جی کے تھا۔ لہذا حق اوسکا بدرجہ غایت تسلیم کرکے معاوضہ منجانب دارا شاہ قریب ... روپیہ سے زاید قایم نہین کیا جا سکتا ہے۔ مین اس رقم کو بلحاظ مالیت کثیر حق فیروزشاہ واقع جایداد مذکور کے جسکی بابت تملیک عمل مین آئی اور جو بدرجہ اقل ایک لاکھ روپے سے مالیت مین کم نہ تھا نہایت ناکافی خیال کرتا ہون۔

۱۲ لہذا جہان تک کہ معاوضہ قیمتی کو تعلق ہے مین خیال کرتا ہون کہ وہ نہایت ناکافی

نمبر ۱۹۰۵ء
تھا
بنام
دھن بائی جی

۱۸۹۶ء

تھا
بنام
دھن بائی جی

تھا لیکن مزید برآن داراشاہ (بوقت فروخت حصص مذکور یعنی جزو آخر ۱۸۹۶ء میں اور نیز بوقت تملیک نابالغ تھا - نامبردہ فی الحقیقت سن بلوغ کو اکتوبر ۱۸۹۶ء تک نہیں پہونچا تھا - لہذا یہ عیاں ہے کہ اوسکی رضامندی کی نسبت بیع حصص و انفصال تملیک کے جسوقت کہ وہ ظاہر کی گئی محض بیکار تھی - یہ صحیح ہے کہ اوس نے تملیک نامہ مذکور بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۶ء بعد پہونچنے سن بلوغ کے منظور کیا لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ امر مذکور سے کچھ فرق نہیں ہوتا کیونکہ اوس وقت اوسکو ڈگری کا علم ہو چکا تھا حسب دفعات ۱۰ و ۱۱ - ایکٹ معاہدہ مجریہ ہند (نمبر ۹ بابت ۱۸۷۲ء) کے وہ بماہ فروری ۱۸۹۵ء میں مجاز نہ تھا کہ اپنے آپکو بذریعہ کسی معاہدہ جاتی کے پابند کرے (دیکھو مقدمات فاطمہ بنام دیپ ناتھ (۱) و کاشی بانام سری پت (۲) جنکی رو سے شبہ نسبت فیصلہ جات سابق مقدمات شستی بھوشن بنام جادو ناتھ (۳) و امرت بنام جیارام (۴) و محمد عارف بنام سرسوتی (۵) رفع کیا گیا ہے لیکن میرے لئے فیصلہ کرنا اس امر کا ضروری نہیں ہے کہ آیا اقرار نامہ منجانب کسی نابالغ کے قطعاً کالعدم ہے یا صرف حسب مرضی اوسکے قابل الفسخ ہے میرے لئے اس مقدمہ میں یہ تجویز کرنا کافی ہے کہ داراشاہ نے معاوضہ کافی نہیں دیا اور یہ کہ اگر اوس نے دیا بھی تو وہ دستاویز مورخہ ۹ فروری ۱۸۹۵ء کا قطعاً پابند نہ تھا -

فریدہ بران نیلام حصص مذکور وغیرہ کا جاری پانچ ماہ قبل تحریر واقعی دستاویز مذکور (دیکھو کاغذ نمبر ۹) وقوع میں آیا تھا اور اگرچہ گفتگو نسبت تملیک نامہ مذکور کے قریب ۱۵ اگست یا ستمبر ۱۸۹۴ء کے ہوئی ہو تاہم مجھکو یہ اطمینان نہیں ہے کہ نسبت واقعی شرائط یا مضامین تملیک نامہ مذکور کے بابت دونوں قبل فروری ۱۸۹۵ء کے بحث کی گئی تھی چہ جائیکہ وہ قطعی طور پر طے ہو گئی تھیں فیروزشاہ ۱۸۹۵ء کے آخر تک بمقام حیدرآباد تھا اور یہ امر مجھپر آشکارا ہے کہ نامبردہ بحالت نارضامندی کے شریک دستاویز مذکور ہوا تھا -

واضح ہو کہ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ گو ڈگری مدعی کا نفاذ حرف (الف) ۱۳ - جون ۱۸۹۵ء تک حاصل نہیں کی گئی تھی مگر رقعہ جات پر جنپر وہ مبنی تھی فیروزشاہ و دھن بائی جی نے بماہ جنوری ۱۸۹۵ء
۱۳ میں دستخط کئے تھے قطع نظر اسکے دیگر رقعہ جات کا نفاذات حرف ز و ح و ط و ی پر بھی جنوری ۱۸۹۵ء میں دستخط کئے گئے تھے اور جبکل بتاریخ تملیک نامہ مذکور غیر مودعی تھے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ فیروزشاہ اور دھن بائی جی کو (جنہوں نے رقعہ جات مذکور تحریر کئے تھے) بالضرور معلوم تھا کہ اونکا روپیہ ادا نہیں ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۰۴۵ (۱۹۰۳ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۸ صفحہ ۴۸۷ (۱۹۰۴ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۳ (۱۸۹۰ء) (۴) " " بمبئی جلد ۱۵ ضمیمہ ۸۶ (۱۸۹۱ء) (۵) " " " کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۵۵ (۱۸۹۸ء)

۱۸۹۵ء

نقلا

بنام دہین بائی جی

اور از روے تملیک نامہ مذکور قرضخواہان کی ضرور حق تلفی ہوگی اور ادنکو توقف ہوگا۔ لہذا نسبت نامبردگان کے یہ نہیں خیال کیا جاسکتا ہے کہ اونہوں نے بابت رقعہ جات مذکور کے نیک نیتی عمل کیا لیکن جہاں تک کہ افنا کو تعلق ہے مین خیال کرتا ہوں کہ فعل اون کا بہ نیک نیتی تھا اور یہ کہ اون کو کچھ علم قرضہ جات مذکور کا نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دارا شاہ بھی اون سے واقف نہو علاوہ بریں اسکے یہ صاف ظاہر ہے کہ کچھ تحقیقات نہیں کی گئی او رنہ مسماۃ دہین بائی جی یا فیروزشاہ سے کوئی امور دریافت کئے گئے تحقیقات نسبت قرضخواہان کے اگست خواہ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء مین کی گئی او فضول اور بے احتیاط طریق تہی مسماۃ دہین بائی جی اور فیروزشاہ پر لحاظ کرکے مین نہ تو تحقیقات فریہ مابعد کا ٹہیک تاریخ دستاویز مذکور تک اہم تصور کرتا ہون گو شاید یہ فروگذاشت کلیتاً نیک نیتی سے ہو

اندریں حالات مجھکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ دستاویز تملیک مورخہ ۹۔ فروری سنہ ۱۸۹۵ء حسب دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء بمقابلہ مدعی کالعدم ہے یہ نتیجہ اخذ کرنے مین مین نے بیشک اس خیال سے وہ نظائر فروگذاشت نہیں کئے ہیں جنکا حوالہ منجانب وکلاء دیا گیا ہے یعنی بمعاملہ جانسن[1] و ہوسس بنام رنچی (۲) و فری مین بنام پوپ (۳) و طامسن بنام ویبسٹر (۴) یہ کل مقدمات کہ پیش اونمقدمہ سے جو میرے روبرو ہے تعلق قوی رکھتے ہیں۔ از روے ان نظائر کے یہ صاف طور پر ثابت ہے کہ اگر بوقت تحریر دستاویز کے معاوضہ قیمتی دیا گیا ہو یا اگر معاوضہ نہایت ناکافی خیالی نہ ثابت ہوا ہو یا اگر یہ ثابت نہ کیا گیا ہو کہ ارادہ صریحی فریقین کا یہ تھا کہ قرضخواہان کی حق تلفی ہو یا اونکو توقف ہو یا اگر متعاقدین بالکل بہ نیک نیتی عمل کرتے ہوں اور اگر اون اشخاص کو جنکی طرف سے معاوضہ دیا گیا یا علم نہو چہ جائیکہ یہ منشا رہو کہ حق تلفی دائنان کی ہوگی تو دستاویز جائز ہوگی ورنہ جائز نہوگی۔ چونکہ مین نے یہ امور بخلاف مدعا علیہم تجویز کئے لہذا مجھکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ دستاویز مذکور بمقابلہ مدعی ناجائز ہے پس میری یہ رائے ہے کہ مدعی ازجہاں تک کہ واسطے ایفاے ڈگری کے ضروری ہو مستحق نیلام کرانے حق و حصہ مسماۃ دہین بائی جی اور فیروزشاہ (دونوں) کا ہے

۱۵ میں اب اپنی تجاویز امور تنقیح طلب پر تحریر کرتا ہوں (حاکم ممدوح نے بعد بیان کرنے اپنی تجاویز کے یہ فرمایا) اور مین ڈگری مدعی صادر کرتا ہوں اور مین مدعی کو رسیور مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ دس روپیہ کو جو ماہانہ دہین بائی جی حسب فقرہ ہشتم وصیت نامہ کے ہے اوسوقت وصول

(۱) رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۴۹۳ و ۴۹۶ (سنہ ۱۸۹۵ء) (۲) رپورٹ کے ڈی جانسن صاحب جلد ۳ صفحہ ۹۰ (سنہ ۱۸۵۷ء)
(۳) لاء رپورٹ اپیل چانسری جلد ۵ صفحہ ۵۳۸ (سنہ ۱۸۷۰ء) (۴) رپورٹ ڈریوری صاحب جلد ۴ صفحہ ۶۳۲ (سنہ ۱۸۵۹ء)

۱۸۹۶ء

گرتا ہے کہ انفصاے زر ڈگری متعددہ نالش نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء ہو جائے اور میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ بغرض انفصاے ڈگری مذکور حق مساۃ دہن بائی جی مذکورہ اور فیروز شاہ واقع جائداد موصی بہا اوسقدر اوس میں سے کہ جس قدر ضروری ہو بذریعہ کمشنر کے نیلام کیا جائے اور زر ثمن اوسکا اداے یا بہ انفصاے جزو ڈگری مدعی و خرچہ نالش ہذا کے صرف کیا جائے مدعا علیہم کو خرچہ مدعی بابت نالش ہذا ادا کرنا چاہیے اور خود اپنا خرچہ برداشت کرنا چاہیے۔ مدعا علیہم اپنا خرچہ مابین اٹرنی و موکل کے اپنی اپنی جائداد سے امانتی سے وصول کریں۔

بنام دہن بائی کی (margin note)

ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی

اٹرنیان منجانب مدعیان۔ مسٹران پین و گلبرٹ و سیانی۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم۔ مسٹران واڈیا و گنڈی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء

۲۸ - جولائی

صفحہ کتاب انگریزی ۱۵

دہرمسی سندرداس وغیرہ مدعیان بنام احمد بھائی حبیب بھائی مدعا علیہ +

مالک و کرایہ دار۔ سرخط واسطے ایک سال کے۔ کل کرایہ کا پیشگی ادا کیا جانا۔ بربادی عمارت قبل انقضاے سرخط۔ استحقاق کرایہ دار نسبت واپسی کرایہ کے جو پیشگی ادا کیا گیا۔ حصہ رسدی۔ ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۸ ضمن (ہ)۔ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۶۵۔

اپریل سنہ ۱۸۹۶ء میں مدعا علیہ نے مدعیان کو ایک کرہ ایک گودام میں واسطے جمع کرنے مال کے بارہ ماہ کے لیے بعوض ؍۱۲۰۰ روپیہ کے اور دوسرا کرہ اوسی گودام میں بارہ ماہ کے لیے بعوض ؍۸۰۰ روپیہ کے کرایہ پر دیا۔ مدعیان قابض ہوئے اگست سنہ ۱۸۹۶ء میں بموجب دستور کے مدعیان نے ہر دو رقوم مذکورہ پیشگی مدعا علیہ کو ادا کیں اور رسید حاصل کی ۳۰ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بلا کسی قصور مدعیان کے کل گودام مشمول ہر دو کمروں کے آگ سے جل گیا اور بالکل ناقابل جمع کرنے مال کے ہو گیا بلحاظ اسکے مدعیان نے نالش واپسی حصہ رسدی اوس روپیہ کی جو مدعا علیہ کو ادا کیا گیا تھا دائر کی اور ۱۶

+ مقدمہ عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۲۴ ؍۳۹۳۷ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۹ء
دیمبر سی
نام
احمد بابائی

دفعہ ۱۰۸ ضمن (ہ) ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) و دفعہ ۶۵ - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) پر استدلال کیا۔

تجویز ہوئی - کہ مدعیان مستحق پانے ڈگری کے ہین معاوضہ کل سال کے واسطے تھا مرخطا یعنی کل معاہدہ کالعدم ہوگیا اور اسلئے بموجب دفعہ ۶۵ - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے مدعا علیہ پر جسنے کل مال پالیا تہا لازم ہے کہ معاوضہ اوس حصہ کا جو ضایع ہوگیا ادا کرے۔

یکم اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعا علیہ نے مدعیان کو ایک کمرہ ایک گودام مین جو نکل مل گودام موقوعہ کلابا شہر بمبئی کے نام سے مشہور تہا واسطے بارہ ماہ کے (یعنی من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۸۹۶ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء) بعوض (الکالوصہ) کے کرایہ پر دیا۔

۲۶ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو اوس نے مدعیان کو ایک دوسرا کمرہ اوسی گودام مین بارہ ماہ کے واسطے (یعنی من ابتدائے ۲۵ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء لغایت ۲۴ - اپریل سنہ ۱۸۹۷ء) بعوض (الماسہ) کے کرایہ پر دیا مدعیان دونون کمرون پر قابض ہوئے۔

۲۸ - اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو بموجب رواج کے مدعیان نے ہر دو رقوم مذکور (یعنی الکالوصہ و الماسہ) مدعا علیہ کو پیشگی ادا کین اور مدعا علیہ نے رسید بابتہ زر مذکور کے لکہدی اوسی روز مدعیان نے مدعا علیہ کو رقم مزید ۱۸ عہ کی بطور محصولات کرایہ دار بابت ہر دو کمرون کے واسطے میعاد مندرجہ بالا کے ادا کی یہ رقم مدعا علیہ کو بموجب شرائط کرایہ داری کے واجب الادا تہی اور مدعا علیہ نے رسید دی۔

مدعیان نے اپنا مال کمرون مذکور مین جمع کیا اور او نپر لغایت ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء قابض رہے اوس تاریخ کو جو بزمانہ وقوع طاعون دونون کمرون مذکور کے بلا کسی قصور مدعیان کے آگ سے جلگیا اور بالکل اوس مقصد کے لائق نرہا جسکے واسطے وہ کرایہ پر لیا گیا تہا۔

۱۷ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعیان نے واسطے واپسی جزو اوس رقم کے جو اونہون نے بابتہ قبضہ ایک سال دو کمرون مذکور کے ادا کی تہی لکہا مدعا علیہ نے واپس کرنے سے انکار کیا۔

بر طبق اسکے مدعیان نے یہ نالش دائر کی اور حصہ سدی رقوم متذکرہ بالا کی واپسی کا جو نامبردگان نے مدعا علیہ کو ادا کی تہین دعویٰ کیا۔

مدعیان نے سا ضہ بابت کمرہ اول گودام مذکور کے اور سالل لعہ بابتہ کمرہ دوم کے واسطے بابت محصولات کے واپس طلب کئے مزید بران مدعیان نے دعویٰ ا ر سہ کا بطور ۱۷

۱۸۹۸ء

دہرم سی بنام احمد بہائی

سود بشرح ۶ فیصدی تاریخ جل جانے گودام سے یعنی کل ۱۱۲ روپیہ کا کیا۔

نالش ابتداءً عدالت مطالبات خفیفہ مین دائر کی گئی تھی مگر بمطابق درخواست مدعا علیہ حسب دفعہ ۳۵ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء مع ترمیم حسب ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۵ء دفعہ ۱۳) مقدمہ اعلیٰ کورٹ مین منتقل کیا گیا۔

مسٹر ریوٹ کارنک منجانب مدعیان۔ مدعیان نے کرایہ کل سال کا ادا کیا ہے مگر انہون نے گودام کو صرف چھ ماہ استعمال کیا لہذا وہ مستحق واپسی ایک جزو اوس روپیہ کے ہین جو انہون نے مدعا علیہ کو ادا کیا تھا بموجب ضمن (ہ) دفعہ ۱۰۸ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے جب مکان جل گیا سرخط ایک سال کا مدعیان کی مرضی پر بتاریخ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کالعدم ہوگیا۔ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعیان نے ایک چٹھی مدعا علیہ کو باستعمال اس اختیار کے تحریر کی اوسوقت صرف نصف میعاد سرخط منقضی ہوئی تھی مگر انہون نے مدعا علیہ کو کرایہ کل سال کا ادا کیا تھا بموجب دفعہ ۶۵ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے مدعا علیہ پر اوسقدر رقم زر موصولہ کے واپس کرنا لازم ہے جو مساوی جزو کرایہ میعاد غیر منقضیہ کے ہو۔ دیکھو نیز دفعہ ۵۶ ایکٹ معاہدہ بنسبت حصہ رسدی کے دیکھو دفعہ ۳۶ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔

مسٹر کرک پٹرک منجانب مدعا علیہ۔ مدعیان مستحق کسی واپسی کے نہین ہین دفعات محولہ اس قسم کے مقدمہ سے متعلق نہین ہین دفعہ ۱۰۸ ضمن (ہ) ایکٹ انتقال جایداد نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین حکم واپسی کا نہین ہے اور نہ واپسی مدنظر ہے الفاظ کالعدم ہوگا سے محض یہ مراد ہے کہ بعد اوسوقت کے جبکہ کرایہ دار نے اپنا اختیار استعمال کیا ہو سرخط اثر پذیر یا قابل نفاذ نہوگا (دیکھو ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲ ضمن ی) صورت جو کل دفعہ مین مدنظر ہے صاف طور سے صورت ایسے کرایہ نامہ کی ہے جسمین شرط دخل اور اوقات معینہ پر ادا کرنے کرایہ کی جو بابت دخل مذکور وقتاً فوقتاً واجب ہو قرار پائی ہو۔ ایسی صورت مین جبکہ معاہدہ کالعدم ہوجاتا ہے حقوق مذکور بھی ختم ہو جاتے ہین لیکن دفعہ مذکور بصورت ایسے معاہدہ مسلمہ کے متعلق نہین ہے جو قبل اس معاہدہ کے ختم اور مکمل ہو چکا ہو۔ دفعہ مذکور کی بروسے وہ فعل کالعدم نہین ہو جاتا ہے جو وقوع مین آچکا ہو اس صورت مین مدعیان نے رقم کرایہ
ادا کی اور فوراً کامل طور سے استحقاق استعمال کرنے گودام کا ایک سال ۱۸
کے واسطے حاصل کیا اوس وقت معاہدہ کی پورے طور سے تکمیل ہوگئی اور

سنہ ۱۸۹۸ء

دوم سی
بنام
احمد بیگ

یعنی کہ ہو چکا وہ آیندہ کالعدم نہین ہو سکتا ہر دو فریق جو کچھ کہ از روے معاہدہ کے فرض ہی تھا کر چکے تھے۔ مدعیان نے قیمت ادا کی تھی اور مدعا علیہ نے گودام حوالہ کیا تھا اس امر سے کہ بعد ازان ایک حادثہ واقع ہو گیا جسکی وجہ سے مدعیان اوس فائدہ سے محروم رہے جس سے ایک سال کے واسطے مستفید ہونے کی اونکو توقع تھی معاہدہ پر بنفسہ اثر نہین ہو سکتا مدعا علیہ نے گودام کی محفوظی کی ایک سال تک ذمہ داری نہین کی تھی دفعہ ۶۵- ایکٹ معاہدہ متعلق نہین ہے تشریحات سے ثابت ہے کہ وہ صرف معاہدات تکمیل طلب سے متعلق ہے اور اون صورتون سے متعلق ہے جنمین کوئی فعل بموجب معاہدہ کے منجانب اوس شخص کے کرنے کو باقی ہو جس نے فائدہ حاصل کیا تھا اور جسکا کرنا اوسپر واجب تھا کیونکہ اوس صورت مین جب وہ اوسکو نہین کر سکتا تو اوسکو فائدہ مذکور واپس کرنا چاہیے لیکن اس صورت مین کوئی فعل منجانب مدعا علیہ کرنے کو باقی نہ تھا وہ اپنے حصہ کا کام کر چکا تھا وہ گودام مدعیان کے حوالہ کر چکا تھا زر ادا شدہ کرایہ نہ تھا وہ قیمت یا زر پیشگی تھا دیکھو دفعہ ۶۵ (۱) معاملہ مشابہ ایک بیع تکمیل شدہ کے تھا وہ خریدار جس نے مال کو خریدا اور اوسکی بابت قیمت ادا کر کے مال کو اس غرض سے حاصل کیا کہ وہ اوسکے کام مین ایک سال تک آویگا جزو قیمت فروشندہ سے اوس صورت مین واپس نہین کر سکتا کہ بعد چھ ماہ کے جزو کثیر اوس مال کا تلف ہو جاوے دفعہ ۶۵- ایکٹ معاہدہ کی رو سے عمرو ذمہ دار اسکا نہین ہے کہ بکر کو معاوضہ بابت بدقسمتی بکر کے ادا کرے نسبت قانون انگلستان کے دیکھو رسالہ معاہدات مولفہ لیک صاحب طبع سوم صفحہ ۵۹ و مقدمہ ایزورن بنام گورٹن (۱) امر مذکور بربناے اوس اصول کے جو مقدمہ میریٹ بنام ہمپٹن (۲) مین قرار دیا گیا ہے مدعی کامیاب نہین ہو سکتا گودام دراصل واسطے موسم برسات کے کرایہ پر دیے گئے تھے اور مدعیان کو فائدہ حاصل ہوا بعد بارش کے گودام قریب قریب اوسقدر کارآمد نہ تھے عدالت حصہ رسدی کرایہ کو تقسیم نہین کر سکتی۔

مسٹر روٹ کا رنک نے جواب دیا۔ یہ معاملہ بیع نہ تھا بلکہ کرایہ کا تھا اور تعلق ذمہ داری بابت مالک و کرایہ دار ایک سال تک قائم رہنے والی تھین نسبت اس امر کے کہ ذمہ داری بابت مذکورہ بین دیکھو دفعہ ۱۰۸- ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کرایہ نامہ ایک ایسا معاہدہ نہ تھا جسکی تعمیل ہو چکی تھی بلکہ ایسا تھا جسکی تعمیل ہونے والی تھی حصہ رسدی کا ہونا ضروری ہے دیکھو شرح متعلقہ ایکٹ

(۱) رپورٹ بنگھیم صاحب جلد ۵ صفحہ ۵۰۱ (سنہ ۱۸۳۹ء) سلسلہ جدید (۲) مقدمات ہاؤس آف لارڈز صاحب جلد ۴ صفحہ ۹۰۴

۱۸۹۶ء

دہرم سی بنام احمد بھائی

معاہدہ مولفہ کننگھم و شیپرڈ صاحبان طبع ہشتم صفحہ ۱۹۳ - کوئی شہادت نہین ہے کہ یہ گودام موسم
برسات مین زیادہ کارآمد ہین -

کینڈی صاحب جسٹس نسبت امر تنقیح طلب اول کے

میری تجویز بحق مدعیان ہے
اسمین کوئی شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ گودامات بوجہ آتش کے فی الحقیقت واسطے ذخیرہ کے لیے جمع کرنے
۱۹ روئی کے لائق نہین رہے چھت بالکل تلف ہوگئی اور نیز ایک جزو دیوارون کا تلف ہوگیا بموجب بیان
خود مدعا علیہ کے اوس نے اپنا دعویٰ بمقابلہ کمپنی بیمہ کے کل نقصان کا کیا تھا اور اوس نے تسلیم کیا تھا کہ
عمارت مذکورہ مستقل طور پر درست کرنے مین عرصہ ڈیڑھ ماہ کا صرف ہوگا انجینیر نے جو بعد ازان اونکی جانب
سے مقرر کیا گیا تھا عرصہ تین ماہ بیان کیا شہادت مین کسی قدر تذکرہ ترپالن کا بجائے چھت کے ہے
کوئی ایسا وعدہ مدعا علیہ نے بعد آتش زدگی کے نہین کیا تھا اور اگر کیا بھی ہو تو مدعیان اوسکو صحیح
طور پر نامنظور کرسکتے تھے جیسا کہ انجینیر نے ظاہر کیا ہے ایسی عمارت کی مالیت جسپر ترپالن بجائے چھت
مناسب کے ہو واسطے جمع کرنے روئی کے نہایت کم ہو جائے گی -

وعدہ جو مدعا علیہ نے عرصہ قلیل بعد آتش زدگی کے کیا تھا یہ تھا کہ وہ دیگر گودامات مین جگہ
مہیا کریگا اس امر سے انکار کرنے کے مدعیان مستحق تھے یہ وعدہ کہ جہت معقول انکا دیجاویگی ۳۰ - نومبر تک
نہین کیا گیا تھا اور اسکے کرنے مین جیسا کہ پیشتر ثابت کیا گیا ہے عرصہ کثیر صرف ہوتا -

لہذا مجھکو کوئی شک نہین ہے کہ ضمن (۵) ہدایت الف دفعہ ۱۰۸ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۸۸۲ء) سے
تعلق ہے اور اس طرح مدعیان کو بطور کرایہ دار کے اختیار تھا کہ اجارہ کو کالعدم تصور کرین مدعیان
نے اپنا اختیار بذریعہ اپنی چٹھی مورخہ ۱۷ - نومبر ۱۸۹۶ء کے استعمال کیا کہ اوسوقت اونہون نے واپسی
حصہ رسدی رقم کرایہ کی درخواست کی میری رائے مین وے مرفقا کو تاریخ آتش زدگی دہم - اکتوبر
سے کالعدم تصور نہین کرسکتے کرایہ دہندہ کو اطلاع دینا اونپر لازم تھا اور یہ اونہون نے فی الحقیقت
بذریعہ اپنی چٹھی مورخہ ۱۷ - نومبر کے کیا اونکی نسبت انصافاً یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وے اوس
تاریخ تک قابض ہے کیونکہ اونکی اوس روئی کو جسکو نقصان گودامات مین پہونچا تھا کمپنی بیمہ نے بتاریخ
۱۰ نومبر نیلام کیا تھا - اور خریداران کو چند روز ہٹانے روئی مین جو اون کے ہاتھ فروخت کی گئی تھی لگے
ہونگے مین یقین نہین کرتا کہ مدعیان بعد ۱۷ - نومبر ۱۸۹۶ء کے قابض رہے مدعا علیہ کے ملازم پنچرجی
ایدل جی نے اپنی شہادت خراب طور سے دی تہ مطابق خود اوسکے بیان کے وہ اور اوسکے آقا
چوکیدار محافظ عمارت تھے -

سنہ ۱۸۹۹ء
[illegible] بنام احمد بھائی

پس بحث یہ ہے کہ آیا مدعیان تاریخ ۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء سے مستحق واپسی حصہ رسدی اوس رقم کے ہین جسکو فریقین نے کرایہ گودامات کا بیان کیا ہے بموجب چٹھی مدعیان مورخہ ۹ - ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کے کرایہ [illegible] ایک گودام کا واسطے [illegible] دوسرے گودام کا جملہ [illegible] تھا یا حسب بیان ویجی آدمی کے جسکو اعداد و طاق کا شوق ہوتا ہے کرایہ بقدر [illegible] اور [illegible] کل [illegible] رہتا لیکن جبکہ مدعا علیہ نے مدعیان کے روبروہ - اگست سنہ ۱۸۹۶ء میں بل پیش کئے اور کل روپیہ ادا کیا گیا کرایہ کا تجزیہ حسب ذیل کیا گیا تھا -

دلالی . . . . . . [illegible]

محصولات کرایہ دار . . . . . [illegible]

کرایہ { [illegible]
[illegible] }

[illegible]

اور جبکہ اطلاع نامہ ۱۸ نومبر کا تحریر کیا گیا دعوی واسطے واپسی حصہ رسدی رقم کرایہ یعنی رقوم مذکورہ بالا کے بمنہائی دلالی کے کیا گیا تھا بظاہر عرضی دعوی میں وہی دعوی کیا گیا ہے بجز اسکے کہ رقم [illegible] کی بابت سود کی شرح سے فیصدی تاریخ آتش زدگی سے اضافہ کی گئی ہے یہ رقم منظور نہیں کیجا سکتی اور تا وقتیکہ دعوی اطلاع مورخہ ۱۸ - نومبر میں کیا گیا تھا مجموعہ کرایہ بقدر [illegible] کے شمار کرنا چاہئے اور اگر واپسی حصہ رسدی کی ڈگری دیجا سکتی ہے تو وہ تاریخ جس سے حساب شروع ہونا چاہئے ۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء ہے بصورت عدم موجودگی شہادت متعلقہ امر مذکور کے حساب بموجب تعداد اون ایام کے جنکی بابت سرفظ ہوا ایک گودام کا کالعدم ہوگیا من ابتدائے ۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء ولغایت اختتام سال مذکور کے کیا جانا چاہئے یہ بہت ممکن ہے کہ گودامات کا قبضہ کرایہ دار اون کے واسطے موسم برسات میں بہ نسبت صاف موسم کے زیادہ ترقیمتی ہو لیکن کوئی شہادت نسبت امر مذکور کے پیش نہیں کی گئی ہے کوئی مواد ایسا موجود نہیں ہے جس سے عدالت اوس فرق کو خیال کر سکے جو مختلف موسموں کے کرایہ میں ہو سکتا ہے مثلاً اگر شہادت سے یہ ثابت کیا جاتا کہ گودام جسکا کرایہ سالانہ [illegible] ہو صرف موسم برسات کے لئے [illegible] ہزار پر دیا جاوے گا تو ایسا مواد موجود ہوتا جسپر عدالت کا چندہ ہو سکتی تھی لیکن مقدمہ ہذا میں کوئی ایسا مواد موجود نہیں ہے پس طریقہ صرف یہ ہے کہ تعداد ایام جنکے لئے ہر گودام لیا گیا تھا شمار کیجاوے اور یہ دیکھا جاوے کہ وہ عرصہ ۳۶۵ یوم کا کونسا حصہ ہوتا ہے -

۱۸۹۰ء

دہرم سبہا بنام احمد سہالی ۲

چنانچہ باقیماندہ بحث صرف یہ ہے کہ آیا ایسی واپسی کا دعویٰ بموجب قانون ہند کے کیا جاسکتا ہے یا نہیں مقدمات انگلستان کے ملاحظہ کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہے بموجب قانون انگلستان کے سرخط ایسی صورت مین جیسی کہ یہ ہے کالعدم نہین ہوتا دیکھو رسالہ مالک و کرایہ دار مولفہ اوڈفال صاحب طبع ۱۵ صفحات ۳۳ و ۴۳ و ۵۰ و ۷۶) یہ بہی تسلیم کیا جاتا چاہیے کہ ایکٹ انتقال جایداد مین کوئی ایسی عبارت نہین ہے جسمین واپسی کسی حصہ کرایہ کا ایسی صورت مین حکم ہو لیکن بحث یہ ہے کہ آیا دفعہ ۶۵ - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) متعلق ہے یا نہین جسمین یہ حکم ہے کہ جب کوئی معاہدہ کالعدم ہو جاوے تو جس شخص نے کہ کوئی منفعت از روے اوس معاہدہ کے حاصل کی ہو اوسپر لازم ہے کہ وہ منفعت اوس شخص کو جس سے کہ اوس نے حاصل کی ہو واپس کرے یا اوسکا معاوضہ دیوے نسبت اس امر کے کونسل ذیعلم جانبین نے کوئی سند پیش نہین کی ہے مجھکو صرف یہ تجویز کرنا ہے کہ ایسے حالات مین جنکی وجہ سے معاہدہ صحیح الفاظ دفعہ مذکورہ سے خارج ہوتا ہے یا نہین کوئی شبہہ نہین ہے کہ اقرار مابین فریقین یہ تہا کہ بدل اوس اقرار کا جو مدعاعلیہ نے گودامات کو کل ایک سال کے واسطے کرایہ پر دینے کا کیا تہا مدعیان کیجانب سے مدعاعلیہ کو بمشت کسی وقت سال مین جبکہ طلب کیا جاے ادا کیا جاے بدل بطور پیشگی اگست سنہ ۱۸۹۰ء مین ادا کیا گیا تہا وہ بدل کل سال کے واسطے تہا اگر سرخط یعنی کل معاہدہ کالعدم ہوگیا لہذا مدعاعلیہ کو جس نے کل بدل موصول پایا لازم ہے کہ معاوضہ بابت اوس جزو کے ادا کرے جو تلف ہوگیا استحقاق معاوضہ کا ایک حصہ رسدی پر منحصر نہین ہے دیکھو شرح متعلق دفعہ ۶۵ ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء مولفہ کننگہم صاحب و شیفرڈ صاحب مجھکو کوئی اصول معلوم نہین ہوتا جسکی وجہ سے یہ معاہدہ صحیح عبارت دفعہ مذکورہ سے خارج ہو لہذا ڈگری بحق مدعیان مع خرچہ ہونی چاہیے سود ڈگری بشرح ۶ فیصدی عاید ہوگا۔

ڈگری بحق مدعیان

اٹرنیان منجانب مدعیان - مسٹر ان مسکہ لال و دامودر و جمشید جی۔

اٹرنی منجانب مدعاعلیہ - مسٹر ایم این سکلٹ والا۔

۱۸۹۷ء
۱۳-دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۲۲

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورناڈے صاحب جسٹس

گیلشو وغیرہ (ابتدائی مدعیان) اپیلانٹان بنام وٹھایک وغیرہ (ابتدائی مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

اختیار سماعت - جایداد غیر منقولہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶ - ورشاسن کا مواخذہ دیہات واقع قلمرو نظام پر اور اوسی قلمرو مین ادا کیا جاتا - نالش باستقرار حق نسبت حصہ ورشاسن مذکور کے - عذر اختیار سماعت -

عذر اختیار سماعت کا کسی نوبت نالش پر نیز بعد اسکے کہ وہ ابتدائی کورٹ سے اپیل دوم مین واپس بھی گیا ہو پیش کیا جاسکتا ہے -

مدعیان نے نالش عدالت جج ماتحت درجہ اول مقام ناسک مین واسطے ثابت کرنے اپنے حق نسبت ایک حصہ واقعہ دو ورشاسن (وظائف سالانہ) کے دائر کی - وظایف کا مواخذہ مالگذاری دو مواضع واقع قلمرو نظام پر تھا اور وہ مدعا علیہم کو حکام خزانہ اورنگ آباد واقع قلمرو مذکور ادا کرتے تھے مدعیان نے بیان کیا کہ ورشاسن مورث اعلی فریقین کو عطا کئے گئے تھے اور اونپر تصرف بطور جایداد مشترکہ موروثی کے تھا اور مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ وظایف اون کے دادا کو بلاشرکت غیرے دیئے گئے تھے اور وہ اوسکے ورثہ کو پہونچے اور مدعیان کو کوئی استحقاق اون مین حصہ پانے کا نہین ہے -

تجویز ہوئی کہ عدالت ناسک کو کوئی اختیار نالش مذکور کی تجویز کرنے کا نہین ہے ورشاسن جایداد غیر منقولہ ہین اور چونکہ دعوی استحقاق نسبت اون کے بنیک نیتی ہے لہذا دعوی کی نسبت تجویز بموجب قانون مجریہ مملکت نظام ہونی چاہئے لہذا نالش عدالت ہائے نظام مین دائر ہونی چاہئے جہانکی قلمرو مین ورشاسن عطا کیا گیا اور ادا کیا جاتا ہے

مدعیان عدالت انگریزی مین دعوی باستقرار حق یا استدعاء واپسی وظایف محض اسوجہ سے نہین کرسکتے کہ مدعا علیہم باشندگان قلمرو برطانیہ کے ہین -

اپیل دوم نمبر از حکم فیصلہ جے بی ایلکاک صاحب جج ضلع ناسک -

مدعیان نے نالش باستقرار اپنے حق کی نسبت ایک ثلث حصہ واقعہ دو ورشاسن (وظایف سالانہ) موروثی کے جو مدعا علیہم کو سرکار جناب معلی القاب نظام سے ملتے تھے و نیز واسطے دلاپانے اپنے حصہ بابت سنہ ۱۸۹۰ء کے دائر کی -

۱۸۹۶ء کیشو بنام ونایک ۲۳

ان ورشاسن کا معاوضہ مالگذاری دو موضع واقع قلمرو نظام پر تھا اور وہ مدعاعلیہم کو بجانب حکام خزانہ اورنگ آباد واقع قلمرو مذکور ادا کیے جاتے تھے۔

نالش ۱۸۹۱ء مین بعدالت جج ماتحت درجہ اول مقام ناسک دائر کی گئی تھی جہان مدعاعلیہم اوسوقت سکونت رکھتے تھے۔

مدعاعلیہم نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ عدالت کو کوئی اختیار سماعت کرنے نالش کا نہین ہے اور ورشاشن جایداد مکسوبہ خاص اون کے پدر کی تھی جسمین مدعیان کو کوئی استحقاق کسی حصہ کا نہین ہے جج ماتحت نے دعویٰ مدعیان بدین تجویز نامنظور کیا کہ اونہون نے اپنا حق نسبت ورشاسن متنازعہ کے ثابت نہین کیا۔

برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے صرف امر تنقیح طلب ذیل قائم کیا۔

آیا مدعاعلیہم نے اپنا تنہا استحقاق نسبت ورشاسن متدعویہ کے ثابت کیا ہے یا مدعیان نے اپنا استحقاق اوسمین حصہ پانے کا ثابت کیا ہے"۔

نسبت اس امر تنقیح طلب کے صاحب جج ضلع نے بتجویز بحق مدعیان کی اور انکا دعویٰ ڈگری کیا برطبق اسکے مدعاعلیہم نے اپیل دوم بحضور ہائیکورٹ دائر کیا۔

اپیل واسطے فیصلہ کے روبرو ڈویزن بنچ (جارڈین صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس) کے پیش ہوا جسکی یہ راے ہوئی کہ مقدمہ کی تجویز صحیح طور پر صاحب جج ضلع نے نہین کی اور اون کے فیصلہ کو منسوخ کرکے مقدمہ واسطے سماعت جدید کے واپس بھیجا

بعد واپسی کے صاحب جج ضلع نے ایک جدید امر تنقیح طلب قائم کیا یعنی یہ کہ آیا عدالت کو اختیار سماعت نالش ہذا حاصل ہے یا نہین۔

حاکم موصوف نے اس امر تنقیح طلب کی تجویز نفی مین کی اور نالش ڈسمس کی اونکے وجوہ حسب ذیل ہین۔

"وظائف متنازعہ کا معاوضہ دو موضع واقع قلمرو نظام کی مالگذاری پر ہے اور وہ سرکار نظام سے ادا کیے جاتے ہین لہذا بادی النظر مین عدالتہاے ناسک کو اختیار سماعت اوس نالش کا نہین ہے جو بغرض ثابت کرنے حق نسبت حصہ ان وظائف کے دائر کی گئی ہے جایداد متنازعہ جایداد غیر منقولہ ہے اور بموجب دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش حال اوس عدالت مین دائر ہونی چاہیے جسکی حدود اراضی کے اندر جایداد مذکور واقع ہے ایک فقرہ شرطیہ دفعہ مذکور مین ہے لیکن اوس تشریح سے جو دفعہ مذکور مین اضافہ کی گئی ہے ظاہر ہے کہ وہ فقرہ شرطیہ صرف جایداد واقع برٹش انڈیا سے متعلق ہے اسمین کوئی شک نہین ہو سکتا ہے کہ دفعہ مذکور کی رو سے عدالتہاے ناسک کے اختیار کی توسیع نسبت جایداد واقع ریاست ہندوستانی کے نہین کی گئی ہے۔

ناراضی اس فیصلہ کے مدعیان نے اپیل ہائی کورٹ میں دائر کیا۔

ایم بی چوبل منجانب اپیلانٹان (مدعیان) عدالت ناسک کو اختیار حاصل ہے نالش حال واسطے تجویز کسی حق یا مرافق واقع جایداد غیر منقولہ کے نہیں ہے وہ فی الحقیقت نالش واسطے دلاپانے زر نقد وحاصل کرنے اس استقرار کے ہے کہ مدعیان کو استحقاق ہر سال ایک خاص رقم زر نقد کے پانے کا مدعا علیہم سے بمجرائے وظائف زر نقد کے ہے جو اون کو ملتے ہیں۔ خزانہ سرکار سے وظائف پانیکا استحقاق جایداد غیر منقولہ ہو سکتا ہے مگر استحقاق پانے حصہ وظائف کا جبکہ مدعا علیہم نے اون کو وصول کرلیا ہو جایداد غیر منقولہ نہیں ہے جہاں تک کہ حصہ مدعیان کو تعلق ہے وہ الیسا روپیہ ہے جو مدعا علیہم نے واسطے استعمال مدعی کے حاصل اور وصول کیا دیکھو مقدمہ سوربہٹ بنام گنگا دہر (۱)

لیکن بفرض اس امر کے بھی کہ نالش متعلق جایداد غیر منقولہ کے ہے از روے فقرہ شرطیہ دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے عدالت مقام ناسک کو اختیار سماعت حاصل ہوگا کیونکہ مدعا علیہم ناسک میں سکونت رکھتے ہیں اور دادرسی متدعویہ کا حصول تمام وکمال خود مدعا علیہم کی تعمیل حکم سے ہو سکتا ہے جو کچھ کہ ہم استدعا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ مدعا علیہم بذات خود مستوجب ادا کرنے ہمارے حصہ کے بکو قرار دیے جائیں ہم ڈگری کی استدعا بمقابلہ ذات مدعا علیہم کے کرتے ہیں اور عدالت ناسک مجاز ہے کہ ڈگری مذکور صادر کرے اور اوسکا نفاذ بمقابلہ مدعا علیہم کے کرے۔

بالاخر ہم پیش کرتے ہیں کہ صاحب جج ضلع کو یہ اختیار نہ تھا کہ بحث اختیار سماعت کو بعد اسکے کہ مقدمہ ہائی کورٹ سے واپس بھیجا قائم کرتے مقدمہ واسطے مکرر سماعت روئداد کے واپس بھیجا گیا تھا پس اوسوقت عذر اختیار سماعت کے پیش کرنے کا وقت گذر گیا تھا مقدمات رتن شنکر بنام گلاب شنکر (۲) اور تحل جی بنام فردون جی (۳) ملاحظہ طلب۔

شو رام وی جہنڈارکر منجانب رسپانڈنٹان۔ یہ نالش بغرض ثابت کرنے استحقاق مدعیان نسبت جایداد غیر منقولہ کے ہے اور دعوی باقیات محض ایک امر ضمنی اصل دادرسی کا ہے جو نسبت ورشاسن کے جایداد غیر منقولہ ہے مقدمات بلونت راو بنام پرشوتم (۴) ومہاراجہ نانفع سنگہ جی بنام وسیا بی کلیان رائے جی (۵) اور کلکٹر تہانہ بنام ہری سیتا رام (۶) ملاحظہ طلب۔ جبکہ یہ صورت ہے تو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۳۸ (سنہ ۱۸۸۱ء) (۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ صیغہ اپیل دیوانی سنہ ۱۸۶۶ء (۳) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳ صیغہ اپیل دیوانی سنہ ۱۸۶۸ء (۴) ،، ،، جلد ۹ صفحہ ۹۹ (سنہ ۱۸۷۲ء) (۵) ،، ،، جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۱ (سنہ ۱۸۷۳ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۳۳۰ (سنہ ۱۸۹۲ء)

سنہ ۱۹۲۷ء — کدشیو بنام ونایک — ۶۵

نالش کبھی عدالت برٹش انڈیا مین دائر نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ورثاشن کا سوا قندہ وبیات واقع ریاست
ہندوستانی پر ہے اور وہ ریاست مذکور مین واجب الادا ہے عدالتہاے موصوف نالشات متعلقہ کسی
جایداد غیر منقولہ کی سماعت نہین کرسکتی ہین جو اونکی حدود اراضی سے باہر واقع ہو مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ
نمبر ۵ بابت ۱۹۰۸ع دفعہ ۱۶ ملاحظہ طلب ۔ شرح متعلقہ دفعہ مذکور صرف اوس وقت متعلق ہوتی ہے جبکہ جایداد برٹش انڈیا
مین واقع ہو مقدمات پریم چند وسطے گرشنا اکوجی (۱) و وٹھل راؤ بنام داگھوجی (۲) و کرسب بنام واٹسن (۳)
ملاحظہ طلب ۔ نسبت قاعدہ انگلستان کے دیکھو برٹش سوتھ افریقہ کمپنی بنام کپنہیا ڈی موزمبیک (۴)
و معاملہ استان (۵) یہ عذر کیا گیا ہے کہ بحث اختیار سماعت کی بہت نا وقت پیش کی گئی ہے لیکن امر
مذکور کی نسبت عذر مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین پیش کیا تھا لیکن اگر پیش نہین کیا تھا تو عذر اختیار
سماعت کا ہر نوبت مقدمہ مین پیش کیا جاسکتا ہے ۔

ایم بی جوبل نے جواب دیا مین تسلیم کرتا ہون کہ اگر یہ نالش کل خاندان کی طرف سے بغرض ثابت
کرنے اون کے استحقاق نسبت ورثاشن متنازعہ کے دائر ہوتی تو عدالت ماتحت کو کوئی اختیار سماعت
حاصل نہو تا اگر یہ نالش ایک شاخ خاندان کی جانب سے بمقابلہ دوسری شاخ کے بغرض دلا پانے حصہ
ورثاشن کے مابعد اسکے کہ وہ سرکار نظام سے وصول ہوجائے کی گئی ہے پس یہ نالش بابت اوس روپیہ
کے ہے جو واسطے استعمال منی کے حاصل اور وصول کیا گیا تھا ۔

پارسنس صاحب جسٹس دو امور اس اپیل مین نمودار واسطے فیصلہ کے پیدا ہوتے ہین ۔
اول آیا بعد واپسی مقدمہ حاکم اس عدالت کے حاکم عدالت اپیل ماتحت مقدمہ کا فیصلہ برحسب
ایک عذر اختیار سماعت کے کرسکتا تھا یا نہین ۔

دوم آیا عدالت مرافعہ اولی کو اختیار سماعت نالش کا حاصل تھا یا نہین ۔

اول ۔ مقدمہ ٹیل جی بنام فردون جی (۶) پر استدلال اپیلانٹ نے نسبت امر اول کے کیا ہے
مگر وہ ایک نہایت عجیب قسم کا مقدمہ تھا اور اوسمین صرف یہ تجویز ہوئی تھی کہ چونکہ مقدمہ واسطے تجویز مکرر
روبکاری کے واپس بھیجا گیا تھا لہذا صاحب جج کو کوئی اختیار بحث اختیار سماعت پر غور کرنے کا حاصل نہ تھا جو کہ
موصوف کے روبرو اوس وقت اول مرتبہ پیش کی گئی تھی " مقدمہ حال مین عذر مذکور عدالت مرافعہ اولی مین کیا گیا تھا
اور اوسکی بنا پر ایک امر تنقیح طلب عدالت موصوف مین قرار دیا گیا تھا اس عدالت نے مقدمہ واسطے تجویز مکرر روبکاری

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹۹ (سنہ ۱۸۹۳ء) (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۹۹ (سنہ ۱۸۹۳ء)
(۲) " " " بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۵ (سنہ ۱۸۹۶ء) (۴) مقدمات اپیل سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۶۰۲

(۵) رپورٹ بانسری ڈویژن جلد ۳۲ صفحہ ۳۴۳ (سنہ ۱۸۸۶ء) (۶) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۳۶ اصیف جلد اول (سنہ ۱۸۶۸ء)

سنہ ۱۸۹۶ء ۲۶
کیشو بنام ونایک

کے واپس نہیں بھیجا تھا بلکہ اپیل واسطے سماعت جدید کے بوجہ ناقص اور خراب ہونے سماعت کے واپس کیا گیا تھا اور دیکھو اپیل دوم نمبر ۵۰۶ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء یہ تمام مسطے شدہ ہے کہ عذر نسبت اختیار سماعت کے ہر نوبت مقدمہ پیش خواہ اپیل دوم مین بھی پیش ہو سکتا ہے دیکھو مقدمات سید نعمت اللہ بنام نانا (۱) و ولالیو دم بنام ارونا چالا (۲) صرف بر بنائے تسلیم یا سکوت یا دست برداری کے عدالت کو جایز نہوگا کہ نالش کی سماعت کرنے سے جبکہ وہ پیش کیا جاے انکار کرے اور سند پریوی کونسل کی بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ جب عدالت کو کوئی اختیار اوپر منشاے نالش کے حاصل نہو تو فریقین اپنی رضامندی واقعی سے اختیار مذکور عدالت موصوف کو عطا نہیں کر سکتے ہین مقدمہ رینا کشی نائڈو بنام سبرانیا شاستری (۳) ملاحظہ طلب۔

دوم - نالش بغرض حاصل کرنے اس استقرار کے کہ مدعیان مستحق حصہ دو وظایف ورشاسن کے ہین جنکا موضعہ مالگذاری ریاست دیپ پور دہوسکر کا نون واقعہ قلمرو جناب والا نظام پر ہے اور جو منجانب حکام خزانہ مقام ورنگ آباد واقع قلمرو مذکور ادا کئے جاتے ہین اور بغرض دلاپانے مدعاعلیہم سے رقم حصہ مذکور بابت سنہ ۱۸۹۵ء کے دائر کی گئی ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہم کو کل وظایف بمقام ورنگ آباد ادا کئے گئے وظایف ورشاسن جایداد غیر منقولہ ہین شرح جو ہے منجانب اپیلانٹان مدعیان کے بہ تسلیم امر ہذا و نیز بہ تسلیم اس امر کے کہ نالش منجانب خاندان بغرض ثابت کرنے حق نسبت ورشاسن کے [illegible] مین دائر نہین ہو سکتی ہے بحث کی ہے کہ نالش بمقابلہ مدعاعلیہم جو برٹش انڈیا مین سکونت رکھتے ہین بغرض دلاپانے ادن سے اوس حصہ کے دائر ہو سکتی ہے جسکا مستحق مدعیان اپنے آپکو بیان کرتے ہین کیونکہ دادرسی متدعویہ تمام و کمال خود مدعاعلیہم کی تعمیل حکم سے حاصل ہو سکتی ہے اور ہمون نے فقرہ شرطیہ متعلقہ دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر استدلال کیا ہے مگر تشریح دفعہ مذکور سے ثابت ہے کہ جایداد سے مراد وہین ایسی جایداد سے ہے جو برٹش انڈیا مین واقع ہو اور یہ ورشاسن واقع نہین ہین قبل اسکے کہ مدعیان ڈگری بمقابلہ مدعاعلیہم بابت اپنی رقم زر نقد متدعویہ کے حاصل کر سکین ادن کو اپنا استحقاق نسبت ورشاسن کے ثابت کرنا چاہیے جنکا وے دعوی وظایف ورشاسن مین کرتے ہین وے اوس استحقاق کو جاین سمجھتے ہین اور بہت صحیح طور سے اس نالش مین عدالت سے درخواست اوسکی نسبت تجویز کرنیکی کرتے ہین
ہذا نالش واسطے تجویز حق موافق واقع جایداد غیر منقولہ موقوعہ بیرون برٹش انڈیا کے ہے اور میرے ۲۷
نزدیک یہ بالکل صاف ظاہر ہے کہ عدالت واقع برٹش انڈیا کو اختیار سماعت ایسی نالش کا نہین ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۲۴ (سنہ ۱۸۸۹ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۳) سنہ ۱۸۹۴ء لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۰ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶

۱۸۹۶ء کمپنی بنام ونایک

بمقدمہ برٹش سوتھ افریقہ کمپنی بنام کمپنیا ڈوی موشمبیک (۱) یہ فیصلہ ہوا تہا کہ سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر کو کوئی اختیار سماعت ایسی نالش کا نہین ہے جو واسطے ولاپانے ہرجہ مداخلت بیجا نسبت ایسی اراضی کے ہو جو ملک غیر مین واقع ہو اور اوسمین یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ عدالت استقرار حق نسبت ایسی اراضی کے نہین کرسکتی ہے اور نہ حکم امتناعی بشرح ممانعت مداخلت ہاے بیجا کے عطا کرسکتی ہے بصورتیکہ جایداد قسم اراضی یا حق متعلقہ جایداد مذکور ہے جبکہ اس قسم کی جایداد بمطابق قانون اوس ملک کے جسمین وہ واقع ہو قبضہ ہوتا ہے اور چونکہ حق اوسکے عطا کرنے کا فرمان روایے ملک مذکور کو حاصل ہوتا ہے لہذا تنازعات متعلقہ جایداد مذکور کا فیصلہ صرف اوس ریاست مین ہوسکتا ہے جسکی وہ تابع ہے"۔ رسالہ اختلاف قوانین مولفہ سٹوری صاحب (طبع ہشتم) دفعہ ۳ د ۵ صفحہ ۷۷) ملاحظہ طلب ہے بمعاملہ ماتھاری و بمقدمہ گریم بنام ملیشی (۲) کے صاحب لارڈ جسٹس نے یہ فرمایا ہے "مین کسی مقدمہ سے واقف نہین ہون جسمین کسی دعوی نزاعی کی نسبت جو استحقاق جایداد ہاے غیر منقولہ واقع ملک غیر پر (جسکو ٹہیک ایسی جایداد کہہ سکتے ہین اور جو کوئی لفظ قطعہ و طلبیہ یا اوسکے ملک مقبوضہ کا نہو) منحصر ہو یہ اجازت دی گئی ہو کہ اوسکی سماعت اس ملک مین محض اسوجہ سے کہ مدعی و مدعا علیہ یہان سکونت رکہتے ہین کیجاے اور اونہون نے بعد حوالہ اونہین چند مقدمات کے اس طرح پر ختم کیا ہے لیکن مقدمہ اوس صورت مین قوی تر ہو جاتا ہے جبکہ دعوی نزاعی استحقاق اراضی پر مبنی ہو اور جبکہ اراضی مذکور اسکاٹلینڈ مین واقع نہو بلکہ ورجینیا مین ہو اور جبکہ اس بحث کی نسبت کہ آیا مدعی کو کوئی دعوی ہے یا نہین تجویز بروے قانون سکینی متعلقہ جایداد ہاے غیر منقولہ کے ہونی لازم ہو اور جبکہ صرف وجہ دائر کرنے مقدمہ کی اس ملک مین یہ ہو کہ مدعا علیہم یہانکے باشندگان ہین یہ جملہ حالات اس مقدمہ مین جمع ہوگئے ہین اور میری راے مین عدالت ہاے لوائی واقع انگلستان کو جنکا اجلاس جیسا کہ لارڈ ویسٹبری صاحب نے بمقدمہ کوکنی بنام لیڈرسن (۳) فرمایا ہے واسطے نفاذ قانون مدنی اس ملک کے ہوتا ہے کوئی اختیار نہین ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے یہ تجویز کرین کہ آیا مدعی کا دعوی بناے معقول پر مبنی ہے یا نہین"۔

یہ فیصلہ مقدمہ حال سے نہایت مناسبت رکہتا ہے جسمین مدعا علیہم کو کوئی تعلقات ذاتی مدعیان کے ساتھ نہین ہین اور جو کسی معاہدہ کے جو اونکے ساتھ کیا گیا ہو پابند نہین ہین اور دعوی کسی اظہار فریب پر ۴۹ مبنی نہین ہے وہ دعوی یکطرفی جانبین سے نسبت استحقاق و مطالبت ورثا سان کے ہے جو سرکار نظام سے ادا کئے جاتے ہین جنکی نسبت مدعیان بیان کرتے ہین کہ بروے کورٹ اعلی فریقین کو استحقاق ہے

(۱) مقدمات اپیل ۱۸۹۳ء صفحہ ۶۰۲ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۳ صفحہ ۲۲، ۲۱ (۱۸۸۳ء)

(۳) رپورٹ ہاؤس آف لارڈس مرتبہ کلارک صاحبان جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۵

سنہ ۱۸۹۶ء
گیشو بنام ونایک

عطا کئے گئے تھے کہ اون سے بطور جایداد موروثی کے فائدہ حاصل کیا جاے حالانکہ مدعاعلیہم یہ بیان کرتے ہین کہ وے اون کے دادا کو بطور خود اونکی جایداد کے بلا شرکت غیرے اس غرض سے عطا کئے گئے تھے کہ بذریعہ اودا اونکے وارثان کو پہونچین اس دعوی کی نسبت تجویز بموجب قانون مجریہ نظام کے کرنی لازم ہوگی یہ ممکن ہے کہ بموجب اوس قانون کے اس قسم کے وظائف ناقابل تقسیم ہون یا یہ کہ وے صرف پسر اکبر کو وراثتاً پہونچتے ہون یا یہ کہ وے تابع کسی دیگر خاص طریقہ وراثت یا نیز صرف کے ہون یہ ممکن ہے کہ بموجب کسی قسم کے نوٹیفکیشن کے جیسا کہ یہان جاری ہے دعاوی نسبت ایسے وظائف کے قابل سماعت عدالت ہاے دیوانی کے نہون بلکہ اون کا فیصلہ باختیار حاکم وقت کے چھوڑ گیا ہو مقدمہ حال مین اوس حاکم نے یہ مناسب سمجھا کہ وظائف مذکور مدعاعلیہم کو ادا کئے جائین میری راے مین اگر مدعیان اس سے ناراض ہون تو اونکو لازم ہے کہ حاکم موصوف سے واسطے چارہ کار کے درخواست کرین یا عدالتہاے اوس ملک مین نالش کرین جسمین ورثا سن عطا ہوئے تھے اور ادا کئے جاتے ہین اور وے دعوی استقرار اپنے حق یا واپسی وظائف کا عدالتہاے ملک ہذا مین محض اسوجہ سے نہین کر سکتے کہ مدعاعلیہم اب اتفاقیہ یہان کے باشندگان ہین ہم ڈگری کو مع خرچہ بحال کرتے ہین -

رانادے صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین نالش ابتدائی مدعیان اپیلانٹان نے بغرض ثابت کرنے اپنے حق کے نسبت ایک خاص حصہ وورثا سن کے دائر کی ہے جو مالگذاری ہاے دیہات واقع قلمرو نظام سے واجب الادا ہین اور جنکو خزانہ اورنگ آباد سے رسپانڈنٹان نمبر لغایتہ ۵ بمقام رہائی شاخ اکبر خاندان مشترک فریقین کے وصول کرتے ہین اپیلانٹان نے بیان کیا کہ اونکو اونکا حصہ وظائف کا سنہ ۱۸۸۳ء تک وصول ہوا تھا اور اوسوقت کے بعد سے رسپانڈنٹان نے ادا کرنے سے انکار کیا اور بشمول استقرار اپنے حقوق نسبت حصہ وظائف کے اپیلانٹان نے دعوی ایک رقم خاص کا بابت ایک سال کے کیا ہے رسپانڈنٹان نمبر لغایتہ ۵ نے اپیلانٹان کے استحقاق پانے حصہ وظائف سے انکار کیا اور اونکی نسبت اونھون نے یہ دعوی کیا کہ وہ مکسوبہ خاص اونکے مورث کے ہین اور منجملہ دیگر عذرات کے اونھون نے یہ عذر کیا کہ عدالت ماتحت کو کوئی اختیار تجویز کرنے نالش کا نہین ہے اگرچہ امر تنقیح طلب جو نسبت اس امر اختیار سماعت کے قرار دیا گیا تھا مگر عدالت مرافعہ اولی نے اوسکا فیصلہ نہین کیا کیونکہ
29 عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ اپیلانٹان اپنا استحقاق ثابت کرنے سے قاصر ہے عدالت ضلع نے اپیل مین یہ ڈگری منسوخ کی اور کل دعوی ڈگری کیا اپیل دوم (نمبرہ ۵ سنہ ۱۸۹۳ء) مین ڈگری عدالت ضلع منسوخ ہوئی اور مقدمہ واسطے سماعت جدید کے واپس بھیجا گیا بوقت تحقیقات بعد واپسی کے صاحب جج

سنہ ۱۸۹۶ء

کیشو بنام ونایک

ضلع نے یہ تجویز کی کہ عدالت ناسک کو کوئی اختیار سماعت کرنے نالش کا نہین تھا اور بطابق اسکے حاکم موصوف نے اپیل کو ڈسمس کیا۔

اپیل حال مین مسٹر چوبال نے اعتراض نسبت اس فیصلہ کے دو وجوہ پر کیا ہے (اول) یہ کہ بحث اختیار سماعت اس اخیر نوبت پر عدالت ضلع مین پیش نہین ہونی چاہیے تھی (دوم) یہ کہ عدالت ناسک کو اختیار سماعت حاصل تھا کیونکہ عرضی دعویٰ مین استدعا واسطے ثابت کرنے ذمہ داری ذاتی پسماندگان کے نسبت اس امر کے کی گئی تھی کہ وہ اپیلانٹان کو انکا حصہ وظائف کا بمقام ناسک ادا کرین۔

مین پارسنس صاحب جسٹس سے یہ تجویز کرنے مین اتفاق کرتا ہون کہ ان دونون حجتون مین سے کوئی حجت بنائے معقول پر مبنی نہین ہے نسبت امر اول کے ہماری توجہ بجانب نظیر عدالت ہذا مصدورہ مقدمہ رتن جی بنام فردون (۱) کے مائل کی گئی ہے جسمین بلا شبہہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ جب ہائیکورٹ نے کسی مقدمہ کو واسطے مکرر تجویز روئدادی کے واپس بھیجا ہو تو عدالت اپیل تحت کو اختیار نہین ہے کہ بحث اختیار سماعت کو اول مرتبہ قائم کرے مگر مقدمہ حال اس بنا پر ممیز ہو سکتا ہے کہ اس مقدمہ مین بحث اختیار سماعت کی اول مرتبہ بوقت تحقیقات بعد واپسی کے پیش نہین کی گئی تھی عدالت مرافعہ اولی مین یہ جواب دہی خاصکر بوقت نہایت ابتدائی تحقیقات کے پیش کی گئی تھی علاوہ برین اس عدالت نے ہمیشہ یہ تجویز کی ہے کہ بحث اختیار سماعت کی ہر نوبت پر اپیل دوم مین بھی و نیز بعد حکم واپسی کے جسمین تحقیقات روئدادی کی ہدایت ہو پیش کیجا سکتی ہے مقدمہ بھائی شنکر جی بنام ڈوسور (۲) و موتی لال بنام بھناوا س (۳) و کرشن راؤ بنام مکھرجی (۴) و گنپت راؤ بنام بائی سوبج (۵) ملاحظہ طلب۔
اسی طرح ہائیکورٹ مدراس نے یہ تجویز کی ہے کہ بحث اختیار سماعت کسی لفظی قسم کی نہین ہے کہ عدالت اپیل مناسب طور پر اوس سے درگذر کر سکے مقدمہ کیشو بنام لکشمی نرسن (۶) و لایودم بنام ارونا چالا (۷) ملاحظہ طلب۔
یہی رائے عدالتہائے ہائیکورٹ کلکتہ و الہ آباد کی بھی ہے مقدمات چودہری واحد علی بنام ملک عنایت علی (۸) و منوہری لال بنام نظیر حسین (۹) ملاحظہ طلب اگر عدالت اپیل ماتحت نے بحث مذکور قائم نہ کی ہوتی تو بھی ۳۴
یہ ظاہر ہے کہ اس اپیل مین رسپانڈنٹان اوسکو ہمارے روبرو پیش کر سکتے تھے اور اوسپر غور کرنا ہمکو لازم ہوتا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۰ صیغہ اپیل دیوانی — (۵) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۹ (سنہ [illegible])
(۲) " " جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ [illegible]) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ ۱۹۲ (سنہ [illegible])
(۳) " " جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ [illegible]) (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ [illegible])
(۴) تجاویز مطبوعہ (سنہ [illegible]) مقدمہ نمبر ۳۹ (۸) بنگال لا رپورٹ [illegible] صفحہ [illegible]
(۹) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۲۳۰ (سنہ [illegible])

سنہ ۱۸۹۰ع
گنیشو بنام ونایک

لہذا یہ امر جو وکیل اپیلانٹ صاحبان کی بحث مین ہے نامنظور ہونا چاہیے۔

اونکی دوسری وجہ عذر کی یعنی یہ کہ عدالت ناسک کو اختیار تجویز کرنے نالش کا تھا اس امر طلب پر منحصر ہے کہ آیا دعویٰ اپیلانٹان متدائرہ عدالت ناسک اوس قسم کی نالشات مین داخل ہے جنکا ذکر و نمبر ۱۱ مین ہے یا آیا وہ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے یعنی بالفاظ دیگر آیا نالش واسطے تجویز کسی حق یا مرافق جایداد غیر منقولہ کے ہے یا ایک ایسی نالش ہے جسمین استدعا ر واسطے قایم کرنے ذمہ داری ذاتی رسپانڈنٹان کے ہے غرضی دعویٰ اور تعین مالیت دعویٰ سے جو بقدر ۔ دہ گونہ مالیت حصہ وظیفہ اپیلانٹان کے ہے صاف ظاہر ہے کہ اپیلانٹان نے استدعا واسطے تجویز اپنے حق واقع جایداد غیر منقولہ کی ہے وظائف ورشاسن مسلماً جایداد غیر منقولہ ہین اور اختلاف جو حکام کی رائے مین بمقدمہ کلکٹر تھانہ بنام کرشن ناتھ گوبند (۱) ہوا تنازعہ حال سے متعلق نہین ہے چونکہ نسبت حق اپیلانٹان کے دربارہ پانے حصہ کے رسپانڈنٹان نے عذر کیا تھا لہذا اپیلانٹان بذریعہ ثابت کرنے اپنے استحقاق کے نسبت حصہ وظیفہ کے کامیاب ہو سکتے تھے جس صورت مین کہ استحقاق متنازعہ نہوتا یا دیگر طور پر ثابت ہو گیا ہوتا تو دعویٰ واسطے یا حصہ ایک یا زیادہ سال کے بلا شک ایک دعویٰ واسطے قایم کرنے ذمہ داری ذاتی رسپانڈنٹان کے ہوتا اور سطرح پر اوس عدالت مین قابل سماعت ہوتا جسکی حدود مقامی کے اندر بلحاظ مخاصمت باجۂ اوس روپیہ کے جو حاصل اور وصول ہوا پیدا ہوئی تھی یہی صورت معاملہ وظیفہ ورشاسن مندرجہ مقدمہ رتن شنکر بنام گلاب شنکر (۲) کی تھی جسکے فیصلہ پر وکیل اپیلانٹان نے بڑا استدلال کیا ہے ہائیکورٹ نے اوس مقدمہ مین یہ تجویز کی تھی کہ اختیار تجویز کرنے ایسی نالش کا جسمین روپیہ بابت حصہ کسی وظیفہ کا یک دعوی کے مدعا علیہ نے خود اپنی و مدعی کی جانب سے وصول کیا تھا اوس صورت مین بھی حاصل تھا کہ بحث استحقاق کی ضمناً پیدا ہو مقدمہ حال مین بحث استحقاق کی ضمناً پیدا نہین ہوئی بلکہ خاص امر متنازعہ ہے اور دعوی بابت وظیفہ ایکسال کا صرف اوسکا تتمہ ہے فرق جو اوپر بیان کیا گیا مقدمہ جنا بنام مادھو (۳) مین تسلیم کیا گیا تھا میری تفصیل حکام مفصل دفعہ ۱۱ کا یہ ہے کہ اختیار سماعت نسبت دعاوی جایداد غیر منقولہ کے اوس عدالت پر محدود کیا جاوے جسکی حدود اختیار کے اندر جایداد مذکور واقع ہو ۳۱
اور عموماً عدالت ہاے ہند کو کوئی اختیار فیصلہ کرنے کا نسبت حقوق و مرافق ایسی جایداد غیر منقولہ کے نہین ہے جو اونکی حدود اراضی سے باہر واقع ہو مقدمات پریم چند دیوے بنام مو کشعادبی (۴) دمری ناتھ بنام کالی داس (۵) و مرتی کامنی سندری بنام کالی پرسنو (۶) ملاحظہ طلب۔ یہی رائے بمقدمہ کرسپ بنام ووٹسیفیلڈ (۷)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ (سنہ ۱۸۸۱ع) (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ (سنہ ۱۸۶۵ع) (۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۹ حصہ اپیل دیوانی (سنہ ۱۸۶۷ع) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۳ (سنہ ۱۸۸۹ع)

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۷۰۷ (سنہ ۱۸۸۱ع) (۶) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۹ (سنہ ۱۸۸۵ع)
(۷) جلد صفحہ (سنہ ۱۸۸۰ع)

۱۸۹۰ء

کیشو بنام نایک

پسند فرمائی گئی تھی اور مقدمہ لنیڈر ریفرنس رابرٹ گیج بنام صدر الدین (۱) دعوی تعمیل مخصوص معاہدہ متعلقہ بیع جائداد کے جو عدم ادائی زر ثمن سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا نامنظور کیا گیا تھا گو اس دعوی کو عدالت ہذا نے تصفیہ ابتدائی مقدمہ ہوکر بنام دادا بھائی (۲) بپا (۲) مشابہت مقدمہ مذکور عدالتہائے اکویٹی انگلستان کے ڈگری کیا تھا مگر اس مشابہت پر زیادہ اعتبار کرنا چاہئے باعتبار اسی مشابہت کے نالش دلا پانے روپیہ کو جسکا مواخذہ جایداد غیر منقولہ پر تھا ایک مرتبہ اس عدالت نے نالش متعلقہ اراضی تجویز نہیں کیا تھا مقدمہ بلونت راؤ بنام پرشوتم (۳) ملاحظہ طلب لیکن فیصلہ اخیر سے اب اسی ہائی کورٹ اور دیگر عدالتہائے ہائی کورٹ کے اتفاق رائے ہوگیا ہے جنہوں نے یہ تجویز کی ہے کہ ایسی نالشات دفعہ ۱۶ میں داخل ہیں مقدمہ دتّو بنام وانگو جی (۴) ملاحظہ طلب کوئی بیان کسی امانت کا اس مقدمہ میں ایسا نہیں ہے جسکی رو سے دعوی مقدمہ جگدمبا بنام پدمنی (۵) کی تمیز ہو اور جسکی نسبت وادرسی کا دعوی صیغہ عدل میں بذریعہ مجبور کرنے تو تمیز کے کیا جا سکے ۔

نظر بر جملہ حالات یہ صاف ظاہر ہے کہ نالش حال ضمن ۲ کی دفعہ ۱۶ میں داخل ہے اور دفعہ ۱۶ کے فقرہ شرطیہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ وادرسی کامل بذریعہ ساہوکار مذکور کے تعمیل کی حکم کے اس مقدمہ میں حاصل نہیں ہو سکتی لہذا صاحب جج ضلع نے بہت صحیح طور پر دعوی نامنظور کیا ہے لہذا اپیل حال مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے

اپیل ڈسمس کیا گیا ۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

۱۸۹۷ء ۱۳ دسمبر

صفحہ کتاب انگریزی ۳۲

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

بمعاملہ کرشناجی پانڈورنگ جوگلیکار +

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۶۷ و ۳۴۴ - واپس بھیجنا قیدیان کا حراست پولیس میں ضمانت حفظ امن اختیار مجسٹریٹ نسبت طلب کرنے ضمانت کے ایسے اشخاص سے جو اوسکے علاقہ سے باہر رہتے ہوں -

از روے دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) کے وہ میعاد جسکے لئے مجسٹریٹ ملزمان کو حراست پولیس میں رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے کل ۱۵ دن ہے جسمیں ایک یا زیادہ وا پسی ہو سکتی ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۰۵ (۱۸۸۰ء) (۳) بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۹۹ (۱۸۷۲ء)
(۲) بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۵۳ (۱۸۷۸ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۷ (۱۸۹۲ء)
(۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۳۰۷ (۱۸۷۰ء)

+ نظر ثانی فوجداری نمبر ۲۱۳ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۸۹۷ع
بمعاملہ کرشناجی پانڈورنگ گنگیکار

مجسٹریٹ کسی شخص کو جو اوسکے علاقہ کے باہر رہتا ہو گرفتار کر کے ضمانت حفظ امن کا اندر علاقہ اپنے طلب نہیں کر سکتا

مقدمات بمعاملہ جیجے پرکاش بیل (۱) و بمعاملہ عبد العزیز (۲) بمعاملہ راجیند رچند رداسے (۳) و ویناناتھ ملک بنام

گرجا (۴) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ...گدو (۵) کی تقلید کی گئی۔

ملزم کرشناجی پانڈورنگ گنگیکار رسکول ماسٹر ساکن بمبئی تھا ۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۷ع کو وہ بمبئی میں بشبہ ارتکاب قتل عمد گرفتار کیا گیا تھا وہ اوسی روز پونا کو لایا گیا اور روبرو مجسٹریٹ شہر کے پیش کیا گیا جسکے روبرو اوس نے یہ بیان کیا کہ کچھ عرصہ سے وہ ساکنان شہر پونا سے بغرض بغاوت پیدا کرنے کے سرمایہ جمع کرنے میں مشغول تھا اور یہ کہ اس غرض سے وہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۷ع کو پونا میں آیا تھا اور چند اشخاص سے مدد کی استدعا کی تھی لیکن کامیاب نہوا۔

بعد قلمبند کیے جانے اس بیان کے پولیس نے مجسٹریٹ سے یہ درخواست کی کہ ملزم کو ۱۴ روز تک حراست میں رکھنے کی اجازت بغرض تفتیش مزید حالات کے دیجائے یہ درخواست منظور ہوئی۔

۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۷ع کو پولیس نے ویسی مزید چودہ روز کی ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۷ع سے استدعا کی یہ درخواست بھی منظور ہوئی لیکن مجسٹریٹ نے کوئی وجوہ تحریر نہیں کئے اور نظاہر اوقت پیشی درخواست کے ملزم روبرو مجسٹریٹ کے حاضر نہیں لایا گیا۔

۳۴۳ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۷ع کو پولیس انسپکٹر شہر نے استغاثہ روبرو سب ڈویژنل مجسٹریٹ پونا کے پیش کیا اور بمطابق اسکے ملزم پر مقدمہ حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) کے قائم کیا گیا اور اوس سے ضمانت نامہ حفظ امن بہ تعداد ... مع دو ضامنان ہر ایک بقدر ... کے طلب کیا گیا۔

چونکہ ملزم نے ضمانت مطلوبہ نہیں دی لہذا وہ ایک سال کے لئے قیدخانہ میں بھیجا گیا۔

بمطابق اسکے ملزم نے درخواست روبروہائیکورٹ کے بصیغہ نظرثانی واسطے منسوخ کیے جانے کل کارروائیات کے بوجہ اون کے خلاف قانون اور بلا اختیار ہونے کے پیش کی۔

مسٹر ایچ آر بورڈس منجانب ملزم۔ ملزم ساکن بمبئی ہے وہ بوقت گرفتاری یا اوسوقت کہ استغاثہ باضابطہ دائر کیا گیا علاقہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ پونا میں نہیں رہتا تھا لہذا بموجب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار ضمانت حفظ امن کے طلب کرنیکا نہ تھا بمعاملہ درخواست جیجے پرکاش بیل (۱) و بمعاملہ درخواست راجیندر چندر داسے (۳) و ویناناتھ ملک بنام گرجا ... (۴)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ... صفحہ ... (سنہ ۱۸۸۶ع) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ... (سنہ ۱۸۸۶ع)
(۲) ״ ״ ״ ״ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۳ (سنہ ۱۸۹۰ع) (۴) ״ ״ ״ جلد ... صفحہ ۳۴۳ (سنہ ۱۸۹۶ع)

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ... صفحہ ۹۹ (سنہ ۱۸۸۴ع)

۱۸۹۶ع

بنام رشنا جی باشدرنگ جوگیکار

ملاحظہ طلب ہاوسکے اوسوقت حراست پولیس مین ہوتے سے جبکہ اوسپر استغاثہ کیا گیا مجسٹریٹ کو اختیار سماعت حاصل نہین ہوتا حراست پولیس بنفسہ خلاف قانون تھی -

مسٹر راو بہادر واسدیو جے کرتکار وکیل سرکار منجانب سرکار ملازم نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۶ع کو بونامین تھا اور اوسوقت وہ بغاوت پیدا کرنیکی غرض سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا استغاثہ جو اوسپر دائر کیا گیا متعلق اس کے تھا اور اس امر کی بنا پر کار روائیات حال اوسکے خلاف کی گئین اس موقع پر اوسکے بونامین صرف ایک روز رہنے سے بغرض پیدا کرنے فساد عام کے مجسٹریٹ کو حسب دفعہ ۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اختیار سماعت حاصل ہوگا رشیا ماچرن بنام کشو لکشال (۱) بنسبت اوسکے پندرہ روز سے زیادہ حراست پولیس مین رکھنے کے واضح ہو کہ مجسٹریٹ نے یہ تحریر کیا ہے کہ حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ہذا کے واپسی عطا کی گئی تھی اگر یہ صورت ہے تو حراست خلاف قانون نہ تھی

پارسنس صاحب جسٹس - مقدمہ ہذا مین سائل کو مجسٹریٹ نے حکم دخل کرنے مچلکا حفظ امن تعدادی سمہ - مع دو ضامنان ہر ایک بتعداد للعہ - کے دیا تھا اور بوجہ قاصر رہنے کے ایک سال کیلئے قیدخانہ کو بھیجا گیا تھا قبل فیصلہ مقدمہ کے ہم مجسٹریٹ کی توجہ اوس بیضابطگی پر مائل کرنا چاہتے ہین جو اوسنے ملزم کو اسقدر عرصہ تک حراست پولیس مین چھوڑنے سے کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ملزم ۱۲ اگست کو بمقام بمبئی بشبہ ارتکاب قتل عمد گرفتار کیا گیا تھا اور پولیس نے اوسکو روبرو مجسٹریٹ پونا کے اوسی روز پیش کیا تھا اور اوسکو ۱۳ روز تک حراست مین رکھنے کی اجازت چاہی تھی مجسٹریٹ نے درخواست کو منظور کیا حسب دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اوسکو وجوہ تحریر کرنے لازم تھے -

۲۵ - اگست کو پولیس نے یہ استدعا کی کہ وہ ۲۵ - تاریخ سے چودہ روز تک اور اوسکو حراست مین رہنے دیا جاوے مجسٹریٹ نے یہ منظور کیا اور اس مرتبہ بھی کوئی وجوہ قلمبند نہین کین یہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا سائل اس موقع پر اوسکے روبرو حاضر لایا گیا تھا یا نہین قانون کی رو سے یہ ضرور ہے کہ وہ حاضر کیا جاوے جس میعاد کے لئے مجسٹریٹ ملزم کے حراست پولیس مین رکھے جانیکی اجازت دیسکتا ہے کل ۱۵ یوم ہے یہ امر الفاظ مستعملہ دفعہ ۱۶۷ سے صاف ظاہر ہے اور نظیر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام انگدو (۲) مین بھی تجویز کی گئی ہے پس حکم مجسٹریٹ مورخہ ۲۶ اگست خلاف قانون تھا مجسٹریٹ نے اپنے روبکار مقدمہ ہذا مین یہ تحریر کیا ہے کہ تفتیش پولیس کی تکمیل کے لئے ملزم وقتاً فوقتاً واپس بھیجا گیا تھا از دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری اگرچہ وہ دفعہ متعلق کارروائیات تحقیقات یا تجویز مقدمہ کے ہے اور تفتیش پولیس سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۴ (۱۸۹۵ع) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۹۰ (۱۸۹۵ع)

۱۸۹۶ء
بمعاملہ درخواست تاجی
پانڈورنگ جگیلہ

اوسکو کچھ تعلق نہین ہے اور اوس سے واپسی چلیانہ سے اور نہ حراست پولیس سے مراد ہے مقدمہ حال مین رپورٹ پولیس اور تحریر ظہری مجسٹریٹ سے بظاہر ہوتا ہے کہ حسب دفعہ ۱۶۷ حراست مین رکھنے کی استدعا کی گئی اور منظور ہوئی پس مجسٹریٹ کا دفعہ ۳۴۴ کا حوالہ دینا بالکل صحیح نہین ہے۔

کارروائی حال خلاف سائل کے اوسوقت شروع اور ختم کی گئی تہی کہ وہ حراست پولیس پونا مین تہا یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ ساکن بمبئی ہے استغاثہ مین جو اوسپر پہلی ستمبر کو پیش کیا گیا یہ تحریر ہے اور اوسمین اوسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ۲۴ جولائی کو پونا مین گیا اور وہان اوس نے کچھ کارروائی بغرض ارتکاب

۳۵ نقض امن کے کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پونا مین صرف ایک ہی روز رہا اور یہ کہ وہ اپنے کام مین کامیاب نہین ہوا ہائیکورٹ کلکتہ اور ہائیکورٹ الہآباد دونون نے یہ تجویز کی ہے کہ مجسٹریٹ کو اختیار نہین ہے کہ اوس شخص کو جو اوسکے علاقہ سے باہر سکونت رکہتا ہو مچلکہ حفظ امن اندر علاقہ مذکور داخل کرنے کا حکم دے (بمعاملہ درخواست جے پرکاش لال (۱) و بمعاملہ درخواست عبدالعزیز (۲) و بمعاملہ درخواست راجیندر چندر رائے چودہری (۳) و وشوناتہ ملک بنام گریاپرسنو کرجی (۴) بلحاظ فیصلہ جات کی تقلید کرنا لازم ہے نظیر مقدمہ رشیا اندر بنام کنتو منڈل (۵) بالکل تعلق نہین ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین ملزم اوسوقت وہان سکونت رکہتا تہا کہ جب مجسٹریٹ کو اطلاع ملی اور اوس نے مقدمہ قائم کیا مقدمہ حال مین اوس قسم کی سکونت ہم جولائی کو ہوسکتی تہی کہ جس سے کارروائیات اوسوقت جایز ہوتین لیکن پہلی ستمبر کو اور ایام مابعد مین کوئی سکونت نہ تہی کیونکہ ہم یہ تجویز نہین کرسکتے ہین کہ حراست پولیس مین رہنا اگر جاری ہی ہو سکونت ہوگی اسوجہ سے ہم حکم مجسٹریٹ پونا کو منسوخ کرتے ہین

حکم منسوخ کیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۲ دسمبر

صفحہ کتاب انگریزی
۳۵

ہری گنیش و دیگر ۔ (ابتداءً مدعیان) اپیلانٹان بنام جمنا بائی (ابتداءً مدعا علیہا) رسپانڈنٹ ۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) مد ۱۷۹ ضمن ۵ ۔ معنی الفاظ تاریخ اجراے اطلاع حسب ضابطہ ۔ اجرائے ڈگری ۔ احکام مقدمہ اجرا ۔ امر تجویز شدہ ۔ دست برداری درخواست اجراے اثر ایسی دست برداری کا ۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہآباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۰ (۱۸۹۳ء) (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۳ (۱۸۹۳ء)
(۲) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۴ (۱۸۹۱ء) (۵) " " " " جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۳
(۳) " " کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۷ (۱۸۹۱ء) ÷ اپیل دوم نمبر ۲۳۹ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۹ء
ہری گنیش
بنام
۳۶ جنابائی

مقدمہ احمن دہ ایک میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) جو نہ اوس صورت میں متعلق ہے جبکہ اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) فی الواقع جاری کیا گیا ہو۔ اگر کوئی اطلاعنامہ جاری نہیں کیا گیا تو میعاد تاریخ حکم عدالت سے محسوب نہیں کی جا سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ جب اطلاعنامہ جاری کیا جاوے تو تاریخ اوسکے اجرا کی وہ تاریخ ہو جو بعد میعاد عدالت سے اوسکے اجرا کا حکم دیا ہو۔

احکام متعلقہ بتقدیم اجرا اگر وہ ان کا اپیل ہو اور جو فریقین نالش پر حجت کا درجہ رکھتے ہوں بابت نالش منعقدہ بینہ اوس اصول کے قابل پابندی ہیں جو سابقہ اصول امر تجویز شدہ کے ہے جو صحیح طور پر اصول منکور کیا جا سکتا ہے لہذا اوسکے عارض ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ سماعت اور فیصلہ قطعی ہوا ہو۔

جس صورت میں کہ درخواست اجرائے دست برداری کی اجازت دی گئی ہو معاملات نزاعی کی سماعت اور تجویز نہیں کی جاتی ہے لہذا اوس صورت میں کوئی امر تجویز شدہ نہیں ہوتا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر ٹھاکر داس ایم جج ماتحت درجہ اول مقام پونا بہ اختیارات

صیغہ اپیل۔

بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۹ء مدعیان نے ایک ڈگری بمبلغ ... کی بنام سماۃ جنابائی صاحبہ

بیوہ جسونت راؤ بہادر صاحب بہادر ساکن مقام ملتان کے حاصل کی۔

بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء ڈگریداران نے درخواست بغرض اجرائے ڈگری مذکور پیش کی۔

بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء عدالت نے حکم اجرائے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بتقرر ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کے صادر کیا کہ مدیون ڈگری وجہ ظاہر کرے کہ ڈگری کیوں جاری نہ کیجاوے لیکن چونکہ طلبانہ ادا نہیں کیا گیا تھا لہذا اطلاعنامہ جاری نہیں ہوا اور بہ تاریخ ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء درخواست مذکور خارج کی گئی۔

بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۵ء ڈگریداران نے درخواست جدید بغرض اجرائے ڈگری پیش کی اور مدیون ڈگری پر اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعمیل کیا گیا۔ بہ تاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء ڈگریداران نے عدالت کو اطلاع کی کہ وہ درخواست کی پیروی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اونہوں نے مدیون ڈگری سے انتظام باہمی کر لیا ہے اجازت دست برداری کی بہ اختیار پیش کرنے درخواست جدید کے دی گئی۔

بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۶ء ڈگریداران نے درخواست سوم بغرض اجرائے ڈگری داخل کی۔
نسبت اس درخواست کے مدیون ڈگری نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ چونکہ درخواست

سنہ ۱۸۹۶ء

ہری گنیش بنام جمنا بائی ۳۷

مورخہ ۱۳ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء تین سال کے بعد تاریخ درخواست اول یعنی درخواست مورخہ ۱۲ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء سے پیش کی گئی تھی لہذا اوسمین تمادی عارض تھی اور جبکہ ایسی صورت تھی تو درخواست حال مین بھی تمادی عارض ہے عدالت مرافعہ اولی نے اس حجت کو نامنظور کیا اور کارروائی اجرا کا حکم دیا

بر طبق اپیل صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ مقدمہ داخل ضمن ۴ اور نہ ضمن ۵ مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہوتا ہے اور یہ کہ درخواست مین تمادی عارض ہے - لہذا درخواست نامنظور کی گئی -

بر طبق اسکے ڈگریداران نے ہائی کورٹ مین اپیل پیش کیا -

ایم بی چوبل منجانب اپیلانٹان - درخواست سنہ ۱۸۹۳ء مین تمادی عارض نہ تھی کیونکہ وہ تین سال کے اندر ۱۲ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء سے پیش کی گئی تھی یعنی اوس تاریخ سے کہ جب عدالت نے حکم مقدمہ درخواست اول مین واسطے اجراے اطلاعنامہ کے حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا تھا یہ تاریخ بطور تاریخ اجراے اطلاعنامہ تصور کر لی جاے اور میعاد سماعت اس تاریخ سے حسب ضمن ۵ مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت (سنہ ۱۸۷۷ء) کے شروع ہوتی ہے - الفاظ تاریخ اجراے اطلاعنامہ مندرجہ ضمن ہذا سے مراد وہ تاریخ ہے جسپر حکم مشعر ہدایت اجراے اطلاعنامہ عدالت نے صادر کیا ہو مقدمہ اودت نرائن بنام رام پرتاپ سنگھ (۱) ملاحظہ طلب - نیز بفرض اسکے کہ درخواست سنہ ۱۸۹۲ء بعد تاریخ میعاد مقررہ کے پیش کی گئی تھی مدیون ڈگری مجاز نہین ہے کہ یہ عذر مقدمہ حال مین پیش کرے - وہ اعتراض مذکور مقدمہ اجراے ڈگری سابق مین کر سکتا تھا اور اوسکو کرنا چاہئے تھا لیکن اوس نے ایسا نہین کیا - لہذا بحث نسبت میعاد سماعت کے امر تجویز شدہ ہے -

گنپت سداشیو راؤ منجانب رسپانڈنٹ - مقدمہ حال ضمن ۵ مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت مین داخل نہین ہے بغرض داخل ہونے مقدمہ کے ضمن مذکور مین یہ ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ حکم عدالت واسطے جاری کرنے اطلاعنامہ کے حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا تھا یہ بھی ثابت کیا جانا چاہئے کہ اطلاعنامہ فی الحقیقت جاری کیا گیا تھا بمقدمہ حال کوئی اطلاعنامہ جاری نہین کیا گیا کیونکہ طلبانہ ادا نہین کیا گیا تھا - لہذا ضمن ۵ متعلق نہین ہے لیکن ضمن ۴ متعلق ہے اور حسب ضمن مذکور میعاد تاریخ درخواست سابقہ سے شروع ہوتی ہے - جبکہ ایسی صورت ہے تو درخواست دوم جو تین سال سے زیادہ عرصہ بعد تاریخ درخواست اول سے داخل کی گئی تھی تمادی پذیر تھی - یہ لازم آتا ہے کہ درخواست حال مین بھی تمادی عارض ہے نسبت امر تجویز شدہ کے واضح ہو کہ چونکہ درخواست

(۱) ویکلی نوٹس الہ آباد صفحہ ۱۳ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۶ء

ہری گنیش
بنام
جمنا بائی

دوم سے دست برداری کی گئی تھی لہذا اوسکی نسبت تصور کرنا چاہیے کہ گویا وہ بالکل پیش نہین کی گئی تھی اور کل معاملات تنقیح طلب بلا سماعت اور بلا فیصلہ کے رہے لہذا کوئی امر تجویز شدہ نہ تھا۔ مقدمہ [illegible] بنام ونکٹیش (۱) ملاحظہ طلب۔

پارسنس صاحب جسٹس اس درخواست مین جو بتاریخ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء پیش کی گئی مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ اجرا مین تمادی عارض ہے کیونکہ کوئی تدبیر معاون اجرا اندر تین سال کے تاریخ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء سے نہین کی گئی تھی کہ یہ تاریخ درخواست اول کی تھی۔ ایک درخواست نمبر ۱۲۳ بتاریخ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء پیش کی گئی تھی لیکن اوس سے بتاریخ ۱۔ دسمبر ۱۸۹۳ء دست برداری کی گئی اور اجازت واسطے پیش کرنے درخواست جدید کے دی گئی۔

دو دلائل ہمارے روبرو نسبت اس امر کے پیش کی گئی ہین کہ اعتراض مذکور نامنظور ہونا چاہیے (اول) یہ کہ درخواست ۱۸۹۲ء مین میعادی تھی (دوم) یہ کہ اگر نہین تھی تو بحث مذکور امر تجویز شدہ تھی اور مدعا علیہم اوسکو پیش نہین کر سکتے ہین۔

اول۔ عدالت نے ایک حکم بتاریخ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء درخواست ۱۸۹۲ء پر واسطے جاری کرنے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا تھا اور یہ بحث کی گئی ہے کہ میعاد تاریخ حکم مذکور سے شروع ہوتی ہے لیکن درحقیقت کوئی اطلاعنامہ کبھی جاری نہین کیا گیا اور درخواست بتاریخ ۱۶۔ نومبر ۱۸۹۲ء اس وجہ سے خارج کی گئی کہ طلبانہ داخل نہین کیا گیا تھا اور سامان غیر حاضر تھے۔ دفعہ ۱۷۹ ضمن ۵۔ صرف اوس صورت سے متعلق ہے جبکہ اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا گیا ہو۔ چونکہ کوئی اطلاعنامہ کبھی جاری نہین کیا گیا لہذا میعاد اس مقدمہ مین تاریخ حکم عدالت سے محسوب نہین ہو سکتی ہے گو یہ ممکن ہے کہ جس صورت مین حکم جاری کیا گیا ہو تاریخ اوسکے اجرا کی وہ تاریخ ہو جبکہ عدالت نے اوسکے اجرا کا حکم دیا ہو تا چنانچہ ہائیکورٹ الہ آباد نے اوس مقدمہ مین جسکا حوالہ وکیل نونس سے عدالت ماتحت نے دیا یہی تجویز کی۔

دوم۔ احکام صادرہ کارروائیات اجرا اگرچہ بنا راضی اوسکے اپیل ہوا ہو درمیان فریقین نالش پر مثل کارروائیات مابعد نالش مذکور مین بربنائے ایسے اصول کے قابل پابندی ہین جو شامل اصول امر تجویز شدہ کے ہے جو ٹھیک طور پر اصول امر تجویز شدہ کہا جا سکتا ہے لہذا اوسکے عارض ہو سکنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ سماعت اور فیصلہ قطعی ہوا ہو۔ اس صورت مین کوئی فیصلہ بمعاملہ درخواست ۱۸۹۲ء صادر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ (۱۸۷۸ء)

۲۹ سنہ ۱۸۹۶ء سرکار گورنمنٹ بنام جیتا بائی

نہین ہوا تھا اور درخواست سے اجازت دست برداری دی گئی تھی معاملات متنازعہ اسطرح پر یا بین فریقین ملتوی اور تنقیح طلب تا زمانہ پیشی درخواست جدید باقی رہے اور اوسکے پیش ہونے پر وہ بنا ے جوابدہی یا اعتراض قرار دیے جاسکتے تھے۔ یہ جدید درخواست وہ ہے جو اب ہمارے روبرو پیش ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ مدعاعلیہم بحث میعاد سماعت اس مقدمہ مین پیش کر سکتے ہین کیونکہ کبھی قبل اسکے وہ مسموع ہو کر قطعی طور پر فیصل نہین ہوئی۔ حکم اجرا مع خرچہ بحال کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

ونایک راؤ کیشو راؤ ویک کس دیگر (ابتدائً مدعیان) اپیلانٹان۔

بنام

سنہ ۱۸۹۶ء ۲۰ دسمبر سنہ کتاب انگریزی ۳۹ سکرٹری آف اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ +

مجموعہ مالگذاری اراضی بمبی (ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء بمبی) دفعات ۳۷ و ۳۸ و ۴۱ - عشا ے دفعہ ۳۷ پیمایش - نہ دانا نمبر اراضیات - بوقت پیمایش - اثر ایسی فروگذاشت کا مالک کے حقوق پر بہ نسبت سرسری - اخراج اراضی کا بندوبست سرسری سے - اثر ایسے اخراج کا - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء بمبی - سند حسب ایکٹ مذکور سند -

مدعیان نے جو انعامدار ایک اراضی کے تھے نالش استقرار اپنی ملکیت اور استحقاق کاشت کی نسبت (الف) قطعہ اراضی کے جسکو وہ مدعیان نے اپنا جزو انعام بیان کیا اور (ب) بہ نسبت شکم دریا کے جو اونکی اراضی مین ہو کر گذرتا تھا دائر کی ہے منجانب مدعاعلیہ نسبت ان دو قطعات اراضی کے یہ بحث کی گئی کہ مدعیان کو کوئی استحقاق اون کی کاشت کرنے کا نہ تھا کیونکہ اراضیات مذکور جز آبادی موضع قرار دی گئی تھین اور اس خیال سے او نبر نمبر بوقت پیمایش سنہ ۱۸۶۳ء کے نہین ڈالا گیا اور بیس سال سے وہ تشخیص سے معاف تھین بہ نسبت شکم دریا کے یہ بحث کی گئی کہ دریاے مذکور ایک دریا ے عام ہے اور جبکہ وہ خشک ہو گیا اراضی تہ دریا ملکیت سرکار اور نہ ملکیت مدعیان کی ہو گئی۔

عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز ہوا کہ رو سے مجموعہ مالگذاری اراضی بمبی (ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء بمبی) متعلق اور سرکار مجاز تھی کہ ایک جزو اراضیات سند جدید سند مدعیان کو آبادی موضع کے لیے علحدہ کرے اور چونکہ اراضیات پر پیمایش سنہ ۱۸۶۳ء مین نمبر نہین ڈالا گیا اور وہ بیس سال سے زیادہ عرصے تشخیص سے معاف رہی ہین لہذا مدعیان کا

+ اپیل دوم نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء

دنایک راؤ بنام سکریٹری آف سٹیٹ ہند

بہم

حق اونکی کاشت کرنے کا زائل ہوگیا برطبق اپیل بحضور ہائی کورٹ۔

تجویز ہوئی کہ منسوخی ڈگری عدالت ماتحت اگر مدعیان مستحق استقرار حسب صدر کے ہین۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ دراصل دفعہ ۱۰ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی متعلق نہین ہے دفعہ مذکور ایک دفعہ ذیل یعنی دفعہ ۳۸ سے متعلق ہے اور دونون دفعات صرف ایسی اراضیات سے متعلق ہین جو دیہات غیر منتقلہ یا حصص دیہات غیر منتقلہ مین ملکیت سرکار ہین دفعات مذکور کی رو سے سرکار کو اختیار نہین ہے کہ کسی اراضی متلکہ انعامدار کو ضبط کر اون اشخاص کو عطا کرے جو اوسکے گانوَن مین رہتے ہون۔

(دوم) یہ کہ قطعات اراضی پر محض نمبر نہ پڑنے کا یہ نتیجہ نہین ہو سکتا کہ وہ آبادی موضع مین داخل ہوجائین یا استحقاق مدعیان زائل ہوجاے نہ اسلئے کہ سرکار نے ان اراضیات پر تشخیص نہین کی مدعیان اون سے محروم ہو سکتے ہین نہ وہ ملکیت سرکار ہو سکتی ہین۔

(سوم) یہ کہ اراضی تہ دریا ملکیت مدعیان ہے جو مالک اراضی ہو تو وہ کنارہ دریا ہین۔

اپیل درجہ دوم نمبر اراضی فیصلہ جی میک کارکل صاحب جج ضلع احمد آباد

مدعیان نے جو انعامداران محض اراضیات انعام کے ہین جن مین ایک موضع داخل ہے یہ نالش ۱۸۹۵ء مین واسطے استقرار اپنی ملکیت اور اپنے حق کاشت کے نسبت (الف) دو قطعات اراضی کے جو جزو اونکے موضع مذکور کی تھین اور (ب) نسبت اراضی تہ دریا کے جو اس موضع مین ہو کر گذرتا ہے دائر کی۔

دو قطعات مذکور مسلماً جزو اراضیات مزروعہ ملکہ مدعیان تھے اور سابق مین اونپر جداگانہ نمبر پیمائش کا جو قبل پیمائش ۱۸۶۳ء کے ہوئی تھی پڑا تھا۔

مگر بوقت پیمائش جدید جو اوس سال مین ہوئی دو قطعات اراضی واسطے آبادی موضع کے علحدہ کئے گئے اور نہ اونپر نمبر ڈالا گیا اور نہ اون کی پیمائش کی گئی نہ اراضی تہ دریا پر اوسوقت نمبر پڑا اور نہ اوسکی پیمائش ہوئی۔

۱۸۶۳ء مین بندوبست سرسری مدعیان کے ساتھ اراضیات اون کے موضع کا کیا گیا اور انکو سند بموجب ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۶۳ء بمبئی کے دی گئی مگر دو قطعات اراضی مذکور بندوبست سے بری کئے گئے اور علی ہذا القیاس اراضی تہ دریا بھی بری کی گئی۔

بجواب نالش ہذا کلکٹر نے یہ عذر کیا کہ سرکار کا دعویٰ صرف نسبت اس اختیار کے ہے کہ مدعیان کو حکم دے کہ دو قطعات متنازعہ کو بطور آبادی موضع کے استعمال کرین اور اوس نے یہ حجت کی کہ چونکہ یہ دو قطعات

۱۸۹۶ء
ونایک ساو
بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ بمبئی

بوقت پیمائش جدید ۱۸۶۳ء کے آبادی موضع کے لیے علحدہ کیے گیے تھے اور چونکہ اس خیال سے وہ تشخیص سے معاف کیے گیے تھے اور چونکہ مدعیان فائدہ اوس معافی سے بیس سال سے زیادہ عرصہ تک حاصل کرتے رہے لہذا اب مدعیان کو کوئی استحقاق اراضیات مذکور کی کاشت کرنے کا نہیں ہے نسبت اراضی تہ دریا کے اوس نے یہ بحث کی کہ وہ ایک دریا سے عام ہے اور ملکیت مدعیان نہیں ہے

۳۱ اسسٹنٹ جج نے نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ دو قطعات اراضی مذکور واسطے آبادی موضع کے علحدہ کیے گئے تھے اور بوقت پیمائش ۱۸۶۳ء کے اونپر نمبر نہیں ڈالا گیا تھا لہذا مدعیان کو کوئی حق اونکی نسبت نہ تھا خصوصاً بدیں وجہ کہ وہ بیس سال سے زیادہ عرصہ تک تشخیص سے معاف رہے ہیں۔

نسبت بہاؤ کے آب کے اونھون نے یہ تجویز کی کہ وہ مدعی کی جایداد ذاتی نہیں ہے بلکہ ملکیت سرکار حسب دفعہ ۳۷۔ ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بمبئی کے ہے۔

یہ فیصلہ بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے بحال رکھا اونکی یہ رائے ہوئی کہ نسبت دو قطعات اراضیات مذکور کے مقدمہ سے دفعہ ۳۸ مجموعہ مالگذاری اراضی (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بمبئی) متعلق ہے حاکم موصوف کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔

"یہ بحث کی گئی ہے کہ دفعہ ۳۸۔ ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بمبئی اراضی متنازعہ سے متعلق نہیں ہے مگر مین تجویز کرتا ہون کہ وہ متعلق ہے منجملہ اغراض دفعہ مذکور کے ایک غرض یہ ہے کہ اراضیات جو سرکار نے واسطے عام کامون کے علحدہ رکھی ہوئی ہوں وہ اون کامون کے علاوہ دوسرے کامون میں نہ لائی جائیں گر دفعہ مذکور نہ ہوتی تو اراضیات آبادی موضع بلا اندیشہ سزا جوت ڈالی جاتیں اور کاشت کیجاتیں اور اس طرح گاؤں والوں کو وہ شے نہ ملتی جو اون کے نفع کے لیے مخصوص کی گئی تھی یہ بحث کی گئی ہے کہ یہ اراضی مدعیان کی سند میں شامل نہیں ہے اور شامل ہونی چاہیے تھی مگر مین تجویز کرتا ہوں کہ سرکار بجاز علحدہ رکھنے ایک جزو اراضیات کی سند مدعیان میں سے واسطے آبادی موضع کے تھی اور اصلی سند کی ترمیم سند نا قابل سے ہوئی جس کی رو سے سند اول ترمیم کی گئی تھی اور اصل بحث اہم مقدمہ میں ہے + + + + + + + + +"

"مدعیان وعدہ دار ہیں کہ اونکو استحقاق اراضی آبادی دیہہ کے کاشت کرنے اور اوس سے آمدنی حاصل کرنے کا ہے سرکار یہ کہتی ہے کہ جب اس اراضی کو اس غرض سے علحدہ رکھا ہے کہ صرف بطور آبادی دیہہ کے کام میں آوے اور وہ کاشت نہیں کیجا سکتی ہے میری رائے میں سرکار کا بیان صحیح ہے"

بربنا ان وجوہ کے صاحب جج ضلع نے اسسٹنٹ جج سے نامنظوری دعوی مدعیان میں اتفاق کیا۔

۱۸۹۶ء

ونکٹ راو
نام
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند

برطبق اسکے مدعیان نے اپیل مذکور ہائی کورٹ مین پیش کیا۔

مسٹر اینڈرسن (مع رام دت وی دیسائی) منجانب اپیلانٹان۔

راو بہادر واسدیو جے کرتی کار وکیل سرکار منجانب رسپانڈنٹ۔

پارسنس صاحب جسٹس - دو اشیاے متنازعہ مقدمہ ہذا ہین اور اون کی علحدہ علحدہ تجویز عمل مین آوے گی۔

۴۴ اول نسبت دو قطعات اراضی کے اونکی نسبت صاحب جج ضلع نے یہ لکہا ہے "مسئلہ دو قطعات اراضی متنازعہ اندر حدود اراضی انعام فراق مدعیان کے واقع ہین" اور اسسٹنٹ جج نے یہ لکہا ہے "اس بارہ مین ذرا بہی شبہ نہین ہے کہ آبادی موضع ابتداءً جزو اراضی مزروعہ مملوکہ مدعیان تہی مگر وقت پیمایش ۱۸۵۳ء اراضی پر نمبر جدید ڈالا گیا اور آبادی موضع پر نمبر نہین ڈالا گیا بجز نمبر ہاے دادا یا احاطہ کے جنپر جداگانہ نمبر شمار ڈالا گیا تہا" ۱۸۵۳ء ظاہرا غلط معلوم ہوتا ہے شاید بجاے ۱۸۹۳ء کے لکہا گیا مگر مجہکو کوئی متحقق اطلاع دربارہ تاریخ پیمایش جدید کے نہین ہے۔

نزد مقر سطور معاملہ کی اسطور پر ہے یہ دو قطعات اراضی ایک جزو اراضیات انعام مدعیان کے ہین اور پیمایش سابق مین اونپر علحدہ نمبر شمار ڈالے گئے تہے بوقت پیمایش جدید اونپر کوئی نمبر نہین ڈالے گئے اور اسوجہ سے عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ قطعات مذکور جزو آبادی موضع ہوگئے ہین اور مدعیان کو کوئی حق اونکا کاشت کرنے کا نہین ہے اسسٹنٹ جج نے یہ نہین لکہا ہے کہ اونکی راے مین ایہ کسطرح پر قانونا ہوسکتا تہا صاحب جج ضلع نے یہ لکہا ہے کہ دفعہ ۱۰ مجموعہ مالگذاری اراضی ۱۸۷۹ء بمبئی متعلق ہے اور سرکار مجاز علحدہ کرنے ایک جزو اراضیات مندرجہ سند مدعیان کی واسطے آبادی موضع کے تہی مین حاکم موصوف سے اتفاق نہین کرسکتا دفعہ ۱۰ و دفعہ ۸ سے متعلق ہے اور دونون دفعات صرف ایسی اراضیات سے متعلق ہین جو دیہات غیر منتقلہ یا حصص دیہات غیر منتقلہ مین ملکیت سرکار ہون دفعات مذکور کی روسے سرکار کو اختیار نہین ہے کہ اراضی مملوکہ انعامدار کو ضبط کرے اور اون اشخاص کو عطا کرے جو ویسکے گانون مین رہتے ہین علاوہ برین مجہکو معلوم نہین ہوتا کہ کیونکر ایک قطعہ اراضی بے نمبر پڑے رہنے کا نتیجہ ہوسکتا ہے کہ وہ آبادی موضع ہوجاوے یا حقوق موجودہ مدعیان بنسبت اسکی کاشت کے زائل ہوجائین اگر اراضی ایک جزو آبادی موضع بہی ہو جاتی تو بہی وہ مملوکہ مدعیان ہوتی اور نامبردگان کو وہی حقوق اوسکی نسبت ہوتے جو پیشتر تہے اور جو فی الحقیقت نامبردگان کو کل آبادی موضع پر حاصل ہین جہانتک مین واقف ہون کوئی امر مانع اسکا نہین ہے کہ انعامدار اپنی اراضی واسطے

سنہ ۱۸۹۰ء
وناتیک راو
بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ نمبر ۴۳

تعمیر یا کاشت کے جس طرح چرگاہ یا ہٹی پڑو سے اور یہ دلیل کہ قطعات مذکورہ اب جزو آبادی موضع ہیں اور اسوجہ سے کاشت نہیں ہو سکتے کلیتاً ساقط ہوتی ہے۔

مزید براں صاحب جج ضلع کا اظہار یہ خیال ہے کہ چونکہ مدعیان نے خود آراضیات متنازعہ کو دیگر اراضیات انعام سے علیحدہ کر دیا ہے اور چونکہ اراضیات متنازعہ بہ تصرف مدعیان بلا لگان بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک رہی ہیں لہذا مدعیان اب سرکار کو اس امر سے نہیں روک سکتے کہ احکام دفعہ ۶۱ مجموعہ مالگذاری اراضی کو کام میں لاوے۔ مگر یہ صریح غلط فہمی ہے دو قطعات مذکورہ کبھی دیگر اراضیات سے علیحدہ نہیں کئے گئے وہ محض بلا عذر کے چھوڑ دیے گئے تھے جب مدعیان نے بندوبست سرسری منظور کیا اور انکو سند بابت اونکی حقیت انعام کے عطا ہوئی تو اونکو کسی قدر رجوٹ یا جمع بابت حقیت مذکور کے ادا کرنی پڑی اس امر کا کہ سرکار نے صرف ایک جزو حقیت پر تشخیص کی اور مدعیان کو بقیہ حقیت پر بلا لگان متصرف ہونے دیا یہ نتیجہ ہوگا کہ تشخیص آخرالذکر کا تعلق حقیت سے قطع ہو جاوے اور وہ باختیار کامل آجاوے وہ بدستور اراضی انعام مدعیان کی رہے گی حسب ایکٹ سنہ ۱۸۶۳ء سرکار کو اس طرح پر قبضہ اراضی لینے کا اختیار نہ تھا سرکار کو اختیار وصول کرنے لگان کامل کا صرف اوس صورت میں تھا کہ جب بعد تحقیقات کے شخص قابض استحقاق ثابت کرنے سے قاصر رہے اس اختیار کو سرکار نے استعمال نہیں کیا اور مدعیان کو دو قطعات مذکورہ پر بلا لگان بیس سال سے زیادہ عرصہ تک قابض رہنے دیا یہ ظاہر ہے کہ اس سے کسی طرح استحقاق سرکار کو حاصل نہیں ہو سکتا نہ مدعیان اپنے استحقاق کے پیش کرنے سے ممنوع ہو سکتے ہیں اب بھی سرکار کوئی دعوی نسبت اراضی یا اوپر تشخیص کسی لگان کا نہیں کرتی ہے چونکہ اونکی استدعا ہے وہ کلیم یہ ہے کہ نفاذ اس شرط کا کرے کہ مدعیان اراضی مذکورہ کو کاشت نہ کریں میری یہ رائے ہے کہ سرکار کو مدعیان کے حقوق ملکیت پر ایسی قید لگانے کا استحقاق نہیں ہے اور اس لئے میں یہ استقرار بحال رکھونگا کہ دو قطعات مذکورہ اونکی ملکیت انعام ہیں اور اونکو استحقاق اون کی کاشت کرنے کا ہے۔

دوسری شئے متنازعہ اراضی تہ دریا یا ندی کی ہے جو اس موضع میں ہو کر گذرتی ہے نزاع نسبت اس امر کے ہے کہ آیا اوسکا مجرا اس موضع کے اندر ہے یا اوس سے باہر مگر یہ امر غیر اہم ہے سرکار کو دعوی استحقاق وصول لگان یا تشخیص کا اون اشخاص سے ہے جو اس تہ دریا اراضی کو جب کہ وہ خشک ہو جائے کاشت کریں سرکار اراضی تہ دریا کا دعوی بطور اپنی خاص ملکیت کے کرتی ہے مدعیان کی حجت یہ ہے کہ اراضی تہ دریا اونکی ملکیت بطور مالکان اراضی کنارہ دریا کے ہے اور وہ اونکی حقیت انعام میں

۱۸۹۷ء — دیناناتھ رام بنام سکریٹری آف اسٹیٹ کونسل

شامل ہے مزید بران اس صورت مین بھی چونکہ اراضی تہ دریا پر نمبر نہین ڈالا گیا اور اوسکی پیمایش بطور جزئی ۲۲
کی وہ صرف بحالت اون نمبرات پیمایشی مین شامل ہو جو بوقت پیمایش جدید قایم ہوئے تھے اور سند مین اوسکی بابت
تشخیص نہین ہوئی لہذا عدالت ماتحت نے دعوی ڈسمس کیا اسپر یہ اپیل ہے اس مین یہ امر بالکل بیجا ہے جیسا
مین نے پیشتر بیان کیا ہے اراضی تہ پر نمبر ڈالنے یا نہ ڈالنے سے کوئی فرق استحقاق متعلقہ اراضی مین نہین
آتا اور حقیت انعام مدعیان بموجب پیمایش جدید کے اوسی طرح پر رہے گی کہ جیسی وہ بموجب پیمایش سابق
کے تھی مین یہ بھی ظاہر کرچکا ہون کہ جدا گانہ تشخیص اراضی منجانب سرکار کے جانے سے مدعیان اراضی
مذکور سے محروم نہین ہوسکتے نہ وہ ملکیت سرکار ہوجاتی ہے صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا ہے کہ اراضی
تہ دریا اراضی سرکاری حسب دفعہ ۳ مجموعہ مالگذاری اراضی بصدرہ ۱۸۷۹ء ۔ ویبئی کے ظاہرا معلوم ہوتا
ہے کہ ندی مذکور حسب بیان باطلاندر حدود مدعیان کے ختم نہین ہوتی ہے بلکہ آگے بہتی ہے مگر تمام
انضمام کا کوئی اثر متعلق نسبت استحقاق کے نہین ہے اور دفعہ ۳ مین تذکرہ صرف اوس شے کا ہے جو
ملکیت اشخاص کی نہو اور اوسکو کوئی تعلق اراضی تہ دریا سے نہین ہوسکتا جو کسی شخص کی اراضی مین ہو کر
گذرتا ہو کیونکہ وہ زمین ملکیت اوس شخص کی ہوگی جو مالک اراضی موقوعہ کنارہ دریا کا ہے مدعیان
مالک کل موضع کے ہین اسلیے وہ مالک زمین تہ دریا کے ہین جو اندر حدود اونکے موضع کے واقع ہے
یہ صاف ظاہر ہے کہ سرکار کو مطلقا کوئی استحقاق دعوی اراضی تہ دریا اور طلب کرنے لگان کا اون
اشخاص سے نہین ہے جو اوسکو کاشت کرین لہذا مین یہ استقرار بحق مدعیان کرتا جاتا ہون کہ زمین
تہ دریا موقوعہ اونکے موضع کی اونکی اراضی انعام ہے۔

ہم استقرار ہاے مذکورہ بالا مع خرچہ کل عدالتون کے بحق مدعیان کرتے ہین۔

رائے صاحب ججز — اس مقدمہ مین اپیلانٹان لاتبائز مدعیان نے
بمقابلہ سرکار استدعا استقرار اپنے حق ملکیت کی نسبت جاپاڑ کے کی لادول آبادی موضع بانشی
ملگی جو ہر چہار طرف آراضیات مدعیان سے محدود ہے اور موضع مین شامل ہے کہ جو ذاتی حقیت
انعام مدعیان کی ہے کی تھی اراضی تہ دریا جو اس موضع انعام کی اراضیات مین ہو کر بہتا ہے وقت پیمایش
مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ ان قطعات پر نمبر پیمایش نہین ڈالا گیا نہ بندوبست سرسری اون کا منجانب
سرکار بشرح ۲ سنی سعد پیمل مین آیا جیسا کہ دیگر اراضیات کا عمل مین آیا تھا اور جب مدعیان نے
یہ درخواست کی کہ بندوبست اراضیات مذکور کا بھی کیا جاوے تو کلکٹر نے منجانب سرکار یہ دعوی کیا ۲۴
کہ قطعات مذکور ملکیت سرکار ہین اور اون کے بندوبست مین شامل کرنے سے انکار کیا۔

سنہ ۱۸۹۷ء
ونایک راو
بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند

کلکٹر نے اپنے بیان تحریری مین منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ نسبت آبادی موضع کے سرکار کا دعوی صرف نسبت اس اختیار کے ہے کہ مدعیان کو حکم دے کہ اوسکو بطور آبادی موضع استعمال کرین اور اوسکو کاشت نکرین کیونکہ اس خیال سے اراضی بندوبست سے مستثنی کی گئی تھی اور مدعیان ۲۰ سال تک بلکہ اوس سے زائد عرصہ تک استثناے مذکور سے مستفید ہوتے رہے نسبت زمین تہ دریا کے مدعاعلیہ کی حجت یہ تھی کہ وہ ایک دریاے عام ہے اور اراضی ملکیت سرکار ہے نہ مدعیان کی ہے کیونکہ وہ مدعیان کی سند مین داخل نہین ہے اور نہ اونکے قبضہ مین ہے لیکن واضح ہوگا کہ جواب ہی نسبت آبادی موضع کے کسی قدر اوس سے علحدہ ہے جو نسبت زمین تہ دریا کے کی گئی ہے -

عدالت مرافعہ اول نے اپنے فیصلہ مین یہ تجویز نسبت آبادی موضع کے کی ہے کہ وہ ابتداءً جزو اراضی مرہونہ مملوکہ مدعیان ایپلانٹان تھی اور یہ کہ اراضی مذکور کے داخل انعام مدعیان ہونے سے سرکار کو انکار نہین ہے مگر ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے دعوی ایپلانٹان کو نسبت اوس استقرار کے نامنظور کیا ہے جسکی اونھون نے استدعا کی تھی یعنی وہ مالک اراضیات کے ہین اور اونکو یہ حق ہے کہ اراضیات کو واسطے کاشت کے پٹہ پر دین دعوی اس بنا پر نامنظور کیا گیا تھا کہ چونکہ اراضیات مذکور پیمایش سنہ ۱۸۶۳ء مین بنجر مین پڑا تھا اور کوئی لگان مقررہ اونکی نسبت اوسوقت مقرر نہین ہوا تھا جب بندوبست سرسری سنہ ۱۸۹۹ء مین شروع ہوا لہذا ایپلانٹان کی نسبت رضامند ہونا اوس انتظام سے تصور کرنا چاہیے جسکے ذریعہ سے سرکار نے اجازت استعمال ان اراضیات کی صرف بطور آبادی موضع کے دی تھی -

میری دانست مین یہ راے صریحاً غلط فہمی نتایج قانونی کارروائیات پیمایش و بندوبست سرسری اراضیات پر مبنی ہے اگر کسی پیمایش مین اراضیات پر بوجہ اونکے خراب ہونے کے بنجر نہ ڈالا جاے یا تشخیص نکی جاے تو یہ لازم نہین آتا ہے کہ ملکیت اراضی مذکور مین صغرت یا کمی واقع ہوئی بجز اونکے یا پیمایش سے بغرض حقوق پیدا یا زائل نہین ہوتے ہین علی ہذا القیاس محض بندوبست سرسری کا ان اراضیات کے خارج ہونے کا یہ اثر نہو گا کہ حقوق مالکان مین کوئی کمی ہو اور اونکے خارج ہونے سے یہ اراضیات اس امر سے محفوظ رہینگی کہ تحقیقات بنسبت اس تعلق انعام کے کیجاے کہ وہ بغیر لگان قابض رہے دفعات ۳۸ و ۶۰ مجموعہ مالگذاری جنپر حجا دیر ہر دو عدالت ہاے ماتحت مین زیادہ اعتماد کیا گیا صریحاً مقدمہ سے متعلق نہین ہین کیونکہ وہ صرف اراضیات سرکاری سے متعلق ہین اور اونکی رو سے کوئی اختیار دست اندازی حقوق خانگی انعامداران کو وہ اپنی ملکیت کو جس طور سے کہ اونکو منفعت فائدہ ہو استعمال کرے عطا نہین کیا گیا -

۱۸۹۶ء

وناکیہ دلو
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا

کل بحث استحقاق اپیلانٹان اور اونکے قبضہ اراضیات پر بطور جزو اون کے موضع انعام کے منحصر ہے۔ جب تک استحقاق و قبضہ مذکور کو سرکار تسلیم کرتی ہے کوئی بحث تسلیم بالسکوت یا امر مانع تقریر مخالف کی محض اس واقعہ سے پیدا نہیں ہو سکتی کہ اپیلانٹان کو کوئی ضرورت سرکار کے پاس تک جانے اور یہ درخواست کرنے کی معلوم نہیں ہوئی کہ بندوبست سرسری ان اراضیات سے متعلق کیا جائے اوس بحث میں جو ہمارے روبرو کی گئی وکیل سرکار نے یہ عرض کیا کہ اگر استقرار بحق اپیلانٹان نسبت ادنی جمعیت اراضیات مذکورہ کے کیا جائے تو وہ مشروط ساتھ اس حق سرکار کے کیا جائے کہ ان اراضیات پر اگر سرکار مناسب سمجھے تشخیص کرے۔ مگر سرکار نے اسوقت تک کوئی تدبیر دعوی کرنے کسی تشخیص کی بابت ان اراضیات کے نہیں کی ہے اور اسلئے استقرار مذکور نالش ہذا میں اس نوبت پر نہیں کیا جا سکتا ہے نسبت مقرر کرنے لگان ۲-فی روپیہ کے۔ کوئی استقرار ضروری معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مدعیان اپیلانٹان سے صرف بحالت ۱۸۸۹ء میں سرکار سے استدعا کی تھی کہ اس قسم کا جوڑی لگان ان اراضیات پر لگایا جائے اور جب سرکار نے اس امر سے انکار کیا تب ضرورت اس نزاع کی ہوئی۔

نسبت اراضی تہ دریا کے یہ مسلم ہے کہ دریا موضع اپیلانٹان کی اراضیات انعام میں ہو کر بہتا ہے اور دریائے مذکور اراضیات نمبر ۱۳۵۲ موضع سے شروع ہوتا ہے اور وہ صرف زمانہ برسات میں بہتا ہے اور بقیہ زمانہ میں خشک رہتا ہے چونکہ دریائے مذکور اندر حدود موضع انعام کے داخل ہے لہذا یہ غیر اہم ہے کہ وہ خاص نمبر ہائے پیمائشی سے خارج ہے یا اون میں شامل ہے اپیلانٹان بحیثیت مالکان اراضیات ہر دو جانب کے مالک اراضی تہ دریا کے ہیں نسبت تشخیص لگان سرکار کے بابت استعمال اراضی تہ دریا کے شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اول تشخیص ۱۸۸۲ء میں اور ۱۸۸۹ء میں جیسی کہ ہمارے روبرو بحث کی گئی ہے عمل میں آئی تھی ہر دو عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ دعوی میں حد سماعت عارض نہیں ہے۔ ۴۳

نظر بر جملہ حالات اپیلانٹان نے صاف طور سے اپنا دعوی نسبت استقرار مستدعیہ کے ثابت کیا ہے یعنی یہ کہ آبادی موضع و نیز اراضی تہ دریا و دونوں مملوکہ نابردگان بطور جزو موضع انعام کے ہیں اور مدعا علیہ کو کوئی حق کرنے دست اندازی کا نسبت اپیلانٹان کے استعمال ہر دو قطعات کے بغرض کاشت یا بہیچ دیگر حاصل نہیں ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

۱۰ دسمبر ۱۸۹۷ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۴

باباجی رام جی وغیرہ (ابتدائ مدعاعلیہم) سائلان بنام باباجی لوجی وغیرہ (ابتدائً مدعیان) طرف ثانی ٭

اختیار سماعت - عدالت ماملت دار - ایکٹ ماملت داران (ایکٹ بمبئی نمبر ۳ بابت ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ -

تنازعات مابین مالکان کنارہ دریا -

عدالت ماملت دار کو کچھ اختیار تجویز کرنے ان تنازعات کا نہیں ہے جو مابین مالکان کنارہ دریا بہ نسبت تعداد آب کے جو ہر ایک اون میں سے دریا سے لے سکتا ہے پیدا ہو -

نالش بعدالت ماملت دار اوس صورت مین دائر ہوسکتی ہے جب کوئی شخص استعمال پانی سے جس پر وہ قابض ہو یا جس پر اوسکا قبضہ اندر چھ ماہ قبل نالش کے رہا ہو بیدخل یا اوسکے استعمال سے محروم کیا گیا ہو یا جب کہ اوسکی نسبت دست اندازی یا مزاحمت کی گئی ہو یا جبکہ یہ کوشش کی گئی ہو کہ نسبت اوسکے دست اندازی یا مزاحمت کیجاے -

درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء)

مدعیان نے بعدالت ماملت دار واسطے حکم امتناعی کے بحالات ذیل نالش کی

مدعیان و مدعاعلیہم مالکان اراضیات واقع کنارہ ایک دریا کے خورد کے تھے اور اراضیات مدعاعلیہم اس دریا کے اوپر کی طرف بہ نسبت اراضیات مدعیان کے واقع تھیں -

متعدد بند دریا مین بغرض درستی روانگی آب اوپر اراضیات مختلف مالکان کنارہ دریا کے تعمیر کیے گئے تھے - منجملہ ان بندون کے ایک مدعیان کا اور دوسرا مدعاعلیہم کا تھا فاصلہ مابین ان دونون باندھون کے بقدر ۹۲ ہاتھ کے تھا -

۴۸ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ بند مدعاعلیہم مین ہمیشہ ایک بدرو یا راستہ چھوڑ دیا جاتا تھا جسمین سے پانی بند مدعیان تک بہکر آتا تھا اور اوس مقام پر جمع ہوجاتا تھا اور مدعیان ہمیشہ اوس پانی کو جو اس طرح پر جمع ہوجاتا تھا واسطے آب پاشی اپنی اراضیات وہان کے موسم گرما مین استعمال کرتے تھے مدعیان نے یہ شکایت کی کہ ماہ اکتوبر ۱۸۹۶ء مدعاعلیہم نے خلاف اس عمل درآمد کے ایک بند پختہ بلا کسی بدرو یا راستہ پانی کے تعمیر کیا اور اسطرح پر آمد پانی کی اراضیات مدعیان کو مسدود کی - لہذا نامبردگان نے اس حکم کی استدعا کی کہ مدعاعلیہم ایک بدرو اپنے بند

٭ درخواست بہ صیغہ اختیار سماعت غیر معمولی نمبر ۱۸۵ بابت ۱۸۹۷ء

۱۸۹۶ء

ماما جی رام جی
بنام
بابا جی ماروتی

مین کمولین اور آئندہ انسداد روانگی پانی کا بجانب بند مدعیان کے نکرین۔

مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ کوئی بدرو یا راستہ اون کے بند مین کبھی نہ تھا اور یہ کہ استعمال مدعیان مین اگر کوئی ہو مدعا علیہم مزاحم نہین ہوئے۔

سماعت دار نے بحق مدعیان تجویز کی اور حکم بنام مدعا علیہم صادر کیا کہ بوقت تعمیر اپنے بند کے بماہ کارتک ہر سال یا قریب وقت مذکور کے وہ مطابق ثبوت (رواج) کے ایک بدرو ایک فٹ عرض کی طول مین اور نصف فٹ بلندی مین بغرض آمد پانی کے پاس مدعیان کے چھوڑ دین"۔

بناراضی اس حکم کے مدعا علیہم نے بعدالت ہائی کورٹ بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی درخواست پیش کی اور حکم اظہار وجہ واسطے منسوخ کرانے حکم مذکورہ بالا کے حاصل کیا۔

دی جی بھنڈارکر منجانب مدعیان وجہ ظاہر کی۔

ایچ سی کویاجی منجانب مدعا علیہم طرف ثانی۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین ایک بحث بہ اختیار سماعت کی حسب ایکٹ عدالت ہائے معاملت داران ۱۸۷۹ء پیدا ہوئی ہے۔ فریقین مالکان اراضیات موقوعہ کنارہ ایک دریاے خورد کے ہین اور اراضی مدعا علیہم اس دریا کے اوپر کی طرف بہ نسبت اراضی مدعیان کے واقع ہے بغرض درستی روانگی آب کے بند دریا مین تعمیر کئے گئے ہین اور بہ اس طور پر ذخیرہ آب کیا جاتا ہے اور وہ بذریعہ نالیون کے قریب وجوار کے کھیتون مین پہونچایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر ایسے چھ باندھ ہون سے کم نہین ہین جن مین سے مدعیان ایک بند کے اور مدعا علیہم دوسرے بند کے مالک ہین ہر مالک کو از روے رواج کے ایک مقدار خاص پانی لینے کی اجازت ہے اور بقیہ پانی اوسکے بند پر ہو کر دوسرے ۴۹
مالک کے بند پر جاتا ہے۔

مدعیان یہ بیان کرتے ہین کہ چونکہ اون کا بند بہت قریب مدعا علیہم کے بند کے ہے یعنی صرف ۹۲ ہاتھ اوسکے نیچے ہے لہذا دستور یہ ہے کہ مدعا علیہم بند مستحکم نہین بناتے بلکہ ایک ایسا بند بناتے ہین جسمین بدرو یا راستہ پانی کا رہتا ہے تاکہ پانی بہت سا متعلقہ بند سے نہ رکے بلکہ اون کے بند تک بھر آوے اور اوس مقام پر جمع ہو اور یہ کہ بماہ کارتک ۱۸۹۶ء مدعا علیہم نے بخلاف ورزی دستور مذکور ایک بند مستحکم تعمیر کیا اور مدعیان مستدعی اس حکم کے ہین کہ مدعا علیہم کو حکم دیا جاوے کہ وہ ایک راستہ اپنے بند مین

سنہ ۱۸۹۶ع
بابا جی رام جی بنام بابا جی ٹیکے جی

کھولین اور روانگی آب مین خلل انداز یا مزاحم ہون۔
سماعت وارنے امور تنقیح طلب مندرجہ دفعہ ۱۵ (ج) ایکٹ مذکور قائم کئے لیکن حاکم موصوف نے کوئی تجاویز نسبت اون کے قلمبند نہین کین بلکہ اونہون نے یہ فیصلہ کیا کہ "حکم امتناعی بنام مدعاعلیہم جاری ہو کہ بوقت تعمیر اپنے بند کے بماہ کاتک ہر سال یا قریب وقت مذکور کے وے مطابق دستور (رواج) کے ایک بدرو ایک فٹ طول مین اور نصف فٹ بلندی مین بغرض آمد پانی کے بجانب مدعیان چھوڑین"۔

بحث یہ ہے کہ آیا حاکم موصوف کو اختیار سماعت کرنے ایسی نالش اور عطا کرنے ایسے حکم امتناعی کا تھا یا نہین۔ ہماری رائے مین [illegible] کو اختیار نہ تھا ہماری دانست مین کوئی شخص بموجب ایکٹ مذکور کے صرف اوس صورت مین نالش کر سکتا ہے جب وہ استعمال پانی سے جسپر وہ قابض ہوا ہے یا جسپر اوسکا قبضہ اندر چھ ماہ قبل نالش کے ہو بیدخل ہوا اور اوسکے استعمال سے محروم کیا گیا ہو یا جبکہ اوسکی نسبت دست اندازی یا مزاحمت کی گئی ہو یا جبکہ کوشش کی گئی ہو کہ نسبت اوسکے مزاحمت یا دست اندازی کی جاوے۔ عمرو مالک ایک چاہ یا مجرائے آب کا ہے جو اوسکے قبضہ مین ہے۔ اگر بکر عمرو کو اوسمین سے پانی لینے کو منع کرے یا خود اوسمین سے پانی لے تو نالش بطور مناسب دائر ہو سکے گی لیکن اگر عمرو ایک جزو مجرائے آب کا مالک ہو اور بکر جزو دیگر کا اور اگر بکر اپنے اوس جزو سے زیادہ پانی لے جسکا وہ مستحق ہے اور اس وجہ سے کم پانی [illegible] عمرو کی جانب پہونچے تو ہماری دانست مین کوئی نالش عدالت معاملت دار مین دائر نہین ہو سکتی کیونکہ عمرو ہرگز تصرف پانی مجرائے آب بکر کا نہین کرتا تھا اور کوئی مزاحمت نسبت استعمال پانی عمرو کے خود اوسکے مجرائے آب سے نہین کی گئی اگر ایسی نالش دائر ہو سکتی تو حکم امتناعی محض
۵۰ ایسا حکم نہوگا جو از روے ضمیمہ (ج) ایکٹ مذکور کے مقصود ہے بلکہ ایک حکم بنام مدعاعلیہ بدین مضمون ہوگا کہ وہ اپنی خاص جایداد کی نسبت کوئی امر کرے یا کسی امر کے کرنے سے باز رہے یعنی ایسا حکم جیسا کہ فی الحقیقت معاملت دار نے اس مقدمہ مین صادر کیا کہ جسکے واسطے کوئی اجازت ایکٹ مذکور مین نہین پائی جاتی یہ امر صریحاً پسندیدہ نہین ہے کہ اون دقیق امور کا فیصلہ عدالت معاملت دار کرے جو مابین مالکان کنارہ دریا نسبت مقدار پانی کے جو ہر ایک شخص دریا سے لے سکتا ہے پیدا ہون۔ فی الحقیقت یہی امر مقدمہ حال تنقیح طلب ہے بحث یہ نہین ہے کہ آیا مدعیان کی مزاحمت استعمال پانی اون کے مجرائے آب سے ہوئی بلکہ بحث یہ ہے کہ آیا مدعاعلیہم بذریعہ تجاوز کے

۱۸۹۶ء

بابا جی رام جی بنام بابا جی دگوجی

اپنے حقوق سے بطور مالکان اراضی متصل دریا کے باعث نقصان دیگر مالکان یعنی مدعیان کے ہوئے یا نہین۔ ہماری راے مین ایسی نالش داخل منشاے ایکٹ عدالت معاملت داران کے نہین ہے ہم حکم کو مع خرچہ کے قطعی کرتے ہین۔

حکم قطعی کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۲۰ دسمبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنیش رام کرشن +

منقولہ کتاب انگریزی ۵۰

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ مجریہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵۔ لغایت ۴۳۹ منظوری استغاثہ دائر کرنے کی۔ نظرثانی۔ اختیار سشن جج نسبت نظرثانی اپنے حکم کے ایسی کارروائی مین جبکہ خصوصی اجازت کے کی گئی ہو۔

سشن جج کو جنہون نے ایک مرتبہ اجازت کے منسوخ کرنے سے جو عدالت ماتحت نے حسب دفعہ ۱۹۵۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ مجریہ ۱۸۸۲ء) کے عطا کی تھی انکار کیا یہ اختیار نہین ہے کہ بعد ازان نظرثانی اپنے حکم کی کرین اور اجازت کو منسوخ کرین۔

درخواست بعدالت سشن جج واسطے خصوصی اجازت کے جو حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا کی گئی ہو ایک کارروائی فوجداری بصیغہ نظرثانی ہے جو حکم ایسی کارروائی مین صادر کیا جاے قطعی ہے اور وہ اوسکی تجویز ثانی یا نظرثانی نہین کرسکتے ہین۔

درخواست بموجب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ مجریہ ۱۸۸۲ء)۔

گنیش رام کرشن پاٹھک ملزم نے ایک ڈگری بنام گنگا رام بن شنکر جی کے عدالت مطالبات خفیفہ پونا سے حاصل کی اور پاس ڈگری کے اجرا کی درخواست بلا عدالت اطلاع دیے اداے بعض رقوم کے جو بابقاے جزوی اوسکے ادا کی گئی تھین پیش کی بر طبق اسکے عدالت مطالبات خفیفہ نے اوپر استغاثہ بابت جرم دفعہ ۲۱۰۔ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) کے دایر کرنیکی حسب دفعہ ۱۹۵۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ مجریہ ۱۸۸۲ء) کے اجازت دی اوس سے سشن جج سے منسوخی اجازت مذکور کی درخواست کی لیکن ۲۰ ۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو سشن جج نے دست اندازی

+ نظرثانی فوجداری نمبر ۲۱۳ سال ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
ملک مظفر تیمور چند
بنام
گنیش رام کرشن

کرنے سے انکار کیا۔

بعد ازاں ملزم نے سیشن جج کے روبرو ایک اور درخواست پیش کی اور بمطابق اسکے اونھون نے اپنے حکم سابق کی نظر ثانی کی اور ۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کو اجازت کو منسوخ کیا اور وجوہ مندرجہ ذیل تحریر کین۔

اس امر کے دیکھنے سے کہ کاروائیات عدالت جج ماتحت اور جج عدالت مطالبہ خفیفہ از قسم دیوانی ہین مجکو معلوم ہوتا ہے کہ درخواست نظر ثانی اوس حکم کی جو اون عدالتون مین سے کسی عدالت نے حسب دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہو ضرور از قسم کاروائی دیوانی ہے باوجود اسکے کہ درخواست بصورت جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے عدالت سیشن مین کیجاتی ہے خواہ یہ رائے قانونی صحیح ہو یا نہین میری یہی رائے ہے کہ عدالت مجاز ہے کہ بحیثیت عدالت نظر ثانی کے اپنے حکم پر پھر غور کرے اور بربناے اون وجوہ کے جو ثابت کئے گئے ہون عدالت ماتحت کے احکام کی نظر ثانی کرے حسب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صاحبان مجسٹریٹ ضلع کو بعض اختیارات نظر ثانی عطا کئے گئے ہین مقدمات فوجداری کی بابت ۱۸۹۰ء نمبر ۴۳ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۰ء مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ مجسٹریٹ ضلع کو یہ اختیار ہے کہ تحقیقات مزید کا حکم حسب دفعہ ۴۳۶ کے صادر کرے گو اوس نے ایسے حکم کے صادر کرنے سے ایک موقع سابق پر اوس معاملہ مین انکار کیا ہو مقدمہ ملک مظفر تیمور چند بنام سی پی فاکس (۱) پر دوسری جانب سے اس امر کے ظاہر کرنیکے لئے استدلال کیا گیا تھا کہ ہائی کورٹ اپنی تجویز کی جو اوس نے مقدمہ فوجداری مین بر طبق نظر ثانی صادر کی ہو تجویز ثانی نہین کر سکتی وہ مقدمہ ایک خاص قسم کا تھا . . . . . اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ اوسکو حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اپنی ایسی تجویز ثانی کرنے کا اختیار نہین ہے جو اوس نے بر طبق نظر ثانی مقدمہ فوجداری مین صادر کی ہو اون اختیارات کا اوسمین کچھ ذکر نہین کیا گیا ہے جو اوس کو حسب دفعہ ۱۵۵ ایکٹ ہذا مین اور نیز اون اختیارات کا جو نظر ثانی مقدمہ دیوانی سے متعلق ہین . . . . . ان وجوہ سے میری یہ رائے ہے کہ یہ عدالت بحیثیت عدالت نظر ثانی مجاز ہے حکم اول الذکر کی تجویز ثانی کرنے کی ہے"۔

بنا رضی اس حکم کے گنگا رام مدیون ڈگری نے درخواست روبروے ہائی کورٹ کے بصیغہ نظر ثانی پیش کی۔

مسٹر لوریسی (مع این جی چندا ورکر) منجانب سائل ۔ صاحب سیشن جج کو کوئی اختیار نہ تھا کہ حکم ماقبل کی تجویز ثانی کرتے اور اجازت کے منسوخ کرنے کا نہیں ہے مقدمہ جو اون کے روبرو تھا از قسم دیوانی تھا بلکہ از قسم فوجداری تھا یہ تجویز ہوئی ہے کہ ہائی کورٹ اپنے ایسے احکام کی تجویز ثانی نہین کر سکتی ہے جو اوس نے بر طبق نظر ثانی مقدمات فوجداری مین صادر کئے ہون مقدمہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۷ (۱۸۸۹ء)

۱۸۹۶ء
۵۲
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنیش رام کرشن

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سی پی فاکس (۱) ملاحظہ طلب) اگر ہائی کورٹ اپنے احکام کی جو بطریق نظر ثانی صادر ہوئے ہوں تجویز ثانی نہین کر سکتی ہے تو عدالت سشن اپنے ایسے احکام کی ہرگز نہین کر سکتی۔

شیورام دی بہنڈارکر منجانب ملزم۔ کارروائیات اجازت استغاثہ کی جبکہ عدالت دیوانی مین دوران مقدمہ دیوانی مین شروع کیجائین از قسم دیوانی اور نہ فوجداری ہین مقدمہ دارو بھائی بنام راے جی (۲) مین بھی کارروائیات بطور دیوانی کے اور نہ بطور فوجداری کے خیال کی گئی تہین (۲) اس عدالت نے مقدمہ کو حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فیصل کیا تہا پس صاحب سشن جج کو اپنے حکم سابق کی تجویز ثانی کرنے کا اختیار حاصل تہا اگر یہی فرض کیا جاوے کہ کارروائیات حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے از قسم فوجداری ہین تاہم کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے عدالت فوجداری اوس اختیار تجویز ثانی کے عمل مین لانے سے ممنوع ہو جو ہر عدالت کو حاصل ہے بجز اسکے کہ وہ اختیار صاف طور پر بذریعہ قانون کے لے لیا گیا ہو دفعہ ۳۶۹ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع کی رو سے بلاشبہہ عدالت فوجداری کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی تجویز پر دستخط کرنے کے بعد اوسکی تجویز ثانی کرے لیکن حکم جسکی تجویز ثانی صاحب سشن جج نے مقدمہ حال مین کی ہے تجویز نہین ہے (دفعات ۳۶۶ لغایت ۳۶۸) اون شرائط مین سے کوئی شرط جو دفعات مذکورہ مین مندرج ہین متعلق حکم ما بہ البحث کے نہین ہے نہ دفعہ ۴۳۰ متعلق ہے کیونکہ وہ تجاویز اور احکام عدالت اپیل سے متعلق ہے لیکن حکم ما بہ البحث کو صاحب سشن جج نے بسلا بحیثیت عدالت نظر ثانی کے صادر کیا تہا مقدمہ مہندی حسن بنام طوطارام (۳) ملاحظہ طلب) نظیر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سی پی فاکس (۱) متعلق نہین ہے کیونکہ وہ ایسا مقدمہ تہا جسمین بطریق تجویز جرم ثابت قرار دیا گیا تہا مقدمہ حال مین کوئی تجویز نہین کی گئی تہی اور نہ تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی تہی۔

پارسنس صاحب جسٹس محض وہ امر جو ہمارے روبرو ہے یہ ہے کہ آیا صاحب سشن جج کو جنہون نے ۶ اپریل کو اجازت کے منسوخ کرنے سے انکار کیا اختیار اپنے حکم کی تجویز ثانی کرنے اور اوسکے منسوخ کرنے کا ۲ ماہ اگست کو تہا یا نہین مجھکو کچھ شبہہ نہین ہے کہ کارروائیات جو صاحب سشن جج کے روبرو بمعاملہ درخواست منسوخی اجازت تہین وہ از قسم فوجداری تہین اور یہ کہ اونکا حکم مورخہ ۶ اپریل حکم بصیغہ نظر ثانی اور نہ بصیغہ اپیل تہا چونکہ یہ صورت ہے لہذا فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سی پی فاکس (۱) و فیصلہ ہائی کورٹ آلہ آباد بمقدمہ مہندی حسن بنام طوطارام (۳) سے

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۶ (سنہ ۱۸۸۶ع) (۲) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۹۶ع صفحہ ۲۲

(۳) انڈین لا رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۶۱ (سنہ ۱۸۹۳ع)

عدالت سشن کو ہرگز نہیں ہو سکتا ہم حکم ۲۴ اگست کو منسوخ کرتے ہین

جنوری ۱۸۹۹ع
اگر سنگھ وغیرہ بنام گنیش رام کرشن
۵۳

یہ صاف ظاہر ہے کہ حکم کی تجویز ثانی نہین ہو سکتی تھی مقدمہ آخر الذکر اس امر سے ٹھیک تعلق ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین عدالت نے یہ تجویز کی تھی کہ اوسکا حکم نا منظوری درخواست نظر ثانی جسکی رو سے اجازت دی گئی تھی قطعی تھا اور وہ اوسکی تجویز ثانی نہین کر سکتی تھی اگر ہائیکورٹ کو اپنے حکم کی تجویز ثانی کا اختیار نہین ہے تو عدالت سشن کو ہرگز نہین ہو سکتا ہم حکم ۲۴ اگست کو منسوخ کرتے ہین

رانادے صاحب جسٹس — وہ امر جسپر ہمکو مقدمہ ہذا مین غور کرنا ہے صرف یہ ہے کہ کیا صاحب سشن جج کو بعد ایک مرتبہ یہ حکم صادر کرنیکے کہ وہ اوس اجازت مین جو جج عدالت مطالبات خفیفہ نے عطا کی دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہین یہ اختیار تھا کہ درخواست جدید کو منظور اور حکم قبل کو بحال رکھ اور اجازت کو منسوخ کرین ہمکو صاف طور پر نظائر خلاف اسکے معلوم ہوتے ہین کہ صاحب سشن جج ایسا اختیار نسبت احکام صادرہ حسب دفعہ ۱۹۵ کے استعمال کرین مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی حکم دربارہ عطائے اجازت استغاثہ کے نہین ہے یہ احکام صرف دفعہ ۱۹۵ - باب ۳۵ - مجموعہ ضابطہ فوجداری مین مندرج ہین اور یہ تجویز ہو چکی ہے کہ کارروائیات متقضیہ دفعہ ۱۹۵ بلحاظ اپنی نوعیت کے کارروائیات عدالتی ہین اور نہ عاملانہ (مقدمہ ملتفتی بنام رام دیال (۱)) ضابطہ عطا کرنے اجازت کا کسی خاص فریق کو صرف یک مثل بلا وساطت طریقہ استغاثہ کا منجانب عدالت کے ہے جسکے روبرو جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو ایک مقدمہ مین جو ہمارے روبرو بطریق اپیل نسبت امر تعدی کے بنا راضی حکم دشمسی صادرہ لیگیڈی صاحب جسٹس کے پیش کیا گیا تھا ہمنے اونکے حکم کو بحال رکھا اور یہ تجویز کی کہ کارروائیات متقضیہ دفعہ ۱۹۵ جو بطریق اپیل روبرو عدالت ضلع کے کی گئین کارروائیات فوجداری اور نہ کارروائیات دیوانی تھین جب درخواست اول جو صاحب سشن جج کے روبرو پیش کی گئی تھی اور جسکے فیصل کرنے مین اونھون نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا تھا کارروائی فوجداری تھی اور اونکو کوئی اختیار تجویز ثانی یا نظر ثانی اپنے حکم کا اوس طریق سے جو اونھون نے اختیار کیا نہ تھا دفعہ ۳۶۹ مین صاف طور پر یہ حکم ہے کہ کسی عدالت کو باستثنا ہائیکورٹ کے اختیار اپنی تجویز کے تبدیل کرنے یا اوسکی نظر ثانی کرنے کا حاصل نہین ہے اور دفعہ ۴۳۳ مین صاف طور پر یہ حکم ہے کہ جملہ تجاویز اور احکام عدالت اپیل بجز اون صورات کے جنکی بابت دفعہ ۴۱۷ - اور باب ۳۲ مین احکام مندرج ہین قطعی ہین دفعہ ۴۱۷ متعلق اپیل منجانب گورنمنٹ ہے اور باب ۳۲ بابت استصواب و نظر ثانی کے ہے یہ کارروائی آخر الذکر صاف طور پر مثل تجویز ثانی کارروائیات فوجداری کا ہے ہائیکورٹ الٰہ آباد نے یہ تجویز کی ہے کہ درخواست جو صاحب سشن جج کے روبرو بغرض منسوخ کرنے اوس اجازت کے پیش کی گئی ہو جو حسب دفعہ ۱۹۵ عطا کی گئی ہو ایک کارروائی نظر ثانی ہے (مقدمہ مہندی حسن بنام طوطارام (۲) نیز دیکھو مقدمہ امپرس بنام ریگھنندر (۳) وغیرہ ۵۴

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۹۰ فل بنچ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۳ فل بنچ

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنیش رام کرشن

پس صاحب جج کا پہلا حکم بصیغہ نظر ثانی صادر کیا گیا تھا اور اونکو کوئی اختیار پیر اوسکی تجویز ثانی یا نظر ثانی کرنے کا بجز حسب طریقہ مندرجہ باب ۳۲ کے نہ تھا (بمعاملہ درخواست ایف ڈبلیو گینس (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام درگا چرن (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سی پی فاکس (۳) ملاحظہ طلب) عدالتہائے ہائی کورٹ کی نسبت بھی یہ صاف طور پر تجویز کی گئی ہے کہ اونکو کوئی اختیار اپنی تجاویز یا احکام کی نظر ثانی یا تجویز ثانی کرنیکا نہیں ہے بجز فیصلہ جات کے یہ دو فیصلہ جات اجلاس کامل کے تھے اس عدالت کی ہمیشہ یہ رائے بموجب مجموعہ سابق اور نیز بموجب مجموعہ حال کے رہی ہے (مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد یسین (۴) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مہتر جی کو بالجی (۵)) یہ ظاہر ہے کہ ایسی ممانعت قوی طور پر عدالتہائے ضلع سے حسب الفاظ صریح دفعات ۳۶۹ و ۴۲۴ کے متعلق ہے اگر صاحب سشن جج کی یہ رائے تھی کہ اون کا پہلا حکم نامناسب تھا تو اونکو بموجب باب ۳۲ کے کارروائی کرنی اور اس امر کی نسبت عدالت ہذا سے استصواب کرنا لازم تھا اور اونکو کوئی اختیار خود اپنے فیصلہ کی نظر ثانی یا تجویز کرنے کا حاصل نہ تھا پس حکم مذکور منسوخ کرنا چاہیے۔

حکم منسوخ کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانا ڈے صاحب جسٹس

بمعاملہ جمنا واس ہری نرائن +

۱۸۹۶ء
۲۲ دسمبر
منقولہ از انگریزی
۵۴

ایکٹ اسٹامپ (ایکٹ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۳ - (۱۷) رسید - یادداشت اور دستاویز جسمیں اقرار ادائے زر رسید نہیں ہے ایسی دستاویز کے لیے اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

زید نے ۵ بکر کو ادا کئے زید کی درخواست پر خالد نے ایک یادداشت بعبارت ذیل تحریر کی "بکر نے ۵ وصول پائے" لیکن اوسپر اسٹامپ نہیں لگایا نامبردہ پر الزام حسب دفعہ ۶۱ ایکٹ اسٹامپ (۱۸۷۹ء) نہ لگانے اسٹامپ رسید کا یادداشت پر لگایا گیا اور جرم ثابت قرار دیا گیا۔

منسوخی تجویز ثبوت جرم تجویز ہوئی کہ یادداشت رسید نہ تھی حسب مراد دفعہ ۳ (۱۷) ایکٹ اسٹامپ کے رسید کے لیے اقرار وصول پانیکا خواہ صراحتاً ہو یا کنایتاً ضروری ہے اور محض بیان کر دینا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۴ (۱۸۹۶ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۰۶ (۱۸۹۲ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۶ (۱۸۸۵ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۱ (۱۸۸۵ء)
(۵) مقدمات فوجداری (رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۶ (۱۸۷۰ء) + نظر ثانی فوجداری نمبر ۲۴۷ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۷ء
۵۵
بمعاملہ مہادواس
ہرگی نرائن

وصول ہوا کافی نہیں ہے۔

درخواست حسب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء)

ملزم پر حسب دفعہ ۶۱۔ ایکٹ اسٹامپ ہند (۱۸۷۹ء) کے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اوس نے اپنے آقا کی طرف سے ایک رسید عـــہ کی بلا لگنے اسٹامپ کے لکھدی۔

اوس نے دستاویز کا لکھنا تسلیم کیا لیکن یہ حجت کی کہ وہ رسید نہیں ہے اوسکا یہ بیان ہے کہ ایک شخص امید سنگواں نے عـــہ خوشحال دیستا کو دیئے تھے اور اوسکی بابت ایک داخلہ یا یادداشت لکھے جانے کی خواہش ظاہر کی اور برطبق اسکے اوس نے ایک یادداشت بعبارت ذیل تحریر کی خوشحال دیستلتے (عـــہ) بائیس روپیہ وصول پائے۔ اس یادداشت پر خوشحال دیستا نے دستخط نہیں کیے تھے مگر مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ دستاویز مذکور رسید تھی اور یہ کہ اوسکو ملزم نے منجانب اپنے آقا کے مسمی خوشحال کے بابت اوس روپے کے تحریر کیا تھا جو اوسکو ادا کیا گیا تھا پس اونہوں نے ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۶۱۔ ایکٹ اسٹامپ ہند ۱۸۷۹ء کے صادر کی اور اوسکو للعہ جرمانہ ادا کرنے کی سزا کا حکم دیا۔

برطبق اپیل مجسٹریٹ ضلع نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو بحال رکھا۔

بعدازاں ملزم نے روبرو ہائیکورٹ کے بصیغہ نظرثانی درخواست کی۔

کے ایم جوہری منجانب ملزم۔

راؤ بہادر وی جے کرتی کار وکیل سرکار منجانب سرکار۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ سائل کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۶۱۔ ایکٹ اسٹامپ ہند ۱۸۷۹ء کے اس وجہ سے صادر کی گئی تھی کہ اوس نے ایک دستاویز جس پر محصول اسٹامپ واجب الاخذ تھی بلا اوس پر اسٹامپ مناسب لگنے کے لکھدی۔

دستاویز مجوزہ ایک رسید عـــہ کی بیان کی گئی ہے اصل رسید مسل مقدمہ میں نہیں ہے لیکن اوسکی نقل جسکو ہم صحیح قیاس کرسکتے ہیں حسب ذیل ہے "خوشحال دیستا نے عـــہ وصول پائے" سائل تسلیم کرتا ہے کہ اوس نے یہ دستاویز تحریر کی تھی اوسکا یہ بیان ہے کہ امید سنگواں نے خوشحال دیستا کو عـــہ ادا کئے تھے اور اوس نے اس کاغذ کو بطور یادداشت ادا کے تحریر کیا تھا مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ خوشحال دیستا غلطی سے بجائے خوشحال موتی کے تحریر کیا گیا ہے اور یہ کہ خوشحال موتی نے سائل کو عـــہ ادا کئے تھے جو اسکے (یعنی سائل کے) آقا کے تھے اور سائل نے اوسکو دستاویز مذکور دی تھی اور اوسکی یہ آب ۵۶

۱۸۹۶ء
بمقدمہ ... اس
پرسی نرائن

کہ رسید ہے کیونکہ اوس سے پیدا ہے کہ روپیہ وصول ہوئے ہمکو یہ سمجھنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مجسٹریٹ نے ایسا عجیب نتیجہ اخذ کیا خصوصاً اسوجہ سے کہ خوشحال ولیتا کا اظہار مقدمہ ہذا میں بطور گواہ کے نہیں لیا گیا تھا مگر بحث یہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور رسید ہے یا نہیں اس امر کے فیصل کرنے کے لیے ہمکو دستاویز کو موافق اسکے مطلب کے تصور کرنا چاہیے یعنی یہ بیان کہ خوشحال ولیتا نے روپیہ وصول پائے۔ رسید کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ اوسمیں بیان ہو بلکہ اوسمیں اقرار صراحتاً یا کنایتاً یا معناً ہو۔ مقدمہ حال میں یہ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا اقرار نہیں ہے خوشحال ولیتا نے کسی امر کا اقرار نہیں کیا ہے سائل نے صرف ایک یادداشت اس امر کی تحریر کی ہے کہ کچھ رقم زر نقد کسی شخص دیگر نے وصول پائی اس یادداشت کی نسبت یہ تجویز نہیں کیجا سکتی ہے کہ وہ حسب مراد دفعہ (۲) ۳ ایکٹ اسٹامپ ہند کے رسید ہے ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ اور سائل کو بری کرتے ہیں۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و علتن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۲۳ - دسمبر

بلونت آپاجی وانکر (ابتدا) مدعی اپیلانٹ نام بیرا وغیرہ (ابتدا) مدعا علیہم رسپانڈنٹان +

منقول از ... انگریزی
۵۶

بایع و خریدار - زر امانت - حق خریدار نسبت واپسی زر امانت کے کفالت خریدار واسطے درج جز زر ثمن کے جو اوس نے ادا کیا -

خریدار اوس حیں نے جزو زر ثمن بطریق امانت ادا کیا ہو لیکن جو بعد ازاں ناجائز طریق پر معاہدہ خریداری سے انحراف کرے یا کسی طرح پر قاصر رہے جسکی وجہ سے بیع کا تکملہ نہ ہو مستحق اسکا نہیں ہے کہ زر امانت بایع سے واپس پاوے —

بایع خواہ مستحق اپنے پاس رکھنے زر امانت کا محض اسوجہ سے نہیں ہے کہ عدالت نے بلحاظ حالات کے حکم تعمیل مختص کا خلاف اوسکے صادر نہیں کیا۔

جس وقت کہ جزو زر ثمن ادا کیا جاوے خریدار کو اوس حد تک کفالت جایداد پر حاصل ہوتی ہے اور وہ کفالت خریدار کی صرف اسوجہ سے زائل ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل سے قاصر رہے

+ اپیل دوم نمبر ۳ ۱۸۹۶ء

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر جی ڈی لے صاحب جج تحت درجہ اول بمقام بلگام بہ اختیارات صیغہ اپیل۔

نالش منجانب خریدار بمقابلہ بائع (مدعا علیہ نمبر ۲) و دیگر اشخاص واسطے واپسی زر امانت کے۔

نالش جیسی کہ بالآخر مرتب کی گئی واسطے دلا پانے رقم ۱۱۰ کے تھی جسکو مدعی نے بطور جزو زر ثمن اراضی متنازعہ کے ادا کیا تھا اور بغرض عاید کرنے مطالبہ کے اراضی پر تھی۔

مدعا علیہ نمبر ۱ اصل مالک اور بائع ہے۔ مدعا علیہ نمبر ۲ خریدار جزو اراضی مذکور حسب معاہدہ ما بعد بیع کے تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۳ کے پاس اراضی مذکور رہن تھی۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ اراضی قبل ازین بصیغہ اجرا نیلام ہو چکی تھی اور نیلام بر طبق درخواست مدعا علیہ اول کے جسکو عدالت سے اجازت فروخت کرنے اراضی کی بذریعہ بیع خانگی کے بدست مدعی بعوض ۱۰۰ کے دی تھی منسوخ کیا گیا تھا۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ از روے اقرار نامہ کے یہ قرار پایا تھا کہ ۱۰۰ منجملہ رقم مذکور کے بعوض مدعا علیہ سوم کو یہ بیباقی اوسکے زر رہن کے جبکہ میعاد رہن ختم ہو ادا کرے۔ بقیہ رقم یعنی ۱۰۰ عدالت مین سیطے ادا کئے گئے کہ وہ مابین مدعا علیہ نمبر ۱ (بائع) و دیگر اشخاص کے بموجب اقرار نامہ مذکور کے تقسیم کیجائین یہ رقم ۱۰۰ کی عدالت مین باوصول اوا کی گئی اور اس طور پر نیلام منسوخ کیا گیا۔

بموجب اس انتظام کے بیعنامہ اراضی مذکور کا مدعا علیہ نمبر ۱ (بائع) نے بنام مدعی تحریر کیا اور شخص آخر الذکر کے حوالہ کیا لیکن نامبردہ نے اوسکی کبھی رجسٹری نہین کرائی۔

اراضی مذکور بقبضہ مرتہن (مدعا علیہ نمبر ۳) رہی۔

جون ۱۸۹۵ء مین مدعا علیہ نمبر ۱ نے ایک جزو اراضی بدست مدعا علیہ نمبر ۲ فروخت کیا۔

دسمبر ۱۸۹۵ء مین مدعی نے نالش ہذا دائر کی اولاً اوس نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی کہ اراضی اوسکی مملوکہ ہے اور یہ کہ وہ مستحق انفکاک رہن مدعا علیہ نمبر ۳ اور دیگر دادرسی کا ہے لیکن بوقت قائم ہونے امور تنقیح طلب کے مدعی نے اس امر پر قناعت کی کہ صرف یہ امر تجویز کیا جاے کہ آیا وہ مستحق دلا پانے ۱۱۰ کا مع سود کے اور عاید کرنے مطالبہ رقم مذکور کا اوپر کل اراضی کے ہے یا نہین۔

۵۸ مدعا علیہ نمبر ۱ و ۲ نے یہ عذر کیا کہ مبلغ ۱۱۰ مدعی نے ادا نہین کئے ہے بلکہ زر مذکور فی الحقیقت عدالت مین مدعا علیہ نمبر ۱ نے ادا کیا تھا اور یہ کہ بیع بدست مدعی نمایشی تھی اور اسلئے اوس نے اس امر

۱۹۳۰ء

بلونت بنام سیر

پر استدلال کیا کہ بیع نامہ کی رجسٹری نہیں کرائی گئی۔

مدعا علیہ نمبر ۳ حاضر نہیں ہوا۔

جج ماتحت نے مدعی کو ڈگری مالمعلوم کی اس تجویز سے عطا کی کہ مدعی اس رقم کو مدعا علیہ نمبر ۱ (بایع) سے وصول کر سکتا ہے لیکن حاکم موصوف نے رقم مذکور کا بار جائداد پر اس وجہ سے عاید نہیں کیا کہ بیع نامہ مذکور غیر رجسٹری شدہ تھا۔

مدعی نے اپیل کیا اور یہ حجت کی کہ (اول) یہ کہ مالمعلوم کا بار کل اراضی یعنی وہ جزو جو بدست مدعا علیہ نمبر ۲ بماہ جون ۱۹۲۳ء فروخت کیا گیا اور بقیہ اراضی پر عاید کیا جائے (دوم) یہ کہ روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ سے قابل وصول قرار دیا جائے لیکن عدالت اپیل نے ڈگری عدالت ماتحت کو بحال رکھا۔

ازاں بعد مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔ صرف مدعا علیہ نمبر ۲ واسطے جوابدہی اپیل کے حاضر ہوا۔ مدعا علیہ نمبر ۱ حاضر نہیں ہوا۔

بالاجی راؤ بھگوت منجانب اپیلانٹ (مدعی)

نرائن وی گوکھلے منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ (مدعا علیہ نمبر ۲)۔

کینڈی صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ ہذا یہ ہیں۔ اراضی مدعا علیہ نمبر ۱ بعلت اجرائے ڈگری زر نقد جو مدعا علیہ نمبر ۳ نے حاصل کی تھی قرق اور نیلام کی گئی بغرض اسکے کہ عدالت نیلام کو منسوخ کرے مدعی بطور ایسے خریدار کے پیش کیا گیا جو بہت زیادہ قیمت مبلغ ... کے دینے پر آمادہ ہو سکے جو نیلام عدالتی میں وصول ہوئی تھی آمادہ تھا چنانچہ مالمعلوم عدالت میں جمع کئے گئے کہ وہ حسب ذیل ادا کئے جائیں۔ مبلغ ... مدعا علیہ نمبر ۳ کو بابت اوسکی ڈگری زر نقد کے اور ... خریدار نیلام کو بہ معاوضہ منسوخی نیلام کے اور ... کے زائد مدعا علیہ نمبر ۳ کو جو دوسرا ڈگری دار قرق تھا اور باقی مدعا علیہ نمبر ۱ مالک اراضی کو باقیماندہ رقم جو ... کے پورے کرنیکے ... درکار تھی یعنی ... واسطے انفکاک رہن اراضی ... مدعا علیہ نمبر ۳ کے ادا کر ... تھے میعاد ... منقضی نہیں ہوئی تھی یہ منسوخی نیلام اور ادا کیا جانا مالمعلوم کا عدالت میں دسمبر ۱۹۱۹ء میں واقع ہوا۔

۵۵ بیع نامہ منجانب مدعا علیہ نمبر ۱ بنام مدعی تحریر کیا گیا اور وہ ظاہراً مدعی کے حوالہ کیا گیا اس کی رجسٹری نہیں کرائی گئی۔ اراضی بقبضہ مرتہن (مدعا علیہ نمبر ۳) کے رہی۔ جون ۱۹۲۳ء میں مدعا علیہ نمبر ۱ نے ایک جزو اراضی بدست مدعا علیہ نمبر ۲ بذریعہ بیع نامہ رجسٹری شدہ کے فروخت کیا۔

۱۸۹۶ء
بلونت
بنام
بیرا

دسمبر ۱۸۹۰ء میں مدعی نے نالش حال واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ کل اراضی علوکرا اوسکی ہے اور یہ کہ وہ مستحق انفکاک رہن مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہے اور نیز بسبیل البدل مستحق ایسے چارہ کار کا ہے جو عدالت عطا کرے۔ برطبق بیانات ہوئے مقدمہ کے واسطے قائم کرنے امور تنقیح طلب کے جب جج ماتحت نے یہ رائے ظاہر کی کہ مدعی صرف مستحق دلا پانے ۱۰۰ روپیہ کا ہے مدعی نے یہ درخواست پیش کی کہ اوسکو یہ یقین نہ تھا کہ اوسکو اراضی ملے گی اور اوس نے یہ استدعا کی کہ اوسکا دعوی وصولیابی ۱۰۰ روپیہ پر محدود کیا جاے اور رقم مذکور کا بار کل اراضی پر عاید کیا جاے۔

مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ نے یہ عذر کیا کہ مبلغ ۱۰۰ روپیہ فی الحقیقت مدعا علیہ نمبر ۱ نے ادا کئے تھے اور یہ کہ بیع مبینہ موسومہ مدعی نمائشی تھی جیسا کہ اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکے بیع نامہ کی رجسٹری کبھی نہیں کرائی گئی۔ جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا کہ اوس (مدعا علیہ نمبر ۱) نے ۱۰۰ روپیہ ادا کئے تھے اور اس لئے جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعی یہ رقم مدعا علیہ نمبر ۱ سے وصول کر سکتا ہے لیکن جائداد پر اوسکا بار عاید نہیں ہو سکتا کیونکہ بیع نامہ غیر رجسٹری شدہ تھا۔ جج ماتحت نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو فی الحقیقت علم بیع موسومہ مدعی کا تھا حاکم موصوف نے یہ حکم دیا کہ مدعی اپنا خرچہ برداشت کرے کیونکہ یہ اوسکا قصور ہے کہ اوس نے بیع نامہ کی رجسٹری نہیں کرائی۔

مدعی نے بعدالت ضلع اس استدعا سے اپیل کیا کہ بار ۱۰۰ روپیہ کا کل اراضی پر (جزو فروخت شدہ بدست مدعا علیہ نمبر ۲ و نیز جزو غیر فروخت شدہ دونوں) پر عاید کیا جاے اور یہ کہ زر مذکور قابل وصول مدعا علیہ نمبر ۲ سے قرار دیا جاے جج ماتحت با اختیارات اپیل نے تجویز کی کہ بار ۱۰۰ روپیہ کا اراضی پر نہ تھا۔ اور یہ کہ مدعا علیہ نمبر ۲ ذمہ دار نہیں ہے۔ لہذا حاکم موصوف نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکھا۔ بنا راضی اس فیصلے کے مدعی نے اپیل دوم اس عدالت میں دائر کیا ہے اور صرف مدعا علیہ نمبر ۲ واسطے جوابدہی اپیل کے حاضر ہوا۔

دو نقص تجویز عدالت ماتحت اپیل میں ہیں کہ جن سے عدالت ہذا کو وقت بخوبی فیصل کرنے ۶۰
اپیل ہذا میں ہوتی ہے اولاً عام اس سے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے بنا راضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے جسکی رو سے مدعی کو ۱۰۰ روپیہ دلائے گئے تھے جو وہ مدعا علیہ نمبر ۱ سے وصول کر سکتا تھا اپیل کیا یا نہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ ہر ایسا اعتراض نسبت اوس ڈگری کے جسکی نا راضی سے اپیل کیا گیا کر سکتا تھا جو وہ بطریق اپیل کے پیش کر سکتا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ منجملہ اعتراضات

۱۸۹۶ع

بلونت بنام ہیرا

مذکور کے ایک اعتراض یہ ہے کہ مدعی مستحق عاید کرنے بار منافع علیحدہ کا اراضی پر نہین ہے کیونکہ مدعی نے یہ ثابت نہین کیا کہ اوس نے فی الحقیقت زر مذکور ادا کیا تھا جج ماتحت باختیار اپیل نے یہ راے ظاہر کی ہے کہ ڈگری عدالت مرافعہ اولی بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ بحال رکھی جانی چاہیے کیونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے جو اپیل کی ہے اطمینان اس امر کا نہین کیا کہ تجویز عدالت ماتحت نسبت امر تنقیح طلب سوم کے غلط ہے۔ امر مذکور یہ تھا۔ "آیا مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خود اوس نے واقعی رقم منافع علیحدہ کی ادا کی" جج ماتحت عدالت مرافعہ اولی نے نسبت اس امر کے تجویز نفی مین کی ہے لیکن ابتداءً مدعی پر یہ ثابت کرنیکا بار تھا کہ اوس نے منافع علیحدہ جسکے دلاپانے کا وہ مستدعی ہے ادا کئے تھے اگر وہ یہ ثابت کرنے سے قاصر رہے تو بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۲ مقدمہ فوراً ختم ہو جاتا ہے گو ڈگری بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ اسوجہ سے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل نہین کیا ہے قائم رہنی چاہیے۔ مدعی واجب طور پر بیانات منسلکہ بیعنامہ غیر رجسٹری شدہ اور کاغذات عدالت کا حوالہ دیتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے بطور خریدار قرضہ کے زر مذکور ادا کیا۔ بخلاف اسکے ایک امر یہ ہے کہ مدعی اوس بیعنامہ کی رجسٹری کرانے سے قاصر رہا جسکو مدعا علیہ نے تحریر کیا تھا اور مدعی کو حوالہ کیا تھا اور اس لئے ممکن ہے کہ یہ بیانات محض ضابطے کے تھے یہ عدالت کا کام تھا کہ ان واقعات کا مع دیگر شہادت کے موازنہ کرتی اور بالتخصیص یہ تجویز کرتی کہ آیا مدعی نے منافع علیحدہ جسکے دلاپانے کی وہ استدعا کرتا ہے ادا کئے یا نہین (دیکھو تجویز پریوی کونسل بمقدمہ چودھری دیبی پرشاد بنام چودھری دولت سنگہ (۱)) ممکن ہے کہ یہ ضرور ہو کہ مدعی کو اجازت پیش کرنے شہادت کی بتائید اپنے عذر کے دیجاے جسکے پیش کرنیکا اوسکو موقع بوجہ ترتیب امر تنقیح طلب سوم کے عدالت مرافعہ اولی مین نہین ملا تھا۔

ثانیاً بحث یہ ہے کہ آیا مدعی پہ ثبوت اس امر کے کہ خود اوس نے منافع علیحدہ ادا کئے مستحق کفالت کا کل یا جزو اراضی متنازعہ پر ہے یا نہین قانون نسبت اس امر کے صاف ہے۔ مدعی اگر وہ مستحق دلاپانے زر قم مذکور کا بالکل نہین ہے تو وہ مستحق کفالت کا بابت منافع علیحدہ کے نہین ہو سکتا گو اوس نے رقم مذکور ادا بھی کی ہو اور وہ مستحق دلاپانے رقم مذکور کا اگر معاہدہ بیع بوجہ خود اوسکے قصور کے خارج ہو گیا ہرگز نہین ہے۔ یہ امر صاف طور پر رسالہ قبیل مختص مصنفہ فزالی صاحب (طبع سوم) دفعہ ۴۴۸ مین مندرج ہے جسمین اسناد کثیر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ۶۱

(۱) اپلیاے جد مولفہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ ۳۴۸ ببصفحہ ۳۵۴ [illegible]

سنہ ۱۸۹۶ء
بلونت
بنام
ہیرا

جس صورت مین کہ خریدار بعد ادا سے زر بطریق امانت ناجایز طور پر معاہدہ سے انحراف کرے یا بیع مذکور کسی اور طریق سے بوجہ اوسکے قصور کے تکمیل کو نہ پہونچے تو بایع بعدم موجودگی کسی شرط متعلق امر مذکور کے مستحق رہنے دینے زر بیعانہ اور پیشگی کے ہونے کا ہے کہ گویا وہ روپیہ اوسکو بطور اطمینان تکمیل معاہدہ خریدار کے ادا کیا گیا تھا۔

یہ لازم نہین تا کہ اگر عدالت تعمیل مخصص سے انکار کرے تو بایع مستحق اپنے پاس رہنے دینے زر امانت کا ہو۔ امر مقدمہ ہو جناب مستمد (۱) پیش کیا گیا تھا کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے یہ فرمایا "میری بخوبی سمجھ مین ہے کہ ایسے حالات ہون جنکی رو سے عدالت ہذا کا انکار کرنا جایز ہو اور جنکی رو سے عدالت پر لازم ہو کہ مطابق اپنے قواعد معمولی کے حکم تعمیل مخصص کے صادر کرنے سے انکار کرے جسمین یہ نہین کہا جاسکتا کہ خریدار نے معاہدہ سے انحراف کیا یا یہ کہ اوس نے کلیتاً اوسکا خاتمہ کیا کہ جسکی وجہ سے بایع زر امانت اپنے پاس رہنے دے"

اس مقدمہ مین مدعی تعمیل مخصص معاہدہ کا دعوی نہین کرتا ہے یہ چاہتا ہے کہ وہ مستحق کرنے دعوی مذکور کا نہ ہو۔ چونکہ بایع نے ایک دستاویز مناسب انتقال کی تحریر کی جیسا کہ اوسپر تحریر کرنا لازم تھا لہذا ممکن ہے کہ مدعی مستحق اسکا ہو کہ مدعا علیہ سے دوسری دستاویز انتقال تحریر کرائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدعی بعدم موجودگی دستاویز انتقال جایز کے مستحق اوس استقرار کا ہو جس کی استدعا اوس نے اپنی عرضی نالش ابتدائی مین کی تھی لیکن یہ نہین لازم آتا ہے کہ وہ مستحق واپسی مطالبہ کا نہین ہے۔ اسی طور پر نسبت اوسکے دعوی کے کہ بار مطالبہ جایداد پر عاید کیا جاے واضح ہو کہ اسناد کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ جس وقت سے جزو زر ثمن ادا کیا جاتا ہے خریدار کو کفالت اوس حد تک جایداد پر حاصل ہوتی ہے اور اوسکی یہ کفالت صرف اوس صورت مین زایل ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل سے قاصر رہے۔ یہ امر صاف طور پر مقدمہ ہڈارٹی رونز بنام واٹسن (۲) پیش کیا گیا تھا۔ مقدمہ مذکور مین یہ قرار پایا تھا کہ اگر معاہدہ ساقط ہو جاے اور سقوط اوسکا اضطراری یا قصور خریدار سے منسوب نہ کیا جاے تو خریدار اوس حق وقع جایداد سے محروم نہین کیا جاسکتا جو اوس نے بذریعہ نیک نیتی سے ادا کرنے زر کے حاصل کیا تھا مقدمہ مذکور قصور تعمیل بایع سے کلیتاً منسوب کیا جاسکتا تھا۔ خریدار نے معاہدہ کو نا منظور یا اوسکو ختم نہین کیا تھا اگر بایع تعمیل اون امور کی کرتا جسکا کرنا اوسپر بہ نیک نیتی لازم تھا تو وہ تعمیل معاہدہ پر راضی تھا

(۱) (۱۸۸۳ء) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۴ صفحہ ۸۹

(۲) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۳ صفحہ ۴۰ و (۱۸۶۷ء)

بلونت بنام ہیرا

بخلاف اسکے مقدمہ رڈن بنام گرانٹ (۱) ایک ایسا مقدمہ تھا جسمین عدالت نے یہ تجویز کی تھی کہ مدعی خریدار کا حق کفالت بابت جزو زرثمن کے جو اوس نے ادا کیا تھا اسوجہ سے زائل ہوگیا کہ اوسکا طریق عمل بالکل متناقض اس خیال کے تھا کہ معاہدہ نافذ شدہ تھا۔

واضح ہو کہ اس مقدمہ مین جو روبرو ہمارے ہے بادی النظر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جج ماتحت باختیارات اپیل نے یہ تجویز کی کہ معاہدہ مذکور کلیتاً بسبب قصور خریدار کے ساقط ہوگیا۔ حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا "مدعا علیہ نمبر ا نے وہ کل کارروائی کی ہے جو اوسکو واسطے تکمیل معاہدہ کے کرنی ضرور تھی اور مدعی نے اپنے آپکو معاہدہ مذکور سے بذریعہ خود اپنے ترک ناجائز نسبت رجسٹری کرانے اپنی دستاویز کے محروم کیا ہے"۔ اگر جج ماتحت باختیارات اپیل صرف اسی قدر تحریر کرتے تو اس بحث کا موقع ہو سکتا تھا کہ حاکم موصوف نے بطور امر واقعی کے یہ تجویز کی کہ معاہدہ صرف بوجہ قصور مدعی کے فسخ ہوا لیکن جج ماتحت باختیارات اپیل نے یہ تحریر کیا "بیع بدست مدعا علیہ نمبر ۲ بیشک ایک معاملہ فریبی ہے"۔ یہ تجویز بالکل متناقض تجویز اوّل کے ہے۔ اگر معاہدہ بوجہ قصور مدعی کے فسخ ہوگیا تو مدعا علیہ نمبر ا کے جزو اراضی بدست مدعا علیہ نمبر ۲ فروخت کرنے مین کہان اور کس کا فریب تھا۔ اگر فریب بیع ایک جزو اراضی مین تھا جو مدعا علیہ نمبر ۲ کے ہاتھ فروخت کی گئی تھی تو ہنوز ایک ایسا معاہدہ موجود تھا جسکو مدعی نے بانظور ظاہر ختم نہین کیا تھا۔

بلحاظ ان تجاویز متناقض کے صرف یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ ڈگری عدالت اپیل تحت کی منسوخ کی جاوے اور اپیل بغرض سماعت مکرر بلحاظ تحریرات بالا کے واپس کیا جاوے۔ اگر رائے جج ماتحت باختیارات اپیل بلحاظ شہادت کے جو اوسکے روبرو ہے جو بابت امر تنقیح طلب چہارم کے پیش کی گئی تھی یعنی کس چارہ کار کا اگر کوئی ہو مدعی مستحق ہے) یہ ہو کہ مدعی نے بذریعہ اپنے طریق عمل کے یہ ظاہر کیا کہ اوس نے معاہدہ فسخ کیا (بیشک بغرض اسکے کہ مدعی نے فی الحقیقت لا بلحاظ جو عدالت مین ادا کئے گئے ہوتے تھے) تو مدعا علیہ نمبر ۲ مستحق ڈگری کا ہے اور مدعی کا خرچ روپیہ مدعا علیہ نمبر ا سے دلایا سکتا ہے کیونکہ مدعا علیہ نمبر ا نے اپیل بنا اراضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے نہین کیا۔ لیکن اگر رائے جج ماتحت باختیارات اپیل کی بر طبق نظر ثانی اسناد مذکورہ بالا یہ ہے کہ مدعی اسوجہ سے کہ اوس نے فی الحقیقت لا بلحاظ جو عدالت مین ادا کئے گئے تھے بہم پہنچانے مستحق دلاپانے زر مذکور کا ہے تو نسبت مدعا علیہ نمبر ۲ کے بحث یہ پیدا ہوگی کہ آیا مدعی مستحق عاید کرنے مطالبہ کا اوس اراضی پر ہے جو مدعا علیہ نمبر ۲ کے ہاتھ فروخت کی گئی۔ یہ امر تجویز اس امر تنقیح طلب ہے

(۱) رپورٹ انگلش و ہندوستان صاحبان جلد ۵ صفحہ ۴۸ (۱۸۸۳ء)

۱۸۹۶ء
بلونت
بنام
بیرا

منحصر ہوگا کہ آیا مدعا علیہ نمبر ۲ کو اطلاع اوس معاہدہ کی تہی یا نہین جو مدعا علیہ نمبر ۱ نے مدعی کے ہاتھ فروخت
کرنے کا کیا تہا۔ جج ماتحت باختیارات اپیل نے کوئی تجویز نسبت معاملہ اطلاع کے نہین تحریر کی۔ یہ رائے
کہ بیع بدست مدعا علیہ نمبر ۲ بیشک ایک معاملہ فریبی ہے۔ ایک تجویز صاف اوس تنقیح طلب کی نہین ہے
نسبت اوس اراضی کے جو بدست مدعا علیہ نمبر ۲ فروخت نہین ہوئی مدعی بیشک مستحق کفالت کا ہے
بشرطیکہ اوس نے فی الحقیقت لاغت [illegible] بہم پہونچائے تہے اور بشرطیکہ اوس نے اپنی کفالت بوجہ
عدم تعمیل اپنے جزو معاہدہ کے زائل نہین کی۔

ڈگری منسوخ کی جاتی ہے اور اپیل واپس کیا جاتا ہے نسبت کل خرچہ بشمول خرچہ عدالت
ماتحت باختیارات اپیل بوقت سماعت مکرر تجویز کرینگے۔

ڈگری منسوخ اور اپیل واپس کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۶ء
۲۲ دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۶۳

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

نگو (ابتداءً مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ

بنام

بھرمیا وغیرہ (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان

شہادت - ایکٹ شہادت (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۹۲ ضمن ہاے ۲ و ۳ - دستاویز بیعنامہ
مندرجہ دستاویز - بیان حدود - بیان مفرق متعلقہ زر نقد یا ملکیت کے -

مدعی نے ۱۸۹۳ء مین نالش واسطے بازیابی اراضی دائر کی مدعا علیہ نے استحقاق مدعی سے انکار کیا مدعی
نے شہادت مین ایک رہن نامہ رجسٹری شدہ اراضی متصلہ مورخہ ۱۸۸۱ء پیش کیا جسمین حدود اراضی
مشمولہ رہن درج تہین اور منجملہ حدود مذکور کے ایک حد مین اراضی متنازعہ علاوہ کہ مدعی درج تہی تاریخ
تحریر دستاویز کوئی نزاع راہن [illegible] حال نہ تہا اور تاریخ نالش تک راہن فوت ہوگیا تہا۔
تجویز ہوئی کہ بیان مندرجہ دستاویز حسب ضمن ۳ دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت (نمبر ۱
سنہ ۱۸۷۲ء) علاوہ ایسے بیان کے قابل منظوری ہے کہ جو مفرق متعلقہ زر نقد یا ملکیت راہن کے تہا۔

سکنڈ اپیل دوم نمبر ۵۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۷ء بنگوا بنام بسرپیا

اپیل دوم بناراضی فیصلہ اپل کرپ صاحب اسسٹنٹ جج مقام دہار وار
۱۸۹۵ء میں مدعی نے یہ نالش واسطے واپاسنے قبضہ اراضی کے دایر کی مدعاعلیہم
نے استحقاق مدعی سے انکار کیا مدعی نے بطور شہادت اپنی ملکیت کے ایک رہن نامہ
رجسٹری شدہ اراضی متصلہ مورخہ ۱۸۷۴ء دستخطی مسمی ننگا تلور موسومہ گوبند پیش کیا
جسمیں اراضی متنازعہ حال بطور ایک حد اراضی شمول رہن کے اور مملوکہ مدعی بیان
کی گئی تھی ننگا تلور تاریخ نالش فوت ہو چکا تھا یہ مسلم ہے کہ ۱۸۷۴ء میں کوئی نزاع
مابین مدعی اور مدعاعلیہ کے نہ تھا اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ مالک متصلہ (ننگا) کو کوئی
وجہ دستاویز میں واسطے فائدہ مدعی کے یہ بیان درج کرنے کی تھی۔

عدالت ہاے ماتحت نے دستاویز (کاغذ نمبر ۷) کو بطور شہادت مدعی
کے منظور کیا اور ڈگری اوسکے حق میں صادر کی۔

بر طبق اپیل یہ بحث پیش ہوئی کہ آیا بیان مندرجہ رہن نامہ صحیح طور پر شہادت
میں منظور ہوا تھا یا نہیں۔

مسٹر ایرتھس مع نارائن بی چنداورکر منجانب اپیلانٹ۔
(مدعاعلیہ نمبر ا)

شیورام دی سبنداکر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲۔ ایکے از پسران مدعی
جو دوران اپیل دوم میں فوت ہوا۔

کینڈی صاحب جسٹس۔ ایک بحث اہم مقدمہ ہذا
میں یہ ہے کہ آیا مدعی عرصہ دراز سے اراضی متنازعہ پر قابض رہا ہے یا
نہیں جج ماتحت نے بعد تذکرہ چند انتخابات کاغذات دیہی یہ تحریر کیا
وو کہ ان کی تصدیق بیانات حدود مندرجہ رہن نامہ نمبر پیمایش نمبر ۳۲۹
(کاغذ نمبر ۷) سے ہوتی ہے جو مالک اراضی مذکور مسمی ننگا تلور
نے ۱۸۷۴ء میں تحریر اور رجسٹری کرایا تھا نمبر پیمایش متنازعہ اوسمیں
بطور اراضی مدعی کے بیان کیا گیا ہے کوئی نزاع مابین فریقین ۱۸۷۴ء
میں نہ تھا اور کوئی وجہ اسکی نہ تھی کہ مالک اراضی متصلہ اراضی متنازعہ کو
مملوکہ مدعی بیان کرے"۔

سنہ ۱۹۰۹ء

ننگاوا بنام بھیما ۶۵

برطبق اپیل اسسٹنٹ جج نے یہ تحریر کیا کہ کاغذ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابردہ (مدعی) سنہ ۱۸۸۵ء مین قابض تہا یہ ایک بیان منجانب ایک شخص متوفی کے ہے جو اوسنے کاروبار مین کیا گیا تہا اور بالکل معتبر معلوم ہوتا ہے اب ہم شہادت لسانی پر توجہ کرتے ہین بنظر قبضہ مدعی سنہ ۱۸۸۵ء کے شہادت گواہان نمبر ۲۳ و ۲۴ و ۲۶ بمقابلہ گواہان مدعاعلیہم کے زیادہ تر قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

اپیل دوم مین یہ عذر کیا گیا ہے کہ دستاویز یعنی کاغذ نمبر ۶ شہادت مین ناقابل منظوری ہے یہ مسلم ہے کہ ننگاتلو فوت ہو چکا ہے اور وہ مالک نمبر پالیسی ۲۴ کا تہا جسکی حد غربی کہیت متنازعہ حال تہا اس سے انکار نہین ہوا ہے کہ ننگاتلو نے اصل دستاویز رجسٹری شدہ جسکی نقل دستاویز نمبر ۶ ہے تحریر کی تہی اور کوئی اعتراض نسبت منظوری نقل مذکور کے نہین ہوا ایک بیان مندرجہ دستاویز مذکور یہ ہے کہ اراضی بجانب غرب کہیت مسمی بہرتلو یعنی مدعی حال کا تہا جو صحت کہ بیان مذکور کی ہوتی یا ہے اوسپر اب ہم لحاظ نہین کر سکتے ہین اس امر کا فیصلہ کرنا صرف ذمہ حاکم عدالت اپیل ماتحت کے تہا۔

مگر یہ حجت کی گئی ہے کہ دستاویز مذکور شہادت مین قابل منظوری نہ تہی اور اسلئے اسسٹنٹ جج کا اوسپر استدلال کرنا اور اوسمین جو تحریر ہے اوسپر متعلق شہادت زبانی کے غور کرنا بیجا تہا اگر یہ حجت صحیح ہو تو فیصلہ عدالت اپیل ماتحت منسوخ ہونا چاہیے اور اپیل اسلئے واپس جانا چاہیے کہ صاحب جج بعد خارج کرنے اس دستاویز (کاغذ نمبر ۶) کے شہادت کا موازنہ کر کرین اگر یہ حجت صحیح نہین ہے تو اپیل ڈسمس ہونا چاہیے۔

اسسٹنٹ جج نے بظاہر یہ تجویز کی کہ رہننامہ (کاغذ نمبر ۶) قابل منظوری تہا اور اوس مین یہ بیان کہ مدعی مالک اراضی بجانب غرب اوس کہیت کا تہا جو رہن ہوا تہا شہادت حسب دفعہ ۳۲ ضمن ۲ ایکٹ شہادت کے ہے جسمین یہ حکم ہے کہ بیان تحریری کسی واقعہ متعلقہ کا جو کسی شخص متوفی نے کیا ہو تی نفسہ واقعہ متعلقہ ہے جبکہ وہ بیان اوس شخص نے اپنے معمولی کاروبار کے اثنا مین کیا ہو متعلق ہونا اس ضمن کا ٹہیک معنی الفاظ "اثنائے کاروبار پر" کلیتاً منحصر ہے یہ الفاظ ایکٹ شہادت مین ایک مقام سے زیادہ مقامات پر استعمال ہوئے ہین مثلاً دفعہ ۱۶ مین جسمین یہ تحریر ہے کہ جب یہ بحث ہو کہ ایک خاص فعل کیا گیا تہا یا نہین تو وجود کسی سلسلہ کاروبار کا جسکے مطابق وہ فعل خواہی نخواہی کیا جاتا واقعہ متعلقہ ہے تشریحات متعلقہ دفعہ مذکور ظاہر مقدمہ حیدر ٹگلش بنام کیمپ (۱) ہے

(۱) رپورٹ کیمبل صاحب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ (سنہ ۱۸۱۵ء)۔

۱۸۹۶ء ۶۶

مسٹر ... کاروبار جو اوس مقدمہ مین پیش کیا گیا تھا ایک خاص رواج دکان مدعی کا تھا وہ رواج کسی خاص گھر کا نہ تھا جو چاہے کیسے ہی انتظام سے ہو اوسقدر وقعت نہین رکھتا کہ جسقدر معمولی کاروبار دفتر کا رکھتا ہے علی ہذالقیاس ازروے دفعہ ۱۱۴ کے بھی عدالت کو جائز ہے کہ وجود کسی واقعہ کا جو اوسکی دانست مین غالبا وقوع مین آیا ہو قیاس کرے البتہ معمولی طریقہ واقعات طبعی اور رویہ انسانی اور سرکاری اور خانگی کاروبار کا بنظر اوس نسبت کے جو اوس مقدمہ خاص کے واقعات کے ساتھ اونکو ہے ملحوظ رکھنا ہوگا۔ دیکھنا چاہئے کہ معمولی طریقہ سرکاری اور خانگی کاروبار سے کیا مراد ہے تمثیل (و) اور اوسکی تشریح سرکاری کاروبار واکخانے سے متعلق ہے خانگی کاروبار ظاہرا ایسی صورت سے متعلق ہوگا جسکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے (مقدمہ ہدر نگٹن بنام کیمپ) اگر ان الفاظ کا منشاء یہ ہوتا کہ کسی خاص شخص کی کارروائی جو اوسکے پیشہ یا کاروبار سے علحدہ ہو اوسمین داخل کیجاے تو مختلف عبارت استعمال کیجاتی۔ متشریح متعلقہ تمثیل (ج) دفعہ مذکور (۱۱۴) مین تذکرہ ایک شخص "کاروباری کا" ہے جسکے معنی مشہور و معروف غرضیہ ہین کہ وہ شخص جو بابت معاملات تجارتی یا سوداگری مین مصروف ہو علاوہ برین تشریح متعلقہ دفعہ ۴۷ مین یہ مندرج ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کے دستخط کو پہچاننے والا کہلاویگا جبکہ اثناے معمولی کاروبار مین ایسے کاغذات جنسے بیان کیا جاتا ہو کہ وہی شخص کے لکھے ہوتے ہین اوسکے روبرو پیش ہوتے رہے ہون اس صورت مین بھی ان الفاظ کے معنی معمولی کاروبار ایک شخص اہل پیشہ کے ہین یہ تمثیل ایک دلال کی ہے جسکو چٹھیات بغرض مشورہ دکھلائی جاتی ہین۔

علاوہ برین ازروے دفعہ ۳۴ اندراجات کتب حساب کے جو باضابطہ طور پر سلسلہ کاروبار معمولی مین مرتب رکھی جاتی ہین واقعات متعلقہ ہین بمقدمہ منچر شاہ بیزن جی بنام نیو دہرمسی اسپننگ و ویونگ کمپنی (۱) ویسٹ صاحب جسٹس نے ایک خانگی بہی حساب کا جو شہادت مین پیش ہوئی تھی ذکر کیا ہے اور جسمین ہفتہ یا دو ہفتہ مین حساب لکھا جاتا تھا اور جسپر کوئی اعتبار اوسطور پر نہین ہو سکتا تھا جو ایسی کتب پر ہوا کرتا ہے جن مین تحریرات سلسلہ وار جیسے کہ بنک مین ہر گذرندہ وقت ہوتے معاملہ کے کیجاتی ہین (حاکم موصوف نے فرمایا) "صرف یہی کتب میری راے مین باجراے کاروبار معمولی مرتب رکھی جاتی ہین"۔

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۸۰ و بصفحہ ۲۸۳

۲۰ مئی ۱۸۹۹ء
تنکا ودا
بسوسیا بیام

پس بلحاظ خیالات مذکورہ بالا کے میری راے مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا کہ الفاظ "معمولی کاروبار" کے اثنا مین موقوعہ دفعہ ۳۲ ضمن ۲ کی تعبیر اسی معنی مین ہونی چاہئے ایک معنی ہین یہ صحیح ہوسکتا ہے کہ معمولی کاروبار کے اثنا مین رہنما مین بیانات معدودہ اراضی مرہونہ کے ہوتے ہین مگر اس سے بیانات مذکور شہادت نہین ہوجاتے بحث یہ ہے کہ آیا رہنما بنفسہ ایک ایسا بیان ہے جو معمولی کاروبار کے اثنا مین کیا گیا ہے یا نہین ملاحظہ مراتب مندرجہ ضمن ۲ دفعہ ۳۲ سے گو وہ جامع نہین ہین بطور مناسب ایسے تصور کئے جاسکتے ہین کہ اوس نوعیت ایسے بیانات کی جو "اثناے کاروبار مین کئے گئے ہون" ظاہر ہوتی ہے اور بلحاظ اوس معنی کے جسمین عبارت مذکور ظاہرا دیگر دفعات ایکٹ شہادت مین مستعمل ہوئی ہے یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ رہنما نوشتہ کاشتکار روا اصل الفاظ مذکور ہوتا ہے یہ داخل "پیشہ یا بیوپار یا کاروبار" (حسب الفاظ مستعملہ دفعہ ۲ ایکٹ معاہدہ) کاشتکار کے نہین ہے کہ وہ رہنما مجات تحریر کیا کرے۔

اب مین غور نسبت اس امر کے کرتا ہون کہ دستاویز مذکور حسب ضمن ۳ دفعہ ۳۲ بطور ایسے بیان کے قابل منظوری ہے جو مغائر حق متعلقہ زر نقد یا ملکیت ایسے شخص کے ہو جسنے وہ بیان کیا اس سوال کا جواب اثبات مین دینے کے لئے سند عمدہ موجود ہے یہ سند تجویز کوچ صاحب چیف جسٹس مقدمہ راجہ لیلانند سنگہ بنام مساۃ لکھپتی ٹھکرائن (۱) مین موجود ہے بحث روبروے عدالت یہ تھی کہ آیا لگان جو گھاٹ وال سے زمیندار کو ایک زمانہ خاص مین واجب الوصول تھا بقدر معینہ یا تخمینہ کے تھا زمیندار نے ایک نقشہ پر جو زمیندار وقت نے چند سال پیشتر بابت دیہات گھاٹ وال واقع محال کے طیار کیا تھا استدلال کیا جسمین بمقابلہ نام جایداد متنازعہ کے یہ درج تھا کہ لگان اصلی اسقدر ہے اور لگان اضافہ شدہ اسقدر ہے ارکبی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ بیان نا قابل منظوری ہے اونھون نے فرمایا "مین اوسکو کسی قاعدہ مین منجملہ قواعد شہادت کے جنکی رو سے بیان شخص متوفی کا شہادت مین پیش کیا جا رہا ہے نہین لا سکتا ہون وہ بیان ایسا نہین معلوم ہوتا جو کسی طرح مفرادے سکے حق کے برخلاف اسکے جہانتک شرح لگان کو تعلق ہے بلاشبہ اوسکا فایدہ اسمین تھا کہ جہانتک ممکن ہو اوسکو زیادہ بیان کرے" اپیل مین کوچ صاحب چیف جسٹس و جنیسلی صاحب جسٹس نے یہ فرمایا "ہم اس راے صاحب جج ذیعلم سے اتفاق نہین کرسکتے

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۳۳

۱۸۷۲ء

۶۸ سنگاما بنام ہرسیا

کہ یہ بیان شہادت مین قابل پذیرائی نہین ہے وہ ایسا بیان ہے کہ جس سے حق واقع مخالف ایسے شخص کا جسنے وہ بیان کیا کم ہوجاتا ہے یا وہ اوسکے مضر ہے بیان مذکور مضر اوسکے حق اور مضر اوسکے استحقاق ملکیت کے ہے اوسکا اثر کم کرنے حق ملکیت کا یا اوسکو تابع حقیت یا بار مذکورہ کے کرنیکا تھا یہ صحیح ہے کہ اوسکے ایک جزو مین ایک ایسا امر تھا جسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مضر اوسکے حق کے نہ تھا بلکہ اوسکے مفید تھا یعنی تعداد لگان ابتدائی و لگان اضافہ شدہ جو اوسکو قابل ادا تھا اگر جب اس قسم کی دستاویز شہادت مین پیش ہو تو اوسکو حصص مین منقسم اور وہ حصہ جو مفید شخص تحریر کنندہ دستاویز کے ہو نامنظور اور وہ حصہ جو مضر اوسکے حق کے ہو منظور کرنا چاہیے بحث یہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور بحیثیت مجموعی مضر استحقاق ملکیت اوس شخص کے ہے یا نہین جسنے اوسکو تحریر کیا کسی جزو خاص کی وقعت کا اندازہ کرنا ممکن ہے گر وہ اصول جسکی بنا پر اوسکے قابل منظوری ہونے کا تصفیہ کیا جاے یہ ہے کہ آیا وہ ایسے حالات مین تحریر ہوئی ہے کہ جسنے یہ قیاس کرنا قرین عقل ہو کہ دستاویز مذکور بہ نیک نیتی تحریر کی گئی اور بیانات صحیح ہین؛؛

مین قبل اس فقرہ کے احکام ایکٹ شہادت کا تذکرہ ہے تجویز مارکبی صاحب جسٹس کی اپریل ۱۸۷۲ء مین صادر ہوئی تھی اور اگرچہ شہادت ۱۸۶۹ء مین یا قبل اوسکے قلمبند کی گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ نسبت قابل منظوری ہونے بیان مذکور کے بلحاظ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۵۵ء (ایکٹ شہادت مجموعہ ہند) کے غور کیا گیا تھا اور اگر ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۵۵ء بھی بطور ایسے ایکٹ شہادت کے تصور کیا جاے جو اوسوقت متعلق تھا تو کوئی فرق اوس اصول مین جو متعلق ہونا چاہیے نہین ہے از روے ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۵۵ء کے اس باب مین کوئی فرق قانون مین نہین ہوا پس اگر یہ بیان زمیندار کہ ایک گماشتہ والد کسی جزو اوسکے محال مین قابض ہے ایک بیان مضر حق زمیندار تصور کیا گیا تھا تو اوسی طرح بیان ایک قابض مندرجہ رجسٹر نمبر پیمایش واقع پریزیڈنسی بمبئی کا کہ وہ مقروض ایک خاص رقم زر نقد کا ہے جسکا مواخذہ اوسکی اراضی پر ہے مضر حق متعلقہ زر نقد اور ملکیت کے متصور ہونا چاہیے۔ پس اگر یہ صورت ہے تو وہی مقدمہ مذکورہ بالا ایک سند واسطے یہ تجویز کرنے کے بھی ہے کہ کل بیان شہادت مین قابل منظوری ہے نہ بہ ثبوت اوس جزو کے جو مضر حق اوس شخص کے ہے جسنے بیان مذکور کیا تھا بلکہ بہ ثبوت کسی واقعہ ضمنی مندرجہ بیان مذکور کے بھی جو اوس جزو سے جو واقعی خلاف حق کے تھا غیر متعلق نہ تھا اور جو اوسکا ایک جزو اصلی تھا یہ امر مقدمہ ہدایتی ہیم بنام رجوے (۱) مین قرار دیا گیا تھا اور ۶۹

(۱) مقدمات ہدایتی مولفہ اسمتھ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ -

سنہ ۱۹۰۷ء

ننگا ملا
بنام
بھرمبا

اگرچہ واضعان ایکٹ شہادت مجریہ ہند نے بظاہر مقدمہ ہذا کو بطور تمثیل ایسے بیان کے تصور کیا جو معمولی کاروبار کے اثنا مین کیا گیا ہو (دفعہ ۳۲ ضمن ۲ ملاحظہ طلب) اور نہ بطور تمثیل ایسے بیان کے جو مضر حق کے ہو (دفعہ ۳۲ ضمن ۳ ملاحظہ طلب) کہ اس بناء پر مقدمہ مذکور فیصل ہوا تھا تاہم اوس اصول مین جو بروے مقدمہ مذکور ثابت قرار دیا گیا ہے کسی طرح ضعف نہین آیا۔

ہمکو کوئی مقدمہ بمبئی کا نہین ملا ہے جو ذرا بھی اس امر اہم سے متعلق ہو مین اہم اسوجہ سے کہتا ہون کہ ظاہر ہے کہ بیانات جو اشخاص ثالث سے کے زمانہ دراز قبل پیدا ہونے نزاع یا تنازعہ کے بلا جانب داری سے کے ہون اونکے منظور ہونے سے اکثر بوقت موازنہ اظہارات متناقض گواہان کے جنکو فریقین نالش نے طلب کیا ہو میزان شہادت ایک طرف جھک جاویگی بمقدمہ ہذا ننگا ملور کو سنہ ۱۸۹۰ء مین ضرور معلوم ہوگا کہ کون شخص قابض اوس کھیت کا ہے جو خود اوسکے کھیت سے متصل ہے اور وہ خواہ مخواہ اس بات کو بذریعہ درج کرنیکے خود اپنے رہننامہ مین اس امر کے ظاہر کریگا کہ خود اوسکے کھیت کی جنوبی مین کھیت ایسے شخص کا ہے جو قریب کے کھیت پر قابض تھا یہ امر اتفاقیہ ہے کہ یہ بیان شہادت مین قابل منظوری اسوجہ سے ہے کہ وہ جزو ایسے بیان کا ہے جو بحیثیت مجموعی بدینوجہ قابل منظوری ہے کہ وہ مضر حق ننگا کے تھا ایسی صورت تصور کرنا آسان ہے جسمین ننگا وہی تذکرہ ایسے بیان مین کرتا جو صریحاً مضر خود اوسکے حق کے نہوتا۔ اور بدینوجہ شہادت مین قابل منظوری نہوتا اگرچہ فی الحقیقت وہ ایسا معتبر اور بلا جانب داری ہوتا گویا کہ وہ رہننامہ مین درج تھا یہ امر تسلیم ہونا چاہیے مگر یہ امر نوع متعلق کرنے قانون کا نہونا چاہیے جبکہ مقدمہ واقعی اندر منشاء دفعہ مذکور کے داخل ہو بدین وجوہ مین خیال کرتا ہون کہ دستاویز نمبر ۰ شہادت مین قابل منظوری تھی اور مین ڈگری مع خرچہ بحال کرنا چاہتا ہون۔

فلٹن صاحب جسٹس۔ صرف ایک امر جسکی نسبت کونسل ذیعلم نے ہمارے روبرو بحث کی ہے شہادت مین قابل منظوری ہونے کا دستاویز نمبر ۰ سے متعلق ہے امر تنقیح طلب نسبت نوعیت مدعی کے قبضہ اراضیات کے تھا اور دوران سماعت مقدمہ مین ایک رہننامہ اراضی متصلہ کا شہادت مین بتائید اوسکی صحت کے بہ ثبوت اس امر کے پیش کیا گیا تھا کہ اوسکا نام حدود کے بیان مین واقع ہوا تھا کوئی عذر ظاہرا نسبت دستاویز مذکور کے عدالت مرافعہ اولی مین پیش نہین کیا گیا اور عدالت اپیل مین بحث مذکور کا مختصر طور پر تذکرہ اسسٹنٹ جج نے کیا تھا جنہون نے یہ فرمایا کہ دستاویز نمبر ۰ ایک ایسا بیان ہے جو شخص متوفی نے کاروبار کے اثنا مین کیا تھا۔

۱۸۸۸ء
ننگا وا
بنام
سبرمنیا

چونکہ راہن پیشہ ور باعتبار استحقاق زیقین نالش ہذا مین سے کسیکا نہ تھا لہذا بدانست میرے یہ تسلیم ہونا چاہیے کہ دستاویز کا قابل منظوری ہونا اس امر پر منحصر تھا کہ آیا وہ داخل منشاے دفعہ ۳۲ ایکٹ شہادت ہے یا نہین مسٹر شیورام دی ہستار کر نے جو منجانب رسپانڈنٹ حاضر ہوئے بلاشبہ یہ عرض کیا کہ مقدمہ سے دفعہ و متعلق ہوسکتی ہے مگر اس راے کو ہم اختیار نہین کر سکتے اسسٹنٹ جج نے ظاہراً ضمن ۲ دفعہ ۳۲ پر استدلال کیا مگر مسٹر بار پرشن نے یہ بحث کی کہ ضمن مذکور غیر متعلق تھا اور اس حجت سے اتفاق کرنے پر مین مائل ہون یہ نہین کہا جا سکتا کہ تحریر رہننامہ ایسا فعل ہے جو معمولی کاروبار کے اثنا مین کیا گیا ہو بلاشک جب کسی شخص نے ارادہ رہن کرنے اپنی اراضی کا کیا ہو تو اندراج حدود معمولی کاروبار کے اثنا مین دوران معاملہ مذکور مین کیا جاتا ہے مگر میرے خیال مین جب فقرہ معمولی کاروبار کے اثنا مین استعمال کیا گیا واضعان قانون کا غالباً یہ منشا تھا کہ ایسے بیانات شہادت مین پیش کیے جائین جو مشابہ اون بیانات کے ہون جو انگلستان مین بوجہ وجہ تسلیم کیے جاتے ہین کہ وہ داخل قسم مذکور ہین اس معاملہ کا تذکرہ باب ۱۲ رسالہ قانون شہادت مولفہ ٹیلر صاحب مین ہے اور جو مقدمات کہ اونھون نے جمع کیے ہین اون سے واضح ہوتا ہے کہ یہ استثنا قاعدہ عام خلاف شہادت سمعی کے صرف اون بیانات سے متعلق ہے جو نہ در اثنا کسی خاص معاملہ قسم استثنائی کے جیسا کہ تحریر رہننامہ ہے کیے جائین بلکہ اثنا ے کاروبار یا کام پیشہ کے کیے جائین جسمین مقر معمولی طور پر یا عادتاً مصروف ہو الفاظ مذکور ظاہر واسطے ظاہر کرنے طریقہ مجریہ کاروبار کے مستعمل ہوتے ہین جو معمولی طور پر وہ شخص کرتا ہو جسکے بیان کے داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

لیکن گو میرا خیال یہ ہے کہ ضمن ۲ دفعہ مذکور متعلق نہین ہوسکتی ہے مین یہ بھی خیال کرتا ہون کہ کوئی وجہ معقول یہ تجویز کرنے کی نہین ہے کہ مقدمہ اندر عبارت ضمن ۳ کے داخل نہین ہوتا رہننامہ بحیثیت مجموعی بلاشبہ ایک بیان مضر حق ہے بمقدمہ معروف بہیم بنام رجوے ایک اندراج کتاب حساب میں ایسے شخص مین جو دایہ کا کام کرتا تھا یہ بتا کر اوسکی فیس بابت اوسکی خدمات پیشہ کے ادا کی گئی تھی بطور بیان مضر حق کے تسلیم ہوا تھا اور اگر محض اقرار وصول یابی فیس داخل قسم مذکور ہوتا ہے ا، تو یہ اقرار کہ کسی شخص نے ایسا روپیہ وصول پایا ہے جسکا واپس کرنا اوسپر لازم ہے بدرجہ اولیٰ داخل ہوتا ہے رہننامہ مین راہن نہ صرف اقرار اپنی ذمہ داری واپسی زر نقد کا کرتا ہے بلکہ اپنی اراضی پر مواخذہ قرضہ کا قایم کرتا ہے اور اسلیے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز بحیثیت مجموعی

ایک بیان مفرحق متعلقہ زر اور حق ملکیت ایسے شخص کے ہے جسنے بیان مذکور کیا ہو مقر کی حالت بصورت منسوخی دستاویز بمقابلہ صورت نفاذ دستاویز کے بہتر ہوگی۔

گو یہ عرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ دلیل اگر صحیح بھی ہو تاہم یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اندراج حدود کسی جزو دستاویز ایسا ہے جو متعلق ہے ایک بیان مفرحق ہے غالباً راہن کو اس معاملہ کی پروا نہ تھی کہ اوسکا ہمسایہ عمرو ہے یا بکر۔ اس بارہ مین بلاشبہ کچھ دقت عبارت ضمن مذکور سے پیدا ہوتی ہے مگر میری دانست مین وہ دقت زیادہ تر ظاہری ہے نہ کہ اصلی۔ یہ اندراج ایک بیان واقعہ متعلقہ کا ہے اور جزو اہم ایک بیان مفرحق مقر کا ہے اگر یہ تعریح صحیح ہے تو میری دانست مین وہ بطور بیان مفرحق بلحاظ عبارت ملحقہ کے جسکے ساتھ وہ استعمال ہوا ہے پذیرا ہونا چاہیے اصل بحث یہ ہے کہ وہ رہننامہ مین اہم ہے یا نہین یعنی آیا وہ بغرض تکمیل منشاے دستاویز کے استعمال ہوا تھا یا نہین۔ اگر وہ اسطور پر استعمال ہوا تو وہ میری دانست مین ایک بیان مفرحق ہے ممکن ہے کہ خود الفاظ مذکور غیر مفر ہون اور اونسے حقوق مقر کو کوئی مضرت نہ پہونچتی ہو مگر عبارت ملحقہ سے ظاہر ہے کہ الفاظ مذکور صرف بغرض کامل طور سے بیان کرنے جایداد مرہونہ کے استعمال ہوئے تھے اور اس غرض سے کہ اگر راہن کی خواہش بدعہانتی کرنے کی ہو تو نسبت شناخت جایداد کے تنازع کرنا غیر ممکن ہو از روے ایکٹ رجسٹری کے تذکرہ دیگر جایداد ہاے متصل اراضی مرہونہ کا لازمی ہے اور اگرچہ جایداد ہاے مذکور کا پتہ بلا بیان کرنے نام اونکے قابضان کے شاید کافی ہوتا مگر یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ تذکرہ مذکور غیر متعلق یا فضول تھا بمقدمات ہیم بنام رجو و راجہ لیلا نند سنگہ بنام مسماة لکھیتی ٹھکراین (۱) یہ اصول تسلیم ہوا تھا کہ بیانات و اندراجات مفرحق بطور شہادت معاملات غیر متعلق و ضمنی کے منظور ہو سکتے ہین گو وہ بطور جزو اقرار کے منجملہ مفرحق مقر نہون مگر چونکہ یہ مقدمات داخل ایکٹ شہادت کے نہین ہین لہذا وہ بطور اسناد متعلقہ تعبیر ایکٹ مذکور منظور نہین ہو سکتے گو اونسے رہنمائی اور انکشاف منشاے قرین قیاس کا ہو سکنا ہو حالانکہ واقع ہند اب پابند ایکٹ مذکور کی ہین اور اونکو لازم ہے کہ تعمیل اوسکے احکام کی کرین اور اس امر کا ذہن مین رکھنا خواہ مخواہ ضرور ہے جبکہ فیصلجات عدالتہاے انگلستان یا عدالتہاے ہند مصدرہ قبل ۱۸۷۲ء کا حوالہ دیا جاے مگر مین خیال کرتا ہون کہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ بیان اگرچہ

(۱) ۱۸۶۳ء کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳

بنفسہ غیر مثبت ہو مگر وہ مخفی حق مالکانہ مقر کے اوسوقت ہو جاتا ہے جبکہ وہ بطور جزو اہم ایسی دستاویز کے کیا جاے جسکا منشار کم کرنے اوسکے حق مالکانہ کا ہو یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ وہ مقر اوسکے حق کے اسوجہ سے نہین ہے کہ بغرض اسکے کہ وہ اہم ہو دستاویز مذکور اگر بیان مذکور خارج کر دیا جاے اوس سے کم کار آمد ہو تی جیسی کہ وہ نہ خارج کرنے سے کار آمد تھی بخلاف اسکے اگر بیانات غیر متعلق منشار دستاویز سے ہوے اور بنفسہ خلاف حق مقر کے نہوتے تو بلا شبہہ وہ نامنظور کیے جاتے۔ دیکھو مقدمات نسٹ بنام ہار کورتیس آف واٹر فورڈ (۱) وڈو بنام ہوپس (۲)۔

پس ان مسین حالات مین خیال کرتا ہون کہ بیانات با تصریحات اہم جو رہتا مین منجانب بلاہن متوفی ہون معمولاً شہادت مین اون واقعات کے جاو مین مندرج ہون حسب ضمن ۳ دفعہ ۳۲ ایکٹ شہادت کے قابل پذیرائی ہین بلا شک اگر یہ صورت نہوتی تو نقصان عظیم ہوتا۔ بحالت اختلاف بیانات زبانی گواہان عرضیمند کے ممکن ہے کہ بیان جو کسی دستاویز کہنہ کین قبل وقوع منازعت درج ہوا کر نہایت معتبر ذریعہ انکشاف اس امر کا ہو کہ کس جانب کا بیان سچا ہے پس بعض صورتون مین ممکن ہے کہ منظوری کلی ایسے بیانات سے کامل طرح معدلت گستری مین واقع ہو مگر اوسکے ساتھہ ہی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو عدالت اون بیانات کو واسطے غور کے پذیرا کریگی مگر ہمیشہ باحتیاط اندازہ اونکے اثر و نتائج کا مطابق اون حالات کے کریگی جنمین بیانات مذکورہ کیے گئے ہون اور اونکی وقعت کم یا زیادہ جو بلحاظ اون حالات کے مناسب معلوم ہونگی۔

چونکہ صرف اسی امر کی نسبت اپیل مین بحث کیگئی ہے لہذا میری یہ راے ہے کہ ڈگری مع خرچہ بحال رہنی چاہئے۔

ڈگری بحال کی گئی۔

---

(۱) (۱۸۷۵ء) رپورٹ ہنگ وہیر صاحبان عدالت ایکسچیکر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳

(۲) (۱۸۳۵ء) لا جرنل انگلستان بنیچ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۸

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جی ایف فیرن صاحب نٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

وامن وشنو گوسکلے (ابتدا مدعا علیہ نمبر ۳) اپیلانٹ بنام واسدیو موریشر کالے

و یک کس دیگر (ابتدا مدعی و مدعا علیہ نمبر ۱) ریسپانڈنٹان

۱۱؍ جنوری ۱۸۹۰ء
صفحہ کتاب انگریزی ۸۳

ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ بابت ۱۸۹۳ء) دفعہ ۴ (۱) تعلق وغیرہ کا۔ مکان مسکونہ مملوکہ خاندان مشترک۔ از رو سے حصول بکر کہ منجانب اشخاص خاندان مذکور بعد اسکے کہ مکان مذکور بدست شخص اجنبی فروخت کیا گیا ہو کوئی حق حسب دفعہ مذکور بمقابلہ ایسے شخص اجنبی کے نہیں حاصل ہوتا۔

ایک مکان مسکونہ مملوکہ چار بھائی کرشناجی و رام چندر و وامن و پرشرام کا تھا جو اشخاص مشترک ایک ہی خاندان کے تھے ۱۸۸۸ء میں حصص کرشناجی و پرشرام کے بعلت اجرا ڈگریات دو سو روپیہ ابر کان نیلام کئے گئے اور ۱۸۸۹ء میں حصص باقی نیلام کئے گئے اور بالآخر مکان مملوکہ مدعی اور ایک شخص کرندیکار کا نصفا نصف ہو گیا۔ مدعی نے کرندیکار پر واسطے تقسیم کے نالش کی اور ڈگری حاصل کی لیکن قبل اجرا ڈگری کے کرندیکار نے اپنا نصفی حصہ بنام رامچندر و وامن کے منتقل کیا۔ باوجود تبدیلات ملکیت کے برادران مذکور مکان پر برابر قابض رہے۔ اب وامن نے حسب دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ ۱۸۹۳ء) کے یہ درخواست کی کہ اوسکو خرید کرنے نصفی حصہ مدعی کی اجازت دیجاوے۔

تجویز ہوئی کہ وہ اوس فایدہ کا مستحق نہیں ہے جو از رو سے دفعہ مذکور عطا کیا گیا ہو بوجہ ملکیت اور قبضہ کے حق مذکور حاصل ہوتا ہے۔ بعد نیلامات ۱۸۸۸ء کے مکان مذکور مملوکہ خاندان غیر منقسم نہیں رہا۔ اوسوقت وامن اور اوسکے برادران مکان میں یا تو کرایہ دار یا مداخلت بیجا کنندگان رہتے تھے بحث یہ ہے کہ آیا مکان مسکونہ اوسوقت جبکہ حصص ۳ و ۴ مکان مذکور جو بدست کرندیکار فروخت نہیں کئے گئے تھے بحق مدعی منتقل کئے گئے مملوکہ خاندان غیر منقسم تھا یا نہیں۔ جبکہ مدعی نے اپنا نصفی حصہ خرید کیا تو وہ اور کرندیکار مالکان شریک مکان مذکور کے ہو گئے اور مابین نامبردگان دفعہ ۴

---

* اپیل دوم نمبر ۵۹۵ ۱۸۹۸ء۔

(۱) ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ ۱۸۹۳ء) دفعہ ۴۔

(۱) جس صورت میں کوئی حصہ مکان مسکونہ مملوکہ خاندان غیر منقسم کا بنام اوس شخص کے منتقل کیا جاوے ۱۸۹۳ء جو

۱۸۹۷ء

وامن بنام واسدیو

ایکٹ تقسیم کا کچھ اثر نہ تھا از روے خریداری ایلدحق کرندیکار کے جو رامچند ووامن سے کل اونکو کوئی ایسے حقوق حاصل نہیں ہوے جو کرندیکار کو حاصل نہ تھے مکان مذکور بدست نامبردگان کر رہا حاصل کی ہوئی جائداد موروثی تھی گر ایسی جائداد نہ تھی جو کہ خاندان غیر منقسم حسب معنی دفعہ ۴ کے ہو۔ ۷۴

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر ایم آر راو کر ایڈیشنل جج ماتحت صدر اعلیٰ مقام ستارگری به اختیارات اپیل۔

مکان متنازعہ ابتدا از ملکوکر وشنو بھیکاجی گوکھلے کا تھا جو چار پسران یعنی کرشناجی ورامچند ووامن وپرشرام چھوڑکر فوت ہوا جنوری ۱۸۸۳ء مین امن مین سے دو اشخاص یعنی کرشناجی وپرشرام کے حصص بعلت اجراے ایک ڈگری کے جو اون پر تھی نیلام کئے گئے اور اونکو ایک شخص کرندیکار نے خرید کیا۔ ۱۸۸۶ء مین ڈگری زر نقد بمقابلہ وارثان وشنو کے حاصل کی گئی اور حق نامبردہ (وشنو کا) واقع مکان مذکور بعلت اجرا نیلام کیا گیا اور بعد منتقل ہونے بدست اشخاص مختلف کے بالآخر بنام رسپانڈنٹ حال (مدعی) واسدیو مور بھٹ کالے کے منتقل کیا گیا۔ ایک نالش ماقبل مین یہ فیصلہ کیا گیا تھا (دیکھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۴) کہ از روے اپنی خریداری کے وہ مستحق ایک نصف مکان مذکور کا اور کرندیکار مستحق دوسرے نصف کا ہوگیا۔

چنانچہ نامبردہ نے یہ نالش واسطے تقسیم کے دائر کی اور ڈگری حاصل کی لیکن قبل اجرا کے کرندیکار نے ۱۸۹۲ء مین اپنا نصف مکان مذکور بنام رامچند اور وامن پسران مالک اصلی (وشنو) کے منتقل کیا اور وامن نے اب حسب دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ ۱۸۹۳ء) یہ درخواست کی کہ اوسکو اجازت خرید کرنے حصہ مدعی کی بذریعہ ادا کرنے قیمت حصہ مذکور کے دی جاے۔ درخواست نامبردہ نامنظور کی گئی۔ بر طبق اپیل صاحب جج نے حکم ذیل صادر کیا۔

"مین یہ جاہتا ہون کہ مکان موجودگی جج ماتحت مقام راجہ پور یا نظر عدالت ہذا کے مابین مدعی مدعا علیہا نمبر ۲ و ۳

۴۴م جو شریک خاندان مذکور کا نہین ہے اور منتقل الیہ مذکور واسطے تقسیم کے نالش کرے تو عدالت اگر کوئی شخص خاندان کا جو حصہ دار ہے حصہ ایسے منتقل الیہ کا خرید کرنے پر آمادہ ہو تعین مالیت حصہ مذکور کا اوس طریق سے کریگی جو کہ اوسکو مناسب معلوم ہو اور ہدایت کریگی کہ بیع حصہ مذکور کا بنام ایسے حصہ دار کے کیا جاے اور کل ہدایات ضروری ومناسب اوسکی بابت کرسکتی ہے۔

"(۲) اگر کسی صورت مبینہ دفعہ ضمنی (۱) مین دو یا زیادہ اشخاص خاندان جو حصہ دار ہون بالانفراد حصہ مذکور خرید کرنے پر آمادہ ہون تو عدالت ضابطہ مکورہ ضمن (۲) اخیر دفعہ ماسبق پر عمل کریگی"۔

۱۹۰۳ع

وامن بنام واسدیو

(رام چند وامن) کہ جو صرف اپیلانٹ مین نیلام کیا جاے اور سب سے زیادہ بولی بولنے والے کو جب وہ دیگر فریق کو نصف رقم سب سے بڑی بولی کی ادا کرے دیا جاے اور مدعا علیہ نمبر ۲ و ۳ کو مشترکا یا منفرداً اجازت بولی بولنے کی دیجاے اور یہ کہ اگر ناظر نیلام کرے تو اوسکی تکمیل بالتصدیق جج ماتحت کے نہ کیجاے ؟

وامن (ابتدائً مدعا علیہ نمبر ۳) نے اپیل دوم دائر کیا۔

ایم بی چوبل بجانب وامن اپیلانٹ (ابتدائً مدعا علیہ نمبر ۳) - ہم برابر مکان پر قابض رہے ہین گو حق ہمارے دو بھائی کرشناجی اور پرشرام کا ۱۸۷۳ع مین نیلام ہوا تھا۔ باوصف نیلام بعض نامبردگان کے خاندان مذکور برابر ایک خاندان مشترک رہا اور ہمنے بعدہ گرندیکار سے بحیثیت اشخاص خاندان مشترک کے خریداری کی۔ منشا دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم یہ ہے کہ جایداد موروثی کسی شخص خاندان مشترک کو بعض شرائط کے ساتھ دیجاے۔ وامن اپیلانٹ خاندان مشترک مین حصہ دار شریک رہا ہے اور وہ دعوی فایدہ دفعہ مذکور کا کرسکتا ہے جسکی رو سے حق شفع شخص خاندان مشترک کو عطا کیا گیا ہے۔

نراین وی گوکیلے بجانب رسپانڈنٹ (مدعی) - دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے دفعہ مذکور اوس صورت مین متعلق ہوتی ہے کہ جب خاندان مشترک مالک مکان رہا ہو لیکن اوسکا ایک حصہ بدست شخص اجنبی فروخت کیا گیا ہو۔

فیرن صاحب چیف جسٹس۔ مکان مسکونہ جسکی بابت اپیل حال دائر کیا گیا ہے ابتدا مملوکہ کرشناجی و رام چند و وامن و پرشرام (جو بعدہ فوت ہوا) پسران وشنو متوفی کا تھا لیکن بعلت قرضہ جات وشنو وہ مشتو جب نیلام تھا۔

۷۵ جنوری ۱۸۷۳ع مین حصص کرشناجی و پرشرام واقع مکان مذکور بعلت اجرا ڈگری موسومہ نامبردگان نیلام کیے گئے اور اونکو ایک شخص گرندیکار نے خرید کیا بعد نیلام مذکور مکان مذکور کو بقیہ پسران وشنو کا ایک جانب اور گرندیکار کا بجانب دیگر بطور قابضان شریک کے تھا۔

۱۸۸۱ع مین بعلت اجرا ڈگری زر نقد جو بنام وارثان وشنو حاصل کی گئی حق نامبردہ واقع مکان مذکور بدست جوگلیکار نیلام کیا گیا جسنے اوسکو بدست ہرڈے کا فروخت کیا اور جسنے بدست کالے مدعی حال کے منتقل کیا۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ گرندیکار اور مدعی یعنی ہر ایک بذریعہ معاملات بیع و شری کے مستحق نصف مکان مسکونہ کا ہوگیا ۱۸۸۲ع مین گرندیکار نے اپنا نصف مکان بدست رام چند و وامن مذکورہ بالا کے منتقل کیا۔

سنہ ۱۹۱۵ع

وامن بنام واسلیو

بعلت اجرائے ڈگری تقسیم جو نالش حال مین صادر کی گئی یہ بحث پیدا ہوتی کہ آیا اندر حالات متذکرہ بالا وامن مدعاعلیہ (جو روبرو ہمارے اپیلانٹ ہے) مستحق فایدہ احکام دفعہ ۴ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۳ع کا ہے یا نہین۔ یہ بھی کہنا چاہیے کہ پسران وشنو کا قبضہ فی الواقع کبھی ضایع نہین ہوا امر آخرالذکر جسپر مسٹر چوبل نے استدلال کیا درحقیقت موثر بحث مذکور نہین ہے ملکیت مکان مسکونہ اور نہ اونکے قبضہ واقعی سے احکام دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم متعلق ہوتے ہین۔ خاندان وشنو بعد نیلام موقوعہ سنہ ۱۹۰۶ع کے یا تو کرایہ دار مکان مذکور کا یا مداخلت بیجا کنندہ تھا ان دونون حیثیت مین سے کسی مین اونکو کوئی استحقاق شفع حاصل نہین ہے۔ بحث یہ ہے کہ آیا مکان مسکونہ اوسوقت جبکہ حصص واقع مکان مذکور جو کرندیکار کے ہاتھ فروخت نہین کیے گئے تھے بنام مدعی منتقل کیے گئے تھے مملوکہ خاندان غیر منقسمہ تھا یا نہین۔ ہم خیال کرتے ہین کہ جواب بنفی ہونا چاہیے۔ اوسوقت مکان مذکور مملوکہ کرندیکار اور وارثان وشنو کا تھا جنکے حصص بنام کرندیکار منتقل نہین ہوئے تھے۔ جب حصص شخص آخرالذکر بدست مدعی منتقل کیے گئے تو وہ اور کرندیکار مالکان شریک مکان مذکور کے ہوگئے اور یہ امر (صاف ظاہر ہے کہ مابین ناہبرگان دفعہ ۴) ایکٹ تقسیم کچھ موثر نہ تھی۔ ہماری راے مین اندروے خریداری مابعد کرندیکار کے جو بنام چندرو وامن نے کی اونکو کوئی ایسے حقوق حاصل نہین ہوئے جو کرندیکار کو حاصل نہ تھے۔ مکان مذکور بدست ناہبرگان کر حاصل کی ہوئی جایداد موروثی تھی نہ ایسی جایداد نہ تھی جو مملوکہ خاندان غیر منقسمہ حسب معنی دفعہ ۴ کے ہو۔

لہذا ہماری یہ راے ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے نسبت مقدمہ کے صحیح راے قایم کی۔ حکم جو عدالت موصوف نے صادر کیا فی الحقیقت ایک حکم حسب دفعہ ۳ ضمن ۱ کے تھا اور نسبت حکم مذکور کے کوئی اعتراض بجز اسکے نہین کیا جا سکتا ہے کہ عدالت موصوف کو یعنی مالیت مکان مذکور کا قبل اسکے کہ وہ مابین فریقین مطابق حکم دفعہ ۳ کے نیلام کیا جاے کرنا چاہیے تھا اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ ہم خیال کرتے ہین کہ احکام دفعہ ۵ ضمن ۲ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہین۔ ڈگری مع خرچہ بحال کی گئی۔

ڈگری بحال کی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

بال شیٹہ گوپال شیٹہ سونار (ابتدائً مدعاعلیہ فریق مخالف) اپیلانٹ

بنام

۵ - جولائی ۱۹۰۹ء
صفحہ کتاب ۷۷

میران صاحب محمد دادے صاحب وار دو اسطے (ابتدائً مدعی سائل) ریسپانڈنٹ*

ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) دفعہ ۳ - دفعات ذیلی ۲ و ۴ - نالش منجانب منتقل الیہ بغرض تقسیم - نالش تقسیم منجانب حصہ دار بنام منتقل الیہ - ضابطہ -

دفعہ ۴ - (۱) ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) ہر صورت میں متعلق ہے جبکہ منتقل الیہ واسطے تقسیم کے نالش کرے -

جس صورت میں کہ نالش منجانب حصہ دار بمقابلہ منتقل الیہ دائر کیجاوے تو دفعہ ۴ ضرور متعلق ہونی چاہیئے -

اون مقدمات میں جنسے دفعہ ۴ متعلق ہو صاحب جج کو چاہیئے کہ تعین مالیت صرف حصہ منتقل الیہ کا کرے اور اوسکے نیلام کی ہدایت کرے -

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ڈبلو ایچ کرو صاحب جج ضلع پونا -

اپیل بناراضی حکم مصدرہ صیغہ اجراء -

مدعی نے نالش ہذا واسطے دلاپانے اپنے حصہ ایک مکان کے دائر کی - اول دو مدعاعلیہما اوسکے بھائی اور ماں تھے اور اوسنے یہ شکایت کی کہ بحالت اوسکی نابالغی کے مکان مذکور جو مملوکہ اوسکے پدر متوفی کا تھا ۱۹۰۰ء میں نامبردگان نے بدست مدعاعلیہ سوم فروخت کیا تھا - مدعی نے

---

* اپیل دوم نمبر ۱۵ سنہ ۱۹۰۹ء -

(۱) ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء) دفعہ ۴ -

(۱) جس صورت میں کوئی حصہ مکان مسکونہ مملوکہ خاندان غیر منقسم بنام اوس شخص کے منتقل کیا جاوے جو شریک خاندان مذکور نہیں ہے اور منتقل الیہ مذکور واسطے تقسیم کے نالش کرے تو عدالت اگر کوئی شخص خاندان کا جو حصہ دار ہے حصہ ایسے منتقل الیہ کا خرید کرنے پر آمادہ ہو تو تعین مالیت حصہ مذکور کا اوس طریق سے کریگی جو کہ اوسکو مناسب معلوم ہو اور ہدایت کریگی کہ بیع حصہ مذکور کا بنام ایسے حصہ دار کے کیا جاوے اور کل ہدایات ضروری اور مناسب اوسکی بابت کر سکتی ہے -

"(۲) اگر کسی صورت میں بموجب دفعہ ضمنی (۱) میں دو یا زیادہ اشخاص خاندان جو حصہ دار ہوں بالانفراد حصہ مذکور خرید کرنے پر آمادہ ہوں تو عدالت ضابطہ محکومہ ضمن (۲) اخیر دفعہ ماسبق پر عمل کریگی"

۱۹۰۸ء
بال شیبۂ
بنام
میران صاحب

دلا پانے اوس نصف حصہ مکان کا دعوی کیا جو بقبضہ مدعا علیہ چہارم ہے جسکے ہاتھہ مدعا علیہ سوم نے اوسکو فروخت کیا تھا۔

مدعی نے ڈگری بابن استقرار حاصل کی کہ بیع منجانب مدعا علیہما نمبر اول و دوم مدعی پر قابل پابندی نہ تھا اور وہ مستحق دلا پانے حصہ ۱/۱۴ مکان مذکور کا تھا۔

بصیغہ اجراے ڈگری مدعا علیہ چہارم نے یہ درخواست کی کہ اوسکو اجازت خرید کرنے حصہ مدعی کی دیجاے اور چونکہ یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ مکان تقسیم نہیں کیا جا سکتا لہذا جج ماتحت نے حکم دیا کہ تعین مالیت اہل کمیشن کرے جسنے مالیت کل مکان کی بقدر [illegible] کے قرار دی اور یہ ہدایت کی کہ مکان مذکور اوسوقت جایداد مدعا علیہ چہارم کی ہو جائیگا کہ جب وہ مدعی کو قیمت اوسکے حصہ کی یعنی [illegible] ادا کرے۔ جج ماتحت کی یہ راے ہوئی کہ چونکہ مدعا علیہ چہارم مالک جزو کثیر مکان کا ہو گیا تھا لہذا اوسکو اجازت خرید کرنے حصہ مدعی کی دیجانی چاہیئے۔

مدعی نے اپیل دائر کیا اور صاحب جج نے حکم جج ماتحت کو منسوخ کیا۔ حاکم موصوف نے دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ بابت ۱۸۹۳ء) کو متعلق کیا اور یہ ہدایت کی کہ مکان نیلام کیا جاوے اور یہ کہ اگر مدعی قیمت مکان مذکور جو اسطور پر تحقیق کیجاے ادا کرنا پسند کرے تو اوسکو خرید کرنے حصہ مدعا علیہ چہارم کی اجازت دیجاے۔

مدعا علیہ چہارم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

ایم بی چوبل منجانب اپیلانٹ۔ صاحب جج کی یہ تجویز کہ دفعہ ۴ متعلق ہے غلط ہے۔ مکان مذکور مسکن خاندان نہ تھا۔ کوئی شخص خاندان مدعی کا ۱۸۸۴ء سے اوس مین نہین رہا تھا اور اوس سال مین وہ مع القبض رہن کیا گیا تھا اور ۱۸۹۱ء مین مکان مذکور بدست مدعا علیہ سوم فروخت کیا گیا تھا دفعہ ۴ صرف اوس صورت مین متعلق ہوتی ہے جبکہ کوئی منتقل الیہ واسطے تقسیم کے نالش کرے لیکن اس مقدمہ مین حصہ دار نے منتقل الیہ پر نالش کی ہے۔ صاحب جج نے حکم نیلام کے دینے مین بھی غلطی کی ہے حاکم موصوف کو تعین مالیت مکان کرنا چاہیئے تھا۔

چمناسنی اے ریلے منجانب رسپانڈنٹ۔ ہم مستحق فایدہ دفعہ ۴ کے ہین۔ مدعا علیہ چہارم مالک حصہ کثیر مکان مذکور کا ہے۔ قبضہ سے نہین بلکہ ملکیت سے دفعہ ۴ متعلق ہوتی ہے۔ مقدمہ وامن بنام باسدیو (۱) ملاحظہ طلب۔ یہ امر کہ وہ شخص جو مدعی ہے حصہ دار ہے نہ کہ منتقل الیہ

(۱) دیکھو صفحہ ما قبل ۷۳۔

سنہ ۱۸۹۳ء
بال شیلیہ
بنام
میران صاحب

غیر اہم ہے۔ نالش کا ہونا مابین نابرگان کے کافی ہے۔ یہ ایک نالش تقسیم ہے اور کل فریق بحیثیت مساوی ہیں۔ ہر فریق اپنے حصہ کی درخواست کر سکتا ہے خواہ وہ مدعی ہو یا مدعا علیہ نیلام نہایت عمدہ طریقہ دریافت کرنے مالیت مکان کا تھا۔ اگر دفعہ ۴ متعلق نہیں ہے تو مقدمہ داخل دفعہ ۳ ضمن ۲ کے ہوتا ہے۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ صاحب جج ضلع نے دفعہ ۴ ایکٹ تقسیم (نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء)
۷۹ کو مقدمہ ہذا سے ظاہر بلا لحاظ اس امر کے متعلق کیا ہے کہ دفعہ مذکور کے الفاظ صرف اون مقدمات سے تعلق رکھتے ہیں جنمیں منتقل الیہ نالش تقسیم کرے۔ نالش بصورت حال منجانب حصہ دار بنام منتقل الیہ تھی۔ حاکم موصوف نے یہی غلطی کی کہ حکم نیلام مکان کا صادر کیا۔ یہ امر صحیح ہے کہ حاکم موصوف نے یہی حکم دیا ہے کہ قیمت حصہ منتقل الیہ کو مدعی ادا کرے بشرطیکہ وہ اوسکے خرید کرنے پر راضی ہو لیکن نیلام میں ممکن ہے کہ خریداری منجانب شخص ثالث کے عمل میں آوے اور اسکا کوئی انتظام نہیں کیا گیا جسطور پر کہ ہم تعبیر ایکٹ مذکور کی کرتے ہیں اگر دفعہ ۴ مقدمہ سے متعلق ہوتی اور مدعی حصہ منتقل الیہ کے خرید کرنے کا اقرار کر سکتا اور کرتا تو صاحب جج کو تعین مالیت صرف حصہ مذکور کا کرنا اور اوسکے نیلام کا حکم دینا چاہئے تھا۔

لیکن اس مقدمہ سے دفعہ ۴ متعلق نہیں ہے بلکہ دفعہ ۳ متعلق ہونی چاہئے علاوہ اس سے کوئی فرق اوس حکم میں نہیں آتا جو صادر ہونا چاہئے کیونکہ دفعہ ۴ (ضمن ۲) میں یہ ہدایت ہے کہ ضابطہ محکمہ دفعہ ۳ (ضمن ۲) کا اون حالات میں عمل کرنا چاہئے جو مشابہ اون حالات کے ہوں جو نالش ہذا کے ہیں۔

حالات مذکور حسب ذیل ہیں۔ فریقین اس امر پر متفق تھے کہ تقسیم مکان بسہولت نہیں ہو سکتی اور عدالت نے باستدعاے حصہ دار خبرو کشی یعنی مدعا علیہ کے جو مالک ۱/۴ حصہ مکان مذکور کا ہے حکم اوسکے نیلام کا دیا۔ جبکہ مقدمہ روبرو عدالت ضلع تھا صورت یہ تھی۔ فریقین میں سے ہر ایک نے واسطے اجازت اس امر کے استدعا کی تھی کہ حصہ فریق دوم کے خرید کرنے کی اجازت بہ تعین مالیت دیجاوے اور جج ماتحت نے تعین مالیت مکان مذکور کا حکم دیا تھا اور اوسکی قیمت معمار تشخیص کی تھی ملہذا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ عدالت ضلع حسب دفعہ ۳ (ضمن ۲) اوس صورت میں کر سکتی تھی کہ وہ قلم اس تعین مالیت کو غلط تصور کرتی اور قیمت بازاری مکان مذکور کی بذریعہ نیلام دریافت کرنا چاہتی یہ تھا کہ حکم نیلام

شششاء
بال بشیشر
بنام
پیران صاحب

حصص کا بنام حصہ دار کے دیتی جو سب سے زیادہ قیمت کے ادا کرنے پر زیادہ مالیت مذکورے آمادہ ہوتا یعنی بالفاظ دیگر یہ کہ عدالت کو مکان مابین فریقین یکے اوس قیمت پر جو مقرر کی گئی تھی نیلام کرنا چاہیے تھا اور زر ثمن کو بحصہ رسدی بلحاظ اوس حصہ کے جسکا ہر ایک مالک تھا تقسیم کرنا چاہیے تھا۔

ہم حکم صاحب جج ضلع منسوخ اور مقدمہ واسطے تعمیل ضابطہ مذکورہ بالا کے واپس کرتے ہیں خرچہ داخل خرچہ مقدمہ ہوگا اور بوقت فیصلہ آخر مقدمہ کے صاحب جج نسبت اوسکے تجویز کرینگے۔

حکم منسوخ اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندرکا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر ہو سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کور[ٹ] اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن وین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتہ فلسفانہ بحث کی گئی ہے عمدہ اور مستند دلایل کے حوالہ سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدراس پریسیڈ[نسی] نے ۱۸۶۷ء مین کیا تہا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک اسکی اشاعت اردو زبان مین نہین ہوئی تہی اور یہ ایک سبب بڑا نقص اشاعت علم دہرم شاستر کا تہا - اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے نہایت بامحاورہ اردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید اختیار کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح جناب منشی پرتاپ نرائن صاحب بی اے - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظامی قانون ہند اردو سے جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے - اس کتاب کی قیمت مے سکہ کلدار یا ۱۲ر سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن اصحاب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگہوبیر سہاے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظامی قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد } مترجم پنشنر ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

منشی شنکرلال بی اے } جج

منشی بانکے بہاری } مترجم ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مولوی احمد علی خان } سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الٰہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہائے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

جلد ۲۳ — حصہ ۳

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

الاماٰئی بنام پارشیو گورنمنٹ سیکوریٹی لایف ایشورنس کمپنی لیمٹیڈ . . ۱۹۱

صیغہ سرکاری

قیصر ہند بنام دیورنت ۲۱۳

صیغہ اپیل دیوانی

اجبا بائی بنام گوبند ۲۵۸

بائی رام بائی بنام بائی سنی ۲۳۴

توتوا بنام بساددا ۲۳۹

گوپال بنام وشنو ۲۵۰

گوبند بنام گنگا جی ۲۴۹

سورنگیا بنام حیات صاحب ۲۳۷

فوجداری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو ۲۲۱

صیغہ نظر ثانی فوجداری

کالا گوبند بنام میونسپلٹی تھانہ ۲۴۸

فہرست مضامین ردیف وار

اجرائے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۶۳ - امور جو مابین ڈگریدار و بقائم مقامان مدیون ڈگری کے پیدا ہوں متعلق نسبت جایداد مقروقہ کے جس صورت میں کہ قائم مقام مدیون ڈگری بحیثیت امین فریق ثالث دعویٰ قبضہ کا نسبت جایداد مقروقہ کے کرے - اجرائے ڈگری] -

سورنگیا بنام حیات صاحب

دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۲۳۷

اقبال - اقبال جس پر ملزم کے دستخط نہ تھے - قابل پذیرائی ہونا ایسے اقبال کا - زبانی شہادت الفاظ اقبال کے ثبوت میں قبول کیجا سکتی ہے - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۵۳] -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۲۲۱

ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ دفعہ ۱۳۲ - دیکھو عملدرآمد ۲۱۳
۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۳۰ - دیکھو بیمہ ۱۹۱
۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۳۸ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۲۴۶
۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ - دیکھو دہرم شاستر ۲۳۴
۱۸۸۲ء نمبر ۱۰ دفعہ ۵۳۳ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۲۲۱
۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعات ۲۴۴ و ۲۷۸ لغایتہ ۲۸۳ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۲۳۰
۱۸۹۸ء نمبر ۵ دفعہ ۳۴۲ فقرہ - ۴ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری و عملدرآمد . . ۲۱۳

ایکٹ ہائے (بمبئی)
۱۸۷۳ء نمبر ۶ دفعہ ۴۸ - دیکھو میونسپلٹی ۲۴۸

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۸ - مد جو نالشات منتقل الیہ خریدار نیلام سے متعلق ہے - خریدار نیلام کا منتقل الیہ] مد ۱۳۸ - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) خود خریدار نیلام کی نالشات پر محدود نہیں ہے بلکہ نالشات مرجوعہ اوسکے منتقل الیہم سے بھی متعلق ہے

میعاد سماعت تاریخ نیلام سے شروع ہوتی ہے

مقدمہ ہیم چندر بنام نوبین چندر (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۹ ۱۸۹۵ء) سے اختلاف کیا گیا -

گوبند بنام گنگا جی ۲۴۶

ایکٹ شہادت (۱ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۳۲ - عملدرآمد - ضابطہ - گواہ - شخص ملزم کا ان اشخاص کو بطور گواہ کے طلب کرنا جو اوسکے ساتھ ماخوذ کیے گئے اور جنکی تجویز بابت اوس جرم کے علحدہ ہونی والی ہے - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۳۴۲ - فقرہ - ۴ - دیکھو عملدرآمد ۲۱۳

ایکٹ معاہدہ (۹ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۰ - اسٹیٹیوٹ ۱۴ جلوس جارج سوم باب ۴۸ - اسٹیٹیوٹ ۹ و ۱۰ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۶ - بیمہ - جان بیمہ - بیمہ جو ایک شخص نے بابت زندگی دوسری شخص کے کرایا ہو جسکی زندگی سے اوسکو کوئی تعلق نہو - شرط از قسم جوا دیکھو بیمہ ۱۹۱

ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ - رجسٹری - دہرم شاستر - ہبہ - ہبہ جایداد منقولہ - اگر ہبہ نامہ کی رجسٹری ہوتی ہو تو حوالگی قبضہ کی ضرورت نہیں ہے - ایکٹ انتقال جایداد ۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ - رجسٹری ہ

بائی رام بائی بنام بائی منی
دیکھو دہرم شاستر ۲۳۲

بیمہ - جان بیمہ - بیمہ جو ایک شخص نے بابت زندگی دوسرے شخص کے کرایا ہو جسکی زندگی سے اوسکو کوئی تعلق نہو - شرط - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۰ - اسٹیٹیوٹ ۱۴ سلطنت جلوس جارج سوم باب ۴۸ - اسٹیٹیوٹ ۵۵-۵۶ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۶ - انتقال جان بیمہ کا بحق شخص غیر جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہو جسکا بیمہ کیا گیا] مدعا علیہ کمپنی نے ایک بیمہ واسطے میعاد ۱۰ سال کے بابت مبلغ کے تاریخ ۲۳ اگست ۱۹۱۳ء بابت زندگی محبوب بی زوجہ مسمی عبد الصمد کے جاری کیا عبد الصمد ایک مزدور ملازم ایک شخص نوشیروان جی ایف بہنڈارہ کا تھا جو بیرسٹر تھا اور حیدر آباد مین کام اپنے پیشہ کا کرتا تھا یکم ستمبر ۱۹۱۳ء کو محبوب بی نے بیمہ مذکور بحق مدعیہ الاماتی کے جو زوجہ نوشیروان جی ایف بہنڈارہ کی تھی منتقل کیا ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو محبوب بی فوت ہوئی مدعیہ نے بحیثیت منتقل الیہ بیمہ مذکور کے نالش ہذا بغرض دلاپانے مدعا علیہ سے مبلغ کے دائر کی مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ حجت کی کہ بیمہ مذکور فی الواقع محبوب بی نے واسطے اپنے استعمال یا فائدہ یا اپنے لئے نہین کرایا تھا بلکہ نوشیروان جی ایف بہنڈارہ مذکور نے واسطے خود اپنے استعمال و فائدہ کے کرایا تھا اور اوسکو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نہ تھا اور اس لئے بیمہ مذکور کالعدم تھا

بربناے شہادت **تجویز ہوئی** اول یہ کہ بیمہ مذکور محبوب بی نے واسطے اپنے استعمال و فائدہ کے نہین کرایا تھا بلکہ نوشیروان جی ایف بہنڈارہ نے واسطے خود اپنے استعمال و فائدہ کے کرایا تھا اور اوسکو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نہ تھا دوم یہ کہ ہندوستان مین بیمہ سالہاے متعدد کے واسطے بابت زندگی کسی ایسے شخص کے جس سے بیمہ کرانے والے کو کوئی تعلق نہو بطور معاہدہ قماربازی کے حسب دفعہ ۳۰ - ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء کالعدم ہے اور اس لئے بیمہ مذکور کی بناپر نالش دائر کی گئی ہے کالعدم ہے -

سوال - آیا انتقال جان بیمہ کا بحق اوس شخص غیر کے جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہو جسکی بابت بیمہ کرایا گیا ہو کالعدم ہے

۱۹۱ **الاماتی بنام پائنیر گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹیڈ**

تبنیت - دہرم شاستر - تبنیت - تبنیت منجانب زوجہ بیسر زید کے بعد اسکے کہ ترکہ بیوہ زید کو پہونچ گیا ہو - اجازت منجانب زید دربارہ تبنیت - عدم رضامندی بیوہ کی - محرومی اوس ترکہ سے جو ایک مرتبہ پہونچ چکا ہو - بیوہ کا تقاضا تبنیت بمبئی مین - زوجہ پسر کو اجازت کا حاصل کرنا ضروری ہے - بیوگان

ایک ہی شوہر کی۔ تبنیت منجانب ایک بیوہ کے۔ تبنیت پسر کی جو مادر تبنیت کنندہ سے بڑا ہو]۔

گوپال بنام **وشنو**

۲۵۰ دیکھو دہرم شاستر . . . .

جان بیمہ۔ بیمہ جو ایک شخص نے بابت زندگی دوسرے شخص کے کرایا ہو جسکی زندگی سے اوسکو کوئی تعلق نہو۔ شرط۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۰۔ اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۷۷۴ء جلوس جارج سوم باب ۴۸۔ اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۸۴۵ء جلوس وکٹوریا باب ۱۰۶۔ انتقال جان بیمہ کا بحق شخص غیر جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہو جسکا بیمہ کیا گیا۔ دیکھو بیمہ

۱۹۱ . . . .

جین۔ گجراتی جین جو بلگام مین آباد ہین۔ وراثت جینیون مین جین کے پسران غیر صحیح النسب کے حقوق۔ منقسم چار برنون مین۔ وراثت۔ پسران غیر صحیح النسب معمولی دہرم شاستر برہمنون وچھتریون ویشیون کا۔ جین بیشتر ویش ہین۔ چار اقسام جینیون کے۔ قوم وساپوروال جینیون کی۔ دہرم شاستر]۔

امبابائی بنام **گوبند**

۲۵۶ دیکھو دہرم شاستر . . . .

دہرم شاستر۔ تبنیت۔ تبنیت منجانب زوجہ پسر زید کے بعد اسکے کہ ترکہ بیوہ زید کو پہونچ گیا ہو اجازت منجانب زید دربارہ تبنیت۔ عدم رضامندی بیوہ کی۔ محرومی اوس ترکہ سے جو ایک مرتبہ پہونچ چکا ہو۔ بیوہ کا اختیار تبنیت بمبئی مین زوجہ پسر کو اجازت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ بیوگان ایک ہی شوہر کی۔ تبنیت منجانب ایک بیوہ کے۔ تبنیت پسر کی جو مادر تبنیت کنندہ سے بڑا ہو [تبنیت سے کوئی شخص اوس حق سے محروم نہین ہو سکتا جو اوسکو ایک مرتبہ پہونچ گیا ہو بجز اسکے کہ تبنیت مذکور اوسکی رضامندی سے عمل مین آئی ہو اس قاعدہ کا استثنا دو صورت ہے کہ جب سوت بیوہ متبنیٰ کرے ایسی تبنیت سے بیوہ خورد کا حق زایل ہو جاتا ہے دوسرا استثنا ایسی صورت مین ہوتا ہے کہ زوجہ پسر با جازت اپنے خسر کے جو بزرگ خاندان ہو متبنیٰ کرے کہ یہی صورت مقدمہ دہوبا بنام بابو (سنہ ۱۸۶۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۰۱) تھی

بجز اسکے کہ امتناع صریحاً یا منشاً ہو بیوہ کو پریذیڈنسی بمبئی مین اختیار متبنیٰ کرنیکا حاصل ہے مگر زوجہ پسر یعنی بیوہ ایسے پسر کو جو باپ سے بیشتر فوت ہوا ہو خاص اجازت اپنے خسر کی ہونی چاہیے ۔ ایسی تبنیت جائز عمل مین لا سکے جو بمقابلہ دو ثانا اور اونکے خسر کے قابل پابندی ہو۔

ساکر بائی بیوہ بالکرشن کی تھی کہ جو سنہ ۱۸۷۵ء مین بحیات اپنے پدر رگھوناتھ کے فوت ہوا تھا چودہ سال بعد یعنی سنہ ۱۸۹۱ء مین رگھو ایک بیوہ سُنی بائی کو چھوڑ کر فوت ہوا اور وہ بطور اوسکے وارث کے اوسکے ترکہ پر قابض ہوئی مارچ سنہ ۱۸۹۲ء مین ساکر بائی نے مدعی گوپال کو جو عمر مین اوس سے بڑا تھا بطور پسر اپنے شوہر کے اس بیان سے تبنی کیا کہ اوسکو اجازت رگھو کی نسبت تبنی کرنے کی تھی مدعی نے نالش واسطے ایسے استقرار کے دائر کی کہ بحیثیت پسر تبنی بالکرشن کے وہ مستحق وارث ہونے جایداد رگھو کا بمقابلہ مدعا علیہ وشنو کے ہے جو یہ دعوی کرتا تھا کہ اوسکو سُنی بائی نے بطور پسر رگھو کے تبنی کیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے تبنیت مدعی ان وجوہ سے نامنظور کی (اول) یہ کہ سُنی بائی اوسکی نسبت رضا مندنہ تھی اور (دوم) یہ کہ مدعی اپنی مادر تبنیت کنندہ ساکر بائی سے عمر مین بڑا تھا

تجویز ہوئی۔ (یہ بحالی ڈگری عدالت ماتحت) کہ چونکہ گوپال مدعی کو ساکر بائی نے بلا اجازت مناسب اور بلا رضا مندی سُنی بائی کے تبنی کیا تھا لہذا تبنیت بے اثر و ناجائز تھی چونکہ سُنی بائی نے اپنی رضا مندی نسبت تبنیت مدعی کے نہین ظاہر کی لہذا بوجہ تبنیت مذکور کے مسماۃ اپنے استحقاق تنہا بطور وارث رگھو کے وراثت سے محروم نہین ہوئی۔

تجویز ضمنی محض اسامر سے کہ پسر تبنی عمر مین اپنی مادر تبنیت کنندہ سے بڑا ہے اوسکی تبنیت ناجائز نہین ہو جاتی ہے قاعدہ متضمن ہدایت فرق عمر کے جو نسبت مادر تبنیت کنندہ کے ہے محض ہدایتی ہے نہ کہ حکمی

گوپال بنام وشنو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۵۰

دہرم شاستر ۔ ہبہ ۔ ہبہ جایداد منقولہ ۔ اگر ہبہ نامہ کی رجسٹری ہوئی ہو تو جوا اوسکی قبضہ کی ضرورت نہین ہے ۔ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ ۔ رجسٹری کا یہ قاعدہ دہرم شاستر کہ جوا اوسکی قبضہ واسطے تکمیل ہبہ کے لازمی ہے از روے دفعہ ۱۲۳ ۔ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے منسوخ ہوگیا مقدمہ دہرم داس بنام نستارنی داسی (سنہ ۱۸۹۱ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۶) کی تقلید کی گئی۔

بائی رام بائی بنام بائی منی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۴

دہرم شاستر ۔ جین ۔ گجراتی جین جو بیگام مین آباد ہین ۔ وراثت جینیون مین ۔ جین کے پسران غیر صحیح النسب کے حقوق ۔ تقسیم جایداد برنون مین ۔ وراثت ۔ پسران غیر صحیح النسب ۔ معمولی دہرم شاستر برہمنون چھتریون اور ویشیون کا جین

بیشتر دیش ہیں - چار اقسام جینیون کی - قوم دساپوروال جینیون کی [؟] عدالت ہائے ہند نے ہمیشہ وجود چار برنون یعنی برہمنون وچھتریون وویشون وشودرون کا کا تسلیم کیا ہے -

جین جو کہ دین مروجہ سے ہیں اور اکثر نسل ویش سے ہیں وہ جین جو اپنا مذہب تبدیل کر کے قدیم عقیدہ مین داخل ہو اوسی قوم مین واپس آتا ہے جس نسل مین کہ وہ ابتدا ئی ہو

چار خاص اقسام جینیون کی یہ ہین پرمار واوسوال واگروال وکماندیوال وراثت درمیان جینیون کے بموجب معمولی دہرم شاستر رواجکے ہوتی ہے بجز اسکے کہ کوئی رواج خاص اوسکے خلاف ثابت کیا جاسے معمولی دہرم شاستر وہ شاستر ہے جو تین اعلی اقوام سے متعلق ہے -

بموجب معمولی دہرم شاستر کے پسران غیر صحیح النسب ارث نہین پاتے ہین بلکہ مستحق صرف نان ونفقہ کے ہوتے ہین -

تجویز ہوئی کہ جین قوم دساپوروال تابع عام دہرم شاستر کے ہے جو تین اعلی برنون سے متعلق ہے کیونکہ گو وہ برہمن نہین ہے تاہم وہ یقیناً شودر بھی نہین ہے بلکہ نسل ویش سے ہے اور بحیثیت ایک ویش کے وہ اس قانون کو اپنے ساتھ گجرات سے ضلع بیلگام مین لایا -

پس **تجویز ہوئی** کہ اوسکی بیوہ تنہا اوسکی وارث ہے اور اوسکے پسران غیر صحیح النسب صرف مستحق نان ونفقہ کے ہین

سوال - آیا درمیان شودرون کے بیوہ بموجودگی پسران غیر صحیح النسب کے وراثت سے بالکل محروم ہوجاتی ہے یا نہین

مقدمہ ماری بنام گوبند (۱۸۷۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۰۷) کی نسبت شبہ کیا گیا -

امبابائی بنام گوبند ۲۵۷

دہرم شاستر - وراثت - دختران - حق وراثت مابین دختران سب سے مفلس دختر کل جایداد کے وراثتاً پانیکی مستحق ہے - مفلس بمقابلہ یک دگر [؟] احاطہ بمبئی مین اصول قانون جسکی رو سے دختران باہم اپنے بعبور ورثا ء اپنے پدر کے ترکہ پاتی ہین یہ ہے کہ گو عدالتون کو نسبت بحث مفلسی بمقابلہ یک دگر کے باریکی سے غور نکرنا چاہیے تاہم یہ عدالت ہین کہ فرق دولت کا نمایان ہو کل جایداد سب سے مفلس دختر کو بہو یجتی ہے -

بولوا بنام بساوا ۲۲۹

شرط از قسم جوا - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۰ - اسٹیٹیوٹ ۱۴ سنہ ۱۲ جلوس
جارج سوم دفعہ ۲۰ - اسٹیٹیوٹ ۸ و ۹ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۹ - استعمال جان
بیمہ کا بحق شخص غیر جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہو جسکا بیمہ کیا گیا -
بیمہ - جان بیمہ - بیمہ جو ایک شخص نے بابت زندگی دوسرے شخص کے کرایا ہو
جسکی زندگی سے اوسکو کوئی تعلق نہو - دیکھو بیمہ ۱۹۱

شہادت - زبانی شہادت الفاظ اقبال کے ثبوت مین قبول کیجا سکتی ہے - مجموعہ ضابطہ
فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۳ - اقبال - اقبال جسپر ملزم کے دستخط
نہ تھے - قابل پذیرائی ہونا ایسے اقبال کا - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری . . . ۲۲۱

عملدرآمد - ضابطہ - گواہ - شخص ملزم کا اون اشخاص کو بطور گواہ کے طلب کرنا جو اوسکے ساتھ
ماخوذ کئے گئے ہین اور جنکی تجویز بابت اوسی جرم کے علیحدہ ہونے والی ہے - مجموعہ
ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۳۴۲ - فقرہ ۴ - ایکٹ شہادت
(۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۳۲ [ملزم ڈیورنیٹ پر جو ایک رعیت برطانیہ (۲) یورپ سے
بشمول دیگر اشخاص کے جو باشندگان ہند تھے حسب دفعات ۳۴ و ۳۴۸ و ۳۰۹
مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) الزام مشورہ ارتکاب استعمال بالجبر کا لگایا گیا
تھا ڈیورنیٹ نے استدعا کی کہ اوسکی تجویز بذریعہ ایک جوری اقوام مختلف کے بموجب
دفعہ ۴۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے کیجاے - دیگر ملزمان نے جو
باشندگان ہند تھے بعد ازان استدعا کی کہ اونکی تجویز علیحدہ بموجب دفعہ ۴۵۲ کے کیجاے
بعد ازان ڈیورنیٹ کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اور بحث مستغیث کے ختم ہونے
پر اوس نے اون اشخاص کے بطور گواہ کے طلب کئے جانے کی استدعا کی جنپر اوسکے ساتھ
الزام لگایا گیا تھا اور جو زیر تجویز تھے اونھون نے اپنے طلب کئے جانے کی نسبت
اعتراض کیا

تجویز ہوئی کہ وہ مستحق اونکو بطور گواہ کے طلب کرانے اور اونکے اظہار
حلف سے لینے کا تھا

لفظ ملزم واقع فقرہ ۴ دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء)
کی مراد اوس ملزم سے ہے جو اوس وقت زیر تجویز ہو اور جسکا اظہار عدالت لیتی ہو

قیصر ہند بنام ڈیورنیٹ ۲۱۳

گواہ - شخص ملزم کا اون اشخاص کو بطور گواہ کے طلب کرنا جو اوسکے ساتھ ماخوذ کئے
گئے ہین اور جنکی تجویز بابت اوسی جرم کے علیحدہ ہونے والی ہے - مجموعہ ضابطہ
فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۳۴۲ فقرہ ۴ - ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء)
دفعہ ۱۳۲ - عملدرآمد - ضابطہ

قیصر ہند بنام ڈیورنیٹ

دیکھو عملہ زاید ۲۱۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۲۷۸ لغایۃ ۲۸۳ - اسور جو مابین ڈگریدار اور قائم مقامان مدیون ڈگری کے پیدا ہون - دعاوی نسبت جائداد مقروقہ کے جس صورت مین کہ قائم مقام مدیون ڈگری بحیثیت اپنی فریق ثالث دعوی قبضہ کا نسبت جائداد مقروقہ کے کرے - اجرائے ڈگری ـ مدعیان نے واسطے اس استقرار کے نالش کی کہ جائداد مستوجب قرق کئے جانے کی باجرائے اوس ڈگری کے تھی جو نابردگان نے بہ نالش نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۸۰ء جائداد ایک شخص گولایا متوفی پر جو افسر ایک مٹھ واقع ضلع دہارواد کا تھا حاصل کی تھی جائداد مذکور اجرا مین قرق کی گئی تھی لیکن مدعا علیہ نے جو جانشین عہدہ گولایا کا تھا قرق اس بنا پر برخاست کرائی تھی کہ جائداد مذکور ملوکہ مٹھ تھی اور نہ ملکیت ذاتی گولایا کی اور اس لئے وہ واسطے ایفاے ڈگری مذکور کے نہ تھی برطبق اسکے مدعیان نے نالش ہذا دائر کی عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی اور استقرار مذکور عطا کیا برطبق اپیل دوم یہ بحث کی گئی کہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے امر مذکور کا فیصلہ اجرائے ڈگری نالش نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۸۰ء مین ہونا چاہئے تھا اور نالش علحدہ نہین ہوسکتی

بلحاظ رویداد یہ تجویز ہوئی کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ اور نالش ڈسمس ہونی چاہئے

از **راناڈے صاحب جسٹس** - جس صورت مین کہ قائم مقام کسی مدیون ڈگری کا کوئی دعوی ذاتی نسبت اوس جائداد کے پیش کرے جو بطور جائداد مدیون ڈگری متصرفہ نابردہ قرق کی گئی ہو تو تحقیقات دعوی صیغہ اجرا مین حسب احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے ہونی چاہئے لیکن جس صورت مین کہ نابردہ یہ بیان کرے کہ وہ جائداد مذکور پر امانتاً یا منجانب یا بطور کارندہ کسی شخص ثالث یا جماعت اشخاص کے یا کسی کارخانہ خیراتی مذہبی کے قابض ہے تو تحقیقات دعوی مذکور کی حسب احکام دفعہ ۲۷۸ لغایۃ ۲۸۳ کیجانی چاہئے اور اوس حکم پر جو اوس مین صادر کیا گیا ہو بذریعہ اپیل کے اعتراض نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوس امر کی نسبت نالش جداگانہ ہونی چاہئے

از **پارسنس صاحب جسٹس** - دفعات ۲۷۸ لغایۃ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی ایسے دعوی یا اعتراض سے تعلق نہین رکھتین جو ایسے شخص نے پیش کیا ہو جسکا نام مسل مین بطور فریق نالش کے ہو جبکہ کوئی بحث مابین قائم مقام

مدیون ڈگری مندرجہ مسل کے دعا م اس سے کہ اوسپر استبداد بحیثیت مذکور نالش کی گئی ہو یا وہ قبل یا بعد ڈگری کے فریق بنایا گیا ہو) اور ڈگر یدار کے اس بارہ مین پیدا ہو کر آیا جائیداد بقبضہ قائم مقام مذکور منجملہ جائیداد متوفی کے ہے یا نہین تو تصفیہ اس امر کا بموجب حکم عدالت اجراکنندہ ڈگری کے حسب دفعہ ۲۴۴ ہونا چاہئے

ہوریگیا بنام حیات صاحب ۲۳۸

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۳۳۔ اقبال۔ اقبال جسپر ملزم کے دستخط نہ تھے۔ قابل پذیرا ہونا ایسے اقبال کا۔ زبانی شہادت الفاظ اقبال کے ثبوت مین قبول کیجا سکتی ہے) دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) کا اون جملہ صورتون سے متعلق ہونا مقصود ہے جنمین ہدایات قانون کی تعمیل پورے طور پر نہ کی گئی ہو وہ عدم تعمیل احکام قانون سے اوسی طرح متعلق ہے کہ جس طرح خلاف ورزی قانون ہے

مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام وسرام باجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۵ (۱۸۹۶ء)) کی تقلید کی گئی۔

مقدمہ جے نراین رائے بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۳ (۱۸۹۰ء)) سے اختلاف کیا گیا۔

ملزم پر الزام قتل عمد کا لگایا گیا تھا بوقت تجویز ایک اقبال جو اوس نے روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے کیا تھا شہادت مین اسکے خلاف پیش کیا گیا تھا سشن جج نے اقبال کو بوجہ نا قابل پذیرائی ہونے کے نامنظور کیا کیونکہ اوسپر ملزم کے دستخط یا اوسکی نشانی نہ تھی اور چونکہ کوئی اور قابل اعتبار شہادت ملزم کو مجرم قرار دینے کی نہ تھی پس وہ رہا کیا گیا۔

بجنسو نی حکم ربانی تجویز ہوئی کہ اگرچہ اقبال تحریری قابل پذیرائی تھا لیکن زبانی شہادت الفاظ اقبال کی دیجا سکتی تھی اور وہ الفاظ جب ثابت ہوں خلاف ملزم کے بطور شہادت کے حسب دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) مقبول اور استعمال کئے جا سکتے ہیں پس ملزم کی تجویز جدید عمل مین لانے کا حکم دیا گیا۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو ۲۲۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۲۴۳ فقرہ ۴۔ ایکٹ شہادت (۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۳۲۔ حملہ زائد۔ ضابطہ۔ گواہ۔ شخص ملزم کا اون اشخاص کو بطور گواہ کے طلب کرنا جو اوسکے ساتھ ماخوذ کئے گئے ہین اور جنکی تجویز بابت اوسی جرم کے علٰحدہ ہونے والی ہے۔ دیکھو حملہ زائد ۲۱۳

میونسپلٹی - ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۹۰۱ع) دفعہ ۴۸ - پر بنا ایسی عمارت کا جو پیشتر موجود ہو دفعہ ہذا میں داخل نہیں ہے] دفعہ ۴۸ - ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۹۰۱ع) تعمیر ایسی عمارت سے متعلق ہے جو بار اول بنائی گئی ہو اور نہ تعمیر مکرر پرانی عمارت سے جو بعض عارضی مقصد کے واسطے گرا دی گئی ہو -

ملزم مالک ایک دکان واقع شارع عام مقام تھانہ تھا دکان کے سامنے تختے لگے ہوئے تھے جو سرکاری نالی کے اوپر تھے یہ تختے قبل نفاذ ایکٹ میونسپلٹی ضلع کے تھانہ میں موجود تھے اپریل سنہ ۱۹۰۱ع میں تختے عارضی طور پر بحکم افسران طاعون علیحدہ کئے گئے تھے جب مرض طاعون زائل ہوا ملزم نے تختوں کو اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع میں بلا اجازت میونسپلٹی کے پھر اپنی جگہ پر لگایا بر طبق اسکے اوس پر استغاثہ کیا گیا اور بموجب دفعہ ۴۸ - ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۹۰۱ع کے حکم جرمانہ صادر کیا گیا

منسوخی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا کے یہ تجویز ہوئی کہ تختوں کو پھر لگا لینا حسب معنی دفعہ ۴۸ - ایکٹ مذکور کے تعمیر نہیں ہے

کالا گوبند بنام میونسپلٹی تھانہ ۲۴۸

وراثت - دختر - حق وراثت مابین دختران - سب سے مفلس دختر کل جائداد کے وراثت پانیکی مستحق ہے - مفلسی بمقابلہ یک دگر - دہرم شاستر]

توتوا بنام نساوا

دیکھو دہرم شاستر ۲۲۹

وراثت - پسران غیر صحیح النسب - معمولی دہرم شاستر - برہمنوں چھتریوں اور ویشیوں کا - جین بیشتر ویش ہیں - چار اقسام جینیوں کی - قوم وساپوروا جینیوں کی - دہرم شاستر - جین - گجراتی جین جو بیلگام میں آباد ہیں - وراثت جینیوں میں - جین کے پسران غیر صحیح النسب کے حقوق - تقسیم جائداد برادروں میں]

انبا بائی بنام گوبند

دیکھو دہرم شاستر ۲۵۷

ہبہ - ہبہ جائداد منقولہ - اگر ہبہ نامہ کی رجسٹری ہوئی ہو تو جائداد کی قبضہ کی ضرورت نہیں ہے - ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ - رجسٹری - دہرم شاستر]

بائی رام بائی بنام بائی منی

دیکھو دہرم شاستر ۲۳۴

سنہ ۱۸۹۸ء
۱۵ مارچ و ۲۲ فروری
برطبق اپیل ۱۱ اگست
صفحہ کتاب انگریزی
۱۹۱

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس - برطبق اپیل باجلاس مسٹر الف فیرن صاحب ٹیٹ چیف جسٹس و مسٹر بی طیب جی جسٹس
الاماں ی مدعیہ بنام پائونیر گورنمنٹ سکیوریٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ مدعا علیہ*

بیمہ - جان بیمہ - بیمہ جو ایک شخص نے بابتہ زندگی دوسرے شخص کے کرایا ہو جسکی زندگی سے اوسکو کوئی تعلق نہ ہو - شرط - ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۳۰ - اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۴ جلوس جارج سوم باب ۴۸ - اسٹیٹیوٹ سنہ ۸ و ۹ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۶ - انتقال جان بیمہ کا بحق شخص غیر جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہ ہو جسکا بیمہ کیا گیا -

مدعا علیہ کمپنی نے ایک بیمہ واسطے میعاد ۱۰ سال کے بابت [illegible] کے بتاریخ ۲۲ اگست سنہ ۱۸۹۰ء بابتہ زندگی محبوب بی زوجہ مسمی عبد الصمد کے جاری کیا عبد الصمد ایک محرر ملازم ایک شخص نوشیروان جی الف بستا رہ کا تھا جو بیرسٹر تھا اور مدعیہ ایاہ دین کام اپنے پیشہ کا کرتا تھا کم ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو محبوب بی نے بیمہ مذکور بحق مدعیہ الاماں ی کے جسکو نوشیروان جی الف بستا رہ کا بھی منتقل کیا ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو محبوب بی فوت ہوئی مدعیہ نے بحیثیت منتقل الیہ بیمہ مذکور کے نالش بغرض وصول پانے مبلغ [illegible] کے دائر کی مدعا علیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہ حجت کی کہ بیمہ مذکور فی الواقع محبوب بی نے واسطے اپنے استعمال یا فائدہ یا اپنے لئے نہیں کرایا تھا بلکہ نوشیروان جی الف بستا رہ مذکور نے واسطے خود اپنے استعمال و فائدہ کے کرایا تھا اور اوسکو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نہ تھا اور اس لئے بیمہ مذکور کالعدم تھا -

بر بنائے شہادت **تجویز ہوئی** (اول) یہ کہ بیمہ مذکور محبوب بی نے واسطے اپنے استعمال و فائدہ کے نہیں کرایا تھا بلکہ نوشیروان جی الف بستا رہ نے واسطے خود اپنے استعمال و فائدہ کے کرایا تھا اور اوسکو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نہ تھا -

دوم یہ کہ ہندوستان میں بیمہ ہائے متعددہ کے واسطے بابتہ زندگی کسی ایسے شخص کے جس سے بیمہ کرانے والے کو کوئی تعلق نہ ہو بطور معاہدہ قمار بازی کے حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء کالعدم ہے اور اس لئے بیمہ مذکور جسکی بنا پر نالش دائر کی گئی ہے کالعدم ہے -

سوال - آیا انتقال جان بیمہ کا بحق اوس شخص غیر کے جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے نہ ہو جسکی بابت بیمہ کرایا گیا ہو کالعدم ہے -

* نالش نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۸ء (اپیل نمبر ۹۷)

۱۹۲۶ء

لالہ مائی بنام پانیر سیکوریٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹیڈ

۱۹۲

نالش منجانب مدعیہ بحیثیت منتقل الیہ جان بیمہ واسطے دلاپانے رقم بیمہ مبلغ عہ؎ کے مدعاعلیہ سے بیمہ متنازعہ مورخہ ۲۳- اگست ۱۹۲۴ء تھا اور بمبئی مین مدعاعلیہ نے محبوب بی زوجہ منشی عبدالصمد ساکن حیدرآباد دکن کو عطا کیا گیا تھا اور اسکی روسے مسماۃ مذکور کی جان کا واسطے عرصہ ۱۰ سال کے بقدر عہ؎ کے بیمہ کیا گیا تھا۔

یکم ستمبر ۱۹۲۴ء کو محبوب بی نے بیمہ مذکور بحق مدعیہ لالہ مائی منتقل کیا۔

۲- اکتوبر ۱۹۲۴ء کو محبوب بی فوت ہوئی۔

نالش ہذا اپریل ۱۹۲۵ء مین دائر ہوئی۔

مدعیہ لالہ مائی کا شوہر ایک شخص نوشیروان جی فرامجی بھنڈارہ ایک بیرسٹر تھا جو حیدرآباد مین کام اپنے پیشے کا کرتا تھا شخص متذکرہ صدر یعنی عبدالصمد شوہر محبوب بی جسکی بابت بیمہ ہوا تھا اوسکی ملازمت مین بطور اوسکے منشی یا محرر کے تھا۔

مدعاعلیہ نے اپنے بیان تحریری مین اس امر سے انکار کیا کہ بیمہ محبوب بی نے کرایا تھا یا اوسکے استعمال یا فائدہ کے یا اوسکے لئے کرایا گیا تھا اور یہ بیان کیا کہ اوسکو بھنڈارہ مذکور (شوہر مدعیہ) نے محبوب بی کے نام سے واسطے خود اپنے استعمال اور فائدہ کے کرایا اور اوسکو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نہ تھا اور اس لئے مدعاعلیہ نے یہ حجت کی کہ بیمہ مذکور کالعدم ہے اوس نے یہ بھی بیان کیا کہ بیمہ بذریعہ غلط بیانی حاصل کرایا گیا تھا یعنی (اول) یہ کہ اوسکو محبوب بی مذکور نے کرایا تھا اور (دوم) بہ نسبت عمر محبوب بی کے اور (سوم) بہ نسبت استطاعت محبوب بی اور اوسکے شوہر عبدالصمد کے حاصل کیا گیا تھا۔

مدعاعلیہ نے انتقال مظہرہ بیمہ کا بنام مدعیہ تسلیم نہین کیا اور مزید برآن یہ حجت کی کہ اگر انتقال کیا بھی گیا ہو تو وہ بلا بدل تھا اور واسطے استعمال و فائدہ بھنڈارہ مذکور (شوہر مدعیہ) کے کیا گیا تھا اور مدعیہ بربنا ء بیمہ مذکور نالش نہین کر سکتی تھی۔

فقرہ اخیر بیان تحریری کا حسب ذیل ہے۔

"۱۲- از روے شرائط بیمہ مذکور کے اوس صورت مین کہ وفات اوس شخص کی جسکا بیمہ کیا گیا تھا بعد کسی سال مختتم ہونے پوری رقم چندہ سال مذکور کی ادا ہو جاوے تو وہ رقم جو واسطے پورے ہونے اوس سال کے چندہ کے مطلوب ہو رقم بیمہ سے منہا کی جاویگی صرف دو ماہ کا چندہ بابت بیمہ مذکور کے ادا کیا گیا تھا اور اگر مدعیہ اس نالش مین ڈگری پانے کی مستحق تجویز کیجاوے تو مدعاعلیہ دعوٰی منہائی مبلغ (رقم) کا بابت رقم چندہ ۱۰ ماہ کے بابت بیمہ مذکور کے کرتا ہے۔"

سنہ ۱۸۹۸ع

۱۱ مئی

بنام
یانیہ گورنمنٹ سکیورٹی
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

امور تنقیح طلب ذیل بوقت سماعت قرار دیئے گئے تھے۔

اول۔ آیا بیمہ متذکرہ عرضی دعویٰ محبوب بی نے کرایا تھا یا واسطے اوسکے استعمال اور فائدہ کے یا اوسکے لئے کرایا گیا تھا۔

دوم۔ آیا بیمہ مذکور نوشیروان جی نازجی بہنتدار، شوہر مدعیہ نے نہیں کرایا تھا اور نہ وہ واسطے استعمال اور فائدہ نوشیروان جی مذکور کے تھا۔

۱۹۳ سوم۔ آیا نوشیروان جی مذکور کو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے تھا یا نہیں۔

چہارم۔ آیا بیمہ مذکور بطور ایک معاملہ قمار بازی کے غلط ہے یا نہیں۔

پنجم۔ آیا بیمہ مذکور بوجہ غلط بیانی فریبی کے نسبت استطاعت اور حالات محبوب بی مذکور اور اوسکے شوہر عبد الصمد کے حاصل کیا گیا تھا یا نہیں۔

ششم۔ آیا بیمہ مذکور بوجہ غلط بیانی فریبی مذکور کے کالعدم تھا یا نہیں۔

ہفتم۔ آیا بیمہ مذکور بذریعہ اس بیان فریبی کے کہ اوسکو محبوب بی مذکور نے واسطے اپنے استعمال اور فائدہ کے کرایا تھا حالانکہ اوسکو نوشیروانجی مذکور نے نہ واسطے استعمال اور فائدہ سماۃ مذکور کے بلکہ خود اپنے فائدہ کے لئے کرایا تھا حاصل کیا گیا تھا یا نہیں۔

ہشتم۔ آیا بوجہ ایسے بیانات فریبی کے بیمہ مذکور کالعدم نہیں ہے۔

نہم۔ آیا بیمہ مذکور محبوب بی نے بنام مدعیہ منتقل کیا تھا یا نہیں۔

دہم۔ آیا انتقال مذکور سا اگر کیا گیا ہو بلا بدل تھا یا نہیں اور آیا مدعیہ بر بنائے بیمہ مذکور نالش کر سکتی ہے یا نہیں۔

یازدہم۔ آیا محبوب بی مذکور ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو فوت ہوئی یا نہیں۔

دوازدہم۔ آیا مدعیہ مستحق دادرسی مزید کی علاوہ ڈگری اوس رقم کے ہے جو عدالت میں ادا کی گئی ہے یا نہیں۔

سیزدہم۔ آیا بصورت تجویز ہونے اس امر کے کہ مدعیہ مستحق ادا کئے جانے رقم بیمہ مذکور کی ہے مدعا علیہ منہا کرنے مبلغ ۱۲۰۰ کا اوس رقم سے جو اس طور پر واجب الادا ہے مستحق ہے یا نہیں۔

چہاردہم۔ آیا مدعیہ مستحق کسی دادرسی کی ہے اور کس دادرسی کی۔

مسٹر انوریرلی و مسٹر اینڈرسن منجانب مدعیہ۔ بیمہ مذکور ابتداً واسطے فائدہ محبوب بی کے تھا اگر سماۃ مذکور نے اوسکو بحق مدعیہ منتقل کیا وہ انتقال جائز تھا اور مدعیہ بحیثیت منتقل الیہ مستحق نالش دائر کرنے کی ہے بدل ادا کیا گیا تھا مگر اوسکی ضرورت نہ تھی دیکھو رسالہ جان بیمہ مولفہ بنین صاحب طبع سوم صفحہ ۷۲۔ دفعہ ۱۳۵۔ ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) متعلق نہیں ہے انتقال

سنہ ۱۹۰۶ع

الاہاباد

بنام

پاڑیشو گورنمنٹ سکیہ ریٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

حیدرآباد میں ہوا تھا جہاں کہ ایکٹ مذکور نافذ نہیں ہے مزید براں انتقال مذکور ایک دعوی قابل نالش نہیں ہے مقدمہ شب لال بنام عظمت اللہ (۱) ملاحظہ طلب اگر محبوب بی کا جان بیمہ کرانے والا بشرط بھی ہوتا ہم بیمہ جائز ہے ہندوستان میں یہ ضرور نہیں ہے کہ زندگی اوس شخص سے جسکا بیمہ کیا گیا ہو کوئی تعلق ہو اسٹیٹیوٹ ۱۷۷۴ء ۱۴ جلوس جارج سوم باب ۴۸ جو اول قانون انگلستان میں متعلق امر مذکور کے تھا ہندوستان سے تعلق نہیں ہے وہ آیرلینڈ سے بھی ۱۸۶۶ء تک متعلق نہیں کیا گیا تھا
۱۹۴ اور وہاں وہ صرف ان بیموں سے متعلق ہے جو بعد اوس تاریخ کے کئے گئے ہوں رسالہ جان بیمہ مولفہ بنین صاحب طبع سوم صفحہ ۸ ملاحظہ طلب۔ کوئی ایکٹ نسبت امر مذکور کے ہندوستان میں نہیں ہے۔

مسٹر لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) و مسٹر اسکاٹ و مسٹر لونڈیز بجانب مدعاعلیہ۔ بہنڈارہ کو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نتھا اوس نے بیمہ اپنے فائدہ کے واسطے کرایا تھا ایسا معاہدہ بطریق قمار بازی ہے اور کالعدم ہے مقدمہ ہاوڑ بنام رفیوج فرینڈلی سوسائٹی (۲) ملاحظہ طلب۔ انتقال بحق الاہابادی فرضی تھا دیکھو رسالہ جان بیمہ مولفہ بنین صاحب طبع سوم صفحات ۲۵ و ۲۶ و مقدمات حرین رائیٹ بنام طبیڈ (۳) و خلنگ بنام ایگس ڈنٹل انشورنس کمپنی (۴) بفرض اس امر کے کہ انتقال فی الواقع کیا گیا تھا منتقل الیہ نالش اوس سے زیادہ کی نہیں کرسکتا ہے جو اوس نے ادا کیا ہو۔ دفعہ ۱۳۵ ۔ ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ملاحظہ طلب۔ کونسل نے حوالہ اسٹیٹیوٹ ۱۸۰۹ء ۴۹ جلوس وکٹوریہ باب ۱۰۶ و مقدمات رام لال بنام سوجن مل (۵) و ہیلیش بنام بادوشی (۶) و درنگ بنام ڈیوس (۷) و کنیکٹی کٹ میوچول لائف انشورنس کمپنی بنام شیفر (۸) کا دیا۔

۲۳ ۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء فلٹن صاحب جسٹس ۔ مدعیہ نے یہ نالش واسطے دلاپانے رقمات کے دائر کی ہے جو بربنائے جان بیمہ محبوب بی کے جو ۱۰ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو بعد منتقل کرنے اپنے بیمہ کے بنام مدعیہ فوت ہوئی واجب تھے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۴ و (سنہ ۱۸۹۶ء) (۲) لا ٹیمس جلد ۲۷ صفحہ ۲۴۴ (سنہ ۱۸۷۶ء)
(۳) رپورٹ دعوی ہائے بنچ صاحبان جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ (سنہ ۱۸۳۳ء) (۴) رپرسنگ و نادرن صاحبان جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۴ (سنہ ۱۸۵۵ء)
(۵) بلیمبائے سند مولفہ صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ (سنہ ۱۸۶۵ء) (۶) رپورٹ ملیس و بیلگری صاحبان جلد ۶ صفحہ ۳۲۰ (سنہ ۱۸۱۵ء)
(۷) رپورٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس جلد ۱۰۴ صفحہ ۷۷۵ (سنہ ۱۸۸۱ء) (۸) رپورٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس جلد ۹۴ صفحہ ۴۵۷ (سنہ ۱۸۷۶ء)

سنہ ۱۸۹۵ع
الاپیل
بنام
[illegible] گورنمنٹ سیکوریٹی لائف اینشورنس کمپنی لمیٹڈ

مدعاعلیہ کمپنی نے دو بیانات تحریری بہ انکار ذمہ واری داخل کئے ہین اور امور تنقیح طلب ذیل پیش کئے ہین (حاکم ممدوح نے امور تنقیح طلب بیان کئے اور فرمایا)۔

مدعیہ بیوہ مسٹر نوشیروان جی فرامجی ہنشداری بیرسٹر کی ہے جو حیدرآباد دکن مین کام اپنے پیشے کا کرتا تھا محبوب بی جسکا بیمہ کرایا گیا تھا زوجہ ایک شخص عبد الصمد کی ہے جو ملازمت مسٹر ہنشدارہ مین بطور منشی کے ہے شہادت سے ثابت ہے کہ قریب مئی سنہ ۱۸۹۲ع کے مسٹر ہنشدارہ کو بیمون سے بہت شوق تھا اور اوس نے چند اشخاص کی ملاقات مسٹر [illegible] مدعاعلیہ کمپنی کے نایب گماشتہ بمبئی سے کرائی تھی جسکے ساتھ وہ مراسلت بستعدی کرتا تھا منجملہ دیگر بیمون کے اوس نے ایک بیمہ [illegible] کا بابت زندگی محبوب بی کے واسطے عرصہ ۱۰ سال کے ٹھہرایا ایجاب بابت [illegible] کے بتاریخ ۱۶ مئی ارسال کیا گیا تھا بعد کسیقدر توقف کے ایجاب مذکور بقدر [illegible] کے من ابتداء ۳۰ جولائی قبول کیا گیا اول قسط چندہ [illegible] کی معرفت مسٹر ہنشدارہ کے ادا کی گئی اور کمپنی نے اوسکو ۳ اگست کو لیا۔ دوسری قسط چندہ بھی اوسی کی معرفت ادا کی گئی اور ۲۹ اگست کو لی گئی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یکم ستمبر کو محبوب بی نے ایک دستاویز انتقال اپنے بیمہ کی بنام مدعیہ تحریر کی جس سے مسماۃ مذکورہ کو [illegible] زر دو اقساط چندہ جو ادا ہو چکی تھین ادا کیا ۳ ستمبر کو مسماۃ بیمار ہوئی اور ۲ اکتوبر کو فوت ہوگئی۔

۱۹۵

واضح ہو کہ بالفرض اس امر کے کہ قانون نسبت بیمون کے جو ایسے اشخاص کی زندگی کی بابت کئے جاوین جن سے مالک بیمہ کو تعلق نہ ہو اس ملک اور انگلستان مین ایک ہی ہے تاہم تجویز اول دو امور تنقیح طلب کی واسطے فیصلہ مقدمہ ہذا کے نہایت اہم ہے اکثر صورتون مین جو فریقین کی نیتون اور ارادون کے صحیح سمجھنے پر منحصر ہین صحیح نتیجہ نکالنے کی دقت ظاہر ہے صورت حال مین وہ دقت اس امر سے اور زیادہ ہوگئی ہے کہ شہادت بہت سے گواہان کی بذریعہ کمیشن لی گئی ہے اور شوہر متوفیہ کا مطلق اظہار نہین لیا گیا ہے اول مرتبہ طیب جی صاحب جسٹس نے جبکہ اونھون نے کمیشن واسطے اظہار مدعیہ و بعض دیگر گواہان کے بمقام حیدرآباد جاری کیا جو بمبئی مین حاضر نہین ہو سکتے تھے بہت صحیح طور سے میری راے مین اوس درخواست کو نامنظور کیا جو بغرض اجراے کمیشن واسطے اظہار عبد الصمد کے پیش کی گئی تھی بوقت تجویز درخواست مسٹر اینڈرسن نے از طرف مدعیہ اس بنا پر پیش کیا کہ عبد الصمد بہ زمانہ زیادتی طاعون کے یہان آنے پر رضامند نہ تھا مگر بلحاظ اوس حیثیت کے جو اوسکی بمقابلہ شوہر مدعیہ کے تھی مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عذر کونسل مدعاعلیہ نسبت

۱۸۹۵ء

الہ آبادی
بنام
پارسی گورنمنٹ سکریٹری ...
... کمپنی لمیٹڈ

اجرائے کمیشن بغرض اظہار شخص مذکور صحیح تھا مدعا علیہ عدالت میں باپ اور ماں متوفیہ کو پیش کریگا اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ کو کوئی وقت فی الواقع اوسی طریق سے ملازم اپنے شوہر کے پیش کرتے مین نہ ہونی چاہیے تھی۔

قبل اسکے کہ امور تنقیح طلب جواب تنقیح غور بین فیصل کیے جاوین یہ قرین سہولت ہوگا کہ شہادت کا تذکرہ جہانتک کہ وہ امور مذکور سے متعلق ہے کیا جاوے مسٹر ہمنڈارہ نے حسب ذیل بیان کیا ہے۔

مین محبوب بی متوفیہ کو جانتا تھا وہ زوجہ عبد الصمد کی تھی عبد الصمد میرا منشی تھا اور ایجنٹ ہے وہ میرا ہر قسم کا کام میرے
۱۹۶ گھر کا کرتا تھا وہ میری ملازمت مین ۱۸۸۸ء سے ہے مین اب اوسکو مبلغ ... ہر ماہ اوسوقت سے دیتا ہون جب سے اوسکی شادی محبوب بی کے ساتھ ہوئی ہے شادی قریب نومبر یا ستمبر ۱۸۹۳ء کے ہوئی تھی اول اوسکی تنخواہ ... تھی مین نے اوسکی تنخواہ وقتاً فوقتاً اضافہ کرکے ... بوقت اوسکی شادی کے کیے گئے تھے۔

بعد ازان گواہ نے یہ بیان کیا ہے کہ کس طرح اخیر اپریل ۱۸۹۴ء مین اوس نے خط وکتابت مدعا علیہ کے نائب گماشتہ بمبئی سے کی اور گفتگو بیمون کی بابت سے اشخاص کے واسطے کی بعد ازان اوس نے حسب ذیل بیان کیا ہے:۔

محبوب بی کے شوہر نے مجھسے کہا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتی ہے نامبردہ سب سے زیادہ ارزان طریقہ معلوم کرنا چاہا مین نے اوس سے کہا کہ سب سے ارزان طریقہ یہ ہوگا کہ عرصہ قلیل دس سال کا بیمہ کرایا جاوے اور بعد دس سال کے اوسکی تجدید کرائی جاوے مین نے اوس سے دریافت کیا کہ وہ کسقدر ماہواری ادا کرنے پر راضی ہے اوس نے کہا کہ ... یا ...۔

مین نے اوس سے کہا کہ ... کا بیمہ قریب ... پر ہوگا اوس نے کہا بہت اچھا اوسکے واسطے درخواست کیجائے مین نے کہا بہتر یہ ہوگا کہ تم واسطے ... کے درخواست کرو اور وے لوگ قریب نصف کے منظور کرینگے بعد سننے اس امر کے وہ اپنی زوجہ کو دوسرے روز علی الصباح لایا اون دونون نے میری اہلیہ ... کی ... گی مین کہا کہ محبوب بی اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتی ہے میری زوجہ نے پوچھا کہ کیون اوسکا شوہر بیمہ نہین کراتا ہے سماۃ نے کہا مین اپنے واسطے خود بیمہ کراتی ہون کیونکہ اگر میرے اطفال پیدا ہونگے تو میرا شوہر پھر شادی کریگا اور میرے اطفال کا کیا انتظام ہوگا مین نے محبوب بی سے کہا کہ بیمہ کا مسودہ اپنے شوہر کے نام سے لکھوا لو ورنہ اگر وہ بلا چھوڑنے اطفال کے فوت ہوگئی تو اوسکا زیر اوسکے شوہر کو حصہ ملیگا اوس نے اس بات کو پسند کیا مین نے نقشہ بھروا دیا اور اقساط چندہ کی میری معرفت ادا ... عبد الصمد نے مجھکو روپیہ دیا اور مین نے روپیہ ارسال کیا اوس نے مجھسے کہا تھا کہ روپیہ ... بعد ازان بیمہ مذکور بحق میری زوجہ کے منتقل کیا گیا ۱۰ ماہ اگست کو علی الصباح محبوب بی اور اوسکا شوہر ہمارے مکان پر حیدرآباد مین آیا میری زوجہ اور مین اپنے

سنہ ۱۸۹۹ء
الاماتی
بنام
پائنیر میوچول بنفٹ سوسائٹی
لائف ایشورنس کمپنی لمیٹڈ

عاطر میں تھے محبوب بی اندر چلی گئی اوسکے شوہر نے بموجودگی میری زوجہ کے مجھسے یہ کہا کہ محبوب بی اپنا بیمہ بطور وقف کرانا
چاہتی ہے یعنی جو بعمر ۵۰ برس یا ۵۰ یا وفات پر اگر وہ اوس سے پیشتر واقع ہو اور اگر کوئی شخص اوسکو خریدنا چاہے اور وہ اقساط
ادا کرے جو مسماۃ مذکور نے ادا کی تھیں تو وہ بیمہ کو اوس شخص کے ہاتھ فروخت کرے گی میں نے کہا کہ یہ طریق وقف کے لئے
دو چند چندہ دینا پڑیگا اوس نے کہا خیر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے ہم نصف رقم مذکور کا کر دینگے بعد ازاں میری زوجہ نے
اوسکے خریدنے کا اقرار بذریعہ ادا کرنے اون اقساط کے کیا جو محبوب بی ادا کر چکی تھی اور ہم سب اسکے بعد اوس سے اس بارہ میں
گفتگو کرنے کے لئے گئے میری زوجہ نے اوس سے پوچھا کہ آیا وہ بیمہ فروخت کرنا چاہتی ہے اوس نے کہا ہاں اس وجہ سے
کہ اوسکے شوہر نے اوس سے کہا تھا کہ بیمے بطور ذریعہ معاش بھی کئے جا سکتے ہیں اور اوسکو وہ طریقہ بہ نسبت طریقہ حال کے زیادہ
پسند ہے بعد ازاں اوس نے اپنے بیمہ موجودہ کے فروخت کرنے کی خواہش کسی ایسے شخص کے ہاتھ ظاہر کی جو اوسکو ادا کرے اوس
چندہ کے جو وہ ادا کر چکی ہے خرید کرنا چاہے ۔ میری زوجہ نے اوسکے خریدنے کا اقرار کیا اور مسماۃ مذکور اس طریقہ پر رضامند ہو گئی
تھی میں نے اوس سے یہ بھی کہا کہ اوسکو اقساط کا دو چند دینا پڑیگا بجز اسکے کہ وہ رقم مذکور کو کم کر کے نصف رکھے اوس نے کہا کہ وہ
بہ نصف رقم کا لینے پر رضامند ہے میں نے کہا ۔ کاغذ و اسٹامپ میں خرید لونگا ڈپو سے لیتے اور دستاویز پر دستخط کرنے کے
۱۹۷ واسطے لایا گیا ۔ دستاویز اوسی روز طیار کی گئی اور دو میرے دوسرے روز دستخط کئے گئے میں نے اوسکو طیار کیا دستخط شوہر و محبوب بی
دونوں کے کرائے گئے کیونکہ بیمہ میں نے لیا تھا اور مجکو نہیں معلوم تھا کہ وہ اوسکے نام سے ہوگا یا اوسکے شوہر کے نام سے اس وجہ سے
کہ مجکو تجربہ سابق اپنی ماں کے بیمہ کا تھا (بجواب سوال جرح) محبوب بی نے یہ بیان کیا کہ میرا بیمہ ہو جانا چاہئے اوس نے کہا
کہ میری یہ خواہش ہے کہ میرا بیمہ ہو جائے مجکو کوئی وجہ اوسپر اعتبار نکرنے کی نہ تھی اوسکی شادی عبد الصمد کے ساتھ قریب نو مہینہ گذشتہ
کے ہوئی تھی وہ انگریزی بول یا پڑھ نہیں سکتی تھی وہ اردو نہیں پڑھ سکتی تھی وہ لکھ نہیں سکتی تھی وہ پڑھنے لکھنے میں تعلیم یافتہ
نہ تھی گو وہ گفتگو میں ذی ہوش تھی وہ بیمہ کا حال جانتی تھی میں نے کبھی مسماۃ مذکور سے گفتگو امر مذکور کی نسبت اس تجویز
کے وقت تک نہیں کی تھی اوسکے شوہر نے مجھسے کہا تھا کہ اوس نے بیمہ کی بابت اوس سے گفتگو کی تھی مسماۃ نے یہ کہا تھا
کہ اگر اوسکے اولاد ہو اور وہ بیوہ ہو جائے تو اوسکا شوہر [illegible] کریگا اور اوسکے اطفال کی پرورش کا کوئی ذریعہ ہو بعد ازاں عبد الصمد نے
یہ بیان کیا کہ مسماۃ کو اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہئے اوس وقت وہ [illegible] سال کی تھی کوئی علامت اوسوقت اولاد ہونے کی نہ تھی میں [illegible]
کہ جب ڈاکٹر نے اوسکو ملاحظہ کیا تھا تو یہ کہا تھا کہ وہ حاملہ نہیں ہے مجکو معلوم نہیں ہے کہ آیا اوسکے پاس کچھ نقد اور مکان وغیرہ تھا
یا نہیں مجکو اوسکے حالات کا کچھ علم نہیں ہے بجز اسکے کہ اوسکا باپ ایک [illegible] پنشن یافتہ تھا اور وہ معزز شخص تھے
مسماۃ مذکور اپنے شوہر کے روپیہ سے اقساط ادا کرتی تھی ۔

شہادت مدعیہ الاماتی کی نسبت امر مذکور کے حسب ذیل ہے ۔

میں محبوب بی کو جانتی ہوں وہ زوجہ عبد الصمد کے [illegible] تھی وہ اب فوت ہو گئی ہے اوسکی زندگی کا بیمہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء

[illegible]

بنام

اورینٹل گورنمنٹ سکیورٹی

لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

کیا گیا تھا اس بات کو دو سال کا عرصہ گذرا کہ ڈاکٹر کیلی نے اوسکا ملاحظہ طبی کیا تھا اور مجکو علم تھا کہ اوسکا بیمہ کرایا گیا تھا اوس نے مجھسے کہا تھا
کہ عورتون کی جانون کا بھی بیمہ ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتی ہے مین نے اوس سے دریافت کیا کہ کیون اوسکا شوہر اپنی
زندگی کا بیمہ نہین کراتا ہے اوس نے کہا اگر میرے اولاد ہوگی تو اوس سے اونکا بھی فائدہ ہوگا اوس نے کہا کہ مین اپنی زندگی کا بیمہ
حسب شرح کراتی ہون مجکو معلوم ہے کہ اوس نے درخواست حسب شرح کی کی تھی کیونکہ مسٹر ہمنتاراؤ نے اوس سے کہا تھا
کہ اگر وہ حسب شرح کی درخواست کریگی تو کمپنی حسب شرح معمولی درخواست قبول کر لیگی مین نے اب ملاحظہ بیمہ مذکور کی جون
بیمہ مذکور بدست غیرے منتقل کیا گیا محبوب بی اور اوسکا شوہر میرے پاس آئے مین باغ مین تھی محبوب بی مکان کے اندر آئی اور
اوسکا شوہر باہر رہا مین اور ہمنتاراؤ باغ مین تھے محبوب بی کے شوہر نے مجھسے کہا کہ محبوب بی بابت بیمہ کے گفتگو کرنے آئی ہے
اور یہ بیان کیا کہ اوسکی خواہش یہ ہے کہ اوسکا بیمہ اس طرح پر کرایا جاوے کہ اوسکا روپیہ ادا ہو یا [illegible] عمر پر یا بوقت وفات
اگر اوس سے قبل وقوع مین آوے واجب الادا ہو اور بیمہ موجودہ منتقل یا فروخت کیا جائے بعدازان ہم مکان کے اندر آئے
اور محبوب بی سے یہ دریافت کیا کہ آیا وہ اپنا بیمہ فروخت کرنا چاہتی ہے یا نہین اوس نے جواب اثبات مین دیا مین نے
اوس سے کہا کہ مین بیمہ مذکور کے خریدنے پر رضامند ہون اور اوس نے اپنی رضامندی میرے ہاتھ فروخت کرنے کی ظاہر کی
مسٹر ہمنتاراؤ نے اور اوسکے شوہر نے بار بار محبوب بی سے یہی اندیشہ ظاہر کیا کہ چندہ جدید بیمہ کا بہت زیادہ ہوگا یعنی اوس طریق سے
کہ جس سے بیمہ کرانے والے کو اوسکی زندگی مین روپیہ ملے [illegible] سال روپیہ سے مسٹر ہمنتاراؤ نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ چندہ
ادا کر دیگا محبوب بی اور اوسکے شوہر نے یہ کہا کہ مسماۃ اپنی زندگی کا بیمہ بعوض قسم [illegible] بطریق جدید کراویگی انتقال تحریری
انتقال اوسی روز شام کو یا دوسرے روز [illegible] مین ٹھیک یاد نہین کر سکتی ہون مسٹر ہمنتاراؤ نے مجھسے [illegible] واسطے
۱۹۸ وغیرہ ارشاپ کے طلب کئے مین نے اوسکو وہ رقم دی [illegible] شام کو یا دوسرے روز مسٹر ہمنتاراؤ نے دستاویز انتقال تحریر کی
اور مجھسے کہا کہ دستاویز تیار ہے مسٹر ہمنتاراؤ نے دستاویز محبوب بی کو پڑھکر سنائی محبوب بی کا شوہر بھی اوس وقت موجود تھا
مین نے [illegible] اقساط [illegible] کے لئے جو محبوب بی نے [illegible] ادا کیا تھا اور رقم مذکور محبوب بی کو دی [illegible]
رقم مذکور اپنے شوہر کے حوالہ کی بعدازان ہمنتاراؤ نے محبوب بی سے دستخط دستاویز مذکور پر ثبت کرنے کے لئے کہا
محبوب بی نے کچھ نشانی کاغذ پر کی مسٹر ہمنتاراؤ نے اوسکے شوہر سے بھی دستخط کرنے کے واسطے کہا اوس نے پوچھا کہ مین کیون
دستخط کرون مسٹر ہمنتاراؤ نے کہا کہ محبوب بی کے پاس اس وقت تک کاغذ [illegible] بیمہ کا نہین آیا اور یہ تحقیق نہین ہے کہ آیا کاغذ مذکور
اوسکے نام سے لکھا جاویگا یا اوسکے شوہر کے نام سے بعدازان اوس نے دستخط کئے دستاویز پر گواہی ہمنتاراؤ کی ہوئی [illegible]
[illegible] حاصل کیا کیونکہ وہ بیمار ہوگئی [illegible] بسوال [illegible] محبوب بی [illegible] نہین جانتی تھی کہ وہ [illegible] بیمہ کا معلوم تھا یہ خود اوسکی
خواہش تھی نہ اوسکے شوہر یا میرے شوہر کی کہ اوسکی زندگی کا بیمہ کرایا جاوے اوس نے یہ بیان نہین کیا کہ وہ کس طرح اقساط کا
انتظام کریگی قبل اسکے مین نے کسی اور شخص کا بیمہ خرید نہین کیا تھا میرے شوہر نے یہ نہین کہا کہ مین اس بیمہ کو خرید کرون یہ بالکل

۱۸۹۹ء
الاماتی
بنام
اورینٹل گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

خود میرا بھی خیال تھا میں نے خیال کیا کہ یہ معقول ترکیب روپیہ لگانے کی تھی محبوب بی مجھ سے چھوٹی تھی اور وہ ہمیشہ تندرست رہتی تھی میری حالت ہمیشہ نازک ہے کل گفتگو جو در بارہ بیمہ کرانے اونکی زندگی و بحق میرے منتقل کرنے کے ہوئی تھی خود محبوب بی نے کی تھی [illegible]

گو ہند راجا لوا ایک کمیشن واسطے لینے اظہار حلفی نسبت مسماۃ محبوب بی کے مقرر کیا گیا تھا اوس نے بیان کیا کہ بیان حلفی مسٹر ہبنڈارہ کے مکان پر اوس عورت کا لیا گیا جسکی اوس نے شناخت بطور محبوب بی کے کی تھی بیان حلفی پر نشان حرف (ہ) ثبت ہے اور اوسپر گواہی مسٹر ہبنڈارہ و عبد الصمد کی ہے۔

محمد عبد اللہ خان نے یہ بیان کیا۔

محبوب بی نے مجھسے سارٹیفکٹ واسطے بیمہ زندگی کے طلب کیا اور مجھسے یہ تصدیق کرنے کی استدعا کی کہ وہ تندرست ہے میں نے اوسکو سارٹیفکٹ پر ثبت اپنے دستخط کے حوالہ کیا جواب سوال جو سارٹیفکٹ مذکور میں تھے وہ میں نے محبوب بی کو دیا اوسکی خانہ پری مسٹر ہبنڈارہ نے کی تھی لیکن وہ اوس وقت موجود نہ تھا جبکہ میں نے سارٹیفکٹ پر دستخط کیے میں محبوب بی کو قبل دینے سارٹیفکٹ کے [illegible] جانتا تھا میں اوسکے والدین کو بھی جانتا تھا میں نے محبوب بی کو بھی دیکھا تھا مسٹر ہبنڈارہ نے مجھسے سارٹیفکٹ پر دستخط کرنے کے واسطے نہیں کہا عبد الصمد نے بھی مجھسے سارٹیفکٹ پر دستخط کرنے کے واسطے نہیں کہا محبوب بی نے مجھسے یہ نہیں کہا کہ اوسکا بیمہ کس تعداد کے لیے ہوتا ہے [illegible] نام کمپنی کا نہیں بیان کیا۔

سید محمد نے یہ بیان کیا۔

میں مسٹر ہبنڈارہ کے پاس کسی کام کے واسطے گیا تھا میں مکان کے اندر جایا چاہتا تھا ایک آدمی نے مجھکو جانے سے منع کیا کیونکہ اندر زنانہ ہے بعد کچھ دیر کے اوس آدمی نے مسٹر ہبنڈارہ کو میرے آنے کی اطلاع کی پھر عبد الصمد اور مسٹر ہبنڈارہ باہر آئے اور مجھسے اندر آنے کے واسطے کہا اونھوں نے مجھسے وہاں بیٹھنے کے واسطے کہا وہاں میں نے زوجہ عبد الصمد و اوسکی مادر اور زوجہ ہبنڈارہ اور ڈاکٹر کیملی کو دیکھا محبوب بی قریب دیوار کے کھڑی ہوئی تھی اور ڈاکٹر کیملی نے دیوار پر ایک نشان مطابق قد محبوب بی کے کیا بعدہ اوس نے بلندی نشان دیوار کی پیمائش کی میں نے عبد الصمد سے پوچھا کیا ہو رہا ہے عبد الصمد نے مجھسے کہا کہ محبوب بی اپنی زندگی کا بیمہ کراتی ہے میں نے اوس سے پوچھا کہ بیمہ سے کیا مطلب ہے عبد الصمد نے مجھسے کہا کہ میں تجھے فرصت میں سمجھا دونگا بعد ازاں میں نے اوس سے کہا کہ مجھکو فرصت نہیں ہے میں پھر تجھسے ملونگا محبوب بی کا کوئی پردہ مجھسے نہیں تھا کیونکہ عبد الصمد میرا رشتہ دار ہے۔

کریم بی مادر عبد الصمد نے یہ بیان کیا۔

چند مہینے بعد شادی محبوب بی کے اوسکا ملاحظہ ڈاکٹر نے کیا تھا ڈاکٹر کا نام [illegible] ڈاکٹر کیملی فوت ہو گیا ہے [illegible] متعلق بیمہ زندگی کے [illegible] اوس نے مجھسے کہا تھا کہ وہ بیمہ زندگی کا کرانا چاہتی ہے میں نے اوس سے پوچھا کہ بیمہ زندگی سے کیا مراد ہے [illegible] اگر کچھ روپیہ ادا کیا جاتا ہے بعد [illegible] وفات [illegible] اطفال [illegible] محبوب بی کو کچھ روپیہ [illegible] بعد اوس نے مجھسے [illegible] اور اوسکی درخواست بیمہ بقدر [illegible] کے منظور ہو گئی ہے میں نے اوس سے کہا کہ تم ہمیشہ خوش رہو [illegible]

سنہ ۱۹۲۶ع

الامانی

بنام

یارشیو گورنمنٹ سیکورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

دو یا تین مہینے بعد وفات محبوب بی کے مین نے اپنے پسر سے بابت زر بیمہ کے دریافت کیا عبدالصمد نے بیان کیا کہ اوسکی ماں نے بابت مسماۃ نے بابت اپنی زندگی مین حوالہ کیا تھا محبوب بی نے مجھسے یہ نہین کہا کہ مین ہی کچھ حصہ روپیہ بیمہ کا بعد اوسکی وفات کے پاؤنگی محبوب بی نے مجھسے نہین کہا کہ کس قدر کا بیمہ وہ کرانا چاہتی ہے مین نے اوس سے خاص طور پر پوچھا تو بھی اوس نے مجھسے بیان نہین کیا مین نے اپنے پسر سے نہین پوچھا چار یا پانچ ماہ بعد ملاحظہ ڈاکٹر کیل کے محبوب بی نے مجھسے کہا کہ اوسکی درخواست بیمہ کی منظور ہو گئی ہے اوسوقت مین نے اوس سے یہ نہین پوچھا کہ کس قدر کے واسطے اوس نے درخواست کی تھی مین نہین جانتی ہون کہ کس نے بابت کل معاملات بیان کیے گفتگو کی محبوب بی نے مجھسے کبھی اپنے حین حیات یہ ذکر نہین کیا کہ اوس نے اپنا بیمہ بدست زوجہ سنڈارہ منتقل کیا تھا محبوب بی خفیف لکھنا پڑھنا جانتی تھی"۔

ان جملہ گواہان کا اظہار بجز مسٹر سنڈارہ کے بذریعہ کمیشن کے ہوا تھا۔

مین اب دیگر دو گواہان کی طرف متوجہ ہوتا ہون جنکے بیانات کا حوالہ دینا ضرور ہے یعنی پدر و والدہ محبوب بی جنہون نے اپنی شہادت عدالت مین دی تھی (بجواب سوال جرح) عبدالمجید پدر نے یہ بیان کیا۔

"میری دختر نے مجھسے یہ اطلاع کی تھی کہ اوسکی زندگی کا بیمہ کرا لیا گیا ہے اوس نے مجھسے یہ نہین کہا کہ بیمہ متوفی اپنا ... کے لیے میری دختر ایک مرتبہ محرم مین آئی اور اوسوقت اوس نے مجھسے کل حالات اس بیمہ کے بیان کئے اوس نے بیان کیا کہ میرا شوہر کچھ روپیہ ہر ماہ بجاے میرے نام سے یعنی میرے ماہواری جمع کرتا ہے دس سال تک رقم مذکور ادا کرنی پڑیگی۔ اوس نے مجھسے کہا کہ کچھ رقم بعد اوسکی وفات کے ملیگی اوس نے رقم نہین بیان کی اوس نے بیان کیا کہ رقم ماہواری ادا کرنی پڑیگی اور اوسکا ملاحظہ ڈاکٹر نے کیا تھا یہ ممکن ہے کہ اوس نے مجھسے بیان کیا ہو ۲۰۰
کہ فیصد ماہواری ادا کرنے پڑینگے مگر مجھکو یاد نہین ہے۔ اوس نے رقم بیان کی تھی مگر مین بھول گیا ہون خواہ کچھ رقم ہو مین سمجھتا ہون کہ شوہر روپیہ سرکار مین بزمانہ اوسکی حیات کے دیتا رہا ہے اوس نے مجھسے بیان کیا تھا مین نہین جانتا ہون کہ آیا مجھکو زر بیمہ سے کچھ روپیہ بحیثیت اوسکے پدر کے مل سکتا تھا یا نہین یہ ایک معاملہ قانونی ہے مین ایک شخص ناواقف ہون میری دختر نے مجھسے کبھی نہین کہا کہ وہ اپنے بیمہ کو تبدیل کرانا چاہتی ہے اوس نے مجھسے کہا تھا کہ کسی قدر ادا کرنا پڑیگا اور کس قدر ملیگا مگر کس کے فائدہ کے واسطے یہ اوس نے بیان نہین کیا اوس نے مجھسے قبل اپنی بیماری کے اور نہ زمانہ بیماری کے بیمہ کا حال بیان کیا تھا میری زوجہ سے زیادہ گفتگو کرتی تھی مگر میرے سامنے نہین"۔

امینہ بی مادر محبوب بی نے یہ بیان کیا۔

"مجھکو محرم مین معلوم ہوا جبکہ وہ میرے مکان پر آئی اوس نے بیان کیا کہ اوسکا ملاحظہ ڈاکٹر نے کیا تھا اور اوسکی زندگی کا بیمہ ہو گیا وہ پڑھنا لکھنا نہین جانتی تھی ... بابت بیمہ کے ادا کرنے پڑتے تھے اوس نے مجھسے کوئی بیان بابت اوس رقم کے نہین کیا جو وصول ہونے والی تھی وہ اوس سے خوش معلوم ہوتی تھی مین اوسکے پاس جب وہ بیمار تھی برابر رہی بزمانہ اپنی بیماری کے اوس نے مجھسے کہا کہ عبدالصمد اور اوسکی ماں نے بابت بیمہ کے گفتگو کی تھی مسٹر سنڈارہ اور اوسکی زوجہ اور عبدالصمد اور اوسکی ماں اوسکی بابت

سنہ ۱۹۰۹ء
الاہاباد
بنام
بائیہ گورنمنٹ سکیورٹی
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

گفتگو کرتے تھے میں نے اپنی دختر سے دریافت کیا کہ وے کیا گفتگو کر رہے ہیں اوس نے کہا کہ وے بابت بیمہ میری زندگی کے گفتگو کر رہے ہیں بعد ازاں میں خاموش ہو گئی مجھکو معلوم نہ تھا کہ روپیہ بیمہ کا کسکو ملیگا محبوب بی نے مجھسے کہا کہ کسقدر روپیہ سرکار میں جمع رہیگا اور بعد اوسکی وفات کے ہمکو کوئی تکلیف نہ ہوگی جبکہ وہ ہمارے پاس آئی تو میں نے پوچھا کہ کیون اوس نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا اور اوس نے کہا کہ وہ ہمارے فائدہ کے واسطے ہے (بجواب سوال جرح) میں نے محبوب بی سے سنا تھا کہ اوسکا شوہر ماہواری سرکار میں ادا کیا کریگا میں یہ سمجھا کہ وہ اپنی تنخواہ سے ادا کریگا میں نے اب اول مرتبہ سنا ہے کہ بیمہ شدہ رقم کے نام فروخت کیا گیا۔

واضح ہو کہ اس شہادت سے یہ ظاہر ہے کہ محبوب بی کو یہ علم تھا کہ اوسکی زندگی کا بیمہ ہوا ہے اور اوسکو یہ خیال تھا کہ اوسکی وفات پر اوسکے شوہر یا خاندان کو کچھ ملیگا مگر میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بھی مساوی طور سے ظاہر ہے کہ وہ فی الواقع نوعیت معاملہ کو نہیں سمجھتی تھی اگر اوسکے باپ اور ماں کا اعتبار کیا جاوے تو اوس نے یہ خیال کیا کہ اوسکا شوہر صرف ۲ ماہواری ادا کرتا تھا حالانکہ چندہ واقعی للعہ تھا جبکہ سوال جرح میں باقرار پوچھا گیا تو یہ سچ ہے کہ باپ نے یہ تسلیم کیا کہ ممکن ہے کہ مسماۃ نے للعہ کا تذکرہ کیا ہو مگر یہ ظاہر ہے کہ بجز اوس صورت کے کہ اوسکا ارادہ جھوٹی گواہی دینے کا ہو اصلی خیال اوسکے دل پر یہ تھا کہ مسماۃ نے ۲ بیان کئے تھے گو یہ امر جابجا ہے جس طور پر ہو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے کبھی تذکرہ انتقال کا اپنے پدر یا مادر یا خوشدامن سے زمانہ اپنی بیماری کے نہیں کیا صرف تذکرہ جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اوس نے
۲۰۱ بابت اوس روپیہ کے کیا جو اوسکی وفات پر ملیگا اوس نے اپنی ماں سے اثنائے گفتگو میں کہا تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے محبوب بی نے مجھسے کہا تھا کہ کسقدر سرکار میں جمع رہیگا اور بعد اوسکی وفات کے ہمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی اس تحریر سے ثابت ہے کہ وہ اپنی موت کا خیال کرتی تھی اور یہ بلحاظ نوعیت اوسکی بیماری کے مقتضائے طبیعت تھا الغرض یقیناً اگر اوس نے یہ سمجھا ہوتا کہ اوس نے اور اوسکے شوہر نے مدعیہ کے حوالہ کل اپنا حق واقع بیمہ مذکور اوسی زمانہ میں کیا تھا تو ایسا کام بیوقوفی کے کرنے کا اوسکو کمال افسوس ہوتا مگر یہ بالکل ظاہر ہے کہ اوس نے کبھی افسوس مطلق ظاہر نہیں کیا۔

شہادت اوسکے باپ اور ماں سے جسکی تائید عبد الصمد کی ماں کی شہادت سے ہوتی ہے یہ ثابت ہے کہ اوس نے کبھی تذکرہ انتقال کا نہیں کیا اور اوسکی جانب سے خاموشی مطابق اس قیاس کے نہیں ہے کہ وہ انتقال سے آگاہ تھی اوسکی نسبت یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ اوس نے اپنے پدر یا مادر یا خوشدامن سے اپنی خواہش منظورہ مختلف قسم کے بیمہ کا ذکر کیا تھا اور بیان کہ اوسکی ایسی خواہش تھی بالکل شہادت مسٹر بیمہ شدہ کی زوجہ شدہ رہ پر مبنی ہے بیان جو ان دو گواہان نے معاملہ کا کیا ہے عجیب قسم کا ہے اور نہیں محبوب بی حالات بیمہ سے

۱۹۰۶ع

الاماتی بنام پارسی گورنمنٹ سیکورٹی و لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

بخوبی واقف ظاہر کی گئی ہے اور اوسکو امر مذکور کے سمجھنے کا بہت شوق تھا مگر خیال کرنیکی وقت باقی نہ تھی کیونکہ اوسکا شوق ٹھیک اوسوقت جاتا رہا اگر وہ صحیح طور پر حالت معاملہ سمجھتی تھی کہ اوسکو نہ علوم ہوا تھا کہ اوس نے اور اوسکے شوہر نے ایک غلطی قابل افسوس کی تھی۔

بحث جو اب غور طلب ہے یہ ہے کہ آیا جبکہ مسٹر ہینڈارہ نے اول مرتبہ بیمہ مسماۃ کے نام سے حاصل کیا تو اوسکا منشا یہ تھا کہ وہ مسماۃ یا اوسکے شوہر کے فائدہ کے واسطے ہے یا آیا برابر اوسکا یہ منشا رہتا کہ وہ اوس سے فائدہ اپنے یا اپنی زوجہ کے لیے حاصل کرے بمقدمہ وین رایٹ بنام بلینڈ (۱) لارڈ ابنجر صاحب نے اسی قسم کا سوال واقعاتی اہل جوری سے بعبارت ذیل کیا۔ فی الواقع اور در اصل بیمہ کس شخص نے کرایا تھا کیا وہ بیمہ مس ایبر کرامبی کا تھا یا در اصل وہ بیمہ وین رایٹ مدعی کا تھا اور اوس نے مسماۃ کا نام واسطے اپنی خاص اغراض کے استعمال کیا تھا اگر آپ یہ خیال کریں کہ وہ بیمہ مس ایبر کرامبی کا تھا جسکو اوس نے اپنے خاص فائدہ کے واسطے کرایا تھا تو اوسکا قائم مقام مستحق اوسکے نافذ کرانے کا ہے اور یہ کہنا کوئی جواب نہ ہوگا کہ مسماۃ مذکور کا ۲۰۷ کوئی سرمایہ خاص واسطے ادا کرنے اقساط چندہ کے نہ تھا ممکن ہے کہ وین رایٹ مسماۃ مذکور کو روپیہ بغرض کور قرض دے اور بیمہ باوجود اسکے خود مسماۃ کا رہے لیکن بخلاف اسکے اگر جملہ واقعات عجیب پر لحاظ کر کے آپ یہ نتیجہ اخذ کریں کہ بیمہ واقعی وین رایٹ نے کرایا تھا اور نامبردہ نے محض مسماۃ کا نام استعمال کیا تھا اور اوس نے خود روپیہ بہم پہونچایا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انتقال یا بذریعہ وصیتی یا کسی دوسرے طریق سے اوسکا فائدہ خود اوسکو حاصل ہو تو میری یہ رائے ہے کہ ایسا معاملہ ایک فریبی طریقہ بچنے کا اسٹیٹیوٹ ۱۴ جلوس جارج سوم باب ۴۸ سے ہے اور آپ کو بحق مدعا علیہ فیصلہ کرنا چاہیے اپیل میں مقدمہ کا فیصلہ بحق مدعا علیہ بربنائے دیگر امر تنقیح طلب کے ہوا تھا مگر مقدمہ کے خلاصہ کو عدالت اپیل نے بمقدمہ شیلنگ بنام ایکسی ڈنٹل انشورینس کمپنی (۲) پسند فرمایا تھا۔

پس بغرض اسکے کہ اگر یہ تجویز کیجاے کہ بیمہ ظاہرا بموجب ہی کے لئے مگر در اصل واسطے فائدہ اور استعمال مدعیہ یا اوسکے شوہر کے یا اوسکے لئے کرایا گیا تھا تو معاہدہ بموجب دفعہ ۳۰۔ ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع کالعدم ہوگا امر فیصلہ طلب مشابہ اوس امر کے ہوگا جو مقدمات متذکرہ بالا میں پیش کیا گیا تھا مجھکو صرف یہ افسوس ہو سکتا ہے کہ بغرض انفصال امر تنقیح طلب مذکور کے مجھکو امداد اہل جوری کی حاصل نہیں ہے مگر جیسی کہ صورت ہے مجھکو حالات قرین قیاس مقدمہ سے ہدایت لینی چاہیے اور میں وقعت نامناسب شہادت مسٹر ہینڈارہ و زوجہ ہینڈارہ کو جو نہایت خود غرضانہ ہے نہیں دیسکتا ہوں واضح ہو کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اوس عملیت کے ملاحظہ کرنے سے جسکے ساتھ انتقال بیمہ کا عمل میں آیا

(۱) (سنہ ۱۸۳۵ع) ایبٹ صاحب کی رپورٹس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۴۸۷ (۲) (سنہ ۱۸۵۷ع) ہرلسٹن و نارمن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۴۲

۱۹۱۰ء

الامانی
بنام
[illegible]

وجہ معقول اس اشتباہ کی ہے کہ وہ جز وایک ہی معاملہ کا ہے اس بیان کو تعین کرنا مشکل ہے کہ محبوب بی بیمہ زریعہ پرورش جا ہتی تہی ممکن ہے کہ مسماۃ اور اوسکے شوہر نے اس طرح جلدی سے اپنا خیال نسبت قسم بیمہ مطلوبہ کے تبدیل کیا ہو لیکن اگر اونکو عقل معمولی ہوتی (الغرض اسلئے کہ اوس بیوی نے فی الواقع بیمہ کی خواہش کی ہو) تو اونکو لازم تہا کہ وے قبل چھوڑنے بیمہ سابق کے نیا بیمہ حاصل کرتے مسٹر ہینداورہ کو جدا گانہ تحریر اس امر کے کہ یہ لاممکن ہے کہ زر بیمہ اوسکی ماں کی زندگی کا اضافہ کیا جاے یہ ضرور معلوم ہوگا کہ بیمہ مزید محبوب بی کی زندگی پر حاصل کرنا کسقدر مشکل ہوگا اور اگر نامبردہ مسماۃ اور اوسکے شوہر کے ساتہہ انصافاً کارروائی کرتا تہا اور اگر پیشتر سے کوئی قرارداد درمیان اوسکے اور عبد الصمد کے

۲۰۴ نہ تہا تو نامبردہ خواہ مخواہ اونکو آگاہ کر دیتا کہ اونکو ایک بیمہ قبل حاصل کرنے دوسرے بیمہ کے نہ چھوڑنا چاہیے مگر اوس پر یہ الزام نہیں لگایا گیا ہے کہ اوس نے اونکے ساتہہ غیر واجبی طور پر کارروائی کی معلوم ہوتا ہے کہ عبد الصمد نے جسکا بہت بڑا نقصان انتقال سے ہوا بظاہر کبہی کوئی شکایت اوس طریقہ کی بابت نہیں کی جس سے اوسکی امید وراثت پانے کی یا اوسکے جز وکثیر کی زایل کی گئی اوس نے اپنی ماں سے محض یہ کہا تہا کہ اوسکی زوجہ نے بیمہ مذکور حوالہ بائی کے عین حیات اپنے کیا تہا اسمیں شک نہیں ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اوسکو علم تہا کہ اوسکو اور اوسکی زوجہ کو کوئی حق فی الواقع اوسمیں حاصل نہ تہا اور گویا وہ انتقال کو بطور فعل اخیر اوس معاملہ کے سمجہتا تہا جسمیں اوسکی زوجہ کا نام استعمال کیا گیا تہا مگر جس سے اوسکو دراصل کوئی تعلق نہ تہا اور گویا اوسکو اس سبب سے کوئی وجہ شکایت کی نہ تہی بموجب بیان مسٹر ہینداورہ اور اوسکی زوجہ کے کوئی بیان انتقال کا تاریخ ۳۱ - اگست تک نہیں ہوا تہا لیکن اوس عجلت سے جسمیں ہر ایک بات کا تصفیہ کیا گیا تہا ظاہر ہوتا ہے کہ درمیان مسٹر ہینداورہ اور عبد الصمد کے پیشتر سے انتظام ہو گیا تہا۔

دوسرا خیال جو اوس طرف مایل ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ ہینداورہ کل تکلیف خط وکتابت کی بغرض کرانے بیمہ واسطے زر چندہ کے گو وہ کتنا ہی بجزاوس صورت کے کہ اوسکا یہ منشا ہو تا کہ اوسکو معاملہ کرنے سے فایدہ حاصل ہو مسٹر لینڈرسن نے بیان کیا کہ اوسکو بیمہ کا بہت شوق تہا اور اوسنے بہت دیگر اشخاص کو بیمہ کرانے میں مدد دی تہی مسٹر ہینداورہ نے اوسکی سرگرمی کی یہ وجہ بیان کی کہ اوسکی یہ خواہش تہی کہ وہ مسٹر جی نائب گماشتہ بمبئی کی امداد دوستانہ کرے لیکن اگر یہ کل وجوہ قبول ہی کئے جاویں تاہم یہ مشکل ہے کہ بیمہ محبوب بی کی بابت اوسکی سرگرمی محض نیکی کرنیکی غرض سے تہی خط وکتابت سے یہ ظاہر ہے کہ وہ بیمہ کو بطور ایک معاملہ قمار بازی کے سمجہتا تہا اور بنظر جملہ حالات یہ زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ وہ قسمت آزمائی اپنے واسطے

سنہ ۱۸۹۶ء
الامانی
بنام
پاڈیٹیو گورنمنٹ سیکورٹی لایف اشورنس کمپنی لمیٹڈ

یا اپنی زوجہ کے واسطے اور نہ محبوب بی یا اوسکے شوہر کے لئے کرتا تہا محض یہ امر کہ محبوب بی کو
بیمہ کا علم تہا اور یہ امید تہی کہ اوسکے وارثان کو کچھ اوس سے ملیگا ثبوت قطعی اس امر کا نہیں ہے
کہ بیمہ مذکور کو بمنڈارہ نے واسطے اوسکے فائدہ کے حاصل کیا تہا کیونکہ مطابق بیان لارڈ وانچر صاحب
کے اصلی بحث یہ نہیں ہے کہ مسماۃ کو کیا علم تہا بلکہ یہ ہے کہ اوسکا کیا ارادہ تہا اگر قانون کی رو سے
بیمہ زندگی کسی شخص غیر کا کالعدم ہے اور اگر مسٹر بمنڈارہ نے یہ بیمہ اس ارادہ سے کرایا ہو کہ بذریعہ
انتقال یا دیگر بیع پر اوس سے فائدہ حاصل کرے تو بقول الارڈ وانچر صاحب گریز اوس قانون سے ہوگا ۲۰۴
جسکی رو سے نامبردہ و نیز اوسکی زوجہ غیر مستحق حصول ڈگری کے تہے جس نے مرتکب کارروائی بسازش
نامبردہ اوس وقت کی تہی جب اوس نے انتقال قبول کیا۔

ہر صورت مین فیصلہ خاص حالات پر جو مقدمہ خاص سے متعلق ہون منحصر ہے اور اس لئے
تجویز مقدمہ وین رایٹ بنام بلینڈ سے کوئی مدد نسبت واقعات کے نہیں ملتی ہے ایک فیصلہ
خلاف اسکے منجملہ رسالہ بیمہ زندگی مولفہ بنین صاحب طبع سوم امین ملیگا مقدمہ ورنیا بنام
نیویارک لائف کمپنی (۱) ملاحظہ طلب مقدمہ آخر الذکر مین جسمین بیمہ کا انتقال قریب قریب فوراً
کیا گیا تہا معاملہ بحال رکہا گیا تہا لیکن اوسمین ظاہرا سپریم کورٹ کا یہ اطمینان ہوگیا تہا کہ اول معاہدہ
واسطے فائدہ اوس شخص کے کیا گیا تہا جسکا بیمہ کرایا گیا تہا۔

مقدمہ حال مین یہ تجویز کرنے مین کہ آیا بمنڈارہ جبکہ وہ ظاہرا بیمہ محبوب بی کی بابت گفتگو کر رہا تہا
فی الواقع کارروائی بغرض حاصل کرنے بیمہ کے خود اپنے یا اپنی زوجہ کے لئے کر رہا تہا بحث حالات کی
حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

نسبت اصلیت ہونے بیمہ کے۔

اول۔ بمنڈارہ نے خطا بیمہ جات بہت سے اشخاص کے کرائے تہے اور اوسکو اس بات کا
نہایت شوق تہا۔

دوم۔ محبوب بی کے شوہر کو غالباً بہت زیادہ واقفیت بیمون سے تہی اور اوس نے
اوسکی اطلاع اپنی زوجہ کو دی تہی۔

سوم۔ مسماۃ مذکورہ کی یہ خواہش تہی کہ اوسکے اطفال کے واسطے جو شاید ہون انتظام کیا جائے
چہارم۔ مسماۃ نتیجہ بیمہ کا سمجہتی تہی کیونکہ اوس نے اپنے باپ اور ماں سے اوسکا ذکر کیا اور

(۱) مقدمات منتخبہ مقام نیویارک جلد ۱ صفحہ ۳۰۰

سنہ ۱۸۹۰ع

الاماتی
بنام
اورینٹل گورنمنٹ سکیورٹی
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

اپنی خوشدامن سے یہ کہا کہ اوسکا بیمہ عیسے ۔ ۔ ۔ کا کیا گیا ہے۔

پنجم۔ بیمہ علانیہ ہوا تھا اور اوسکے پدر نے اپنی مہر مسودہ حلف نامہ پر بابت اوسکی عمر کے ثبت کی تھی۔

ششم۔ خواہش واسطے بیمہ ذریعہ معاش کے معقول تھی اور اوس سے انتقال کی وجہ ظاہر ہوتی ہے۔

ہفتم۔ کوئی وجہ باور نہ کرنے بیان مدعی اور اوسکی زوجہ کی نہین ہے۔

ہشتم۔ عبد الصمد عقیل آدمی ہے جو غالباً اپنی زوجہ کا نام اوس طریقہ سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مشکل سے استعمال کرنے دیتا۔

۲۰۵ نہم۔ عبد المجید اور اوسکی زوجہ گواہان غیر قابل اعتبار ہین جنکے بیانات اوس گفتگو کی بابت جو محبوب بی کے ساتھہ ہوئی تھی نا قابل اعتبار ہین۔

خلاف اصلیت بیمہ کے۔

اول۔ محبوب بی ایک ناخواندہ مسلمان عورت تھی اور یہ بہت خلاف قیاس ہے کہ وہ کوئی بات بابت بیمہ زندگی کے سمجھتی تھی۔

دوم۔ اوسکی خوشدامن اور اوسکے والدین بیمہ کی نوعیت سے ناواقف تھے اسی طرح سید محمد ناواقف تھا۔

سوم۔ اگر وہ کوئی بات اوسکی بابت سمجھتی تھی تو وہ جو ایک تندرست جوان عورت ۱۹ سال کی تھی کبھی بیمہ ۱۰ سال کے واسطے اس طور پر نہ کراتی کہ گویا اوسکو اوس زمانہ کے اندر مرنے کا اندیشہ تھا

چہارم۔ وہ نہین سمجھتی تھی کہ کیا واجب ہے کیونکہ وہ اپنے والدین سے یہ نہین بیان کر سکتی تھی کہ چندہ کس قدر تھا یہ امر مشتبہ ہے کہ اوس نے کریم بی سے تعداد بیمہ کی بیان کی کیونکہ کریم بی ایک گواہ بہت ناقابل اعتبار نہین ہے بدینوجہ کہ وہ ماں عبد الصمد کی ہے جو بنڈارہ کے اختیار مین ہے۔

پنجم۔ عبد المجید نے عمر کے مسودہ حلفنامہ پر مہر کرنے سے یا کوئی بات بابت بیمہ اوس وقت تک جاننے سے جب تک کہ اوسکی دختر محرم مین ملاقات کرنے کو نہین آئی انکار کیا ہے۔

ششم۔ قسم بیمہ سے جو پسند کیا گیا یہ ظاہر ہے کہ بیمہ مذکور ایک قسم کی قماربازی محبوب بی کی زندگی پر تھی۔

وہ شخص جس نے قماربازی کا کام کیا صرف عبد الصمد یا بنڈارہ ہو سکتا ہے۔

۱۹۰۵ء

الہ آباد

بنام

پازیٹو گورنمنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

ہفتم - بسنتارہ کی چٹھیات اور اوسکی کارروائیات متعلق بیمہ اوسکی مان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شخص بیمہ مین قسمت آزمائی کرنے والا ہے -

ہشتم - شخص قسمت آزمائی کرنے والا عبدالصمد نہین ہو سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ ہم اوسکو نہایت متلون مزاج اس وجہ سے تصور کرین کہ اوس نے اسقدر عجلت کے ساتھہ بیمہ کو منتقل کیا اور اوسکی عوض مین دوسرے بیمہ کے حاصل کرنیکی کوشش نہین کی -

نہم - اگر اوسکو بابت بیمہ کے زیادہ علم تہا تو اوسکو وہ دقت ضرور معلوم ہوگی جو ہندوستانی عورتون کی زندگی کے بیمہ کرانے مین ہوتی ہے اور یہ قرین قیاس نہین ہے کہ اگر وہ خاص اپنے واسطے معاملہ کرتا تہا تو وہ اوس بیمہ کو جو اوس نے حاصل کیا تہا قبل حاصل کرنے دوسرے بیمہ کے علیحدہ کرتا -

دہم - کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ عبدالصمد قسمت آزمائی کرتا تہا اور یہ نہایت خلاف قیاس ہے کہ اوس نے ذمہ داری ادا کرنے للعہ ماہوار کی جو ایک رقم کثیر ایسے شخص کے لئے ہے ۲۰۶ جسکا رتبہ اوسکے رتبہ کی برابر ہو محض اس اتفاق پر کہ اوسکو فائدہ بوقت وفات اوسکی زوجہ کے ہوگا جو اوس سے چند سال چہوٹی تہی -

یازدہم - بعد جلد فوت ہو جانے اوسکی زوجہ کے اوسکی نسبت یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ اوس نے کوئی افسوس اپنے ہاتہہ سے روپیہ نکل جانے کی بابت ظاہر کیا تہا اس نقصان کو اوس نے نہایت استقلال کے ساتھہ برداشت کیا اگرچہ اکثر لوگ بہت کچہ شکایت کرتے -

دوازدہم - یہ بیان کہ محبوب بی کو خواہش بیمہ ذریعہ معاش کی تہی اور کل بیان متعلق انتقال کے کہ وہ پہلے سے سوچا ہوا معاملہ نہ تہا ایسے خلاف قیاس ہین کہ وہ باور نہین کئے جا سکتے مسٹر اسٹاشی نے اثنائے تقریر مین اوسکو ایک بیان قابل مضحکہ ظاہر کیا ہے -

سیزدہم - محبوب بی کو ظاہرا بابت انتقال کے کچہ معلوم نہ تہا کیونکہ اوس نے کبہی اوسکا تذکرہ نہین کیا تہا اوس نے اپنی مان سے کہا تہا کہ کچہ روپیہ سرکار مین بعد اوسکی وفات کے رہیگا اور اوسکے وارثون کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اوسکی لاعلمی واقعات سے ظاہر ہے کہ وہ محض دوسرون کے کہنے سے کام کرتی تہی -

چہاردہم - کوئی وجہ نہین کہ عبدالمجید اور اوسکی زوجہ کا اعتبار نہ کیا جاے جنہون نے شہادت صاف طور سے دی ہے اور اونہون نے محبوب بی کے علم نسبت بیمہ کے چہپانے کی کوشش نہین کی اوسکی تائید بیان کریم بی سے نسبت خاموشی مسماۃ کے دربارہ انتقال کے ہوتی ہے -

سنہ ۱۹۰۸ء

الہ بانی
بنام
یارکشائر فنیوٹیل سوسائٹی
لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

پانزدہم۔ بلاشک بھنڈارہ یہ جانتا تھا کہ وہ راستی سے کسی شخص غیر کی زندگی کا بیمہ نہین کرسکتا اور اس لئے اوس نے بیمہ مسماۃ کے نام سے حاصل کیا اظاہراً اوسکے ذہن مین دیگر عورات کی زندگی کا بیمہ کرانا یا اونکی سفارش کرانا تھا کیونکہ اوس نے نقشہ جات طلب کئے تھے۔

شانزدہم۔ شہادت مسٹر بھنڈارہ اور اوسکی زوجہ کی ناقابل اعتبار ہے اوسکو روپیہ کی دقت ہے اور یہ خطرہ بابت معاملہ کثیر کے ہے۔

بدالفت میرے دلائل منجانب فریقین پیش ہین اور تمام حالات کو یکجا ملاحظہ کرنے سے مین یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہون کہ بھنڈارہ نے بیمہ واسطے فائدہ محبوب بی یا اوسکے شوہر کے نہین کرایا بلکہ اس ارادہ سے کرایا کہ بذریعہ انتقال اوسکا فائدہ خود اوسکو یا اوسکی زوجہ کو حاصل ہو اوسکی زوجہ نے تمام ایسے بیمہ کے حاضر ہوئی ہے جو ایک ناخواندہ مسلمان عورت نے بحق اوسکے چند ہفتہ بعد نظور ہوجانے بیمہ کے منتقل کیا تھا بیمہ کی گفتگو تمام تر اوس نے کی تھی اور اقساط اوسی نے ارسال کی تھین ایسی صورت حالات کا خیال کرنا دشوار ہے جسمین زیادہ صاف طور پہ بار اثبات اس امر کے ثابت کرنے کا اوسکے ذمہ ہو سکتا تھا کہ جسوقت اوس نے بیمہ مذکور کی گفتگو کی وہ کارروائی واسطے فائدہ مسماۃ یا اوسکے
۲۰۷
شوہر کے کرتا تھا اور نہ واسطے خود اپنے فائدہ یا اپنی زوجہ کے فائدہ کے شہادت خود غرضانہ اونکی اور اوسکی زوجہ کی بار ثبوت سبکدوشی کے لئے ظاہراً ناکافی ہے شہادت مذکورہ مین اس واقعہ سے ضعف آتا ہے کہ عبد الصمد کی نسبت معلوم ہے کہ اوس نے روپیہ کے نقصان پر اظہار افسوس نہین کیا اور نیز یہ کہ محبوب بی ظاہراً انتقال سے واقف نہ تھی۔

لہذا مین تجویز امور تنقیح طلب نمبر ۱ و ۲ کی بحق مدعاعلیہ کرتا ہون۔

اس امر کی نسبت بحث کرنے مین مین نے تذکرہ محبوب بی کے جلد مرجانے کا نہین کیا ہے کیونکہ کوئی بیان یا ثبوت کسی بداعمالی کا نہین ہے لہذا اوسکی وفات تمام تر غیر متعلق اس امر کے دریافت کرنے کی کوشش سے ہے کہ بھنڈارہ کا منشا کیا تھا جیسا کہ وہ مرگیا اوس صورت مین ہوتا کہ وہ بوجہ کسی حادثہ ریل کے ہلاک ہوتی۔

امر دوم غور طلب یہ ہے کہ آیا ہندوستان مین بیمہ بابت سالہائے متعدد زندگی کسی شخص کا جس سے بیمہ کرانے والے کو کوئی تعلق نہ ہو حسب دفعہ ۳۰۔ ایکٹ معاہدہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے کالعدم ہے یا نہین قطع نظر اسناد کے یہ کہنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ اقرار منجانب عمرو کہ وہ ایک رقم سالانہ اس شرط سے ادا کریگا کہ بصورت وفات بکر کے ایک زمانہ معین کے اندر زر سالانہ کا ادا کرنا

ختم ہو جائیگا اور ایک رقم کثیر اوسکو ملیگی کسطرح اصولاً ایسے اقرار سے مختلف ہے کہ ایک رقم قلیل بصورت ۱۸۹۶ء
گھوڑ دوڑ کے گھوڑے کے اس شرط سے ادا کیجائیگی کہ دوسرا فریق اگر وہ جیتے ادا کریگا یا مثال زیادہ الہ آبادی
مطابق یہ ہوگی کہ وہ جیتنے کے کہتا ہے ایک زمانہ معین کے اندر آگے نکل جاے معاملہ آخر الذکر بلا شبہہ بنام
داخل قمار بازی ہوگا اور از روے دفعہ مذکور ناجائز ہوگا پس یہ معلوم نہیں ہوتا کہ معاملہ اول الذکر داخل پارشوگوپنت وبیکو بٹ
قسم مذکور بطور ایسی قمار بازی کے نہیں ہے جسمین اگر کوئی شخص اندر زمانہ سالہاے معینہ کے اتفاقیہ لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ
فوت ہو جاے تو فائدہ کثیر ہو لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ مشابہت درمیان جان بیمہ اور بازی کے
بصورت بیمہ میعاد قلیل کے زندگی اشخاص غیر پر قوی تر معلوم ہوتی ہے لیکن یہ دلیل واقعی بطور
مساوی کل جان بیمون سے (۱) متعلق ہوتی ہے لہذا یہ حجت کیجا سکتی ہے کہ چونکہ جان بیمہ اندر حدود معین کے
حد انتہاے انگلستان مین ایک معاملہ جائز باوصف قانون مانع قمار بازی و شرط بدنے کے تسلیم کیا گیا ہے
لہذا کوئی صورت بیمہ کی داخل الفاظ معاملات جو بطریق شرط کے ہوں مستعملہ دفعہ ۳۰ ایکٹ معاہدہ کے ۲۰۸
نہین ہے مگر بعد الت میرے یہ حجت صحیح نہین ہے ہم الفاظ ایکٹ ہند کی تعبیر بالکل قطع نظر فیصلہ جات
انگلستان و عبارت قوانین انگلستان کے نہین کر سکتے فرق جو درمیان بیمہ جات جائز و ان
بیمہ جات کے ہے جو بطریق قمار بازی و شرط کے ہوتے ہین صاف طور پر فیصلہ جات کثیر التعداد مین
تسلیم کیا گیا ہے ایکٹ سنہ ۱۷۷۴ء جلوس جارج سوم باب ۴۸ کی روسے ممانعت ایسے بیمہ جات کی ہے
جو بابت زندگی کسی شخص یا اشخاص یا بابت کسی دوسرے واقعہ یا واقعات کے گو وہ کسی قسم کے ہون
کئے جائین جسمین یا جنمین وہ شخص یا اشخاص جسکے یا جنکے استعمال یا فائدہ کے لئے یا جنکی بابت بیمہ
یا بیمہ جات کئے جائین کوئی حق نہ رکھتے ہوں یا جو بطریق شرط یا قمار بازی کے ہوں بعد صدور ایکٹ
ایک خاص قسم کے بیمہ جات اجنمین وہ بیمہ جسکی بناپر نالش اس مقدمہ مین کی گئی ہے اگر واقعہ بنسبت
امور تنقیح طلب نمبر ۱ و ۲ کے صحیح ہو داخل ہوگا ہمیشہ فیصلہ جات عدالتی مین بطور بیمہ جات قسم قمار بازی کے
بیان کئے گئے ہین مقدمہ ہاوڑد بنام رفیوج فرینڈلی سوسائٹی (۲) بعض بیمہ جات زندگی ایسے شخص
کے جنمین اوس شخص کو جسکو فائدہ پہونچنا چاہئے تھا کچھ حق نہ تھا ایک مقام پر بطور بیمہ جات از قسم قمار بازی کے
اور دوسرے مقام پر بطور بازیون کے بیان کئے گئے ہین اور اونکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ داخل
ممانعت نہ صرف اسٹیچوٹ سنہ ۱۷۷۴ء جلوس جارج سوم باب ۴۸ بلکہ نیز داخل ممانعت ایکٹ زمانہ حال
سنہ ۸ و ۹ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۹ دفعہ ۱۸ کے تھے تقریر مین یہ بحث کی گئی کہ میتھو صاحب جسٹس کا ایکٹ
آخر الذکر کا حوالہ دینا غیر ضروری تھا اور یہ کہ اونکا فیصلہ دراصل ایکٹ صادرہ عہد جارج سوم پر مبنی تھا

(۱) کتاب بنین صاحب درباره جان بیمہ طبع سوم صفحہ ۷ (۲) لا ٹائمس جلد ۲۵ صفحہ ۲۴۴ و ۱۸۷۶ء

۱۸۹۹ء
الاالق
بنام
بازیگو برنٹ سکیورٹی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ

گر اوس سے مجھکو ظاہر اور واضح ہوتا ہے کہ اونکی راے مین بعض قسم کے بیمہ جات عبارت قانون مین ان نام بیمہ جات از قسم قمار بازی موسوم ہین اور اس لئے وہ بدرجہ مساوی از روے دفعہ ۔ ایکٹ ۸ و ۹ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۹ کے جسمین ذکر کل معاملات از قسم شرط یا قمار بازی کا ہے اور نیز از روے ایکٹ سابق عہد جارج سوم کے جو صرف ایک خاص قسم کے معاملات سے متعلق ہے یعنی بیمہ جات بطریق بازی یا شرط سے کالعدم ہین''۔

بمقدمہ شلنگ بنام اکسیڈنٹ ڈیتھ انشورنس کمپنی (۱) اوس عذر مین جو جایز رکہا گیا بیمہ بطور بیمہ از قسم شرط یا قمار بازی کے خلاف قانون کے بیان کیا گیا تھا بمقدمہ ڈوالبی بنام انڈیا و لنڈن لائف انشورنس کمپنی (۲) یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بوقت بیمہ کے کوئی حق ہو تو وہ بیمہ از قسم قمار بازی نہین ہے بمقدمہ امریکن کنکٹیکٹ

۲۰۹ میوچول لایف انشورنس کمپنی بنام شیفر (۳) ایک عجیب حال اس معاملہ کا طیکا تجویز مذکور مین بیمہ جات متعلق اون زندگیون کے جن سے اوس شخص کو جس نے بیمہ کرایا ہو کوئی تعلق نہ ہو بیمہ جات قمار بازی موسوم ہوے ہین اون امور کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو بیمہ قمار بازی مین داخل ہین اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ بیمہ جائز ہونے کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بیمہ نیک نیتی سے حاصل کیا جاے اور نہ بغرض حصول منفعت کے خطرہ ایسی زندگی پر جسمین اوس شخص کو جسکا بیمہ کیا گیا کوئی حق نہ ہو وہی الفاظ قمار بازی بمقدمہ وارنک بنام ڈیوس (۴) استعمال کئے گئے ہین اور بمقدمہ اسکاٹ بنام روس (۵) اوس قسم کے بیمہ کا ذکر بطور بیمہ قمار بازی کے ہے۔

اسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ کیا معنی الفاظ معاملات بطریق قمار بازی مستعملہ دفعہ ۳۰ ایکٹ معاہدہ کے ہین جسپر غور کرنا مین بمقابلہ دفعہ ۱ ۔ ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۵ء کے زیادہ تر پسند کرتا ہون جسکے متعلق مقدمہ ہذا ہونے کی نسبت شاید اعتراض ہو سکتا ہو کیا یہ ممکن ہے کہ الفاظ مذکور کے معنی ہندوستان مختلف اوس معنی سے ہون جو الفاظ ہم معنی معاملات بطریق قمار بازی کے انگلستان مین ہین مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ ایسی بحث کیونکر قائم رہ سکتی ہے یا کیونکر یہ امر کہ اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۴ عہد جارج سوم باب ۴۸ ہندوستان مین نافذ نہین ہے اس بحث پر موثر ہو سکتا ہے بمقدمہ تھیکسٹن بنام والش کاک برن صاحب چیف جسٹس نے شرط کی تعریف اسطور پر کی کہ وہ ایک معاہدہ منجانب عمرو واسطے اداے روپیہ کے بکر کو واقع ہونے کسی امر پر بعوض اس بدل کے ہے کہ بکر اوسکو روپیہ بصورت نہ واقع ہونے اوس امر کے دیگا اور

(۱) رپورٹ ہرلسٹن و نارمن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۴۲ (سنہ ۱۸۵۷ء) (۲) رپورٹ کامن بینچ جلد ۱۵ صفحہ ۳۶۵ (سنہ ۱۸۵۴ء)

(۳) رپورٹ یونائیٹیڈ اسٹیٹس جلد ۹۴ صفحہ ۴۵۷ (سنہ ۱۸۷۶ء) (۴) رپورٹ جنرل ٹیسٹس جلد ۲۰۱ صفحہ ۵۱۳ (سنہ ۱۸۶۰ء)

(۵) رپورٹ انگ فیلڈ و ناون سینڈ صاحبان آیرلینڈ صفحہ ۵۵ (سنہ ۱۸۱۳ء)

حاکم موصوف نے یہ فرمایا کہ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۴۵ع جلوس وکٹوریہ باب ۱۰۹ سے کوئی فرق درمیان
ناجائز معاہدات متعلقہ ایک قسم کی شرط اور دوسری قسم کی شرط کے باقی نہیں رہا ہے کیونکہ اوس ایکٹ نے دونو
قسم کی شرطیں قانوناً کالعدم اور باطل قرار دی گئی ہیں بمقدمہ ھیگر بنام پارڈی (۱) کالن صاحب
اور ڈنمن صاحب نے یہ فرمایا کہ اصلیت قمار بازی اور شرط بدنے کی یہ ہے کہ ایک امر آیندہ کے وقوع پر
جو بوقت معاہدہ غیر متحقق قسم کا ہو ایک فریق جیتے اور دوسرا ہارے مگر حاکم ممدوح نے یہ بھی فرمایا
کہ بعض معاملات ایسے ہیں جن میں فریقین بصورت وقوع ایک امر آیندہ کے ہار یا جیت سکتے ہیں
جو اندر معنی الفاظ مذکورہ داخل نہیں ہوتے ہیں اس قسم کے معاملات بہت ہوتے ہیں اور اونمیں بیع [illegible]
قبل از وقت داخل ہیں۔

ایک خاص قسم کے معاملات مثلاً شرط بدنا برضامندی عوام اندر الفاظ معاملات از قسم قمار بازی
داخل ہیں دیگر معاملات مثل جائز قسم کے جان بیمہ اونمیں داخل نہیں ہیں گو ایک طور پر نظر کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندر تعریف قمار بازی کے داخل ہیں بلاشبہہ یہ فرق زیادہ تر باریک ہے
اور غالباً نیت فریقین سے زیادہ تر بہ نسبت شکل معاہدہ کے تعلق رکھتا ہے ایسی مشتبہ صورتوں میں
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ محفوظ عدالتہاے ہند کے لئے یہ ہے کہ فیصلہ جات انگلستان کی تقلید کریں اور
جس صورت میں ایک خاص قسم کا معاملہ بابت بطریق معاملہ قمار بازی کے انگلستان میں متصور ہو
تو اوسی طرح سے اوسکی نسبت ہندوستان (۲) میں عمل ہونا چاہئے واضعان مجموعہ ہاے ہند مقننان
انگلستان تھے اور جس صورت میں کہ اونھوں نے الفاظ فقرات ایسے جنکے معنی اصطلاحی ہو گئے ہیں
استعمال کئے ہیں تو میری رائے میں یہ قیاس کرنا چاہئے کہ اونھوں نے اونکو بمعنی اصطلاحی استعمال کیا ہے
بیمہ جو واسطے مدت محدود چند سال کے نسبت زندگی ایک شخص غیر کے کیا جاے بلاشبہہ اندر تعریف
قمار بازی کے جو کالبرن صاحب چیف جسٹس نے بیان کی ہے داخل ہوتا ہے اور اس لئے میری رائے میں
جو شخص یہ حجت کرے کہ وہ اندر منشاے دفعہ ۳۰ ایکٹ معاہدہ کے نہیں آتا تو اوسکو کسی امر اصطلاحی کا
بتانا بلا تصحیح حجت کے جواب دینا چاہئے مگر ایسے امر کا بیان کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ لفظ شرط بدنا [illegible]
الفاظ اس قسم کے بیمہ جات سے متعلق کیا گیا ہے جو عموماً بطور قمار بازی نہایت قابل اعتراض قسم کے
متصور ہوتے ہیں (دیکھو تقریر نارتھ صاحب جسٹس بمقدمہ ایوٹس بنام گبنز (۳) و جیمز صاحب بیرن

(۱) [illegible] صفحہ [illegible]

(۲) دیکھو مقدمہ [illegible] بنام [illegible] صفحہ [illegible]

(۳) [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]

بمقدمہ اسکاٹ بنام روس (۱)۔

نسبت امر تنقیح طلب سوم کے مین تجویز کرتا ہون کہ مسٹر ہینڈارہ کو کوئی تعلق زندگی محبوب بی سے نتھا اور نسبت امر چہارم کے یہ تجویز ہے کہ بیمہ مذکور حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ معاہدہ کے کالعدم ہے۔

نسبت دیگر امور تنقیح طلب وا تفاقی کے مین اپنی تجاویز صرف مختصراً لکھونگا۔

امر تنقیح طلب پنجم۔ میری راے مین یہ ثابت نہین ہے کہ بیمہ بذریعہ غلط بیانات فریبی متعلق وسائل وحالات محبوب بی کے حاصل کیا گیا تھا یہ کہا گیا ہے کہ وہ غلط بیانات تنہیات یعنی کاغذات نمبر ۲۱ و ۲۶ و ۱۰۵ مین درج ہین کسی بیان اہم کا جو باتحقیق جھوٹا ہو نشان دینا غیر ممکن ہے ممکن ہے کہ عبد الصمد کی تنخواہ دو سو روپیہ ماہوار ہو یا خلاف قیاس ہو مگر یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ اوس قدر تنخواہ ۲۱۱ نتھی پدر محبوب بی کا خیال ہے کہ وہ اوسقدر نتھی اور جو شخص کہ عبد الصمد کی حیثیت رکھتا ہو اوسکے اسقدر تنخواہ پانے کی توقع نہین کیجاسکتی ہے مگر ہمکو واقفیت کافی نسبت اوسکے یا اون خدمات کے نہین ہے جنکو وہ انجام دیتا تھا کہ ہم بلا خطر معین طور پر کوئی راے نسبت اس امر کے ظاہر کرسکین اس بات کا یقین کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ کچھ نہین رکھتا تھا اور یہ بیان کہ اوسکو کچھ جایداد ارضی اپنے پدر سے ملی صحیح معلوم ہوتا ہے اوسکو ایک مکان اوسکے باپ سے ملا اور اب اوسکے پاس دیگر مکانات معلوم ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ رقم کثیر اوسکی شادی مین صرف ہوئی تھی۔

چونکہ بیانات مذکور غیر صحیح ثابت نہین ہوئے ہین لہذا یہ خیال کرنا غیر ضروری ہے کہ کیا اثر ہوتا اونکا اوس حالت مین ہوتا کہ وہ جھوٹے ہوتے۔

امر نہم تنقیح طلب۔ میرے نزدیک انتقال منجانب محبوب بی ثابت نہین ہے بیشک یہ مین کہہ سکتا ہون کہ اوس نے اپنی علامت ثبت کی مگر وہ کافی نہین ہے وہ پڑھ لکھ نہین سکتی تھی اور صرف یہ ثابت کرنا بذریعہ مدعی پیش کنندہ کاغذ مذکور کے ہے کہ مسماۃ نے اپنی علامت ثبت کی بلکہ یہی کہ مسماۃ اپنے فعل کی نوعیت سمجھتی تھی یا بالفاظ دیگر حسب قول حکام عالیمقام پریوی کونسل بذریعہ مقدمہ رام رتن بنام مسماۃ ننداسماۃ نے دستخط سمجھکر کئے تھے یہ قصہ کہ مسماۃ نے کہا تھا کہ وہ بیمہ ذریعہ معاش ہے بھی قابل اعتبار نہین معلوم ہوتا اور اوسکی خاموشی بابعد متعلقہ انتقال سے بہت صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مسماۃ کو انتقال کی خبر نتھی اوسکی درخواست موصوفہ ۱۶ مئی بابت بیمہ بسوم عبد الصمد اوسکے شوہر کے تھی ۳ ستمبر کو کاغذ بیمہ کا نہین آیا تھا اور یہ معلوم نتھا کہ آیا وہ اوسکے نام سے یا اوسکے شوہر کے

(۱) رپورٹ لا نگ فیلڈ ڈاون سنیٹ صاحبان آیرلینڈ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۵

سنہ ۱۹۰۵ء

الہ آباد

بنام

[illegible] گورنمنٹ [illegible]

لائف انشورنس کمپنی [illegible]

نام سے آویگا۔ اندرین حالات دستخط دونون کے کرائے گئے مگر ظاہرا محبوب بی واقعی نہین سمجھتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے میرے نزدیک یہ امر تنقیح طلب دراصل بلحاظ امور تنقیح طلب اول و دوم کے فیصل ہونا چاہیئے اگر تتمہ بستشارہ و عبد الصمد کے ابتدا سے یہ قرار پایا تھا کہ محبوب بی کا صرف نام مستعمل ہوگا اور بسقدر جلد ممکن ہوگا انتقال کرا لیا جایگا تو غالبا کوئی کوشش عظیم مسماۃ کو یہ سمجھانے کے لئے ضروری نہتھی کہ وہ کس کاغذ پر دستخط کرتی ہے اور اوسکی خاموشی بابت اس بارہ مین و نیز عبد الصمد کی لاپروائی دربارہ نقصان وغیرہ کے قابل فہم ہوگی بخلاف اسکے اگر بیمہ درحقیقت واسطے فائدہ مسماۃ کے تھا تو اصلیت انتقال کی نسبت شبہہ کرنیکی وجہ کمتر ہوگی۔

۲۱۲ نسبت یازدہم امر تنقیح طلب کے مین تجویز کرتا ہون کہ محبوب بی ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو فوت ہوئی اس واقعہ کی نسبت نزاع نہین ہے۔

نسبت امور قانونی کے جو دیگر امور تنقیح طلب سے پیدا ہوتے ہین رائے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے۔

نسبت اس امر دلچسپ کے جسکی بابت تقریر مین بہت بحث کی گئی یعنی یہ کہ آیا انتقال جان بیمہ بنام شخص غیر جسکو کوئی تعلق زندگی اوس شخص سے جسکا بیمہ کیا گیا نہ ہو کالعدم ہے یا نہین مین فیصلہ صادر کرنے کے لئے آمادہ نہین ہون لیکن مین یہ ظاہر کرتا ہون کہ اگر معاہدہ بیمہ کا ابتدا مین جائز ہو تو انتقال سے جو بحق شخص غیر کیا جاوے وہ بطور معاملہ قمار بازی کے حسب دفعہ ۳۰۔ ایکٹ معاہدہ کالعدم نہین ہو جاتا کوئی معاہدہ جدید مابین منتقل الیہ اور کمپنی کے نہین ہے اور کوئی قمار بازی مابین منتقل الیہ اور انتقال کنندہ کے جس نے اپنا بیمہ قطعی طور پر فروخت کیا نہین ہے مگر ممکن ہے کہ ایسا انتقال بوجہ ہونے خلاف مصلحت عامہ کے کالعدم ہو لیکن اگر یہ صورت ہے تو بحث معمولی طور پر صرف اوس طور پر پیدا ہوگی جیسی مقدمات امریکہ وارنک بنام ڈیوس (۱) و گلک بنام لیوس (۲) مین بین منتقل الیہ و قائم مقامان اوس شخص کے پیدا ہوئی تھی جسکا بیمہ کرایا گیا تھا بمقابلہ کمپنی کے بیمہ جائز رہیگا عام اس سے کہ وہ واسطے فائدہ منتقل الیہ کے ہو یا قائم مقامان کے اور معمولی طور پر نزاع صرف درمیان اونکے ہوگا مقدمہ حال بلاشبہ اگر انتقال کالعدم قرار دیا جاتا تو مدعیہ حال ڈگری نہین پا سکتی لیکن گو مقدمات امریکہ پر پورے طور پر اور احترام کے ساتھ غور کرنا چاہیئے اگر فیصلہ اس امر تنقیح طلب پر منحصر ہوگا لیکن نظائر انگلستان پر جو متعلق بحث مصلحت عامہ کے ہین بہت احتیاط سے غور کرنا لازم ہوگا۔

چونکہ تجاویز متعلق امور تنقیح طلب نمبر الغایت ہم واسطے تجویز مقدمہ ہذا کے کافی ہین لہذا مجکو اس معاملہ کی نسبت زیادہ کہنا ضرور نہین ہے۔

(۱) رپورٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس جلد ۱۰۴ صفحہ ۷۷۵ (سنہ ۱۸۸۱ء) (۲) رپورٹ ولیس صاحب جلد ۱۵ صفحہ ۶۴۳ (سنہ ۱۸۷۲ء)

۱۸۹۸ء

اللاہانی

بنام

... انشورنس کمپنی لمیٹڈ

مین دعوی مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون

نالش ڈسمس کی گئی

مدعیہ نے اپیل کیا- اپیل واسطے سماعت کے روبرو فیرن صاحب چیف جسٹس و طیب جی صاحب جسٹس کے ۱۲- اگست ۱۸۹۸ء کو پیش ہوا-

مسٹر میکفرسن و مسٹر اینڈرسن منجانب اپیلانٹ (مدعیہ)

مسٹر برفیسن و مسٹر اسکاٹ منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ)

۲۱۳ علاوہ اون اسناد کے جنکا حوالہ عدالت ماتحت مین دیاگیا مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا بیگر گار بنام فرگسن (۱) ورسالا آر نولڈ صاحب جلد ا صفحہ ۱۲۳ و مقدمہ اشملی بنام اشملی (۲) وایشنالا انشورینس کمپنی بنام فرانسس (۳) و نیویارک میوچول الف انشورینس کمپنی بنام آرم اسٹرانگ (۴)-

عدالت اپیل نے ڈگری عدالت ماتحت کو مع خرچہ بحال رکھا-

اپیل ڈسمس ہوا-

اٹرنیان منجانب مدعیہ (اپیلانٹ) مسٹران کنبل و مردان جی و مہتی لال-

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ (رسپانڈنٹ) مسٹران کرافرڈ و کمپنی-

صیغہ ابتدائی فوجداری

باجلاس کنیڈی صاحب جسٹس

۲۰- اکتوبر ۱۸۹۸ء

قیصر ہند بنام ڈیورنیٹ

صفحہ کتاب انگریزی ۲۱۳

عملدرآمد- ضابطہ- گواہ- شخص ملزم کا اون اشخاص کو بطور گواہ کے طلب کرنا جو اوسکے ساتھ ماخوذ کئے گئے ہین اور جنکی تجویز بابت اوسی جرم کے علیحدہ ہونے والی ہے- مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۳۴۲ فقرہ ۴- ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۳۲-

ملزم ڈیورنیٹ پر جو ایک رعیت برٹانیا اہل یورپ ہے بشمول دیگر اشخاص کے جو باشندگان ہند ہین حسب دفعات ۳۰۲ و ۳۰۴ و ۳۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء الزام مشورہ ارتکاب اتصال بالجبر کا لگایا گیا تھا- ڈیورنیٹ نے استدعا کی کہ اوسکی تجویز بذریعہ ایک جوری کے تو انتظام کے بموجب دفعہ ۴۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء کے کی جاے- دیگر ملزمان نے جو باشندگان ہند تھے بیدنان ...

(۱) رپورٹ مجلس وکلا و لیل صاحبان صفحہ ۲۷ (سنہ ۱۸۵۰ء) (۲) رپورٹ بیمن صاحب جلد ۳ صفحہ ۴۹ (سنہ ۱۸۳۹ء)

(۳) رپورٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس جلد ۹ صفحہ ۱۸۲ (سنہ ۱۸۶۹ء) (۴) رپورٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس جلد ۱۱۷ صفحہ ۵۹۱ (سنہ ۱۸۸۶ء)

۱۸۹۵ء
قیصر ہند بنام ڈیورنیٹ

کہ اونکی تجویز علیحدہ بموجب دفعہ ۴۵۳ کے کی جاوے بعد ازان ڈیورنیٹ کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اور بحث مستغیث کے ختم ہونے پر اوس نے اون اشخاص کے بطور گواہ کے طلب کیے جانے کی استدعا کی جنپر اوسکے ساتھ الزام لگایا گیا تھا اور جو زیر تجویز تھے اونھون نے اپنے طلب کیے جانے کی نسبت اعتراض کیا۔

تجویز ہوئی کہ وہ مستحق اونکو بطور گواہ کے طلب کرانے اور اونکے اظہار حلف سے لینے کا تھا۔

لفظ ملزم واقع فقرہ ۴ دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کی مراد اوس ملزم سے ہے جو اوس وقت زیر تجویز ہو اور جسکا اظہار عدالت لیتی ہو۔

ملزم پر جو ایک رعیت برطانیہ اہل یورپ ہے بشمول چار دیگر اشخاص کے (جنمین سے تین باشندگان ہند تھے) الزام مشورہ استحصال بالجبر کا حسب دفعات ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۹ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) لگایا گیا تھا۔

جملہ ملزمان نے تجویز کیے جانے کی استدعا کی۔

چونکہ ڈیورنیٹ مسلماً ایک رعیت برطانیہ اہل یورپ تھا پس اوس نے حسب دفعہ ۴۵۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے بذریعہ ایک جوری مختلف اقوام کے جسمین سے کم از کم نصف اہل یورپ یا اہل امریکہ یا اہل یورپ اور اہل امریکہ دونوں ہون تجویز عمل مین لائے جانے کی استدعا کی۔*

بعد ازان تین ملزمان نے جو باشندگان ہند تھے حسب دفعہ ۴۵۳ فقرہ ۲ مجموعہ مذکور کے علیحدہ تجویز کیے جانے کی استدعا کی

بعد ازان ڈیورنیٹ کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اوس نے اصالتاً جوابدہی کی۔

مستغیث کی جانب سے بحث کے ختم ہونے پر ڈیورنیٹ نے اپنی بحث شروع کی اور جوری کے روبرو گفتگو کی بعد ازان اوس نے اون تین اشخاص کو بطور اپنے گواہان کے طلب کیا اور جو اوسکے ساتھ ماخوذ کیے گئے تھے اور جنکی تجویز علیحدہ ہونے والی تھی یعنی درجن جی بھائی ڈی واڈی و کرسیٹ جی ایم مستاو ہرابجی آر بوتل والا کو اور اونکے کونسل نے جو اوسوقت کارروائی مقدمہ دیکھ رہے تھے اونکے بطور گواہ طلب کیے جانے پر اعتراض کیا

پی ایم مہتا نے منجانب ملزم درجن جی بھائی ڈی واڈی کے یہ عذر کیا کہ اونکے موکل کو جسپر بشمول ڈیورنیٹ الزام لگایا گیا تھا اور جو بابت اونھین جرائم کے زیر تجویز تھا حلف نہین دیجا سکتی ہے۔

اوس نے مقدمات قیصر ہند بنام پیٹو تاتا (۱) و قیصر ہند بنام اصغر علی (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ڈلا (۳) کا حوالہ دیا قانون ہندوستان قانون انگلستان سے مختلف ہے (دیکھو مقدمہ مرو فسر (۴))۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۷۶ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ (سنہ ۱۸۷۹ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰ (سنہ ۱۸۸۵ء) (۴) رپورٹ ہائے شرو فلیس بحاصب جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ (سنہ ۱۸۶۹ء)

* ملزمان مین سے ایک شخص سے جو اہل یورپ تھا حسب دفعہ ۳۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ (سنہ ۱۸۸۲ء) وعدہ معافی کیا گیا۔

سنہ ۱۸۹۸ء

قیصر ہند بنام ڈیورینٹ

مسٹر پانڈورنگ بہادرجی نے بھی منجانب کریسٹجی ایم مہتا و سوراب جی آر بلتل والا کے اعتراض کیا۔

ڈیورینٹ نے حجت کی کہ اونکو استحقاق طلب کرانے اون اشخاص کا ہے جو اونکے ساتھ مجرم قرار پائے تھے مقدمات مجولہ وہ مقدمات تھے جنمین ایسے اشخاص ملزم جنکو معافی بضابطہ طور پر دی گئی تھی بطور گواہان مستغیث کے طلب کئے گئے تھے۔

مسٹر میکفرسن منجانب مستغیث۔ بموجب قانون انگلستان کے ملزمان شریک بلا شبہ بطور گواہان کے طلب کئے جا سکتے تھے (کتاب کرمنل پلیڈنگ مولفہ آرچ بولڈ صاحب طبع بستم صفحہ ۳۱۱) لفظ ملزم مستعملہ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے مراد ضرور اوس ملزم سے ہے جو فی الواقع زیر تجویز ہو کونسل نے دفعہ ۱۳۳ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) کا حوالہ دیا۔

کینیڈی صاحب جسٹس۔ نسبت قانون انگلستان متعلقہ اس امر کے کوئی شبہہ نہین کیا جا سکتا علاوہ اوس فقرہ کتاب آرچ بولڈ صاحب کے جسکا حوالہ کونسل ذی علم مستغیث نے دیا ہے رسالہ شہادت فوجداری مولفہ راسکو صاحب طبع چہارم صفحہ ۱۲۲ کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے جسمین یہ صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اگر ملزم شریک کی تجویز مشترکانہ ہو رہی ہو تو وہ بطور گواہ کے طلب کیا جا سکتا ہے مسٹر میکفرسن نے مقدمہ ونسر (۱) کی رپورٹ کا حوالہ دیا ہے لیکن بحث جسکا اوس رپورٹ مین ذکر ہے یہ تھی کہ آیا جوری اوس وقت کہ جب قیدیان کی تجویز مجموعی روبرو بیرن چینل صاحب کے مارچ سنہ ۱۸۶۶ء مین ہوئی صحیح طور پر رخصت کی گئی تھی یا نہین الغرض آیندہ مین روبرو کیٹنگ صاحب جسٹس کے جولائی سنہ ۱۸۶۶ء مین یہ دو قیدیان پھر واسطے تجویز کے پیش کئے گئے تھے اور اوس وقت کونسل مستغیث نے چاہا کہ قیدی (ہیرس) کو بطور گواہ خلاف ونسر کے طلب کرنے کی اجازت چاہی تھی مسٹر پرائڈو نے یہ کہا تھا کہ ہیرس کی جانب سے وہ ایسے طریقہ کارروائی کی نسبت کچھ اعتراض نہین کر سکتا لیکن اوس نے یہ گذارش کی کہ شاید یہ ضروری ہوگا کہ مسماۃ قبل اسکے بری کی جاوے حاکم ذی علم نے یہ فرمایا کہ اونھون نے اس امر پر غور کیا ہے اور اونکی یہ رائے ہے کہ یہ ضروری نہین ہے بعد ازان ہیرس کٹہرہ سے نکالی گئی اور ونسر تنہا واسطے تجویز کے پیش کی گئی مسٹر فولکرڈ نے منجانب ونسر کے کوئی اعتراض اوس بنا پر نہین کیا لیکن یہ عذر کیا کہ ونسر پھر واسطے تجویز کے پیش نہین کی جا سکتی کیونکہ مقدمہ اول الذکر مین جوری باضابطہ طور پر رخصت نہین کی گئی لیکن کیٹنگ صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی (صفحہ ۲۰۲) کہ یہ عذر ناقابل پذیرائی ہے تجویز مقدمہ کی عمل مین آئی اور ونسر پر جرم ثابت قرار دیا گیا۔

جنوری سنہ ۱۸۶۷ء مین مقدمہ روبرو کورٹ آف کوئینس بنچ (۲) کے پیش ہوا رٹ آف ایرر بعذر غلطی کے

(۱) رپورٹ فاسٹر و فنلسن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۶۳ (سنہ ۱۸۶۶ء) (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ (سنہ ۱۸۶۷ء)

۱۸۹۵ء
قیصر ہند
بنام
ڈیوریٹ

پیش کیا گیا اور مسٹر فول کرڈ نے منجانب دفنسر (علاوہ دیگر امور کے) یہ بحث کی کہ ہیرس کی شہادت بیجا طور پر قبول کی گئی تھی۔

جملہ حکام نے تجویز محق مستغیث صادر کی تجویز کا کبرن صاحب چیف جسٹس میں ایک اہم فقرہ ہے جسکا حوالہ مقدمات مابعد میں دیا گیا ہے اونہوں نے یہ تحریر کیا (صفحہ ۱۴۰ لغایت ۳۱۲)۔

اون صورتوں میں کہ چند اشخاص ایک ہی جرم میں ماخوذ کئے گئے ہوں اور یہ قرین مصلحت ہو کہ اونکی تجویز علیحدہ علیحدہ عمل میں لائی جاوے کہ شہادت ایک ملزم کی بخلاف دوسرے ملزم کے قبول کی جاسکے میری دانست میں ہمیشہ یہی امر مناسب ہے کہ اوس شخص کے جو شہادت دینے کے لئے حاضر ہو یہ ضروری ہے کہ اوسکی نسبت رائے بے جرمی کی حاصل کی جاوے یا اگر وہ عذر مجرم نہ ہونے سے دست بردار ہو اور مجرم ہونے کا اقبال کرے تو اوسپر حکم سزا صادر کیا جاوے تاکہ گواہ اپنی شہادت میں دینے سے علاوہ اسکے خوف اوس امر کے جو پیدا ہونیوالا ہے اور خواہش اپنی محفوظی کے یعنی معافی قیدی کے جو دل میں پیدا ہوگی ہوگی آزاد رہے۔

لیکن اثنائے بحث مقدمہ مابعد ملکہ معظمہ بنام ہین (۱) میں کاکبرن صاحب چیف جسٹس نے اوس فقرہ کا حوالہ دیا اور یہ فرمایا (صفحہ ۳۰۵) عوام میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ میں نے یہ قرار دیا ہے کہ ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر عمل کرنا ضروری ہے یہ بالکل اوس سے مختلف ہے کہ جو میں نے کہا تھا میں نے صرف اوس طریقہ کا ذکر کیا تھا جو قرین سہولت ہے۔

مقدمہ میں سے خاص کر ہدایت ہوتی ہے کیونکہ اوس مقدمہ میں کرٹس فی الواقع روبرو مجسٹریٹ کے بطور گواہ منجانب ہین کے طلب کیا گیا تھا بعد ازاں کرٹس مجرموں میں شامل کیا گیا تھا اور اوسکی تجویز شمول ہین کی گئی تھی ہین کے کونسل نے کرٹس کو بطور گواہ کے طلب کرانا چاہا اور یہ شکایت بجا کی کہ یہ بڑی مشکل ہے کہ کرٹس کے مجرم بنائے جانے کی وجہ سے اوسکا موکل اوسکی شہادت سے محروم کیا جاوے نسبت اس امر کے کاکبرن صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا کہ اوسکا علاج یہ ہے کہ ملزمان کے علیحدہ تجویز کئے جانیکی درخواست کیجاوے اور اگر گواہ بیجا طور پر جرم میں شامل کیا گیا ہے تو ضرور جج ایسی درخواست کو منظور کریگا۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ بموجب دفعہ ۲۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بابتہ ۱۸۹۸ء کے یا مرعدالت کے اختیار تمیزی پر چھوڑا گیا ہے کہ ملزمان کی تجویز یکجائی یا علیحدہ عمل میں لاوے ہین کے مقدمہ میں یہ تجویز کی گئی کہ کرٹس کی شہادت بطور گواہ منجانب ہین کے نہیں لیجاسکتی کیونکہ قانون انگلستان کا یہ ایک اصول ہے کہ جوری جسکو کسی شخص ملزم کے مجرم یا بیگناہ ہونے کا فیصلہ کرنا ہو اوس شخص کے اظہار اور جوابات سوالات جرح سماعت نہیں کر سکتی۔

دوسرا مقدمہ جسمیں ایک شخص ملزم بطور گواہ منجانب اپنے شریک مجرم کے طلب کیا گیا تھا مشہور مقدمہ

(۱) لا رپورٹ کراؤن کیسز ریزرو جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ (۱۸۶۸ء)

سنہ ۱۸۹۸ء

قیصر ہند بنام [illegible]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بریڈلا (۱) کا ہے بریڈلا پر بشمول ریمزے اور فٹ کے جرم شایع کرنے کفر آمیز تحریر کو مینی کا قائم کیا گیا تھا قبل جوری کو حلف دیے جانے کے بریڈلا نے درخواست کی کہ اوسکی تجویز علیحدہ اور اول عمل مین لائی جاوے اور اوس نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ بحث کی کہ وہ اپنے شریک مجرمان کو بطور اپنے گواہوں کے طلب کر سکتا ہے سر ایچ گفرڈ نے منجانب سرکار کے اعتراض کیا لیکن کالرج صاحب چیف جسٹس نے درخواست منظور کی جسکے بریڈلا کو اپنی جوابدہی کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ بات
۲۱۷ ظاہر کی گئی کہ وہ دیگر مدعا علیہم کو بطور اپنے گواہان کے طلب کر سکتا ہے مسٹر الورسی نے منجانب مخبر کے اعتراض کیا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ ریمزے کی نسبت رائے برائت کی حاصل کیجاوے اوس سے حوالہ رائے کاکبرن صاحب چیف جسٹس بمقدمہ ونس (متذکرہ بالا) کا دیا کالرج صاحب چیف جسٹس نے فرمایا کہ اوس مقدمہ مین شریک قیدی منجانب سرکار کے طلب کیا گیا تھا مسٹر الورسی نے یہ بیان کیا کہ اس سے کچھ فرق نہین ہوتا کیونکہ اگر شریک مدعا علیہ منجانب مدعا علیہم طلب کیا گیا تو اوس سے سوالات جرح کیے جاوینگے اور وہ مشکل اپنے اوپر جرم ثابت کرنے سے بچ سکے گا کالرج صاحب چیف جسٹس نے فرمایا کہ وہ اس امر کی کوشش کرینگے کہ ایسے سوالات نہ کیے جاوین یا ایسے جوابات نہ دیے جاوین کہ جنکا ایسا نتیجہ ہو نسبت قول محولہ بالا کے اونہون نے فرمایا کہ کاکبرن صاحب چیف جسٹس نے اس صفحہ تک نہین تحریر کیا ہے کہ اوس صورت مین بھی کہ جب شریک قیدی منجانب سرکار طلب کیا گیا تھا یہ طریقہ خلاف قانون تھا کہ مقدمہ اوس قیدی پر ثابت قرار دیا جاوے جسکی تجویز ہو رہی تھی مگر اس مقدمہ مین شریک مدعا علیہ منجانب مدعا علیہم کے جو زیر تجویز ہے طلب کیا گیا ہے مین اسکا انسداد نہین کر سکتا ہون اور مستغیث کو اس امر پر مجبور کر سکتا ہون کہ شریک مدعا علیہم کی نسبت جو طلب ہونے والا ہے رائے برائت کی حاصل کرے شریک مدعا علیہ صرف بغرض تردید اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ بریڈلا مدعا علیہ نے شایع کیا تھا اور کوئی سوالات جو کسی دوسرے شخص کی جانب سے واسطے ثبوت شایع کیے جانے کے منجانب کسی دوسرے شخص کے پیش کیے جاوین وہ یا تو قانوناً قابل پذیرائی نہ ہونگے یا اگر اون سے گواہ پر جرم ثابت ہونے کا احتمال ہوگا تو وہ اونکے جواب دینے کے لیے مجبور نہ ہوگا مجھکو ایک نوبت مابعد اس تحریر مین موقع ذکر کرنے اون مشکلات کا ہوگا جو کالرج صاحب چیف جسٹس کو پیش آئی تھین

نسبت مقدمات ہند محولہ مسٹر مہتا کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقدمہ اصغر علی (۲) اور مقدمہ ذوالا جیو (۳) بالکل مشابہ مقدمہ منو تھا (۴) کے ہین کہ جسکی تقلید اون مقدمات مین کی گئی تھی لیکن منو تھا کے مقدمہ مین

(۱) مقدمات فوجداری مولفہ کاکس صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱ (۱۸۷۷ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ (۱۸۷۹ء)

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰ (۱۸۸۵ء) (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۰ (۱۸۸۵ء)

۱۸۹۶ء

قیصر ہند بنام ڈیورینٹ

بغور لحاظ کرنا کافی ہوگا اوس مقدمہ مین دو اشخاص موسومہ عبد الحمید روبرو مجسٹریٹ کے بطور مجرمان پیش کئے گئے تھے اونمین سے بوجہ ترغیب بضابطہ وعدہ معافی کے بطور گواہان کے شہادت لی گئی ایم میلول صاحب جسٹس و کیمبال صاحب جسٹس نے دفعات ۳۴۳ و ۳۴۵ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء (مجموعہ ضابطہ فوجداری نافذ الوقت) پر استدلال کیا اور حکام عالی مقام موصوف نے یہ فرمایا۔

"ان دفعات کی یہ تاثیر ہے کہ یہ امر خلاف قانون ہوگا کہ کوئی مجسٹریٹ کسی شخص ملزم کو گواہ سوائے اوس صورت کے بنائے کہ جبکہ اونکو قانوناً حسب دفعہ ۳۴۷ معافی عطا کی گئی ہو چونکہ عبد الحمید اشخاص ملزم تھے اور حسب قانون وہ معاف نہیں کئے گئے
۲۱۸ لہذا اونکا اظہار بطور گواہ کے نہیں لیا جاسکتا تھا جب تک کہ وے بری یا رہا نہ کئے گئے ہوں یا اونپر جرم ثابت قرار نہ دیا جاوے پس اونکی شہادت بوجہ قطعاً ناقابل پذیرائی ہونے کے نامنظور ہونی چاہئے۔"

بعد ازان حکام نے مقدمہ انگلستان سرکار بنام رڈ (۱) کا حوالہ دیا اور اوسکو ممیز کیا اور اوس صورت مین بھی شریک جرم کو بضابطہ طور پر معافی عطا کی گئی تھی۔

اب جو خیال کہ ہر ایک شخص کو ہنستا کے مقدمہ کے پڑھنے سے ہوگا یہ ہے کہ وہ محض شہادت ایسے شریک جرم سے متعلق تھا جسکو بضابطہ طور پر معافی عطا کی گئی اور وہ اثر مجموعی دفعات ۳۴۳ و ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری نافذ الوقت پر مبنی تھا احکام دفعہ ۳۴۵ کے بجز ایک علحدہ دفعہ مین درج تھے اور جیسا کہ اب مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہے جزو دفعہ ۳۴۲ کے نہ تھے جسمین قاعدہ اظہار لینے شخص ملزم کا بوقت تجویز شخص ملزم مذکور کے مندرج ہے اور یہ حکم ہے کہ بغرض لینے اظہار کے اوس مقدمہ مین اوس ملزم کو حلف نہ دیا جائے گا حکام نے مقدمہ ہنستا مین ایسے شخص ملزم کا ذکر نہیں کیا ہے جسپر جرم مشمول دیگر اشخاص کے قائم کیا گیا ہو مگر جسکی تجویز علحدہ مختلف جوری یا اسیسران سے عمل مین آنے والی ہو اور جو بطور گواہ منجانب شریک مجرمان کے طلب کیا گیا ہو۔

ایک مقدمہ برہما کا بالآخر کلکتہ ہائی کورٹ نے فیصل کیا تھا جسمین بظاہر فیصلہ مقدمہ ہنستا کی پیروی نہین کی گئی تھی وہ تجاویز منتخبہ جوڈیشل کمشنر برہما جلد ۱ صفحہ ۲۴۶ مین مندرج ہے اور اوسکا ذکر انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ مین بصفحہ ۷۰ ملیگا اوس مقدمہ ملک برہما مین ایک شریک جرم نے جسکو بضابطہ طور پر معافی عطا کی گئی تھی شہادت دی تھی جوڈیشل کمشنر جج جارڈین صاحب نے یہ فرمایا عدالت اون اشخاص کی شہادت کو قبول نہ کرنے مین بسبب عمل کرتی رہی جنکو بضابطہ طور پر معافی عطا کی گئی ... دیکھو مقدمہ ہنستا و اصغر علی۔ پس بتقلید مقدمہ ہنستا مین یہ تجویز کرتا ہون کہ چونکہ اوسکو گواہ بالجبر کیا

(۱) رپورٹ کوکس صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ (سنہ ۱۸۴۳ء)

سنہ ۱۸۹۵ء

قیصر ہند بنام ڈوڈ ریٹ

باضابطہ طور پر معافی عطا نہین کی گئی تھی پس اوسکی شہادت بطور گواہ کے نہین لیجا سکتی تھی چونکہ ایکا ڈوکیٹ کی راے اس راے سے مختلف تھی پس مقدمہ ہائی کورٹ کلکتہ کو ارسال کیا گیا تھا جس نے دستخط صاحب جسٹس وفیلڈ صاحب جسٹس یہ تجویز کی کہ شہادت قابل پذیرائی تھی گو بلا شبہہ اوسپر بغور لحاظ کرنا لازم تھا حکام نے یہ تحریر کیا کہ بموجب ایکٹ شہادت کے قابل پذیرائی ہونا قاعدہ ہے اور خارج ۲۱۹
استثنا ہو۔ اور وہ حالات جو بموجب دیگر قواعد کے تاثیر خارج کرنے کی رکھتے تھے بموجب ایکٹ مذکور صرف تجویز کرنے مین اوس وقعت کے جو شہادت کی جب وہ پذیرا ہوجاے کرنی چاہیے قابل لحاظ ہین
یہ امر کہ فیصلہ مقدمہ منفصلہ کو محدود طور پر متعلق کرنا چاہیے جارڈین صاحب جسٹس کو مقدمہ ملا معظم قیصر ہند بنام سونا پونا (۱) ظاہر معلوم ہوا تھا اونہون نے مقدمہ مذکور کو اس بنا پر تمیز کیا تھا کہ اوس مقدمہ مین شخص ملزم فی الواقع روبرو مجسٹریٹ کے پیش نہین کیا گیا تھا گو مجسٹریٹ نے بر طبق درخواست سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بضابطہ طور پر معافی عطا کی تھی جسکی وجہ سے شخص مذکور نے بطور گواہ کے شہادت دی تھی چنانچہ جارڈین صاحب جسٹس نے یہ تسلیم کرکے کہ لفظ ملزم مختلف دفعات مجموعہ ضابطہ فوجداری مین بہ معنی مجرم فرضی کے استعمال کیا گیا ہے یہ تحریر کیا "لیکن اگر ہم مقدمہ منفصلہ کی تقلید کرین تو بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ اس فقرہ اخیر دفعہ ۳۴۲ کے کہ ملزم کو حلف نہ دیا جائیگا کیا معنی ہین ان فیصلجات کی بہترین توضیح یہ تجویز کرنے سے ہوسکتی ہے کہ ملزم سے مراد اوس شخص سے ہے جسپر مجسٹریٹ یا اور عدالت اختیار سماعت عمل مین لاوے اور بلحاظ جملہ حالات ہمارے نزدیک یہ معنی محدود و نہایت مناسب بلحاظ ربط عبارت کے ہین"۔

مزید بران مین یہ کہونگا کہ لفظ ملزم مستعملہ دفعہ ۳۴۲ کے معنی اوس ملزم سے ہین جو اوس وقت زیر تجویز ہو اور جسکا اظہار عدالت لے رہی ہو اوسمین وہ ملزم شامل نہین ہوسکتا ہے جسکی نسبت عدالت دوسرے مقدمہ مین اختیار سماعت استعمال کر رہی ہو ممکن ہے کہ مین مقدمہ قتل عمد کی تجویز اس ہائی کورٹ مین کرتا ہون اور ایک اہم گواہ خواہ منجانب سرکار یا ملزم کوئی شخص ملزم ہو جس نے جرم نقب زنی کا جواب دیا ہو اور جسکی تجویز فوراً بعد مقدمہ قتل کے ہونے والی ہو۔ یہ کہنا بیہودہ ہوگا کہ اوس شخص ملزم کو حلف نہ دی جائیگی جب وہ بطور گواہ کے مقدمہ قتل مین پیش کیا جاے جیسا کہ جج نے مقدمہ اصغر علی (مستذکرہ بالا) تحریر کیا ہے کسی ملزم کو حلف نہین دیجاسکتی اور نہ اوسکا اظہار بطور گواہ کے اوس مقدمہ مین لیا جاسکتا ہے کہ جسمین وہ ملزم ہو وادی اور ہمتا اور بقول والا اوس مقدمہ مین

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۷۶ (سنہ ۱۸۸۶ء)

قیصر ہند بنام ڈیورینٹ

اشخاص ملزم نہین ہین کہ جنمین ڈیورینٹ ملزم ہے اونکے مقدمہ کی سماعت علیحدہ ہونے والی ہے اونپر الزام بالاشتراک لگایا گیا تھا لیکن اونکی اب وہ حالت نہین ہے اگر اونکی تجویز بشمول ڈیورینٹ عمل مین لائی جاتی تو یہ کہنا غیر ممکن ہوتا کہ اونکے بیانات پر جو بموجب دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قلمبند ہوے خواہ وے اقرار کی حد تک پہونچتے یا نہین جوری واسطے فایدہ ڈیورینٹ کے لحاظ نہین کرسکتی تھی پس کیون ڈیورینٹ اسوجہ سے ان بیانات کے فائدہ سے محروم کیا جاے کہ ان
۲۲۰ اشخاص کی تجویز بشمول اونکے نہین ہوتی ہے لیکن چونکہ اب اونکی تجویز اس مقدمہ مین نہین ہونیوالی پس محض وہ طریقہ جس سے وہ اپنا اظہار دیسکتے ہین بطور گواہ کے ہے اور اگر وہ گواہ ہین تو اونکو حلف دیا جانا ضروری ہے۔

ان بجوہ سے مجھکو کچھ شبہہ نہین ہے کہ ان اشخاص کا اظہار جنکو ڈیورینٹ نے بطور اپنے گواہان کے پیش کیا ہے بطور گواہان کے اور اس وجہ سے بحلف لیا جاسکتا ہے صرف دقت ایسے دل مین احکام دفعہ ۱۳۲۔ ایکٹ شہادت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ بغیر مقدمہ بریلا مین ظاہر کیا گیا ہے کالج صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا کہ وے ایسے سوال پوچھنے یا جواب دینے کی اجازت نہ دیتے جنکی تاثیر گواہ کے ماخوذ کرنے کی ہو اس عدالت کو وہ طریقہ اختیار کرنے کا موقع نہین ہے کیونکہ بموجب دفعہ ۱۳۲۔ ایکٹ شہادت کے کوئی گواہ کسی سوال کے جواب دینے سے درباب کسی معاملہ متعلقہ امر تنقیح طلب کے کسی نالش یا کسی کارروائی عدالت دیوانی یا فوجداری مین باسوجہ معذور نہوگا کہ اوس سوال کے جواب دینے سے وہ گواہ مجرم ٹھہریگا یا وہ جواب صراحتاً یا من وجہ باعث اوسکے مجرم ٹھہراے جانے کا ہوگا جبکہ شخص ملزم بموجب دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بیان کررہا ہو تو وہ کسی سوال کے جواب دینے سے انکار کرسکتا ہے بطور گواہ کے وہ جواب دینے کسی سوال سے درباب کسی معاملہ متعلقہ امر تنقیح کے معذور نہین ہے مگر دفعہ ۱۳۲۔ ایکٹ شہادت مین ایک اہم حکم ہے یعنی یہ کہ کوئی ایسا جواب جسکے دینے پر کوئی گواہ مجبور کیا جاے کسی مقدمہ فوجداری مین بمقابلہ اوسکے ثبوت مین پیش نہ کیا جائیگا بجز اوس مقدمہ فوجداری کے جو بذریعہ اوسی جواب کے جھوٹی گواہی دینے کی علت مین ہو پس چونکہ اوس وقت جوری جواب ڈیورینٹ کے مقدمہ کی تجویز اور اوسکے گواہان کا اظہار اور جرح کی سماعت کررہی ہے وہ جوری نہوگی جسکو تجویز جرم بلیے جبری اون گواہون مین سے اون اشخاص کی کرنی ہوگی جو بعد ازان واسطے تجویز کے پیش کئے جاین اور چونکہ وہ جوابات جنکے دینے پر وہ گواہان اب مجبور کئے جاین تجویز مابعد مین اونکے خلاف ثبوت مین قبول نہین کئے جاینگے پس مین یہ تجویز کرتا ہون

سنہ ۱۸۹۶ء
قیصر ہند
بنام
ڈیوریٹ

کہ اظہار گواہان کا جسکو ڈیوریٹ نے اب اپنی جانب سے طلب کیا ہے باضابطہ طرف سے لیا جا سکتا ہے اور اون سے سوالات جرح کئے جا سکتے ہیں۔

اڈرنیان منجانب مستغیث مسٹر ان کریڈی و لینچ حاضر۔

ملزم اصالتاً۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۱۴ - مارچ سنہ ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۱

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۳ - اقبال - اقبال جسپر ملزم کے دستخط نہ ہوں قابل پذیرائی ہونا ایسے اقبال کا - زبانی شہادت الفاظ اقبال کے ثبوت مین قبول کی جا سکتی ہے

دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کا اون جملہ صورتون سے متعلق ہونا مقصود ہے جنمین ہدایات قانون کی تعمیل پورے طور پر نہ کی گئی ہو وہ عدم تعمیل احکام قانون سے اوسی طرح متعلق ہے کہ جس طرح خلاف ورزی قانون سے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام وسرام بابا جی (۱) کی تقلید کی گئی - مقدمہ جیرا بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۲) سے اختلاف کیا گیا۔

ملزم پر الزام قتل عمد کا لگایا گیا تہا بوقت تجویز ایک اقبال جو اوس نے روبرو مجسٹریٹ پیش کنندہ کے کیا تہا شہادت مین اوسکے خلاف پیش کیا گیا تہا صاحب سشن جج نے اقبال کو بوجہ ناقابل پذیرائی ہونے کے نامنظور کیا کیونکہ اوسپر ملزم کے دستخط یا اوسکی نشانی نہ تہی اور چونکہ کوئی اور قابل اعتبار شہادت ملزم کو مجرم قرار دینے کی نہ تہی پس وہ رہا کیا گیا۔

بمنسوخی حکم رہائی تجویز ہوئی کہ اگرچہ اقبال تحریری قابل پذیرائی نہ تہا لیکن زبانی شہادت الفاظ اقبال کی دیجا سکتی تہی اور وہ الفاظ جبکہ ثابت ہون خلاف ملزم کے بطور شہادت کے حسب دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) مقبول اور مستعمل کئے جا سکتے ہیں پس ملزم کی تجویز جدید عمل مین لانے کا حکم دیا گیا۔

اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ بنا راضی حکم رہائی مصدرہ سی ایچ جاپ صاحب سشن جج احمد نگر۔

ملزم پر الزام قتل عمد اپنی زوجہ اور طفل کا لگایا گیا تہا۔

---

* اپیل فوجداری نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۶ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۵۹۴ (سنہ ۱۸۹۳ء)

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۸۹۶ (سنہ ۱۸۹۰ء)

۱۸۹۹ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رگھو

یہ بیان کیا گیا تھا کہ اوس نے اقبال روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے کیا تھا۔

اس اقبال کو مرہٹی زبان مین بشکل سوال وجواب ایک محرر نے روبرو مجسٹریٹ کے قلمبند کیا تھا اور مجسٹریٹ نے یادداشت بزبان انگریزی تحریر کی تھی۔

اقبال پر ملزم کے دستخط یا اوسکی نشانی نہ تھی۔

بوقت تجویز روبرو عدالت سشن کے ملزم نے اقبال سے انحراف کیا بر طبق استغاثہ کے اوس محرر کا اظہار لیا گیا کہ جس نے اقبال قلمبند کیا تھا اوس نے یہ بیان کیا کہ اوس نے جو کچھ کہ ملزم نے کہا تھا تحریر کیا تھا اور یہ کہ بیان ملزم کو پڑھکر سنا دیا گیا تھا اور اوس نے اوسکو صحیح تسلیم کیا تھا اور اوس نے ایک کلکرک سے ملزم کی نشانی کرانے کے واسطے کہا تھا لیکن اوس نے ایسا نہین کیا۔ ۲۲۲

صاحب سشن جج نے تجویز کی کہ اقبال شہادت مین قابل پذیرائی نہ تھا اور چونکہ کوئی اور شہادت اس لئے کافی نہ تھی کہ ملزم کا تعلق جرم سے پایا جائے پس صاحب سشن جج نے باتفاق راے اسیسران ملزم کو بری کیا انتخاب تجویز مندرجہ ذیل مین وجوہ برارت بیان کئے گئے ہین۔

مجسٹریٹ کی یہ غلطی کہ اوس نے ملزم سے دستخط کرنے کو نہین کہا بلحاظ منشاے قرین قیاس واضعان قانون کے ایک اس قسم کی غلطی تھی جو جوابدہی رویدادی ملزم مین بہت مضر ہو سکتی تھی ممکن ہے کہ اسکی وجہ سے ملزم کو موقع صحت اقبال سے انکار کرنیکا جو اوسکو از روے قانون عطا کیا گیا ہے نہ ملا ہو اور بیان بموجب دفعہ ۸۰ ایکٹ شہادت و دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تمامتر قابل مقبولی نہین ہے کیونکہ دفعہ مذکور سے بجاے اس قسم کے نقص رفع ہونے کے صاف طور پر وہ غلطیان تا قیاس دفعہ مستثنی کی گئی ہین کہ جن سے ملزم کی جوابدہی رویدادی کو نقصان پہونچا ہو یہ امر قابل لحاظ ہے کہ چونکہ کلکرک کا اظہار جس سے ملزم کے دستخط کرانے کو کہا گیا تھا نہین لیا گیا ہے پس یہ امر یقینا نہین کہا جاسکتا ہے کہ ملزم نے اخیر وقت پر اپنی نشانی کرنے سے انکار نہین کیا اور بیان کی صحت سے انکار نہین کیا۔

چونکہ اقبال برخلاف ملزم کے لحاظ نہین کیا جاسکتا اور چونکہ شہادت موجودہ مقدمہ ہذا نسبت ملزم پر جرم ثابت ہونے کے لئے کافی نہین ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہ ثابت نہین ہے کہ ملزم باعث ہلاکت اپنی یا اوسکے شیر خوار بچہ کا ہوا۔

عدالت باتفاق راے اسیسران ہدایت کرتی ہے کہ رگھو ساہو مذکور بری و رہا کیا جاے۔

بناراضی اس حکم برارت کے لوکل گورنمنٹ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

راؤ بہادر واسدیو جے کرتیکار وکیل سرکار منجانب سرکار۔ صاحب سشن جج نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ ملزم کا اقبال صرف اس وجہ سے شہادت مین قابل مقبولی نہ تھا کہ اوسپر ملزم کے دستخط نہ تھے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہاری ستن (۱) مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے بلاشبہ اوس نظیر کی تقلید مقدمہ

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۶ (۱۸۷۳ء)

سنہ ۱۸۹۰ع

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رگھو ۲۲۳

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام شیا (۱) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام آپا (۲) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہرسیا یا (۳) کی گئی تھی لیکن یہ سب مقدمات بموجب پرانے مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ع) کے فیصل کیے گئے تھے لیکن بذریعہ دفعہ ۵۳۳ مجموعہ حال کے اب قانون تبدیل ہوگیا ہے ایسے ترک کی اصلاح اب بذریعہ لینے شہادت اس امر کے ہو سکتی ہے کہ ملزم نے باضابطہ طور پہ بیان قلمبند شدہ کیا تھا اور جبکہ بیان اس طرح سے ثابت ہو جاوے تو وہ باوجود احکام دفعہ ۹۱ - ایکٹ شہادت کے قابل مقبولی ہے بموجب اس دفعہ کے بیان ملزم کا اس مقدمہ میں شہادت محررے جس سے جو کچھ کہ ملزم نے بیان کیا لکھا تھا ثابت ہے محرر یہ بیان کرتا ہے کہ کل بیان ملزم کو پڑھکر سنایا گیا تھا اور اوس نے اوسکو صحیح تسلیم کیا تھا صاحب سشن جج نے یہ تجویز کی ہے کہ ملزم سے اقبال پر دستخط نہ کرانے سے اوسکی جوابدہی کو نقصان پہونچا لیکن اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے پس بیان مذکور شہادت میں قابل مقبولی ہے اور اوسے خلاف ملزم کے لحاظ کرنا چاہیے

ایم بی چوبل منجانب ملزم - بلاشبہ نظیر اجلاس کامل مقدمہ بائی رتن (۴) اور دو مقدمات جنمیں اوسکی تقلید کی گئی ہے یعنی کل فیصلجات بموجب مجموعہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہیں لیکن اصول جو ان مقدمات میں قرار دیا گیا ہے حسب مجموعہ حال کے ہنوز صحیح ہے وجہ اس امر کی کہ کیوں ملزم کو اقبال پر دستخط کرنے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ قانون کی رو سے اوسکو موقع باز آنے یعنی قبل تکمیل اسل کے ایک اخیر موقع اس امر کے ظاہر کرنے کا ملے کہ اقبال برضا و رغبت نہیں کیا گیا تھا یا دباؤ ناجایز کی وجہ سے کیا گیا تھا یا صحیح طور پر قلمبند نہیں کیا گیا تھا ملزم جبکہ اوس سے اقبال جرم پر دستخط کرانے کو نہیں کہا جاتا ہے اوسکو ایسا موقع نہیں ملتا اگر اوسپر دستخط نہیں کیے گئے ہیں تو وہ تحریر نامکمل ہے دفعہ ۵۳۳ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع کا مطلب ایسے نقص کے رفع کرنے کا نہ تھا جبکہ اقبال مکمل ہو تو قانون کی رو سے مجسٹریٹ کو بعض تحریرات اقبال کے ذیل میں کرنا لازم ہے اگر ان تحریرات میں سے کوئی تحریر نہ کی جاوے تو دفعہ ۵۳۳ کی رو سے شہادت اس امر کے ثبوت میں لینا ضروری ہوگا کہ احکام قانون کی تعمیل در اصل کی گئی تھی لیکن وہ اوس صورت میں متعلق نہیں ہو سکتی ہے جبکہ بیان اوس شخص کی جانب سے کہ جس نے اوسکو کیا مکمل نہیں ہے تجویز ثبوت جرم اوس بیان پر جو خود ملزم نے فی الواقع کیا تھا مبنی نہ ہوگی بلکہ اوس بیان کی شہادت پر جو وہ کرنا چاہتا تھا ایسا اقبال کوئی اقبال نہیں ہے اور خلاف ملزم کے استعمال نہیں کیا جا سکتا اگر شہادت بموجب دفعہ ۵۳۳ کے بھی لی گئی ہو تو اوس سے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ ملزم نے اقبال باضابطہ کیا تھا لفظ باضابطہ کے معنی یہ ہیں بموجب احکام قانون کے جو اوس بارہ میں ہو - اور جبکہ ملزم سے اوس

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ (سنہ ۱۸۷۶ع) (۲) قرشید ولی رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۸۷۳ع)

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۵۰ (سنہ ۱۸۷۹ع) (۴) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۷ (سنہ ۱۸۷۳ع)

سنہ ۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رگھو

بیان پر دستخط کرنے کے لیئے نہین کہا گیا کہ جو اوس نے کیا تھا یا ایسے کہنے پر اوس نے دستخط کرنے سے انکار کیا تو کسی شہادت سے یہ ثابت نہین ہوسکتا ہے کہ اقبال باضابطہ کیا گیا۔

پارسنس صاحب جسٹس ۔ یہ کیا اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ کے بنا راضی حکم صادرہ عدالت سشن احمد نگر ہے جسکی رو سے رگھو سہادو جرم قتل عمد سے جسکا الزام اوسپر لگایا گیا تھا بری کیا گیا خاص بنا اپیل کی یہ ہے کہ صاحب سشن جج نے بیجا طور پر ایک اقبال کو جو ملزم سے روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے کیا تھا شہادت مین ناقابل پذیرائی تصور کرکے نامنظور کیا تھا۔

یہ معلوم کرنا کسی قدر مشکل ہے کہ وہ کون سے خاص وجوہ تھے جن سے صاحب سشن جج نے یہ تجویز کی کہ اقبال قابل مقبولی نہ تھا اور بطور شہادت کے متصور نہین ہوسکتا تھا کیونکہ اونھون نے بعد لینے شہادت کارکن کے جس نے اوسکو قلمبند کیا تھا اور بعد اسکے کہ اونھون نے اوسکے پڑھے جانے اور مسل مین شامل کئے جانے کی اجازت دی تھی نامنظور کیا تھا یہ صحیح ہے کہ مجسٹریٹ نے اقبال کے قلمبند کرنے مین کامل طور پر ہدایات قانونی پر عمل نہین کیا کیونکہ اونھون نے اوسپر ملزم کی دستخط نہین کرائی لیکن صاحب سشن جج نے صریحاً یہ خیال کیا کہ یہ ترک بنفسہ مضر تھا کیونکہ اونھون نے یہ تحریر کیا ہے کہ بحث وکیل کی نسبت اس امر کے اونکی حالت مین صحیح نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ ترک مذکور صرف اوس ضرر کے جو صاحب سشن جج خیال کرتے ہین کہ ملزم کو اپنی جوابدہی مین ترک مذکور سے پہونچا وہ وجہ تھی جس سے اقبال نامنظور کیا گیا کیونکہ صاحب سشن جج نے یہ تحریر کیا ہے "مجسٹریٹ کی یہ غلطی کہ اوس نے ملزم سے بیان پر دستخط کرنے کو نہین کہا بلحاظ منشاے قرین قیاس واضعان قانون کے ایک اس قسم کی غلطی تھی جو جوابدہی روئیدادی ملزم مین سخت مضر ہوسکتی تھی کیونکہ کہ اسکی وجہ سے ملزم کو موقع صحت اقبال سے انکار کرنے کا جو اوسکو از روے قانون عطا کیا گیا ہے نہین ملا اور بیان مذکور بموجب دفعہ ۹۱ ایکٹ شہادت (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) اور حسب دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے شہادت مین قابل مقبولی نہین ہے کیونکہ دفعہ مذکور بجاے اس قسم کے نقص رفع ہونے کے صاف طور پر وہ غلطیان تاثیر اس دفعہ سے مستثنی کی گئین ہین کہ جن سے ملزم کی جوابدہی روئیدادی کو نقصان پہونچا ہو"۔

پس یہ امر ٹھیک طور پر دریافت کرنا ضروری ہوگیا کہ دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے
کیا معنی ہین اس مقدمہ مین ہمارے روبرو ایک اقبال ہے جو بموجب دفعہ ۱۶۴ کے قلمبند ۲۲۵
کیا گیا تھا اور جو شہادت مین پیش کیا گیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہدایات اوس دفعہ مین سے ایک ہدایت

سنہ ۱۸۹۹ء
ملکۂ معظمہ قیصر ہند
بنام
رگھو

پر لحاظ نہین کیا گیا تھا۔ یعنی کاغذ پر ملزم کے دستخط نہین ہین اسوجہ سے کاغذ مذکور شہادت مین قابل قبولی نہین ہے بموجب احکام دفعہ ۹۱۔ ایکٹ شہادت مجریہ ہند کے زبانی شہادت الفاظ اقبال کے ثبوت مین ناقابل پذیرائی ہوگی اور یہی قاعدہ بموجب مجموعہ ۱۸۷۲ء کے نسبت اون اقبالات کے تھا جو دیگر نہج پر بزمانہ دوران تحقیقات ابتدائی کے قلمبند کئے گئے ہون (دیکھو مقدمہ بائی رتن (۱) و قیصر ہند بنام دیا آنند ور محبوب کمپیو (۲)) لیکن مجموعہ ۱۸۸۲ء کی روسے ایک اہم تبدیل دفعہ ۵۳۳ مین عمل مین آیا اوسمین صاف اجازت زبانی شہادت اس امر کی نسبت لئے جانے کی ہے کہ ملزم نے باضابطہ طور پر اقبال قلمبند شدہ کیا تھا اور اوسمین یہ حکم ہے کہ گو ایکٹ شہادت ہند کی دفعہ ۹۱ مین اسکے خلاف حکم ہو تاہم ایسا بیان قابل منظوری ہوگا بشرطیکہ وہ غلطی شخص ملزم کی جوابدہی یا رویدادی کے مضرنہ ہوئی ہو۔ مجھکو اسکے صرف ایک معنی معلوم ہوتے ہین مجھکو کوئی وجہ اوس دقیق فرق کی نہین معلوم ہوتی ہے جو مقدمہ جے نراین رائے بنام ملکۂ معظمہ قیصر ہند (۳) مین درمیان عدم تعمیل احکام قانون اور خلاف ورزی قانون کے کیا گیا ہے اوس نظیر کی نسبت مقدمہ لال چند بنام ملکۂ معظمہ قیصر ہند (۴) مین شبہ ظاہر کیا گیا اور مقدمہ ملکۂ معظمہ قیصر ہند بنام دسلوم باباجی (۵) مین اوس سے اختلاف کیا گیا اور مین اسٹریچی صاحب جسٹس سے نسبت اس امر کے کلیتاً اتفاق کرتا ہون اور مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۵۳۳ کا مقصد اون جملہ صورتون سے متعلق ہونے کا ہے کہ جنمین ہدایات قانون کی پوری تعمیل نہ کی گئی ہو۔

نتیجہ یہ ہے۔ اقبال تحریری بوجہ عدم تعمیل قانون کے ناقابل مقبولی کے ہے اور کسی جہت سے وہ قابل قبول نہین ہو سکتا لیکن زبانی شہادت نسبت الفاظ اقبال کے دیجا سکتی ہے اور اگر وے الفاظ ثابت کر دئے جائین تو اوسی وقت وہ مقدمہ مین بطور شہادت کے تسلیم اور استعمال کیا جا سکتا ہے نسبت اون اقبالات کے جو مجسٹریٹ کے روبرو دوران تحقیقات ابتدائی مین کئے جائین اور قلمبند کئے جائین قانون مین کوئی اہم تبدیلی معلوم نہین ہوتی ہے

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۶ (سنہ ۱۸۷۳ء)
(۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۲ (سنہ ۱۸۷۴ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۶۶ (سنہ ۱۸۹۰ء)
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۴۹ (سنہ ۱۸۹۱ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۵ (سنہ ۱۸۹۶ء)

۱۸۹۶ء

مقدمہ قیصر ہند بنام گنو

دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ۱۸۸۲ء مین اجازت ہے یعنے شہادت کی نسبت بیان کے اوس صورت مین تھی کہ جب اقبالات مذکورہ باضابطہ قلمبند نہ کئے گئے ہون مقدمہ قیصر ہند بنام دیو دیال (۱) مین حکام نے ایسے اقبال کی نسبت تجویز کی ہے اور گو اوسپر دستخط نہ تھے اوسکو شہادت مین استعمال کیا تھا اور یہ تجویز کی تھی کہ اس نقص سے بلحاظ حالات کے کسی طرح پر ملزم کو نقصان نہین پہونچا اور اونھون نے یہ تجویز باوجود اسکے کہ کوئی شہادت بیان کے ثابت کرنے کے لئے پیش نہین کی گئی تھی کی تھی مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ نوٹ اڈیٹر رپورٹ ہذا سے بڑا مغالطہ ہوسکتا ہے کیونکہ اوسمین اوس فرق کا لحاظ نہین کیا گیا ہے جو درمیان اقبال ہر دو مقدمات محولہ کے تھا اور غلطی سے اوس نے یہ تحریر کیا ہے کہ وے ایک ہی سے اقبال تھے لیکن اوس دفعہ مین ایک شرط ہے یعنی یہ کہ غلطی سے ملزم کو جوابدہی روئداد مین مضرت نہ پہونچی ہو بلاشبہ یہ ایسا امر ہے جو بلحاظ ہر خاص مقدمہ کی روئداد کے فیصل ہونا چاہئے اور یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی قاعدہ نسبت اس امر کے تحریر کیا جاوے مقدمہ حال مین صاحب سشن جج نے صرف یہ تحریر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ بوجہ غلطی مذکور کے ملزم اوس موقع سے محروم ہوا ہو جو از روے قانون اوسکو صحت اقبال سے انکار کرنے کا دیا گیا ہے لیکن یہ امر متعلق شہادت کے ہے کہ آیا وہ فی الواقع اس طرح سے محروم کیا گیا تھا یا نہین اگر بعد اسکے کہ اظہار باضابطہ طور پر مطابق اوس بیان کے تحریر کیا گیا ہو جسکو ملزم نے سچ ظاہر کیا تھا اوسکے دستخط اوسپر محض سہواً نہ لئے گئے ہون تو یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ کس طرح سے اوسکو ایسے ترک سے نقصان پہونچ سکتا ہے اگر ملزم نے بیان قلمبند شدہ کی صحت سے انکار کیا ہوتا۔ اور اگر اسوجہ سے اوسکے دستخط نہ کرائے گئے ہوتے تو صورت مختلف ہوتی گو اوس صورت مین اعتراض مضرت کا نہ ہوتا بلکہ یہ ہوتا کہ اقبال ہرگز نہین کیا گیا۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ عدالت سشن مین ملزم نے بیان کے کرنے سے انکار کیا ہے صاحب سشن جج کو نسبت اس امر کے شہادت کلارک کی جسکے سپرد ملزم سے کاغذ پر نشانی کرانے کا کام کیا گیا تھا اور مجسٹریٹ کی جنھون نے ملزم کا اظہار لیا تھا لینا چاہئے تھی اور یہ دریافت کرنا چاہئے تھا کہ آیا ملزم نے باضابطہ طور پر اور برضا و رغبت بیان قلمبند شدہ کیا تھا یا نہین اور کیون اوسکے دستخط نہین لئے گئے تھے اور اسکے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہئے تھا کہ آیا بیان قبول کیا جانا چاہئے یا نہین۔

چونکہ اس مقدمہ مین کوئی مناسب تحقیقات نسبت امور متذکرہ بالا کے نہین کی گئی ہے اور چونکہ

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۳

۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رکھو

اقبال اگرچہ شہادت مین قبول ہو کر بہر بلا کافی وجوہ کے ناقابل مقبولی تجویز کیا گیا ہے پس ہم حکم برائت کو منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ ملزم کی تجویز جدید عمل مین لائی جاوے۔

رانا ڈے صاحب جسٹس۔ یہ اپیل بموجب دفعہ ۴۱۷ کے بنا راضی حکم برائت صادرہ صاحب سشن جج ناگر کے ہے جنھون نے باتفاق رائے اسیسران یہ تجویز کی کہ جرائم قتل عمد
۲۲۷ و قتل انسان مستلزم السزا کے جو ملزم پر لگائے گئے تھے ثابت نہین ہوئے قتل ہاے مظنونہ پہلی مئی ۱۸۹۶ء کو واقع ہوئے تھے اور اوسوقت اول مرتبہ مقتولان زوجہ و دختر ملزم غائب ہوئی تھین بیان کیا گیا ہے کہ ۱۳ مئی ۱۸۹۶ء کو ملزم نے ایک بیان روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ درجہ اول کے کیا تھا جس سے جرم اوسپر ثابت ہوتا تھا اور جسمین اوس نے یہ تسلیم کیا تھا کہ غصہ کی حالت مین اوس نے اپنی زوجہ کو دو مرتبہ مارا اول پیشتر اسکے کہ اوس نے بچے کو جو اوسکے پاس تھا زمین پر پٹک دیا تھا اور دوسری مرتبہ اوسکے بعد۔ اس بیان کو مرہٹی زبان مین ایک محرر نے جسکا اظہار مقدمہ حال مین بطور گواہ کے لیا گیا تھا روبرو مجسٹریٹ کے قلمبند کیا تھا اور مجسٹریٹ نے اوسکی یادداشت انگریزی مین تحریر کی تھی دیسی زبان کے بیان پر مجرم کے دستخط نہ تھے اور نہ اوسپر اوسکی نشانی تھی محرر کا یہ بیان ہے کہ اوس نے وہ بیان ملزم کو پڑھکر سنایا تھا جس نے اوسکو صحیح تسلیم کیا تھا اور بعد ازان اوس نے ملزم کی نشانی بنانے کی غرض سے اوسکو ایک کلرک کے سپرد کیا تھا لیکن کلرک مذکور نے نشان نہین کرایا صاحب سشن جج نے تجویز کی کہ یہ بیان شہادت مین قابل مقبولی نہ تھا اور چونکہ ملزم نے جرم کے علم سے انکار کیا اور چونکہ کوئی اور قابل اعتبار شہادت موجود نہ تھی پس ملزم بری و رہا کیا گیا۔ ہمارے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ بلحاظ حالات کے نقص بیان کا شہادت محرر سے رفع ہو گیا اور صاحب سشن جج نے اس اقبال کے خارج کرنے مین غلطی کی دفعہ ۵۳۳ مین یہ حکم ہے کہ اگر غلطی شخص ملزم کی جوابدہی روئیدادی کے مضر نہ ہوئی ہو تو شہادت اس امر کی لی جاسکتی ہے کہ ملزم نے صحیح طور پر وہ بیان کیا تھا جسکی تحریر ناکمل تھی صاحب سشن جج کی اس مقدمہ مین یہ رائے ہے کہ شخص ملزم کے دستخط یا اوسکی نشانی نہ کرانا ایک ایسا نقص تھا جس سے اوسکی جوابدہی روئیدادی پر ضرر ہو گیا اور اس وجہ سے اونھون نے یہ تجویز کی کہ یہ نقص بموجب احکام دفعہ ۵۳۳ کے رفع نہین ہوا پس امر غور طلب یہ ہے کہ آیا نقص صرف ضابطہ کا تھا جسکی اصلاح ہو سکتی تھی یا ایسا نقص تھا جس سے جوابدہی روئیدادی پر اثر ہو گیا فیصلہ جات عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بائی رتن (۱) و دیگر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام دیا آنند (۲) مین جسمین اوس فیصلہ کی تقلید کی گئی تھی

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۶ (۱۸۷۳ء) (۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۴ (۱۸۷۴ء)

۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو

تغییر احکام دفعہ ہم مضمون مجموعہ سابق کی اس سختی سے کی گئی تھی کہ اوس سے کل زبانی شہادت بصورت ایسے نقص کاغذ کے خارج کی گئی تھی کہ جیسا نہ ہونا دستخط یا نشانی ملزم کا ہے یا جبکہ بیان بشکل سوال و جواب قلمبند نہیں کیا گیا تھا (ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیبا (۱)) یا جبکہ بیان کی تصدیق بذریعہ تحریر ظہری مجسٹریٹ بابت اوسکی صحت کے نہیں کی گئی تھی یا جبکہ سارٹیفکٹ اوس وقت تحریر نہیں کیا گیا تھا بلکہ بعد چند روز کے شامل کیا گیا تھا تو اسی طرح سے یہ تجویز کی گئی تھی کہ یہ ایسی بیضابطگی تھی جس سے اقبال ناقابل قبولی ہو گیا (قیصر ہند بنام واجی نرسو و گوبند ناتھ (۲)) ان فیصلجات کی سختی کی وجہ سے ظاہرا اضافہ دفعہ ۵۳۳ موجودہ میں تبدل کرنا لازم آیا و گیر ہائی کورٹ نے قدیم دفعہ کی تعبیر اس سختی کے ساتھ نہیں کی ہے مقدمہ قیصر ہند بنام لرسن چیا (۳) میں فیصلہ عدالت ہذا محولہ بالا (قیصر ہند بنام شیبا) کی تقلید نہیں کی گئی اور ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی کہ زبانی شہادت قابل مقبولی تھی مقدمہ قیصر ہند بنام بھیرون (۴) میں یادداشت باضابطہ طور پر نہ تحریر کرنا ایسا نقص تجویز نہیں کیا گیا تھا کہ جس سے اقبال ناقابل قبولی ہو جاوے بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کالا چند پال (۵) اسی طرح سے ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ مجسٹریٹ کے پاس اس غرض سے واپس بھیجا تھا کہ اظہار مجسٹریٹ کا بغرض رفع اون نقایص کے لیا جاوے جو بوجہ عدم تعمیل احکام دفعہ ۱۲۲ سابق کے واقع ہوئے تھے مقدمہ قیصر ہند بنام فتی شیخ (۶) میں کلکتہ ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی کہ نقص جو بوجہ تحریر کرنے بیان کے بشکل ایک قصہ کے اور نہ بشکل سوال و جواب کے واقع ہوا تھا ملزم کی جوابدہی سے بیاد دہی کے مضر نہ تھا اوسی عدالت نے بمقدمہ لال چند بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۷) سختی نظیر مقدمہ جے نراین راے بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۸) کو پسند نہیں کیا تھا جبکہ نقص ہر دو مقدمات میں یہ تھا کہ بیانات اوس زبان میں تحریر نہیں کئے گئے تھے کہ جس میں ملزم نے اونکو روبرو مجسٹریٹ کے کیا تھا مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام دیو دیال (۹) میں عدالت نے یہ تجویز کی کہ بیان پر دستخط نہ کرنے سے اوسکی شہادت کے قابل پذیرا ہونے پر اثر نہیں پہونچتا ہے بشرطیکہ اوس سے قیدی کو نقصان نہ پہونچا ہو صحیح اصول جو ایسے مقدمات سے متعلق ہے صاف طور پر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ویرن (۱۰) میں مندرج ہے جیسا کہ اوس مقدمہ میں تحریر ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ (۱۸۷۶ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۰۸ (۱۸۷۶ء)

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ (۱۸۷۶ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ (۱۸۸۰ء)

(۵) مقدمات فوجداری ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۵ (۱۸۷۰ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۶۱۲ (۱۸۸۲ء)

(۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۸ (۱۸۸۵ء) (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۷۶۲ (۱۸۹۰ء)

(۹) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ (۱۸۷۸ء) (۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۳۴ (۱۸۸۲ء)

فیصلہ ۱۸۹۶ء
علاقہ مقدمہ قید مدبہ
بنام
گمو ۲۲۹

دفعہ ۵۳۳ کی رو سے صرف یہ مسئلہ قانونی منظور کیا گیا تھا کہ جملہ افعال قیاس کئے جاتے ہیں کہ صحیح طور پر کئے گئے جبکہ کوئی کوشش احکام قانون کی تعمیل کرنے کی نہ کی گئی ہو تو دفعہ ۵۳۳ کی رو سے اقبال قابل مقبولی نہ ہوگا بذریعہ اس معیار کے جانچ کرنے کے اس مقدمہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ مجسٹریٹ نے تعمیل احکام قانون کی کوشش نہیں کی اوس نے یادداشت زبان انگریزی تحریر کی اوس نے سوالات کئے اور جوابات اوسکے محرر نے روبرو اوسکے قلمبند کئے اور یہ ملزم کو پڑھکر سنائے گئے اور اوس نے اونکا صحیح ہونا تسلیم کیا یادداشت و سارٹیفکٹ کل باضابطہ شکل میں ہیں بجلکری کا ملزم کی نشانی نہ کرانا ظاہرا سہو النظر انداز ہوا یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی موقع اس امر کے خیال کرنے کا ہے جیسا کہ صاحب سشن جج نے ظاہر کیا ہے کہ ملزم اپنے اظہار کو تبدیل کر سکتا تھا اور یہ کہ مجسٹریٹ اور کلکری کی شہادت کو حسب دفعہ ۵۳۳ قبول کرنے سے ملزم کے جوابدہی روئیداد میں مضرت ہوتی یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ تنہا محرر کی شہادت اوس مقصد کے لئے ناکافی تھی کہ جسکے واسطے وہ دی گئی تھی مستغیث کو خود مجسٹریٹ کی شہادت کہ جس نے سوال کئے تھے اور جوابات تحریر کئے تھے لینا چاہئے تھی یہ امر بھی صاف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کیوں مستغیث کو کلکری کا جس سے کہ محرر نے ملزم کی نشانی کرانے کو کہا تھا پتہ نہیں ملا ایسی شہادت مزید ہماری رائے میں صاف طور پر بموجب دفعہ ۵۳۳ کے قابل مقبولی ہے اور ایسی صورت میں نہیں کہ یہ عیب اقبال محض قابل اعتبار شہادت ہو بغرض انصاف یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہادت منظور کی جاوے اور مقدمہ کی تجویز جدید عمل میں آوے پس ہم حکم براءت کو منسوخ کرینگے اور ایسی تجویز جدید کئے جانے کی ہدایت بموجب دفعہ ۴۲۳ کے کرینگے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

اخیر تاریخ ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۹

تو تو اویکس وغیرہ (ابتداً مدعیان) اپیلانٹان بنام تیسا او ویکس وغیرہ (ابتداً مدعا علیہما) رسپانڈنٹان*

ہندو دھرم شاستر۔ وراثت۔ دختران۔ حق وراثت مابین دختران۔ سب سے مفلس دختر کل جائداد کے وراثتاً پانے کی مستحق ہے۔ مفلسی بمقابلہ یک دیگر۔

اضلاع بمبئی میں اصول قانون ہنود کی رو سے دختران باہم اپنے بطور ورثاء اپنے پدر کے شریک ... ہو نہیں گو دختروں کی نسبت بحث مفلسی بمقابلہ یک دیگر کے باریکی سے غور کیا جانا چاہئے تاہم جس صورت میں کہ فرق

* اپیل دوم نمبر ۷۷ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۹۰۶ء

تو توا بنام بساوا ۲۳۰

دولت کا نمایان ہو کل جایداد سب سے مفلس دختر کو پہونچتی ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ اے بٹر وردتہ صاحب جج ضلع دہاروار۔

نالش تقسیم۔ دو مدعیات ہمشیرگان اول و مدعا علیہما کی تہین اور اونہون نے واسطے تقسیم جایداد اپنے پدر کے جسمین تین قطعہ کہیت اور ایک قطعہ مکان سکونت شامل تہا نالش کی۔

اونہون نے یہ بیان کیا کہ اونکا پدر بلا اولاد ذکور فوت ہوا اور اونکی مان دو سال قبل نالش کے فوت ہوئی اور اونہون نے یہ دعوی کیا کہ اوسکی وفات پر وے اور اونکی ہمشیرگان (مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) مستحق وراثتاً پانے جایداد اپنے پدر کی چار حصص مساوی مین ہین۔

مدعا علیہ سوم پسر مدعا علیہا نمبر ۱ کا ہے اور چونکہ وہ قابض تہا لہذا وہ فریق نالش بنایا گیا۔

مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ وے سب سے مفلس چار ہمشیرگان مین سے ہین اور اس سے مستحق توریث جایداد اپنے پدر کی بمحرومی مدعیات کے ہین جو مالدار ہین۔

عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ جملہ ہمشیرگان کی شادی ہو گئی ہے اور مدعیات کے شوہر اراضی و مکانات پر قابض ہین اور نیز اول مدعا علیہما کا شوہر آسودہ حال ہے اور مدعا علیہا نمبر ۲ ایک بیوہ ہے جسکے قبضہ مین نہ کوئی اراضی ہے اور نہ مکان اور وہ چارون ہمشیرگان مین سب سے مفلس ہے۔ لہذا عدالت نے یہ تجویز کی کہ مسماۃ مذکور تنہا مستحق وراثتاً پانے جایداد کی ہے۔ لہذا دعوی مدعیات نامنظور کیا گیا۔

برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے فیصلہ بحال رکہا۔ وجوہ حاکم موصوف کے حسب ذیل ہین۔

"سوم مین خیال کرتا ہون کہ اسمین کچہ شبہہ نہین ہے کہ مدعا علیہا دوم بہت زیادہ مفلس بہ نسبت مدعیات کے ہے۔ شادی جملہ ہمشیرگان کی قبل وفات اونکی مان کے ہو گئی تہی اور مدعیات نمبر ۱ و ۲ کے شوہرون سے یہ تسلیم کیا ہے کہ اونمین سے اول کے پاس ۱۹ ایکڑ اراضی اور ایک قطعہ مکان اور دوسرے کے پاس ۲۰ ایکڑ اراضی اور ایک قطعہ مکان ہے۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ ایکڑ غالباً کہ شوہر مدعیہ دوم کے ہین یا قبض (واسطے میعاد نو سال کے) بوقت وفات خوشدامن مسماۃ مذکورہ کے تہے بخلاف اوسکے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہا دوم اوسوقت اگر بالکل نہین تو قریب قریب مفلس تہی۔ شوہر مدعیہ دوم یہ تسلیم کرتا ہے کہ شوہر مدعا علیہا دوم کے پاس جو تین یا چار سال قبل نالش فوت ہوا کوئی اراضی یا مکان موضع مین نہ تہا اور خود مسماۃ مذکورہ کے پاس نہ اراضی ہے اور نہ مکان اور یہ کہ وہ بہنون مین سب سے مفلس ہے گواہ نے یہ بہی بیان کیا کہ مدعا علیہا نمبر ۱ بذریعہ فروخت کرنے کہمن کے بسر اوقات کرتی ہے اور مسماۃ مذکورہ کے پاس مال منقول قیمتی ۱۰ روپیہ کا ہے اور وہ خود ویسا ہی مفلس ہے جیسی کہ مسماۃ مذکورہ ہے اور یہ کہ شوہر مسماۃ مذکورہ

سنہ ۱۸۹۹ء ۲۳۱
ترقوا بنام بساوا

تجارت روئی کی ساتھ سرمایہ قلیل جاری یا اجارہ کے کرتا تھا گواہ دیگر یہ بیان کرتا ہے کہ مدعا علیہا نمبر ۲ وہ بہنوں میں سب سے [illegible] ہے مدعا علیہا نمبر ۲ قابض کسی مکان یا اراضی کی نہین ہے اور نیز شوہر مسماۃ مذکورہ ایک مفلس ہی تھا لیکن وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مدعا علیہا نمبر ۱ ویسی ہی مفلس ہے جیسی کہ مدعا علیہا نمبر ۲ ہے۔ ایک گواہ دیگر اسی قسم کی شہادت دیتا ہے۔ اول مدعا علیہا یہ ہی بیان کرتی ہے کہ مدعا علیہا نمبر ۲ مفلس ہے اور چونکہ مسماۃ مذکورہ اس قدر مفلس ہے اور اوسکے پاس کوئی مکان یا اراضی نہین ہے لہذا اس نے (مدعا علیہا اول نے) مسماۃ مذکورہ کو ایک جزو جایداد متنازعہ کا دیا منجملہ خود گواہان مدعیہ کے ایک نے اپنی شہادت یہ ثبوت اس امر کے دی ہے کہ مدعا علیہا دوم سب سے مفلس بہنون مین ہے۔

(چہارم) بمقابلہ مدعیات کے میری دانست مین جج ماتحت کی یہ تجویز کہ مدعا علیہا دوم مستحق کل جایداد کی ہے ازروے شہادت صحیح ہے [illegible] مدعیہ اول صاف طور پر خوشحال ہے اور گو اراضی شوہر مدعیہ دوم کی رہن ہے تاہم اسمین کچھ شک نہین ہے کہ مسماۃ مذکورہ بہ نسبت مدعا علیہا دوم کے بہت زیادہ آسودہ حال ہے"۔

(پنجم) حقوق باہمی مدعا علیہا اول و دوم فی الحقیقت متنازعہ نہین ہین لیکن شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اول مدعا علیہا بہ نسبت مدعا علیہا دوم کے بہت زیادہ آسودہ حال ہے۔ بیانات بعض گواہان کہ مدعا علیہا اول و دوم کی حالت بلحاظ دولت کے مساوی ہے صریحاً ناقابل اعتبار ہین۔

(ششم) یہ بحث کہ نیز اگر مدعا علیہا دوم سب سے مفلس ہے تاہم مدعیات کو حق طلب کرنے حصہ کا حاصل ہے بلحاظ حالات مقدمہ قابل پذیرائی نہین ہے۔ اس مین کچھ شبہ نہین ہے کہ عدالتون کو نسبت بحث مفلسی بمقابلہ دیگر کے باریکی سے غور کرنا چاہیے لیکن جس صورت مین کہ فرق دولت کا نمایان ہو جیسا مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ حال مین ہے تو ازروے قانون جس طرح پر کہ اوسکی تعبیر حکام اعلیٰ نے کی ہے کل جایداد سب سے مفلس بہن کو ملنی چاہیے"۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعیات نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین کیا۔

ایم بی چوبل صاحب جانب اپیلانٹان (مدعیات)۔ قاعدہ عام یہ ہے کہ جملہ دختران وارث جایداد اپنے پدر کی بحصص مساوی ہوتی ہین۔ صرف ایک استثناء اس قاعدہ مین یہ ہے کہ اگر اونمین سے کوئی دختر بالکل محتاج یا مفلس ہو تو صرف وہ وارث جایداد کی بمحرومی دیگر دختران کے ہوتی ہے۔ ازروے اون اقوال کے جو متعلق اس امر کے ہین یہ بلا شبہ ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو مہرہ شاستر مولفہ [illegible] صاحب فقرہ ۱۴۰ ۱۵۔ لیکن اگر جملہ دختران کو کم یا بیش ذریعہ معاش ہو تو عدالتین اونکے کم و بیش محتاجی یا افلاس کے بارہ مین تحقیقات نہین کرتین

۱۸۹۶ء

توتوا بنام بساوا ۲۳۲

اور عدالت ہاے موصوف کو ترکہ مابین جملہ دختران کے بطور مساوی تقسیم کرنا چاہیئے۔

داجی اباجی کھرے منجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)۔ یہ بطور امر واقعی کے تجویز کی گئی ہے کہ مدعا علیہا نمبر ۲ نہ صرف سب بہنون مین سب سے زیادہ مفلس ہے بلکہ وہ بالکل کوئی جایداد نہین رکھتی ہے۔ اوسکے پاس نہ کوئی اراضی اور نہ کوئی مکان ہے مسماۃ مذکورہ اپنی بسر اوقات بذریعہ بیچنے دودھ کے کرتی ہے اور اوسکی ہر ایک ہمشیرگان کے پاس ۲۰ - ۳۰ سے ۵۰ ایکڑ تک اراضی علاوہ چند مکانات کے ہے۔ کوئی مقابلہ مابین حالت مسماۃ مذکورہ اور حالت اوسکی ہمشیرگان کے نہین کیا جاسکتا جب کہ یہ صورت ہے تو صرف مسماۃ مذکورہ مستحق وراثتاً پانے کل ترکہ اپنے پدر کی ہے۔ مقدمات الوبائی بنام منچھابائی (۱) ویولی بنام نروتم (۲) واودہ کماری بنام چندر دیئی (۳) وسری منتی ادمادیئی بنام گوکلا نند (۴) ملاحظہ طلب۔

رانادے صاحب جج - اس مقدمہ مین صرف ایک امر واسطے غور کرنیکے یہ ہے کہ آیا عدالت ہاے ماتحت نے اصول قانون جو متعلق وراثت دختران بمقابلہ یکدیگر بحیثیت وارثان ترکہ اپنے پدر کے ہے صحیح طور پر قرار دیا ہے یا نہین۔

دو اپیلانٹان واول و دوم رسپانڈنٹان ہمشیرگان حقیقی ہین اور اون سب کی شادی بزمانہ حیات اونکے پدر کے ہوگئی تہی۔ ابتداءً اپیلانٹان نے دعوی واسطے دلاپانے اپنے نصف نصف حصہ واقع اراضی ومکان اپنے پدر کے دائر کیا تہا اور جواب یہ تہا کہ اول و دوم رسپانڈنٹان مستحق جایداد اپنے پدر کی بترجیح اپیلانٹان ہین کیونکہ وے سب سے مفلس بہنون مین ہین۔ ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ رسپانڈنٹ نمبر ۲ سب سے مفلس چارون بہنون مین ہے اور یہ کہ صرف مسماۃ مذکورہ مستحق وراثتاً پانے جایداد کی بطور وارثہ اپنے پدر کے ہے چنانچہ دعوی اپیلانٹان نامنظور کیا گیا۔

مسٹر جویل نے منجانب اپیلانٹان روبرو ہمارے یہ بحث کی کہ صرف ایسی بیاہی ہوئی دختر جو کلیتاً مفلس ہو دعوی مرجح اپنی ہمشیرگان آسودہ حال کے مقابلہ مین رکھتی ہے اور جس صورت مین کہ کل دختران کو کم یا بیش ذریعہ معاش ہو تو کوئی ترجیح نہین ہوتی اور سب حصہ مساوی پاتی ہین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت اپیل نے صحیح اصول قانون یہ تحریر کرکے قرار دیا ہے کہ گو عدالتون کو یہ نچاہیئے کہ نسبت بحث مفلسی بمقابلہ یکدیگر کے باریکی سے غور کرین تاہم جس صورت مین

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی (صیغہ اپیل دیوانی) جلد ۵ صفحہ ۱۰۷ (۱۸۶۸ء) (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی (صیغہ اپیل دیوانی) جلد ۹ صفحہ ۱۰۰ (۱۸۷۲ء)

(۳) انڈین لا رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ (۱۸۸۰ء) (۴) انڈین اپیلس جلد ۵ صفحہ ۴۰ (۱۸۷۷ء)

سنہ ۱۹۰۹ء
تو ردا
بنام
لچھما دی
۲۳۳

جس فرق دولت نمایان ہو تو کل جایداد از روے قانون کے سبب سے مفلس دختر کو ملنی چاہیئے - اصول مذکور اولاً بمقدمہ بالکو بائی بنام منجھا بائی (۱) قرار دیا گیا تھا یعنی یہ کہ احاطہ ہذا مین مابین اون دختروں کے جنکی شادی ہو چکی ہو وراثت بلحاظ اونکے کم و بیش دولتمند یا غیر دولتمند ہونے کے ہوتی ہے - الفاظ سنسکرت مستعملہ اصل اقوال واسطے ذریعہ معاش ہونے اور نہ ذریعہ معاش ہونے کے سمجھے جاتے ہین چنانچہ بمقدمہ پولی بنام نروتم (۲) یہ تجویز ہوئی کہ افلاس دختران بمقابلہ یکدیگر صرف ذریعہ تجویز اوسکے فیصل کرنے دعاوی دختران مابین خود اونکے ہے - یہ سچ ہے کہ ملک متملہ مین کوئی فرق مابین ہمشیرگان مفلس اور دولتمند کے تسلیم نہین کیا گیا ہے اور بنگال مین ذریعہ دریافت کرنے کا یہ ہے کہ واقعی ناقابلیت اولاد کور ہونے کی ہے یا نہین یہ فرق تین ملکوں مین بوجہ اختلاف اوس تعبیر کے سبب ہوا جو ہر شتہا مستعملہ قول گوتم کی کی گئی کہ جسکا ترجمہ بعض شارحان نے بلا ذریعہ معاش اور بعض نے کیا ہے - بمقدمہ اودہ کماری بنام چندر دیی (۳) کہ یہ مقدمہ نہایت مشابہ مقدمہ موجودہ کے تھا اس امر پر باحتیاط غور کیا گیا تھا اوس مقدمہ مین بھی نزاع مابین چار ہمشیرگان کے تھا جنمین سے دو نے نالشات علحدہ واسطے اپنے اپنے نصف حصہ جایداد اپنے پدر کے بمقابلہ اون اشخاص کے دائر کی تھین جو یہ عذر کیا تھا کہ دو دیگر ہمشیرگان حالت افلاس مین تھین اور وہ وراثت سے مرجح تھین - بعد ازان یہ دو ہمشیرگان بطور مدعا علیہ شامل کی گئی تھین - چارون ہمشیرگان کی شادی ہو گئی تھی اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ مدعیات زیادہ تر آسودہ حالت مین بہ نسبت اپنی ہمشیرگان مدعا علیہما کے تھین لہذا اوسے بطور وارثان مستحق وراثت نہ تھین اور اس لئے عدالت موصوف نے ڈگری عدالت ماتحت منسوخ کی جس نے تقسیم مساوی کا حکم مابین چارون ہمشیرگان اس بنا پر دیا تھا کہ اونمین سے کوئی قطعاً محتاج یا مفلس نہ تھی - بمقدمہ دالو بنام درجو (۴) یہی رائے ایک نزاع مین جو مابین دو ہمشیرگان کے تھا جنکی شادی ہو گئی تھی نافذ کیا گیا تھا اور مزید بران یہ تجویز کی گئی تھی کہ الفاظ ذریعہ معاش سے خواہ مخواہ یہ مراد نہ تھی کہ باپ نے ذریعہ معاش مہیا کیا ہو بلکہ وہ مساوی الفاظ ذریعہ معاش رکھتی ہوں کے تھے - حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ سری متی اومادیی بنام گوکلا نند داس (۵) اسی طور پر تجویز فرمائی کہ دعوی ہمشیرہ مفلس یا بلا ذریعہ معاش کا نسبت قائم رکھنے نالش کے بمقابلہ دعوی اوسکی ہمشیرہ دولتمند کے مرجح تھا پس عدالت ہاے ماتحت نے تعبیر قانون کی صحیح طور پر کی ہے اور ہم کوئی وجہ دست اندازی کی نہین دیکھتے ہین چنانچہ ہم ڈگری عدالت

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۲ صفحہ [illegible] (۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ [illegible]

(۵) [illegible]

بحال اور اپیل مع خرچہ نامنظور کرتے ہیں۔ ۱۸۹۶ء

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

تو تو ا
بنام
بسارا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

بائی راہم بائی (ابتداً مدعیہ) اپیلانٹ بنام بائی منی (ابتداً مدعا علیہا) رسپانڈنٹ ۲۱ - مارچ ۱۸۹۶ء

دہرم شاستر ہبہ - ہبہ جایداد منقولہ - اگر ہبہ نامہ کی رجسٹری ہوئی ہو تو حوالگی قبضہ کی ضرورت نہیں منقول کتاب انگریزی

ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۳ و ۱۲۹ - رجسٹری۔ ۲۴۴

یہ قاعدہ دہرم شاستر کہ حوالگی قبضہ واسطے تکمیل ہبہ کے لازمی ہے از روے دفعہ ۱۲۳ - ایکٹ انتقال جایداد

(نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) منسوخ ہوگیا۔

مقدمہ دہرم داس بنام امرتا لال داس (۱) کی تقلید کی گئی۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈی واکر صاحب جج ضلع سورت۔

نالش تقسیم - رشتہ داری فریقین کی شجرہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

لال بہائی = بائی دہکبور

بہگوان داس — بائی منی (مدعا علیہا) — بائی جیسی

راہم بائی مدعیہ — بائی تپی

جایداد متنازعہ منقولہ و غیر منقولہ دونوں ابتداً ملکیت لال بہائی کی تہی۔ اوس سے پیشتر بہگوان داس

پسر اوسکا دو دختران راہم بائی (مدعیہ) اور تپی کو چہوڑکر فوت ہو چکا تہا۔

لال بہائی جنوری سنہ ۱۸۹۱ء مین فوت ہوا۔ از روے اپنی وصیت کے نامبردہ نے اپنی جایداد

اپنی بیوہ بائی دہکبور کو تاحیات اوسکے اور بعد وفات سماۃ مذکورہ کے اپنی دختران اور دختران اپنے پسر کو جو قبل اوسکے فوت

ہوگیا تہا بحصص مساوی دی۔

بائی جیسی بتاریخ ۹ مئی سنہ ۱۸۹۱ء اور بائی دہکبور بتاریخ ۲۴ - مارچ سنہ ۱۸۹۴ء فوت ہوئی۔

سنہ ۱۸۹۵ء مین بائی راہم بائی نے نالش حال واسطے دلاپانے بذریعہ تقسیم اپنے حصہ واقع جایداد متنازعہ کے دائر کیا

دوران نالش مین بائی تپی فوت ہوئی۔ مطابق ہدایات سماۃ مذکورہ کے اوسکے شوہر نے ایک ہبہ نامہ تحریر کیا

جسکی روسے اوس نے حصہ جایداد سماۃ مذکورہ کا بنام مدعیہ کے منتقل کیا۔ اوس دستاویز کی رجسٹری باضابطہ ہوگئی

بربناے اس ہبہ نامہ کے مدعیہ نے دعوی دلاپانے حصہ بائی تپی کا اور نیز خود اپنے حصہ کا کیا۔ ۲۴۵

سنہ ۱۸۹۲ء

بائی منی ہما بنام بائی سنی

بائی سنی مدعا علیہا نے یہ عذر کیا کہ ہبہ حصہ بائی تبی کا ناجائز ہے کیونکہ حوالگی قبضہ اوسکے ساتھہ نہیں ہوئی تھی۔

عدالت ابتدائی نے یہ تجویز کی کہ حسب دفعات ۱۲۲ و ۱۲۳ - ایکٹ انتقال جائداد نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء حوالگی قبضہ کی ضرورت واسطے جائز ہونے ہبہ کے نہ تھی۔ لہذا ایک ڈگری صادر کی گئی جسکی رو سے مدعیہ کو حصہ بائی تبی کا مع خرچہ اوسکا دلایا گیا۔

برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے بہ سند مقدمہ واسدیوبٹ بنام نرائن داجی (۱) یہ تجویز کی کہ ہبہ ناجائز ہے کیونکہ قبضہ واقعی موہوب لہ کو نہیں دیا گیا تھا لہذا حاکم موصوف نے ڈگری کو اسطرحپر ترمیم کیا کہ مدعیہ کو صرف چہارم حصہ جائداد متنازعہ کا دلایا۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں دائر کیا۔

کے ایم جہاوری (مع جی ایم ترپاٹھی) منجانب اپیلانٹہ حسب احکام دفعہ ۱۲۳ - ایکٹ انتقال جائداد نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے حوالگی قبضہ کی ضرورت واسطے جائز ہونے ہبہ جائداد غیر منقولہ کے نہیں ہے۔ انتقال بذریعہ دستاویز باضابطہ رجسٹری شدہ کے عمل میں آسکتا ہے۔ مقدمہ دہرم داس بنام لستاری داسی (۲) ملاحظہ طلب۔

گنپت سدا شیو راؤ منجانب رسپانڈنٹ حسب دہرم شاستر ضرورت انتقال قبضہ کی واسطے جواز ہبہ جائداد غیر منقولہ کے ہے۔ ازروئے رجسٹری کے موہوب لہ کو قبضہ واقعی یا اولی حاصل نہیں ہوتا اور اس لئے وہ مساوی حوالگی قبضہ کے متصور نہیں کیجا سکتی۔ مقدمہ واسدیوبٹ بنام نرائن داجی (۱) ملاحظہ طلب۔ ازروئے دفعہ ۱۲۳ - ایکٹ انتقال جائداد کے اس قاعدہ دہرم شاستر میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ازروئے دفعہ ۱۲۹ - ایکٹ مذکور کے قاعدہ دہرم شاستر میں جو نسبت اس امر کے ہے کوئی فرق نہیں آیا۔

پارسنس صاحب جسٹس - ہم کو نسبت مسئلہ رضامندی ورثائے شریک کے بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نسبت ایسی ہبہ کے تجویز نہیں کرتے جو کسی شریک جائداد غیر منقسم خاندان نے کی ہو۔ فریقین کو حسب وصیتنامہ لال بہائی کے استحقاق استفادہ ہے او سنے اپنی جائداد اپنی بیوہ کو تاحیات دیکے اور بعد ازان واسطے تقسیم کئے جانے کے مابین اپنے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۵۷ (سنہ ۱۸۸۰ء)۔
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۴۶ (سنہ ۱۸۸۶ء)

۱۸۹۵ء
بی رام بائی بنام بائی سنی
۴۳۶

انتقال اور نواسیون یعنی فریقین نالش ہذا کے چھوڑی اور یمین سے ایک نے اپنا حصہ مدعیہ کو دیا ہے جو واسطے اس حصہ کے اور نیز واسطے خود اپنے حصہ کے نالش کرتی ہے۔ ایسے انتقال سے احکام دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جایداد متعلق ہین اور مدعیہ کو حق کرانے تقسیم جایداد کا حاصل ہے بحث مین روبرو ہمارے وکیل رسپانڈنٹ نے نسبت امر ہذا کے بحث نہین کی ہے اوس نے نسبت جواز ہبہ کے اعتراض اس بنا پر کیا ہے کہ ہبہ کے ساتھ حوالگی قبضہ عمل مین نہین آئی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ یہ امر حسب قانون نافذہ زمانہ مذکور اور زمانہ حال کے ضروری نہ تھا۔

دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء مین یہ حکم ہے کہ انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے عمل مین آویگا کہ جسپر واہب نے دستخط کئے ہون یا اوسکی طرف سے دستخط کئے گئے ہون اور جسپر کم سے کم دو گواہون نے گواہی کی ہو۔ اوسکی تعمیل ہوئی نسبت حوالگی قبضہ کے کچھ نہین کہا گیا ہے اور اگر یہ امر مزید درکار ہوتا تو یقیناً ذکر اوس کا اس طور پر کیا گیا ہوتا یہ بحث کی گئی ہے کہ اوسکے بیان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ از روے دفعہ ۱۲۹ کے جملہ قواعد دہرم شاستر قائم رکھے گئے تھے لیکن از روے دفعہ مذکورہ وہ قواعد حسب حکم دفعہ ۱۲۳ کے محفوظ رکھے گئے ہین ہائیکورٹ کلکتہ نے تعبیر ان دفعات کی بمقدمہ [illegible] بنام [illegible] کی (۱) کی ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ دہرم شاستر کا کہ حوالگی قبضہ واسطے تکمیل ہبہ کے لازمی ہے از روے دفعات مذکورہ کے منسوخ ہو گیا ہے۔ مقدمہ مذکور بابت ماہ [illegible] ۱۸۸۸ء مین فیصل ہوا تھا اور نسبت اوسکی صحت کے جہان تک کہ ہم آگاہ ہین کبھی شبہہ نہین کیا گیا ہے۔ اور واضعان قانون نے ایکٹ مذکور ترمیم نہین کیا اور ہماری دانست مین اگر فیصلہ خلاف منشاے حکم قانون کے نسبت ایسے امر اہم کے ہوتا تو واضعان قانون ایکٹ کو ترمیم کرتے ہم تقلید فیصلہ مذکور کی کرتے ہین اور اس لیے ہبہ کو انتقال جائز حصہ مذکور کا تجویز کرتے ہین۔

ہم ڈگری عدالت ماتحت اپیل کو اس طور پر ترمیم کرتے ہین کہ بجاے چہارم حصہ کے نصف حصہ درج کرتے ہین اور اپیلانٹ کو دوسکا خرچہ عدالت ہذا کا دلاتے ہین۔ خرچہ عدالت ابتدائی اولی اور عدالت ماتحت اپیل بحساب نصف اور دو ثلث کے مابین فریقین بہ لحاظ حصہ موصوف کے عاید کیا جائیگا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۹۳ [illegible]

۲۲ مارچ ۱۸۹۹ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۳۷

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

سورہگیا (ابتداً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام **حیات صاحب** وغیرہ (ابتداً مدعیان) مسئلہ علیہ[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۲۸۸ لغایت ۲۹۳ - امور جو مابین ڈگریدار اور قائم مقامان مدیون ڈگری کے پیدا ہوں - دعاوی نسبت جائداد معروقہ کے جس صورت میں کہ قائم مقام مدیون ڈگری بحیثیت امین فریق ثالث دعوی قبضہ کا نسبت جائداد معروقہ کے کرے - اجرائے ڈگری -

مدعیان نے واسطے اس استقرار کے نالش کی کہ جائداد مستوجب قرق کئے جانے کی باجرائے اوس ڈگری کے تھی جو نامبردگان نے بہ نالش نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۸۸ء جائداد ایک شخص گولایا متوفی بر جوہر شریک سنہ واقع ضلع دہاروار کا تھا حاصل کی تھی - جائداد مذکور اجرا میں قرق کی گئی تھی لیکن مدعا علیہ نے جو جانشین عہدہ گولایا کا تھا قرقی اس بنا پر برخاست کرائی تھی کہ جائداد مذکور علاقہ مٹھ تھی اور نہ ملکیت ذاتی گولایا کی اور اس لئے ذمہ دار ایفائے ڈگری مذکور کی نہ تھی - برطبق اسکے مدعیان نے نالش ہذا دائر کی - عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی اور استقرار مذکور عطا کیا - برطبق اپیل دوم یہ بحث کی گئی کہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے امر مذکور کا فیصلہ اجرائے ڈگری نالش نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۸۸ء میں ہونا چاہیے تھا اور نالش علیحدہ نہیں ہو سکتی -

لحاظ وجوہات مندرجہ **تجویز ہوئی** - کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ اور نالش خارج ہونی چاہیئے -

از **راناڈے صاحب جسٹس** - جس صورت میں کہ قائم مقام کسی مدیون ڈگری کا کوئی دعوی ذاتی نسبت اس جائداد کے پیش کرے جو بطور جائداد مدیون ڈگری بقبضہ نامبردہ قرق کی گئی ہو تو تحقیقات دعوی مذکور صیغہ اجرا میں حسب احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہونی چاہیے - لیکن جس صورت میں کہ نامبردہ یہ بیان کرے کہ وہ جائداد مذکور بر امانت منجانب یا بطور کارندہ کسی شخص ثالث یا جماعت اشخاص کے یا کسی کارخانہ خیراتی مذہبی کے قابض ہے تو تحقیقات

[*] اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۸ء -

سنہ ۱۸۹۰ع
مورگیا
بنام
جیاتہ صاحب

دعوی مذکور کی حسب احکام دفعات ۲۰۸ لغایت ۲۳۰ کیجاتی چاہیئے اور اوس حکم پر جو اوسمین صادر کیا گیا ہو بذریعہ اپیل کے اعتراض نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوس امر کی نسبت نالش جداگانہ ہونی چاہیئے۔

از پارسنس صاحب جسٹس دفعات ۲۰۸ لغایت ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی ایسے دعوی یا اعتراض سے متعلق نہین ہیں جو ایسے شخص سے پیش کیا جاوے جو نام مسل مین بطور فریق نالش کے ہو جبکہ کوئی بحث مابین قایم مقام مدیون ڈگری مذکور کے اور اس شخص کے جسکو بعد صدور ڈگری کے بحیثیت مذکور نالش کی گئی ہو یا وہ قبل یا بعد ڈگری کے فریق بنایا گیا ہو اور ڈگریدار کے اس بارہ مین پیدا ہو کہ آیا جایداد بقبضہ قایم مقام مذکور بجنسہ جایداد متوفی کے ہے یا نہین تو فیصلہ اس امر کا بموجب حکم عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے حسب دفعہ ۲۴۴ ہونا چاہیئے۔

اپیل ۲۰۵ بابت اراضی فیصلہ اپیل کرسپ صاحب اسسٹنٹ جج مقام دھارواڑ۔ ۴۳۸

ایک شخص گولایا سوامی یا افسر مذہبی ایک متھ واقع ضلع دھارواڑ کا تھا نامبردہ سنہ ۱۸۸۳ع مین فوت ہوا۔ مدعا علیہ اوسکا چیلا اور جانشین عہدہ کا تھا۔

مدعیان نے ایک ڈگری (بر نالش نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۳ع) جایداد گولایا متوفی بقبضہ مدعا علیہ پر حاصل کی اس ڈگری کے اجرا مین مدعیان نے بعض اراضیات بطور جزو ترکہ متوفی کے قرق کرائین مدعا علیہ نے نسبت قرقی مذکور کے اس بنا پر اعتراض کیا کہ اراضیات مذکور جایداد متھ کی تھین اور نہ جایداد ذاتی گولایا متوفی کی۔ یہ اعتراض منظور ہوا اور قرقی برخاست کی گئی برطبق اسکے مدعیان نے سنہ ۱۸۸۵ع مین نالش حال واسطے حاصل کرنے استقرار اس امر کے دائر کی کہ اراضیات مذکور مستوجب قرقی اور نیلام اونکی ڈگری کے اجرا مین تھین۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ اراضیات مذکور متعلقہ متھ تھین اور گولایا متوفی کو کچھ حق ذاتی اونمین حاصل نہ تھا اور یہ کہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے اس امر کا فیصلہ مقدمہ اجراے ڈگری سابق مین ہونا چاہیئے تھا اور یہ کہ نالش حال قابل پذیرائی نہین ہے۔

جج ماتحت نے بہ تقلید نظیر مقدمہ سیٹھہ چاندمل بنام درگا دیی (۱) یہ تجویز کی کہ نالش مین دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عارض نہین ہے۔ حاکم موصوف نے مزید بران یہ تجویز کی کہ اراضیات متنازعہ متھ کے متعلق ہین اور گولایا متوفی بحیثیت ذاتی اونپر قابض نہ تھا لہذا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۳ (سنہ ۱۸۹۰ع)

سنہ ۱۹۰۹ع

سور گیا بنام حیات صاحب

حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ اراضیات مذکور مستوجب قرقی اور نیلام اجرائے ڈگری مدعی مقدمہ نالش نمبر ۱۰۹ سنہ ۱۹۰۵ع مین نہتین - چنانچہ نالش مذکور ڈسمس کی گئی -

بر طبق اپیل اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی کہ اراضیات مذکور گو لاولد متوفی کی انعام ذاتی تہین اور بحیثیت مذکور مستوجب قرقی اور نیلام بعلت اجرائے ڈگری مدعی تہین لہذا حاکم موصوف نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ کی اور استقرار مستدعیہ عطا کیا -

۳۷۹ بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین دائر کیا -

مالک شاہ جہان گیر شاہ منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالش حال ہے - حکم مصدرہ مقدمہ اجرا مشعر واگذاشت قرقی ایک حکم مابین فریقین نالش اور اونکے قایم مقامان قانونی کے تہا اور متعلق اجرائے ڈگری کے تہا لہذا حکم مذکور داخل فقرہ (ج) دفعہ مذکور ہے - پس صرف ایک چارہ کار جو اوس فریق کو حاصل تہا جو حکم مذکور سے ناراض ہویہ تہا کہ وہ اوسکو اپیل سے اور نہ بذریعہ نالش علیحدہ کے منسوخ کرائے - متعدمات چودہری واحد علی بنام مسماۃ جمیتی (۱) وشیا بنام سیتارام (۲) وللو بنام للو (۳) وپنجانن بنام ربیا بی بی (۴) و روتی بنام گنجو (۵) وسیٹھہ چاند مل بنام درگا (۶) ملاحظہ طلب -

بفرض اسکے کہ از روے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور نالش ممنوع السماعت نہیں ہے ہم یہ بحث کرتے ہین کہ فیصلہ مقدمہ مجال بنام سور گیا (۷) مقدمہ حال سے متعلق ہے او راضیات متنازعہ علوکہ ستہ تجویز ہونی چاہیین کیونکہ اونکی وہی حیثیت ہے جو اون اراضیات کی تہی جو نالش مذکور مین متنازعہ تہین -

دا جی اباجی کہرے منجانب (مدعیان) رسپانڈنٹان - مدعیان واسطے قرق کرانے اوس جایداد کے مستدعی ہین جسکی نسبت نابردگان بیان کرتے ہین کہ وہ ملکہ اونکے مدیون ڈگری متوفی کی تہی - مدعا علیہ نسبت قرقی کے اس بنا پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ جایداد اوسکی ہے مدعا علیہ جایداد مذکور کا دعوی بطور خود اپنی جایداد کے نہین کرتا بلکہ حق شخص ثالث کا بیان کرتا ہے - اوسکا عذر نسبت قرقی کے خاص اوسکی جانب سے مقبول کیا گیا بلکہ منجانب

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۰ (سنہ ۱۸۶۹ع) (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۵۹ (سنہ ۱۸۷۱ع) (۳) نجاوی ایلیس ورتہ ۹ صفحہ ۲۰۶ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۸۸۲ع) (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۸۸۳ع) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۱۰ (سنہ ۱۸۸۷ع) (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ... (سنہ ۱۸۹۹ع)

سنہ ۱۸۹۰ء
مسماۃ رکمیا
بنام
حیات صاحب

اوس مشہد کے کیا گیا جسکا وہ امین ہے ۔ چنانچہ اسطور پر مقدمہ داخل دفعہ ۲۴۴ - اور نہ داخل دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے - پس اگر ایسا ہے تو حکم بغرض واگذاشت قرقی صرف بذریعہ نالش تصریری منسوخ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ دفعہ ۲۸۳ مین محکوم ہے ۔ مقدمات روپ لال واس بنام لکھانی (۱) و ربع روپ بنام رام غلام (۲) و سیٹھہ چاند بنام درگا دیبی (۳) و سدندرا بنام پیودن (۴) ملاحظہ طلب -

رانا دے صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین عیان رسپانڈنٹان بموجب رہن نامہ نوشتہ ایک شخص گولایا کے جو اپیلانٹ کا جنم گرو بنام تھنان ایک اراضی کے تہے - برطبق وفات ۴۴۰
گولایا کے اپیلانٹ نے بحیثیت اوسکے چیلا اور جانشین مشہد کے ایک نالش واسطے بیدخل کرنے رسپانڈنٹان کے اراضیات سے دائر کی اور ڈگری بحق اپنے حاصل کی اور اوسمین یہ تجویز ہوئی کہ رہن ناجائز ہے اور اپیلانٹ بر قابل پابندی نہین ہے - برطبق اسکے رسپانڈنٹان نے واسطے اوس روپیہ کے جو از روے رہن نامہ مذکور واجب تہا نالش دائر کی اور ڈگری بمقابلہ جائداد ذاتی گولایا متوفی کے جو بقبضہ اپیلانٹ تہی حاصل کی - اس ڈگری کے اجرا مین جو اراضیات جو علاوہ اراضیات رہونہ کے تہین بطور جاگیر داد انعام ذاتی گولایا متوفی کے قرق کی گئین لیکن برطبق درخواست اپیلانٹ قرقی برخاست کی گئی -

برطبق اسکے رسپانڈنٹان نے نالش حال واسطے اس استقرار کے دائر کی کہ اراضیات مذکور گولایا کی انعام ذاتی تہین اور مستوجب قرقی اور نیلام کئے جانیکے بابت قرضہ جات نامدہ کے تہین اور یہ دعوی عدالت مرافعہ اولی سے نامنظور ہوا - اسسٹنٹ جج نے اپیل مین ڈگری مذکور منسوخ کی اور استقرار مستدعیہ رسپانڈنٹان عطا کیا -

اپیلانٹ نے بناء اپیل دوم بنا راضی ڈگری اسسٹنٹ جج کے دائر کیا اور مسٹر مالک شاہ وکیل اپیلانٹ نے یہ اعتراض پیش کیا کہ رسپانڈنٹان کو کچھہ حق دائر کرنے نالش جداگانہ کا نہ تہا اور نا بر دگان کا چارہ کار بطریق اپیل بنا راضی اوس حکم کے تہا جو اونکے خلاف مقدمہ اجرا متفرقہ مین صادر ہوا تہا - یہ بحث کی گئی تہی کہ حکم مذکور ایک حکم مابین فریقین نالش اور اونکے قائم مقامان قانونی کے متعلق اجراے ڈگری کے تہا اور اس حیثیت سے وہ داخل فقرہ (ج) دفعہ ۲۴۴ - اور نہ داخل دفعہ ۲۸۳ کے تہا اور کوئی نالش جداگانہ واسطے منسوخی حکم مذکور کے دائر نہین ہو سکتی تہی - پس بحث واسطے غور کے یہ ہے کہ آیا حکم مقدمہ متفرقہ بطور

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۴ (سنہ ۱۸۸۷ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۰ (سنہ ۱۸۸۷ء) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۳ (سنہ ۱۸۹۰ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۸۰ (سنہ ۱۸۸۵ء)

سورگیا بنام حیات صاحب

ایک حکم متعلقہ ایسی بحث کے متصور ہونا چاہیے جو مابین فریقین یا اونکے قایم مقامان قانونی کے بمعاملہ اجرا یا بیباقی یا ایفاے کسی ڈگری کے پیدا ہوئی یا آیا حکم مذکور ایک حکم حسب دفعہ ۲۴۴ ہے کہ اس صورت آخر الذکر مین ایک نالش جداگانہ قابل پذیرائی کے ہے۔

نسبت فرق مابین ان دو اقسام احکام کے عدالت ہائی کورٹ الہ آباد نے بمقدمہ سمبری لال بنام گوری مہاسے (۱) اور عدالت ہائی کورٹ کلکتہ نے بمقدمہ پنچانن بندو پادھیا بنام ربیا بی بی

۱۴۲ (۲) غور کیا۔ ان مقدمات مین سے مقدمہ آخر مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ ۲۴۴ کی تعبیر وسیع طور پر کیجانی چاہیے اور چاہیے جو اختلاف راے نسبت اس امر کے کسی وقت مین رہا ہو لیکن اب یہ قاعدہ طے ہوگیا ہے کہ جملہ اعتراضات منجانب قایم مقام قانونی مدیون ڈگری کے کہ جایداد متوفی جزو ترکہ مدیون ڈگری متوفی نہیں ہے جو بغرض ایفاے ڈگری موسومہ نامبردہ قابل الحصول ہو بلکہ مملوکہ قایم مقام قانونی بربناے خود اونکے استحقاق ذاتی علحدہ کے ہے حسب دفعہ ۲۴۴ فیصل کئے جانے چاہئیں۔ مقدمات چودہری واحد علی بنام مسماۃ جمعی (۳) و زورق بنام گنجو (۴) و منا بنام سیتارام (۵) و للو تریبون بنام للو بھگوان (۶) و راج روپ سنگھ بنام رام غلام رائے (۷) و پنچانن بندو پادھیا بنام ربیا بی بی (۸) و سیٹھ چاند مل بنام درگا دیی (۹) ملاحظہ طلب ساتھہی اسکے ایک استثنا بصورت اون اعتراضات کے تسلیم کیا گیا ہے جو قایم مقام قانونی نے بحیثیت امین وقف مذہبی یا خیراتی کے پیش کئے ہوں یعنی یہ کہ جایداد مقروقہ جسکا نیلام بإجرای ڈگری موسومہ اوسکے پیشرو بإعتبار استحقاق کے نہیں ہے نسبت اعتراضات مذکورہ کے ہمیشہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ وے تحت دفعہ ۲۴۴ کے جاتے ہیں اور بنا راضی اون احکام کے جو ایسی درخواستوں پر صادر ہون اپیل نہیں ہوسکتا ہے اور چارہ کار صرف ایک نالش جداگانہ ہے یہ فرق الفاظ دفعہ ۲۴۴ پر مبنی ہے جو صرف اون مقدمات سے متعلق ہے جنمین جایداد متروقہ بقبضہ مدیون ڈگری یا بقبضہ کسی ایسے شخص کے نہ ہو جو منجانب اوسکے ہین ہو بلکہ نیز اون مقدمات سے متعلق ہے جنمین قبضہ مدیون ڈگری

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۸ و ۵۹ سنہ ۱۸۸۶ع (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۸ صفحہ ۱۸۶ (۳) ... لا رپورٹ جلد ... صفحہ ... (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ... صفحہ ... (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ... صفحہ ... (۶) ... (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ... (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ... (۹) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ... صفحہ ...

سنہ ۱۹۰۶ء

مورنگیا بنام بیراث صاحب

کا خود اپنی طرف سے یا بطور خاص اپنی جایداد کے ہو بلکہ دیگر اشخاص کے لئے یا امانتاً واسطے دیگر اشخاص کے ہو۔ قابض جین جیاتی دیو ستھان یا جایداد وقف کا داخل اس آخر قسم مقدمات کے ہے۔

جبکہ کوئی ڈگری دار ایسی جایداد با جراے اپنی ڈگری کے بمقابلہ قابض جین جیاتی قرق کرادے اور قایم مقام قانونی اس بنا پر اعتراض کرے کہ جایداد مذکور جایداد امانتی ہے تو امور تنقیح طلب مختلف پیدا ہوتے ہین جنکو کوئی تعلق اجرا یا بیباقی یا ایفاے ڈگری سے جو مابین فریقین ڈگری مذکور کے ہو نہین ہے علاوہ اسکے اگر قائم مقام قانونی خاموش رہے تاہم نسبت

۲۴۴ قرق کے فریق ثالث جو پرستش مندر سے تعلق رکھتا ہو مساوی طور پر اعتراض کرسکتا ہے اور قایم مقام قانونی فی الحقیقت اسطور پر حق شخص ثالث بمعاملات مذکور پیش کرتا ہے یعنی حقوق اون اشخاص کے جو فریقین ڈگری یا اونکے قایم مقام نہین ہین وقت اس راے کی فیصلجات کثیر التعداد مین تسلیم کی گئی ہے۔ بمقدمہ سبندر بنام بدن (۱) صریحاً یہ قرار دیا گیا تھا کہ امین جدید کسی مندر کا کارروائیات اجرا مین کوئی بحث نہ ذمہ دار ہونے مندر کی جنکی قرقی با جراے ڈگری مو سومہ امین سابق مطلوب ہو نہین کرسکتا۔ بمقدمہ ہنومان داس بنام تجمل حسین (۲) نالش منجانب متولی مدیون ڈگری کے واسطے استقرار اس امر کے کہ ایک جایداد جو با جراے ڈگری مو سومہ نا برده قرق کی گئی تہی جایداد وقف تہی اس بنا پر منظور ہوئی تہی کہ نالش مذکور نا برده نے اوس حیثیت سے دائر کی جو اوسکی حیثیت ذاتی سے جداگانہ تہی۔ مقدمات شنکر دیال بنام امیر حیدر (۳) وٹیمسی چرن بنام جوگند رو ناتھ (۴) ہمنو نظائر سابق متعلق امر مذکور ہین۔ بمقدمہ روپلال داس بنام ابکالی میاں (۵) یہ تجویز ہوئی تہی کہ جب کوئی مدیون ڈگری نسبت قرقی جایداد کے اس بنا پر عذر کرے کہ جایداد مذکور وقف تہی تو مقدمہ داخل دفعہ ۲۰۰ اور نہ دفعہ ۲۴۴ کے ہوگا۔ بمقدمہ راج روپ سنگہ بنام رام غلام راے (۶) ولسن صاحب جسٹس نے اس استثناے قاعدہ عام کو جو اونہون نے قرار دیا تہا صرف اس بنا پر تسلیم کیا تہا کہ وہ اون خیالات پر مبنی ہے جو اون مقدمات سے متعلق نہین ہین جو

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۰۰ (سنہ ۱۸۸۶ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۰۳ (سنہ ۱۸۸۷ء)
(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۰ (سنہ ۱۸۹۱ء) (۴) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵ (سنہ ۱۸۶۹ء)
(۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۵۰۹ (سنہ ۱۸۹۸ء) (۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۸۳ء)

داخل دفعہ ۲۴۴ کے ہین۔ بمقدمہ سیٹھ چاند بنام درگا دیئی (۱) اسی قسم کا استغنا بربنا دیگر وجوہ کے کیا گیا تھا۔

خاص ہمارے احاطہ مین امرمذکور ابتک باضابطہ فیصل نہین ہوا ہے۔ بمقدمہ گنگادھر بیکاجی بنام گنگادھر تربک (۲) امرمذکور ضمنا پیش کیا گیا تھا۔ لیکن مقدمہ بربناے وجوہ دیگر فیصل کیا گیا۔ بمقدمہ سری گنیش دہرنی دہر بنام کیشو راو (۳) یہ راے ظاہر کی گئی تھی کہ کوئی امر مانع اسکا نہ تھا کہ امین مابعد جایداد دیوستہان مقدمات اجراے مین اون انتقالات پر اعتراض کرے جو کسی امین سابق نے کئے ہون۔ بسند اس مقدمہ کے مقدمہ دینوبائی بنام دہوندو (۴) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ کارپرداز دیوستہان بلا مجبور ہونے کے دائر کرنے نالش جداگانہ پر نسبت جوازیت ڈگری کے کارروائیات اجراے مین اعتراض کر سکتا ہے جو بمقابلہ اوسکے پیشرو کے صادر کی گئی ہو
۴۴۳ ان فیصلجات مین سے کوئی فیصلہ اس حد تک نہین پہونچا کہ اوسمین یہ تجویز ہوئی ہو کہ امین یا کارپرداز جدید اس امر پر مجبور ہے کہ اپنا عذر اجراے ڈگری مین پیش کرے اور یہ کہ کوئی نالش جداگانہ دائر نہوگی۔

مقدمہ حال مین نالش کارپرداز جدید یا امین متہم نے دائر نہین کی بلکہ ڈگریدار نے دائر کی تھی اوسکا حق واسطے دائر کرنے نالش مذکور کے اوسی بنیاد پر مبنی ہے جسپر قائم مقام قانونی یا جانشین مدیون ڈگری کا جو دیوستہان یا کارخانہ خیراتی پر مقرر ہو مبنی ہے۔ لہذا یہ امر بلا اندیشہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ نالش رسپانڈنٹان اس مقدمہ مین مناسب طور پر دائر کی گئی تھی لہذا مین اوس اعتراض کو جو وکیل اپیلانٹ نے کیا ہے نامنظور کرتا ہون۔

بربناے روئداد کے مقدمہ مین پیروی نظیر مقدمہ جمال صاحب بنام مرگاپا سامی (۵) کی ہونی چاہیے جسمین فیصلہ مابین فریقین نالش حال نسبت دیگر اراضیات کے ہوا تھا لیکن بحث فریقین فی الحقیقت وہی تھی جو مقدمہ حال مین ہے۔ نوعیت قبضہ اراضیات اون شرائط پٹہ دوبست انعام پر منحصر ہوگی جو اراضی مذکور کا کیا گیا ہو۔ انتخابات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ہر دو اراضیات متعلق دیوستہ کے تھین اور یہ کہ گولایا اور اپیلانٹ دونون صرف ہیت داران تھے بیان جو گولایا نے گیروبتے اور بروصاحب کمشنر انعام کے کیا وہ بیان خود غرضانہ تھا اور بحیثیت ...

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ ... (۲) تجاویز مطبوعہ ... صفحہ ... (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ... صفحہ ... (۴) تجاویز مطبوعہ ... صفحہ ... (۵) انڈین لا رپورٹ جلد ... سلسلہ بمبئی صفحہ ...

۱۸۹۶ء

موریگیا بنام حیات صاحب

شہادت مین اسطور پر تسلیم نہین کیا جا سکتا ہے کہ اوسکی رو سے تا نبرادون امانتون کی زائل ہو جاتی جو از روے عطیہ گورنمنٹ قایم کی گئین تہین۔

اندرین حالات بہ تقلید نظیر مقدمہ جمال صاحب بنام مرگا یا سامی (۱) مین ڈگری صاحب جج ضلع منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی مع کل خرچہ کے جو ذمہ رسپانڈنٹان ہوگا بحال کرونگا

پارسنس صاحب جسٹس ۔ میرے ذیعلم رفیق جلیس نے واقعات پورے طور پر تحریر کیے ہین اور وہ جملہ مقدمات بیان کیے ہین جو اوس امر اول کے متعلق ہین جسکی نسبت روبرو ہمارے بحث کی گئی تہی اور اونہون نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جس صورت مین کہ قایم مقام مدیون ڈگری دعوی ذاتی نسبت اوس جایداد کے پیش کرے جو بطور جایداد مدیون ڈگری مقبوضہ نابردہ قرق کی گئی ہو تو تحقیقات دعوی کی اجرا مین حسب احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیجائی چاہیے لیکن ۲۴۴ جسصورت مین کہ نابردہ یہ بیان کرے کہ وہ جایداد برامانتًا یا منجانب یا بطور کاربرداز کسی شخص ثالث یا جماعت اشخاص یا خیرات یا کارخانہ مذہبی کے قابض ہے تو تحقیقات دعوی کی حسب احکام دفعات ۲۷۸ لغایت ۲۸۳ ہونی چاہیے اور اوس حکم پر جو اوسمین صادر کیا گیا ہو بذریعہ اپیل اعتراض نہین ہو سکتا بلکہ اوسکی بابت نالش علیحدہ دایر ہونی چاہیے لہذا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش حال مناسب طور پر دایر کی گئی ہے اور عدالتہاے ماتحت کو اختیار سماعت اور فیصل کرنے نالش اور اپیل کا حاصل تہا۔

مین اس سے اتفاق نہین کرتا لیکن مین اوس سے اختلاف کرنا ضروری یا قرین مصلحت خیال نہین کرتا ہون کیونکہ اولًا یہ تنازع سنہ ۱۸۸۶ء سے چلا آتا ہے اور ڈگری جسکے جاری کرنیکی استدعا کی گئی ہے سنہ ۱۸۸۱ء مین صادر ہوئی تہی اور نالش ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۲ء مین دایر کی گئی اور ثانیًا یہ کہ اس اپیل دوم مین ہم بصیغہ اپیل نسبت ڈگری عدالت اپیل اوسی عدالت کے تجویز کرتے ہین جو سماعت اپیل کی بنا اراضی حکم صیغہ اجرا کے کرتی پس اگر ہم کارروائیات حال کو منسوخ کرین اور رسپانڈنٹان کو ہدایت اپیل بنا اراضی حاکم مذکور کرین تو اپیل دوم اس عدالت مین ٹہیک اوسی طرح پر ہوگا جیسا کہ یہ اپیل ہے اور فیصلہ اوسکا بربناے اوسی مواد اور ساتہہ اوسی نتیجہ کے کرنا ہوگا۔ لہذا میں مسل مین اپنی یہ راے مندرج کرنا کافی سمجہتا ہون کہ دفعات ۲۷۸ و ۲۸۳۔ ایسے دعوی یا اعتراض سے متعلق نہین ہین جو کسی ایسے شخص نے کیا ہو جسکا نام مسل مین بطور فریق نالش درج ہو اگر یہ صورت ہوتی تو دفعہ ۲۷۸ مین استعمال کرنا ان الفاظ عام کا ضروری ہوتا کہ "گویا وہ فریق مقدمہ نہ تہا"۔ مجہکو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۳ (سنہ ۱۸۷۸ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

مور بگیا بنام جیات صاحب

کوئی فرق اس امر سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ الفاظ مستعلہ دفعہ ۲۴۴ کسی غیر شخص کے لئے یا بطور نائب وارث دوسرے شخص کے لئے الفاظ "اپنے لئے یا بطور اپنی ملکیت کے قابض نہ تھا" کے بذریعہ لفظ "بلکہ" کے ملائے گئے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ الفاظ صرف نوعیت اور ثبوت سے جو پیش ہونا چاہئے اور اس دعوے سے جو ثابت ہونا چاہئے متعلق ہیں۔ میری رائے میں جب کوئی بحث مابین قائم مقام مندرجہ مسل تمام اس امر کے کہ ابتدائی امر بحیثیت مذکورہ نالش کی گئی ہو یا وہ قبل یا بعد ڈگری کے فریق بنایا گیا ہو اور وہ ڈگری دار کی نسبت اس امر کے پیدا ہو کہ آیا جائداد مقبوضہ قائم مقام مذکور منجملہ جائداد متوفی کے تھی یا نہیں تو فیصلہ اس امر کا بحکم عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے حسب احکام دفعہ ۲۴۴ کے ہونا چاہئے۔

۲۳۵ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ غلبہ اسناد خلاف اس امر کے معلوم ہوتا ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ نسبت امر مذکور کے ایسی توجہ مبذول نہیں کی گئی ہے جیسی کہ اوس کے لئے شایاں تھی۔ اکثر مقدمات میں دعوی ذاتی قسم کا تھا اور نسبت دعوی دیگر کے صرف ایک رائے ظاہر کی گئی تھی اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ فیصلہ مقدمہ رشید جاند بنام درگا دیبی (۱) صاف طور پر خلاف میری رائے کے ہے لیکن میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ فیصلہ مقدمہ گوریابی بنام بابان (۲) سے میری رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اوسمیں دعوی نسبت قطعات اراضی کے یہ تھا کہ وہ جائداد بارو ادمین جسکے متعلق ڈگری تھی بعد انفصال مدیون ڈگری متوفی کو نہ تھا اور جبکہ قائم مقام اوسوقت بطور کاروبردار کے قابض تھا میں اس مقدمہ آخرالذکر پر استدلال اس وجہ سے کرتا ہوں کہ اوسکا حوالہ اجلاس اعلی تمام پریوی کونسل نے بمقدمہ پیر سو گدار بنام کاشی اس رسول چندر فراکر دیا تھا نیز میں بتائید اپنی رائے کے حوالہ کیمپ صاحب جسٹس کی رائے مقدمہ پچانن بنرجی بنام بیابی بی (۳) کا دیتا ہوں وہ رائے یہ تھی کہ دفعات ۲۴۴ لغایت ۲۴۸ اوس نزاع سے متعلق نہیں ہیں جو مابین فریقین نالش یا اون کے قائم مقامان مندرجہ مسل مقدمہ بابت اجرا یا بیباقی یا ایفاء کسی ڈگری کے ہو علاوہ اس کے کہ دعوی جو پیش کیا گیا ہو اس بنا پر ہو کہ جائداد مذکورہ جائداد ایک شخص مندرجہ مسل کی ہے یا وہ علاوہ کسی فریق نالش کی ہے۔ مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس عدالت سے یہ فرمایا گیا کہ تاثیر فیصلہ مابین فریقین کی یہ ہے کہ حق نا فذکر ان کے اعتراض کرنے کا نسبت اجرا کے بقایا جائداد

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۵۴ سنہ ۱۸۸۱ء (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۵۵ سنہ ۱۸۹۹ء
(۳) احکامات ہند جلد ۵ صفحہ ۳۰۹ سنہ ۱۸۸۱ء (۴) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ سنہ ۱۸۸۱ء

۱۸۹۶ء — موربگیا بنام حیات صاحب

متنازعہ کے حسب دفعہ ۲۴۴ ڈگری یا قطعی طور پر فیصل تا نتیجہ اوس اپیل کے کیا جاتا ہے جو از روے قانون کے ہوسکتا ہے پرنسپ صاحب جسٹس کی بہی یہی رائے تہی۔

نسبت امر ثانی کے مین بابتہ ویلم مجلیس سے اتفاق کرتا ہون۔ اسسٹنٹ جج نے غلط طور پر بار ثبوت کرنے ناقابلیت انتقال اراضیات متنازعہ کا بذمہ اپیلانٹ عاید کیا۔ بیان مندرجہ کاغذ نمبر ۲ کی جسکی نسبت اسسٹنٹ جج نے بیان کیا ہے کہ وہ بیان گولایا کا ہے لیکن جو فی الحقیقت بیان منظم سابق مدعا علیہ نمبر ۱ کا ہے کہ اراضیات مذکورہ دی گئی تہین کچھہ وقعت نہ کیجانی چاہیے تہی خصوصاً جبکہ وہ اون بیانات دیگر کے ساتھہ دیکہا جاے جو نا بیرہ نے نسبت اس امر کے کئے تہے کہ اراضیات مذکور کیونکر حاصل کی گئی تہین۔ کاغذات نمبر ۵۷ و ۶۵ و ۲۲۹ و ۳۴۴ سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اراضیات مذکور مملوکہ مشترکہ تہین اور خانگی جایداد انعام کسی قسم کی نہ تہین چہ جائیکہ وہ گولایا کی ہون جو وجہ فیصلہ اوس مقدمہ مین جو مابین انہین فریقین کے تہا اور جسکی رپورٹ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۰ صفحہ ۳۰ مین کی گئی گو وہ متعلق دیگر اراضیات مشترکہ سے تہا ان اراضیات سے متعلق ہے جنکا استحقاق ٹہیک اوسی بنیاد پر مبنی ہے۔ اس مقدمہ مین فیصلہ جج ماتحت بیشک صحیح ہے اور پہر بہی صرف غلطی قانون ہے کہ اسسٹنٹ جج نے ایک تجویز مختلف کی ہے۔ ۴۳۶

ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو مع کل خرچہ کے جو بذمہ رسپانڈنٹان ہوگا بحال رکہتے ہین۔

ڈگری منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنز صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۲۲ مارچ ۱۸۹۶ء

گوبند (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام **گنگاجی** (ابتداءً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

حوالہ کتاب انگریزی ۲۴۷

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۸ ۱۴۴ جو نالشات منتقل الیہ خریدار نیلام متعلق ہے۔ خریدار نیلام کا منتقل الیہ۔

مد ۱۳۸۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) حود خریدار نیلام کی نالشات پر محدود نہین ہے بلکہ نالشات مندرجہ مد کے منتقل الیہم سے بہی متعلق ہے۔

میعاد سماعت تاریخ نیلام سے شروع ہوتی ہے۔

سنہ ۱۸۹۹ء

گوبند بنام گنگاجی

مقدمہ میم چند بنام نوبین چند ر (۱) سے اختلاف کیا گیا۔

تنقیح دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر ٹھاکر داس متھرا داس اسسٹنٹ جج مقام رتناگری۔

مدعا علیہ گنگاجی انا جی گمنے مالک ایک اراضی کا تھا جو بتاریخ ۵۔ مارچ ۱۸۸۱ء باجرائے اوس ڈگری کے نیلام کی گئی جو بمقابلہ نامبردہ حاصل کی گئی تھی۔ اراضی مذکور آتمارام جنا دن ویسائی نے خرید کی۔ نیلام بتاریخ ۳۰ مئی ۱۸۸۱ء منظور ہوا لیکن آتمارام کو قبضہ نہیں دلایا گیا۔

بتاریخ ۱۹ جولائی ۱۸۹۰ء آتمارام نے اپنے حقوق بحیثیت خریدار نیلام بدست مدعی فروخت کئے۔

بتاریخ ۹ مئی ۱۸۹۳ء مدعی نے نالش حال واسطے دلا پانے قبضہ اراضی کے مدعا علیہ پر دایر کی۔ عدالت مرافعہ اولی نے نالش بدین وجہ ڈسمس کی کہ اوسمین حسب دفعہ ۱۳ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء میعاد سماعت مانع تھی کیونکہ نالش بارہ سال سے زیادہ عرصہ بعد تاریخ نیلام عدالتی سے

۳۴۷ (۵ مارچ ۱۸۸۱ء) دائر کی گئی تھی۔

بر طبق اپیل اس فیصلہ کو اسسٹنٹ جج نے بحال رکھا۔ وجوہ حاکم موصوف کے حسب ذیل تھے

بحث یہ ہے کہ آیا میعاد سماعت تاریخ نیلام سے حسب دفعہ ۱۳ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء شمار کیجانی چاہئے یا تاریخ منظوری نیلام کہ یہ وہ تاریخ ہے کہ جبکہ حسب بیان مدعی اوسکا بائع مستحق پانے قبضہ جایداد متنازعہ کا ہوا۔ نہ مدعی اور نہ اوسکے بائع کو کبھی قبضہ جایداد کا حسب سارٹیفکٹ نیلام دلایا گیا اور قبضہ برابر مدیون ڈگری یعنی مدعا علیہ کا رہا ہے۔ بمقدمہ میم چند بنام نوبین چندر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۹۰۹) ہائی کورٹ کلکتہ نے یہ تجویز کی کہ میعاد ایسے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے تاریخ منظوری نیلام سے شمار ہونی چاہئے کیونکہ نالش بجانب خریدار نیلام نہ تھی بلکہ بجانب منتقل الیہ نامبردہ کے کی گئی تھی۔ بخلاف اسکے ہائی کورٹ مدراس نے یہ تجویز کی کہ میعاد تاریخ نیلام سے حسب دفعہ ۱۳۸ شمار ہونی چاہئے۔ مقدمہ ساردہ موکا بنام چوکالنگم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۳) ملاحظہ طلب ہائی کورٹ کلکتہ کی رائے میں خریدار نیلام کا منتقل الیہ ولا مستحق قبضہ کا اوسوقت ہوگیا جبکہ نیلام منظور کیا گیا اور میعاد بارہ سال تاریخ مذکور سے حسب دفعہ ۱۴۴ شمار ہونی چاہئے تھی۔ بہ تعظیم تمام اون حکام کی جنہوں نے فیصلہ مقدمہ میم چند بنام نوبین کیا میری یہ رائے ہے کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں دفعہ ۱۳۸ خریدار نیلام سے اور دفعہ ۱۴۴ اوسکے منتقل الیہ سے جو نالش قبضہ کرے متعلق کیجائے۔ مین خیال کرتا ہون کہ دونون سے دفعہ ۱۳۸ متعلق ہونی چاہئے اور یہ تجویز کرتا ہون کہ نالش ممنوع السماعت ہے۔"

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین دائر کیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۹۰۹ (سنہ ۱۸۸۷ء)

وہی بی بسنڈارکر منجانب اپیلانٹ۔

منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہیں ہوا۔

پارسنس صاحب جسٹس ۔ ہم فیصلہ ہائی کورٹ مدراس مصدرہ مقدمہ اروبگا بنام چیکا گمم (۱) کو بمقابلہ فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ مقدمہ [illegible] بنام تو بین چند (۲) کے پسند کرتے ہین۔ ہم خیال کرتے ہین کہ حکام ذیعلم عدالت آخرالذکر نے معنی دفعہ ۲۰ ایکٹ میعاد سماعت کے زیادہ محدود قائم کئے ہین کیونکہ حکام موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ مذکور اون ناالشات پر محدود ہے جو منجانب خود خریدار کے ہون اور اون ناالشات سے متعلق نہین ہے جو اوسکے منتقل الیہم دائر کرین۔ ہم کوئی وجہ جائز نہین دیکھتے ہین کہ مذکورین کیون اوسکے منتقل الیہم جو اوسکے قائم مقام ہین اور معمولی طور پر بہ نسبت مذکور اوس سے زیادہ کوئی حقوق نہین رکھتے کہ جو اوسکو حاصل تھے داخل نہون۔ ازروے اوسی سلسلہ بحث کے ظاہر اوسکے ورثا بھی خارج ہوسکتے ہین۔ ہم اپیل ڈسمس کرتے ہین۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

کالا گوبند بنام **میونسپلٹی تھانہ***

میونسپلٹی۔ ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (ایکٹ بمبئی نمبر ۶ بابت ۱۸۷۳ء) دفعہ ۴۸ ۔ پھر بنانا ایسی عمارت کا جو پہلے سے موجود ہو دفعہ ہذا مین داخل نہین ہے۔

دفعہ ۴۸ ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (ایکٹ بمبئی نمبر ۶ بابت ۱۸۷۳ء) تعمیر نئی عمارت سے متعلق ہے جو بلا اجازت بنائی گئی ہو اور نہ تعمیر مکرر پرانی عمارت سے جو محض عارضی مقصد کے واسطے گرا دی گئی ہو۔

ملزم مالک ایک دوکان واقع شارع عام مقام تھانہ تھا۔ دوکان کے سامنے تختے لگے ہوئے تھے جو کہ کری مالک اور کے تھے قبل نفاذ ایکٹ میونسپلٹی ضلع کے تھانہ مین موجود تھے۔ اپریل ۱۸۹۵ء مین تختے عارضی طور پر بحکم افسران طاعون علحدہ کئے گئے تھے جب مرض طاعون ترا ملزم نے تختون کو اکتوبر ۱۸۹۵ء مین بلا اجازت میونسپلٹی کے پھر اپنی جگہ پر لگا یا بر عکس اسکے وہ پر استغاثہ کیا گیا اور بموجب دفعہ ۴۸ ایکٹ بمبئی نمبر ۶ ۱۸۷۳ء اسکو جرمانہ صادر کیا گیا۔

مجسٹریٹ نے بعد تجویز ثبوت جرم و حکم سزا کے یہ **تجویز ہوئی** کہ تختون کو پھر لگانا حسب معنی دفعہ ۴۸ ایکٹ مذکور کے تعمیر نہین ہے۔

گوبند بنام چکا گمم
۲۳ اکتوبر ۱۸۹۵ء
صفحہ ۲۲۲

* نظر ثانی فوجداری نمبر [illegible] (۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۹ء
کالا گوبند بنام میونسپلٹی تھانہ

درخواست بموجب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء)۔

سائل پر میونسپلٹی تھانہ نے بموجب دفعہ ۴۸۔ ایکٹ بمبئی ۳ ۱۹۰۱ء کے استغاثہ بابت مسدود کرنے شارع عام کے حالات ذیل مین دائر کیا۔

سائل مالک ایک دکان واقع شارع عام مقام تھانہ کا تھا۔

دکان کے سامنے تختے اس غرض سے لگے ہوئے تھے کہ چبوترہ کا کام دین اور اوسپر مالک بیٹھتا اور اپنا مال واسطے بکری کے رکھتا تھا۔

تختے نالی سرکاری کے اوپر لگتے تھے اور اوس سے پیشتر کے تھے کہ ایکٹ میونسپلٹی ضلع ۱۹۰۱ء تھانہ مین نفاذ پذیر ہوا۔

اپریل ۱۹۰۸ء مین تختے بحکم افسران طاعون عارضی طور پر ہٹا دیے گئے تھے اکتوبر ۱۹۰۸ء مین بعد رفع ہونے وبا کے وہ بلا اجازت میونسپلٹی کے پھر لگا دئے گئے۔

بر طبق اس فعل کے استغاثہ حال بنام سائل بموجب دفعہ ۴۸۔ ایکٹ بمبئی ۳ ۱۹۰۱ء کے دائر کیا گیا۔

۲۴۹ راو بہادر راے جی کوتوال مجسٹریٹ درجہ اول تھانہ نے ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسکو حکم اداے پانچ روپیہ جرمانہ کا دیا اور بصورت عدم ادا کے پانچ روز قید محض کا حکم دیا۔

بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے سائل نے ہائیکورٹ مین بصیغہ نظرثانی تحریک کی۔

ترمبک رام چندر کوتوال منجانب سائل۔

راوصاحب واسدیو جے کرتیکار گورنمنٹ پلیڈر منجانب سرکار۔

پارسنس صاحب جسٹس - سائل مالک ایک دکان واقع شارع عام تھانہ کا ہے جیسی کہ اکثر ایسی دکانات کی صورت ہے اوسکے سامنے تختے لگے ہوئے تھے جو نالی کے اوپر واقع تھے اور ایک قسم چبوترہ کا کام دیتے تھے جسپر مالک بیٹھ سکتا تھا اور اپنا مال دکھلا سکتا تھا ہمین کچھ شبہہ نہیں ہے کہ گو اون سے دکانات کی وسعت بہت بڑھ جاتی تھی تاہم یہ ایک مداخلت بیجا شارع سرکاری تھی مگر اس وجہ سے کہ وہ جائز طور پر قبل ایکٹ میونسپلٹی ضلع ۱۹۰۱ء کے تھانہ مین نافذ ہونیکے لگائے گئے تھے میونسپلٹی تختون کو صرف بعد ادا کرنے ذرا بھی معاوضہ کے مالک کو بموجب دفعہ ۴۸۔ ایکٹ مذکور کے رفع کر سکتی تھی اپریل ۱۹۰۸ء مین افسران طاعون نے بموجب اون وسیع اختیارات کے جو اوسکو ازروے قانون عطا کئے گئے تھے تختون کو غالباً اس غرض سے رفع کیا تھا کہ وہ سڑک کی نالی کو پورے طور پر دھو سکین اور صاف کر سکین چونکہ اکتوبر گذشتہ مین طاعون رفع ہو گیا اور جملہ ممانعت و قیود جو افسران طاعون نے قائم

سنہ ۱۸۸۹ء
کالا گوبند
بنام
میونسپلٹی سہارنپور

کی نہین مسترد کی گئین لہذا سائل نے تختون کو بہر نصب کیا اور بر طبق اسکے اوسپر استغاثہ قایم کیا گیا اور بموجب دفعہ ۴۴ ایکٹ مذکور کے اوسپر جرمانہ اسوجہ سے کیا گیا کہ بعد نفاذ ایکٹ مذکور کے اوسنے ایسی تعمیر کی تھی جو سڑک سرکاری مین سد راہ تھی۔

ہماری رائے مین تجویز ثبوت جرم خلاف قانون ہے ہمکو الفاظ مستعملہ دفعہ ۴۴ کی تعبیر اسطور پر کرنی چاہیے کہ وہ ایسی تعمیر سے متعلق ہے جو ابتدا اول کی گئی ہو اور نہ کہ محض تعمیر جدید عمارت سابق سے جو بعض کسی عارضی وجہ سے گرادی گئی ہو اس رائے کی تائید فیصلہ عدالت ہذا متعلق معنی لفظ تعمیر مستعملہ دفعہ ۴۴ ایکٹ مذکور سے ہوتی ہے (نظیر فوجداری نمبر ۳۰ منفصلہ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۸۹ء) دیگر نظائر جی نارائین بوکٹے بنام میونسپلٹی ناسک گاؤن (۱) ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اسی قسم کی تعبیر اسی قسم کے احکام مندرجہ ایکٹ مقامی کی کلکتہ ہائی کورٹ نے بمقدمہ لیشان چندر بنام بنکو بہاری پال (۲) اور مدراس ہائی کورٹ نے بمقدمہ میونسپل کونسل تنجور بنام وشوناتھ راؤ (۳) کی ہے اس وجہ سے ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۸۹ء
۲۶ ماہ جولائی
صورت اپنگر رندہ
۲۵۰

گوپال بالکرشن کنجالے (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام وشنو رگھوناتھ کنجالی وغیرہ ۔ دیگر (ابتدا مدعا علیہما) رسپانڈنٹان

دھرم شاستر تبنیت ۔ تبنیت منجانب زوجہ پسر زید کے بعد اسکے کہ ترکہ بیوہ زید کو پہونچ گیا ہو ۔ اجازت منجانب زید در بارہ تبنیت ۔ عدم رضامندی بیوہ کی ۔ محرومی اوس ترکہ سے جو ایکمرتبہ پہونچ چکا ہو بیوہ کا اختیار تبنیت بمبئی مین ۔ زوجہ پسر کو اجازت کا حاصل کرنا ضروری ہے ۔ بیوگان ایکہی شوہر کی تبنیت منجانب ایک بیوہ کے ۔ تبنیت پسر کی ہو مادر تبنیت کنندہ سے جدا ہو۔

تبنیت سے کوئی شخص اوس حق سے محروم نہین ہو سکتا جو اوسکو ایک مرتبہ پہونچ گیا ہو بجز اسکے کہ تبنیت مذکور اوسکی رضامندی سے عمل مین آئی ہو اس قاعدہ کا استثناء وہ صورت ہے کہ جب صورت بیوہ متبنی کرے ایسی تبنیت سے بیوہ خود وہ حق زائل ہو جاتا ہے دوسرا استثناء ایسی صورتین ہوتی ہے کہ زوجہ پسر کو اجازت اپنے خسر سے کہ جو بزرگ خاندان ہو متبنی کرے کی یہی صورت بمقدمہ دھوبا بنام بابا (۴) تھی۔

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۶۰

۱۸۹۵ء
گوپال
بنام
وشنو

بجز اسکے کہ امتناع صریحاً یا استنباطاً ہو بیوہ کو پیرو مرتنی بمبئی میں اختیار متبنی کرنیکا حاصل ہے مگر وہ بجز پسر یعنی بیوہ والیسے پسر کو جو بعد باپ کے بیشتر فوت ہوا ہو خاص اجازت [illegible] کی ہونی چاہئے تاکہ وہ ایسی تبنیت جائز عمل میں لاسکے جو بعد [illegible] اوسکے حشر کے قابل پابندی ہو۔

ساکو بائی بیوہ بالکرشن کی تھی جو ۱۸۷۶ء میں بحیات اپنے پدر رگھوناتھ کے فوت ہوا تھا چودہ سال بعد یعنی ۱۸۹۱ء میں رگھو ایک بیوہ ستی بائی کو چھوڑ کر فوت ہوا اور وہ بطور اوسکے وارث کے اوسکے ترکہ پر قابض ہوئی مارچ ۱۸۹۲ء میں ساکو بائی نے مدعی گوپال کو جو عمر میں اوس سے بڑا تھا بطور پسر اپنے شوہر کے اس بیان سے متبنی کیا کہ اوسکو اجازت رگھو کی نسبت متبنی لینے کے تھی مدعی نے نالش واسطے اس استقرار کے دائر کی کہ بحیثیت پسر متبنی بالکرشن کے وہ مستحق وارث ہونے جائداد رگھو کا بمقابلہ مدعا علیہ وشنو کے ہے جو یہ دعوی کرتا تھا کہ اوسکو ستی بائی نے بطور پسر رگھو کے متبنی کیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے تبنیت مدعی ان وجوہ سے نامنظور کی (اول) یہ کہ ستی بائی اوسکی نسبت رضامند نہ تھی (دوم) یہ کہ مدعی اپنی مادر تبنیت کنندہ ساکو بائی سے عمر میں بڑا تھا۔

۲۵۱ **تجویز ہوئی** (بہ بحالی ڈگری عدالت ماتحت) کہ چونکہ گوپال مدعی کو ساکو بائی نے بلا اجازت مناسب اور بلا رضامندی ستی بائی کے متبنی کیا تھا لہذا تبنیت بے اثر اور ناجائز تھی چونکہ ستی بائی نے اپنی رضامندی نسبت تبنیت مدعی کے ظاہر نہیں کی لہذا بوجہ تبنیت مذکور کے مسماۃ اپنے استحقاق تھا بطور وارث رگھو کے وراثت سے محروم نہیں ہوئی

تجویز ضمنی۔ محض اس امر سے کہ پسر متبنی عمر میں اپنی مادر تبنیت کنندہ سے بڑا ہے اوسکی تبنیت ناجائز نہیں ہو جاتی ہے قاعدہ متعلق رعایت فرق عمر کے جو نسبت مادر تبنیت کنندہ کے ہے محض ہدایتی ہے نہ کہ حکمی۔

اپیل دوم منجانب مدعی فیصلہ خان بہادر ایرچ تاتا مولوی اسسٹنٹ جج ماتحت درجہ اول بااختیارات خصوصی اپیل۔

مدعی نے نالش واسطے اس استقرار کے دائر کی کہ وہ پسر متبنی مسمی بالکرشن رگھوناتھ کا ہے اور بحیثیت مذکور مستحق ترکہ بالکرشن وپدر بالکرشن مسمی رگھوناتھ گنیش کا ہے۔

بالکرشن قریب ۱۸۷۶ء کے بحیات اپنے پدر رگھو کے فوت ہوا اور اوس نے ایک بیوہ مسماۃ ساکو بائی چھوڑی چودہ سال بعد یعنی ۱۳۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کو رگھو فوت ہوا اور اوس نے ایک بیوہ مسماۃ ستی بائی مدعا علیہا نمبر ۲ چھوڑی مدعی نے بیان کیا کہ رگھو نے قبل اپنی وفات کے برضامندی ستی بائی کے ساکو بائی اپنے پسر کی زوجہ کو اجازت متبنی کرنے پسر کی واسطے بالکرشن شوہر ساکو بائی کے عطا کی تھی چنانچہ مسماۃ نے اوسکو مدعی کو بتاریخ ۲۳۔ مارچ ۱۸۹۲ء بحاضری ورضامندی ستی بائی کے متبنی کیا مدعی نے یہ بھی بیان کیا کہ ۲۔ مارچ ۱۸۹۲ء کو ساکو بائی نے ایک تبنیت نامہ تحریر کیا جسپر دستخط باضابطہ کئے گئے۔

بہ ثبوت اجازت تبنیت عطیہ رگھو کے مدعی نے ایک چٹھی (کاغذ نمبر ۲۰) براۓ ملاحظہ پیش کیا جو رگھو نے بنام پدر

۱۸۹۵ء

گوپال بنام وشنو

ساکوبائی ۔ ۔ دسمبر ۱۸۹۰ء کو لکھی تھی جسکا جزو اہم حسب ذیل ہے ۔

میں پانچ یا چھ روز سے مبتلاے بخار ہوں اور مجھکو بہت ضعف معلوم ہوتا ہے لہذا آپکو مناسب ہے کہ کنجی کو سع انبو ناتا بائی کے دیدیں کیونکہ ہم ایک لڑکا ساکوبائی کی تبنیت کے لئے دیا چاہتے ہیں جیسا کہ پیشتر یا میں آپکے اور ہمارے قرار پایا تھا میرا ارادہ یہ تھا کہ تبنیت بماہ ساون گذشتہ عمل میں آوے مگر چونکہ میری زوجہ کو اس مقام سے بوجہ زمانہ حیض غیر کے جانا پڑا لہذا تبنیت وقوع میں نہیں آئی میں نے اپنی زوجہ کو بلایا ہے اور آپ سب کو یہاں آ جانا ہے کہ اوسوقت ایک تاریخ سعید مقرر کیجائیگی اور رسم مذکور عمل میں آئیگی

مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ (وشنو و سئی بائی) نے یہ حجت کی کہ ساکوبائی کو اختیار متبنی کرنیکا نہ تھا اور اونہوں نے ۲۵۲
اس سے انکار کیا کہ مسماۃ کو اجازت تبنیت کی رگھو نے عطا کی تھی اونہوں نے یہ بیان کیا کہ متبنی کرنے کا استحقاق سئی بائی کو حاصل تھا جو بطور وارثہ اپنے شوہر کے قائم مقام رگھو کی ہوئی تھی اور باستعمال استحقاق مذکور و بہ تعمیل خواہش رگھو کے مسماۃ نے مدعا علیہ اول وشنو کو بتاریخ ۲۵ - نومبر ۱۸۹۲ء حسب ضابطہ متبنی کیا ۔ نامبردگان نے یہ بھی بیان کیا کہ مدعی اس قابل نہ تھا کہ ساکوبائی اوسکو متبنی کرتی کیونکہ وہ مسماۃ سے عمر میں بڑا تھا ۔

عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری بحق مدعی بدین تجویز صادر فرمائی کہ وہ حسب ضابطہ بجانب ساکوبائی بایماے رگھو کے گو بلا رضامندی سئی بائی کے متبنی کیا گیا تھا عدالت موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعی کا اپنی مادر تبنیت کنندہ ساکوبائی سے بڑا ہونا موثر تبنیت نہیں ہے اور نتیجہ تبنیت مدعی باجازت رگھو یہ ہے کہ سئی بائی (مدعا علیہا نمبر ۲) اپنے شوہر کے ترکہ سے جو اوسکو بوقت وفات اوسکے شوہر کے پہونچا تھا محروم ہوجائے

بر طبق اپیل صاحب جج نے ڈگری منسوخ کی اور دعوی مدعی نامنظور کیا اونکی یہ رائے ہوئی کہ رگھو کا ارادہ نسبت تبنیت مدعی کے اوسی کے ساتھ فوت ہوگیا اور اونہوں نے یہ تجویز کی کہ مدعی کی تبنیت ان وجوہ سے ناجائز ہے کہ سئی بائی اوسکی نسبت رضامند نہیں ہوئی اور مدعی اپنی مادر تبنیت کنندہ ساکوبائی سے عمر میں بڑا ہے ۔

مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا ۔

بی پی کمر سے منجانب اپیلانٹ (مدعی) ساکوبائی کو صریحاً رگھو کی اجازت متبنی کرنے کی حاصل تھی چونکہ یہ صورت ہے لہذا رضامندی سئی بائی (مدعا علیہا نمبر ۲) کی ضروری نہ تھی یہ امر کہ مدعی ساکوبائی سے بڑا ہے غیر اہم ہے تبنیت واسطے پدر کے ہوتی ہے نہ واسطے مادر کے مقدمہ بھگوان ہواس بنام راجمل (۱) و رسالہ ویسٹ و بوہلر صاحبان (طبع سوم) صفحات ۹۷۱ و ۹۷۳ و ۹۸۰ ملاحظہ طلب بمبئی میں کوئی قید عمر کی معاملات تبنیت میں نہیں ہے نابالغ یا کتخدا متبنی کر سکتا ہے اور ایسا شخص بھی متبنی ہو سکتا ہے جسکا ازدواج ہو گیا ہو ۔ ٹاگور لیکچرس ۱۸۷۱ء صفحات ۳۶۴ و ۳۶۵ و مقدمات راجہ

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۱ و ۱۸۷۳ء

۲۵۳ — سنہ ۱۸۹۵ء — گوپال بنام وشنو

ونکٹ راؤ بنام بے ونت راؤ (۱) و ناتھا جی بنام ہری (۲) و وہیربا بنام رام کرشن (۳) ملاحظہ طلب اجازت جو ساکو بائی کو منجانب رگھو دی گئی وہ بغیر رضامندی ستی بائی کے تھی۔

چنتامن اے ریلے منجانب ریسپانڈنٹ ثانی (مدعا علیہم) یہ رگھو کا ترکہ اوسکی بیوہ ستی بائی (مدعا علیہا نمبر ۱) کو پہونچ گیا ہے تبنیت مدعی سے وہ محروم ہو جاویگی چونکہ یہ صورت ہے لہذا مسماۃ کی رضامندی نسبت اوسکی تبنیت کے ضروری تھی۔ مقدمات بھوبن مئی بنام رام کشور (۴) و سری دہرنی بنام جیتو (۵) و باسدیو بنام رام چند (۶) و دھرم شاستر مولفہ مین صاحب (طبع پنجم) صفحات ۲۰۹ و ۲۱۰ ملاحظہ طلب ہیں۔ چٹھی (کاغذ نمبر ۲) جسپر استدلال اس لئے کیا گیا ہے کہ اوس سے رگھو کی اجازت تبنیت ظاہر ہو ایک تحریر وصیتی نہیں ہے اور اوس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ اوسوقت متبنی کرنے کا تھا اگر وہ ارادہ اوسکے ساتھ فوت ہو گیا چٹھی مذکور بطور ہدایت تبنیت کے جو اوسکی وفات کے بعد کیجاوے متصور نہیں ہو سکتی ہے۔

پسر جو متبنی کیا جاوے ان سے چھوٹا ہونا چاہئے۔ رسالہ ویسٹ و بوہلر صاحبان صفحہ ۱۰۰۵ و رسالہ مین صاحب صفحہ ۱۵۲ اور رسالہ منڈلک صاحب صفحہ ۴۷۳ و ۴۷۴ ملاحظہ طلب ہیں پسر مذکور بطور عکس پسر کے ہونا چاہئے

رانا ڈے صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ ہذا کسی قدر عجیب ہیں اپیلانٹ جو ابتداً مدعی تھا دعویدار ہے کہ اوسکو ساکو بائی بیوہ رگھو ننکر نے متبنی کیا جو اپنے باپ سے پیشتر فوت ہو چکا تھا اور اوس نے نالش ابتدائی واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ وہ مستحق وراثت بطور وارث رگھو کے ہے اور دلا پانے قبضہ جائداد رگھو کا بمقابلہ اپنے برادر حقیقی ریسپانڈنٹ نمبر ۱ کے ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اوسکو ستی بائی ریسپانڈنٹ نمبر ۲ بیوہ رگھو نے رگھو کے لئے متبنی کیا تھا۔

واقعات غیر متنازعہ متعلقہ مقدمہ ہذا یہ ہیں کہ رگھو ۱۳۔ دسمبر ۱۸۸۱ء کو فوت ہوا اوسکا پسر بالکرشن جو شوہر ساکو بائی کا تھا قریب ۱۲ برس پیشتر فوت ہو چکا تھا اپنی اخیر علالت مین رگھو نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ ساکو بائی کو ایک پسر متبنی کرنا چاہئے اور اوس نے والدین مسماۃ کو اپنے موضع مین بلایا مگر جسوقت کہ وہ لوگ آئے رگھو بیہوش ہو گیا تھا اور اوسی روز ساکو بائی اپنے پسر کی زوجہ اور ستی بائی اپنی بیوہ کو چھوڑ کر فوت ہوا۔ ۲۰۔ مارچ ۱۸۹۲ء کو رسم تبنیت عمل مین آئی اور اپیلانٹ کو اوسکی مادر

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۰ (صیغہ اپیل دیوانی) (۱۸۶۷ء) (۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۸ صفحہ ۱۹۰ (۱۸۷۱ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۸۰ (۱۸۸۶ء) (۴) انڈین اپیلس مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹ (۱۸۶۵ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵ (۱۸۹۵ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۵۱۵ (۱۸۹۶ء)

سنہ ۱۸۹۶ء

گوپال
بنام
بشنو

۲۵۴

اصلی نے ساکو بائی کو واسطے تبنیت کے دیا اور دستاویز تبنیت مرتب ہو کر ۰ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو اوسکی رجسٹری ہوئی
ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ساکو بائی کو رگھو کی اجازت متبنیٰ کرنیکی تھی اور سیتی بائی کو وقت
تبنیت اپیلانٹ کے جو ساکو بائی نے کی موجود نہ تھی اور نہ بنیت اوسکے اوس نے اپنی رضامندی ظاہر کی
عدالتہائے موصوف نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ ساکو بائی عمر مین اپیلانٹ سے چھوٹی تھی۔

عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ رگھو نے ساکو بائی کو اجازت متبنیٰ کرنے اپیلانٹ کی دی تھی اور یہ
اجازت بعد وفات نامبردہ قایم رہی اور رسپانڈنٹ نمبر ۲ کو کوئی ایسی اجازت حاصل نہ تھی اور اسلئے
وہ جائز طور سے رسپانڈنٹ نمبر ایک کو بطور پسر رگھو کے متبنیٰ نہین کر سکتی تھی اور تبنیت اپیلانٹ
سے جو بجانب ساکو بائی بموجب ہدایت رگھو کے ہوئی رسپانڈنٹ نمبر ۲ اوس حق سے محروم ہوئی
جو اوسکو بعد وفات رگھو کے پہونچا تھا مگر عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اجازت رگھو کی عام تھی اور
نہ خاص نسبت تبنیت اپیلانٹ کے بجانب ساکو بائی کے اور ارادہ رگھو کا اوسی کے ساتھ فوت
ہوا اور جایداد متروکہ رگھو رسپانڈنٹ نمبر ۲ کو پہونچ گئی اور تبنیت اپیلانٹ سے جو ساکو بائی نے کی
رسپانڈنٹ نمبر ۲ اپنے حقوق سے بطور تنہا وارث کے محروم نہین ہوئی کیونکہ رسپانڈنٹ نمبر ۲ نے
تبنیت کو منظور نہین کیا بالآخر عدالت موصوف نے تجویز کی کہ اپیلانٹ کی تبنیت بوجہ نہونے رضامندی
سیتی بائی کے اور اس وجہ سے کہ ساکو بائی نسبت اپیلانٹ کے خورد سال تھی ناجائز تھی چنانچہ عدالت
اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ کی اور اپیلانٹ بصیغہ اپیل دوم یہ حجت کرتا ہے
کہ عدالت اپیل ماتحت کی یہ رائے غلط ہے کہ تبنیت کو بربناے نہونے رضامندی رسپانڈنٹ نمبر ۲
اور نیز بلحاظ اس امر کے کہ اپیلانٹ اپنی مادر تبنیت کنندہ ساکو بائی سے بڑا ہے نامنظور کیا صرف
انہین دو امور کی نسبت ہمارے روبرو حجت ہوئی ہے۔

نسبت نہونے رضامندی کے واضح ہو کہ اپیلانٹ نے اپنی عرضی نالش مین اپنے دعوی کو
باستدلال اس بیان پر مبنی کیا ہے کہ رسپانڈنٹ نمبر ۲ نے اپنی رضامندی نسبت تبنیت اپیلانٹ
کے جو ساکو بائی نے کی ظاہر کی تھی لیکن بطور امر واقعی کے ہر دو عدالتون نے یہ تجویز کی کہ رسپانڈنٹ
نمبر ۲ نے ایسی رضامندی نہین ظاہر کی اب ہمارے روبرو حجت یہ پیش ہوئی ہے کہ رضامندی
مذکور غیر اہم تھی کیونکہ رگھو کی اجازت نسبت منظوری تبنیت کے موثر تھی عام اس سے کہ اوسکی بیوہ
رسپانڈنٹ نمبر ۲ رضامند تھی یا نہین قطع نظر اس اجازت کے یہ مسلم ہے کہ مابین بیوہ پسر متوفی رگھو
کے جو اس سے پیشتر فوت ہو چکا تھا اور اوسکی خوشدامن یعنی خود رگھو کی بیوہ کے حق مسماۃ آخرالذکر

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۵۵
گوجابائی بنام وشنو

کا ہر طرح پر فایق تھا ترکہ اوسکو بطور وارثہ پہونچتا تھا اور بجز اسکے کہ وہ خود اپنے آپکو اس حق سے محروم کرنا پسند کرتی کوئی فعل زوجہ پسر کا رب یا منتبنہ پسر کو اوسکے حقوق سے جو بطور وارثہ تنہا رگھو کے تھے محروم نہیں کر سکتا تھا ساکوبائی کا شوہر بالکرشن بوقت اپنی وفات کے اپنے پدر رگھو کے ساتھ رہتا تھا اور اوسکی بیوہ ساکوبائی کو کوئی استحقاق جدا گانہ متبنی کرنیکا بلا رضامندی اپنے خسر کے حاصل نہیں تھا۔

اس امر کی نسبت یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ از روے سلسلہ در از اسناد کے طے ہو چکا ہے صرف مقدمہ شری دھرانی دہر بنام چنتو (۱) کا حوالہ دینا ضرور ہے جسمین جیسا کہ اسمقدمہ مین مدعی کو بیوہ ایک پسر نے جو پیشتر فوت ہو چکا تھا متبنی کیا تھا اور دعوی کی جوابدہی اوسکے شوہر کے برادر نے جو بطور وارث کے جانشین ہوا تھا کی تھی فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ باسدیو بنام رامچندر (۲) بھی ایسی صورت سے متعلق تھا جسمین تبنیت بیوہ ایک پسر کی تھی جو پیشتر فوت ہو چکا تھا اور اوسمین یہ تجویز ہوئی تھی کہ تبنیت مذکورہ سے محرومی دختران کی جو بطور وارثان اپنے پدر کے جانشین ہوئی تھین اوس ورثہ سے نہین ہوئی گو وجہ یہ خیال کیگئی بھی تھی کہ اگر دونون دخترون نے نہین تو ایک دختر نے تبنیت منظور کی تھی سند فیصلہ مقدمہ بابو بنام رتنوجی (۳) پر چیف جسٹس صاحب نے بمقدمہ اجلاس کامل مذکورۂ بالا بلحاظ دوسرے امر کے اعتراض فرمایا تھا مگر اوس سے بخوبی تشریح اس اصول قانون کی ہوتی ہے کہ بجز رضامندی اوس شخص کے جسکو ترکہ وراثتًا پہونچا ہو وہ شخص ترکہ سے بوجہ کسی ایسی تبنیت کے جو پسر کی زوجہ کرے محروم نہین ہو سکتا۔ نیز دیکھو مقدمات گیا بائی بنام شری دہر آچاریہ (۴) و چندر بنام گوجابائی (۵) جنمین کل اسناد ماقبل پر بہ نہایت طوالت سے نظر ڈالی گئی تھی۔

صورت بیوہ خورد کی داخل استثنا اس قاعدہ کے ہے کیونکہ بیوہ کلان بذریعہ تبنیت مابعد کے بیوہ خورد کو اوسکے حقوق ترکہ مذکورہ سے محروم کر سکتی ہے مقدمہ وشنو با بنام بابو (۶) کا بھی حوالہ بطور استثنا کے دیا جا سکتا ہے بمقدمہ مذکور دعوی اوس شخص کا جسکو بیوہ ایسے پسر نے جو فوت ہو چکا تھا متبنی کیا تھا گو اجازت تبنیت منجانب اوسکے خسر کے تھی جو بزرگ خاندان اور ولی بیوہ کا تھا بمقابلہ حقوق برادر شوہر بیوہ مذکور کے منظور ہوا تھا قطع نظر ان مستثنیات خاص کے مسئلہ عام مذکورۂ بالا کل صورتون مین صحیح ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۱۰ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۴) [illegible] (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۶ء

گوپال
بنام
وشنو

دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ آیا مقدمہ حال میں خسر کی اجازت سے یہ متبنٰی داخل استثناء اور قاعدہ مذکور سے خارج ہوتا ہے یا نہیں عدالت اپیل ماتحت نے بطور امر واقعی کے یہ تجویز کی ہے کہ کوئی اجازت ایسی نہ تھی جو بعد وفات رگھو کے باقی رہی بلا شک رگھو نے اپنی حیات میں خواہش ساکوبائی کو اجازت تبنیت دینے کی ظاہر کی تھی مگر کوئی کارروائی واسطے اثر پذیر کرنے اس خواہش کے نہیں کی گئی تھی چٹھی (نشانی نمبر ۱۱) سے کوئی اجازت یا اختیار نہیں دیا گیا ہے وہ محض ایک اتفاقیہ اظہار خواہش مندرجہ چٹھی بلانے کے ہے جو بدر ساکوبائی کے پاس بھیجی گئی تھی اور رگھو کے یہاں آنے کوئی خاص وجہ اسکی نہ تھی کہ ساکوبائی کے والدین کی حاضری ضروری ہو رگھو خود با ساکوبائی تبنیت جس طرح کہ وہ چاہتا تھا عمل میں لا سکتا تھا مقصود اگرچہ جبکہ اوسکی زوجہ اوسکے ساتھ چند روز قبل اسکی وفات کے موجود تھی اوس نے کوئی وصیت نامہ تحریر نہیں کیا اور نہ کوئی اختیار ساکوبائی کو عطا کیا اوس نے کوئی ہدایت اپنی بیوہ دار ریسپانڈنٹ نمبر ۱ کو در بارہ عمل میں لانے تبنیت کے نہیں کی اور بجز اسکے کہ امتناع صریحی یا معنوی ہو ہر بیوہ کو بہ حیثیت نفسی ہذا میں اختیار متبنٰی کرنیکا تصور کیا گیا ہے یہ امر نسبت زوجہ پسر کے نہیں کہا جا سکتا ہے جسکا شوہر اپنے باپ سے پہلے فوت ہو چکا ہو اوسکو خاص اجازت منجانب خسر کے ہونی چاہئے تا کہ وہ تبنیت جائز ہو بعد وفات خسر کے قابل پابندی ہو عمل میں لاوے چونکہ ریسپانڈنٹ نمبر ۲ نے اپنی رضامندی نسبت تبنیت اپیلانٹ کے جو ساکوبائی نے کی ظاہر نہیں کی لہذا بوجہ تبنیت مذکور مسماۃ کا حق وراثت بطور تنہا وارث رگھو کے زائل نہیں ہوا۔

یہ غور ضرور نہیں ہے کہ بحث نسبت جواز دوسرے عذر کے کیجاوے جو فرق عمر مابین مادر تبنیت کنندہ اور اپیلانٹ سے پیدا ہوتا ہے مگر بہتر ہوگا کہ امر مذکور کا تذکرہ مختصر کیا جاوے اپیلانٹ کی عمر قریب ۱۴ سال کے اوس وقت تھی جب اوسکا اظہار لیا گیا اور ساکوبائی ۱۲ یا ۱۳ سال اوس سے چھوٹی تھی عدالت اپیل ماتحت نے فقرہ ۱۴۰ رسالہ مولفہ مین صاحب و فقرہ ۱۵۰ رسالہ مولفہ ویسٹ و بوہلر صاحبان پر استدلال کیا ہے اصلی اسناد جنکا حوالہ ان مصنفان نے دیا ہے ایک تو مین اور وہ رسالہ دہرم شاستر و رواجات مولفہ استیل صاحب اور آراء شاستریوں میں جمع کی گئی ہیں نسبت اقوال اسمرتی زمانہ ماقبل کے واضح ہو کہ کوئی قاعدہ معین اس بارہ میں اونمین معلوم نہیں ہوتا جو نتیجہ نسبت چھوٹے ہونے پسر متبنٰی کے اپنے پدر تبنیت کنندہ سے ماں سے بھی بذریعہ کسی قدر قیاس مبہم اور تعبیر اس قول سے متعلق کیا گیا ہے کہ پسر متبنٰی عکس پسر حقیقی کا ہونا چاہئے مگر ایسے مجموعہ قانون میں جسمیں نا محدود اشخاص اور اون اشخاص کو جنکی زوجہ فوت ہوگئی ہو اجازت تبنیت ہے

سنہ ۱۹۰ء
گوپال
بنام
وشنو

اور جسمین نابالغ بھی اگر وہ سن تمیز کو پہونچ گئے ہوں متبنّی کئے جا سکتے ہیں اور جسمین اشخاص کتخدا بھی جنکے اولاد ہو قابل تبنیت قرار دئے گئے ہیں یہ سخت تعبیرات اقوال قدیم کی بہت بیجا معلوم ہوتی ہیں مقدمات ابن چند وسیکھر دو دو بنام ابن برمنا (۱) و لنگاپا بنام سبا (۲) و جمنا بنام باباسندری (۳) و راجیندر نرائن بنام سرود اسندری دیبی (۴) و دہرما بنام رام کرشن (۵) و ناتھاجی بنام ہری (۶) و لکشما پا بنام رماوا (۷) و ملسا بائی بنام ٹھوبا (۸) و رنگوبائی بنام بھاگیرتھی بائی (۹) ملاحظہ طلب اگر کوئی مرد کسیوقت اپنی زندگی میں کسی عمر کے شخص کو متبنّی کر سکتا ہے اور اوس مرد کو یہ بھی اجازت ہو کہ کسی عمر کی نابالغ عورت سے ازدواج کرے تو ظاہر ہے کہ قاعدہ متضمن فرق عمر کے جو مادر تبنیت کنندہ کی ہونی چاہیئے محض ہدایتی متصور ہوگا اور نہ حکمی جسکی خلاف ورزی سے تبنیت ناجائز ہو جاوے حسب مذکرہ بالا اس امر کا فیصلا اپیل ہذا میں کرنا ضرور نہیں ہے چونکہ اپیلانٹ گوساگوبائی نے بلا اجازت مناسب اور بلا رضامندی رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے متبنّی کیا لہذا واسطے اغراض موجودہ کے تبنیت غیر موثر اور ناجائز ہے پس ہم اپیل نامنظور اور ڈگری مع خرچہ بحال کرینگے۔

ڈگری بحال کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانڈے صاحب جسٹس

۱۲ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۱۵۷

امبابائی و یکس دیگر (ابتداءً مدعیان) اپیلانٹان بنام گوبند و یکس دیگر (ابتداءً مدعاعلیہما) رسپانڈنٹان*

دہرم شاستر جین۔ گجراتی جین جو بیلگام میں آباد ہیں۔ وراثت جینیوں میں جین کے پسران غیر صحیح النسب کے حقوق۔ تقسیم جائداد برنوں میں۔ وراثت۔ پسران غیر صحیح النسب معمولی دہرم شاستر برہمنوں چھتریوں اور ویشوں کا جینیوں پر مؤثر ہیں۔ چار اقسام جینیوں کی قوم وساپورواد جینیوں کی۔

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۶۰ (سنہ ۱۸۶۹ء) (۲) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۶۵ (سنہ ۱۸۶۹ء)
(۳) انڈین اپیلس جلد ۳ صفحہ ۷۲ (سنہ ۱۸۷۶ء) (۴) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۸ (سنہ ۱۸۷۱ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸۰ (سنہ ۱۸۷۶ء) (۶) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۷۳ (سنہ ۱۸۶۸ء)
(۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴ (سنہ ۱۸۷۵ء) (۸) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۲ ضمیمہ ۲۰ (سنہ ۱۸۶۲ء)

(۹) رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ (سنہ ۱۸۷۱ء) * اپیل دوم نمبر ۲۳۵ سنہ ۱۸۸۹ء

۱۸۹۰ء ۲۵۸

اسا بائی بنام گوبند

مدالتہاے ہندنے ہمیشہ وجود چار برنون یعنی برہمنون چھتریون ویشون وشودرون کا تسلیم کیا ہے جین سنسکرت دین مروجہ سے ہین اور اکثر نسل ویش سے ہین - وہ جین جو اپنا مذہب تبدیل کر کے قدیم عقیدہ مین داخل ہو اور کسی قوم مین واپس آتا ہے جس نسل مین کہ وہ پیدا ہوا ہو -

چار خاص اقسام جینیون کی یہ ہین پرمار داد سوال و اگروال و کمانڈیوال -

وراثت درمیان جینیون کے بموجب معمولی دہرم شاستر مروجہ کے ہوتی ہے بجز اسکے کہ کوئی رواج خاص اسکے خلاف ثابت کیا جاے - معمولی دہرم شاستر وہ شاستر ہے جو تین اعلیٰ اقوام سے متعلق ہے -

بموجب معمولی دہرم شاستر کے پسران غیر صحیح النسب ارث نہین پاتے ہین بلکہ مستحق صرف نان ونفقہ کے ہوتے ہین -

تجویز ہوئی - کہ جین قوم دساپوروال تابع عام دہرم شاستر کے ہے جو تین اعلیٰ برنون سے متعلق ہے کیونکہ گو وہ برہمن نہین ہے تاہم وہ یقیناً شودر بھی نہین ہے بلکہ نسل ویش سے ہے اور بحیثیت ایک ویش کے وہ اس قانون کو اپنے ساتھ گجرات سے ضلع بیلگام مین لایا -

پس **تجویز ہوئی** - کہ اوسکی بیوہ تنہا اوسکی وارث ہے اور اوسکے پسران غیر صحیح النسب صرف مستحق نان ونفقہ کے ہین -

سوال - آیا درمیان شودرون کے بیوہ بموجودگی پسران غیر صحیح النسب کے وراثت سے بالکل محروم ہوجاتی ہے یا نہین -

مقدمہ اسا بائی بنام گوبند (۱) کی نسبت یہ شبہہ کیا گیا -

اپیل دوم بنار اضی فیصلہ ایف - سی - او - تمین صاحب جج ضلع بیلگام -

ایک شخص بابو چند ایک گوجر تاجر قوم دساپوروال کا تاجر ضلع بیلگام مین آباد ہوا تھا - یا قوم ایک منجملہ چار اقسام فرقہ جین گجراتی کے ہے جنمین سے اکثر نسل ویش سے ہین - بعد وفات بابو چند کے اوسکی بیوہ اسا بائی نے بحیثیت اوسکی وارثہ کے یہ نالش بنام مدعا علیہا بغرض وصول پانے زرِ قرضہ مع سود کے جو بموجب بیان مساۃ مذکورہ کے متوفی نے مدعا علیہا کو قرض دئے تھے دائر کی - مدعا علیہا نے قرضہ متنازعہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ بابو چند

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۸ (سنہ ۱۸۹۰ء)

سنہ ۱۹۰۱ع

اسما بائی بنام گوبند

قوم کا شودر تھا اور وے اوسکے پسران غیر صحیح النسب اوسکی زن مدخولہ سے تھے اور اس لیے وے اوسکے وارثان بترجیح اوسکی بیوہ (مدعیہا) کے ہین۔

عدالت مرافعہ اولی نے بلا فیصل کرنے اس امر کے کہ آیا مدعیہ یا مدعا علیہما وارث باپو چند متوفی کے تھے یہ تجویز کی کہ قرضہ منظورہ ایک انتظام واسطے پرورش مدعا علیہما کے تھا جو متوفی نے کیا تھا اور نالش کو ڈسمس کیا۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے مقدمہ کو عدالت ابتدائی مین واسطے تجویز اس امر کے واپس بھیجا کہ آیا مدعیہ یا مدعا علیہما وارث باپو چند کے ہین۔

۲۵۹ عدالت ابتدائی نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ پسر غیر صحیح النسب باپو چند کا اوسکی زن مدخولہ جمنا سے ہے اور چونکہ باپو چند قوم ویش تھا اور ایک جماعت کو وہ برتون کے تھا لہذا اوسکی بیوہ اور نہ مدعا علیہ نمبر ۱ اوسکا وارث ہے۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ باپو چند شودر تھا اور اس لئے مدعا علیہ نمبر ۱ بحیثیت پسر غیر صحیح النسب باپو چند مذکور کے اوسکا وارث ہے اور نہ مدعیہ۔ لہذا دعوی مدعیہ نامنظور کیا گیا۔

وجوہ حاکم موصوف حسب ذیل ہین۔

"مین سمجھتا ہون کہ کوئی معقول شبہ اس بارہ مین نہین ہو سکتا کہ باپو چند ہر دو مدعا علیہما کو اپنا بیٹا اپنی زن مدخولہ جمنا سے سمجھتا تھا اور مدعا علیہ ثانی یقیناً اوسکا بیٹا ہے۔"

"واضح ہو کہ چونکہ باپو چند یقیناً شودر تھا کیونکہ یہ دعوی نہین کیا گیا ہے کہ وہ برہمن تھا لہذا یہ لازم آتا ہے کہ اوسکا پسر خواہ اوسکے پسران غیر صحیح النسب اوسکے وارث ہین۔ اس کلیگ مین بموجب اسناد کے صرف دو برن ہندوؤن مین یعنی دویج برہمن اور شودر موجود ہین نہین ہین۔ رسالہ مؤلفہ ویسٹ و بوہلر صاحبان صفحہ ۱۰۳ ملاحظہ طلب۔ خالص چھتری اور ویش اب تسلیم نہین کئے گئے ہین رسالہ مؤلفہ اسٹیل صاحب صفحات ۸۵ و ۹۰ ملاحظہ طلب لیکن تنہا فرق اس وجہ عام پر مقدمہ بخلاف مدعیان کے فیصل ہوا ہے یہ عذر کیا گیا ہے کہ باپو چند گجرات کا دسا پوروا ونیہ تھا۔ اور یہ عرض کیا گیا ہے کہ یہ لوگ شودر نہین ہین۔ واضح ہو کہ باپو چند متوفی کا سالا احوال بیان کرتا ہے اور مکرر کہتا ہے کہ وہ شودر ہے اور اگر وہ شودر ہے تو باپو چند بھی ضرور شودر ہوگا۔ یہ بہترین شہادت ہے جو پیش کی جا سکتی تھی اور حاکم ذیل عدالت ماتحت سے اتفاق نہین کر سکتا جنھون نے اوسکو اس تحریر سے کہ ضرور وہ ایک غلطی ہوگی رد کیا ہے۔ یہ قابل اعتبار نہین ہے کہ کوئی شخص جو فی الحقیقت شودر نہین ہے اپنے آپکو دیدہ و دانستہ دو مرتبہ شودر بیان کرے

سنہ ۱۸۹۰ء

اسمابائی بنام گوبند

بخلاف اسکے یہ کافی طور پر قرین قیاس ہے کہ وہ لوگ جو در اصل شودر ہین یقین کرین کہ وہ اعلیٰ تر قوم کے ہین اور اس خیال سے شہادت اوس شخص کی جو ہم قوم باپو چند کا بیان کیا گیا ہے ملتی ہے۔ علاوہ برین یہ بحث کی گئی ہے کہ ویسیون مین شادی قسم پاٹ ممنوع ہے اور پسران غیر صحیح النسب وارث نہین ہوسکتے ہین۔ مگر شہادت بذریعہ کمیشن کے وہ پہلے ثبوت اس امر کے لی گئی تھی۔ لیکن وہ ناکافی ہے تفصیلات نہین دی گئی ہین اور اوس قسم کا ثبوت جو واسطے ثابت کرنے رواج خاص کے مطابق جو استاد کے مطلوب ہوتا ہے اسمقدمہ مین پایا نہین جاتا۔ یہ نالش بیوہ باپو چند نے واسطے دلاپانے قرضہ باقی متوفی کے دایر کی ہے مدعی دوم برادر مدعیہ اول ہے اور نہ وارث۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ہر دو مدعیان مین سے کوئی وارث نہین ہے تو نالش ساقط ہوتی ہے۔ بہ تجویز اس امر کے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ وارث ہے نتیجہ لازمی یہ ہے کہ نالش ہذا ڈسمس کیجاوے۔"

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعیان نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین کیا۔

مسٹر برینسن (لیتن بی ایلے۔ بھاگوت والیس آرکیلے) منجانب اپیلانٹان۔ بحث یہ ہے کہ کون وارث باپو چند متوفی کا ہے۔ اوسکی بیوہ یا مدعا علیہا جو دعوی ہوتے پسر ۴۶۰ غیر صحیح النسب کا ایک زن مدخولہ سے کرتے ہین۔ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ متوفی شودر تھا لیکن جو وجوہ اس تجویز کے بیان کئے گئے ہین بہت عجیب و غریب ہین۔ عدالت ماتحت کی راے مین ہندون مین صرف دو برن ہین یعنی برہمن اور شودر۔ وہ شخص جو برہمن نہین ہے شودر ہے۔ راے مذکور کی کوئی سند نہین ہے بخلاف اسکے عدالتون نے ہمیشہ چار اصلی فرقے یا اقوام ہندون مین تسلیم کی ہین جنمین سے برہمن و چھتری و ویش تین اعلیٰ یا دوج قسمون مین سے ہین۔ دیکھو مقدمات راہی بنام گوبند (۱)[1] بھیکا جی (؟) ... مین بنام صاحب برہلاد (۲)۔ واضح ہو کہ متوفی ایک جینی قوم دساپورواد کا تھا جینی عموماً نسل ویش سے ہین نہ کہ شودر اور اگرچہ وے منکر ہندو مذہب مروجہ قدیم ہے ہین لیکن اون سے معمولی ہندو شاستر معاملات وراثت و جانشینی مین متعلق ہے۔ مقدمات بھگوان داس بنام راج مل (۳)، ورکب بنام بھی لال ابھو سیٹھہ (۴)، دیچو ... لال بنام چھوٹو لال (۵)، وامو ا بنام مہدر گوڈا (۶) ملاحظہ طلب چونکہ یہ صورت ہے لہذا مدعا علیہا بحیثیت پسران غیر صحیح النسب متوفی کے صرف نان و نفقہ کے مستحق ہین مگر ورثہ پانے کے نہین۔ مقدمہ راہی بنام گوبند (۷) ملاحظہ طلب۔ لہذا مدعیہ جو بیوہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۷ (سنہ ۱۸۷۵ء) (۲) ہائیکورٹ ہند ... صاحب جلد ۱ صفحہ ... (سنہ ۱۸۶۹ء) (۳) بمبئی ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۹۳ (سنہ ۱۸۷۳ء) (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ... (سنہ ۱۸۸۵ء) (۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ... (سنہ ۱۸۸۱ء) (۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۷۸ء) (۷) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۷ (سنہ ۱۸۷۵ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

ابتدائی جلم گوبند

باپوچند کی بہو اوسکی وارث ہے۔

ایم۔ وی بیسٹ منجانب رسپانڈنٹان۔ یہ تجویز بطور امر واقعی کے ہوئی ہے کہ متوفی شوہر تھا۔ برادر مدعیہ نے تسلیم کیا ہے کہ تابیر وہ شوہر تھا اور کوئی شہادت اسکے خلاف نہیں ہے لہذا یہ تجویز بصیغہ اپیل دوم قطعی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پسران غیر صحیح النسب بعدم موجودگی پسران یا دختران یا نبیرگان صحیح النسب کے وارث ہین۔ مقدمات راہی بنام گوبند (۱) وسادو بنام بیزا (۲) لہذا مدعاعلیہم وارثان باپوچند بجز وی اوسکی بہو کے ہین اور اوسکی نالش صحیح طور پر خارج ہوئی۔

رانا دے صاحب جسٹس - مقدمہ ہذا مین اپیلانٹ نمبر ۱ بیوہ باپوچند متوفی کی ہے اور بیوہ مذکور اور اوسکے بھائی اپیلانٹ نمبر ۲ نے جو منتظم کاروبار مسماۃ کا ہے نالش ابتدائی واسطے انفصال کے برخاست اندراج بہی کہاتہ باپوچند متوفی کے جسپر رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے بتاریخ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء دستخط کئے دائر کی رسپانڈنٹ نمبر ۱ عرضی دعوی مین کسبی مسماۃ جمنا کا بیان کیا گیا ہے او رسکے بھائی رسپانڈنٹ نمبر ۲ کی نسبت بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے اور وہ بطور مدعاعلیہ کے بوجہ سکونت ساتھ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے شامل کیا گیا ہے۔

ہر دو رسپانڈنٹان نے مدعیہ اپیلانٹ کے حق نالش سے انکار کیا اور خود وارثان باپوچند ہونیکا اسوجہ سے دعوی کیا کہ جمنا اونکی ماں مدخولہ باپوچند کی تھی اور وے باپوچند کے پسران غیر صحیح النسب ہین۔ اونہون نے اس امر سے بھی انکار کیا کہ رقم انفصالیہ کی اونکو بطور قرضہ کے دی گئی تھی اور یہ حجت کی کہ وہ ایک انتظام تھا جو باپوچند نے واسطے اونکی پرورش کے کیا تھا اور رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے اندراج بہی کہاتہ مذکور بغرض اپنی محفوظی کے اپنے وارثان سے کیا تھا۔

عدالت مرافعہ اولی نے اولاً بحث وراثت کو فیصل نہین کیا بلکہ دعوی بعد تجویز اس امر کے ڈسمس کیا کہ اندراج بہی کہاتہ مذکور ایک ایسی رقم سے متعلق ہے جو باپوچند متوفی نے بطور قرضہ کے نہین دی تھی بلکہ بغرض انتظام پرورش رسپانڈنٹان کے برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے مقدمہ عدالت ماتحت مین بغرض تجویز قطعی بحث وراثت کے بہیجا اور برطبق اسکے عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ چونکہ باپوچند قوم کا دسا پوروال تھا لہذا وہ ویش یعنی اول تین درجہ برنون مین سے تھا اور منجملہ دو رسپانڈنٹان مذکور کے رسپانڈنٹ نمبر ۱ باپو کا بیٹا نہین ہے اور

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۷ (سنہ ۱۸۷۵ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۷ (سنہ ۱۸۷۹ء)

سنہ ۱۸۹۰ع

اسپا ابی بنام گوبند

رسپانڈنٹ نمبر ۲ - اوسکا پسر غیر صحیح النسب ہے مگر اوسکا وارث نہین ہے کیونکہ باپو چند شودر نہین تھا - جب صاحب جج ضلع نے آخر مرتبہ مقدمہ مذکور کی سماعت کی تو اونھون نے یہ تجویز کی کہ باپو چند قوم کا شودر تھا اور اوسکا پسر غیر صحیح النسب رسپانڈنٹ نمبر ۲ دگر اسپانڈنٹ نمبر ۲ بھی اوسکا پسر و وارث تھی) اوسکا وارث تھا اور نہ اوسکی بیوہ اپیلانٹ نمبر ۱ - صاحب جج ضلع نے نسبت امر تنقیح طلب سوم متعلقہ بدل کے کوئی تجویز نہین لکھی مگر یہ رائے ظاہر کی کہ اگر اپیلانٹ نمبر ۱ وارثہ باپو چند ہوئی تو نالش بصورت موجودہ ہو سکتی ہے -

خاص امر جسپر اپیل دوم مین بحث ہوئی متعلق حالت قومی باپو چند متوفی کے ہے - وہ مسلمًا ایکسٹرا ئی جینی تاجر قوم دسا پوروا د کا تھا جو ضلع بیلگام مین آباد ہو اتھا - سلسلہ دلیل جسکی وجہ سے صاحب جج ضلع نے تجویز عدالت مرافعہ اولی متعلقہ امر بالمنسوخ کی بظاہر ان قیاسات پر مبنی ہے کہ زمانہ حال مین صرف دو اقوام مین یعنی درج برہمن اور شودر جو درج نہین ہین اور خالص چھتریون اور خالص ویشیون کا وجود اب تسلیم نہین کیا جاتا ہے - لہذا اگر باپو چند برہمن نہین تھا تو اوسکو

۲۶۳ ضرور شودر تصور کرنا چاہئے - صاحب جج ضلع نے یہ بھی خیال کیا کہ قوم دسا پوروا د جسمین باپو چند داخل تھا ایک شودر قوم ہے خصوصًا اس وجہ سے کہ باپو چند کے سالے نے تسلیم کیا کہ وہ شودر ہے اور یہ کہ شہادت رواج قومی متضمن ترمیم قاعدہ عام در بارہ وراثت پسران غیر صحیح النسب شودرون کے رواج مذکور کے ثابت کرنیکے لئے کافی نہین ہے -

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے اس امر اہم کے فرض کرنے مین غلطی کی ہے کہ اب صرف دو اصلی قومین ہین اور اگر کوئی شخص برہمن نہ ثابت کیا جائے تو وہ ضرور قوم شودر مین داخل ہے کیونکہ اب وجود خالص چھتریون اور خالص ویشیونکا تسلیم نہین کیا جاتا ہے - وہ اسناد جو تائید اس رائے کے پیش کی گئی ہین (رسالہ ولیسٹ و بیولر صاحبان صفحہ ۱۰۳ و رسالہ اسٹیل صاحب صفحات ۹۰ و ۸۹) صریحًا ایسے مسئلہ کے ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہین - ہر دو مولفان موصوف نے کوئی ایسا نتیجہ بطور خود اپنی رائے کے تحریر نہین کیا بلکہ اونھون نے صرف اوس رائے کو ظاہر کیا ہے جو برہمن شاستریون اور پنڈتون کی در بارہ اس امر کے ہے - آرائے آخر الذکر کی کوئی وقعت عدالتی نہین ہے - جیسا کہ مطالعہ اقوال اصلی سے معلوم ہوگا اونمین ہر جگہ یہ فرض کیا گیا ہے کہ اشخاص قوم چھتری اور ویش کے تمام ملک مین موجود ہین -

ان دونون کتابون مین ایک مکمل فہرست اقوام کثیر التعداد کی جو چھتری یا ویش ہونیکا دعوی

سنہ ۱۹۰۹ع
اسپابائی بنام گوبند

کرتے ہین مندرج ہے ۔ کتاب مولفہ اسٹیل صاحب مین کایستھون کی نسبت یہ ذکر ہے کہ وہ چھتری ہونیکا دعوی کرتے ہین ۔ خاندانہاے مرہٹہ اور بہوسلون کے جو ستارا اور کولہاپور مین ہین اور یا تنکار اور گوربا اور گمانگی وشرکا کی نسبت یہ ذکر ہے کہ وہ چھتری ہونیکا دعوی کرتے ہین ۔ اسٹیل صاحب نے بہی بیان کیا ہے کہ خالص ویش جنوبی ہند مین ہین ۔ عدالتہاے ہند نے ہمیشہ چارون برنون کو تسلیم کیا ہے ۔ بمقدمہ راہی بنام گوبند (۱) تمین اقوام دوج کی نسبت خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ لے جو تبنے پسر یعنی شودر کے دربارہ حقوق پسران غیر صحیح النسب کے قابل تمیز ہین ۔ فیصلہ مقدمہ مذکور مین ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے لارڈ کینٹ صاحب کی ایک راے کی توضیح بمقدمہ اندرن والنگی پولی بنام رام سوامی (۲) اس قیاس سے کی ہے کہ پدم نابہ جسکی جایداد کی نسبت نزاع تھا شودر نہ تھا بلکہ چھتری تھا ۔ ایک مقدمہ سابق مین جو انگلستان سے
۲۶۳ متعلق تھا حاشیہ مین فریقین قوم کے ویش بیان کئے گئے ہین ۔ لیکن مقدمہ خاص جو امر مذکور کے اس حصہ سے متعلق ہے مقدمہ چوتریہ رن مردن سین بنام صاحب پرہلاد سین (۳) ہے جسمین پنڈتون کی اس راے پر کہ چھتری اور ویش اب باقی نہین رہے بحث کی گئی تھی اور اونکی راے نامنظور ہوئی تھی اور وجود راجپوتون کا بحیثیت چھتریون کے نہایت قطعی طور پر قرار دیا گیا تھا یہ نظیر خاص طور پر اہم ہے کیونکہ نزاع اوس مقدمہ مین وتادی پسران غیر صحیح النسب سے متعلق تھا ان سب اسنادسے یہ پورے طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس قیاس کی کوئی بنیاد نہین ہے کہ اب صرف دو خاص قوم کے آدمی ہین ۔ پنڈتون کی اس راے کے بموجب چھتریون کو پرشرام نے نیست و نابود کیا تھا اور باوجود اسکے رام اور کرشن کے دو اوتارون مین جو اوسکے بعد ہوئے ہم سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانون کو پھر عروج مین پاتے ہین اور زمانہ حال کے راجپوت مانند کے راجہ اونکی اولاد مین ہونیکا دعوی کرتے ہین ویشون کی نیستی کی کوئی وجہ بطور افسانہ بہی نہین ظاہر کی گئی ہے ۔ اس لئے ہم اس افسانہ کی صحت تسلیم نہین کر سکتے ہین اور مسائل متعلق قوم اور درجہ کے والتانہ فیصل کرتے ہین افسانہ مذکور کو خارج کرنا چاہئے ۔

مقدمہ موجودہ مین ایسے خیالات کو جو افسانہ جات سے متعلق ہین برطرف کرکے ایک دریچ جو پہلے ہے ۔ باپ چند ایک گوجر تاجر قوم دسا پورواڈ کا تھا اور قوم مذکور گجراتی جینیون کی ایک قسم ہے جنکی مشکر مذہب مروجہ ہین اور خالص روایات مذہبی مروجہ حیثیت قومی کی کوئی گنجایش اوسکا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ... صفحہ ... (سنہ ...) (۲) ... صفحہ ... (سنہ ...) (۳) پہلاے ... صاحب جلد ... صفحہ ... (سنہ ...)

سنہ ۱۹۰۹ع

اسابائی بنام گوبند

مین بتھین ہو سکتی ہے کہ جب وہ جینیون سے متعلق کیے جاوین۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ باپ جینیا گام مین آباد ہوا وہ اپنا قانون ذاتی اپنے ساتھ گجرات سے لایا۔ مارواڑی جینیون کی نسبت بھی جو فریقین مقدمہ بھگوان داس بنام راج مل (۱) کے اسیطرح سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ اپنا قانون ذاتی اپنے ساتھ احمد نگر لائے تھے۔ ایک سلسلہ فیصلہ جات سے جو مقدمہ مذکورہ بالا سے شروع ہوتا ہے اور زمانہ حال تک جاری ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جینیون کا یہ قانون ذاتی معمولی دھرم شاستر اوس مقام کا ہے جہان وہ آباد ہوئے۔ مقدمات شیو سنگھ رائے بنام مسماۃ داخو (۲) و بھگوان داس بنام راج مل (۳) و دیپ بنام گنپت (۴) و للا مہابیر پرشاد بنام مسماۃ کندن کنور (۵) و چھوٹے لال بنام چھنو لال (۶) و تاک چند بنام جگت سیٹھانی پران کماری بی بی (۷) ملاحظہ طلب۔ خود جینیون کی قوم
۲۰۲
مین بھی فرقے ہین جو بطور کامل شرقی و جنوبی ہند مین موجود ہین۔ وہ جینی جو ہندو مذہب قدیم کو اختیار کرے۔ پھر اوسی قوم مین آجاتا ہے جسمین وہ ابتداءً تھا یہ انتخابات فیصلہ و ریسرا اپ جیف جسٹس سے لیے گئے ہین جنھون نے کتب الفنسٹن صاحب و ارسکین صاحب و کولبروک صاحب و میکنزی صاحب و ولسن صاحب سے نقل کی ہے۔ یہ مصنفان قطعی طور پر بیان کرتے ہین کہ جینی اکثر نسل ویش سے ہین اور وے اپنے مندرون مین اور اپنی شادیون مین برہمنون سے بشمول اپنے جینیون کے کام لیتے ہین۔

بیندان آراے کے عدالتون نے برابر یہ تجویز کی ہے کہ بجز اسکے کہ کوئی رواج خاص خلاف اسکے ثابت کیا جاے معمولی دھرم شاستر تنازعات وراثت باہمی جینیون سے متعلق ہے۔ مقدمہ للا مہابیر پرشاد بنام مسماۃ کندن کنور (۸) ملاحظہ طلب لفظ معمولی سے اس موقع پر عام یا اصلی دھرم شاستر مراد ہے یعنی اوس شاستر سے جو تین درج برنون کا ہے۔ چونکہ جینی اکثر ویش ہین لہذا یہ ظاہر ہے کہ قواعد استثنائی جو واسطے شودرون کے مقرر ہین اُن معاملات سے جو جینیون سے متعلق ہین کچھ علاقہ نہین رکھتے۔ چونکہ معمولی دھرم شاستر تین اعلیٰ قومون کا ہے جنمین سے تیسری قوم مین اکثر جینی داخل ہین اسلئے ازروے قانون مذکور کے پسران غیر صحیح النسب کو وراثت نہین پہونچتی بلکہ وہ صرف نان و نفقہ کے مستحق ہوتے ہین۔ مقدمات راہی بنام گوبند (۹)

(۱) ریورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۱ (سنہ ۱۸۷۳ع) (۲) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ (سنہ ۱۸۷۸ع) (۳) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۰۴ (سنہ ۱۸۷۹ع) (۴) انڈین لا ریورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ (سنہ ۱۸۷۸ع) (۵) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۶ (سنہ ۱۸۶۷ع) (۶) انڈین اپیلس جلد ۵ صفحہ ۸۷ (سنہ ۱۸۷۸ع) (۷) انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵ (سنہ ۱۸۸۴ع) (۸) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۶ (سنہ ۱۸۶۷ع)
(۹) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ [illegible])

سنہ ۱۸۹۰ع

دہابابائی بنام گوبند

و نراین بنام لیونگ (۱) وجو ہریرن مردن سین بنام صاحب بر بلاد سین (۲) و نراین دہبا بنام راکمل گاین (۳) وسادو بنام ہیرا (۴) وجوگندر و بہوپتی بنام نیتا نند (۵) و ویرا رموتی او دایں بنام شنگرا و لیلو (۶) ملاحظہ طلب - ان میں سے اخیر مقدمہ ایسے اشخاص سے متعلق تھا جو جنوبی ملک مرہٹہ کے جینی تھے -

گجراتی جینیون کی قوم بوردا دکا ذکر بورڈیل صاحب کے مجموعہ دستورات اقوام گجراتی مین ہے - لفظ بور داد بظاہر "ہریا" کی خرابی ہے جو ایک قسم منجملہ چار خاص اقسام فرقہ جین کے ہے - بقیہ تین اقسام اوسوال واگروال و کہاندے وال ہین - فیصلہ جات صریح درباره اقسام اوسوال واگروال کے موجود ہین اور چونکہ کل اقسام مذکور ابتدا از قوم ویش مین سے تھے لہذا بورداد کی نسبت بھی ویسا ہی تصور کرنا چاہیے - صاحب جج ضلع نے بیان گواه (کاغذ نمبر ۵۷) پر جو اپیلانٹ نمبر ۱ کا بھائی ہے بہت زیادہ استدلال کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ مذکور نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ جینی شودر ہے - یہ اقرار ضرور سہواً یا بوجہ لاعلمی کے متصور ہونا چاہیے شہادت گواہان قوم دسا بورداد کی نسبت جنکا اظہار اس مقدمہ مین لیا گیا (کاغذات نمبر ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸) اور شہادت ان دو گواہان کی نسبت جنکے اظہار بذریعہ کمیشن لیا گیا نہایت سرسری طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ شہادت خود غرضانہ تھی - نفی الجملہ یہ امر اسناد مندرجہ بالا سے بخوبی واضح ہے کہ چونکہ باپوچند قوم دسا بورداد کا جینی تھا لہذا وہ پابند عام دہرم شاستر متعلقہ تین اقوام دوج کا تھا کیونکہ گو وہ برہمن نہ تھا لیکن وہ یقیناً شودر بھی نہ تھا بلکہ نسل ویش سے تھا اور اس حیثیت سے وہ قانون مذکور اپنے ساتھ گجرات سے ضلع بیلگام کو لایا تھا -

آخر الامر یہ قابل لحاظ ہے کہ اگر یہ راے بھی قبول کیجاے کہ باپوچند شودر تھا تو یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اوسکے پسران غیر صحیح النسب کل جائداد متوفی اوسکی بیوہ کے پاوینگے - شودرون کے پسران غیر صحیح النسب بلاشبہ اونکے وارث ہوتے ہین اور ساتھ پسران اصلی و دختران و نبیرگان کے صرف نصف حصہ پسر صحیح النسب کا پاتے ہین نظیر مقدمہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ (سنہ ۱۸۷۷ع) (۲) ہیملٹن صاحب کا ترجمہ سور صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸[illegible]ع) (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۸۲ع) (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۳ (سنہ ۱۸۸۴ع) (۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۸۳ع) (۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۸۳ع) -

سنہ ۱۸۹۰ع

اسباباتی بنام گوبند

راہی بنام گوبند (۱) مین بلا شبہہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب صرف پسران غیر صحیح النسب ہون بیوگان قطعًا محروم رہتی ہین جیسی کہ وے بحالت موجودگی پسران صحیح النسب کے محروم ہوتی ہین۔ لیکن گو نظیر مذکور کی تائید کتاب ویسٹ و بولر صاحبان سے ہوتی ہے مگر ہائیکورٹ مدراس نے اوس سے سخت اختلاف ظاہر کیا ہے۔ مقدمات پلر ہیچی بنام تہرو ملی (۲) و رانوجی بنام کندوجی (۳) ملاحظہ طلب۔ اور مین صاحب نے بھی در بارۂ صحت نظیر مذکور کے شبہہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مقدمہ شیس گری بنام گرلوا (۴) سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے بظاہر یہ خیال کیا کہ پسران غیر صحیح النسب بیوہ کو کلیتًا محروم نہین کرتے۔ لیکن اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ ہمکو اطمینان ہے کہ اس خاص مقدمہ مین صرف بیوہ ایلانتر وارث تنہا تھی اور رسپانڈنٹان بحیثیت پسران غیر صحیح النسب کے صرف مستحق نان و نفقہ کے تھے۔ یہ لازم آتا ہے کہ صاحب جج ضلع سے یہ استدعا کی جائے کہ نسبت اوس نزاع کے جو در بارۂ اصل نوعیت معاملہ اور نسبت ذمہ داری مدعا علیہما یا اونمین سے کسی ایک کے بابت اوسکے ہے تجویز کرین۔ ہم صاحب جج ضلع سے یہ استدعا کرتے ہین کہ ان امور تنقیح طلب کی نسبت اپنی رائے تحریر کرین۔

(اول) آیا اندراج کتاب سے قرضہ یا انتظام پر ورش پایا جاتا ہے۔ ۲۲۲

(دوم) آیا مدعا علیہما یا انمین سے کوئی ذمہ دار ہے اور اگر ہے تو کس قدر کا۔

حاکم موصوف کو لازم ہے کہ اپنی تجاویز معہ ثبوت نسبت ان امور کے اندر دو ماہ کے ارسال کرین

امور تنقیح طلب عدالت ماتحت کو ارسال کئے گئے

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۶۰ (سنہ ۱۸۷۶ع)۔

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴ (سنہ ۱۸۸۷ع)۔

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۵۵ (سنہ ۱۸۸۴ع)۔

(۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۲ (سنہ ۱۸۸۹ع)۔

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندرکا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے
جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائیکورٹ
اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن ڈین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس
کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھ فلسفانہ بحث کی گئی ہے
عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت
سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدرامین باشندہ مدراس کی پریذیڈنسی
نے ۱۸۶۷ء مین کیا تھا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک
اسکی اشاعت اُردو زبان مین نہین ہوئی تھی اور یہ ایک سبب بڑا نقص اشاعت علم
دہرم شاستر کا تھا - اس نقص کے رفع کرنے کے لیے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے
نہایت بامحاورہ اُردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید احتیاط کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح
جناب منشی پرتاپ نرائن صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ مطبع نظارت قانون ہند
اُردو سے جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے -
اس کتاب کی قیمت نے رسکہ کلدار یا ہے سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین
کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن صاحب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگھوبیر سہاے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظارت قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

فروری ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب ارکان

منشی درگا پرشاد } مترجم پنشنر ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے } جج
منشی بانکے بہاری } مترجم ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان } سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہائے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ طابعین

جلد ۳۴ حصہ ۲

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

بائی پوری بائی بنام دیوجی میگجی ... ۱۰۲
نوروجی مانک جی واڈیا بنام فیروز بائی ... ۸۱

صیغہ اپیل دیوانی
اجلاس کامل

بہادر راؤ بنام رکمن ... ۱۲۵

دیوانی

اپیا بنام پیداپا ... ۱۴۳
پارس درتہ بنام میکڈ ذلمۃ ... ۱۰۵
حسین بنام شنکر گری ... ۱۲۰
راجارام بنام گنیش ... ۱۳۳
سداشیو بنام ترمبک ... ۱۴۶
عبد القادر بنام باپو بھائی ... ۱۰۰
گنپت بنام اناجی ... ۱۴۴
مادھو راؤ بنام گلاب بھائی ... ۱۲۷
مرار راؤ بنام سیتارام ... ۱۰۴
مہادیو بنام واسدیو بھیکے کرتیکار ... ۱۰۱

فہرست مضامین ردیف وار

اجرا - نیلام جایداد مرہونہ بصیغہ اجرائے ڈگری - خریدار نیلام مذکورہ خریدار مذکور کا - ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۹۹ رہن - ڈگری بحق نقد محصلہ مرتہن
حسین بنام شنکر گری

دیکھو رہن ... ۱۲۰

اختیار سماعت - اختیار عدالت ہائے دیوانی - بحث متعلق برادری کے - برادری سے خارج کیا جانا - اختیار عدالت کا نسبت تحقیقات دربارہ جائز ہونے حکم برادری سے خارج کئے جانے کے - بار ثبوت مدعی نے جو پوجاری ایک جین کے مندر کا تھا نالش واسطے حکم امتناعی کے دائر کی کہ مدعا علیہا کو مندر میں داخل ہونے اور مورت کی پوجا کرنے سے اس بنا پر ممانعت کیجائے کہ انکو

بوجہ اونکی بداعمالی کے سوامی نے برادری سے خارج کیا ہے - مدعا علیہما نے جوابدہی کی کہ وے کسی جرم کے مجرم نہیں ہیں جسکی وجہ سے حکم سزا برادری سے خارج کیے جانے کا مناسب طور پر صادر ہو سکے اور تحقیقات اونکے چال چلن کی سوامی نے بلکہ نہ اور نہ اونکو اطلاع دینے کی کی -

تجویز ہوئی - کہ عدالت دیوانی کو اختیار کرنے تحقیقات کا نسبت جواز حکم برادری سے خارج کئے جانیکے حاصل تہا اور بار اس امر کا ذمہ مدعی کے جو یہ چاہتا تھا کہ حکم سزا کو نافذ کرے اور اوسکے ذریعہ سے مدعا علیہما کو اپنے حقوق مدنی سے محروم کرے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ حکم مذکور بوجوہ جائز اور تحقیقات منصفانہ اور مناسب کے صادر ہوا تہا -

ایشیا بنام پدا پا

۱۴۴ . . . . . .

اشخاص پارسی - وصیت نامہ - تعبیر - عطا کیا جانا اختیار انتظام کا بیوہ اور دختر مدرکہ تاحیات - حقیت حین حیاتی - ہبہ بحق دو اشخاص کے بطور قابضان مشترک یا قابضان حصہ دار کے - بلاوصیتی - دعویدار ہونا اشخاص مستحق حصص کا - میعاد سماعت - دیکھو وصیت نامہ ۱۸

انتقال بلا بدل - ترک اپنے حق واقع جائداد مشترکہ کا منجانب پدر نابالغ بحق اپنے پسر کے - انتظام خاندانی - انتقال بلا بدل منجانب پدر بحق پسر - انتقال کی نسبت قرضخواہان مابعد کا اعتراض کرنا - نابالغ - دیکھو نابالغ و ترک ۱۴۶

انسداد کار پیشہ کو - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۷ - حکم امتناعی - معاہدہ بمقام زنجبار - معاہدہ واسطے خدمت ذاتی کے - معاہدہ بعد طلب کے کام نکرنے کا - تعبیر -

چارلس ورتھ بنام میکڈونلڈ

دیکھو حکم امتناعی ۱۵۰

ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ دفعہ ۳۲ - دیکھو شہادت ۱۶۷

سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعات ۱۰ و ۱۱ و ۲۴ و ۲۳ - دیکھو معاہدہ نابالغ . ۱۴۹

سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۲۷ - دیکھو انسداد تجارت ۱۰۵

سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ دفعہ ۱۹ - دیکھو میعاد سماعت ۱۶۷

سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۷ و ۱۴۴ - دیکھو میعاد سماعت و تقسیم . . ۱۳۸

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۵۴ - دیکھو بائع و مشتری ۱۸۱

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۹۹ - دیکھو رہن ۱۲۰

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۱۰۳ الف - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی . . . ۱۸۲

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۳۰۰ - دیکھو عملدر آمد وخرچہ ۱۰۲

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۶۲۲ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی رمیعاد سماعت . . ۱۷۷

ایکٹ انتقال جایداد - (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف دفعہ مذکور کے مطابق درخواست کرنیکا حق - ملکیت اراضی - بایع ومشتری - اثر معاہدہ بیع - دیکھو بایع ومشتری ۱۸۱

بایع ومشتری - اثر معاہدہ بیع - ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ - الف - دفعہ مذکور کے مطابق درخواست کرنیکا حق - ملکیت اراضی]

مہادیو بنام واسدیو بجے کرتیکار

دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۱

بحث متعلق برادری کے - برادری سے خارج کیا جانا - اختیار عدالت کا نسبت تحقیقات دربارہ جایز ہونے حکم برادری سے خارج کئے جانے کے - بار ثبوت - اختیار سماعت اختیار عدالت ہاے دیوانی]

اپیا بنام پدابا

دیکھو اختیار سماعت ۱۲۳

برت - ہبہ برت کا - جواز ہبہ مذکور کا - انتقال جبریہ برت کا ناجایز ہونا - انتقال خانگی قطعی طور پر ممنوع نہیں ہے - ہبہ - ممنوعی ہبہ

راجارام بنام گنیش

دیکھو ہبہ ۱۳۳

ترک - ترک اپنے حق واقع جایداد مشترکہ کا منجانب پدر نابالغ بحق اپنے پسر کے - انتقال نافذ فی الحال انتقال بلا بدل منجانب پدر بحق پسر - انتقال کی نسبت قرضخواہان مابعد کا اعتراض کرنا - نابالغ - قابلیت معاہدہ - ایکٹ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعات ۲ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۳۶ و ۲۴۴ منظوری

سداشیو واسن بنام ترمبک

دیکھو نابالغ ۱۳۶

تقسیم - انتقال منجانب شرکار کے - قبضہ منجانب منتقل الیہ - قبضہ مخالفانہ - میعاد سماعت - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعات ۲ و ۱۴۴ جبکہ شریک کا حصہ واقع جایداد مشترکہ کا انتقال بذریعہ بیع اور رہن کے کیا ہو اور منتقل الیہ کا قبضہ زاید بارہ برس سے رہا ہو تو دعویٰ تقسیم میں ابقا اسی قسم کے منتقل الیہ کے میعاد سماعت حسب دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے

مقدمہ پانڈورنگ بنام بھاسکر (رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۷۲) سے فرق ظاہر کیا گیا۔

مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء) بجز مقدمات مابین شرکائے خاندان مشترکہ کے متعلق نہیں ہے وہ درصورت ایسے شخص کے جو خاندان سے علٰحدہ ہو اور جو ایسی جایداد پر قابض ہو جو ابتدا از ملکیت خاندان ہی متعلق نہیں ہے نسبت اوسکے معمولی قاعدہ میعاد سماعت (مد ۱۴۴) متعلق ہے۔

بھاؤ راو بنام رکھمن ۱۳۸

تقسیم۔ شرع محمدی۔ جایداد مشترکہ۔ نالش بابت حصہ جایداد مذکور کے۔ حصہ جو مدعا علیہ کو اوسی نالش مین بعد ادائے رسوم عدالت کے دیا گیا۔ عملدرآمد ضابطہ۔ دیکھو شرع محمدی و عملدرآمد۔ ۱۸۹

تقسیم۔ نالش واسطے تقسیم منجانب خریدار کے جس نے ایک حصہ دار سے خریداری کی ہو ضرور نہیں ہے کہ ڈگری ایسی نالش مین واسطے تقسیم عام کل جایداد کے ہو۔ عملدرآمد جبکہ ایک مشتری جس نے ایک حصہ دار جایداد مشترکہ خاندان سے خریداری کی ہو نالش واسطے علٰحدہ کئے جانے اور دلاپانے اپنے حصہ کے دائر کرے تو عدالت پر یہ فرض نہین ہے کہ شرکائے خاندان کو واسطے تقسیم کل جایداد کے مجبور کرے۔ بلاشبہ ہر ایک حصہ دار کو اختیار ہے کہ درخواست واسطے تقسیم کے جانے اور دلائے جانے اپنے حصہ کے کرے (کہ اس صورت مین اوسکو رسوم عدالت مطابق اپنے حصہ کے دینا ضروری ہوگا) لیکن اوس حالت مین جب ایسی درخواست نہ کی گئی ہو عدالت پر لازم نہین ہے کہ حصہ ہر شریک کا تحقیق کرے اور اوسکو بذریعہ کرنے تقسیم عام کے اوس حصہ کے لینے پر مجبور کرے۔

ایسی صورت مین ہائی کورٹ نے اپیل دوم مین چند ایسے حصہ داران کی استدعا قبول کرنے سے انکار کیا جو عدالت مرافعہ اولی مین بغرض تقسیم کرانے اور دلائے جانے اپنے حصص کے حاضر نہین ہوئے۔

مرار راو بنام سیتارام ۱۹۴

حساب۔ نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ خاندان مشترکہ کے۔ حکم امتناعی۔ خارج کیا جانا شریک کا۔ دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ۔ شرکائے خاندان۔ جایداد خاندان۔ شراکت۔ نالش شراکت مابین۔ شرکائے خاندان مشترکہ کے۔ دیکھو دہرم شاستر۔ ۱۴۴

حکم امتناعی۔ معاہدہ بمقابلہ بجنسہ۔ معاہدہ واسطے خدمت ذاتی کے۔ معاہدہ بطور طبیب کے کام کرنے کا۔ تعمیل معاہدہ کا پیشہ کو ایک معاہدہ (مورخہ ... سنہ ...) کے ذریعہ سے مدعی نے بعض شرائط کے ساتھ یہ اقرار کیا کہ تین سال تک وہ مدد کا

چارلس ورتھ کا رہے گا جو بطور حکیم اور جراح کے زنجبار میں کام کرتا تھا چٹھی (کاغذ حرف ب) جسمیں وہ شرائط مندرج تھے جو چارلس ورتھ نے تجویز کئے اور انکو (جیسا کہ عدالت نے تجویز کیا) میکڈونلڈ نے قبول کیا یہ الفاظ تحریر تھے "معمولی شرح بابت طبابت کے بھی تحریر ہونی چاہئے" ایک سال کے اختتام پر نا اتفاقی ہو گئی اور میکڈونلڈ نے بطور مددگار چارلس ورتھ کے کام کرنا ترک کیا اور زنجبار میں اپنی طرف سے طبابت شروع کی چارلس ورتھ نے نالش واسطے حکم امتناعی کے اوسکے روکنے کی غرض سے دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ چارلس ورتھ مستحق اس حکم امتناعی کا تھا کہ میکڈونلڈ زنجبار میں اپنی طرف سے تین سال کے عرصہ تک طبابت کرنے سے باز رکھا جاوے۔

چارلس ورتھ بنام میکڈونلڈ

۱۰۵ . . . . . .

حکم امتناعی۔ دہرم شاستر۔ خاندان مشترک۔ جایداد مشترک۔ شرکاے خاندان۔ شراکت۔ نالش شراکت مابین شرکار خاندان مشترک کے۔ نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ خاندان مشترک کے۔ دیکھو دہرم شاستر۔

۱۴۳ . . . . . .

خاندان مشترک۔ جایداد خاندان۔ شرکاے خاندان۔ شراکت۔ نالش شراکت مابین شرکاے خاندان مشترک کے۔ نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ خاندان مشترک کے۔ حکم امتناعی۔ خارج کیا جانا شریک کا۔ دیکھو دہرم شاستر۔

۱۳۳

خرچہ صمانت مرچہ۔ مدعیہ نابالغ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۸۰۔ [دیکھو عملدرآمد]

بائی پوری بائی بنام دیوجی میگ جی

دیکھو عملدرآمد۔ ۱۰۲

دہرم شاستر۔ خاندان مشترک۔ جایداد خاندان۔ شرکاے خاندان۔ شراکت۔ نالش شراکت مابین شرکار خاندان مشترک کے۔ نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ خاندان مشترک کے۔ حکم امتناعی۔ خارج کیا جانا شریک کا۔ کوئی شریک خاندان مشترک ہنود نالش واسطے حساب منافع شراکت کے جو ملکیت خاندان مشترک بیان کی گئی ہو اور واسطے دلائے جانے اوسکے حصہ منافع مذکور کے جبکہ وہ تحقیق ہو جاے نہیں کرسکتا۔

بقاعدہ دہرم شاستر مانع اس امر کا نہیں ہے کہ حکم امتناعی ایسی صورتوں میں عطا کیا جاوے جن میں ایک شریک خاندان کا کاروبار شراکت میں شریک ہونے سے باز رکھا گیا ہو۔

گنپت بنام اناجی

. . . . ۱۴۳

مدیون۔ ڈگری زر نقد معہ مرفنس۔ اجرا۔ نیلام جایداد مرہونہ بعیوض اجراے ڈگری۔

خریدار نیلام مذکور - حق خریدار مذکور کا - ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۹۹]
قبل صدور ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے مرتہن نے ڈگری زر نقد بنام اپنے راہن کے حاصل کی اور اجراے ڈگری مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرایا پسر مرتہن نے اوسکو نیلام مین خرید کیا -

تجویز ہوئی کہ بذریعہ اپنی خریداری نیلام اجراے ڈگری کے پسر کو حق قطعی حاصل ہوا اور بعدہ وہ مستوجب اسکا نہین ہے کہ وارثان راہن کی نالش مین اوس سے انفکاک کرایا جاے -

مقدمہ مارشل بنام وہوند ول (سنہ ۱۸۹۸ع) بمبئی جلد ۲۲ - دفعہ ۹۲۳ - سے فرق ظاہر کیا گیا -

تجویز ضمنی - ایسے شخص ثالث کو جس نے جایداد مرہونہ کو بہ نیک نیتی نیلام بعلت اجراے ایسی ڈگری زر نقد مین خرید کیا ہو جو مرتہن نے بمقابلہ راہن کے حاصل کی تھی ایک حق صحیح مواخذہ رہن سے مبرا حاصل ہوتا ہے بجز اسکے کہ نیلام تابع رہن مذکور کے کیا گیا ہو -

۱۲۰ . . . . شنکر گری بنام حسین

شراکت - نالش شراکت مابین شرکاے خاندان مشترک کے - نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ خاندان مشترک کے - حکم امتناعی - خارج کیا جانا شریک کا - دہرم شاستر - خاندان مشترک - شرکاے خاندان]

•

گنپت بنام اناجی

۱۴۳ . . . . دیکھو دہرم شاستر

شرع محمدی - جایداد مشترک - تقسیم - نالش بابت حصہ جایداد مشترک کے - حصہ جو مدعاعلیہ کو اوسی نالش مین بعد ادائے رسوم عدالت کے دیا گیا - مجموعہ ضابطہ] احاطہ بمبئی مین نالش تقسیم ترکہ اہل اسلام مین اور نالش تقسیم ہندوون مین مشکل سے کوئی فرق کیا جاسکتا ہے کہ اس قسم کی نالش مین اگر کوئی مدعاعلیہ وقت مناسب پر درخواست اس امر کی کرے کہ اوسکا حصہ تقسیم کیا جاے اور اوسکو دلایا جاے تو اوسکو ضروری رسوم عدالت ادا کرنے پر اس قسم کی دادرسی عطا ہونی چاہیے -

۱۸۸ . . . . عبدالقادر بنام باپو بھائی

شہادت - مباحثات نسبت قابل منظوری ہونے دستاویز کے - دستاویز بلا مہر - ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ع) دفعہ ۳۴ - میعاد سماعت - اقبال - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۱۹]

مادہو راو بنام گلاب بھائی

دیکھو میعاد سماعت ۱۸۷

عملدرآمد تقسیم - نالش واسطے تقسیم منجانب خریدار کے جس نے ایک حصہ وارث سے خریدا ہی کی ہو - یہ قرار دیا گیا ہے کہ ڈگری ایسی نالش میں واسطے تقسیم عام کل جایداد کے ہوتا۔

مرار راو بنام سیتارام

دیکھو تقسیم - ۱۸۴

عملدرآمد - ضابطہ شرع محمدی - جایداد مشترکہ تقسیم - نالش بابت حصہ جایداد مشترکہ کے - حصہ جو مدعا علیہ کو اوسی نالش میں بعد اداے رسوم عدالت کے دیا گیا۔

عبدالقادر بنام باپو بھائی

دیکھو شرع محمدی ۱۸۸

عملدرآمد - ضمانت خرچہ - مدعیہ نابالغ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ء ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۸۰] بجز صورت استثنائی کے کسی مدعیہ نابالغہ کے ناوسکے رفیق قریب ترین سے ضمانت خرچہ لینی چاہیے۔

بائی پوری بائی بنام دیوجی سیگ جی ۱۰۲

قبضہ مخالفانہ - میعاد سماعت - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ء ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۷ و ۱۴۴ - تقسیم - انتقال منجانب شرکا کے - قبضہ منجانب منتقل الیہ

دیکھو تقسیم و میعاد سماعت - ۱۳۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی - (ایکٹ ۱۴ ء ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ - الف - دفعہ مذکور کے مطابق درخواست کرنے کا حق - ملکیت اراضی - بائع و مشتری - اثر معاہدہ بیع - ایکٹ انتقال جایداد (۴ ء ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۴] ایسا شخص جس سے معاہدہ خریدنے اراضی یا کسی حق واقع اراضی کا کیا ہو از روے ایسے معاہدہ کے مالک بموجب اصول عدل کے اراضی یا حق مذکور کا نہیں ہو سکتا دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ء ۱۸۸۲ء) - اوسکو ایک ذاتی حق بمقابلہ اپنے بائع یا منتقل الیہ اپنے بائع کے جسکو اطلاع ہو حاصل ہے کہ شخص مذکور کو بذریعہ نالش کے تعمیل مختص معاہدہ پر مجبور کرے لیکن اوسکو کوئی حق بہ نسبت اراضی کے حاصل نہیں ہے۔

چنانچہ یہ تجویز ہوئی - کہ ایسا شخص جس نے معاہدہ واسطے خریداری ایسی اراضی کے کیا ہو جو پیرا رہن ہو اور وہ اراضی مرتہن نے اجراے ڈگری میں نیلام کرائی ہو مالک اراضی کا نہیں ہے اور اسواسطے اوسکو کوئی حق درخواست منسوخی نیلام کا بموجب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ء ۱۸۸۲ء) کے نہ تھا۔

مہادیو بنام واسدیو بچے کرتیکار ۱۸۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ء ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۸۰ - عملدرآمد - ضمانت خرچہ - مدعیہ نابالغ -

دیکھو عملدرآمد . . . .

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲ - اختیار سماعت غیر معمولی ہائیکورٹ ۱۰۲
مادھوراؤ بنام گلاب بھائی . . . .

دیکھو میعاد سماعت

مدعیہ نابالغ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۰۰ - عملدرآمد ضمانت خرچہ - ۱۷۷
دیکھو عملدرآمد . . . .

معاہدہ - اثر معاہدہ بیع - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۵ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف - خریدار کے مطابق درخواست کرنے کا حق - ملکیت اراضی - بایع و مشتری - دیکھو بایع و مشتری ۱۰۴

میعاد سماعت - اقبال - ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۹ - اختیار سماعت غیر معمولی ہائیکورٹ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲ - شہادت - مباحثات نسبت قابل منظوری ہونے دستاویز کے - دستاویز بلا صراحت - ایکٹ شہادت (۱ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۳] ایک نالش مین جو واسطے ادا روپیہ کے تہی مدعا علیہ نے عذر میعاد سماعت کا کیا جواب مین مدعی نے ایک اقرار قرضہ پر استدلال کیا جو مدعا علیہ نے کیا تہا اقبال یعنے ایک پوسٹ کارڈ پر جو مدعا علیہ نے مدعی کے پاس بہیجا تحریر تہا وہ زبان گجراتی مین تہا اور حسب ذیل تہا - مجہپر بموجب اپنے وعدہ کے ۔۔۔ کا بہیجنا فرض تہا لیکن بوجہ پہونچنے خبر وفات اپنے باپ کے مین اپنے وعدہ سے قاصر رہا لیکن چونکہ اب اوسکا کریا کرم ہوگیا ہے مین ضرور سیٹھ مرداجی کی دکان پر ادا کرونگا - آپ اوسکی بابت کوئی فکر کسی قسم کی نکرین جسقدر قرضہ کہ میرے بزرگ سے واجب تہا اوسکا ادا کرنا جب تک کہ مین زندہ ہون مجہپر فرض ہے - واقعی یہی میری اصلی خواہش ہے - آیندہ جو خدا کی مرضی ہو وہ ہوگا اس مین سے ضرور ادا کرونگا پوسٹ کارڈ پر زبان انگریزی مین الفاظ بلا صراحت تحریر تہے عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ وہ بدینوجہ شہادت مین ناقابل پذیرائی تہا اور اسوجہ سے دعوی مدعی میعاد سماعت سے خارج تہی اور اونہون نے نالش کو ڈسمس کیا - مدعی نے برطبق اسکے ہائیکورٹ مین درخواست بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء پیش کی اور حکم اظہار وجہ واسطے منسوخی ڈگری عدالت ہائے ماتحت کے اس بنا پر حاصل کیا کہ پوسٹ کارڈ ناجایز طور پر شہادت سے خارج کیا گیا - ۱۸۱

منسوخی حکم اظہار وجہ یہ تجویز ہوئی کہ اگر پوسٹ کارڈ شہادت مین قابل پذیرائی بہی ہو تو بہی وہ اقرار قرضہ متدعویہ کی حد تک نہین پہونچتا جسمین اسلئے تمادی عارض ہے -

از فیرن صاحب چیف جسٹس - مین خود ڈسمس رائے کیجانب تہوڑی طور پر

قائل ہوں کہ جب عدالتیں بہ استعمال اپنے اختیارات متعلقہ کے کسی دستاویز کے بابت بحث قابل پذیرائی و ناقابل پذیرائی ہونے پر غور کرکے یہ تجویز کریں کہ وہ ناقابل پذیرائی ہے تو ہمکو حسب دفعہ ۶۲۲ کوئی اختیار دست اندازی نہیں ہے جو کچھ کہ عدالتیں کرتی ہیں بغرض اسکے کہ دستاویز جو پیش کی گئی تھی غلطی سے نامنظور کی گئی ایک غلطی امر قانونی کی ہے اور یہ امر کہ آیا غلطی قانونی اثناے سماعت مقدمہ میں ہوئی یا تجویز آخری میں مجھکو اہم نہیں معلوم ہوتا محض ایک غلطی قانونی میری راے میں حسب مراد دفعہ ۶۲۲ مجموعہ کے کوئی امر خلاف قانون یا بے ضابطگی اہم نہیں ہے

از کینیڈی صاحب جسٹس - مجھکو اس امر میں کہ آیا پوسٹ کارڈ شہادت میں قابل پذیرائی نہ تھا شبہہ ہے اوسکو شہادت سے خارج کرنیکے لئے یہ تجویز کرنا ضروری ہوگا کہ الفاظ بلا صراحت ایک شرط صریح کی حد تک پہونچتے تھے کہ کارڈ مذکور شہادت میں بمقابلہ تحریر کنندہ کے استعمال نہ کیا جائے گا ظاہرا انگلستان میں کارڈ مذکور قابل پذیرائی ہوتا بمعاملہ ڈین ٹری (۱۸۹۸ء) رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۱۹) ملاحظہ طلب -

مادہوراؤ بنام گلاب بھائی ۱۷۷

۸۱ میعاد سماعت - بلا وصیتی - دعویدار رضو ناراشخاص مستحق حصص کا - دیکھو وصیت نامہ -

میعاد سماعت - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ - مدات ۱۲۷ و ۱۴۴ - تقسیم انتقال منجانب شرکا کے - قبضہ منجانب منتقل الیہ - قبضہ مخالفانہ]

بھاؤ راؤ بنام رکھمن

دیکھو تقسیم ۱۳۸

نابالغ - قابلیت معاہدہ - ایکٹ معاہدہ (۹ ۱۸۷۲ء) دفعات ۲ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۸۳ و ۲۴۷ منظوری - ترک اپنے حق واقع جایداد مشترکہ کا منجانب پدر نابالغ بحق اپنے پسر کے - انتظام خانداری - انتقال بلا بدل منجانب پدر بحق پسر - انتقال کی نسبت قرضخواہان بعد کا اعتراض کرنا] از فیرن صاحب چیف جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس مخالف (راے) ہندوستان میں نابالغ کا معاہدہ کالعدم نہیں ہے بلکہ صرف قابل انفساخ ہے اور بعد اوسکے بلوغ کے منظور کیا جا سکتا ہے -

تجویز ہوئی کہ ترک کیا جانا کل حق درباب واقع جایداد موروثی کا منجانب پدر نابالغ کے بحق اپنے پسر کے اوس حالت میں کہ واہب نے بالغ ہونے پر اوسکو منظور کیا ہو جایز ہے -

از رانا دے صاحب جسٹس - جایداد جسکا بذریعہ ترک محفوظ رکھنا منظور تھا اصلی ایک جایداد موروثی تھی اور واہب کا پسر نابالغ اوس میں نصف حصہ

رکہتا تہا جسکی بابت نابالغ مذکور ہر وقت دعوی تقسیم کر سکتا تہا۔ منشا ترک کا محض یہ تہا کہ وداحمن کا نصف حصہ تنائج خود اوسکی ناعاقبت اندیشی سے محفوظ رہے جب کل قرضجات موجودہ ادا ہو گئے تو وداحمن کا استحقاق نسبت کرنے انتقال حقوق مذکور بروئے خود واسطے فایدہ اپنے پسر نابالغ کے قابل اعتراض نہین ہے ایسے انتقالات قانون انگلستان مین بخوبی تسلیم کئے گئے ہین اور ہندوستان مین بہی ایسے مقدمات ہوئے ہین جنمین عدالتون نے ایسے انتقالات بارضا یا بہبہ جائے کو جو بدرسنے بحق پسر کے ہون قائم رکہا ہے مقدمہ گنگا سہائے بنام ہیرا سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۹) وا ستثناء عی ملاحظہ طلب ایسے معاملات بعض اسوجہ سے نمایشی نہین ہو جاتے کہ اونکا یہ نتیجہ ہے کہ جایداد خاندان کو فضول خرچی اینده وا ہب سے محفوظ رکہین یا اسوجہ سے کہ بدل کافی کا ادا ہونا منجانب اوس شخص کے جسکو فایدہ پہنچا ثابت نہین ہوا۔

از فلٹن صاحب جسٹس۔ علاوہ وغیرہ۔ ایک انتقال جایداد غیر منقولہ کا (جو احاطہ بمبئی مین سوقت نافذ نہ تہا جبکہ دستاویز ترک ۱۸۸۳ء مین تحریر ہوئی) انتقال کسی معاہدہ سابق پر منحصر ہوتا ہے اور بجز اوس حالت کے کہ جب فریق مجاز معاہدہ ہو جائز نہین ہو سکتا بلا کسی اقرار سابق ثابت دینے اور لینے کے کوئی انتقال نہین ہو سکتا ہے۔ اختیار انتقال ضرور اختیار معاہدہ پر منحصر ہے بجز اسکے کہ یہ تجویز ہو سکے کہ احکام دفعہ ۱۔ ایکٹ معاہدہ کا جاری ہونا مقصود نہ تہا اور یہ منشا تہا کہ اقرارات منجانب نابالغ منسوخ کئے جائین ہم کو یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ نابالغ قابلیت کرنے معاہدہ کی نہین رکہتا۔

وداحمن سدا شیو ایک شریک نابالغ ایک ہندو خاندان غیر منقسم نے ۱۸۹۰ء مین ایک دستاویز ترک اپنے حق در مرافق در واقع جایداد موروثی کی بحق اپنے پسر نابالغ کے تحریر کی ۱۸۹۲ء مین مدعی نے ایک ڈگری بمقابلہ اوسکے بابت ایک قرضہ کے حاصل کی جو بعد تاریخ دستاویز ترک کے لیا گیا تہا اور مدعی نے درخواست واسطے قرقی جایداد مندرجہ دستاویز ترک کے باجرائے اپنی ڈگری کے کی اوس نے نسبت جواز ترک کے اعتراض کیا

از فیرن صاحب چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس (و راناڈے صاحب جسٹس مختلف الرائے) تجویز ہوئی کہ دستاویز ترک غیر موثر ہے اور مدعی مستحق قرقی کرانے جایداد کا باجرائے اپنی ڈگری کے ہے۔

از فیرن صاحب چیف جسٹس۔ اس بنا پر کہ وداحمن نے اوسکو بعد اپنے بالغ ہونے کے منظور نہین کیا

از فلٹن صاحب جسٹس۔ اس بنا پر ترک قطعا کالعدم اور ناقابل منظوری تہا

انیفرن صاحب چیف جسٹس رانادے صاحب جسٹس فلٹن صاحب جسٹس مخالف الرائے) ترکہ مذکور محض حسب مرضی نابالغ (وارثین) کے قابل انفساخ اور کالعدم نہ تہا اور اگر اوس نے بالغ ہونے پر اوسکو منسوخ کیا یا اوسکو رد نہیں کیا تو وہ بحالت نہونے فریب کے ایک معاملہ جائز اقل درجہ بمقابلہ دگر بیدار ان کے تہا جنکے قرضجات تاریخ مابعد کے تہے

سداشیو بنام ترمبک

۱۴۶ وصیت نامہ - انتظام پارسی - تعبیر - عطا کیا جانا اختیار انتظام کا بیوہ اور دختر کو نا جات - حقیقت مین حیاتی - ہبہ بحق دو اشخاص کے بطور قابضان مشترک یا قابضان حصہ دار کے - بلا وصیتی - وصیت نا مہ بحق اشخاص مستحق حصص کا - میعاد سماعت]

جہانگیر جی نوشیروان جی دادا یک پارسی ۱۸۳۳ء مین ایک بیوہ (مانک بائی) اور ایک دختر (موتی بائی) اور دو نبیرگان (لڑکے موتی بائی کے) اپنے بعد زندہ چھوڑ کر فوت ہوا بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے جو زبان گجراتی مین تحریر تہا اوس نے یہ ہدایت کی کہ اوسکی بیوہ تا زمانہ اپنی زندگی کے اور دختر بالاتفاق رہین اور کاروبار کا انتظام یکجہتی سے کرین" اور بعد وفات مانک بائی کے اوس نے کل اختیار نسبت اپنی کل حقیت کے اپنی دختر موتی بائی کو دیا اور جب تک کہ موتی بائی زندہ رہے ہر چیز اوسکے پاس رہے" بعد ازان وصیت نامہ مین یہ تحریر ہے "بعد وفات موتی بائی کے (موتی بائی کے دو لڑکے ہین مسمیان بہائی نوروجی و بہائی نوشیروان جی) یہ دونون لڑکے مالک کل جائداد اور حقیت کے ہین جو از ان میرے ہو وہ بطور میرے اطفال کے سمجھے جاتے ہین کوئی شخص اونکا مزاحم یا مانع نہو مین نے سب اپنی زوجہ اور اپنی دختر موتی بائی کے نذر کیا ہے۔

یہ بحالی رائے فلٹن صاحب جسٹس کے یہ تجویز ہوئی کہ مانک بائی و موتی بائی کو صرف حق مین حیاتی جائداد مین حاصل ہوا۔

یہ ترمیم ڈگری فلٹن صاحب جسٹس یہ تجویز ہوئی کہ موتی بائی کے دو لڑکون کو حقیت بطور قابضان مشترک کے تابع حقوق مین حیاتی مانک بائی و موتی بائی کے اور نہ بطور قابضان حصہ دار کے حاصل ہوئی

ایک شخص مانک جی نوروجی دادا یا ۱۸۳۳ء مین بلا وصیت فوت ہوا اور ایک بیوہ (موتی بائی) اور دو لڑکے مسمیان نوشیروان جی و نوروجی چھوڑے موتی بائی نے چٹھیات انتظام حاصل کین اور تا وفات اپنے جو ۱۸۹۰ء مین واقع ہوئی اپنے شوہر کی حقیت پر تنہا قابض اور متصرف رہی گو قانوناً وہ محض مستحق حصہ بیوہ کی تہی اور دو لڑکے مستحق بقیہ کے نصف اس اثنا مین جو ۱۸۶۵ء مین بیوہ نوشیروان جی نے جو لڑکون مین سے

ایک تہائی دار کی۔

تجویز ہوئی کہ حق ہر دو پسران کا بابت دلاپانے اون حصص کے جنکے وہ ابتدا مستحق تھے تمادی پذیر تھا (مد ۱۲۳ - ایکٹ میعاد سماعت ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے) اور اوسکا حق نسبت حصص مذکور کے حسب دفعہ ۲۸ - ایکٹ میعاد سماعت ساقط ہوگیا پس مانک جی کی حیثیت موئل بائی کی حقیت مین شامل ہوگئی

نوروجی مانک جی وادیا بنام فیروزبائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۸

ہبہ - مشروط ہبہ - برت - ہبہ برت کا - جواز ہبہ مذکور کا - انتقال جبریہ برت کا ناجائز ہونا - انتقال خانگی قطعی طور پر ممنوع نہین ہے] جبکہ ہبہ کیاجاوے اور واہب جملہ مراتب جو اوسکے اختیار مین واسطے اوسکے موثر کرنیکے ہون عمل مین لاوے تو ہبہ مذکور مکمل ہے اور واہب اوسکو بذریعہ وصیت نامہ ابعد کے منسوخ نہین کرسکتا۔

برت ایجاد گری مین نیلام نہین ہوسکتی اس قسم کا انتقال جبریہ نہ صرف خلاف دہرم شاستر اور مصلحت عامہ کے ہے بلکہ برخلاف احکام دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے ہے لیکن انتقالات خانگی قطعاً ممنوع نہین ہین کوئی قاعدہ عام اس قسم کے معاملات مین پیش نہین کیاجاسکتا قواعد وراثت ہر خاص خیرات یا عہدہ پر منحصر ہین اور اس بارہ مین رواج و دستور مسلہ قانون ہے جسکی رو سے تقسیم اور انتقال دونون قسم مین جاری اور مروج ہونگے

راجا رام بنام گنیش ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۳۲

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و بر طبق اپیل باجلاس سرسی ایف فیرن صاحب نائٹ چیف جسٹس و اسٹریچی صاحب جسٹس

۵ فروری ۱۸۹۶ [illegible] ۸۰

نوروجی مانک جی داویالا (ابتدائی مدعا علیہ) **اپیلانٹ بنام فیروز بائی وغیرہ** (ابتدائی مدعی و مدعا علیہا) **ریسپانڈنٹان** +

وصیت نامہ۔ اشخاص پارسی۔ تعبیر عطا کیا جانا اختیار انتظام کا بیوہ اور دختر کو تاحیات حقیقت حین حیاتی۔ ہبہ بحق دو اشخاص کے بطور قابضان مشترک یا قابضان حصہ دار کے۔ بلا وصیتی۔ دعویدار ہونا اشخاص مستحق حصص کا۔ میعاد سماعت۔

جہانگیر جی نوشیروان جی دیا ایک پارسی ۱۸۶۹ء میں ایک بیوہ (مانک بائی) اور ایک دختر موتلی بائی اور دو نبیرگان (لڑکے موتلی بائی کے) اپنے بعد زندہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ اور اپنے وصیت نامہ کے جو زبان گجراتی میں تحریر تھا اوس نے یہ ہدایت کی کہ دونوں بیوہ زمانہ اپنی زندگی کے اور دختر بالاتفاق ہیں اور کاروبار کا انتظام یکجہتی سے کریں۔ اور بعد وفات مانک بائی کے اوس نے کل اختیار نسبت اپنی کل حقیت کے اپنی دختر موتلی بائی کو دیا اور جب تک کہ موتلی بائی زندہ رہے بر بنا خیر و سکھ باس رہے "بعد ازاں وصیت نامہ میں یہ تحریر ہے کہ بعد وفات موتلی بائی کے دو موتلی بائی کے دو لڑکے یعنی میان جالی نوروجی و بہائی نوشیروان جی) یہ دونوں لڑکے مالک کل جایداد و حقیت کے ہیں جو ازان میرے ہو وہ بطور میرے اطفال کے سمجھے جاسکتے ہیں کوئی شخص ان کا عذر یا اعتراض نہ کرے ہیں نے سب اپنی زوجہ اور اپنی دختر موتلی بائی کے نذر کیا ہے"۔

بہ بحالی رائے فلٹن صاحب جسٹس کے یہ **تجویز ہوئی** کہ مانک بائی و موتلی بائی کو صرف حق حین حیاتی جایداد میں حاصل ہوا۔

بہ ترمیم ڈگری فلٹن صاحب جسٹس کے **تجویز ہوئی** کہ موتلی بائی کے دو لڑکوں کو حقیت بطور قابضان مشترک کے تابع حقوق حین حیاتی مانک بائی و موتلی بائی کے اور نہ بطور قابضان حصہ دار کے حاصل ہوئی۔

ایک شخص مانک جی نوروجی داویالا ۱۸۶۸ء میں بلا وصیت فوت ہوا اور ایک بیوہ (موتلی بائی) اور دو لڑکے میان نوشیروان جی و نوروجی چھوڑے موتلی بائی نے چھٹیا مشہ بنام حاصل کیں۔ اور تا وفات اپنے

۱۸۹۶ء
نوروجی مانک جی دادا بنام فیروز بائی

جو ۱۸۹۵ء میں واقع ہوئی اپنے شوہر کی حقیت پر تنہا قابض و متصرف رہی گو قانوناً وہ محض مستحق حصہ بیوہ کی تہی اور دو پسران مستحق بقیہ کے تہے اس نالش مین جو ۱۸۹۵ء مین بیوہ نوشیروان جی نے جو لڑکون مین سے ایک تہا دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ حق ہر دو پسران کا بابت دلا پانے دو حصص کے جنکے وہ بنا مستحق ہیتے ہوئی پذیر تہا (دفعہ ۱۲۳ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء) اور اون کا حق نسبت حصص مذکور کے حسب دفعہ ۲۸ ایکٹ میعاد سماعت ساقط ہو گیا پس مانک جی کی حقیت موٹلی بائی کی حقیت مین شامل ہو گئی

اپیل بنا راضی تجویز فلٹن صاحب جسٹس۔

نالش واسطے تعبیر بعض وصیت ناجات کے۔

۸۱ مدعیہ فیروز بائی بیوہ اور تنہا وصی نوشیروان جی جہانگیر جی دادیا کی تہی جو بلا اولاد ۵ مئی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا وہ اور مدعا علیہ اول نوروجی مانک جی دادیا بہائی یعنی پسران موٹلی بائی کے تہے شجرہ ذیل سے رشتہ مندی فریقین کی ظاہر ہوتی ہے۔

جہانگیر جی زوجہ مانک بائی
۱۸۳۶ء مین فوت ہوا (جو مر گئی ہے)
موٹلی بائی زوجہ مانک جی
۲۲ مئی ۱۸۹۵ء کو فوت ہوئی ۱۸۳۶ء مین فوت ہوا
نوشیروان جی زوجہ فیروز بائی مدعیہ
۵ مئی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا
نوروجی مدعا علیہ نمبر ۱
۵ مئی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا

موٹلی بائی دختر جہانگیر جی نوشیروان جی دادیا کی تہی جو ۱۸۴۳ء مین ایک بیوہ مانک بائی اور موٹلی بائی کو بہی تنہا اوسکی دختر تہی چہوڑ کر فوت ہوا موٹلی بائی اوسوقت بیوہ ہو گئی تہی اوسکا شوہر مانک جی نوروجی دادیا ۱۸۴۳ء مین بلا وصیت فوت ہو چکا تہا اور اوس نے موٹلی بائی اور لڑکے دو پسران متذکرہ بالا نوشیروان جی جہانگیر جی دادیا اور مدعا علیہ اول نوروجی مانک جی دادیا کو بعد اپنے زندہ چہوڑا تہا۔

بذریعہ اپنے وصیت نامہ مورخہ وصیت نامہ مورخہ ۱۸۴۳ء کے جہانگیر جی نوشیروان جی دادیا نے اپنی جایداد اپنی بیوہ مانک بائی کو اور بعد ازان موٹلی بائی اپنی دختر کو اور بعد ازان موٹلی بائی کے

۱۸۹۶ء
نوروجی مانک جی ولدیا
بنام
فیروز بائی

دو پسران کو چھوڑ کر مانک بائی تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہوئی اصل امور تصفیہ طلب نالش ہذا مین یہ تھے۔

(۱) آیا بموجب اس وصیت نامہ کے مانک بائی دختر مٹلی بائی کو حق قطعی یا محض حق مین حیاتی جایداد مین حاصل ہوا۔

(۲) آیا بموجب اس وصیت نامہ کے دو پسران مٹلی بائی (نوشیروان جی متوفی و مدعا علیہ اول نوروجی) کو حق مشترک بعد وفات مٹلی بائی کے حاصل ہوا یا ایک حقیت حصہ واری۔

وہ فقرہ وصیت نامہ جہانگیر جی کا جس سے یہ دو نون بحثین پیدا ہوتی ہین حسب ذیل ہے

"جب تک کہ میری زوجہ مانک بائی زندہ ہے ہر دو اشخاص مندرجہ بالا یعنی زوجہ اور مٹلی بائی دختر موصی کل متعلق اراضی مین اور کاروبار کا انتظام کمیٹی سے کرین لیکن بعد وفات میری زوجہ مانک بائی کے مین کل اختیار اپنی حقیت اور جایداد کا وریزداد اور وصول کرنے کا اپنی دختر مٹلی بائی کو دیتا ہون اور وہ انتظام جملہ کاروبار کا کرے گی اور جب تک مٹلی بائی زندہ رہے ہر امر اوسکے تحت مین رہے گا بعد وفات مٹلی بائی کے اوسکے دو پسران سمیان جمائی نوروجی و جمائی نوشیروان جی (یعنی) یہ دو نون لڑکے مالکان کل جایداد اور حقیت کے جو کچھ کہ اوس وقت رہین گے ہونگے میرے اطفال یا جانشین کوئی شخص اونکا مزاحم یا شریک نہو مین نے سب اپنی زوجہ اور اپنی دختر مٹلی بائی کے نذر کیا ہے"۔

مٹلی بائی حسب مندرجہ بالا تاریخ وصیت نامہ متذکرہ صدر کے بیوہ ہو گئی تھی اور اسکا شوہر مانک جی نوروجی وادیا ۱۸۳۲ء مین بلا وصیت فوت ہو چکا تھا اوس نے چٹھیات متعلق بابت اوسکی جایداد کے ۱۸۳۶ء مین حاصل کین اگرچہ وہ محض مستحق بیوہ کے حصہ کی اپنے شوہر کی جایداد مین تھی (اوسکے دو لڑکے مستحق بقیہ جایداد کے تھے) لیکن وہ قابض کل جایداد کی تا وقت اپنی وفات موقوعہ مئی ۱۸۹۰ء تک رہی چنانچہ عدالت ماتحت نے مقدمہ ہذا مین یہ تجویز کی (دیکھو صفحہ ما بعد ۸۹) کہ دعویٰ اوسکے دو لڑکون کا اون کے حصص کی بابت حسب مد ۱۲۳-ایکٹ میعاد سماعت (۱۸۷۷ء ۱۵) کے تمادی پذیر ہے اور کل جایداد اوسکے شوہر کی اوسکی ملکیت ہو گئی۔ ۸۴

نوشیروان جی جہانگیر جی وادیا (جو ایک منجملہ پسران مٹلی بائی کے تھا) حسب متذکرہ صدر ۵-مئی ۱۸۹۶ء کو لا ولد فوت ہوا اوس نے ایک وصیت نامہ مورخہ ۹ جون ۱۸۸۸ء چھوڑا جسکے ذریعہ اوس نے اپنی بیوہ مدعیہ فیروز بائی کو اپنی وصیہ مقرر کیا بذریعہ دفعات ۴ لغایت ۱۲-اس وصیت نامہ کے اوس نے ہبہ جات وصیتی مختلف تعداد کے بعض اپنے ملازمان کو عطا کئے اور علاوہ برین اپنی زوجہ کو ہدایت کی کہ ان ہر دو ملازم کو کچھ ماہواری روپیہ ادا کرے اون مین سے ہر ایک کی بابت اوس نے حسب ذیل ہدایت کی۔

۱۹۹۹ء

نور محمد وغیرہ بنام نیر وزبانی

مین اپنی وصیہ مذکورہ کو اختیار دیتا ہون کہ وقتاً فوقتاً اور کسی وقت یا اوقات پر ادوسہ ماہواری مذکور در صورت بدعمالی کسی موہوب مذکور کے جس بدعمالی کی مجوز بمحض میری زوجہ مذکورہ ہوگی بند کرے اور بصورت بند ہونے ایسے ادا کے موہوب مذکور مستحق اوسکا نہوگا۔

نسبت اون ہبہ جات وصیتی کے جو ختم ہوجاوین اوسکی ہدایت حسب ذیل تھی۔

۱۹- جس صورت مین کہ کل یا کوئی منجملہ ہبہ جات وصیتی کے جو قبل اس کے بذریعہ دفعات ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ - اس میرے وصیت نامہ کے عطا کئے گئے ہین ختم ہوجاوین یا کسی وجہ سے کالعدم ہوجاوین تو مین اپنی وصیہ مذکورہ کو ہدایت کرتا ہون کہ زر ایسے ہبہ یا موہوبات کا جو اسطرح پر ختم یا کالعدم ہوجائین خود قطعی طور پر لیا کرے گی۔

چند منجملہ ان موہوب لہم اور وظیفہ داران سالانہ کے بعد موصی کے زندہ رہے اور چند اوسکی ۸۳ حیات مین فوت ہوئے بابت ان سب وظیفہ داران کے سوالات ذیل عرضی نالش مین پیش کئے گئے تھے

(الف) آیا وظیفہ جات سالانہ جو بذریعہ دفعات ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ کے ہبہ بالوصیت کئے گئے ہین وظیفہ داران کی نیک چلنی پر منحصر ہین اور اگر ایسا ہے تو کون شخص مجوز اونکی نیک چلنی کا اس بارہ مین ہوگا۔

(ب) آیا بابت وظیفہ داران مذکور کے جو کل بعد موصی کے زندہ رہے اگر وظائف سالانہ وصیتی جو اونکو دئے گئے یا کوئی وظائف مذکور مین سے ساقط یا ختم بوجہ وفات یا بد چلنی یا دیگر نہج پر ہون اور آیا وظائف سالانہ مندرجہ دفعات ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ جو کل اسوجہ سے ساقط ہوگئے کہ وظیفہ داران قبل موصی کے فوت ہوگئے مدعیہ اونکی مستحق بموجب دفعہ ۱۹ وصیت نامہ کے ہوئی ہے یا آیا وہ وظائف سالانہ جو اسطور پر ساقط ہوئے داخل بقیہ ترکہ کے ہین؟

دفعہ ۱۷ اس وصیت نامہ کی جو بابت زر بقیہ کے تھی حسب ذیل تھی۔

۱۷- مین کل دیگر اور باقیماندہ اپنی حقیقت جو کچھ کہ ہو اور جہان کہین واقع ہو اپنی زوجہ مذکورہ کو بطور امانت کے دیتا ہون اور وصیت کرتا ہون تاکہ وہ بحصہ مساوی درمیان میرے کل پسران کے جبکہ وہ ۱۸ سال کی عمر کو پہونچین تقسیم کیا جاوے اور جس صورت مین کہ مین صرف ایک لڑکا چھوڑون اوس حالت مین امانت نسبت کل بقیہ ترکہ مذکور کے واسطے پسر مذکور کے مطلقاً بوقت اوسکے ۱۸ سال کی عمر تک پہونچنے کے ہوگی اور جس صورت مین کہ میرے کوئی پسران نہ پسر ہون بلکہ دختر یا دختران ہون اوس حالت مین امانت نصف مساوی حصہ بقیہ ترکہ کی واسطے دختر یا دختران مذکور کے اگر ایک سے زیادہ ہون بحصص مساوی واسطے اونکے یا اوسکے استعمال تنہا و جداگانہ کے جب وہ

سنہ ۱۸۹۶ع
نوروجی مانک جی داوا
بنام
فیروز بائی

۱۸ سال کی عمر کو پہنچیں یا تزویج ہو جو کوئی امر پیشتر واقع ہو رہیگی اور نسبت دیگر مساوی النصف حصہ بقیہ ترکہ مذکور کے واضح ہو کہ
وہ امانت اسلئے رہیگا کہ اوسکی آمدنی میری زوجہ فیروز بائی مذکورہ کو بعین حیات اوسکے ادا کیجاے اور بعد اوسکی وفات کے اوس
امانت کے ساتھ کہ نصف حصہ مساوی بقیہ ترکہ مذکور اون اشخاص کو دیا اور حوالہ کیا جاے جو بعد اسکے بطور میرے امانت داران
خیراتی کے نامزد کئے گئے ہیں کہ وے اوسکو اون امانت ہاے خیراتی کے واسطے رکھیں جو بعد اسکے قرار دی گئی ہیں اور مین
یہ قرار دیتا ہوں کہ جس صورت مین کہ مین بلا چھوڑنے کسی اولاد کے وفات پاؤں میری حصہ مذکور بقیہ میری جائداد مذکور
پر امانتاً قابض رہیگی کہ وہ جائداد مذکور کو اوسے منتقل و حوالہ میری والدہ بائی سوٹلی بائی اور سہراب جی شاپور جی بنگالی
پارسی باشندہ بمبئی و جہانگیر گشتاسپ جی مہتہ و دیگر پارسی باشندہ بمبئی ہیں کرے اور یہ اشخاص بعد اسکے میرے امانتداران خیراتی نامزد
کئے گئے ہیں اور مین یہ قرار دیتا ہوں کہ میرے امانت داران خیراتی مذکور بقیہ مذکور پر امانتاً قابض رہینگے تاکہ اوس سے
کفالتنامہ زر گورنمنٹ ہند یا ایسی کفالت ہاے زر تمسکی گورنمنٹ ذمہ دار ہو خرید کریں اور آمدنی سالانہ جو فراہم کی
مذکور سے جو شفاخانہ جات بیماران کے مصارف کے لئے وقف کریں اور موہبات یکمشت اور عطیات اور چندے
ایسے شفاخانوں اور بیماروں کے رہنے کے کارخانجات یا تعلیمی یا خیراتی کارخانجات واقع جزیرہ بمبئی مین عطا کریں
جنکو میرے امانت داران خیراتی مذکور اپنے اختیار و تمیز کلی سے منتخب کریں اور نیز امداد غربا و مساکین قوم پارسیان مین
اوس طریقہ اور اوس حد تک صرف کریں جو میرے امانت داران خیراتی مذکور کو مناسب معلوم ہو اور مین یہ قرار دیتا ہوں کہ جس صورت
مین امانت ہاے خیراتی جو بذریعہ قرار دی گئی ہیں کسی وجہ سے کالعدم یا ناقابل نفاذ ہوں تو اوس صورت مین بلا چھوڑنے میرے
ذکور یا دختران کے مین نصف بقیہ اپنے ترکہ کا اپنی زوجہ مذکورہ کو قطعی طور پر دیتا ہوں اور ہبہ وصیت کرتا ہوں اور جس صورت
مین کہ وہ مجھسے پیشتر فوت ہو جاے مین اوسکو امانت داران وقت پارسی پنچایت کو دیتا ہوں اور در حالیکہ مین بلا چھوڑنے
اولاد کے فوت ہو جاؤں تو مین کل بقیہ ترکہ مذکور اپنی زوجہ فیروز بائی مذکورہ کو قطعی طور پر دیتا ہوں اور ہبہ وصیت کرتا ہوں
اور جس صورت مین کہ وہ مجھسے پیشتر فوت ہو جاے مین امانت داران وقت پارسی پنچایت کو دیتا ہوں''۔

نسبت اس دفعہ کے مدعی نے بحث مندرجہ ذیل عرضی نالش مین پیش کی۔

''مدعیہ کے حقوق اگر کوئی ہوں حسب دفعہ ۱۵ وصیت نامہ مذکور کے اوس صورت مین
(جو درحقیقت واقع ہوئی ہے) کہ نوشیروان جی جہانگیر جی دادیبا لاولد فوت ہو گیا ہے''۔

عرضی نالش مین یہ بھی بیان تھا کہ جملہ امانت داران امانت ہاے خیراتی کے جو بموجب وصیتنامہ
نوشیروان جی کے مقرر کئے گئے تھے فوت ہو گئے اور یہ استدعا تھی کہ اگر ضرورت ہو امانت داران
جدید مقرر کئے جاوین اور طریقہ انتظام قائم کیا جاے۔

سوٹلی بائی ۲۴ - مئی سنہ ۱۸۹۶ع کو چند روز بعد اپنے پسر نوشیروان جی کے فوت ہوئی اوس نے

۱۸۹۹ء

نوروجی مانکجی دلویا بنام نیروز بائی

ایک وصیت نامہ مورخہ ۱۸۹۶ء جو رانجمین اوس نے اپنے دونون پسران (نوشیروان جی و مدعا علیہ اول) کو اپنا اوصیار مقرر کیا اور کل جایداد اپنی اونکو بحصص مساوی دی۔

عرضی نالش مین استدعا ے فیصلہ امور مندرجہ ذیل کی تہی۔

"(۱) آیا مدعی نوشیروان جی متوفی اور اوسکے بہائی مدعا علیہ اول نوروجی مین بنسبت حصہ حقیت اپنے پدر مانک جی نوروجی دادویا کے جو ۱۸۸۳ء مین فوت ہوا تہا مدعی عارض ہے یا نہین"۔

"(۲) موتی بائی اور اوسکے دو پسران کو بموجب وصیت نامہ پدر موتی بائی مسمی جہانگیر جی نوشیروان جی دلویا کے کیا کیا حق حاصل ہوا"۔

"(۳) آیا وظایف سالانہ یا شاہرہ جو بموجب وصیت نامہ نوشیروان جی جہانگیر جی دادویا کے اون اشخاص کو دیئے گئے تہے جو ہنوز زندہ تہے اون کی نیک چلنی پر منحصر تہے اور اگر ایسا تہا تو چال چلن مذکور کا مجوز کون تہا اور در صورت ختم ہو جانے کے بوجہ وفات یا بد چلنی کے اور نیز بنسبت اون وظائف سالانہ کے جو بموجب وصیت نامہ مذکور کے اون اشخاص کو دیئے گئے تہے جو قبل موصی کے نوشیروان جی کے فوت ہوئے آیا مدعیہ مستحق اونکی حسب دفعہ ا کے ہوئی یا شاہرہ مذکورہ داخل بقیہ ترکہ کے ہوا"۔

"(۴) مدعی کے حقوق بموجب دفعہ ۱۷- وصیت نامہ کے کیا ہین۔

"(۵) آیا امانت داران جدید بہ جات وصیتی خیرات کے واسطے مقرر ہونے چاہیئن اور طریقہ انتظام قائم ہونا چاہیے یا نہین"۔

"(۶) نوشیروان جی کو اپنی والدہ موتی بائی کے وصیت نامہ کے بموجب کیا حق حاصل ہوا اور جس صورت مین کہ ہبہ وصیتی جو اوسکے حق مین بذریعہ وصیت نامہ کے کیا گیا تہا بوجہ اوسکے پیشتر اوس سے فوت ہو جانے کے ساقط ہوا ہو تو وہ حصہ کہ جو اس طور پر ساقط ہوا کسکو پہونچا"۔

عرضی نالش مین یہ ہی استدعا تہی کہ حصہ نوشیروان جی متوفی کا اگر کچھ ہو ترکہ (الف) اوسکے باپ مانک جی نوروجی دادویا مین (ب) ترکہ اوسکے نانا جہانگیر جی مین (ج) اور ترکہ اوسکی والدہ موتی بائی مین تحقیق کیا جاے اور مدعیہ کو بطور اوسکی وصیہ کے حوالہ کیا جاے۔

مقدمہ کی بحث روبرو فلٹن صاحب جسٹس کے ہوئی جنہون نے تجویز مندرجہ ذیل صادر فرمائی

فلٹن صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین عدالت سے استدعا ے تصفیہ بعض امور متعلق اون اشخاص کے جو مستحق حقیت مانک جی نوروجی دادویا کے ہین اور بنسبت بعض بحث طلب تعبیر کے کی گئی ہے جو متعلق وصیت نامجات جہانگیر نوشیروان جی دادویا و نوشیروان جی جہانگیر جی دادویا

سنہ ۱۸۹۹ء

نوروجی مانک جی دادیا بنام فیروز بائی

...ٹلی بائی کے جو فوت ہوچکے ہیں پیدا ہوئی ہیں۔

واقعات متنازعہ نہیں ہیں جہانگیر نوشیروان جی دادیا کا ازدواج مانک بائی سے ہوا تھا اوس نے
...وصیت نامہ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۳۰ء تحریر کیا اور ۱۷ اپریل ۱۸۳۳ء مین ایک دختر موٹلی بائی چھوڑ کر
...فوت ہوا موٹلی بائی کی شادی مانک جی نوروجی دادیا سے ہوئی تھی جو بلا وصیت ۱۸۳۶ء مین اپنی
...موٹلی بائی اور دو پسران نوروجی و نوشیروان جی چھوڑ کر فوت ہوا موٹلی بائی نے چٹھیات
...اہتمام حاصل کین نوشیروان جی ۵ مئی ۱۸۹۰ء کو ایک وصیت نامہ چھوڑ کر فوت ہوا موٹلی بائی ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء
...ایک وصیت نامہ چھوڑ کر فوت ہوئی نوروجی اب تک زندہ ہے فیروز بائی مدعیہ بیوہ اور وصیہ
...نوشیروان جی کی ہے مسٹر انوریریٹی نے منجانب مدعاعلیہ اول نوروجی کے یہ بیان کیا کہ اونکا موکل
...ان امور سے تعلق نہین رکھتا جو دفعات ۴ و ۵ اور دفعات (ح) و (د) استدعاے مندرجہ
...اس نالش مین پیش کیے گئے ہین لیکن اوسکو اسمین کچھ عذر نہین ہے کہ وہ اس نالش مین فیصل کیے
...جائین بشرطیکہ کل خرچہ متعلق امور مذکور ترکہ نوشیروان جی سے ادا کیا جائے۔

اول بحث تصفیہ طلب متعلق ترکہ مانک جی کے ہے جو بلا وصیت ۱۸۳۶ء مین ایک بیوہ
...(موٹلی بائی) اور دو پسران (نوشیروان جی و نوروجی) چھوڑ کر فوت ہوا واقعات مندرجہ عرضی نالش
...متنازعہ نہین ہین اور وے حسب ذیل ہین۔ موٹلی بائی مذکورہ نے چٹھیات اہتمام نسبت ترکہ اپنے
...شوہر مذکور کے ۱۸۳۶ء مین حاصل کین اور بعد اوسکے وہ تا اپنی وفات موقوعہ مئی ۱۸۹۶ء کے ترکہ
...مذکور پر تنہا قابض و متصرف رہی گو بموجب قانون کے وہ مستحق محض حصہ بیوہ کی ترکہ مذکور مین تھی اور
...شخص بلا وصیت کے دو پسران مستحق بقیہ کے تھے ان واقعات کی بنا پر مجھکو یہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ
...دو پسران کا نسبت دلانے اون حصص کے جنکے مستحق وے ابتداءً تھے حسب مد ۱۲۳ ایکٹ میعاد
...سماعت دی پذیر ہوگیا اور اون کا حق نسبت حصص مذکور کے اب حسب دفعہ ۲۸ زائل ہوگیا اگر شہادت
...ثبوت اس امر کے دیجاتی کہ موٹلی بائی اونکی رضامندی سے وکیل کی جانب سے قابض تھی تو صورت مختلف
...ہوسکتی تھی لیکن اڈوکیٹ جنرل نے یہ بیان کیا کہ وہ اس قسم کی شہادت پیش نہین کرسکتے لیکن بعد
...فیصلہ بیانات مندرجہ عرضی نالش پر کرنا ضرور ہے اور جب کچھ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ
...موٹلی بائی منجانب اپنے پسران کے قابض تھی تو قاعدہ میعاد سماعت کا متعلق ہونا ضرور ہے بوجہ
...مانک جی کا ترکہ موٹلی بائی کے ترکہ مین شامل ہوگیا۔

...میں بعد اسکے جہانگیر جی کے ترکہ کا ذکر کرتا ہوں فقرہ متنازعہ اوسکے وصیت نامہ کا جس طرح

۱۸۹۶ء

نوروجی مانک جی ودیا بنام فیروز بائی

کہ اوسکا ترجمہ سرکاری ہوا ہے حسب ذیل ہے۔

جب تک کہ میری زوجہ مانک بائی زندہ ہے ہر دو اشخاص مندرجہ بالا یعنی وہ اور موٹلی بائی دختر موصی کی متفق الراے رہیں اور کاروبار انتظام یکجہتی سے کریں لیکن بعد وفات میری زوجہ مانک بائی کے میں کل اختیار نسبت اپنے ترکہ اور جایداد کے اور نیز نسبت ادا اور وصول کے اپنی دختر موٹلی بائی کو دیتا ہوں اور وہ انتظام جملہ کاروبار کا کریگی اور جب تک موٹلی بائی زندہ ہے ہر دو اوسکے تحت میں رہے گا بعد وفات موٹلی بائی کے اور موٹلی بائی کے دو پسر یعنی بیات بھائی نوروجی و بھائی نوشیروان جی ہیں یہ دونوں لڑکے مالک اوس جایداد و ترکہ کے ہیں جو علاوہ کے لیے چھوڑ دے شل میرے اطفال کے سمجھے جاتے ہیں کوئی شخص اونکا مزاحم نہیں یا اپنی سمجھ میں نے سب اپنی زوجہ اور اپنی دختر موٹلی بائی کے نذر کیا ہے۔

نسبت اس کسی قدر مبہم فقرہ کے مسٹر لوریرٹی نے بجانب نوروجی یہ حجت کی کہ بعد وفات موصی کے موٹلی بائی کو حقیت حین حیاتی حاصل ہوئی اور اوسکے دو پسران کو حق مشترک حاصل ہوا اور بخلاف اسکے ایڈوکیٹ جنرل نے گو اس امر سے انکار نہیں کیا کہ موٹلی بائی کا حق ایک حق حین حیاتی تھا اور حقوق اوسکے پسران کے اونکو وفات موصی پر پہونچے یہ حجت کی کہ اونکو ترکہ بطور حصہ داران کے اور نہ بطور قابضان مشترک کے پہونچا فرق نتیجہ کا ظاہر ہے اگر ان پسران کو حقیت مشترک حاصل ہوئی تو کل بوقت وفات نوشیروان جی کے نوروجی کو پہونچی بخلاف اسکے اگر وے حصہ داران تھے تو نوشیروان جی کا حصہ بموجب اوسکے وصیت نامہ کے منتقل ہوا۔

٨٧ یہ بحث بہت وقت طلب ہے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بموجب اون اسناد کے جنکا حوالہ مسٹر لوریرٹی نے دیا ہے یہ ظاہر ہے کہ اگر وصیت نامہ مسطور بالا کہ اوسکا ترجمہ کیا گیا ہے انگلستان میں تحریر کیا جاتا تو ان پسران کو در صورت نہونے الفاظ علیحدگی کے حقیت ہاے مشترک حاصل ہوتیں میلان فیصلجات زمانہ حال کا بلاشبہہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ اثر پذیر کیے جائیں جنسے منشا قائم کرنے حقیت حصہ داری کا بہ نسبت حقیت مشترک کے ظاہر ہوتا ہو لیکن تاہم ضرور ہے کہ الفاظ جن سے ایسا منشا ظاہر ہوتا ہو موجود ہوں اور جبکہ مقدمہ آرمسٹرانگ بنام آرمسٹرانگ (۱) میرے روبرو ہے تو یہ تجویز کرنا مشکل ہے کہ اگر یہ وصیت نامہ زبان انگریزی میں تحریر کیا گیا ہوتا تو عدالت اوسکی تعبیر اور طرح پر تجویز کر سکتی کہ اوسکی رو سے حق مشترک پیدا کیا گیا تھا اگر یہ بحث نسبت انگریزی وصیت نامہ نوشتہ کسی موصی باشندہ ملک ہذا کے پیدا ہوتی تو حیثیت سے امور قابل غور پیدا ہوتے

(۱) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۷ صفحہ ۵۱۸

سنہ ۱۸۹۶ع
نوروجی مانک جی واڈیا
بنام
نبر ونہ بائی

اور یہ ضرور ہوتا کہ جو الفاظ تحریرات ارنولڈ صاحب جسٹس بمقدمہ لکشمی بائی بنام گنپت (۱) کا دیا جاتا۔

لیکن مجھکو اس امر پر غور کرنا ضرور نہیں ہے کہ کس طرح پر تعمیل انگریزی وصیت نامہ کسی پارسی کی جو قبل صادر ہونے ایکٹ وراثت ہند کے تحریر کیا گیا ہو کرنی چاہیے کیونکہ بحث اب یہ ہے کہ آیا مجھکو کوئی خاص قاعدہ تعبیر ایک وصیت نامہ دیسی زبان ہے جو ایک پارسی نے بمبئی میں سنہ ۱۸۳۰ء میں تحریر کیا متعلق کرنا چاہیے یا نہیں اصل بحث یہ ہے کہ موصی کا منشا کیا تھا واضح ہو کہ بعد فیصلہ مقدمہ نوروجی بنام راجرس (۲) کے اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ قانون سنہ ۱۸۶۵ء کے وضع ہونے تک وہ قانون جو یکساں طور پر اشخاص پارسی اور اونکی جایداد واقع جزیرہ بمبئی سے بارہ سپریم کورٹ نے اور بعد اوسکے بند ہونے کے ہائیکورٹ نے بصیغہ ابتدائی متعلق کیا ہے جیسا کہ صاحب اور با لیاقت رپورٹ پارسی لا میں صحیح طور پر بیان کیا گیا تھا قانون انگلستان تھا تابع بعض مستثنیات مصرحہ کے شاید وکیٹ جنرل نے مقدمہ رتنشی بائی بنام [illegible] (۳) کی جانب توجہ مائل کی ہے جسمیں قاعدہ مقدمہ شیلی اور اوسکے اثر کی نسبت جو اوسے انتقال پر ہو جو اشخاص پارسی جایداد غیر منقولہ واقع مفصل کا کرین سر چارلس سارجنٹ نے یہ فرمایا اگر یہ فرض بھی کیا جائے کہ قانون انگلستان قانون مختص المقام مفصلات کا نہیں ہے تاہم ہر حال بصورت نہونے کسی قانون مختص المقام کے وہ قانون اس عدالت سے متعلق ہونا چاہیے تاہم اوس قانون انگلستان میں جو اس طرح پر متعلق ہونا چاہیے قاعدہ مقدمہ شیلی داخل نہیں
۸۹ ہوسکتا وہ قاعدہ اگرچہ اوسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ قاعدہ قانون ہے اور نہ محض قاعدہ تعبیر بلکہ ایک قانون متعلق جایداد یا قسم حقیقت کے خیالات امداد جنگی پہ مبنی ہے اور یہاں نا موزوں بلحاظ حالات اس ملک کے ہے لیکن مجھکو نسبت متعلق ہونے اس رائے کے درصورت وصیت نامہ ایک شخص پارسی جو بمبئی میں تحریر کیا گیا ہو اور جایداد غیر منقولہ واقع مفصل پر مؤثر ہو شبہ ہے اور مجھکو رائے اسکاٹ صاحب جسٹس کی بمقدمہ لکشمی بائی بنام ہیرا بائی (۴) با وقعت معلوم ہوتی ہے کہ وصیت نامجات کی تعبیر کرنے میں عدالت کو یہ فرض کرنا چاہیے کہ موصی کا یہ نشانہ تھا کہ قانون عام سے بجز اسکے کہ جو اوس نے صریح طور پر بیان کیا ہو تجاوز کرے" پس اگر یہ بات صحیح ہو کہ یہ قاعدہ (رسالہ [illegible] متعلقہ جایداد غیر منقولہ صفحہ ۱۹۲) کہ "اگر جایداد صرف زید اور عمرو کو بلا الفاظ مزید کے دیجاوے تو وے [illegible] مشترک ہو جاینگے مثل قاعدہ مقدمہ شیلی کے جس طرح کہ اوسکو لارڈ [illegible] صاحب نے

(۱) [illegible] رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۱۹۱ (۲) [illegible] رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۱
(۳) [illegible] رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۱۲۳ (۴) [illegible] رپورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

۱۸۹۰ع
نوروجی ماکم جی ہلواؤ
بنام
نیرونر بائی

فیصلہ حال بمقدمہ وان گردن بنام فاکس ویل (۱) مین بیان کیا ہے ایک قاعدہ قانون اور نیز بعض ایک
قاعدہ تعبیر ہوتا جسکا یہ مقصد ہو کہ موصی کے منشا کی تعمیل کیجائے تو ایک دقت عظیم اس امر کے شبہہ
کرنے مین واقع ہوتی کہ قانونی اثر اس انتقال منجانب موصی کا یہ تھا کہ ایک حقیت مشترک قائم کرے
لیکن اگر کوئی شبہہ نسبت نوعیت قاعدہ اب بحث کے تھا تو وہ معلوم ہوتا ہے کہ پریوی کونسل
بمقدمہ جگیبر بنام راجمند (۲) سے رفع ہوگیا کہ جسمین حکام عالیمقام نے اوسکی نسبت یہ فرمایا ہے کہ وہ ایک
نہایت اصطلاحی قاعدہ متعلق انتقال جایداد ملک انگلستان کے ہے اسوجہ سے اوس قاعدہ کا اطلاق
وصیت ناجات ہنود سے مقدمہ مندرجہ بالا مین اور قبل اسکے مقدمہ سری بائی بنام لکشمی بائی (۳) مین نامنظور
کیا گیا تھا اور گو وہ دلائل جنپر اوسکے اطلاق سے نسبت وصیت ناجات ہنود کے انکار کیا گیا تھا مساوی
طور پر اشخاص پارسی کے لئے موزون ہون تاہم یہ سمجھنا دشوار ہے کہ کس بنا پر ایک قاعدہ تعبیر الفاظ فقرات
زبان انگریزی واسطے تعبیر ایسے وصیت نامہ کے استعمال ہو سکتا ہے جو مختلف زبان مین اور ایسے ملک
مین تحریر کیا گیا ہے کہ جہان کے لوگ اوس مسئلہ انگریزی سے واقف نہین ہین جسپر وہ مبنی ہے اس امر سے
انکار نہین ہو سکتا کہ جہان پر اصطلاحی الفاظ استعمال کئے جاتے ہین اونکو اثر قانونی دینا ضرور ہے اور بجز اسکے
کہ الفاظ متناقض مابعد سے یا امر بخوبی ظاہر ہو کہ موصی کا منشاء اور طرح پر تھا۔ مقدمہ اوڈی بنام تفنیش وغیرہ
(۴) تجویز لارڈ ویسٹبری وغیرہ تھا لیکن یقیناً یہ ایک وسعت ناواجب اس قاعدہ کی ہوگی کہ یہ کہا جائے
کہ چونکہ انگلستان مین ایک خاص معنی ایک خاص سلسلہ الفاظ کو دئے گئے ہین لہذا وہی معنی بلحاظ
مشابہت کے اوسی قسم کے الفاظ زبان گجراتی کے جو کسی موصی نے بمبئی مین استعمال کئے ہون قائم
کرنی چاہئین قطع نظر اصطلاحی قواعد تعبیر کے خود الفاظ مذکورہ سے خواہش قائم کرنے حقیت مشترک یا ۸۹
حقیت حصہ داری کی ظاہر ہو سکتی ہے موصی کے اختیار مین ہر دو امر تھے لیکن چونکہ شکل اوسکے وصیتنامہ
اور اوس عبارت سے جسمین وہ لکھا گیا ہے کوئی شبہہ باقی نہین رہتا کہ جو عبارت اوس نے استعمال کی ہے
اوسکو کوئی تعلق قواعد تعبیر انگلستان سے نہ تھا لہذا مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر خلاف عقل ہوگا کہ اون
قواعد کو اوسکی خواہشات کے دریافت کرنے کی کوشش مین کام مین لایا جاوے بس مین خیال کرتا ہون
کہ جو اصول تعبیر اس مقدمہ مین استعمال ہونا چاہئے وہ اصول ہے جو پریوی کونسل نے بمقدمہ
سورجمنی داسی بنام دینبندھو ملک (۵) قائم کیا ہے اولاً الفاظ وصیت نامہ پر غور ہونا چاہئے اون سے

(۱) (۱۸۷۰ع) مقدمات اپیل صفحہ ۶۶۲ (۲) (۱۸۹۶ع) انڈین اپیل جلد ۲۳ صفحہ ۴۴
(۳) (۱۸۸۰ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۰۵ (۴) (۱۸۶۳ع) مقدمات ہوس آف لارڈس جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۸ لغایت ۲۰۰
(۵) (۱۸۵۷ع) اپیلات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۵۲۶ لغایت ۵۵۰

سنہ ۱۸۹۵ء
نوروجی بمنجی دادا
بنام
خیرو رز بائی

موصی کی خواہشات ظاہر ہوتی ہین لیکن معنی جو الفاظ مذکورہ سے متعلق کئے جاسکتے ہین بلحاظ حالات موجودہ تبدیل ہوسکتے ہین اور جب کہ یہ صورت ہو بلاشبہ اون حالات پر لحاظ کرنا چاہئے۔ اسقدر مین جیساکہ اوپر ظاہر کیا گیا موصی کے اختیار مین تھا کہ جقیت کو اپنے نبیرگان کے واسطے بطور جقیت مشترک کے چھوڑتا جسمین حق بسپماندگی اونکے باہم ہو خواہ اونکو اسطور پر چھوڑتا کہ وہ حصص مساوی پاتے مین اور اون کے حقوق بعد اونکی وفات کے معمولی سلسلے سے اونکی بیوگان و اطفال کو پہونچتے۔ اون الفاظ کے معنی جو اوسنے استعمال کئے ہین مشتبہ ہین لیکن قطع نظر اون خیالات کے جو جیسے سے تعبیر وصیت ناجات انگلستان پر پڑتی ہین اور جنکا موصی کو کچھ علم نہین ہوسکتا تھا الفاظ مذکور میری دانست مین زیادہ تر جقیت مشترک کے بنسبت جقیت حصہ داری کے مطابق ہین۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس بحث کی نسبت معمولی آدمی کی نظر سے غور کرنا چاہئے اور ہمکو چاہئے کہ اپنے آپکو اوس حیثیت مین تصور کرین جو جد مذکور کی تھی جسکو غالباً قانون معلوم نہین تھا اور شاید خوش قسمتی سے اگر ہماری رائے صحیح ہو استعمال زبان انگریزی مین یا کسی قانونی قواعد تعبیر کا واقف تھا اوسنے ایک ایسا وصیت نامہ تحریر کیا جسمین یہ ظاہر ہوتا کہ وہ اپنے نبیرگان کو بالکل مساوی حیثیت مین رکھنا چاہتا تھا ان حالات مین آیا یہ زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ وہ اونکو املاک مشترک بنانا چاہتا تھا تاکہ جو کوئی اتفاق سے بعد دوسرے کے زندہ رہے کل کو باخراج بیوہ و اطفال برادر متوفی کے اگر کوئی ہون پاوے یا یہ زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ وہ اون کو محض اپنی جائداد مین مساوی حصہ دینا چاہتا تھا تاکہ اون مین سے کسی کی وفات پر حصہ اوسکا جو اس طرح پر فوت ہو اونکے پاس پہونچے جو قدرتی طور پر اوسکے سب سے زیادہ قریب اور عزیز ہون جواب اس سوال کا صاف معلوم ہوتا ہے جیساکہ سر چارلس سارجنٹ صاحب نے مقدمہ میرا بائی بنام لکشمی بائی (۱) فرمایا ہے کہ موصی کے خیال مین یقیناً یہ امر قرین قیاس تھا کہ نبیرگان خاص اپنا خاندان بعد اپنے چھوڑینگے اوسکا منشا یہ نہین ہوسکتا کہ یہ خاندان بلا سامان گذارہ کے چھوڑے جائین یا اس اتفاق کے سپرد رہے کہ اوسکے نبیرگان اثنائے اپنی زندگی مین تفریق اپنے حق کی کرین غالب یہ ہے کہ اونہین خیالات نے اوس پر اثر کیا ہوگا جو تمام دنیا کے باپ اور دادا پر اثر کرتے ہین یعنی وہ اپنے پسران و نبیرگان کے گذارہ کا انتظام اسطرح مین ہیت شادی و اونکو (اگر کبھی) املاک مشترک بناتے ہین وہ قدرتی طور پر اوس قسم کی جقیت کو پسند کرتے ہین جیساکہ جیرمن صاحب کی کتاب متعلقہ وصیت ناجات کے اوس فقرہ مین

(۱) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۰ و صفحہ ۷۰۵

شسنہ ۱۹۰۹

نوروجی مانک جی وغیرہ بنام نیرپربائی

جسکا رسکات صاحب جسٹس نے بمقدمہ لکشمی بائی بنام ہیرابائی (۱) حوالہ دیا ہے زیادہ تر موزوں
واسطے پورا کرنے ضروریات خاندانوں کے بہ نسبت حقیقت ہائے مشترک کے بنے دہی فکر واسطے انتظام
خاندان ہائے پسران متوفی کے دفعہ ۵ رکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۵ء ولایکٹ وراثت پارسیان) میں پائی جاتی
ہے جس سے گو وہ ایک عرصہ بعد تاریخ اس وصیت نامہ کے صادر ہوا تھا وہ میلان طبع ظاہر ہوتا
ہے جو عموماً طور پر درمیان اشخاص قوم پارسی کے تھا دفعہ ۹۳ - ایکٹ وراثت ہند پر توجہ دلائی گئی ہے
لیکن خواہ اسکا کوئی اثر تعبیر ایسے وصیت ناجات پر ہو جو بعد اوسکے قانون ہو جانے کے تحریر کیے گئے
ہوں مگر دفعہ مذکور سے ہدایت ایسے وصیت نامہ کی تعبیر میں نہیں کیجاسکتی جو سنہ ۱۸۶۱ء میں تحریر ہوا تھا
اندرین حالات مجھکو یہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ نوروجی و نوشیروان جی کو حقوق معین بطور مالکان جائداد
حاصل ہوئے اور بعد وفات نوشیروان جی کے اوسکے حقوق بموجب اوسکے وصیت نامہ کے منتقل ہوئے

اب میں وصیت نامہ نوشیروان جی جہانگیر جی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں چونکہ موہوب لہم
اور وظیفہ داران سالانہ اس مقدمہ میں فریق نہیں ہیں لہذا میں درمیان اونکے اور مدعیہ کے کوئی
فیصلہ قابل پابندی صادر نہیں کر سکتا لیکن عبارت وصیت نامہ کی بالکل صاف معلوم ہوتی ہے
وصیہ مذکور تنہا مجوزہ بدچلنی کی درصورت اوس ہبہ جات و وظیفہ ہائے سالانہ کے قرار دی گئی ہے
جو چال چلن پر منحصر ہیں اور اگر ان موہوب لہم یا وظیفہ داران سالانہ میں سے جنکا ذکر فرد (ج)
مستند عائے عرضی نالش میں ہے میں حیات نوشیروان جی کے فوت ہوئے تو ہبہ جات ختم ہو گئیں
اور وہ احکام دفعہ ۱۰ میں داخل ہو گئیں نسبت فرائض مدعیہ حسب دفعہ ۱۱ کے (نوشیروان جی نے
کوئی اولاد نہیں چھوڑی ہے) واقع ہو کر وہ یہ ہیں کہ مسماۃ بقیہ جائداد امانت داروں کے حوالہ کرے
جو اب واسطے اغراض خیرات مندرجہ وصیت نامہ کے مقرر کیے جائینگے یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ
۹۱ ان امانتوں میں سے کوئی کالعدم یا ناقابل اثر پذیر ہونگے ہے اون حالات میں جو واقع ہوئے
ہیں مدعیہ کو کوئی حق استفادہ فی الحال بقیہ جائداد نوشیروان جی میں نہیں ہے برضامندی جملہ
فریق کے فیصلہ فوربائی و نوروجی مانک جی دادیا و ڈاکٹر کل جی بھیکا جی تیرمان وکاؤس جی کرسنگی
جمشید جی و ونشا سہراب جی موڈی اگر وے امانت کو قبول کریں امانت داران حسب دفعہ ۱
وصیت نامہ نوشیروان جی کے بجائے امانت داران متوفی کے مقرر کیے جاتے ہیں -

نسبت وصیت موتلی بائی کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نوشیروان جی اپنی ماں سے پہلے مر گیا

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۷۷

۱۸۹۶ء
نوروجی مانک جی داوا
بنام
فیروزا بائی

لہذا ہبہ وصیتی جو اوسکے حق مین کیا گیا تھا ساقط ہو گیا اور چونکہ وصیت نامہ مین کوئی ذکر موہوب لہ بقیہ ترکہ کا نہین ہے لہذا اوسکا حصہ بطور جایداد غیر وصیتی کے منتقل ہوا اور تصبیص مساوی اوسکی بیوہ فیروزا بائی اور اوسکے بھائی نوروجی کو ملے گا فیروزا بائی کو بطور وصیہ نوشیروان جی کے کوئی حق جایداد موٹلی بائی مین نہین پہونچتا ۔

برضامندی مسٹر لوزیرلی و مسٹر دیکاجی کے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ خرچہ جملہ فریق کا و بجز ایڈوکیٹ جنرل کے ترکہ موٹلی بائی سے ادا کیا جاے خرچہ موٹلی بائی کے اوصیا کا بطور خرچہ مابین اٹرنی و موکل کے محسوب ہو گا لیکن خرچہ تعبیر جو اسوجہ سے عاید ہوا کہ وہ امور داخل کیے گئے جو نوشیروانجی کے وصیت نامہ سے پیدا ہوتے تھے جملہ فریقون کا مع ایڈوکیٹ جنرل کے ترکہ نوشیروان جی سے ادا کیا جائیگا اور خرچہ نوشیروان جی کی وصیہ اور ایڈوکیٹ جنرل کا بطور خرچہ مابین اٹرنی اور موکل کے محسوب ہوگا ۔

نوروجی (مدعا علیہ نمبر ۱) نے اپیل کیا اور یہ حجت کی (۱) کہ بموجب وصیت نامہ جہانگیرجی نوشیرجی دادیا کے دو پسران موٹلی بائی (یعنی خوداور نوشیروان جی متوفی) کو بطور مالکان مشترک کے جایداد تابع حق حین حیات موٹلی بائی کے پہونچی اور اسوجہ سے (نوشیروان جی فوت ہو گیا) وہ (مدعا علیہ نمبر ۱) اب مستحق کل ترکہ جہانگیرجی نوشیروان جی دادیا کا ہے ۔

(۲) علی سبیل البدل اوس نے یہ حجت کی کہ موٹلی بائی کو حق قطعی جایداد جہانگیرجی مین حاصل ہوا ۔

اپیل کی سماعت روبرو فیرن صاحب چیف جسٹس و اسٹریچی صاحب جسٹس کے ہوئی ۔

میکفرسن و اشٹرنگ مین منجانب اپیلانٹ ۔

لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) و مسٹر لونڈیز منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ ۔

مسٹر اسکاٹ و دیکاجی منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ ۔

مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا نوروجی بنام باجرس (۱) و منچر شاہ بنام قمر النسا (۲) و
۹۲ سوربجی منچی بنام ہیرین بنہ میو (۳) ۔ ڈھنی بائی بنام لیچی این بانا جی (۴) و سار کینز بنام پرسنومتی (۵) و رسالہ جیرمن صاحب متعلقہ وصیت نامجات (طبع ہفتم) صفحات ۵۱۱ و ۱۱ ۱۲ و ۲۴۳ ۱ و مقدمات ارم اشٹرانگ بنام ارم اشٹرانگ (۶) و مارگن بنام برٹن (۷) و سنیتر بنام سمیتر (۸) و ولت موری بنام

(۱) (۱۸۶۶ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱ صفحہ ۱۱۱ (۲) (۱۸۹۹ء) رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۶۷ (۳) (۱۸۸۲ء) رپورٹ بمبئی جلد ۶
(۳) (۱۸۷۵ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۵ (۴) صیغہ اپیل دیوانی (۵) (۱۸۷۸ء) کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۶۰
(۶) (۱۸۲۸ء) اپیل ہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۵۲ (۷) (۱۸۶۹ء) رپورٹ ایکویٹی جلد ۷ صفحہ ۵۱۳

(۷) (۱۸۹۵ء) رپورٹ ایکویٹی جلد ۲۳ صفحہ ۴۴ (۸) (۱۸۶۸ء) رپورٹ ایکویٹی جلد ۱۲ صفحہ ۴۰۰

۱۸۹۹ء

نوروجی مانک جی دادیا بنام فیروز بائی

بجکمن لعل (۱) دجوگیشر ناتھ بنام رام چند (۲) ایکٹ وراثت ۱۸۶۵ء دفعہ ۹۳ و رسالہ تھیوبالڈ صاحب متعلقہ وصیت ناجات (طبع ۱۸۹۵ء) صفحہ ۳۲۸۔

فیرن صاحب چیف جسٹس۔ محض دو امور کی نسبت ہمارے روبرو اس اپیل مین بحث کی گئی ہے وہ امور تعبیر وصیت نامہ جہانگیر جی نوشیروان جی دادیا سے پیدا ہوتے ہین۔ موصی ۱۸۶۷ء مین جسکو بہت عرصہ ہوا فوت ہوا وصیت نامہ مورخہ ۱۳- اپریل ۱۸۶۲ء چھوڑ گیا بعد اوسکی وفات کے سپریم کورٹ سابق مین وصیتنامہ کو اوسکی بیوہ مانک بائی اور اوسکی دختر موٹلی بائی نے ثابت کیا موٹلی بائی کی اوسوقت شادی ہو چکی تھی اور اوسکے دو پسران نوشیروان جی (جو حال مین اپنی ایک بیوہ فیروز بائی مدعیہ چھوڑکر فوت ہوا) اور نوروجی اپیلانٹ تھے جو اپیل مدعا علیہ عدالت ماتحت مین تھا موصی نے کوئی اولاد نہین چھوڑی۔

اول بحث نسبت اوس حق کے ہے جو مانک بائی اور موٹلی بائی کو بموجب وصیت نامہ کے حاصل ہوا یعنی آیا اون کو حق قطعی یا محض حق حین حیاتی بقیہ جایداد موصی مین حاصل ہوا نسبت اس امر کے مجھکو ڈویژن کورٹ سے اتفاق ہے کہ مانک بائی اور موٹلی بائی کو محض حق حین حیاتی جایداد مذکور مین حاصل ہوا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مرافعہ اولی نے اس امر کو فرض کر لیا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بحث خلاف اسکے حاکم ذیعلم عدالت موضوع کے روبرو نہین کی گئی لیکن ہمارے روبرو کونسل دعی موٹلی بائی نے یہ حجت کی ہے کہ جو حق اوسکو اور مانک بائی کو دیا گیا تھا وہ ایک حق قطعی تھا مین اون فقرات وصیت نامہ کو تحریر کرتا ہون کہ جنپر یہ حجت مبنی ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اون کو بحث دوم سے جو زیادہ تر مشکل ہے اور جسکی نسبت مجھکو غور کرنا ہے ایک تعلق اہم ہے ترجمہ عرصہ وقوع ابتدائی وصیت نامہ مذکور کا حسب ذیل ہے

۹۲ "مین نے اپنی رضا و رغبت سے ان دونون اشخاص کو اپنا وارث اور وکیل مقرر کیا ہے اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مین نے بذریعہ تحریر کے اپنی زوجہ مانک بائی اور اپنی دختر موٹلی بائی یعنی ان دونون اشخاص کو کل (یعنی سب اختیار) جو مجھکو حاصل تھا دیا ہے یہ دونون اشخاص مندرجہ بالا (یعنی میرے) ورثا اور وکیل یہ دونون اشخاص (باستقلال) اوس کل (اختیار) کے کل کاروبار و معاملات واجب طور پر بموجب اونکے جو مین نے تاریخ ذیل مین تحریر کیا ہے کرینگے اور اگر ان اشخاص کو تحقیقات یا مشورہ بابت کاروبار و معاملات مذکور کے کرنا پڑے تو وہ مشورہ میری بہن کے لڑکے دادیا و سابائی خورشید جی کے وہ مناسب طور پر اوس کام کو کرینگے"

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین اپیل جلد ۲۴ صفحہ ۸۵ — (۲) (۱۸۹۶ء) انڈین اپیل جلد ۲۳ صفحہ ۳۷۔

۱۸۹۶ء
نوروجی مانک جی واڈیا
بنام
فیروز بائی

گو لفظ ورثا کا اس فقرہ مین واقع ہوتا ہے لیکن مین یہ خیال کرنے پر مائل ہون کہ موصی کا اوس سے یہ منشا نہ تہا کہ اپنی زوجہ اور دختر کو کوئی حق استفادہ دے بلحاظ عبارت مابعد و بعض اور کل وصیت نامہ کے مین خیال کرتا ہون کہ لفظ ورثا سے موصی کی مراد قائم مقامان قانونی سے تہی دفعہ ابتدائی مین اگر میری یہ راے صحیح ہے کہ مانک بائی اور موٹلی بائی کو موصی نے منتظمان اور اوصیا بالاشتراک مقرر کیا تہا لیکن اگر اوسکی رو سے اون کو حق استفادہ دیا گیا ہو تو اس امر سے میرے نتیجہ مین فرق نہ آے گا اس دفعہ سے موصی کا طریقہ حق مشترک قائم کرنیکا بہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ یہ حجت نہین ہو سکتی کہ جو حق ان عبارت کو موجب وصیتنامہ کے دیا گیا ایک حق مشترک نہ تہا۔

موصی نے بعد اسکے سات دفعات مین انتظام واسطے تصرف منافع اپنے ترکہ اور موہوبات کے کیا ہے گو دفعہ چہارم مین مکرر ذکر انتظام کا ہے اول دفعہ مجہکو پورے طور پر پڑہنا ضرور نہین ہے اوسمین بابت دو اتفاقات کے انتظام کیا گیا ہے اور اون مین سے کوئی واقع نہین ہوا یعنی واسطے اوس صورت کے کہ موصی کے کوئی پسر ہو یا اوسکے کوئی دوسری دختر ہو یہ دفعہ واسطے اظہار اس امر کے کارآمد ہے کہ جب موصی کی یہ خواہش تہی کہ حقیت حصہ داری بجاے حقیقت مشترک کے عطا کرے تو وہ اپنے معنی عبارت مناسب وموزون مین ظاہر کر سکتا تہا۔

فقرہ دوم اہم فقرہ ہے وہ ترجمہ مرحمہ مین حسب ذیل ہے۔

"جب تک میری زوجہ مانک بائی زندہ رہے اشخاص مندرجہ بالا با امن وامان اور یکجہتی سے کاروبار اور معاملات کرینگے میری زوجہ مانک بائی کی وفات پر مین نے کل (یعنی) سب اختیار بابت اپنی دولت وحقیت و دعاوی و قرضجات کے اپنی دختر موٹلی بائی کو دیا ہے وہ مناسب طور پر کاروبار و معاملات انجام دے گی اور جب تک موٹلی بائی زندہ رہے ہر کام موٹلی بائی کے اختیار مین رہے گا اور بعد وفات موٹلی بائی اسکے دو پسران موٹلی بائی
۹۴ کے یعنی بہائی نوروجی اور بہائی نوشیروان جی بہی نسبت اونکے واضح ہو کہ جو کچھ دولت اور حقیت اور دیگر اشیاے
ہر قسم کی مملوکہ میری ہو اونہین سب کے مالکان (ہے) دو اشخاص پسران ہین وہ میرے (اونکے) بین کوئی شخص اونکا مزاحم یا مانع نہوگا مین نے سب بطور ہبہ کے اپنی زوجہ اور اپنی دختر موٹلی بائی کو دیا ہے۔"

مجہکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ حق مانک بائی اور موٹلی بائی کو بذریعہ اس فقرہ کے دیا گیا ہو اور جو کچہ اختیارات وسیع اونکو بذریعہ اوسکے دیے جائین جو کچہ کہ بعد وفات موٹلی بائی کے منجملہ حقیت موصی کے باقی ہو وہ صریحاً موٹلی بائی کے دو پسران کو دیا گیا ہے یعنی بالفاظ دیگر عطا

سنہ ۱۸۹۶ء

نوروجی مانک جی جادابائی
بنام
فیروز بائی

مذکور کو نہایت وسیع اختیارات انتظام اور ممکن ہے کہ اختیارات انتقال دیئے گئے ہوں لیکن صرف تا حیات اوسکے وفات متوبائی پر کل اوسکے پسران کو پہونچتا ہے بادی النظر مین ممکن ہے کہ یہ معلوم ہو کہ عورات مذکور کو بذریعہ الفاظ ابتدائی فقرہ مذکور کے محض اختیارات انتظام دیئے گئے ہین لیکن موصی کا یہ منشا نہ تھا اگر ایسا منشا ہوتا تو انتقال حق استفادہ کا مین حیات عورات مذکور کے نہوتا بغرض انسداد اسطرح پر تعبیر کئے جانے عبارت کے موصی نے یہ فقرہ اخیر اضافہ کیا ہے یعنی نے اوسکو بطور محض انتظام کے بلکہ بطور ہبہ کے اپنی زوجہ اور دختر کو دیا ہے کل فقرہ کے اجزا اس طرح پر باہم مطابق ہو جاتے ہین اور اون کی ہر ایک شرط کا ایفا ہوتا ہے سٹر دیکاجی یہ حجت کرتے ہین کہ اخیر ہبہ سے کل مضامین ماقبل فقرہ مذکور کے بیکار ہو جاتے ہین کونسل موصوف یہ کہتا ہے کہ یہ فقرہ آخر مین واقع ہے اور صرف اوسکو اثر پذیر کرنا چاہیے اس قاعدہ تعبیر سے آخر رجوع کرنا چاہیے اگر معقول طور پر یہ ممکن ہو کہ جملہ مضامین فقرہ کے اثر پذیر رکھے جائین تو میری دانست مین یہ طریقہ بہ ترجیح اس امر کے اختیار کرنا چاہیے کہ جملہ مضامین بجز مضمون اخیر کے خارج کئے جائین

پس میری یہ رائے ہے کہ متوبائی کو حق حین حیاتی محض بقیہ جقیت موصی مین حاصل تھا (جیسا کہ مانک بائی کو بھی بشرکت اوسکے حاصل تھا) اور پسران متوبائی کو اوسکی حیات مین حق بقیہ ترکہ مین حاصل جو اوسکی وفات پر اون کے قبضہ مین آتا متوبائی مانک بائی کے بعد بیست سال تک زندہ رہی اور وہ صرف حال مین فوت ہوئی ہے اوسکی وفات ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء کو واقع ہوئی نوشیروان جی اوس سے چند روز پیشتر ۹ مئی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ آیا نوشیروان جی اور نوروجی کو حق مشترک یا حق حصہ داری بموجب وصیت نامہ کے حاصل ہوا آیا وے مالکان مشترک یا قابضان حصہ دار بقیہ ترکہ کے تابع حقوق حین حیاتی
95 مانک بائی و متوبائی کے تھے قانون انگریزی متعلق معاملہ ہذا کا خلاصہ کتاب جرمن صاحب متعلق وصیت نامجات مین بعبارت ذیل مندرج ہے یہ امر عرصہ سے طے شدہ ہے کہ اگر محض ہبہ وصیتی بحق دو یا زیادہ اشخاص کے ہو تو موہوب لہم مالکان مشترک ہوتے ہین + + اگر ہبہ وصیتی مال کا خواہ وہ جایداد غیر منقولہ یا منقولہ ہو ایک سے زیادہ اشخاص کے حق مین کیا جاے اور اوسکے ساتھ کوئی الفاظ تشریحی نہون تو اوسکی رو سے ایک حق مشترک اور نہ جداگانہ حاصل ہوتا ہے اور عام اس سے کہ ہبہ بطریق امانت ہو یا نہو اور باوجود اسکے کہ ساہا سے حال مین جمعیت بارے بلا اجمال کیجانب میلان عدالتون کا ہے وہی قاعدہ اب بنسبت ہبہ جات وصیتی زر اور ہبہ جات وصیتی جایداد باقیماندہ کے خلاف بعض مترو ع کے نظائر کے اور اون شبہات کے جو لارڈ تھرلو صاحب نے

نور وجی مانکجی داوبا بنام فیروز بائی

بمقدمہ رگنفس بنام ہچنسن (۱) ظاہر کئے ہیں قائم ہے یہ فقرات باب ۴۳ دفعہ اک آپ جرمن صاحب سے نقل کئے گئے ہیں بمقدمہ کروک بنام ڈی وینڈیز (۲) لارڈ ایلڈن صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بذریعہ ہبہ وصیتی کسی جایداد یا بقیہ جایداد منقولہ کا جو بحق زید و عمرو کے بلا زیادہ تصریح کے کیا گیا ہو مشترکہ متصور ہوگا یہی قاعدہ تعبیر کا واضعان قانون ہند نے دفعہ ۹۳ ایکٹ وراثت (۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء) میں اختیار کیا ہے۔

وہ بحث جسکا تصفیہ مجکو کرنا ہے یہ ہے کہ آیا وہ اس مقدمہ سے متعلق ہے یا نہیں وصیت نامہ میں یہ تحریر ہے کہ بعد وفات موتلی بائی کے مالکان اس سب کے (بقیہ جایداد کے) دو اشخاص یعنی پسران ہیں اس امر سے انکار نہیں ہے کہ ان الفاظ میں ہبہ وصیتی بحق ہر دو پسران کے داخل ہے یہ امر مسلمہ فریقین ہے ایڈوکیٹ جنرل نے یہ بحث کی ہے کہ یہ امر فیصل نہیں ہوا ہے کہ ہبہ بالوصیت سے جو بحق دو اشخاص کے ٹھیک اسی عبارت میں جو اشخاص مذکور مالکان مشترک ہو جاتے ہیں اور یہ کہ عدالت کو اختیار ہے کہ ان الفاظ کی یہ مراد سمجھے کہ ان سے حقیت حصہ داری پسران کو عطا ہوگئی ہے لیکن ان الفاظ سے ایک ہی بحق اشخاص معرضہ موہوم ہوتا ہے اور ایسی صورت میں تحقیقات ہمیشہ اس امر کی گئی ہے کہ آیا الفاظ تشریحی اس قسم کے ہیں یا نہیں کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ موصی کا منشا ہبہ جداگانہ سے تھا اور نہ مشترک سے مجکو کوئی فرق مابین ہبہ وصیتی صریح بحق زید و عمرو کے اور ہبہ وصیتی ضمنی بحق اشخاص مذکور کے جو ایسی نامکمل عبارت کے استعمال سے کیا گیا ہو جیسی کہ موصی کے استعمال کی ہے معلوم نہیں ہوتا یہ تجویز کرنا موشگافی میں داخل ہوگا کہ اگر موصی یہ تحریر کرتا کہ "بعد وفات بکر کے میں اپنا مکان یا بقیہ جایداد زید اور عمرو کو چھوڑتا ہوں یا بذریعہ وصیت کے ہبہ کرتا ہوں یا دیتا ہوں" تو نتیجہ مختلف اوس سے پیدا ہوتا جو اوسکی اس تحریر سے پیدا ہوتا ہے "بعد وفات بکر کے

۹۰ مالکان میرے مکان یا بقیہ میری جایداد کے زید و عمرو ہیں" ہر دو صورت میں ہبہ وصیتی بحق زید و عمرو کے بلا استعمال الفاظ تفریق کے ہے ایڈوکیٹ جنرل نے یہ بھی بحث کی کہ الفاظ تفریق کے بصورت اس ہبہ وصیتی کے موجود ہیں جن الفاظ تفریق پر استدلال کیا گیا ہے وہ یہ ہیں "واسطے میرے اطفال میں" یہ بحث کی گئی ہے کہ رو سے حقیت بطور اطفال کے پاوینگے یعنی جیسی کہ فقرہ اول میں ہدایت کی گئی ہے کہ اطفال پاوینگے میری دانست میں اس رائے کا قبول کرنا بالکل ناممکن ہے یہ الفاظ کہ "واسطے میرے اطفال میں" یعنی یہ کہ رو سے میری دانست میں بمنزلہ اطفال کے ہیں "موصی نے بطور

(۱) لا رپورٹ ۱۸۷۴ء انقباضات عدالت چانسری مولفہ بروں مجلد ۱ صفحہ ۱۰۔ (۲) رپورٹ ۱۸۰۷ء مرتبہ مسٹر ویسی جونیر صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲

۱۸۹۶ء
نوروجی مانک جی وادیا بنام فیروزہ بائی

وجہ اس امر کے تحریر کرتے ہین کہ اس قسم کا ہبہ وصیتی بحق اون کے کیا گیا اور اوسکا یہ منشا نہین ہے کہ نوعیت اوس حق کی ظاہر کیجاے جو اونکو حاصل ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ حاکم ذیعلم ڈویزن کورٹ نے اس امر کو قبول کیا کہ اگر یہ وصیت نامہ انگریزی زبان مین تحریر کیا گیا ہوتا تو معمولی قاعدہ متعلق ہوتا اور پسران موتی بائی اوس صورت مین بطور مالکان مشترک کے جایداد کو پاتے لیکن چونکہ موصی نے گجراتی زبان استعمال کی ہے لہذا مختلف امور قابل لحاظ ہونگے لیکن یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ بلحاظ محاورہ کے کوئی خصوصیت گجراتی زبان مین اس بارہ مین ہے — مین یہ بیان کرچکا ہون کہ جب وصیتنامہ ترکہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مانک بائی اور موتی بائی کو سپرد کیا گیا بابت موصی کی کسی قدر اوسی قسم کی عبارت مین تحریر ہے کہ "یہ دونون اشخاص میرے وارث اور وکیل ہین" اور جو میرگان کو حق استفادہ عطا کرنے مین استعمال کی گئی ہے اور اس قسم کی عبارت سے اوس موقع پر علحدگی حق سے مراد نہین ہوسکتی پس مجکو محض اس ایک امر کی نسبت خیال کرنا ہے کہ موصی نے اپنا مطلب ظاہر کرنیکے لئے زبان گجراتی استعمال کی ہے اور نہ زبان انگریزی کیا اس امر سے درحقیقت کوئی اثر اس بحث پر ہوسکتا ہے یا نہین میری دانست مین کچھ اثر نہین ہوسکتا ہبہ وصیتی بحق زید و بکر میری راے مین وہی معنی اور وہی اثر قانونی رکھتا ہے خواہ وہ زبان انگریزی مین یا اس احاطہ کی کسی زبان دیسی مین ظاہر کیا جائے تعبیر مین فرق بلحاظ اوس خاص زبان کے نہین ہوسکتا جو موصی نے استعمال کی ہو مجکو کوئی سند تائید راے ڈویزن کورٹ کے اس بارہ مین معلوم نہین ہے مجکو پورا اتفاق اس مسئلہ سے ہے کہ عدالت کو منشا موصی کا دریافت کرنا چاہیے لیکن اس لفظ سے کبھی کبھی غلط فہمی ہوسکتی ہے اس عبارت کے استعمال سے یہ مطابق منشاے موصی کے عمل کرنا چاہیے بلا اس توضیح لازمی کے کہ اوسکا منشا اوسکے الفاظ سے اخذ کرنا چاہیے اور اوسپر سختی کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے یہ اندیشہ ہے کہ طبیعت بالمحسوس ہونے کہ اس امر پر خیال کرنے کی طرف مائل ہوگی کہ موصی کا کیا منشا قیاس کرنا چاہیے بجاے اسکے کہ سختی کے ساتھ اس اصل بحث پر توجہ کیجاے کہ جو کچھ کہ موصی نے لکھا ہے اوسکے کیا معنی ہین وصیت کا بذریعہ تحریر کے ظاہر کیا جانا ضرور ہے اور محض اوس تحریر کے اوپر غور ہونا چاہیے" سو دیکھو تجویز لارڈ ونسلی ڈیل صاحب بمقدمہ رابیٹ بنام مڈلٹن (۱) اس قاعدہ سے قراین حالات پر بغرض توضیح عبارت مبہم کے لحاظ کرنا ممنوع نہین ہے مثلاً حالات خاندان موصی اور اوس قانون پر جسکے تابع وہ تھا تو "الفاظ وصیت نامہ پر غور ہونا چاہیے اون سے خواہشات موصی کی ظاہر ہوتی ہین لیکن جو معنی کہ اون الفاظ سے متعلق کیے جاوین قراین حالات سے تبدیل ہوسکتے ہین اور جبکہ یہ صورت ہو تو حالات مذکور پر بلاشبہ لحاظ ہونا ضرور ہے"

(۱) (ارشفیلڈ) مقدمات ہوس آف لارڈز جلد ۸ صفحہ ۹۸ لغایت ۱۱۲

۱۸۹۶ء

نوروجی مانک جی واڈیا بنام فیروز بائی

مقدمہ سورج منی بنام دین بندہ ہو (۱) ملاحظہ طلب ہے تجویز مقدمہ گروسامی بنام شیو کامی (۲) سے ایک ہدایت کارآمد نسبت اس معاملہ کے حاصل ہوتی ہے۔

لیکن اس صورت میں قراین حالات میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے میری رائے میں دربارہ تعبیر عبارت موصی کے کوئی ہدایت حاصل ہوسکتی ہو وہ ایک مالدار پارسی تھا اور اوسکے ایک زوجہ اور ایک دختر اور دو نبیرگان تھے ان حالات میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کر کہ ہبہ وصیتی بحق اشخاص آخر الذکر کے کرنے سے اوسکا یہ منشا تھا کہ ہبہ بالوصیت بطور حصہ داری کے اور نہ بطور ہبہ مشترک کے کیجاے۔ یہ تائید راے مخالف کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبیرگان نابالغ تھے اور موصی نے اس امر کا ذکر فقرہ چہارم اپنے وصیت نامہ میں کیا ہے اگر اس امر کی نسبت قیاس کرنا جائز ہوتا کہ اوسکی خواہشات اوس صورت میں کیا ہوتیں کہ ایک اون نابالغان میں سے بحالت طفولیت فوت ہوتا تو ہر شخص خواہ مخواہ یہ خیال کرسکتا ہے کہ موصی کی یہ خواہش ہوتی کہ کل حقیت طفل باقیماندہ کو پہونچے میں خود یہ خیال کرتا ہوں کہ غالباً وہ ایسا ہی کرتا پھر اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ لڑکوں میں سے ایک کا حین حیات موصی فوت ہونا اور مختلف نتایج اوس صورت میں حقیت حصہ داری اور حقیت مشترکہ سے پیدا ہونا ناممکن تھا دفعہ ۹۳ ایکٹ وراثت (۱۰ ۱۸۶۵ء) کی رو سے کوئی قاعدہ جدید جاری نہیں کیا گیا۔ دیکھو کتاب ولیمس صاحب دربارہ اوصیا (طبع ۱۸۹۳ء) صفحہ ۱۰۸۰۔ تحریرات لارڈ واٹسن صاحب بمقدمہ گروسامی بنام شیو کامی (۳) اس موقع پر موزون

۹۸ ہیں جو لکہہ کہ خواہش موصی کی ایک قسم کے حالات میں ہوتی ممکن ہے کہ بالکل مختلف اوس خواہش سے ہو جو دوسری صورت میں ہوتی یہ قیاس باطل ہے بلکہ عبارت وصیت نامہ پر غور کرنا چاہیے تاکہ یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اوسکے کیا معنی ہیں۔

بطور زبان دانی کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہبہ سادہ بحق زید و بکر سے مراد ایک ہبہ مشترکہ سے ہے یعنی واسطے اغراض ہبہ کے دونوں بطور ایک شخص کے متصور ہوتے ہیں یہ خیال زیادہ تر صاف او سوقت ہو جاتا ہے کہ جبکہ ہبہ کسی ایک خاص فرقہ کے لئے فرض کیجاے مثلاً بحق باشندگان کسی پرگنہ کے اگر ہبہ اوس شکل میں کیجاے تو میری دانست میں کوئی شخص یہ نہ کہیگا کہ وہ ہبہ ہر ایک باشندگان کے حق میں بقدر اوسکے حصہ رسدی کے تھے موہوبہ میں کی گئی ہے وہ سب بطور شخص واحد

(۱) (۱۸۸۸ء) اپیلیں بہ تبدیل مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ (۲) (۱۸۹۵ء) انڈین اپیل جلد ۲۲ صفحہ ۱۷

(۳) (۱۸۹۵ء) انڈین اپیل جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۸

۱۸۹۹ء

نوروجی مانکجی واڈیا
بنام
فیروز بائی

بغرض قبول کرنے ہبہ کے خیال کئے جاتے ہین تعنان روم نے یہی رائے اختیار کی ہے جب ہبہ وصیتی مورثہ کو دیا جانا سمجھا جاوے گا جبکہ موصی یہ کہے کہ مین بطور ہبہ وصیتی کے اپنے غلام اسٹیکم کو ٹائیٹس اور سی اس کو دیتا ہون اور اگر وہ یہ کہے کہ مین اپنا غلام اسٹیکم بطور ہبہ وصیتی کے ٹائیٹس کو دیتا ہون اور سی اس کو اپنا غلام اسٹیکم دیتا ہون تو یہ ہبہ جدا گانہ ہے۔ (قوانین جسٹنین کتاب دوم باب ۲۰ دفعہ ۸) (۱)

امر اصطلاحی اس معاملہ مین اگر کوئی امر اصطلاحی ہو میری دانست مین تعبیر کرنے مین ہبہ موصوبہ زید و بکر کے بطور ہبہ مشترک کے نہین ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ اوسکی تعبیر اور طرح نہین ہوسکتی بلکہ اس قاعدہ مین ہے کہ ورثا مالک مشترک کے اپنا حق وراثتا حقیت مشترکہ مین نہین پاتے اور نہ وہ نسبت حق مذکور کے وصیت کرسکتے ہین کیونکہ اوسکا حق بوقت اوسکی وفات کے اوسکے شریک کو پہونچتا ہے لیکن یہ ایک قاعدہ قانون ہے اور نہ قاعدہ تعبیر۔

ہمارے روبرو یہ حجت نہین کی گئی ہے کہ اشخاص پارسی جزیرہ بمبئی تابع قانون انگریزی کے عموماً نہین ہین بعض مستثنیات موضوعہ واضعان قانون اور دیگر مستثنیات معینہ اس قاعدہ کی ہین لیکن مستثنیات مذکورہ مین قانون متعلقہ وصیت ناجات داخل نہین ہے اور نہ جہان تک مجھکو معلوم ہے معمولی قواعد اون کی تعبیر کے داخل ہین بجز مقدمہ نوروجی بنام بار جرس (۲) سے وہ شبہات رفع ہوتے ہین جو کبھی نسبت اس امر کے تھے کہ پارسیون سے کونسا قانون متعلق ہے پس مین نے اوس بحث کی نسبت جو ہمارے روبرو ہے اس نظر سے غور کیا ہے کہ قانون انگلستان اوس سے متعلق ہے وہ قانون اب ایکٹ وراثت مین داخل کیا گیا ہے لیکن عملاً اوسکے درج قانون ہونے سے کوئی فرق نہین آیا۔

تحریرات پریوی کونسل بمقدمہ جوگیشر بنام رام چندر (۳) مجھکو اوس بحث پر موثر نہین معلوم ہوتین جو ہمارے روبرو ہے اوس مقدمہ مین ہائیکورٹ کلکتہ نے یہ تجویز کی تھی کہ بموجب اوس فقرہ

۹۹ وصیت نامہ کے جسکی اونھون نے تعبیر کی تھی (وہ بعبارت ذیل تھا۔ بقیہ ۳ حصہ مین سے گھوری تی رانی ڈونگر کارتی اور اوس لڑکے کو جو تمہارے بطن سے پیدا ہے یعنی جوگیشر نرائن دیو کو واسطے تمہارے گذارہ کے دیا ہے میری وفات پر تم اور تمہارے بیٹے اور پوتے بسلسلہ وراثت کے قابض رہنا دی جونگے اسکو + + + مین کوئی اختیار انتقالات بیع یا ہبہ کرنے کا دیتا ہون حقیت مشترک کی بحق ملن اور

(۱) دیکھو کتاب جسٹنین مولفہ مسٹر ساندرس طبع چہارم صفحہ ۲۱۳ (۲) ماہ فرسٹ ۲۲ رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱ (۳) ماہ فرسٹ ۲۰ انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۳۰۔

۱۸۹۶ء

نوروجی مانک جی وادیا
بنام
فیروز بائی

بیٹے کے پیدا ہوئی اور اون مین سے ہر ایک حسب مرضی اپنی اپنی حقیت کو منتقل کرسکتا ہے حکام عالیمقام نے اس رائے سے اختلاف نہین کیا جو کچھ کہ اونھون نے میری رائے مین علاوہ تعبیر وصیت نامہ کے جو اون کے روبرو تھا تجویز کی یہ ہے (۱) یہ کہ قاعدہ قانون انگلستان جسکو حکام عالیمقام نے نہایت اصطلاحی قاعدہ انتقال جایداد انگلستان کا بیان کیا ہے کہ مالک مشترک کا حق جسکے ورثا کو نہین پہونچتا ایسے ہبہ سے جو حق مشترک کا بموجب دہرم شاستر کے کیا گیا ہو بسبب [illegible] طور سے متعلق نہین ہوسکتا اور (۲) یہ کہ بموجب قانون انگلستان کے بھی انتقال یا اقرار انتقال [illegible] حق ذاتی کا جو ایک نے منجملہ مالکان مشترک کے کیا ہو بطور علیحدگی کے موثر ہے اس مقدمہ سے زیادہ تر تائید اس رائے کی ہوتی ہے کہ ایسے وصیت نامہ مین جو کسی ہندوستانی دیسی زبان مین لکھا گیا ہو ہبہ وصیتی محض بحق مان اور بیٹے کے ایک ہبہ مشترک ہے اگر کسی وصیت نامہ پارسی مین جو گجراتی مین لکھا گیا ہو الفاظ مستعملہ ایسے ہون کہ اون سے حق مشترک پیدا ہوتا ہو تو مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نتیجے سے گریز کرنا ناممکن ہے کہ وہ اشخاص جو اوس سے مستفید ہونیوالے ہون بطور مالکان مشترک کے پاتے ہین جسکے ساتھ مین فایدہ باقیماندگی کا بھی شامل ہے۔

ان وجوہ سے مین ڈگری فلٹن صاحب جسٹس کو باستقرار اس امر کے ترمیم کرونگا کہ نوشیروانجی جہانگیر وادیا اور نوروجی مانک جی وادیا مدعا علیہ کو ایک حق بطور مالکان مشترک کے بموجب وصیتنامہ جہانگیر جی نوشیروان جی وادیا مذکور کے اوسکے ترکہ مین تابع حق حین حیاتی مسماۃ کلی بائی مذکور کے حاصل ہوا۔

خرچہ جملہ فریق کا ترکہ موصی سے دلایا جاوے گا۔

اسٹریچی صاحب جسٹس۔ مین تجویز چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

اٹرنیان منجانب مدعی مسٹران نانو وہرمزجی۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم مسٹران نانو وہرمزجی وڈل کمپنی

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر سی ایف فیرن صاحب نیٹ چیف جسٹس و مسٹر سٹریچی صاحب جسٹس

۲۵ - اگست ۱۸۹۸ء

بائی پوری بائی مدعیہ بنام دیوجی میگھ جی مدعا علیہ

مخلد رآمد - ضمانت خرچہ - مدعیہ نابالغ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۸۰ -

بجز صورت ہاے استثنائی کے کسی مدعیہ نابالغہ اور نہ اوسکے رفیق قریب ترین سے ضمانت خرچہ لینی چاہیے

مقدمہ ہمن ملتوی ہوکر عدالت مین واسطے بحث کے پیش ہوا مدعیہ نابالغہ تھی اور اوس نے بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے بسود یولیخ کے نالش دلاپانے زیورات اور پارچہ ہاے قیمتی مبلغ ... کی کی جنکی نسبت اوس نے یہ بیان کیا کہ اوسکو بوقت اوسکے ازدواج کے دیے گئے تھے دائر کی اوسکا شوہر ۱۸۹۸ء کو فوت ہوا یہ نالش اپریل ۱۸۹۸ء مین دائر کی گئی -

۲۵ - جولائی ۱۸۹۸ء کو مدعا علیہ نے ہمن حسب دفعہ ۳۸۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) جاری کرایا جسمین مدعیہ کو حکم اظہار وجہ دیا گیا تھا کہ کیون اوس سے یا اوسکے رفیق قریب ترین سے ضمانت بابت خرچہ مدعا علیہم متعلق نالش ہذا کے طلب نہ کیجاے -

مقدمہ ہمن روبرو اسٹریچی صاحب جسٹس کے اجلاس چیمبرس مین پیش ہوا اور حاکم موصوف نے اوسکو ملتوی کرکے عدالت مین حسب قاعدہ ۲۲ قواعد ہائی کورٹ کے اسلئے بھیجا کہ اوسکی سماعت روبرو دو حکام کے عمل مین آوے وہ اب واسطے سماعت کے روبرو فیرن صاحب چیف جسٹس اور اسٹریچی صاحب جسٹس کے پیش ہوا

مسٹر میکفرسن نے منجانب مدعیہ وجہ ظاہر کی -

مسٹر لنگ (ایڈوکیٹ جنرل) منجانب مدعا علیہ بجانب دیگر -

فیرن صاحب چیف جسٹس مقدمہ ہمن اس معاملہ مین پیروی اس اجلاس کے حسب قاعدہ ۲۲ - قواعد واحکام ہائی کورٹ کے کیا گیا ہے -

بحث واسطے غور کے یہ ہے کہ آیا مدعیہ نابالغہ کو جو بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے نالش کرتی ہے قبل اسکے کہ اوسکو اجازت پیروی نالش کی دیجاے ضمانت خرچہ کے دینے کا حکم ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیے یا نہین اس امر سے انکار نہین ہے کہ نالش مندرجہ ایک نالش زر نقد ہے نسبت اس معاملہ کے نظیر مقدمہ راڈگبری بنام آشونوس (۱) اس عدالت مین معمولاً عمل ہوا ہے -

* نالش نمبر ۳۰۸ ۱۸۹۸ء (۱) (۱۸۷۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۶۱۰

۱۸۹۵ء
۱۰۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کی ترمیم بذریعہ ایکٹ ۷ ۱۸۸۸ء کے ہوئی ہے اور دفعہ ۲۴۵
بائی پوری بائی بنام دیوجی بیکرجی — الف مین جو بموجب ایکٹ مذکور کے مجموعہ مین اضافہ کی گئی ہے یہ حکم ہے "عدالت کسی عورت کے ڈگری زرنقد کے اجرا مین گرفتار یا قید کئے جانے کا حکم صادر نہ کریگی" یہ ہمیشہ اصول قانون متعلقہ ضمانت خرچہ کا رہا ہے کہ جو اشخاص عمل درآمد قانونی سے محفوظ ہین اونکو اس قسم کی ضمانت دینے کا حکم دیا جاسکتا ہے ایلیڈ بنام زیزن (۱) دگوڈوین بنام آرچر (۲) ورسالہ مارگن و ورتھ برگ صاحبان دربارہ خرچہ (طبع دوم) صفحہ ۱۰ ملاحظہ طلب بموجب اوس اصول کے جبکہ واضعان قانون نے عورتون کو گرفتاری و قید بصیغہ اجرائے ڈگری زرنقد سے مستثنی کیا تو بموجب دفعہ ۵- ایکٹ مذکور کے یہ حکم دیا "اگر کسی مدعا علیہ ایسی نالش زرنقد کے درخواست کرے جسمین مدعی عورت ہو عدالت کو اختیار ہوگا کہ نالش کی کسی نوبت مین اس قسم کا حکم (یعنی حکم ضمانت خرچہ) صادر کرے بشرطیکہ اوسکو یہ اطمینان ہوکہ مدعیہ کوئی کافی جایداد غیر منقولہ برٹش انڈیا کے اندر سوا جایداد متنازعہ کے نہیں رکھتی" یہ قاعدہ اب دفعہ ۳۸۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مین اضافہ کیا گیا ہے واضح ہو کہ اوس دفعہ مین بالفاظ صریح کوئی استثنا در صورت ایسی عورت کے نہیں ہے جو نابالغہ ہو اور بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے نالش کرتی ہو اور ہم یہ خیال کرتے ہین کہ ہم کوئی ایسا استثنا دفعہ مذکور مین داخل نہین کرسکتے مجموعہ مذکور عام طور پر جملہ اقسام کے اشخاص سے خواہ مدعی ہون یا مدعا علیہ متعلق ہے اور اوسکے احکام نابالغان سے اوسی طرح متعلق ہین کہ جس طرح دیگر اشخاص سے چنانچہ نابالغ کو ہدایت داخل کرنے بیان تحریری کی حسب دفعہ ۱۱۲ کیجا سکتی ہے اور اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر ہے تو اوسکی نالش حسب دفعہ ۱۱۳ مستوجب ڈسمسی ہے اور حلف نامہ دستاویزات کی بابت مدعا علیہ نابالغ سے طلب کیا جاسکتا ہے مقدمہ نادر مل بنام طہارا ۔کو (۳) ملاحظہ طلب بلا شبہہ یہ منشا نہیں ہے کہ کوئی نابالغ فریق نالش بذات خود تعمیل ایسے احکام کی کرے احکام باب ۳۱ مجموعہ مذکور سے ظاہر ہے کہ یہ منشا ہے کہ اوسکا رفیق قریب ترین یا ولی احکام عدالت کی تعمیل اوسکی جانب سے کرے پس ہم مجموعہ کی تعبیر کرنے مین کوئی استثنا نسبت نابالغان کے احکام مجموعہ مذکور مین عام طور پر داخل نہین کرسکتے بلکہ ایک فقرہ شرطیہ داخل کرسکتے ہین کہ ان احکام کی تعمیل جو کسی نابالغ کو دئے جائین منجانب نابالغ مذکور اوسکا رفیق قریب ترین یا ولی کرسکتا ہے اور نہ ہم تعبیر کرنے دفعہ ۳۸۰ مین جیسی کہ وہ ابتداءً ترتیب دی گئی تھی یا بشکل ترمیم شدہ ایسا کرسکتے ہین
۱۰۲ لیکن حکم بابت دینے ضمانت خرچہ کے ایک حکم اختیاری ہے اور اب بھی بحث یہ باقی رہتی ہے کہ آیا۔

(۱) (۱۸۸۰ء) رپورٹ ہیلین و ڈیرنگ صاحبان جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۴ (۲) رپورٹ بیرولیم صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۵۴ (۱۸۳۳ء)

(۳) (۱۸۹۵ء) رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۵۰۔

سنہ ۱۹۰۲ع

بائی پوری بائی
بنام
دیوجی سنگہ جی

اس قسم کا حکم درصورت کسی عورت نابالغہ کے جو ذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے نالش کرتی ہو دیا جاتا ہے یا نہیں جہانتک ہمکو معلوم ہے عملدرآمد ہمیشہ یہ رہا ہے کہ ضمانت خرچہ کی خواہ خود نابالغ سے یا اوسکے رفیق قریب ترین کے طلب نہیں کیجاتی - مقدمات فیلو بنام پیرٹ (۱) اور ڈنشا بنام دمبٹ مولیدو (۲) و ہنگٹن بنام آیون (۳) ملاحظہ طلب اور نہ کوئی حکم بابت خرچہ کے خلاف کسی مدعی نابالغ کے دیا جاتا ہے (دیکھو رسالہ ایورسلی صاحب دربارہ نابالغان طبع دوم صفحہ ۴۸۴ - رفیق قریب ترین نابالغ کا مستوجب ادا کرنے خرچہ نالش کا ہوتا ہے اگر وہ ناکامیاب ہو مقدمہ فرنیک بنام مین وارنگ (۴) و کتاب مارگرج و رٹرزبرگ صاحبان صفحہ ۲۰ و ہفتم و رسالہ سمپسن صاحب دربارہ نابالغان صفحہ ۴۰۹ و دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ بابت سنہ ۱۹۰۸ع) ملاحظہ طلب یہ امر کہ کس قدر کل یہ ذمہ داری ہے اور کہاں تک وہ پہنچتی ہے وہ دفعہ ۴۴ مجموعہ سے ظاہر ہے جس میں یہ حکم ہے کہ رفیق قریب ترین باختیار خود اپنی حیثیت کو نہیں چھوڑ سکتا بغیر اسکے کہ وہ ضمانت خرچہ کی جو عاید ہو چکا ہو دے الا اوس صورت میں کہ عدالت اوسکو ذمہ داری مذکور سے بری کرے -

پس اگر رفیق قریب ترین مدعی نابالغ کا اور نہ خود مدعی یا مدعیہ بحیثیت ذمہ دار خرچہ نالش کا ہوتا ہے تو اس حکم سے کہ کوئی صورت بابت ترمیم کے قید نہ کیجاویگی یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ کسی طرح پر اوس عملدرآمد کو تبدیل کرے جو دربارہ مدعیہ نابالغ کے ضمانت خرچہ دینے کے تھا پس ہم خیال کرتے ہیں کہ بجز بصورت ہاے استثنائی عملدرآمد سابق اب بھی قائم رکھنا چاہیئے -

ایڈوکیٹ جنرل نے حجت کی کہ اس تجویز سے یہ اجازت ہو جاویگی کہ نادار اشخاص مفلس بطور رفیق ہاے قریب ترین مدعیان نابالغ کے دائر کریں یہی بحث اگر اوس میں وقعت ہے مساوی طور پر رفیق ہاے قریب ترین مدعیان نابالغ قسم مذکور سے متعلق ہوگی جواب اسکا ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالتوں سے تحریک واسطے ملتوی کرنے ایسی نالش کے کیجاسکتی ہے جو نامناسب طور پر بجانب کسی نابالغ کے دائر کیجاوے اور واسطے اس امر کے کہ رفیق قریب ترین نابالغ اگر وہ نامناسب شخص ہو موقوف کیا جاوے اور ایک شخص مناسب اوسکی جگہ مقرر
کیا جاوے - امر مقدمہ ڈنشا بنام دمبٹ مولیدو (محولہ بالا) میں ظاہر کیا گیا ہے جملہ مقدمات متعلق معاملہ ہذا کا حوالہ کتاب ۱۰۳
سٹن صاحب دربارہ ڈگریات حصہ سوم باب ۱۰ دفعہ ۱ میں دیا گیا ہے عدالت بلا ضرورت اس امر کا کہ کسی کہ رفیق قریب ترین کسی نابالغ کا دشمنی یا کسی وجہ نامناسب سے کاروائی قانونی کی تحریک کرے یعنی کسی حاکم اجلاس و مپیرسن بلحاظ اس تجویز کے فیصلہ کرے گا -

اٹرنیان منجانب مدعی مسٹران آرمسٹرو ہیرجی دولتا -

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ مسٹران ڈل و بیتی

(۱) رپورٹ گیبن صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ (سنہ ۱۸۲۳ع)
(۲) رپورٹ کے و جانسن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ (سنہ ۱۸۵۴ع)
(۳) رپورٹ لنکان و آسٹن صاحبان صفحہ ۱۹۴ (سنہ ۱۸۲۹ع)
(۴) رپورٹ بیون صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۲۷ (سنہ ۱۸۳۹ع)

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس مسٹر سی الیف فیرن صاحب نیٹ چیف جسٹس و کنیڈی صاحب جج۔

۱۸۹۲ء ۱۴ جنوری

چارلس ورتھ (ابتدائ مدعی) اپیلانٹ بنام میکڈونلڈ (ابتدائ مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ +

حکم امتناعی ۔ معاہدہ بمقام زنجبار ۔ معاہدہ واسطے خدمت ذاتی کے ۔ معاہدہ بطور طبیب کے کام کرنے کا ۔ تعبیر ۔ انسداد کاروبار کی تجارت ۔ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۷ ۔

صفحۂ کتاب انگریزی ۱۰۳

میکڈونلڈ نے بعض شرائط کے ساتھ یہ اقرار کیا کہ تین سال تک وہ مددگار چارلس ورتھ کا رہے گا جو بطور حکیم اور جراح بمقام زنجبار ہوگا (دیکھو چٹھی کاغذ حرف ب) جسمیں وہ شرائط سنہ ہیں جو چارلس ورتھ نے تجویز کیے اور جنکی بابت کہ عدالت نے تجویز کی میکڈونلڈ نے قبول کیا۔ الفاظ تحریر شدہ سے بالخصوص بابت طبابت کرنے کے تحریر نہ تھا ایک سال کے اختتام پر نا اتفاقی ہوگئی اور میکڈونلڈ نے بطور مددگار چارلس ورتھ کے کام کرنا ترک کیا اور زنجبار میں اپنی طرف سے طبابت شروع کی۔ چارلس ورتھ نے نالش واسطے حکم امتناعی کا اوسکے روکنے کی غرض سے دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ چارلس ورتھ مستحق اس حکم امتناعی کا تھا کہ میکڈونلڈ زنجبار میں اپنی طرف سے تین سال کی معیاد تک طبابت کرنے سے باز رکھا جاوے۔

اپیل بنا راضی فیصلہ ایچ ڈبلیو ڈی ساس صاحب قائم مقام جج عدالت کانسل بمقام زنجبار۔

نالش واسطے اس حکم امتناعی کے کہ مدعا علیہ بطور حکیم اور جراح کے بمقام زنجبار میں کام کرنے سے باز رکھا جاوے۔

مدعی بطور حکیم اور جراح کے زنجبار میں کام کرتا تھا اوسکو خواہش مقرر کرنے ایک مددگار کی ہوئی اوس نے اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء میں اپنے بھائی جے بی چارلس ورتھ کو بمقام لندن واسطے تلاش ایک شخص لائق کے لکھا اور بعدازاں ڈاکٹر سکاٹ کو لکھا کہ جے بی چارلس ورتھ کو اس کام میں مدد دیں اوس نے ایک کاغذ (کاغذ حرف ب) میں جسپر دستخط نہیں ہیں نوعیت اون خدمات کی تحریر کی جو اوسکو مطلوب تھیں اور اوسمیں وہ شرائط تحریر شدہ جنکے پورا کرنے پر وہ آمادہ تھا اس کاغذ (کاغذ حرف ب) میں وہ قابلیت تحریر تھی جو وہ چاہتا تھا کہ اوسکے مددگار میں ہو اور بعض شرائط بابت خوراک و رہنے کے مکان سکونت کے مندرج تھیں اوسمیں شرائط ذیل بھی درج تھیں۔

میں (۱) تین سال کا اقرار نامہ (۲) اول درجہ کا کرایہ ولایت سے آنے اور ولایت جانے کا (۳) دو سو پونڈ سالانہ تنخواہ علاوہ خوراک اور مکان سکونت کے دیئے جاویں گے (۴) وہ مہینوں اور زمانہ سفر میں نصف تنخواہ۔

+ اپیل نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۶ء

چارلس ورتھ بنام ٹیگڈ ونشہ

"معلوم رہے [illegible] رخصت لیکر [illegible] [illegible]

رہنے کے ہیں اونکو [illegible] غیر حاضری [illegible] ذیل درخواست تجویز کرتا ہوں

اس صورت میں کہ وہ میرے مکان میں رہے اور [illegible] سو پونڈ سالانہ کے بابت [illegible] دیا جائیگا

اس ذریعہ سے [illegible] حالت ہوگی کہ وہ [illegible] باہر رہے اور [illegible] سو پونڈ سالانہ [illegible] کے واسطے ہوگا یعنی

واسطے ملازمان خانگی اور کرایہ وغیرہ کے —

علاوہ اسکے وہ قائم مقامی کی بابت پانچ فیصدی اور آمدنی خالص [illegible] قائم مقامی تک پاویگا [illegible] مراد یہ ہے کہ اخراجات

حاجت [illegible] تنخواہ [illegible] ہوگی [illegible] کیجائیگی [illegible]

سالانہ [illegible] کام [illegible] معمولی [illegible] خاص [illegible] کتابوں [illegible] بابت [illegible] تحریر کیجائیگی

مدعی سے [illegible] بیان اسکے بھائی جے بی چارلس ورتھ [illegible] ڈاکٹر [illegible] سے تجویز کی کہ ڈاکٹر اسٹاک مین

مقام ایڈنبرا سے استدعا کریں کہ وہ کوئی شخص قابل اس جگہ کے تلاش کریں چنانچہ ۱۳ - نومبر ۱۸۹۵ء کو

جے بی چارلس ورتھ نے ایک چٹھی بنام ڈاکٹر اسٹاک مین (کاغذ حرف الف) تحریر کی جسکا جزو ضروری حسب ذیل ہیں

بجانب دیگر میں اون شرائط کو تحریر کرتا ہوں جو [illegible] کو خیال کیجئے گا کہ اس صورت کے واسطے [illegible] کیا گیا ہے

کہ [illegible] پیشہ کو ترقی [illegible] پیشہ کا [illegible] پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے [illegible] خاص ابھی

کوششوں سے [illegible] اگر [illegible] واقف [illegible] دیکھتا ہوں [illegible] امید [illegible]

سو تخفیفات [illegible] ہونی چاہیے [illegible] جو شرائط [illegible] اسٹاک [illegible] منظور کئے ہیں یہ ہیں —

(۱) بطور [illegible] پونڈ سالانہ خاص تنخواہ [illegible] کسی قسم کے بابت شراب یا کپڑے [illegible]

[illegible] کی بابت [illegible] پونڈ سالانہ [illegible] پونڈ سالانہ [illegible] کیجائیگی

نقل شرائط حسب مندرجہ بالا (کاغذ حرف ب) کی ڈاکٹر اسٹاک مین کو بھیجی گئی تھی — ۱۰۵

مدعا علیہ نے عہدہ مجوزہ کا حال سنکر بمقام ایڈنبرا ڈاکٹر اسٹاک مین سے ملاقات کی اونہوں نے

اونکو ہر دو کاغذات یعنی کاغذات حرف الف و ب دکھلائے مدعا علیہ بعد ازاں لندن کو گیا اور جے بی

چارلس ورتھ سے اس معاملہ کی بابت ملا اور آخری ملاقات میں شخص آخر الذکر نے اوس سے استدعا کی کہ مدعی کو

چٹھی لکھے چنانچہ مدعا علیہ نے [illegible] نومبر ۱۸۹۵ء کو خط مندرجہ ذیل بنام مدعی لکھا (کاغذ حرف ج)

"میں ایک [illegible] اس اطلاع کی غرض سے بھیجتا ہوں کہ میں نے آج عہدہ [illegible] کی بابت [illegible] کیا

قبول کیا ہے میں نے آپکے [illegible] اور [illegible] ڈاکٹر اسٹاک مین سے ملاقات کی اور [illegible] سب سے [illegible] کرکے [illegible]

خیال کرتا ہوں کہ میں آپکے کاموں کے لائق ہونگا بابت کام [illegible] میں [illegible] ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپکی شرائط [illegible]

۱۸۹۰ء

چارلس ورتھ بنام میکڈونلڈ

شریک ہونے کسی ور بہ کے نسبت علم مذکور کے مقام ایڈنبرا مین قبول کرتا ہون تاکہ آپ کو اوس کام مین آیندہ جب موقع ہو مدد دے سکون اوسی کے ساتھ مین کسی قدر توجہ بہتری کے نکالنے اور امراض اعضاے تناسلی پر کرون گا کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ اسکی بہت ضرورت زنجبار مین ہوگی چونکہ مین گذشتہ آٹھ سال سے ایڈنبرا مین رہا ہون اور چونکہ وہان شفاخانہ کے عہدون پر رہا ہون مجھکو آسان موقع ہر کام وغیرہ کا اوس جگہ حاصل ہے اور مین اوس جگہ بہ نسبت لندن کے زیادہ کام کر سکتا ہون کیونکہ مین یہان زیادہ تر آدمیون کو جانتا ہون آپ میرا انتظار ڈاک کے جہاز مین جو اس جگہ سے ۱۰ فروری کو روانہ ہوتا ہے کرین میرا اوس سے پیشتر تیار ہونا مشکل ہے کیونکہ تھوڑے ہی دن ہوئے کہ آپکی مددگاری کا سوال مجھسے کیا گیا تھا مین یہ ذکر کرنا چاہتا ہون کہ میرا ارادہ اسوقت یہ ہے کہ آپ سے آیندہ انتظام بابت خریداری آپکے پیشہ طبابت کے کرون (چونکہ مین یقین کرتا ہون کہ یہ خواہش آپکی ہے) اگر بلا شبہہ ہم دونون کے لیے بیک وقت آوے مناسب معلوم ہو۔

آپکا نیازمند

(دستخط) جی ای میکڈونلڈ

مدعا علیہ بعد ازان زنجبار کو گیا اور اوس نے عہدہ کو قبول کیا کوئی اقرارنامہ باضابطہ مین اوسکے اور مدعی کے تحریر نہین ہوا لیکن شرائط مندرجہ کاغذ حرف ب و کاغذ حرف الف کی تعمیل پورے طور پر کیگئی لیکن آخیر سال مین اختلاف راے واقع ہوا اور مدعا علیہ نے اپنا تعلق مدعی سے چھوڑ دیا اور زنجبار مین اپنی طرف سے طبابت شروع کی

اوسوقت مدعی نے یہ نالش واسطے حکم امتناعی کے دائر کی مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ اوس نے کبھی شرائط مندرجہ کاغذ حرف ب کو قبول نہین کیا تھا اور یہ کہ کاغذ مذکور مین محض وہ شرائط مندرج تھے جو محض بطور ایک ایجاب کے تھے جو بذریعہ چٹھی (کاغذ حرف الف) اور اوس گفتگو کے جو مدعی کے ایجنٹ متعلقہ انگلستان
۱۰۶ سے ہوئی ترمیم کیا گیا اور یہ کہ آخرکار یہ انتظام کیا گیا کہ وہ زنجبار کو بلا کسی اقرارنامہ کے جاے لیکن یہ کہ بعد اوسکے پہونچنے کے اقرارنامہ تحریر ہو۔

اوس نے یہ بھی عذر کیا کہ اگر کوئی اقرار اوس سے حاصل کیا گیا تو وہ غلط بیانی سے حاصل کیا گیا تھا حاکم عدالت کانسل بمقام زنجبار نے یہ تجویز کی کہ کاغذات حرف ب مندرج وہ معاہدہ ہے کہ جسکی مدعا علیہ نے خلاف ورزی کی لیکن حاکم موصوف نے حکم امتناعی سے بوجوہ معینہ اپنی تجویز کے جو حسب ذیل تھے انکار کیا۔

"شروع مین اوس قانون کو بیان کرنا بہتر ہے جسپر یہ عدالت تجویز اس مقدمہ مین عمل کریگی جو شخص کہ نالش واسطے حکم امتناعی کے

۱۸۹۹ء

چارلس ورتھر بنام ہیکلٹ ونانڈ

کرے تا وقتیکہ بطور حکیم و جراح کے پنجاب مین کام کرنے سے منع کیا جاوے معاہدہ مابین فریقین اگر کوئی ہو بلا شبہ بابت ایک معاہدہ کے ہے جسمین کوئی قواعد نسبت احکام متعلق تعمیل تخصیص یا حکم امتناعی کے مندرج نہین ہین ہندوستان مین ایکٹ یا ورسی خاص مین اسکے واسطے قواعد تقرر کیا گیا ہے لیکن وہ ایکٹ پنجاب سے متعلق نہین ہے اور ہمکو تو عدالت کو اصل جسکا نشاء ہو پیروی کرنا لازم ہے جسکے بموجب بحیثیت اس عدالت کا یہ عملدرآمد رہا ہے کہ احکام امتناعی ایسی صورتون مین جاری کئے جائین جن مین وہ جاری کرنا قرین انصاف تصور کیا جاوے ایسا کرنے مین عدالت موصوف نے عملدرآمد عدالتہائے انگلستان کی پیروی کی ہے جبکہ یہ عملدرآمد اس عدالت کا وہ رواج رہا ہے تو مین اوسکی تعمیل اچھی طرح سے نہ کرونگا کہ مین یہ خیال کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ ان شاذ و نادر صورتون مین جن مین اون خاص کی استدعا کیجاتی ہے کیونکہ وہ ورسی خاص ہے جسکے موجود ہونے سے

اُب واقعات اس مقدمہ کے بیان کئے جاتے ہین (حاکم موصوف نے بعد نظر ڈالنے کے شہادت پر یہ فرمایا) کہ مین یہ تجویز کرتا ہون کہ درحقیقت مدعاعلیہ پنجاب مین اسواسطے کہ مدعی کو تین سال تک مدد دے اور ہر ایک شخص کو اجرت اور اوسکے اخراجات کے ادا کیا جاوے اس سے بذریعہ ایجاب کا نقد صرف بیان کئے گئے تھے جنکو اوس نے اپنی چٹھی کا نقد صرف ہے مین اور ہر بینے طریق عمل سے قبول کیا + + مین یہ دعوی نہین کرتا کہ مین نے شہادت کے ہر حصہ پر نظر کی ہے لیکن مین نے اون طریقون کے بیان کرنے کی کوشش کی ہے جسکے ذریعہ سے مین نے اپنا نتیجہ نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ جزئیات مرتب و درج مین معاہدہ مابین فریقین درج ہے اور یہ کہ معاہدہ مذکور اب تک قائم ہے مسٹر ہیکلٹ ونانڈ نے اوسکی خلاف ورزی کی ہے + + + رہا بجث بابت عطاء حکم امتناعی کے تجویز مین تحریر ہے) دیکھنا چاہئے کہ آیا بموجب عملدرآمد عدالتہائے انگلستان کے یہ امر جائز ہوگا یا نہین مین خیال کرتا ہون کہ جائز ہوگا + + + جسکو اوندر کیا جاتا ایک فقرہ ایجاب مین ہے جو حسب ذیل ہے کچھ ولی شرط نسبت کارپیشہ کر نیکی تحریر کیجائیگی مین تو اس بات کو کہون گا کہ مین اس فقرہ کی تعبیر نہین کرنا چاہتا جو کچھ کہ اوس فقرہ کی مراد ہے وہ محض یہ ہے کہ متعاقدین معاہدہ نے وعدہ شرائط معقول کرنے کا بابت اس امر کے کیا ہے مگر کبھی نہین کیا گیا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کی شرط تحریر کیجاتی تو معاہدہ وہ ہوتا جو بموجب دفعہ ۲۷ ایکٹ معاہدہ کے کالعدم ہوتا پس بجز اسکے کہ اس فقرہ سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ کی نسبت پیشتر سے تصور کیا گیا ہے کہ حالات مین وہ جائز رہ کر کام پیشہ کا کرے مین اوسکو غیر موثر تجویز کرتا ہون لیکن مدعی یہ کہتا ہے کہ عدالت کو یہ منصب ہے کہ اوس عہد و شرائط کے جو اس معاہدہ مین ہے اور دوسری شہادت ہے جو روبرو ہے یہ نتیجہ نکالے کہ ایک وعدہ ضمنی بجانب مدعاعلیہ کے ہوا تھا یعنی یہ کہ وہ مقام پنجاب مین بعد معاہدہ کی میعاد تک حکیم کا پیشہ نہ کریگا وہ یہ بحث کرتا ہے کہ اس قسم کا وعدہ ضمنی کا ہونا عدالتہائے ہند خیال کرینگی اور وہ ہے اوس کے دکھلانے کے لئے زندہ تمثیل اور دوسری خاص ورسی کا ہونا بیان کیا ہے وہ صحیح ہوگا اگر یہ قانون یہان جاری ہوتا تو مین اوس سے اتفاق کرنے پر مائل ہوتا لیکن مین خیال کرتا ہون کہ قانون انگلستان مین مختلف ہے بعض ایکٹ مثلاً ایکٹ مذکور اور ایکٹ معاہدہ کے مجموعہ مین انگلستان ہے یہ بعض احکامات کے جو ہین اور جو اس قاعدہ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قانون جو قائم شدہ انگلستان کے واسطے یہ صحیح فقرات مختلفہ کے جو ایکٹ مذکور مین ہون ملاحظہ کرنے سے واضح ہوگا کہ قبل صادر ہونے ایکٹ اور ورسی خاص کے بھی حکم مقدمہ ان کیگ بنام نلاکٹن بلا تردید موجود تھا اور اسکی رو سے بلاشبہ ایک معاہدہ منفی ضمنی اوس صورت مین خیال کیا جاتا تھا جبکہ کوئی معاہدہ بالصراحت بیان نہ کیا گیا ہو جیسا کہ مین دریافت کرتا ہون فقرہ اور

۱۸۹۵ء

چارلس ورنر بنام سیکنڈ وگلڈ

مقامات سے زیادہ وسعت تک پہنچتا ہے اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی رو سے تمثیل ایکٹ وادوسی خاص کی درست ہے لیکن بلحاظ دوسرے مقدمہ کے جو عدالت اپیل نے ۱۸۶۸ء میں فیصل کیا یعنی مقدمہ ہوبرٹ اور کو میکل کمپنی بنام راجمین کے مقدمہ رانفلنگ بنام نظام گفتی جو کہ نامپسند کیا گیا تہا اور مقدمہ مابعد جو کہ خلاف تمثیل مذکور کے معلوم ہوتا ہے فیصلجات مقدمات انگلستان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شرط منفی کا ہونا واسطے اتفاق دعوی کو رفتاری کے ضروری ہے گو لارڈ جسٹس لنڈلی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ اصول اس امر پر منحصر نہیں ہے کہ آیا کوئی حاقمی شرط منفی موجود ہو گر یہ کہا جا سکے کہ متعاقدین نے یہ سمجھ کر معاہدہ کیا تہا کہ کوئی خاص چیز ایسی ہونی چاہیے جسکو آپ بتا سکیں اس مقدمہ میں اوس خاص امر کو میں نہیں بتا سکتا ممکن ہے کہ شہر زنجبار میں یا ملک محفوظ زنجبار میں یا شرقی افریقہ میں وہ کام بزمانہ مددگاری مدعا علیہ یا بعد اوسکے کر سکے میں خیال کرتا ہوں کہ جب ایکٹ معاہدہ کے ساتھ اس امر پر خیال کیا جاوے تو اوسکی وجہ سے حکم امتناعی کا حاصل کرنا اوس قسم کی صورتوں میں کہ جیسی صورت ہذا ہے اس جگہ دشوار ہوگا لیکن مجھکو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے کیونکہ یہ قانون زنجبار کا ہے بجز اسکے اور جب تک کہ ایکٹ وادوسی خاص متعلق نہ کیا جاوے۔ مدعی نے یہ بھی حجت کی ہے کہ یہ مقدمہ اوس قسم کا ہے کہ جسمین ہرجہ کی تشخیص نہیں ہو سکتی لیکن وہ قسم مقدمات کی جن سے وہ متعلق ہے ایسی ہے کہ جسمین ہرجہ جو ہوا ہو خیالی ہوتا ہے جیسا کہ در صورت نہ حوالہ کرنے بابت کسی شے متبرک خاندانی یا کسی مشہور تصویر یا کسی شے عتیق کے جسکا معاوضہ کافی بذریعہ ہرجہ کسی قسم کے نہیں ہو سکتا۔ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ جسمین اگر دعوی کیا گیا ہو ہرجہ کی تشخیص ہو سکتی ہے گو ممکن ہے کہ کسی قدر دقت سے ہو بنا بریں اون وجوہ کے جو میں نے تحریر کیے حکم امتناعی مع خرچہ نامنظور ہونا چاہیے"۔

مدعی نے اپیل کیا۔

مسٹر انوریری (مع مسٹر بجلو و گلاب چند) منجانب اپیلانٹ (مدعی)

مسٹر لونگ ٹیزر (مع مسٹر چین و گلبرٹ و سیانی) منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ)

فیرن صاحب چیف جسٹس — یہ ایک اپیل بنا راضی ڈگری عدالت کانسل مقام زنجبار کے ہے جسکی رو سے مدعی کی استدعا واسطے اس حکم کے نامنظور کی گئی تہی کہ مدعا علیہ بطور حکیم اور جراح کے مقام زنجبار میں بخلاف ورزی ایک اقرار نامہ کے جو مابین اوسکے اور مدعی کے ہوا تہا اور جسکی رو سے اوسکو مانعت ایسا کرنے کی تہی باز رہے مدعی خود وہاں بطور حکیم اور جراح کے کام کرتا ہے۔

۱۰۸ امور تنقیح طلب جو عدالت کانسل میں قائم کیے گئے تہے یہ تہے (۱) آیا کوئی معاہدہ مابین مدعی و مدعا علیہ کے تہا (۲) اگر تہا تو اوسکی شرائط کیا تہیں (۳) اگر معاہدہ واسطے تین سال کے مدعا علیہ نے [illegible] کیا تہا تو آیا وہ بذریعہ غلط بیانی ایجنٹ مدعی کے حاصل کیا گیا تہا [illegible] آیا مدعی کی [illegible]

تجویز تنقیح طلب امور تنقیح طلب کی بابت امور مندرجہ بالا کے فیصلہ میں [illegible] مدعی عدالت کانسل [illegible]

کی صحت کی نسبت بحث [illegible] اور بحث میں زیادہ استدلال کے ساتھ بحث نہیں کی گئی [illegible]

۱۸۹۶ء

چارلس ورتھ بنام میکڈونلڈ

کہ مجھکو کوئی شبہہ نسبت صحت اس راے کے نہین ہے جو اس جزو مقدمہ کی نسبت حاکم عدالت ماتحت نے
قائم کی ہے مین اونکی تجویز نسبت اس بحث کے قبول کرتا ہون اور مجھکو اوسکے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے اس طریقہ
سے مین شہادت کو زیادہ مختصر طور پر بیان کر سکتا ہون بہ نسبت اسکے کہ اوس صورت مین کر سکتا کہ مجھکو شہادت پر نسبت اتمام قطعی بیانی
کے مفصل غور کرنا ہوتا -

اپیلانٹ تجویز عدالت کا اسکے سے جو متعلق شرائط اوس معاہدہ کے ہے جسکا کیا جانا عدالت موصوف نے
خیال کیا ہے ناراض ہے بخلاف اسکے رسپانڈنٹ یہ حجت کرتا ہے کہ کوئی مکمل اقرار مابین فریقین کے نہین ہوا مین
ان معہود اتفاقی کی نسبت جو امور تنقیح طلب اول و دوم سے پیدا ہوتے ہین قبل اسکے تجویز کرتا ہون کہ اوس امر تطبیق
پر غور کرون جو تنقیح چہارم سے پیدا ہوتا ہے -

مدعی چند سال قبل ۱۸۹۵ء سے کامیابی کے ساتھ بطور حکیم اور جراح کے زنجبار مین کام کرتا تھا اکتوبر
سنہ مذکور مین وہ یہ خواہش رکھتا تھا کہ ایک مددگار مقرر کرے اوس نے اپنے بھائی جے بی چارلس ورتھ کو لکھا
کہ ایک لائق آدمی تجویز کرنیکے لئے تیار رہے اور بعد ازان ڈاکٹر اسکاٹ کو لکھا کہ جے بی چارلس ورتھ کو اوس کام مین
مدد دے نوعیت اون خدمات کی جو مدعی چاہتا تھا اور وہ شرائط جنپر وہ قبول کرنے پر طیار تھا اوس نے ایک
کاغذ (کاغذ حرف ب) مین مندرج کین جسکا سرنامہ زنجبار افریقہ شرقی ہے لیکن اوسپر تحریر تاریخ نہین ہے کہ اوس نے
جے بی چارلس ورتھ یا ڈاکٹر اسکاٹ کے پاس بھیجا تھا یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس کے پاس بھیجا تھا ان صاحبون نے
بمقام لنڈن مشورہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ ڈاکٹر اسٹاک مین بمقام ایڈنبرا سے استدعا کرین کہ ایک لائق ڈاکٹر کی
تلاش کرے بموجب اس ارادہ کے مدعی کے بھائی نے ۱۳- نومبر ۱۸۹۵ء کو ایک چٹھی (کاغذ حرف الف) بنام ڈاکٹر
۱۰۹ اسٹاک مین تحریر کی جسمین اوس نے وہ شرائط منسلک کین جنکو اسکاٹ نے منظور کیا تھا یاد داشت مذکورہ کاغذ
حرف ب بھی اوسوقت یا بعد ازان ڈاکٹر اسٹاک مین کے پاس بھیجی گئی مدعا علیہ نے جو اسوقت کسی کی مددگاری
مین بمقام ایڈنبرا تھا اس عہدہ تجویز شدہ کا حال ڈاکٹر آرسے سنا اوس نے اس معاملہ مین ڈاکٹر اسٹاک مین
سے ملاقات کی مدعا علیہ اس ملاقات کا یہ حال بیان کرتا ہے کہ اوس نے ڈاکٹر اسٹاک مین نے مجھسے یہ کہا کہ
اوس سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ایک آدمی زنجبار جانے کے لئے تجویز کرے اور اوس نے کہا کہ آپ مراتب مندرجہ
چٹھیات جو اوس نے دکھلائین دیکھ سکتے ہین وہ کاغذ حرف ب و کاغذ حرف الف تھے"
وہ کہتا ہے کہ یہ بات ۱۰- دسمبر ۱۸۹۵ء کو ہوئی مدعا علیہ نے دوسرے روز ڈاکٹر اسٹاک مین سے
اسلئے کہ وہ زیادہ تفصیل چاہتا ہے وہ پھر لنڈن گیا اور وہان جے بی چارلس ورتھ اور ڈاکٹر اسکاٹ سے ملا
اور طویل گفتگو اون سے عہدہ کا پیشہ اور نسبت اسکے کہ اوسکا زنجبار جانا مناسب ہے ہوئی

۱۹۰۵ء

چارلس ورستھ بنام سکرٹری آف اسٹیٹ

مگر اسکا کوئی ذکر نہین پایا جاتا کہ ان ملاقاتون مین سے کسی مین کوئی ترمیم یا تبدیل تجویزات مندرجہ کاغذ ب اور الف مین جسطرح کہ وہ ابتداءً اوسکے غور کرنیکے واسطے پیش کئے گئے تھے کیا گیا یا کئے جانیکا اظہار کیا گیا۔ اخیر ملاقات مین جو اوسکی جے پی چارلس ورستھ سے ہوئی شخص آخر الذکر نے اوس سے درخواست کی کہ مدعی کو لکھے۔ مدعا علیہ نے اوسوقت ایک چٹھی (کاغذ حرف ج) مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء تحریر کی جسکو جے پی چارلس ورستھ نے پسند کیا اور وہ اوسوقت مدعی کے پاس بذریعہ ڈاک روانہ کی گئی۔

مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس چٹھی مین ایک اقبال بالاشرط منجانب مدعا علیہ اوس تجویز کی نسبت مندرج ہے جو اوسکے واسطے کاغذ حرف ب اور کاغذ حرف الف مین کی گئی تھی اور یہ کہ کاغذات ب و الف و ج مین ایک معاہدہ قابل پابندی کے مندرج ہے جو مابین مدعا علیہ اور مدعی کے ہوا تھا جس سے کسی فریق بعد اوسکے خلاف ورزی کرنیکا اختیار نہین رکھتا تھا۔ وہ وقت جو عدالت کا نسل سے اخذ کیا ہے اور اوس سے مجھکو بالکل اتفاق ہے محض ایک امر قابل لحاظ جو خلاف اس نتیجہ کے ہے ایک بیان ہے جو مدعا علیہ کرتا ہے کہ اوس نے جے پی چارلس ورستھ سے اپنی اخیر ملاقات مین کیا تھا کہ اوسوقت حسب بیان اوسکے یہ ذکر ہوا تھا کہ ایک اقرارنامہ تحریر کیا جائے جے پی چارلس ورستھ نے کہا کہ اوسکا پنجاب مین تحریر کیا جانا بہتر ہوگا جسکا جواب مدعا علیہ نے (حسب بیان اوسکے) یہ دیا "میرے واسطے زیادہ تر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ مین وہان جا سکونگا اور وہ موقع اور وہان کے لوگون اور ہر چیز کو دیکھ سکونگا"۔

۱۱۰ بعد اسکے یہ ہوا کہ مدعا علیہ نے حسب درخواست جے پی چارلس ورستھ کے کاغذ حرف ج (دیکھو صفحہ ماقبل) کو لکھا اور اوسپر دستخط کئے چونکہ اسکی کوئی تردید نہین ہے لہذا اگر یہ فرض کیا جائے کہ مدعا علیہ نے بیان مندرجہ بالا کیا تھا تو مجھکو یہ بالکل مناقض اوس چٹھی کے معلوم ہوتا ہے جو اوس نے مدعی کی بابت تجویز مدعی کے تحریر کی تھی اور وہ چٹھی جیسا کہ مین نے کہا ہے میری رائے مین ایک اقبال بلا شرط تجویز مذکور کی حد تک پہونچتی ہے کاغذ حرف ب یا کاغذ حرف الف مین یہ تحریر نہین ہے کہ مدعا علیہ کو یا جا کر موقع اور لوگون کو بغرض مدعی دیکھے اور نصف تنخواہ ریاست کی بابت تجویز کی گئی ہے جو بحیثیت شرائط کے بطور مددگار مدعی کے تین سال کے واسطے جائے پس مین خیال کرتا ہون کہ مدعی کا بیان منظور نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

مدعا علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ تجویز کی گئی تھی کہ اقرارنامہ تحریری جبکہ وہ پنجاب پہونچے کا طیار کیا جائے گا ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن اس امر سے مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ مانع اسکا ہے کہ مدعا علیہ کا تحریری اقبال ایک ویجاب تحریری کا معاہدہ مکمل سمجھا جاسے اقرار تحریری بعد مین وہی

سنہ ۱۸۹۶ء
چارلس ونتھ بنام میکڈونلڈ

عبارت اصطلاحی مین تحریر کیجاتین جو باہم متعاقدین کے پیشتر قرار پاچکی ہین بالآخر مسٹر لونڈیز کی یہ حجت ہے کہ کاغذ حرف ج کوئی اقبال ایجاب مدعی کا نہین ہے بلکہ قبول کرنا اوس عہدہ کا ہے جو مدعی نے اوسکو دیے کہا تھا الفاظ یہ ہین "مین ایک دو سطر آپکو اس اطلاع دینے کے لیے بھیجتا ہون کہ مین نے آج عہدہ آپکے مددگار طبابت مقام زنجبار کا قبول کیا" یہ قبول کرنا عہدہ کا میری دانست مین ایسا کمل اقبال اون شرائط کا ہے جنکے ساتھ عہدہ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا جیسا کہ اقبال بالفاظ صریح خود شرائط مذکور کا ہوتا ایک کے قبول کرنے سے دوسرے کا قبول کرنا لازم آتا ہے یہ تعبیر وہ ہے جو مدعی خواہ مخواہ مدعا علیہ کی چٹھی کی کرے گا اور میری راے مین درحقیقت اوسکی کوئی دوسری تعبیر نہین ہوسکتی۔

مین خیال کرتا ہون کہ کوئی ایسا معاہدہ کاغذات حرف ب و الف و ج مین منتج نہین ہے کہ مدعی اپنا کار پیشہ مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کرے گا امید اس امر کی کہ وہ کاروبار مذکور کو خرید سکیگے بلاشبہ مدعا علیہ کو دلائی گئی تھی لیکن اس معاملہ مین کوئی معاہدہ نہ تھا الفاظ کاغذ حرف ج جسکے ذریعہ سے
۱۱۱ مدعا علیہ نے عہدہ مددگاری کو قبول کیا ہے یہ معاملہ بعید از شبہہ ہوجاتا ہے بعد قبول کرنے مدعی کے عہدہ مددگاری کے مدعا علیہ نے یہ تحریر کیا "مین یہ ذکر کرنا چاہتا ہون کہ میرا ارادہ اسوقت یہ ہے کہ آپسے آیندہ انتظام بابت خریداری آپکے کار پیشہ کے کرون (کیونکہ مین یقین کرتا ہون کہ یہ خواہش آپ کی ہے) اگر بلاشبہہ یہ امر ہم دونون کے لئے جبکہ وقت آوے مناسب ہو" واسطے انسداد اس امر کے کہ مدعا علیہ کو کسی امر معین کی امید بابت خریداری کے ہو مدعی نے چٹھی کاغذ حرف د مدعا علیہ کو لکھی مدعا علیہ کو یہ چٹھی بمقام مارسیلز ملی اوس نے بوقت اپنے پہونچنے کے بہ قریب ایک سال بعد تک جبکہ نزاع واقع ہوا معاملہ خریداری کا ذکر نہین کیا۔

کوئی اقرار نامہ باضابطہ مدعا علیہ کے زنجبار پہونچنے پر تحریر نہین ہوا یہ کہنا مشکل ہے کہ کس طرح شرائط معاملہ مدعا علیہ کی تصریح زیادہ صاف طور پر بہ نسبت اسکے کہ جس طرح پر اونکی تصریح کاغذات الف و ب مین کی گئی ہے ہوسکتی تھی بجز نسبت اس امر کے کہ مدعا علیہ خود اپنی طرف سے کار پیشہ کرے ان شرائط کی پابندی پورے طور پر ہر دو جانب سے واقع ہوتے تاریخ تک ہوئی شرط مندرجہ کاغذ حرف ب بابت مدعا علیہ کے ازجانب خود کار پیشہ کرنیکے یہ ہے "معمولی شرط نسبت نکرنے کار پیشہ کے تحریر ہونی چاہیے" مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ کیون یہ شرط معاہدہ کی شامل دیگر شرائط کے ایک ایسی شرط نہ تھی جسکو مدعا علیہ نے قبول کیا تھا میری یہ راے ہے کہ جب اوس نے کاغذ حرف ج پر دستخط کیے اوس نے اوسکو

۱۸۹۹ء

چارلس وغیرہ
بنام
میکیڈونلڈ

قبول کیا میری رائے مین اوسکا نتیجہ یہ ہے کہ مدعی کو یہ استحقاق دیا گیا کہ مدعا علیہ سے واسطے تحریر کرنے معمولی معاہدہ متعلق اس امر کے کہ وہ بطور حکیم یا جراح کے زنجبار مین کام نہ کرے گا استدعا کرے فریقین نے متعلق زنجبار کے معاہدہ کیا تھا اور اونکا منشا جسطرح پر کہ وہ ربط عبارت معاہدہ سے مستنبط ہو سکتا ہے میری دانست مین خواہ مخواہ یہ تھا کہ اثر اس قرار کا مقام مذکور پر محدود ہو نسبت ایسے معاہدہ مذکور کے بلحاظ زمانہ کے قانون مندرجہ ایکٹ معاہدہ ہند کی رو سے اس قسم کا معاہدہ اوس حد تک کالعدم ہے کہ جہان تک وہ زمانہ مندرجہ قرار سے زیادہ تجاوز کرے یہ امر مقدمات منفصلہ سے عیان ہے اون مین سے اکثر مقدمہ ہری بھائی بنام شرف علی (۱) کی جانب مین گے مین خیال کرتا ہون کہ یہ فرض کرنا چاہیے کہ فریقین کا معاہدہ بلحاظ اوس قانون کے تھا جو اس بارہ مین بمقام زنجبار جاری تھا اگر یہ صورت ہو تو نتیجہ یہ ہے کہ مدعا علیہ نے درحقیقت یہ اقرار کیا کہ وہ بطور حکیم اور جراح کے اپنی طرف سے اندر زمانہ اپنے اقرار کے طبابت نہ کرے گا اور اوس زمانہ مین اوس جگہ بطور مددگار مدعی کے طبابت کرے گا لیکن
سعی اور اثر اقرار کا ہو جیسا کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہے تو اوسکے متعلق کوئی امر مبہم اور غیر محدود نہیں ہے اور اسکی ۱۱۲
نسبت اس بنا پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا وہ فقرہ بھی مشابہ اقرار متذکرہ مقدمہ ڈیویز بنام ڈیویز (۲) کے نہیں ہے کہ جو بربنائے ابہام اور غیر محقق ہونے کے ناقابل نفاذ قرار دیا گیا تھا۔

جب میری یہ رائے ہے کہ فریقین نے ایک معاہدہ قابل پابندی کیا اور یہ کہ اوسمین اقرار مندرجہ بالا نسبت مدعا علیہ کے اپنی طرف سے زنجبار مین طبابت کرنے کے داخل تھا تو مین اس امر کے خیال کرنے کی جانب توجہ کرتا ہون کہ آیا اقرار مذکور حسب ایکٹ معاہدہ کالعدم ہے یا ایک اقرار قابل نفاذ ہے با الفاظ دیگر آیا وہ ایک ایسا اقرار ہے کہ جسکی رو سے مدعا علیہ اپنے پیشہ جائز کے کرنے سے روکا گیا ہے آیا وہ اقرار دربارہ انسداد تجارت ہے مین خیال کرتا ہون کہ نہیں ہے میری دانست مین اس قسم کا اقرار دفعہ مذکور کے اندر داخل نہیں ہوتا ہے اگر وہ داخل ہوتا تو مجملاً اقرار خدمت ذاتی کے ایک زمانہ معین تک کالعدم ہوتے کوئی معاہدہ کہ حسب منشا کسی شخص کا کام ایک ہفتہ یا ایک دن یا نیز ایک گھنٹہ کیا جائے گا خواہ مانع اوس شخص کا جس نے ایسا اقرار کیا ہو کرے کام اپنے پیشہ کا اوس زمانہ مین کسی اور شخص کے لئے بجز اوس شخص کے ہو گا جسکے ساتھ ایسا اقرار کیا گیا ہو بحث کرنا مشکل ہے کہ اس قسم کا اقرار کالعدم ہے درحقیقت ہر شخص جو یہ اقرار کرے کہ وہ اپنے پیشہ کا کام ایک خاص اجرت پر ایک خاص زمانہ کے واسطے کرے گا اقرار اپنے پیشہ کے کام کرنے کا کرتا ہے اور اس قسم کا اقرار اوسکو ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا خلاف اسکے تجویز کرنا مین خیال کرتا ہون کہ صریح ناقص لفظی ہو گا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اس رائے کی تائید اسناد سے ہوتی ہے مقدمہ منگوجی بنام استری لا میا (۳) امر مستفسرہ بطور نظیر کے متعلق ہے اور

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۷۸۱ — (۲) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۳۶ صفحہ ۳۵۹ (۱۸۸۷ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۲ (۱۸۸۹ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

چارلس ورتھ بنام کیلکٹ و تنڈ

مقدمہ کارلایلس نیولونیٹیڈ کمپنی بنام کرنا تھ (۲) ادبی راے قائم کی گئی تھی نیز راے کینیڈی صاحب جسٹس مقدمہ کلیلاں جی بنام نرسی ترکیم ہے (۳) اور قسم پیج (۴) دفعہ ۶۵ ایکٹ دادرسی خاص ایسی ہے کہ جسکی بابت ایک فیصلہ واصناف قانون کا مضمون مذکور ہے کہتا ہون -

دوسری بحث جو پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا عدالت کا فعل رنجیار کو اس مقدمہ مین حکم امتناعی صادر کرنا چاہیے تھا یا نہین بنسبت اس امر کے مین خیال کرتا ہون کہ بکمال ادب کے ساتھ وہ قانون جو مقدمہ ہوپٹ لوبیکل کمپنی بنام ہارڈ مین (۳) مین بطور قانون متعلقہ رنجیار قرار دیا گیا ہے قبول کرنا چاہیے لیکن واقعات اس مقدمہ کے مختلف ہین اس مقدمہ مین ایک شرط نفی اقرار مین ہے جیسی کہ اوس مقدمہ مین نہتی اور جملہ کام دہلی نے ۱۱۳

قانون انگلستان کو اس طرح پر قبول کیا ہے کہ اگر فریقین بالفاظ نفی یا ارادہ ظاہر کرین کہ ملازم کو یہ اختیار نہین ہے کہ زمانہ اپنے ملازمت مین اپنی طرف سے کاروبار کرے تو عدالت اقرار مذکور کو بذریعہ حکم امتناعی کے نافذ کرے گی حکام موصوف نے مقدمہ للی بنام ویگنر (۲) کو بطور قاعدہ قابل پابندی کے قبول کیا مین بنسبت راے منظرہ لارڈ جسٹس صاحبان کے بابت مناسب ہونے اس امر کے کہ قانون حکم امتناعی کا ایسے معاہدات خدمت ذاتی سے متعلق کیا جائے جن مین معاہدہ منفی ہو مرتفع ہون گا کہ واضعان قانون نے اس توسیع کو قبول کیا ہے اور گو ایکٹ دادرسی خاص قانون متعلقہ رنجیار نہین ہے لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قاعدہ مندرجہ مقدمہ للی بنام ویگنر کو واضعان قانون نے ممالک شرقی کے واسطے ناموزون نہین خیال کیا میری دانست مین یہ نہایت خلاف انصاف بحق ایسے شخصون کے ہوگا جنکی حیثیت مثل مدعی کے ہو کہ اونکی ایسی صورتون مین حفاظت نکیجاے درحقیقت اسوجہ سے وہ بالکل کسی مددگار کے مقرر کرنے سے محروم ہو جاینگے نالش ہرجہ سے اونکی کوئی حفاظت اور درحقیقت کوئی کافی حفاظت نہوگی آخرالامر مسٹر برونڈ نے یہ حجت کی کہ وہ حالات کہ جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدعاعلیہ نے اپنے عہدہ مددگاری کو چھوڑ دیا اور بطور ہم پیشہ مدعی کے کاروبار بطابت کا مقام رنجیار مین قائم کیا ایسے ہین کہ عدالت کو اپنے اختیار تمیزی کے استعمال مین حکم امتناعی کا نہ عطا کرنا جائز ہوگا گو وہ حالات ایسے نہون کہ مدعاعلیہ کو نالش ہرجہ سے محفوظ رکھین مدعاعلیہ نے مسلماً دیدہ و دانستہ کام مددگاری کے انجام دینے سے انکار کیا اور اپنے عہدہ کو ترک کیا بنسبت اس حجت کے کوئی جواب میرے پاس نہین ہے بیانات فریقین مین تنازعہ ہر جزین کی

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۸۰ ۱۸۹۹ء (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲ مارچ ۱۸۹۵ء
(۳) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ۱۸۹۱ء (۴) رپورٹ مقدمات ڈی جی و سمتھ گارڈن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۹ء
چارلس ہوورچرڈ بنام میکنزی و کلڈ

اور نہ کوئی امر تنقیح طلب عدالت ماتحت مین قائم کیا گیا اور نہ شہادت اس امر کی بابت دیگئی میری یہ رای ہے کہ یہ امر اب یہان پیش نہین ہوسکتا مین راے نسبت جواز اخلاقی کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتا ہون جسپر مدعا علیہ استدلال کرتا ہے اور مین صرف یہ کہونگا کہ جہان تک مین اون کاررعایات سے جو میرے روبرو ہین تجویز کرسکتا ہون مدعی کو اخلاقًا اور نیز قانونًا استحقاق اوس حفاظت کا ہے جسکے لیے جائیکی وہ عدالت سے درخواست کرتا ہے —

پس مین اپیل کو منظور کرونگا اور ایک حکم امتناعی عطا کرونگا کہ مدعا علیہ بطور حکیم اور جراح کے
۱۱۴ زنجبار مین اثناے زمانہ اپنے اقرار مین کام پیشہ کا نکرے اور یہ ہدایت کرونگا کہ وہ مدعی کا خرچہ نالش اور اپیل کا ادا کرے —

کینیڈی صاحب جسٹس مجھکو اوس تجویز کے پڑھنے کا فایدہ حاصل ہوا جو چیف جسٹس صاحب نے تحریر کی ہے اور چونکہ مجھکو اوس نتیجہ سے اتفاق ہے جو حاکم موصوف نے اخذ کیا ہے مجھکو جزئیات مین داخل ہونا ضرور نہین ہے بلکہ مین صرف عام طور پر چند مجملاً اون وجوہ کے ظاہر کرونگا جن سے مین نتایج مذکور نکالتا ہون —

کونسل منجانب مدعا علیہ نے تائید ڈگری عدالت ماتحت مشعر ڈسمسی دعویٰ مدعی کی اس بنا پر کی ہے کہ مابین فریقین کے کوئی اقرار طے شدہ نہ تھا اس حجت کا جواب ایک سے زیادہ ہے پر قابل لحاظ یہ جو کم نہین ہے کہ یہ امر خلاف معمولی طریقہ عملدرآمد انسان اور کاروبار والی تک ہے کہ یہ فرض کیا جاسے کہ مدعی ۰ پونڈ اس غرض سے ادا کریگا کہ مدعا علیہ تعلیم بیکٹریالوجی کی اڈنبرا مین پاوے اور مدعا علیہ کا خرچ سفر زنجبار کا ادا کرے اور اوسکا معاوضہ محض یہ ہو کہ مدعا علیہ زنجبار مین آوے اور ہر طرف نگاہ کرے اور دیکھے وہ جگہ اوسکو کس قدر پسند ہے اور پھر اگر اوسکو مناسب معلوم ہو تو مدعی کے مددگار رہنے کا معاہدہ کرے مدعا علیہ کی حجت مختصراً یہ ہے کہ اوسکو یہ اختیار تھا کہ ان سب فایدون کے اوٹھانے کے بعد مدعی سے ایک زمانہ غیر معین کے بعد یہ کہے کہ مین نے یہ سب آپ سے پایا اور اپنی تنخواہ (۰۰ پونڈ سالانہ) بطور آپکے مددگار کے وصول کی اور آپکے صرف سے بہر کی اب جبکہ مین نے ہر طرف نظر کی اور جگہ میرے پسند آئی مجھکو استحقاق ہے کہ مین آپکو چھوڑ دون اور آپکے مقابلہ مین اپنا پیشہ کرون مجھکو اس حجت کا ایسے صاف طور پر بیان کرنا یہ دکھلانے کے لیے کافی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کوئی حجت عدالت کے نزدیک نہین ہوسکتی —

یہ حجت کی گئی تھی کہ بہر حال بعض شرائط معاہدہ کی ایسی تھین جو عمومًا انگلستان مین باطل تصور

۱۸۹۹ء

چارلس ورتھ بنام بیکیڈ وند گو

کے چھوڑی گئی تھین اور اونکا تصفیہ اوسوقت ہونے کو تھا جبکہ بمقام زنجبار اقرار تکمیل کیا جائے یعنی (الف) زمانہ اقرار رہے، شرائط خریداری (ج)، شرط بابت تنخواہ بابت کرنیکے بجواب اوسکا یادداشت حرف (ب) ہے جسمین مسئلہ مدعی کا ایجاب مندرج ہے اور جسکی اصل شرط تین سال کا اقرار ہے کوئی بیان شہادت یا تقریرات مین جو روبرو عدالت ماتحت کے کی گئی تھین نہین ہے کہ کوئی بحث انگلستان مین نسبت اس امر کے ہوئی تھی کہ زمانہ اقرار کیطرف تین سال کے تھے اور یہ بات صحیح ہے کہ چٹھی منجانب ڈاکٹر اسکاٹ بنام ڈاکٹر ہاک مین (حرف الف) ۱۱۵
مین الفاظ شرائط جو غالباً بتجویز کیجائیگی" استعمال کیے گئے ہین لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ چٹھی یادداشت حرف ب کے ساتھ بھیجی جانی چاہیے چٹھی مین یہ تحریر ہے شرائط جو اسکاٹ نے منظور کین یہ ہین اور اول متعلق اوس تنخواہ کے ہے جو مددگار کو ملنی چاہیے اوسمین کوئی ذکر زمانہ کا نہین ہے وہ صاف طور پر یادداشت (حرف ب) مین بیان کیا گیا ہے پس جب مدعا علیہ نے یہ تحریر کیا (ج) تمین سے تاریخ عہدہ اونکی طلبات بمقام زنجبار کے مددگار کا قبول کیا ہے تو یہ فرض کرنا چاہیے کہ اوس نے شرائط معاہدہ تین سال کی قبول کی تھین۔

نسبت شرائط خریداری کے یہ امر خود مدعا علیہ کے اقبالات سے جو اوس نے اظہار مین کئے ظاہر ہے کہ کوئی قرار معہود نسبت خریداری کے شرط معاہدہ مین داخل نہ تھا بلاشبہ خریداری کا قرین قیاس ہونا اگر بلاشبہہ یہ امر ہم دونون کے لیے جبکہ اوسکا وقت آئے موزون ہو" جیسا کہ خود مدعا علیہ نے کاغذ حرف (ج) مین تحریر کیا ہے ایک طمع مدعا علیہ کے اس جگہ کے قبول کرنے کے واسطے تھی لیکن زیادہ سے زیادہ اوسکی نسبت صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ نہ صرف مدعا علیہ بہت مہینون تک بعد اپنے زنجبار مین پہونچنے کے خاموش رہا بلکہ اوس نے کبھی مسٹر جے پی چارلس ورتھ یا اسکاٹ یا ہاک مین کو یہ تحریر نہین کیا کہ اصل بنا اوسکے معاہدہ کی یا قبل ورجا اوسکے زنجبار آنے کی اوس سے معدوم ہو گئی اور کونسل نے ہماری توجہ اس امر پر مائل کی کہ منجانب مدعی کوئی کوشش شہادت اشخاص مندرجہ بالا کی بذریعہ کمیشن کے حاصل کرنے کی یا اونکی چٹھیات پیش کرنے کی نہین کی گئی اور اوس نے حوالہ کاغذات حرف م و ن کا دیا لیکن یہ کاغذات نوٹس منجانب سالیسٹر مدعا علیہ بطلب چٹھی اور خبر تار مرسلہ جے پی چارلس ورتھ بنام مدعا علیہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء ہوتے ہین یہ کام مدعا علیہ کا تھا اگر کاغذات مذکور قابل پذیرائی ہوتے تو وہ پیش کرتا اور درحقیقت یہ کام مدعا علیہ کا تھا اور نہ مدعی کا کہ شہادت اشخاص مندرجہ بالا کی حاصل کرتا کیونکہ یہ حجت اوسکی تھی کہ جو اوسکی گفتگو اون لوگون کے ساتھ ہوئی اوس سے یہ ظاہر ہو گا کہ کوئی معاہدہ تکمیل نہ تھا مدعی نے استدلال تحریری ایجاب قبول پر کیا اور در صورت نہ ہونے کسی شہادت تائیدی خلاف کے مدعا علیہ کی یہ حجت بے وقعت ہے کہ اوس سے تکمیل معاہدہ کی نہین ہوتی۔

سنہ ۱۸۹۰ء
چارلس وسٹ
بنام
۱۲ اسپلیڈ ونلٹ

نسبت شرط متعلق نہ طبابت کرنیکے مدعا علیہ کے کونسل نے بیان کیا نسبت اس امر کے قائل کی کہ مدعا علیہ کے سوالات جرح مین کوئی بیان نہین ہے کہ انگلستان مین بابت اس شرط کے کوئی بات لکھی گئی تھی صحیح جواب اسکا یہ ہے کہ شرط مذکور ظاہر الطبع ایک امر لازمی سے سمجھی گئی تھی مدعا علیہ نے خود اپنے اظہار مین قبول کیا ہے کہ اگر وہ کوئی مددگار مقرر کرتا تو وہ اس قسم کی شرط اوسکے اقرار مین درج کراتا کونسل ذیعلم مدعا علیہ نے ہمسے کوئی نتائج طریق عمل مدعا علیہ سے جو بعد اوسکے زنجبار پہونچنے کے زمانہ اخذ کیگئی استدعا کی اور اوس سے مراسلت حرف (و) و (ز) و (ح) کی نسبت کہا کہ اون کاغذات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کے بیانات نسبت اون شرائط کے ضرور صحیح ہین جنپر وہ انگلستان سے آیا لیکن یہ مراسلت جنوری سنہ ۱۸۹۰ء مین ہوئی اوسوقت فریقین مین نااتفاقی ہو گئی تھی اور اوسوقت مدعا علیہ اس امر پر مجبور ہوا کہ اپنے طریق عمل کی بابت کوئی بہانہ پیش کرے اور یہ بہانہ وہی تھا جسکے عدالت مین ثابت کیے جانیکی کوشش اوس سے تھوڑے عرصہ بعد کی۔

نسبت اس امر کے کہ معمولی شرط نسبت طبابت نکرنیکے کیا بنا صحیح ہے کہ کوئی شہادت نہین ہے لیکن میری دانست مین اوسکی نسبت اقل درجہ یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ ایک معاہدہ زنجبار مین بمقابلہ اپنے مالک کے زمانہ معاہدہ مین کار پیشہ نکرنیکی بابت تھا بلاشبہہ یہ معاہدہ بوجہ ابہام یا غیر محدود ہونے کے کالعدم نہین ہے بمقدمہ ڈیویز بنام ڈیویز (۱) جسکا حوالہ کونسل ذیعلم نے دیا ہے وہ معاہدہ جسکو عدالت اپیل نے اسقدر مبہم تجویز کیا کہ اوسکا نفاذ نہین ہو سکتا یہ تھا کہ شراکت سے اور جہانتک قانون اجازت دیوے کاروبار سے علحدہ ہو جاوے اور کسی طرح پر تجارت یا عملدرآمد یا کاروبار ایسا نکرے کہ جس سے صراحتاً یا ضمناً شرکا سے موجودہ پر اثر پہونچے نسبت اس امر کے کہ آیا وہ خاص شرط مندرجہ معاہدہ مقررہ بذا حسب دفعہ ۲۷ ایکٹ معاہدہ کالعدم ہے یا نہین مجھکو کوئی وجہ کسی دلیل سے انحراف کرنیکی نہین معلوم ہوتی جو مین نے مقدمہ کلیان جی ہرجیون بنام ریسی ہرکرم داس (۲) مین اختیار کی تھی مجھکو اب بھی اس راے پر ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ برہم چیرف کمپنی بنام [illegible] (۳) سے اتفاق ہے کہ اقرار تنہا کسی شخص کے کام کرنے کا ایک زمانہ معینہ تک جائز ہے اور یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کس طرح وہ امر خلاف قانون ہو سکتا ہے جو اوسکے پورا کرنیکے لیے اور حفاظت واجب حقوق مالک کے لیے زمانہ اقرار و معاہدہ ضروری ہے۔ ایکٹ دادرسی خاص کی رو سے زنجبار مین نافذ ہونیکا بیشا [illegible]

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۶ صفحہ ۳۵۹ (سنہ ۱۸۸۷ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۳۲ (سنہ ۱۸۸۱ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۸ (سنہ ۱۸۹۰ء)

سنہ ۱۸۹۶ء
چارلس ورتھ بنام میکڈونلڈ ۱۱۶

واضعان قانون ہند کا بخوبی اونکے الفاظ سے اخذ ہو سکتا ہے جیسا کہ مین نے کونسل ذیعلم مدعاعلیہ سے اثناے تقریر مقدمہ مین کہا تھا دفعہ ۲۷ - ایکٹ دادرسی خاص مصدرہ ۱۸۷۷ء مین ظاہرا ایک اقرار جائز صریح یا ضمنی بجانب ملازم کے قیاس کیا گیا ہے کہ وہ کسی اور کا کام اثناے زمانہ معاہدہ ملازمت مین نکریگا ملازمت کسی پیشہ قانونی یا تجارت یا کسی قسم کے کاروبار مین ہو سکتی ہے پس کیا ہم یہ فرض کر سکتے ہین کہ اوس حد تک احکام دفعہ ۲۷ - ایکٹ معاہدہ کے ضمناً منسوخ ہو گئے ہین مجکو اس سوال کا جواب اثبات مین دینا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے بخلاف اسکے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ جب بکر زید سے معاہدہ کرے کہ وہ اوسکی ملازمت تین سال تک بطور مددگار اوسکے پیشہ کے بحیثیت حکیم اور جراح کے ایک خاص مقام پر کرے گا اور اوسی کے ساتھ معمولی شرط نسبت طبابت نکرنے کے (قیاساً اوس جگہ اور اثناے زمانہ معاہدہ مین) ہو تو ایک جائز اقرار بغرض کرتے پیشہ کے ہے اور نہ اوسکی ممانعت کے -

بحث یہ باقی رہتی ہے کہ آیا بموجب اصول مقبولہ عدالت ہاے انگلستان کے علاوہ احکام ایکٹ دادرسی خاص کے جو زنجبار مین نافذ نہین ہے مدعی مستحق کسی ایسے حکم امتناعی کا ہے یا نہین کہ مدعاعلیہ بطور حکیم اور جراح کے بمقام زنجبار زمانہ (تین سال) اپنے معاہدہ مین کار پیشہ کرنے سے باز رکھا جاے حاکم عدالت ماتحت نے یہ خیال کیا کہ مدعی بہ سند مقدمہ میوٹ اوڈ کیمیکل کمپنی بنام بارڈ مین (۱) کے اس قسم کا استحقاق نہین رکھتا اور حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ "یہ شرط مندرجہ معاہدہ کہ معمولی شرط طبابت نکرنے کی تحریر معلق چاہیے" کوئی خاص معاہدہ منفی نہین ہے جسپر حاکم موصوف استدلال کر سکین "مین اس شرط کی تعبیر نہین کرنا چاہتا جو کچھ اوسمین کیا گیا ہے صرف یہ ہے کہ متعاقدین نے وعدہ شرائط مناسب کرنے کا بابت اوسکے کیا ہے مگر یہ کبھی نہین کیا گیا + + + اوسکے معنی شہر زنجبار یا ملک محفوظ زنجبار یا افریقہ شرقی مین کام کرنے کے زمانہ مددگاری مدعاعلیہ مین یا بعد اوسکے ہو سکتے ہین" مین راے مندرجہ بالا سے اتفاق نہین کر سکتا مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مذکور مین ایک صریح معاہدہ منفی شامل ہے کہ اثناے زمانہ معاہدہ مین اوس جگہ کہ جہان مدعاعلیہ بطور مددگار مدعی کے کام کرتا ہے اوسکے مقابلہ مین کار پیشہ نکرے گا مین ان الفاظ کی تعبیر اس طور پر نہین کرتا کہ اون سے یہ مراد تھی کہ فریقین بعد ازان شرائط نسبت صحیح وقت یا حد اس فقرہ کے قائم کرین ایک لفظ بھی شہادت مین ایسا نہین ہے کہ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاے مدعاعلیہ نے مسلماً کوئی تحقیقات نسبت اس امر کے انگلستان مین نہین کی غالباً مدعاعلیہ کا اگر ہر دو فریق کا نہین یہ خیال ۱۱۸

(۱) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ (۱۸۷۵ء)

۱۸۹۰ء
چارلس ووڈ بنام سیکنڈ ونکل

تھا کہ جو شرائط ایجاب وقبول کی سب معمولی شرط نسبت مطابقت کرنیکے جو معاہدہ مین داخل تھین مدعاعلیہ کے رنجبار ہو پہنچنے پر بطور ایک قرارنامہ باضابطہ کے تحریر کیجاتین لیکن ایسا نہ کرنے سے معاہدہ کم قابل پابندی نہین ہوگیا۔

پس اگر ہم یہ تجویز کرین کہ اس صورت مین ایک واقعی شرط منفی تھی اور اگر ہم یہ کہہ سکین کہ فریقین کے باہم اس معنی مین معاہدہ ہوا تھا کہ ایک فریق یہ کام بادہ کا یعنی کوئی خاص امر جسکا ہم نشان دیکھین نکرے تو سند مقدمہ مونیٹ اوڈ کیمیکل کمپنی بنام ہارڈین کی ساقط ہو جاتی ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون ہم اوس اصول کی پیروی نکرین جو مقدمہ لملی بنام وگنز (۱) مین قائم کیا گیا ہے۔

یہ مقدمہ ایسا نہین ہے جسمین ہم سے یہ استدعا کی گئی ہو کہ ضمنی طور پر ڈگری تعمیل مختص معاہدہ خدمت ذاتی کی صادر کرین بلحاظ اون تعلقات کے جو باہم فریقین کے ہین یہ ظاہر ہے کہ مدعی یہ نہین چاہتا کہ مدعاعلیہ کو مجبور کرے کہ وہ بطور اوسکے مددگار کے بقیہ زمانہ تین سال تک کام کرے بجز رنجبار کے کل دنیا مین مدعاعلیہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے پیشہ کا کام کرے پس مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اس بنا پر کیون حکم امتناعی جاری نہ کیا جائے یہ اصول بخوبی قائم شدہ ہے کہ حکم امتناعی عطا کرنے یا نامنظور کرنے مین عدالتین اختیار تمیزی استعمال کرتی ہین اور اوسمین مقدار نقصان واقعی کا اندازہ کرتی ہین جو مدعی کو پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور اوسکا مقابلہ اوس نقصان سے کرتی ہین جو حکم امتناعی سے اگر عطا کیا جائے مدعاعلیہ کو پہونچے گا اس اصول کی تشریح صاف طور پر مقدمہ ڈوہرٹی بنام آلمین (۲) مین کی گئی ہے دیکھو رائے ولسن صاحب جسٹس بمقدمہ شام نگر جوٹ فیکٹری کمپنی بنام رام نرائن (۳)

مقدمہ ہذا مین کونسل وکیل مدعاعلیہ نے ہمارے روبرو یہ عذر کیا کہ ہم اپنے اختیار تمیزی کے استعمال کرتے کوئی حکم امتناعی عطا نکرین کیونکہ مدعی کا طریق عمل ایسا رہا ہے کہ وہ اس قسم کی دادرسی کا غیر مستحق ہے لیکن کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہ سے بدسلوکی کی بخلاف اسکے اوسکا طریق عمل بالکل شرافت کا معلوم ہوتا ہے شہادت مین ذکر اس امر کا تھا کہ تحقیقات عدالتی کی بابت جو مدعی نے نسبت اون الزامات کے کی تھی جو اوسکے طریق عمل کی نسبت بمقابلہ دیگر اشخاص کے لگائے گئے تھے

(۱) رپورٹ ڈی جی میکس ومیکناٹن وگارڈن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۶۰۴ (۱۸۵۲ء)

(۲) مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۷۰۹ (۱۸۷۸ء) (۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۵ (۱۸۹۵ء)

۱۸۹۹ء

لیکن کوئی امر قابل وقعت خلاف مدعی ثابت بلکہ پیش ہی نہیں کیا گیا لفظر باین حالات مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوئی کہ کیون مدعی وہ داد ہی نہ پاوے کہ جو صرف اوسکے کارآمد ہو سکتی ہے۔

حکم اتناعی عطا کیا گیا

بمارس ورمتر بنام سیکنڈ ونلنڈا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرسی ایف فیرن صاحب ٹنٹ چیف جسٹس وکینڈی صاحب جسٹس

حسین وغیرہ (ابتدا) مدعاعلیہم نمبر ۴ و ۵ و ۶ اپیلانٹان

بنام

شنگری گرو شمبھو گ گری وغیرہ (ابتداً) مدعیان نمبر الغایت ۳ ومدعاعلیہم نمبر الغایت ۴ و ۷ و ۸ رسپانڈنٹان۔

۱۸۹۹ء ۱۰ فروری صفوکتاب نمبر ۱۹۱

رہن۔ ڈگری زرنقد محصلہ مرتہن۔ اجرا نیلام جایداد مرہونہ بعینہ اجرا ڈگری بخریدارنیلام مذکور حق مذکور کا۔ ایکٹ انتقال جایداد (۴ مشت ۱۸۸۲ء) دفعہ ۹۹۔

قبل صدور ایکٹ انتقال جایداد (۴ مشت ۱۸۸۲ء) کے مرتہن نے ڈگری زرنقد بنام اپنے راہن کے حاصل کی اور اجراے ڈگری مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرایا پس مرتہن نے اوسکو نیلام مین خرید کیا۔

تجویز ہوئی کہ بذریعہ اپنی خریداری نیلام اجراے ڈگری کے پس کو حق قطعی حاصل ہوا اور بعدہ وہ مستوجب اسکا نہیں ہے کہ وارثان راہن کی نالش مین اوس سے انفکاک کرایا جاوے

مقدمہ مارٹنڈ بنام دہو نڈو (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا

تجویز ضمنی۔ ایسے شخص ثالث کو جس نے جایداد مرہونہ کو بذریعہ بیع نیلام بعلت اجراے ڈگری زرنقد مین خرید کیا ہو جو مرتہن نے بمقابلہ راہن کے حاصل کی تھی ایک حق صحیح سوخته رہن سے میرا حاصل ہو جاتا ہے بجز اسکے کہ نیلام تابع رہن مذکور کے کیا گیا ہو۔

یہ اپیل بنا راضی حکم واپسی صادرہ اے ایم برڈ صاحب جج ضلع شولاپور بیجاپور۔

نالش انفکاک۔ مدعیان کے باپ دشنگر گری نے ۳۰ جولائی ۱۸۶۹ء کو جایداد مابہ النزاع پاس نورالدین پدر مدعاعلیہم نمبر ا و ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و جد مدعاعلیہم نمبر ۴ و ۵ و ۶ یعنی پسران پیرشاہ پسر متوفی نورالدین کے رہن کی۔

مدعاعلیہم نمبر ا و ۴ و ۵ و ۶ نے مدعیان کے حق انفکاک سے انکار کیا اونھون نے

۱۹۰۶ء حسین بنام تسنگر گری

یہ عذر کیا کہ جایداد مرہونہ ۱۸۸۳ء مین باجراے ایک ڈگری زر نقد کے نیلام ہوئی جو نور الدین (مرتہن) نے بمقابلہ تسنگر گری (راہن) کے حاصل کی تھی اور پیر شاہ پسر نور الدین (مرتہن) نے اوسکو خرید کیا تھا اور یہ کہ نیلام باضابطہ منظور ہوا اور پیر شاہ کو قبضہ ملا اور اوسکی وفات پر اوسکے اطفال (مدعا علیہم نمبر ۳ و ۵ و ۶) بطور اوسکے وارثان کے جانشین ہوے اوسکی یہ حجت تھی کہ بذریعہ نیلام کے رہن ساقط ہوگیا اور حق انفکاک جاتا رہا۔

جج ماتحت بارسی نے نالش کو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ رہن بذریعہ نیلام بموجب ڈگری زر نقد محصلہ مرتہن کے ساقط ہوگیا۔

بر طبق اپیل منجانب مدعیان کے صاحب جج نے ڈگری کو منسوخ کیا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ بموجب احکام ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۹۹ کے نیلام جو ۱۸۸۳ء مین کالعدم تھا اور حاکم موصوف نے مقدمہ کو واسطے تجویز اس امر کے کہ کس قدر روپیہ اون سے بر طبق لینے ما زر رہن کے واجب تھا واپس بھیجا۔

ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) یکم جولائی ۱۸۸۲ء کو نافذ ہوا اور جنوری ۱۸۹۳ء مین وہ بمبئی سے متعلق کیا گیا دفعہ ۹۹۔ ایکٹ مذکور کی حسب ذیل ہے۔

"۹۹۔ جب کوئی مرتہن بصیغہ اجراے ڈگری جو بر بناے ایسے مطالبہ کے صادر ہوئی ہو جو معاملہ رہن سے پیدا ہوا ہو یا نہین جایداد مرہونہ کو قرق کراے تو اوسکو اختیار نہو گا کہ بجز داد رکرانے نالش حسب منشاے دفعہ ۶۷ کے کسی اور طور پر جایداد مرہونہ کو نیلام کراے۔"

مدعا علیہم نمبر ۳ و ۵ و ۶ نے اپیل دوم دایر کیا۔

ڈاکٹر ڈی اے اوگیجی منجانب اپیلانٹان۔ (مدعا علیہم نمبر ۳ و ۵ و ۶) نیلام جایز تھا اور حق انفکاک ختم ہوگیا ایکٹ انتقال جایداد متعلق نہین ہے نیلام ماہ بالبحث ۱۸۸۳ء مین ہوا اور ایکٹ مذکور ۱۸۹۳ء تک صادر نہین ہوا تھا اور اس احاطہ سے ۱۸۹۳ء تک متعلق نہین کیا گیا تھا اوسکا اثر زمانہ سابق پر نہین پہونچتا دیکھو دفعہ ۲ مقدمہ راما بائی بنام بہاؤ بن راجارام (۱) صاحب جج نے مقدمہ جزور کا یا بنام منتیا (۲) پر استدلال کیا ہے لیکن وہ فیصلہ متعلق نہین ہے یہ امر بطور واقعہ کے تجویز ہوا ہے کہ پیر شاہ نے فرضی خریداری نہین کی اور نہ کوئی فریب یا سازش اس معاملہ مین تھی پیر شاہ نے قطعی حق بذریعہ اپنی خریداری کے حاصل کیا اور بعد اوسکے برابر قابض رہا مقدمہ سبکو جی و اسی بنام تیا ما چسیرن لوس (۳)

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۹۰ (۲) (۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۰

(۳) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۷

۱۸۹۶ء

حسین بنام شنکر گنگی ۱۲۱

ملاحظ طلب۔

منجانب رسپانڈنٹان کوئی حاضر نہین ہوا۔

فیرن صاحب چیف جسٹس - ہماری دانست مین صاحب جج ضلع نے احکام دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جایداد کے متعلق کرنے مین فیصلہ اوس اپیل سے جو اون کے روبرو تہا غلطی کی نیلام اجرای ڈگری جس مین پیر شاہ نے خریداری کی ۱۸۷۸ء مین ہوا یعنی بیشتر نافذ ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے اس احاطہ مین اور اوسکے صادر ہونے سے بہی بیشتر واقع ہوا تہا ایکٹ مذکور زمانہ ماقبل سے تعلق نہین ہے دفعہ ۲ مین یہ حکم ہے کہ کوئی عبارت اس ایکٹ کی امور مفصلہ ذیل مین خلل انداز نہو گی + + + (ج) کسی حق یا ذمہ داری مین جو کسی تعلق قانونی سے پیدا ہوئی ہو جو قبل نفاذ ایکٹ ہذا کے قائم ہوا ہو یا کسی حق رسی مین جو اوس حق یا ذمہ داری کے متعلق ہو - بمقدمہ ورگا بنام تنجادا(۱) صاحب جج ضلع نیلام بعد نافذ ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے مدراس مین واقع ہوا تہا۔

اس مقدمہ مین مرتہن ابتدائی نورالدین نے ڈگری زر نقد بمقابلہ اپنے راہن کے حاصل کرکے جایداد مرہونہ کو زیر نیلام کرایا اوسکو پیر شاہ نے خرید کیا اور یہ امر صاف طور پر تجویز ہوا ہے کہ شخص آغوا اللہ کرکے(۲) اوسکو بنیامی از جانب نورالدین نہین خرید کیا اسوجہ سے یہ مقدمہ مقدمہ وارنٹ بنام وہوند و(۳) سے فرق کے لایق ہے جس مین خود مرتہن نے از نام اپنے ملازمان و تابعین کے کمی قیمت اور بلا اجازت عدالت خریداری کی تہی یہ وجہ فیصلہ کی اوس مقدمہ مین تہی وہ مقدمہ جہانتک کہ ممکن تہا صحیح فیصل کیا گیا تہا اور اصول جو اوس سے نکل سکتا ہے شخص ثالث سے متعلق نہین ہوسکتا جس نے نیک نیتی سے ایک نیلام اجرائے ڈگری مین جو مرتہن نے کرایا خریداری کی تہی ایسے نیلام سے حق جایز خریدار کو حاصل ہوتا ہے اور ہم یہ خیال کرنے پر مائل ہین کہ یہ حق نیز تیرا ماخوذ رہن سے ہوتا ہے بجز اسکے کہ نیلام تابع رہن کے کیا گیا ہو - مقدمہ رگہو ناتہ داسی بنام شیامان چرن بوس(۳) ملاحظ طلب لیکن یہ بحث اس مقدمہ مین پیدا نہین ہوتی۔

پس پیر شاہ کو ایک حق قطعی جایداد مین حاصل ہوا اور وہ مستوجب انفکاک نالش مدعیان مین جو اصل راہن کے قائم مقام ہین نہین ہے پس جج ماتحت کی یہ راے کہ اونہون نے نالش کو اوسوقت وقت ڈسمس کیا کہ جب اونکو معلوم ہوا کہ پیر شاہ نے خریداری بنیامی نورالدین کے واسطے نہین کی تہی صحیح ہے اور چونکہ صاحب جج ضلع کو اس راے سے اتفاق تہا لہذا مقدمہ کو واپس نکرنا چاہیے تہا۔

حکم واپسی منسوخ اور ڈگری جج ماتحت مع خرچہ کل عدالتوں کے جو ذمہ مدعیان ہوگا بحال رکھی گئی۔

(۱) ۱۸۸۱ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳ (۲) ۱۸۹۵ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۴۴
(۳) ۱۸۸۵ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۱۴ فروری صفحہ کتاب انگریزی ۱۴۴ اپیاویکس ویگر لاجبلاز مدعاعلیہا اپیلانٹان بنام پداپا راتیماز مدعی ریسپانڈنٹ

اختیار سماعت۔ اختیار سماعت عدالت ہاے دیوانی۔ بحث متعلق برادری کے برادری سے خارج کیا جانا۔ اختیار عدالت کا نسبت تحقیقات دربارہ جائز ہونے حکم برادری سے خارج کئے جانیکے۔ بار ثبوت۔

مدعی نے جو پوجاری ایک جین کے مندر کا تھا نالش واسطے حکم امتناعی کے دائر کی کہ مدعاعلیہا کو مندر مین داخل ہونے اور مورت کی پوجا کرنے سے اس بنا پر ممانعت کی جاے کہ اونکو پوجا ودکی پڑیلال کے سوامی نے برادری سے خارج کیا ہے مدعاعلیہما نے یہ جواب دہی کی کہ وے کسی جرم کے مجرم تھے جسکی وجہ سے حکم سزا برادری سے خارج کئے جانے کا مناسب طور پر صادر ہو سکے اور تحقیقات بعد چال چلن کی سوامی نے یکطرفہ اور بلا اونکو اطلاع دینے کے کی

تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی کو اختیار کرنے تحقیقات کا نسبت جواز حکم برادری سے خارج کئے جانیکے حاصل تھا اور بار اس امر کا ذمہ مدعی کے تھا جو یہ چاہتا تھا کہ حکم سزا کو نافذ کرے اور اوسکے ذریعہ سے مدعاعلیہا کو اپنے حقوق مدنی سے محروم کرے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ حکم مذکور بجا جائز اور تحقیقات منصفانہ اور مناسب سے صادر ہوا تھا۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ایف سی او ہیمن صاحب جج ضلع بیلگام

مدعی اور مدعاعلیہا بھائی بند و مختلف شاخہاے ایک خاندان پوجاریون جینی مندر واقع گاؤن ضلع بیلگام کے تھے۔

چند اراضیات واسطے اجرت پوجاریون کے علیحدہ کی گئی تھین اور وہ قبضہ اور تصرف مدعاعلیہم مین تھین۔

مدعی نے بیان کیا کہ جین سوامی نے جو انتظام کاروبار مندر کا کرتا تھا مدعاعلیہم کو بوجہ بدچلنی کے برادری سے خارج کیا اور مدعی کو پوجاری مندر کا مقرر کیا اسلئے مدعی نے نالش بدرخواست صدور حکم امتناعی دائر کی کہ مدعاعلیہم کو مندر مین داخل ہونے اور مورت کو چھونے اور اوسکی پرستش کرنے سے بربناے

اپیل دوم نمبر ۵۹۸ سنہ ۱۸۹۶ء

اونکے برادری سے خارج کیے جانیکی ممانعت کیجاے۔ ۱۸۹۰ء

مدعاعلیہم نے منجملہ دیگر وجوہ کے یہ عذر کیا کہ وے بلاوجہ کافی کے برادری سے خارج کیے گئے تھے اور تحقیقات دربارہ اونکے چال وچلن کے سوامی نے یکطرفہ بغیر اونکو کوئی اطلاع دینے کے کی تھی مدعاعلیہم نے یہ بھی عذر کیا کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہیں ہے کیونکہ اوس میں بحث نسبت برادری کے داخل ہے۔ اپیل بنام [illegible]

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عدالت کو اختیار سماعت نالش کا ہے اور یہ کہ حکم سزا برادری سے خارج کیے جانے کا جائز ہے اور یہ کہ مدعاعلیہم کا حق بعدہ بوجہ جاری کا بوجہ مذکور ساقط ہوگیا پس حاکم موصوف نے حکم امتناعی حسب استدعا عطا کیا اور یہ حکم دیا کہ حکم امتناعی اوسوقت تک نافذ رہے کہ مدعاعلیہم اپنی برادری میں پھر داخل کیے جائیں۔

فیصلہ برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے بحال رکھا مگر یہ راے تھی کہ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار تحقیقات کا نسبت جواز حکم برادری سے خارج کرنیکے نہ تھا گو شہادت سے جو اس مقدمہ میں تھی کوئی بہت ٹھیک وجہ برادری سے خارج کیے جانیکی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔

مدعاعلیہم نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں دائر کیا۔

مسٹر شار (مع ایم وی بھٹ) منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم) ہم یہ حجت کرتے ہیں کہ عدالت کو کوئی اختیار نہ تھا کہ اس مقدمہ کی سماعت کرے یہ نالش واسطے نفاذ حکم برادری سے خارج کیے جانیکے جو سوامی نے صادر کیا تھا دائر کی گئی ہے خصوصاً اس نالش کا یہ ہے کہ برادری سے خارج کیے جانیکی منظوری قانونی حاصل کیجاے اور مدعاعلیہم اپنے کارہاے مذہبی کے انجام دینے سے باز رکھے جائیں اس نالش میں اصلیہ ایک بحث برادری کے متعلق داخل ہے اور اسطور پر عدالت دیوانی میں نالش نہیں ہوسکتی دفعہ [illegible] آئین [illegible] ء کی رو سے اختیار سماعت عدالت دیوانی کا نسبت اس قسم کی نالشات کے ساقط کیا گیا ہے (دیکھو مقدمہ رشنگر بنام ہنمادا) لیکن اگر عدالت کو اختیار سماعت ایسے مقدمات کا ہے تو ہم یہ حجت کرتے ہیں کہ عدالت پر فرض ہے کہ نسبت جواز حکم برادری سے خارج کرنیکے تحقیقات کرے عدالت اوس حکم کو نافذ نہ کرے گی جب تک کہ اوسکو یہ اطمینان نہو کہ وہ بوجوہ جائز صادر کیا گیا تھا عدالت ماتحت کی یہ تجویز غلط ہے کہ جواز حکم مذکور کی نسبت عدالت دیوانی تحقیقات نہیں کرسکتی حکم سزا برادری سے خارج کرنیکا اس مقدمہ میں یکطرفہ اور بلا دینے موقع ثابت کرنیکے بیگناہی ہے اوس الزام سے جو لگایا گیا صادر کیا گیا تھا ...

(۱) ... انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰

سنہ ۱۸۹۹ع
اپیل ۱۲۲ بنام پلاپا

سم بلا سماعت ملزم قرار دئے گئے ان حالات مین حکم برادری سے خارج کرنے کا قطعاً ناجایز ہے اور عدالت انصاف اوسکو نافذ کریگی۔ دیکھو مقدمات ولبھہ بنام رہو سودن (۱) ہونیکا چاریجی بنام سبرایا ودر (۲) ورشنا سامی بنام ویرا سامی (۳) ونکٹاتھہ چیرن بنام اکال دو سیا (۴) دایڈوکیٹ جنرل بمبئی بنام دیو جی بھیم (۵) اور پراگ جی بنام گوبند (۶) وگنپتی بنام بھارتی (۷) و ملکہ معظمہ بنام شنکر (۸)

ایچ سی کہاجی بنجا نب رسپانڈنٹ (مدعی) اختیار سماعت عدالت دیوانی کا محض اسوجہ سے ساقط نہیں ہوسکتا کہ نالش مین بحث متعلق برادری کے داخل ہے مقصد نالش ہذا کا یہ نہین ہے کہ کسی برادری کی خود مختاری مین مداخلت کیجاے بلکہ یہ ہے کہ اوس فیصلہ قوم کو جو سوامی نے شایع کیا جو فی نفسہٖ اس قوم کا ہے اثر پذیر کیا جاے آئین ۱۸۸۲ع کی رو سے عدالت اس قسم کی نالش کی سماعت سے ممنوع نہین ہے۔ دیکھو مقدمہ پراگ جی بنام گوبند (۶) یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکم سزا برادری سے خارج کرنے کا ناکافی وجوہ پر اور بلا تحقیقات مناسب کے صادر ہوا تھا لیکن محض ایک بیان بلا کسی ثبوت کے بے حکم برادری سے خارج کرنے کا قرین انصاف اور مناسب تصور کیا جاے گا جب تک کہ خلاف اسکے ثابت نہو

پارسنس صاحب جسٹس اس مقدمہ مین مدعی نے جو پوجاری ایک مندر متعام گاؤن کا ہے نالش واسطے حکم امتناعی کے دایر کی کہ مدعا علیہم کو ممانعت کیجاے کہ مندر مین داخل نہون اور مورت کو نہ چھوئین اور نہ اوسکی پوجا کرین اور وجہ یہ ہے کہ سوامی نے اون کو بوجہ بدچلنی کے برادری سے خارج کیا ہے۔ مدعا علیہم نے یہ تسلیم اختیار سوامی کے نسبت برادری سے بوجہ مناسبت خارج کرنیکے نسبت واقعہ اور جواز حکم خارج کرنے کے اعتراض کیا۔

حاکم عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عدالت دیوانی کو اختیار عطا کرنے حکم امتناعی کا ہے لیکن وہ نسبت جواز حکم خارج کرنے کے تحقیقات نہین کر سکتی مجکو مسئلہ آخر سے اسمقدمہ مین جسمین حقوق مدنی معرض خطر مین ہین اتفاق نہین ہے فریقین قوم جین سے ہین اور سوامی اونکا افسر مذہبی ہے اس حیثیت سے اوسکو اختیار برادری سے خارج کرنے اون لوگون کا حاصل ہوسکتا ہے جو خواہ عہد

(۱) (۱۸۸۸ع) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ (۲) (۱۸۸۰ع) مدراس جلد ۳ صفحہ ۹۰ (۳) (۱۸۸۶ع) (۴) (۱۸۹۵ع) مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۳۳
(۴) (۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۴۳ (۵) (۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۰
(۶) (۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۰ (۷) (۱۸۹۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۹۲
(۸) (۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۳۸۱

سنہ ۱۸۹۶ء

ابیلا بنام پدایا

مذہب کی خلاف ورزی کرین لیکن جب یہ استدعا کیجاے کہ منظوری قانونی کسی جرم مذہبی کی نسبت بذریعہ نفاذ حکم خارج کرنے کے حاصل کیجاے اور اس طرح پر لوگون کو حقوق مدنی سے محروم کیا جاے کہ جنکے وہ اور طرح پر کام مین لانے کے مستحق ہون تو ہمیشہ عدالت دیوانی کو جسکی مدد اوسکے نفاذ کے لئے طلب کیجاے ضرور یہ اختیار رہیگا کہ اس امر کی تحقیقات کرے کہ آیا وہ حکم جو سوامی نے صادر کیا باستعمال مناسب اپنے اختیار کے کیا یا نہین۔ ۱۲۵

اس امر کی نسبت کوئی اختلاف اسناد مین نہین معلوم ہوتا مقدمہ گرشنا سامی بنام ویراسامی (۱) برادری سے خارج کیا جانا اس بنا پر ناجائز قرار دیا گیا تہا کہ تحقیقات یکطرفہ قسم کی تہی مقدمہ رونگما چالاتی بنام سبرایادو (۲) اس تحقیقات کا حکم دیا گیا تہا کہ برادری سے خارج کیا جانا اور اسوجہ سے مندر سے خارج کیا جانا جائز تہا یا نہین مقدمہ گنگی ہیٹ بنام بہارتی سوامی (۳) ۱۰۰ یہ تجویز ہوئی تہی کہ بعض معاملہ متعلقہ رواج ہاے برادری مین جنکی نسبت افسر مذہبی کو اختیار ہے اور جو اپنا اختیار باحتیاط مناسب و بمطابقت رواج برادری کے استعمال کرتا ہے عدالت دیوانی دست اندازی نہین کرسکتی مقدمہ ایڈوکیٹ جنرل بمبئی بنام ویوڈہیم دیو کر (۴) یہی اصول بیان کیا گیا تہا یعنی یہ کہ اگر عدالت خانگی ایسے طریقہ سے عمل کرے جو معمولی اصول انصاف کے مطابق ہو تو عدالت دیوانی کو کوئی اختیار مداخلت کا نہین ہے لیکن کارروائیات مذکور کا انصاف کے ساتہ ہونا ضرور ہے اسی طرح مقدمہ جگناتہ جی بنام اکالی دہسیا (۵) مین بہی یہ قرار دیا گیا تہا کہ عدالت ہاے انصاف کو اختیار ہے کہ کسی جماعت غیر سرکاری کے فیصلہ مین مداخلت کرین بشرطیکہ اولاً یہ ثابت کیا جاے کہ قواعد جماعت مذکور کے جنکے بموجب فیصلہ کیا گیا خلاف انصاف قدرتی کے ہین ثانیاً یہ کہ فیصلہ خلاف قواعد جماعت مذکور کے ہے ثالثاً یہ کہ فیصلہ بنیک نیتی نہین کیا گیا مقدمہ پراگ جی بنام گوبند (۶) ولیسٹ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا کہ صاف ظاہر ہے کہ عدالت ہاے دیوانی تحقیقات اور تجویز نسبت امر متعلقہ برادری کے بہی اوس حالت مین کرسکتی ہین کہ جب شرکت اور نیک نامی کسی شریک مین بے انصافی سے مضرت پہونچائی گئی ہو شہادت قانون رواجی کسی قوم کا لینا اور لحاظ کرنا قانون اور ظاہر راے اکثر اشخاص جسپر بموجب قانون مذکور کے عمل کیا گیا امور قومی مین دست اندازی نہین ہے

(۱) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ (۲) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۹۳

(۳) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۲ (۴) (سنہ ۱۸۷۰ء) بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۰۵

(۵) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۳ (۶) (سنہ ۱۸۷۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۲

سنہ ۱۸۹۶ع
اپیل
بنام
جہاپا
۱۲۶

ایسا کرنا محض تسلیم کرنا وجود قوم کا بطور ایسی جماعتون کے ہے جنکو حقوق مدنی اور ایسی خودمختاری حاصل ہے جو واسطے اغراض اونکے وجود کے مناسب ہے صاحب جج ضلع نے حوالہ مقدمہ دیا رام بنام جسیابہٹ (۱) کا دیا ہے کہ اوسکی رو سے اصول خلاف قرار پایا ہے لیکن اونھون نے صحیح طور پر تعبیر اوس فیصلہ کی نہین کی جو جیسا کہ صاف طور پر بیان کیا گیا تھا بحسب حالات مقدمہ موجودہ کے صادر کیا گیا تھا اور جو بیانات فریقین اور اقرارنامہ سپردگی پر منحصر تھا اور نہ عام اختیار سماعت پر۔

اوس مقدمہ مین جس کی تجویز ہم اب کر رہے ہین حکم برادری سے خارج کیے جانے کا تمام اشخاص قوم نے صادر نہین کیا بلکہ ایک شخص نے یعنی سوامی یا مذہبی افسر اوس فرقہ نے جسمین فریقین داخل ہین اور اوسکے جواز کی نسبت مدعا علیہم نے اعتراض کیا اور وہ یہ کہتے ہین کہ وے مجرم کسی جرم کے نہ تھے جسکے واسطے حکم برادری سے خارج کرنے کا مناسب طور پر صادر ہو سکتا تھا اور یہ کہ تحقیقات نسبت اون کے چال چلن کے سوامی نے یکطرفہ اور بلا اون کو اطلاع دینے کے کی تھی مین خیال کرتا ہون کہ عدالت دیوانی کو اختیار تحقیقات کا نسبت عذر مذکور کے ہے اور یہ کہ ذمہ مدعیان کے جو حکم سزا کو نافذ اور اوسکی وجہ سے مدعا علیہم کو اپنے حقوق مدنی سے محروم کرنا چاہتے ہین بار ثبوت اس امر کا ہے کہ حکم مذکور بوجوہ جائز اور بعد تحقیقات منصفانہ اور مناسب کے صادر ہوا تھا۔

پس ہم ایک امر تنقیح طلب نسبت اس امر کے قائم کرتے ہین یعنی آیا حکم سزا بوجوہ جائز بعد تحقیقات منصفانہ و مناسب کے صادر ہوا تھا یا نہین اور ہم حاکم عدالت اپیل ماتحت سے یہ استدعا کرتے ہین کہ امر مذکور کی تجویز کرین اور اگر ضرورت ہو شہادت لین اور اپنی تجویز مصدقہ اس عدالت مین اندر دو ماہ کے ارسال کرین۔

رانادے صاحب جسٹس اس مقدمہ مین فریقین جین ہین اور مختلف شاخ سے خاندان پوجاریان ایک مندر کے ہین اصل دعوی واسطے حکم امتناعی کے تھا کہ اپیلانٹان کو مندر مین داخل ہونے اور مورت کی پوجا کرنے سے ممانعت کیجاے اور وہ وجہ جسکی بنا پر حکم امتناعی کی درخواست کی گئی تہی یہ بیان کی گئی تہی کہ اس قوم کے سوامی نے جسکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتظام مندر مین بھی کچھ دخل تھا اور جس نے مدعی ریاندہٹ کو بطور پوجاری کے کام کرنے کے لیے مقرر کیا تھا برادری سے اونکو خارج کیا تھا اپیلانٹان نے مدعی کے حق متعلقہ مندر سے اور نیز مدعی کے دعوی پوجاری ہونے سے انکار کیا اور اونھون نے علاوہ اوسکے خارج کیے جانے اور [illegible] سے بھی انکار کیا آخر مین اونھون نے یہ عذر کیا کہ دعوی از قسم ایک بحث متعلق ذات [illegible] کے جو از [illegible] اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی سے خارج ہے عدالت ابتدائی نے یہ تجویز کی کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے اور مدعی خاندان پوجاری سے ہے اور یہ کہ

(۱) [illegible] ۱۸۹۶ [illegible] سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

اپیلانٹان مدعا علیہم پر بنا ے ایک وجہ جائز کے برادری سے خارج کیے گیے ہین اور یہ کہ حکم امتناعی مستمرہ اوس وقت تک کے لیے عطا ہونا چاہیے کہ اپیلانٹان پہر برادری مین داخل ہو جائین اپیلانٹان نے اپنے وجوہ اپیل عدالت ضلع مین اختیار عدالت اور نیز ریسپانڈنٹ کے حق نالش اور وقوع اور جواز خارج کیے جانے سے انکار کیا لیکن صاحب جج ضلع نے بعض امور تنقیح طلب قرار دیے (۱) آیا عدالت دیوانی کو اختیار سماعت حاصل ہے یا نہین (۲) آیا برادری سے خارج کیا جانا جائز تہا یا نہین اونہون نے بہت امور کی تجویز بابت مین کی ڈگری بحال رکہی گو اس تجویز متعلقہ امر دوم سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع کو اطمینان اس امر کا ہوا تہا کہ برادری سے خارج کیا جانا مناسب اور جائز تہا تاہم اون الفاظ صریح سے جو بہ خاتمہ تجویز کے استعمال کیے گیے ہین ظاہر ہے کہ جو کچہہ صاحب جج ضلع نے درحقیقت نسبت اس امر کے تجویز کیا یہ تہا کہ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار جواز یا عدم جواز سوای کے حکم خارج کرنے کی بابت تحقیقات کرنے کا نہ تہا اگر بحث اس قسم کی ہوئی کہ نسبت حکم کی بابت تحقیقات ہو سکتی تو صاحب جج ضلع نے اپنی راے صاف طور پر بیان کی کہ برادری سے خارج کیے جانے کی کوئی شکایت وجوہ نہ تہے اور نہ کوئی وجوہ ایسے تہے جنکو عدالت کافی خیال کرے بالفاظ دیگر گو جہان تک ریسپانڈنٹ مدعی کے دعوی حکم امتناعی کو تعلق ہے صاحب جج ضلع یہ تجویز کرنے پر مائل تہے وہ ایک ایسا معاملہ تہا جو عدالت ہاے دیوانی کے اختیار سماعت مین داخل تہا لیکن جبکہ وقوع اور جواز اخراج کا ظہور سے جس پر دعوی حکم امتناعی کا مبنی تہا انکار کیا گیا تو صاحب جج ضلع کی یہ راے تہی کہ عدالت نسبت اس قسم کی جوابدہی کے تحقیقات نہین کر سکتی یہ دونون دلائل صریحاً متناقض معلوم ہوتی ہین اور ہمکو اطمینان ہے کہ رسناد کو غور سے معاینہ کرنے سے کوئی اس قسم کا تناقض پیدا نہین ہوتا۔

اگر حیثیت فریقین کی برعکس ہوتی اور اپیلانٹان حال نے نالش استقرار اپنے حق عہدہ پوجاریان یا مندر مین داخل ہونے اور مورت کی پوجا کرنے کی دائر کی ہوتی تو یہ امر ظاہر ہے کہ اون کو بالکل صریح یہ استحقاق ہوتا کہ عدالت سے واسطے سماعت ایسی نالش کے استدعا کرنے اور اگر جوابدہی برادری سے خارج کیے جانے کی ہوتی تو عدالت سے یہ درخواست کرتے کہ نسبت وقوع اور قابل پابندی ہونے اوس فعل کے تحقیقات کرے بہت سے مقدمات مین یہ فیصلہ ہوا ہے کہ نالش برادری مین داخل کیے جانے کی اور اس امر کے استقرار کی کہ خارج کیا جانا صحیح نہ تہا عدالت دیوانی مین ہو سکتی ہے مقدمات گرسنگیا بنام ہرنادا (۱) جگجیون بنام گوبندرام (۲) واسدیو بنام شنکر (۳) رنگ کاسو وینا پانڈے بنام دیشو (۴)

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۹۰ (۲) انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰
(۳) انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ (۴) انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۵۱

۱۲۸ سنہ ۱۹ء

اپنچا بنام پاپا

واریچالم بنام اودیاگری (۱) اوسری نواس بنام ترو ونگدا (۲) کرشنا سامی بنام کرشنا ماچاریلو (۳)
ملاحظہ طلب بمقدمہ گوپال بنام گوارین (۴) نالش منجانب مدعی اپنی برادری مین پہر داخل کئے جانے
کی جس سے وہ بوجہ الزام زنا کے جو مدعا علیہ نے لگایا تہا خارج کیا گیا تہا دائر ہوئی تہی ایسی صورت مین
یہ تجویز ہوئی تہی کہ مدعا علیہ عذر جائز ہونیکا کر سکتا ہے اور مدعی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ الزام غلط تہا
بمقدمہ وینکٹاچالاپتی بنام سبرایادو (۵) یہ تجویز ہوئی تہی کہ ایک عام مندر مین پرستش کرنے کا حق ایک
حق ملکی ہے اور جبکہ اوسکی نسبت بربنائے برادری سے خارج کئے جانے کے اعتراض کیا جاوے
تو عدالت کو اختیار ہے کہ نسبت جابری کے تحقیقات کرے اور جبکہ ضرورت ہو تو اوسپر لازم ہے کہ
اون بناہاے مذہبی پر غور کرے جنپر خارج کیا جانا مبنی ہے اس قسم کی تحقیقات مین یہ ثابت کرنا ضروری ہے
کہ سوامی کو اختیار تہا اور صریحًا استقرار کیا گیا تہا اور حکم خارج کئے جانے کا بموجب رواج کے اور بعد تمام
جواب شخص ملزم کے صادر ہوا تہا یہی راے زیادہ قوی طور پر بمقدمہ مکنتاتہ چرن بنام اکالی واسیدا (۶)
ظاہر کی گئی تہی اوس مقدمہ مین بہی مدعی کے ایک عبادت گاہ مین داخل ہونے کے حق سے بوجہ
اخراج مذکورہ کثرت راے سماج کے انکار کیا گیا تہا عدالت نے نظیر مقدمہ گوپال بنام گوارین
(۷) کی تقلید کی اور نظیر بمبئی بمقدمہ پراگ جی بنام گوبند (۸) سے اختلاف کیا یہ کہا گیا تہا کہ اگر
یہ نظیر آخر الذکر قبول بہی کیجاے تاہم یہ دیکہنا ضرور ہوگا کہ آیا حکم جو کثرت راے سے صادر ہوا
مناسب طور پر اور نیک نیتی سے صادر کیا گیا تہا یا نہین اور یہ کہ وہ مطابق انصاف قدرتی کے تہا
یا نہین بمقدمہ گنپتی بہٹ بنام بہارتی سوامی (۹) کہ وہ بہی ایک مقدمہ برادری سے خارج کئے جانے
کا تہا یہ تجویز ہوئی تہی کہ بلاشبہ گرو کو حق استعمال کرنے اپنے اختیار کا بموجب رواج قوم کے ہے
اور جبکہ وہ اپنے اختیار کو باعتبار مناسب اور بموجب رواج کے استعمال کرے تو عدالت ہاے
دیوانی اوسکے فعل مین مزاحم نہونگی مقدمہ مراسی بنام سنبا (۱۰) ملاحظہ طلب اگر ان حدود سے تجاوز
کیا جاوے تو کوئی حفاظت نہین ہے دیکہو مقدمہ ملکہ بنام شنکر (۱۱) اسی طرح بمقدمہ کرشنا سامی بنام
ویراسامی (۱۲) یہ تجویز ہوئی تہی کہ جب اخراج کا حکم نیک نیتی سے لیکن بوجہ غلط یقین کے نسبت کسی
۱۲۹ امر واقعہ کے بہی صادر کیا گیا ہو اور یہ دکہلایا جاوے کہ مدعی مجرم اوس بداعمالی کا نہ تہا جو اوس سے

(۱) ۱۸۶۳ء ہائیکورٹ رپورٹس مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۳ ۔ (۲) ۱۸۷۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ ۔
(۳) ۱۸۸۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ ۔ (۴) ۱۸۶۸ء ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۹ ۔
(۵) ۱۸۸۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۹ ۔ (۶) ۱۸۸۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۰ ۔
(۷) ۱۸۶۸ء ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۵۵ ۔ (۸) ۱۸۸۱ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۹۰ ۔
(۹) ۱۸۹۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۲ ۔ (۱۰) ۱۸۸۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۰ ۔
(۱۱) ۱۸۸۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۳۸۱ ۔ (۱۲) ۱۸۹۱ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۳ ۔

سنہ ۱۸۹۰ع

ایضاً بنام پھاپا

منسوب کی گئی تہی تو اوسکو استحقاق منسوخ کرانے حکم اخراج کا ہے کرنن صاحب جسٹس نے جنہون نے مقدمہ کو فیصل کیا یہ رائے ظاہر کی کہ جو رواج قوم جس کی رو سے بلا اطلاع کے خارج کیا جاتا روا ہونا جایز ہوگا عقیدہ قومی قانون سے بڑہ جاوے اوس سے باہر نہین ہے دستور اور رواج محض تابع قانون کے اور نہ خلاف اوسکے ہین۔

جب کوئی شخص اپنی قوم سے بوجہ زنا مظہرہ کے خارج کیا گیا تہا اور قوم نے اوسکو کوئی موقع اپنی جواب دہی کا نہین دیا تہا حکم اخراج منسوخ کیا گیا۔ مقدمہ ولبہ بنام ہموسودن (۱) ملاحظہ طلب امر واقعی یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات مین عدالت جماعت قوم کو مثل دیگر جماعت ہاے یا کلب ہاے اختیاری کے تصور کرتی ہین اگر انکی کارروائیات بہ نیک نیتی اور منصفانہ طور پر عمل مین آئی ہون تو انکی کارروائی منظور کیجاتی ہے ورنہ نہین اصول فیصلجات مقدمہ ایڈوکیٹ جنرل بنام ڈیویڈ بیوکر (۲) جس مین نزاع مابین فریقین قوم بنی اسرائیل کے تہا اور مقدمہ گوم پر بنام گولڈنگہام (۳) جو متعلق ایک کلب کے تہا مساوی طور پر برادری سے خارج کئے جانے سے متعلق ہین اگر اختیار سماعت ہو اور کارروائی منصفانہ طور پر اور نیک نیتی سے کی گئی ہو تو فعل قوم یا جماعت یا کلب کا بحال رکہا جاتا ہے بوجوہ بعینہ حکام کے جنہون نے فیصلہ مقدمہ چکنبا بنام اکالی واسیہ کیا عدالت ہاے دیوانی کو اگرچہ ممکن ہو معاملہ قوم سے خارج کئے جانے مین اوس سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیے کہ جسقدر بصورت جماعت ہاے اختیاری کے ضروری ہے درحقیقت یہ حجت کیجا سکتی ہے کہ دفعہ ۲ آئین ۱۱ سنہ ۱۸۸۲ع کی رو سے ایک خاص قید اختیار عدالت ہاے احاطہ ہذا مین لگائی گئی ہے لیکن یہ حجت صحیح نہین ہے جیسی کہ ولیسٹ صاحب جسٹس نے بمقدمہ اتندراؤ بنام شنکر تجویز کی ہے اور جیساکہ حاکم موصوف نے بمقدمہ پراگ جی بنام گوبند اور سارجنٹ صاحب جسٹس نے بمقدمہ مرار جی بنام سوبا قرار دیا ہے دفعہ ۱۱ آئین ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع صرف مانع اس قسم کی دست اندازی کی ہے جس سے احتمال مضرت پہونچنے کا قوم کے خود اختیاری حکمون پر ہو خود دفعہ مذکور مین ایک عبارہ کا رابت ضرر مظہرہ قوم یا نیک نامی کے بشکل ہر جہ کے قایم کیا گیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ عدالتون کو اختیار سماعت اوس صورت مین حاصل ہے کہ جب ضرر بوجہ طریق عمل خلاف قانون یا ناجایز دوسرے فریق کے پہونچا ہو اس قسم کی مخاصمات اور نیک تزاعات قومی مین فرق صحیح کرنا ضرور ہے مثلاً دعاوی جو مابین مخالف فریقین

۱۴۰ ایک ہی قوم کے نسبت جایداد مشترک قوم کے ہون اور دعاوی متعلق افسر قوم ہونے کے ہون اور دعاوی جو بابت عہدے اس امر کے ہون کہ نذر اور اعزاز اور جو خاص اشخاص قوم کو دئے جاتے اور دعاوی جو نسبت کاهن یو جاریون کے خلاف رضامندی قوم کے ہون اور دعاوی جو نسبت جبر

(۱) سنہ ۱۸۷۹ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۴ – (۲) سنہ ۱۸۷۶ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ –

(۳) سنہ ۱۸۸۳ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۱۹ –

سنہ ۱۸۹۸ء
اپچیا بنام چڑیا

ہو لائے جا سکے ضبا فتون مین ہون وعلی ہذا القیاس دیکھو مقدمات گرو بہر بنام کالیادا (۱) ووولیہ بنام نراین (۲)
وٹھار بنام نگر یا (۳) وترامی بنام سوبا وارجا کم بنام ارد باگری ورگوشائین داس بنام گرو داس (۴) وکرشنا
سامی بنام کرشنا (۵) و یارام بنام جھیابہٹ و مہاشنکر بنام ہری شنکر (۶) وگروپا بنام کولن تھاین (۷)
وبچیہ چندر بنام رام چین (۷) و سد بارام بنام سدھا رام (۸) و شنکر بنام ہنما (۹) و سری ہان بنام کرسنا (۱۰)
یہ معاملات ایسے ہین جو اندرونی خود اختیاری انتظام قوم اور اوس کے تعلقات مذہبی پر موثر ہین اور ذات
بابت اونکے صحیح طور پر فیصلہ آئین مجریہ ہوا اوس قسم کے قوانین کی رو سے دیگر بعض مقدمون مین ممنوع السماعت قرار دی گئی ہین

لیکن یہ بھی کہ اس مقدمہ مین صورت ہے جب کہ نسبت کسی شخص کے چال چلن اور حیثیت کے
بطور ایک شخص قوم کے اعتراض کیا گیا ہو اور بتقویت اخراج مظہر وہ کے یہ استدعا کی گئی ہو کہ وہ
کسی عہدہ پوجاری متعلق کسی مندر سے جسکے ساتھ مین اراضیات و آمدنی ہون محروم کیا جاوے
تو ظاہر ہے کہ عدالتون کو ضرور ہے کہ نسبت واقعہ اخراج کے تحقیقات کرین اور دیکھین کہ اخراج مذکور
مطابق رواج قوم اور موافق انصاف قدرتی کے تھا یا نہین شاید عدالت کے لیے یہ لاممکن ہو کہ اون
وجوہ مذہبی کے کافی ہونے کی نسبت تجویز کرے کہ جنپر قوم سے خارج کیا جانا مبنی ہے۔ لیکن وہ اپنا
اطمینان نسبت اس امر کے کر سکتی ہے اور اوسکو کرنا چاہیے کہ وجوہ منصفانہ اور نیک نیتی سے ایسی
کارروائی کے اصل مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ برادری سے خارج کیے جانے
کا حکم مقدمہ ہذا مین اس نوعیت کا تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بد اعمالی جو اپیلانٹ ان سے منسوب کی گئی ہے
یہ ہے کہ وے سوامی کے روبرو حاضر نہین ہوئے اور اونہون نے اراضیات مندر اپنی مقبوضہ مین دیگر
حصہ داران کو حصہ دینے سے انکار کیا صاحب جج ضلع خود بیان کرتے ہین کہ کوئی کافی وجوہ واسطے اخراج
جنکے نہ تھے یہ بھی ظاہر نہین ہے کہ آیا سوامی کو کوئی حق موقوف کرنے یا مقرر کرنے پوجاری مندر کا
تھا یا نہین یا آیا برادری سے خارج کیے جانے کا عملدرآمد اس غرض سے کیا گیا ہے کہ تعمیل ہائی
بندون کی خواہش بابت حصہ اراضیات مندر کی جبریہ کرائی جاوے۔

۱۳۱ اگر اپیلانٹس کو بطور مدعیان حق اس امر کا تھا کہ عدالتعلیہ سے یہ استدعا کرین کہ نسبت واقعہ
اور ضابطہ اور نیک نیتی سے ہوئے کارروائیات اخراج کے تحقیقات کیجاوے تو ظاہر ہے کہ اونکو

(۱) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۔ (۲) سنہ ۱۸۶۲ء رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی مینڈ ہاپ نہائی جلد ۱ صفحہ ۱۱
(۳) سنہ ۱۸۶۶ء رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۔ (۴) سنہ ۱۸۷۵ء کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۱۹۰۔
(۵) سنہ ۱۸۸۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۹۱۔ (۶) سنہ ۱۸۸۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ
(۷) سنہ ۱۸۷۱ء کلکتہ ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۲۳۔ (۸) سنہ ۱۸۷۶ء بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۹۱۔
(۹) سنہ ۱۸۸۱ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۰۔ (۱۰) سنہ ۱۸۶۳ء رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۱

زیادہ وقوی حق بحیثیت مدعا علیہم کے اس امر پر اصرار کرنے کا تہا کہ جس قسم کی تحقیقات قبل اسکے کیجائے کہ حکم انفصالی بمقابلہ انکے صادر ہو۔ اپیل بنام پنڈ پاپا

ایس ہمکو ضرور ہے کہ مقدمہ کو واسطے تجویز متعلق امر تنقیح طلب نسبت باضابطہ اور نیک نیتی سے صادر ہونے حکم اخراج کے واپس کرین۔

مقدمہ واپس کیا گیا۔

یادداشت ضروری۔ بمطابق واپسی کے صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ حکم برادری سے خارج کئے جانے کا بوجوہ جایز بعد تحقیقات منصفانہ و مناسب کے صادر نہیں ہوا تہا۔

مطابق اس تجویز کے ہائیکورٹ نے ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۲ فروری ۱۸۸۷ء صفحہ کتاب انگریزی ۱۳۱

راجارام وبکرس دیگر (ابتدائی مدعا علیہا نمبر ۲) اپیلانٹان بنام گنیش (ابتدائی مدعی) و مدعا علیہ نمبر ۳ ریسپانڈنٹ

ہبہ منسوخی ہبہ برت۔ ہبہ برت کا جواز ہبہ مذکور کا۔ انتقال جبریہ برت کا ناجایز ہونا انتقال خانگی قطعی طور پر جسوقت ہبہ کر دیا جائے اور واہب جملہ مراتب جو اوسکے اختیار مین واسطے اوسکے موثر کئے ہون عمل مین لائے تو ہبہ مذکور مکمل ہے اور وہ اوسکو بذریعہ وصیت نامہ مابعد کے منسوخ نہیں کر سکتا برت اجرای ڈگری مین نیلام نہیں ہو سکتی اس قسم کا انتقال جبریہ نہ صرف خلاف دہرم شاستر اور مصلحت عامہ کے ہے بلکہ نیز خلاف احکام دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے لیکن انتقالات خانگی قطعاً ممنوع نہین ہین کوئی قاعدہ عام اس قسم کے معاملات مین پیش نہین کیا جا سکتا قواعد وراثت ہر خاص خیرات و عہدہ پر منحصر ہین اس بارہ مین رواج و دستور جسکے قانون پر جسکی روسے تقسیم اور انتقال دونون منع مین حاوی اور مرجح ہون گے۔

۱۳۲ اپیل دوم بنارا ضی فیصلہ راؤ بہادر ڈی جی گہار پورے اسسٹنٹ جج ماتحت رجلا دل متعلقہ ایک شخص کریم بیٹ ابتدائی مالک جایداد متنازعہ کا تہا جس مین (اول) ایک مکان واقع موضع ... (دوم) چہارم حصہ ایک موضع انعام (سوم) ایک حق خدمت مندر جسری ترمبکیشور چہارم نصف او پادہیک یعنی برت (۱) متعلقہ تیرتھ کوشاورتہ جو ایک متبرک جگہ مخرج دریائے گوداوری ہے داخل تہے

* اپیل دوم نمبر ۴۹۳ سنہ ۱۸۸۵ء۔ (۱) برت ایک عہدہ پوجاری کا ہے جس کے ذریعے بعض خدمات مذہبی متعلقہ تیرتھ کے عمل مین آتی ہین جو برت والے ان کو یاترا والے ان خدمات کے اجرت دیتے ہین دیکہو جلد ۹ جج بمبئی صفحہ ۴۹۰ سنہ ۱۸۷۲ء

۱۹۱۵ء راجارام بنام گنیشن

ہیبکم بہٹ نے ہبہ کل جایداد متنازعہ کا بحق مدعی بذریعہ ایک بخشش پتر (ہبہ نامہ) مورخہ ۱۶ - نومبر ۱۸۹۹ء کے کر

بتاریخ ہبہ مکان و موضع الغام بقبضہ مرتہن تہے جنکو ہاں ہیبکم بہٹ نے اونکو رہن کیا تہا لیکن ہیبکم بہٹ نے مدعی کو وہ دستاویزات استحقاق سپرد کین جو اوسکے پاس متعلق جایداد کے تہین اور نیز اوس نے نامہ کال سے درخواست کی کہ اوسکا حصہ واقع موضع الغام مدعی کے نام منتقل کیا جاوے۔

نسبت برت کے مدعی نے بعد تحریر ہبہ نامہ کے فوراً ادا کرنا فرائض اپنے عہدہ کا شروع کیا

۵ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ہیبکم بہٹ نے مدعا علیہ نمبر ۱ - کو متبنی کیا اور ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسکی رو سے اوس نے ہبہ نامہ موصوفہ مدعی منسوخ کیا اور کل جایداد اپنے پسر متبنی (مدعا علیہ نمبر ۱) کے نام ہبہ بالوصیت کی ہیبکم بہٹ تہوڑے عرصہ بعد فوت ہوا۔

سنہ ۱۹۱۰ء مین مدعی نے نالش واسطے استقرار اپنے حق کے نسبت جایداد کے بموجب ہبہ نامہ کے جو متوفی نے اوس کے حق مین تحریر کیا تہا۔

مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ ہبہ نامہ اس بنا پر ناجایز ہے کہ اوسکے ساتھ قبضہ نہین دیا گیا تہا اور نسبت برت اور حق خدمت مندر کے یہ حجت کی کہ ہیبکم بہٹ مجاز انتقال ان شیار کا بحق ایک ایسے شخص کے نہ تہا جو خاندان سے بالکل باہر اور غیر تہا۔

ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے ہبہ کو جایز قرار دیا اور مدعی کے دعوی کو منظور کیا۔

مدعا علیہم نے برطبق اس کے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

۱۳۳ داجی اباجی کہارے صاحب نے اپیلانٹان۔ ہبہ نامہ ناجایز ہے کیونکہ اوسکے ساتھ جوالگی قبضہ کی نہین ہوئی جزو جایداد متنازعہ واہب کے قبضہ مین بوقت ہبہ نہ تہا وہ اوس وقت اور اب تک مرتہن کے قبضہ مین ہے برت اور حق پوجا مندر پر واہب بعد تحریر دستاویز کے قابض رہا کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ موہوب لہ نے اون رسیدات پر جو بابت اوس روپیہ کے تہین جو اوسکو ادا کیا گیا اوس کے نام سے دستخط کئے پس ہبہ ناکمل تہا اور اوسکو بعدہٗ واہب نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے منسوخ کیا لیکن اگر یہ فرض کیا جاوے کہ ہبہ مکمل تہا تاہم یہ امر قابل اعتراض ہے کہ برت اور نیز حق پوجا مندر کا بموجب رسم و رواج شاستر کے ناقابل انتقال ہے کوئی عہدہ مذہبی بیع یا رہن نہین ہو سکتا اور مذہبی عہدہ کی قطعی طور پر بیع و شرعی اسکے سپرد ہے مقدمات راجہ ورما ولیا بنام رامن مینی ورما (۱) دوانی بنام انتہا (۲) ملاحظہ طلب ہین برت ایک حق خدمت ذاتی کا ہے اور اس وجہ سے اجرائے کی

سنہ ۱۸۹۰ء
راجارام بنام گنیش

نرق یا نیلام نہین ہو سکتا- مقدمہ گنیش بنام شنکر (۱) ملاحظہ طلب مقدمہ ہذا مین برت ایک شخص
غیر شخص کے نام منتقل کی گئی تہی اس قسم کا انتقال خاندان سے باہر ناجائز ہے- دیکہو مقدمات کپیا
دُورا سامی (۲) اور سگابی بی بنام چہگل رام (۳)-

این جی چنداورکر منجانب رسپانڈنٹان- یہ امر بطور واقعہ کے ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ
ورامدو ابہمان نے کیا تہا اور وہ جملہ مراتب جو ہبہ کے موثر کرنے کے لئے ضروری تہے عمل مین لائے گئے تہے یہ تجویز اس عدالت کے
بصیغہ اپیل دوم قطعی ہے نسبت نا قابل انتقال ہونے برت کے واضح ہو کہ عام طور پر یہ کہنا کہ
برت قطعًا نا قابل انتقال ہے صحیح نہین ہے کوئی اس قسم کا قاعدہ مقدمات منفردہ سے اخذ نہین
ہو سکتا بخلاف اسکے عدالتون نے انتقال جو ہبہ ہو بیاہ کی لڑکی یا ایک شریک خاندان بانی کے جو
سلسلہ وراثت میں قایم رکہا ہے- دیکہو مقدمات سیتارام بہٹ بنام سیتارام (۴) دوسری
بنام رنگا سامی (۵) وینچارام بنام پہان شنکر (۶)- انتقال بحق شخص غیر کے بہی اوس صورت مین
جائز رکہا گیا ہے کہ انتقال مذکور کار خانہ خیرات کے مفید ہو- دیکہو مقدمہ کشن چند رگہوس بنام
(۷) بلا شبہہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ برت اجرای ڈگری مین نیلام نہین ہو سکتی لیکن وہ وجوہ جنکی
۱۳۴ اس قسم کا انتقال منع کیا گیا ہے وہ صورت انتقال خانگی کے متعلق نہین ہین اگر کوئی برت
قرقی و نیلام کے ہو خریدار نیلام ممکن ہے کہ مسلمان یا عیسائی ہو اور وہ پوجا متعلق کرنا پسند
اور نہ وہ مجاز اسکا ہوگا- لیکن یہ اعتراضات انتقال مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہین مقدمہ
بنام جینتی بائی (۸) اس عدالت نے نیلام برت کا اجرای ڈگری مین بہی جائز رکہا ہے لیکن
کہنا صحیح نہین ہے کہ برت کا انتقال کسی حالت مین نہین ہو سکتا یہ امر ہر صورت مین عدالت
تجویز کرنا ہوتا ہے کہ آیا انتقال ایسا ہے جو قایم رہ سکتا ہے یا نہین-

رانا ڈے صاحب جسٹس- وکیل اپیلانٹان نے اس مقدمہ مین بحث
اپنی تقریر مین ہمارے روبرو پیش کین- اول یہ کہ ہبہ اس مقدمہ مین ناجائز تہا- کیونکہ اوسکا
بذریعہ انتقال قبضہ کے نہین ہوا اور بعد ازان اوسکو واہب نے منسوخ کیا دوسرا انتقال برت
سے ناجائز تہا کہ وہ انتقال ایک ہبہ پوجاری موروثی کا خاندان سے باہر ایک غیر شخص کے نام کیا گیا

(۱) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۳۹۵- (۲) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۳) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ [illegible]- (۴) (سنہ [illegible]) بمبئی ہائی کورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۵) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ ۳۴۳ (۶) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۷) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۸) (سنہ [illegible]) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۱۰ع
راجارام
بنام
گنیش

نسبت حجت اول کے ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے بحق ریسپانڈنٹ تجویز کی ہے کہ قبضہ کا انتقال بحق ریسپانڈنٹ منجانب واہب کے ہوا جو جملہ مراتب ضروری اور جو اوسکے اختیار مین تھے اوسکے اثر پذیر ہونیکے لئے عمل مین لایا گیا تھا۔ وہ اتفاقی تھے اور ہمکو تجویز متفق ہر دو عدالت ہاے ماتحت کو قبول کرنی چاہیے جو تجویز بہ لحاظ اپیل دوم قابل پابندی ہے واہب نے دستاویزات متعلقہ برشدہ ریسپانڈنٹ کے پاس منتقل کین اور اوس نے حکام مال سے بھی درخواست کی کہ متعلق واقع موضع انعام بنام ریسپانڈنٹ منتقل کیا جاے واہب موضع انعام اور مکان پر قابض تھا قبضہ اوس نے اپنے داماد کے پاس رہن کیا تہا انتقال قبضہ واقعی کا بلحاظ نوعیت حالات کے اوس وقت تک ناممکن تہا کہ فک رہن ادا ہوجاے کام بوجہ امتناع کار ریسپانڈنٹ انجام پاتا تھا جس نے رسیدات پر واہب کے نام سے دستخط کئے تھے پس ہمکو ضرور ہے کہ اس عذر کو نامنظور کرین اگر ہبہ کا عملدرآمد اس طرح پر ہوا تھا کہ واہب نے جملہ مراتب جو اوسکے اختیار مین واسطے اوسکی تکمیل کے تھے پورے کئے تو ہبہ مکمل ہو گیا۔ اور واہب کو کوئی اختیار اوسکے منسوخ کرنے کا بذریعہ وصیت نامہ مابعد کے نہ تہا جیسا کہ اوس نے مقدمہ ہذا مین کرنا چاہا۔

۱۳۵ دوسری حجت ناجوازی کی زیادہ دقت طلب معلوم ہوتی ہے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ عذر کہ برت ناقابل انتقال تھی عدالت مرافعہ اولی مین پیش کیا گیا تہا اور اوسکا فیصلہ خلاف اپیلانٹان عدالت مذکور نے کیا جو اپیل عدالت ضلع مین یہ امر پیش ہوا لیکن تجویز عدالت اپیل ماتحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس پر وہان استدلال نہین کیا گیا اس سے بلا شبہ اپیلانٹان کا حق نسبت پیش کرنے اس بحث کے اپیل دوم مین زائل نہین ہوتا۔ دیکھو مقدمہ کتیا بنام نورا سامی (۱)

اسناد محولہ اور دیگر اسناد سے جنکا آیندہ ذکر کیا جائیگا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالتون نے تاثیر ان برتون کے جیسی کہ برت متنازعہ مقدمہ ہذا ہین اور اون برتون سے جنکی تعریف مقدمہ گنیش بنام شنکر (۲) مین کی گئی ہے اور حق موروثی پوجا مندرون خاص و عام کے اور نیز مابین اوس انتقال کے جو بحق شخص غیر اور شرکاے خاندان کے کیا جاے اور آخرالامر مین انتقال جبریہ اور انتقال خانگی کے فرق رکہا ہے انتقال جبریہ بذریعہ نیلام اجراے ڈگری جملہ مقدمات مین نامنظور کیا گیا ہے کیونکہ وہ عرف و برہم شاستر اور مصلحت عام کے خلاف ہے بلکہ احکام دفعہ ۲۶۶ کے خلاف ہے اسلئے کہ وہ حقوق خدمت ذاتی کے ہین۔ دیکھو مقدمات گنیش بنام شنکر و گوبند بنام رام کرشن (۳)

(۱) ... انڈین لا رپورٹ سلسلۂ مدراس جلد ۲۶ صفحہ ۴۰۔ (۲) ... انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۵

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۶ (۱۸۸۷)

وکالیچرن بنام کنشی موہن داس (۱) و درگا بی بی بنام چنچل رام (۲) و گوبردھن بنام سری نواس (۳) اس قسم کے نیلامات جبریہ سے ممکن ہے کہ اس قسم کی جائداد ایسے اشخاص کے پاس منتقل ہو جائیں جو خدمات عہدہ مذکور کے انجام دینے کے نا قابل ہیں در صورت انتقالات خانگی کے یہ عذر مساوی طور پر صحیح نہیں ہو سکتا اور انتقالات خانگی قطعاً ممنوع نہیں ہیں انتقالات بحق اشخاص غیر در حقیقت پسند نہیں کئے گئے ہیں جیسا کہ نظائر مقدمات ذیل سے ظاہر ہوگا سامی درماو لیا بنام رام درما (۴) و تراستھا بنام انتہا (۵) و راجہ درماو لیا بنام اودی درما کوبہی کٹی (۶) و کیا کے لانا کوئل کنی بنام یادوائل ولاین گوٹ (۷) و ابرجیرا کال کو... نم بنام موتبا ابرا (۸) و ونکٹا ایلیہ بنام سری نواس آینگار (۹)

۱۳۶ اگر ان فیصلجات میں سے متعلق عہدہ ہائے مندر واقع احاطہ مدراس کے ہیں جہاں رائے خلاف انتقال کے بہت سخت ہے دیگر حصص ہند میں اقتناعات کم سختی سے نافذ کئے جاتے ہیں خصوصاً جبکہ منتقل الیہ شریک قریبی خاندان کا ہو اس احاطہ میں بمقدمہ سیتا رام بہٹ بنام سیتا رام گنیش (۱۰) یہ تجویز کی گئی کہ جب نزاع متعلق عہدہ مندر کے تھی تو انتقال بحق پولوں کے جو بذریعہ دست برداری منجانب دادا کے کیا گیا تھا ناجائز نہ تھا یہ اصول مکرر بمقدمہ منی رام بنام پران شنکر (۱۱) قرار دیا گیا تھا جس میں نزاع متعلق ایک جوشی برت کے تھا اور یہ تجویز ہوئی کہ انتقال بحق ایک شریک سلسلہ وراثت یا وارث امکانی یعنی بندہ ہو باپ پنڈت کے ناجائز ہوگا بجز اسکے کہ کوئی بانی صریح بانی کی باقاعدہ یا رواج خلاف اسکے ہو بمقدمہ گنیش چند رگھوس بنام ہری داس بندہ ہو (۱۲) انتقال منجانب کل خاندان بحیثیت ایک خاص صورت کے مع اوسکی الاراضی وقف کے بحق ایک شخص غیر کے اس وجہ سے جائز کہا گیا کہ اوس سے فائدہ مورث کا تھا اور اغراض بانی اصلی کا نفاذ منصور تھا اسی قسم کا انتقال بابت ایک مندر عام کے جائز قرار دیا گیا تھا دیکھو مقدمہ کنور درگا ناتھ رائے بنام رام چندر سین (۱۳) جبکہ انتقال منجانب ایک مجلہ چندہ دہندگان مندر کے خاص اوسکے فائدہ کے لئے کیا گیا تھا تو انتقال ناجائز تجویز ہوا دیکھو مقدمات کو لی

سنہ ... رامارام بنام گنیش

(۱) (۱۸۶۸ء) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۱۔ (۲) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۸

(۳) (۱۸۷۰ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۶۱۷۔ (۴) (۱۸۷۸ء) انڈین اپیلیز جلد ۴ صفحہ ۸۰

(۵) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۰۱۔ (۶) (۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۵

(۷) (۱۸۶۶ء) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۸۰۔ (۸) (۱۸۷۳ء) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۱۰

(۹) (۱۸۷۰ء) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۲ (۱۰) (۱۸۶۹ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۵۰

(۱۱) (۱۸۷۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۹۰ (۱۲) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۵

(۱۳) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۱۔

سنہ ۱۸۹۱ء — راجا رام بنام گنیش

بنام دودا ساجی و نرابہا بنام انتہا بمقدمہ اگر داس بنام جنید شیکھوداس (۱) اس قسم کا انتقال بعد حیات انتقال کنندہ کے ناجائز تجویز ہوا بمقدمہ کو یا بنام نوراسامی انتقال بحق ایسے شخص کے جو سلسلہ ورثا میں نہ تہا نامنظور کیا گیا بمقدمہ درگابی بی بنام چھگن رام انتقال جو خاندان سے باہر کیا گیا تہا ناجائز قرار پایا بمقدمہ سدا شیو بنام جنتی بائی (۲) بخلاف اس کے اجرا ایک ڈگری کا جس میں ہدایت نیلام برت کی تہی جائز قرار دیا گیا۔

پس یہ ظاہر ہوگا کہ درصورت انتقالات خانگی کے امتناع عام طور پر متعلق نہیں ہے جیسا کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے فرمایا ہے کوئی عام رواج اس قسم کے معاملات میں پیش نہیں کیا جا سکتا قواعد وراثت ہر خاص کارخانہ یا عہدہ کی نوعیت پر منحصر ہیں اور اس بارہ میں رواج اور نیز آمد مسئلہ قانون پر جسکی رو سے ملکا تقسیم اور انتقال ہر دو ممنوع ہیں حاوی او جع ہونے دیکھو مقدمات راجہ ستو راما لنگا سیتھپتی بنام پیریا ناباگم تہے (۳) اور گرداری داس بنام نندکشور داس

١٣٧ حسنت (۴) و راجہ و رما ولیا بنام رہی ورما موتہا وگیسلا پوری بنام جنترلوپری (۵) و درگابی بی بنام چھگن رام (۶) و راما لنگم پٹے بنام وتہی لنگم پلے (۶) و منی رام بنام پران شنکر لیکن بتقویت رواج حق محدود تقسیم و انتقال کا قایم ہو سکتا ہے اور رواج بذریعہ شہادت کے ہر قسم کے مقدمات میں دریافت ہو سکتا ہے۔

چونکہ اس امر کی نسبت باضابطہ تحقیقات نہیں ہوئی لہذا مقرر ہوا کہ امور تنقیح طلب مندرجہ ذیل عدالت ماتحت میں بہیجے جائیں اور انکی نسبت تجویز حاصل کیجائے۔

(۱) آیا رواج یا دستور انتقال یا ہبہ برت متنازعہ اور پوجا مندر کا خواہ عام طور پر یا بحق خاص اقسام ورثا یا رشتہ مندوں کے ثابت ہے یا نہیں۔

(۲) آیا ہبہ بحق مدعیان اس قسم کے رواج یا شرائط کے اندر داخل ہے یا نہیں یا اوس سے رواج شرائط مذکور متعلق ہیں یا نہیں۔

تجویز اور شہادت نقل جائے اگر کچھ ہو اس عدالت میں اندر دو ماہ کے ارسال کیجائے۔

---

(۱) ... کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ... صفحہ ... ۔ (۲) ... انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ... صفحہ ...

(۳) ... انڈین اپیلیس جلد ... صفحہ ۲۰۹ ۔ (۴) ... اپیل ہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ... صفحہ ...

(۵) ... انڈین اپیلیس جلد ۳ صفحہ ۱۰ ۔ (۶) ... انڈین لا رپورٹ سلسلہ ... جلد ... صفحہ ۲۵۰

یکم مارچ ۱۹۰۵ء
سوکرنی پانڈو رنگ کا ۱۴۷

اجلاس کامل صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سری ایف فیرن صاحب قائمقام چیف جسٹس و کنیڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

بہادر راؤ وغیرہ (ابتدائی مدعا علیہم نمبر ۱ و ۱۹ و ۲۰) اپیلانٹان بنام **رگھمن** وغیرہ (ابتدائی مدعیان) ریسپانڈنٹان *

تقسیم۔ انتقال منجانب شرکا کے۔ قبضہ منجانب منتقل الیہ۔ قبضہ مخالفانہ۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعات ۱۲۷ و ۱۴۴۔

جبکہ شرکا نے اپنے حصص واقع جائداد مشترکہ کا انتقال بذریعہ بیع اور رہن کے کیا ہو اور منتقل الیہ کا قبضہ زائد بارہ برس سے رہا ہو تو دعوی تقسیم میں بمقابلہ اس قسم کے منتقل الیہم کے میعاد سماعت حسب دفعہ ۱۴۴۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) کے عارض ہے۔

مقدمہ پانڈو رنگ بنام بہاسکر (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا۔

دفعہ ۱۲۷ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) بجز مقدمات ما بین شرکائے خاندان مشترکہ کے متعلق نہیں ہے۔ دو صورت ایسے شخص کے جو خاندان سے علیحدہ ہو اور جو ایسی جائداد سے قابض ہو جو ابتداءً ملکیت خاندان تہی متعلق نہیں ہے۔ بابت ایسے معمولی قاعدہ میعاد سماعت (دفعہ ۱۴۴) متعلق ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایم۔ پی۔ کہابٹے گوباٹ صاحب جج ضلع رتناگری۔

نالش تقسیم و قبضہ۔ مدعی نے دعوی پانچوین حصہ ایک جزو موضع جلسی کا کیا جو خود غیر منقسم ہو چکا تہا۔ لیکن اکثر اراضی مایہ النزاع قبضہ مین حصہ داران کے نہ تہی بلکہ اونکے منتقل الیہم کے قبضہ مین تہی جنکے ہاتہ اونہون نے وقتاً فوقتاً اپنے حصص کو بیع یا رہن کیا تہا۔ منتقل الیہم اس نالش مین مدعا علیہم بنائے گئے تہے اور اون مین سے چند نے عذر قبضہ مخالفانہ بارہ سال سے زیادہ کا پیش کیا مدعا علیہم کی تعداد ۵۰ تہی۔

عدالت ہائے ماتحت نے تقسیم کا حکم صادر کیا صاحب جج ضلع کی یہ رائے تہی کہ نسبت حق تقسیم کے کوئی قبضہ مخالفانہ نہ تہا اور دفعہ ۱۴۴۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) متعلق نہ تہی ذیل مین ایک انتخاب اونکی تجویز کا درج ہے۔

* اپیل ہائے دوم یکجائی نمبر ۹۰۹ و ۹۹۰ ۱۹۰۴ء (۱) (۱۸۸۴ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۷۲۔

سنہ ۱۸۹۷ء

بہادر رائے بنام رگھیمن

"یہ حجت کی گئی ہے کہ جملہ انتقالات جو قبل بارہ سال کے ارجاع نالش سے ہوے بازیافت سے بری ہین کیونکہ نالش بابت اونکے بموجب دفعہ ۱۲۷ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت کے تمادی پذیر ہے لیکن میرا خیال دوسری طرح پر ہے اگر ابتدائی شرکاے ذیلی قابض رہتے تو ظاہر ہے کہ یہ نالش واسطے تقسیم اوس جایداد کے جو مسلماً جایداد مشترکہ ہے بمقابلہ ہر شخص کے بھی تمادی پذیر نہوتی (دیکھو رپورٹ ہای کورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰) پس مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ کیون اوسپر تمادی اوس صورت مین عارض ہو کہ شرکاے ذیلی نے اپنے مرتہنان یا مشتریان کو قابض کرایا ان مشتریان و مرتہنان نے سلسلۃً بعلم اس امر کے قبضہ حاصل کیا تہا کہ وہ جایداد مشترکہ ہے جو آج تک نا تقسیم ہے اونہون نے کوئی فعل ایسا نہین کیا جس سے دیگر شرکاے ذیلی کو ظاہر ہو کہ اونکو ابر وگان کے حق تقسیم سے انکار ہے پس کوئی قبضہ مخالفانہ بابت حق تقسیم کے نہین تہا اور دفعہ ۱۴۴ غیر متعلق ہے بلاشبہہ ان منتقل الیہم کو یہ حق انفصال حاصل ہے کہ جایداد منتقل شدہ جہانتک کہ ممکن ہو حصہ اونکے منتقل کنندگان مین آوے لیکن اگر اونکے پاس کچھ زاید ہو تو وہ بالکل اس طرح پر واسطے مساوی کرنے حصص کے واپس ہو سکتی ہے کہ جس طرح حصہ داران ذیلی ابتدائی سے ہو سکتی تہی"

ورثہ قرہاے جداگانہ مدعاعلیہم نے ہای کورٹ مین اپیل کیا (اپیل ہاے نمبر ۹۰ و ۹۹ و ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۶ء) یہ اپیل روبرو ایک دویژنل کورٹ (فیرن صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس) کے پیش ہوئے حکام موصوف نے نسبت امر مندرجہ ذیل کے اجلاس کامل سے استصواب کیا۔

"آیا بلحاظ اون واقعات کے جو صاحب جج ضلع نے بیان کئے ہین دعوی تقسیم اون اراضیات کا جو قبضہ مشتریان اور مرتہنان اور قابضان کے بذریعہ خریداری ہاے مظہرہ کے بارہ سال سے زیادہ عرصہ سے

۱۳۹ ہین بوجہ عدم سماعت کے ممنوع ہے یا نہین"۔

اجلاس کامل مین فیرن صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و فالٹن صاحب جسٹس اجلاس فرماتے ہر دو اپیل کی سماعت یکجائی کی گئی۔

مانک شاہ طالع یار خان و بہادر بوآر بوڈس منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم) ۔ بطور مرتہنان و مشتریان کے بارہ برس سے زیادہ عرصہ سے بموجب رہن ناموجات و بیعناموجات اوس شخص کا حق کے قابض ہین یہ حجت کی گئی ہے کہ ہمارا قبضہ عرصہ دراز کا کوئی جواب دعوی تقسیم کا نہین ہے اور یہ نتیجہ ہم سے اسی پا سکتے ہین ہم یہ حجت کرتے ہین کہ ہمارا قبضہ مخالف اونکے دعوی کے رہا ہے اور اونکے دعوی پر دفعہ ۱۴۴ ایکٹ میعاد سماعت عارض ہے۔ دیکھو مقدمہ دتو بنام بابا جی (۱) گزشتہ بنا مرافعہ (۲) ہمارے رہن ناموجات مین اراضیات خاص کا ہمارے پاس رہن کیا جانا بیان کیا گیا ہے

(۱) نظائر غیر مطبوعہ سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۰۔ (۲) رپورٹ ۱۸۹۵ء انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵۵۔

سنہ ۱۹۰۹ء اور راہنان (شرکا) بطور مالکان کے بیان کئے گئے ہین ہمکو کوئی تعلق کسی حصہ دار سے بجز راہنان

بھاؤ راو بنام کیشن

کے نہین ہے اور اسوجہ سے جہانتک کہ دیگر شرکا سے تعلق ہے ہمارا قبضہ مخالفانہ رہا ہے بلاشبہہ یہ صحیح ہے کہ شرکاے قابض ایک دوسرے کو محروم نہین کر سکتے اور قبضہ شرکا کا مخالفت دیگر شرکا کے نہین ہوتا لیکن منتقل الیہ کسی شریک کا کوئی شریک نہین ہوتا وہ شخص غیر ہے اور وہ دوسرون کو محروم کر سکتا ہے اور اوسکا قبضہ مخالفانہ ہے دیکھو مقدمات سنگے چندر بنام کالی پرسنو (۱) ولکشمن بنام سوروز (۲) دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے دیکھو مقدمات رام لکھی بنام درگاچرن (۳) وہر غدر بنام انوادہی (۴) ، متوسامی بنام رام کرشن (۵) ورامسنے بنام رانے (۶) مقدمہ پانڈورنگ بنام بھاسکر (۷) ، مندلہ عدالت ہاے ماتحت متعلق نہین ہے -

واسدیو گوپال بھنڈارکر منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) مدعیان کو حق تقسیم و قبضہ کا بمقابلہ مدعاعلیہم حاصل ہے مدعاعلیہم مین سے اون اشخاص کو جنہون نے شرکا سے خریداری کی ہے کوئی حق بہتر بہ نسبت اونکے بایعان کے بمقابلہ دیگر شرکا کے حاصل نہین ہے دیکھو مقدمہ پانڈورنگ بنام بھاسکر (۷) ، مدعاعلیہم نے اراضیات کو یہ جانکر لیا تہا کہ وہ جایداد مشترکہ ہین دفعہ ۱۲۷

۱۴۰ ایکٹ میعاد سماعت مانع دعوی مدعیان کی نہین ہے دیکھو مقدمہ ہر غدر بنام انوادہی (۴) یہ نالش بمقابلہ شرکا کے ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے بمقابلہ اونکے منتقل الیہم کے ہو سکتی ہے مقدمات جھنت بنام بہاودیو (۸) و وناہک بنام سیتابائی (۹) و دینیو بنام جانکی (۱۲) ملاحظہ طلب -

فیرن صاحب چیف جسٹس - ہم خیال کرتے ہین کہ اوس امر کا جواب جسکی نسبت ہم سے استصواب کیا گیا ہے اثبات مین ہونا چاہیے -

اول امر غور طلب یہ ہے کہ کون سی دفعہ ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت کی اس مقدمہ سے متعلق ہے ہم خیال کرتے ہین کہ دفعہ ۱۴۴ و ۱۰ دفعہ ہے جو متعلق ہے دوسری دفعہ جو خیال کیجا سکتی ہے وہ محض دفعہ ۱۲۷ ہے لیکن ہماری دانست مین وہ متعلق نہین ہے دفعہ مذکور اوس میعاد سماعت کی بابت ہے جو جایداد خاندانی مشترکہ سے متعلق ہے اوس مین خاص قاعدہ میعاد سماعت کا جو اس قسم سے متعلق ہے قایم کیا گیا ہے درصورت اس قسم کی جایداد کے محض انقضاے میعاد کوئی اثر نہین رکہتا محرومی کا ہونا بعلاوہ اوس تخلف ...

(۱) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۰ - (۲) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۴۴ -
(۳) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۰۶ - (۴) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۰ -
(۵) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۱ - (۶) (سنہ ۱۸۷۲ء) ریورٹ ہاے بنگال ... جلد ۹ صفحہ ۸۰ ...
(۷) (سنہ ۱۸۶۴ء) رپورٹ ہای کورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۷۲ - (۸) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۱۲ -
(۹) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۰ - (۱۰) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۱۵ -

سنہ ۱۸۹۵ء
بھاگ رام
بنام
بشن

جو غور کیا گیا قبل اسکے ہونا چاہئے کہ میعاد سماعت شروع ہو وہ محض اوس جائداد سے متعلق ہے جو ایسے شرکا کی ہو جو عام زبان میں اہالی خاندان مشترک کہے جاسکتے ہیں دیکھو مقدمہ بادشاہ بنام معصوم شاہ (۱) ہائی کورٹ ہاے الہ آباد اور مدراس نے از روے دفعہ ۱۲۷ اوس جائداد پر محدود کیا ہے جو اصطلاحاً یا حسب مفہوم ہندو خاندان مشترک کی ہو۔ مقدمات امی رحم بنام ضیا احمد (۲) اور بادشاہ بنام محی الدین (۳) ملاحظہ طلب ہماری راے میں وہ دفعہ صورت ایسے شخص سے متعلق نہیں ہے جو خاندان میں نہو اور قابض ایسی جائداد کا ہو جو ابتداءً ملکیت خاندان مشترک کی تھی نسبت اوسکے ہم خیال کرتے ہیں کہ معمولی قاعدہ میعاد سماعت کا متعلق ہے اصل فیصلہ جات نسبت اس امر کے کتاب اسٹار لنگ صاحب متعلق میعاد سماعت صفحہ ۲۰۱ (مطبوعہ سنہ ۱۸۹۵ء) میں جمع کئے گئے ہیں ہمکو صرف مقدمات کاریک چند بنام سرودا سندری دیبی (۴) اور متوسامی بنام رام کرشن (۵) کا حوالہ دینا ضرور ہے۔

پس وہ امر جو اس مقدمہ سے متعلق ہے ضرور مدۂ ۱۴۴ ہوگی اور تحقیقات اس امر پر محدود و کیجاتی ہے کہ آیا قبضہ منتقل الیہم کا مخالف اوسکے منتقل کنندگان اور اونکے شرکا کے رہا ہے یا نہیں ہماری دانست میں یہ حجت مشکل سے ہو سکتی ہے کہ اونکا قبضہ مخالف اونکے منتقل کنندگان کے نہ تھا اشخاص آخر الذکر نے اپنے منتقل الیہم کے پاس بعض محدود اور جداگانہ حصص قیمت سے بیع یا رہن کئے جو اونکے قبضہ یا شرکت میں تھے اور خریدار اونکو اوس پر قابض کرایا دستاویزات کے الفاظ صاف اور غیر مبہم ہیں منتقل کنندگان نے منتقل الیہم کے نام اجزاے جداگانہ اپنے منتقل کئے اور یہ الفاظ یا الفاظ ہم معنی استعمال کئے حدود قطعات منتقل شدہ مندرج ہیں اور منتقل کنندگان نے معاہدہ استحقاق کا کیا ہماری دانست میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو خریدار اس قسم کی دستاویز کی روسے قابض ہو خواہ وہ دستاویز بیع ہو یا رہن بطور مالک قطعی یا محدود کے جیسی کہ صورت ہو اوس خاص قطعہ اراضی کے قابض نہیں ہوا جو اوسکے نام اس طرح پر منتقل کیا گیا یا وہ وہ خریدار ایسے حق کے نہیں ہے کہ وہ عدالت سے بوقت تقسیم یہ استدعا کرے کہ وہ خاص قطعہ جو اوس نے خرید کیا ہے اوسکے منتقل کنندہ شریک کے حصہ میں اس غرض سے ڈالا جاے کہ اوسکی خریداری بموجب اوس اصول کے جو مقدمہ پانڈورنگ بنام بھاسکر (۶) میں قائم کیا گیا ہے اثر پذیر ہوسکے۔

(۱) [illegible] انڈین لاریورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۷۰ (۲) [illegible] انڈین لاریورٹ سلسلۂ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۱
(۳) [illegible] انڈین لاریورٹ سلسلۂ مدراس جلد ۱۰ صفحہ [illegible] (۴) [illegible] انڈین [illegible] (۵) [illegible] بنگال [illegible] جلد ۱۹ صفحہ ۳۲
(۶) [illegible] انڈین لاریورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ [illegible] [illegible] ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ع
بہادر راو
بنام
شنبھن

پس دیکھنا چاہئے کہ خریدار کی حیثیت بلحاظ شرکاء اوسکے بایع یا رہن کے کیا ہے ہماری دانست میں جواب یہ ضرور ہونا چاہئے کہ چونکہ وہ بطور مالک اور بحق اپنے انتقال کے دخیل ہوا لہذا اوسکا قبضہ اونکے بہی مخالف ہے مطابق قانون کے جملہ شرکا اگر وہ بغرض آسایش کے قبضہ جداگانہ حصص جایداد مشترکہ پر رکہتے ہوں مالکان کل جایداد کے مع جزو منتقل شدہ کے ہیں پس ممکن ہے اور در حقیقت یہ صورت ہے کہ اس قسم کے خریدار کو بذریعہ اپنی خریداری کے عدم انفکاک نسبت اوس اراضی کے حاصل نہیں ہوتا جو اوسکے نام ایک شریک واحد نے منتقل کی ہو بلکہ صرف حق محدود مندرجہ مقدمہ پانڈورنگ بنام بہاسکر (محولہ بالا) میں حاصل ہوتا ہے اور وہ بعض حالات میں اگر شرکا نہ ہیر ضروری اندر میعاد ملکینہ قانون کے کریں مستوجب بیدخلی بہی ہے باوجود اسکے یہ نہیں ہو سکتا کہ اوسکا قبضہ بلا شرکت غیرے اسوجہ سے مخالفانہ نہو چونکہ وہ بطور مالک کے دخیل ہوتا ہے لہذا ہم خیال کرتے ہیں کہ اوسکا قبضہ ضرور مخالف مالکان اصلی کے ہوگا قبضہ مخالفانہ اوس دعوی یا استحقاق پر منحصر ہے جسکے بموجب شخص قابض دخیل ہے اور نہ اس امر کے خیال پر کہ ملکیت اصلی کسکو حاصل ہے یعنی آیا شخص واحد کو یا مشترکاً متعدد اشخاص کو قبضہ مخالفانہ اوس شخص کا قبضہ ہے جو اراضی پر بجانب اپنے یا کسی دوسرے شخص کے علاوہ مالک اصلی کے قابض ہو دیکھو رام کسی صاحب جسٹس ۱۴۲ بمقدمہ بجے چندر بنام کالی پرسنو (۱) بحق ایسے قابض کے میعاد سماعت تاریخ اوسکے قبضہ سے شروع ہوتی ہے بشرطیکہ مالک اصلی میں کوئی ناقابلیت نہو اور وہ قابل نالش کرنیکے ہو۔

صاحب جج ضلع نے اس مقدمہ میں اس امر پر استدلال کیا ہے کہ منتقل الیہم کو ضرور معلوم تہا کہ منتقل کنندگان قابضان جداگانہ اوس جایداد کے تہے جو مقبوضہ شراکتی تہی در حقیقت وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا علم مسلمہ ہے بیانات مدعا علیہم منتقل الیہم مندرجہ اونکے بیانات قانونی کے ہماری دانست میں ایسے نہیں ہیں کہ اونکی تعبیر اس قدر کہ مفہوم اونکے ہو سکتے لیکن یہ تسلیم اس امر کے کہ مدعا علیہم یہ جانتے تہے کہ وہ اراضی جسکو اونہوں نے خرید کیا جز و ایک حقیقت غیر منقسم کی تہی تو بہی ہماری دانست میں اوسکا کچہ اثر اس بحث پر نہیں پہونچتا کوئی شخص بموجب ایسے استحقاق کے کہ جسکو وہ ناقص جانتا ہو یا مداخلت بیجا کنندہ بہی بوجہ اپنے علم کے فائدہ قانون میعاد سماعت سے محروم نہیں ہو سکتا اصول مظہرہ مدعہ ۱۴۶ جس سے صریح مشابہت مقدمہ ہذا کو ہے ہماری دانست میں یکسان طور پر خریدار با اطلاع اور خریدار بلا اطلاع سے متعلق ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۷۰ع) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۷

سنہ ۱۸۹۹ع
بہاورداس بنام رکہمن

جو راے کہ ہمنے اوپر ظاہر کی ہے مطابق فیصلہ مقدمہ وتو بنام باباجی (۱) کے ہے لیکن اوس مقدمہ مین یہ نہین معلوم ہوتا کہ مدعا علیہ یہ جانتا تہا کہ اوسنے حق شخص کسی ایک شاخ خاندان کو خرید کیا ہے فیصلہ مقدمہ مذکور کا حوالہ السندہ کے ساتہہ مقدمہ گنیش بنام راجحندر (۲) مین دیا گیا ہے۔

تجویز مقدمہ پانڈورنگ بنام بہاسکر (مقدمہ بالا) نسبت اوس شاخ مقدمہ کے جس پر صاحب جج ضلع نے استدلال کیا ہے ہماری دانست مین بالکل خلاف اوس نتیجہ کے نہین ہے جو ہم نے اخذ کیا ہے اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ بہاسکر خریدار حصہ نیلو واقع جایداد مشترکہ کو یہ ثابت کرنا ضرور تہا کہ نیلو کا حق بمقابلہ پانڈورنگ شریک نیلو کے تاریخ اوسکی خریداری پر تمادی پذیر نہین ہو گیا تہا اوس حد تک اوسکی وہی حیثیت تہی جو نیلو کی تہی اگر نیلو کے حق مین تمادی عارض تہی تو بہاسکر کے حق مین بہی تمادی عارض تہی یہ صاف ظاہر ہے بہاسکر کی خریداری نالش سے کچہہ پیشتر کی معلوم ہوتی ہے بیع سنہ ۱۸۶۔ مین ہوا اور نالش سنہ ۱۸۷۔ مین دائر کی گئی اگر بہاسکر کی خریداری بارہ سال سے زیادہ عرصہ پیشتر از تاریخ نالش سے ہوئی تو مخالفت امور قابل لحاظ پیدا ہوتے علاوہ اسکے وہ مقدمہ زیادہ تر برعکس مقدمہ ہذا کے ہے اور وہ ایک سلسلہ فلاف وعاعلیہم منتقل الیہم کے نہین ہے جو اپنے قبضہ کی حفاظت کرتے ہین اور مسلسل
۱۴۴
کی اداو بطور مدعیان کے نہین چلتے ہے۔

وقت جو ایسے فیصلہ سے ہو گی جو خلاف اوس فیصلہ کے ہوتا جو ہمنے کیا ہے اوس عمل درآمد سے ظاہر ہے جو ضلع رتناگری مین رایج ہے جہان سے یہ اپیل آئے ہین معمولی حالت حقیت کہوتی کی جو قبضہ شرکت مین ہو یہ معلوم ہوتی ہے کہ شرکا اجزاے جداگانہ حقیت پر قابض ہوتے ہین دیکہو مقدمہ بابا سیٹہ بنام جہبیلہ (۳) جیا گڑ ابتدا چند روزہ طور پر واسطے سہولت شرکا کے قبول کی گئی تہی آخر وہ عرصہ دراز تک بلا ہونے کسی تقسیم واقعی کے قایم رہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مندرجہ بالا مین حالت مذکور ایک سو پچاس سال سے زیادہ قایم رہی دوسری مثال اس عملدرآمد کی مقدمہ سالہو بنام نرائن (۴) مین ملے گی اس طرح پر ممکن ہے کہ خریدار اراضی پر جو اوس نے بمعاوضہ قیمتی خریدی پچاس سال یا اوس سے زائد قابض رہے اور اپنے آپکو مالک خیال کرے اور بعد اوس زمانہ کے شرکا اوس کے بایع کے بذریعہ دائر کرنے نالش تقسیم کے اوس کو بیدخل کر دیں اور اوسکو [illegible] بناے کے اوسکو اراضی مذکور سے محروم کرین کوئی میعاد ماعت مفید اوسکے کبہی منتقض نہوگی اگر علم کا ہونا ضروری ہو تو تحقیقات نسبت اوس علم کے کرنی پڑے گی جسکے ساتہہ اوس [illegible]

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ع صفحہ ۱۴۵ (۲) (سنہ ۱۸۹۵ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۵
(۳) (سنہ ۱۸۹۸ع) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی [illegible] (سنہ ۱۸۹۸ع) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۲۳ [illegible]

خریداری کی اس قسم کی تحقیقاتون سے بچنے اور ان استحقاقون کی نسبت امن و امان ۱۹۰۳ء
پیدا کرنے کے لئے جو قبضہ پر منحصر ہین قوانین میعاد سماعت موجود ہین۔ پس اپیل اون اراضیات بہادر سنگھ بنام
سے متعلق ہے جنکی بابت مدعاعلیہم قابض ہین قابلیت نہین رکھتے کہ دستاویزات سے جو کو ثابت کرین رکھن
نسبت اس حجت کے کہ مدعیان کا حق تاریخ انتقال پر رہن تھا واضح ہو کہ یہ ایک
ایسی حجت ہے جو عدالت ماتحت مین پیش نہین کی گئی اور اجلاس کامل سے اوسکی نسبت
استصواب نہین کیا گیا اوس بحث سے کوئی فائدہ بجز فائدہ علمی کے نہین ہے کیونکہ وہ صرف
پانچوین حصہ مدعی کی اراضیات پر حاوی ہے ہم اوسکا تصفیہ ڈویژن بنچ کے واسطے چھوڑتے ہین
اپیل سپرد ڈویژن بنچ کے واسطے تصفیہ کے کیا گیا

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ای الف فیرن صاحب نیٹ چیف جسٹس و کینیڈی صاحب جسٹس

گنپت (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام **آتماجی** (ابتداءً مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ ۱۹۰۳ء

دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ جائداد خاندان شرکاے خاندان شراکت۔ نالش شرکاے
اہل شرکاے خاندان مشترکہ کے۔ نالش منجانب شریک بابت حساب منافع کارخانہ
مشترکہ کے۔ حکم امتناعی۔ خارج کیا جانا شریک کا۔

کوئی شریک خاندان مشترکہ ہنود نالش واسطے حساب منافع شراکت کے جو ملکیت خاندان
مشترکہ بیان کی گئی ہو اور واسطے دلائے جانے اوسکے حصہ منافع مذکور کے جبکہ وہ تحقیق
ہو جاوے نہین کر سکتا۔

یہ قاعدہ دہرم شاستر مانع اس امر کا نہین ہے کہ حکم امتناعی ایسی صورتون مین عطا
کیا جاوے جنمین ایک شریک خاندان کا کاروبار شراکت مین شریک ہونے سے باز رکھا گیا ہو۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈبلیو ای کروصاحب جج ضلع پونا۔

عرضی نالش مین یہ بیان تھا کہ فریقین مقدمہ برادران حقیقی ہین جو جائداد مشترکہ موروثی
پر قابض ہین جس مین منجملہ دیگر اشیاء کے ایک دوکان واقع پونا شامل تھی اور یہ کہ
مدعاعلیہ نے مدعی کو اجازت دوکان کے اندر جانے اور کتب حساب دیکھنے اور انتظام
دوکان مین شریک ہونے کی نہین دی اور یہ کہ مدعاعلیہ ایسے طریقہ سے عمل کر رہا ہے جو کہ خا

+ اپیل دوم نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۹۰۳ء۔

مشترک کے لئے مضر ہے۔

سنہ ۱۸۹۹ء

گنپت بنام اناجی

پس مدعی نے نالش (اول) واسطے حساب زرنقد و مال تجارت اور زرمنہات اور زرمد اور دوکان مقام پونا اور واسطے دلائے جانے اوس رقم کے جو اوسکے حساب لینے پر واجب نکلے (دوم) واسطے اس امر کے کہ مدعا علیہ مواخذہ دار اون رقوم کا قرار دیا جائے جو اوسکی غفلت یا تساہل سے ضایع ہوگئی ہون (سوم) واسطے اس حکم کے کہ مدعا علیہ مدعی کو قبضہ و اہتمام مشترک دکان سے محروم نہ کرے دائر کی۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ وہ اور مدعی مشترک نہ تھے اور مشترکا کاروبار نہین کرتے تھے اور یہ کہ مابین فریقین کے بموجب ایک فیصلہ پنچایت مورخہ ۱۶- اگست سنہ ۱۸۹۳ء کے تقسیم عمل مین آئی تھی اور یہ کہ نالش جس طرح پر کہ ترتیب دی گئی ہے قایم نہین رہ سکتی۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش بصورت موجودہ قائم نہین رہ سکتی اور چونکہ مسلّم دیگر جایداد مشترکہ خاندان منقولہ و غیر منقولہ علاوہ کارخانہ مشترک کے ہے لہذا نالش واسطے

۱۴۵ تقسیم کل جایداد خاندان کے دائر ہونی چاہیے پس نالش ڈسمس کی گئی۔

یہ فیصلہ بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے بحال رکھا۔

بر طبق اسکے مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین دائر کیا۔

مسٹر برطین (مع پی پی کھارے) منجانب اپیلانٹ۔

گنپت ایس راو منجانب ریسپانڈنٹ۔

فیرن صاحب چیف جسٹس - ہمکو عدالت ہاے ماتحت سے خیال کرنے مین اتفاق ہے کہ مدعی جو ایک شریک خاندان مشترکہ ہنود ہونیکا دعوی کرتا ہے نالش واسطے حساب منافع کارخانہ شراکت مقام پونا کے جسکو وہ جایداد خاندان مشترکہ بیان کرتا ہے اور واسطے دلائے جانے اوسکے حصہ منافع مذکور کے جب تحقیق ہو جاے دائر نہین کرسکتا یہ مطابق عام قاعدہ و ہر شمار جیسا ہے جو اس قسم کے مقدمات سے متعلق ہے

کونسل اپیلانٹ نے تردید اس راے کی نہین کی جو بحث اوس نے کی یہ تھی ... معاملہ مستحق دائر کرنے نالش کا واسطے حکم امتناعی کے ہے جو وہ اس لیے چاہتا ہے کہ مدعا علیہ روکے باز کیا جاے کہ اوسکو قبضہ مشترکہ یا اہتمام دکان مقام پونا سے محروم کرے اور ہماری یہ راے ہے

سنہ ۱۹۰۹ع

گنجائش حکم امتناعی

بفرض اس امر کے کہ اوسکے بیانات ثابت ہون کہ مدعی مستحق اس جزو دادرسی مستدعیہ کا ہے ہماری رائے میں مدعی کی وہ دادرسی جسکا وہ مستحق ہے اس وجہ سے نامنظور نہ ہونی چاہیے کہ وہ علاوہ اوسکے ایسی دادرسی چاہتا ہے جسکا وہ مستحق نہیں ہے کوئی قاعدہ قانون ایسا نہیں ہے جو مانع اس امر کا ہو کہ عدالت اس غرض سے دست اندازی کرے کہ کسی شریک کے حقوق استفادہ کی حفاظت کیجاوے کتاب لنڈلی صاحب متعلقہ شراکت صفحہ ۳۰۵ اور کتاب کرصاحب دربارہ احکام امتناعی صفحہ ۵۱۰ مین مقدمات لکھے گئے ہیں ہمکو صرف حوالہ مقدمہ رنڈ بنام انگیس (۱) کا دینا ضرور ہے جسمین یہ حکم امتناعی عطا کیا گیا تھا کہ دیگر شرکا ایک شریک کارخانہ کے کاروبار شراکت کرنے مین مزاحم نہون قاعدہ وہ ہم خیال سے مانع اس امر کا نہین ہے کہ حکم امتناعی اون صورتون مین عطا کیا جاوے جنمین ایک شریک خاندان کسی جایداد خاندانی سے بیدخل کیا گیا ہو۔ مقدمات اننت رام راؤ بنام گوپال بلونت (۲) ورام چندر بنام دامودر (۳) ملاحظہ طلب ہیں

۱۴۶ ہم ڈگری عدالت ہاے ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ کو عدالت مرافعہ اولی مین واپس کرتے ہین کہ اوسکا فیصلہ بربناے روئداد بلحاظ اس تجویز کے کیا جاوے خرچہ داخل خرچہ مقدمہ ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر سی ایف فیرن صاحب بہادر چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

سداشیو واسن دماشنکر (ابتدا مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام مسمات دیوا کار زندگی کر (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ

سنہ ۱۹۰۹ع ۱۰ مارچ تجویز ثانی

نظر ثانی کتاب بمبئی ۱۴۶

نابالغ - قابلیت معاہدہ - ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ع) دفعات ۲ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۴ و ۲۲۰ - منظوری ترک اپنے حق ورثہ مین جایداد مشترکہ کا منجانب پدر نابالغ بحق اپنے پسر کے - انتظام خاندانی - انتقال بلابدل منجانب پدر بحق پسر - انتقال کی نسبت نو عمر ان مابعد کا اعتراض کرنا -

از فیرن صاحب چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

مختلف الرائے) ہندوستان مین نابالغ کا معاہدہ کالعدم نہین ہے بلکہ صرف قابل انفساخ ہے۔ اور بعد اوسکے بلوغ کے منظور کیا جا سکتا ہے -

تجویز ہوئی کہ ترک کرنا کل حق بموافق رقیع جایداد موروثی کا منجانب پدر نابالغ کے حق اپنے پسر کے ایک حالت مین اب کہ بالغ ہونے پر اوسکو منظور کیا ہو جائز ہے۔

(۱) ایسٹ انڈیا ریورٹس ... صاحبان جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ (۲) انڈین لا ریورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۹
(۳) انڈین لا ریورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۰ صفحہ ۹۰ ... پلیڈر نمبر ۶۶ سنہ ۱۹۰۹ع

سنہ ۱۸۹۰ء

سداشیو بنام نرسنگ

از رانا ڈے صاحب جسٹس۔ جایداد جسکا بذریعہ ترک محفوظ رکہنا منظور تہا اصل میں ایک جایداد موروثی تہی اور دامن کا پسر نابالغ اوس میں نصف حصہ رکہتا تہا جسکی بابت نابالغ مذکور ہر وقت دعوی تقسیم کر سکتا تہا۔ منشاء ترک کا محض یہ تہا کہ دامن کا نصف حصہ شاید خود اوسکی ناعاقبت اندیشی سے محفوظ رہے۔ جب کل قرضہ جات موجودہ ادا ہوگئے تو دامن کا استحقاق نسبت کرنے انتقال حقوق مذکور کے مبنی خود واسطے فایدہ اپنے پسر نابالغ کے قابل اعتراض نہین ہے۔ ایسے انتقالات قانون انگلستان مین بخوبی تسلیم کئے گئے ہین۔ اور ہندوستان مین بہی ایسے مقدمات ہوتے ہین جنمین عدالتون نے ایسے انتقالات بالرضا یا ہبہ جات کو جو بدرستی عمل مین آگئے ہون قایم رکہا ہے مقدمہ گنگا بنام ہیرا سنگھ (۱) ملاحظہ طلب ہے معاملات متعلق اسوجہ سے نا بالغی نہین ہوجاتے کہ اونکا یہ نتیجہ ہے کہ جایداد خاندان کو فضول خرچی آیندہ دامن سے محفوظ رکہین۔ اس وجہ سے بدل کافی کا ادا ہونا منجانب اوس شخص کے جسکو فایدہ پہونچا ثابت نہین ہوا۔

از فلٹن صاحب جسٹس۔ علاوہ دفعہ ۔ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے (جو) علاقہ کوکن مین اوسوقت نافذ نہ تہا جبکہ دستاویز ترک سنہ ۱۸۷۵ء مین تحریر ہوئی انتقال کسی معاہدہ ماسبق پر منحصر ہوتا ہے اور بجز اوس حالت کے کہ جب فریق مجاز معاہدہ ہو جایز نہین ہوسکتا بلا کسی اقرار ماسبق بابت دینے اور لینے کے کوئی انتقال نہین ہوسکتا ہے۔ اختیار انتقال ضرور اختیار معاہدہ پر منحصر ہے۔ بجز اسکے کہ یہ تجویز ہوسکے کہ احکام دفعہ ۱۰ ایکٹ معاہدہ کا جاری ہونا مقصود نہ تہا اور منشاء یہ تہا کہ اقرارات منجانب نابالغان ضرور کئے جاتین ہمکو یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ نابالغ قابلیت کرنے معاہدہ کی نہین رکہتا۔

دامن سداشیو ایک شریک نابالغ ایک ہندو خاندان غیر منقسم نے سنہ ۱۸۷۵ء مین ایک دستاویز ترک اپنے حق و دعوی واقع جایداد موروثی کی بحق پنے پسر نابالغ کے تحریر کی۔ سنہ ۱۸۸۸ء مین مدعی نے ایک ڈگری بمقابلہ اوسکے بابت ایک قرضہ کے حاصل کی جو بعد تاریخ دستاویز ترک کے لیا گیا تہا اور اوسنے درخواست واسطے قرقی جایداد مندرجہ دستاویز ترک کے بااجراے اپنی ڈگری کے کی۔ اوس نے نسبت جواز ترک کے عذر اوٹہایا

دا از فیرن صاحب چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس (ورانا ڈے صاحب جسٹس مختلف الرائے) تجویز ہوئی کہ دستاویز ترک غیر موثر ہے اور مدعی مستحق قرقی کرانے جایداد کا بااجراے اپنی ڈگری کے ہے۔

از فیرن صاحب چیف جسٹس۔ اس بنا پر کہ دامن نے اوسکو بعد بالغ ہونے کے منظور نہین کیا

از فلٹن صاحب جسٹس۔ اس بنا پر کہ ترک قطعاً کالعدم اور ناقابل منظوری تہا۔

(۱) انڈین لا ریپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۰۰ (سنہ ۱۸۸۷ء)

سنہ ۱۸۹۶ء
سداشیو بنام نرسنگ

از فیرن صاحب چیف جسٹس ورانادے صاحب جسٹس فلٹن صاحب جسٹس

مخلف المرے ازرگ مذکور بعض حسب مرضی نابالغ اور امن کے قابل انفکاک نہ تہا اور کالعدم نہ تہا اور اگر اوس نے بالغ ہونے پر اوسکو منظور کیا یا اوسکو رد نہین کیا تو وہ بجالت نہ ہونے فریب کے ایک معاملہ جائز قابل پابندی بمقابلہ ڈگریداران کے تہے جنکے ڈگریان بالغ ہونے کے بعد کے تہے۔

اپیل دوم بنارا منی فیصلہ ایل۔ جی۔ فرینڈز صاحب جج ماتحت درجہ اول تہانا باختیارات اپیل۔ نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ جائداد مستوجب قرقی بایجرائے ڈگری مدعی موسومہ رامن سداشیو پدر مدعاعلیہ کے ہے۔

مدعی نے سنہ ۱۸۹۲ء مین ایک ڈگری بنام رامن سداشیو حاصل کی اور سنہ ۱۸۹۳ء مین جائداد متنازعہ اجرائے قرقی کی گئی۔ بمطابق اسکے اوکیب مدعاعلیہ نے جو اوسوقت نابالغ تہا درخواست واسطے واگذاشت قرقی کے پیش کی اور اوسکا یہ دعویٰ تہا کہ بذریعہ ایک دستاویز ترک مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء کے رامن نے کل اپنا حق واقع جائداد بنام اپنے پسر مدعاعلیہ کے بہت پیشتر اوس وقت سے کہ رامن نے قرضہ مدعی کے لیا تہا منتقل کیا تہا اور اس لئے وہ بابت اوس کے قرضجات کے قابل قرقی نہ تہی۔

چنانچہ قرقی ۲۰۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ء کو برخاست کی گئی اور بعد ازان مدعی نے نالش ہذا دائر کی۔ اراضی مندرجہ دستاویز ترک اراضی موروثی تہی جو رامن نے اپنے باپ سے جس نے اوسکو تقسیم کیا تہا ورثہ پائی تہی تاریخ ترک پر رامن اور اوسکے پسر مدعاعلیہ کو بطور شرکاء خاندان متحدہ کے جائداد مذکور مین بحق بالاجمال حق حاصل تہا اور ترک مذکور سے رامن کا منشا یہ تہا کہ اپنا کل حق و مرافق واقع جائداد مذکور مدعاعلیہ کے حوالے کرے۔ دستاویز مذکور مین بیان اوسکی ناقابلیت انتظام جائداد اور کیا جانا انتظام کا منجانب اوسکی ہمشیرہ وسو بہدرا بائی کے کہ مسماۃ مذکور اوسکو روپیہ ماہوار واسطے اوسکی پرورش کے اوس صورت مین کہ وہ دستاویز مذکور تحریر کرے مندرج تہا اور بعد ازان اوس مین یہ تحریر تہا۔

"بلحاظ اس امر کے کہ مقصد میرے باپ کا یہ تہا کہ جائداد تقسیم نہو اور یہ کہ جائداد مذکور ہمیشہ خاندان مین رہے اور نیز اس امر کے بہی کہ اپنا مقصد بہی یہی ہے کہ جائداد بلوکے کے فایدہ کے لئے رہے مین نے آپکی تجویز مندرجہ بالا سے اتفاق کیا اور اپنے کل حق و مرافق واقع کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ مندرجہ ذیل سے دست برداری کرکے مین نے جائداد مذکور سداشیو رامن کو دی اور اوسکی بابت مین نے یہ دستاویز ترک تحریر کی"

مجملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ متذکرہ بالا آج کے روز آپ کے قبضہ اور سپردگی مین دی گئی اور کل کاغذات متعلقہ دربارہ ملکیت جائداد غیر منقولہ آپکے قبضہ اور تصرف مین دیئے گئے جائداد مذکور مین مجکو (اب) کوئی حق یا حقوق یا مرافق کسی قسم کے

۱۸۹۵ء
سدا شیو
ترمبک بنام

ابی نہیں رہیں - ہیں جایداد مندرجہ صدر کا انتقال آپکے نام کاغذات سرکاری ہیں جس وقت آپ مجہسے درخواست کرین کرا دونگا - میں نے یہ دستاویز بلا جبر بالفاظ اپنی خوشی سے تحریر کی بقلم نایک زرین گرگٹے ساکن پالول -

یہ واضح ہو کہ ۱۸۹۰ء میں ایک درخواست عدالت ضلع میں واسطے سارٹیفکٹ اہتمام جایداد مدعا علیہ کے حسب ایکٹ مندرجہ بالا نابالغ تہا پیش کی گئی تہی دامن نے نسبت درخواست کے عذرداری کی اور اثنائے کارروائی دستاویز زیر بحث مذکورہ بالا سے انکار اور انحراف کیا لیکن بعدہ اوس نے اپنی جوابی درخواست سے دستبرداری کی -

عدالت ابتدائی نے اس نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ دستاویز زیر بحث اصلی اور جائز تہی اور اوسکی رو سے جایداد دامن کے قرضہ کی ذمہ دار نہ تہی -

بر طبق اپیل عدالت ماتحت نے ڈگری کو منسوخ کیا اور ڈگری بحق مدعی اس تجویز سے صادر کی کہ دستاویز زیر بحث ناجائز اور بے اثر بوجوہ ذیل تہی (۱) یہ کہ دامن جب اوس نے اوسکو ۱۸۸۰ء میں تحریر کیا نابالغ تہا (۲) یہ کہ اوس نے بالغ ہونے پر اوسکو منظور نہیں کیا (۳) یہ کہ وہ ایک کارروائی نمائشی تہی اور اوس سے دامن کا حق اوسکے لڑکے (مدعا علیہ) کیجانب منتقل نہیں ہوا -

اپیل دوم میں اصل امور جنکی بابت بحث کی گئی یہ تہے (۱) آیا عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز غلط کیا کہ دستاویز زیر بحث ایک معاملہ نمائشی تہا اور اوسکا واقعی منشا یہ نہ تہا کہ جایداد منتقل کیجاوے اور اسوجہ سے وہ بمقابلہ دائنان دامن کے کالعدم تہی (۲) آیا بلحاظ احکام ایکٹ معاہدہ ہند (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے نابالغ کو قطعاً قابلیت معاہدہ تہی یا نہیں اور آیا بذریعہ دستاویز زیر بحث جو دامن نے اپنی نابالغی کی حالت میں تحریر کی تہی قطعاً ناجائز تہی یا محض قابل انفساخ (۳) اگر قابل انفساخ تہی تو آیا عدالت ماتحت کی یہ تجویز غلط تہی کہ دامن نے دستاویز زیر بحث کو بعد بالغ ہونے کے منظور نہیں کیا -

حکام عدالت اپیل نے اپنی تجاویز میں اختلاف کیا - رانا ڈے صاحب جسٹس کی یہ رائے تہی کہ ڈگری عدالت ماتحت منسوخ اور نالش ڈسمس ہونی چاہیے اور اونہوں نے یہ تجویز کی (۱) کہ معاملہ نمائشی نہیں ہوا تہا (۲) یہ کہ دستاویز زیر بحث جو دامن نے بزمانہ نابالغی تحریر کی تہی صرف قابل انفساخ تہی اور نہ کالعدم (۳) یہ کہ اوس نے اوس کو بعد بالغ ہونے کے منظور کیا تہا -

فلٹن صاحب جسٹس کی یہ رائے تہی کہ ڈگری عدالت ماتحت بحال رہنی چاہیے اور ڈگری بحق مدعی اس بنا پر صادر ہونی چاہیے کہ حسب ایکٹ معاہدہ نابالغ کو یہ قابلیت نہ تہی کہ وہ اپنے آپ کو بذریعہ معاہدہ یا تحریر دستاویز انتقال کے پابند کرے اور یہ کہ ایسا معاہدہ یا انتقال کالعدم ہے اور قابل منظوری بوقت بلوغ نہیں ہے اس لئے اونہوں نے دستاویز زیر بحث کو ناجائز قرار دیا علاوہ بریں اونکی یہ رائے تہی کہ اصل [illegible]

ہائی کورٹ پابند اس تجویز عدالت ماتحت کی ہے کہ دستاویز ترک محض نمائشی تہی اور اوسکا منشا انتقال جایداد نہ تہا۔

تجاویز ذیل صادر کی گئین۔

راناڈے صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین اونیز اون دعوی دیگر اپیلون مین جنکی سماعت اسکے ساتھہ کی گئی نزاع باہم چند ڈگریداران کے ہے جنہون نے بنام ایک شخص وامن سداشیو سنہ ۱۸۹۲ء مین ڈگریات حاصل کی تہین اور اونکے اجرا مین چند اراضیات سنہ ۱۸۹۳ء مین اور اپیلانٹان کی جو منتظمان سارٹیفکیٹ یافتہ مقررہ عدالت ضلع بابت جایداد وامن کے پسر نابالغ کے ہین قرق کرائین پسر نابالغ مذکور نے قبضہ جایداد ہاے مذکور کا بربناے ایک دستاویز ترک کے حاصل کیا تہا جو اوسکے حق مین وامن نے ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کو تحریر کی تہی اور وہ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ء ۱۵۰
کو قرقی دائنان مذکور کے برخاست کرانے مین کامیاب ہوا چنانچہ تین نالشات سنہ ۱۸۹۳ء مین واسطے استقرار اس امر کے دائر کی گئین کہ جایدادہاے متنازعہ قابل قرقی و نیلام اجراے ڈگریات موسومہ وامن ہین اور یہ کہ دستاویز ترک مورخہ ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کی رو سے وامن کے پسر نابالغ کو کوئی حقوق نسبت جایداد کے حاصل نہین ہوئے اس طرح پر جواز معاملہ ترک اصل امر تنقیح طلب مابین فریقین کے تہا اور علاوہ برین بربنیاد یہ کہ وامن خود بوقت تحریر دستاویز ترک سنہ ۱۸۸۹ء کے نابالغ تہا ایک اور وقت پیدا ہوئی عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ وامن بوقت تحریر دستاویز ترک کے نابالغ نہ تہا اور یہ کہ ترک جس سے حقوق وامن کے اوسکے پسر نابالغ کی طرف منتقل ہوئے ایک اصلی اور جایز معاملہ تہا اور چونکہ اراضی متنازعہ دستاویز ترک مین داخل تہی اس لئے وہ قابل قرقی اور نیلام بتحریک دائنان وامن کے نہ تہی اپیل ہین یہ ڈگریات منسوخ کی گئین کیونکہ عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کی کہ وامن جبکہ اوس نے سنہ ۱۸۸۹ء مین دستاویز ترک تحریر کی نابالغ تہا اور اوس نے بالغ ہونے پر دستاویز مذکور کو منظور نہین کیا اور نیز یہ کہ دستاویز مذکور ایک معاملہ نمائشی تہا اور اوسکی رو سے حقوق وامن کے اوسکے پسر نابالغ کی طرف منتقل نہین ہوئے لہذا اس وجہ سے جایدادہاے متنازعہ قابل قرقی و نیلام ہین۔

اپیل دوم مین وہ امور جن پر بحث ہر دو طرف کے کونسل ذیعلم کی محدود تہین یہ تہے (۱) آیا وامن بوقت تحریر دستاویز ترک کے نابالغ تہا یا نہین (۲) وہ بالغ ہونے پر دستاویز ترک کو اس طرح پر منظور کر سکتا تہا یا نہین کہ وہ جایز ہو جاے اور آیا اوس نے اوس کو اس طرح پر منظور کیا یا نہین (۳) آیا ترک ایک معاملہ اصلی اور جایز تہا یا صرف ایک نمائشی معاملہ تہا جس سے کوئی انتقال

سنہ ۱۸۹۵ع سد اشیو بنام ... [illegible]

حق کا نہین ہوا - یہ امور قانونی اور واقعاتی طے ہوئے تہے - جہانتک کہ اونکا امور واقعاتی سے تعلق ہے اس عدالت پر تجاویز عدالت اپیل ماتحت کا قبول کرنا لازمی ہے -

پس وامن کی عمر کی بابت جو اکتوبر ۱۸۸۸ع مین تہی مجھکو فیصلہ عدالت اپیل ماتحت یعنی یہ کہ وہ اوس وقت ۱۲ برس سے کم عمر کا تہا بطور قطعی قبول کرنا ضرور ہے - چونکہ اوسکی ماں وصیت کنندہ نے سارٹیفکیٹ ولایت واہتمام حاصل کیا تہا اس لیئے اوسکی وفات مابعد سے جو تہوڑے عرصہ بعد ہوئی وامن جب اوسکی عمر ۱۸ سال کی ہوئی قانوناً بالغ نہین ہوگیا - حجت اپیلانٹان جو اسکے خلاف ہے مخالف ایک

۱۵۱ سلسلۂ نظائر عدالت ہذا مقدمہ ایک ناتھ بنام وارد بائی (۱) اور ہائیکورٹ کلکتہ کے ہے دیکھو مقدمات گریش چندر بنام عبد السلام (۲) و وودر پرکاش بنام بہولاناتھ (۳) و چنی مل چودہری بنام برجوناتھ رائے (۴) اور اس لیئے مین ضرور اس حجت کو نامنظور کرونگا -

دوسرا امر قابل تجویز یہ ہے کہ آیا وامن بالغ ہونیکے بعد اوس دستاویز ترک کو جو اوس نے اوس وقت تحریر کی جبکہ وہ قانوناً نابالغ تہا منظور کرسکتا تہا یا نہین اور اگر وہ کرسکتا تہا تو آیا اوسکی منظوری قانوناً ہوئی یا نہین بالفاظ دیگر یہ کہ آیا دستاویز ترک ایک معاملہ کالعدم یا قابل انفساخ تہا - اور اگر قسم آخر الذکر کا تہا تو آیا وامن نے اوسکو نامنظور کیا یا نہین - اس امر کی بحث کسی قدر بالتفصیل کرنا ضرور ہے کیونکہ میرے ہم جلیس ذی علم فاضل صاحب جسٹس نے ایک نتیجہ میرے نتیجہ سے مختلف اخذ کیا ہے اونکی یہ رائے ہے کہ نابالغ یہ قابلیت نہین رکہتا کہ اپنے آپ کو بذریعہ معاہدہ یا تحریر دستاویز انتقال کے پابند کرے اور یہ کہ ایسا معاہدہ یا انتقال کالعدم ہے اور بالغ ہونیکے بعد قابل منظوری کے نہین ہے یہ رائے زیادہ تر الفاظ تعریف معاہدہ مندرجہ دفعہ ۱۰ پر جن مین اہلیت یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ متعاقدین لحاظ عمر کے مجاز ہین (دفعہ ۱۱) اور بہ مضمون احکام ایکٹ انتقال جایداد و ایکٹ امانت مبنی ہے مین افسوس کرتا ہون کہ مین اس رائے سے اتفاق نہین کرسکتا اور مین یہ تجویز کرتا ہون کہ یہ امر ایک سلسلہ دراز فیصلجات سے طے ہوچکا ہے -

قانون جو ایکٹ معاہدہ سے پیشتر تہا صاف طور پر مارکبی صاحب جسٹس نے بمقدمہ ... [illegible] بنام حسین ... [illegible] (۵) منفصلہ ۱۸۷۹ع بیان کیا ہے اس مقدمہ مین رہن نامہ ایک مالک نابالغ کے کارندہ نے تحریر کیا گیا تہا اور اوسکی رجسٹری کرائی تہی اور مرتہن قابض تہا - اس قبضہ مین

(۱) سنہ ... [illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ... صفحہ ۲۰۵ (۲) سنہ ... [illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ۵۵
(۳) سنہ ۱۸۹۹ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ۹۱۲ (۴) سنہ ... [illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ۹۰۶

(۵) ... ۱۸۷۹ ... لا رپورٹ جلد ... صفحہ ... [illegible]

۱۹۰۸ء

سداشیو بنام رنبک

دست اندازی خریدار نیلام حق حقوق و مرافق نابالغ نے اس بنا پر کی جاتی تھی کہ دستاویز مذکور کالعدم ہوسکے اثر تھی اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ معاملہ صرف قابل انفساخ تھا اور تا وقتیکہ اوس سے کسی خاص فعل نابالغ کے ذریعہ سے انکار نہو جو بالغ ہونے پر کیا جاسے وہ ایک معاملہ جائز متصور ہوگا

بعد ازان ایکٹ معاہدہ ۱۸۷۲ء کا نفاذ ہوا اور اوس تعبیر کی نسبت جو دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور کی ہونی چاہیے ہائی کورٹ کلکتہ نے بمقدمہ شیشی بھوشن بنام جادو ناتھ (۱) غور کیا تھا گارتھ صاحب چیف جسٹس و مکفرسن صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ یہ راے عدالت ماتحت کی کہ شک موسومہ نابالغ بایں وجہ کہ اوس مین ایک فریق ناقابل معاہدہ شریک تھا کالعدم تھا صحیح نہین ہے حکام ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ "ایکٹ معاہدہ ہند کی عبارت سے ایسی غلطی ہونا بخوبی ممکن ہے۔ وہ معاہدہ جو نابالغ کے ساتھ کیا جاے صرف حسب مرضی نابالغ قابل انفساخ ہے"۔ اوس امر کا فیصلہ اوسی طرح پر سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور نانابھائی ہرداس صاحب جسٹس نے بمقدمہ ہنمنت بنام جیارام (۲) کیا یہ قابل لحاظ ہے۔ کہ درحالیکہ بمقدمہ ہری رام بنام جیتن رام ایک مالک نابالغ کے کارندہ نے رہن نامہ تحریر کیا تھا لیکن دیگر دو مقدمات متذکرہ بالا مین بحق نابالغ دستاویزات تحریر ہوئی تہین لیکن یہ تجویز کی گئی تھی کہ اس وجہ سے کوئی تفاوت باوجود الفاظ ایکٹ معاہدہ کے نہین ہوتا اس امر کی بابت کہ آیا کوئی اور کیا تبدیل ایکٹ معاہدہ سے دربارہ جائز ہونے معاہدات و انتقالات منجانب نابالغان کے ہوا ہائی کورٹ کلکتہ نے پھر بمقدمہ محمد عارف بنام سرستی دبیا (۳) غور کیا اور اوس مقدمہ مین مانیم صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی تھی "کہ انتقال منجانب نابالغ بموجب دہرم شاستر کے صرف قابل انفساخ تھا۔ قطع نظر ایکٹ معاہدہ کے . . . . . . یہ معاملہ جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ اوسکو نابالغ نے کالعدم نہین کیا"۔ ایکٹ معاہدہ مین کوئی صاف عبارت باظہار اس امر کے کہ معاہدہ نابالغ کالعدم ہے نہین ہے لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ دفعہ ۲ و خاص کر ضمنی (ز) و (ح) اور دفعات ۱۰ و ۱۱ کا یہ اثر ہے . . . . . .

بمقدمہ شیشی بھوشن بنام جادو ناتھ (۴) ایک ڈویزنل بنچ نے یہ تجویز کی کہ معاہدہ جو نابالغ سے کیا ہو صرف حسب مرضی نابالغ کے قابل انفساخ ہے۔ ہم نے اس فیصلہ پر احتیاط سے غور کیا ہے یہ بحث کسی قدر مشکل ہے لیکن بلحاظ حالات ہم اوس فیصلہ کی تقلید کرنا پسند کرتے ہین جسکا ہم

(۱) (۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۰۵ (۲) (۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰
(۳) (۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۶ (۴) (۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۰۵

سنہ ۱۹۰۵ء
سوراشیو بنام ترمبک

دیا ہے۔ مقدمہ شام چرن بنام چودہری دیبیا (۱) بہی بابت ایک تمسک کے تہا جو ایک نابالغ بغرض حاصل کرنے روپیہ کے تحریر کیا تہا جو اوس نے اس غرض سے لیا تہا کہ ایک استغاثہ بہ سمت جو معاہدہ اوس کے وارث ہوا تہا اپنی جوابدہی کرے اور حکام نے یہ تجویز کی کہ نابالغ معاہدہ بابت مواخذہ وار تہا۔ مقدمہ ونگکس بنام ونبو بابو (۲) اسی طرح ایک نابالغ و مسددار خرچ کا نالش مین تجویز کیا گیا تہا جس مین وہ مدعا علیہ تہا اور جس مین اوسکی جائداد خطرہ مین تہی صرف مقدمہ جو اس سلسلہ اسناد کے خلاف ہے مقدمہ فاطمہ بی بی بنام دیب ناتہہ شاہ (۳) ہے جس مین مارس صاحب جج نے اپنی یہ رائے ظاہر کی تہی کہ اس ملک مین کوئی نابالغ مطلقاً معاہدہ نہین کر سکتا اور یہ کہ دفعہ ۱۱۔ ایکٹ مذکور کی اور کوئی تعبیر نہین ہو سکتی لیکن اس امر سے کہ آیا یہ رائے درست ہے یا غلط جہانتک اس مقدمہ کو تعلق ہے کوئی اثر نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ مقدمہ بابت تعمیل مختص معاہدہ کے ہے اور یہ تجویز ہو چکی ہے کہ نابالغ دعوی تعمیل مختص کا نہین کر سکتا ایسی مذبذب رائے جو ایک عالم واحد نے بابت ایک ایسے امر کے ظاہر کی جسکا تعلق صحیح مقدمہ سے نہین تہا میری رائے مین خلاف متعدد فیصلجات ڈویزن بینچ عدالت ہذا اور کلکتہ ہائیکورٹ کے کہ جس مین ایکٹ معاہدہ پر صراحتاً غور کیا گیا تہا قبول نہین کیجا سکتی چنانچہ مین یہ تجویز کرنے پر مایل ہون کہ یہ امر اسناد مندرجہ بالا سے طے ہو چکا ہے اور یہ کہ معاہدات و انتقالات نابالغ قطعاً کالعدم نہین ہین بلکہ صرف اوسکے بالغ ہونے پر حسب مرضی اوس کے قابل انفساخ ہین۔

اگر یہ امر از روے نظائر طے نہ ہو چکا ہوتا تو بہی مین اوسی نتیجہ کے اخذ کرنے پر بوجہ عام [illegible]ل ہوتا ایک معاہدہ جس مین صاف طور پر اس قسم کے عہود کالعدم بیان کئے گئے ہین اور معاہدات نابالغ اوس فہرست مین داخل نہین ہین دفعات ۲۰ و ۲۳ لغایت ۳۰۔ مین یہ ایک صورت مشترک ہے کہ وہ منشاے ایکٹ کی نوعیت سے متعلق ہین اور متعاقدین سے اونکو کوئی تعلق نہین ہے۔ معاہدات جو ایک غلطی واقعاتی پر مبنی ہون جو ہر دو فریق سے کی ہو اور معاہدات از قسم قماربازی اور معاہدات مانع تجارت و ازدواج و کارروائی قانونی اور معاہدات جو بلا معاوضہ یا جنکا معاوضہ ناجایز ہو یا ہو جو غیر معین ہون ان کل کی نوعیت مشترک ہے اور جو کچہ کہ دربارہ [illegible] ہو کے کہا جا سکتا ہے وہ بابت معاہدات کے بہی صحیح ہے کیونکہ تعریف معاہدات کی یہ ہے کہ وہ ایسے

(۱) ۱۸۹۹ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۲ (۲) ۱۹۰۰ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۰
(۳) ۱۹۰۳ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۵۰۰۔

۱۸۹۶ء

سردار شیو ... بنام ... شریک

عہود مین جواز روے قانون نافذ ہو سکتے ہین جبکہ کوئی معاہدہ ایک فریق نافذ کرا سکتا ہو اور دوسرا نہ کرا سکتا ہو تو ایسے معاہدات صاف طور پر قابل انفساخ اور نہ کالعدم جاری کئے گئے ہین نابالغ کی ذمہ داری بابت ایسے معاہدات کے جو واسطے اشیاے ضروری کے ہون بموجب ہر ایک قانون کے قایم رکہی جاتی چاہئے صرف دفعہ ۶۸ کی روسے اوسکی جایداد اور نہ ذات نابالغ اس مین ذمہ دار ہے خود ایکٹ معاہدہ مین صاف طور پر نابالغ شریک کا ذمہ دار ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۵۴

(دفعہ ۲۴۷) اور ایکٹ انتقال جایداد مین جو اس معاملہ مین مطابق دفعہ ۔ ایک معاہدے اسی طرح پر نابالغ موہوب لہٗ کی ذمہ داری اوس صورت مین تسلیم کی گئی ہے کہ وہ کوئی ہبہ مع بار شرائط کے قبول کرے اور ہبہ کو نامنظور نہ کرے ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا ہرگز یہ منشا نہین ہو سکتا تہا کہ نابالغان کی قابلیت بحیثیت مذکور معاہدہ کرنے کی اور کلیتاً قرار دیجاے اوس نابالغ نے جس نے اس مقدمہ مین دستاویز زرگی تحریر کی واقعی اپ کو بطور ایک شخص بالغ کے ظاہر کیا اور اوس نے تمسکات اور قبولیت ایک یا دو سال پیشتر زرگ سے خاص اپنے نام سے حاصل کین گو اصلاً وہ نابالغ ہو لیکن اوسکی شادی ہو چکی تہی اور اوسکے ایک پسر نابالغ بہی ایک یا دو سال پیشتر زرگ سے پیدا ہو چکا تہا اور شہادت بابت نابالغ ہونے کے ایسی تناقض تہی کہ جس سے دو لائق وکلا نے دو مختلف نتایج اخذ کئے۔ اوسکی عمر اس قدر تہی کہ اوس کو فضول خرچی کا اور بہر طور سے نادم ہوا اس لئے مجہکو ایسے نابالغ کے عہد کے قطعاً کالعدم قرار دینے مین تامل ہونا چاہئے

جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا کل اسناد دوسری جانب ہین اور مین اس لئے یہ تجویز کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین دستاویز زرگ حسب مرضی نابالغ کے قابل انفساخ تہی اور کالعدم نہ تہی اور یہ کہ اگر نابالغ نے بالغ ہونیکے بعد اوسکو منظور کیا یا اوس سے انکار نہ کیا تو وہ درصورت نہونے فریب کے ایک جایز معاملہ اقل درجہ بمقابلہ اون لوگ دار ان کے تہا جنکے زرضمانت تاریخ زرگ سے بعد کے تہے

بحث منظوری پر عدالت ماتحت اپیل نے ایسی نظر سے غور کیا ہے جو قانوناً غلط تہی عدالت موصوف نے خاصکر اس امر پر کہ واس نے اپیلانٹ کی درخواست پر جو واسطے سارٹیفکٹ اہتمام جایداد نابالغ کے ۱۸۹۵ء مین پیش کی گئی تہی اور بعض افعال متفرق واس پر جو اوس نے بطور قبضہ نیت کئے تہے استدلال کیا بابت اوس جوابدہی کے جو کاروائیات سارٹیفکٹ مین کی گئی یہ امر قابل یادداشت ہے کہ اوس نے اوس سے بعد غور نہ کیے دست بردار کی واس کے بیانات ان کاروائیات سارٹیفکٹ مین جو اوس نے پیشتر اس سے کئے کہ اپنی جوابدہی سے دست بردار ہو قابل قبول بلحاظ اوس کے نہین ہین کہ وہ واسطے حصول عرض ... کئے گئے تہے عدالت

سنہ ۱۹۰۸ء ۵۵
سعادت خیر
بنام
فرمنبک

عدالت کو چاہیئے تہا کہ اس جوابدہی پر جو دستاویز ترک کے پانچ سال بعد کی گئی تہی خیال نہ کرتی
اوس کے طریق عمل پر مین بعد بلوغ پر خیال کرتی دیکہو مقدمہ ہری رام بنام جتین رام (۱) سلسلہ واقعات
سنہ ۱۸۹۹ء مین بالغ ہوا اور اوس شہادت سے جو بابت اوسکے افعال اوس سال اور دو سال
بعد گے ہے صاف ظاہر ہے کہ اوس نے اوس حالت کو جو دستاویز ترک سے پیدا ہوئی تہی پورے
طور پر قبول کیا وامن یکسو زمان اور اسامیان سے تمسکات اور کہاتے اور قبولیت اور رسیدات اور
اقرار نامجات بحق اوسکے پسر نابالغ کے جسکی ولی بارنیق قریب ترین سندربائی (عرف سوبہدرابائی) تہی
تحریر کرائے ہیں اور اس قسم کے متعدد کاغذات مقدمہ مین بابت سنہ ۱۹۰۰ و ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ کے داخل کئے
گئے ہیں نالشات پسر کے نام سے دائر کی گئیں اور درخواست اجرائے ڈگریات کی دی گئیں بعض تمسکات
و اقرار نامجات پر جو بحق پسر نابالغ تحریر ہوئے تہے وامن نے تحریرات ظہری کاغذ نمبر ۵۰ ۲ کئیں جنمین
روپے زر کا اقرار کیا گیا اور ایک پر منجملہ ان دستاویزات کے تصدیق ایک ڈگری کی بخلاف ڈگری داران
التفات ہذا کے ہے (کاغذ نمبر ۱۰۰) ان پانچ سال کے جملہ معاملات پر خیال کرنے سے
یہ بات بالکل صاف ہے کہ بلا سہو اتفاق رائے وامن کے اس قسم کی تجدید معاہدات
کی نہین ہو سکتی تہی کل اوس زمانہ مین وامن نے صرف دو بیعنامجات کاغذات
نمبر ۲۶۹ و ۲۷۰ خود اپنے نام سے تحریر کئے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے دو
رقمین تصرف کین جنکی اوس نے رسیدات کاغذات نمبر ۵۰ و ۵۹ تحریر کین دو
رسیدات مابعد کاغذات ۲۵۰ و ۲۵۵ مشتبہ قسم کی ہین کیونکہ اپیلانٹان حال نے
اطلاع دی اور اعتراضات کئے اس قسم کے طریق عمل اور تسلیم وامن سے کوئی گنجایش
شبہہ کی باقی نہین رہتی کہ اوس نے نہ صرف دستاویز ترک بعد سن بلوغ کے
انکار نہین کیا بلکہ واقعی اوس کے نافذ ہونے مین مدد دی ہین اس لئے تجویز کرتا ہوں کہ
وامن نے باضابطہ طور پر انتقال کو منظور کیا۔

ایسا طریق عمل بطور امتناع تقریر مخالف کے بمقابلہ وامن اور وامن کے ورثیان
اولاد کے بہی موثر ہو سکتا ہے۔ مقدمات گنیش بنام بابو (۲) و سرت چند بنام گوپال چندر
(۳) ملاحظہ طلب۔ امتناع تقریر مخالف حسب دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت بمقابلہ ایسے

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ — (۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۸
(۳) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۶

سدا شیو بنام نرسنگ

نابالغان کے ہی جو اپنے آپ کو بالغ ظاہر کرین موثر ہے اور اون کے اور اون کے قایم مقامان کے لئے مانع اس امر کا ہے۔ کہ بحث اونکی ناقابلیت کی بصرف اون اشخاص کے پیش کرین جن کو ایسے بیانات پر اعتبار کرنے سے بعض معاملات کے کرنے کی ترغیب ہوئی ہو۔

تیسرا اور سب سے اہم امر قابل لحاظ یہ ہے کہ آیا دستاویز ترک محض ایک نمایشی معاملہ تہا اور اس طور پر وہ بمقابلہ وامن کے ڈگری داران کے کالعدم تہا یا نہین اس امر کی نسبت بہی جہانتک کہ فیصلہ عدالت ماتحت امور واقعاتی ۱۵۶
سے تعلق رکہتا ہے بحیثیت عدالت مذکور کی اس تجویز کا قبول کرنا لازم ہے کہ وامن کی ہمشیرہ سوبہدرا بائی نے جیسا کہ اوس نے بیان کیا ہے کوئی اپنا خالص روپیہ وامن کے دائنان کو ادا کرنیکے لئے نہین دیا۔ یہ امر بہت اہم نہین ہے کیونکہ کل قرضہ جات موجودہ وامن نے یا اوسکے عوض اوسکی ہمشیرہ سوبہدرا بائی نے مسلح ادا کئے تہے۔ شہادت اس امر کی صاف ہے کہ وامن کے کل قرضداران کا روپیہ بوقت کرنے ترک کے ادا ہو گیا تہا۔ اور یہ کہ قرضہ جات ڈگری داران کے ان تینون مقدمات مین سب تاریخ ما بعد کے تہے اور ظاہرا ۱۸۹۱ء مین لئے گئے تہے جبکہ درخواست واسطے سارٹیفکٹ کے پیش کی گئی۔ اس لئے جیسا کہ تسلیم کیا گیا ہے بمقابلہ دائنان سابق وامن کے اون اشخاص نے جنہون نے اوسکو مشورہ تحریر دستاویز ترک کا دیا اور جو اوس خاندان کے خیر خواہ تہے اور جو دراصل وہ وکلا تہے جنہون نے ان تین مقدمات مین مدیونان ڈگری کی نالشات مین پیروی کی تہی ارتکاب کسی فریب کا بمقابلہ دائنان سابق کے نہین کیا اور نہ کسی فریب کا کرنا مقصود تہا۔

مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے صحیح نوعیت معاملہ ترک کی نہین سمجہی وہ اراضی جسکی حفاظت بذریعہ دستاویز ترک کے منظور تہی مسلما جائداد موروثی تہی اور وامن کا پسر نابالغ اوس مین نصف حصہ رکہتا تہا جسکی تقسیم کا دعوی نابالغ ہر وقت کر سکتا تہا دستاویز ترک کا صرف یہ منشا تہا کہ وامن کے نصف حصہ کی حفاظت نتایج خود اوسکی ناعاقبت اندیشی سے کیجائے جبکہ کل موجودہ قرضہ جات ادا اور سطے کئے گئے تہے

سنہ ۱۸۹۰ء
سدا شیو بنام نرسنگ

تو وامن کے اس حق پر کہ وہ اپنی مرضی سے انتقال اوس جایداد کا واسطے فائدہ اپنے پسر نابالغ کے کرے اعتراض نہین ہو سکتا ایسے انتقالات قانون انگلستان مین معروف ہین اور ہندوستان مین بھی ایسے مقدمات ہوے ہین جن مین عدالتون نے ایسے انتقالات بالرضا یا ہبہ جات کو جو پدر نے بنام اپنے پسر کے لئے ہون اثر پذیر کیا ہے دیکھو مقدمہ گنگا سہاے بنام ہیرا سنگھ (۱) ایسے معاملات صرف اس وجہ سے نالشی نہین ہو سکتے کہ اونکے نتایج آخریہ ہین کہ اونکا یہ اثر ہو کر جایداد خاندانی کی حفاظت بمقابلہ فضول خرچی آیندہ داہبان سے ہو یا اس وجہ سے کہ کوئی معاوضہ کافی منجانب اوس فریق کے جسکو فایدہ پہونچا ثابت نہین کیا گیا۔

ایسی صورتون مین معاوضہ کے تعین ہونیکی ضرورت نہین ہے۔ یہ کافی ہے کہ وہ معاوضہ ایسا ہو جو قانوناً جایز تصور کیا گیا ہے یعنی محبت قدرتی زوجہ اور اطفال کی ایسے انتقال مین کوئی بات ناجایز نہین ہے بشرطیکہ وہ نیک نیتی سے کیا گیا ہو
۱۵۷ اور اوسکا منشا قرضدارون کو دھوکا دینے کا نہو اوس حالت مین جبکہ مقروض ہو اور کوئی ہبہ کرے تو بدنیتی کا ہونا قیاس کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی ایسا قرضہ نہو تو کوئی بدنیتی محض اس وجہ سے تصور نہین کیجا سکتی کہ اوس ہبہ سے داینان مابعد کے دعاوی کو مضرت پہونچ سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت نے اس فرق کا جو قانون مین مابین دعاوی داینان موجودہ اور داینان مابعد کے رکھا گیا ہے اوس وقت خیال نہین کیا جب اوس نے خلاف نیک نیتی سے ہونے ترک کے حکم اس بناپر قیاس کیا کہ وہ مضرحق وامن کے داینان مابعد کے تہا مقدمہ ہذا مین وامن کے مشیران اس فرق سے واقف تھے اور اونہون نے کل موجودہ قرضہ جات کے فوراً ادا کئے جانے پر اصرار کیا اور وہ مسلّماً ادا کئے گئے تھے اور اس معاملہ کے خوب مشتہر کرنے اور جملہ رازداری یا کارروائی مخفی سے بچنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی گئی تھی۔ ایسی حالت مین کسی فریب کے ارادہ سے

(۱) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۰ بصفحہ ۱۱۰۔

سنہ ۱۹۰۶ع
سداشیو بنام ترمبک

قیاس کرنے کی گنجایش نسبت دامن یا اوس کے شریکان کے نہین ہو سکتی۔ بالفاظ مستعملہ گنیش صاحب چانسلر بمعاملات انتقال بالرضا کے فریب کا ہونا قانوناً جہانتک کہ فرضجات موجودہ کو تعلق ہے قیاس کیا جاتا تھا دراصلیا کوئی قانونی قیاس درباب فرضجات مابعد کے نہین ہے۔ فی الحقیقت فریب کا واقعی ثبوت بغرض ناجایز ہونے انتقال بالرضا کے ضروری ہے مقدمہ ہذا مین ایسا کوئی ثبوت واقعی فریب کا نہین دیا گیا ہے اگر ترک ایک انتقال بالرضا پر بنیک نیتی ابتداً تھا تو اس وجہ سے وہ نمایشی نہین ہو جاتا کہ واہب نے بہت عرصہ بعد اوسکی تحریر کے فرضجات خرید لئے اور بوجہ ربائو اپنے وانیان کے ایک مرتبہ یہ کوشش کی کہ اپنے پسر نابالغ کے حقوق پر بخلاف مرضی انتقال مذکورہ کے بعد لیکے دست اندازی کرے گو اوس سے اوسکو اپنی عملی عودے منظور کیا گیا دونون وجوہ یعنی معاوضہ کا نہونا اور ربائو دائنان مابعد کو نقصان پہونچنا جن پر عدالت ماتحت اپیل نے بتائید اپنی اس راے کے استدلال کیا تھا کہ ترک ایک معاملہ نمایشی تہا میری راے مین بطور وجوہ فسخ ایک ہبہ کے جو بنیک نیتی سے از قسم انتقال بالرضا کیا گیا ہو اور جس پر عمل ہوا ہو غلط معلوم ہوتے ہین۔

مین اس لئے ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور ڈگری جج ماتحت کو اوپیل ہذا اور دیگر دو اپیلون مین بحال اور دعاوی کو ڈسمس کرونگا۔ حالات موجودہ مین مین یہ ہدایت کرونگا کہ ہر فریق اپنے خرچہ کا متحمل ہو۔

چونکہ مابین میرے اور فلٹن صاحب جسٹس کے اختلاف راے ہے اور وہ اختلاف امور اہم قانونی سے متعلق ہے لہذا ہم حسب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ کے حکم دیتے ہین کہ مقدمہ ایک تیسرے حاکم کے روبرو یعنی یا تو چیف جسٹس صاحب یا کسی ایسے دیگر حاکم یا حکام کے جس کو جناب موصوف مقرر فرماوین پیش کیا جاوے۔ ۱۸۵

(۱) رسالہ اکیوٹی جورس پروڈنس مولفہ اسٹوری صاحب فقرات ۳۵۰ لغایت ۳۵۹
و مقدمہ نوایمن مندرجہ مقدمات ہدایتی مولفہ اسمتھ صاحب صفحہ ۵۲۔

سنہ ۱۸۹۵ء سید اشفیہ بنام نرسنگ

فلٹن صاحب جسٹس - یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۵ء مین واس سید اشفیو نے
درحالیکہ اوسکی عمر ۱۸ سال سے کم تھی ایک دستاویز تحریر کی جسکے ذریعہ سے اوس نے اپنی
کل جایداد اپنے بیسرنا بالغ سید اشفیو کے نام مجوز علی ایک وظیفہ دار ماہوار کے خود اپنے لئے آمدنی جایداد سے
منتقل کی یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ دستاویز واسطے وصول کا ری موجودہ وانیان کے تحریر کی
گئی ہے کیونکہ اونکے ادا کرنیکے واسطے سو جیدرا بائی نے جسکے لئے یہ معاملہ ہوا تھا انتظام کیا تھا
اگر فرض کیا جائے کہ انتقال سے ایک اصلی معاملہ مدنظر تھا اور پسر کو قطعی حقوق ملکیت بمقابلہ باپ کے
دینے منظور تھے تو بغرض میری دانست مین جائز تھی اس طرح پر جایداد کا انتظام کرنے سے مطلب
تھا کہ واس کی فضول خرچیون کے نتیجہ سے وہ محفوظ رہے دستاویز کی رجسٹری ہوئی تھی اور
اس طرح پر وہ اون اشخاص کے معاینہ کے لئے جو اوسکے ساتھ کاروبار کرین اگر وہ لوگ استقلالاً
کی تلاش کی تکلیف اوٹھانا پسند کرتے موجود تھی پس اگر فرض کیا جائے کہ دستاویز مین ایک معاملہ
اصلی اور نہ بینامی تحریر تھا کوئی صورت فریب کی ظاہرا معلوم نہین ہوتی مقدمہ راجن ماجی بنام
ارو خبیر (۱) ملاحظہ طلب ہے۔

بعد تاریخ دستاویز کے واس نے قرضجات لئے مدعی ایک اون دائنیان مین سے ہے جنہون نے
ڈگری بمقابلہ اوسکے حاصل کی اور جایداد کو اجرائے ڈگری مین قرق کرایا بعد ازان قرقی حسب درخواست اوسکے
سید اشفیو کے واگذاشت کیگئی اور مدعی اب نالشی ہے کہ استقرار اس امر کا کیا جائے کہ جایداد مستوجب
قرقی و نیلام اوسکی ڈگری کے اجرا مین ہے۔

پس بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ آیا بموجب دستاویز محولہ بالا کے یا کسی زمانہ مابعد مین واس
کی نسبت یہ ثابت ہوا ہے کہ اوس نے جایداد کا انتقال بدست سید اشفیو نہ بطور محض بینامی داری
کے بلکہ بطور مالک مستحق استفادہ کے کیا یہ امر کہ واس اوسوقت نابالغ تھا کہ جب اوس نے
انتقال تحریر کیا صاف معلوم ہوتا ہے جج ماتحت درجہ اول بہ اختیارات اپیل نے یہ تجویز کی ہے کہ
وہ عمر مین ۲۱ سال سے کم تھا ایک ولی اوسکی ذات و جایداد کا بذریعہ حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء
مقرر کیا گیا تھا اور گو وہ ولی فوت ہوگیا اثر اوس تقرر کا میری دانست مین یہ تھا کہ توسیع زمانہ
نابالغی کی ۲۱ سال تک حسب احکام دفعہ ۳ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ء کے ہوگئی دفعہ مذکور حسب
ذیل ہے تابع قاعدہ مندرجہ بالا کے ہر نابالغ جس کی ذات یا جایداد کا ولی کسی عدالت
انصاف نے مقرر کیا ہو یا مقرر کرے اور ہر نابالغ جو تابع اختیار کسی کورٹ آف وارڈس کے

(۱) (سنہ ۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۸۰

۱۸۹۶ء

سدا شیو بنام نرسنگ

باوجود کسی امر کے جو ایکٹ وراثت ہند (۱۰ ایکٹ ۱۸۶۵ء) یا کسی دوسرے قانون مین مندرج ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اوسکو بلوغ اوسوقت حاصل ہوا کہ جب اوس نے عمر ۱۸ سال کی پوری کی اور نہ پیشتر اوس سے تابع قواعد مندرجہ بالا کے ہر دیگر شخص جو برٹش انڈیا مین وطن رکہتا ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اوس نے اوس وقت سن بلوغ حاصل کیا کہ جب وہ عمر ۱۸ سال کی پوری کرے اور نہ پیشتر اوس سے ۔"

محض عبارت دفعہ مذکور سے یہ امر صاف معلوم ہوتا ہے کہ واسن ۲۱ سال کی عمر تک نابالغ رہا کیونکہ اوسکی ذات و جایداد کا ولی مقرر ہوا تہا لیکن بمقدمہ ایک ناتہہ بنام ولر وباتی (۱) یہ شبہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ آیا بعد وفات ولی کے حیثیت نابالغ کی وہی ہو جائیگی جو قبل تقرر مذکور کے تہی اثنائے بحث اس امر مین ہمارے روبرو حوالہ مقدمات منگنی رام مارواڑی بنام گرسہاے (۲) و گریش چندر بنام عبد السلام (۳) کا دیا گیا لیکن اون مقدمات مین صریح طور پر اس امر کی نسبت تجویز نہین ہے لیکن بمقدمہ ربڑ پہلوان بنام بہولاناتہہ (۴) ایک سند صریح نسبت اس امر کے ہے جسکی علاوہ برین اس عدالت سے زمانہ حال مین تجویز از روئے فیصلہ معدودہ مقدمہ گوردہن داس بنام ہری ولبہہ داس (۵) کیگئی ہے ۔

دوسرا امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا نابالغ انتقال جایداد کا کر سکتا ہے یا نہین یہ معاملہ اس قسم کا ہے کہ جسکی نسبت مین تامل کے ساتہہ لکہتا ہون کیونکہ اوسمین وقت بہت ہے علاوہ وغیرہ ۔ ایکٹ انتقال جایداد کے (جو اس احاطہ مین اوسوقت نافذ نہ تہا کہ جب یہ دستاویز تحریر ہوئی) مجہکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتقال خواہ ایک معاہدہ یا قبل پر منحصر ہے اور بجز اوس صورت کے جایز نہین ہو سکتا کہ وہ فریق جو اوس معاہدہ کو کرے قابلیت معاہدہ کی رکہتا ہو عہد دینے اور لینے کا ہونا ضرور ہے اور جایداد اوسوقت منتقل ہوتی ہے کہ جب یہ اتفاق ارادون کا واقع ہوا اور روئے ضابطہ پورا کیا جاے جو قانون مین مقرر ہے ممکن ہے کہ انتقال اوسوقت تک واقع ہو کہ ۱۶۰
کوئی فعل مثل حوالگی قبضہ یا تحریر رجسٹری دستاویز انتقال عمل مین نہ آوے لیکن بلا کسی عہد و قبل نسبت دینے اور لینے کے میری دانست مین کوئی انتقال مطلقاً نہین ہو سکتا مجہکو کوئی صاف سند اس معاملہ مین نہین ملی ہے لیکن مجہکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اختیار انتقال غرضیکہ اختیار معاہدہ پر منحصر ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسی حالت مین کہ جب وہ کسی وعدہ کا پابند اپنے آپ کو نہ کر سکتا ہو مجاز ہبہ کرنے اپنی جایداد کا ہو تو یہ امر نہایت عجیب ہوگا لیکن مجہکو مجبوراً احکام ایکٹ معاہدہ ہند کا دیکہنا لازم ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آیا اس ملک مین کوئی نابالغ معاہدہ کر سکتا ہے یا نہین ۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۹ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۰ (۲) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین اپیلس جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۵ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۵ (۴) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۱۲
(۵) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۸۱ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء

سدا شیو بنام ترمبک

مقصد ایکٹ کا جسطور پر کہ تمہید مین بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ قانون کے اون حصون کی تصریح اور ترمیم کیجاے
جو متعلق معاہدات کے ہین دفعہ ۲ مین تعریف معاہدہ کی واسطے اغراض ایکٹ کے یہ تحریر ہے کہ وہ ایک ایسا عہد
ہے جو از روے قانون نافذ ہو سکتا ہے دفعہ ۱۰ مین ایک تعریف مزید حسب ذیل درج ہے تمام عقود معاہدات
ہین بشرطیکہ وہ برضامندی طرفین اون اشخاص کے درمیان جو معاہدہ کرنیکے قابل ہون بدل جائز کے ساتھ کسی غرض جائز کیواسطے کیے جاوین
اور جو از روے ایکٹ ہذا صراحتاً باطل قرار دیے گئے ہون دفعہ ۱۱ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر ایسا شخص معاہدہ کرنیکے قابل ہے جو
مطابق اوس قانون کے جسکا وہ تابع ہے عمر بلوغ کو پہنچ گیا ہو اور صحیح العقل ہو اور از روے کسی قانون کے جسکا وہ تابع ہے معاہدہ کرنیکے
ناقابل نہو۔ بعد ازان دفعہ ۱۹ مین ایک خاص قاعدہ ہے جو حسب ذیل بیان کیا گیا ہے "جب کسی عہد کی
نسبت جبر یا بیجا تسلط یا فریب یا خلاف بیانی سے رضا حاصل کیجاے تو وہ عہد ایسا معاہدہ ہے جو اوس
فریق کی مرضی سے جسکی رضا اس طرح پر حاصل ہوئی ہو قابل کالعدم قرار دیے جانیکے ہے" مسٹر ایف پالک صاحب
نے اس امر پر بحث کرنے مین شبہہ ظاہر کیا ہے کہ آیا الفاظ "معاہدہ قابل کالعدم قرار دیے جانیکے" قابل
اعتراض ہین یا نہین (دیکھو صفحہ ۹ طبع ششم رسالہ معاہدات مولفہ مسٹر ایف پالک صاحب) لیکن خواہ کوئی عذر صحیح
ہو یہ ظاہر ہے کہ بموجب ایکٹ معاہدہ ہند کے صرف تعریف مندرجہ دفعہ ۱۹ ایسی ہے جسکی رو سے معاملہ مندرجہ
دفعہ مذکور معاہدہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ شرائط دفعہ ۱۰ مین نہین آتا اس وجہ سے کہ بتراضی عمل
مین نہین آیا تھا کوئی اس قسم کا قاعدہ بابت اون عقود کے نہین ہے جو منجانب نابالغان یا اشخاص فاتر العقل
کے کیے جائین لیکن دفعہ ۶۸ مین اون اشیاے ضروری کی قیمت ادا کرنے کی بابت حکم ہے جو ایسے اشخاص کو
۱۶۱ بہم پہونچائی گئی ہون جو معاہدہ کرنیکے ناقابل ہون دفعہ مذکور مین یہ بیان نہین ہے کہ ایسے اشخاص کون ہین
لیکن تمثیل (الف) سے کوئی شبہہ باقی نہین رہتا کہ اشخاص فاتر العقل اوسمین داخل ہین بموجب قانون انگلستان
کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ منجانب شخص فاتر العقل یا ایسے شخص کے جو بوجہ نشہ شراب کے ناقابل جاننے اس
امر کے ہے کہ وہ کیا کرتا ہے خواہ مخواہ کالعدم نہین ہے جبکہ دوسرا فریق اوسکی حالت سے واقف نہو دیکھو
مقدمات امپیریل لون کمپنی بنام اسٹون (۱) و مولٹن بنام کمرو (۲) و میتھوز بنام بیکسٹر (۳) نیز کتاب پالک صاحب
متعلق معاہدات دفعات ۹۰ و ۹۱ ملاحظہ طلب لیکن اس ملک مین ذمہ داری اشخاص فاتر العقل کی نسبت
دینے قیمت اشیاے ضروری یا معاوضہ دیگر خدمات کے جو اون کے لیے کیجاوین احکام دفعات ۶۸ و ۷۰
ایکٹ مذکور پر زیادہ تر بنسبت معاہدہ کے مبنی معلوم ہوتی ہے بموجب ایکٹ کے نابالغان کی بھی اسی قسم کی حالت معلوم ہوتی ہے

(۱) لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۶۱ صفحہ ۳۳۹ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۲) لا جرنل اکسچیکر جلد ۴۳ صفحہ ۳۵ و ۲۲۰ (سنہ ۱۸۷۳ء و سنہ ۱۸۷۴ء)

(۳) رپورٹ اکسچیکر جلد ۸ صفحہ ۱۳۲ (سنہ ۱۸۷۳ء)

۱۸۹۹ء

سدا شیو بنام تریمبک

دفعات ۲۴۷ و ۲۴۸ مین خاصکر ذکر نابالغان کے کارخانہ شراکت مین شریک ہونے اور اونکی ذمہ داریون کا ہے لیکن میری دانست مین کوئی دلیل مفید اونکی قابلیت کے دیگر بیع پر معاہدہ کرنیکی نہین ہے پس ظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بجز اسکے کہ یہ تجویز کیا جا سکے کہ قواعد مندرجہ دفعہ ۱۱ ایکٹ معاہدہ کا جامع ہونا مقصود نہ تھا اور یہ منشا تھا کہ معاہدات منجانب نابالغان بحث سے خارج رکھے جائین مجکو یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ ہندوستان مین نابالغ معاہدہ کرنیکے ناقابل ہین لیکن نہین کہا جا سکتا کہ یہ معاملہ نظر انداز کیا گیا کیونکہ منجملہ اون قابلیتون کے جو معاہدہ کرنیکے لئے ضرور ہین بلوغ کا بیان بصراحت دفعہ ۱۱ مین کیا گیا ہے یہ صحیح ہے کہ ایکٹ مذکور مین کل قانون معاہدہ کے درج کرنے کا مقصود نہ تھا لیکن اوسمین بعض حصص قانون معاہدہ کی تصریح کرنا مقصود تھا اور ایک اون حصص مین سے طریقہ عمل مین لانے معاہدات کا ہے اور اگر یہ تجویز کرنا جائز ہو کہ معاہدات منجانب نابالغان کی نسبت کوئی قاعدہ مقرر نہین کیا گیا ہے تو یہ کہنا ضرور ہے کہ دفعات ا والے بہت مغالطہ ہوتا ہے اب یہ تجویز کرنا کہ اون دفعات کے فحوائے مین عہود منجانب نابالغان داخل نہین مجکو تناقض اون رائے کے معلوم ہوتا ہے جو لارڈ ہرشل صاحب نے بمقدمہ بنک آف انگلینڈ بنام ونگلیانو (۱) مین ظاہر کی تہین اور جنپر پریوی کونسل نے بمقدمہ نرندرناتھ سرکار بنام کمل باسنی داسی (۲) استدلال کیا تھا وہ فقرہ کہ جسکا مین حوالہ دیتا ہون حسب ذیل ہے۔

"مین خیال کرتا ہون کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے عبارت قانون پر غور سے نظر کیجاوے اور یہ دیکھا جاوے کہ اوسکے معمولی معنی ۱۶۲
بلا لحاظ اون خیالات کے جو حالت سابق قانون سے مستنبط ہون کیا ہین اور یہ نہ کیا جاوے کہ یہ تحقیقات کیجاوے کہ قانون سابق کس طرح پر تہا اور جبکہ اوسکو یہ فرض کر کے کہ شاید اوسکے بجنسہ قایم رکھنے کا منشا تہا یہ کیا جاوے کہ ایکٹ مذکور کے الفاظ کی تعبیر مطابق اوس رائے کے ہوسکتی ہے یا نہین مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی قانون کی نسبت جسکے ذریعہ سے کسی خاص شاخ قانون کے مجموعہ بنانے کا منشا ہو اس طرح عمل کیا جاوے تو اوسکا فائدہ کلیتاً ضایع ہو جاوے گا اور وہ خاص غرض کہ جسکے لئے وہ بنایا گیا تہا مفقود ہو جاوے گی اس قسم کے قانون کا منشا بلا شک یہ ہے کہ کسی امر کی نسبت جسکا ذکر قانون مذکور مین بالتخصیص ہو قاعدہ مندرجہ تعبیر اوسکی عبارت سے جو استعمال ہوئی ہو دریافت کیا جاوے۔"

میری رائے ناقص مین یہ الفاظ اوس معاملہ سے متعلق ہین جو اب زیر غور ہے۔

اگر ہم یہ تجویز کرین کہ عہود نابالغان محض قابل انفساخ ہین اور کالعدم نہین ہین تو نہ صرف ہمکو یہ فرض کرنا ہوگا کہ واضعان قانون نے در بارہ وضع کرنے دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ معاہدہ کے وہ منشا منسوب کرین جو کسی طرح ظاہر نہین ہے بلکہ ہمکو اوسی قسم کے منشا ایکٹ انتقال جایداد و ایکٹ امانت ہائے ہند مین داخل کرنے

(۱) مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۷ لغایت ۱۴۴ (۱۸۹۱ء) (۲) انڈین اپیلس جلد ۲۳ صفحہ ۲۶ (۱۸۹۶ء)

سنہ ۱۸۹۹ء سدا شیو نہم ترمبک

بہ حیثیت جو دس سال بعد بنائے گئے تھے دفعہ ۳ - ایکٹ اول الذکر میں یہ تحریر ہے کہ حصص متعلقہ معاہدات بطور جزو ایکٹ معاہدہ ہند کے سمجھے جاوینگے اور دفعہ ۱۱ میں یہ حکم ہے کہ وہ اشخاص جو قابل معاہدہ کرنیکے ہیں قابل انتقال جائداد کے ہیں ذکر دفعہ ۷ میں ایسے شخص کا جو ناقابل کرنے معاہدہ کے ہے ظاہرا ضرور متعلق نابالغان اور اشخاص فاتر العقل کے ہے دفعہ ۷ ایکٹ امانت ہند حسب ذیل ہے -

- امانت

(الف) منجانب ہر شخص کے جو قابل معاہدہ کرنیکے ہو -

(ب) با جازت عدالت دیوانی اصل با ختیار صیغہ ابتدائی کے شخص نابالغ یا منجانب اوسکے قائم ہوسکتی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ بلا خاص قاعدہ مندرجہ فقرہ ب کے نابالغ جو ایک شخص ناقابل معاہدہ کرنیکے ہے امانت قائم کرنیکے ناقابل ہوگا یہی رائے اگینو صاحب نے اپنی کتاب دربارہ قانون امانت کے (دیکھو صفحہ ۹۶) قائم کی ہے -

بحث نسبت نوعیت عقود نابالغان کے مجھکو قطعی طور پر بذریعہ نظیر کے خواہ اس احاطہ میں یا کلکتہ میں طے شدہ نہیں معلوم ہوتی ایک جانب فیصلجات مقدمات مسمی ہوشن بنام جادو ناتھ (۱) محمد عارف
۱۶۳ بنام سرستی دیبیا (۲) ہیں کہ قانون میں نسبت اس معاملہ کے بذریعہ ایکٹ معاہدہ کے کوئی تبدیل نہیں ہوا لیکن بجانب دیگر رائے خلاف اوسکے نارس صاحب جسٹس نے مقدمہ فاطمہ بی بی بنام دیب ناتھ شاہ (۳) ظاہر کی تھی بمقدمہ شام چرن بنام چودہری دیبیا (۴) حکام ذیل نے ظاہرا اس رائے کو قبول کیا تھا کہ نابالغ کا معاہدہ قابل انفساخ ہے اور نہ کالعدم لیکن بمقدمہ جوگل کشور بنام اندلال (۵) یہ امر بلا فیصلہ چھوڑا گیا بمقدمہ سنت بنام جیبا (۶) یہ فیصلہ کیا کہ نابالغ ایسے تمسک کو نافذ کراسکتا ہے جو اوسکے حق میں تحریر ہوا جسکا معاوضہ کلیتاً ادا ہوچکا تھا کسی طرح پر بجز اس رائے کے نہیں معلوم ہوتا کہ عہد منجانب نابالغ نافذ نہیں ہوسکتا اور معاہدہ نہیں ہے بمقدمہ مہا بلشور بنام تمایا (۷) اس معاملہ کی نسبت بحث سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور کینڈی صاحب جسٹس نے کی لیکن اس امر کو بلا فیصلہ چھوڑا -

اگر تعریف عہد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اوہیں ایک واحد اقرار یا مجموعہ اقرارات داخل ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۵۵ (سنہ [illegible]ء)
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۵ (سنہ ۱۸۸۳ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۹۳ء)
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۵۲ (سنہ ۱۸۹۴ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۵ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۰ (سنہ ۱۸۹۸ء)
(۷) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۴۰

۱۸۹۹ء

سداشیو بنام ترمبک

جو باہم ایک دوسرے کا بدل ہوں اسوجہ سے درصورت ایسے وعدون کے جو نابالغان سے بابت ایسے
بدل کے کیے جائیں جو کلیتاً ادا ہوگیا ہو کوئی دقت ایسے وعدہ ہاے مذکور کو بطور معاہدات تصور کرنے مین
نہین معلوم ہوتی کیونکہ وہ وعدے ایسے اشخاص سے جو قابل کرنے معاہدہ کے ہین بعوض ایسے بدل کے کیے ہین
جو ادا ہوگیا گو نابالغ بموجب ایکٹ کے ناقابل وعدہ کرنے کے ہو لیکن بظاہر یہ لازم نہین آتا کہ جو عہد
اوس سے بعوض ایسے بدل کے کیا گیا ہو جو ادا ہوگیا ہو قابل پابندی نہین ہے مقدمہ رستم جی بنام
جادو ناتھ (۱) ایسے معاملے سے متعلق ہے گو یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ عبارت تجویز سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے
کہ عہد منجانب نابالغ قابل انفساخ ہے اور نہ کالعدم۔

جبکہ بدل کسی اقرار کا جو کسی نابالغ سے کیا جاے کلیتاً یا جزواً اقرارات منجانب نابالغ ہون تو بیشک
ایک وقت پیدا ہوتی ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ وہی وقت پیدا ہوگی عام اس سے کہ معاہدہ منجانب
نابالغ کالعدم تصور کیا جاے یا محض قابل انفساخ کیونکہ ہر دو صورت مین اقرارات باہمی نہین ہوتے ایسا
اقرار جو حسب مرضی مقر کے قابل منسوخی ہو بدل نہین خیال کیا جاسکتا جب تک کہ وہ پورا نہ کیا جاے
۱۶۴ اور اس طرح پر بلوغ حاصل ہونے پر قابل منسوخی نہ رہے جبکہ بوجہ اون اقرارات کے جو نابالغ سے کیے گئے
اوس نے کوئی فعل کیا ہو یا قبضہ جایداد کا دیا ہو تو ممکن ہے کہ مسئلہ امر مانع تقریر مخالف مانع اس امر کا
ہو کہ شخص بالغ اپنے فرض انجام دہی اپنے اقرارات سے انکار کرے۔

پس وہ نتیجہ جو مین نے اخذ کیا ہے گو بعد بہت سے پس وپیش اور افسوس اس امر کے کیا ہے کہ مین
اپنے مجلیس ذیعلم سے اتفاق نہین کرسکتا یہ ہے کہ و امن جسوقت کہ اوس نے دستاویز مورخہ ۱۲- اکتوبر
۱۸۸۱ء تحریر کی ناقابل منتقل کرنے کسی استحقاق واقع جایداد کا بحق سو ہیدرا بائی یا سداشیو کے نتھا اور
اوس نے اس قسم کا انتقال نہین کیا اگر یہ راے قانوناً صحیح ہو تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جایداد اب تک وامن کی
ملکیت ہے کیونکہ یہ بیان نہین کیا گیا ہے بعد اسکے کہ اوس نے بلوغ حاصل کیا کوئی فعل اوسکی جانب سے
ایسا ہوا ہے جو باعث انتقال حصہ جایداد کا ہوا اگر دستاویز ۱۲- اکتوبر ۱۸۸۱ء کی ناجایز ہے تو جوابدہی
ساقط ہوتی ہے۔

علاوہ برین اگر راے مندرجہ بالا غلط بھی ہو تو ڈگری جج ماتحت درجہ اول باختیارات اپیل بری
دانست مین دوسری وجہ پر بحال رہنی چاہیے جج ماتحت درجہ اول نے بعد لحاظ کرنیکے جملہ امور پر اور
بخیال اس امر کے کہ دستاویز کا کوئی بدل نہ تھا کیونکہ ظاہرا اونھون نے اس امر کو یقین نہین کیا کہ

(۱) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۲

۱۸۹۹ء

سداشیو بنام ترمبک

سو بہدرا بائی نے کوئی روپیہ اپنی جیب خاص سے واسطے ادا ے قرضہ کے دیا اور ضرور اونہون نے یہ
خیال کیا ہوگا کہ دستاویز مین کوئی اشارہ نسبت ادا کرنے قرضجات کے نہین ہے اور اوسمین محض یہ شرط
ہے کہ واسن جایداد مین سے ایک وظیفہ ۵ہ ماہوار کا پاوے) یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ محض ایک معاملہ
نمایشی تھا معلوم ہوتا ہے کہ اون کا یہ خیال تھا کہ دستاویز مذکور باستعمال عبارت پریوی کونسل مقدمہ
عبدالحی بنام میر محمد (۱) محض ایک دستاویز جیب مین رکھنے کے لیے تھی اور یہ منشا نہ تھا کہ وہ مطابق اوسکے
مضمون اور نتیجہ کے اثر پذیر ہو اوسکے ذریعہ سے جایداد سداشیو کے نام واسطے فایدہ واسن کے منتقل
کیگئی تھی مین خیال کرتا ہون کہ اس امر سے انکار ہوگا کہ اگر کوئی بدل دستاویز کا نہ تھا اور کوئی اصلی ارادہ
منجانب واسن ہبہ کرنے جایداد کا بحق اپنے لیسر کے بخلاف اپنے نہ تھا تو محض تحریر دستاویز بمقابلہ
واسن کے ناجایز ہوگی تجویز پریوی کونسل جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ایک سند واسطے اس مسئلہ کے ہے
۱۶۵ بدل کا ہونا خود عبارت دستاویز اور نیز کسی شہادت معتبر سے کہ سو بہدرا بائی نے قرضجات
اپنی جیب خاص سے ادا کئے ظاہر ہے وظیفہ ۵ہ ماہوار کا جایداد سے محفوظ کیا گیا تھا اور کیفیت
اصلی بابت کوئی ذمہ داری ذاتی کے قبول نہین کی بحث ارادہ کی ایک بحث واقعی ہے جسکی بابت یہ عدالت اپیل دوم مین مجبور ہے کہ تجویز جج
درجہ اول کو قبول کرے اور کچھ نہین کر سکتی عدالت اپیل ماتحت اس امر سے واقف تھی کہ چند دستاویزات سداشیو کے
نام سے تحریر ہوئی تھین لیکن بلحاظ طریق عمل فریقین اور حالات مقدمہ کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ معاملہ محض نمایشی تھا
فیصلہ مجکو اس عدالت پر قابل پابندی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ جج ماتحت درجہ اول نے
کسی شہادت کو نظر انداز کیا یا نسبت اوس قانون کے جو اس معاملہ سے متعلق ہے کوئی غلط فہمی کی قانون بمقدمہ
ملک چند بنام جیت مل (۲) صاف طور پر حسب ذیل مندرج ہے لیکن اگر بیع یا رہن محض ایک معاملہ نمایشی
ہو یا محض ظاہری ہو اور یہ منشا نہو کہ منتقل الیہ یا مرتہن مظہرہ کو کوئی حق استفادہ جایداد مین حاصل ہو اور
محض بغرض اسکے کہ وہ اجراے ڈگری سے محفوظ رہے منتقل الیہ یا مرتہن محض بطور مالک فرضی کے
بجاے مالک اصلی (مدیون) کے قایم کیا گیا ہو اور مالک فرضی مذکور محض امانت دار مالک اصلی (مدیون)
ہو اور اس طرح پر جایداد واسطے شخص آخر الذکر کے بچائی جاے تو بیع یا رہن مذکور بمقابلہ داین کے
ناجایز ہوگا اور وہ مستحق اس امر کا ہوگا کہ جایداد کو قرق و نیلام کراے" ممکن ہے کہ ایسی صورت مین
اصل وجہ یہ ہو کہ کوئی جایداد منتقل نہین ہوئی کیونکہ کسی جایداد کے منتقل کئے جانے کا مقصود نہ تھا دیکھو
انتخاب کتاب بریکٹن صاحب جسکا حوالہ کتاب پالک صاحب دربارہ معاہدات مین اخیر پر دیا گیا ہے

(۱) [illegible] انڈین لا ریپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۱۶ ۔ (۲) [illegible] ریپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ [illegible]

۱۹۲۶ سداشیو بنام ترمبک

کوئی ہبہ جائز نہیں ہے بجز اسکے کہ واہب اور موہوب لہ باتفاق باہمی رضامندی و اتفاق رائے اوسکو کرین اور دینے والے کا وہی منشا ہو جو لینے والے کا ۔" لیکن خواہ کوئی صورت ہو میری دانست مین کافی وجہ واسطے اوس رائے قانونی کے ہے جو جج ماتحت درجہ اول نے قائم کی ہے ۔

لہذا میری یہ رائے ہے کہ ڈگری مع خرچہ بقدر رہن و نیز ایلیا نمبر ۲۰۰ و ۲۰۵ مارچ ۱۹۲۶ء بحال رکھی جائے ۔

۱۶۶ چونکہ حکام کے باہم اس طرح پر اختلاف رائے تھا لہذا اپیل حسب دفعہ ۹۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۵ مجریہ ۱۹۰۸ء بحضور صاحب چیف جسٹس کے کیا گیا حاکم موصوف نے از اوس صاحب جسٹس سے نسبت اول دو امور مندرجہ بالا کے اتفاق کیا لیکن نسبت امر سوم کے یہ تجویز کی کہ مسل مین ایسی شہادت موجود تھی جسکی بنا پر عدالت اپیل ماتحت کا منصب اس تجویز کا ملکہ دستاویز ترک منظور نہ کی گئی پس اونہون نے خلاف صاحب جسٹس سے اتفاق کیا کہ ڈگری بحق مدعی بصدور عدالت ماتحت بحال رکھی جاے ۔

بحث اور تجویز بعد اس پیروی کے حسب ذیل ہین ۔

مسٹر برنسن (مع صاحب دیو آر بوڈواس) منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) ۔ عدالت اپیل ماتحت نے بحق مدعی ڈگری صادر کی اور جایداد مابہ النزاع کو اجراے اوسکی ڈگری موسومہ وامن مین ان وجوہ سے قابل مواخذہ قرار دیا کہ دستاویز ترک نمایشی تھی اور وامن نے اوسکو بعد بلوغ منظور نہین کیا بلکہ برخلاف اسکے اوسکو نامنظور کیا نسبت امر اول کے ہمکو اس سے انکار ہے کہ دستاویز ترک نمایشی تھی اور بغرض فریب دہی دائنان کے تحریر کی گئی تھی دائنان موجودہ وقت کا روپیہ ادا کیا گیا تھا اور اس معاملہ کو پوری شہرت دی گئی تھی ۔ بمقابلہ جانسن (۱) و گیانا سمبانی بنام سری نواس (۲) ملاحظہ طلب ہے کوئی قرضہجات جدید ۱۹۰۹ء تک نہین لیے گئے وہ بطور ایک انتظام خاندانی کے تھا اور مابعد کو استحقاق اوسپر اعتراض کرنیکا نہین ہے خلاف صاحب جسٹس نے تجویز کی ہے کہ چونکہ وامن نابالغ تھا اسلئے وہ دستاویز ترک کے تحریر کرنے کا یعنی معاہدہ شامل ہے ناقابل تھا اس صورت مین ترک از قسم ایک عطیہ کے تھا اور عطیہ کے لئے معاہدہ یا قبولی کی خواہ مخواہ ضرورت نہیں ہے یہ ایک صورت ہبہ کی منجانب ایک پدر نابالغ کے بحق اپنے پسر نابالغ کے ہے جسکی منظوری منجانب پسر کے بوقت بلوغ ہو سکتی ہے ۔ کتاب ہمسن صاحب در بارہ نابالغان صفحات ۵ و ۹ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۶ و ۴۸ و ۱۹۲ ۔ ملاحظہ طلب ۔ لیکن اگر اس صورت کو بطور ایک صورت معاہدہ کے بھی خیال کیا جاے تو ہم یہ حجت کرتے ہین کہ نابالغ کی ناقابلیت معاہدہ کی وجہ سے اوسکا معاہدہ کالعدم نہین ہوتا بلکہ محض قابل انفساخ ہوتا ہے اور وہ اوسکو بالغ ہونے پر منظور کر سکتا ہے ۔ دیکھو مقدمہ ــ

(۱) بیوٹ جالسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۰۸ (۱۸۸۱ء) (۲) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۸ (۱۸۶۶ء)

سنہ ۱۸۹۹ء سداشیو بنام ترمبک

محمد عارف بنام مہر شستی (۱) وامن نے اس ترک کو بعد بلوغ کے منظور کیا اوسکے بیانات کارروائیات
سارٹیفکٹ سنہ ۱۸۹۰ء مین جو بشعر نامنظوری دستاویز ترک کے ہین شہادت نہین ہین وہ بیانات خود
اوسکے صرف یہ کہے گئے تھے اور مدعی جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہے اونکو استعمال نہین کرسکتا سنہ ۱۸۹۰ء تک
وامن نے دستاویز ترک کو جسکی باضابطہ رجسٹری ہوگئی تھی پورے طور پر نافذ کیا۔

۱۶۷ مسٹر لابرٹسن (مع این جی چنداورکر) منجانب رسپانڈنٹ (مدعی) - یہ تجویز عدالت ماتحت
کی کہ دستاویز ترک نمایشی تھی اور اوسکے موثر ہونے کا کوئی منشا بجز مقابلہ دائنان کے نہ تھا اس عدالت
پر بصیغہ اپیل دوم قابل پابندی ہے مقدمہ رام رتن بنام نندو (۲) ملاحظہ طلب تھوڑے عرصہ بعد
بالغ ہونے وامن کے اوس نے اپنا حق نسبت جایداد کے ظاہر کیا اور سنہ ۱۸۹۰ء مین اوس نے دستاویز
ترک سے مقدمہ سارٹیفکٹ مین انکار کیا اوسکے بیانات حسب دفعہ ۳۲ - ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء)
قابل پذیرائی ہین۔

بموجب قانون ہندوستان کے معاہدہ نابالغ کا قابل انفساخ نہین ہے بلکہ کلیتاً کالعدم ہے
مقدمہ فاطمہ بی بی بنام دیبناتھ (۳) ملاحظہ طلب صرف وہ لوگ جو بالغ ہون معاہدہ کرسکتے ہین
ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعات ۱۰ و ۱۱ ملاحظہ طلب و نیز دیکھو دفعہ ۳ - ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء)
جسمین ایسی دستاویز کی رجسٹری کی ممانعت ہے جو نابالغ نے تحریر کی ہو پس اگر دستاویز ترک ایک
معاہدہ ہے تو وہ کالعدم ہے علاوہ اسکے اوسکا کوئی بدل نہ تھا وہ بوجہ محبت یا الفت حسب دفعہ ۲۵
ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے تحریر نہین کی گئی کیونکہ وامن کا مقصد یہ تھا کہ اپنے آپکو محفوظ رکھے۔
دیکھو مقدمہ واسدیو بھٹ بنام ونکٹیش (۴) اگر امانت تھی تو وہ حسب دفعہ ۷ - ایکٹ امانت ہند
(۲ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ناجائز تھی اگر ہبہ تھا تو وہ ایک ہبہ منجانب نابالغ ریتی کل جایداد کا تھا جو ناجائز ہے
مقدمہ ہرلال بنام گرین جنک (۵) و رسالہ سمسن صاحب دربارہ نابالغان صفحہ ۵ - و قانون نابالغان
مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۲۴۷ و دھرم شاستر مولفہ اسٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۷۱ - ملاحظہ طلب
نیز دیکھو مقدمہ آپا بھٹ بنام لنگاپے (۶)

مسٹر برنیفس نے جواب دیا - وامن کے قرضجات کا جایداد خاندانی سے ادا کرنا کافی معاوضہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۰ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۴) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ (سنہ ۱۸۶۴ء)
(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۹ (سنہ ۱۸۸۳ء) (۵) رپورٹ نکلس صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۷
(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۰ (سنہ ۱۸۸۷ء) (۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۸۱ء)

۱۸۹۹ء

سداشیو بنام ترمبک

دستاویز ترک کا تھا یا واسن کی بین کا یہ اقرار کرنا کہ وہ ... ماہوار واسن کو دے گی۔ دیکھو مقدمات جھبل داس بنام شنکر (۱) و ضیا بنام بسونت راؤ (۲)

فیرن صاحب چیف جسٹس - چونکہ اون حکام ذیل کے باہم جنہوں نے اس اپیل کو سماعت کیا اختلاف رائے نسبت اوس ڈگری کے تھا جو وہیں صادر ہونی چاہیے لہذا یہ اپیل بموجب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیا گیا ہے کونسل کی تقریر سماعت ہوئی اور اب مین اپنی تجویز نسبت اون چند امور کے تحریر کرتا ہوں جو اس استصواب مین داخل ہین صحت کے ساتھ تصریح ان امور کی کرنے کے لئے مین مختصراً تمام واقعات اس مقدمہ کے بیان کرتا ہوں۔

۱۶۸ یہ نالش واسن سداشیو راؤ کے ایک داین نے واسطے استقرار اس امر کے دائر کی ہے کہ بعض جایداد جسکو اوس نے قرق کرایا تھا جایداد واسن کی تھی ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۵ء کو واسن نے ایک دستاویز از نام دستاویز ترک بحق اپنے پسر نابالغ سداشیو واسن کے تحریر کی جسکی قائم مقام نابالغ کی خالہ سوبھدرا بائی عرف سا وتری بائی تھی واسن اوسکا برادر حقیقی اوس سے بہت چھوٹا تھا دستاویز ترک مین یہ تحریر ہے کہ کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ جو اوسکو واسن کے پدر تبنیت کنندہ یعنی سداشیو ونایک سے وراثتاً پہونچی تھی واسن کے قبضہ اور سپردگی مین بعد وفات اوسکی والدہ کے رہی اور بعد اسکے واسن نے بنا حق واقع جایداد مذکور بحق اپنے پسر نابالغ سداشیو کے ترک کیا دستاویز مذکور کا جزو قابل نفاذ حسب ذیل تھا (حاکم عالی مقام نے فقرہ مندرجہ بالا صفحہ ۱۴۸ پڑھا اور درج فرمایا) صاحب جج نے برطبق اپیل باختلاف رائے عدالت اول یہ نتیجہ اخذ کیا کہ واسن کی عمر ۱۸ سال سے کم اوسوقت تھی جب اوس نے دستاویز ترک تحریر کی اونھوں نے یہ امر صاف طور پر تجویز نہین کیا کہ واسن کی ٹھیک عمر اوسوقت تک کیا تھی مگر اونھون نے یہ تحریر کیا کہ اوس شہادت سے جسکو وہ معتبر خیال کرتے تھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واسن ۱۸۷۶ء مین پیدا ہوا تھا اس طرح پر واسن کی عمر قریب ۱۹ سال کی اوسوقت تھی جب اوس نے دستاویز ترک تحریر کی لیکن وہ قانوناً نابالغ تھا اوسکی مادر تبنیت کنندہ جو بعد ازان فوت ہوگئی اوسکی ذات کی اور بغرض اہتمام اوسکی جایداد کے ولیہ مقرر کی گئی تھی جسکا سرٹیفکٹ ... کو اس امر مین اتفاق ہے کہ واسن اوسوقت قانوناً نابالغ تھا جب اوس نے دستاویز ترک تحریر کی اور ججون کے باہم نسبت اس امر کے اختلاف رائے ہے کہ آیا بلحاظ حالات اس مقدمہ کے داین قارق پر پابندی دستاویز ترک کی ہے یا نہین۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۹۰ (۱۸۸۵ء) (۲) نظائر ہند مولفہ مولوی صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ (۱۸۹۰ء)

۱۹۰۹ء
سداشیو
بنام
تربنک

امور جو واسطے تصفیہ کے درپیش ہین یہ ہین۔

(۱) آیا اپیل دوم مین ہم یہ تجویز کرسکتے ہین کہ عدالت اپیل ماتحت نے قانوناً یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ ترک محض ایک معاہدہ تمالیکی تھا اور وہ اسلئے بے اثر ہے کہ جایداد متنازعہ جو دستاویز ترک مین داخل تھی اقرقی اور نیلام سے جسکی درخواست مدعی نے کی ہے بری ہو۔ مدعی سے قرضہ وامن نے بہت عرصہ بعد ترک کے لیا تھا۔

(۲) آیا اس قسم کی دستاویز ترک نوشتہ نابالغ قطعاً کالعدم ہے یا محض قابل انفساخ ہے اور اسوجہ سے اگر نابالغ مذکور بعد بالغ ہونیکے اوسکو منظور کرے تو جایز ہوسکتی ہے۔

۱۶۹ (۳) آیا عدالت ماتحت نے یہ تجویز کرنے مین قانوناً غلطی کی کہ وامن نے دستاویز ترک کو بعد بالغ ہونیکے منظور نہین کیا۔

مین نے امور بترتیب مذکورہ بالا اسوجہ سے تحریر کیے کہ اگر دستاویز ترک ابتدا سے ناجایز تھی تو دیگر امور پر غور کرنیکی ضرورت نہوگی اور نیز اسلئے کہ مین امور اول و سوم کو جداگانہ رکھنا چاہتا ہون کہ وہ واقعات جنکا حوالہ دینا بغرض اونکے تصفیہ کے ضروری ہے بعض صورتون مین ایک ہی ہین اب نسبت امر اول کے واضح ہو کہ جب تحریر دستاویز کی مسلمہ ہے اور اوسکی رجسٹری ہوگئی ہے تو بار ثبوت اس امر کا کہ وہ ناجایز ہے میری دانست مین مدعی پر ہے۔ درحقیقت بار ثبوت اس امر کا کہ وہ اصلی نہین ہے ضرور اوسکے ہے دیکھو مقدمہ شام چند بنام پرتاب چند (۱) مین یہ نہین کہتا کہ اوسکو ثبوت صریح اس امر کا پیش کرنا ضرور تھا کہ دستاویز ترک اصلی نہ تھی یا یہ کہ وہ فرضی تھی لیکن اوسکو وہ حالات ثابت کرنے چاہئین جن سے اصلی ہونا دستاویز ترک کا یا اوسکے فرضی قسم کے ہونیکا نتیجہ صحیح طور پر اخذ ہوسکے اس مقدمہ مین یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ دستاویز ترک بذریعہ فریب یا داب ناجایز کے جو وامن پر اوسکی ہمن سو بعدرا باقی نے ڈالی حاصل کی گئی تھی اور نہ مین خیال کرتا ہون کہ وامن تارق کو اوپر اس بنا پر اعتراض کرنے کا منصب ہوگا مدعی صرف اس امر کے ثابت کرنے سے کامیاب ہوسکتا ہے (الف) کہ دستاویز ترک بحق سداشیو اس منشا سے تحریر کی گئی تھی کہ وہ اصل تعداد وامن کا بجانب سداشیو کہ منتقل ہو لیکن اس منشا سے نہیں کہ ساتھ کہ وامن کے دائنان کو حسب مراد اشیوٹ ملکہ ایلز بتھ کے توقف اور وقت اور محرومی ہو یا (ب) یہ کہ جیسا کہ فاضل صاحب جسٹس نے اوسکی نسبت کہا ہے وہ محض ایک دستاویز جیب مین رکھنے کے لیے تھی اور یہ منشا نہ تھا کہ وہ مطابق اوسکے مضمون اور نتیجہ کے اثر پذیر ہو از روے اس دستاویز ترک کے جایداد سداشیو کے نام

(۱) انڈین لاء رپورٹس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ (کلکتہ)

۱۸۹۹ء

سداشیو بنام ترمبک

واسطے فایدہ وامن کے منتقل کی گئی تھی اور محض ایک بینامی معاملہ تھا مقدمات انگلستان جو متعلق جایداد غیر منقولہ یا اشیاے از قسم غیر منقولہ کے ہین قریب قریب کلیتاً اول قسم کے انتقالات فرضی یا غیر اصلی کی بابت ہین در حقیقت مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شبہہ ہے کہ آیا بموجب قانون انگلستان کسیکے دستاویز انتقال جایداد غیر منقولہ کی جبکہ وہ منتقل الیہ کے حوالہ کر دی گئی ہو بلا شبہہ بصورت ہونے کسی وجہ کے ساتھ منتقل الیہ کے اثر انتقال ملکیت اراضی کا جو منتقل کی گئی ہو انتقال کنندہ کیجانب سے بحق منتقل الیہ نہین رکھتی کو ممکن ہے کہ کوئی امانت پوشیدہ بحق
۱۷۰ شخص اول الذکر کے ہو جسکی رو سے اوسکو یہ استحقاق حاصل ہو کہ جایداد مذکور کے واپس کیے جانے کی بذریعہ انتقال کے درخواست کرے ہندوستان مین جہان بینامی طریقہ عام ہے یہ امر ہماری عدالتون نے تسلیم کیا ہے کہ ایک ایسی دستاویز انتقال ہو سکتی ہے اور گو وہ رجسٹری شدہ ہو اور منتقل الیہ کے حوالہ کی گئی ہو تو ممکن ہے کہ کوئی حقیقت منتقل فرضی کو نہین ہو پہنچی کیونکہ اوسکا منشا منتقل کرنے جایداد کا نہین ہوتا بلکہ وہ محض واسطے دہوکا دینے والے انسان یا دیگر اشخاص کے استعمال کیجاتی ہے دیکھو مقدمہ تلک چند بنام جیت مل (۱) اسمین فیصلجات انگلستان متعلقہ جایداد منقولہ اور معاملات سے تعرض کیے گئے ہین جو بابت جایداد غیر منقولہ واقع ہندوستان کے تھے ۔ مقدمہ عبدالحی بنام میر محمد (۲) ملاحظہ طلب ۔

بحث مین میرے روبرو اور جہانتک مجھکو معلوم ہو سکتا ہے کل مقدمہ مین یہ بحث نہین کی گئی کہ دستاویز مابحث اول قسم کی تھی ان حالات سے کہ قرضجات وامن موجودہ وقت بعہدہ باقی رہے کل اوسوقت یا قریب اوسکے کہ جب دستاویز ترک تحریر ہوئی بطور خود ادا کیے معاملہ کے ادا کیے گئے تھے اور یہ کہ دستاویز ترک کی رجسٹری ہوئی تھی اور وہ عام طور پر کل ضلع مین مشہور کی گئی اور یہ کہ اوسکا مقصد جو صاف طور پر ظاہر کیا گیا اور جو خود دستاویز مین بیان کیا گیا ہے یہ تھا کہ جایداد موروثی وامن کی عادات ناعاقبت اندیشی اور فضول خرچی سے محفوظ رکھی جاوے یہ خیال رفع ہوتا ہے کہ اگر اوسکا منشا یہ تھا کہ دائن اوسکے متعاقدین کے بطور دستاویز ترک کے موثر ہو تو وہ بغرض نقصان پہونچانے یا دقت مین ڈالنے یا فریب دینے دائنان کے تحریر کی گئی تھی دیکھو تجویز فرائی صاحب جسٹس بمعاملہ جانسن (۳)

لیکن تجویز عدالت اپیل ماتحت میری راے مین اس بنا پر مبنی نہین ہے کہ دستاویز ترک حسب منشاے اسٹیٹوٹ شزابتہ ملکہ الزبتھ کے فریبی تھی بلکہ اس بنا پر کہ وہ ایک دستاویز نمایشی تھی جسکا بطور دستاویز ترک کے موثر ہونا یا وامن کا حصہ واقع جایداد وسداشیو کو منتقل کرنا یا وامن کے حقوق حصہ داری واقع جایداد سے اوسکو محروم کرنا مقصود نتھا اسی شکل مین تنقیح طلب عدالت اپیل ماتحت مین تجویز کیا تھا وہی تنقیح طلب کا فیصلہ عدالت ماتحت

(۱) رپورٹ ہاے قانونی گورنمنٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۹۸ (۱۸۷۶ء)   (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ (۱۸۶۳ء)

(۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۰۸ (۱۸۸۱ء)

۱۸۹۶ء
سدا شیو
بنام
ترنبک
۱۸۱

بحق مدعی کیا تھا

اس جزو مقدمہ کی نسبت رانادے صاحب جسٹس کا یہ خیال ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے ٹھیک صحیح نوعیت معاملہ ترک کی نہین سمجھی۔ اور اسکے ہر دو وجوہ یعنی معاوضہ کا نہ ہونا اور داشتان آیندہ کو ضرر پہونچنا جنپر عدالت اپیل ماتحت نے تائید اپنی اس رائے کے استدلال کیا ہے بلحاظ دستاویز ترک ایک معاملہ نمائشی تھا بطور وجوہ منسوخی ایک ہبہ کے جو نیک نیتی سے از قسم انتقال بارضا باضابطہ تحریر ہوئی تھی اور اوسپر عمل ہوا تھا غلط معلوم ہوتے ہین" اور اسوجہ سے ڈگری منسوخ ہونی چاہئے اور طلنگ صاحب جسٹس کا یہ خیال ہے کہ تائید اس تجویز عدالت اپیل ماتحت کے کہ "دستاویز ترک محض ایک معاملہ نمائشی تھا اور یہ کہ دامن کا منشا تھا کہ اپنے حصہ واقع جایداد کو بحق سدا شیو ترک کرے شہادت موجود ہے اور اسوجہ سے ڈگری بحال رہنی چاہئے طلنگ صاحب جسٹس نے اپنی تجویز کو دامن کی نابالغی پر بتاریخ دستاویز ترک کے بھی مبنی کیا ہے۔

گو بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ حکام ذیعلم نے اس طرح پر اس اپیل کی نسبت کسی قدر مختلف نگاہ سے غور کیا ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ در حقیقت ایسا نہین ہے طلنگ صاحب جسٹس نے اپنی تجویز کی پہلی فقرہ مین یہ تسلیم کیا ہے" اگر منشا دامن کا یہ تھا کہ ایک دستاویز اصلی اور نہ نمائشی تحریر کرے تو کوئی صورت فریب کی معلوم نہین ہوتی دستاویز ترک بطور ایک انتقال بارضا کے درست ہوگی لیکن اونھون نے یہ خیال کیا کہ شہادت موجود ہے جسکی بنا پر عدالت اپیل ماتحت یہ تجویز کر سکتی تھی کہ دستاویز ترک نمائشی تھی مگر رانادے صاحب جسٹس کا یہ خیال ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کو بربنائے شہادت کے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے تھا کہ دستاویز ترک ایک انتقال بارضا نیک نیتی سے تھا اس طرح پر در حقیقت حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ اونکی رائے مین کوئی شہادت ایسی موجود نہ تھی کہ جس سے تائید اس تجویز کی ہوسکے کہ دستاویز ترک نمائشی تھی۔

پس بحث طلب امر یہ باقی رہتی ہے کہ آیا اس مقدمہ مین ایسی شہادت موجود ہے جسکی بنا پر تجویز عدالت اپیل ماتحت کی تائید ہوسکے میری رائے مین نہین ہے بار ثبوت اس امر کا کہ دستاویز نمائشی ہے جیسا کہ مین نے بیان کیا ذمہ مدعی کے ہے مین اس معاملہ کی شہرت اور دامن کے کل ترجیحات اور اوسکے جانے اور اسوجہ سے جایداد کو ذمہ داریون سے سبکدوش ہونے کا ذکر کر چکا ہون اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ دستاویز ترک تجویز مطابق کے حوالہ کی گئی تھی اور اوسکی باضابطہ رجسٹری ہوئی تھی پس حالات متعلقہ خود معاملہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے اوسکی اصلیت مین کوئی شبہ پیدا ہو شہادت جو دامن نے مقدمہ سار نمبر سنہ ۱۸۹۱ء مین دی نسبت اس جزو مقدمہ کے خیال سے علحدہ رکھنی چاہئے وہ حسب دفعہ ۳۳ ایکٹ شہادت کے شہادت نہین ہے

۱۸۲ اور چونکہ از قسم اقبالات مفید دامن کے ہے لہذا وہ اوسکے حق مین استعمال نہین ہوسکتی اور نہ کبھی مدعی اپیل

۱۸۹۶ء

سدا شیو بنام نرسنگ

ہوسکتی ہے جو اوسکے ذریعہ سے دعوی پیدا ہوتے دیکھو مقدمہ رام ایک شہادت یہ اصول پریوی کونسل نے مقدمہ عبدالغنی بنام میر محمد انجو لا اسبق بہ قبول کیا ہے جسمین بصفحہ ۹۲۲ رپورٹ کے حکام عالیمقام نے یہ فرمایا کہ حکام عالیمقام نے ان امور پر بالکل بلا لحاظ اون بیانات یا اقرارات کے غور کیا ہے جو عبدل نے بعد قائم ہونے نزاع کے اوس مقدمہ مین کئے تھے جو مابین اوسکے اور احمد کے تھا جسمین اوسکا مقصد یہ تھا کہ اپنے بھتیجے اقبال کی خرید رد کرے۔

اس امر سے کہ ایک انتظام خاندانی مثل اس انتظام کے جو بتفا کیا گیا بلا معاوضہ تھا بجز اس معاہدہ کے کہ وامن کی پرورش جبتک کہ وہ مکان خاندانی مین رہے کی جاے اور اگر وہ اوس تجویز پرورش سے جو اوسکو دیا جاے رضامند نہو تو [illegible] ماہوار دیا جاے میری دانست مین کوئی شہادت اس امر کی حاصل نہین ہوتی کہ وامن اور سو بہدرا بائی کا منشا تھا کہ دستاویز ترک پر عمل کیا جاے اگر دستاویز مین کچھ بھی معاوضہ غلط بیان کیا گیا ہوتا تو صورت دیگر ہوتی لیکن جب صحیح وجہ دستاویز کی اوسکی عبارت مین بیان کی گئی ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ معاوضہ کے نہونے سے کوئی پتہ منشا سے متعاقدین دستاویز ترک کا یا ثبوت کسی ایسے منشا کا جو منشی دستاویز کے متناقض ہو ملتا ہے بس شہادت جو بتفصیل خارجی کلیۃً اس امر سے حاصل ہوسکتی ہے کہ کس حد تک دستاویز ترک پر عمل کیا گیا تھا جج ماتحت نے یہ بیان کیا ہے کہ قبل تاریخ دستاویز ترک کے دستاویزات متعلق انتظام جائداد وامن کے نام سے حاصل کی گئی تھین اس امر سے انکار نہین ہے کہ بعد ترک کے دستاویزات کثیر التعداد اور مین یقین کرتا ہون کہ نصف سے زیادہ پیش کی گئی ہین متعلق انتظام مذکورہ کے بحق نابالغ جسکی قائم مقام سو بہدرا بائی تھی حاصل کی گئی تھین اور نالشات بھی نابالغ مذکور کے نام سے دائر ہوئین اور ڈگریان بحق اوسکے لی گئین (حاکم عالیمقام نے شہادت پر غور کیا اور یہ فرمایا)

بحث یہ ہے کہ آیا اندرین حالات شہادت نالشی ہوتے دستاویز ترک کی موجود تھی یا نہین بیجا تھا لینی ضرور ہے کہ ہم اپنے فرض منصبی سے بطور عدالت اپیل دوم کے تجاوز نکرین یا صاحب جج کے فیصلہ کو اس قسم کی بحث کے متعلق منسوخ نکرین بشرطیکہ شہادت ایسی موجود تھی جسکی بنا پر حاکم موصوف عدالتانہ وہ نتیجہ اخذ کرسکتے تھے جو اونھون نے اخذ کیا ہے منشاے متعاقدین دستاویز ترک ایک بحث واقعاتی ہے اور عدالت اپیل ماتحت قانوناً وہ عدالت ہے جسکو ایسے امور کا فیصلہ کرنا چاہئے یہ عدالت اگر شہادت بتائید تجویز
کے موجود ہے تو [illegible] نہین کرسکتی اور تو [illegible] مین اب بھی یہ خیال کرتا ہون کہ تجویز [illegible] صاحب ۱۷۳
کی نسبت اس امر کے صحیح ہے اس مقدمہ مین قطعاً کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ سو بہدرا بائی نے وامن کو تحریر دستاویز ترک کی ترغیب دینے مین اور قبول کرنے دستاویز مذکور مین بجانب نابالغ کے ایک

۱۸۹۶ء
سدا شیو
بنام
ترمبک

ے عمل نہیں کیا اور مین یہی خیال کرتا ہون کہ کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ واسطے ادسکو نیک نیتی سے بھی
سادہ کے تحریر نہین کیا گو بعض صورتون مین اوس نے مطابق اپنے فرض کے بحق اپنے پسر نابالغ کے بموجب
دستاویز ترک کے عمل نہین کیا مین خیال کرتا ہون کہ از روے شہادت کے صاحب جج مجاز اس فیصلہ کے پہنچے
کہ دستاویز ترک نمایشی تھی۔

میرے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ اس قسم کا معاملہ جیسا کہ معاملہ مندرجہ بالا ہے کوئی اثر قانونی جایداد
مشترکہ معلومہ پر نہین کر سکتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحث بہ تجویز نہین کی گئی تھی مقدمہ آپلیپے بنام رنگاپے (۱) پر تائید اس
بحث کے استدلال کیا گیا تھا اوس مقدمہ مین ظاہرا یہ بحث تھی کہ آیا حصہ دار شریک اپنے حق شرکت انتظام
جایداد مشترکہ سے بحق اپنے شریکون کے دست بردار ہو سکتا ہے یا نہین یہ تجویز ہوئی تھی کہ ایسا کرنے کا اوس مقدمہ
مین اسوجہ سے کالعدم تھا کہ وہ بلا معاوضہ تھا بخلاف قانون مندرجہ تجویز ہذا کے شری ہیفسن نے کتاب
مین صاحب مقدمہ ۲۵۴ و مقدمات پیریا بنام وینکسا (۲) و راے بشن چند بنام اسمید اکنور (۳) جیمین مقدمہ
ہردے نرائن بنام اودے پرکاش (۴) کا حوالہ دیا گیا تھا و مقدمہ شیل داس بنام شنکر دت (۵) و پیریاسامی
بنام پیریاسامی (۶) و رنقپا بنام بسونت راو (۷) و پیران جیون داس بنام منچا رام (۸) کا حوالہ دیا ان
مقدمات پر غور کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ دستاویز ترک مابہ البحث بطور ایک انتظام خاندانی کے قائم رہ سکتی
ہے مین اس معاملہ پر زیادہ تکمیل کے ساتھ غور نہین کرتا کیونکہ یہ بحث درجہ و نچ پیرو کنندہ کے پیش نہین کیگئی تھی
دوسری بحث یہ ہے کہ آیا نابالغ اس قسم کی دستاویز ترک کہ جسپر ہم غور کر رہے ہین تحریر کر سکتا ہے
یا نہین اور اوسکا فعل تحریر کالعدم ہے یا قابل انفساخ یہ امر صاف معلوم ہوتا ہے کہ از قطع نظر ایکٹ معاہدہ کے
دستاویز ترک منجانب نابالغ از قسم انتقال قابل فسخ ہوگی اور نہ کالعدم مقدمہ سید ناقد بنام رام سنور (۹)
و مقدمہ مندرجہ نوٹ) و درگا چرن بنام رام نرائن (۱۰) (مقدمہ مندرجہ نوٹ) و محمد عارف بنام سرتی پیا (۱۱)
و ہیری رام بنام تیتین رام (۱۲) ملاحظہ طلب ہین خیال کرتا ہون کہ یہ امر قابل بحث ہے کہ آیا ایکٹ معاہدہ ۱۷۳

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۷) ایل اے جے بمبئی صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۳ (سنہ ۱۸۷۴ء)
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۳ (سنہ ۱۸۹۳ء) (۸) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۷۴
(۳) انڈین اپیلس جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۴ (سنہ ۱۸۸۴ء) (۹) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۲ (سنہ ۱۸۶۸ء)
(۴) انڈین اپیلس جلد ۱۱ صفحہ ۲۶ (سنہ ۱۸۸۳ء) (۱۰) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۲ (سنہ ۱۸۶۸ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۴ (سنہ ۱۸۹۴ء) (۱۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۳ (سنہ ۱۸۹۱ء)
(۶) انڈین اپیلس جلد ۵ صفحہ ۶۱ (سنہ ۱۸۷۷ء) (۱۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۴۶ (سنہ ۱۸۶۹ء)

سنہ ۱۸۹۰ء

سداشیو بنام ترمبک

(قطع نظر ایکٹ انتقال جایداد کے جو اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے) اس امر پر موثر ہے یا نہین وہ ایکٹ متعلق اون معاہدات کے ہے جن سے حقوق ذاتی پیدا ہوتے ہین اور ان انتقالات سے جن سے حقوق نسبت شے کے پیدا ہوتے ہین اور یہ بخوبی ممکن ہے کہ نابالغ جایز طور پر ایسی دستاویز تحریر کر سکتا ہو جس سے کوئی ذمہ داری ذاتی پیدا ہوتی ہو جو اوسپر قابل پابندی ہو اور تاہم وہ حقوق نسبت کسی شے کے پیدا کر سکتا ہو جو اوسپر قابل پابندی ہون بغیر اسکے کہ وہ اون سے انحراف کرے مثلاً وہ ایک گھوڑا اپنی دختر کو دے سکتا ہے یا کاشت اپنے بیٹے کے نام منتقل کر سکتا ہے ہر دو معاملات مین بلاشبہ رضامندی کا ہونا ضروری ہے لیکن ایک صورت مین رضامندی سے ذمہ داری ذاتی پیدا ہوتی ہے اور دوسری صورت مین نہین ہوتی ایک دستاویز ترک کل متعلق ایسی جایداد کے جسمین ترک کنندہ کو حق مشترک اوس شخص کے ساتھ حاصل ہو جسکے حق مین دستاویز ترک لکھی گئی انتقالات کی قسم مین داخل ہے اور نہ معاہدات کی قسم مین — اس کل امر پر ہسٹن صاحب نے اپنے چودھوین لکچر مین بحث کی ہے —

لیکن بفرض اسکے کہ ایکٹ معاہدہ اس قسم کی دستاویز ترک پر اوس وقت سے کہ جب وہ قانون ہو گیا موثر ہے مین رانا ڈے صاحب جسٹس سے اتفاق کرتا ہون کہ اوس ایکٹ سے قانون سابق نسبت اس معاملہ کے تبدیل نہین ہوتا علاوہ اسناد درحقیقت مفید اس راے کے ہے مقدمات کا تجاویز حکم ہیر دلکندہ مین حوالہ دیا گیا ہے پس مجھکو اون کا ذکر مفصل کرنا ضرور نہین ہے لیکن مین اوس فہرست مین مقدمہ ناراین جی بنام تماریا تو بین (۱) اضافہ کرونگا یہ تصور کیے ہین کہ یہ بحث از روے ان اسناد کے طے ہو گئی وقت قطع نظر اون کے یکسان ہونے کے اس امر سے پیدا ہوتی ہے کہ وجوہ فیصلجات اکثر صورتون مین بیان نہین کیے گئے ہین مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو ایک راے محمدہ قائم کرنی اور اوسکے وجوہ بیان کرنے چاہئین —

واضح ہو کہ ایکٹ معاہدہ مین کسی جگہ صاف طور پر تحریر نہین ہے کہ نابالغ کا معاہدہ کالعدم ہے اگر وہ کالعدم ہے تو بوجہ اوس نتیجہ کے ہے جو دفعات ۱۰ و ۱۱ سے جبکہ وہ دفعہ ۲ دفعہ ذیلی (ز) و (ح) کے ساتھ پڑھی جائین اخذ ہو سکتا ہے لیکن یہ امر کہ ان دفعات کا یہ منشا تھا کہ جملہ معاہدات نابالغان کالعدم ہون اس امر سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسی قانون مین بعض نتائج کو پیدا ہونا نابالغ کے معاہدہ شرکت سے قرار دیا گیا ہے (دفعات ۶۸ و ۲۴۷ و ۲۴۸) پس یہ امر قابل بحث ہو جاتا ہے کہ آیا واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ یہ
۱۷۵ اصول عام قائم کرین کہ کوئی نابالغ معاہدہ نہین کر سکتا اور اگر اوسکا معاہدہ کرنا پایا جائے تو اوسکا فعل کالعدم ہے اگر واضعان قانون کا یہ منشا تھا تو مین خیال کرتا ہون کہ وہ اوسکو عبارت غیر مبہم مین ظاہر کرتے لیکن اون کے اس طرح اس امر کی نسبت عمل کرنے مین دقتین واقع ہوتین مجھکو نہین معلوم

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۲۲

ہوتا کہ معاہدہ ازدواج فحواے ایکٹ سے خارج ہے تاہم بعض طریقہ قانون ہندوستان میں انعقاد بطور معاہدہ کے متصور ہے یہ حجت مشکل سے ہوسکتی ہے کہ ان عدالتون کا یہ منشا تہا کہ نابالغان کے ازدواج کو کالعدم قرار دین یا جن حقوق و ذمہ داری اوسے نابالغان پر عام طور پر اونکی قابلیت معاہدہ کے طریق پر ایکٹ معاہدہ کے اوس حصہ کا منشا مین خیال کرتا ہون کہ نہ تہا بجز اوسکے کہ جہان تک مخصوص اونکا ذکر ایکٹ مذکور مین ہے ایکٹ مذکور ایک قانون جامع نسبت کل قانون متعلقہ معاہدات کے بیان نہین کیا گیا ہے اوسکا منشا یہ تہا کہ وہ ایک باب ایک وسیع تر مجموعہ کا ہو دیکہو تمہید۔ اوسمین وہ قواعد بیان کئے گئے ہین جن سے نتیجہ اصول متعلقہ عام معاہدات کی ہوتی ہے لیکن وہ اشخاص قرار نہین دیئے گئے ہین جو معاہدات کرین بجز اسکے کہ وہ قاعدہ عام بیان کیا گیا ہے جو دفعہ ۱۱ مین درج ہے کہ وہ اشخاص جنکا بیان اوسمین درج ہے معاہدہ قابل پابندی کرسکتے ہین قاعدہ مندرجہ ایکٹ امانت جسکا حوالہ فلٹن صاحب جسٹس نے دیا ہے میری دانست مین اس خیال کے متناقض ہے کہ نابالغ معاملات معاہدہ مین بالکل عمل نہین کرسکتا بمعاملہ کسی انتظام کے وہ باجازت عدالت اوپنے آپکو پابند کرسکتا ہے یہ امر متناقض اس حکم قانون کے ہے کہ نابالغ کا معاہدہ کالعدم ہے اسی طرح جبر دفعہ ۷ ایکٹ انتقال جایداد مین بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ نابالغ انتقال جایداد کا جبر بار ہبہ قبول کرسکتا ہے لیکن اوپنے قبول کا پابند نہین ہے وہ بالغ ہونے پر معاملہ سے انحراف کرسکتا ہے اگر وہ ایسا نکرے تو شرط و ذمہ داری اوسپر قابل پابندی ہے مین یہ دعوی نہین کرتا کہ مجہکو یہ بحث اوس سے کہین زیادہ مشتبہ معلوم ہوئی کہ جسقدر میرے بہائیان ذیعلم کو معلوم ہوئی لیکن تعبیر مندرجہ بالا ایکٹ مذکور کی ایسی ہے کہ جسمین مجہکو اوس سے کم دقتین معلوم ہوتی ہین جو اوس تعبیر مین ہین جو فلٹن صاحب جسٹس نے کی ہے۔

آخر مین بحث منظوری پر خیال کرتا ہون سوامی ۱۸۸۵ع مین بالغ ہوا اوس نے دستاویز ترک کو کسی وقت ۱۸۸۶ء مین نامنظور کیا غالباً شروع سال مذکور مین جبکہ مقدمہ سارٹیفکٹ دائر ہوا۔ بحث یہ ہے کہ آیا اوس نے قبل اوس تاریخ کے اوسکو منظور کیا تہا یا نہین مجہکو عدالت اپیل ماتحت سے اتفاق

۱۷۶ ہے کہ وہ اوسکے منظور کرنے کا مجاز بمقابلہ مدعی اور دیگر اشخاص کے نہ تہا جو اسکے دائن تہے عدالت اپیل ماتحت نے صرف یہی اوسکے طریق عمل پر جو اوس زمانہ مین تہا جو مابین ان دو تاریخون کے گذرا غور نہین کیا اور نہ مسٹر صاحب جسٹس کا یہ خیال ہے کہ وامن نے دستاویز ترک کو منظور کیا فلٹن صاحب جسٹس نے اوس امر کی تجویز نہین کی کیونکہ حاکم ممدوح نے دستاویز ترک کو ناقابل منظوری خیال کیا یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ وامن نے خواہ اوس معاملہ کو باضابطہ طور پر منظور یا باضابطہ طور پر نامنظور کیا جب تک اس

۱۸۹۹ء
سید اکشیو
بنام
ترنبک

مقدمہ سار تنبکٹ ۱۸۹۱ء میں اوس سے انحراف نہیں کیا لیکن منظوری اور نیز نامنظوری بذریعہ طریق عمل کے ہوسکتی ہے درحقیقت کچھ شہادت منظوری کی ہے لیکن ایسے افعال بھی گاہ گاہ وقوع میں آئے جنکو زنادے صاحب جسٹس نے متفرق افعال نفسانیت بیان کیا ہے منجملہ اون کے وصول کرنا روپیہ کا بموجب کاغذات ۵۲۰ و ۵۲۳ و ۵۵ ہوسکے ہے کہ اسی وصول آخر الذکر کی نسبت سو بیدار بائی نے اعتراض کیا تھا منظوری تسلیم سے اخذ ہوسکتی ہے جیسا کہ اون مقدمات میں کیا گیا تھا جنکا حوالہ میں نے جلد ۱ بنگال لا رپورٹس کے دیا ہے لیکن وہ تسلیم مکمل تھی جو ایک سلسلہ سال ہا سے دراز تک قائم رہی اس مقدمہ میں زیادہ سے زیادہ بعض ایک تسلیم شکایت کے ساتھ جسکے درمیان میں انحراف کیا گیا کسی قدر تھوڑے عرصے کے واسطے تھی وادی نے کوئی فعل ایسا نہیں کیا تھا جو بطور منظوری دستاویز ترک کے موثر ہو جیسا کہ مقدمات ڈیوینز بنام ٹولوبز (۱) وو ویٹ بنام کاکس (۲) میں بیان کیا جا سکتا تھا جہاں تک کہ اوس کو تعلق ہے انتظام خاندانی ایسے قسم کا تھا جو اوسکے حقوق کے واسطے نہایت مضر تھا منظوری ایسے انتظام کی سہل طور پر اخذ نہ کرنی چاہئے اوس زمانہ میں کہ جب وادی نے عملی طور پر اپنا حق نسبت منسوخی دستاویز ترک کے ظاہر نہیں کیا کوئی امر ایسا نہ تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ یہ جانتا تھا کہ اوسکو حق ایسا کرنے کا حاصل ہے اگرچہ اوسوقت قانوناً نابالغ تھا جب اوس نے دستاویز ترک تحریر کی تھی غالباً اوسکو قبل مقدمہ سار تنبکٹ کے معلوم نہ تھا یہ علم کہ وہ دستاویز ترک کو منسوخ کرا سکتا تھا اوسکے ذہن نشین نہیں ہوا تھا اس قسم کے علم کی ضرورت کے بارہ میں دیکھو مقدمہ گلاب داس بنام کلکٹر سورت (۳) و نانا جی بنام ستارام باتو جی (۴)

میں خیال کرتا ہوں کہ مسل میں شہادت موجود تھی جسکی بنا پر عدالت اپیل ماتحت کو بخوبی یہ تجویز کرنے کا منصب تھا کہ وادی نے دستاویز ترک کو منظور نہیں کیا پس مجھکو فلٹن صاحب جسٹس سے اتفاق ہے کہ ڈگری مع خرچہ بحال ہونی چاہئے۔

ڈگری بحال کی گئی۔

(۱) (۱۸۶۰ء) رپورٹ کیوٹی جلد ۹ صفحہ ۴۶۸
(۲) (۱۸۶۷ء) چانسری ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۳۸۷
(۳) تجاویز مطبوعہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۶۹
(۴) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۲۲

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سی۔ ایف۔ فیرن صاحب بہادر نمبر ۲ جسٹس و گینڈی صاحب جسٹس

مادہو راؤ گنیش پنت اونسے (ابتدائی مدعی) سائل بنام گلاب بھائی للو بھائی

ویکس دیگر (ابتدائی مدعا علیہا) فریق مخالف ٭

میعاد سماعت۔ اقبال۔ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۹۔ اختیار سماعت غیر معمولی ہائی کورٹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲۔ شہادت۔ عدم ادخال سٹامپ قابل منظوری ہونے دستاویز کے دستاویز نا معتبر۔ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۳۴۔

ایک نالش میں جو واسطے ایفاء اقساط قرضہ کے تھی مدعا علیہ نے عذر میعاد سماعت کا کیا جواب میں مدعی نے ایک اقرار تحریری پر استدلال کیا جو مدعا علیہ نے کیا تھا اقبال تھا ایک پوسٹ کارڈ پر جو مدعا علیہ نے مدعی کے پاس بھیجا تحریر تھا وہ زبان گجراتی میں تھا حسب ذیل ترجمہ ہوتا ہے بموجب اپنے وعدہ کے بھیجنا فرض تھا لیکن بوجہ بیماری خبر وفات اپنے باپ کے میں اپنے وعدہ سے قاصر رہا لیکن چونکہ اب وہ کاروبار ختم ہو گیا ہے میں ضرور سے شیشہ مرد بھی کی دکان پر ادا کر دونگا۔ آپ روپیہ کی بابت کوئی فکر کسی قسم کی نکریں جسقدر رقم قرضہ کہ میرے بزرگ سے واجب تھا وہ سب ادا کر دینا ہے میں تو مقروض ہوں مجھپر قرض ہے۔ واقعی یہی میری اصلی خواہش ہے۔ آئندہ جو خدا کی مرضی ہو وہ ہو گا۔ لیکن میں ضرور ادا کر دونگا۔ پوسٹ کارڈ پر زبان انگریزی میں الفاظ بلا معتبر تحریر تھے عدالتہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ وہ بدین وجہ شہادت میں نا قابل پذیرائی تھا اور اس وجہ سے دعوی مدعی میں میعاد کا عارض تھی اور انہوں نے نالش کو ڈسمس کیا۔ مدعی نے بذریعہ اعلیٰ ہائی کورٹ میں درخواست بہ اختیار سماعت غیر معمولی (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پیش کی اور حکم واسطے وجہ واسطے منسوخی ڈگری عدالتہائے ماتحت کے اس بنا پر حاصل کیا کہ پوسٹ کارڈ ناجائز طور پر شہادت سے خارج کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ اگرچہ پوسٹ کارڈ شہادت میں قابل پذیرائی ہی ہوتا تو بھی وہ اقرار تحریری کی حد تک نہیں پہنچتا جس سے کہ تمادی عارض ہے

از **فیرن صاحب جج جسٹس**۔ میں خود اس رائے کیجانب مائل ہوں کہ جب ایکٹ باستعمال اپنے اختیارات قانونی کے کسی دستاویز کی بابت نا قابل پذیرائی

۱۹۰۲ء

مادھوراؤ

محمد بھائی ملو بھائی

وناقابل پذیرائی ہونے پر غور کر سکے یہ تجویز کرین کو وہ ناقابل پذیرائی ہے تو بموجب دفعہ ۲۲ کوئی اختیار دست اندازی نہیں ہے جو بجز عدالتین کر سکتی ہین بغرض اسکے کہ دستاویز جو پیش کی گئی تھی غلطی سے نامنظور کی گئی ایک غلطی ارتقانونی کی ہے اور یہ امر کہ آیا غلطی قانونی اثنا سے سماعت مقدمہ مین ہوئی بتجویز آخری مین مجکو اہم نہین معلوم ہوتا محض ایک غلطی قانونی میری رائے مین حسب مراد دفعہ ۲۲ مجموعہ مذکا کوئی امر خلاف قانون یا بیضابطگی اہم نہیں ہے۔

از کینڈی صاحب جسٹس - مجکو اس امر مین کہ آیا پوسٹ کارڈ شہادت مین قابل پذیرائی نہ تھا شبہ ہے اوسکو شہادت سے خارج کرنیکے لئے یہ تجویز کرنا ضروری ہوگا کہ ان قابلیت ایک شرط صریح کی حد تک پہونچتے تھے کہ کارڈ مذکور شہادت مین بمقابلہ تحریر کنندہ کے استعمال نہ کیا جائیگا۔ ظاہرا انگلستان مین کارڈ مذکور قابل پذیرائی ہوتا۔ مجاملہ ڈین فری (۱) ملاحظہ طلب۔ ۱۷۸

درخواست بعینہ اختیار سماعت غیر معمولی ہائیکورٹ (دفعہ ۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۸۷۹ء) بنا راضی فیصلہ ن۔ ڈ۔ اکر صاحب جج ضلع سورت مشعر بحالی ڈگری خان صاحب۔ آر۔ ایم نعیمی جج ماتحت بلسار۔

مدعی نے واسطے دلاپانے ۱۲۸ کے جو اوسکو مطابق حساب ۴ نومبر ۱۸۹۱ء کے واجب تھے نالش کی تھی نالش ۴ جولائی ۱۸۹۶ء کو دایر کی گئی۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ دعوی مین تمادی عارض ہے۔ مدعی نے یہ حجت کی کہ مدعا علیہ نے قرضہ مذکور کی نسبت تاریخ ۱۱ اپریل ۱۸۹۵ء کو اقرار کیا اور اسلئے نالش مین حسب دفعہ ۱۹۔ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء تمادی عارض نہ تھی اقرار مذکور ایک پوسٹ کارڈ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۹۵ء مین تحریر تھا جو مدعا علیہ نے مدعی کے پتہ سے اور اوسکے نام روانہ کیا تھا اوسپر انفاقا پتا صرف انگریزی مین تحریر تھے لیکن اوسکی بابت مدعی نے یہ حجت کی کہ اون سے قابل منظوری شہادت مین ہونیکی کوئی سقم نہیں پہونچتی کیونکہ وہ زبان انگریزی مین سمجھتا تھا۔ بقیہ پوسٹ کارڈ زبان گجراتی مین تھا اور اوسکا ترجمہ حسب ذیل تھا۔

"مجمع حسب اپنے وعدہ حکم صاحب کا بھیجنا فرض تھا لیکن بوجہ پہونچنے خبر وفات اپنے باپ کے مین ایفاے وعدہ سے قاصر رہا۔ لیکن چونکہ اب اسکا کرایہ کرم ہوگیا ہے مین ضرور سب سے پہلے مرواجی کی دکان پر ادا کرونگا۔ پہ وسکی بابت کوئی فکر کسی قسم کی نہ کرین۔ جسقدر رکم قرضہ میرے بزرگ ہے وہ سب ادا ونگا اور اگر آج تک کرمین زندہ ہون مجہپر فرض ہے یہی واقعی میری اصلی خواہش ہے آئندہ جو خدا کی مرضی ہوگی وہ ہوگا بس مین سب رقم ادا کرونگا۔"

(۱) (۱۹۰۲ء) کو کنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶

سنہ ۱۹۰۶ع
مادھو راؤ
بنام
گلاب بائی
۱۶۹

جج ماتحت نے نالش کو بعارضہ تمادی ڈسمس کیا اور یہ تجویز کی کہ پوسٹ کارڈ حسب دفعہ ۲۳ ایکٹ شہادت (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ع) شہادت مین قابل پذیرائی نہ تھا۔

بر طبق اسکے مدعی نے ہائی کورٹ مین بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) درخواست کی اور ایک حکم حاصل کیا کہ مدعا علیہا وجہ ظاہر کرین کہ کیون ڈگری بدین وجہ منسوخ نہ کیجاے کہ پوسٹ کارڈ بیجا طور پر شہادت سے خارج کیا گیا تھا۔

وی۔ اے۔ کمات منجانب سائل (مدعی) بتائید حکم اظہار وجہ۔

گوبردھن رام ایم تریپاٹھی منجانب فریق مخالف (مدعا علیہا) نے وجہ ظاہر کی۔

فیرن صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین عدالتہاے ماتحت نے اس وجہ سے ایک پوسٹ کارڈ نوشتہ مدعا علیہا بنام مدعی کو شہادت مین قبول کرنے سے انکار کیا ہے کہ اوسمین الفاظ "بلا مضرت" تحریر کیے گئے تھے اور ہم سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ ہم یہ تجویز کرین کہ وہ ناجائز طور پر شہادت سے خارج کیا گیا تھا اور بایں وجہ ہم باستعمال اپنے اختیار سماعت غیر معمولی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مداخلت اندازی کرین اور مقدمہ مذکور کو واسطے پھر سماعت کیے جانے کے واپس بھیجین۔ مین خود قوی طور پر اس راے کیجانب مائل ہون کہ جب عدالتین باستعمال اپنے اختیارات عدالتی کے یہ تجویز کرین کہ کوئی دستاویز قابل منظوری کے شہادت مین ہے اور وہ اونکے اپنی راے بنسبت بحث اوسکے قابل پذیرائی یا ناقابل پذیرائی ہونے کے قایم کی ہو تو ہمکو حسب دفعہ ۶۲۲ کوئی اختیار دست اندازی اس معاملہ مین نہین ہے۔ جو کچھ کہ عدالتین ایسی صورت مین کرتی ہین بغرض اسکے کہ دستاویز جو پیش کی گئی ہو غلطی سے نامنظور کی گئی ہو وہ غلطی ایک امر قانونی کی بابت ہے اور میری دانست مین یہ امر اہم نہین ہے کہ آیا غلطی قانونی اثناے سماعت مقدمہ مین ہوئی یا تجویز آخری مین محض ایک غلطی قانونی میری راے مین حسب مراد دفعہ ۶۲۲ مجموعہ کے کوئی امر خلاف قانون یا بیضابطگی اہم نہین ہے مقدمہ ہذا اوس اصول مین داخل ہے جو بمقدمہ راجہ امیر حسن خان بنام شیو بخش سنگھ (۱) قرار دیا گیا ہے۔

لیکن میرے لیے بنسبت اس امر کے کوئی قطعی تجویز صادر کرنا ضروری نہین اور نہ درحقیقت یہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ آیا پوسٹ کارڈ قابل منظوری کے شہادت مین ہے یا نہین کیونکہ میری یہ راے ہے کہ اگر وہ شہادت مین منظور بھی کیا جاے تو بھی وہ مانع تمادی ہوگا بجز ایک ذاتی وعدہ تحریر کنندہ کے کہ وہ مبلغ مدعی کے پاس بھیجیگا پوسٹ کارڈ مین میری راے مین کسی ایسے قرضہ کی موجودگی کا اقرار جو مدعی کو شخص متوفی سے واجب ہو نہین ہے۔ مین کارڈ مذکور کی تشریح اس طرح کرتا ہون۔

مین بذریعہ اس تحریر کے کوئی اقبال نہین کرتا ہون کہ دوست جیسا کہ مین نے وعدہ کیا ہے بھیجونگا۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۴ع) انڈین لا ریپورٹس کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶

نمبر ۱۰ ... ۱۸۹۶ء
مارہو راؤ
بنام
گلاب بھائی

مثل یکجا کرنے کے ہم اپنے پدر کا قرضہ جو کچھ کہ ہو تو وہ ادا کرنا فرض ہے مجھکو اوسمین کوئی اقرار ذمہ داری قرضہ کا جو شخص متوفی سے مدعی کو واجب الادا ہونا تسلیم ہو معلوم نہین ہوتا مین یہی خیال کرتا ہون کہ ازروے تجویز واقعاتی صاحب جج ضلع کے کہ تعداد قرضہ ثابت نہین کی گئی ہے سایل کو عدالت سے چارہ کار حاصل نہین ہوسکتا بس مین بحکم اظہار وجہ مع خرچہ منسوخ کرونگا۔

کینیڈی صاحب جسٹس ۔ مجھکو نسبت اس امر کے شبہ ہے کہ آیا پوسٹ کارڈ شہادت مین قابل پذیرائی تھا یا نہین اوسکو شہادت سے خارج کرنیکے لیے یہ تجویز کرنا ضرور ہوگا کہ الفاظ بلا مضرت ایک تحریر کی حد تک پہونچتے تھے کہ کارڈ شہادت مین مقابلہ تحریر کنندہ کے استعمال نہ کیا جائیگا بظاہر انگلستان مین یہ کارڈ قابل منظوری ہوتا تحریرات وہان ولیمس صاحب جسٹس بمعاملہ فوین تری مقدمہ کیطرف حوالہ (۱) جسکا جج ماتحت عدالت مرافعہ اولی نے حوالہ دیا ہے جیسا کہ جج ماتحت نے خیال کیا ہے محض اظہار راے نہین ہین اونمین یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ قاعدہ جسکے بموجب وہ دستاویزات جنپر الفاظ بلا مضرت تحریر ہون شہادت سے خارج کیجاتی ہین بجز اوس صورت کے کوئی تعلق نہین رکھتا کہ باہم کسی شخص اور دوسرے شخص کے تنازع یا گفتگو معاملہ اور اوس تنازع یا معاملہ کے طے کرنے کے لیے تحریرات پیش کیے جائین۔ یہ قاعدہ بہت سے مقدمون مین برتا جاتا ہے لیکن اگر کارڈ شہادت مین داخل بھی کیا جاے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس حد تک مفید ہوتا ہے اور الفاظ بلا مضرت کے کیا معنی ہین بصرت یہ معنی ہین کہ مین ایک تجویز پیش کرتا ہون اگر آپ اوسکو قبول نکرین تو یہ خط میرے خلاف استعمال نکیا جاے (از جیمس صاحب لارڈ جسٹس بمعاملہ ریوراستیم کمپنی دومیکل (۲)) مقدمہ موجودہ مین معمولی معنی کو کوئی تعلق نہین ہے۔ کیونکہ جو کچھ پوسٹ کارڈ مین تحریر ہے وہ یہ ہے مجھپر جب اپنے والد کے سے کا ہیچ قرض تھا لیکن بوجہ بیوقت خبر وفات اپنے باپ کے مین ادا کرنے وعدہ سے قاصر رہا لیکن چونکہ اب اونکا انتقال ہو گیا ہے مین ضرور سے بیشتر دو ایجی کی دکان پر ادا کرونگا آپ اوسکی بابت کوئی فکر کسی قسم کی نکرین مقدمہ کا قرضہ میرے بزرگ سے واجب تھا اوسکا ادا کرنا جبتک مین زندہ ہون مجھپر فرض ہے یہی دلی میری اصلی خواہش ہے۔ آیندہ جو خدا کی مرضی ہوگی وہ ہوگا بس مین ضرور ادا کرونگا صریحاً یہ ایک اقرار ذمہ داری موجودہ کا ہے اور نہ اس سے زیادہ کا۔ نویسندہ نے یہ تحریر کیا ہے کہ وہ اسے ضرور ادا کریگا کیونکہ اوسپر ایسا کرنا بحیثیت پسر کے لازمی ہے لیکن کسی اور ذمہ داری موجودہ کا اقرار نہین ہے پس بہر حال کوئی وجہ ہماری دست اندازی کی نہین ہے۔

حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا

(۱) ... ۱۸۹۶ء کورٹ بینچ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ (۲) اپیل چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۲۹۰ ... ۱۸۸۱ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر سی ایف فیرن صاحب نائٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء

مہادیو لچھمن و دیگر اپیلانٹ سائل بنام مادھو باسدیو جوگلیکار رسپانڈنٹ مشتری نیلام مخالف صفحہ کتاب انگریزی

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف (۱) دفعہ مذکور کے مطابق درخواست ۱۸۱

کرنے کا حق - ملکیت اراضی - بائع و مشتری - اثر معاہدہ بیع - ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۴

ایسا شخص جس سے معاہدہ خریدگی اراضی یا کسی حق واقع اراضی کا کیا ہو از روے ایسے معاہدہ کے مالک بموجب اصول عدل کے اراضی یا حق مذکور کا نہیں ہو سکتا (دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال جائداد ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) اوسکو ایک ذاتی حق بمقابلہ اپنے بائع یا منتقل الیہ اپنے بائع کے جسکو اطلاع ہو حاصل ہے کہ شخص آخرالذکر کو بذریعہ نالش کے تعمیل تخصیص معاہدہ پر مجبور کرے لیکن اوسکو کوئی حق بیع بنسبت اراضی کے حاصل نہیں ہے

چنانچہ یہ **تجویز ہوئی** کہ ایسا شخص جس نے معاہدہ واسطے خریداری کسی اراضی کے کیا ہو جبکہ بلا رہن ہو اور وہ اراضی رہن سے اجرائے ڈگری میں نیلام کرائی ہو مالک اراضی کا نہیں ہے اور اسلئے اوسکو کوئی حق درخواست منسوخی نیلام کا بموجب دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے نہ تھا۔ ۱۸۲

درخواست بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی ہائیکورٹ از مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء

---

* درخواست دیوانی نمبر ۱۴ ۱۸۹۸ء بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی۔

(۱) دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (از ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)

ہر شخص جسکی جائداد غیر منقولہ اس باب کی روسے نیلام ہو گئی ہو تاریخ نیلام سے تیس دن کے اندر جب چاہے منسوخی نیلام کی درخواست کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ عدالت میں (الف) خریدار کو ادا کرنیکے لئے اوس قدر روپیہ جمع کر دے جو زر ثمن کے پانچ فیصدی کے برابر ہو - (ب) ڈگریدار کو ادا کرنے کے لئے اوس قدر روپیہ جمع کر دے جو اشتہار نیلام میں بطور ایسے زر کے مندرج ہو جسکے وصول کرنے کے لئے نیلام کا حکم ہوا ہو مگر وہ روپیہ مستثنیٰ ہے جو ایسے اشتہار نیلام کی تاریخ سے ڈگریدار کو وصول ہوا ہو۔

اگر تیس دن کے اندر ایسا روپیہ جمع کر دیا جائے تو عدالت نیلام کے استرداد کا حکم صادر کریگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دفعہ ۳۱۱ کے بموجب اپنی جائداد غیر منقولہ کے نیلام کے استرداد کے لئے درخواست کرے تو اس دفعہ کی روسے درخواست کرنے کا مستحق نہیں رہیگا۔

اس دفعہ کی کسی عبارت سے یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ اسکی روسے مدیون ڈگری کسی ایسی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جو ادائے خرچہ اور زر سود کی بابت اوسپر عاید ہوا ہو جو اشتہار نیلام میں مندرج نہ ہوا ہو۔

۱۹۰۵ء
مہادیو
بنام
واسدیو بجے ریکار

دفعہ ۶۲۲) بنا راضی فیصلہ راؤ صاحب جی ۔ کے کانیکر جج ماتحت واوگاؤن ضلع پونا ۔

درخواست حسب دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) بغرض منسوخی نیلام اجرائے ڈگری ۔

نیلام مابہ البحث ۱۸ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو باجرائے ایک ڈگری رہن کے جو ایک شخص سدارام چند نے بنام دینا جی سورو با حاصل کی تھی عمل میں آیا نیلام میں فریق ثانی الف واسدیو بجے ریکار نے جایداد کو خرید کیا بعدہ سائل حال (مہادیو چنتامن) نے جج ماتحت سے حسب دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست واسطے منسوخی نیلام کے اس بیان سے کی کہ ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء کو دینا جی سورو با نے جایداد کو تابع رہن اوسکی (سائل کی) دختر سوتھی بائی کے نام بیع کیا تھا اور یہ کہ موتھی بائی نے بعدہ بذریعہ ایک اقرار نامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۲۸ - اگست ۱۸۹۶ء کے معاہدہ اوسکے بیع کا سائل کے ساتھ بعوض ۱۰ کے کیا تھا جسکا ایک جز واوس نے بطور بیعانہ کے ادا کیا ۔

جج ماتحت نے درخواست کو اس تجویز سے نامنظور کیا کہ سائل کو کوئی منصب درخواست کے پیش کرنے کا حسب دفعہ ۳۱۰ - الف نہ تھا ۔

سائل نے ہائی کورٹ میں بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی درخواست کی اور ایک حکم بنام فریق ثانی حاصل کیا کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں حکم جج ماتحت منسوخ نہ کیا جائے ۔

اینڈرسن مع نرائن - وی - گوکھلے - منجانب سائل بہ تائید حکم اظہار وجہ - سائل مستحق درخواست کرنے کا حسب دفعہ ہذا ہے - حاشیہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا دفعہ ہذا سے صرف مدیونان ڈگری مستفید ہو سکتے ہیں مگر تحریرات حاشیہ سے الفاظ صریح دفعہ مذکور کے اوسی طرح محدود یا ترمیم نہیں ہو سکتے کہ جس طرح تشریحات سے (دیکھو مقدمہ کیلاش چندر بنام سناتن (۱)) یا تمہید سے (دیکھو ملکہ معظمہ قیصرہ بنام اندر جیت (۲)) نہیں ہو سکتے ہیں نسبت معنی الفاظ کوئی شخص مندرجہ دفعہ ما بعد ۳۱۱ کے دیکھو مقدمات عصمت النساء بنام اشرف علی (۳) و شیو پرشاد بنام ہیرالال (۴) و درا کمل چندر ۱۸۳

(۱) (۱۸۸۱ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۳۲
(۲) (۱۸۸۹ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۲
(۳) (۱۸۸۹ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۹
(۴) (۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰

مقدمہ ۹۰

مہادیو
بنام
داسدیو جانگریکار

بنام دوارکاناتھ (۱) ہم نے اراضی کو خرید کیا ہے اور فریق مخالف نے باطلاع ہمارے معاہدہ کے اوسکو خرید کیا ہے پس وہ امانت دار بحق ہمارے ہے۔ دیکھو ایکٹ امانتہائے ہند (۲ مجریہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۹۱۔

مسٹر برٹلین و مسٹر ابو سیریٹی (ہمراہ - وی - جی - بھنڈارکر و - آر - وی - ولیانی) نے منجانب فریق مخالف - وجہ ظاہر کی وہ حقوق جو دفعہ ۱۵ - الف کی رو سے دئے گئے ہیں صرف مدیونان ڈگری کو عطا کئے گئے ہیں اور سائل مدیون ڈگری نہیں ہے۔ دیکھو مہالکشمی بنام بھگوتی چرن (۲)۔ دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقال جایداد (۴ مجریہ ۱۸۸۲ع) میں یہ حکم ہے کہ معاہدہ بیع سے بذات خود کوئی حق یا مواخذہ جایداد پر پیدا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ حسب دفعہ ۵۵۔ ایکٹ انتقال جایداد کے مشتری کو مقابلہ بایع کے مواخذہ حاصل ہو لیکن ایسا مواخذہ خود جایداد پر موثر نہیں ہے جو بذریعہ نیلام اجراء ڈگری کے خریدار کو بلا بار کفالت کے ملی۔

فیرن صاحب چیف جسٹس - ہماری یہ رائے ہے کہ جج ماتحت کی رائے صحیح ہے اور یہ کہ سائل جس نے معاہدہ واسطے خرید کرنے حق موہتی بابت واقع اراضی کے کیا اور جسمیں حق انفکاک رہن داخل ہے ایک حق انفکاک رہن اراضی کا تمام مالک اراضی کا حسب منشی دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے۔

ایکٹ انتقال جایداد دفعہ ۵۴ میں یہ حکم ہے کہ معاہدہ بیع جایداد غیر منقولہ سے بذریعہ اسکے خود کوئی حق یا مواخذہ جایداد مذکور پر پیدا نہیں ہوتا بلحاظ اس خاص قاعدہ قانونی کے ہم اوس بحث کو قبول نہیں کرسکتے جو مختلف تجاویز عدالتہائے عدل انگلستان پر مبنی ہے بنسبت نتیجہ فیصلجات مذکور کے فیصلہ مقدمہ ریز بنام پریسٹن (۳) ملاحظہ طلب یا اوس نتیجہ پر مبنی ہے جو تمثیلات (ز) درج دفعہ ۹۱ ایکٹ ۲ اور سی خاص سے اخذ ہوتا ہے جسمیں دفعہ ۹۱ - ایکٹ امانتہائے ہند اضافہ کیگئی ہے یعنی یہ کہ وہ شخص جسنے معاہدہ واسطے خرید کرنے ایک اراضی یا ایک حق واقع اراضی کے کیا ہو ایک بصیغہ عدل اراضی یا حق مذکور کا ہے اوسکو ایک حق ذاتی مقابلہ اپنے بایع یا ایسے منتقل الیہ بایع کے جسکو اطلاع بیع کی ہو حاصل ہے کہ شخص آخر الذکر کو بذریعہ نالش واسطے تعمیل مخصوص معاہدہ کے مجبور کرے لیکن اوسکو کوئی حق صریح نسبت اراضی کے حاصل نہیں ہے۔ ہم یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ اسوجہ سے
۱۸۴ کہ سائل نے ایک رقم خفیف بطور زر بیعانہ کے ادا کی وہ مالک اراضی حسب مراد دفعہ مذکور متصور نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ حسب دفعہ ۵۵ - ایکٹ انتقال جایداد سائل کو مقابلہ اپنے

(۱) (مجریہ ۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۴۹ (۲) (مجریہ ۱۸۸۲ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۷۰۲ (۳) (مجریہ [illegible]) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۷ء
مادیو
بنام
واسدیوسے کرشنا جی

بائع کے بار یا مواخذہ اوس نفع پر جو اوس نے خرید کی بابت اوس بیعانہ کے جو اوس نے ادا کیا حاصل ہے اور یہ کہ وہ شخص جسکو محض کفالت جایداد غیر منقولہ پر حاصل ہو اوس حد تک مالک جایداد مذکور کا حسب دفعہ ۱۰۰۔ الف کے ہے (ہماری رائے خلاف اسکے مایل ہے) تاہم ہم یہ تصور نہیں کر سکتے کہ سایل اوس حق کا بھی جس پر اوس کا مواخذہ ہوسکتا ہے مالک کہا جاسکتا ہے۔ بار یا مواخذہ جو حسب دفعہ مذکور کے اوسکو دیا گیا ہے زیادہ سے زیادہ ایک کفالت شرطیہ ہے جو صرف اوس حالت مین قطعی ہوجاتی ہے کہ جب وہ اپنے معاہدہ بر جب اوسکی تکمیل کا وقت آوے طیار اور رضامند ہو اگر وہ واجب طور پر اوسکی تعمیل سے انکار کرے دو مقدمات محولہ تحت یعنی۔ در اکمل جید ربنام دوار کاناتھ (۱) و بھگوتی چرن بنام شیشنر سین (۲) میں سے کوئی بھی بغل مقدمہ حال کے نہیں ہے گو وہ بطور تشبیہات کے کارآمد مین

حکم مع خرچہ منسوخ کیا گیا

حکم اظہار وہ جو منسوخ کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بارنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء
صفحہ کتاب انگریزی
۱۸۴

مرار راؤ و یک کس و گیر (ابتداءً مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) اپیلانٹان بنام سیتارام و یک کس و گیر (ابتداءً مدعا علیہما نمبر ۳ و ۱) رسپانڈنٹان بنؤ

تقسیم۔ نالش واسطے تقسیم منجانب خریدار کے جسنے ایک حصہ دار سے خریداری کی ہو۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ ڈگری ایسی نالش مین تو واسطے تقسیم عام کل جایداد کے ہو۔ محلہ در آمد۔

جبکہ ایک مشتری جسنے ایک حصہ دار جایداد مشترکہ خاندان سے خریداری کی ہو نالش واسطے علیحدہ کئے جانے اور دلاپانے اپنے حصہ کے دائر کرے تو عدالت پر یہ فرض نہیں ہے کہ شرکاے خاندان کو واسطے تقسیم کل جایداد کے مجبور کرے۔ بلاشبہ ہر ایک حصہ دار کو اختیار ہے کہ درخواست واسطے تقسیم کئے جانے اور دلائے جانے اپنے حصہ کے کرے اور اس صورت مین اوسکو رسوم عدالت مطابق اپنے حصہ کے دینا ہوگا لیکن اوس حالت مین جب ایسی درخواست نہ کی گئی ہو عدالت پر لازم نہیں ہے کہ مشتری کو حکم دے کہ وہ حصہ داران سے رسوم بذریعہ کرنے تقسیم عام کے اوس حصہ کے لینے پر مجبور کرے۔

اپیل ثانی دیوانی نمبر ۱۰۰۱ سنہ ۱۹۰۴ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۸ (سنہ ۱۸۸۶ء)

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷ (سنہ ۱۸۸۴ء)

سنہ ۱۹۰۱ء

مرار راؤ
بنام
سیتا رام

ایسی صورت میں ہائی کورٹ نے اپیل دوم میں چند ایسے حصہ داران کی استدعا قبول کرنے سے انکار کیا جو عدالت مرافعہ اولی میں بغرض تقسیم کرانے اور دلائے جانے اپنے حصص کے حاضر نہیں ہوسکے۔

اپیل دوم بجاراضی فیصلہ راؤ بہادر ننا گرداس ایم۔ اے سنبٹ جج رتناگری۔

نالش تقسیم۔ ایک شخص ریکاجی جے سنگ مالک ۱۶ پائی جایداد دعتازعہ کا تھا ۔۔۔ عین اونہنے اپنا حصہ بنام کاشی ناتھ شیورام بیع کیا۔

اس حصہ میں سے کاشی ناتھ نے ۔۔۔ پائی حصہ بنام مدعی ۔۔۔ میں اور بقیہ ۹ پائی حصہ بنام مدعا علیہ نمبر الغایت ۴ بیع کیا۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں مدعی نے نالش ہذا واسطے دلاپانے لینے اوس ۹ پائی حصہ کے جو اوس نے کاشی ناتھ سے خرید کیا تھا بذریعہ تقسیم کے دائر کی۔

مدعا علیہا نمبر ۱ و ۲ حاضر نہیں ہوئے۔ مدعا علیہا نمبر ۳ و ۴ نے دعوی مالک ہونے کل ۹ پائی حصہ کا جو کاشی ناتھ سے خرید کیا تھا پیش کیا اور اس امر سے انکار کیا کہ مدعا علیہا نمبر ۱ و ۲ کو کوئی حق حصہ مذکور میں حاصل ہے۔ اونہوں نے مزید براں یہ بیان کیا کہ اونہوں نے کل ۹ پائی حصہ مدعا علیہا نمبر ۱۶ و ۱۷ کے پاس رہن مع القبض کیا تھا اور یہ کہ اونکو کوئی علاقہ نہیں ہے کہ کوئی اپنا ۹ پائی حصہ بذریعہ تقسیم کے پاوے اور اونہوں نے استدعا کی کہ اون کا ۹ پائی حصہ دو حصص ذیل چار چار پائی میں تقسیم کیا جاوے اور در رہن ادا ہو جانے پر ہر ایک کو اونمیں سے دلایا جاوے۔

مدعا علیہا نمبر ۵ لغایت ۱۵ فریق مقدمہ بنائے گئے کیونکہ وے بقیہ جایداد خاندان کے شریک تھے۔ عدالت مرافعہ اولی نے ایک امر تنقیح طلب مندرجہ ذیل منجملہ دیگر امور کے قایم کیا۔

امر تنقیح طلب نمبر ۔ آیا مدعا علیہا نمبر ۳ و ۴ کا ۹ پائی حصہ ہے اور آیا حصہ مذکور تقسیم کیا جاسکتا ہے اور مدعا علیہا نمبر ۱۶ و ۱۷ کے قبضہ میں بطور مرتہنان اوس وقت تک جب تک کہ انفکاک نکرایا جاوے رہ سکتا ہے یا نہیں۔

نسبت اس امر تنقیح طلب کے عدالت نے یہ تجویز کی کہ منجملہ ۹ پائی حصہ کے جو کاشی ناتھ نے مدعا علیہا نمبر الغایت ۴ کے نام بیع کیا تھا مدعا علیہا نمبر ۱ و ۲ مستحق ۴ پائی حصہ کے تھے اور مدعا علیہا نمبر ۳ و ۴ مستحق بقیہ ۵ پائی حصہ کے تھے اور یہ کہ مدعا علیہا نمبر ۳ و ۴ کو کوئی حق رہن کرنے کل ۹ پائی حصہ کا بنام مدعا علیہا نمبر ۱۶ و ۱۷ کے نہ تھا۔

۱۸۶ لہذا عدالت نے ڈگری تقسیم عطا فرمائی اور ۹ پائی حصہ مدعی کو اور ۴ پائی حصہ مدعا علیہا

نمبر ۳ و ۴ کو دلایا اور یہ ہدایت کی کہ اوس ۴ پائی حصہ پر مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ کا اور اون کے ذریعہ سے
کے قابض رہین نسبت اوس ۴ پائی حصہ کے جو ازان مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ تجویز ہوا تھا کوئی حکم صادر نہین
کیا گیا کیونکہ مدعاعلیہا مذکور عدالت کے روبرو حاضر نتھے۔

ہرداراؤ
بنام
سیتارام

بنا راضی اس فیصلہ کے صرف مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ (مرتہنان) نے عدالت ضلع مین اپیل کیا
اور یہ حجت کی کہ ارتکے راہنان (مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴) مالک صرف ۴ پائی حصہ کے نہ تھے بلکہ مالک
کل اوس ۸ پائی حصہ کے تھے جو کاشی ناتھ سے خرید کیا گیا تھا اور یہ کہ امر تنقیح طلب پنجم جو عدالت
مرافعہ اولی نے قائم کیا تھا واسطے فیصلہ مقدمہ کے ضروری نہ تھا۔
اسسٹنٹ جج نے اس عذر کو نامنظور کیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکھا
بنا راضی اس فیصلہ کے مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ نے اپیل دوم (نمبر ۳۰۲ ۱۸۹۹ء) ہائی کورٹ
مین دائر کیا۔ مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ نے بھی ایک علیحدہ اپیل دوم (نمبر ۳۴۱ ۱۸۹۹ء) داخل کیا اور یہ
حجت کی کہ اوس حصہ کا جسکو عدالت ماتحت نے اونکا قرار دیا ہے فیصلہ ہو جانا چاہیے اور
اونکو ملنا چاہیے۔

دامجی ابا جی کھرے منجانب اپیلانٹان۔ واسدیو گوپال بھنڈارکر منجانب رسپانڈنٹان تقدیم
اپیل نمبر ۳۴۱ ۱۸۹۹ء۔

واسدیو گوپال بھنڈارکر منجانب اپیلانٹان منجانب رسپانڈنٹان کوئی حاضر نہین ہوا بمقدمہ
اپیل نمبر ۳۰۲ ۱۸۹۹ء۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ ہم نہین خیال کرتے کہ ہکو اب اپیل دوم مین مدعاعلیہا
نمبر ۱ و ۲ کی استدعا کو قبول کرنا اور اونکو ایک حصہ ۲ پائی اس جایداد مین سے تقسیم کرکے
دلانا چاہیے۔
مدعی نے نالش بذا بحیثیت مشتری واسطے پانے بذریعہ تقسیم اپنے اوس حصہ کے جو اوس نے
خرید کیا تھا دائر کی اوس نے تعین اپنے دعویٰ کا مطابق مالیت اپنے حصہ کے کیا اور اوسی مالیت
پر رسوم عدالت ادا کی۔ اسمین شک نہین ہے کہ مدعاعلیہا (جو شرکائے خاندان تھے) مین سے
ہر ایک کو اختیار تھا کہ درخواست واسطے تقسیم اور دلائے جانے اپنے حصہ کے کرتا اور اوس صورت
مین اوسکو ادا کرنا رسوم عدالت کا مطابق اپنے دعوی کے لازم آتا لیکن ہم یہ نہین خیال
کرتے ہین کہ اوس پر ایسا کرنا لازم تھا چہ جائیکہ ہم یہ خیال کرین کہ عدالت پر ایسی نالش

سنہ ۱۸۹۲ء مرار راؤ بنام سیتارام

مین جیسی کہ نالش ہذا ہے درصورت ہونے کسی ایسی استدعا کے یہ لازم تھا کہ یہ تجویز کرے کہ مدعاعلیہما
مین سے ہر ایک کا حصہ کیا تھا اور اوسکو وہ حصہ دلا دے اور اوسکو اِس امر پر مجبور کرے کہ تقسیم
عام کرا کر حصہ مذکور لے۔ بلاشک مقدمہ [illegible] پچاس بنام ناگرو اس (۱) مین ایسی
آراے مندرج ہین جنسے راے خلاف کی تائید ہوتی ہے لیکن اون کو صرف اوسی خاص مقدمہ
سے متعلق سمجھنا چاہیے ہم کوئی وجہ نہین دیکھتے ہین کہ جب کوئی مشتری چاہے کہ وہ حصہ جایداد
خاندانی کا جو اوس نے خرید کیا ہے تقسیم کرا دے اور اوسکو حاصل کرے تو کیون شرکاے
عام اس امر پر مجبور کیے جائین کہ تقسیم عام جایداد خاندانی کی کرا دین۔

مقدمہ ہذا مین مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ روبرو عدالت مرافعہ اولی کے حاضر نہین ہوے اور
اونھون نے بابت تنقیح طلب نمبر ۳ کے جو متعلق صرف حصہ مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ کے تھا اعتراض نہین کیا
اونھون نے بہ ارادہ اوس ڈگری کے جسکی رو سے اونھون نے کوئی حصہ نہین پایا تھا اپیل
نہین کیا۔ اب وہ سے فائدہ تجویز اوس امر تنقیح طلب نمبر ۳ کا اوٹھانا چاہتے ہین کیونکہ اب یہ بیان
کیا گیا ہے کہ اوسکا فیصلہ اون کے حق مین ہوا تھا یعنی یہ کہ وہ مالک ۳ پائی حصہ کے تھے جسکا رہن
کرنے کا بدست مدعاعلیہا نمبر ۶ و ۷ مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ کو کچھ اختیار نہ تھا مگر درحقیقت متعلق امر
تنقیح طلب مذکور کے کوئی ایسی تجویز جسکے پابند فریقین اپیل دوم ہذا ہون نہین ہے فیصلہ جسکا تحریر
کیا جانا بیان کیا جاتا ہے واقعی تجویز نہین ہے گو وہ نتیجہ تجویز کا ہو۔ تجویز بجنسہ صرف بابت حصہ
مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ کے ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ ہم اوسکو مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ پر قابل پابندی
تصور کرین کیونکہ اوسکی تائید مین کوئی خاص وجوہ بیان نہین کیے گئے ہین بلکہ صرف قیاسات مبہم
ہین اور حصہ ۳ پائی کی بابت یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مدعاعلیہا نمبر ۶ و ۷ اسکے پاس جیسا کہ وہ اب
ہے اوسوقت تک رہے کہ جب تک زر رہن ادا کیا جاے۔

وہ کل کارروائی جو عدالت کو فی الحقیقت ایسی نالش مین جیسی کہ نالش ہذا ہے کرنی ضرور تھی
(حصص متنازعہ کی تحقیق کی جاتین یعنی حصہ مدعی اور حصص اون مدعاعلیہم کے دریافت کیے جائین
جنہون نے دعوی ایک حصہ کا کیا تھا۔ اور مستدعی تھے کہ حصہ مذکور اون کو بذریعہ
تقسیم کے دلایا جاے۔ درمیان مدعاعلیہا نمبر ۱ و ۲ اور مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ کے کبھی
کوئی تنازع بابت اونکے حصص کے نہ تھا۔ اور اگر امور تنقیح طلب مذکور مین یہ دونون امور شامل
سمجھے جائین یعنی یہ کہ آیا مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ کا حصہ ۸ پائی تھا یا جیسا کہ وہ صرف ۳ پائی

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ [illegible]

مورخہ

کے حصہ دار تھے اور دیگر ۴ پائی حصہ کے مالک مدعاعلیہا نمبر ۱و۲ تھے تو تحقیق مذکور نسبت حصہ تیرہ آنہ کے غیر ضروری تھی اور اس سے بھی زیادہ غیر ضروری بحث نسبت جواز رہن کل ۸ پائی حصہ کے ہے جو مدعاعلیہا نمبر ۳ و ۴ نے مدعاعلیہا نمبر ۱۶ و ۱۷ کے پاس رہن کیا تھا۔

مرار واؤ بنام سیتارام

پس درحالیکہ ہم ڈگری کو بحال رکھتے ہیں ہمکو وہ تجویز منسوخ کرنی لازم ہے جو متعلق اس امر کے ہے کہ ۴ پائی حصہ اور ۸ پائی حصہ مدعاعلیہا نمبر ۱۶ و ۱۷ کے پاس بالتحقاق رہن تھا اور یہ لازم ہے کہ فریقین کے حقوق عام کو بلا کسی قید کے از روے کسی تجویز یا حکم قبضہ متعلقہ رہن کے چھوڑ دین ہم یہ حکم دیتے ہین کہ ہر فریق اپنا اپنا خرچہ عدالت ہذا کا خود برداشت کرے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانا ڈے صاحب جسٹس

عبد القادر (ابتدا مدعاعلیہ) بنام بابو بھائی وغیرہ (ابتدا مدعیان) وغیرہ رسپانڈنٹان ہند

شرع محمدی۔ جایداد مشترکہ تقسیم۔ نالش بابت حصہ جایداد مشترکہ کے جو حصہ مدعاعلیہ کو اوسی تاریخ مین بعد ادا ے رسوم عدالت کے دیا گیا۔ عملدرآمد ضابطہ۔

اداے عشر کتاب انگریزی ١٨٩

احاطہ بمبئی مین نالش تقسیم ترکہ اہل اسلام مین اور نالش تقسیم ہندو ون مین عمل سے کوئی فرق کیا جا سکتا ہے کہ اس قسم کی نالش مین اگر کوئی مدعاعلیہ وقت مناسب پر درخواست اس امر کی کرے کہ اوسکا حصہ تقسیم کیا جاے اور اوسکو دلایا جاے تو اوسکو ضروری رسوم عدالت ادا کرنے پر اس قسم کی داد رسی عطا ہونی چاہیے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جی سی ہیوٹ ورتھ صاحب جج ضلع احمد نگر۔

فریقین نالش اہل اسلام تھے اور محمد شفیع اونکا مورث تھا۔ اوسکے چار پسر تھے۔ قادر وصلاح وفضل و فتح محمد۔

مدعیان نمبرگان تیسرے بیٹے فضل کے تھے۔ مدعاعلیہ نمبر ا پوتا پسر چہارم فتح محمد کا تھا اور مدعاعلیہا نمبر ۲ و ۳ پڑپوتے پسر دوم صلاح کے تھے۔ پسر اول قادر نے کوئی اولاد نہین چھوڑی۔

اراضیات متنازعہ اراضیات انعام تھین جو خاندان نے سلطنت اسلامیہ کے زمانہ مین حاصل کی تھین۔

مدعیان کا یہ بیان تھا کہ ایک ثلث حصہ اراضیات کا اون کی ملکیت تھا اور ایک ١٨٩

سنہ ۱۸۹۹ء
عبدالقادر
بنام
بابو بہالی

ثالث مدعا علیہ نمبر ۲ کا ایک ثلث مدعا علیہا نمبر ۲ و ۳ کا اور یہ کہ سنہ ۱۸۸۳ء تک آمدنی اونکے درمیان مطابق اوسکے حصص کے تقسیم ہوتی رہی تھی۔

مدعیان نے سنہ ۱۸۹۳ء میں نالش ہذا واسطے دلاپانے اپنے حصہ اراضیات مذکورہ کے بذریعہ تقسیم و نیز بابت واصلات تین سال قبل ارجاع نالش کے دائر کی۔

مدعیان نے نالش کی مالیت قرار دی اور رسوم عدالت جو واسطے ایک ثلث حصہ جایداد کے واسطے کافی تھی ادا کی۔

مدعا علیہ اول نے یہ استدعا کی کہ اوسکو بھی ایک ثلث حصہ دلایا جائے اور حجت کی کہ جب تک ایسا نہو اوسوقت تک مدعیان مستحق اپنے ایک ثلث حصہ کے نہیں ہیں۔

جج ماتحت نے ایک ڈگری صادر کی جسکی رو سے مدعیان کو اونکا ایک ثلث حصہ دلایا۔ لیکن حاکم موصوف نے اس نالش میں مدعا علیہ اول کو اوسکا حصہ دینے سے اس بنا پر انکار کیا کہ رسوم عدالت جو ادا کی گئی تھی وہ صرف مدعی کے حصہ کے واسطے کافی تھی حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش ہذا واسطے تقسیم کے نہیں تھی بلکہ واسطے علیحدہ کرنے حصہ مدعی کے تھی جو پیشتر دریافت ہوچکا تھا اور یہ کہ مدعا علیہ اول کو ایک علیحدہ نالش واسطے حصول اپنے حصہ کے کرنی چاہئے۔

اپنی تجویز میں حاکم موصوف نے یہ فرمایا۔

"وہ نالش کا تعین کیا گیا ہے اور رسوم عدالت جو صرف ایک ثلث حصہ مدعیان کے لئے کافی ہے ادا کی گئی تھی نالش ہذا واسطے تقسیم جایداد مشترکہ خاندانی کے نہیں ہے حصص ایک وصہ دراز سے طے شدہ ہیں اور فریقین آمدنی اپنے اپنے حصہ کی اوسی کے مطابق پاتے رہے ہیں گو کوئی تفریق بذریعہ پیمایش یا حدود کے ابتک نہیں کی گئی مدعیان دعوی اس قسم کی علیحدگی اپنے حصہ کا کرتے ہیں اور وہ دعوی اونکا منظور کیا جاتا ہے اگر مدعا علیہ نمبر ا خواہشگار اس امر کے ہے کہ اوسکے حصہ کا قبضہ بھی اوسکو علیحدہ دیدیا جائے تو وہ ایک علیحدہ نالش واسطے اس غرض کے کر سکتا ہے۔"

صاحب جج ضلع نے اس فیصلہ کو بر علیہ اپیل بحال رکھا اونکے وجوہ حسب ذیل تھے۔

"دعوی نالش واسطے تقسیم جایداد خاندان مشترکہ کے جسطور پر کہ وہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے نہیں ہے بلکہ ایک نالش منجانب مسلمانوں کے واسطے اونکے حصہ وراثت کے ہے اور یہ بات جج ماتحت پر منحصر تھی اور میری دانست میں لازم نہ تھی کہ ایسے مقدمہ میں بابت علیحدہ کرنے کسی مدعا علیہ کے حصہ کی کرتے۔"

بنا ر اضی فیصلہ مذکورہ کے مدعا علیہ نمبر ا نے اپیل دوم ہائی کورٹ میں دائر کیا۔

این۔ سی۔ چندا ورکر منجانب اپیلانٹ۔

سنہ ۱۸۸۳ع

عبد القادر بنام بابو بھائی ۱۹۰

نمبری ۸۸ کمانڈے راؤ منجانب ریسپانڈنٹ ۔

پارسنس صاحب جسٹس ۔ یہ مقدمہ مقدمہ مرار راؤ بنام ستیا رام (۱) سے جسکا فیصلہ ہم نے کل کیا ہے برعکس ہے کیونکہ اس نالش مین جو واسطے تقسیم جایداد مشترکہ کے ہے عدالتون نے مدعا علیہ اول کو اوسکا حصہ دینے سے انکار کیا ہے جو ایک ثلث قرار دیا گیا تھا اور اب مسلم ہے کہ اوس نے اوسکی بابت استدعا کی تھی ۔ وجہ انکار جو جج ماتحت نے ظاہر کی ہے یہ ہے کہ رسوم عدالت جو ادا کی گئی ہے وہ صرف واسطے مدعی کے ایک ثلث حصہ جایداد کے کافی ہے ۔ مگر کسی نالش تقسیم مین کبھی اس سے زیادہ ادا نہین کیا جاتا ہے اور ہم خیال کرتے ہین کہ یہ امر بالکل حاکم موصوف کے اختیار مین تھا کہ مدعا علیہ کو یہ حکم دیتے کہ رسوم ضروری اپنے حصہ پر بطور ایک شرط ماقبل واسطے حاصل کرنے اپنے حصہ کے ادا کرے ۔

صاحب جج ضلع نے بدین وجہ انکار کیا کہ یہ نالش واسطے تقسیم جایداد خاندان مشترکہ کے جسطرح کہ وہ دہرم شاستر مین سمجھا جاتا ہے نہین ہے بلکہ ایک نالش منجانب مسلمانان کے واسطے اونکے حصہ وراثت کے ہے ۔ مگر اس احاطہ مین نالش تقسیم وراثت اہل اسلام اور نالش تقسیم اہل ہنود مین مشکل سے فرق کیا جا سکتا ہے اور جج ماتحت نے اس جایداد کو جایداد مشترکہ فریقین قرار دیا ہے پس اصول معمولی نالش اہتمام کا بہرحال اوس سے متعلق ہونا چاہئے ۔ یہ بات جیسا کہ عیان ہے نہایت ناپسندیدہ ہے کہ فریقین کو واسطے حصول ایسی دادرسی کے جسکے وہ مستحق ہین اور جسکے واسطے وہ وقت مناسب پر مستدعی ہین اور جو اونکو نالش موجودہ مین دلایا جا سکتا ہے نالش مزید کرنے پر مجبور کئے جائین ۔

ہم ڈگری کی ترمیم اسطرح پر کرتے ہین ۔ کہ ہم ایپلانٹ کو اوسکا ایک ثلث حصہ دلاتے ہین جو تحقیق اور تقسیم کرکے اوسکو اجرای ڈگری مین بر طبق ادا ے ضروری رسوم عدالت یعنی سٹامپ کے دلایا جائیگا جبکہ وہ عدالت مین اندر اوس میعاد کے جو عدالت مرافعہ اولی مقرر کرے داخل کریگا ۔ ہم کوئی حکم نسبت کسی خرچہ عدالت ہذا کے نہین دیتے ہین ۔

(۱) صفحہ ماقبل ۱۰۳

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندر کا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے
جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر ہو سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ
اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن و مین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس
کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھہ فلسفانہ بحث کی گئی ہے
عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت
سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی ہنرپل صدر امین باشندہ مدراس گریزیڈنسی
نے ۱۸۷۶ء مین کیا تھا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک
اسکی اشاعت اردو زبان مین نہین ہوئی تھی اور یہ ایک بہت بڑا نقص اشاعت علم
دہرم شاستر کا تھا - اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے
نہایت بامحاورہ اردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید اختیار کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح
جناب منشی پرتاپ نرائن صاحب بی اے - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند
اردو سے جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے -
اس کتاب کی قیمت ے سکہ کلدار ۱۲؍ ہے سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین
کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن اصحاب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگہوبر سہاے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الٰہ آباد

نمبر ۲ بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند حصہ ۱

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

فروری سنہ ۱۹۰۱ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	)	مترجم پینشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی۔
منشی شنکر لال ۔ بی ۔ اے	)	جج
منشی بانکے بہاری	)	مترجم
مولوی احمد علیخان	)	سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین باہتمام منشی نرت بہاری مہتمم طبع ہوا

قیمت علاوہ محصولڈاک ۸

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہین

جلد ۳۳   حصہ ۲

فہرست مقدمات

بھگوتی پرشاد بنام ہنومان پرشاد سنگھ ۶۸
دیبی پرشاد بنام جمنا داس ۵۶
سکھہ دیو پرشاد بنام جمنا ۶۰
گرودھر بھوج پرشاد بنام سوپرن بھوج پرشاد ۳۷
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بلٹوا ۵۳

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل ۔ دیکھو دیوالہ ۵۶
اجرائے ڈگری ۔ دیکھو انتقال دوران نزاع ۶۰
اقبال ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ دفعہ ۳۰ . . . . . ۵۳

انتقال دوران نزاع ۔ اجرائے ڈگری ۔ نیلام بعلت اجراء درحالیکہ اپیل
نالش میں حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی دائر ہو ۔ استحقاق خریدار نیلام
تابع نتیجہ اپیل کے ہے]۔

سکھہ دیو پرشاد بنام جمنا ۶۰

ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ (ایکٹ شہادت مجریہ ہند) دفعہ ۳۰ ۔ اقبال ۔ تجویز مشترک ۔
[اقبال جرم کرنا ملزمان میں سے بعض کا ۔ اقبال جرم کا اس غرض سے قبول
نہ کیا جانا کہ انکے اقبالات برخلاف دیگر ملزمان کے لحاظ کیا جاوے]۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بلٹوا ۵۳

ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ (ایکٹ شہادت مجریہ ہند) دفعہ ۳۲ ۔ دفعہ ذیلی (۵) و دفعات
۴۹ و ۶۰ ۔ شہادت ۔ رواج ۔ رواج جیٹھانسی بینہ واقع خاندان اہل ہنود ۔ قابل
منظوری ہونا بیانات اشخاص متوفی کا]

گرودھر بھوج پرشاد بنام سوپرن بھوج پرشاد ۳۷

تجویز مشترک ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ دفعہ ۳۰ . . . . . ۵۳
جیٹھانسی ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ دفعہ ۳۲ ۔ دفعہ ذیلی (۵) دفعات ۴۹ و ۶۰ . ۳۷
حق نفذی ۔ دیکھو زمیندار و اسامی ۶۸

دیوالہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۱۵ و ۳ و ۵۸۹ - حکم بصیغہ دیوالہ بعد دورہ نیچ ماتحت - اپیل]۔

دیبی پرشاد بنام جمنا داس ۵۶

رواج - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۶ع نمبر ۲۲ دفعات ۳۲ دفعہ ذیلی (۵) دفعات ۳۹ و ۴۰ . . . . ۳۷

[زمیندار و اسامی - حق مقدمی - نوعیت حق مقدمی پر غور کیا گیا]۔

بھگوتی پرشاد بنام ہنومان پرشاد سنگھ ۶۷

شہادت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۶ع نمبر ۲۲ دفعات ۳۲ دفعہ ذیلی (۵) دفعات ۳۹ و ۴۰ . . . ۳۷

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۱۵ و ۳ و ۵۸۹ - دیکھو دیوالہ - - - ۵۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰۴ - دیکھو انتقال دوران نزاع ۶۰

پریوی کونسل+
جوڈیشل کمیٹی
۱۹۰۸ - مئی و ۲۷ جون ۱۹۰۸
صفحہ کتاب انگریزی ۳۷

پریوی کونسل

گوردھن پرشاد (مدعا علیہ اپیلانٹ) بنام سوپرن وہوج پرشاد (مدعی ریسپانڈنٹ)+

[برطبق اپیل از ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی]

ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ شہادت مجریہ ہند) دفعہ ۳۲ دفعہ ذیلی ۵ و دفعات ۴۹ و ۶۰ - شہادت - رواج - رواج جیٹھانسی بیچ واقع خاندان اہل ہنود - قابل منظوری ہونا بیانات اشخاص متوفی کا -

بار ثبوت اس امر کا کہ کسی خاص خاندان میں وراثت جایداد کی بموجب رواج جیٹھانسی کے ہوتی ہے اوس شخص پر ہے جو دعویٰ اوس وراثت بذریعہ حق مذکور ہو منجملہ دو برادران کے برادر کلان نے قبضہ کل جایداد خاندان کا حاصل کر لیا اور برادر خورد نے بموجب دہرم شاستر عام کے ایک نصف حصہ کی بابت نالش دائر کی چنانچہ جوابدہی یہ کی گئی کہ خاندان ہذا مین رواج جیٹھانسی کا ہے -

بر بنائے شہادت فیصلہ یہ ہوا کہ رواج مذکور کا وجود ثابت ہے -

کوئی شہادت دستاویزی قبل فتح ہونے حصہ بالادواب موقوعہ سنہ ۱۸۰۳ء کے موجود نہین ہے یہ ایک خاندان منجملہ اون تین خاندانون کے ہے جو تین شاخون مین ایک مورث اعلیٰ سے تھے کہ جسکا سنہ ۱۷۹۵ء مین فوت ہونا بیان کیا گیا ہے یہ مسلم ہے کہ باقی دو خاندانون مین جیٹھانسی کا رواج تھا اور اس امر سے یہ امر بہت زیادہ قرین قیاس ہو جاتا ہے کہ اس خاندان مین بھی یہی دستور ہے قریب اسی سال کے قبضہ مطابق رواج مذکور کے رہا ہے اور اوائل زمانہ مذکور مین قبضہ خلاف کسی دوسرے رواج کے تھا -

اوس جزو شہادت زبانی متعلقہ دستور گدی نشینی خاندان ہذا مین ایک دستور مشابہہ جیٹھانسی کے تھا جن گواہان نے دستور مذکور کا ذکر کیا ہے اونہون نے یہی مراد اوسکی سمجھی ہے اور اسی طریق پر اوسکا ذکر فیصلہ مقدمہ ٹھاکر نیتر پال سنگھ بنام ٹھاکر جیپال سنگھ (۱) مین کیا گیا ہے -

+ باجلاس لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ ڈنیڈن صاحب و لارڈ کالنس صاحب و سر جان ایج صاحب و سر اینڈریو اسکوبل صاحب + باجلاس لارڈ ڈیوی صاحب و لارڈ رابرٹسن صاحب و سر جیمز ہینج صاحب و سر ہنری ڈی ولیرس صاحب و سر گورڈ وناتھ صاحب -

(۱) سنہ ۱۸۹۶ء لا رپورٹ انڈین اپیلس جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۷ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹

سنہ ۱۹۰۲ع گوردھن پرشاد بنام سوہن لال

شہادت متعلقہ روایت خاندان مین جسکا علم گواہان کو اشخاص متوفی سے ہوا تہا بیانات ناصبردگان دفعہ تحتی ۵ متعلقہ دفعہ ۳۲ ۔ ایکٹ شہادت مصدورہ سنہ ۱۸۷۲ع مین داخل ہونے سے باعداد دفعہ ۴۹ جسکی روسے آراے اون اشخاص کی جو رسوم خاندانی سے واقفیت رکہنے کے وسائل خاص رکہتے ہون متعلق قرار دی گئین بیانات زبانی نسبت آراے مذکور کے قابل منظوری ہین۔ لیکن دفعہ ۶۰ کی روسے ضرور ہے کہ شہادت زبانی نسبت راے یا اوسکی وجوہ کے ایسے شخص کی ہو جو اون وجوہ کی نسبت ایسی راے رکہتا ہو ممکن ہے کہ گواہ اپنی راے کی وجہ مین نسبت وجود رواج خاندان کے وہ حالات بیان کرے جو اشخاص متوفی سے معلوم ہوئے ہون مگر یہ راے بلاواسطہ بیان کیجانی چاہیے اور اگرچہ وہ سمعی ہو لیکن محض اعادہ شہادت سمعی کا نہونا چاہیے۔

وقعت شہادت مذکور گواہ اور متوفی کے چال چلن پر منحصر ہے۔

۳۸ اپیل بنا راضی ڈگری (۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ع) مصدورہ ہائی کورٹ منسوخ(۱) ڈگری (۱۴۲ جنوری سنہ ۱۸۸۹ع) مصدورہ جج ماتحت علیگڈہ متضمن ڈسمسی نالش رسپانڈنٹ۔

اپیلانٹ مدعاعلیہ نالش ہذا پسر اکبر اور رسپانڈنٹ پسر خورد منجملہ دو پسران ٹہاکر گر پرشاد سنگہ رئیس ضلع علیگڈہ کے ہے ناصبردگان مادر واحد کے بطن سے پیدا ہوئے بر طبق وفات گر پرشاد موقوعہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۸۸ع مدعاعلیہ نے قبضہ کل جایداد پر کر لیا اور اپنا نام کاغذات مال مین بطور مالک تنہا بربناے اپنے استحقاق حسب رواج خاندان جیٹہانسی کے داخل کرادیا ناصبردہ نے بیان کیا کہ میرا بہائی مدعی صرف نان و نفقہ کا مستحق ہے۔

بر طبق اپیل ہذا وہی بحث جو نالش مین تہی بدین مضمون پیش کی گئی کہ آیا وجود رواج خاندان قدیم و علی الاتصال ایسا ثابت ہوگیا ہے کہ جس سے تنہا مدعاعلیہ کو ترکہ خاندان پہونچے اور بار ثبوت ناصبردہ پر تہا فیصلہ شہادت پر مبنی تہا کہ جو تجویز حکام عالیمقام مین موجود ہے یہ خاندان کہ جو خاندان بیسوان مشہور ہے از روے پیدایش جاٹون کا ہے اور اوس ضلع مین جو اب ضلع علیگڈہ ہے اولاد مین نندرام کے ہے جسکا سنہ ۱۶۹۵ع مین فوت ہونا بیان کیا جاتا ہے ناصبردہ مورث اعلی خاندان ہذا و دیگر دو خاندانون کا اوس جز و دوآب مین تہا کہ اونمین سے ایک خاندان ہاتہرس ہے اور دوسرا خاندان راجہ مرسان کا ہے نالش ہذا مین مسلم ہے کہ ہر دو خاندان اخیر الذکر مین رواج جیٹہانسی قایم ہے۔

عرضی نالش مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۸۹ع مین دعوی نصف حصہ جایداد مقبوضہ مدعاعلیہ

(۱) دیکہو سنہ ۱۸۹۳ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گوردھن پرشاد
بنام
سوہن ... شاہ

مع واصلات درسود بالائے واصلات پیش کیا گیا اوسمین یہ مندرج تہا کہ بوجہ نابالغ ہونے مدعی کے سنہ ۱۸۶۱ء مین مدعا علیہ کے نام کلکٹری مین داخل ہونے کی نسبت عذر نہین کیا گیا بیان تحریری مدعا علیہ مین بانکار نابالغی مذکور استدلال خاص رواج خاندان پر کیا گیا اوسمین تذکرہ توریث متواتر بالکان واحد کا حسب مندرجہ تجویز حکام عالیمقام عدولول سنگہ سے ہے جو قبل سنہ ۱۸۰۰ء کے فوت ہوا اور جسکا پسر ووارث سنہ ۱۸۰۹ء مین فوت ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اول بندوبست کل جایداد کا ساتہہ جیکشور سنگہ کے ہوا جو منجملہ دو پسران ہرکشن کے بڑا تہا اور اوسنین سے پسر خورد یعنی جوگل کشور کو صرف وظیفہ بغرض نان نفقہ ملا بعدہ جیسا کہ اور مقام پر تحریر ہے توریث تحق ورثاے واحد متواتر ہوئی اور ہر صورت مین پسر اکبر یا حی القائم وارث ہوا

۳۹

کرسی نامہ ذیل سے شجرہ حسب مندرجہ بیان اپیلانٹ من ابتدائے سنہ ۱۶۷۵ء واضح ہوتا ہے

شجرہ نند رام سے سنہ ۱۶۹۵ء مین شروع ہوا۔

بھوری سنہ ۱۷۷۵ء مین فوت ہوا۔

نول سنہ ۱۸۰۰ء سے قبل فوت ہوا۔

ہرکشن سنہ ۱۸۰۹ء مین فوت ہوا۔ | جیوا رام سنہ ۱۸۳۵ء مین فوت ہوا

جیکشور سنہ ۱۸۴۳ء مین فوت ہوا | جوگل کشور

رنجیت بحالت طفولیت فوت ہوا۔ | گردہر سنہ ۱۸۴۶ء کے قریب فوت ہوا۔ | ٹھاکر پرشاد سنگہ سنہ ۱۸۶۰ء مین فوت ہوا۔

اصل امر تنقیح طلب یہ ہے کہ رواج خاندان منظورہ موجود ہے یا نہین۔ جج ماتحت ابناش چندر بنرجی نے بعد مفصل غور کرنیکے شہادت پر اپنی تجویز مین نالش بہ بیان مندرجہ ذیل جو خاتمہ پر ہے ڈسمس کی "خاندان ہذا کے متعلق ایسے واقعات موجود ہین جنسے ہمارا یہ قیاس کرنا صحیح ہے کہ رواج متنازعہ حال

سنہ ۱۹۰۰ع گوردھوج پرشاد بنام شاد سوہرن دھوج پرشاد

خاندان مین قبل زمانہ نول سنگہ کے موجود تہا جس نے جایداد ہذا اپنے پدر بہوری سنگہ سے سنہ ۱۸۴۰ع مین وراثتاً پائی - رواج درمیان قریب اوسی زمانہ کے قائم ہوا اور یہ سب کو تسلیم ہے کہ قاعدہ وراثت جیٹہانسی خاندان مذکور مین جاری ہے بمقدمہ راوت ارجن سنگہ بنام راوت گہنشام سنگہ (۱) وجود رواج ہم قسم کا بدین وجہ قیاس کیا گیا کہ وہ آٹہہ پشت سے موجود ہے اور بمقدمہ رام آنند سنگہ وشن پانڈے بنام جسونت راو مادہو راو (۲) اوسکا قیاس قریب ۱۵۰ برس تک تسلیم ہونے سے کیا گیا جہانتک کہ اصول کو تعلق ہے مقدمات مذکورالصدر اسناد ہین جنکے اعتبار پر عمر رواج مذکور کے مدت مثبتہ تک تسلیم ہونے سے قیاس اوسکے وجود کا بطور رواج قدیم جائز کیے گئے ہین نسبت خطاب ٹہاکر اونکے جج موصوف نے حوالہ فیصلہ مقدمہ بابو گنیش دت سنگہ بنام مہیشر سنگہ (۳) کا دیا۔ ۴۰

بر طبق اپیل مدعی کے ہائیکورٹ اسٹرل صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس نے تجویز مطبوعہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۷ مین یہ رائے ظاہر کین کہ باوجود اس اقبال رسپانڈنٹ کے کہ جب سنہ ۱۸۴۰ع مین محکمہ کلکٹری مین اندراج ہوا اوسوقت میری عمر ۱۶ سال کی تہی وہ رواج جسکی رو سے اندراج مذکور کا دعوی کیا گیا شہادت سے ثابت نہین ہوا بطور امور متذکرہ مدعا علیہ کے حکام موصوف نے یہ تذکرہ کیا کہ متواتر توریث ہائے جایداد ازجانب پدر بحق پسر واحد خواہ مخواہ صرف بوجہ ہونے رواج متذکرہ کے عمل مین نہین آئی دستور گدی نشینی خاندان سے کوئی تائید واقعی وجود رواج جیٹہانسی کی نسبت یہ یقین کرنیکی نہین ہوتی کیونکہ اسکے ساتہہ دستور مذکور کا کوئی تعلق لازمی نہین ہے واجب العرض ہائے مواضع مملوکہ خاندان ہسوان مین جو اندراجات کئے گئے وہ خود ٹہاکر گرپرشاد کا کام تہا اور اسسے کوئی امر اس سے زیادہ ثابت نہین ہوتا کہ بابوجہ کی خواہش یہ تہی کہ رواج جیٹہانسی اوسکے خاندان مین مانا جاے اور اندراجات مذکور کوئی شہادت بثبوت قدیم رواج خاندان کے نہین ہین جس تحقیقات کی ہدایت کلکٹر نے سنہ ۱۸۴۰ع مین کی تہی اور جو سب سے پہلی کارروائی کلکٹری مین داخل ہے وہ دربارہ قاعدہ ورواج اہل ہنود متعلق جیٹہانسی کے تہی اور نہ دربارہ وجود رواج کے خاندان ہذا مین - ہائیکورٹ نے

(۱) سنہ ۱۸۵۲ع ایلیات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ (۲) سنہ ۱۸۸۳ع انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸ (۳) سنہ ۱۸۵۵ع ایلیات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۱۶۴ تکمیلہ صفحہ ۱۹۱

سنہ ۱۹۰۰ء
کشور دہوج پرشاد
بنام
چودہری ... پرشاد

امور ہذا و دیگر معاملات پر لحاظ کیا اور وہ اونکو استقدر قابل اعتراض معلوم ہوئے کہ اونہون نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور ڈگری بحق مدعی صادر کی۔

مسٹر جے ایچ اے ہرسن نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ جن وجوہ کی بنا پر ہائیکورٹ نے عمل کیا وہ کافی نہ تھے۔ نسبت چند مختلف حصص دعوی کے جو بتائید رواج مظہر و پیش کئے گئے ہائیکورٹ نے باضابطہ طور پر شہادت کچھ اثر پذیر نہین کیا اور بالخصوص نسبت صورت ہائے متواتر دراثنا پہونچنے کل جایداد خاندان کے پسر اکبر کو عدالت موصوف نے اس امر پر غور نہین کیا کہ کوئی شہادت کسی اقرار یا انتظام خاندان کی بدین مضمون کہ جائداد بقبضہ نامبردہ
۴۱ محرومی اوسکے برادر یا برادران کے رہیگی موجود نہین ہے کونسل موصوف نے تعلق موروثی خاندان جیسوان کا ساتھ خاندان ہائے باتہ پن وغیرہان کے تذکرہ کیا کہ وہ اولاد مین ایک ہی مورث کے ہین اور وراثت پسران اکبر کا تذکرہ کیا جو بعد وفات نول سنگھ عمل مین آئی کہ جو سلسلہ مستقیم چار درجہ صعودی بزرقیقین سے تہا۔ کوئی تقسیم جائداد خاندان کی مابین پسران کے کبھی نہین ہوئی باوجودیکہ برادران خورد موجود تھے کہ جو بحالت ہونے استحقاق کے دعوی اپنے حصص کا پیش کرنیکے لئے تیار ہوتے مگر صرف بطریق متذکرہ موصوف الیہ کوشش منجانب پسر خورد نسبت دعوی حصہ شاستری کے ہوئی تھی اور کسی کوشش مین کامیابی نہین ہوئی۔ ہرکشن وارث نول بجرومی جیوارام کے ہوا جیکا تیسرا بجرومی جیوارام دوسری مرتبہ و نیز بجرومی جو گل کشور سنگھ وارث ہوا۔ گروہر بعد ازان تہوڑے عرصہ کیلئے وارث ہوا اور بعد اوسکے تہا گرپرشاد وارث ہوا اور ممکن تہا کہ واجب العرض ہائے مین بعض دیہات علاقہ کی نسبت اندراجات کرتے ہین وہ شہادت موید ہونے رواج کی اضافہ کرتے۔ اگرچہ دستاویزات مذکور جبکہ باضابطہ مصدق ہوئین اور مطابق احکام آئین ہفتم ۱۸۷۲ء مرتب کیجائین شہادت بحث رواج مین قابل منظوری ہین [مقدمہ راجہ لیکہ راج کنور بنام مہپال سنگہ (۱) ملاحظہ طلب] مگر ان واجب العرضون پر بلحاظ بنظر حالات وہ اعتراض عاید ہو سکتا ہے جو مقدمہ رام پرشاد سنگہ بنام گنیدہر سنگہ (۲) موجود ہونا تجویز ہوا تہا یعنی یہ کہ وہ چند ان تحریر متعلقہ رواج نہین ہے بلکہ زیادہ تر اظہار اوس امر کا ہے جسکی خواہش کی گئی لیکن ثبوت وقتی رواج کا اور طریقوں سے حاصل ہوا ہے جو تعلق رواج گدی نشینی سینہ گواہان کی شہادت سے ہے اور نسبت اس بحث کے کہ

(۱) ۱۸۸۰ء لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۷ صفحہ ۶۳ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۴۴۔
(۲) ۱۸۸۶ء لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۰ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۔

سنہ ۱۹۰۰ء

گوروہ بھوج پرشاد بنام سپرن دھن جے پرشاد

اوسکی مراد کیا ہے حوالہ فیصلہ مقدمہ ٹھاکر مستر پال سنگھ بنام ٹھاکر جیپال سنگھ[1] کا دیا گیا نسبت منظوری تمام خلاصہ شہادت زبانی منظور شدہ متعلقہ بیانات اشخاص متوفی دربارہ خاندان و رواج متنازعہ کے حکم ایکٹ شہادت مجریہ ہند ۱۸۷۲ء میں موجود ہے۔ حوالہ دفعہ ۳۲ وفقرہ ذیلی ۵۔ و دفعات ۴۹ و ۵۰ کا دیا گیا۔ رسپانڈنٹ حاضر نہیں ہوا۔ بعد ازان ۲۶ جون کو تجویز حکام عالیمقام لارڈ ڈیوی صاحب نے صادر فرمائی۔

۳۴۲ اپیل ہذا میں بحث نسبت توریث جائداد موروثی ٹھاکر گرپرشاد سنگھ کے ہے جو ۱۸۸۲ء میں فوت ہوا۔ مدعا علیہ نالش و اپیلانٹ حال پسر اکبر گرپرشاد کا ہے اور یہ حجت کرتا ہے کہ رواج جیٹھانسی خاندان میں ہے اور اسلئے صرف میں مستحق وارث ہونے جائداد کا ہوں۔ مدعی نالش ہذا اوسکا برادر خورد ہے۔ وہ وجود رواج متنازعہ سے منکر اور دعویدار حصہ جائداد مطابق معمولی دھرم شاستر وراثت کے ہے۔ جج ماتحت نے فیصلہ بتائید رواج متنازعہ کیا اور نالش مع خرچہ ڈسمس کی مگر اوسکا فیصلہ پیشگاہ ہائی کورٹ مقام الہ آباد سے منسوخ ہوا چنانچہ اپیل از فیصلہ و ڈگری عدالت آخرالذکر کے ہے افسوس ہے کہ مدعی رسپانڈنٹ حال اپیل ہذا میں حاضر نہیں ہوا ہے۔ مباحثات نسبت منظوری و نیز اثر شہادت کے موجود ہین اور اوسکی نسبت حکام عالیمقام خوشی سے امداد کو بمثل رسپانڈنٹ قبول کرتے۔

فریقین اوس خاندان سے ہین جو خاندان بسیوان مشہور ہے۔ خاندان ہذا و دیگر خاندان ہاے ضلع مذکور جو خاندان مرسان و ہاترس مشہور ہین فرقہ ٹھنوا کے جاٹ ہین اور ایک مورث اعلی مسمی نندرام فوجدار کی اولاد میں ہین کہ جسکا ۱۶۹۵ء میں فوت ہونا بیان کیا گیا ہے خاندان مرسان کا بانی خوشحال پسر ذوالقران ایک منجملہ چودہ پسران نندرام کے تھا۔ علی ہذا القیاس خاندان بسیوان و ہاترس اولاد میں جے سنگھ ایک دوسرے پسر نندرام کے ہین۔ شاخ ہاترس کی علیحدگی شاخ بسیوان سے عہد دیارام سنگھ سے ہوئی جو نندرام سے جس نے ۱۸۴۳ء میں وفات پائی چوتھی پشت میں تھا۔ جن حالات میں یہ علیحدگی ہوئی وہ معرض بحث میں ہین اور اونپر بعد ازین زیادہ کامل طور سے غور کیا جاوے گا۔ ۱۸۱۷ء میں دیارام جزو کثیر جائداد مقبوضہ اپنے سے بدیں وجہ محروم کیا گیا کہ اوس نے افواج جنگی سرکار انگریزی کا مقابلہ کیا اور اوسکا خاندان اب ہاترس میں سکونت پذیر نہیں ہے۔

شہادت سے واضح ہوتا ہے اور عدالتین ماتحت نے اس واقعہ کو پذیرا کیا ہے کہ

(۱) دستخط ۱۸۹۶ء انڈین اپیلز جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۷ و انڈین لاء رپورٹس الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱

گرودھوج پرشاد
بنام
سوبرن دھوج پرشاد

رواج جیہانسی ہر دو خاندان ہائے مرسان و ہاترس مین جاری ہے۔ حکام عالیمقام اس واقع مسلمہ کو باد نعمت سمجھتے ہین۔ اوس سے رواج عہد مورث اعلی کا ثابت ہوتا ہے اور دعوی اپیلانٹ مستحکم بطور پر قرین قیاس ہو جاتا ہے۔ راجہ مرسان حال کو اپیلانٹ نے بطور گواہ طلب کرایا مگر وہ علاوہ رسپانڈنٹ کی واسطے اخراجات مقدمہ کے روپیہ قرض دیکر کرتا تھا۔ لہذا یہ توقع نہین کیجا سکتی کہ وہ بہت موافق اپیلانٹ کے ہوگا۔ مگر اوسکو جرات انکار وجود رواج خاندان بیسوان سے نہین ہے اور جائے تعجب ہے کہ اوس نے کوئی تحقیقات معاملہ مین نہین کی۔ اوسکا بیان یہ ہے "میرے خاندان مین رواج گدی نشینی جاری ہے۔ جب کوئی گدی نشین چند پسران چھوڑ کر فوت ہو جاتا ہے تو اون مین سے ایک گدی نشین اور وارث کل جائداد کا ہوتا ہے اور دوسرے پسر صرف نان و نفقہ پاتے ہین۔ مین نے سنا ہے کہ یہ رواج گدی نشینی کا خاندان راج ہاترس مین جاری ہے مجھکو یہ نہین معلوم کہ رواج گدی نشینی کا خاندان بیسوان مین جاری ہے یا نہین مجھکو اوسکی بابت واقفیت ذاتی نہین ہے اور مین نے اوس بارہ مین کوئی تحقیقات نہین کی"۔ راجہ ہرنراین سنگہ جو فی الحال راجہ خاندان ہاترس کے ہین بیوہ راجہ سابق کے متبنی ہین اور اونکی عمر صرف بائیس برس کی بوقت تجویز مقدمہ تھی۔ اونکی نسبت بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ خلاف اپیلانٹ کے بوجہ نزاع سابق گرپرشاد کے ہین کہ جسمین گرپرشاد نے دعوی اونکی جائداد ون کی نسبت کیا۔ راجہ ہرنراین اپنا علم نسبت امر متنازعہ فیہ کے کچھ ظاہر نہین کرتے۔

کوئی کاغذات کسی قسم کے قبل فتح یابی سرکار انگریزی موقوعہ ۱۸۰۳ع کے موجود نہین ہین۔ سب سے عمدہ شہادت دستاویزی بعد تاریخ مذکور ایک روبکار محکمہ کلکٹری ضلع علی گڈہ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۰۸ع ہے۔ شجرہ مندرجہ تجویز جج ماتحت و مقبولہ ہائیکورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ سبوری سنگہ جو نند رام سے تیسری پشت مین تھا ۱۷۷۸ع مین دو پسران نول و دیارام چھوڑ کر فوت ہوا جو حسب مذکرہ بالا بانی خاندان ہاترس کا ہے۔ نول سنگہ کا قبل ۱۸۰۰ع دو پسران صحیح النسب ہرکشن (کہجل) و جیوارام اور تین پسران غیر صحیح النسب چھوڑ کر فوت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ہرکشن وارث بیسوان بجہہ وفی جیوارام ہے برادر خورد کے ہوا اور ۱۸۰۶ع مین فوت ہوا۔ اوسکے دو پسران صحیح النسب (جنکا برادران حقیقی ہونا بیان کیا گیا ہے) جگکشور و جوگل کشور تھے۔ اس امر کی نسبت حجت کی گئی ہے کہ جوگل کشور بعد اپنے پدر کے زندہ رہا کر

گوردھوج پرشاد بنام سوپرن دھوج پرشاد سنہ ۱۹۰۱ء

اون میں وہ کے جو فی الحال بیان کی جاوینگی حکام عالیمقام باتفاق رائے جج ماتحت بکمال زمانہ میں کہ وہ تحقیقات شہادت تائید اوسکے زندہ رہے اور بعد عرصہ قلیل لاولد فوت ہوگئے ہے۔ ہرکشن سنے بھی تین پسران غیر صحیح النسب چھوڑے۔ ایٹ صاحب کلکٹر علیگڈہ نے بذریعہ حکم مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۰۹ء یہ ہدایت کی کہ پروانہ بنام دیارام و راجہ بھگونت سنگہ (قائم مقام وقت خاندان مرسان) بدین استدعا جاری کیا جائے کہ وہ اطلاع دین کہ کوئی پسر ہرکشن کا علاوہ بے کشور کے ہے اور مطابق رواج اہل ہنود کے ہرکشن کی جائداد بے کشور کو پہنچتی ہے اور اسناد جاگیر واستمرار بیکشور کو عطا ہونی چاہئیں۔

دیارام کا جواب مستدعا ہے بالا بالفاظ ذیل تھا۔

"بعد عرض سلام واظہار تمناے بجا آوری آداب میں عرض پرداز ہوں کہ آپکا نوازشنامہ بدریافت اس امر کے موصول ہوا کہ بیکشور بوجہ وفات ٹھاکر ہرکشن کے شخص ذیحق ہے اور یہ کہ سند جاگیر واستمرار برخوردار بیکشور کو بشرطیکہ دریافت ہو اس امر کے عطا کیجائے کہ وہ اوسکا مستحق بروے رواج اہل ہنود کے ہے آپکو معلوم ہے کہ ٹھاکر ہرکشن وغیرہ لڑکا بیکشور پسر سے فرزندان دیپسران ایسے تھین۔ پہلی ازین ٹھاکر ہرکشن جو اپنے دیگر چار برادران سے عمر میں بڑا تھا اون سب مین ممتاز و سب پر فائق بوجہ اوصاف سرداری و افسری کے تھا اور نیز اوسکے عین حیات اوسکے چار دون برادران متفق اور تابعدار اوسکے احکام کے تھے اور کاروبار سبر گرمی کرتے تھے ٹھاکر ہرکشن کے عہد میں برخوردار بے کشور کہ وہ بھی اپنے دیگر چار برادران سے عمر میں بڑا ہے اور اون سب مین ممتاز و فائق ہے ولیعہد و وارث کہلاتا تھا۔ بالفعل بعد وفات ٹھاکر موصوف کے اوسکو کل کاروبار پدری قلیل وکثیر کا اختیار حاصل ہے اور صرف بے کشور ہی مستحق عنایات سرکار کمپنی انگریزی کا ہے۔ مطابق اون کے رواج معمولی کے دستار سرداری بے کشور کے سر پر باندہی گئی۔ امید ہے کہ اسناد جاگیر واستمرار براہ نوازش برخوردار موصوف کو عطا کیجاوینگی اطلاعاً عرض ہے زیادہ حد ادب۔

(دستخط)

ٹھاکر دیارام سنگہ ساکن ہاترس ولد شیوری۔

جواب راجہ مرسان کا قریب قریب انہین الفاظ میں تھا اور ظاہرا وہ خبر باتفاق لکھے گئے تھے۔

بربناے ان رپورٹون کے کلکٹر نے ایک حکم مرقومہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۰۹ء بعبارت ذیل صادر کیا۔

سنہ ۱۹۰۰ع
گوردو بیج پرشاد ۴۵
بنام
سورن و بیج پرشاد

"۱۴- تاریخ کو ٹھاکر دیارام نے درخواست بدین بیان پیش کی کہ بعد وفات ٹھاکر ہرکشن کے
اوسکی جائداد اوسکے پسر کلان ٹھاکر جے کشور کو پہونچتی ہے اور آج راجہ بھگونت سنگہ نے درخواست
بدین بیان پیش کی ہے کہ ٹھاکر جے کشور پسر اکبر ٹھاکر ہرکشن متوفی کا ہے اور جائداد ٹھاکر متوفی کی اوسکو
پہونچتی ہے اور اس لئے جملہ برادران نے ٹھاکر جے کشور کو مستحق اور پسر اکبر تصور کر کے دستار داری
باندہی ہے لہذا ان بعد حکم دیا گیا کہ درخواست ہاے مذکور بورڈ کو روانہ کیجاویں۔

الفاظ حکم ہذا سے صریحاً واضح ہوتا ہے کہ کلکٹر نے رپورٹ ہاے دیارام و راجہ مرسان کے کیا
معنی سمجھے تھے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے دو اسناد مورخہ ۱۹- جنوری سنہ ۱۸۱۱ع جے کشور کو عطا فرمائیں
ان دستاویزات میں سے دستاویز اول میں بعد تذکرہ اس امر کے کہ بروے احکام جناب نواب
گورنر جنرل صاحب بہادر کے تعلقہ بیسوان کا بندوبست ساتھ ہرکشن کے ہوا اور وہ عین حیات
کے لئے اوسکو عطا کیا گیا اور وہ قبل عطاے سند دوامی تعلقہ مذکور کے فوت ہو گیا یہ مندرج ہے کہ جناب
نواب الیہ نے بدین وجہ بقرین مصلحت اور مناسب تصور فرمایا کہ بجاے شخص متوفی مذکور کے تعلقہ از نام
اوسکے پسر اکبر ٹھاکر جے کشور کے بجمع مندرجہ سند واسطے اوسکی عین حیات کے قائم رکہا جاے
بروے سند دوم موضع جنکا بطور جاگیر بعبارت مستقل عطا کیا گیا۔

دیارام اور راجہ مرسان کی رپورٹہاے مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ جے کشور کے
اوسوقت چار بہائی زندہ تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جوگل کشور اوسکا برادر حقیقی اوسوقت زندہ تہا
بیمیح ہے کہ دو دستاویزات مورخہ ۱۶- مارچ سنہ ۱۸۴۵ع میں حکیم جو اوسوقت راجہ مرسان تہا اور
سید حیدر علی تحصیلدار نے یہ بیان کیا ہے کہ ہرکشن کے صرف چار پسران تھے یعنی جے کشور
اور تین پسران غیر صحیح النسب۔ یہ امر زیادہ قرین قیاس ہے کہ راجہ چونکہ جوگل کشور بحالت صغرسنی
لاولد فوت ہو گیا تھا، اوسکی موجودگی بعد انقضاے قریب چالیس سال کے فراموش یا نظر انداز
ہو گئی۔ بہ نسبت اس امر کے کہ دیارام اور راجہ بھگونت کو غلطی ہوئی اور حکام عالی مقام جج ماتحت
سے اتفاق کرتے ہیں کہ مغزان شہادت بجانب اس امر کے ہے کہ جوگل کشور بعد اپنے پدر
کے زندہ رہا۔ گواہ دہرم سنگہ جسکی شہادت کی تصدیق بلیر صاحب جج نے کی ہے بلاشبہ
یہ کہتا ہے کہ جوگل کشور بحین حیات اپنے پدر کے فوت ہوا مگر اپنے اظہار کے جزو اول میں اوسنے
یہ بیان کیا تہا کہ مجھکو نہیں معلوم کہ جوگل کشور بحین حیات اپنے پدر کے فوت ہوا یا بعد اوسکی ۴۶
وفات کے"۔ یہ گواہ چند سال بعد وفات جوگل کشور کے پیدا ہوا تھا اور اوسکا بیان محض

سنہ ۱۹۰۰ع

گوبند و موہن پرشاد بنام سوپران موہن پرشاد

سماعی ہے اور اسی قسم کے بہت سے گواہ ہیں کہ جنمین سے بعض کہتے ہیں کہ جوگل کشور بحین حیات اپنے پدر کے فوت ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اوسکے بعد تک زندہ رہا - شہادت زبانی اگر وہ قابل منظوری بھی ہو تاہم بالکل غیر مختتم ہے -

جیوا رام اپنے برادر ہرکشن سے دعویٰ تقسیم کرا پانے تعلق کا کر سکتا تھا اور نیز نا بردہ (یعنی جوگل کشور) اگر وہ زندہ ہوتا اوسی حصہ پانے کا دعوی جے کشور سے کر سکتا تھا اگر وراثت مطابق عام دھرم شاستر کے ہوتی - مسل کارروائی ڈپٹی کلکٹر و مہتمم بندوبست ضلع علیگڈھ مورخہ ۳۰ - اپریل سنہ ۱۸۳۷ع سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بعد وفات جے کشور مورخہ سنہ ۱۸۳۳ع ایک شخص رام پرشاد وغیرہ پسران جیوا رام نے کہ وہ بھی اوسوقت فوت ہو چکا تھا نصف تعلقہ بیسوان کا دعوی کیا اور اپنے نام اوسکا بندوبست کرانا چاہا - یہ دعوی کلکٹر نے ڈسمس کیا - دستاویز مذکور مین حالات مقدمہ درج ہین جو معاینہ کاغذات اسلہ کلکٹری و کاغذات بوصول دفتر کمشنری و کاغذات مدخلہ محکمہ بندوبست و نیز اسلہ محکمہ قاضی صیغہ دیوانی متعلق بہ جیوا رام و جیکشور نابالغ متوفی متضمن تعین وظیفہ ماہانہ جیوا رام سے مستنبط کئے گئے " بعبارت مختصر قصہ یہ ہے کہ جیوا رام بزمانہ نابالغی جیکشور کے مہتمم جایداد کا مقرر ہوا مگر بباعث بعض بے ضابطہ کارروائی نامبردہ کے جنسے اوسکی نیت بیدخل کرنے اپنے بھتیجے کی ظاہر ہوئی متصور ہوتی تھی منازعت شروع ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جیوا رام اہتمام جایداد سے بیدخل کیا گیا اور بعدہ وظیفہ مبلغ ۱۲ ماہانہ کا اوسکے واسطے مقرر کیا گیا کہ جسکو وہ بحین حیات اپنے پاتا رہا - اوسکی وفات پر جیکشور نے روپیہ دینا بند کر دیا مگر صاحب کمشنر نے بذریعہ روبکار مورخہ ۱۱ - اگست سنہ ۱۸۳۶ع کے یہ ہدایت کی کہ تا صدور حکم خلاف یا ارجاع نالش دیوانی منجانب ورثائے جیوا رام بغرض اثبات استحقاق وظیفہ مذکور حسب دستور سابق جاری رہے اور ورثائے جیوا رام وظیفہ ماہانہ مذکور بحین حیات جیکشور کے پاتے رہے - دوسری شہادت بدین مضمون موجود ہے کہ جیوا رام وظیفہ تعدادی مبلغ ۱۲ ماہواری بطور نان و نفقہ پاتا رہا اور کوئی شہادت مطلقاً اس امر کی نہین ہے کہ نامبردہ نے کوئی نالش عدالت دیوانی مین ۷۳۴
بانکار قبضہ جایداد خاندانی اپنے برادر یا برادر زادہ کے رجوع کی - اور نہ پسران جیوا رام نے کبھی کوئی نالش مشعر اعتراض قبضہ گوبردھن پسر اکبر و وارث جیکشور کے رجوع کی - کلکٹر نے بذریعہ روبکار بابعد یہ تجویز کی کہ وظیفہ مبلغ ۱۲ ماہواری مخص ایک پنشن ہے علاوہ اوسکے اونھون نے اوسکو کم کر کے مبلغ ۸ ماہواری مقرر کیا کہ جو مابین پسران جیوا رام قابل تقسیم تھا - بر طبق اسکے

سنہ ۱۹۰۰ء
گوردہوج پرشاد
بنام
سوبرن دہوج پرشاد

اونھون نے نالش واسطے ثابت کرنے اپنے حق نسبت مبلغ ا ماربطور وظیفہ مالکانہ کے رجوع کی اور درخواست استجازت نالش بصیغہ مفلسی پیش کی مگر دعوی مذکور بروے فیصلہ صاحب جج ضلع مورخہ ۱۵ - جون ۱۸۸۶ء کے خارج ہوا۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ ہرکشن اپنے پدر توں کا وارث بمحرومی اپنے برادر خورد جیوارام کے ہوا اور بعد وفات نامبردہ موقوعہ ۱۸۱۸ء کے جیکشور نہ صرف اپنے برادر خورد جوگلکشور بلکہ اپنے چچا جیوارام کو بھی محروم کرکے وارث ہوا اور جیکشور کی وفات موقوعہ ۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء پر اوسکا پسر اکبر گردہر وارث اوسکی جائداد کا ہوا۔ جیوارام اور اوسکے پسران سے اگرچہ یہ تحریک کی گئی کہ اپنا دعوی حصہ جائداد بذریعہ نالش دیوانی رجوع کرین مگر نامبردگان نے ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور وظیفہ نان ونفقہ پر قناعت کی۔ گردہر قریب ۱۰ - ماہ بعد اپنے پدر کے فوت ہوا اور اوسکا ایک ہی برادر گرپرشاد اوسکا وارث ہوا۔ گرچونکہ شخص آخر الذکر برابر اثنائے قبضہ جائداد اپنے برادر کلان مین نابالغ رہا اس لئے کوئی نتیجہ قوی اس امر سے اخذ نہین کیا جاسکتا کہ نامبردہ نے دعوی حصہ لینے جائداد کا نہین کیا۔ گرپرشاد ابتدائے ۱۸۸۰ء مین فوت ہوا نتیجہ یہ ہے کہ تخمیناً مدت (۸۰) اسی سال تک عہد حکومت انگریزی سے تصرف مطابق رواج مظہرہ کے رہا ہے اور زمانہ مذکور کے جزو کثیر اور اوایل مین کسی دوسری حالت قانونی کے خلاف رہا ہے۔

ان متواتر وراثت ہاے جائداد سے جو تین پشتون تک پسر اکبر کو ملی اور حالات متعلق وراثت ہاے مذکور سے جو نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے اوسکی نسبت ہائیکورٹ نے تفریط وتقلیل کی ہے۔ (اول) عدالت موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ جو تحقیقات بحکم کلکٹر نسبت دیارام وراجہ بھگونت سنگہ کے ۱۸۶۰ء مین کی گئی وہ درباره رواج اہل ہنود کے تھی اور نہ دربارهٔ رواج مخصوص خاندان ہذا کے اور یہ ایماکیا ہے کہ جو رپورٹ بہ تعمیل تحقیقات مذکور کی گئی صرف انتظام واہتمام جائداد سے متعلق تھی اور نہ حق ملکیت سے۔ (دوم) یہ ایماکیا گیا ہے کہ جیوارام کو وظیفہ تعدادی مبلغ ا مار بطور معاوضہ اس امر کے دیا جاتا تھا کہ وہ زمینداری سے بیدخل کیا گیا اور اپنی حالت پر قانع ہوکر اوسنے جائداد مین حصہ پانے کا دعوی کرنے کی پرواہ نہ کی۔ ۴۸

نسبت امر اول کے حکام عالی مقام فرماتے ہین کہ رواجات اہل ہنود مین وہ رواج

سنہ ۱۹۰۱ع

گروشد وبیچ پرشاد بنام سوہن وبیچ پرشاد

شامل ہوگا جو دربارہ وراثت کسی خاص خاندان کے ہو اور نتیجتاً اس امر کی کیفیت کہ آیا جایداد شاکر بجے کشور کو پہونچتی ہے یا کیا حکام عالی مقام فرماتے ہیں کہ کلکٹر نے جوابات دیارام وراجہ مرسان کو متعلق اس سوال کے سمجھا تھا کہ کون شخص مستحق جائداد کا ہے - اسناد مذکور کی رو سے جائداد جگیشور کو عطا ہوئی جو بپاس کر بیان کیا گیا ہے اور مختصراً معاملہ مذکور محض بند وبست جائداد کا اونکے نام بغرض مالگذاری کے نہ تھا جیسا کہ ہائی کورٹ نے ایما کیا ہے - نسبت امر دوم کے بیہ درجہ غایت خلاف قیاس ہے کہ جیوارام وظیفہ پر قانع اور مطمئن رہتا اگر اوسکو نصف جائداد کی نسبت ایسا استحقاق دعویٰ ہوتا کہ جسکی پیروی وہ بامید کامیابی کرسکتا - جیوارام نے بظاہر اور اوسکے پسران نے بالیقین دعویٰ جائداد میں حصہ دار ہونے کا کیا گو اونھوں نے اپنے دعاوی سے معیار فیصلہ قانونی متعلق کرانے کی کبھی جرات نہیں کی جہانتک کہ تعلقات باہمی جیوارام اور اوسکے پسران کے ایک جانب اور جگیشور اور بعدہ گردہر کے بجانب دیگر میں اسناد مذکور سے صورت ایسے خاندان کی واضح نہیں ہوئی کہ جو کامل طور سے متفق و صابر و شاکر ہو -

گر حکام ذیعلم ہائی کورٹ نے تصور کیا کہ اولاد نول سنگہ کا غصب دیارام کی نسبت تسلیم بالسکوت کرنا بہت زیادہ موخر بمقابلہ تسلیم بالسکوت جیوارام اور رام سنگہ کی اولاد کے ہے - لہذا حکام عالی مقام کو تعلقات باہمی نول سنگہ و دیارام اور اون دونوں کی اولاد کو ملاحظہ کرنا چاہیے - نول سنگہ و دیارام پسران بہوری سنگہ کے تھے جبکا سنہ ۱۷۷۵ع میں فوت ہونا بیان کیا گیا ہے اور جہانتک کہ معلوم ہوتا ہے صرف یہی لوگ پسران بہوری سنگہ کے تھے - جج ماتحت نے یہ تحریر کیا ہے کہ دیارام نے جبر اجزو کثیر اپنی جائداد پدری کو نسبول تعلقہ ہاترس کے بعد وفات اپنے پدر کے اپنے برادر کلان سے چھین لیا اور چونکہ وہ نہایت محنتی شخص تھا لہذا اوس نے یہ انتظام کیا کہ دیگر اولاد نندرام کو اونکے علاقوں سے بیدخل کرکے اپنے مقبوضات کثیر میں اونکے علاقے بھی شامل کیے اسناد بتائید اس بیان موصوف الیہ کے ظاہرا رپورٹ ہائے بند وبست علیگڈہ مرتبہ مسٹر تھارنٹن سنہ ۱۸۳۳ع و مسٹر اسمتھ سنہ ۱۸۶۴ع و گزیٹیر مسٹر اٹکنسن مطبوعہ سنہ ۱۸۷۵ع میں ہیں - یہ کتابیں حکام عالی مقام کے روبرو موجود نہیں ہیں اور وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اونسے تائید بیان جج ذیعلم کی ہوتی ہے مگر جو ظاہرا اوس سے متجاوز ہے کہ جو شہادت زبانی روایت مذکورسے ثابت ہوتا ہے - ممکن ہے کہ رپورٹ ہائے و گزیٹیر مذکور صحت جملہ بیانات مندرجہ ۴۹

سنہ ۱۹۰۰ع
گروند بھوج پرشاد
بنام
سوہن لال بھوج پرشاد

کتب مذکور کی واقعی شہادت ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اونکی جانچ کی جاوے تو اونکے
نتایج اخذ کردہ جج ماتحت کی تائید ہو۔ مگر بظاہر ابتداء اعتراض کے وہ کام میں آئے اور غالباً
کہ بصورت مشکل ملک ہذا میں کوئی اعتراض اونکے مطالعہ کئے جانے کی نسبت ساتھہ اون
وقعت کے کہ جسکے قابل وہ ہیں پیش نکیا جاوے۔ لیکن اگر آپ شہادت روایت مذکور کی
خارج کرینگے تو کون شہادت اس امر کی موجود ہے کہ ہاترس کبھی جائداد موروثی
بھوری سنگھ میں داخل تھا۔ صدی گذشتہ میں جبکہ سلطنت مغلیہ معرض زوال
میں تھی اور جبکہ حسب تحریر ملیر صاحب جسٹس تا اذن حیز التوا میں تھا یہ امر غیر معمولی نتھا
کہ کوئی قابل اور محنتی شخص جائداد کثیر بزور شمشیر بمعرفت خود اپنے قرابتمندان
یا اشخاص اجنبی کے پیدا کرے۔ اگر آپ اوس روایت کو ملاحظہ کریں جو شہادت زبانی
سے واضح ہوتی ہے تو بیانات متعلقہ ہاترس متناقض معلوم ہونگے۔ بلکہ گبھری سنگھ
کہتا ہے کہ دیارام کو ہاترس کا علاقہ پورہ نہاگران سے ملا۔ حکام عالی مقام کی راے میں
فیما بین برادران تقسیم کا قیاس کرنا کسیقدر تحقیق کے ساتھہ یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ کوئی
جزو جائداد ہاے مقبوضہ دیارام موروثی تھا اور وہ جزو کیا تھا یا کس قسم ہے یا کن
وسائل سے جائداد ہاے مذکور حاصل ہوئیں۔ جو کچھ کہا جاسکتا ہے محض یہ ہے کہ روایت
سے ظاہر ہوتا ہے کہ نامبردہ نے جائداد ہاے مذکور جبراً نہ کہ استحقاقاً حاصل کیں۔ اولاً
دیارام کا قبضہ جائداد ہاے مذکور پر سرکار انگریزی نے بحال رکھا مگر ۱۸۱۷ء میں جزو کثیر
سے بعلت بغاوت محروم کر دیا گیا۔ دستاویزات پیش شدہ شہادت سے
واضح ہوتا ہے کہ منجملہ دیہات دیارام کے بیس مواضع از تمام تعلقہ شہزادپور جگیشور کو
اور اکتیس مواضع جیوارام کو عطا کئے گئے۔ یہ قرین قیاس ہے کہ یہ مواضعات محض ایک جزو
قلیل جائداد منضبط سرکار تھے۔ حکام وٹیلم ہائی کورٹ یہ پوچھتے ہیں کہ ورثاے نول سنگھ
نے اوسوقت استدعاے بحالی اون حقیتوں کی کیوں نہیں کی جنکو چھین لیا دیارام
کا بخلاف ورثاے حق جانشینی نول سنگھ کے ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس تسلیم بالسکوت
کو حکام ممدوح نے اسقدر وقعت دی ہے۔ حکام عالی مقام محض بدیں وجہ اتفاق نہیں
کر سکتے کہ اونکو کافی علم انتقالات یا حالات یا اغراض یا مصلحت گورنمنٹ انگریزی کا نہیں ۵۰
ہے کہ جس سے کوئی راے قابل اعتبار اس بارہ میں قائم ہو سکے۔

سنہ ۱۹۰۰ع
گرونرد مہیچ پرشاد
بنام
سوبیلن مہیچ پرشاد

حکام عالی مقام اب شہادت زبانی مقدمہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ جو گواہ منجانب اپیلانٹان طلب کرائے گئے اور جنکا اظہار لیا گیا وہ چھبین سے کم نتھے۔ اونکی شہادت زیادہ تر دو شقون پر منقسم ہے۔ (اول) شہادت موجودگی رواج گدی نشینی تعلقہ شیوان اور درباره اس امر کے کہ متواتر قابضان تعلقہ یا دمین اشخاص جی القائم کے گدی پر بیٹھے رہے ہین اور معمولی نذرین لیتے رہے ہین۔ (دوم) شہادت روایت متعلقہ خاندان جسکا علم گواہان کو اپنے رشتہ داران متوفی و دیگر اشخاص سے ہوا۔

بتشریح شہادت متعلقہ رواج گدی نشینی ہائیکورٹ نے یہ بیان کیا ہے۔ دلیل جائز قائم ہونے کے لئے نہ صرف یہ ثابت کیا جانا چاہئے تھا کہ گدی نشینی اور نذرات کا پیش ہونا معمولی لازمہ قبضہ راج ناقابل تقسیم کا ہے بلکہ یہ بھی ثابت کیا جانا چاہئے تھا کہ یہ صفت تنہا اون خاندانون کی ہے جنمین رواج جیٹھانسی جاری ہے"۔ فیصلہ ہائیکورٹ ۲۔ فروری سنہ ۱۸۹۳ع کو صادر ہوا۔ بعد اوس تاریخ کے مقدمہ ٹھاکر تیز پال سنگھ بنام ٹھاکر جیپال سنگھ جسکے بیشتر حالات مطابق مقدمہ حال کے ہین بورڈ ہذا کے روبرو پیش تھا۔ مقدمہ مذکور متعلق جائداد موروثی ایک خاندان راجپوت کے تھا جو عرصہ دراز سے ضلع آگرہ مین مقیم ہے۔ بوقت صدور تجویز حکام عالی مقام لارڈ ہابہوس صاحب نے یہ فرمایا۔

امر دیگر ایک ایسا بدیہی مضمون ہے کہ مابین گدی نشینی و جیٹھانسی کے کوئی تعلق لازمی نہین ہے۔ ممکن ہے کہ یہ صورت ہو مگر شہادت کو مطالعہ کرنا غیر ممکن ہے بغیر معلوم کرنے اس بات کے کہ گواہان فریقین نے ہر دو امور مذکور کو واحد سمجھا یا یہ کہ امر اول الذکر سے امر آخر الذکر ثابت ہوتا ہے۔ ایک سوال واحد بھی کسی گواہ سے جسنے گدی نشینی کا اظہار یا اوس سے انکار کیا ہے بغرض اسکے نہین کیا گیا ہے کہ گدی نشینی جیٹھانسی سے بے تعلق سمجھی جاوے . . . . . . یہ صاف ظاہر ہے کہ جج ماتحت کو کوئی شبہہ نہ تھا کہ شہادت متعلقہ گدی نشینی ایسی متصور ہوسکتی ہے کہ جیٹھانسی سے متعلق نہو۔ ایسے فرق کا ایجاد اولاً ہائیکورٹ کی طرف سے ہوا ہے۔ حکام عالی مقام یہ خیال فرماتے ہین کہ جب گواہان گدی نشینی کا اظہار یا اوس سے انکار کرتے ہین تو اونکا منشا جیٹھانسی کے اظہار یا اوس سے انکار کرنے کا تھا اور اونکے ہمیشہ دونون امور مذکور کو واحد سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان ہائے جزو ۵۱
ملک مذکور کے ذہنون مین ہر دو امور کسیقدر زیادہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین

سنہ ۱۹۰۰ء
گرودھوج پرشاد
بنام
سویرن دھوج پرشاد

رواج گدی نشینی مرسجگا ایک تعلق اہم رواج جیٹھانسی کے ساتھ رکھتا ہے گو تعلق درمیان اونکے ضروری نہ ہوئے۔

حکام عالی مقام خیال فرماتے ہین کہ تحریرات مذاہر مجگا اوس صورت سے متعلق ہین جو اونکے روبرو پیش ہے۔ جس عبارت سے راجہ مرسان نے تذکرہ رواج گدی نشینی کا کیا ہے اوسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ خود ریسپانڈنٹ نے بوقت کرنے انکار اس امر سے کہ رواج مذکور اونکے خاندان مین تھا یہ بیان کیا۔ گدی نشینی یا مسند نشینی سے میری مراد اس دستور سے ہے کہ ایک شخص یا پسر اکبر وارث کل جائداد کا ہو اور دیگر پسران صرف نان ونفقہ پاوین"۔ کہرگ (ایک پسر جیوارام) یہ کہتا ہے۔ گدی نشینی سے میری مراد یہ ہے کہ وہ (یعنی گدی نشین) گدی پر بیٹھا کرتا ہے اور نذر لیتا ہے اور صرف ایک پسر جائداد کا وارث ہوتا ہے اور دیگر پسران نان ونفقہ پاتے ہین"۔ کاشی رام جاگا (بادفروش یعنی شجرہ گو خاندان جیسوان نے ذکر جسکا باپ اور دادا اوس سے پہلے بادفروش یعنی بہاٹ تھے) بعد اظہار دینے نسبت رواج مذکور کے یہ بیان کیا ہے۔ مین اوسکو گدی نشینی کہتا ہون یعنی یہ کہ پسر کلان گدی پر بیٹھتا ہے اور پسران خورد نان ونفقہ پاتے ہین اور اسی قسم کے فقرے جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ گواہان کے ذہن مین حق گدی نشینی اور وراثت جائداد دونون بطور شئے واحد کے تھین ہمیشہ اثنائے شہادت مین واقع ہوتے ہین۔ پانچ گواہ ایسے موجود ہین جنہون نے یہ بیان کیا ہے کہ ہمنے جگیشور کو گدی پر بیٹھتے اور نذر لیتے دیکھا ہے۔ سات گواہ ایسے موجود ہین جو کہتے ہین کہ ہمنے گردہر کو ایسا ہی کرتے دیکھا اور بیشمار گواہ ایسے ہین جنہون نے گر برشاد کو دیکھا۔

حکام عالی مقام اس امر مین ہائیکورٹ سے اتفاق کرتے ہین کہ جز وکثیر شہادت بیانات اشخاص متوفی کا قابل پذیرائی ہونا مشتبہ ہے۔ بروے دفعہ ۳۲ ضمن پنجم ایکٹ شہادت بیانات مذکور متعلق ہین جبکہ وہ بابت ہونے کسی رشتہ کے فیما بین اون اشخاص کے ہون جنکے رشتہ سے اوس شخص بیان کرنے والے کو واقف ہونے کے وسائل خاص حاصل ہون اور امر زیر مباحثہ کی نسبت بحث پیدا ہونے سے پہلے وہ بیان کیا گیا ہو۔ اس غرض کے واسطے اور اس حد تک بیانات رشتہ داران وملازمان خاندان متوفی قابل پذیرائی ہین۔ بروے دفعہ ۴۹ جبکہ عدالت کو (منجملہ امور دیگر) درباب رواجات کسی خاندان کے راے قائم کرنی ہو تو رائے اون اشخاص کی

سنہ ۱۹۰۰ء
گرو مہا سوج پرشاد بنام سوبیران سوج پرشاد

جوادنسے واقفیت رکھنے کے وسائل خاص رکھتے ہون متعلق ہین۔ لیکن بروے دفعہ ۶۰ ہوا اگر شہادت ہر بالی نسبت کسی راے یا ایسی وجود کے ہونیکی بنا پر وہ راے قائم کیجاے تو ضرور ہے کہ وہ شہادت ایسے شخص کی ہو جسنے اون وجوہ پر ایسی راے قائم کی ہو۔ حکام عالی مقام تصور فرماتے ہین کہ شہادت گواہ حی القائم کی قابل منظوری ہے اگر وہ ایسی راے در بارہ موجودگی رواج خاندان اور اظہار وجوہ راے مذکور اوس حال کو بیان کرے جو اشخاص متوفی سے معلوم ہوا ہو اور وقعت شہادت اوس گواہ کی حیثیت اور چال چلن پر نیز اون اشخاص کی حیثیت پر منحصر ہو گی جنکے بیانات تا بر وہ نے اپنی راے قائم کی ہو۔ مگر ضرور ہے کہ وہ اظہار راے بلا واسطہ بر بناے بیان مدعی کے ہو اور نہ بمحض اعادہ بیان مدعی کا۔ اس طریق سے کچھ شہادت ایسے گواہان کی بنا مدقابل منظوری نسبت رواج کے ہوگی جیسے کہ گواہان مندرجہ ذیل ہین یعنی گرگ پسر جیوا رام و دیرشاد برادر زادہ لالہ بھی زاین جو قریب ۵۰ سال تک جیسوان مین دیوان رہا و کیہری سنگہ اولاد سنگھ جنے شجرہ خاندان نند رام اپنے دادا کی واقفیت سے بنا یا و گنگا لبھہ وغیرہ اشخاص اوسی قوم کے۔ اور جب اونکی تائید واقعات مخصوص متعلقہ توریث جائداد گذشتہ اسی سال سے ہو تو وہ بلا وقعت نہ ہوگی۔ مگر حکام عالی مقام اس امر کی طرف مائل نہین ہین کہ صرف اس امر واحد پر زیادہ استدلال کرین۔

دوسری قسم کی شہادت واجب العرض ہاے متعلقہ مواضع واقع تعلقہ مذکور کی ہے مدعی نے شہادت مین دس دستاویزات مرتبہ ۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء داخل کین۔ اونسے تائید دعوی اپیلانٹ کی نہین ہوتی اور اونسے شہادت منفی اوسکے خلاف پیدا ہوتی ہے کیونکہ اونمین شرط تقرر جانشین بعض صورتون مین بمطابق مرضی حصہ داران کے ہے اور اونمین سے ایک دستاویز متعلقہ موضع جیوان مین یہ درج ہے کہ اگر کوئی پسر موجود نہ ہو تو ایک وارثون مین سے برضا مندی دیگر ورثا کے مقرر ہوگا۔ بخلاف اسکے اپیلانٹ نے واجب العرض ہاے دس مواضع مرتبہ ۱۸۶۳ء بھی شہادت مین پیش کین۔ اونمین خود گرپرشاد نے اظہار رواج مذکور کا کیا ہے۔ بعد میری وفات کے میرا پسر کلان اگر وہ لائق اور نیک چلن ہو مطابق رسم و رواج میرے خاندان کے بجاے میرے گدی نشین ہوگا اور دیگر پسران اگر وہ لائق ہونگے تو مبلغ [illegible] ماہواری پاوینگے اور اگر وہ لائق نہ ہونگے تو مبلغ ۵ ماہوار پاوینگے۔ حکام عالی مقام ان دستاویزات زمانہ حال پر زیادہ استدلال نہین کرتے اونمین اظہار راے یا خواہش خود گرپرشاد کا ہے دستاویزات ۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء سے بلا شبہ شہادت مفید مسپانڈنٹ حاصل ہوتی ہے لیکن حکام عالی مقام یہ خیال نہین فرماتے کہ دستاویزات مذکور واسطے تردید اوس شہادت کے کافی ہین جو اتصال غیر یقینی

سنہ ۱۹۰۰ع
نگروردہوج پرشاد
بنام
سوپرن دہوج پرشاد

اور واقعی توریث جائداد و دیگر شہادت مفید اپیلانٹ مذکورۂ بالا سے پیدا ہوتی ہے۔

حکام عالی مقام بخوبی وقعت اس امر کی سمجھتے ہیں کہ ایک خاص رواج خاندان جسمین عمود علی دہرم شاستر سے انحراف لازم آوے بطور مناسب ثابت کرایا جاوے مگر وہ خیال فرماتے ہیں کہ بمقدمہ ہذا اپیلانٹ نے بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کی ہے اس لئے وہ بعجز و انکسار ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دینگے کہ ڈگری ہائی کورٹ منسوخ اور بحال رہے اور اونکے رسپانڈنٹ کا اپیل جو عدالت موصوف مین ہوا مع خرچہ ڈسمس کیا جاوے۔ رسپانڈنٹ خرچہ اپیل ہذا بھی ادا کرے۔

اپیل سرسبز ہوا

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ۔ مسٹران بیرو و راجرس

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ہینڈرسن صاحب جسٹس

۷- اگست سنہ ۱۹۰۰ع

صفحہ کتاب انگریزی ۵۳

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پلٹوا وغیرہ *

ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع (ایکٹ شہادت مجریہ ہند) دفعہ ۳۰- اقبال- تجویز مشترک- اقبال جرم کرنا ملزمان مین سے بعض کا- اقبال جرم کا اس غرض سے قبول نہ کیا جانا کہ اونکے اقبالات پر خلاف دیگر ملزمان کے لحاظ کیا جاوے۔

جبکہ چند ملزمان کی تجویز مشترکاً بابت ایک ہی جرم کے ہو رہی ہو اور اونمین سے بعض اقبال جرم کرین تو یہ بیجا ہے کہ تجویز ثبوت جرم نسبت اون اشخاص کے جنھون نے اقبال جرم کیا ہو محض اس غرض سے ملتوی کیجاوے کہ اونکے اقبالات پر خلاف دیگر ملزمان کے لحاظ کیا جاوے۔

مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بابو جی (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لکشما پنڈارم (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بہلوو (۳) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جنا پاوچی (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر حکم عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

* اپیل فوجداری نمبر ۶۰۷ سنہ ۱۹۰۰ع (۱) (سنہ ۱۸۹۴ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۹۵
(۲) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۹۱
(۳) (سنہ ۱۸۹۵ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۲۵ (۴) (سنہ ۱۹۰۰ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۱

سنہ ۱۹۰۰ع
ملکہ معظمہ قیصر ہند ۵۴ بنام بلٹوا

گورنمنٹ پلیڈر منجانب سرکار۔

ہینڈرسن صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین بلٹوا اپیلانٹ اول پر جرم دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند ثابت قرار دیا گیا اور اوسکو سات سال قید سخت کی سزا کا حکم دیا گیا۔ باقی اپیلانٹان پر جرم دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند ثابت قرار دیا گیا اور اونمین سے ہر ایک کو دس سال قید سخت کی سزا کا حکم دیا گیا۔ بلٹوا نے اور بھو سے نے جو باقی اپیلانٹان مین سے ایک شخص ہے آغاز تجویز مین روبرو عدالت سشن کے اقبال جرم کیا لیکن باوجود اونکے اقبال کے جرم کے وے اوسکی بنا پر مجرم قرار نہین دئے گئے گو وے حسب دفعہ ۲۷۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجرم قرار دئے جاسکتے تھے۔ نسبت اس امر کے صاحب سشن جج نے اپنی تجویز مین یہ تحریر فرمایا ہے "بلٹوا اور بھو سے سنگھ اقبال جرم کرتے ہین بغرض رفع کرنے وقت کے اور اس لئے کہ اونکے بیانات پر حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ شہادت بمقابلہ دیگر ملزمان کے لحاظ کیا جاسکے مین نے اونکے اقبال پر اونکو مجرم قرار نہین دیا" یہ ایک سے زیادہ مقدمہ مین قرار دیا گیا ہے کہ بعد اسکے کہ قیدی نے اقبال جرم کیا ہو اوسکی نسبت یہ تصور نہین کیا جاسکتا کہ اوسکی تجویز بشمول اونکے شریک ملزمان کے ہو رہی ہے۔ دیکھو مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پاہوجی (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لکشمایا پنڈارم (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام برہو (۳) ان مقدمات مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایسے ملزمان کے اقبالات پر جنہون نے اقبال جرم کیا ہو حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ شہادت مجریہ ہند بمقابلہ دیگر ملزمان کے لحاظ نہین کیا جاسکتا دفعہ ۲۷۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم ہے کہ اگر ملزم اقبال جرم کرے تو اقبال جرم قلمبند کیا جاویگا اور جائز ہے کہ وہ اوس بنا پر مجرم ٹھہرایا جاوے۔ دفعہ مذکور مین یہ تحریر نہین ہے کہ وہ اوس بنا پر مجرم ٹھہرایا جاویگا اور اسوجہ سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حالات مین عدالت کو اختیار ہے کہ بلا اوس شخص پر جرم ثابت قرار دینے کے کہ جسنے جواب مین اقبال جرم کیا ہو تجویز مقدمہ کو جاری رکھے مثلاً جبکہ بغرض تعین تعداد سزا کے یہ دریافت کرنا ضروری معلوم ہو کہ ملزم واقعی کس حد تک اوس معاملہ مین شریک تھا کہ جس سے مقدمہ پیدا ہوا تھا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چتا پاوجی (۴) یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جب یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا تو تجویز

(۱) (۱۸۹۵ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۵ (۲) (۱۸۹۵ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۱
(۳) (۱۸۹۵ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۲۴ (۴) (۱۹۰۰ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۱

سنہ ۱۹۰۱ع
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
پلشوا
۵۵

ملزم اقبال کنندہ کی بعد اقبال جرم کے ختم نہین ہوگئی اور اسوجہ سے اوسکے اقبال پر حسب دفعہ
۳۰۔ ایکٹ شہادت مجریہ ہند بمقابلہ کسی ایسے دوسرے شخص کے لحاظ کیا جاسکتا تھا کہ جسکی تجویز اوسکے
ساتھ بابت اوسی جرم کے بالاشتراک ہورہی تھی اور یہ کہ تجویز فی الواقع اوسوقت تک ختم نہین ہوجاتی
کہ ملزم پر یا تو جرم ثابت قرار دیا جاے یا وہ بری یا رہا کیا جاے۔ اوس مقدمہ مین عدالت نے تحریرات
مندرجہ ذیل کی نہین اور یہ تحریرات مجکو اوس مقدمہ سے خاصکر متعلق معلوم ہوتی ہین جو ہمارے روبرو ہے
یعنی وہ صورت کہ جسمین شبہہ ہوسکتا ہے یہ ہے کہ جب ان طرائق مین سے کوئی طریقہ صاف طور پر اختیار
نکیا گیا ہو بلکہ ملزم جسنے اقبال جرم کیا ہو محض اس غرض سے کٹہرہ مین رہنے دیا گیا ہو کہ دیکھئے کہ شہادت سے اوسکے
خلاف کیا ظاہر ہوتا ہے گو عدالت کا یہ منشا ہو کہ اوسپر آخرکار بربناے اوسکے اقبال کے جرم ثابت قرار دیا جاے
ایسی صورت مین ہم یہ تجویز کرنے پر مائل ہین کہ یہ مناسب نہوگا کہ اوسکے اقبال پر بمقابلہ اوسکے شریک ملزمان کے
لحاظ کرنے دیا جاے کیونکہ یہ دراصل تمثیل ظاہری عدل گستری کی ہوگی گو فی الحقیقت اوسکی خلاف ورزی
اس مقدمہ مین صاحب سشن جج کی تجویز سے یہ ظاہر ہے کہ حاکم موصوف نے تجویز ثبوت جرم نسبت
ملزمان کے جنہون نے اقبال جرم کیا تھا محض اس غرض سے ملتوی کی تھی کہ حاکم موصوف اونکے اقبالات
کو خلاف اونکے ملزمان شریک کے استعمال کرسکین مطابق فیصلجات مین مقدمات کے جنکا حوالہ مین نے پیش
دیا اور جنمین سے ایک مقدمہ فیصلہ ایک جج عدالت ہذا کا ہے ان اقبالات پر بمقابلہ دو اپیلانٹان کے جنہون نے
اقبال جرم نہین کیا لحاظ نہین کیا جاسکتا مطابق فیصلہ مندرجہ سلسلہ مدراس جلد ۳ کے دراصل اپیلانٹان
کے اقبالات پر جنہون نے اقبال جرم کیا ہے بمقابلہ باقی اپیلانٹان کے لحاظ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مین نے
بیان کیا مین یہ خیال کرتا ہون جیسی کہ مدراس ہائیکورٹ نے تجویز کی ہے عدالت کو بعض حالات مین
اختیار ہے کہ تجویز کو بلا ملزم پر بربناے اوسکے اقبال جرم کے جرم ثابت قرار دینے کے مقدمہ کی تجویز کو
جاری رکھے لیکن مین اون تحریرات سے جنکا مین نے ذکر کیا اور جو اون حکام ذیعلم نے کی تھین کہ
جنہون نے مقدمہ مدراس کا فیصلہ کیا تھا بالکل اتفاق کرتا ہون اور میری راے مین یہ بیجا ہے
کہ اون ملزمان کی تجویز ثبوت جرم کہ جنہون نے اقبال جرم کیا محض اس غرض سے ملتوی کیجاے
کہ اونکے اقبالات پر بمقابلہ دیگر ملزمان کے کہ جنکی تجویز اونکے ساتھ ہورہی ہے لحاظ کیا جاے اس سے کہ جج
مستغیث پر فوقیت ہوگی کیونکہ مستغیث کو اختیار ہے کہ جب قیدی پر بربناے اوسکے اقبال جرم کے جرم ثابت
قرار دیا گیا ہو تو وہ اوسکو بطور گواہ کے اوس مقدمہ مین جو بمقابلہ اوسکے شریک ملزمان کے ہو جنہون نے
اقبال جرم نہین کیا طلب کرے بلحاظ اون فیصلجات کے جنکا مین نے ذکر کیا مین یہ خیال کرتا ہون کہ

سنہ ۱۹۰۰ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام پلشوا
۵۶

بلحاظ حالات کے پلشوا اور بہور سے کے اقبالات پر مطلقاً لحاظ نہ کرنا بہتر ہوگا میں یہ کہنے پر آمادہ نہیں ہون کہ بلحاظ قانون کے اقبالات مذکور خواہ مخواہ خارج کئے جانے چاہئیں میں نے کل شہادت اس مقدمہ کو بہت احتیاط سے واسطے تحقیق کرنے اس امر کے دیکھا ہے کہ آیا قطع نظر اقبالات پلشوا اور بہورسے کے کافی شہادت بتائید تجاویز ثبوت جرم دیگر اپیلانٹان کے موجود ہے یا نہیں میں خیال کرتا ہون کہ صاحب سشن جج نے نہایت مناسب طور پر شہادت ہماری مخبر کو نامنظور کیا ہے کہ جسکی نسبت اونھون نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک عمدہ نمونہ فرومایہ اور ذلیل دروغ گو کا ہے کہ جسکی بات پر بلا تصدیق مطلقاً اعتبار نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھکو بمقابلہ ہر دو اپیلانٹان گنگا سنگہ و جبلیا کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت مولو [?] وغیرہ پر کی ہے کہ جسکو صاحب سشن جج نے قبول کیا ہے میں نے نہایت غور سے ان گواہوں کی شہادت پر لحاظ کیا ہے اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب سشن جج کی وہ راے بجا ہے جو انھون نے نسبت شہادت مذکور کے قائم کی ہے صحیح ہے اگر شہادت صحیح ہے اور مجھکو کوئی وجہ اوسمین شبہہ کرنیکی معلوم نہیں ہوتی تو نسبت مجرم ہونے کل اپیلانٹان کے کوئی شک نہیں ہو سکتا احکام سزا جو صادر کئے گئے ہیں مجھکو بہت سخت معلوم نہیں ہوتے لہذا مین اپیلون کو ڈسمس کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ہینڈرسن صاحب جسٹس

۱۸۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ع

دیبی پرشاد وغیرہ (فریق مخالف) بنام جمنا داس دیکھ کس و دیگر (سائلان)[۱]

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱۰، ۲۳، ۵۰۹، ۵۲۰۔ دیوالہ حکم بصیغہ دیوالہ مصدرہ جج ماتحت سے اپیل۔

صفحہ کتاب انگریزی ۵۶

اپیل بنارا ضی حکم بصیغہ دیوالہ جسکو حسب دفعہ ۳۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاکم عدالت ماتحت نے باستعمال اختیارات جج ماتحت صادر کیا ہو صاحب جج ضلع کے روبرو اور نہ بحضور ہائی کورٹ ہوگا اور یہ اختیار بصیغہ اپیل زیر مندرجہ ڈگری جسکی بابت حکم بصیغہ دیوالہ حاصل کیا گیا ہو یا قیمت دو قرضجات مندرجہ فہرست قرضجات پر جسکا لحاظ بغرض استقرار دیوالہ داخل کی ہو منحصر نہیں ہے۔

مقدمہ وینکٹ راؤ بنام جیوا آئی[۲] سے اختلاف کیا گیا و مقدمات سیتا رام بنام دہنی لنگ[۳] و بیکنٹھ پرسید بنام محی الدین صاحب[۳] و شنکر بنام دہلی[۴] کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

پنڈت مدن موہن مالوی منجانب اپیلانٹان۔

پنڈت سندر لال و پنڈت موتی لال منجانب رسپانڈنٹان

[۱] اپیل اول نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۹۹ع بنارا ضی حکم مولوی سید سراج الدین جج عدالت مطالبہ خفیفہ مقام آگرہ مورخہ ۵۔ جولائی ۱۸۹۹ع

[۲] (۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۰ [۳] (۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۷
[۳] (۱۸۹۵ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۹۰ [۴] (۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۵

سنہ ۱۹۰۰ع

۵۷ دیبی پرشاد بنام جمنا داس

برکٹ صاحب جسٹس و ہینڈرسن صاحب جسٹس۔ اپیل ہذا بناراضی حکم عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے جسکو اختیارات جج ماتحت حاصل ہین اور جسکی رو سے (۱) جمنا داس اور (۲) بہیکا مل حسب دفعہ ۳۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی دیوالیہ قرار دئے گئے۔ جمنا داس بعد صادر ہونے حکم مذکور کے فوت ہوا۔

واقعات مقدمہ ہذا یہ ہین کہ ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۸۹۶ع کو شیام لال وغیرہ نے ایک ڈگری زر نقد الــــــ سے کم کی بنام جمنا داس اور بہیکا مل کے عدالت منصف سے حاصل کی۔ جائداد مدعا علیہما اوسی روز بحکم منصف قرق کی گئی لیکن جیسا کہ اب تسلیم کیا گیا ہے قرقی ہذا قبل فیصلہ تھی اور نہ باجرائے ڈگری تاریخ مذکور کے۔ بعد ازان ۱۶ مئی کو مدیونان ڈگری متذکرہ بالا نے ایک درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ بحضور صاحب جج ضلع باین استدعا پیش کی کہ رو سے دیوالیہ قرار دئے جائین۔ درخواست مذکور اوسی روز بغرض تصفیہ عدالت مطالبات خفیفہ مین جسکو اختیارات جج ماتحت کے حاصل تھے منتقل کی گئی۔ عدالت موصوف نے ۲۹۔ جون سنہ ۱۸۹۹ع کو درخواست مذکور منظور کی اور ہر دو سائل دیوالیہ قرار دئے گئے۔ بناراضی حکم مذکور کے یہ اپیل پیش کیا گیا ہے۔ اشخاص دیوالیہ مین سے ایک شخص قبل سماعت اپیل کے فوت ہوا۔ بوقت سماعت اپیل کے ریسپانڈنٹ دیوالیہ نے ایک عذر ابتدائی بدین مضمون پیش کیا کہ عدالت ہذا مین اپیل نہین ہو سکتا ہے اور اپیل عدالت صاحب جج ضلع مین دائر ہونا چاہیے تھا۔ پنڈت سندر لال نے منجانب ریسپانڈنٹ کے اس عذر کی بحوالہ الفاظ فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۸۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۲ مجموعہ مذکور کے جسمین الفاظ ضلع و عدالت ضلع کی تعبیر مندرج ہے تائید کی۔ فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۸۹ باین مضمون ہے کہ اپیل معاملات متعلقہ دیوالیہ مین۔

(الف) عدالت ضلع مین دائر ہوگا جبکہ وہ حکم کسی ایسی عدالت سے صادر ہوا ہو جو عدالت موصوف کے ماتحت ہو اور (ب) کسی اور صورت مین عدالت ہائی کورٹ مین دائر ہوگا۔

دفعہ ۲ مجموعہ مین حکم ہے کہ ہر عدالت جو عدالت ضلع سے کم درجہ رکھتی ہو اور ہر عدالت مطالبات خفیفہ اس مجموعہ کی اغراض کے لئے عدالت ہائی کورٹ و عدالت ضلع کے ماتحت سمجھی جائیگی۔ ایڈوکیٹ ذیعلم نے یہ حجت کی کہ وہ عدالت جس نے سائلان کو دیوالیہ

۵۸ قرار دینے کا حکم صادر کیا خواہ عدالت مذکور عدالت مطالبات خفیفہ یا عدالت جج ماتحت

۱۹۰۰ء

دیبی پرشاد بنام جگناداس

تصور کی جاوے ہر حالت مین ماتحت عدالت ضلع کے تہی اور اس لیئے اپیل عدالت ضلع مین ہوگا اور نہ عدالت ہذا مین - ہماری راے مین بلحاظ صاف و صریح عبارت فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۸۹ و دفعہ ۴ کے حجت ایڈوکیٹ ذی علم کی صحیح ہے اور منظور ہونی چاہیئے - منجانب فریق ثانی کے یہ حجت کی گئی ہے کہ ہمکو معنی الفاظ فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۸۹ کے بموجب قواعد صرف و نحو کے صاف نہین تصور کرنے چاہیئین بلکہ اونسے وہ معنی اور مراد متعلق اور منسوب کرنے چاہیئین جو ہماری راے مین اونکے نہین ہو سکتے - یہ بحث کی گئی ہے کہ بتصفیہ اس بات کے کہ کونسی عدالت سماعت اپیل کریگی ہمکو وہ امر ملاحظہ نہ کرنا چاہیئے جو ہمکو مقدمہ ہذا مین اصل معیار معلوم ہوتی ہے یعنی مسئلہ ماتحتی عدالت ابتدائی بلکہ وہ معیار جو ہمکو متعلق کرنی چاہیئے مالیت نالش بصیغہ اجراے اوس ڈگری کے ہے جسمین اپیلانٹ گرفتار کیا گیا ہے یا اوسکی جائداد قرق کی گئی ہے - بتائید بحث ہذا ہمکو مقدمہ وینکٹ راما ئیہ بنام چیبوا این (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے جسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ الفاظ ایسی عدالت جو عدالت موصوف کے ماتحت ہو مندرجہ دفعہ ۵۸۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی (جیسی کہ اوسکی ترمیم حسب دفعہ ۴ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء کی گئی ہے) تعبیر بہ نسبت اختیار اپیل عدالت کے ہونی چاہیئے - ہم اوس دلیل کے اختیار کرنے کے لیئے بالکل آمادہ نہین ہین جو بمقدمہ مذکور کی گئی لیکن تاہم بموجب مقدمہ مذکور اپیل ہذا قابل سماعت صاحب جج ضلع ہے کیونکہ مالیت نالش جسمین وہ ڈگری صادر ہوئی جسکی رو سے جائداد اپیلانٹ قرق کی گئی تہی کم از مبلغ الـــ ۵ ہے - مگر ہم مقدمہ مذکور کو بطور سند کے منظور نہین کر سکتے ہین - اوسکی تجویز متو سامی ایار صاحب جسٹس و پارکر صاحب جسٹس نے کی تہی - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ متو سامی ایار صاحب جسٹس تجویز مقدمہ سیتا رام بنام دہی لنگ (۲) مین شریک تہے اور بمقدمہ بیکنٹھہ پیہو بنام محی الدین صاحب (۳) پارکر صاحب جسٹس نے باجلاس واحد اوس تجویز کی تقلید بمقدمہ اخر الذکر کی اور اوسکو پسند کیا - بمقدمہ مذکور یہ تجویز ہوئی تہی کہ درخواست بغرض قرار دئے جانے دیوالیہ کے

(۱) (۱۸۹۱ء) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۷

(۲) (۱۸۹۳ء) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۴

(۳) (۱۸۹۱ء) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۹۴

سنہ ۱۹۰۰
دیبی پرشاد بنام جمنا داس ۵۹

جو جج ماتحت نے منظور کی جنکے پاس اوسکو صاحب جج ضلع نے واسطے تصفیہ کے منتقل کیا تھا
عدالت ہائی کورٹ مین نہین بلکہ صاحب جج ضلع کے روبرو قابل اپیل ہے - وجوہ
عدالت بمقدمہ وینکٹ رایہ بنام جمبو آیر (۱) یہ ہین کہ اپیل معاملات انسالوینسی
کے لئے عدالت کی تجویز ایک اوس امر کو داخل بحث کرنے سے ہونی چاہئیے یعنی تعداد
زر ڈگری نالش جسکے اجرا مین کارروائیات انسالوینسی کی گئین اور عدالت موصوف
نے تحریر کیا کہ اوسکی راے مین تعبیر الفاظ "وہ عدالت موصوف کی ماتحت ہو" نسبت
اوسکے اختیار اپیل کے ہونی چاہئیے" ہم تائید اس تجویز کے کوئی وجہ مطلقاً نہین
دیکھتے ہین جو ہمکو الفاظ صریح شرط متعلقہ دفعہ ۵۰۹ و اوس قاعدہ کے خلاف معلوم
ہوتی ہے جو نظائر مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۴ مین قرار پایا ہے -

ایک اور بحث وکیل ذیعلم نے منجانب اپیلانٹ پیش کی اور اوسپر بااستحکام
استدلال کیا کہ دوسری جانچ جسکی روسے تجویز عدالت اپیل کی ہونی چاہئیے تعداد قرضجات مندرجہ
فہرست قرضجات مدخلہ سائل و منفصلہ عدالت سماعت کنندہ درخواست ہے - ہمکو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جواب بحث ہذا کا بہت آسان ہے - بموجب مجموعہ کے گورنمنٹ مجاز ہے کہ اگر چاہے
تو منصفان کو بھی اختیار سماعت معاملات انسالوینسی کا مفوض کرے - بموجب بحث
وکیل ذیعلم یہ نتیجہ ہوگا کہ اگر بعدالت منصف ایک ڈگری مثلاً مبلغ صہ کی صادر ہوئی ہو اور
بعد ازان ایک درخواست بصیغہ دیوالہ مدیون ڈگری جو بعلت ڈگری مذکور قید ہو در حضور
منصف اگر اونکو اختیار سماعت انسالوینسی عطا ہوا ہو پیش کرے اور درخواست سے
ایک فہرست قرضجات تعدادی کئی لاکھ روپیہ کی منسلک ہو تو اپیل بحضور ہائی کورٹ
ہوگا اگرچہ منصف بلاشبہہ ماتحت صاحب جج ضلع کے ہے - وکیل ذیعلم نے اس حد تک بیان
نہین کیا کہ اپیل عدالت ہائی کورٹ مین ہوگا بلکہ یہ بحث کی کہ اپیل عدالت ہائی کورٹ مین
ہونا چاہئیے - خلاف بحث ہذا کے ہمارے روبرو مقدمہ شنکر بنام ڈل (۲) کا حوالہ دیا گیا - مقدمہ مذکور
بعدالت جج ماتحت درجہ دوم ہوا تھا جنکو اختیار سماعت درخواست بصیغہ دیوالیہ

(۱) دیکھو ۱۸۹۴ع انڈین لاریپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۷
(۲) دیکھو ۱۸۹۵ع انڈین لاریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۵

سن ۱۹۰۱ء

دیبی پرشاد بنام جمنا داس

حاصل تہا۔ مگر چونکہ تعداد قرضجات مندرجہ فہرست اونکے معمولی اختیار سماعت مالی سے بہت زیادہ تہی لہذا یہ بحث کی گئی تہی کہ اونکو اختیار سماعت درخواست نہیں ہے یہ رائے صاحب جج ضلع نے منظور کی اور یہ تجویز کی کہ جج ماتحت کو اختیار سماعت مقدمہ کا اسوجہ سے نہیں ہے کہ دعاوی قرضخواہان مندرجہ فہرست کے حصہ سے زیادہ تہے بصیغہ نگرانی بحضور عدالت ہائی کورٹ یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ اپیلانٹ بعلت اجراے ڈگری مصدورہ جج ماتحت درجہ دوم گرفتار ہوا تہا لہذا درخواست بموجب دفعہ ۳۴۴ جج ماتحت موصوف کے روبرو صحیح طور پر گذری تہی اور عدالت موصوف کو یہ اختیار تہا کہ درخواست کو منظور کرے اور استقرار او احکام محدود دفعات ۳۴۴ و ۳۵۹ باوجود اس امر کے صادر کرے کہ تعداد قرضجات مندرجہ فہرست زائد از مبلغ ... تہے ۶۰

فیصلہ مذکور سے ہم اتفاق کلی کرتے ہیں۔

بوجوہ بالا ہم عذر ابتدائی منظور کرتے ہیں۔ ہم ہدایت کرتے ہیں کہ یادداشت اپیل عدالت مجاز میں پیش کرنے کے لئے اپیلانٹ کو واپس کی جاوے۔ ریسپانڈنٹ اپنے خرچہ عدالت ہذا کا مستحق ہے۔

یادداشت اپیل عدالت مجاز میں پیش کرنے کے لئے واپس کی گئی۔

۱۶- اگست سن ۱۹۰۱ء

باجلاس ناکس صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

سکھدیو پرشاد وکیل کس دیگر (مدعاعلیہما) بنام جمنا (مدعیہ) *

مسو کتاب انگریزی ۶۰

استقال دوران نزاع - اجراے ڈگری - نیلام بعلت اجراء در حالیکہ اپیل نالش میں حسب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی دائر ہو - استحقاق خریدار نیلام تابع نتیجہ اپیل کے ہے

سماۃ جمنا نے حسب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے اس استقرار کے نالش کی کہ بعض جائداد ملکیت مدعیہ ہے اور بعلت اجراے ڈگری موسومہ شخص ثالث کے نیلام نہیں ہوسکتی ہے۔ نالش سماۃ مذکورہ کی عدالت مرافعہ اولی نے ڈسمس کی۔ اسپر سماۃ نے اپیل کیا لیکن جبکہ اوسکا اپیل دائر تہا ڈگریدار نے جائداد یعنی شے مدعا بہا کو نیلام کرایا اور

* اپیل اول نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۸۹۹ء بنارا ضی حکم بابو راجا نتہ پرشاد جج ماتحت آگرہ مورخہ ۱۲- جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۹۰۰ع
سکھدیو پرشاد بنام جمنا

سکھدیو پرشاد نے جائداد مذکور خرید کی اور بعد ازان نامبردہ نے اوسکا ایک جزو بنام جواہر لال منتقل کیا۔ بر طبق اپیل دعویٰ سماۃ جمنا ڈگری ہوا اور اوسکا استحقاق نسبت جائداد کے ثابت ہوا۔ ڈگری بصیغہ اپیل صادر ہونے کے عرصہ کثیر بعد سماۃ جمنا نے جواہر لال و سکھدیو پرشاد پر واسطے دلاپانے اوس جائداد کے نالش کی جو سکھدیو پرشاد نے بوقت نیلام حسب مذکور بالا خرید کی تھی۔

تجویز ہوئی کہ مسئلہ انتقال دوران نزاع متعلق ہے اور استحقاق جواہر لال تابع نتیجہ اپیل سماۃ جمنا کے ہے جو اوسوقت دائر تھا جبکہ جائداد نیلام کی گئی تھی۔

مقدمات چنیدر ناتھ ملک بنام بلکشمہ برجی (۱) و راج کشن مکرجی بنام راد ہامادہب ہلدہر (۲) و رام نراین سنگھ بنام مہتاب بی بی (۳) و راجہ عنایت حسین بنام گردہاری لال (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز اکمن صاحب جج میں پورے طور پر مندرج ہیں۔
۶۱ پنڈت بلدیو رام دیو منجانب اپیلانٹان۔
بابو رتن چند منجانب رسپانڈنٹ۔

اکمن صاحب جج مختصر حال واقعات جو باعث ارجاع اوس نالش کے ہوئے جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے حسب ذیل ہے۔

بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۸۸۶ع مسمی ہرپال نے ایک سادہ ڈگری زر نقد بنام کھیم کرن و ایک کسن کے حاصل کی اور بعلت اجرا اوسکے نامبردہ نے جائداد متنازعہ حال بطور جائداد اپنے مدیونان ڈگری کے قرق کرائی۔

مسماۃ جمنا رسپانڈنٹ اپیل ہذا نے بصیغہ اجرا عذرداری باین دعویٰ کی کہ جائداد مذکور میری ہے۔ عذرداری مسماۃ نامنظور ہوئی۔ مسماۃ مذکور نے فوراً نالش حسب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے ثابت کرنے اوس حق کے جسکا دعویٰ اوسنے نسبت

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۹۰
(۲) (سنہ ۱۸۷۴ع) ویکلی رپورٹر۔ نظائر دیوانی جلد ۲۱ صفحہ ۳۴۹
(۳) (سنہ ۱۸۸۰ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۲۸
(۴) (سنہ ۱۸۶۹ع) اپیل ہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۶

سنہ ۱۹۰۰ء

سکھدیو پرشاد بنام جمنا

جائداد متنازعہ کے کیا بیع رجوع کی۔ نالش مسماۃ بتاریخ ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء ڈسمس کی گئی
بتاریخ ۹۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء مسماۃ نے اپیل بناراضی ڈگری مورخہ ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء دائر کیا۔ ۹۔ جنوری
سنہ ۱۹۰۰ء کو جبکہ اپیل مسماۃ جمنا دائر تھا جائداد متنازعہ بعلت اجرائے ڈگری ہرپال نیلام کی گئی اور سکھدیو پرشاد ایک اپیلانٹ
منجملہ اپیلانٹان عدالت ہذا نے خرید کی۔ بعد ازان سکھدیو پرشاد نے جزو جائداد جو مکان
واقع قصبہ شمس آباد ہے بدست جواہر لال اپیلانٹ دیگر مقدمہ ہذا کے بیع کیا جسکی نسبت
یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوسنے ایک رقم کثیر درستی مکان مین صرف کی ہے۔

بتاریخ ۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء اپیل مسماۃ جمنا ڈگری ہوا اور اوسکا استحقاق نسبت
جائداد متنازعہ حال کے ثابت ہونا تجویز کیا گیا۔ بتاریخ ۲۳۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء یعنی ۱½ سال بعد
اسکے کہ ڈگری مذکور بحق مسماۃ جمنا صادر کی گئی تھی اوسنے نالش حال بنام خریدار نیلام
سکھدیو پرشاد اور منتقل الیہ جواہر لال باین دعویٰ رجوع کی کہ نامبردگان سے قبضہ مکان
متدعوی
جسمین اوسکا حق بروے ڈگری سنہ ۱۹۰۰ء قرار دیا گیا تھا دلایا جائے اور نیز یہ استدعا کی کہ
عمارات جدید مدعا علیہما کی مسمار کرادیجاوین۔

معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مرافعہ اولی نے اصول مندرجہ مقدمہ زین العابدین بنام
محمد اصغر علی خان (۱) کو متعلق کرکے یہ تجویز کی کہ ڈگری صیغہ اپیل مورخہ ۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء موثر
استقرار حق مدعیہ نسبت جائداد متنازعہ موثر عدم جواز نیلام صیغہ اجرائے ڈگری ہرپال کے ۶۲
نہین ہے اور اسلئے اوسنے نالش ڈسمس کی۔ مدعیہ نے اپیل کیا۔ بر طبق اپیل جج ماتحت ذیعلم
نے تجویز کی کہ نیلام جسمین مدعا علیہ سکھدیو پرشاد نے جائداد خرید کی انتقال دوران مقدمہ ہے
اور اس لئے مدعا علیہما پابند ڈگری صیغہ اپیل مورخہ ۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء کے تھے اگرچہ نامبردگان
فریق نالش نہ تھے جسمین ڈگری مذکور صادر ہوئی تھی جو کچھ تجویز جج ماتحت مین تحریر ہے
اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف الیہ نے مقدمہ ہذا سے احکام دفعہ ۵۲۔ ایکٹ انتقال جائداد
متعلق تصور کئے۔ دفعہ ۲ ضمن (د) ایکٹ مذکور سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دفعہ ۵۲ مقدمہ ہذا سے
متعلق نہین ہے۔ جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ خریدار نیلام کو دائر ہونے اپیل کی اطلاع تعمیری تھی
اور وہ اپنا نام درج مسل کرانے کے واسطے درخواست کر سکتا تھا۔ یہ نتیجہ اخذ کیا
کہ نامبردہ خریدار نیک نیت نہ تھا اور یہ کہ اوسکے منتقل الیہ جواہر لال کی حالت کچھ بہتر

(۱) (۱۸۸۷ء) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶

سنہ ۱۹۰۰ع

کھندیو پرشاد بنام جمنا

نہیں ہے۔ میں اس دلیل جج ماتحت دلیلم کو تسلیم نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر جج ماتحت دلیلم کی یہ تجویز صحیح ہے کہ مقدمہ سے مسئلۂ انتقال دوران نزاع متعلق ہے تو بحث اطلاع پیدا نہیں ہوتی دیکھو مقدمہ بیلامی بنام سیبایں (۱) ملاحظہ طلب۔ اگر تجویز صحیح نہیں ہے تو کوئی وجہ نیک نیتی ہر دو مدعا علیہ پر اعتراض کرنے کی نہیں ہے۔

عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کر کے کہ عدالت مرافعہ اولیٰ نے نالش بربنائے امر ابتدائی ڈسمس کی اور ایسا کرنے میں اوسنے غلطی سے قانون پر عمل کیا ڈگری عدالت مذکور منسوخ کی اور مقدمہ کو حسب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض تجویز دیگر امور تنقیح طلب مرتبہ منصف کے واپس کیا۔

بنا راضی اس حکم واپسی کے اپیل حال مدعا علیہما نے دائر کیا ہے۔

عذر اول جو پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ عدالت ماتحت نے احکام دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جائداد کے متعلق کرنے میں غلطی کی ہے۔

میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ بحث ہذا صحیح ہے۔ مگر اس سے مقدمہ ہذا طے نہ ہوگا کیونکہ مقدمہ مذکور سے مسئلۂ انتقال دوران نزاع متعلق ہو سکتا ہے اگر دفعہ ۵۲ بھی متعلق نہو۔

۶۳ عذر دوم یہ ہے کہ چونکہ اپیلانٹان فریق ڈگری نہ تھے جسکے اجرا میں جائداد متنازعہ نیلام کی گئی تھی اور چونکہ نامبردگان باداے قیمت خریداران نیک نیت ہیں لہذا نالش بمقابلہ اونکے قابل قائم رہنے کے نہیں ہے۔ عذر ہذا سے ایک بحث پیدا ہوتی ہے جو کسی طور پر خالی از دقت نہیں ہے مگر اسکی نسبت باحتیاط غور کرنے کے بعد اور بعد ملاحظہ جملہ اسناد جو میں دریافت کر سکا ہوں میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ عذر ہذا منظور نہیں ہو سکتا ہے۔

اول میں یہ تحریر کرونگا کہ مقدمہ ہذا اوس قسم مقدمات سے قابل امتیاز ہے جنمیں جائداد جو مستغاث مدیون ڈگری کی ہے بجالت اجرائے ایسی ڈگری یکطرفہ کے نیلام کی گئی ہو جو بعد ازاں منسوخ کی گئی ہو یا بحالت اجرائے ایسی ڈگری کے نیلام ہوئی ہو جو مِن بعد بر طبق اپیل منسوخ کی گئی ہو۔ قاعدہ ایسے مقدمات میں صاف ظاہر ہے۔ خریدار نیلام صیغہ اجرا بشرطیکہ وہ خود ڈگریدار نہ ہو بعد اپنی خریداری کے استحقاق جائز حاصل کرتا ہے اگرچہ وہ ڈگری جسکی رو سے جائداد نیلام کی گئی ہے بعد ازاں منسوخ ہی ہو جائے۔ مگر

(۱) دیکھو ۱۸۹۹ء رپورٹ کے ڈی جیکس وجونس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۵۶۶

سنہ ۱۹۰۰ع
سکندر بیگ شاہ
بنام
جمنا

واقعات مقدمہ ہذا مختلف ہیں۔

فرض کرو کہ عمرو نے بکر پر کسی جائداد از قسم اراضی کے لئے نالش کی۔ عدالت مرافعہ اولی نے نالش عمرو ڈسمس کی۔ عمرو نے اپیل دائر کیا لیکن قبل ارجاع اپیل درحالیکہ وہ زیر تجویز ہے بکر نے جائداد مذکورہ بنام خالد منتقل کردی اس صورت میں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تسلیم کرلیا جائیگا کہ مسئلہ انتقال دوران نزاع متعلق ہے اور خالد پابند نتیجہ اپیل ہوگا اگر وہ فریق اپیل بھی گردانا نہیں گیا ہے اور اسکو فی الحقیقت اسکی اطلاع بھی نہیں ہے۔

کیا نتیجہ مختلف ہوگا اگر جائداد بجائے اسکے کہ بکر برضامندی منتقل کرے بحکم عدالت بصیغہ اجرائے ڈگری زر نقد بمقابلہ بکر نیلام کی گئی ہو اور خالد نے درحالیکہ اپیل عمرو دائر ہو وہ جائداد خرید کی ہو۔

جواب امر ہذا پر فیصلہ اوس بحث کا منحصر ہے جو عذر دوم یادداشت اپیل مقدمہ ہذا میں پیش کی گئی ہے۔

بصفحات ۱۰۸ تا ۱۲۰ شروح ایکٹ انتقال جائداد مصنفہ شیفرڈ و براؤن صاحبان طبع چہارم جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک اختلاف عظیم اسناد کا اس بارہ میں ہے۔ بمقدمہ رچندر ناتھ ملک بنام نیلکنٹھ بنرجی (۱) حکام ذی علم (کننگہیم صاحب جسٹس و ٹاٹنہیم صاحب جسٹس) نے یہ تحریر فرمایا کہ یہ لازم نہیں آتا ہے کہ قاعدہ انتقال
۶۴ دوران نزاع صحیح ہوگا جبکہ انتقال منجانب راہن نہ ہو بلکہ بحکم اوس عدالت کے ہوا ہو جو منجانب قرضخواہان بمقابلہ راہن کارروائی کرتی ہو اور جس صورت میں کارروائیات بغرض نیلام قبل ارجاع نالش شروع ہوئی ہوں۔ مقدمہ مذکور بصیغہ اپیل بحضور پریوی کونسل پیش ہوا مگر حکام عالی مقام کے لئے اوس امر کا تصفیہ کرنا ضروری نہ تھا جسکی نسبت انکو غور کرنا تھا حکام ممدوح نے اپنی تجویز میں یہ فرمایا "ممکن ہے کہ اس امر کی نسبت شبہ پیدا ہو کہ آیا ہائیکورٹ کا مسئلہ انتقال دوران مقدمہ کو محدود کرنا صحیح ہے"۔ حوالہ نسبت اوس فقرہ ابتدائی مندرجہ تجویز کے ہے جو حسب ذیل ہے۔ "فرض کرو کہ مسئلہ انتقال دوران مقدمہ اس فقرہ سے متعلق نہیں ہے کہ یہ امر قابل بحث ہے"۔

مسٹران شیفرڈ و براؤن بیان کرتے ہیں کہ کثرت اسناد بتائید اس رائے کے ہے

(۱) (سنہ ۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۹۰

سنہ ۱۹۰۰ع
سکندی پرشاد بنام جمنا

کہ مسئلہ انتقال دوران مقدمہ اوسی طرح نیلام ہائے صیغہ اجرائے ڈگری سے متعلق ہے جیسے کہ اون انتقالات سے جو برضا و رغبت کئے جائین۔ اور میری دانست مین یہ رائے صحیح ہے وجوہ بتائید رائے مذکورہ تجویز کو جج صاحب چیف جسٹس بمقدمہ راج کشن مکرجی بنام رادھا مادہب ہلدر (۱) بخوبی بیان کئے گئے ہین۔ جس صورت مین عدالت جائداد کو بطور جائداد مملوکہ مدیون ڈگری نیلام کرتی ہے تو جائداد مذکور مین اوس حقیت سے زیادہ خریدار حاصل کر سکتا ہے اور نہ عدالت منتقل کر سکتی ہے جو خود مدیون ڈگری کو حاصل ہے۔ اگر استحقاق مدیون ڈگری کا ضعیف ہو تو یہہ ضعف استحقاق خریدار نیلام سے بیشک اوسیطرح متعلق ہے جیسا کہ وہ بحالت بیع خانگی متعلق ہوتا۔ بمقدمہ رام نراین سنگہ بنام مہتاب بی بی (۲) حسب ذیل تحریر کیا گیا ہے کہ "یہ نیلامات عدالتی جو بعلت اجرائے ڈگریات عدالت عمل مین آوین عموماً کوئی ذمہ داری متعلقہ استحقاق مدیون ڈگری واقع جایداد مبیعہ منجانب ڈگریدار یا عہدہ دار عامل نیلام نہین ہے"۔ میری رائے مین جب جائداد مدیون ڈگری بعلت اجرائے ڈگری موسومہ نامبردہ نیلام کی جاوے تو خریدار اوس استحقاق سے زیادہ حاصل نہین کر سکتا ہے جسکا مدیون ڈگری مجاز انتقال ہوتا اگر وہ جائداد کو بطور خانگی بیع کرتا۔ میری اس رائے کی تائید اوس سے ہوتی ہے جو حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ راجہ عنایت حسین بنام گردہاری لال (۳) اپنی تجویز کے صفحات ۳۷۸ و ۳۷۹ مین تحریر کیا اور اوسمین حکام عالیشان نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی بنیاد اصولاً یا نظیراً واسطے کرنے امتیاز مابین اوس صورت کے جسمین
۶۵ دعویدار بروے نیلام صیغہ اجرا ہو اور اوس صورت کے جسمین دعویدار بروے کسی دیگر انتقال یا تفویض کے ہو نہین ہے۔ اوس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو ہے ہر انتقال خانگی جائداد متنازعہ منجانب مدیونان ڈگری بمقابلہ مدعیہ ناجائز ہوتا۔ اس امر سے کہ انتقال حقوق و مرافق مدیونان ڈگری بصیغہ اجرائے ڈگری موسومہ نامبردگان ہوا ہے میری رائے مین وہ ضعف استحقاق مدیونان ڈگری نسبت جائداد کے رفع نہین ہوتا ہے جو اس امر سے پیدا ہوتا ہے کہ بوقت انتقال اونکا حق نسبت جائداد کے زیر تجویز تھا۔ اس لئے مین

(۱) (۱۸۶۹ع) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹
(۲) (۱۸۸۰ع) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۲۸
(۳) (۱۸۶۶ع) اپیل ہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۶ و بصفحات ۳۷۸ و ۳۷۹

سنہ ۱۹۰۰ع
سکھدیو پرشاد بنام جمنا

عذر دوم یادداشت اپیل کو نامنظور کرونگا اور باتفاق راے عدالت اپیل ماتحت یہ تجویز کرونگا کہ نالش مدعیہ قابل قائم رہنے کے ہے۔

دراثناے بحث یہ عرض کیا گیا کہ مدعیہ درخواست حکم امتناعی بغرض التواے نیلام جائداد تا تجویز اپیل کے پیش کر سکتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ وہ ایسا کر سکتی تھی۔ مگر مین خیال نہین کرتا ہون کہ وہ پابند ایسا کرنے کی تھی اور اگر وہ ایسی درخواست پیش بھی کرتی تو یہ لازم نہین آتا کہ وہ درخواست منظور ہوئی۔

منجانب اپیلانٹان یہ بھی بحث کی گئی کہ چونکہ وہ فریق اوس اپیل کے نہ تھے جسکا اختتام باستقرار حق مدعیہ ہوا لہذا نامبردگان نالش ہذا مین مستحق اس بات کے ہین کہ جواز استحقاق مدعیہ نسبت جائداد بمقابلہ اونکے دوبارہ تجویز کیا جاے۔ میری راے مین یہ امر اسطرح نہین ہے۔ خریدار نیلام اپنا نام بطور مدعا علیہ درج مسل کرانے کے لئے درخواست دے سکتا تھا جبکہ مقدمہ زیر اپیل تھا (دفعات ۳۷۲ و ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ملاحظہ طلب) مگر اوسنے ایسا کرنا پسند نہین کیا۔ یہ تجویز کرنا کہ نامبردہ بوجہ اپنی خریداری دوران اپیل کے مستحق اس بات کا ہے کہ مدعیہ ثبوت اپنے استحقاق کا بار دیگر دے بالکل خلاف مسئلہ انتقال دوران مقدمہ کے ہوگا جو مقدمہ ہذا سے متعلق ہے۔

ممکن ہے کہ خریداران نیلام صیغہ اجراے ڈگریات پر بظاہر یہ امر کسیقدر باعث سختی ہو مگر یہ صرف اصول خریدار ہوشیار باش کو متعلق کرنا ہے۔ عدالت ایسے حقوق ومرافق نیلام کرتی ہے جو مدیون ڈگری جائداد زیر نیلام طلب مین رکھتا ہے۔ عدالت اسکی ذمہ دار نہین ہے کہ نامبردہ کو کوئی حق حاصل ہے۔ اگر وہ حقوق ومرافق معدوم الوجود ہین تو خریدار کچھ حاصل نہین کرتا ہے خواہ کتنی ہی مکمل اوسکی نیک نیتی ہو اگر یہ ظاہر ہو جاے کہ مدیون ڈگری کوئی حق قابل نیلام اوس جائداد مین نہین رکھتا ہے جو بطور اوسکی ملکیت کے نیلام ہوئی ظاہر کی گئی ہے تو خریدار بوجہ جائداد مذکور اپنے پاس رکھنے کا مستحق نہین ہے کہ نامبردہ نے اوسکو بوقت اوس نیلام کے خرید کیا تھا جو بحکم عدالت عمل مین آیا تھا۔ وہ صرف اپنا زرثمن اوس شخص سے واپس لینے کا مستحق ہے جسکو وہ زرثمن ادا کیا گیا ہے۔ دفعہ ۳۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ملاحظہ طلب

عذر آخر اپیل مین یہ عرض کیا گیا ہے کہ چونکہ جواہر لال خریدار نیلام کا منتقل الیہ

سنہ ۱۹۰۰ء
سکھدیو پرشاد بنام جمنا

نیک نیت ہے اور مدعیہ نے اوسکو جائداد متنازعہ پر ایک بڑی رقم کثیر زر نقد صرف کرنے دی لہذا وہ مستحق استفادہ دفعہ ۴۱ - ایکٹ انتقال جائداد کا ہے اور یہ کہ نالش بمقابلہ اوسکے ڈسمس کیجاوے - میری رائے مین یہ عذر منظور نہین ہو سکتا ہے کیونکہ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کسطرح یہ تجویز ہو سکتی ہے کہ خریدار نیلام قابض جائداد برضامندی مدعیہ تھا -

مگر میری رائے مین بعض حقوق مابین جواہر لال و مدعیہ پیدا ہوئے ہین جنسے فائدہ اوٹھانے کا نامبردہ مستحق ہے - جیسا کہ آغاز تجویز ہذا مین بیان کیا گیا کہ مدعیہ نے بعد حصول ڈگری عرصہ ۷½ سال سے زیادہ گذرنے دیا قبل اسکے کہ اوسنے کوئی تدابیر واسطے نافذ کرنے اپنے حق کے بمقابلہ مدعا علیہما کین - ہمنے وکیل ذیعلم مدعیہ سے دریافت کیا کہ آیا وہ اس توقف عرصہ دراز کی کوئی وجہ بیان کر سکتے ہین مگر وہ ایسا نہین کر سکے -

بہ تعلق اس جزو مقدمہ کے ہمنے مفصلہ ذیل امر تنقیح طلب بعدالت ابتدائی ماتحت بغرض تجویز حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرسل کیا - آیا ہر دو مدعا علیہما یا انمین سے کسی نے کوئی ترقیات جائداد متنازعہ مین بعلم مدعیہ اور بلا اوسکی جانب سے کسی اعتراض کے کی ہین - عدالت ماتحت تجویز کرتی ہے کہ جواہر لال نے جائداد مذکورہ مین ترقیات کی ہین بحث پیش کردہ مدعیہ جبکہ امر تنقیح طلب ہذا زیر تجویز عدالت ماتحت تھا یہ ہے کہ مسماۃ کو کوئی علم اون ترقیات کا نہ تھا جو جواہر لال نے کی تھین - عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ یہ بحث غلط ہے بلکہ اوس نے یہی تجویز کی کہ جواہر لال نے باوجود اعتراض مدعیہ کے ترقیات کین چونکہ بیان مدعیہ یہ تھا کہ مجھکو کوئی علم تعمیر کا نہ تھا لہذا مین خیال نہین کرتا ہون کہ عدالت ماتحت مجاز تھی کہ ایک مختلف بیان مسماۃ کے لئے قائم کرے اور یہ تجویز کرے کہ مجھکو علم تھا اور واقعی اعتراض کیا تھا - مین خیال کرتا ہون کہ واقعات مندرجہ تجویز جو حسب حکم استصواب کی گئی ہے کوئی شبہ نہین ہو سکتا ہے کہ مدعیہ اون ترقیات کا حال جانتی تھی جو جواہر لال نے جائداد مین کی تھین - چونکہ مسماۃ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اوسکو ۶۷ ترقیات کا کچھ علم نہ تھا لہذا نتیجہ جو اخذ کرنا چاہئے یہ ہے کہ یہ اس لئے ہوا تھا کہ اوسنے بلا کسی اعتراض کے تعمیرات کو ہونے دیا - جیسی کہ اوپر تجویز ہوئی ہے جواہر لال خریدار

سنہ ۱۹۰۰ع
مکند پرشاد بنام جمنا

نیک نیت ہے اور اونے بروے اس یقین کے مکان مشترکہ مین اضافات کئے کہ نابردہ کو اوسکی نسبت استحقاق جائز حاصل ہے۔ مدعیہ نے دیدہ ودانستہ اوسکو ایسا کرنے دیا۔ ان حالات مین مسماۃ میری راے مین مستحق ڈگری قبضہ جائداد کی جو جواہر لال کے پاس ہے صرف اس شرط پر ہے کہ وہ جواہر لال کو اوسکے اخراجات کا معاوضہ دے۔ نتیجہ جو مین اخذکرتا ہون یہ ہے کہ حکم واپسی مقدمہ بحال رہے اور مقدمہ بعدالت مرافعہ اولی بدین غرض واپس کیا جاے کہ وہ باقی امور تنقیح طلب کی تجویز بلحاظ ان تحریرات کے جو کی گئی ہین کرے۔

اس لئے مین اپیل جو بنارا ضی حکم واپسی کے ہے ڈسمس کرونگا۔ بنظر حالات مین کوئی حکم نسبت خرچہ اپیل ہذا کے صادر نہین کرونگا۔ نسبت خرچہ کے جو اسوقت تک ہوا ہے اور بعد عدالت ہاے ماتحت مین ہو مین ہدایت کرونگا کہ مطابق نتیجہ کے دلایا جاے۔

ناکس صاحب قائم مقام چیف جسٹس۔ مین اپنے برادر ذیعلم کی تجویز و نیز حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

اپیل ہذا بلا خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔ خرچہ جو اس سے پیشتر ہوا ہے اور جو مقدمہ بعد عدالت ماتحت مین ہو مطابق نتیجہ کے دلایا جائیگا۔

اپیل ڈسمس ہوا

باجلاس ناکس صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

۱۶-اگست سنہ ۱۹۰۰ع
صفحہ کتاب انگریزی ۶۷

بھگوتی پرشاد و یک کس دیگر (مدعاعلیہما) بنام ہنومان پرشاد سنگھ و یک کس دیگر (مدعیان) *

زمیندار و اسامی۔ حق مقدمی۔ نوعیت حق مقدمی پر غور کیا گیا۔

بحالت نہ ہونے کسی خاص شہادت خلاف کے اس امر سے کہ ایک شخص قابض اراضی بند یا اوس حق کے ہے جو حق مقدمی مشہور ہے یہ مستنبط نہین ہوتا ہے کہ مقدم کوئی حق قابل وراثت یا انتقال حقیت مین رکھتا ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے واضح ہوتے ہین۔

پنڈت مدن موہن مالوی منجانب اپیلانٹان۔

* اپیل اول نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۸ع بنارا ضی ڈگری مولوی سید جعفر حسین خان جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۱۸-نومبر سنہ ۱۸۹۷ع

سنہ ۱۹۰۰ع ۶
بھگوتی پرشاد
بنام
ہنومان پرشاد

پنڈت سندر لال و بابو جیون چندر مکرجی بجانب رسپانڈنٹان۔

نا کس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس (متفق الرائے)

جس نالش سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے اوسکو بابو ہنومان پرشاد سنگھ و بابو جدو ناتھ سنگھ رسپانڈنٹان اپیل ہذا نے دائر کیا ہے۔ نامبردگان مستدعی ہین کہ کل موضع کوٹ کمرہیا پر دخل دلایا جاوے نامبردگان دعوٰی واصلات بھی تاریخ نالش سے تاریخ دخل تک کرتے ہین۔ نامبردگان نے اپنا دعوٰی بربنائے اس بیان کے کیا ہے کہ بموجب دہرم شاستر کے تنہا وہ مالک و مستحق کل ترکہ بابو ملیٹن سنگھ متوفی اپنے نانا کے ہین۔

مختصر حالات مقدمہ کے حسب ذیل ہین۔ بابو ملیٹن سنگھ کے ساتھ گورنمنٹ نے ابتدائے صدی نوزدہم مین بندوبست کیا تھا۔ بندوبست بابت ایک موضع کے تھا جو کوٹ کمرہیا کے نام سے مشہور ہے۔ نامبردہ سنہ ۱۸۲۲ع مین دو بیوگان آسمان کنوری و ہرنام کنوری اپنے بعد زندہ چھوڑکر فوت ہوا۔ یہ بیوگان قابض ہوئین اور گورنمنٹ نے اونکو ایک پٹہ جدید بابت موضع کے عطا کیا۔ بر طبق وفات مسماۃ آسمان کنوری کے مسماۃ ہرنام کنوری نے جو قابض رہ گئی تھی اپنے حقوق موضع مین بدست اوس شخص کے فروخت کئے جو مورث و باعتبار حق مدعا علیہم حال کا تھا جو اب قابض ہین۔ ہرنام کنوری ۵ جنوری سنہ ۱۸۵۶ع کو تین دختران چھوڑکر فوت ہوئی۔ انمین سے اخیر دختر ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۰ع کو فوت ہوئی۔ سنہ ۱۸۹۳ع مین رسپانڈنٹان حال نے وہ نالش رجوع کی جسمین یہ اپیل ہوا ہے۔ مدعا علیہم نے عذر میعاد سماعت کیا عذر مذکور عدالت ماتحت مین پذیرا ہوا مگر عدالت ہذا مین عذر میعاد سماعت منظور نہین ہوا مقدمہ ہنومان پرشاد بنام بھگوتی پرشاد (۱) ملاحظہ طلب۔ اور نالش بغرض تجویز امور تنقیح طلب باقیماندہ کے واپس کی گئی۔

جو اشخاص اب قابض ہین یعنی مدعا علیہم اونکو استحقاق اوس بیع سے حاصل ہوا ہے جو ہرنام کنوری نے بدست اونکے مورث ہرنام سنگھ کے کیا تھا۔ حجت رسپانڈنٹان کی یہ ہے کہ مسماۃ ہرنام کنوری کو کوئی حق جائداد مین علاوہ حق حین حیاتی کے حاصل نہ تھا اور مسماۃ ہرنام کنوری کی وفات پر اوسکی تین دختران وارث ہوئین اور اونکا حق بمقابلہ حق ہرنام کنوری کے زیادہ نہ تھا اور چونکہ اب یہ سب مسماتان یعنی مادر و دختران فوت ہوگئی ہین لہذا رسپانڈنٹان کا حق وراثت کمل ہوگیا ہے اور اس لئے نالش حال رجوع ہوئی ہے۔

(۱) سنہ ۱۸۹۶ع انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۵۷

۶۹ سنہ ۱۹۰۰ء
سنگھو (۳) پرشاد بنام ... بہنومان پرکاش

جواب مدخلہ مدعا علیہما بالخصوص اس بیان پر مبنی ہے کہ بلٹن سنگھ کبھی مالک جائداد متنازعہ کا نہیں ہوا اسنا دیدہ کا حق جائداد مذکورہ میں ایک پٹہ پر محدود تھا جو گورنمنٹ نے اوسکے حق میں تحریر کیا تھا بوقت ختم ہوجانے پٹہ مذکور کے مسماۃ بنام خسری قابض جائداد ہوئی بذریعہ ایک پٹہ جدیدہ کے ہوئی جو گورنمنٹ نے اوسکے حق میں تحریر کیا تھا لہذا یہ جائداد اوسکی مکسوبہ ذاتی تھی اور اوسکو استحقاق کامل حاصل تھا کہ اوسکی نسبت جو چاہتی وہ کرتی۔ عدالت مرافعہ اولی نے تجویز کی کہ بلٹن سنگھ کو استحقاق قابل انتقال و قابل توریث موضع میں حاصل تھا اور بعد اوسکی وفات کے اوسکی بیوگان جو موضع پر دخیل ہوئیں اوس سے زیادہ استحقاق نہیں رکھتی تھیں جو ایسے حالات میں بیوگان اہل ہنود کو حاصل ہوتا ہے اپیل میں کل بحث بالخصوص اس امر پر منحصر ہے کہ صحیح نوعیت اوس حق کی جو بابو بلٹن سنگھ کو جائداد متنازعہ میں حاصل تھا کیا ہے جسوقت کہ موضع تحت اختیار بلٹن سنگھ کے منتقل ہوکر آیا اوسوقت ایک قطعہ اراضی جنگل کا تھا۔ اس امر میں اتفاق ہے کہ بلٹن سنگھ کا حق موضع مذکور میں از نام حق مقدمی مشہور رہتا۔ اگر کوئی دستاویز یا تحریر ایسی تھی کہ جسکی رو سے حقیت بلٹن سنگھ کو اول عطا ہوئی تو وہ اب موجود نہیں ہے۔ اور کوئی شہادت ایسی نہیں ہے جس سے اوسکی شرائط ظاہر ہوں۔ مسٹر ویلیم ہیڈ وکیل ریسپانڈنٹان نے جو بہ تفصیل بیان کیا اور اس لئے اولاً بار ثبوت اونہیں پر عاید ہوتا یہ بحث کی کہ حق مقدمی قابل توریث و قابل انتقال ہے اونہوں نے بابت اس بیان کے بالخصوص ایک مراسلہ عدالت ڈائرکٹران مورخہ ۲۳ ... ۱۸۰۳ء پر استدلال کیا جو نمبر ۱۹۹ اسکلکشن احکام صدر بورڈ مال بمقام فورٹ ولیم مندرج ہے اور حسب ذیل ہے شمول دیگر الفاظ کے جو اوسکی طرف سے ... مستعمل ہوتے ہیں کسیقدر ابہام معنی لفظ بندوبست مقدمی ... اوس سے مراد حقیت مالکانہ نہیں ہے اور نہ وہ بندوبست ایسے شخص کے ساتھ ہے جسکو آپ مالک مندرجہ رجسٹر کہتے ہیں بلکہ کوئی شے درمیان ان دونوں کے ہے۔ مقدم مالک ہے مگر نہ ایسا جسکو آپ مالک مندرجہ رجسٹر کہتے ہیں یعنی وہ مالک جسکا نام رجسٹر کلکٹری میں بحیثیت ایسے مالک کے مندرج ہو جسکو بطور ٹھیکہ دار کے اندراج نام کا حق ہو مگر جب انتظام مقدم کے ساتھ کیا جاوے تو وہ بھی ٹھیکہ دار ہوتا ہے اور وہ معاہدہ ایک تعداد معین مالگذاری کا کرتا ہے جسکو وہ چند شکمیوں سے حاصل کرتا ہے"۔

۷۔ یہ مشتبہ ہے کہ آیا کوئی امر فقرہ ہذا میں ایسا صریح وصاف ہے جو بطور سند کافی بحث ریسپانڈنٹان کے پیش ہو سکے۔ مگر یہ امر جاہے جسطور پر ہو ملاحظہ باقی مراسلہ سے ظاہر ہے کہ جن مقدموں کا تذکرہ اوس میں کیا گیا ہے وہ بلٹن سنگھ سے بالکل مختلف قسم کے اشخاص تھے۔ مقدمان مذکورہ بالا وہ لوگ نہیں ہیں جنکو ٹھیکہ جات واسطے درستی اراضیات جنگل کے دیئے جاتے تھے بلکہ ایسے اشخاص تھے جنکے ساتھ بندوبست ہائے عارضی اون دیہات میں کئے جاتے تھے جہاں بندوبست مالکان کے ساتھ شکست ہوجاتا ہے۔ فقرہ ہائے ۲ و ۳ منقولہ بالا سے یہی صورت ظاہر ہوتی ہے اور خود مراسلہ اور انتخاب

سنہ ۱۹۰۰ء

بھگوتی پرشاد ۱۸
بنام
ہنومان پرشاد

مراسلہ عدالت ڈائرکٹران کو کوئی واسطہ یا تعلق حالات مقدمہ ہذا سے نہیں ہے۔

ایڈوکیٹ ذیعلم نے ہمکو حوالہ تعریف لفظ مقدم مندرجہ لغت ولسن صاحب اور ایک فقرہ مندرجہ لکچر ہائے قانونی ٹاگور سنہ ۱۸۷۶ء و سنہ ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۰۳ و فقرہ چہارم آئین ۷ سنہ ۱۸۲۲ء و تمہید آئین ۹ سنہ ۱۸۲۵ء کا دیا ہے۔ جو تحریرات ہم کر چکے ہیں وہ بطور مساوی ان فقروں سے بھی متعلق ہیں۔ وہ سب ایسی مبہم قسم کی ہیں اور انکے الفاظ ایسے غیر معین ہیں کہ ان کا حوالہ ثبوت اس بیان کے نہیں دیا جا سکتا ہے کہ مقدم ایسا شخص تھا کہ جسکی حقیت ہر حال میں قابل انتقال و قابل توریث ہوتی ہے۔ ہمارے روبرو یہ بیان کرنے سے کہ بعض صورتوں میں مقدم کو حیثیت مالک خورد حاصل کر لینے دی گئی یا یہ کہ ضلع بھاگلپور میں مالک مقدموں کے حقوق خاص ہیں ہمکو واقعی کوئی مدد فیصلہ کرنے میں نہیں ملتی کہ خاص اوصاف اوس حقیت کے کیا تھے جو مقدمان گورکھپور کو عطا ہوئی تھی۔ آئین ہفتم سنہ ۱۸۲۲ء و آئین نہم سنہ ۱۸۲۵ء ایسے آئین ہیں جو بندوبست ضلع گورکھپور سے علاوہ دیگر اضلاع کے متعلق ہیں مگر اون میں ہم لفظ مقدم کا خاص تذکرہ نہیں پاتے ہیں اور یہ نتیجہ نکالنا خطرناک ہوگا کہ صورت ہذا میں حقیت یعنی اوسی قسم کی تھی جیسی کہ زمینداران یا مستاجران کی ہوتی ہے جنکا نام آئین ہائے مذکور میں مندرج ہے۔ اگر کوئی استنباط دفعہ ۳ سے ہو سکتا ہے کہ صرف اوسی ایک مقام پر لفظ مقدم ظاہراً آئین ہائے مذکور میں مستعمل ہوا ہے تو وہ استنباط یہ ہوگا کہ مقدم اوسی قسم کے لوگ تھے جیسے کہ پٹہ داران یا رعیت یا دیگر سکنائے مستقل ہوتے ہیں کہ ان اشخاص کو حق موروثی و قابل انتقال حاصل نہیں ہوتا۔

۷۱ ہمارے روبرو حوالہ ایک مقدمہ یعنی ذوالفقار علی بنام گھنشام باری (۱) کا دیا گیا ہے یہ مقدمہ گورکھپور کا ہے اور متعلق بندوبست آراضیات درستی طلب کے ہے۔ مگر اس فیصلہ میں لفظ مقدم کہیں استعمال نہیں کیا گیا ہے جس شخص کے ساتھ پٹہ صفائی کا ہوا تھا آبادکار موسوم ہوا ہے اور کسی امر سے ہمکو یہ واضح نہیں ہوتا ہے کہ آبادکاروں اور مقدموں کی حیثیت یکساں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ کوئی وجہ مناسب واسطے تجویز کرنے کی ہمکو نہیں معلوم ہوتی کہ بابو ٹپن سنگھ کی حقیت قابل توریث یا قابل انتقال تھی۔ رسپانڈنٹان نے یہ ثابت نہیں کیا ہے کہ اونکو کوئی حق نسبت آراضی متنازعہ کے حاصل ہے۔ ہم یہاں ختم کر سکتے ہیں مگر ہم یہ اضافہ کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ بجانب دیگر شہادت کثیر ایسی موجود ہے جس سے صورت بالعکس ظاہر ہوتی ہے۔ رپورٹ بندوبست حال

(۱) صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۶ء جلد ۱ صفحہ ۹۲

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگوتی پرشاد بنام ہنومان پرشاد

گورکھپور مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۱۸۹۳ء میں آراے مندرج ہیں بصفحہ ۹۵ مہتمم بندوبست نے خلاصہ ان سب امور کا جو وہ نسبت حق مقدمی کے دریافت کرسکے ہیں بدین الفاظ بیان کیا ہے۔ "اس قسم کے حق مقدمی کی ابتدائی نوعیت غیر مالکانہ ظاہر ہے لیکن بعد کسی قدر تذبذب و تزلزل رائے کے گورنمنٹ نے مقدموں کو بطور مالکان ذیلی کے تسلیم کیا اور مالگذاری کے اقرار اونسے لئے گئے"۔ اس رائے کی اوسیقدر وقعت کامل ہونی چاہیئے اگر زیادہ نہو جسقدر کہ امور پیش کردہ طرف ثانی کی ہوگی۔

علاوہ بریں اگر ہم حالات مقدمہ کو ملاحظہ کریں گے توہمکو واقعات مندرجہ ذیل ملینگے کہ جو نہایت پر معنی ہیں۔ پٹہ ابتدائی موسومہ بابو بلیشن سنگھ صرف تین سال کے لئے تھا اور شرائط پٹہ میں جو بعد وفات نامبردہ مسماۃ ہرنام کنوری کو عطا ہوا اور وہ بصفحہ ۳ پیپر بک اپیلانٹ میں مندرج ہیں کہیں موجود حق مالکانہ کا جسکو صحیح طور پر ایسا کہہ سکیں نہیں ہے۔ کل دستاویز کے پڑھنے سے بعینہ جیسا کہ اوسمیں تحریر ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پٹہ میعادی پنج سال باختیار تجدید ہے مگر تاہم وہ ایک پٹہ ہے اور نہ ایسی دستاویز جسکی رو سے حقوق برتر عطا کئے گئے ہوں۔ چند تحریر تذکرہ حق مقدمی ہو رسوم مقدمی کا کیا گیا ہے مگر ان دونوں کی صحیح نوعیت کسی امر سے واضح نہیں ہوتی۔ ایک اور دستاویز مابین بصفحہ ۵ پیپر بک اپیلانٹان کے ہے۔ اس سے بھی ظاہرا حق مذکور اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا کہ پٹہ بارہ سال کے لئے ہے۔ جب ہم اس امر کو ذہن میں رکھتے ہیں کہ ان دستاویزات میں میلان اظہار حقوق اعلیٰ و قوی تر بمقابلہ دستاویز اصلی کے ہوگا کہ وہ کچھ ہی رہی ہو جو بابو بلیشن سنگھ کو عطا ہوئی تھی تو ہماری اس رائے کو استحکام ۴۷
ہوتا ہے کہ یہ تجویز کرتی خالی از اندیشہ نہ ہوگی کہ بابو بلیشن سنگھ کو کوئی حق قابل توریث یا قابل انتقال حاصل تھا۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ مدعیان نے ایسا کوئی حق ثابت نہیں کیا ہے۔ لہذا اپیل منظور ہوتا ہے اور دعویٰ رسپانڈنٹان جو بذریعہ نامبردہ دعویدار ہیں مع خرچہ عدالتین کے ڈسمس ہونا چاہیئے۔

اپیل ڈگری کیا گیا

مجموعۂ کتب امتحان مختاری

اس مطبع مین کل ایکٹ امتحان مختاری مرممہ حسب ذیل موجود ہین

	علاوہ محصولڈاک قیمت
مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	عہ/
مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مرممہ سنہ ۱۸۹۹ء - ..	عمہ/
مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مرممہ لغایت نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء	۱۲/
ایکٹ شہادت ہند - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (مرممہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء)	۸/
ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء	۶/
ایکٹ مالگذاری - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء	۶/
ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	۴/
ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء مرممہ سنہ ۱۸۹۹ء	۳/
ایکٹ اسٹامپ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	۵/
ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (مرممہ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء)	۳/
ایکٹ عدالت ہاے مطالبات خفیفہ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء)	۲/
ایکٹ تخمینہ مالیت نالشات و بٹوارہ	۲/
	۱۳ روپیہ

جو اصحاب یہ کل کتب مذکورہ بالا یعنی مجموعہ کتب مختاری ایک ساتھ خرید فرماوینگے اونکو کتب مذکور بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک دیجاینگی مجموعہ مذکورہ بالا عمدہ مجلد (کلاتھ) کی قیمت عہ علاوہ محصولڈاک ہے

خلاصہ نظائر قانون ہند

اس مطبع سے خلاصہ نظائر قانون ہند مع ایکٹہاے ضروری بحسب لیٹیف کونسل وسرکلرات ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ماہوار شائع ہوتا ہے یہ رسالہ نہایت صحت کے ساتھ بمدد وکلاء و مقننان نامی مرتب کیا جاتا ہے اسکے دیکھنے سے کل نظائر ہر چہار ہائیکورٹ پریوی کونسل کا لب لباب معلوم ہوجاتا ہے وکلاء و قانون پیشہ اشخاص کے لئے نہایت کارآمد ہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک ہے

المشتہر

نرت بہاری ماتہر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لارپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	]	مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے	]	جج
منشی بانکے بہاری	]	مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان	]	سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہائے ورما طبع ہوا

قیمت علاوہ محصولڈاک عہ ر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

بمعاملہ دارا شاہ رستم جی ۴۷۵

صیغہ دیوالیہ

بمعاملہ دیابھائی سروپ چند ۴۷۴

صیغہ اپیل دیوانی

دادا بنام ناگیش ۴۸۶
گیشو بنام گینو ۵۰۲
کساجی بنام بھائیک ۴۷۰
نرائن بنام گیشو ۵۰۱

استصواب فوجداری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھاؤ ۴۹۲
نارائن بنام وساجی ۴۹۴

صیغہ نظر ثانی فوجداری

بمعاملہ بلاقی داس ۴۸۴
بمعاملہ جیون جی آدم جی ۴۹۰

فہرست مضامین ردیف وار

اجرا - اجرائے ڈگری - اقرار مابین ڈگریدار اور ایک شخص علاوہ مدیون ڈگری کے - التوائے اجرائے ڈگری -
مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۵۷ - الف]
گیشو بنام گینو
دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۰۲

اجرا ضامن - ایکٹ حد سماعت - (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ عدد ۱۷۹ - تشریح ۱ - ذمہ داری ضامن کی اجرائے ڈگری میں -
درخواست اجرائے ڈگری بمقابلہ ضامن کے کس صورت میں بذریعہ معاون اجرائے ڈگری بمقابلہ
اصل شخص کے ہے - طریقہ وصول کرنیکا ضامن سے - عملدرآمد - ضابطہ -
دیکھو ضامن ۴۷۰

اختیار سماعت - ایکٹ معاملت داران (ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ - پانی - مجرائے آب -
مالکان کنارہ دریا کے حقوق - معاملت دار - اختیار سماعت - ایکٹ معاملت داران (ایکٹ بمبئی
نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ -

نرائن بنام کیشو

دیکھو پانی ۵۰۵

ایکٹ ۱۸۵۷ء نمبر ۲۲ دفعہ ۱۲ - تعبیر - امیدوار سند علمی - یونیورسٹی بمبئی]-

بمعاملہ داراشاہ رستم جی قلابہ والا

دیکھو یونیورسٹی ۴۶۵

ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ دفعہ ۷ فقرہ ۱۰ (الف) ۴ (ج) و (د) دفعہ ۱۲ - دیکھو تعین مالیت . . . ۴۸۶

۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۶۷ تشریح ۱ - دیکھو ضامن ۴۷۸

۱۸۸۲ء نمبر ۱۰ دفعہ ۴۰۴ - دیکھو نان ونفقہ ۴۸۴

۱۸۸۲ء نمبر ۱۰ دفعات ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۴۹۴

۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۲۵۷ - الف - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۰۲

۱۸۹۸ء نمبر ۵ دفعہ ۳۳۷ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۴۹۲

۱۸۹۸ء نمبر ۵ دفعہ ۵۵ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۴۹۰

ایکٹ ہائے (بمبئی)

ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۳ دفعہ ۴ - دیکھو پانی ۵۰۵

ایکٹ رسوم عدالت (۷ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷ فقرہ ۱۰ (الف) و فقرہ ۴ (ج) و (د) دفعہ ۱۲ - قسم جسمیں نالش داخل ہو - فیصلہ نسبت قسم مذکور کے - اپیل - عملدرآمد - تعین مالیت]-

دادا بنام ناگیش

دیکھو تعین مالیت ۴۸۶

ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۶۷ تشریح ۱ - ذمہ داری ضامن کی اجرائے ڈگری میں - درخواست اجرائے ڈگری بمقابلہ ضامن کے کس صورت میں تدبیر معاون اجرائے ڈگری بمقابلہ اصل شخص کے ہے - طریقہ وصول کرنے کا ضامن سے - عملدرآمد - ضابطہ - ضامن]-

گساجی بنام بنایک

دیکھو ضامن ۴۷۸

پانی - مجرائے آب - مالکان کنارہ دریا کے حقوق - معاملت دار - اختیار سماعت - ایکٹ معاملت داران دکھن بمبئی نمبر ۳ (۱۸۷۹ء) دفعہ ۴ - قانون متعلق مالکان کنارہ دریا کے ہندوستان میں وہی ہے جو انگلستان میں ہے اور وہ تمثیل حرف (ج) دفعہ ۷ - ایکٹ حقوق آسایش (۵ ۱۸۸۲ء) میں بیان کیا گیا ہے ہر مالک کو یہ حق ہے کہ پانی کا جو اوسکے اراضی کے قریب ہوکر گذرے استعمال مناسب کرے لیکن درصورت نہ ہونے کسی خاص رواج کے اوسکو یہ حق نہیں ہے کہ بند باندھکر اوسکو روکے یا اوسکو ایسا ختم کرے جس سے دیگر مالکان کنارہ آب اوسی قسم کا استعمال کرنے سے محروم رہیں -

یہ امر کہ غیر مناسب بہیر پانی کا اسطور پر کہ جس سے استعمال مالکان کنارہ دریا سے جانب زیرین مین خلل آوے ایک بحث واقعاتی ہے جسکی نسبت کلکٹر کو دفعات قانون نے معاملات اوسکو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔

نرائن بنام کیشو

٥٠٥

پلیڈر ۔ تقرر پلیڈر کا بحیثیت پریذیڈنسی مجسٹریٹ ۔ تقرر از روے مجموعہ مذکور منع نہیں ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ٥ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ٥٥٦۔

بمعاملہ جیون جی آدم جی

دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری ٤٩٠

تعین مالیت ۔ ایکٹ رسوم عدالت (٧ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ٧ فقرہ ۔ ۱۰ (الف) و فقرہ ۔ ٤ (ج، و د) دفعہ ۱۲ قسم جسمین نالش داخل ہو۔ فیصلہ نسبت قسم مذکور کے ۔ اپیل عملدر آمد ۔ اپیل بنا راضی فیصلہ کے جو متعلق اس امر کے ہو کہ کس قسم مین نالش داخل ہے ہو سکتا ہے گو اپیل بنا راضی کسی فیصلہ متعلق تعین مالیت نالش قسم مذکور کے نہین ہو سکتا فیصلہ عدالت ماتحت جسمین یہ تجویز ہوئی کہ نالش بابت تعمیل مختص معاہدہ بیع کے ہے اور اوسکا تعین بموجب مقدار زر ثمن کے ہونا چاہیئے قابل اپیل ہے۔

دادا بھاو کر بنام ناگیش رام چندر

. . . . ٤٨٦

دیوالیہ ۔ حکم بریت ذاتی قطعی ہونا حکم کا ۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹیوٹ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) دفعات ٧، ٤٩ و ٥٦ ۔ عملدر آمد ۔ ضابطہ ۔ حکم حسب دفعہ ٧، ٤٩ ۔ ایکٹ دیوالیہ ہند اسٹیٹیوٹ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریا باب ۲۱ کے واسطے بریت آخری شخص دیوالیہ کے ایک مرتبہ صادر ہو منسوخ نہین ہو سکتا الا اون وجوہ سے جنکی تصریح دفعہ ٥٦ ۔ ایکٹ مذکور مین کی گئی ہے دائن عذردار کو صرف یہ چارہ کار حاصل ہے کہ وہ بنا راضی حکم مذکور کے حسب دفعہ ٧٢ ۔ اپیل کرے۔

بمعاملہ دیا بھائی سروپ چند

. . . . . . ٤٧٤

شوہر و زوجہ ۔ زوجہ نے بنام شوہر حکم نان و نفقہ حاصل کیا ۔ بعدہ شوہر نے ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی حاصل کی ۔ اثر ایسی ڈگری کا حکم سابق نان و نفقہ پر مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ٤٨٨ ۔ نان و نفقہ ۔ دیکھو نان و نفقہ ٤٨٤

ضامن ۔ ایکٹ حد سماعت (۱٥ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ عدد ۱٧٩ ۔ تشریح ۱ ۔ ذمہ داری ضامن کی اجرائے ڈگری ۔ درخواست اجرائے ڈگری بمقابلہ ضامن کے کس صورت مین بذریعہ معاون اجرائے ڈگری بمقابلہ اصل شخص کے ہے ۔ طریقہ وصول کرنے کا ضامن سے ۔ عملدر آمد ۔ ضابطہ ۔ بنا ایک رام چندر کو ایک رقم للعہ عدالت کی جج ضلع نے بطور معاوضہ ایسی اراضی کے دلائی جو کلکٹر نے بموجب ایکٹ حصول اراضی ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کے لی تھی روپیہ کی بابت یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب وہ ضمانت اوسکی

واپسی کی اگر عدالت اپیل ایسا حکم دے پیش کرے ادا کیا جاوے دامودر زر بابت حکم بر طبق ایسکے اور سکا ضامن ہوا اور اوس نے ایک دستاویز تحریر کی کہ وہ ذمہ دار عدالت مین ادا کرنے رقم للعہ ما رحبہ ۱۳ ر ۱ پائی مذکور کا اوس صورت مین ہے کہ عدالت حکم دے۔ ۲۵۔ ستمبر ۹۳ء کو ہائیکورٹ نے حکم عدالت ضلع کو ترمیم کیا اور للعہ ما للعہ ۱۳ ر ۱ پائی (جز و رقم للعہ ما رحبہ ۱۳ ر ۱ پائی) دوسرے دعویدار کساجی (رسپانڈنٹ) کو دلائی ۱۷۔ فروری ۹۴ء کو کساجی نے واسطے اجرائے اس حکم کے بمقابلہ ضامن مسمی دامودر کے درخواست کی اور دعوی سود (السا رحبہ) اور خرچہ (ضمامہ) کا کیا دامودر نے سود یا خرچہ کے ادا کرنے کی نسبت عذر کیا اور ہائیکورٹ نے تجویز کی کہ بحیثیت ضامن کے وہ محض ذمہ دار زر اصل کا تھا لیکن سود یا خرچہ کا ذمہ دار نہ تھا بعد ازان یعنی ۱۶۔ فروری ۹۶ء کو کساجی نے بمقابلہ اصل مدیون مسمی بنایک کے واسطے اجرائے حکم ۲۵۔ ستمبر ۹۳ء کے بابت زر سود اور خرچہ کے درخواست کی اور تجویز کی کہ اوسکی درخواست مورخہ ۱۷۔ فروری ۹۴ء بمقابلہ ضامن کے ایک تدبیر معاون اجرائے حکم مذکور بموجب مد ۱۷۹۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء) کے تھی اور حافظ میعاد ہے۔

تجویز ہوئی کہ اوسکی درخواست مین تمادی عارض ہے درخواست اجرا بمقابلہ شخص ضامن کے واسطے نافذ کرنے حکم مذکور کے بمقابلہ اصل مدیون کے موثر نہ ہوگی بجز ایسکے کہ وہ درخواست واسطے نفاذ ایسی ذمہ داری کے کی گئی ہو جو دونون کے اوپر بموجب حکم مذکور کے عائد کی گئی ہو لیکن بموجب حکم مذکور کے ضامن ذمہ دار سود یا خرچہ کا نہ تھا اوسکی ذمہ داری صریحاً بموجب اوسکی دستاویز کے زر اصل پر محدود تھی اور محض اوسی رقم کی بابت وہ بشراکت بنایک کے ذمہ دار تھا پس درخواست ماسبق جو واسطے اجرا کے بمقابلہ ضامن کے بابت اوس روپیہ کے تھی جسکی بابت وہ بموجب حکم کے ذمہ دار نہ تھا بطور ایک تدبیر معاون اجرا کے بمقابلہ اصل مدیون مسمی بنایک کے متصور نہیں ہو سکتی۔

طریقہ وصول زر کا ضامن سے بذریعہ کارروائی سرسری اجرا کے ہے اور نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے۔

کساجی بنام بنایک بربہو

۴۷۸ . . . .

خلاصہ راۓ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۳۷۔ وعدہ معافی ایک ملزم سے منجملہ ملزمان کے کیا گیا۔ گواہ سرکار۔ تجویز گواہ سرکار کی بابت نہ ایفا کرنے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا]۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھاگو

۴۹۲ . . . . دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری

خلاصہ راۓ۔ ضابطہ۔ دیوالیہ۔ حکم بریت ذاتی۔ قطعی ہونا حکم کا۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹیوٹ ۱۱ و ۱۲ اعلیٰحضرت وکٹوریا باب ۲۱) دفعات ۴۷ و ۵۶]

بمعاملہ دیا بھائی سروپ چند

دیکھو دیوالیہ . . . .

۴۷۴ عملدرآمد - تعین مالیت - ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷ فقرہ ۱۰ - (الف) و فقرہ ۴ - (ج) و (د) دفعہ ۱۲ - قسم جسمین نالش داخل ہو - فیصلہ نسبت قسم مذکور کے - اپیل]۔

دادا
بنام
ناگیش

دیکھو تعین مالیت . . . .

۴۸۶ گواہ سرکار - تجویز گواہ سرکار کی بابت نہ ایفا کرنے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا - عملدرآمد - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۳۳۷ - وعدہ معافی ایک ملزم سے منجملہ ملزمان کے کیا گیا - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری . . . .

۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۵۷ - الف - اجرائے ڈگری - اقرار مابین ڈگریدار اور ایک شخص علاوہ مدیون ڈگری کے - التوائے اجرائے ڈگری] بموجب احکام دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) میں ایسا اقرار داخل نہیں ہے جو مابین ڈگریدار اور کسی اور شخص کے علاوہ مدیون ڈگری کے ہو اور جسکی رو سے شخص مذکور نے بمعاوضہ التوائے اجرائے ڈگری کے بمقابلہ مدیون ڈگری کے وعدہ کیا ہو کہ وہ ڈگریدار کو ایک رقم معین زر نقد ادا کریگا پس اس قسم کے اقرارات گو وہ بلا منظوری عدالت کئے گئے ہوں قابل نفاذ ہیں۔

گیشو
بنام
گینو

. . . .

۵۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۸۸ - نان و نفقہ - شوہر و زوجہ - زوجہ نے بنام شوہر حکم نان و نفقہ حاصل کیا - بعدہٗ شوہر نے ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی حاصل کی - اثر ایسی ڈگری کا حکم سابق نان و نفقہ پر]۔

بمعاملہ بلاکھی داس

دیکھو نان و نفقہ . . . .

۴۸۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ - حکم واسطے پھر قبضہ دلانے جائداد غیر منقولہ کے] حکم حسب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) بابت پھر دلانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے ایسے شخص کو جو بذریعہ جبر مجرمانہ کے بیدخل کیا گیا ہو ایک علیحدہ حکم ہے اور وہ بعد تاریخ تجویز ثبوت جرم کے صادر کیا جاسکتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ساتھ تجویز ثبوت جرم کے صادر کیا جائے۔

وہ صورت جو دفعہ ۵۲۲ میں مدنظر ہے یہ ہے کہ شخص قابض (مستغیث) کو بذریعہ جبر کے کسی اور شخص (ملزم) نے بیدخل کیا ہو اور شخص آخر الذکر بوقت تجویز ثبوت جرم قابض ہو ایسی صورت میں از روئے دفعہ مذکور مجسٹریٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ حکم پھر دلانے قبضہ کا مستغیث کو صادر کرے۔ بصورت ہونے حکم مناسب کے اشخاص ثالث پر کوئی اثر نہیں پہونچتا اگر اونپر اثر پہونچے

توحکم اسوجہ سے ضرورتاً ناجائز نہین ہے بموجب ضمن ۲ دفعہ مذکور اشخاص مذکور کو چارہ کار بذریعہ عدالت دیوانی کے حاصل ہے۔

بتاریخ ۲۰ ستمبر سنہ ۹۶ء مستغیث نے مسمی راولو پر الزام مداخلت بیجا مجرمانہ کا حسب دفعہ ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) لگایا اوس نے یہ بیان کیا کہ ماہ جولائی ماسبق مین راولو نے اوسکی اراضی پر قبضہ کیا تھا اور اوسمین دہان بوئے اور جب ماہ ستمبر سنہ ۹۶ء مین وہ (مستغیث) کھیت مذکور پر گیا راولو نے اوسکو جبراً نکال دیا اور اراضی مذکور کے خالی کرنے سے انکار کیا ۱۰ نومبر سنہ ۹۶ء کو مجسٹریٹ درجہ سوم نے نالش مذکور کی سماعت کی اور راولو پر جرم جسکا الزام لگایا گیا تھا ثابت قرار دیا گیا۔

دوسرے روز (۱۱ نومبر سنہ ۹۶ء) مستغیث نے حسب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے مجسٹریٹ سے واسطے پھر دلانے قبضہ اراضی اور فصل استادہ کے درخواست دی مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مستغیث کو پھر قبضہ اراضی کا دیا جاوے لیکن فصل مذکور بموجب باب ۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قرق کیا۔

بر طبق اسکے مسمی وساجی عذردار ہوا اور یہ دعوی کیا کہ فصل مذکور اوس نے خود کاشت کی تھی اوسکا دعوی نامنظور ہوا اور فصل مذکور کے نیلام کرنے کا حکم دیا گیا اور اوسکی قیمت حسب دفعہ ۵۲۳ و ۵۲۴ مجموعہ مذکور کے سرکار مین جمع کی گئی۔

تجویز ہوئی کہ حکم مصدرہ صاحب مجسٹریٹ بموجب دفعہ ۵۲۲ جسکی رو سے قبضہ اراضی کا بذریعہ مستغیث کو پھر دلایا گیا ناجائز تھا کیونکہ یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اوس جرم مین جو ملزم پر ثابت قرار دیا گیا جبر مجرمانہ شامل تھا اور بیدخلی بوجہ استعمال ایسے جبر کے واقع ہوئی مداخلت بیجا جسکی بابت استغاثہ کیا گیا ہے جولائی سنہ ۹۶ء مین واقع ہوئی تھی ملزم نے اوس وقت قبضہ حاصل کیا اور ستمبر مین کہ اوس وقت مین بھی وہ قابض تھا مستغیث سے جب اوس نے اراضی مذکور پر داخل ہونے کی کوشش کی بزور مزاحمت کی لیکن مستغیث نے ملزم پر اس حملہ کا الزام نہین لگایا بلکہ اوس مداخلت بیجا کا جو جولائی مین واقع ہوئی تھی صرف اوس صورت مین کہ واقعی استعمال جبر مجرمانہ سے بیدخلی واقع ہوئی ہو حکم حسب دفعہ ۵۲۲ صادر کیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی تجویز ہوئی کہ حکم جو حسب دفعہ ۵۲۳ و ۵۲۴ نسبت فصل کے صادر کیا گیا تھا خلاف قانون تھا فصل مذکور ایسی جائداد نہ تھی جسکی بابت جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا اور نہ وہ ارتکاب جرم مین استعمال کی گئی تھی وہ ایسی جائداد نہ تھی جسکا ذکر دفعہ ۵۱۷ و ۵۲۳ یا ۵۲۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہے۔

یہ بھی تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ درجہ سوم کو بحیثیت ایسے مجسٹریٹ کے کوئی اختیار نہ تھا کہ حکم حسب دفعہ ۵۲۴ صادر کرے۔

نارائن بنام وساجی ... ۲۹۴

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۳۳۷ - وعدہ معافی ایک ملزم سے مجملہ ملزمان کے کیا گیا - گواہ سرکار - تجویز گواہ سرکار کی بابت نہ ایفا کرنے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا - عملدرآمد] کوئی کارروائی خلاف ایسے شخص کے جس نے معافی قبول کی ہو بابت نہ ایفا کرنے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا اوس وقت تک نہیں کیجا سکتی کہ مقدمہ عدالت سشن میں ختم نہ ہوجاے اور بعد اسکے اوسکی تجویز ازسرنو شروع ہونی چاہیئے -

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بہاؤ

٤٩٢ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۵۵۵ - پلیڈر - تقرر پلیڈر کا بحیثیت پریزیڈنسی مجسٹریٹ - تقرر از روے مجموعہ مذکور منع نہیں ہے] تقرر پلیڈر کا بحیثیت مجسٹریٹ کے از روے دفعہ ۵۵۵ یا از روے کسی اور حکم مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے منع نہیں ہے -

بعد اسکے مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء نفاذ پذیر ہوا ایک پلیڈر جو اپنا کار پیشہ کرتا تھا قائم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ مقرر کیا گیا بر طبق اپنے تقرر کے اوس نے اپنا کار پیشہ چھوڑ دیا اور وہ اوس وقت کہ جسوقت ملزم کی نسبت تجویز کی گئی اور جسکو اوس نے سرقہ کا مجرم تجویز کیا پیشہ وکالت نہیں کرتا تھا ملزم نے ہائیکورٹ سے بصیغہ نظرثانی تجویز ثبوت جرم مذکور کی منسوخی کی اس بناپر درخواست کی کہ تقرر مجسٹریٹ موصوف کا خلاف احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھا -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۵۵۵ مجموعہ مذکور تقررات سے متعلق نہیں ہے اور اوسکو مقدمہ حال سے کچھ تعلق نہیں ہے کیونکہ مجسٹریٹ جسوقت کہ ملزم کی تجویز ہوئی اور اوسپر جرم ثابت قرار دیا گیا پیشہ وکالت نہیں کرتا تھا -

معاملہ جیون جی آدم جی

٤٩٠ . . . .

معاملت دار - اختیار سماعت - ایکٹ معاملت داران ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ - پانی - مجراے آب - مالکان کنارہ دریا کے حقوق دیکھو پانی - اختیار سماعت . . . .

٥٠٥ نان ونفقہ - شوہر و زوجہ - زوجہ نے بنام شوہر حکم نان ونفقہ حاصل کیا - بعدہ شوہر نے ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی حاصل کی - اثر ایسی ڈگری کا حکم سابق نان ونفقہ پر - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۴۸۸] ڈگری عدالت دیوانی اعادہ حقوق زناشوئی سے مجسٹریٹ کا ہر حکم ماقبل بابت نان ونفقہ کے اگر زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے میں اصرار کرے منسوخ ہوجاتا ہے اور اگر زوجہ ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی تعمیل کرنے میں قاصر رہے اور اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو مجسٹریٹ کو چاہیئے کہ اپنے حکم ماقبل نان ونفقہ کو منسوخ کرے یا اوسکی نسبت تصور کرے

کہ وہ ختم ہوگیا۔

۴۶۴ بمعاملہ بلاقی داس ....

یونیورسٹی ۔ یونیورسٹی بمبئی ۔ ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء دفعہ ۱۲ ۔ تعبیر ۔ امیدوار سند علمی] الفاظ امیدوار سند علمی مندرجہ دفعہ ۱۲ ۔ ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء سے جو واسطے قائم کرنے بمبئی یونیورسٹی کے منضبط کیا گیا تھا مراد اوس امیدوار امتحان آخری سے ہے جسمین کامیاب ہونے سے وہ مستحق سند علمی کا ہوتا ہے الفاظ مذکور سے مراد امیدوار سند علمی پر نوبت زمانہ تعلیم یونیورسٹی سے نہین ہے پس اون طالب علمان کو جو واسطے امتحان ماقبل معینہ سینیٹ بمبئی یونیورسٹی کے حاضر ہون ضرورت [?] پیش کرنے سارٹیفکٹ مقتضیہ [?] دفعہ مذکور کی نہین ہے

۴۶۵ بمعاملہ دارا شاہ رستم جی قلا بہ والا ....

صیغہ ابتدائی دیوانی

بااجلاس سر لوئی کرشا صاحب نیٹ چیف جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس

بمعاملہ دار اشاہ رستم جی قلابہ والا سائل

۲۳- نومبر ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۶۵

یونیورسٹی بمبئی - ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء دفعہ ۱۲ - تعبیر - امیدوار سند علمی -

الفاظ امیدوار سند علمی مندرجہ دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء سے جو واسطے قائم کرنے بمبئی یونیورسٹی کے منضبط کیا گیا تھا مراد اوس امیدوار امتحان آخری سے ہے جسمین کامیاب ہونے سے وہ مستحق سند علمی کا ہوتا ہے - الفاظ مذکورہ سے مراد امیدوار سند علمی ہر نوبت زمانہ تعلیم یونیورسٹی نہین ہے - پس اون طالب علمان کو جو واسطے امتحان ماقبل معینہ سینیٹ بمبئی یونیورسٹی کے حاضر ہوان بضرورت پیش کرنے سارٹیفکٹ مقتضیہ دفعہ مذکورہ کی نہین ہے -

حکم اظہار وجہ مورخہ ۲- نومبر ۱۸۹۶ء کہ یونیورسٹی بمبئی وجہ ظاہر کرے کہ کیون سائل مذکور کو بالکل اجازت شرکت امتحان ماقبل کی جو بمقام بمبئی بتاریخ ۲ ماہ حال ہوگا نہ دیجاے اور کیون کاغذات جواب سائل مذکور کے نہ دیکھے جائین اور نتیجہ ظاہر نہ کیا جاسے اور نیز اگر سائل مذکور کو اجازت شرکت امتحان منعقدہ ۲ ماہ حال کی نہ دیجاسے تو کیون یونیورسٹی کو یہ حکم نہ دیا جاے کہ سائل مذکور کا امتحان ماقبل کسی اور تاریخ قریب اور مناسب پر نہ لیا جاے اور کاغذات سائل مذکور کے نہ دیکھے جائین اور نتیجہ ظاہر نہ کیا جاے الخ -

سائل نے اپنی درخواست پیش کرکے حکم اظہار وجہ مندرجہ بالا حسب دفعہ ۴۵ ایکٹ داد رسی خاص ۱۸۷۷ء کے حاصل کیا -

امور اہم جو درخواست مین بیان کئے گئے تھے حسب ذیل تھے -

یونیورسٹی بمبئی بموجب ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء کے قائم کی گئی تھی - بموجب اون اختیارات کے جو اوس ایکٹ کی رو سے اوسکو عطا ہوئے تھے یونیورسٹی نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ قبل اسکے کہ کوئی امیدوار کسی سند علمی کے امتحان کے لئے حاضر ہو سکے ضرور ہے کہ وہ دو امتحانات ابتدائی مین کامیاب ہوا ہو یعنی امتحان ماقبل اور امتحان درمیانی مین اور یہ کہ اون امیدوارون کو جو امتحان ماقبل مین شریک ہونا چاہتے ہون ضرور ہے کہ امتحان میٹریکیولیشن مین کامیاب ہوئے ہون اور وہ مقررہ میعاد تک کسی کالج یا ایسی تعلیم گاہ مین حاضر رہے ہون

جو تعلیم علوم کی غرض سے قبول ہوتے ہون (صفحہ ۲۴۴ کلکتہ ریگولیشن ۱۸۹۷ء) بانسبت امیدواران سند علمی ۱۸۹۷ء بمعاملہ ارشاد رحیم جی

دفعہ ۱۲ - ایکٹ مذکور مین مزید براں یہ حکم ہے -

"۱۲- بجز خاص حکم سینیٹ کے کوئی شخص بطور امیدوار سند بیچلر آف آرٹس - یا ماسٹر آف آرٹس ۴۶۶
یا بیچلر آف لاز - یا لیسنشی ایٹ آف میڈیسن - یا ڈاکٹر آف میڈیسن - یا ماسٹر آف سول انجنیرنگ کے داخل نکیا جائیگا بجز اسکے کہ وہ چانسلر و وائس چانسلر اور فیلوز کے روبرو سارٹیفکٹ کسی ایسی تعلیم گاہ کا جسکو اس غرض کے واسطے گورنر بمبئی - باجلاس کونسل نے اختیار دیا ہو اس مضمون کا پیش کرے کہ اوس نے وہ سلسلہ تعلیم تکمیل کو پہونچایا ہے جو چانسلر و وائس چانسلر و فیلوز یونیورسٹی مذکور نے بذریعہ اون قواعد کے مقرر کیا ہے جو بموجب اوس اختیار کے جو انکو اوسکی نسبت ایکٹ مذکور کی رو سے حاصل ہے قائم کرین"-

سائل امتحان میٹریکولیشن مین بخوبی کامیاب ہوا تھا اور وہ مقررہ میعاد تک ایک تعلیم گاہ مین جو بغرض تعلیم علوم کے مقبول تھی "حسب مقتضیہ قواعد مندرجہ بالا یونیورسٹی کے حاضر ہوا تھا یہ تعلیم گاہ از نام "کالیجیٹ انسٹیٹیوشن" موسوم تھی اور حسب تجویز مصدرہ سینیٹ یونیورسٹی کے جو ایک جلسہ منعقدہ ۲۰ - فروری ۱۸۹۷ء کو صادر ہوئی تھی تعلیم گاہ مذکور میعاد تین سال کے لئے محض واسطے اغراض امتحان اول کے مقبول ہوئی تھی لیکن اوسمین امیدواران امتحان ماقبل کا داخل ہونا اور اونکو تعلیم دیا دسمبر ۱۸۹۷ء تک شروع نہین ہوا تھا -

۱۸ - نومبر ۱۸۹۷ء کو رجسٹرار یونیورسٹی نے بذریعہ ایک چٹھی اوس تاریخ کے پرنسپل (مسٹر کارکاریا) کالیجیٹ انسٹیٹیوشن کو یہ اطلاع دی کہ مقبول ہونا کالیجیٹ انسٹیٹیوشن کا مکمل تھا اور اسغرض سے کہ اونکے سارٹیفکٹ واسطے حصول اسناد علمی کے جا سکین حسب دفعہ ۱۲ ایکٹ مذکور کے یہ ضرور ہوگا کہ اوس تعلیم گاہ کو گورنر باجلاس کونسل امیدواران کو اس سارٹیفکٹ کے دینے کی اجازت عطا کرین کہ امیدواران نے اوس سلسلہ تعلیم کو جو یونیورسٹی نے مقرر کیا ہے پورا کیا ہے - پرنسپل نے یہ جواب دیا کہ اس قسم کا اختیار دیا جانا کالیجیٹ انسٹیٹیوشن کو ضروری نہ تھا کیونکہ اوس تعلیم گاہ سے امیدواران واسطے اسناد علمی کے نہین بھیجے جاتے تھے بلکہ صرف واسطے امتحان ماقبل کے بھیجے جاتے تھے - وہ خط و کتابت جو اس معاملہ کی نسبت ہوئی حسب ذیل ہے

"نمبر ۱۹۲۵ سنہ ۹۸-۱۸۹۷ء -
بمبئی ۱۷ - دسمبر ۱۸۹۷ء -
بخدمت آر پی کرکاریا صاحب بی اے -
بمبئی

سنہ ۹۰ء
بمعاملہ دارالعلوم اسلامیہ بمبئی
۴۶۷

"صاحب من۔ مجھکو سنڈیکیٹ بمبئی یونیورسٹی نے ہدایت کی ہے کہ آپکو مطلع کروں کہ مقبول ہونا کالجیٹ انسٹیٹیوشن کا منجانب بمبئی یونیورسٹی کے ابھی تک نامکمل ہے۔

"۲۔ مجھکو کہنا ہے کہ گورنمنٹ نے سنڈیکیٹ کو یہ اطلاع دی ہے کہ حسب دفعہ ۱۲۔ ایکٹ انکارپوریشن کے ہر تعلیم گاہ کو اس غرض سے کہ وہ ایسے جائز طور پر مقبول ہو کہ اوسکے شرکا کو بالآخر اسناد علمی کے واسطے جایا کا استحقاق ہو یہ ضرور ہے کہ جناب نواب گورنر اجلاس کونسل نے خاص طور پر اختیار امیدواران اسناد علمی کو سارٹیفکٹ اس مضمون کے دینے کا عطا کیا ہو کہ اونھوں نے سلسلہ تعلیم مقررہ یونیورسٹی کو پورا کیا ہے۔"

"۳۔ نظر بایں حالات مجھکو یہ رائے دینی چاہیئے کہ قبل اس سے کہ تعلیم گاہ کھولی جائے آپ اسکو مناسب خیال کرینگے کہ ضروری اختیار گورنمنٹ سے حاصل کیا جائے۔"

آپکا وغیرہ وغیرہ
(دستخط) ڈی میکڈونلڈ
"رجسٹرار یونیورسٹی"

بمبئی ۱۱- دسمبر سنہ ۹۰ء

"بخدمت ڈاکٹر ڈی میکڈونلڈ صاحب۔
رجسٹرار یونیورسٹی"۔

"صاحب من۔ بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۱۷۔ ماہ رواں کے مجھکو یہ کہنے کا افسوس ہے کہ اطلاع عدم تکمیل مظہرہ نسبت مقبولی کالجیٹ انسٹیٹیوشن کے اب بعد ۱۰ ماہ کے مقبولی سنیٹ سے جبکہ ہمارے انتظامات نسبت اوسکے افتتاح کے بالکل مکمل ہو چکے دیجاے۔

نسبت منظوری گورنمنٹ کے جسکا حاصل کرنا گورنمنٹ سے آپ مناسب خیال کرتے ہیں بطور صلاح دی گئی ہے کہ اس قسم کی منظوری کی حسب قواعد منظوری تعلیم گاہوں کے مجموعہ ۴۳ مندرجہ یونیورسٹی میں درج ہیں ضرورت نہیں ہے۔ قاعدہ ۳ میں یہ تحریر ہے کہ سنیٹ کو اختیار رہیگا کہ سنڈیکیٹ کی سفارش پر کسی تعلیم گاہ کو کسی شاخ علم کے واسطے محض بغرض کسی خاص امتحان یا امتحانات کے مقبول کرے"۔ اور گورنمنٹ کی منظوری کی نسبت اس جگہہ کوئی ذکر نہیں ہے"۔

دفعہ ۱۲۔ ایکٹ انکارپوریشن جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے صاف طور پر محض اون تعلیم گاہوں سے متعلق ہے جو امیدواران کو واسطے حصول کسی سند علمی کے بھیجیں۔ لیکن ہماری تعلیم گاہ واسطے اغراض ایک خاص امتحان

سنہ ۱۸۹۰ء
مہاجن وارشاہ بمقام بمبئی

یعنی امتحان ماقبل علوم کے مقبول کی گئی ہے"۔

"یہ امر کہ یہ صورت ہے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی تعلیم گاہوں کے واسطے جیسی کہ ہماری ہے گورنمنٹ کی منظوری حاصل نہین کی گئی ہے اور نہ اونکو سنڈیکیٹ نے منظوری مذکور کے حاصل کرنیکی صلاح دی ہے واقعی اون کالجون سے جہان تعلیم ایک درجہ کی سند تک دیجاتی ہے اجازت گورنمنٹ کی حاصل نہین کی جاتی ہے ان حالات مین مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ مین کس طرح پر گورنمنٹ سے منظوری کی بابت استدعا کر سکتا ہون کیونکہ کالجیٹ انسٹیٹیوشن سے امیدواران واسطے حصول اسناد علمی کے نہین بھیجے جائینگے اور چونکہ ایمان قواعد مین جنکی رو سے وہ مقبول کیا گیا ہے اوسکو اجازت دئے جانے کی بابت کوئی ذکر نہین ہے"۔

"چونکہ ہمارے انتظامات واسطے کھولنے کالجیٹ انسٹیٹیوشن کے بالکل مکمل ہین لہذا اس خط کے بہت جلد جواب عنایت ہونے مین ممنون ہونگا"۔

آپکا سچا خیر خواہ
(دستخط) آر پی کرکاریا پرنسپل"۔

"نمبر ۱۹۴۹ سنہ ۹۰-۱۸۸۹ء"۔ ۴۶۸

۲۳- دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء بمقام بمبئی

"بخدمت آر پی کرکاریا صاحب بی اے"۔

بمبئی

صاحب من - مجکو سنڈیکیٹ سے ہدایت بھیجنے رسید آپکے خط مورخہ ۱۲ ماہ رواں اور یہ تحریر کرنے کی ہوئی ہے کہ بعد اوس فہمایش کے جو میرے خط نمبر ۱۹۲۵ مورخہ ۱۷ اگست ماہ رواں مین اونکی جانب سے کی گئی کھولنا کالجیٹ انسٹیٹیوشن کا ایک ایسا امر ہے جسپر محض آپکو غور کرنا چاہیے اور یہ کہ اگر آپ اپنی تعلیم گاہ کو بلا اوس اجازت کے کھولینگے کہ جسکا ذکر چٹھی مذکور مین ہے تو اوسکا خطرہ آپکے ذمہ ہوگا۔

آپکا وغیرہ وغیرہ
دستخط ڈی میکنڈ ونلڈ
"رجسٹرار یونیورسٹی"

فروری سنہ ۱۸۹۰ء مین مسٹر کرکاریا نے خط مندرجہ ذیل یونیورسٹی کو بھیجا۔

صاحب من - بحوالہ اوس مراسلت کے جو آخر ہفتہ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین ہمارے باہم ہوئی مین مودبانہ دریافت کرتا ہون کہ آیا سنڈیکیٹ نے اوس معاملہ مین جسکا ذکر اوسمین تھا کوئی کارروائی کی یا نہین یعنی دوبارہ اختیار دئے جانے

۱۹۰۰ء
بحالہ داراشاہ رستم جی

اس تعلیم گاہ کے گورنمنٹ سے۔ کیونکہ یکایک کھل گیا ہے اور کل علوم کی بابت جنمیں امتحان ماقبل ہوتا ہے طالبعلمان کو جنکی تعداد ۵۰ سے زیادہ ہے مسلسل طور پر پانچ یا چھ ہفتہ گذشتہ میں لیکچر دیے گئے ہیں جلد جواب آنے سے ممنون ہونگا۔

جواب بمندرجہ ذیل یونیورسٹی سے بھیجا گیا (نمبر ۲۳۳۰۔ ۱۹۰۰-۰۱ء مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۰۱ء)

جناب من۔ بحوالہ آپکی چٹھی مورخہ یکم ماہ رواں کے میں مودبانہ حسب ہدایت سنڈیکیٹ تحریر کرتا ہوں کہ بوقت ترسیل فہرست کالجوں کے جنکو سنڈیکیٹ موصوف کی رائے میں اجازت گورنمنٹ کی حسب دفعہ ۱۲۔ ایکٹ انکارپوریشن کے ملنی چاہیے نام کالیجیٹ انسٹیٹیوشن کا ترک کیا گیا ہے۔ مزید براں سنڈیکیٹ نے یہ بھی اطلاع گورنمنٹ دی ہے کہ بحیثیت پرنسپل تعلیم گاہ کے آخر دسمبر میں آپکو قبل اسکے کہ واقعی یہ تعلیم گاہ کھولی گئی تھی نمایش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ کی اجازت کی ضرورت واسطے پورے طور پر موثر ہونے مقبولی سینیٹ کے ضروری ہے۔ اور اگر آپ تعلیم گاہ مذکور کو قبل حاصل اجازت مذکور کے کھولینگے تو اسکا خطرہ آپکے ذمہ ہوگا۔

ستمبر ۱۹۰۰ء میں سائل نے بذریعہ رجسٹرار کار یا پرنسپل "کالیجیٹ انسٹیٹیوشن" کے یونیورسٹی سے اجازت شرکت امتحان ماقبل کی چاہی۔ تو میر آئندہ کو حسب الاتحاد درخواست کی اور سارٹیفکٹ اور فیس حسب قواعد ارسال کیے۔

برطبق اسکے رجسٹرار یونیورسٹی نے چٹھی مندرجہ ذیل نسبت انکار اجازت مطلوبہ کے ارسال کی نمبر ۲۱۷۴۔ ۱۹۰۰-۰۱ء۔

۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ مقام بمبئی

بخدمت پرنسپل کالیجیٹ انسٹیٹیوشن
بمبئی

صاحب من۔ بحوالہ درخواست ہائے اجازت واسطے شرکت امتحان ماقبل کے جو آپکے پاس سے ۲۰ ستمبر گذشتہ کو پہنچیں میں مودبانہ حسب ہدایت سنڈیکیٹ کے آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ امیدواران امتحان میں شریک نہیں ہونگے۔ امیدواران کی فیس آپکو چند روز بعد واپس کیجائیگی۔

میں وغیرہ وغیرہ
(دستخط) ڈی میکڈانلڈ
رجسٹرار یونیورسٹی"

برطبق اسکے سائل نے ہائی کورٹ میں ایک درخواست حسب دفعہ ۴۵۔ ایکٹ داد رسی خاص (۱ ایکٹ ۱۸۷۷ء) پیش کی اور حکم اظہار وجہ مندرجہ بالا حاصل کیا بحث یہ تھی کہ آیا جبکہ کالیجیٹ انسٹیٹیوشن کو اجازت گورنمنٹ نے حسب اقتضائے دفعہ ۱۲۔ ایکٹ مذکور کے نہیں دی تھی تو آیا سائل

سنہ ۱۹۰۰ء
بمبائی یونیورسٹی بنام شاہ رستم جی

امتحان ماقبل مین شریک ہونے کا دعوی کر سکتا تھا یا نہین۔ سائل نے یہ حجت کی کہ دفعہ ۱۲ ایکٹ اوس شخص سے متعلق ہے جو افیر امتحان بی اے کے واسطے حاضر ہو۔ اور صرف ایسا ہی شخص امیدوار سند علمی کا حسب معنی دفعہ مذکور کے متصور ہو سکتا ہے اور صرف اوسی سے سارٹیفکٹ مقتضیہ دفعہ مذکور طلب کیا جا سکتا ہے۔ بخلاف اسکے یونیورسٹی نے یہ حجت کی کہ سائل بطور ایسے طالب علم کے جو داخل یونیورسٹی ہو چکا تھا اور امتحان ماقبل مین کامیاب ہونا چاہتا تھا بطور امیدوار سند علمی کے حسب دفعہ ۱۲ متصور ہونا چاہیئے اور اوسکو سارٹیفکٹ جو حسب دفعہ مذکور درکار ہے پیش کرنا چاہیئے۔

استدعا درخواست حسب ذیل تہی۔

(۱) یہ کہ یونیورسٹی بمبئی سائل کو امتحان ماقبل مین جو ماہ رواں کو ہو گا حاضر ہونے کی اجازت دے۔

(۲) یہ کہ یونیورسٹی کاغذات جواب کو جانچے اور نتیجہ ظاہر کرے۔

(۳) یہ کہ بحالات نہ دئیے جانے اس حکم کے یونیورسٹی کو کہ وہ سائل کو اجازت امتحان مین حاضر ہونیکی ماہ رواں کی دے یونیورسٹی اوسکا امتحان ماقبل کسی دوسری تاریخ پر جو قریب اور قرین سہولت ہو لے اور نتیجہ ظاہر کرے۔

(۴) یہ کہ اگر سائل امتحان مین اوس سال ناکامیاب ہو یونیورسٹی اوسکا امتحان ماقبل ہر سال یا بعد مین ایکبار پہلے لے اور نتیجہ ظاہر کرے جبتک کہ سائل امتحان مذکور مین کامیاب نہ ہو جاے۔

(۵) یہ کہ سائل مستدعی ہے کہ عدالت العالیہ ایسا حکم دیگر اور مزید صادر کرے جو نظر بحالات مقدمہ ضروری ہو۔ ۴۷۰

مسٹر اسکاٹ نے منجانب یونیورسٹی کے وجہ ظاہر کی۔

مسٹر میکفرسن و سی ایچ سیتلواد منجانب فریق مخالف بتائید حکم اظہار وجہ کے حاضر ہوئے ایکٹ انکار پوریشن (ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء) دفعات ۸ و ۱۲۔ اور قواعد یونیورسٹی (دیکھو کلنڈر یونیورسٹی ۱۹۰۶-۰۷ء) کا حوالہ دیا گیا۔

کرشنا صاحب جسٹس۔ اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ یہ ایک بہت اہم مقدمہ ہے کیونکہ اوس سے بمبئی یونیورسٹی کے طالب علمان کے سلسلہ تعلیم پر اثر ہو پہنچتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مین اپنے و نیز اپنے ہم جلیس کی طرف سے یہ کہتا ہون کہ ہمکو کوئی شبہ نہین ہے کہ ہماری تجویز اس مقدمہ مین کیا ہونی چاہیئے۔ مین سمجھتا ہون کہ طریق کارروائی جسکے اختیار کرنے کی ہمسے استدعا کی گئی ہے مشابہ اوس طریق کے ہے جو عدالت کوئنس بینچ انگلستان مین اوس صورت مین استعمال کیا جاتا ہے جب درخواست حکمنامہ مینڈیمس کی کیجاتی ہے۔ عدالت اپیل سے درخواست کی گئی ہے کہ یونیورسٹی بمبئی کو جو ایک جماعت سند یافتہ ہے اس امر پر مجبور کیا جاے کہ وہ اوس فرض کو ادا کرے جو قانون

۱۸۹۶ء
بمعاملہ داراشاہ رستم جی

کی رو سے اوسکے ذمہ ہے۔ اور وہ ایکٹ جو بہ شکل لحاظ اوس ضابطہ کے ہے جو درخواست حکمنامہ مینڈیمس سے انگلستان میں متعلق ہے ایکٹ داد رسی خاص ۱۸۵۴ء ہے اور دفعہ ۴۴۔ باب ۸۔ ایکٹ مذکور میں یہ تحریر ہے (حاکم عالی مقام نے دفعہ مذکورہ کو پڑھا اور فرمایا)۔

حالات مختصراً یہ ہیں۔ سائل عدالت ہذا ایک طالب علم تھا جو ایک امتحان میں جو امتحان ماقبل کے نام سے مشہور ہے شریک ہونا چاہتا تھا اور یہ وہ امتحان ہے کہ طالب علمان یونیورسٹی بمبئی کو اوس میں سند علمی کے حصول کے لئے پیشتر کامیاب ہونا ضرور ہے۔ میری دانست میں یہ امر صاف ہے کہ وہ دفعہ ۱۲ ایکٹ انکارپوریشن یونیورسٹی میں داخل ہے اور اوسکو یہ حق حاصل ہے کہ یہ دعوی کرے کہ وہ اس امتحان میں واسطے لئے جانے امتحان کے حاضر ہو۔ لیکن یہ کہا گیا تھا کہ قبل اسکے کہ اوسکو حق اس طرح پر امتحان دینے کا حاصل ہو اوسکو اولاً سارٹیفکٹ اس مضمون کا پیش کرنا ضرور ہے کہ اوس نے قبل اوسکے کسی ایسی تعلیم گاہ میں تعلیم پائی ہے جسکو جماعت حکمران یونیورسٹی نے مقبول اور گورنر باجلاس کونسل نے منظور کیا ہو۔ تمام واقعات اس جزو مقدمہ کے بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے لیکن صرف یہ کہنا کافی ہے کہ یہ امر مسلمہ تھا کہ اوسکے پاس اس قسم کا سارٹیفکٹ نہیں تھا اور اسوجہ سے یونیورسٹی نے اوسکو خارج کیا جس نے اوسکو امتحان ماقبل میں حاضر ہوکر امتحان دینے کی اجازت نہیں دی
۴۷۱ لیکن ایک طریقہ اس دقت سے نکلنے کا مل گیا جو قابل تعریف ہے کیونکہ اوسکو اجازت بالفعل امتحان دینے کی تا صدور فیصلہ عدالت ہذا کے نسبت اس امر کے کہ آیا بلحاظ حالات اوسکو حق قطعی دعوی اس قسم کے امتحان دینے کا تھا یا نہیں دی گئی۔

دفعہ ۱۲ اسکے دیکھنے کے بعد میں خیال کرتا ہوں کہ اول امر جو ہمکو پوچھنا چاہئے یہ ہے کہ آیا سائل تعریف امیدوار سند بی اے میں داخل ہے یا نہیں اور ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ جزو آخر اوس دفعہ کے اوسکی تعبیر صرف یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اون اشخاص سے اور صرف اونہیں اشخاص سے متعلق ہے جو تیسرے یعنی آخری امتحان سند بی اے کے مستدعی ہوں (حاکم عالی مقام نے دفعہ ۱۲۔ ایکٹ ۲۲ ۱۸۵۷ء کو پڑھا اور یہ فرمایا) سارٹیفکٹ نسبت پیشتر کے سلسلہ تعلیم کے از روئے آخری الفاظ دفعہ مذکور کے اون اشخاص سے طلب کیا جانا چاہئے اور اوسکو پیش کرنا چاہئے جنھوں نے اپنا سلسلہ تعلیم مکمل کیا ہو سائل مقدمہ ہذا امتحان ماقبل کے واسطے حاضر ہوا تھا اور کسی معنی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اوس نے اپنا سلسلہ تعلیم مکمل کیا تھا اوس نے محض زمانہ حال میں امتحان دخلہ کا کامیابی سے دیا تھا اور جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں وہ امتحان ماقبل دینا چاہتا تھا

۱۸۹۰ء

بمعاملہ راشاہ رستم جی

اور وہ امتحان جیسا تھا کہ سند علمی حاصل کرنے کے لئے دوسرا امتحان تھا اس لئے اوسکے واسطے ناممکن تھا کہ وہ سارٹیفکٹ جیسا کہ ایکٹ کی رو سے درکار ہے پیش کرتا اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اون قواعد سے جو اوسکے بعد ایکٹ مذکور سے متعلق کئے گئے ہمکو اس تجویز مین مدد ملتی ہے صفحہ ۴۴ مین زیر عنوان بی اے وہ متعدد امتحانات بیان کئے گئے ہین جنمین طالب علم کو بی اے کی سند حاصل کرنے کے لئے کامیابی حاصل کرنی چاہئے۔ اور فقرہ ۹ مین یہ تحریر ہے کہ امیدواران سند بی اے کو ضرور ہے کہ امتحان داخلہ مین کامیاب ہوئے ہون اور اونکو مین امتحانات مابعد مین واسطے حصول سند علمی کے کامیابی حاصل کرنی چاہئے ممکن ہے کہ قاعدہ ۱۱۔ اس صورت مین متعلق ہو کہ اوس سے داخلہ کے وقت بطور طالب علم یونیورسٹی کے یہ کہا جاے کہ اوسکو امتحان ماقبل اور درمیانی اور سوم یعنی آخری امتحان سند بی اے کا کامیابی سے دینا لازم ہے۔

مین دلائل مسٹر میکفرسن سے نسبت اس امر کے اتفاق نہین کرتا ہون کہ طالب علم کو کل امتحانات مین کامیابی حاصل کرنی چاہئے قبل اسکے کہ وہ امیدوار سند بی اے کا ہو۔ مین اپنے ذی علم ہم جلیس کی تعبیر سے اتفاق کرتا ہون۔ جب کوئی امیدوار کسی امتحان کے لئے حاضر ہو جسمین کامیابی حاصل کرنا اوسکو فوراً قبل سند بی اے کے ضروری ہو اور جو صریحاً امتحان آخری واسطے سند بی اے کے

۴۷۲ کہلاتا ہے تو مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ دفعہ ۱۲۔ اوس سے متعلق ہین اور یہ کہ وہ اوس وقت امیدوار بی اے کی سند کا ہوتا ہے اور اوسکو قبل اسکے کہ اجازت دیجاوے کہ بی اے کی سند حاصل کرے یہ ضرور ہے کہ ایک سارٹیفکٹ پیش کرے جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوس نے ایک منظور شدہ تعلیم گاہ مین تعلیم پائی ہے۔

مختصراً یہ وجوہ ہین جن سے عدالت ہذا یہ نتیجہ نکالنے پر آمادہ ہے کہ یونیورسٹی نے اس معاملہ مین بہت جلدی کی۔ ہمکو کوئی سند اس قسم کی نہین ملتی جسمین یہ حکم ہو کہ اوسکو یہ سارٹیفکٹ کسی امتحان ماقبل یا ہر امتحان ابتدائی مین پیش کرنا ضرور ہے۔ دفعہ ۱۲ کے معنی وہی ہین جو اوسکی عبارت سے معلوم ہوتے ہین۔ آخری امتحان کے وقت یونیورسٹی کو چاہئے کہ سارٹیفکٹ نسبت اس امر کے طلب کرے کہ وہ ایک منظور شدہ تعلیم گاہ سے بھیجا گیا ہے۔ یہ وہ وجوہ ہین کہ جنپر مین اپنی تجویز کو مبنی کرتا ہون اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ وجوہ وہی ہین جنکی بنا پر میرے ذی علم ہم جلیس تجویز کیا در بارہ سنس صاحب جسٹس۔ اول امر تجویز طلب اس مقدمہ مین معنی الفاظ امیدوار سند بی اے جو دفعہ ۱۲۔ ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۵۷ء مین استعمال کئے گئے ہین اب دیکھنا چاہئے کہ کیا اونسے مراد امیدوار سند علمی

سنہ ۱۸۹۹ء

بمقدمہ دارا شاہ رستم جی

ہر نوبت سلسلہ تعلیم یونیورسٹی سے ہے۔ یا اوس سے مراد ایسے شخص سے ہے جو ایک امیدوار واسطے امتحان اخیر کے ہو کہ جسمین کامیاب ہونے سے وہ سند علمی کا مستحق ہوتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ معنی آخر الذکر سے مراد ہے دفعہ۔ ایکٹ مذکور مین عبارت امیدواران اسناد سے مطلب ظاہر اکمل اون اشخاص سے ہے جو یونیورسٹی مین ڈگری حاصل کرنیکی غرض سے درخواست کرتے ہین اوسمین یہ اجازت ہے کہ قواعد اور دستور العمل نسبت قابلیت امیدواران سند کے اور نسبت سلسلہ تعلیم ماقبل کے جو اونکو اختیار کرنا چاہئے اور ابتدائی امتحانات کے جو اونکو دینے ہونگے بنائے جاوین اور اوسی کے ساتھ اوس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک امتحان کا واسطے اسناد کے ہونا مقصود ہے جو اوسمین امتحان اسناد موسوم ہوا ہے۔ اس امتحان کا ہونا دفعہ ۱۲۔ مین محکوم ہے جسمین حکم ہے کہ امتحان واسطے اسناد کے کم سے کم سال مین ایک مرتبہ ہوگا اور یہ کہ امیدواران کا امتحان ہر ایسے امتحان مین لیا جائے گا۔ اسکے قبل دفعہ ۱۲۔ ہے جسمین یہ حکم ہے کہ کوئی شخص بطور امیدوار سند کے داخل نہ کیا جائیگا + + + بجز اسکے کہ وہ + + + ایک سارٹیفکٹ + + + اس مضمون کا پیش کرے کہ اوس نے سلسلہ تعلیم کو تکمیل کو پہونچایا ہے + + + جو بذریعہ قواعد کے مقرر کیا گیا ہے۔ استعمال الفاظ داخل کیا جاوے کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ وہ یونیورسٹی مین مطلقاً داخل نہ کیا جائیگا۔ لیکن یہ معنی استعمال الفاظ سلسلہ تعلیم تکمیل کو پہونچایا ہو سے رد ہوتے ہین اور یہ وہ تعبیر نہین ہے جسپر بجانب یونیورسٹی استدلال کیا گیا ہے اونکے وکیل نے صرف یہ بحث کی ہے کہ الفاظ مذکور کے یہ معنی ہین کہ وہ کسی امتحان مین جو سند علمی کے واسطے مقرر ہو داخل نہین کیا جاویگا۔ لیکن اس بحث کی نسبت بہی استعمال اونہین الفاظ کا مساوی طور پر مضر معلوم ہوتا ہے۔ اس بحث کی مطابقت کے لئے ہکو دفعہ مذکور کو اسطرح پر پڑھنا چاہئے کہ گویا اوسمین یہ حکم ہے کہ کوئی شخص بطور امیدوار کسی امتحان ابتدائی یا آخری کے جو سند علمی کے واسطے مقرر کیا گیا ہو بغیر سارٹیفکٹ اس امر کے داخل نہ کیا جائیگا کہ اوس نے سلسلہ تعلیم مقررہ کو اوس نوبت تک کہ جسپر وہ پہونچا ہے یا واسطے اوس امتحان کے جسمین وہ حاضر ہونا چاہتا ہے تکمیل کیا ہے۔ یہ معنی نکالنے کے لئے الفاظ دفعہ مذکور کی جسطرح پر کہ وہ ہین تاویل کرنی ہوگی میری رائے مین سلسلہ تعلیم و امتحانات ابتدائی جنکی نسبت قواعد مین حکم ہے الفاظ سلسلہ تعلیم مین داخل ہین اور دفعہ ۱۲ مین یہ حکم ہے کہ کوئی شخص امتحان اسناد علمی مین بلا اس سارٹیفکٹ کے داخل نہ ہوگا کہ اوس نے مطابق قواعد کے عمل کیا ہے اور سلسلہ تعلیم مقررہ کو پورا کیا ہے۔ کل دیگر معاملات کو وا امتحان قانون نے

۴۷۳

سنہ ۱۹۰۸ء
جبلطودار اسناد رستم جی

یونیورسٹی کے انتظام پر چھوڑا ہے لیکن یہ سارٹیفکٹ (اور صرف ایک ہی سارٹیفکٹ کا ذکر ہے) ایسی تعلیم گاہ کو دینا چاہیے جسکو منجانب گورنر باجلاس کونسل اجازت دی گئی ہو جسکو اس رائے کے قائم کرنے میں بوجہ اوس سلسلہ کے جسمین دفعات ہین مدد ملتی ہے۔ دفعہ ۱۱ مین اختیار عطا کرنے اسناد علمی کا بعد امتحان (یعنی بعد امتحان آخر) کے دیا گیا ہے دفعہ ۱۴۔ امیدواران سند کی قابلیت کی نسبت ہے (یعنی قابلیت واسطے امتحان آخر اسناد علمی کے) دفعہ ۱۲ مین حکم واسطے لینے امتحان اخیر کے واسطے اسناد علمی کے ہے اور دفعہ ۱۴ نسبت عطا لئے جانے اسناد کے بعد ختتام امتحان اون اشخاص کے ہے جو اوسکے مستحق تصور کئے جائین۔ یہ کل دفعات سلسل بابت اوسی امتحان کے ہین جو صرف امتحان آخر ہو سکتا ہے یعنی وہ امتحان جسکے عین بعد اور فوراً لیاقت پانے سند کی ہوتی ہے پس چونکہ میری رائے نسبت معنی دفعہ ۱۱ کے یہ ہے لہذا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سارٹیفکٹ بموجب دفعہ مذکور یا کسی دیگر حکم قانون کے واسطے امتحان ماقبل کے ضرور نہین ہے جو ایک ابتدائی امتحان ۴۷۴
بموجب اون قواعد کے قرار دیا گیا ہے جو حسب دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور بنائے گئے ہین۔ پس جو نسبت دیگر امور کے جو پیش کئے گئے ہین ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ سائل ٹھیک طور پر قابلیت رکھتا ہے اور اوس نے مقتضیات قواعد یونیورسٹی کو نسبت اپنے امتحان ماقبل مین حاضر ہونے پورا کیا ہے اور یونیورسٹی پر بموجب قانون کے اوسکا امتحان لینا جبکہ وہ امتحان کے واسطے حاضر ہو لازم تھا۔ پس ہم حکم اظہار وجہ کو مع خرچہ قطعی کرتے ہین۔

حکم قطعی کیا گیا۔

اٹرنیان منجانب سائل۔ مسٹران ٹھاکر داس و ہرسی وکاما۔
اٹرنیان منجانب یونیورسٹی۔ مسٹران کرکمی و لینچ وادین۔

صیغہ دیوالیہ

باجلاس رسل صاحب جسٹس

۲۱-دسمبر ۱۹۰۸ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۷۴

دیا بھائی سروپ چند دیوالیہ و سہراب جی بہرام جی کولدا ئن عذر دار

دیوالیہ۔ حکم بریت ذاتی قطعی ہونا حکم کا۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) دفعات ۴۷ و ۵۶۔ عملدرآمد۔ ضابطہ۔

حکم حسب دفعہ ۴۷۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹیوٹ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریہ باب ۲۱)

سنہ ۱۸۹۰ء

معاملہ دیابائی بنام سروپ چند

کے واسطے بریت اخیر کسی شخص دیوالیہ کے ایک مرتبہ صادر ہو منسوخ نہیں ہو سکتا الا اون وجوہ سے جنکی تصریح دفعہ ۵۰۔ ایکٹ مذکور میں کی گئی ہے دائن عذردار کو صرف یہ چارہ کار حاصل ہے کہ وہ بار اختی حکم مذکور کے حسب دفعہ ۷۲۔ اپیل کرے۔

حکم اظہار وجہ جو ایک دائن عذردار نے اس غرض سے حاصل کیا کہ حکم جو حسب دفعہ ۴۷۔ ایکٹ دیوالہ ہند (اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۲و۱۱ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) واسطے بریت ذاتی شخص دیوالیہ کے صادر کیا گیا تھا مسترد یا منسوخ کیا جاوے۔

شخص دیوالیہ نے اپنی درخواست اور فہرست ۱۲۔ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو داخل کی بموجب قاعدہ ۴۷ (دیکھو قواعد و احکام بمبئی) کے اوس نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی کہ وہ عدالت سے درخواست واسطے حکم درمیانی حفاظت کے حسب دفعہ ۴۳۔ ایکٹ دیوالیہ کے پیش کریگا بر طبق اسکے دائن عذردار نے وجوہ اعتراض نسبت حکم مذکور کے داخل کئے اور بذریعہ کونسل کے ۴ مئی سنہ ۱۸۹۰ء کو واسطے اعتراض کے نسبت عطائے حکم مذکور کے حاضر ہوا
۴۷۵ لیکن عدالت نے باوجود اسکے اعتراض کے حکم حفاظت شخص دیوالیہ کو واسطے میعاد تین ماہ کے عطا کیا ۲۰۔ اگست سنہ ۱۸۹۰ء کو شخص دیوالیہ نے درخواست واسطے توسیع حکم درمیانی کے دی جو باوجود اعتراض دائن عذردار کے زمانہ دو ماہ مزید کے واسطے عطا کیا گیا۔

ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء میں دیوالیہ نے اطلاعنامجات (حسب قاعدہ ۱۲) اپنے دائنان پر تعمیل کرائے اور ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء واسطے سماعت اوسکی درخواست کے مقرر ہوئی اطلاعنامجات میں دائنان کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اپنے وجوہ عذرداری (اگر کوئی ہوں) پورے تین روز قبل اوس تاریخ کے پیش کریں جو واسطے سماعت درخواست مذکور کے مقرر کی گئی تھی (دیکھو قاعدہ ۱۸)

۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو مقدمہ واسطے سماعت اول کے پیش ہوا اور اوس تاریخ کو بموجب عملدرآمد کے شخص دیوالیہ نے ایک حکم اظہار وجہ واسطے اپنی بریت ذاتی کے بموجب دفعہ ۴۷ ایکٹ دیوالیہ کے حاصل کیا جسکے بعد تعمیل واپس آنے کا حکم دو ہفتہ بعد یعنی ۱۹ اکتوبر کو دیا گیا تھا اوسی وقت (یعنی ۵۔ اکتوبر کو) اوس نے میعاد اپنے حکم حفاظت درمیانی کی ایک ماہ تک اضافہ کرائی۔

۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو مقدمہ پھر پیش ہوا اور چونکہ کوئی جوابدہی نہ تھی اور کوئی وجوہ اعتراض کے حسب قاعدہ ۱۸۔ داخل نہیں کئے گئے تھے شخص دیوالیہ نے حسب دفعہ ۴۷

۱۸۹۹ء

بمعاملہ دیوابہائی سروپ چند

ایکٹ مذکور کے اپنی بریت ذاتی حاصل کی۔

۱۶۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دائن عذر دار نے حکم اظہار وجہ حاصل کیا جسکی رو سے دیوالیہ سے وجہ دریافت کی گئی تہی کہ کیوں معاملہ اوسکی درخواست کا بپہر سماعت نہ کیا جاوے یا اوسکی نظرثانی نہ کیجاوے یا کیوں وہ حکم جو اس معاملہ مین ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوا تہا [جسکی رو سے (منجملہ دیگر امور کے) یہ حکم دیا گیا تہا کہ شخص دیوالیہ مذکور مستحق فائدہ اوس ایکٹ کا قرار دیا جاوے جو واسطے فائدہ مدیونان دیوالیہ ہند کے صادر ہوا تہا] مسترد یا منسوخ نہ کیا جاوے"۔

اوس حلف نامہ مین جو بتائید اس حکم کے صادر ہوا تہا دائن عذر دار نے یہ بیان کیا کہ وہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو جبکہ دیوالیہ کا مقدمہ پکارا گیا عدالت مین موجود تہا لیکن یہ سنکر کہ حکم حفاظت کی توسیع ایک ماہ کے لئے کی گئی تہی وہ عدالت سے یہ خیال کر کے چلا گیا کہ دیوالیہ کی درخواست کی سماعت ایک مہینہ بعد اوس وقت کے ہوگی حلف نامہ مین بعد اسکے حسب ذیل تحریر تہا۔

"۸۔ اخبارات کے تاریخ ۲۰ ماہ حال پڑہنے سے مجھکو بہت تعجب یہ دریافت ہونے سے ہوا کہ ۱۹ ماہ حال کو درخواست دیوالیہ کی سماعت ہوئی اور وہ بری کیا گیا"۔

"۹۔ مین یہ کہتا ہون کہ میرا ارادہ نسبت بریت شخص دیوالیہ کے اعتراض کرنیکا تہا اور یہی میرا ارادہ ہے اگر مجھکو اجازت دیجاوے۔

"۱۰۔ مین نے اپنے وجوہ اعتراض نسبت بریت شخص دیوالیہ کے اور اپنا حلف نامہ نسبت دعوی کے ۳۔ مئی ۱۸۹۹ء کو جسکو عرصہ ہوا داخل کیا تہا اور مجھکو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ اسوجہ سے کہ مین نے وجوہ اعتراض مذکور داخل کئے تہے درخواست دیوالیہ کو فہرست مقدمات نزاعی مین درج ہونیکے قابل تہی اور اسوجہ سے یہ قرین قیاس نہ تہا کہ چند ماہ تک درخواست مذکور واسطے سماعت کے پیش ہوگی اور میرے اس یقین کو اوس وقت استحکام ہوا جبکہ مین ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو عدالت مین حاضر ہوا اور خود درخواست توسیع میعاد حکم حفاظت کی پیش کی گو بموجب عبارت اوس اطلاعنامہ کے جو میرے اوپر تعمیل ہوا وہ تاریخ مقررہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء عدالت نے واسطے سماعت درخواست دیوالیہ کے مقرر کی تہی"۔

"۱۱۔ پس مین استدعا کرتا ہون کہ حکم بریت دیوالیہ مذکور کا منسوخ کیا جاوے اور اوسکی درخواست پہر واسطے سماعت کے پیش کیجاوے اور یہ کہ مجھکو اوسکی بریت کے نسبت جوابدہی کرنیکی اجازت دیجاوے"۔

حکم اظہار وجہ واسطے سماعت کے پیش ہوا۔

مسٹر ماکرتے نے منجانب دیوالیہ وجہ ظاہر کی۔ حکم بریت جبکہ ایکمرتبہ صادر ہو جاوے منسوخ نہیں ہو سکتا ہے الا بربنائے کسی وجہ کے منجملہ اون وجوہ کے جو دفعہ ۵۰ ایکٹ مذکور مین بیان کی گئی ہین کوئی ان وجوہ مین سے دائن عذر دار کے حلف نامہ مین ظاہر نہین کی گئی ہے پس عدالت کو کوئی اختیار اس معاملہ کے غور

سنہ ۱۸۹۰ء

بمعاملہ بابا بائی سروپ چند

سماعت کرنیکا نہیں ہے کوئی فریب یا بد اعمالی کسی قسم کی منجانب شخص دلوالیہ کے دربارہ حاصل کرنے اپنی بریت کے نہیں ہوئی اور نہ بیان کی گئی ہے دائن عذر دار کا بروز سماعت اتفاق یا غلطی سے حاضر نہ ہونا وجہ کافی بموجب دفعہ مذکورہ کے واسطے نظر ثانی حکم عدالت کے نہیں ہے۔ بمعاملہ غلام حسین منفصلہ بیلی صاحب جسٹس بتاریخ ۱۰۔ فروری ۱۸۹۲ء (غیر رپورٹ شدہ) و بمعاملہ جیکب آرن منفصلہ فیرن صاحب جسٹس بتاریخ ۱۶۔ جنوری ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) و بمعاملہ شالم ملکوجی لنگاوکار منفصلہ اسٹریچی صاحب جسٹس بتاریخ ۱۰۔ نومبر ۱۸۹۵ء ملاحظہ طلب۔

مسٹر انوبرٹری منجانب دائن عذر دار بتائید حکم۔ میں درخواست نظر ثانی حسب دفعہ ۵۰ نہیں کرتا وہ دفعہ اس قسم کے مقدمہ سے تعلق نہیں ہے ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ حکم بریت منسوخ کیا جائے عدالت کو نسبت اپنے حکم کے بلا لحاظ دفعہ مذکورہ کے اختیار ہے حکم مذکور ایسے حالات میں صادر ہوا جنکی وجہ سے وہ بحق دائن عذر دار خلاف انصاف ہے جو کچھ عدالت میں ۵۔ اکتوبر کو ہوا اوس سے وہ آگاہ نہ ہوا اور اوس نے یہ سمجھا کہ معاملہ ایک مہینہ تک پیش نہ ہوگا محض یہ مناسب ہے کہ عدالت حکم بریت کو منسوخ

۴۰۷ رسل صاحب جسٹس۔ واقعات اس مقدمہ کے مجھکو اسلہ سے حسب ذیل معلوم ہوتے ہیں دلوالیہ نے اپنی درخواست ۱۲۔ جنوری ۱۸۹۰ء کو داخل کی اوس پر حکم درمیانی ۴۔ مئی ۱۸۹۰ء کو واسطے تین ماہ کے باوجود اسکے کہ اطلاعنامہ اور وجوہ اعتراض نسبت حکم درمیانی کے دائن عذر دار نے ۱۳۔ مئی ۱۸۹۰ء کو داخل کئے تھے اور وہ دیکھے گئے تھے حاصل کیا ۴۔ اگست ۱۸۹۰ء کو حکم درمیانی مذکور کی واسطے دو ماہ کے توسیع کی گئی کو دائن عذر دار مذکور پھر حاضر ہوا اور اوس نے جوابدہی کی۔

اطلاعنامجات واسطے بریت کے دلوالیہ نے جاری کرائے اور اونکی تعمیل باضابطہ دائن عذر دار پر منجملہ دیگر دائنان کے ۱۵۔ اگست ۱۸۹۰ء کو ہوئی جنمیں ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء واسطے سماعت اول کے مقرر تھی اس قسم کے اطلاعنامجات میں یہ معمولی فقرہ درج ہوتا ہے اگر آپ نسبت بریت شخص دلوالیہ مذکور کے عذر کرنا چاہتے ہوں تو آپکو چاہئے کہ اوسکی اطلاع مجھکو یعنی منصرم عدالت کو بموجب قاعدہ ۱۰ کے دیں چونکہ کوئی اطلاعنامہ اس قسم کا منجملہ ۶۷ دائنان کے کسی کے پاس سے کبھی نہیں آیا لہذا شخص دلوالیہ نے ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو معمولی حکم اظہار وجہ حاصل کیا اور ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو اوس نے اپنی ذاتی بریت بموجب دفعہ ۴۷ معمولی طریق سے بلا مزاحمت حاصل کی۔

دائن عذر دار نے ایک حکم اظہار وجہ حاصل کیا جسکی رو سے دلوالیہ سے وجہ دریافت کی گئی کہ کیوں ان حکم اوسکی بریت کا منسوخ نہ کیا جائے اوسکی نسبت مسٹر مانگر نے ۲۱۔ ماہ حال کو وجہ ظاہر کی اور اس معاملہ کی نسبت

سنہ ۱۸۹۶ء

علاوہ ابتدائی سر ...

اونھون نے اور مسٹر الفریڈ پیلی نے میرے روبرو بحث کی میری یہ راے ہے کہ حکم اظہار وجہ اس غرض سے ہوا کہ منسوخ ہو
کہ مجھکو کوئی اختیار منسوخی حکم بریت کا نہین ہے دفعہ ۱۰۸ ایکٹ دیوالیہ مین حسب ذیل تحریر ہے حاکم عدالت
نے دفعہ مذکور کو پڑھا اور یہ فرمایا میرے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ لفظ نظر ثانی مین جو دفعہ مذکور مین ہے
منسوخی حکم کی داخل نہین ہے میری یہ راے ہے کہ یہ بحث صحیح نہین ہے دفعہ مذکور مین صریحاً قطعی ہونے
احکام بریت کا حکم ہے اور مین یہ سمجھتا ہون کہ لفظ نظر ثانی سے یہ مراد ہے کہ مکرر غور اس نظر سے کیا جاے
کہ حکم مذکور کی نسبت کارروائی مزید کیجاے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف اوسوقت جبکہ عدالت حکم مذکور کی
نسبت اس نظر سے غور کرے کہ اوسکی بابت کارروائی مزید بربناے وجوہ مندرجہ دفعہ مذکور کے کیجاوے
عدالت معاملہ کی سماعت مکرر اور اوسوقت حکم ابتدائی کو منسوخ کر سکتی ہے حالات اس مقدمہ کے ایسے نہین ہین
کہ وہ نحواے دفعہ ۱۰۸ مین داخل ہو اور اسوجہ سے محض یہ چارہ کار دائن عذردار کو حاصل ہے کہ حسب نحواے ۴۷۸
حکم عطاے بریت کی ناراضی سے اپیل کرے دیکھو معاملہ ملیک ویل (۱)۔

مین یہ بھی کہونگا کہ مین نے دو اور مقدمات کو دیکھا ہے ایک معاملہ حبیب آسان (۲) جسمین درخواست منسوخی
ایک حکم بریت کی اس بنا پر کی گئی تھی کہ وہ اسوجہ سے عطا ہوا تھا کہ عدالت دیوالیہ کا اوس خلاف امید کے
ہوا تھا اور دائن عذردار اسوجہ سے حاضر نہ ہوا وہ درخواست نامنظور ہوئی اسی قسم کی درخواست مقدمہ نمبر ۴۷۶
سنہ ۱۸۹۳ء مین کی گئی تھی جسمین حکم بریت اسوجہ سے عطا ہوا تھا کہ دائن عذردار کا وکیل اتفاقاً عدالت مین
موجود نہ تھا وہ درخواست بھی نامنظور ہوئی تھی مقدمہ ہذا قوی تر ہے کیونکہ دائن عذردار نے اوس تاریخ اطلاع
کچھ خیال نہین کیا جو اوسکو منجم عدالت دیوالیہ نے بموجب قاعدہ ۸۰ کے جو اس بارہ مین ہے دی تھی لیکن اوس
قاعدہ ۸۰ کے مین یہ نہین خیال کرتا کہ محض داخل کرنا رجوع عذرداری کا کافی تعمیل قاعدہ ۸۰ کی ہے مین بجز اسکے
اوس نتیجہ کا افسوس کرون اور کچھ نہین کر سکتا اور حکم اظہار وجہ کو بلا خرچہ منسوخ کرتا ہون کہ یہی طریقہ اون مقدمات مین
اختیار کیا گیا تھا جنکا مین نے حوالہ دیا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل صاحب جسٹس ... قائم مقام چیف جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

گمساجی (ابتداءً سائل) اپیلانٹ بنام ینا ئک آر پیمو (ابتداءً فریق مخالف) رسپانڈنٹ *

صفحہ کتاب انگریزی ۴۷۸

ضامن۔ ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ عدد ۱۷۹ ۔ تشریح ۴ ۔ ذمہ داری ضامن کی اجراء ڈگری مین
درخواست اجراء ڈگری بمقابلہ ضامن کے کس صورت مین تدبیر متعلق اجراء ڈگری بمقابلہ اصل شخص کے ہے

(۱) ... (۲) ... ریورٹ شدہ ... اپیل نمبر ۴۸ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ء

گساباجی بنام بنایک

طریقہ وصول کرنے کا ضامن سے عملدرآمد۔ ضابطہ۔

بنایک رام چندر کو ایک رقم للعہ ۱۳/۱۱/۱ پائی کی جج ضلع نے بطور معاوضہ ایسی اراضی کے دلائی
جو کلکٹر نے بموجب ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء کے لی تھی روپیہ کی بابت یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب وہ ضمانت
اوسکی واپسی کی اگر عدالت اپیل ایسا حکم دے پیش کرے ادا کیا جاوے دامودر نے بنایک کا بطیب اسکے اوسکا
ضامن ہوا اور اوس نے ایک دستاویز تحریر کی کہ وہ ذمہ دار عدالت میں ادا کرنے رقم للعہ ۱۳/۱۱/۱ پائی مذکور کا
اوس صورت میں ہے کہ عدالت حکم دے ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ہائی کورٹ نے حکم عدالت ضلع کو ترمیم کیا اور للعہ ۱/۷/۱ پائی ۴۷۵
(جزو رقم للعہ ۱۳/۱۱/۱ پائی) دوسرے دعویدار گساباجی رامجی اپیلانٹ کو دلائے ۱۷ فروری ۱۸۹۴ء کو
گساباجی نے واسطے اجرائے اس حکم کے بمقابلہ ضامن یعنی دامودر کے درخواست کی اور دعوی سود
اور خرچہ (صاحبہ ۱۵/۷/۲ پائی) کا کیا دامودر نے سود یا خرچہ کے ادا کرنے کی نسبت عذر کیا اور ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ بحیثیت
ضامن کے وہ محض ذمہ دار زر اصل کا تھا لیکن سود یا خرچہ کا ذمہ دار نہ تھا بعد ازان یعنی ۱۶ فروری ۱۸۹۶ء کو
گساباجی نے بمقابلہ اصل مدیون یعنی بنایک کے واسطے اجرائے حکم ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء کے بابت زر سود اور
خرچہ کے درخواست کی اور حجت کی کہ اوسکی درخواست مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۹۴ء بمقابلہ ضامن کے ایک تدبیر
معاون اجرائے حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۷۹ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) کے تھی واسطے حفظ میعاد ہے۔

تجویز ہوئی کہ اوسکی درخواست مین تمادی عارض ہے درخواست اجرا بمقابلہ شخص ضامن کے
واسطے نفاذ کرنے حکم مذکور کے بمقابلہ اصل مدیون کے موثر نہ ہوگی بجز اسکے کہ وہ درخواست واسطے نفاذ ایسی ذمہ داری کے
کی گئی ہو کہ جو دونون کے اوپر بموجب حکم مذکور کے عائد کی گئی ہو لیکن بموجب حکم مذکور کے ضامن ذمہ دار سود یا خرچہ کا نہ تھا
اور اسکی ذمہ داری ہر بنا بموجب اوسکی دستاویز کے زر اصل پر محدود تھی اور محض اوسی رقم کی بابت وہ بشرکت بنایک کے
ذمہ دار تھا پس درخواست ماسبق جو واسطے اجرا کے بمقابلہ ضامن کے بابت اوس روپیہ کے تھی جسکی بابت وہ بموجب
حکم کے ذمہ دار نہ تھا بطور ایک تدبیر معاون اجرا کے بمقابلہ اصل مدیون یعنی بنایک کے متصور نہیں ہو سکتی۔

طریقہ وصول زر کا ضامن سے بذریعہ کارروائی سرسری اجرا کے ہے اور نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے۔

اپیل بنا راضی حکم ٹی ہیمیلٹن صاحب جج ضلع پونا مقدمہ متفرقہ۔

کلکٹر پونا نے کچھ اراضی بموجب ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء کے حاصل کی اور یہ تجویز ہوئی کہ للعہ ۱۳/۱۱/۱ پائی
بطور معاوضہ کے مالکان کو دئے جائیں چند اشخاص دعویدار اس روپیہ کے ہوئے لہذا استغاثہ کلکٹر واسطے
تصفیہ اونکے حقوق کا سپرد جج ضلع کے کیا صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ کل رقم بنایک رام چندر ریسپانڈنٹ کو
ادا کیجاوے لیکن یہ حکم دیا کہ روپیہ اوسکے حوالہ اوسوقت تک نہ کیا جاوے کہ وہ زمانہ جو اپیل کے واسطے مقرر ہے

۱۸۹۵ء

کساجی بنام وناتک آر پربھو

ختم نہ ہوجاے یا جب تک کہ حکم مزید نہ ہو بجز اسکے کہ وہ وناتیک ضمانت اس امر کی دے کہ اگر حکم دیا جاے تو وہ روپیہ کو واپس کریگا۔

چنانچہ مسمی دامودر وزیارنگم ہوڈا پالو وناتیک کا ضامن ہوا اور اوس نے ایک دستاویز تحریر کی جسمیں وہ ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ اگر وناتیک نہ ادا کرے تو وہ عدالت میں رقم (۱۲ر۱۱ پائی) کی ادا کریگا ضروری حصہ ضمانت نامہ کا حسب ذیل تھا۔

"درصورت نہ ادا ہونیکے مین دامودر ور یارنگم جب عدالت حکم دیگی (۱۲ر۱۱ پائی) عدالت مین داخل کرونگا"

اس دستاویز کے تحریر ہونے پر کل رقم وناتیک کو ادا کیگئی۔ ۴۸۰

لیکن دیگر مدعیداران نے اپیل کیا اور بر طبق اپیل ہائی کورٹ نے ۵-۲۴ ستمبر ۱۸۹۳ء کو حکم صاحب جج ضلع کو تبدیل کیا اور رقم (۱۲ر۱۱ پائی) کی مختلف حصص مین تین مدعیداران یعنی کساجی رام جی اپیلانٹ حال اور دو دیگر اشخاص کو دلائی حصہ جو کساجی اپیلانٹ کو دلایا گیا (۱۱ر۱۱ پائی) تھا حکم مین نسبت سود اس رقم کے کوئی ذکر نہ تھا لیکن یہ ہدایت تھی کہ وناتیک کساجی کا خرچہ ادا کرے۔

۱۷ فروری ۱۸۹۵ء کو کساجی نے عدالت ضلع مین واسطے قرقی اور نیلام جائداد منقولہ دامودر ضامن کے واسطے وصول کرنے اپنے حصہ (۱۱ر۱۱ پائی) مع (۴ر۱۵ پائی) سود اور صرفہ خرچہ کے درخواست کی دامودر نے عذر کیا کہ وہ ذمہ دار سود یا خرچہ کا نہ تھا صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ وہ دونون کا ذمہ دار تھا لیکن بر طبق اپیل ہائی کورٹ نے ۱۵ جولائی ۱۸۹۵ء کو یہ حکم منسوخ کیا اور تجویز کی کہ بطور ضامن کے دامودر صرف ذمہ دار زر اصل کا تھا اور نہ زر سود یا خرچہ کا (۱)۔

کساجی نے بہ ارادہ وصول کرنے سود خرچہ کا اصل مدیون وناتیک سے کیا اور اس غرض سے اوس نے ۱۶ فروری ۱۸۹۵ء کو یہ درخواست کی کہ حکم ابتدائی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۲ء بمقابلہ وناتیک (فریق مخالف)

(۱) اس مقدمہ میں فیرن صاحب جج صاحب جسٹس نے تجویز حسب ذیل صادر فرمائی۔

یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ وناتیک بلاشبہ زر چندہ کو صحیح طور پر بحکم واپس کرنے اوس رقم کا جو اوسکو ادا کیگئی تھی مع سود کے دیا جاسکتا تھا لیکن بحث یہ ہے کہ آیا ضامن بحکم واپس کرنے رقم زر اصل سے زیادہ کا دیا جاسکتا ہے یا نہیں ضروری جزو دستاویز کا جو ضامن نے تحریر کی حسب ذیل تھا۔ "درصورت نہ ادا ہونے کے مین دامودر وزیارنگم جب عدالت حکم دیگی (۱۲ر۱۱ پائی) عدالت مین داخل کرونگا" فقرہ ۱۲۔ لیکن معاہدہ مین یہ حکم ہے کہ ذمہ داری ضامن کی مساوی ذمہ داری اصل مدیون کے ہے بجز اسکے کہ معاہدہ مین کوئی اور شرط ہو ہم اس موقع پر یہ خیال کرتے ہیں کہ ذمہ داری ضامن کی از روے الفاظ صریح دستاویز کے اوس خاص رقم پر محدود ہے جسکے ادا کرنے کا ضامن نے اوس دستاویز میں وعدہ کیا ہے (دیکھو تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۴۰)

۱۸۹۶ء

کساجی بنام وناٹک

۴۸۱

بموجب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے عدالت مطالبات خفیفہ بمبئی کو واسطے اجرا کے منتقل کیا جاوے اور یہ تحریر کیا کہ وناٹک ایک باشندہ بمبئی کا تھا اور دعوی زر سود و خرچہ کا اوس سے بذریعہ اجراے حکم مذکور کے لیا۔ وناٹک (فریق مخالف) نے یہ حجت کی کہ یہ درخواست اجراے حکم ۲۵ ستمبر ۱۸۹۳ء تمادی پذیر ہے۔

بحث یہ ہے کہ آیا درخواست اجرا بمقابلہ ضامن (دامودر) مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء مانع تمادی بمقابلہ اصل مدیون (وناٹک کے) ہے یا نہیں۔

صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ درخواست حال میں تمادی اسوجہ سے عارض ہے کہ کارروائی بمقابلہ ضامن کے بذریعہ نالش جداگانہ کے ہونی چاہیے تھی نہ بصیغہ اجرا کے اور اس لیے درخواست ۱۰ فروری ۱۸۹۴ء مطابق قانون کے نہ تھی اور حافظ میعاد نہیں ہے (دیکھو مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد سماعت) حاکم موصوف نے اپنی تجویز میں تحریر کیا

"یہ امر مسلم ہے کہ سائل نے بذریعہ درخواست مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۴ء کے ضامن سے ایک ایسی رقم کے دلاپانے کی استدعا کی تھی جو بموجب ڈگری ہائی کورٹ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کے واجب الادا تھی وہ ضامن بموجب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قبل صدور ڈگری کے ذمہ دار نہیں ہوا تھا بلکہ بموجب دفعہ ۵۴۵ کے اوس وقت ذمہ دار ہوا تھا جب اپیل دائر تھا پس اوسکی ذمہ داری بذریعہ اجرا ڈگری کے نافذ نہیں ہو سکتی تھی بلکہ بذریعہ نالش جداگانہ کے ہو سکتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف عدالتہاے ہائی کورٹ نے مختلف آرا بہ نسبت ضابطہ نفاذ ضمانت نامہ کے قبل ایکٹ ۱۸۸۸ء کے قائم کی تھیں جبکہ وہ قاعدہ جو کہ نسبت اون معاملات کے وضع کیا گیا جو دفعات ۵۴۹ و ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں داخل ہے لیکن بہ نسبت دفعات ۲۵۳ و ۵۴۵ کے اوس میں کوئی حکم نہیں ہے نظیر مقدمہ کلکتہ بنام بالکند (۱) مجھکو متعلق معلوم ہوتی ہے اور مجھکو اوس فیصلے میں یہ تجویز نہیں کرسکتا کہ درخواست نفاذ ضمانت نامہ کی ایک طرز اجرائے ڈگری یا واسطے کرنے کسی تدبیر معاون اجرائے ڈگری کے تھی۔"

کساجی نے برطبق اسکے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

وناٹک ایس بھنڈارکر منجانب اپیلانٹ (کساجی)۔ ہماری درخواست مورخہ ۱۶ فروری ۱۸۹۶ء باستدعاے اجراے حکم مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کے بمقابلہ وناٹک کے ہے درخواست بمقابلہ اوسکے ضامن مسمی دامودر مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۴ء بحافظ میعاد ہے (مد ۱۷۹ فقرہ ۴) وہ درخواست ایک تدبیر معاون اجرا تھی اور ایک چارہ کار مناسب بمقابلہ ضامن کے تھی۔ مقدمات دینکایا بنام سبلنگا یا (۲) و مقدمہ کیطرفہ بھیکاجی (۳) ملاحظہ طلب۔ ذمہ داری ضامن اور اصل مدیون کی مساوی اور مشترک ہے اور درخواست اجرا جو بمقابلہ ایک کے منجملہ دو اشخاص کے ہو جو مشترکا ذمہ دار ہیں ڈگری بمقابلہ دیگر شخص کے قائم رہتی ہے مقدمات جانکی کنور بنام سروپ رانی (۴) و تھرومالئی بنام رام ایار (۵) ملاحظہ طلب۔

(۱) ۱۸۹۰ء کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۲ (۲) ۱۸۸۰ء بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۱۴ (۳) ۱۸۸۰ء رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۴۸ حصہ اپیل دیوانی (۴) ۱۸۹۵ء الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۹۹ (۵) ۱۸۹۰ء مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱

۱۸۹۰ء گساجی بنام وناٹک ۴۸۲

ترمبک آرکوتوال منجانب رسپانڈنٹ (فریق مخالف) - یہ درخواست واسطے اجراء کے بابت زرسود اور خرچہ کے ہے حکم مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کی روسے سود نہیں دلایا گیا پس سائل سود بصیغہ اجراء ڈگری نہیں لے سکتا مقدمہ چندواری ناتہ بنام لیلا چند (۱) ملاحظہ طلب - درخواست ۱۰ - فروری ۱۸۹۷ء ایک تیسیر جلدون اجراء تھی اور یہی درخواست اوس شئے کے حاصل کرنیکی کی گئی تھی جو ازروے حکم کے عطا نہیں ہوئی تھی مقدمات رام چندر بنام گونداجی (۲) وددیا کشن بنام نہی بیگم (۳) وکرشن جی بنام انتدرا (۴) ملاحظہ طلب -

ذمہ داری جو ازروے حکم مذکورہ پیدا ہوئی تھی جہانتک کہ زراصل کو تعلق تھا مشترک تھی لیکن بابت زرسود اور خرچہ کے مشترک نہ تھی کیونکہ وناٹک بطور اصل مدیون کے ذمہ دار دونون کی بابت تھا ضامن کسی کا اونمین سے ذمہ دار نہ تھا - یہ درخواست جو بمقابلہ وناٹک کے تین سال سے زیادہ وصہ کے بعد تاریخ حکم سے پیش کی گئی ہے تمادی پذیر ہے کیونکہ اوس درخواست سے جو بمقابلہ دامودر ضامن کے تھی حکم بمقابلہ وناٹک اصل شخص کے قائم نہیں رہتا -

پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس - واقعات یہ ہین - رسپانڈنٹ کو معاوضہ بجوض ایکٹ حصول اراضی کے دیا گیا اپیلانٹ نے جسکا دعوی مخالف نسبت زرمعاوضہ مذکور کے تھا ہائی کورٹ مین اپیل کیا رسپانڈنٹ نے جبکا اوسکو روپیہ دیا گیا واسطے اوسکی واپسی کے اگر عدالت اپیل سے حکم واپسی ہو ضمانت دی ہائی کورٹ نے اپیل کا فیصلہ بحق اپیلانٹ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو کیا اپیلانٹ نے بصیغہ اجراء ۱۰ - فروری ۱۸۹۵ء کو شخص بمقابلہ ضامن کے واسطے دلاپانے زراصل کے جو دیا گیا تھا مع سود زر مذکور اور خرچہ مقدمہ کے درخواست پیش کی اوسکو صرف زراصل وصول ہوا کیونکہ ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی کہ ضامن ذمہ دار محض اوس روپیہ کا تھا جو اوسکے ضمانت نامہ مین درج تھا اور نہ کسی سود یا خرچہ کا - دیکھو مقدمہ دامودر بنام گساجی (۵) اوس درخواست حال ۲۰ - فروری ۱۸۹۷ء کو پیش کی کہ ڈگری بمبئی کو اس لئے منتقل کیجاے کہ وہ بمقابلہ رسپانڈنٹ اس غرض سے جاری کیجاوے کہ اوس سے زرسود وخرچہ وصول کیا جاوے -

صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ درخواست اجراء ڈگری بمقابلہ رسپانڈنٹ تمادی پذیر تھی کیونکہ درخواست بمقابلہ ضامن کے بموجب قانون کے نہ تھی اور حوالہ مقدمہ سیجو داس بنام بالکند داس (۶) کا دیا لیکن ۴۸۳ اس ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی کہ طریقہ وصول کرنے کا ضامن سے بطریق سرسری بذریعہ اجراء ہے اور نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے - دیکھو مقدمہ ونکیا نایک بنام بسلنگا یا (۷) اور صاحب جج ضلع کو تقلید اوس فیصلہ عدالت

(۱) ۱۸۸۰ء بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ (۲) ۱۸۹۶ء بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۰ صفحہ ۲۲۴ (۳) ۱۸۹۶ء الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۴۲
(۴) ۱۸۸۳ء بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۹۳ (۵) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۲۷ (۶) ۱۸۹۶ء کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۲

(۷) ۱۸۸۹ء بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۱۱

سنہ ۱۸۹۹ء

گسابجی بنام فائیک

ہزا کی بمقابلہ فیصلہ کسی دوسرے ہائی کورٹ کے کرنی چاہیے تھی۔

پس درخواست بمقابلہ ضامن مورخہ ۱۷۔ فروری سنہ ۱۸۹۴ء بطور ایک ایسی تدبیر کے تصور کر کے جو مناسب طور پر واسطے اجرا کے بمقابلہ اوسکے کی گئی تھی اور یہ فرض کر کے کہ وہ بطور فریق نالش کے پابند ڈگری کا اوس حد تک متصور ہونا چاہیے کہ جہانتک وہ ضامن واسطے اوسکے ایفاے مناسب کے تھا ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ آیا درخواست مذکور اس قسم کی ہے کہ وہ بمقابلہ رسپانڈنٹ موثر ہو سکتی ہے یا نہیں جواب اس بحث کا اس امر پر منحصر ہے کہ آیا ذمہ داری بموجب ڈگری کے مشترک تھی یا جداگانہ اور نسبت اس امر کے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ ضامن ذمہ دار سود یا خرچہ کا نہ تھا اوسکی ذمہ داری صریحاً بموجب اوسکی دستاویز کے زر اصل

للی بحوالہ ۱۳ الہ آباد تک جو رسپانڈنٹ کو ادا کیا گیا محدود تھی اور صرف اوس رقم کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی ذمہ داری مشترک بموجب اثر مجموعی ڈگری اور ضمانت نامہ کے تھی بابت زر سود اور خرچہ کے صرف ایک شخص بموجب ڈگری کے ذمہ دار تھا یعنی رسپانڈنٹ۔

پس مقدمہ اس قسم کا ہے کہ جسمیں ڈگری یا حکم جداگانہ طور پر بمقابلہ ایک سے زیادہ اشخاص کے صادر ہوا تھا جسمیں وہ اجزاے دعوی ممیز کئے گئے تھے جو ہر ایک کی جانب سے واجب الادا یا قابل حصول الگ الگ اور بموجب تشریح ۱ دفعہ ۱۷۹ ایکٹ میعاد سماعت کے درخواست صرف بمقابلہ ایسے اشخاص مذکور کے موثر ہے کہ جنکے مقابلہ میں وہ کی گئی تھی پس درخواست ۱۷۔ فروری سنہ ۱۸۹۴ء بمقابلہ رسپانڈنٹ کے موثر نہیں ہے اور درخواست حال میں نسبت اجراے ڈگری کے تمادی عارض ہے اس وجہ سے ہم اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہیں

رانا دے صاحب جسٹس۔ میں اتفاق کرتا ہوں نظائر سے جنکا حوالہ بجانب اپیلانٹ دیا گیا ہے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب ڈگری کی رو سے ذمہ داری مشترکہ چند اشخاص پر عاید کیجاے تو اجرا جو بمقابلہ اونمیں سے کسی کے کیا جاے ایک تدبیر واسطے اون اجرا بمقابلہ باقی اشخاص کے ہے لیکن مقدمہ ہذا میں مسلمہ ہے کوئی ذمہ داری مشترک بابت رقم سود اور خرچہ کے نہیں ہے جو ڈگریدار اب اپنے اصل مدیون سے وصول کرنا چاہتا ہے ضامن اون رقوم کی بابت بموجب اپنی دستاویز کے ذمہ دار نہ تھا اور اس طرح یہ

۴۸۴ یہ ظاہر ہے کہ اجراے ڈگری ما سبق بمقابلہ ضامن کے بطور تدبیر واسطے اون اجرا بمقابلہ اصل شخص کے بابت اون رقوم کے متصور نہیں ہو سکتی جنکا اب دعوی کیا گیا ہے پس صاحب جج ضلع نے بہت مناسب طور پر یہ تجویز کی کہ نسبت بحالات اجراے ڈگری میں تمادی عارض ہے۔

اپیل ڈسمس ہوا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب (قائم مقام چیف جسٹس) و رانا ڈے صاحب جسٹس

بمعاملہ بلاقی داس*

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۴

نان و نفقہ۔ شوہر و زوجہ۔ زوجہ نے بنام شوہر حکم نان و نفقہ حاصل کیا۔ بعدہ شوہر نے ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی حاصل کی۔ اثر ایسی ڈگری کا حکم سابق نان و نفقہ پر۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۸۸

ڈگری عدالت دیوانی اعادہ حقوق زناشوئی سے مجسٹریٹ کا ہر حکم قابل بابت نان و نفقہ کے اگر زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے میں اصرار کرے منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زوجہ ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی تعمیل کرنے میں قاصر رہے اور اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو مجسٹریٹ کو چاہیے کہ اپنے حکم قابل نان و نفقہ کو منسوخ کرے یا اوسکی نسبت یہ تصور کرے کہ وہ ختم ہو گیا۔

درخواست حسب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء)۔

بتاریخ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۱ء بائی گنگا نے بموجب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) حکم نان و نفقہ بنام اپنے شوہر بلاقی داس کے عدالت مجسٹریٹ درجہ اول احمدآباد سے حاصل کیا۔

بتاریخ یکم فروری سنہ ۱۸۹۲ء بلاقی داس نے عدالت جج ماتحت درجہ اول احمدآباد میں نالش بنام بائی گنگا کے دائر کی اور ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی حاصل کی۔

بتاریخ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء بائی گنگا نے روبرو مجسٹریٹ موصوف کے درخواست نفاذ حکم نان و نفقہ کی اور دلا پانے بقایائے نان و نفقہ ۲۰ ماہ کی پیش کی۔ برطبق اسکے بلاقی داس نے زر باقی مذکور عدالت میں داخل کیا۔

بتاریخ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء بلاقی داس نے مجسٹریٹ سے واسطے واپسی اوس روپیہ کے جو بطور بقایا عدالت میں ادا کیا گیا تھا اس بیان سے درخواست کی کہ اوسکی زوجہ بمتابعت ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کے جو اوس نے حاصل کی تھی اوسکے مکان میں واپس آئی ہے اور یہ حجت کی کہ وہ اسوجہ سے مستحق دلا پانے بقایائے نان و نفقہ کی نہیں ہے جسکا اوس نے دعویٰ کیا تھا۔ مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ یہ بیان ثابت نہیں ہوا اور درخواست مذکور بتاریخ ۲ فروری سنہ ۱۸۹۴ء نامنظور کی گئی۔

سنہ ۱۸۹۵ء میں بائی گنگا نے عدالت ایجنسی راجکوٹ میں نالش بابت بقایائے نان و نفقہ کے دائر کی۔ یہ نالش آخر کار اس بنا پر ڈسمس کی گئی کہ اوسکا حق نان و نفقہ بوجہ خود اوسکے طریق عمل کے زائل ہو گیا اور مجسٹریٹ کا حکم بابت نان و نفقہ کے اب نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

* درخواست نظر ثانی نمبر ۱۰۹ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ء
بمعاملہ بلاقی داس

برطبق اسکے بلاقی داس نے درخواست حال روبرو مجسٹریٹ درجہ اول احمدآباد کے اس غرض سے پیش کی کہ حکم نان ونفقہ مصدرہ سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ کیا جاوے۔

اصل وجوہ جنپر اوس نے درخواست ہذا پیش کی یہ تھے۔

(۱) یہ کہ اوس نے ایک ڈگری بابت اعادہ حقوق زناشوئی کے عدالت دیوانی سے سنہ ۱۸۹۲ء مین حاصل کی تھی

(۲) یہ کہ بعد اس ڈگری کے اوسکی زوجہ اوسکے مکان مین واپس آئی تھی اور اوسکے ساتھ ۸ یا ۱۰ روز تک رہی اور بعد اوسکے وہ اوسکے مکان سے چلی گئی اس طریق عمل سے رجعت کی گئی اور وہ مستحق کسی نان ونفقہ کی نہین رہی

مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ یہ دونون عذرات اوسکے پیش رو کے روبرو سنہ ۱۸۹۱ء مین کئے گئے تھے اور وہ نامنظور ہوئے تھے اور اسوجہ سے وہ اونکی سماعت مکرر کرنے سے جیسا کہ ہائی کورٹ الہ آباد نے بمقدمہ لچھمی بنام رام دیال (۱) تجویز کیا ہے ممنوع ہے مزید بران اوسکی یہ بھی رائے تھی کہ چونکہ سائل نے ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کو جاری نہین کرایا وہ مستحق اوس دادرسی کا نہین ہے جسکا اوس نے دعویٰ کیا حاکم موصوف نے درخواست کو ڈسمس کیا۔

بنا برضی اس حکم ڈسمسی کے بلاقی داس نے ہائی کورٹ مین بصیغہ اختیارات نظرثانی فوجداری کے درخواست گذرانی

گوبردھن ایم ترپاٹھی منجانب سائل۔

گنپت ایس راؤ منجانب فریق مخالف۔

پارسنس صاحب (قائم مقام چیف جسٹس) - نظائر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکم عدالت دیوانی سے جو واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے ہو مجسٹریٹ کا حکم ماقبل بابت نان ونفقہ کے اگر زوجہ شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے مین اصرار کرے مسترد ہو جاتا ہے دلٹ سی دوستی بنام میکانڈ (۲)
۴۸۶
اگر زوجہ ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کی تعمیل کرنے مین قاصر رہے اور اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو مجسٹریٹ کو چاہیے کہ اپنے حکم ماقبل نان ونفقہ کو منسوخ کرے یا اوسکو ایسا تصور کرے کہ وہ ختم ہو گیا ہے (دیکھو معاملہ کالی داس منگلہ رام (۳))۔

مجسٹریٹ نے اس مقدمہ مین یہ تجویز نہین کی کہ آیا فریق مخالف سائل کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے پر اصرار کرتی ہے یا نہین اونھون نے صرف یہ تحریر کیا ہے کہ سائل نے اوس ڈگری کو جاری نہین کرایا جو اوس نے واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے حاصل کی تھی اور نہ حصول قبضہ اپنی زوجہ کی استدعا کی۔ یہ امر مقدمہ سے غیر متعلق ہے مجسٹریٹ کو چاہیے کہ تجویز کرے کہ آیا زوجہ نے ڈگری کی تعمیل کی یا نہین۔ اگر اوس نے نہین کی تو وہ مستحق نان ونفقہ کی نہین رہی ہم حکم مجسٹریٹ کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو بغرض سماعت مکرر واپس کرتے ہین۔

(۱) سنہ ۱۸۸۵ء تدوین الاہ رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۲۴ (۲) بنگال رپورٹ کلکتہ مقدمات نظائر فوجداری جلد ۱۰ صفحہ ۲۵ (سنہ ۱۸۶۸ء)
(۳) نظر ثانی فوجداری نمبر ۹، ۱ سنہ ۱۸۸۹ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۵- اکتوبر ۱۹۰۹ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۶

واد ابھاؤ گنتر (ابتدائر مدعی) اپیلانٹ بنام گنیش رام چندر و یک کسن دیگر (ابتدائر مدعا علیہما) ریسپانڈنٹان

تعین مالیت - ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷ فقرہ ۱۰ (الف) و فقرہ ۴ (ج) و (د) و دفعہ ۱۲ - قسم جسمین نالش داخل ہو - فیصلہ نسبت قسم مذکور کے - اپیل - عملدرآمد -

اپیل بناراضی فیصلہ کے جو متعلق اس امر کے ہو کہ کس قسم میں نالش داخل ہے ہو سکتا ہے گو اپیل بناراضی کسی فیصلہ متعلق تعین مالیت نالش قسم مذکور کے نہیں ہو سکتا فیصلہ عدالت ماتحت جسمین یہ تجویز ہوئی کہ نالش بابت تعمیل مختص معاہدہ بیع کے ہے اور اوسکا تعین بموجب مقدار زر ثمن کے ہونا چاہئے قابل اپیل ہے -

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ایف سی او ڈیمن صاحب جج ضلع بیلگام مشعر بحالی حکم مصدرہ راؤ بہادر جی وی لیلے جج ماتحت درجہ اول -

مدعی نے یہ نالش باستدعاے استقرار اس امر کے کہ خریداری جو از نام مدعا علیہ اول کی گئی تھی ایک معاملہ بینامی بجانب و کے (مدعی) کے تھا اور واسطے اس حکم کے کہ مدعا علیہما بعناد جائداد مذکور کا ورکے نام تحریر کریں دائر کی زر ثمن بقدر ۰۰۰ روپے کے تھا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ یہ نالش واسطے تعمیل مختص ۴۸۷
کے ہے اور فقرہ ۱۰ (الف) دفعہ ۷ - ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) میں داخل ہے اور عرضی نالش پر اسٹامپ بموجب مقدار معاوضہ (۰۰۰ روپے) کے ہونا چاہئے اور اونہوں نے نالش کو اسوجہ سے ڈسمس کیا کہ مدعی اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر رہا -

مدعی نے اپیل کیا اور یہ حجت کی کہ نالش واسطے تعمیل مختص کے نہ تھی اور فقرہ ۱۰ (الف) دفعہ ۷ میں داخل نہ تھی بلکہ فقرہ ۴ دفعہ مذکور (ج) یا (د) میں داخل ہے اور اسوجہ سے وہ غلط طور پر ڈسمس کی گئی لیکن صاحب جج نے یہ تحقیق اپیل یہ تجویز کی کہ بحث تعین مالیت کی ہے اور بموجب دفعہ ۱۲ - ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) کے فیصلہ عدالت ماتحت کا قطعی ہے اور حاکم موصوف نے اپیل کو ڈسمس کیا اونہوں نے یہ فرمایا حاکم عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ تعین مالیت کا قطعی ہے بموجب الفاظ و کے حکم کے یہ مقدمہ داخل دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) کے ہے اور اس دفعہ کی رو سے فیصلہ عدالت ماتحت کا قطعی ہے اور اسوجہ سے میں اس اپیل کو ڈسمس کرونگا کہ مجکو اس اصول سے اتفاق نہیں ہے جسکے بموجب حاکم ذیعلم نے ظاہر تعین مالیت کا کیا ہے ؟

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا -

* اپیل دوم نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۰۹ء

۱۸۹۶ء

دادا بنام ناگیش

سداشیو تاتیا گوکھلے منجانب اپیلانٹ (مدعی) حاضر ہوئے۔ عدالت اپیل ماتحت نے مدعی کے اپیل کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ بحث تعین مالیت کی ہے اور دفعہ ۱۲۔ ایکٹ رسوم عدالت (ایکٹ ۷ ۱۸۷۰ء) مین داخل ہے جسکی روسے فیصلہ عدالت ماتحت کا قطعی ہے لیکن یہ مقدمہ دفعہ ۱۲ مین داخل نہین ہے اس مقدمہ مین کوئی بحث متعلق تعین مالیت کے حسب اوس دفعہ مذکور نہین ہے بحث نسبت اوس فقرہ کے ہے جسکے بموجب تعین ہونا چاہیئے یہ تجویز ہو چکی ہے کہ بحث بابت متعلق ہونے کسی خاص دفعہ کے اوس بحث سے جداگانہ ہے جو بعد تجویز کرنے دفعہ کے دربارہ تعین مالیت کے ہو صرف صورت آخر الذکر مین از روے دفعہ ۱۲۔ ایکٹ رسوم عدالت کے فیصلہ قطعی ہوتا ہے۔ دیکھو مقدمات اباجی پرراؤ بنام رام چندر بھیم جی (۱) وروٹھل کرشن بنام بال کرشن جناردن (۲) اس قسم کے اپیل سماعت کیے گئے ہین دیکھو مقدمات چنیا بنام رام وبال (۳) وانا ملی چیٹی بنام کلوتی (۴) و سردار سنگجی بنام گنپت سنگجی (۵) و سردار سنگجی بنام گنپت سنگجی (۶)۔

ریسپانڈنٹان کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

۴۸۸ **پارسنس صاحب** اقائم مقام **چیف جسٹس** ۔ صاحب جج ضلع نے اپیل کی سماعت سے جو اوسکے روبرو پیش ہوا تھا اس بنا پر انکار کیا کہ جو تعین مالیت جج ماتحت نے کیا تھا وہ بموجب دفعہ ۱۲۔ ایکٹ رسوم عدالت کے قطعی تھا واقعات یہ ہین۔ مدعی نے نالش واسطے استقرار اس امر کے خریداری از نام مدعا علیہ اول ایک معاملہ بینامی تھا اور واسطے اس حکم کے کہ مدعا علیہم ایک بینامہ اوسکے نام تحریر کرین دائر کی جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ یہ نالش واسطے تعمیل مختص کے ہے اور فقرہ ۱۰ (الف) دفعہ ۷۔ ایکٹ رسوم عدالت مین داخل ہے اور یہ کہ عرضی نالش پر اسٹامپ بموجب مقدار زرثمن کے لگانا چاہیئے تھا جو بقدر [illegible] روپیہ کے تھا اور حاکم موصوف نے نالش کو مدعی کے یہ رقم نہ دینے پر ڈسمس کیا۔ مدعی نے اس بنا پر اپیل کیا کہ اوسکی نالش داخل فقرہ ۴ (ج) یا (د) کے تھی اور غلط طور پر ڈسمس کی گئی۔

حکم ڈسمسی صریحاً قابل اپیل ہے اور صاحب جج ضلع کو سماعت اپیل کی کرنا چاہیئے تھی کوئی بحث تعین مالیت کی اوسمین نہین تھی کیونکہ جو تعین کیا گیا تھا یعنی تعین زرثمن وہ مسلم تھا لیکن حکم مذکور کی اس بنا پر بحث کی گئی کہ جج ماتحت کی یہ تجویز غلط تھی کہ نالش ایک خاص قسم مقدمات مین داخل ہے جسکی تعریف

(۱) اخبار [illegible] مطبوعہ [illegible] صفحہ ۴۴ (۲) [illegible] بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۶۱۰ (۳) [illegible] الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۳۶۰
(۴) [illegible] مدراس جلد [illegible] صفحہ ۲۰۴ (۵) [illegible] بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۳۹۵ (۶) [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۵۶

دادا بنام ناگیش

ایکٹ رسوم عدالت مین ہے بالفاظ دیگر یہ حجت کی گئی تھی کہ جج ماتحت نے یہ تجویز قانوناً غلط کی کہ نالش واسطے تعمیل تخصیص کے تھی کیونکہ وہ نالش واسطے ڈگری استقراریہ کے تھی جس مین دادرسی اوس کی استدعا کی گئی تھی ۔

امتیاز مابین اون مقدمات کے جنمین تعین مالیت جائداد متنازعہ ہو اور اون مقدمات کے جنمین اطلاق قانون کی نسبت بحث ہو صاف طور پر بمقدمہ باجی پرسرام بنام رام چند بھیماجی (۱) مین کیا گیا ہے وہ فرق صاف طور پر بمقدمہ اجلاس کامل وٹھل کرشن بنام بال کرشن جنارون (۲) مین ظاہر نہین کیا گیا ہے لیکن جو اصول کہ اوسمین قائم کیا گیا ہے کہ بابت اس بحث کے کہ آیا کوئی خاص نالش ایسی تھی یا نہین جسکا تعین مالیت حاکم عدالت کر سکے اپیل ہو سکتا ہے اوسی فرق پر منحصر ہے یعنی یہ کہ امر متنازعہ نسبت اوس قسم کے ہونا چاہیے جسمین نالش داخل ہے ثانیاً نسبت تعین مالیت قسم مذکور کے اور یہ کہ نسبت امر اول الذکر کے اپیل ہو سکتا ہے بمقدمہ کاشی ناتھ نرائن بنام گوبند پراجی (۳) فیصلہ متعلق مالیت پر مبنی نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ اس امر پر کہ نالش اوس قسم کے مقدمات کے بیجا طور پر داخل کی گئی تھی جن سے ۴۸۹ دفعہ ۔ متعلق تھی اسی طرح بمقدمہ دوارسنگہ جی بنام گنپت سنگہ جی (۴) مین عدالت نے اپیل کو اس وجہ سے منظور کیا کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی تھی کہ نالش فقرہ ۔ ۲ مین داخل ہے جبکہ وہ درحقیقت فقرہ ۔ ۴ دفعہ ۔ مین داخل ہوتی تھی بمقدمہ جینیا بنام رام دیال (۵) کوئی بحث تعین مالیت کی نہ تھی بلکہ اپیل اس وجہ سے سماعت کیا گیا تھا کہ یہ امر طے کیا جاوے کہ آیا یہ نالش ایسی ہے کہ جسمین دادرسی خاص کی استدعا کی گئی تھی یا نہین تاکہ یہ امر فیصل کیا جاوے کہ کس قسم مقدمات مین وہ بغرض ایکٹ رسوم عدالت کے داخل ہے بمقدمہ اناطلی چیٹی بنام کلوٹی (۶) اپیل بنا لینے فیصلہ ایک عدالت کے بابت اوس قسم کے جسمین مقدمہ داخل ہونا چاہیے سماعت کیا گیا تھا مقدمہ ہذا مین حکم صاحب جج کی نسبت اوسی وجہ پر بحث کی گئی ہے اور ہماری یہ راے ہے کہ نسبت اس امر کے اپیل ہو سکتا ہے ۔

ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو فسخ اور اپیل کو واسطے فیصلہ روداد کے واپس کرتے ہین خرچہ متعاقب نتیجہ کے عاید ہوگا

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۷۵ع دفعہ ۳۴

(۲) ۸ ۱۸۸۴ع بمبئی جلد ۱ صفحہ ۶۱۰

(۳) ۱۸۹۵ع بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸

(۴) ۱۸۹۳ع بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۵

(۵) ۱۸۸۱ع الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۶۰

(۶) ۱۸۸۱ع مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۰۴

رانا ڈے صاحب جسٹس ۔ اس مقدمہ مین نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کیگئی تھی کہ اپیلانٹ مدعی مالک اراضی کا تھا اور یہ کہ بیعنامہ بابت اوسکے مدعا علیہ کے نام سے بطور بینامیدار مدعی کے لکھا یا گیا تھا اور یہ استدعا مزید تھی کہ مدعا علیہ کو حکم دیا جاوے کہ ایک بیعنامہ بحق مدعی تحریر کرے دعوی کا تعین بمقدار ۔۔ کے تھا اور رسوم عدالت بموجب اوسکے ادا کی گئی تھی عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ تعین مالیت بموجب اوس رقم کے ہونا چاہئے جسکی بابت بیعنامہ تحریر کیا گیا تھا مدعی نے رسوم مزید ادا نہین کی اور اوسکی نالش ڈسمس ہوئی بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ کوئی اپیل اوسکے روبرو نہین ہو سکتا کیونکہ فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا بموجب دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت کے قطعی تھا ۔

اسمین کوئی شبہہ نہین ہو سکتا کہ عدالت اپیل ماتحت کا اوس اپیل کو جو اوسکے روبرو تھا اسوجہہ سے ڈسمس کرنا بیجا تھا کہ حکم صادرہ حسب دفعہ ۱۲ کا قطعی ہونا تصور کیا گیا تھا بلا شبہہ نظائر ماسبق ایسی تھین جنسے اس قسم کا نتیجہ نکل سکتا تھا دیکھو مقدمات مزین ماد ہورا و بنام گنگو تھانہ (۱) و منوہر گنیش بنام بابا رام چندر داس (۲) لیکن کل معاملہ پر بمقدمہ موتیلال کرشن بنام بال کرشن چماودن (۳) احتیاط کے ساتھ غور کیا گیا تھا اور یہ تجویز کیگئی تھی کہ بنا رامنی فیصلہ اس امر کے کہ آیا کوئی خاص نالش ایسی تھی یا نہین کہ جسکا تعین مالیت حاکم عدالت کرسکے اپیل ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ تعین جو حاکم نے کیا داخل اوسکے کار منصبی کے ہو تو اوسکے مراتب ضروری کی جانچ اپیل مین نہین ہو سکتی اس فیصلہ کی تقلید عدالت ہذا نے بمقدمہ سردار سنگجی بنام گنپت سنگجی (۴) و سردار سنگجی بنام گنپت سنگجی (۵) کی تھی ہائی کورٹ کلکتہ نے بھی یہی راے بمقدمات اجودھیا پرشاد بنام گنگا پرشاد (۶) و راج کرشن جی بنام بابا سندری داسی (۷) و گنگا منی چودھراین بنام گوپال چندر راے (۸) قائم کی ہے ہائی کورٹ الہ آباد نے مخالف راے نسبت دفعہ مذکورہ کے بمقدمہ مگر ان راے بنام گوبند ناتھ تیواری (۹) قائم کی ہے لیکن ہائی کورٹ مدراس نے پسند کیا کہ بمقدمہ آنا رن بنام گوما بین (۱۰) تقلید نظیر کلکتہ بمقدمہ اجودھیا پرشاد بنام گنگا پرشاد کی کرے ۔

---

(۱) ([illegible]) بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۴۵ (۲) ([illegible]) بمبئی جلد ۶ صفحہ ۳۱۹ (۳) ([illegible]) بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۰ ۔
(۴) ([illegible]) بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۵ (۵) ([illegible]) بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۶ (۶) ([illegible]) کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۳۹
(۷) ([illegible]) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۶ (۸) ([illegible]) کلکتہ ویکلی نظائر جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۱
(۹) ([illegible]) الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵ (۱۰) ([illegible]) مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۹

۱۸۹۸ء

فیصلہ بمبئی متذکرہ بالا سے کوئی شبہ نسبت اس امر کے باقی نہین رہتا کہ فیصلہ اس امر قانونی کا کہ آیا کوئی خاص نالش دفعہ ۲ فقرہ ۴ (ت) و (د) مین داخل ہے یا آیا وہ نالش ایسی ہے کہ جسکی بابت رسوم بلحاظ مالیت ادا ہونی چاہیے قابل اپیل ہے۔

ان وجوہ سے مین فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور اپیل کو عدالت ضلع مین واسطے فیصلہ کے مطابق قانون کے واپس کرتا ہون۔

ڈگری منسوخ اور مقدمہ واپس کیا گیا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب قایم مقام چیف جسٹس۔ وراناڈے صاحب جسٹس

بمعاملہ جیون جی آدم جی[+]

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۵۵۵ پلیڈر۔ تقرر پلیڈر کا بحیثیت پریزیڈنسی مجسٹریٹ۔ تقرر ازروے مجموعہ مذکور منع نہین ہے۔

تقرر پلیڈر کا بحیثیت مجسٹریٹ کے ازروے دفعہ ۵۵۵ یا ازروے کسی اور حکم مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) کے منع نہین ہے۔

۴۹۱ بعد اسکے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء نفاذ پذیر ہوا ایک پلیڈر جو اپنا کار پیشہ کرتا تھا قایم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ بطبق اپنے تقرر کے اوسنے اپنا کار پیشہ چھوڑ دیا اور وہ اوسوقت کہ جسوقت ملزم کی نسبت تجویز کی گئی اور جسکو اوسنے سرقہ کا مجرم تجویز کیا پیشہ وکالت نہین کرتا تھا ملزم نے ہائیکورٹ سے بصیغہ نظر ثانی تجویز ثبوت جرم مذکور کی منسوخی کی اس بناپر درخواست کی کہ تقرر مجسٹریٹ موصوف کا خلاف احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھا۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۵۵۵ مجموعہ مذکور تقررات سے متعلق نہین ہے اور اوسکو مقدمہ حال سے کچھ تعلق نہین ہے کیونکہ مجسٹریٹ جسوقت کہ ملزم کی تجویز ہوئی اور اوسپر جرم ثابت قرار دیا گیا پیشہ وکالت نہین کرتا تھا۔

درخواست حسب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء)

مسٹر ایس بی اسپینسر ہائیکورٹ کا وکیل تھا جو زیادہ تر عدالتہاے پریزیڈنسی مجسٹریٹ مین

[+] درخواست نظر ثانی فوجداری نمبر ۴۵۳ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۸۹۹ء

بمعاملہ جیوان جی اوم جی

پیشہ وکالت کرتا تھا۔

بتاریخ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء مسٹر اسپنسر بجاے خان بہادر علی اکبر وشمو کے قایم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ پنجم مقرر کیا گیا جبھی تقرر ہوا اوسنے پیشہ وکالت چھوڑ دیا۔

۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کو روبرو مسٹر اسپنسر کے ملزم پر الزام سرقہ کا لگایا گیا ملزم مجرم قرار دیا گیا اور اوسکی نسبت چھ ماہ قید سخت کا حکم صادر کیا گیا۔

بمطابق اسکے ملزم نے روبرو ہائی کورٹ کے بصیغہ اختیار نظر ثانی درخواست اس حجت سے پیش کی کہ تجویز ثبوت جرم خلاف قانون تھی کیونکہ تقرر مسٹر اسپنسر کا بطور قایم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے خلاف احکام دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھا۔

ہائی کورٹ نے مسل مقدمہ طلب کی۔

مسٹر برینین (مع مسٹر تی آر دیسائی و مسٹر منوبھائی نانابھائی) منجانب ملزم۔ تقرر مسٹر اسپنسر کا بطور قائم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ بموجب دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری جدید (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے ناجایز تھا کیونکہ وہ صرف عدالتہاے پریزیڈنسی مجسٹریٹ مین تاتاریخ اپنے تقرر کے پیشہ وکالت کرتا تھا مسودہ بل (مطبوعہ گزٹ آف انڈیا سنہ ۱۸۹۷ء حصہ ششم صفحات ۳۲ لغایت ۳۴) سے ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ جیسی کہ وہ ابتداءً مسودہ مین تھی بہ نسبت اس دفعہ کے جو اب موجود ہے زیادہ تر حاوی تھی بموجب اوسکے ہر وکیل بحیثیت مجسٹریٹ کے بلدہ پریزیڈنسی مین اجلاس کرنے کے ناقابل تھا اب یہ ناقابلیت صرف اونہین وکلاء پر محدود کی گئی ہے جو عدالتہاے پریزیڈنسی مجسٹریٹ مین پیشہ وکالت کرتے ہین یہ ناقابلیت مصلحت عام پر مبنی ہے اور واضعان قانون کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وکلا جو پیشہ وکالت عدالتہاے مجسٹریٹ مین کرتے ہین اون عدالت مین بحیثیت مجسٹریٹ کام کرنے سے باز رکھے جائین۔

مسٹر لینگ ایڈوکیٹ جنرل منجانب سرکار۔ دفعہ ۵۵ مجموعہ جدید تقرر کسی وکیل سے بطور پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے متعلق نہین ہے دفعہ مذکور مین یہ نہین کہا گیا ہے کہ کوئی پلیڈر مقرر نہ کیا جاے گا بلکہ الفاظ جو استعمال کئے گئے ہین یہ ہین کہ کوئی پلیڈر اجلاس نہ کرے گا اسکی مراد یہ ہے کہ کوئی وکیل کار پیشہ نہین کرسکتا اور اوسیکے ساتھ بطور مجسٹریٹ کے عدالتہاے پریزیڈنسی مجسٹریٹ مین اجلاس نہین کرسکتا اس دفعہ کا یہ منشا تھا کہ اوس عملدرآمد کا انسداد کیا جاے جو ممالک مغربی و شمالی و بنگال پریزیڈنسی مین مروج تھا جہان وکلاء بطور آنریری مجسٹریٹ کے بلا ترک کرنے کار پیشہ کے اجلاس کرتے تھے دفعہ مذکور کو کوئی تعلق مقدمہ حال سے نہین ہے کیونکہ مسٹر اسپنسر نے جبھی اونکا تقرر ہوا وکالت کرنا چھوڑ دیا تھا

۴۹۲

۱۸۹۰ء
معاملہ جیون جی

پس وے بطور پریزیڈنسی مجسٹریٹ اجلاس کرنے کے ناقابل نہین ہین -

پارسنس صاحب چیف جسٹس (قایم مقام) ہمارے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ اسمقدمہ مین تجویز ثبوت جرم مصدرہ قایم مقام پریزیڈنسی مجسٹریٹ (مسٹر اسپنسر) خلاف قانون ہے کیونکہ اونکا تقرر بطور پریزیڈنسی مجسٹریٹ مورخہ ۲۷ - جولائی ۱۸۹۰ء خلاف احکام دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھا لیکن دفعہ مذکور تقررات سے متعلق نہین ہے جو کچھ اوسمین تحریر ہے یہ ہے کہ کوئی پلیڈر جو کسی بلدہ پریزیڈنسی یا ضلع مین کسی مجسٹریٹ کی عدالت مین اپنا پیشہ کرتا ہو ویسی عدالت مین یا ویسی عدالت کے علاقہ حکومت کے اندر کسی عدالت مین بحیثیت مجسٹریٹ کے اجلاس نہین کر سکیگا حسن اتفاق سے ہمارے لئے غیر ضروری ہے کہ دفعہ مذکور کے منشا یا معنی یا عموما اوسکے متعلق ہونیکی بابت تحقیقات کرین یا اس امر کے دریافت کرنے کی کوشش کرین کہ اگر کوئی پلیڈر اپنا پیشہ کرتا ہو اور کسی عدالت مین بحیثیت مجسٹریٹ اجلاس کرے تو کیا واقع ہوگا یہ کہنا کافی ہے کہ مسٹر اسپنسر نے اسمقدمہ مین ایسا نہین کیا وہ اوسوقت وکیل تھا جب وہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ مقرر کیا گیا تھا تقرر کسی پلیڈر کا بطور مجسٹریٹ کے از روے کسی حکم مجموعہ کے ممنوع نہین ہے بر طبق تقرر کے اوسنے پیشہ وکالت چھوڑ دیا اور اب وہ پیشہ وکالت نہین کرتا ہے پس دفعہ مذکور کو اوس سے کوئی تعلق نہین ہے ہم درخواست کو ڈسمس کرتے ہین -

استصواب فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب (قایم مقام) چیف جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

۱۰ - اکتوبر ۱۸۹۰ء
منقولہ کتاب انگریزی ۴۹۲

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام **بھاؤ** +

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۳۷ - وعدہ معافی ایک ملزم سے منجملہ ملزمان کے کیا گیا - گواہ سرکار - تجویز گواہ سرکار کی بابت نہ ایفا کرتے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا - عملدرآمد -

کوئی کارروائی خلاف ایسے شخص کے جسنے معافی قبول کی ہو بابت ایفا کرنے اوس شرط کے جسکے اعتبار پر وعدہ معافی کیا گیا تھا اوسوقت تک نہین کیجا سکتی کہ مقدمہ عدالت سشن مین ختم نہو جاوے اور بعد اسکے اوسکی تجویز از سر نو شروع ہونی چاہیے -

یہ استصواب مسٹر جے بی الکاک صاحب سشن جج ناسک نے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری

+ استصواب فوجداری نمبر ۱۰۹ - ۱۸۹۰ء

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
بھاؤ

(اگست ۱۸۹۵ء) کیا۔

استصواب بعبارت ذیل تھا۔

"مین ہائی کورٹ مین واسطے احکام نظر ثانی کے مسل کارروائیات مجسٹریٹ بمقدمہ قیصر ہند بنام بھاؤ ولہیبو وغیرہ جنکو ایچ اوبروک صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ناسک نے سپرد عدالت سشن کیا تھا ارسال کرتا ہون۔

"ملزم نمبر ا بھاؤ ولد بہیو اسنے وعدہ معافی جو اوس سے مسٹر بروک نے کیا تھا قبول کیا اور شہادت بطور گواہ دی مجسٹریٹ نے یہ خیال کیا کہ اوسنے نسبت بعض امور کے شہادت جھوٹی دی گواوسنے وجوہ معقول ایسے خیال کرنے کے تحریر نہین کیے اور وعدہ معافی کو تاریخ ۱۶ اگست ۱۸۹۵ء منسوخ کیا وعدہ معافی ۷ اگست ۱۸۹۵ء کو کیا گیا تھا شہادت گواہان مستغیث ۹ اگست ۱۸۹۵ء کو ختم ہوئی ملزمان کا اظہار ۱۶ اگست کو لیا گیا پس یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہادت منجانب مستغیث بمواجہ ملزم بھاؤ کے نہین لی گئی تھی اور وہ اثنائے سماعت شہادت مذکور مین بحیثیت شخص ملزم کے نہ تھا۔

بتقلید نظائر ہائی کورٹ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۳ و سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۲ مین یہ تجویز کرتا ہون کہ سپردگی ملزم نمبر ا بھاؤ کی خلاف قانون ہے اور اوسکی اوسوقت تک تجویز نہین کی جاسکتی کہ مقدمہ نسبت دیگر ملزمان کے فیصل نہو جاے۔

"پس مین یہ مشورہ دیتا ہون کہ سپردگی ملزم نمبر ا بھاؤ ولد بہیو کی منسوخ کی جاے۔

یہ استصواب روبرو ڈویژن بنچ (پارسنس صاحب چیف جسٹس ورانا ڈے صاحب جسٹس) کے واسطے سماعت کے پیش ہوا۔

منجانب سرکار یا منجانب ملزم کے کوئی حاضر نہین ہوا۔

پارسنس صاحب جسٹس (قایم مقام **چیف جسٹس**) چونکہ مجسٹریٹ کی یہ راے تھی کہ ملزم نمبر ا نے تعمیل اون شرایط کی نہین کی جنکے اعتبار پر اوس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا لہذا اوسکو حاکم موصوف نے مع دیگر ملزمان کے واسطے تجویز کے عدالت سشن مین سپرد کیا ہم خیال کرتے ہین کہ سپردگی خلاف قانون تھی دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم ہے کہ ہر شخص جو معافی قبول کرے اوسکی اظہار بطور گواہ مقدمہ کے لیجاے گی اور اگر وہ ضمانت پر رہا نہو تو روز اختتام تجویز تک جو عدالت سشن سے ہو حراست مین رکھا جاویگا پس یہ صاف ظاہر ہے کہ خلاف اوسکے اوسوقت تک کوئی کارروائی نہین کیجاسکتی کہ مقدمہ عدالت سشن مین ختم نہو گیا ہو اور بعد اوسکے اوسکی تجویز از سر نو شروع ہوتی چاہیے یہی تجویز دیگر عدالتہاے ہائی کورٹ واقع ہندستان کی ہے مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سودر (۱)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۳ (سنہ ۱۸۹۰ء)

وملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام مولو (۱) وملکہ معظمہ بنام تیپر (۲) وملکہ معظمہ بنام پیرواس (۳) ومعاملہ جلو دیے پرانک (۴) وملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رام (۵) اور ہم اونکی تقلید کرتے ہین پیروگی منسوخ کی جاتی ہے بعد اسکے کہ جو عدالت سشن ختم ہو اگر ضروری خیال کیا جاے تو کارروائیات اوسکے خلاف کی جاسکتی ہین۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بساؤ

استصواب فوجداری

پارسنس صاحب جسٹس ورناوے صاحب جسٹس

۱۵- نومبر ۱۸۹۸ء
مقدمات انگریزی ۴۹۲

نارائین گوبند بنام وساجی +

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۴۵ و ۱۴۶- حکم واپس دلانے قبضہ اراضی جائداد غیر منقولہکے-

حکم حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) بابت پھر دلانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے ایسے شخص کو جو بذریعہ مجرمانہ کے بیدخل کیا گیا ہو ایک علیحدہ حکم ہے اور وہ بعد تاریخ تجویز ثبوت جرم کے صادر کیا جا سکتا ہے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ ساتھ تجویز ثبوت جرم کے صادر کیا جاے۔

وہ صورت جو دفعہ ۱۴۵ مین مدنظر ہے یہ ہے کہ شخص تابعین مستغیث کو بذریعہ جبر کے کسی اور شخص (ملزم) نے بیدخل کیا ہو اور شخص آخر الذکر بوقت تجویز ثبوت جرم قابض ہو ایسی صورت مین از روے دفعہ مذکور مجسٹریٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ حکم پھر دلانے قبضہ کا مستغیث کو صادر کرے بصورت ہونے حکم مناسب کے اشخاص ثالث پر کوئی اثر نہین پہونچتا اگر اونپر اثر پہونچے تو حکم اسوجہ سے ضرور ناجائز نہین ہے بموجب ضمن ۲ دفعہ مذکور اشخاص مذکور کو چارہ کار بذریعہ نالش دیوانی کے حاصل ہے۔

بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۸ء مستغیث نے مسمی راؤ پر الزام مداخلت بیجا مجرمانہ کا حسب دفعہ ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) لگایا اوسنے یہ بیان کیا کہ ماہ جولائی ماسبق مین ملزم نے اوسکی اراضی پر قبضہ کیا تھا اور اوسمین دھان بوے اور پھر ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء مین وہ مستغیث اور کھیت مذکور

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۵ (۱۸۹۶ء)۔

(۲) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۰ (نظائر فوجداری ۱۸۷۳ء)۔

(۳) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۴ (نظائر فوجداری ۱۸۷۲ء)۔

(۴) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۷ (۱۸۸۰ء)۔

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۳ (۱۸۹۲ء)۔

+ استصواب فوجداری نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۸۹۹ء
نراین گوبند بنام وساہی

پر گیا راؤ نے اوسکو جبراً نکال دیا اور اراضی مذکور کے خالی کرنے سے انکار کیا ۱۰ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کو مجسٹریٹ درجہ سوم نے نالش مذکور کی سماعت کی اور راؤ اوپر جرم جسکا الزام لگایا گیا تھا ثابت قرار دیا۔

دوسرے روز (۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ء) مستغیث نے حسب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کے مجسٹریٹ سے واسطے پھر دلانے قبضہ اراضی اور فصل استادہ کے درخواست کی مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مستغیث کو پھر قبضہ اراضی کا دلایا جائے لیکن فصل مذکور کو بموجب باب ۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قرق کیا۔

بعد ازان اسکے مسمی وساہی عذردار ہوا اور یہ دعوی کیا کہ فصل مذکور اوسنے خود کاشت کی تھی اوسکا دعوی نامنظور ہوا اور فصل مذکور کے نیلام کرنے کا حکم دیا گیا اور اوسکی قیمت حسب دفعہ ۵۲۳ و ۵۲۴ مجموعہ مذکور کے سرکار مین جمع کی گئی۔

تجویز ہوئی کہ حکم مصدرہ صاحب مجسٹریٹ بموجب دفعہ ۵۲۲ جسکی رو سے قبضہ اراضی کا مستغیث کو پھر دلایا گیا ناجایز تھا کیونکہ یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اوس جرم مین جو ملزم پر ثابت قرار دیا گیا جبر مجرمانہ شامل تھا اور یہ فعل بوجہ استعمال ایسے جبر کے واقع ہوئی مداخلت بیجا جسکی بابت استغاثہ کیا گیا ہے جولائی سنہ ۱۸۹۸ء مین واقع ہوئی تھی ملزم نے اوسوقت قبضہ حاصل کیا اور ستمبر مین کہ اوسوقت مین بھی وہ قابض تھا مستغیث سے جب اوسنے اراضی مذکور پر داخل ہونیکی کوشش کی جبراً مزاحمت کی لیکن مستغیث نے ملزم پر اس جرم کا الزام نہین لگایا بلکہ اوس مداخلت بیجا کا جو جولائی مین واقع ہوئی تھی صرف اوس صورت مین کہ واقعی استعمال جبر مجرمانہ سے یہ فعل واقع ہوئی ہو حکم حسب دفعہ ۵۲۲ صادر کیا جا سکتا ہے۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ حکم جو حسب دفعہ ۵۲۳ و ۵۲۴ نسبت فصل کے صادر کیا گیا تھا خلاف قانون تھا فصل مذکور ایسی جایداد نہ تھی جسکی بابت جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا اور نہ وہ ارتکاب جرم مین استعمال کی گئی تھی وہ ایسی جایداد نہ تھی جسکا ذکر دفعہ ۵۱۷ و ۵۱۳ یا ۵۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہے۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ مجسٹریٹ درجہ سوم کو بحیثیت ایسے مجسٹریٹ کے کوئی اختیار نہ تھا کہ حکم حسب دفعہ ۵۲۴ صادر کرے۔

استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء۔

۱۸۹۰ء
نرائن
بنام
وساجی

تاریخ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۰ء کو نارائن مستغیث نے رنگو ملزم پر حسب دفعہ ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے اپنے کھیت مین مداخلت بیجا مجرمانہ کا الزام لگایا۔

مستغیث نے یہ بیان کیا کہ جولائی ۱۸۹۰ء مین رنگو نے ناجائز طور پر اراضی مابہ النزاع پر دخل کیا اور تخم وہان بوئے اور ستمبر مین جبکہ مستغیث کھیت مذکور پر گیا رنگو نے اوسکو نکال دیا اور اراضی مذکور کے خالی کرنے سے انکار کیا تھا۔

مجسٹریٹ درجہ سوم نے ۱۷ نومبر ۱۸۹۰ء کو نالش مذکور کی سماعت کی اور اوسنے رنگو پر جرم جسکا الزام لگایا گیا تھا ثابت قرار دیا۔

دوسرے روز ۱۸ نومبر ۱۸۹۰ء کو مستغیث نے حسب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء مجسٹریٹ سے یہ درخواست کی کہ اوسکو اراضی مذکور اور فصل وہان کا جو اراضی مذکور پر ہے دخل دلایا جاے برطبق اسکے مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مستغیث کو دخل دلایا جاے لیکن یہ ہدایت کی کہ فصل حسب باب ۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری قرق کی جاے لیکن چونکہ بعد اسکے رنگو نے کل حق متعلقہ فصل سے دستبرداری کی مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ بعد منہا کرنے اخراجات کے وہ مستغیث کے حوالہ کی جاے۔

بعدہ وساجی معترض ہوا اور فصل مذکور کا بدین بیان دعوی کیا کہ اوسنے فصل کو بویا تھا لیکن اوسکا دعوی نامنظور کیا گیا۔

۲۹ جنوری ۱۸۹۱ء کو مستغیث کو باضابطہ قبضہ اراضی کا دلایا گیا لیکن بعدہ فصل حسب دفعات ۵۲۳ و ۵۲۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء نیلام کی گئی اور زر ثمن سرکار مین جمع کیا گیا۔

بعد اسکے وساجی نے مجسٹریٹ ضلع سے درخواست کی اور یہ بیان کیا کہ وہ اراضی اور فصل دونون پر قابض تھا اور وہ اون دونون سے ناجائز طور پر بموجب حکم مجسٹریٹ درجہ سوم کے محروم کیا گیا ہے برطبق اسکے مجسٹریٹ ضلع نے یہ استصواب ہائی کورٹ سے کیا کیونکہ اونکی یہ راے تھی کہ حکم جو مجسٹریٹ درجہ سوم نے بموجب دفعہ ۵۲۲ کے ۱۸ نومبر ۱۸۹۰ء کو صادر کیا خلاف قانون تھا اول اسوجہ سے کہ وہ بوقت تجویز ثبوت جرم صادر نہین کیا گیا تھا۔ دوم اسوجہ سے کہ اوس سے وساجی عذردار کے حق کو خلاف منشاء دفعہ مذکور کے مضرت پہونچی۔

استصواب حسب ذیل تھا۔

"مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم حسب دفعہ ۵۲۲ بوقت تجویز ثبوت جرم صادر کرنا چاہئے اور نہ بعد اوسکے جیسا کہ اسمقدمہ مین کیا گیا الفاظ دفعہ مذکور کے یہ ہین "جب کسی شخص پر جرم ثابت ہو" اور نہ "جرم ثابت کیا گیا ہو" اور صورتین

۱۸۹۹ء | زرائن بنام وسابی

مین حکم مذکور پر بوقت سماعت اپیل بنارامنی تجویز ثبوت جرم لحاظ کرسکتا تھا لیکن جیسی کہ صورت اب ہے حکم مذکور علیحدہ ہے اور بنارامنی اوسکے کوئی اپیل نہین ہوسکتا۔

"علاوہ وجہ مذکورہ بالا کے مین یہ خیال کرتا ہون کہ حکم مذکور ناقص ہے کیونکہ اوس سے فریق ثالث کے حق کو جسکو ابتداءً مقدمہ فوجداری سے تعلق نہ تھا مضرت پہونچتی ہے"۔

ڈویژنل بنچ (مسٹرجسٹس پارسنس صاحب جسٹس وراناڈے صاحب جسٹس) نے اس استصواب کی سماعت کی۔

جی ایس سولگواکر منجانب مستغیث۔

بی این اتھاولی منجانب وسابی۔

پارسنس صاحب جسٹس - اس مقدمہ کو مجسٹریٹ ضلع نے اس بنا پر ارسال کیا کہ حکم جو مجسٹریٹ درجہ سوم نے بموجب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہے خلاف قانون ہے کیونکہ وہ بوقت تجویز ثبوت جرم کے صادر نہین کیا گیا تھا اور اسوجہ سے کہ اوس سے فریق ثالث کے حق کو جسکو ابتداءً مقدمہ فوجداری سے تعلق نہ تھا مضرت پہونچی میری دانست مین اعتراض اول مقدمہ ہذا مین قابل پذیرائی نہین ہے مجسٹریٹ ضلع یہ خیال کرتے ہین کہ الفاظ ثابت ہونے کے استعمال سے حکم دخل دلائے جانے کا اوسکے ساتھ ہی ضروری ہے اور اگر الفاظ متعلقہ ثابت قرار پاچکا ہو ہوتے تو یہ صورت نہوتی لیکن میری دانست مین اونکی راے درست نہین ہے مراد الفاظ مذکور کی صرف یہ ہے کہ اول جرم ثابت ہو نا چاہئے بعدہ اوسکے حکم صادر کیا جاسکتا ہے غالباً کوئی مجسٹریٹ اس قسم کا حکم صادر نہ کرے گا بجز اسکے کہ اوس سے حکم مذکور کی درخواست کیجاے اور اوسکے واسطے کچھ وقت ضرور دینا چاہئے اسی قسم کے الفاظ دفعہ ۵۱۹ مین استعمال کئے گئے ہین لیکن اوسمین درخواست کی بابت حکم ہے نہ دفعہ ۵۲۲ مین کوئی ذکر کسی درخواست کا نہین ہے لیکن لحاظ الفاظ مستعملہ صاف طور پر ایسی درخواست پیش کیجاسکتی ہے اور اونکی روسے مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ حکم بعد تجویز ثبوت جرم کے ایسی درخواست پر صادر کرے اوسکا حکم محض سلسلہ کارروائیات سابق کے تصور کیا جاسکتا ہے اور حاکم موصوف سب سے صحیح راے نسبت اس امر کے قائم کرسکتے ہین کہ آیا بوجہ توقف کے درخواست منظور کرنی چاہیے یا نہین اس صورت مین کوئی توقف واقع نہین ہوا درخواست فوراً بعد تجویز ثبوت جرم کے پیش کی گئی تھی اور حکم مجسٹریٹ ۵ ماہ نومبر کو صادر ہوا

۱۸۹۹ء

نرائن بنام وساجی

اعتراض دوم جو مجسٹریٹ ضلع نے کیا ہے ظاہرا از روے ضمن ۲ دفعہ ۵۲۲ سے جو پیدا ہوتا ہے اور اوسکی بابت اوسمین حکم ہے۔ وہ صورت صریحا جو قانون مین مدنظر ہے یہ ہے کہ شخص قابض (مستغیث) کو کسی اور شخص (ملزم) نے بذریعہ جبر مجرمانہ کے بیدخل کیا ہو اور شخص آخر الذکر بوقت تجویز ثبوت جرم قابض ہو ایسی صورت مین از روے دفعہ مذکور مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ مستغیث کو پھر قبضہ دلانے کا حکم صادر کرے بصورت ہونے حکم مناسب کے اشخاص ثالث پر کوئی اثر نہین پہونچ سکتا اور اگر اونپر پہونچے تو اونکو چارہ کار بذریعہ نالش دیوانی کے حاصل ہے اور حکم مذکور اسوجہ سے خواہ مخواہ ناجائز نہوگا۔

لیکن مقدمہ حال مین حکم ناجائز ہے کیونکہ جیسا میرے ہمجلیس نے ظاہر کیا ہے مستغیث کو ملزم نے جبرا بیدخل نہین کیا تھا ملزم پیشتر اور بوقت استعمال جبر کے قابض تھا پس حکم مذکور منسوخ ہونا چاہیے دیگر احکام مجسٹریٹ درجہ سوم نسبت کاٹنے اکٹھا کرنے اور جمع کرنے اور جبکہ اسکے نیلام کرنے کے فصل کے جو اراضی پر تھی صریحا خلاف قانون ہین مجسٹریٹ موصوف احکام مذکور کو حسب دفعہ ۵۲۳ و ۵۲۲ صحیح ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہین لیکن دفعہ ۵۲۳ اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے اور مجسٹریٹ موصوف کو مطلقا حسب دفعہ ۵۲۲ عمل کرنیکا اختیار تھا یہ احکام بھی منسوخ ہونے چاہیین۔

راناڈے صاحب جسٹس۔ اصل بحث جو اس استصواب مین پیش کی گئی ہے متعلق تعبیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ مذکور کے ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقدمہ رپورٹ شدہ مین اوسکا فیصلہ پیشتر نہین ہوا وہ قبل اسکے ایک استصواب مین جو کلکتہ ہائی کورٹ سے کیا گیا تھا پیش کی گئی تھی لیکن مقدمہ دیگر وجوہ پر فیصل کیا گیا تھا اور اسوجہ سے امر مذکور کا فیصل کرنا غیر ضروری ہو گیا مقدمہ رام چندر بورل بنام جتندر (۱) ملاحظہ طلب۔

واقعات جہانتک کہ وہ متعلق اوس امر کے ہین جسپر لحاظ کرنا ہے مختصرا یہ معلوم ہوتے ہین یعنی نرائن گوبند نے بذریعہ عدالت کے ایک کھیت کا قبضہ باجراے اپنی ڈگری موسومہ راؤلو بھگونت کے ستمبر ۱۸۹۶ء مین حاصل کیا ۱۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو نراین نے ایک استغاثہ بنام راؤلو کے حسب دفعہ ۴۴۷ بابت جرم مداخلت بیجا کے پیش کیا جسمین اوس نے یہ تحریر کیا کہ راؤلو نے و دیگرہا نے قبل اراضی مذکور پر ناجائز طور پر دخل کیا تھا اور اوسمین وہان بسے تھے اور جب نراین کھیت کو گیا راؤلو نے اوسکو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۴ (۱۸۹۳ء)

۱۸۹۶ء

نرائن بنام وساجی ۴۹۹

دہکا دیکر نکال دیا اور اراضی مذکورہ کے چھوڑنے سے یا قبولیت لکھنے سے انکار کیا مجسٹریٹ درجہ سوم نے استغاثہ کی سماعت کی اور ۱۰ نومبر ۱۸۹۵ء کو راؤلو پر حسب دفعہ ۴۴۷ جرم ثابت قرار دیا اور ۵ روپیہ جرمانہ کیا مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ نرائن نے بذریعہ عدالت کے قبضہ حاصل کیا تھا اور راؤلو نے ناجائز طور پر اراضی مذکورہ پر دخل کیا اور فصل دہان کی اوسمین بوئی اور جب نرائن ستمبر ۱۸۹۵ء مین اراضی مذکورہ پر گیا اوسکو دہکا دیکر نکال دیا ۱۰ نومبر ۱۸۹۵ء کو نرائن نے حسب دفعہ ۵۲۲ اراضی مذکورہ مع فصل دہان کے دخل دلانے کی درخواست کی مجسٹریٹ نے حکم بدین ہدایت صادر کیا کہ اراضی مذکورہ پر قبضہ نرائن کو دلایا جائے اور یہ کہ فصل مذکور بموجب باب ۴۴ کے قرق کیجاے بعدہ چونکہ راؤلو نے یہ بیان کیا کہ اوسکا کوئی حق فصل مین نہین ہے مجسٹریٹ نے یہ ہدایت کی کہ بعد منہا کرنے اخراجات کے فصل مذکور نرائن کو دیجاوے۔

اس نوبت پر رسکی وساجی عذردار ہوا اور یہ دعوی کیا کہ فصل اوسکی بوئی ہوئی تھی اوسکا عذر نامنظور ہوا اور ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو اراضی مذکورہ نرائن کے قبضہ مین دیگئی بعدہ فصل بموجب دفعات ۵۲۳ و ۵۲۵ نیلام کیگئی اور زر ثمن سرکار مین جمع کیا گیا وساجی عذردار نے بعدہ مجسٹریٹ ضلع سے درخواست کی اور یہ شکایت کی کہ وہ اراضی مذکورہ پر قابض تھا اور اوس نے فصل بوئی تھی اور وہ ناجائز طور پر دونون چیزون کے قبضہ سے محروم کیا گیا برطبق اسکے مجسٹریٹ ضلع نے یہ مقدمہ اس بنا پر ارسال کیا کہ حکم بابت بر دلانے قبضہ اراضی مذکورہ کے خلاف قانون صادر کیا گیا تھا کیونکہ اس قسم کا حکم بموجب دفعہ ۵۲۲ کے صرف بوقت تجویز ثبوت جرم کے صادر کیا جا سکتا ہے اور نہ بعد اوسکے اوسکی یہ راے تھی کہ حکم مذکور بمقابلہ وساجی عذردار کے نافذ نہین کیا جا سکتا۔

میری دانست مین حکم مابہ البحث بربناے کسی وجوہ کے جو استصواب مین تحریر مین خلاف قانون نہ تھا الفاظ مستعملہ دفعہ ۵۲۲ یہ ہین جب کسی شخص پر جرم ثابت قرار دیا جاے اور الفاظ مذکور کی وہ تعبیر ہو سکتی ہے جو مجسٹریٹ ضلع نے کی ہے یعنی یہ کہ حکم دلانے قبضہ اراضی کا بوقت ثبوت جرم کے صادر کیا جانے لیکن بعد احتیاط غور کرنے کے دیگر دفعات باب مذکورہ پر جو بابت تجویز نسبت جائداد منقولہ کے ہین جسکی نسبت کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکم ایک علحدہ حکم ہے اور جو کچھ کہ دفعہ ۵۲۲ مین مدنظر ہے یہ ہے کہ حکم صرف برطبق ثابت قرار دئے جانے جرم کے صادر کیا جا سکتا ہے یہ الفاظ بجنسہ وہ ہین جو دفعہ ۵۲۱ مین کہ وہ قبل دفعہ ۵۲۲ کے ہے

۵۰۰ سنہ ۱۸۹۶ء نواتن بنام وساجی

استعمال کئے گئے ہیں اسی طرح سے از روے دفعہ ۴۳۵ عدالتہاے اپیل یا نظر ثانی کو اختیار دیا گیا ہے کہ کوئی حکم شعر ترمیم احکامات کے جو حسب دفعات ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۹ صادر کئے گئے ہوں صادر کریں دفعہ ۵۱۹ میں جو محاورہ نظر ہے کہ علحدہ درخواست نسبت اون احکام کے جو حسب اس دفعہ کے بعد تجویز ثبوت جرم کے صادر کئے جائیں پیش کیجاے نظیر مقدمہ مسمات الجمن داس بنام لیٹ لال (۱) سے جو متعلق دفعہ ۱۹ ہے مضمون دفعہ ۳۲۴ مجموعہ سابق کے تتبع ظاہر ہوتا ہے کہ حکم مذکور بر بناے تجویز کے ہونا چاہیے الفاظ مستعملہ تجویزیہ میں حکم تجویز عدالت پر مبنی ہونا چاہیے کیونکہ مسمہ رام چندر بوسل بنام چنڈ ریا (۲) میں تجویز ثبوت جرم کے چھ ماہ بعد درخواست پیش کی گئی تھی اس بنا پر نسبت جائز ہونے حکم مذکور کے اعتراض کیا گیا تھا لیکن چونکہ یہ امر فیصل نہیں کیا گیا تھا لہذا اس نظیر پر زیادہ استدلال نہیں کیا جاسکتا لیکن نظر بحالہ حالات مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم جو مقدمہ میں ایک درخواست پر جو بروز ما بعد تجویز ثبوت جرم کے پیش کی گئی تھی صادر کیا گیا تھا اوس بنا پر جو استصواب میں تحریر ہے خلاف قانون نہیں تھا -

نسبت عذر دوم کے یہ صاف عیان ہے کہ قانون میں از روے فقرہ ۲ دفعہ مذکور کے ایک چارہ کار صریح واسطے ایسے اشخاص ثالث کے جو بلا استحقاق بیدخل کئے گئے ہوں مقرر ہے اور مسماۃ ساجی عذر دار کو اپنا چارہ کار حاصل کرنا چاہیے -

گو میری دانست میں حکم مجسٹریٹ دربارہ سوم کا اون وجوہ سے منسوخ نہیں کیا جاسکتا ہے جو استصواب میں تحریر ہیں لیکن میں مطمئن ہوں کہ حکم مذکور دیگر وجوہ سے جو اوسکی بعیدادے متعلق میں خلاف قانون ہے دفعہ مذکور میں یہ امر مد نظر ہے (۱) کہ اوس جرم میں جسکا ملزم مجرم قرار دیا جاے جبر مجرمانہ شامل ہو اور (۲) یہ کہ عدالت کو اطمینان ہو کر ایسے جبر کے استعمال کی وجہ سے بیدخلی عمل میں آئی مقدمہ میں کوئی ان دونوں شرطوں میں سے پوری نہیں ہوئی جرم جسکا الزام لگایا گیا مداخلت بیجا مجرمانہ تھا جسکی تعریف دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند میں کیگئی ہے جبر مجرمانہ کی تعریف دفعہ ۳۵۰ مجموعہ تعزیرات ہند میں مندرج ہے جبر مجرمانہ مداخلت بیجا مجرمانہ کا جزو یا رکن ضروری نہیں ہے گو جب مداخلت بیجا کا ارتکاب با رادہ رنج پہونچانے یا توہین یا تخویف کے کیا جاے تو ایسا ہو سکن ہوسکتا ہے مقدمہ حال میں مداخلت بیجا اراضی پر مطابق بیان خود مستغیث کے جولائی ۱۸۹۶ء میں جب لاولو کا اراضی مذکور میں دوبارہ بونا بیان کیا گیا ہے واقع ہوئی مستغیث قریب آخر ستمبر کے

(۱) ویکلی رپورٹر کلکتہ نظائر فوجداری جلد ۲۴ صفحہ ۵۱ سنہ ۱۸۷۵ء

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۴۳۲ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
نرائن
بنام
وسابجی

اوس موقع پر گیا اور راؤ اوسے کھیت کے چھوڑنے سے اور قبولیت تحریر کرنے سے انکار کیا اوس مستغیث کو دہمکاکر نکال دیا مستغیث نے اس حملہ کی بابت کوئی استغاثہ نہیں کیا لیکن اوس مداخلت کی بابت جو چند ماہ پیشتر واقع ہوئی تہی استغاثہ کیا اندرین حالات یہ صاف ظاہر ہے کہ اوس جرم مین جسکا استغاثہ کیا گیا جبر مجرمانہ شامل نہ تہا اور نہ ایسے جبر کے استعمال کی وجہ سے بیدخلی عمل مین آئی تجویز مقدمہ مہنت تجھمن داس بنام پلیٹ لال (۱) سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی استعمال جبر مجرمانہ جس سے بیدخلی جسکا استغاثہ کیا گیا ہو واقع ہو ایک شرط ضروری ہے اور صرف اوس صورت مین جب ایسا ہوا ہو حکم بموجب دفعہ ۵۲۲ صادر کیا جا سکتا ہے تجویز مقدمہ رام چندر بورال بنام جقند تبری (۲) سے صاف عیان ہے کہ الفاظ "جرم جسمین جبر مجرمانہ شامل ہو" سے مراد ایسے جرم سے ہے جسکا جبر مجرمانہ ایک جزو ہو محض اظہار جبر مجرمانہ واسطے ایفائے شرائط دفعہ مذکور کے کافی نہیں ہے واقعی استعمال جبر کا اور جبر مجرمانہ کا جس سے بیدخلی واقع ہو ہونا چاہئے یہ دونون ضروری اجزا مقدمہ حال مین موجود نہیں ہین اور اس بنا پر مین تجویز کرونگا کہ حکم بابت پہر دلانے قبضہ کے جو مجسٹریٹ درجہ سوم نے صادر کیا بلا اختیار تہا اور منسوخ ہونا چاہئے۔

حکم بابت فصل کے بہی صریحا خلاف قانون تہا کیونکہ یہ فصل ایسی جائداد نہ تہی جسکی نسبت جرم مذکور کا ارتکاب کیا گیا تہا اور نہ یہ فصل جائداد تہی جو ارتکاب جرم مین استعمال کی گئی پس مجسٹریٹ موصوف اوسکی نسبت حسب دفعہ ۵۱۷ کارروائی نہین کر سکتا تہا اور نہ وہ اوسکی نسبت حسب دفعات ۵۲۳ و ۵۲۴ عمل کر سکتا تہا جیسا کہ حاکم موصوف بیان کرتا ہے کیونکہ وہ ایسی جائداد جسکا ذکر دفعہ مین ہے یا جسکی نسبت سرقہ کئے جانے کا بیان یا شبہہ ہو نہ تہی مزید بران مجسٹریٹ موصوف کو بحیثیت مجسٹریٹ درجہ سوم کے کوئی اختیار حسب دفعہ ۵۲۳ کے عمل کرنے اور یہ ہدایت کرنے کا نہ تہا کہ فصل نیلام کیجائے اور زر ثمن سرکار مین جمع کیا جائے۔

اندرین حالات مین حکم بابت دلانے قبضہ اراضی اور تجویز نسبت فصل کے فسخ کرتا ہون
حکم منسوخ کیا گیا۔

(۱) (۱۸۹۵ء) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۲۳ صفحہ ۵۳ نظائر فوجداری

(۲) (۱۸۹۶ء) کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۴۳۳

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل اے کرشنا صاحب نیٹ چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۱۷-نومبر ۱۸۹۶ء

گینو شیورام مارواڑی (مدعی) بنام گینو باباجی پوار (مدعا علیہ)*

صوبہ کنا بنگلوری

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۵۷-الف- اجراے ڈگری- اقرار مابین ڈگریدار اور ایک شخص علاوہ مدیون ڈگری کے- التواے اجراے ڈگری-

۵۰۲

فواے احکام دفعہ ۲۵۷-الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مین ایسا اقرار داخل نہین ہے جو مابین ڈگریدار اور کسی اور شخص کے علاوہ مدیون ڈگری کے ہو اور جسکی رو سے شخص مذکور نے بمعاوضہ التواے اجراے ڈگری کے بمقابلہ مدیون ڈگری کے وعدہ کیا ہو کہ وہ ڈگریدار کو ایک رقم معین زر نقد ادا کرے گا پس اس قسم کے اقرارات گو وہ بلا منظوری عدالت کے کئے گئے ہون قابل نفاذ ہین۔

استصواب منجانب راؤ صاحب اگمو نند رام چندر رنگولی جج خفیفہ واقع ضلع پونا بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)

گینو شیورام نے ایک ڈگری بنام کرشن جی بن ہری کے حاصل کی اور رو برو جج ماتحت کے درخواست اجراء مین پیش کی جبکہ بلیف عدالت کا واسطے قرقی مال کرشن جی کے گیا تو ایک شخص گینو باباجی نے کرشن جی کی دستیاری ایک حوالہ یعنی زبانی اقرار رو برو گینو شیورام ڈگریدار کے کیا کہ وہ اوسکو ۵۰ روپے اندر چھ ماہ کے ۴- اگست ۱۸۹۵ء سے بمعاوضہ نہ قرق کرنے اوسکی جائداد کے ادا کریگا اور بموجب اوسکے جایداد اوسوقت قرق نہین کی گئی۔

اس اقرار کی اطلاع عدالت کو نہین دی گئی اور نہ اوسکو عدالت نے منظور کیا۔

گینو ۵۰ روپے دینے سے قاصر رہا اور گینو شیو نے یہ نالش اوسکے نام واسطے دلاپانے اوس رقم کے مع سود من ابتداے ۴- فروری ۱۸۹۶ء لغایت یکم مارچ ۱۸۹۶ء- دایر کی-

جج ماتحت نے بسند مقدمہ رشتنو بنام سرپٹیل (۱) یہ تجویز کی کہ حوالہ مذکور ایک اقرار واسطے دینے مہلت ایفاے ڈگری کے تھا اور چونکہ وہ بلا اجازت اوس عدالت کے کیا گیا جس نے ڈگری صادر کی لہذا وہ حسب دفعہ ۲۵۷-الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے کالعدم تھا۔

* استصواب خفیفہ دیوانی نمبر ۶ ۱۸۹۶ء

(۱) رپورٹ ۱۸۸۶ء بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹

سنہ ۱۹۰۹ء
گیشو بنام گینوا

منجانب مدعی یہ حجت کی گئی تھی کہ دفعہ ۲۵۷-الف محض اقرارات مابین فریقین نالش یا ڈگری سے متعلق ہے اور یہ اس مقدمہ سے کہ جسمین اقرار ایک شخص ثالث کے ساتھہ کیا گیا تھا جج ماتحت نے بلحاظ اس امر کے کہ تجاویز مقدمات راجہ جی بنام محمد (۱) و سوامی راؤ بنام کاشی ناتھہ (۲) و دینگل بنام دیا بھائی گنگ جی (۳) سے بمقدمہ سیرا نیما بنام لیسٹن جی (۴) صریح طور پر اختلاف نہین کیا گیا ہے امور مندرجہ ذیل واسطے فیصلہ ہائی کورٹ کے ارسال کیے۔

۱۔ "آیا حوالہ یا اقرار زبانی اس مقدمہ مین حسب دفعہ ۲۵۷-الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بلحاظ تجویز حال فل بنچ ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ سیرانیما بنام پسٹن جی (۴) قابل نفاذ ہے یا نہین۔

۲۔ آیا مدعی مستحق دعویٰ سود کا بہ طریق ہرجہ بابت خلاف ورزی کسی ایسے اقرار کے ہے یا نہین"۔

۳۔ آیا ایسا اقرار جو ایک شخص ثالث سے حسب استدعاے ایک مدیون ڈگری کے واسطے ایفاے زر ڈگری کے کیا ہو ایسی صورت مین قابل نفاذ ہے کہ جب بموجب اقرار مذکور کے شخص ثالث مذکور کو مہلت واسطے ادا کل یا کسی جزو مطالبہ ڈگری کے دی گئی ہو۔

۴۔ آیا یہ ضروری ہے کہ ایسا اقرار داخل منشاے جزو اول دفعہ ۲۵۷-الف کے اسلیئے کیا جاے کہ اوس سے ڈگریدار کو اوس سے بہتر شرائط حاصل ہوتی ہین کہ جو ڈگری مین اوسکے لئے مندرج ہین۔

راے جج ماتحت کی نسبت امور مندرجہ بالا کے نفی مین تھی

بالاجی اے بھاگوت (رفیق عدالت) منجانب مدعی۔ دفعہ ۲۵۷-الف محض اقرارات مابین فریقین نالش یا ڈگری سے متعلق ہے۔ مقدمات راجہ جی بنام محمد ولی (۵) و ہرکہ چند بنام طوطا رام (۶) ملاحظہ طلب اقرار اس مقدمہ مین مابین ڈگریدار و مدیون ڈگری کے نہین ہے بلکہ مابین ڈگریدار اور ایک شخص ثالث کے ہے پس وہ داخل منشاے دفعہ ۲۵۷-الف کے نہین ہے یہ دفعہ اشخاص ثالث سے متعلق نہین ہے بلکہ کارروائیات اجراے متعلق ہے جبکہ اشخاص ثالث کو تعلق ہوتو واضعان قانون نے ایک قاعدہ جدا گانہ قائم کیا ہے اشخاص ثالث کو تصدیق کرانے کی اجازت دینا مساوی اسکے ہوگا کہ اونکو ڈگری کا فریق بنایا جاے اخیر فقرہ دفعہ مذکور مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ

۵۰۴

(۱) (۱۸۹۶ء) بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۷۶۷۔ (۲) (۱۸۹۰ء) بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۱۹

(۳) (۱۸۹۲ء) بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۱ (۴) (۱۹۰۶ء) بمبئی جلد ۳۰ صفحہ ۲۹۳

(۵) (۱۸۹۶ء) بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۷۰ (۶) اتحاد وزیر مطبوعہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۷۰۳

سنہ ۱۸۹۰ء
کیشو بنام لیتو

مدیون ڈگری ہمیشہ فریق اقرار ہونا چاہئے اوسمین یہ حکم ہے کہ زرفاضل اگر کوئی مدیون ڈگری وصول کریگا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شخص ثالث نہ دفعہ مذکور مین داخل ہوسکتا ہے اور نہ دفعہ مذکور کا اثر اوسپر پہونچ سکتا ہے۔

بجنسہ یہی اسے رہیگے از فریق عدالت منجانب مدعاعلیہ۔ الفاظ دفعہ کے عام ہین اوسمین یہ تحریر ہے "ہر اقرار واسطے دینے مہلت کے الخ" پس اوسمین اقرار مابین ڈگریدار او شخص ثالث کے داخل ہے اوسکا اطلاق محض اقرارات مابین ڈگریداران اور مدیونان پر محدود نہ ہونا چاہئے۔ دیکھو مقدمات وشنو بنام ہری گوبل (۱) وہیرا نیما بنام پستن جی وو سابہائی (۲)

دفعہ مذکور کا اطلاق محض کارروائیات اجرائے ڈگری پر محدود نہیں ہے وہ ثالثات سے بھی متعلق ہے مقصد دفعہ مذکور کا یہ ہے کہ اجرائے ڈگریات مین دیر نہو اور مدیونان ڈگری کی حفاظت ہو یہ دونوں مقاصد اگر قراریاب بحث قابل نفاذ قرار دیا جائے مفقود ہو جاینگے مدیون ڈگری بعوض اسکے کہ وہ یا تو سے محفوظ رہے ڈگریدار اور شخص ثالث دونوں کے ہاتھ سے مظلوم ہوگا۔

اخیر فقرہ دفعہ مذکور کا فقرہ دوم کے ساتھ پڑہنا چاہئے اور نہ فقرہ اول کے ساتھ کیونکہ فقرہ اول محض ان اقرارات کی بابت ہے جو واسطے دینے مہلت ایفائے مطالبہ ڈگری کے ہون اور فقرات دوم وسوم اقرارات ایفاء مطالبہ ڈگری سے متعلق ہین اسناد مندرجہ ذیل کا بھی حوالہ اثنائے بحث مین دیا گیا آدو بایا بنام احمد صاحب (۳) وکلم چند بنام طاہر النساء بی بی (۴) دولت بہادر بنام اننت دی پرشاد (۵)

اثر عدالت - اصل بحث جو اس استصواب سے پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا احکام دفعہ ۲۵۷ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منشا مین ایسا اقرار داخل ہے یا نہین جو مابین ڈگریدار او کسی شخص علاوہ مدیون ڈگری کے ہوا ہو جسکی رو سے شخص مذکور نے بمعاوضہ التوائے اجرائے ڈگری بوسومہ مدیون ڈگری کے وعدہ ادا کرنے ایک خاص رقم کا ڈگریدار کو کیا ہو اس امر کے فیصلہ کرنے مین مجکو بہت دقت ہوئی ہے اگر یہ معاملہ غیر مختوم ہوتا تو اعتراضات نسبت محدود کرنے الفاظ "ہر اقرار بابت دینے مہلت واسطے ادائے دین ڈگری شدہ کے" اسطور پر کہ اقرارات قسم مندرجہ بالا اوس سے خارج رہین ناقابل جواب معلوم ہوتے کیونکہ یہ بحث عمدہ طور پر ہوسکتی تہی کہ اس قسم کے معاملات الفاظ دفعہ مذکور مین داخل ہین اور یہ کہ یہ امر کسی طرح یقینی نہین ہے کہ وہ مساوی طور پر اوسکے منشا مین داخل نہین ہین لیکن مقدمہ سرکمہ چند بنام طوطارام (۶) ایک سند صحیح واسطے اس تجویز کے ہے کہ جب ایک مجاز فریقین کسی اقرار کے فریق ڈگری نہو تو دفعہ ۲۵۷ - الف متعلق نہین ہوسکتی یہ صحیح ہے کہ ۵۰۵

(۱) رپورٹ ۱۸۹۳ء بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۰۴ (۲) رپورٹ ۱۸۹۶ء بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۹۳ (۳) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۰
(۴) رپورٹ ۱۸۷۹ء کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳ (۵) رپورٹ ۱۸۹۲ء الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۵ (۶) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۷۷

۱۸۹۹ء کیشو بنام گمبہ

فیصلہ مقدمہ دشنو بنام پرہلاد (۱) اسے ایک نتیجہ خلاف نکلتا ہے لیکن ساتھ اس اعتبار کے رجحان جملہ مقدمات کا جو بابت اس معاملہ کے ہین اور جنکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا ہے مویدات منظرہ مقدمہ رام جی بنام محمد ولی (۲) کے ہین یعنی یہ کہ دفعہ ۲۵۸ سالف محض مابین فریقین ڈگری کے متعلق ہے ۔

ان حالات مین ہمکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ ہمکو یہ جایز ہوگا کہ اوس سلسلہ تجاویز سے تجاوز کرین جن سے ارادے سلسل حکام کی ایک کثیر زمانہ تک ظاہر ہوتی ہین ممکن ہے کہ ان فیصلجات کے اعتبار پر معاملات ہوے ہون اور ہم خیال کرتے ہین کہ یہ امر قابل افسوس ہوگا کہ ہمکو اب مجبوراً یہ تجویز کرنا پڑے کہ وہ فیصلجات غلط تھے لیکن یہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے آخر فقرہ دفعہ مذکور سے جسمین یہ فرض کیا گیا ہے کہ مدیون ڈگری جب ایک فریق اقرار ہوگا قسم اوس اقرار کی ظاہر ہوتی ہے کہ جس سے دفعہ مذکور متعلق ہے ایک منجملہ مقاصد دفعہ مذکور کے غالباً یہ تھا کہ مدیون ڈگری کی حفاظت دباؤ ناجایز سے کیجاے لیکن یہ امر بہت کم قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا دباؤ اون اشخاص پر کامیابی کے ساتھ ڈالا جا سکتا ہے جو تابع ڈگری کے نہین ہین پس ہمکو ضرور ہے کہ اول سوال کا جواب اثبات مین دین اور یہ تجویز کرین کہ حوالہ یا اقرار زبانی اس مقدمہ مین بوجہ احکام دفعہ ۲۵۸ ۔ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل نفاذ ہے ۔

دوسری بحث ایسی نہین ہے کہ جسکا صاف جواب صحیح طور پر دیا جا سکے چونکہ کوئی اقرار سود ادا کرنیکا نتھا اور کوئی مطالبہ نسبت ادا کے ظاہرا تحریری حسب ایکٹ ۳۲ ۱۸۳۹ء نہین کیا گیا تھا لہذا سود واجب نہین ہے اگر مدعی ہرجہ بابت خلاف ورزی معاہدہ کے ثابت کرے تو وہ معاوضہ جو قرین انصاف معلوم ہو دلایا جا سکتا ہے ۔

سوالات سوم و چہارم واسطے تصفیہ اس نالش کے ضروری نہین معلوم ہوتے ۔

بموجب اسکے حکم دیا گیا ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل اسکر نٹ صاحب چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء ۲۲ نومبر مسو کتاب انگریزی ۵۰۶

نرائن ہری دیول وغیرہ (ابتداً مدعا علیہم) سایلان بنام کیشو شیو رام دیول (ابتداً مدعی) فریق مخالف *

پانی ۔ مجراے آب ۔ مالکان کنارہ دریا کے حقوق ۔ مداخلت وار ۔ اختیار سماعت ۔ ایکٹ سماعت داران (ڈسٹرکٹ) بمبئی نمبر ۳ ۱۸۶۹ء دفعہ ۳ ۔

قانون متعلق مالکان کنارہ دریا کے ہندوستان مین وہی ہے جو انگلستان مین ہے اور حد تخیل

(۱) (۱۸۹۵ء) بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۵۵۴

(۲) (۱۸۹۵ء) بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۷۰

* درخواست نمبر ۱۹۱ ۱۸۹۵ء بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی

دسمبر ۱۸۹۵ء

نرائن بنام کیشو

مرف دح دفعہ ۔ ایکٹ حقوق آسائش (۵ بابت ۱۸۸۲ء) میں بیان کیا گیا ہے ہر مالک کو یہ حق ہے کہ پانی کا جو اوسکی اراضی کے قریب ہو کر گذرے استعمال مناسب کرے لیکن در صورت جبکہ کسی خاص رواج کے اوسکو یہ حق نہیں ہے کہ بند باندھ کر اوسکو روکے یا اوسکو ایسا ختم کرے کہ جس سے دیگر مالکان کنارہ آب اوس قسم کا استعمال کرنے سے محروم رہیں۔

یہ امر کہ غیر مناسب طور پر پانی کا اسطور پر کہ جس سے استعمال مالکان کنارہ دریا کے جانب زیریں میں خلل آوے کیا گیا بحث و انتفاع ہے جسکے فیصل کرنے کا واضعان قانون نے معاملت دار کو اختیار دیا ہے

درخواست بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی ہائیکورٹ از دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء بنا راضی فیصلہ راو صاحب ایم ایس ڈیکار معاملت دار مقام علی باغ واقع ضلع تھانہ مقدمہ سرسری حسب ایکٹ معاملت داران (ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء)

نالش بغرض اجرائے حکم امتناعی۔ مدعی نے یہ بیان کیا کہ وہ مستحق استعمال اوس پانی کا تھا جو اوسکی اراضی کاشت درمیان تک ایک قدرتی مجرائے آب میں ہو کر پہونچتا تھا اور یہ کہ مدعا علیہم نے ایک نالی کھودی ہے جسکے ذریعہ سے اونھوں نے پانی کو اپنی اراضی کی طرف پھیر لیا۔

مدعا علیہم کا یہ عذر تھا کہ مدعی کو کوئی حق نسبت پانی کے نہ تھا اور اونھوں نے اس امر سے انکار کیا کہ معاملت دار کو اختیار سماعت نالش کا حاصل تھا۔

معاملت دار نے یہ تجویز کی کہ مدعی استعمال آب سے جو بذریعہ مجرائے آب حسب بیان اوسکے جاری تھا مستفید ہوتا تھا اور یہ کہ مدعا علیہم نے اوسکے استفادہ مذکور میں مزاحمت کی اور یہ کہ اونکی مزاحمت چھ ماہ قبل ادخال نالش کے شروع ہوئی تھی پس اونھوں نے دعوی کو منظور اور حکم امتناعی عطا کیا۔

مدعا علیہم نے ہائیکورٹ میں بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی درخواست کی اور حکم اظہار وجہ حاصل کیا کہ معاملت دار کو ہدایت کیجائے کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں فیصلہ معاملت دار کا منسوخ نکیا جاوے۔

ڈاکٹر دی راو نے منجانب سائلان (مدعا علیہم) بتائید حکم اظہار وجہ حاضر ہوئے۔ معاملت دار نے یہ تجویز کی کہ پانی بذریعہ ایک مجرائے آب قدرتی کے جاری تھا مدعی کو استحقاق ہے کہ مجرائے آب مذکور سے اوس قدر پانی حاصل کریں جو ہمارے استعمال کے واسطے ضروری ہو بحث نسبت اس امر کے کہ کس قدر پانی واسطے ہمارے استعمال کے کافی ہے معاملت دار بصیغہ اختیار سماعت سرسری فیصل نہیں کر سکتا۔ مقدمہ سیلاپانی گرجی بنام ہرباپانی (۱) ملاحظہ طلب۔

مسٹر ... جی ... منجانب فریق مخالف مدعی وجہ ظاہر کی۔

(۱) ... صفحہ ۴۴

سنہ ۱۸۹۵ع

نرائن بنام لدھیو

از عدالت ۔ یہ مقدمہ عدالت معاملت دار مین مدعی نے واسطے اس حکم امتناعی کے کہ مدعا علیہم
کو ممانعت کیجائے کہ ایک خاص مجرائے آب کے پانی کے استعمال مین مداخلت یا مزاحمت نکرین دائر کیا تھا
معاملت دار نے یہ تجویز کی کہ مدعی واسطے آبپاشی اپنی اراضی کے اوس پانی کو استعمال کرتا رہا ہے جو بذریعہ مجرائے آب
قدرتی کے مدعا علیہم کی اراضی پر ہوکر آتا تھا اور یہ کہ مدعا علیہم نے اوسکے استفادہ اس استعمال مین بذریعہ کھودنے
ایک نالی کے خلل ڈالا جسکے ذریعہ سے جزو کثیر پانی کا خود اونکی اراضی کی طرف منتقل ہوگیا پس معاملت دار نے حکم امتناعی
مستدعیہ اوس قسم کے الفاظ مین صادر کیا جو ضمیمہ ج سے رکٹ مذکور مین مندرج ہین مدعا علیہم نے اب درخواست
اس عدالت مین اس بیان سے کی ہے کہ عدالت معاملت دار کو اختیار سماعت مقدمہ حاصل نتھا سو جہت سے یہ ضرور ہوا
کہ دفعہ ۳ ۔ ایکٹ مذکور اور قانون متعلقہ مجرائے آب جو حقوق مالکان کنارہ دریا پر موثر ہے دیکھا جاوے ۔

ضروری اجزائے دفعہ مذکور کے حسب ذیل ہین ۔

عدالت کو یہی اختیار ہوگا + + + کہ جب اوس شخص استعمال پانی مین + + + کسی مجرائے آب سے + + + روکا جاوے یا مزاحمت
کیا جاوے یا روکنے یا مزاحمت کرنے کا قصد کیا جاوے حکم امتناعی اوس شخص کے نام جاری کرے جس نے روکا ہو یا مزاحمت کی ہو یا روکنے یا مزاحمت کا قصد
کیا ہو کہ وہ آیندہ روکنے یا مزاحمت کرنے یا اوسکے قصد سے باز رہے ۔

امور تنقیح طلب جو معاملت دار کو اس قسم کے مقدمہ مین قائم کرنا ضرور ہین یہ ہین ۔ ۶۰۹

۱ ۔ آیا مدعی واقعی استعمال مندرجہ سے مستفید ہو رہا ہے یا نہین ۔

۲ ۔ آیا مدعا علیہم اوسکے استفادہ مذکور مین مداخلت یا مزاحمت کرتے ہین یا وہ اوسمین مداخلت یا مزاحمت کی کوشش کی ہے یا نہین

۳ ۔ آیا مداخلت یا مزاحمت مذکور یا کوشش مداخلت یا مزاحمت مذکور اندر چھ ماہ کے قبل رجوع نالش کے عمل مین آئی یا اوسکی ترتیب کی گئی

واضح ہو کہ دفعہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی رو سے لفظ مجرائے آب بمعنی مجرائے آب محدود ہوا اگر اس
قسم کے محدود کرنے کا منشا ہوتا تو بلاشبہہ وہ ظاہر کیا جاتا لیکن کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کیون اس قسم کا منشا ہوتا ۔

معاملت دار نے تجویز کی ہے کہ یہ نالی ایک مجرائے آب ہے پانی بلاشبہہ کبھی کبھی روان رہتا ہے لیکن جب بارش
ہوتی ہے تو مقررہ نالی یا راستے سے بہتا ہے اس طرح سے یہ مجرائے آب داخل تعریف قدرتی ندی کے ہے جو تحویل
نمبر ۱ ایکٹ حقوق آسائش مین درج ہے قدرتی ندی وہ ندی ہے جو خواہ مستقل ہو یا کبھی کبھی روان ہو یا نہین
جاری رہا کرتا ہو یا تھا اور جو سطح زمین پر ہو یا زمین کے اندر روان ہو اور جو محض قدرتی طرح سے معمولی اور معین راستے
مین بہتی ہو یہ کہنا ناممکن ہے کہ ایسی ندی کا راستہ ایک مجرائے آب نہین ہے

قانون متعلق مالکان کنارہ دریا ہندوستان مین وہی ہے جو انگلستان مین ہے اور تحت شرح دفعہ ۷ کو
مین بیان کیا گیا ہے ہر مالک کو یہ حق ہے کہ مناسب استعمال پانی کا جبکہ وہ اوسکی اراضی مین ہوکر گذرے کرے

۱۸۹۶ء

نرائن بنام کیشو

لیکن درصورت منتو نے کسی خاص رواج یا حق آسایش کے اوسکو کوئی حق نہیں ہے کہ بند یہ بند کے اوسکو روکے یا اوسکے پانی کو ایسا ختم کرے کہ جس سے دیگر مالکان کنارہ ندیا اوسی قسم کے استعمال سے محروم ہو جائیں اوسکی توضیح پیشتر آ صاحب جیف جسٹس نے بمقدمہ فرسٹ اسسٹنٹ کلکٹر تاسک بنام شامرجی دسرتھ (۱) حسب ذیل کی ہے جو کل مجموعہ قابضان اراضی واقع کنارہ ہاے دریا مساوی طور پر مستحق ہیں اندریں قابض ہر ایک گروہ قابضان پر لازم ہے کہ اپنے حق کا استعمال اس طرح پر کریں کہ دیگر قابضان کے مساوی طور پر مستفید ہونے میں مزاحمت واقع نہو۔

اس مقدمہ میں عدالت دارنے بعد دیکھنے مسل اور لینے شہادت فریقین کے یہ تجویز بطور واقعہ کی کہ مدعی اس ندی کے پانی کو آبپاشی کے کام میں لاتا تھا اور بالکل قریب زمانہ میں مدعا علیہم نے اوسکے پانی کو دوسری جانب بہا کر اوسکو قریب قریب
۵۰۹
کلیتاً پانی سے محروم کیا یہ صحیح ہے کہ مدعا علیہم مثل مدعی کے پانی کو مناسب طور پر واسطے اغراض آبپاشی کے استعمال کرنیکے مستحق تھے لیکن اونکو یہ استحقاق نہ تھا کہ کل پانی اس طور پر ختم کر دیں کہ مدعی اپنے حصہ مناسب سے محروم ہو جاے اگر اونھوں نے ایسا کیا تو ہم خیال کرتے ہیں کہ اونکا فعل مساوی مزاحمت استعمال مدعی کے باوجود اسکے ہوگا کہ اونکا عملدرآمد بالکل اندر حدود اونکی اراضی کے ہوتا مدعی کے استعمال میں ویسا ہی بیجا خلل فعل ہمسایہ کے پانی اوسکے پاس تک آنے نہ دیا اوسی طرح پر ہوگا گویا وہ اوسکی اراضی پر آیا اور پانی کو ڈولوں میں بھر کر لے گیا

یہ امر کہ نامناسب بہانا پانی کا جس سے استعمال مالک اراضی کنارہ دریا نے زیرین میں خلل آوے کیا ہوگا ایک مرواقعاتی واسطے فیصلہ سماعت دار کے بموجب حالات مقدمہ کے ہے ممکن ہے کہ یہ امر مشکل ہو اور مناسب حصہ رسدی پانی کے تقسیم کرنے پر منحصر ہو لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا امر ہے جسکے فیصل کرنیکا اختیار واضعان قانون نے سماعت دار کو دیا ہے اسکا منشا اس خیال سے کہ نزاعات آبپاشی کے واسطے زیادہ تر جلد چارہ کار بہ نسبت اوسکے کہ جو معمولی عدالتہاے سے حاصل ہو سکتا ہے واسطے نامرو زراعت اور حفظ اسکے کے چاہیے جو فریق اس فیصلے سے ناراض ہو وہ بذریعہ نالش نمبری کے عدالت دیوانی سے چارہ جوئی کر سکتا ہے۔ (۲)

وکیل مدعا علیہم سایلان نے اثناے بحث میں فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ بابا جی رام چندر بنام بابا جی دیوجی پر بہت استدلال کیا ہے لیکن وہ ایک خاص قسم کا مقدمہ تھا جسمیں فریقین نے چند ایسے عام حقوق کی نسبت مالکان کنارہ دریا کے استدلال نہیں کیا تھا بلکہ ایک رواج پر جسکی رو سے ہر مالک پانی کو بند کرنا تھا اور روکتا تھا ہماری دانست میں ہم اوسکو بطور ایسی نظیر کے قبول نہیں کرسکتے جو مقدمہ ہذا پر جاری ہو حکم اظہار وجہ مع خرچہ منسوخ ہونا چاہیے

حکم اظہار وجہ منسوخ ہوا

(۱) آئی ایل آر ۶ بمبئی سلسلہ صفحہ ۱۸۷ بصفحہ ۲۱۳
(۲) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۶۳ –

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندرکا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن و مین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھ فلسفانہ بحث کی گئی ہے عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدراس پریذیڈنسی نے ۱۸۶۷ء مین کیا تھا۔ باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک اسکی اشاعت اردو زبان مین نہین ہوئی تھی اور یہ ایک سبب بڑا نقص اشاعت علم دہرم شاستر کا تھا۔ اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے نہایت بامحاورہ اردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید احتیاط کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح جناب منشی پرتاپ نرائن صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند سابق اردو جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے۔ اس کتاب کی قیمت ۲ سکہ کلدار یا ۱۲ سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شایقین کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن صاحب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

الـمـشـتـہـر

رگھوبیر سہاے ورما۔ سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

۳

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

اگست ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب ارکان

منشی درگا پرشاد	مترجم مہتمم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان	سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہائے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

مروان جی سنجر جی کاما بنام سید سردار علی خان ۵۱۹

صیغہ اپیل دیوانی

بھوانی شنکر بنام ہرن شنکر ۵۳۵
پاروتی بنام گنپتی ۵۱۲
سگاجی بنام نام دیو ۵۲۴
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتارام شیورام ۵۱۷
ڈاسٹنگس بنام گانس لیوس ۵۳۸
نرائن بنام رسول خان ۵۴۰

صیغہ استصواب فوجداری

میونسپلٹی بمبی بنام احمد بھائی حبیب بھائی ۵۱۷

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل دروم ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۴ و ۵۸۵ ـ استعمال اختیار تمیزی مین دست اندازی کا ہونا ـ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵ ـ اپیل مابین میعاد پیش نہین ہوا ـ تاخیر کی وجہ کافی ـ حاکم کا اختیار تمیزی

پاروتی بنام گنپتی ۵۱۲

دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۵۱۲

اجرا ـ اجرا بحکم ـ درخواست روبرو کلکٹر کے واسطے فسوخی نیلام کے ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۳۱۰ ـ الف و ۳۱۱ و ۳۱۲ ـ میعاد سماعت ـ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)

دفعہ ۱۲ ـ ڈگری ـ دیکھو میعاد سماعت ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۴۰

امر تجویز شدہ ـ نالش منجانب خالد واسطے زر واصلات بہ حیثیت موصی لہ اراضی حسب وصیت نامہ عمرو ـ وصیت نامہ جایز تجویز کیا گیا اور دعوی خالد منظور کیا گیا ـ درخواست منجانب خالد بہ حیثیت قایم مقام قانونی عمرو واسطے اجرا اوس ڈگری کے جو عمرو نے حاصل کی ـ بحث جواز وصیت نامہ پیش کی گئی ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ ـ عمرو نے ایک ڈگری بنام بکر واسطے قبضہ اراضی کے حاصل کی اور بعد اوسکے فوت ہوا ـ بر طبق اسکے خالد نے واسطے اجراے ڈگری کے بہ حیثیت قایم مقام قانونی عمرو کے درخواست کی اور ایک وصیت نامہ پر استدلال کیا جسکو عمرو نے بحق نامبردہ تحریر کیا تھا ـ اوسی وقت خالد نے ایک نالش واسطے

دلایا نے مالغہ زر واصلات اراضی کے دائر کی - کارروائیات اجرا تا فیصلہ نالش واصلات ملتوی کی گئیں - اس نالش مین بکر نے یہ حجت کی کہ وصیت نامہ بابت النجت کو عمرو نے تحریر نہین کیا تھا اور یہ کہ عمرو بوقت تحریر وصیت نامہ منظورہ عقل صحیح قابل کرنے انتقال کے نہین رکھتا تھا جج ماتحت نے ان دونون امور کی نسبت خلاف بکر کے تجویز کی اور ڈگری واسطے زر واصلات کے صادر کی بر طبق اپیل اس ڈگری کو صاحب جج ضلع نے بحال رکھا -

بعد فیصلہ اس نالش کے جج ماتحت نے خالد کی درخواست اجرائے ڈگری ابتدائی پر جو عمرو نے حاصل کی تھی غور کیا - اس درخواست کی نسبت بکر نے بر بنائے ان وجوہ کے اعتراض کیا جنپر اوس نے نالش زر واصلات کی جوابدہی کی تھی اور اوس نے جواز وصیت نامہ کی نسبت اسوجہ سے اعتراض کیا کہ موصی نے اوسکو تحریر نہین کیا تھا اور وہ صحیح العقل نہ تھا - جج ماتحت نے معاملہ کو مکرر تجویز شدہ تجویز کیا لہذا حاکم موصوف نے اس عذر کو نامنظور کیا اور حکم اجرا صادر کیا - صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش زر واصلات از قسم نالش عدالت خفیفہ تھی جسمین کوئی اپیل دوم نہین ہو سکتا تھا لہذا فیصلہ صادرہ نالش مذکور بطور امر تجویز شدہ کارروائیات اجرائے حال مین موثر نہین ہے - لہذا حاکم موصوف نے حکم جج ماتحت منسوخ اور مقدمہ واسطے فیصلہ جدید کے واپس کیا -

منسوخی حکم واپسی تجویز ہوئی - کہ یہ امر کہ آیا خالد مستحق جاری کرانے ڈگری کا بہ حیثیت قائم مقام عمرو کے تھا یا نہین داخل فقرہ اخیر دفعہ ۲۴۴ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) ہے جس کے جج ماتحت جنہون نے امر تنقیح طلب نسبت جواز وصیت نامہ کے جسپر خالد نے یہ نالش بحیثیت استدلال کیا تھا قائم کیا تھا مجاز اسکے تھے کہ اپنی تجویز امر تنقیح طلب مذکور پر کارروائیات اجرائے مین عمل کرین

سبوانی شنکر بنام نرن شنکر ۵۲۵

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ دفعہ ۵ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۵۱۲
ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ دفعہ ۱۴ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۵۳۰
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۲۴۴ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۲۵
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعات ۲۴۴ و ۳۱۰ - ۳۱۰ الف و ۳۱۱ و ۳۲۰ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۳۰
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۵۸۴ - دیکھو اپیل دوم و ایکٹ میعاد سماعت ۵۱۲
ایکٹ ہائے ابکاری
ایکٹ ۱۸۹۱ء نمبر ۳ دفعہ ۱۴ - دیکھو میونسپلٹی ۵۲۷

ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵ - اپیل جو اندر میعاد پیش نہین ہوا - تاخیر کی وجہ کافی - حاکم کا اختیار تمیزی - اپیل دوم - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۴ استعمال اختیار تمیزی مین دست اندازی کا نمونا] جبکہ اپیل بوجہ تمادی ڈسمس کیا گیا اور عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اپیل مذکور کے اندر میعاد معینہ دائر نہ ہونیکی کوئی وجہ کافی نہ تھی ہائی کورٹ

اپیل دوم مین صرف اوس حالت مین دست اندازی کر سکتی ہے کہ فیصلہ مذکور خلاف قانون ہو یعنی اگر عدالت ماتحت نے خود خواستہ یا تلون مزاجی سے یا اپنے فیصلہ کی تائید مین بغیر کسی مناسب وجہ قانونی کے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال کیا ہو۔

پاروتی بنام گنپتی ۵۱۲

بایع و مشتری۔ معاہدہ بیع۔ عدم ادائے زرثمن۔ نالش قبضہ منجانب مشتری جس نے زرثمن ادا نہین کیا۔ چارہ کار بایع میعاد سماعت۔ ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۳۷ مدعیان مالکان اراضی ہین جس پر مدعا علیہ نے با جازت مدعیان ایک مکان تعمیر کیا۔ تنازعات مابین مدعیان و مدعا علیہم پیدا ہوے اور فروری سنہ ۱۸۹۳ء مین مدعا علیہ نے ایک محکمہ معالمت دار سے یہ نالش قبضہ سو سو مدعیان بدین ہدایت حاصل کیا کہ مدعیان اوسکو قبضہ جائداد کا دین اگست سنہ ۱۸۹۳ء مین ایک اقرار مابین ثالثان کے ہوا اور اوسکے مطابق مدعا علیہ نے ایک کرایہ نامہ بحق مدعیان تحریر کیا اور چھوڑنے جائداد کا بحق مدعیان کے بعد اختتام چار ماہ کے جب مدعیان سو روپیہ ادا کرین وعدہ کیا۔ بتاریخ ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء مدعیان نے یہ نالش واسطے قبضہ کے اس بیان سے دائر کی کہ مدعا علیہ نے جائداد کے چھوڑنے سے انکار کیا۔ صاحب جج ضلع نے نالش کو یہ تجویز ڈسمس کیا کہ مدعیان نے مبلغ مار ادا نہین کئے اور یہ تجویز کی کہ اسوجہ سے مدعا علیہ کا معاہدہ مندرجہ کرایہ نامہ فسخ کرنا درست تھا۔ مزید بران حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش بوجہ اسکے کہ وہ اندر تین سال کے تاریخ حکم معالمت دار مورخہ ۲۴۔ فروری سنہ ۱۸۹۳ء سے دائر نہین کی گئی تمادی پذیر ہے۔ سو کیو ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۴ ہو۔

تجویز ہوئی (ر پنسوخی ڈگری) کہ شہادت سے ثابت ہے کہ یہ معاملہ بیع جائداد منجانب مدعا علیہ بنام مدعیان بعوض ۱۰۰ کے تھا اور قبضہ مدعیان کو حسب کرایہ نامہ واسطے چار ماہ کے دیا گیا تھا۔ اور بیع مذکور ایک معاملہ مکمل تھا اگرچہ ۱۰۰ ادا نہین کئے گئے۔ اور چارہ کار مدعا علیہ کا صرف یہ ہے کہ واسطے رقم مذکور کے نالش کرے۔

یہ بھی تجویز ہوئی کہ از روے معاہدہ مابین فریقین کے حکم معالمت دار بعد ورود نالش قبضہ فسخ ہوگیا اور مدعیان کے لئے یہ غیر ضروری ہوگیا کہ نالش اوسکے مسترد کرانے کی کرین۔ لہذا نالش حال جو بر بناے معاہدہ بیع ہے از روے مد ۱۴۴ ایکٹ میعاد سماعت کے ممنوع نہین ہے

سنگاجی بنام ولو ۵۱۲

تبدیل کنندگان مذہب۔ قانون جو تبدیل کنندگان مذہب سے متعلق ہے۔ جانشینی۔ سوراشت۔ مذہب۔ دیسی عیسائی۔ تبدیل مذہب۔ دکھو تبدیل مذہب

درختان۔ استحقاق کاٹنے درختان کا۔ اراضی کھوتی جاگنی واقع ضلع رتناگری۔ وطا پٹہ حسب ۳۸۴

کا اشتہار۔ تعبیر۔ عطیہ سرکار۔ استحقاق انفساخ] مدعا علیم موضع اوجھر کھول واقع ضلع رتناگری کے کھوٹ تھے اور موضع مذکور مین ایک قطعہ اراضی نمبری پیمائش ۲۲ اونکی اراضی کھوٹی خاصگی تھی ۱۸۹۳ء مین اونھون نے بعض سے درختان ساگون کو جو اوس اراضی پر تھے کاٹ ڈالا۔ اسپر سکریٹری آف اسٹیٹ ہند با جلاس کونسل نے نالش واسطے دلاپانے قیمت درختان مذکور کے اس بیان سے دائر کی کہ درختان مذکور ملکیت سرکار تھے۔

مدعا علیم نے یہ عذر کیا کہ وہ درختان مذکور کے مالک تھے اور اونھون نے بتائید اپنے استحقاق کے اوس اشتہار پر استدلال کیا جو سرکار سے ۱۸۲۳ء مین جاری ہوا تھا اور جو ڈنلاپ صاحب کے اشتہار کے نام سے مشہور ہے بعد ازان اوس اشتہار کو سرکار نے ۱۸۵۱ء مین منسوخ کیا۔ ڈنلاپ کے اشتہار کا جزو اہم بالفاظ ذیل ہے۔

ساگون و دیگر درختان کے لینے کا جو کسی شخص کی اراضی پر ہون سرکار کا ارادہ نہین ہے جس شخص کے درختان اوسوقت موجود ہون یا بعد ازان پیدا ہون وہ حسب دلخواہ اپنے اونکا استعمال کر سکتا ہے سرکار ذرا بھی مزاحمت نہ کریگی۔"

تجویز ہوئی۔ کہ یہ اشتہار محض وعدہ ہی نہ تھا بلکہ واقعی عطیہ یا ہبہ درختان ساگون کا بحق اون اشخاص کے تھا جنکی اراضی پر وہ اوسوقت در اصل موجود تھے یا بعد ازان پیدا ہوئے اور یہ کہ ہبہ مذکور منسوخ نہین ہو سکتا۔

یہ بھی تجویز ہوئی۔ کہ بوجہ اس اشتہار کے سرکار کو کوئی حق نسبت اون درختان ساگون کے نہ تھا جو اراضی متنازعہ پر تھے۔

سکریٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتارام شیورام ۵۱۸

سرخط۔ معاہدہ تصرف بلا مزاحمت۔ معاہدہ ضمنی حسب الحکم عہدہ داران مرض طاعون اسکے تصرف کرایہ دار مین مزاحمت۔ نالش بابت زر کرایہ کے۔ مالک مکان کرایہ دار۔ دیکھو مالک مکان و کرایہ دار ۵۰۹

کھوٹ۔ درختان باستحقاق کاٹنے درختان کا اراضی کھوٹی خاصگی واقع ضلع رتناگری۔ ڈنلاپ صاحب کا اشتہار۔ تعبیر۔ عطیہ سرکار۔ استحقاق انفساخ]

سکریٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتارام شیورام

دیکھو درختان ۵۱۷

مالک مکان و کرایہ دار۔ سرخط۔ معاہدہ تصرف بلا مزاحمت۔ معاہدہ ضمنی حسب الحکم عہدہ داران مرض طاعون کے تصرف کرایہ دار مین مزاحمت۔ نالش بابت زر کرایہ] ایک سرخط دہندہ نے اپنے سرخط گیرندہ پر واسطے دلاپانے زر کرایہ پندرہ ماہ من ابتدای یکم اگست ۱۸۹۶ء لغایت ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء بربنائے اقرار نامہ سرخط میعادی

دس سال بورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۰ء جو کہ یعنی قبل متعلق کئے جانے ایکٹ انتقال جائداد ایکٹ ۴ ع ۱۸۸۲ء) کے بمبئی سے نالش دائر کی۔ مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ اقرار نامہ مذکور میں معاہدہ ضمنی واسطے تصرف بلا مزاحمت کے تھا اور چونکہ حکام رض مدعاعون نے من ابتدا ۵ فروری ۱۸۹۵ء لغایت یکم اپریل ۱۸۹۵ء مدعا علیہ کو مکان خالی کرنے پر مجبور کیا اسلئے نقض معاہدہ واقع ہوا۔ اسلئے اوس نے دعویٰ مبہائی زر کرایہ اوس زمانہ کا یا دعویٰ متخالف بطور ہرجہ بابت خلل اندازی بقدر زر مذکور کیا۔

تجویز ہوئی (بعد صدور ڈگری بحق مدعی) کہ بفرض اس امر کے بھی کہ اقرار نامہ مرخلاف ضمنی معاہدہ تصرف بلا مزاحمت کا تھا ایسا معاہدہ تصرف بلا مزاحمت بحق مدعا علیہ کے اوسیوقت تک قائم رہ سکتا تھا کہ وہ بطور جائز جائداد سے مستفید ہو سکے۔ کوئی ذمہ داری تصرف بلا مزاحمت کی نسبت افعال واضعان قانون کے ضمناً داخل معاہدہ تصور نہیں کیجاسکتی۔

مروان جی پنجرجی کاما بنام سید سردار علی خان ۵۰۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ع ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴۔ امر تجویز شدہ۔ نالش منجانب خالد واسطے زر واصلات بحیثیت موصی لہٗ اراضی حسب وصیت نامہ عمرو۔ وصیت نامہ جائز تجویز کیا گیا اور دعویٰ خالد منظور کیا گیا۔ درخواست منجانب خالد بحیثیت قائم مقام قانونی عمرو واسطے اجراء اوس ڈگری کے جو عمرو نے حاصل کی۔ بحث بجواز وصیت نامہ پیش ہو سکتی ہے یا

بھوانی شنکر بنام نرن شنکر

دیکھو امر تجویز شدہ۔ ۵۳۵

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ع ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۳۱۰۔ الف و ۳۱۱ و ۳۱۲۔ میعاد سماعت ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ع ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۴۔ ڈگری۔ اجرا بحکم کلکٹر۔ درخواست روبرو کلکٹر کے واسطے منسوخی نیلام کے؟

نرائن بنام رسول خان

دیکھو میعاد سماعت ۵۳۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ع ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۰۔ استعمال اختیار تمیزی بین دست اندازی کا ہونا۔ اپیل دوم۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ع ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵۔ اپیل مابین میعاد پیش نہیں ہوا۔ تاخیر کی وجہ کافی۔ حاکم کا اختیار تمیزی۔ دیکھو ایکٹ میعاد سماعت۔ ۵۱۳

مذہب۔ دیسی عیسائی۔ تبدیل مذہب۔ قانون جو تبدیل کنندگان مذہب سے متعلق ہے۔ جانشینی۔ وراثت؟ جب کوئی شخص ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا اختیار کرے اور اسوجہ سے یہ بحث پیدا ہو کہ اوس شخص سے کونسا قانون متعلق ہے تو بحث مذکور کا تصفیہ اس امر کے دریافت کرنے سے ہوگا کہ کون قانون شخص مذکور سے قبل اوسکے تبدیل مذہب کے متعلق تھا کہ اوس جماعت کے قانون یا رواج کے دریافت کرنے سے جس میں شخص بعد تبدیل مذہب کے شامل ہوا ہو اور گو کہ وہ دوبارہ تحقیقی کے پابند ہونا پسند کر

لاشنگکس بنام گالنس لیوس ۵۲۹

معاہدہ بیع عدم ادائے زر ثمن - نالش قبضہ منجانب مشتری جس نے زر ثمن ادا نہین کیا - چارہ کار بائع
میعاد سماعت - ایکٹ سماعت نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۳۴ - بائع و مشتری]-

سگاجی بنام نام دیو

دیکھو بائع و مشتری ۵۲۳

میعاد سماعت - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۲ - ڈگری - اجرا بحکم کلکٹر درخواست روبرو کلکٹر کے واسطے منسوخی نیلام کے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۳۱۰ - الف ۳۱۱ و ۳۲۰ [ایک ڈگری جو بمقابلہ نرائن سائل صادر کی گئی تھی .
بغرض اجرا پاس کلکٹر کے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) منتقل کی گئی - بتاریخ ۲ مئی ۱۸۹۸ء کلکٹر نے اجرا ڈگری مین بعض جائداد مملوکہ سائل نیلام کی جسکو رسول خان نے خرید کیا - بتاریخ ۱ مئی ۱۸۹۸ء سائل نے کلکٹر کے روبرو درخواست منسوخ کرانے نیلام کی بربناے بے ضابطگی اے مظہرہ کے پیش کی اور کلکٹر نے معاملہ کو بغرض رپورٹ پر معاملت وار کرکے مسل عدالت مین بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۸۹۸ء ارسال کی بتاریخ ۷ اگست ۱۸۹۸ء سائل نے اس خوف سے کہ اوس نے عدالت مناسب مین درخواست نہین دی تھی بنجاتحت سے استدعاے منسوخی نیلام کی اور اپنی درخواست حسب ہردو دفعات ۳۱۰ - الف و ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے مرتب کی اوس نے یہ حجت کی کہ حسب دفعہ ۱۴ - ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء کے اوسکی درخواست مین تمادی عارض نہین ہے -

تجویز ہوئی کہ درخواست مین تمادی عارض ہے - بموجب اون قواعد کے جو گورنمنٹ بمبئی نے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مرتب کیے کلکٹر کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہے - لہذا کوئی غلطی واقعی اختیار سماعت کی ایسی نہ تھی جسکی وجہ سے عدالت جائز طور پر اوس زمانہ کو میعاد سماعت سے خارج کر سکتی جو کلکٹر کو درخواست دینے مین صرف ہوا -
بموجب اون قواعد کے جو لوکل گورنمنٹ احاطہ بمبئی نے مرتب کیے کسی کلکٹر کو اختیار عدالت حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) منسوخ کرنے نیلام کا حاصل نہین ہے
اپیل دوم نمبر ۱۸ ... جو حسب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) ...

نرائن بنام رسول خان ۵۳۰

میونسپلٹی - ایکٹ میونسپلٹی بمبئی - (ایکٹ بمبئی ۳ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۲۴۹ - کام کرنے مین معنی الفاظ مذکور کے -
اختیار تجویزی میونسپل کمشنر کو عطا کیا گیا [الفاظ کام کرنے مین موقوعہ دفعہ ۲۴۹ - ایکٹ میونسپلٹی بمبئی
(ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۸۸ء) ہر قسم کے کام با مرمت سے متعلق ہے -

میونسپلٹی بمبئی بنام احمد بھائی حبیب بھائی ۵۲۷

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس فلٹس صاحب جسٹس

۷- مارچ ۱۸۹۹ء

مروان جی منچیرجی کاما وکمپنی دیگر مدعیان، بنام سید سردار علی خان (مدعاعلیہ)

مالک مکان وکرایہ دار - سرخط - معاہدہ تصرف بلامزاحمت - معاہدہ ضمنی - حسب الحکم عہدہ داران مرض طاعون کے تصرف کرایہ مین مزاحمت - نالش بابت زرکرایہ -

صفحہ کتاب انگریزی ۵۱۰

ایک سرخط دہندہ نے اپنے سرخط گیرندہ پر واسطے دلاپانے زرکرایہ چندہ ماہ من ابتدائے یکم اگست ۱۸۹۶ء لغایت ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء بربنائے اقرارنامہ سرخط میعادی دس سال مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۰ء کے یعنی قبل متعلق کئے جانے ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) کے بمبئی سے نالش دائر کی - مدعاعلیہ نے یہ حجت کی کہ اقرارنامہ مذکور مین معاہدہ ضمنی واسطے تصرف بلامزاحمت کے تھا اور چونکہ حکام مرض طاعون نے من ابتدائے ۵ - فروری ۱۸۹۷ء لغایت یکم اپریل ۱۸۹۷ء مدعاعلیہ کو مکان خالی کرنے پر مجبور کیا اس سے نقض معاہدہ واقع ہوا - اس لئے اوس نے دعویٰ منہائی زرکرایہ اوس زمانہ کا یا دعویٰ متخالف بطور ہرجہ بابت خلل اندازی بقدر زر مذکور کیا -

تجویز ہوئی (بصدور ڈگری بحق مدعی) کہ بفرض اس امر کے بھی کہ اقرارنامہ سرخط مین ضمنی معاہدہ تصرف بلامزاحمت کا تھا ایسا معاہدہ تصرف بلامزاحمت بحق مدعاعلیہ کے اوسوقت تک قائم رہ سکتا تھا کہ وہ بطور جائز جائداد سے مستفید ہو سکے - کوئی ذمہ داری تصرف بلامزاحمت کی نسبت افعال واضعان قانون کے ضمناً داخل معاہدہ تصور نہین کی جاسکتی -

نالش دلاپانے کرایہ کی - مدعی نے دعویٰ ... کا جو اوسکو بابت کرایہ اصطبل کے واجب تھا بموجب اقرارنامہ سرخط مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۰ء کے کیا -

اقرارنامہ مذکور بحق پدر مدعاعلیہ کے جو مئی ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا تحریر ہوا تھا - وہ اقرارنامہ یکم اکتوبر ۱۸۹۰ء سے میعادی دس سال کا تھا اور ماہواری کرایہ ...۔ تھا - سرخط گیرندہ کو سے ماہوار بابت محصول میونسپلٹی کے بھی ادا کرنے تھے -

مدعاعلیہ سرخط گیرندہ (یعنی اپنے پدر) کا وصی تھا اور بعد وفات اپنے پدر کے تاریخ ۱۰ - جولائی ۱۸۹۶ء تک اوس نے کرایہ ادا کیا تھا -

---

نالش نمبر ۵۰۶ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۹ء

مروان جی نجہیرجی کاما بنام سید سردار علی خان ۵۱۱

اب مدعی نے رقم ... کا دعوی کیا جو بابت کرایہ پندرہ ماہ من ابتداے یکم اگست سنہ ۱۸۹۹ء لغایت ۳۱- اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے واجب الادا تھا۔

مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ ضمناً معاہدہ تصرف بلا مزاحمت کا تھا اور باوجود معاہدہ مذکور کے اوسکے (مدعا علیہ) کے تصرف جائداد مین من ابتداے ۵- فروری سنہ ۱۹۰۰ء لغایت یکم اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مزاحمت ہوئی کہ اوس زمانہ مین وہ بموجب احکام مصدرہ افسر ضلع متعلقہ مرض طاعون کے مکان مذکور کے خالی کرنے پر مجبور ہوا۔ ۳۱- اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو وہ پھر حسب الحکم حاکم موصوف کے خالی کرنے مکان پر مجبور کیا گیا اور اوسکو مکان مذکور کے بطور جاے سکونت اپنے سائیسون کے استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی۔

اوس نے یہ حجت کی کہ من ابتداے ۵- فروری سنہ ۱۹۰۰ء لغایت یکم اپریل سنہ ۱۹۰۰ء تصرف مین اسطور پر مزاحمت ہونے کی وجہ سے وہ اوس زمانہ کے کرایہ کا ذمہ دار نہ تھا۔ اوس نے یہ بھی حجت کی کہ چونکہ حکام مرض طاعون نے مکان کو بطور سکونت اوسکے سائیسون کے استعمال کرنیکی ممانعت کی تھی لہذا یہ خلاف قانون ہو گیا کہ مدعی مدعا علیہ کو ایسے طریق پر جیسا کہ تحریر خط کے وقت متصور تھا مکان مذکور پر متصرف رہنے دے۔ اور اس لئے کل شرط کالعدم تھا اور بعد ۳۱- اگست سنہ ۱۹۰۰ء کے وہ کسی کرایہ کا ذمہ دار نہ رہا۔

اوس نے مزید بران دعوی متخالف مبلغ ... زر ہرجہ مزاحمت کا من ابتداے ۶- فروری لغایت ۳۱- مارچ بشرح ... ماہواری اور ہرجہ مزید کا بشرح مذکور من ابتداے ۳۱- اگست سنہ ۱۹۰۰ء لغایت تاریخ ڈگری پیش کیا۔ نامبردہ نے اوس رقم کا بھی دعوی متخالف کیا جو اوس نے زمین کرایہ پر لینے اور اثناے مزاحمت مین واسطے استعمال کے اوس زمین پر اصطبل دیگر تعمیر کرنےمین صرف کیا تھا۔

وہ عدالت مین ... بابت کہ مدت مندرجہ عرضی دعوی کے منجملہ کی مدت مزاحمت مظہرہ کے حاضر لایا۔

بوقت سماعت امور تنقیح طلب حسب ذیل قائم ہوئے۔

(اول) آیا بلحاظ اوس مزاحمت کے جسکا ذکر بیان تحریری مین ہے مدعا علیہ مدت ہاے مذکورہ کے کرایہ و محصولات ادا کرنیکا ذمہ دار ہے یا نہین۔

(دوم) آیا بوجہ مخالفت منجانب حکام مجاز کے جائداد بطور جاے سکونت مدعا علیہ کے سائیسون کے مستعمل نہو

سنہ ۱۸۹۹ع

مرداں جی منچیرجی کاما
بنام
سید سردار علی خان

سرخط حسب مندرجہ فقرہ ۳ بیان تحریری کے ناجائز ہوگیا یا نہیں۔

(سوم) آیا در صورت فیصلہ امر تنقیح طلب اول بحق مدعی۔ مدعا علیہ مستحق دلایا جانے ہرجہ کا مدعی سے بابت خلل کے اوسکے تصرف میں بشرح ماہوار عہ۵ ماہوار بابت زمانہ خلل مذکور کے ہے یا نہیں۔

(چہارم) آیا مدعا علیہ مدعی سے لاگت عہ۲۷ کے دلایا جانے کا جو مدعا علیہ نے بوجہ خلل مذکور کے صرف کئے مستحق ہے یا نہیں۔

۵۱۲ (پنجم) آیا مدعی اوس رقم کے علاوہ جو مدعا علیہ ۱۶ — فروری کو عدالت میں حاضر لایا کوئی رقم اور کس قدر رقم دلایا جانیکا مستحق ہے

وکیل ہی منجانب مدعیان۔ مکان کا سرخط باضابطہ نہ تھا۔ مکان مذکور محض حسب مضمون اقرار نامہ سرخط کے کرایہ پر دیا گیا تھا۔ کوئی معاہدہ تصرف بلامزاحمت کا نہ تھا۔ اقرار نامہ مذکور ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے بمبئی سے متعلق ہونے سے قبل اور بمبئی میں مرض طاعون پیدا ہونے سے بہت عرصہ قبل تحریر ہوا تھا۔ وکیل موصوف نے مقدمات بمبئی ویرشیا اسٹیم نیوی گیشن کمپنی بنام سینٹو کمپنی (۱) و دیوباؤ بنام شارپ (۲) کا حوالہ دیا۔

مسٹر ریلس منجانب مدعا علیہ۔ معاہدہ تصرف بلامزاحمت ضمنی ہے۔ کتاب مولفہ اولڈفال صاحب دربارہ مالک مکان و آسامی (طبع چہارم) صفحہ ۶۹۵۔ و مقدمات رسام بنام ڈواؤزیل (۳) ولائی کنور بنام کارٹر (۴) و ایکٹ معاہدہ (ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع) دفعہ ۷۵ ملاحظہ طلب۔

فلٹن صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ میں مدعی نے دلایا جانے کرایہ کی مدعا علیہ سے حسب سرخط میعادی دس سال مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۵ع کے نالش کی۔

جواب دہی یہ ہے کہ چونکہ بموجب اطلاعنامجات منجانب حکام مرض طاعون کے مدعا علیہ کو مکان خالی کرنا پڑا المذاوہ کرایہ مدت ہائے متذکرہ بیان تحریری کا ذمہ دار نہیں ہے یا علی سبیل البدل بطور زر ہرجہ بابت مزاحمت اپنے تصرف کے بعض رقوم کا مستحق ہے۔

بوجہ تسلیم ہوجانے امور اہم کے امور تنقیح طلب حسب ذیل قائم ہوئے۔ (حاکم موصوف نے امور تنقیح طلب بیان کئے۔)

میری تجویز بابت امر تنقیح طلب اول کے اثبات میں ہے اور بابت دوم و سوم و چہارم امور تنقیح طلب کے نفی میں ہے اور بابت پنجم امر تنقیح طلب کے اثبات میں ہے یعنی یہ کہ مدعی کل رقم متدعوبہ کے دلایا جانیکا مستحق ہے۔

سرخط مذکور ایکٹ انتقال جائداد کے بمبئی میں جاری ہونے سے پیشتر لکھا ہے مگر بغرض اس امر کے

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۴ (۲) (سنہ ۱۸۸۷ع) ریپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۵ صفحہ ۳۹
(۳) (سنہ ۱۸۷۲ع) ویکلی ریپورٹر کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۱ (۴) (سنہ ۱۸۸۸ع) ویکلی ریپورٹر کلکتہ جلد ۳۶ صفحہ ۴۹۲

سنہ ۱۸۹۹ء

مردان جی منچرجی کاما بنام سید سوار علی خان

کرادرحالیکہ معاہدہ ضمنی واسطے تصرف بلا مزاحمت کے ہے یہ نتیجہ لازمی معلوم ہوتا ہے کہ کرایہ دار کی جائداد پر بلا مزاحمت متصرف رہنے کا معاہدہ صرف اوسی وقت تک ہے کہ جب تک وہ جائز طور پر اوس سے اس طرح پر مستفید ہو سکے۔ وہ ایسا معاہدہ نہیں ہو سکتا جس سے کرایہ دار خلاف قانون جلد اوس کا تصرف بلا مزاحمت کر سکے۔ اگر ایسا معاہدہ الفاظ صریح میں تحریر کیا جاتا تو وہ صریحًا ناجائز ہوتا۔ اگر اوس سے ضمنًا ایسا مقصد پایا جاوے تو بھی وہ بطور مساوی ناجائز ہوگا۔ اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ جب ۵۱۳ ایکٹ سنہ ۱۸۹۵ء کرایہ دار کا حسب طریقہ مندرجہ سرخط مکان پر قابض رہنا ناجائز ہوگیا تو سرخط دہندہ کے معاہدہ تصرف بلا مزاحمت کی عہد شکنی نہیں ہوئی پس چونکہ منجانب سرخط دہندہ کے عہد شکنی نہیں ہوئی لہٰذا کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ جس سے سرخط گیرندہ اوس کرایہ سے محفوظ رہے جسکے ادا کرنے کا اوس نے اقرار کیا تھا یا اوسکو بمقابلہ سرخط دہندہ کے زر ہرجہ دلایا جاوے۔ سرخط میں یہ شک نہ شرط ہو سکتی تھی کہ ایسی صورتوں میں جو وقوع پذیر ہوئیں کرایہ داری ختم نہ ہو جاویگی۔ مگر ایسے واقعات کی پیش بینی نہیں ہو سکتی تھی اور اس لئے اونکی بابت کوئی شرط نہیں کی گئی تھی۔ مقدمہ نیو بائی بنام شاریب (۱) بالکل متعلق ہے البتہ وہ ایسا مقدمہ تھا جسمیں غیر الفاظ ظاہر کئے گئے تھے گر میں شرط ضمنی تصرف بلا مزاحمت میں ذمہ داری بابت افعال و ضعان قانون کے داخل نہیں کر سکتا۔ بنا بریں ایسی تعبیر سرخط کے کسی نظیر کا حوالہ نہیں دیا گیا۔

ڈگری بحق مدعی بابت زر تدعویہ مع خرچہ و سود بشرح سے ۶ روپیہ فی صدی زر ڈگری پر صادر ہو۔

ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی

اٹرنیان منجانب مدعی مسٹر کے ٹومی شراف۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ مسٹران کرافرڈ و بروک کمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ایل اے کرشا صاحب ٹسٹ جیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

پارمتی (ابتدائر مدعیہ) اپیلانٹ بنام گنپتی رو گلداجی نایک وغیرہ (ابتدائر مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

صفحہ کتاب انگریزی ۵۱۳

ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵۔ اپیل بابت میعاد پیش نہیں ہوا۔ تاخیر کی وجہ کافی۔ حاکم کا اختیار تمیزی۔ اپیل دوم۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۴۔ استعمال اختیار تمیزی میں دست اندازی کا نہ ہونا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) رپورٹ چانسری دوزن جلدہ صفحہ ۳۰۹۔

* اپیل دوم نمبر ۷۲۱ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۶ع

پاروتی بنام گنپتی

۵۱۴

جبکہ اپیل بوجہ تمادی کے ڈسمس کیا گیا اور عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اپیل مذکور کے مابین میعاد معینہ دائر نہ ہونے کی کوئی وجہ کافی نہ تھی ہائی کورٹ اپیل دوم مین صرف اوس حالت مین دست اندازی کر سکتی ہے کہ فیصلہ مذکور خلاف قانون ہو یعنی اگر عدالت ماتحت نے خود خواستہ یا تلون مزاجی سے یا اپنے فیصلہ کی تائید مین بغیر کسی مناسب وجہ قانونی کے اپنے اختیار تمیزی کا استعمال کیا ہو۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جے بی الکاک صاحب جج ضلع ناسک شعرد ہمسی اپیل بنا راضی ڈگری مصدورہ راو صاحب ڈی جی کمار یوسے جج ماتحت مالیگانوان۔

مدعیہ نے واسطے دلا پانے قبضہ ایک اراضی کے باین بیان نالش دائر کی کہ مدعا علیہ نے اوسکو اراضی مذکور سے ناجائز طور پر بیدخل کیا تھا جج ماتحت نے بابت نصف اراضی کے دعوی ڈگری کیا اور ۱۰ ۔ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کو اوسی مضمون کی ڈگری صادر کی۔

مدعیہ نے اپیل کیا۔

بوقت سماعت اپیل کے یہ ظاہر ہوا کہ اپیل تاریخ ۲۴ ۔ فروری سنہ ۱۸۹۶ع کو یعنی بعد انقضاے میعاد تیس یوم کے جو اپیل کے لیے مقرر ہے پیش ہوا تھا (دیکھو ایکٹ میعاد سماعت یعنی ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع مد ۱۵۲) اوسکی بابت یہ عذر پیش کیا گیا کہ مدعیہ ایک موضع واقع تعلقہ ناندگانون میں رہتی ہے جہاں کوئی ڈاکخانہ نہین ہے مگر اوسکو تجویز مصدورہ ۱۰ ۔ جنوری کی اطلاع ۱۰ ۔ جنوری کو ملی اوس نے درخواست نقول تجویز و غیرہ کی یکم فروری کو گذرانی ۔ اور نقول مذکور ۱۰ ۔ فروری کو طیار ہوئین ۔ نظر بان حالات حاکم عدالت نے یہ تجویز کی کہ تاخیر کی کوئی وجہ کافی نہ تھی اور حاکم موصوف نے اپیل کو بوجہ عارض ہونے تمادی کے ڈسمس کیا ۔ اپنی تجویز مین حاکم موصوف نے یہ فرمایا ۔

تجویز ۱۰ ۔ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کو صادر ہوئی ۔ وکیل اپیلانٹہ نے اوسکی اطلاع اوسکے پاس ۱۴ ۔ جنوری کو بذریعہ ڈاک بھیجی ۔ وہ ایک گانون واقع ضلع ناندگانون مین سکونت پذیر ہے جہان کوئی ڈاکخانہ نہین ہے خط اوسکے پاس پیر کے راستہ سے بھیجا گیا اور وہ اوسکو ۱۰ ۔ جنوری تک نہین ملا تاہم نقول ضروری حاصل کرنے اور باین میعاد اپیل داخل کرنے کے لیے بہت وقت تھا مگر درخواست نقول یکم فروری تک نہین گذرانی گئی تھی ۔ نقول مذکور ۱۰ ۔ فروری کو طیار ہوئین اپیل کے مابین میعاد دائر نہ ہونے کی تجویز نہ ہونے کی کوشش مناسب کے اور کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ۔

وی جی اپاجی کمرے منجانب اپیلانٹہ (مدعیہ) عدالت ماتحت نے اپیل کے نامنظور کرنے مین غلطی کی عدالت کو اپیل کے منظور کرنے کا اختیار تمیزی حاصل تھا ۔ ایکٹ میعاد سماعت ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع دفعہ ۵ ۔ ملاحظہ طلب ہم عرض کرتے ہین کہ بلحاظ ان حالات کے اوس اختیار تمیزی کا

سنہ ۱۸۹۰ء

۵۱۵ پاروتی بنام گنپتی

مناسب طور پر استعمال نہیں ہوا۔ مدعیہ ایک ناخواندہ عورت ہے۔ قبل اسکے کہ اوسکو تجویز کی اطلاع ملی ایک جزو کثیر تیس یوم کا جو واسطے اپیل کے معین ہیں منقضی ہوگیا تھا۔ اوس موضع سے جہاں وہ رہتی ہے خبر آنے جانے میں دقت ہے کیونکہ وہاں کوئی ڈاکخانہ نہیں ہے۔ اوسنے اپیل دائر کرنیکی فوراً تدبیر کی مگر ادمیں مجبوراً تاخیر ہوئی۔ یہ بات عیاں ہے کہ اوس نے برابر نیک نیتی سے عمل کیا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اپیل منظور ہونا چاہیے تھا۔

مہادیو فی جوبل منجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)۔ یہ اپیل دوم ہے اور اپیل دوم میں عدالت ہذا عدالت ماتحت کے حکم میں بجز کسی امر قانونی کے دست اندازی نہیں کر سکتی ہے مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۴ ملاحظہ طلب۔ عدالت ماتحت کے روبرو یہ بحث تھی کہ آیا حسب دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے تاخیر رجوع اپیل معاف کرنے کے لئے وجہ کافی تھی معاملہ مذکور عدالت ماتحت کے اختیار تمیزی پر منحصر تھا اور باستعمال اوس اختیار تمیزی کے عدالت موصوف نے بلحاظ اون واقعات کے جو اوسکے روبرو تھے یہ تجویز کی کہ تاخیر کی کوئی وجہ کافی نہ تھی۔ یہ بحث قانونی نہیں ہے اور اس لئے عدالت ہذا میں اپیل دوم داخل کرنیکے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ صاحب جج کے اختیار تمیزی کے استعمال میں عدالت ہائی کورٹ اپیل دوم میں دست اندازی نہیں کریگی۔

بحث میں نظائر ذیل کا حوالہ دیا گیا۔ دادابھائی بنام مانک شا (۱) وبالکرشن کیشو بنام گنگا بائی (۲)، عبد اصمود گنیش بنام رامچندر (۳)، ورنجھو زجی بنام للو (۴)، وفاطمہ بیگم بنام ہنسی (۵)، دموری بیوہ بنام موریندر ناتھ (۶)، اور ہیرا بائی دیا بنام رگھوناتھجی وشن جی (۷)، و بائی دیو کنور بنام لال چند (۸)۔

از عدالت - یہ مقدمہ ہمارے روبرو حسب دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش ہوا ہے جسکی رو سے استحقاق اپیل بنا راضی ڈگریات عدالت اپیل بربنائے اون وجوہ کے حاصل ہے جو اوسمیں مذکور ہیں۔ صرف ایک وجہ جسکی بنا پر اپیل ثانیہ عدالت ہذا میں حاضر ہوسکتی ہے ضمن (الف) میں مندرج ہے یعنی یہ کہ فیصلہ جو کسی خاص قانون یا ایسے رواج کے خلاف ہو جو قانون کا اثر رکھتا ہے۔ فیصلہ مذکور حسب دفعہ ۵

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۵۲
(۲) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۶۱
(۳) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۱۲
(۴) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۳۰۴
(۵) (سنہ ۱۸۸۴ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۲
(۶) (سنہ ۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸
(۷) (سنہ ۱۸۶۶ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۶
(۸) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۵

سنہ ۱۹۰۶ء
پاروتی بنام کنیتی ۵۱۶

ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) کے صادر ہوا تھا میعاد اپیل تیس یوم مع اوس قدر ایام مزید کے تھی جو واسطے حصول نقول کے ضروری ہوں۔ میعاد کی توسیع اوس حالت میں ہو سکتی تھی کہ صاحب جج کو اس بات کا اطمینان ہو کہ اپیل کے مابین میعاد معینہ داخل نہ ہونے کی وجہ کافی تھی لیکن یہ ہے کہ حلفنامہ و سماعت بحث کے صاحب جج کو اس امر کا اطمینان نہیں ہوا کہ کوئی وجہ کافی تھی۔ ہم صرف اوس حالت میں دست اندازی کر سکتے ہیں جبکہ یہ فیصلہ خلاف قانون ہو۔

صاحب جج کو درخواست پر فیصلہ کرنیکا اختیار تمیزی حاصل تھا اور اس بات کی تحقیقات کرنی ضروری ہے (اول) ایسے اختیار تمیزی کے معنی اور اوسکی وسعت کیا ہے اور (دوم) کن حالات میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوسکا ناجائز طور پر استعمال ہوا ہے۔ بمقدمہ شارپ بنام ویکفیلڈ (۱) لارڈ ہالس بری صاحب لارڈ چانسلر نے یہ فرمایا۔

"حکام عدالت کو بحیثیت حکام عدالت اختیار وسیع اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اوسکو عادلانہ استعمال کریں اور اختیار تمیزی کے یہ معنی ہیں کہ جب یہ کہا جاوے کہ کسی بات کا کرنا حکام کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے تو وہ فعل بموجب قواعد عقل و انصاف کے نہ کہ بموجب اپنی خاص رائے کے کرنا چاہئے (مقدمہ روک (۲) ملاحظہ طلب) اور بموجب قانون کے اور نہ تلون مزاجی سے وہ خود خواستہ یا مبہم یا خیالی نہیں بلکہ بموجب قانون و باقاعدہ ہونا چاہئے۔ اور اوسکا استعمال اندر اوس حد کے ہونا چاہئے کہ جس حد کے اندر ایماندار آدمی کو قابل انجام دینے کام اپنے عہدہ کے رہنا چاہئے۔ دیکھو مقدمہ ولسن بنام رشال (۳) اسی طرح پر بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام بورنگر (۴) جسمیں حکام نے اس وجہ سے قانون کا نافذ کرنا مناسب نہ سمجھا کہ اونکی رائے میں ایکٹ مابحث اصولاً خلاف انصاف تھا عدالت کوئنس بینچ نے اونکو بذریعہ حکم تاکیدی کے فعل مذکور کے کرنے پر مجبور کیا باوجودیکہ اوسکا نہ کرنا بموجب احکام قانون مذکور کے حکام موصوف کے اختیار تمیزی میں تھا۔ علی ہذا القیاس مجسٹریٹان اور سیران کو بموجب اسٹیٹیوٹ ۳۵ و ۳۶ جلوس وکٹوریا باب ۹۴ کے اس امر کی تصدیق کرنی لازم تھی کہ آیا سائلان لیسنس شراب بیر اوس پیرش کے باشندگان اور محصول ادا کنندگان تھے یہ تجویز ہوئی کہ اون سیران کو سند عطا کرنے سے اس بنا پر انکار کرنے کا اختیار نہ تھا کہ اونکی رائے میں اوس وقت بہت زیادہ دکانات شراب تھیں اور یہ کہ دکان شراب بیر کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے اختیار جو حکام کو دیئے لیسنس کا مالکان مسافر خانہ کو دیا گیا ہے جبکہ وہ با استعمال اپنے اختیار تمیزی کے مناسب سمجھیں صحیح طور پر مستعمل نہ ہوگا اگر وہ یہ ارادہ عام طور پر کر لیں کہ کسی شخص کو لیسنس نہ دینگے بجز اسکے کہ وہ لیسنس شراب ہائے مقطر کے لینے پر رضامند ہو۔ دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سیلویسٹر (۵)۔"

(۱) ۱۸۹۱ء مقدمات اپیل صفحہ ۱۷۳، صفحہ ۱۷۹
(۲) رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۰۰ الف۔
(۳) ٹرم رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۷۵۷
(۴) لا جرنل مقدمات جدید جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۱
(۵) لا جرنل مقدمات جدید جلد ۳۱ صفحہ ۹۳

سنہ ۱۹۰۱ع

باروتی بنام گنپتی

مقدمات مذکورہ کے نتیجہ عام کو ولس صاحب جسٹس نے بمقدمہ شارپ بنام ویکفیلڈ (۱) حسب ذیل تحریر کیا
مین خیال کرتا ہون کہ جہانتک یہ بحث کرنی ممکن ہے کہ حکام کے کامل اختیار تمیزی عطا کرنے یا نہ عطا کرنے لیسنس جدید مین
کسی وجہ سے جسپر اونکو عمل کرنا مناسب معلوم ہو کوئی قید لگائی گئی ہے بشرطیکہ مقدمہ خاص مین واقعی رائے قائم کی گئی ہو جو میری منشا
ایسی صورت کے خارج کرنیکی ہے جس مین وجہ انکار کی قطعاً امر مابہ البحث سے تعلق رکھتی ہو مثلاً وہ صورت جس مین حکام نے عطاے لیسنس سے
۵۱۷ اسوجہ سے انکار کیا کہ سائل نے لیسنس شراب متقدم کا نہیں لیا تھا۔ دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سٹیفورڈ شر (۲) یا وہ صورت جس مین حکام موصوف
ایک عام قاعدہ قائم کیا تھا کہ اس مقام مین وہ اب لیسنس عطا نہ کرینگے دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جسٹسان بمقام ڈالسال (۳)۔ ایسی
صورتون مین دراصل استعمال اختیار تمیزی کا بالکل نہین ہے اور یہ صورت مثل اسکے ہے کہ لیسنس کے دینے سے اسوجہ سے انکار کیا گیا کہ
سائل نیلا کوٹ یا سفید ٹوپی پہنے تھا۔ گر جبکہ یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اختیار تمیزی دراصل استعمال نہین کیا گیا ہے تو در صورت
انکار کے سائل کو اور کوئی چارہ نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اپنی تقدیر پر صابر ہو"۔

اس اصول کو متعلق کرکے ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا مقدمہ حال مین ہمکو اس بات کا اطمینان ہے
کہ صاحب جج نے اختیار تمیزی کا واقعی استعمال کیا ہے یا نہین۔ اگر حاکم موصوف کے روبرو ایسا ثبوت
ہوتا کہ جس سے کوئی شخص معقول جواونکے درجہ کا ہو وہ نتیجہ نکالتا کہ جو حاکم موصوف نے اخذ کیا تو یہ بحث
نہین ہو سکتی کہ حاکم موصوف نے دراصل اختیار تمیزی کو استعمال نہین کیا۔ ایسی صورت مین کوئی بحث
قانونی پیدا نہ ہوگی بلکہ امر واقعی کا فیصلہ معقول اور مناسب بنا پر عمل مین آویگا اور اس عدالت کو
دست اندازی کرنیکا منصب نہ ہوگا۔ ایسی صورت مین یہ بھی فیصل ہو چکا ہے کہ یہ کوئی وجہ دست اندازی کی
نہین ہے کہ عدالت بالادست ایک نتیجہ مختلف اخذ کرتی (دیکھو مقدمات رنچھوڑجی بنام للو (۴) و فاطمہ بیگم
بنام ہنسی (۵)) نتیجہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ اپیل خاص نمبر ۳۲۲ سنہ ۱۸۹۸ع سورج بھان دیا بھی بنام
رگھوناتھ جی ویسن وغیرہ (۶) ایسا ہی تھا۔ اور اس مقدمہ مین ملول صاحب جسٹس اور ویسٹ صاحب جسٹس نے
یہ فرمایا۔

"ہماری یہ رائے ہے کہ ہمکو اختیار دست اندازی کرنیکا اوس صورت مین حاصل ہے کہ جب ایسے اختیار تمیزی کا استعمال
بلا مدد کسی مناسب مواد قانونی کے کیا جاے مقدمہ حال مین وجہ جو عدالت ضلع نے واسطے منظوری اپیل کے بیان کی ہے وہ
ہماری رائے مین ایک قانونی یا جائز وجہ نہین ہے اور اس لئے ہمکو منظوری اپیل بلحاظ غلطی قانونی کے تصور کرنا چاہئے"
یہ رائے اوس رائے کے مطابق ہے جو ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ مسمی موہ بنام سرینہ ناتھ راے (۷) مین قائم کی ہے"۔

(۱) ۱۸۸۹ع لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس اپیل کیسیز جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۹ و صفحہ ۱۸۰ (۲) رپورٹ ملکہ معظمہ صاحبان جلد ۲۴ صفحہ ۲۲
(۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ (۴) ۱۸۸۲ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۳۰۴ (۵) ۱۸۸۳ع انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۴ (۶) ۱۸۹۸ع رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۹ (۷) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰

سنہ ۱۸۹۰ء
پاربتی
بنام
گنپتی وغیرہ

نسبت فیصلجات مقدمات بالکرشن کیشو کمرے بنام گنگا بائی (۱) و دامودر گنیش جوشی بنام گنیش رام چندر کانتی کار و نیکلس دیگر (۲) کے ہماری رائے مین حکام ذیعلم کی جنہون نے اون مقدمات کو فیصل کیا غالباً یہ رائے تھی کہ لحاظ واقعات در اصل کسی اختیار تمیزی عدالتانہ کا استعمال نہین کیا گیا۔ منجملہ ان دو فیصلجات کے فیصلہ آخر الذکر پر خاصکر ہمارے روبرو استدلال کیا گیا مگر ہم خیال کرتے ہین کہ مقدمہ کا فیصلہ اوسی اصول پر ہوا ہوگا۔ مقدمہ حال مین ہمکو یہ بحث کرنی نہین ہے کہ صاحب جج تحتانی نے غرضی سے یا خود خواستہ یا خلاف قواعد عقل یا انصاف کے عمل کیا یا یہ کہ حاکم موصوف نے اپنا فیصلہ بلا انکے کہ کوئی مناسب مواد قانونی بتائید اوس فیصلہ کے موجود ہو صادر کیا یا یہ کہ حاکم موصوف کے اختیار تمیزی کا استعمال اوس حد کے اندر نہین ہوا جسکے اندر ایماندار آدمی کو جو لائق انجام دہی کام اپنے عہدہ کے ہو رہنا چاہئے یا یہ کہ معاملہ مذکور مین واقعی کوئی رائے قائم نہین کی گئی۔ ہمکو یہ واضح ہوتا ہے کہ اونکے روبرو وہ تجویز کرنے کے لئے جو امر اونکو کرنا تھا بہت سا مواد موجود تھا اور یہ کہ اونہون نے اس معاملہ مین اختیار تمیزی عدالتانہ استعمال کیا اور واقعی رائے قائم کی۔ لہذا ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت مع خرچہ کے بحال کرتے ہین۔

ڈگری بحال رکھی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

۹- جنوری سنہ ۱۸۹۹ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۱۸

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانادے صاحب جسٹس

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل (مدعی) اپیلانٹ بنام
سیتارام شیورام وغیرہ (ابتدأ مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

درختان۔ استحقاق کاٹنے درختان کا۔ اراضی کھوتی خانگی واقع ضلع رتناگری۔ ڈکلیریشن کا اشتہار۔ تعبیر۔ عطیہ سرکار۔ استحقاق انفساخ۔

مدعا علیہم موضع اوجر کھول واقع ضلع رتناگری کے کھوت تھے اور موضع مذکور مین ایک قطعہ اراضی (نمبر پیمائش ۲۲) درکی اراضی کھوتی خانگی تھی۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین اونہون نے بہت سے درختان ساگون کو جو اوس اراضی پر تھے کاٹ ڈالا۔ اسپر سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل نے نالش واسطے دلاپانے قیمت درختان مذکور کے اس بیان سے دائر کی کہ درختان مذکور ملکیت سرکار تھے۔

مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ وے درختان مذکور کے مالک تھے اور اونہون نے بتائید اپنے استحقاق کے

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۶۱۷ (۲) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۱۲ * اپیل نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۷ء

۱۸۹۹ء
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
بنام
سیتارام شیورام

اوس اشتہار پر استدلال کیا جو سرکار نے ۱۸۲۹ء میں جاری کیا تھا اور جو ڈنلاپ صاحب کے اشتہار کے نام سے مشہور ہے۔
بعد ازان اوس اشتہار کو سرکار نے ۱۸۵۱ء میں منسوخ کیا۔ ڈنلاپ صاحب کے اشتہار کا جزو بہم الفاظ ذیل ہے۔
"ساگون و دیگر درختان کے بیبے کا جو کسی شخص کی اراضی پر ہون سرکار کا ارادہ نہیں ہے جس شخص کے درختان
اسوقت موجود ہون یا بعد ازان پیدا ہون وہ حسب دلخواہ اپنے ارکا استعمال کر سکتا ہے سرکار کو کبھی مزاحمت نہ کریگی"
تجویز ہوئی کہ یہ اشتہار نہ صرف معاہدہ ہی تھا بلکہ واقعی عطیہ یا ہبہ درختان ساگون کا بحق اون اشخاص کے تھا
جنکی اراضیات پر وہ درخت اوسوقت موجود تھے یا بعد ازان پیدا ہوئے اور یہ کہ ہبہ مذکور منسوخ نہیں ہو سکتا۔
یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ بموجب اشتہار کے سرکار کو کوئی حق نسبت اون درختان ساگون کے جو اراضی متدعویہ پر ۵۱۹
اپیل بنا راضی ڈگری ہصدورہ مسٹر ایم۔ پی۔ کرٹ گانٹ صاحب قائم مقام جج ضلع رتناگری۔
اس مقدمہ میں سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل نے واسطے دلاپانے قیمت قریب ... درختان
ساگون کے جو موضع اوجبر کول میں اراضی پیمایش نمبر ۲۵ پر تھے اور جنکو مدعا علیہم نے دسمبر ۱۸۹۱ء میں بغیر اجازت
سرکار کے کاٹا تھا نالش دائر کی۔ مدعی کا یہ بیان تھا کہ سرکار مالک درختان مذکورہ کی تھی۔
مدعا علیہم نے عذر کیا کہ وہ موضع مذکور کے کھوٹ ہیں۔ اور اراضی جسپر درختان مذکور تھے
اونکی اراضی کھوتی خاص کی تھی۔ اور وہ حسب اوس اشتہار کے جسکو سرکار نے ۱۸۲۹ء میں جاری کیا تھا
جو عموماً ڈنلاپ صاحب کے اشتہار کے نام سے مشہور ہے درختان مذکورہ کے مالک قطعی تھے اور یہ کہ انکو
حسب خواہش اپنے درختوں کے کام میں لانے کا استحقاق حاصل ہے۔
ڈنلاپ صاحب کا اشتہار حسب ذیل ہے۔
"سرکار کو معلوم ہوا ہے کہ چونکہ سرکار سابق ساگون و چوب سیاہ وغیرہ عمدہ لکڑی پر جو کسی شخص کی اراضیات واقع ضلع مذکور
رتناگری میں پیدا ہوتی تھی گو وہ کسی شخص کی ہو دعویٰ کرتی تھی لہذا باشندگان اس قسم کے درختان کے لگانے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے تھے
اور چونکہ سرکار یہ خیال کرتی ہے کہ اگر آئندہ ساگون و چوب سیاہ وغیرہ اور دیگر اعلیٰ قسم کے درخت اس ملک میں لگائے جائیں
تو سبکا فائدہ ہوگا لہذا یہ عوام پر مشتہر کیا جاتا ہے کہ سرکار کی نیت اون درختوں کے لینے کی نہیں ہے جو کسی شخص کی اراضیات پر
بیرون حدود اون جنگلوں کے لگے ہوں جنکو سرکار نے محفوظ کیا ہے۔۔۔۔ اور ایسے اشخاص جو مالک درختان مذکور ہوں یا جو آئندہ
درخت لگا دیں اونکو جس طرح سے چاہیں تصرف کر سکتے ہیں اور اونکے ایسا کرنے میں سرکار کچھ بھی مزاحمت نہ کریگی"
یہ اشتہار بذریعہ اشتہار مابعد ۱۸۵۱ء کے منسوخ کیا گیا۔
صاحب جج ضلع کی یہ رائے تھی کہ استحقاق نسبت درختان کے جنکو سرکار نے حسب اشتہار
ڈنلاپ صاحب کے ترک کیا تھا بجز بذریعہ کسی ایکٹ واضعان قانون کے برطرف نہیں ہو سکتا تھا۔

۱۸۹۹ء
سکریٹری آف اسٹیٹ بنام
سیتارام نتھو رام

اس لئے حاکم مذکور نے نالش ڈسمس کی۔

بنا رعلیہ اس فیصلے کے مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر لینگ ایڈوکیٹ جنرل مع راؤ بہادر واسدیو جے کرتیکر وکیل سرکار منجانب اپیلانٹ۔

دامی آبا جی کہرے مع ایم آر بوداس منجانب رسپانڈنٹان۔

۵۲۰ بحث میں نظائر ذیل کا حوالہ دیا گیا کلکٹر رتناگری بنام وینکٹ راو (۱) و کلکٹر رتناگری بنام انتاجی (۲) و بمقابلہ انتاجی بنام کیشو تامبے (۳) و کلکٹر رتناگری بنام رگہوناتھ راو (۴) وناگرداس بنام کنسرویٹر یعنی محافظ جنگلات (۵)

پارسنس صاحب جسٹس۔ بحث جو اپیل ہذا میں ہمارے فیصلے کے واسطے پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا مدعا علیہم مالکان درختان ساگون واقع اراضی جنکا پیمائش نمبر ۵ ہے ہیں یا نہیں۔ مدعا علیہم موضع او جہر کہول کے کہوت ہیں اور اراضی پیمائش نمبر ۵ ہے اونکی اراضی کہاتگی ہے یعنی واسطے عہدے کے او نکی خاص ملکیت ہے اور او نہیں کی ملکیت اوس زمانہ تک رہیگی کہ نامبردگان جمع سرکاری ادا کرتے رہیں گو سرکار اونکے عہدہ کہوت کو ضبط بہی کرلے۔ یہ بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ اشتہار سرکاری جو عموماً ڈنلاپ صاحب کے اشتہار کے نام سے مشہور ہے اراضیات موضع او جہر کہول سے متعلق ہے۔

مگر ولیلم ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب مدعی کے یہ بحث کی کہ (اول) اشتہار مذکور کا یہ اثر تہا کہ درختان ایسی اراضیات کے مالک کو بجنسہٖ اشتہار مذکور میں تذکرہ ہے دئے جاویں بلکہ اوس میں محض سرکار کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے جو وعدہ کی حد تک پہونچتا ہے اور ہر وقت منسوخ ہو سکتا تہا بجز اسکے کہ مالک یہ ثابت کرے کہ اوس نے بوجہ وعدہ مذکور کے اپنی حیثیت تبدیل کی اور (دوم) یہ کہ جو کچہ اشتہار مذکور میں وعدہ تہا سنہ ۱۸۷۹ء میں منسوخ ہو گیا۔

بحث مذکور کے جزو ثانی کی صداقت میں کچہ شک نہیں۔ اشتہار مورخہ سنہ ۱۸۷۹ء کا فقرہ ۴ حسب ذیل ہے۔ جناب معلی القاب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل مشتہر فرماتے ہیں کہ اشتہار مورخہ سنہ ۱۸۲۳ء (جیسا کہ اصل میں درج ہے) منسوخ کیا جاتا ہے اور دوبارہ جنگل کے سرکار وہ جملہ حقوق حاکمانہ واپس لیتی ہے جو اوسکو قبل سنہ ۱۸۲۳ء کے حاصل تہے۔ اس لئے بحث مذکور کے صرف جزو اول پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء ہائی کورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۱ (سیغہ اپیل دیوانی) (۲) دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۴ (۳) دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۷۰ (۴) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۳۲۴

(۵) دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۲

سنہ ۱۸۹۹ء
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتارام شیورام ۵۲۱

ڈنلاپ صاحب کا اشتہار عدالت ہذا کے روبرو کئی مرتبہ پیش ہوچکا ہے اور اس لئے اب اوسکی پوری نقل کرنا ضرور نہیں ہے - وہ مقدمات کلکٹر رتناگری بنام وینکٹ راو (۱) و کلکٹر رتناگری بنام اناجی لکشمن (۲) و بمعاملہ اناجی کیشو تامبے (۳) مین چہپا ہوا موجود ہے - مقدمہ آخر الذکر مین ڈنلاپ صاحب کا خط بنام سرکار بہی درج ہے جسمین حاکم موصوف نے اپنی تجاویز کو باقاعدہ تحریر کیا مین چٹہی سرکار نمبر ۱۶۳۰ مورخہ یکم نومبر ۱۸۲۳ء کا جو چٹہی مذکور الصدر کے جواب مین ہے صرف ایک فقرہ مزید نقل کرونگا - فقرہ چہارم حسب ذیل ہے -

جناب معلی القاب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل آراے مندرجہ فقرہ - ۲ کو پسند کرکے آپکو اختیار دیتے ہین کہ اشتہار مشتہر کرکے جملہ رعایا بابت اوس ساگون یا دیگر قیمتی لکڑی کے جاری کرین جو ہر دو ضلعون قطعہ جنگلات موسومہ بند توڈل و دیگر بہیرو واقع تعلقہ سوندا ورگ و جنگل موسومہ مہمان متصل مالون کے واقع ہو۔

ان خطوط اور عبارت خود اشتہار سے یہ بات عیان ہے کہ بحث مذکور ساقط ہوتی ہے - اشتہار محض وعدہ ہی نہ تھا جو سرکار نے اوسوقت کیا بلکہ وہ واقعی عطیہ یا ہبہ درختان ساگون کا بحق اون اشخاص کے تھا جنکی اراضیات مین درختان مذکور اوسوقت واقعی موجود تھے یا بعد ازین پیدا ہون - اشتہار مذکور کی ٹہیک عبارت حسب ذیل ہے - "جاچے جگیا ور ساگون وغیرہ جہاڑے اساتل تیا ور سرکار چا ارادہ نہین - جاجی جہاڑی اساتل تیوا یودے کرائل تی تکلیف آپلے خو خیلیس ٹل لتنی وسموت کرادی - سرکار تتون اد تتالا کہی حرا ہونر نہین" - اور اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے - "ساگون اور دیگر درختان مین جو کسی شخص کی اراضی پر ہون سرکار کا کوئی ارادہ (ارادہ) یعنی دعوی استحقاق یا حق کے ہی استعمال کیا جاسکتا ہے - دیکہو مولس ورتہ صاحب کی ڈکشنری نہین ہے جس شخص کے درختان اسوقت موجود ہون اور جو شخص درختان آیندہ لگاوے وہ حسب مرضی اپنے جسطرح چاہے استعمال کرے سرکار ذرا بہی مزاحمت نہ کریگی" - مقدمہ کلکٹر رتناگری بنام وینکٹ راو (۱) مین تعبیر اشتہار مذکور کے کہ وہ ایک سند عطیہ ہے اعتراض نہین کیا گیا اور اگرچہ ذعلیم حبیب جسٹس صاحب نے جنہون نے تجویز عدالت صادر کی یہ فرمایا ہے کہ فیصلہ کو اوسی خاص مقدمہ پر محدود سمجہنا چاہئے جو اونکے روبرو پیش تہا - مگر نظیر عدالت کی اہم ہے کیونکہ وہ مقدمہ حال سے دو امور مین متعلق ہے یعنی (اول) اس امر کے فیصلہ کرنے مین کہ کہوت اپنی اراضی خانگی کا مالک ہوتا ہے اور (دوم) اس بات کے فیصلہ کرنے مین

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۷۰ء) (صیغہ اپیل دیوانی) (۲) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸

(۳) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۴۷

۱۸۹۹ء
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
۵۲۲
بنام
سیتارام شیورام

کر سبب اگر بذریعہ اشتہار کے کیا گیا ہو تو بغیر رضامندی موہوب لہ کے منسوخ نہین ہوسکتا۔ مین اراضی کھوتی کی نسبت کا ذکر جو اوسمین ہے قصداً ترک کرتا ہون کیونکہ اگرچہ وہ لفظ تجویز مین ظاہراً بمعنی اراضی کھوتی خاصگی کے استعمال ہوا ہے تاہم وہ ایک لفظ وسیع تر معنی کا ہے جسمین اراضی مذکورہ و نیز دیگر اراضیات داخل ہین۔ مگر مقدمہ اناجی کیشو تانبے (۱) مین اشتہار مذکور کی وہ تعبیر جو مین نے کی ہے صریحاً بحال رکھی گئی ہے۔ مقدمہ مذکور مین تیلنگ صاحب جسٹس نے ونلاپ صاحب کے اشتہار کے بارہ مین یہ فرمایا کہ اوسکی روسے درختان جو اراضی مین اوسوقت موجود ہون یا بعد ازان لگائے جاوین بلا کسی استحقاق سرکار کے ملکیت زمیندار ہوگئے" اور فلٹس صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ ونلاپ صاحب کے اشتہار کی روسے درختان ساگون و دیگر درختان جنگل واقع اراضیات خاصگی مقبوضہ وطنداران کھوتون کی نسبت استحقاق عطا کیا گیا"۔

فیصلجات جنمین یہ تجویز ہوچکی ہے کہ درختان ساگون ملکیت کھوت نہین تھے صریحاً قابل اعتبار نہین وے سب ایسے مقدمات تھے جنمین درختان اراضیات افتادہ یا جنگل مین تھے اور اونکا دعوی کھوتون نے بحیثیت کھوت کے کیا تھا (دیکھو مقدمات کلکٹر رتناگری بنام رگھوناتھ راو (۲)، وناگرداس بنام کنزرویٹر یعنی محافظ جنگلات (۳)، وکلکٹر رتناگری بنام اناجی لکشمن (۴)) ایسے دعوی مین کامیاب ہونیکے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ عطا کیا جانا اراضی کا بحق کھوتون کے ثابت کرنا ضروری ہے۔ مگر اراضیات خاصگی کے معاملہ مین اونکا حق مالکانہ بنفسہ اوسی لفظ سے ثابت ہے کیونکہ اراضیات مذکورہ کو کھوت موجبہ نے حاصل کیا تو اوس نے اونکو بصرف خود اپنے روپیہ کے جو اونکو مزروعہ کرنے مین ہوا یا بذریعہ معدومیت یا ضبطی استحقاق اون اشخاص کے جنکے قبضہ مین اراضیات مذکورہ اولاً تھین یا بذریعہ خریداری کے حاصل کیا اوسکی ملکیت اراضیات مذکورہ اوسکی حیثیت کھوتی پر کسی طرح موقوف نہین ہے کیونکہ جیسا کہ مین پیشتر تحریر کرچکا ہون اگر عہدہ کھوت موقوف ہوجاوے تو بھی وہ اونپر قابض رہیگا اور اوس حالت مین حسب تعریف مندرجہ مجموعہ مالگذاری اراضی کے وہ قابض ہوگا۔ اس لئے صاحب جج ضلع کا فیصلہ بالکل صحیح ہے اور اوسکی ڈگری مع خرچہ کے بحال کی جاتی ہے۔

اپیل نمبر ۹۵ مین بھی ڈگری مع خرچہ کے بحال کی جاتی ہے۔

بانا بہائے صاحب جسٹس۔ ان دونون اپیلون مین جنکی ایک ساتھ سماعت ہوئی صرف یہی ایک امر غور طلب ہے کہ آیا سرکار جو ہر دو مقدمات مین مدعی تھی تنہا مالک درختان ساگون

(۱) (۱۸۹۳ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۷۰۰۔ (۲) تجاویز مطبوعہ (۱۸۷۱ء) صفحہ ۳۲۴
(۳) (۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۶۲۲ (۴) (۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۲

سنہ ۱۸۹۹ع

۵۲۳ سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتارام شیورام

متنازعہ کی تھی یا نہیں۔ مدعاعلیہم ریسپانڈنٹان نے جو اون مواضع کے کھوٹ تھے جن ودہ مقامات واقع ہین جہان درختان مذکور لگے تھے درختان مذکور کو سنہ ... قطع کیا۔ مدعاعلیہم ایڈوکیٹ جنرل نے جو منجانب اپیلانٹ کے حاضر ہوئے تھے بحث مین مزید برآن یہ تسلیم کیا کہ مقامات مذکور کھوتی خانگی تھے اور یہ کہ اشتہار ڈنلاپ صاحب اون دو مواضع سے متعلق ہے جنمین مقامات مذکور واقع ہین۔

یہ بھی بحث کی گئی کہ اشتہار کی رو سے مدعاعلیہم کھوٹ مالکان درختان ساگون کے نہین ہوئے اور سرکار درختان مذکور مین اپنے حقوق سے محروم نہین ہوئی یہ عرض کیا گیا ہے کہ اشتہار صرف ایک وعدہ تھا اور تا وقتیکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اوس وعدہ کی تعمیل ہوئی سرکار کو ویسی استحقاق منسوخی اشتہار کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ سرکار نے درحاصل سنہ ... مین کیا۔

امر تنقیح طلب اسطرح تحقیقات نوعیت اور مقدار اوس حق مدعاعلیہم ریسپانڈنٹان پر محدود ہے جو اونکو نسبت درختان ساگون کے جو اراضیات کھوتی خانگی واقع مواضع مشمولہ اشتہار سنہ ۱۸۶۲ع پر تھے حاصل ہے۔ کینڈی صاحب جسٹس کی کتاب متعلقہ حقیت کھوتی مین اراضیات کھوتی خانگی کی تعریف اسطرح مندرج ہے موضع کھوتی کی کل اراضی جو دہارا نہین ہے کھوتی ہوگی۔ اون اراضیات کھوتی کو جنکی کھوٹ خود بذریعہ مزدوران اجیر کے کاشت کرتا ہے کھوتی خانگی کہتے ہین اور بقیہ اراضی کھوتی نسبت کہلاتی ہے جو اسامیان استمراری یا کاشتکاران جدید کو پٹہ ذیلی پر دیجاسکتی ہے مقدمہ کلکٹر رتناگری بنام وینکٹ راو(۱) مین عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ بابت ایسے درختان کے جو اراضیات کھوتی خانگی یا کھوتی نسبت پر جہان کھوٹ مالک ہوتا ہے اور نہ محض مستاجر مالگذاری مقدمہ مذکور مین بابت اون درختوں کے بھی نزاع تھا جنکو کھوتون نے اراضیات کھوتی خانگی ایک ایسے موضع سے قطع کیا تھا جو ڈنلاپ صاحب کے اشتہار مجریہ سنہ ۱۸۶۲ع مین داخل تھا اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ سرکار منسوخی یا واپسی اوس عطیہ کی نہین کرسکتی جو اوس نے بذریعہ اس اشتہار کے کیا تھا۔ اگرچہ نظیر مقدمہ امباجی بنام یشوبا(۲) ایک مقدمہ فوجداری مین تھی تاہم تیلانگ صاحب جسٹس کی تجویز کا حکم نوعیت حقیت کھوٹ واقع اراضیات کھوتی خانگی پر مبنی تھی اور حاکم موصوف کی رائے مین وہ حقیت از قسم مالکانہ تھی اور مستحق حفاظت از اشتہار ڈنلاپ صاحب کی تھی جسکی رو سے درختان جو اراضیات خانگی مین اوس وقت تھے اور جو بعد ازان پیدا ہوں تمامملکیت اوس شخص کی قرار دیئے گئے تھے جو اونکو لگاوے۔ مقدمہ مذکور مین

(۱) (سنہ ۱۸۷۷ع) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۰ (صیغہ اپیل دیوانی)۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۲ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۷۶۔

سنہ ۱۸۹۹ء
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند ۵۲۲
بنام
سیتارام جیورام

اس بحث پر کہ کھوت اراضی کا مالک نہ تھا خاصکر بربنائے سند مقدمات کلکٹر رتناگری بنام رگھوناتھ راؤ (۱) و ناگرداس بنام کنسرویٹر یعنی محافظ جنگلات (۲) کے استدلال کیا گیا تھا مگر اوس بحث کا بذریعہ اس بیان کے تصفیہ ہوا کہ ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے صاف طور پر بابت حقوق کھوتوں کے رائے ظاہر کرنے سے اجتناب کیا اور سر چارلس سارجنٹ صاحب نے بمقدمہ کلکٹر رتناگری بنام اناجی لکشمن (۳) نظیر مقدمہ کلکٹر رتناگری بنام وینکٹ راؤ (۴) متذکرہ بالا کی تقلید کرنا پسند کیا۔ نزاع حال سے یہ فیصلجات متعلق ہیں۔ فیصلہ مقدمہ کلکٹر رتناگری بنام اناجی لکشمن بابت اون حقوق مظہرہ کھوت کے ہے جو اوسکو اراضی جنگل متعلقہ موضع کی نسبت حاصل تھے۔ اراضیات جنگل تحفظ اشتہارات سے صریحاً خارج تہیں اور اس لئے اراضیات جنگل مذکورہ کو اراضیات کھوتی حق شدہ سے جنمیں درختان متنازعہ واقع ہیں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ بلاشک فیصلجات مقدمات ناگرداس بنام کنسرویٹر یعنی محافظ جنگلات (۲) و مورو بنام نرائن (۵) میں وسیع طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ کھوت مالکان اراضی نہیں ہیں مگر جیسا کہ ٹیلنگ صاحب جسٹس نے بمعاملہ اناجی کیشو تامبے (۶) اور سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ کلکٹر رتناگری بنام اناجی (۷) بنسبت نظیر مقدمہ ناگرداس بنام کنسرویٹر یعنی محافظ جنگلات متذکرہ بالا فرمایا یہ فیصلجات اوس حد سے زیادہ کار آمد نہیں ہیں جو واقعی اون مقدمات میں فیصل ہوا تھا۔ بلحاظ جملہ حالات کے ہمکو اس امر کا اطمینان ہے کہ صاحب جج ضلع کی یہ تجویز صحیح تھی کہ ریاستداران کھوت نسبت اون درختوں کے جو اونکی اراضیات کھوتی خاصگی میں تھے حق مالکانہ کے دعوی کرنیکے مستحق تھے اور یہ کہ درختان ساگوان میں سرکار کے حقوق مالکانہ سنہ ۱۸۲۳ء میں ترک کئے گئے تھے اور یہ کہ ترک مذکور کی منسوخی بذریعہ کسی اشتہار مابعد سنہ ۱۸۵۱ء یا اشتہار سنہ ۱۸۵۹ء کے ضمن ہو سکتی ہے۔

لہذا ہم ڈگریات کو بحال کرتے ہیں اور اپیلوں کو مع خرچہ کے نامنظور کرتے ہیں۔

ڈگری بحال رکھی گئی

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۷۷ء صفحہ ۳۲۲ (۲) سنہ ۱۸۹۷ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۲

(۳) سنہ ۱۸۸۷ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۴ (۴) ریپورٹ ہائی کورٹ جلد ۸ صفحہ ۱ (ضمیمہ اپیل دیوانی)

(۵) سنہ ۱۸۸۵ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۰

(۶) سنہ ۱۸۹۳ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۴۷

(۷) سنہ ۱۸۸۷ء انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۵

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانا دے صاحب جسٹس

۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء

سگاجی ولد کسن دیگر (ابتداً مدعیان) اپیلانٹان بنام نام دیو ولد (ابتداً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

صفحہ کتاب انگریزی ۵۲۵

بائع و مشتری - معاہدہ بیع - عدم ادائے زرثمن - نالش قبضہ منجانب مشتری جس نے زرثمن ادا نہیں کیا - چارہ کار بائع - میعاد سماعت - ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۴۴ -

مدعیان مالکان اراضی تھے جس پر مدعا علیہ نے بلا اجازت مدعیان ایک مکان تعمیر کیا - تنازعات مابین مدعیان و مدعا علیہم پیدا ہوئے اور فروری سنہ ۱۸۹۳ء میں مدعا علیہ نے ایک حکم عدالت دارجہ بنالش قبضہ موسومہ مدعیان بدین ہدایت حاصل کیا کہ مدعیان ان کو قبضہ جائداد کا دیں - اگست ۱۸۹۳ء میں ایک اقرار مابین نامبردگان کے ہوا اور اسکے مطابق مدعا علیہ نے ایک کرایہ نامہ بحق مدعیان تحریر کیا اور چھوڑنے جائداد کا بحق مدعیان کے بعد اختتام چار ماہ کے جب مدعیان سو روپیہ ادا کریں وعدہ کیا - بتاریخ ۲۰ - نومبر ۱۸۹۶ء مدعیان نے یہ نالش واسطے قبضہ کے اس بیان سے دائر کی کہ مدعا علیہ نے جائداد کے چھوڑنے سے انکار کیا - صاحب جج ضلع نے نالش کو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ مدعیان نے مبلغ مار ادا نہیں کئے اور یہ تجویز کی کہ اس وجہ سے مدعا علیہ کا معاہدہ مندرجہ کرایہ نامہ فسخ کرنا درست تھا - مزید براں حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش بوجہ اسکے کہ وہ اندر تین سال کے تاریخ حکم عدالت دار مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء سے دائر نہیں کی گئی تمادی پذیر ہے - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کی ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۴۴ -

تجویز ہوئی (ریورسنگ ڈگری) کہ شہادت سے ثابت ہے کہ یہ معاملہ بیع جائداد منجانب مدعا علیہ بنام مدعیان بعوض مار کے تھا اور قبضہ مدعیان کو حسب کرایہ نامہ واسطے چار ماہ کے دیا گیا تھا - اور بیع مذکور ایک معاملہ مکمل تھا اگرچہ مار ادا نہیں کئے گئے - اور چارہ کار مدعا علیہ کا صرف یہ ہے کہ واسطے رقم مذکور کے نالش کرے -

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ از روے معاہدہ مابین فریقین کے حکم عدالت دار صادرہ نالش قبضہ فسخ ہو گیا اور مدعیان کے لئے یہ غیر ضروری ہو گیا کہ نالش واسطے مسترد کرانے اسکی کریں - لہذا نالش ہذا جو بربنائے معاہدہ بیع ہے اندر دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت کے ممنوع نہیں ہے -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ مسٹر ایچ جاکب صاحب جج ضلع احمد نگر مشعر منسوخی ڈگری جج ماتحت نواسا -

* اپیل دوم نمبر ۳۰۲ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۸۹۹ء

بھاگا جی بنام نام دیو ۵۲۶

نالش قبضہ قطعہ اراضی مع مکان واقع اراضی مذکور۔ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ اراضی اونکی جایداد موروثی ہے جسپر مدعا علیہ اور اوس سے پیشتر اوسکا پدر بحیثیت اسامی تا مرضی مالک قابض تھا۔

یہ معلوم ہوا کہ مدعا علیہ نے باجازت مدعیان مکان مذکور اراضی متنازعہ پر تعمیر کیا۔ تنازعات باہمی نامبردگان پیدا ہوئے اور بتاریخ ۲۸۔ فروری ۱۸۹۳ء مدعا علیہ نے ایک حکم معاملت واسطے نالش قبضہ مین واسطے قبضہ مکان اور کھلے میدان کے جو اوسکے محاذ مین تھا حاصل کیا۔

بتاریخ ۳۰۔ اگست ۱۸۹۳ء فریقین نے تصفیہ اپنے تنازعات کا کیا اور اوس وقت مدعا علیہ نے ایک کرایہ نامہ بحق مدعیان تحریر کیا اور یہ اقرار کیا کہ وہ قبضہ جائداد کا بعد انقضاء چار ماہ کے بشرط ادا کیے جانے سو روپیہ کے منجانب مدعیان کے ترک کرے گا۔

مدعیان نے نالش ہذا بتاریخ ۵ نومبر ۱۸۹۶ء بدین بیان دائر کی کہ مدعا علیہ نے جایداد کے چھوڑنے سے جیسا کہ قرار پایا تھا انکار کیا۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ جائداد اوسکی ہے اور یہ کہ مدعیان نے اوسکو سو روپیہ ادا نہین کیے اور یہ کہ کرایہ نامہ اوس سے جبراً تحریر کرایا گیا۔ مزید بران اوس نے یہ حجت کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے کیونکہ وہ اندر تین سال کے تاریخ حکم معاملت دار صدورشدہ ۲۸ فروری ۱۸۹۳ء سے دائر نہین کی گئی ہے۔ دیکھو ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۴۷۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اراضی مملوکہ مدعیان ہے لیکن عمارت مملوکہ مدعا علیہ ہے اور یہ کہ مدعا علیہ نے عمارت کو بعوض ۱۰۰ کے علیحدہ کرنے کا اقرار کیا تھا۔ حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مدعیان مستحق قبضہ بر طبق ادائے ۱۰۰ کے مدعا علیہ کو ہین اور بمطابق اوسکے ڈگری صادر کی۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا۔ صاحب جج نے ڈگری اس تجویز سے منسوخ کی کہ مدعیان نے ۱۰۰ ادا نہین کیے اور یہ تجویز کی کہ اسلیے معاہدہ بیع ختم ہو گیا اور اونہون نے یہ بھی تجویز کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔ اپنے فیصلہ مین حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

"اس امر سے باستدلال انکار نہین کیا گیا ہے کہ اراضی متنازعہ ابتدا مملوکہ مدعیان تھی اور یہ کہ مدعا علیہ باجازت مدعیان اوسپر قابض ہوا۔ اور یہ کہ مدعا علیہ نے باجازت مدعیان اراضی پر مکان تعمیر کیا۔ لہذا مدعیان نے یہ ثابت کیا ہے کہ اراضی متنازعہ مع اوس جگہ کے جسپر مکان واقع ہے (علاوہ مکان کے) مملوکہ مدعیان ہے۔ بتاریخ ۲۸ فروری ۱۸۹۳ء مدعا علیہ نے ایک حکم نالش قبضہ (نالش نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۳ء) مین جو رجوع بر معاملت دار کے تھی واسطے دلاپانے قبضہ مکان اور زمین محاذی مکان کے مدعیان سے حاصل کیا

سنہ ۱۸۵۹ء — سالگرامجی بنام ... نامدیو

بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو حکم عدالت دیوانی دعوی مدعیان بابت اعادہ اراضی متنازعہ کے ڈسمس کیا اور مدعی اپنے دعوی کی
نالش نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۲ء سے دست بردار ہوا - نالش حال بتاریخ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء دائر کی گئی اور وکیل مدعا علیہ نے یہ بحث کی کہ دعوی
میں تمادی عارض ہے کیونکہ مدعیان نے نالش واسطے منسوخ کرانے حکم عدالت دیوانی کے اندر تین سال کے دائر نہیں کی - وکیل
مدعیان نے یہ عرض کیا کہ میعاد سماعت اس وجہ سے محفوظ ہے کہ مدعا علیہ نے ایک کرایہ نامہ مدعیان کو بابت مکان و جائداد
متنازعہ کے تاریخ ۲۰ - اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو لکھدیا اور اسطرح برحق مدعیان نسبت کل جائداد کے تسلیم کیا اور مدعیان کے لئے یہ غیر ضروری
ہو گیا کہ واسطے منسوخی احکام عدالت دیوانی کے نالش کریں گواہان نمبر ۳ و ۴ و ۵ سے ثابت ہے کہ یہ کرایہ نامہ مدعا علیہ نے
بابت ایک اقرار کے تحریر کیا تھا جو مابین نامبردہ اور مدعیان کے اس مضمون کا ہوا تھا کہ مدعا علیہ اپنے کل حقوق واقعہ جائداد
مبیعہ مکان سے ترک کریگا اور کرایہ نامہ بعوض مبلغ لعہ/ یا مار کے جو مدعیان ادا کرینگے تحریر کریگا لیکن میں جج ماتحت سے اتفاق
کرتا ہوں کہ شہادت گواہان مدعیان میں جو دربارہ ادائے اس رقم کے بجانب مدعیان ہے اسقدر اختلافات ہے کہ وہ قابل اعتبار
نہیں ہے - لہذا یہ ثابت نہیں ہے کہ مدعیان نے رقم لعہ/ یا مار کی مدعا علیہ کو مطابق اقرار مابین فریقین جو بوقت تحریر کرایہ نامہ
ہوا تھا ادا کی - لہذا مدعی نے اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل سے انکار کیا مدعا علیہ مجاز تھا کہ معاہدہ مذکورہ کو ختم کرے اور کرایہ نامہ کالعدم ہے
اسلئے میعاد سماعت جیسا کہ وکیل مدعیان نے بحث کی ہے محفوظ نہیں ہے - دعوی مدعیان میں تمادی عارض ہے اور مدعیان کسی حق
کسی چارہ کار کے اس نالش میں مستحق نہیں ہیں"۔

مدعیان نے اپیل دوم پیش کیا

نارائن جی چنداورکر منجانب اپیلانٹان (مدعیان)

راؤ صاحب گھنشیام این نادکرنی منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ)

پارسنز صاحب جسٹس - جج ضلع نے پورے طور سے تاثیر عدم ادائے زر ثمن کو جو نسبت
معاہدہ بیع کے ہوئی نہیں سمجھا ہے - مقدمہ میں یہ ثابت ہے کہ مدعا علیہ نے اراضی بدست مدعیان
بعوض مار کے بیع کی اور اوسکا قبضہ بذریعہ تحریر کرایہ نامہ اراضی مذکور بحق مدعیان حوالہ کیا - لہذا بیع
مذکور ایک معاملہ مکمل تھا گو مار ادا نہیں کئے گئے اور چارہ کار مدعا علیہ صرف یہ تھا کہ واسطے رقم مذکور کے
نالش کرتا - مذکورہ معاہدہ مابین فریقین حکم عدالت دیوانی صادرہ نالش قبضہ منسوخ ہو گیا اور مدعیان کے لئے
یہ غیر ضروری ہو گیا کہ نالش اوسکے منسوخ کرانیکی کریں - لہذا ہم یہ تجویز نہیں کر سکتے کہ نالش حال (جو معاہدہ بیع
اور کرایہ نامہ پر مبنی ہے) اس وجہ سے ممنوع السماعت ہے کہ وہ اندر تین سال کے تاریخ حکم عدالت دیوانی کے
سے دائر نہیں کی گئی -

لہذا ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور ڈگری عدالت ابتدائی بحال کرتے ہیں -

ڈگری منسوخ کی گئی -

صیغہ استصواب فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانادے صاحب جسٹس

مقدمہ ۱۸۹۹ء ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ کتاب انگریزی ۵۲۸

میونسپلٹی بمبئی بنام احمد بھائی حبیب بھائی +

میونسپلٹی - ایکٹ میونسپلٹی بمبئی (ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۲۴۹ - کام کرتے ہین بمعنی لفظ مذکور کے - اختیار تمیزی جو میونسپل کمشنر کو عطا کیا گیا -

الفاظ کام کرتے ہین جو کہ دفعہ ۲۴۹ (الف) ایکٹ میونسپلٹی بمبئی (ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) مین مرقوم ہین کے کام یا ہر مدت سے متعلق ہین -

استصواب منجانب خان بہادر پی ایچ دستور صاحب پریزیڈنسی مجسٹریٹ سوم حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء)

میزو اہم استصواب کا حسب ذیل ہے -

مسٹر احمد بھائی حبیب بھائی مرتہن قابض مکان واقع قلابہ کا ہے جو بطور گودام کے واسطے جمع کرنے روئی کے استعمال کیا جاتا تھا قبل اسکے اس عمارت مین ایک مل تھی اور اسکے متعلق چند پایخانے واسطے استعمال ملازمان مل کے تھے مگر بعد ازان جبکہ مکان آگ سے جل گیا اور پھر بطور گودام کے بنایا گیا تو یہ پایخانے بند کر دیے گئے اور اوسوقت سے ہمیشہ آج تک بند ہین ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو میونسپل کمشنر نے بموجب دفعہ ۲۴۹ - ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی کے مسٹر احمد بھائی کو اطلاع دی کہ موجودہ پایخانون کی مرمت کرے تاکہ وے اون اشخاص کے استعمال مین آسکین جو اوس مکان مین کام کرتے ہین پایخانون کی مرمت نہین کی گئی اور اسوجہ سے مسٹر احمد بھائی پر موجب جزو ۲ ۔ ایکٹ میونسپلٹی کے الزام اطلاعنامہ مذکور کی تعمیل نہ کرنے کا لگایا گیا -

شہادت سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ان عمارت مین دو قطعات ہین قدیم و جدید اور قطعہ جدید مین کئی کمرے ہین جو سوداگرون کو علحدہ علحدہ واسطے انبار کرنے اپنی روئی کے کرایہ پر دیے جاتے ہین

+ استصواب فوجداری نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) دفعہ ۲۴۹ مین حسب ذیل حکم ہے :- جبکہ کمشنر کو معلوم ہو کہ کوئی جگہ بطور بازار یا ریلوے اسٹیشن یا بندر مرمت یا گھاٹ یا دیگر مقام گذر عام کے یا بطور ایسی جگہ کے استعمال کیا جاوے گی جسمین ۲۰ سے زیادہ اشخاص کسی صنعت یا حرفہ یا کاروبار مین یا بطور کاریگر یا مزدور کے کام کرتے ہون تو کمشنر کو اختیار ہے کہ بذریعہ اطلاع تحریری کے مالک یا قابض مقام مذکور کو یہ حکم دے کہ کافی تعداد میں پایخانے یا شاش یا پیشاب خانے واسطے علحدہ استعمال مرد اور عورت کے تعمیر کرے -

۱۸۹۹ء
میونسپلٹی بمبئی
۲۹ …
بنام
احمد بھائی حبیب
بھائی

دائمی طور پر یا تمام دن وہان کوئی کام پر نہین رہتا لیکن جب کبھی کہ روئی گودام کے باہر یا گودام کے اندر رکھی جاتی ہے تو کچھ مزدور اور گاڑیبان واسطے اس کام کے رکھے جاتے ہین اور وے اوس مکان مین صرف اوس عرصہ تک رہتے ہین جو اونکے کام ختم کرنے کے لیے ضروری ہے یہ امر خواہ تعداد اوس روئی پر جو تولی جاویگی اور تعداد اون گٹھون پر جو حوالے کیجاوینگے منحصر ہے لیکن یہ معلوم نہین ہوتا کہ کوئی گروہ مزدورون کا ایک وقت مین عمارت مین چند گھنٹے سے زیادہ رہتا ہے۔

\+ + + + + + + + + + +

تعداد اون آدمیون مین جو گودام مین کام کرتے ہین بہت تبدیل ہوتا رہتا ہے بعض وقت ۱۵ اور ۲۰ اور ۴۰ اور ۱۹ آدمی کام کرنے کو رکھے جاتے ہین بخلاف اسکے بعض ایام مین کوئی آدمی نہین رہتا یا صرف بہت تھوڑے یعنی ایک یا چھ یا سات یا آٹھ

چونکہ یہ صورت ہے پس بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ آیا میونسپل کمشنر مالک مکان کو اس امر پر مجبور کرسکتا ہے کہ عمارت مین پاخانہ بناوے۔

ملزم کیجانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ الفاظ کام کرتے ہین موقوعہ دفعہ ۲۴۹ ایکٹ میونسپلٹی دائمی اور معمولی کام کرنے آدمیون سے متعلق ہین اور نہ چند روزہ اور عارضی کام کرنے سے جیسی کہ مسئلہ اسقدر مین صورت ہے مگر جج نے اپنی تجویز مین اس رائے کے خلاف تجویز کرنے کے وجوہ تحریر کیے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ مذکور اون جملہ عمارات سے متعلق ہے جہان بیس سے زیادہ آدمی کسی قسم کے کام مین یا کسی عرصہ تک مشغول ہین اگر اس معاملہ مین کوئی اختیار تمیزی ہے تو وہ میونسپل کمشنر کو ہے اور نہ اس عدالت کو پس مسٹر احمد بھائی کو لازم تھا کہ اطلاعنامہ کی تعمیل کرتا۔

مگر چونکہ اس معاملہ مین مستند فیصلہ کی بہت ضرورت ہے پس مین امر مندرجہ ذیل واسطے رائے ہائیکورٹ کے ارسال کرتا ہون۔

الفاظ کام کرتے ہین موقوعہ دفعہ مذکور کے کیا معنی ہین۔

اس استصواب کی سماعت ایک ڈویژن بنچ (پارسنس صاحب جسٹس ورناوسے صاحب جسٹس) نے کی

مسٹر برڈسن منجانب احمد بھائی حبیب بھائی۔

میونسپلٹی کی جانب سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

سنہ ۱۸۹۹ع
میونسپلٹی بمبئی
بنام
احمد ... بمبئی

پارسنس صاحب جسٹس ۔ مجسٹریٹ نے اس عدالت سے امر ذیل کی بابت استفسار کیا ہے الفاظ کام کرتے ہیں جو دفعہ ۲۴۹ ایکٹ میونسپلٹی بمبئی کے کیا معنی ہیں حاکم موصوف کا یہ خیال ہے کہ الفاظ مذکور ترجمہ کے اور کسی قدر مدت تک کام کرنے سے تعلق رکھتے ہیں میں حاکم موصوف کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں ان الفاظ کے اس دفعہ میں برمحل ہوئے معنی ہیں اور دفعہ مذکور کا یہ منشا ہے کہ میونسپل کمشنر کو یہ اختیار دیا جاوے کہ ان جگہوں میں جہاں ۲۰ سے زیادہ آدمی بطور کاریگر یا مزدور کے کام کرتے ہوں پاخانہ بنانے کا حکم دے تقسیم یا میعاد کام کی تصریح نہیں کی گئی ہے اور اس وجہ سے یہ امر فریقین میں محض تعداد مزدوروں کی ... ہے اور تعداد مزدوروں پر اوسکا متعلق ہونا منحصر ہے پس مجسٹریٹ کی یہ رائے صحیح ہے کہ دفعہ مذکور جملہ عمارات سے متعلق ہے جبکہ ۲۰ سے زیادہ اشخاص بطور کاریگر یا مزدور کے کسی قسم کے کام میں کسی عرصہ تک کام کریں تو یہ عدالت کا کام نہیں ہے کہ وہ تحقیق فرق نسبت تعداد و کیفیت یہ ساز و سامان کے جو کام کرنے کے لئے ضروری ہوں اور جنکے پاخانہ بنانے کی ضرورت ہو تجویز کرے واضعان قانون نے یہ امر میونسپل کمشنر کے اختیار تمیزی پر چھوڑا ہے اور اوسکو یہ اختیار دیا ہے کہ جب کبھی اوسکو یہ معلوم ہو کہ ۲۰ سے زیادہ اشخاص کسی مکان میں بطور کاریگر یا مزدور کے کام کرتے ہیں تو مالک ایسی جگہ کو اون کے لئے ضروری آسایش کی جگہ بہم پہنچانے کا حکم دے ساتھ ہی اسکے چونکہ استفسار کسی قدر مبہم ہے اور اوس میں وہ امر داخل نہیں ہے جو غالبا اصل امر نزاعی مقدمہ ہذا معلوم ہوتا ہے میں یہ رائے مزید ظاہر کرونگا کہ اگر مالک ایسے حکم پانے پر مکان ... میں ۲۰ سے زیادہ کاریگر یا مزدور کام کے لئے ہونگے تو یہ امر کافی جواب حکم کا ہوگا میونسپلٹی ... سے ہمارے روبرو اس مقدمہ میں بحث نہیں کی گئی ہے اور میں اپنا اختیار بحیثیت غور کرنے کا باقی رکھتا ہوں لیکن جہانتک کہ مجھکو بالفعل معلوم ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر بعد ایسے حکم کے مالک حکم مذکور کی تعمیل نکرے اور اگر ۲۰ سے زیادہ آدمی وہاں پائے جائیں اور ضروری آسایش کی جگہ بہم پہنچ کے مہیا نہ کی جاوے تو صرف اوس صورت میں وہ مجرم جرم مندرجہ اوس دفعہ کا ہوگا ... کوئی سوا اوس ... کے ظاہر کرنیکے لئے نہیں ہے کہ کس حد تک یہ رائے مقدمہ ہذا سے تعلق ہے

رانا ڈے صاحب جسٹس ۔ وہ امر جو واسطے رائے اس عدالت کے ارسال کیا گیا ہے متعلق تعبیر دفعہ ۲۴۹ ایکٹ بمبئی ۳ مجریہ سنہ ۱۸۸۸ع کے ہے جسکی رو سے کمشنر کو اختیار دیا گیا ہے کہ مالک ایسے مقامات کے جنمیں ۲۰ سے زیادہ اشخاص بطور مزدور یا کاریگر کے کسی صنعت یا ... کاروبار
۵۳۱ میں کام کرتے ہوں پاخانہ بنانے کا حکم دے الفاظ کام کرتے ہیں جو دفعہ مذکور میں اپنے معمولی معنی میں استعمال کئے گئے ہیں یعنی کسی کام کے کرنے میں مشغول رکھے گئے دفعہ مذکور میں کوئی لفظ

سنہ ۱۸۹۶ع — میونسپلیٹی بمبئی بنام احمد بھائی حبیب بھائی

ایسا نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ ان الفاظ کا منشا یہ تھا کہ نوعیت کام کی ظاہر ہو کہا ہے یعنی ہر روز وقتاً فوقتاً یا برکل سال سے ہی الفاظ و دفعات مابعد مین بہ تعلق ایسی عمارت کے استعمال کیے گئے ہین جن مین آدمی کسی کارخانہ صنعت یا حرفہ یا کسی کام مین بلا کسی قید تعداد کے کام کرین یا اون کا کام کرنا مقصود ہو اون دو دفعات مین واقعی کام کرنے کی ضرورت نہین ہے اور یہ کافی ہے کہ عمارت ایسے کام کے لیے ہو دفعہ ۲۴۹ مین واقعی کام کرنا ہے زیادہ اشخاص کا ایک شرط ضروری نسبت اس امر کے ہے کہ میونسپل کمشنر کو اختیار ہو کہ مالک کو واسطے آسایش ایسے اشخاص کے مہیا کرنے کا حکم دے جو اس طرح سے کام کرتے ہون اصل وقت اس دفعہ کے متعلق کرنے مین اس امر سے پیدا ہوتی ہے کہ تعداد اشخاص کی جو عمارت متنازعہ مین کام کرتے ہین مختلف اوقات پر ۵ سے ۵۰ تک تبدیل ہوتی رہتی ہے مگر دفعہ مذکور کی رو سے کمشنر کو اختیار تمیزی عطا کیا گیا ہے اور مثل دفعہ ۲۴۰ کے اسمین ہدایت حکمی نہین ہے اوسکو یہ اختیار تمیزی احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے لیکن اختیار تمیزی اوسکو حاصل ہے اور عدالت قانون مین اوسکی نسبت اعتراض نہین کیا جا سکتا مسٹر اسکاٹ نے اپنی اشاعت ایکٹ مین حوالہ مقدمہ ہارگریوز بنام ٹیلر (۱) کا دیا ہے جسمین یہ آخر رائے نسبت حکم ہم مضمون ایکٹ انگلستان کے قائم کی گئی تھی ہم خیال کرتے ہین کہ مجسٹریٹ نے دفعہ مذکور کی صحیح تعبیر کی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ہائنس صاحب جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۹ع — ۱۴ جنوری

نرائن (ابتدا سائل) اپیلانٹ بنام رسول خان (ابتدا فریق ثانی) ریسپانڈنٹ

صفحہ کتاب تحریری

میعاد سماعت — ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۱۷۹ — ڈگری — اجرا بحکم کلکٹر درخواست روبرو کلکٹر کے واسطے منسوخی نیلام کے — مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) ۵۴۱

دفعات ۲۴۴ و ۳۱۰ — الف و ۳۱۱ و ۳۲۰ —

ایک ڈگری جو مقابلہ نرائن سائل صادر کی گئی تھی منجملہ اجرا پاس کلکٹر کے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) منتقل کی گئی — بتاریخ ۸ مئی سنہ ۱۸۹۵ع کلکٹر نے اجرا ڈگری ۵۴۲

(۱) رپورٹ بیسٹ و سمتھ صاحبان جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ (سنہ ۱۸۶۲ع) — اپیل دوم نمبر ۱۵۳ سنہ ۱۸۹۸ع

سنہ ۱۸۹۶ء
نرائن
بنام
رسول خان

مین بعض جائداد مملوکہ سائل نیلام کی جسکو رسپانڈنٹ نے خرید کیا۔ بہ تاریخ ۱۱ مئی ۱۸۹۶ء سائل نے کلکٹر کے روبرو درخواست منسوخ کرانے نیلام کی بربناے بے ضابطگی اے مظہرہ کے پیش کی اور کلکٹر نے معاملہ کو بغرض رپورٹ سپرد ماملت دار کرکے سول عدالت مین بہ تاریخ ۳۰ جولائی ۱۸۹۶ء ارسال کی بتاریخ ۲۰ اگست ۱۸۹۶ء سائل نے اس خوف سے کہ اوس نے عدالت مناسب مین درخواست نہین دی تھی جج ماتحت سے استدعاے منسوخی نیلام کی ابتدائی درخواست حسب ہر دو دفعات ۳۱۰ الف و ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) کے مرتب کی اوس نے یہ حجت کی کہ حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) کے اوسکی درخواست مین تمادی عارض نہین ہے۔

تجویز ہوئی — کہ درخواست مین تمادی عارض ہے۔ بموجب اون قواعد کے جو گورنمنٹ بمبئی نے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) مرتب کئے کلکٹر کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہے۔ لہذا کوئی غلطی واقعی اختیار سماعت کی ایسی نہتی جسکی وجہ سے عدالت جائز طور پر اوس مدت کو میعاد سماعت سے خارج کرسکتی جو کلکٹر کو درخواست دینے مین صرف ہوا۔

بموجب اون قواعد کے جو لوکل گورنمنٹ احاطہ بمبئی نے مرتب کئے کسی کلکٹر کو اختیار بعدالت حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) منسوخ کرنے نیلام کا حاصل نہین ہے۔

اپیل دوم بنا راضی اوس حکم کے نہین ہوسکتا جو حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) کے صادر کیا گیا ہو۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راو بہادر چنی لال مانک لال جج ماتحت درجہ اول مقام ستارا باختیارات صیغہ اپیل مشعر منسوخی حکم راو صاحب رام چندر داجی نگرکار جج ماتحت مقام وائی۔

بتاریخ ۸ مئی ۱۸۹۶ء ایک جائداد مملوکہ نرائن سائل بعلت اجراے ڈگری موسومہ نامبردہ بحکم کلکٹر جسکے پاس ڈگری بغرض اجرا حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) منتقل کی گئی تھی نیلام ہوئی اور اوسکو رسول خان فریق ثانی نے خرید کیا۔

بہ تاریخ ۱۷ مئی سائل نے درخواست منسوخی نیلام روبرو کلکٹر کے حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے منسوخی نیلام کے اس بیان سے پیش کی کہ نیلام بجاے اسکے کہ موضع پر ہو چاوڑی پر کیا گیا اور یہ کہ اراضی اسوجہ سے کم قیمت پر نیلام ہوئی۔ کلکٹر نے درخواست مذکور کو ماملت دار کے بغرض تحقیقات ارسال کی اور بہ تاریخ ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء ماملت دار نے یہ رپورٹ کی کہ اراضی کم قیمت پر نیلام ہوئی ہے۔ کلکٹر نے کارروائی عدالت مین بھیجی اور وہ بتاریخ ۳ جولائی

سنہ ۱۸۹۶ء [illegible] نیلام [illegible]

سنہ ۱۸۹۵ء کو سائل حاصل کی گئی۔

من بعد یعنی بتاریخ ۹ اگست سنہ ۱۸۹۵ء سائل نے بدین خوف کہ اوسکی درخواست سابق عدالت مناسب مین نہین دی گئی تھی جج ماتحت سے واسطے منسوخی نیلام بوجوہ مذکورہ بالا درخواست کی اور یہ استدعا کی کہ حسب دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) جو وقت اوسکے پیروی درخواست کلکٹری مین صرف ہوا وہ اوس بابت میعاد سماعت سے منہا کیا جاوے جو واسطے پیش کرنے اس درخواست کے عدالت مین محکوم ہے اوس نے یہ بیان کیا کہ وہ اوس رقم کے ادا کرنے پر جو از روے ڈگری لکھوا جب ہے راضی اور آمادہ ہے اور اوس نے واسطے حکم حسب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے استدعا کی۔

جب فریق ثانی پر اطلاعنامہ کی واسطے وجہ ظاہر کرنے کے تعمیل کی گئی کہ کیون نیلام منسوخ نہ کیا جاوے اوس نے اس امر سے انکار کیا کہ اراضی کم قیمت پر نیلام کی گئی تھی اور عذر میعاد سماعت کا کیا اور یہ اعتراض کیا کہ کوئی حکم حسب دفعہ ۳۱۰ - الف صادر نہین ہو سکتا۔

جج ماتحت نے نیلام منسوخ کیا۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے حکم مذکور تجویز منسوخ کیا کہ وہ وقت جو پیش کرنے درخواست مین روبرو کلکٹر کے صرف ہوا منہا نہین ہو سکتا اور واسطے درخواست حال مین تمادی عارض ہے اپنی تجویز مین حاکم موصوف نے یہ فرمایا۔

"مدیون ڈگری نے (جسکی جائداد کم قیمت پر نیلام کی گئی تھی) ٹھیک وقت پر درخواست منسوخی نیلام روبرو کلکٹر کے بھیجی جس مقدمہ حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ مذکور منتقل کیا گیا تھا پیش کی عذرداری مذکور رد کیا اوسکے سائل کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپیل عدالت مین پیش کرے درخواست مذکور پاس حاکم عدالت دیوانی کے بغرض رپورٹ ارسال کی اور اسمین قریب دو ماہ کے گذر گئے۔ درخواست جو عدالت مین دی گئی میری رائے مین میعاد کے اندر ہے۔ نیلام تاریخ ۲۰ مئی واقع ہوا اور درخواست بتاریخ ۹ اگست دی گئی دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت میری رائے مین متعلق نہین ہے کیونکہ کلکٹر حسب معنی دفعہ مذکور کے عدالت نہین ہے۔"

سائل نے اپیل دوم پیش کیا۔

بدا شیو آزاد کیلئے منشی [illegible] اپیلانٹ۔ درخواست روبرو کلکٹر حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھی سو درخواست مذکور بطور درخواست متدائرہ عدالت تصور کیجانی چاہیئے گو وہ غلط عہدہ دار عدالت کو دی گئی کلکٹر عہدہ دار عدالت ہے بمعمولاً ایسی درخواستین ناظر کو دیجاتی ہین۔

لیکن مزید براں ہم یہ بحث کرتے ہین کہ درخواست صحیح طور پر کلکٹر اجرا کنندہ ڈگری کو دی گئی [illegible] ملاحظہ طلب ہے یہ درخواست حسب دفعہ ۳۱۰ الف اور دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور کے دی گئی ہے

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ [illegible])

سنہ ۱۸۹۹ء
نرائین
بنام
رسول خان

قاضی کبیرالدین مع گنگادھر پی ریلے منجانب درسیا تنڈشٹ (فریق ثانی) کلکٹر محض بحیثیت ایک عہدہ دار عامل عدالت کے ڈگری جاری کرتا ہے۔ خود کلکٹر کوئی عدالت نہیں ہے۔ مقدمات گنپت رام بنام ایزک آدم جی (۱) و بائی اشٹی بنام مادھو (۲) و مادھو بنام ہمری (۳) و للو ترکم بنام بہاولا شیا (۴) ملاحظہ طلب۔

مزید براں جو دادرسی جسکی استدعا بذریعہ درخواست روبروئے صاحب کلکٹر حسب دفعہ ۳۱۱ کی گئی تھی مختلف اوس دادرسی سے ہے جسکی اب استدعا حسب دفعہ ۳۱۰ - الف کی گئی ہے لہذا سائل فائدہ دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کا حاصل نہیں کرسکتا۔

پارسنس صاحب جسٹس - ہم کوئی وجہ شبہہ کرنے کی صحت فیصلہ جات عدالت ہذا معبدورہ مقدمات گنپت رام بنام ایزک آدم جی (۱) و بائی اشٹی بنام مادھو (۲) مین نہین پاتے مقدمہ کیشودیو بنام راد بے پرشاد (۵) کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ خلاف فیصلہ جات مذکورہ کے ہے لیکن ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ آیا وہ خلاف ہے یا نہین کیونکہ ہمارے روبرو قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی موجود نہین ہین۔ ہمارے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ ازروے قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ احاطہ ہذا کلکٹر کو اختیار عدالت حسب دفعہ ۳۱۱ عطا نہین ہوا ہے اور یہ کہ ازروے خود دفعہ ۳۲۰ کے کوئی ایسا اختیار عطا نہین کیا گیا ہے ممکن ہے کہ اوس درخواست کی نسبت جو کلکٹر کو دی گئی اور جسکو اوس نے عدالت مین روانہ کیا یہ تجویز کیجاوے کہ وہ عہدہ دار عدالت کو دی گئی تھی تاکہ میعاد سماعت تاریخ پیش کرنے روبرو کلکٹر کے شمار کیجاوے لیکن نسبت امر مذکور کے فیصلہ صادر کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ اسقدر مین اپیلانٹ نے استدلال اوس درخواست پر نہین کیا ہے جو اوس نے روبرو کلکٹر کے پیش کی تھی بلکہ اوس درخواست پر جو اوس نے روبروے عدالت کے تاریخ ۲۰ - اگست پیش کی اور جو وجوہ دیگر پر مبنی ہے اور جس مین استدعا ہاے چارہ کار مزید شامل ہین۔ ہم حکم عدالت اپیل ماتحت مع خرچہ بحال رکھتے ہین

رناڈے صاحب جسٹس - بغرض اسکے کہ درخواست مورخہ ۲۰ - اگست سنہ ۱۸۹۶ء جو سائل نے بعدالت مقام وائی پیش کی تھی حسب دفعہ ۲۳۰ تھی یہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی اپیل دوم نہ بابت

(۱) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۰ (سنہ ۱۸۹۰ء) (۲) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۷۴۳ (سنہ ۱۸۹۱ء)
(۳) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۳۳۳ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۴) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۶۷ (سنہ ۱۸۹۳ء)
(۵) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۹۴ (سنہ ۱۸۹۶ء)

۱۸۹۹ء
نرائن
بنام
صلاح خان

حکم عدالت اپیل ماتحت نہین ہوسکتا۔ لیکن یہ بحث کی گئی ہے کہ درخواست مذکور مین ایک استدعا حسب دفعہ ۳۱۰ الف بھی درج تھی اور معاملہ ایسی درخواستون کے بنا رکھنی اون احکام کے جو اوسپر صادر ہون اپیل اوسی طرح پر ہوسکتا ہے کہ گویا وہ حکم حسب دفعہ ۲۴۴ تھا لیکن بملاحظہ درخواست مقدمہ حال کے معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین وہ عذر کا صرف ارادہ ظاہر کیا گیا تھا لیکن فی الواقع زرثمن داخل نہین کیا گیا اور نہ بیعانہ چونکہ استدعا ے منسوخی نیلام بہ شمول و دیگر استدعا کے تھی لہذا ایسی درخواست حسب فقرہ شرطیہ دفعہ ۳۱۰ الف کے منظور نہین کی جاسکتی۔ اسلئے اپیل دوم مقدمہ مین نہین ہوسکتا۔

روئداد سے بھی یہ بخوبی ظاہر ہے کہ درخواست مورخہ ۹ اگست ۱۸۹۶ء تیس دن سے زیادہ عرصہ کے بعد وقوع نیلام سے پیش کی گئی تھی۔ وکیل سائل نے یہ کوشش کی کہ اس درخواست کو اندر میعاد کے بوجہہ درخواست اپیل کے ظاہر کرے جو روبروے کلکٹر بتاریخ ۱۷۔ مئی ۱۸۹۶ء اندر ۹۰ یوم کے تاریخ نیلام سے پیش کی گئی تھی اوس سے یہ حجت کی کہ ایسی درخواستین حسب دفعہ ۳۱۱ صرف کلکٹر کو دی جاسکتی ہین اور بطور سند تائید اس حجت کے حوالہ مقدمہ رگھبیر دیو بنام رادھے پرشاد (۱) کا دیا۔ فیصلہ مذکورہ نیز مقدمات جنکا حوالہ اوسمین دیا گیا ہے متعلق اون قواعد سے متعلق ہین جنکو گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی نے حسب دفعہ ۳۲۰ مرتب کیا تھا۔ علاوہ ازین اون قواعد کے جو لوکل گورنمنٹ احاطہ ہذا نے بموجب اوس دفعہ کے مرتب کئے کلکٹر کو کوئی اختیار فیصل کرنے ایسی درخواستون کا نہین ہے اور مقدمات گنپت رام بنام ایزک ادم جی (۲) و بائی اشمی بنام ماد ہو (۳) عدالت ہذا نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کلکٹر کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہے۔ علاوہ برین درخواست مورخہ ۹ اگست پہلے درخواست کلکٹر کی نہ تھی۔ لہذا کوئی غلطی واقعی اختیار سماعت کی نہ تھی کہ صرف غلطی مذکور حسب ایکٹ میعاد سماعت بعض حالتون مین بطور عذر واسطے خارج کرنے اوس زمانہ کے شمار ہے جو بطور بے صرفت ہوا بیان کیجاسکتی ہے ان وجوہ سے حکم صادرہ عدالت اپیل ماتحت صحیح معلوم ہوتا ہے اور ہم اپیل ڈسمس کو کرتے ہین۔

حکم بحال رکھا گیا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۹ (۱۸۸۷ء)

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۲ (۱۸۸۰ء)

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۹۵ (۱۸۸۱ء)

۱۸۹۶ء
۱۸ جنوری کا
صفحہ تا لغایت
۵۳۶

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

بھواتی شنکر ابتدائی سائل اپیلانٹ بنام نرن شنکر ابتدا فریق ثانی رسپانڈنٹ*

امر تجویز شدہ - نالش منجانب خالد واسطے زر واصلات بہ حیثیت موصی لہ ازروئے حسب
وصیت نامہ عمرو - وصیت نامہ جائز تجویز کیا گیا اور دعویٰ خارج منظور کیا گیا - درخواست منجانب خالد
بحیثیت قائم مقام قانونی عمرو واسطے اجراء اوس ڈگری کے جو عمرو نے حاصل کی - بحث
جواز وصیت نامہ صحیح پیش کی گئی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ -

عمرو نے ایک ڈگری بنام بکر واسطے قبضہ اراضی کے حاصل کی اور بعد اسکے فوت ہوا - بعد وفات اسکے
خالد نے واسطے اجراء ڈگری کے بحیثیت قائم مقام قانونی عمرو کے درخواست کی اور ایک
وصیت نامہ پر استدلال کیا جسکو عمرو نے بحق اسکے تحریر کیا تھا - اوسی وقت خالد نے ایک نالش
واسطے وہ پانے مالیت زر واصلات اراضی کے دائر کی - کارروائیات اجرا تا فیصلہ نالش موصوف
ملتوی کی گئیں - اوس نالش میں بکر نے یہ حجت کی کہ وصیت نامہ ما بالبحث کو عمرو نے تحریر نہیں کیا تھا
اور یہ کہ عمرو بوقت تحریر وصیت نامہ مظہرہ عقل صحیح قابل کرنے انتقال کے نہیں رکھتا تھا - جج ماتحت
نے ان دونوں امور کی نسبت خلاف بکر کے تجویز کی اور ڈگری واسطے زر واصلات کے صادر کی
برطبق اپیل اس ڈگری کو صاحب جج ضلع نے بحال رکھا -

بعد فیصلہ اس نالش کے جج ماتحت نے خالد کی درخواست اجراء ڈگری ابتدائی پر جو عمرو نے
حاصل کی تھی غور کیا - اس درخواست کی نسبت بکر نے برنباے اون وجوہ کے اعتراض کیا جو کہ اوس نے
نالش زر واصلات کی جوابدہی کی تھی - اوس نے جواز وصیت نامہ کی نسبت اس وجہ سے اعتراض کیا
کہ موصی نے اوسکو تحریر نہیں کیا تھا اور وہ صحیح العقل نہ تھا - جج ماتحت نے معاملہ کو امر تجویز شدہ تجویز کیا
لہذا حاکم موصوف نے اس عذر کو نامنظور کیا اور حکم اجرا صادر کیا - صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی
کہ چونکہ نالش زر واصلات از قسم نالش عدالت خفیفہ تھی جسمیں کوئی اپیل دوم نہیں ہو سکتا تھا لہذا فیصلہ
صادرہ نالش مذکور بطور امر تجویز شدہ کارروائیات اجراء حال میں موثر نہیں ہے - لہذا حاکم موصوف نے
حکم جج ماتحت منسوخ اور مقدمہ واسطے فیصلہ جدید کے واپس کیا -

* اپیل دوم نمبر ۱۸۵ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۹ء

بھوانی شنکر
بنام
نرن شنکر

بنسوخی حکم واپسی تجویز ہوئی کہ یہ امر کہ آیا خالدہ مستحق جاری کرانے ڈگری کا بحیثیت قائم مقام کے
کہتا یا نہیں داخل فقرہ ۱۰ نمبر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ؁۱۸۸۲ء) کے ہے۔ جج ماتحت جنہوں نے
امر تنقیح طلب نسبت جواز وصیت نامہ کے جسپر خالدہ نے بنالش زر واصلات استدلال کیا تھا قائم کیا تھا بجا طور پر
تھے کہ انکی تجویز امر تنقیح طلب مذکور پر کارروائیات اجرا میں عمل کریں۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ای ایچ موسکارڈی صاحب جج ضلع سورت۔

سماۃ بائی پاربتی نے ایک ڈگری قبضہ اراضی کی حاصل کی۔ ڈگری میں زر واصلات تاریخ نالش
سے تاریخ حوالگی قبضہ تک نہیں دلایا گیا تھا۔

تھوڑے عرصہ بعد اس ڈگری کے بائی پاربتی فوت ہوئی اور اوس نے ایک وصیت نامہ چھوڑا جسکی ۵۳۷
رو سے سماۃ مذکورہ نے اپنے جملہ حقوق متعلقہ ڈگری بنام ایک شخص بھوانی شنکر کے کرچکی کے وصیت کئے
بقوت اس وصیت نامہ کے بھوانی شنکر نے ایک درخواست واسطے اجراے ڈگری کے گذرانی
اور اوسی وقت ایک نالش واسطے دلاپانے ما بلغ زر واصلات کے دائر کی۔

درخواست اور نالش ایک ہی روز یعنی بتاریخ یکم مارچ ؁۱۸۹۶ء کی داخل کی گئیں۔

کارروائیات اجرا تا انفصال نالش زر واصلات کے ملتوی کی گئیں۔

اس نالش میں خاص امور تنقیح طلب مابین فریقین یہ تھے۔ (اول) آیا بائی پاربتی نے وصیتنامہ
جسپر مدعی استدلال کرتا ہے تحریر کیا تھا یا نہیں (دوم) آیا سماۃ مذکور بوقت تحریر وصیت نامہ کے عقل
صحیح قابل کرنے انتقال کے رکھتی تھی یا نہیں۔

جج ماتحت نے یہ دونوں امور تنقیح طلب بحق بھوانی شنکر فیصل کئے اور نامبردہ کو زر واصلات
جس طور پر کہ دعوی کیا گیا دلایا۔ بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے اس ڈگری کو بحال رکھا۔

بعد اس فیصلہ کے درخواست اجراء روبرو جج ماتحت کے پیش ہوئی۔

مدیونان ڈگری نے انہیں وجوہ پر جنپر نامبردگان نے نالش زر واصلات کی جوابدہی کی تھی نسبت درخواست کے اعتراض کیا اور
مثل پیشتر کے یہ بحث کی کہ بائی پاربتی نے وصیت نامہ حسب ضابطہ تحریر نہیں کیا تھا اور یہ کہ سماۃ
مذکور بوقت تحریر عقل صحیح قابل کرنے انتقال کے نہیں رکھتی تھی۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نسبت ان ہر دو امور کے فیصلہ نالش زر واصلات بطور امر تجویز شدہ
موثر ہے۔ لہذا حاکم موصوف نے درخواست منظور کی اور کارروائی اجراء کا حکم دیا۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ معاملہ مذکور امر تجویز شدہ نہیں ہے۔ لہذا حاکم موصوف

سنہ ۱۸۹۹ء
بھوانی سنکر
بنام
نرن شنکر

نے حکم جج ماتحت منسوخ کیا اور درخواست کو واسطے فیصلہ جدید کے برنبلے رویداد واپس کیا۔ وجوہ حاکم موصوف کے حسب ذیل ہین

"مقدمہ گنبھاری سنگہ بنام راو جب چندگوس (انڈین لاریورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۰۰) یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اپیل دوم ایسی نالش واصلات مین نہین ہوسکتا جسمین مالیت متدعوبہ جھ سارو سے کم ہو کیونکہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت خفیفہ کے ہے اور مقدمہ گوبندہین نگسن سیٹہ انجور لیکار بنام وجوہ ر را و گنپاز و اسبے (انڈین لاریورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۱) یہ

۵۳۰ تجویز ہوئی تھی کہ فیصلجات اثبات اپیل جو از قسم اثبات مطالبات خفیفہ ہون اور جن مین کوئی حق اپیل دوم کا نہو وہ مقدمات مین بطور امر تجویز شدہ موثر نہین ہین جن مین اپیل دوم ہوسکتا ہے۔ اس مقدمہ مین اپیل دوم ہوسکتا ہے اور اسوجہ سے تجاویز مقدمہ نالش زر واصلات امر تجویز شدہ بابت درخواست موجودہ کے نہین ہین"۔

بنا ر اس فیصلہ کے بھوانی شنکر نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

گنپت ایس راو منجانب اپیلانٹ۔

مانک شاہ جہانگیر شاہ منجانب رسپانڈنٹ۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ ہم خیال کرتے ہین کہ امر تنقیح طلب داخل الفاظ فقرہ ۳ دفعہ ۲۴۴۔ انفصال بذریعہ نالش جداگانہ کے ہے اور یہ کہ جج ماتحت جنہون نے کارروائیات اجرا کو تا تصفیہ نالش مابین اونہین فریقین کے ملتوی کیا تھا جسمین امر تنقیح طلب نسبت جواز و حیثیت نامہ کے قائم کیا گیا تھا کہ کی رو سے سائل نے دعوی کیا تھا اور جسپر فریق ثانی نے اس بنا پر اعتراض کیا تھا کہ اوسکو موصیہ نے تحریر نہین کیا تھا اور وہ صحیح العقل نہتی مجاز تھے کہ اپنے فیصلہ امر تنقیح طلب مذکور پر کارروائیات اجرا ڈگری مین عمل کرین لہذا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صاحب جج ضلع کو جنہون نے خود بطریق اپیل تجویز نسبت جواز وصیتنامہ کے بحال رکہی تہی حکم منسوخ نہ کرنا چاہیے تھا اور درخواست واسطے فیصلہ جدید کے واپس کرنی چاہیے تہی۔ حاکم موصوف کارروائیات اجرا مین اوس فیصلہ پر عمل کرسکتے تھے اور کرنا چاہیے تھا جو اونہون نے نسبت اوسی امر کے نالش مین کیا تھا۔

ہم اوس حکم کو جو عدالت اپیل ماتحت نے صادر کیا منسوخ اور حکم عدالت مرافعہ اولی کو مع خرچہ عدالت ہذا و خرچہ عدالت اپیل ماتحت کے جو بذمہ فریق ثانی ہوگا بحال کرتے ہین۔

حکم منسوخ کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

لاسٹنگس (ابتداءً مدعیہ) اپیلانٹ

بنام

گالنس لیوس وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت ۳ و ۵ و ۶ و ۱۰ لغایت ۱۲ و ۱۴ لغایت ۱۶) ریسپانڈنٹان + ۱۰ - جنوری ۱۸۹۹ء

مذہب - دیسی عیسائی - تبدیل مذہب - قانون جو تبدیل کنندگان مذہب سے متعلق ہے جانشینی - وراثت - ماخوذ کتاب انگریزی ۵۳۶

جب کوئی شخص ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا اختیار کرے اور اسوجہ سے یہ بحث پیدا ہو کہ اوس شخص سے کونسا قانون متعلق ہے تو بحث مذکور کا تصفیہ اس امر کے دریافت کرنے سے ہوگا کہ کون قانون شخص مذکور سے قبل اوسکے تبدیل مذہب کے متعلق تھا بلکہ اوس جماعت کے قانون یا رواج کے دریافت کرنے سے جس میں وہ شخص بعد تبدیل مذہب کے شامل ہوا ہو اور جسکا وہ دربارہ جانشینی کے پابند رہنا پسند کرے -

اپیل بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر جی وی لے جج ماتحت درجہ اول مقام بیلگام -

نالش ہذا میں مدعیہ الیزبتھ یا لاسٹنگس نے جو ایک دیسی عیسائی خاندان ساکن بیلگام میں تھی سوم حصہ چند بنگلہ جات واقعہ مقام بیلگام کا جو مملوکہ اوسکے پدر مسمی ڈی ایف گالنس لیوس کے تھے جو ۱۸۹۵ء میں فوت ہوا دعوی کیا - مدعیہ نے یہ بیان کیا کہ اوس جائداد کا کوئی انتظام بذریعہ اوسکی وصیت کے نہیں ہوا اور اوس نے یہ دعوی کیا کہ وہ اور اوسکے دو بھائی (مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) بحیثیت وارثان اپنے باپ کے مستحق حصص مساوی کے تھے - عرضی نالش میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعیہ بنا رحمت ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئی جبکہ اول مرتبہ اپنے حقوق کا حال معلوم ہوا اور اوس نے اپنا حصہ مانگا اور بظاہر یہ فرض کیا گیا تھا کہ وہ قانون جو مقدمہ سے متعلق ہے قانون وراثت ہند (ایکٹ نمبر ۱۰ بابت ۱۸۶۵ء) ہے بوقت سماعت جج ماتحت نے ۱۲ امور تنقیح طلب قرار دئے جن میں امر تنقیح طلب پنجم حسب ذیل تھا -

"۵ - مدعیہ جائداد متنازعہ میں کسی حصہ کی مستحق ہے یا نہیں اور ہے تو کس حصہ کی"

کوئی شہادت دربارہ حیثیت مدعیہ اور اوسکے خاندان کے پیش نہیں کی گئی اور بربنائے اسی امر

+ اپیل نمبر ۹ ۱۸۹۸ء

۱۸۹۹ء
لاشنگس
بنام
گانسلویس

تنقیح طلب کے جج ماتحت نے نالش کو اس تجویز کے ساتھ ڈسمس کیا کہ ثابت کرنا ذمہ مدعیہ کے تھا کہ بوقت وفات اوسکے پدر کے ۱۸۵۵ء میں اوسکا خاندان کس قانون کا پابند تھا جسکی رو سے اوس نے اپنے ترکہ پدری میں حصہ کا دعوی کیا ہے حاکم موصوف کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ یقیناً قانون وراثت ہند (نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء) وہ قانون نہیں تھا کیونکہ ۱۸۶۵ء تک صادر نہیں ہوا تھا لہذا یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ قانون متعلقہ وہ قانون تھا جو اس خاندان سے قبل اوسکے اختیار کرنے مذہب عیسائی کے متعلق تھا چونکہ نسبت اس امر کے کوئی شہادت نہیں تھی لہذا جج ماتحت نے دعوی مدعیہ ڈسمس کیا۔ اپنے فیصلہ میں اونھوں نے یہ تحریر کیا۔

"امر تنقیح طلب پنجم۔ مدعیہ جو نسل ایک دیسی عیسائی کے خاندان کی اولاد سے ہے بحیثیت ایک وارث بیٹی پدر متوفی موسومہ گانسلویس کے اوسکی جائداد کے ایک حصہ کا اس بیان سے دعوی کیا کہ جائداد مذکور بلا وصیت ہے کیونکہ جو انتظام متوفی نے بذریعہ اپنے وصیتنامہ کے کیا ہے وہ ناقص ہے مدعی علیہ [illegible] ہے اور خود جائداد مذکور سے تعلق نہیں رکھتا۔ دیکھو کاغذ نمبر ۱۰ بغرض اسکے کہ اوسکا باپ بلا وصیت فوت ہوا یہ امر جو واسطے تصفیہ اوس کے حق وراثت کے ضروری ہے یہ ہے کہ ۱۸۵۵ء میں خاندان مذکور کس قانون کا پابند تھا معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کو غالباً اس بارہ میں غلط فہمی ہوئی کیونکہ دونوں نے ایکٹ وراثت ہند بتائید اپنے استدلال کے استعمال کیا ایکٹ مذکور قطعیاً متعلق نہیں ہے کیونکہ حق وراثت اوسکے نفاذ کے بہت پیشتر پیدا ہوا تھا بیانات فریقین سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ دربارہ قانون متعلق خاندان متوفی نسبت وراثت کے اونکے کیا بیانات ہیں اور مدعیہ نے کوئی کوشش واسطے ظاہر کرنے اس امر کے نہیں کی کہ خاندان مذکور کس خاص قانون یا رواج کا پابند ہے جسکی رو سے مدعیہ مستحق حصہ کی ساتھ اپنے بھائیوں کے ہے۔ اوسکے وکیل نے بحث میں بجائے درخواست کی کہ قانون انگلستان مقدمہ سے متعلق نہیں ہے بجائے اسکے کہ [illegible] تسلیم نہیں ہے کہ مقدمہ سے وہ قانون متعلق ہے لہذا قیاس یہ ہے کہ قانون متعلق وہ قانون ہے جو قبل اختیار کرنے دین مسیحی کے متعلق تھا یہ امر قابل افسوس ہے کہ مقدمہ ہذا میں کوئی سوال مثل اوس سوال کے جو مقدمہ [illegible] میں نمبر [illegible] فیصلہ جات طبع [illegible] صفحہ ۳ [illegible] جسکو [illegible] نے فیصل کیا تھا واسطے تجویز اس امر کے نہیں ہے کہ کس قوم یا مذہب سے مذہب عیسائی اختیار کیا گیا اور نسبت امر مذکورہ بالا کے کوئی تنقیح [illegible] ممکن نہیں ہے۔ لہذا میں یہ تجویز کرنے پر مجبور ہوں کہ مدعیہ ثابت کرنے سے قاصر رہی کہ وہ اپنے پدر متوفی کے ترکہ میں کسی حصہ کی مستحق ہے جو نسبت امر تنقیح طلب پنجم کے قطعاً نفی میں تجویز کرتا ہوں بباعث اس تجویز کے دیگر امور تنقیح طلب کی نسبت تجویز کرنا غیر ضروری ہو گیا میں دعوی مع خرچہ خارج کرتا ہوں"

مدعیہ نے اپیل کیا۔

مسٹر شیورام [illegible] کولے صاحب واسطے (مدعیہ) کہ کوئی امر تنقیح طلب دربارہ اوس قانون کے جو مدعیہ کے خاندان سے متعلق تھا قائم نہیں کیا گیا اور واسطے کوئی شہادت دربارہ امر مذکور کے پیش نہیں کی گئی اونھوں نے مقدمات بالی [illegible] بنام [illegible] (۱) و [illegible] بنام [illegible] (۲) کا حوالہ دیا۔

رتن جی [illegible] صاحب (مدعا علیہ نمبر ۲) یہ خاندان دیسی عیسائی ہے اور واسطے قانون

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] ([illegible] ۱۸۹۹ء) (۲) [illegible] ہند [illegible] صاحب جلد ۳ صفحہ [illegible] ([illegible] ۱۸۶۶ء)

۱۹۰۶ء
لاسننگٹس بنام کانس لیوس

انگلستان سے متعلق ہے۔ مقدمہ لوپس بنام لوپس (۱) ملاحظہ طلب ہے جسمین عیسائی متعام بیلگام کے در اصل مدراس کے ہندو تھے گزیٹیر بیلگام صفحات ۲۰۳ و ۲۰۴ ملاحظہ طلب ممکن ہے کہ مدعیہ ایک شخص مہز لنگالی سنلیا تو قانون دہرم شاستر یا قانون انگلستان کو متعلق کرنا چاہیے اور ان دونون صورتون مین سے کسی صورت مین مدعیہ کامیاب نہین ہو سکتی ہے لہذا ڈگری صاحب جج کی واقعی صحیح ہے۔

کراؤن بی بی لو لیسی بنجانب مسیا ئنڈ شان نمبر ۹ (رد نامیم نمبر ۱۰ ام) مجے حصص نیلند کے مدعا علیہم سے خرید کی بجا و ہم اوسکے مقدمہ کی تائید کرتے ہین۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ جج ماتحت نے اس نالش کو ایک امر ابتدائی پر ڈسمس کیا جو بالتخصیص زیر غور کسی امر تنقیح طلب کے قائم نہین کیا گیا تھا اور جسکی نسبت اسوجہ سے کوئی شہادت منجانب فریقین نہین دیگئی علاوہ برین جو وجہ ڈسمسی بیان کی گئی ہے غلط ہے۔ فریقین دیسی عیسائی ہین جو قیاس جج ماتحت نے قائم کیا وہ یہ تھا کہ قانون متعلق ناہر دگان وہ قانون ہے جسکا پابند اونکا خاندان قبل اختیار کرنے مذہب عیسائی کے تھا۔ اور چونکہ یہ ثابت نہین کیا گیا کہ کون مذہب چھوڑکر اوس نے مذہب عیسائی اختیار کیا لہذا جج ماتحت نے خیال کیا کہ بار دعوی مدعیہ کے ذمے سخت مضر ہے چنانچہ اونہون نے دعوی مذکورہ ڈسمس کیا۔ ہم سمجھتے ہین کہ یہ ایک غلطی صریحی ہے۔ قانون جو قبل تبدیل مذہب متعلق تھا ایک ایسا امر ہے جسکی نسبت ممکن ہے کہ شہادت دینے کی مطلق ضرورت نہو کیونکہ جیسا کہ مقدمہ بائی بائی جی بنام بائی سنتوک (۲) مین بحوالہ مقدمہ ابراہیم بنام ابراہیم (۳) کے تجویز کی گئی ہے شخص تبدیل کنندہ مذہب بذریعہ اپنے طریق عمل بعد تبدیل مذہب کے یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ دربارہ ان معاملات کے اوس نے کس قانون کے پابند ہونے کا ارادہ کیا۔

وجہ فیصلہ مقدمہ بار لو بنام گرڈ (۴) مین درج ہے جسمین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ فرمایا "لہذا تعبیر و تاثیر وصیت کی قانون متعلقہ سکونت مستقل پر منحصر ہوگی بشرطیکہ وہ تحقق ہو سکے۔ بوقت وفات کرنل صاحب کے کوئی قانون محقق القائم وس مع بہ کا نہین تھا جسمین اونھون نے سکونت مستقل اختیار کی تھی اور قانون متعلقہ وراثت کسی خاص شخص کا اوسکی ذاتی حیثیت پر منحصر تھا اور وہ حیثیت اوسکے مذہب پر منحصر تھی مثلاً وراثت ایک ہندو کی عام طور پر مطابق دہرم شاستر کے قائم ہوگی اور مسلمان کی مطابق شرع محمدی کے اور اسیطرح انڈین عیسائی کی مطابق قانون انگلستان کے لیکن بر حالت مین جہان تک تصفیہ حیثیت ذاتی کے اوس شخص کے طرز معاشرت و عادات اور اوس جماعت یا خاندان کے دستورات جسمین وہ شخص شامل ہو لحاظ کرنا ہوگا مگر یہ تحقیق نہو سکے کہ کونسا قاعدہ خاص مقدمہ سے متعلق ہے تو حکام جو اوس صوبہ مین عدالت گستری کرتے ہون مطابق عدل و انصاف و نیک نیتی کے عمل کرینگے"۔ ۳۲ ۱ء

(۱) انڈین لا رپورٹ دی کورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ (سنہ ۱۸۸۰ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۳ (سنہ ۱۸۹۶ء)

(۳) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۲۰۵ (سنہ ۱۸۶۳ء) (۴) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۲۲ (سنہ ۱۸۶۸ء)

۱۸۹۹ء
ہسٹنگس بنام ... انسلو بس

بلاشبہ یہ بات نسبت ایک خاص صوبہ کے کہی گئی تھی لیکن اس حصہ ہندوستان پر بھی اسی اصول کا اطلاق بدرجہ مساوی ہوتا ہے۔ دیکھو مقدمہ جال بھائی بنام لوکی منو بل (۱) اس مقدمہ مین فریقین کو کوئی موقع مناسب واسطے دینے کسی شہادت کے نسبت ان امور کے نہین دیا گیا اور نہ حاکم عدالت نے شہادت مندرجہ مسل پر غور کیا۔ مثلاً وصیت نامہ (دستاویز نمبر ۶۲) نوشتہ متوفی موجود ہے جسکی عبارت و الفاظ و نوعیت سے تجاہل نہین کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ہم ڈگری حاکم موصوف منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو واسطے تحقیقات جدید و فیصلہ کے بعد قائم کرنے مناسب امور تنقیح طلب و قلمبند کرنے شہادت کے واپس بھیجتے ہین خرچہ شامل خرچہ مقدمہ ہوگا۔

رانادبے صاحب جسٹس۔ مقدمہ ہذا کو عدالت ماتحت نے قابل اطمینان فیصل نہین کیا ہے۔ اہل فریقین نالش عیسائی ہین جو اہل یورپ نہین ہین بہن نے دعویٰ سوم حصہ جائداد اپنے پدر کا بمقابلہ اپنے دو بھائیون و نیز اون اشخاص کے کیا ہے جو بذریعہ اون مذکور دعویٰ کرتے ہین۔ عرضی نالش مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ پدر مدعیہ نے ۱۸۵۱ء مین ایک وصیت نامہ تحریر کیا تھا اور وہ ۱۸۵۶ء مین فوت ہوا از روے وصیت نامہ مذکور کے آمدنی کا انتظام کیا گیا لیکن نفس جائداد منتقل نہین کی گئی اور مدعیہ نے اس وصیت نامہ کو چھپا رکھا اور قبل اپنی وفات کے جو ۱۸۹۶ء مین واقع ہوئی ایک وصیتنامہ جدید خلاف وصیت نامہ اپنے شوہر کے تحریر کیا اور مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴ نے اس دوسرے وصیت نامہ کا پروبیٹ حاصل کیا اور از روے اس دوسری وصیت نامہ کے تمام مدعا علیہم قابض کل جائداد متروکہ کے ہوگئے۔ دعویٰ ایک ثلث حصہ کا مطابق ایکٹ نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء کے کیا گیا جسمین یہ حکم ہے کہ بحالت وراثت بلا وصیت کے پسران و دختران کا حصہ برابر ہوگا۔ مدعا علیہ نمبر ۱ نے نسبت دعویٰ کے کچھ اعتراض نہین کیا لیکن مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ بحث کی کہ از روے وصیت نامہ اوسکے باپ کے نہ صرف محاصل بلکہ اختیار کامل بھی اوسکی بیوہ کو منتقل کرنے ترکہ اوسکے شوہر کا دیا گیا تھا چنانچہ از روے وصیت نامہ دوم کے انتقال ترکہ کا کیا گیا۔

مقدمہ ہذا مین بحث اول نسبت حیثیت فریقین کے اور اوس قانون کے تھی جو توریث جائداد سے بحالت وراثت بلا وصیت کے متعلق ہے۔ عدالت ماتحت نے کوئی امر تنقیح طلب

(۱) ... ۱۸۹۴ء بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۰

۱۸۹۹ء لاسٹنس بنام کانسٹنس

نسبت اس امر کے قائم نہیں کیا اوس نے صرف یہ تحریر کیا کہ نہ تو قانون انگلستان اور نہ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء اوس مقدمہ سے متعلق ہے اور جو قانون کہ قبل تبدیل مذہب کے فریقین سے متعلق تھا اوسی کی پابندی امر نزاع میں ہونی چاہیے۔

۵۴۳ چونکہ مدعیہ یہ ثابت کرنے سے قاصر رہی کہ خاندان مذکور قبل تبدیل مذہب کے کس قوم کا پابند کا تھا لہذا عدالت ماتحت نے نالش کو ڈسمس کیا۔

وکیل اپیلانٹ نے بہت مناسب طور پر اس کارروائی سرسری کی نسبت اعتراض کیا جسکی روسے مقدمہ بر بناے ایک ایسے امر کے فیصل کیا گیا جسکی نسبت کوئی امر تنقیح طلب قائم نہیں کیا گیا تھا۔ علاوہ بریں عدالت ماتحت نے اوس رائے کے قائم کرنے میں غلطی کی جو اوس نے در بارہ اوس قانون کے ظاہر کی جو ایسے مقدمات سے متعلق ہے کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء مقدمہ سے متعلق نہیں ہے کیونکہ [illegible] سنہ ۱۸۵۵ء میں فوت ہوا اور دفعہ ۳۳ جو کہ [illegible] ایکٹ مذکور بانداز گذشتہ متعلق کیا جاے چونکہ فریقین دیسی عیسائی ساکن بنگلور کے ہیں جو بیرون شہر جزیرہ نما ہے کے مقیم لہذا نظیر مقدمہ لوپس بنام لوپس (۱) جسمیں قانون انگلستان خاص طور پر تنگیر ساکنان ہجی سے متعلق کیا گیا تھا مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہے۔ اگر نامبردگان یورپین ایسٹ انڈین عیسائی ہیں تو قانون انگلستان اونکی نزاعات وراثت سے متعلق ہوگا۔ مقدمہ بارلو بنام آرڈ (۲) ملاحظہ طلب۔ اگر نامبردگان دیسی عیسائی ہیں جنہوں نے تبدیل مذہب کیا تو اون پر وہ قانون متعلق ہونا چاہیے جسکے پابند وہ اور اونکے اشخاص خاندان ہوے تو اعدہ بر بناء شہادت اگر وہ قبل تبدیل مذہب کے ہندو تھے بلاشبہ متعلق ہونگے۔ شخص تبدیل کنندہ مذہب اوس قانون کو چھوڑ سکتا ہے جسکا وہ پابند تھا یا اگر وہ مناسب سمجھے تو قانون قدیم کا پابند رہ سکتا ہے۔ اور رو سے اونکے طریق عمل کے بعد تبدیل مذہب کے بذریعہ شامل ہونے کے ایسی جماعت میں جسکے لیے خود ایک قانون ذاتی موجود ہے یا بذریعہ خود پابند ہونے کے ایسے رواج یا دستور کے فیصلہ اس امر کا ہونا چاہیے کہ اوس نے اپنے کو کس قانون کا پابند ہونا پسند کیا۔ یہی اصول مقدمہ ابراہیم بنام ابراہیم (۳) میں قائم کیا گیا تھا اور اوسکی تقلید عدالت ہذا نے ایک سلسلہ فیصلجات میں کی۔ مقدمات حال بیانی بنام ورنی جیمنیل (۴) و بالی بائی بنام بائی [illegible] (۵) ملاحظہ طلب ہیں۔ جس صورت میں ظاہر ہے کہ امر تنقیح طلب اس امر پر منحصر ہے کہ آیا اون قانون پر جو قبل تبدیل مذہب کے تھا [illegible] شامل ہوئے [illegible] لہذا مقدمہ عدالت ماتحت میں واپس بھیجا جاے اور عدالت موصوف کو ہدایت ہو کہ امر تنقیح طلب مذکور در بارہ اس امر کے قائم کرے اور بعد لینے شہادت امر مذکور کے فیصلہ مقدمہ کا بر بناے اوس کے دے کرے۔

ڈگری منسوخ ہوئی اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ [illegible] (۲) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ [illegible] پریوی کونسل (۳) رپورٹ [illegible] (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible]

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندر کا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن و مین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھ فلسفانہ بحث کی گئی ہے عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدارس پریذیڈنسی نے ۱۸۶۷ء مین کیا تھا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک اسکی اشاعت اُردو زبان مین نہین ہوئی تھی اور یہ ایک بہت بڑا نقص اشاعت علم دہرم شاستر کا تھا - اس نقص کے رفع کرنے کے لیے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے نہایت بامحاورہ اُردو و الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید احتیاط کے لیے اس ترجمہ کی تصحیح جناب منشی پرتاب نرائن صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند سابق اُردو جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے - اس کتاب کی قیمت ے روپیہ کلدار رہا ہے سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن اصحاب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگھوبیر سہاے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

ستمبر ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد } مترجم منشی ہائی کو... شما...

منشی بانکے بہاری } مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی

مولوی احمد علی خان } سب جج

مطبع نظائر ... الہ آباد میں باہتمام منشی لہو پیرساے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ عہ/

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

جلد ۲۳ — حصہ ۹

فہرست مقدمات

پریوی کونسل

بھگوان داس بنام ریوٹ کارنیک ۵۴۳

صیغہ ابتدائی دیوانی

رالی برادران بنام چھبیل داس للو بھائی ۵۵۰

صیغہ اپیل دیوانی

پرشوتم بنام آتمارام ۵۹۶

بجے سنگھ بنام ہوٹیل ۵۹۴

جمنا بائی بنام منو بائی ۶۰۷

رام چندر بنام شیخ محی الدین ۶۱۳

رتن لال بنام بائی گلاب ۶۲۲

کمار گودا بنام بھیم جی کیشو ۶۰۴

ماروتی بنام کرشنا ۵۹۱

ویرو پکشپا بنام شیداپا ۶۱۹

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل – عملدرآمد – مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ – درخواست اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے – حکم مشعر انکار اجازت اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے۔

رتن لال بنام بائی گلاب

دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۶۲۳

اجرا – میعاد سماعت – ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) عدد ۱۷۹ – ضمن – انفکاک ڈگری الانفکاک – کوئی وقت ڈگری میں بغرض ادا مقرر نہیں کیا گیا۔

ماروتی بنام کرشنا

دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۵۹۱

اراضیات قدرشتی – محض عدم انجام دہی خدمت سے قبضہ مخالفانہ نہیں ہوتا – قبضہ مخالفانہ میعاد سماعت – ضبطی – جس صورت میں کہ اراضیات پر قبضہ بعوض اجرت خدمت کے ہو اس امر سے کہ کوئی خدمت انجام نہیں دی گئی بنفسہ قبضہ مخالفانہ نہیں ہو جاتا – قبضہ مخالفانہ

کے لئے انکار انجام دہی خدمت سے یا دعوی قبضہ اراضیات کا بلا خدمت کے کرنا لازمی ہے

گمار گودا بنام بھیم جی کیشو ۶۰۲

انفکاک - ڈگری انفکاک - کوئی وقت ڈگری میں بغرض ادائے زر مقرر نہیں کیا گیا - اجراء میعاد سماعت

ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ اکتوبر ۱۸۷۷ع) مد ۱۷۹ - رہن - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت . . ۵۹۱

ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعات ۲۶۵، ۲۷۱ - دیکھو شراکت ۵۴۳

۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ مد ۱۳۴ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۶۱۳

۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ مد ۱۷۹ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۵۹۱

۱۸۸۲ء نمبر ۵ دفعہ ۲۳ - دیکھو حق آسائش ۵۵۴

۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعات ۱۳ و ۴۳ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۵۹۶

۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۲۳۱ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۶۲۲

۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۴۶۲ - دیکھو نابالغ ۶۱۹

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ع) دفعات ۲۶۵، ۲۷۱ - شراکت - وفات شریک - شریک باقیماندہ کا من بعد جائداد دلاپانا - نالش منجانب متمم ترکہ شریک متوفی بنام شریک باقیماندہ واسطے دلاپانے متروکہ کے - نالش واسطے حساب شراکت کے]

بھگوان داس بنام ریوٹ کارنیک

دیکھو شراکت ۵۴۴

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۳۴ - رہن - وہ شخص جس نے جائداد مرتہن سے خریدی بضرورت قبضہ بغرض جائز ہونے معاملہ کے بمقابلہ اصل راہن کے] ضرور ہے کہ وہ شخص جو کسی مرتہن سے یہ باور کرکے کہ اسکو استحقاق جائز حاصل ہوا ہے خریداری کرے یا رہن لے جائداد پر میعاد قانونی تک قابض رہا ہو تاکہ وہ معاملہ بمقابلہ اصل راہن کے حسب مد ۱۳۴ - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) جائز ہو جائے

رام چندر بنام شیخ محی الدین ۶۱۳

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) مد ۱۷۹ - رہن - انفکاک - ڈگری انفکاک - کوئی وقت ڈگری میں بغرض ادائے زر مقرر نہیں کیا گیا - اجراء میعاد سماعت -] بتاریخ ۲ جون ۱۸۶۶ء ایک ڈگری بارضا نالش انفکاک میں بمضمون ذیل صادر کی گئی -

مدعیان لازم ہے مدعا علیہم کو اندر ایک ماہ کے تاریخ ہذا سے ادا کریں - اگر نامبردگان زر مذکور ادا نہ کریں تو جس سال کے ماہ جیٹ میں وہ زر مذکور ادا کریں مدعا علیہم نامبردگان کو قبضہ اراضی واپس کریں اور اسوقت تک مدعا علیہم مالگذاری سرکار ادا کریں اور بعوض سود پیداوار سے مستفید ہوں -

بتاریخ ۲۷ - جون ۱۸۹۶ء مدعیان نے درخواست واسطے اجرا ڈگری کے باستدعائے
محض قبضہ کے اس بنا پر کی کہ زر رہن بذریعہ ونگے ادا کرنے مالگذاری وغیرہ کے منجانب
مدعاعلیہم کے بیباق ہوگیا -

تجویز ہوئی کہ درخواست اجرا مین حسب دفعہ ۱۹ - ۱۱ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵
۱۸۷۷ء) تمادی عارض ہے - الفاظ ڈگری غیر معین اور غیر محدود تھے - اور یہ تصور ہونا چاہیے
کہ اونمین واقعی ذکر کسی وقت کا واسطے ادا کے نہ تھا - لہذا ڈگری تاریخ صدور سے نافذ
اور قابل نفاذ صرف اندر تین سال کے وقت مذکور سے متصور ہونی چاہیے بجز اسکے کہ وہ
بذریعہ درخواست اجرا بموجب قانون کے اندر میعاد ہاے معینہ کے نافذ رکھی جاے -

۱۵۹۱ ...... مار وتی بنام کرشنا

جہاز - کرایہ نامہ جہاز - رسیدات مال - کرایہ جہاز - شرح کرایہ مال مندرجہ کرایہ نامہ جہاز - معاہدہ
منجانب کرایہ دار ذیلی ساتھ اوس شخص کے جس نے مال لادا بابت کرایہ جہاز بشرح ادنیٰ
انکار کپتان دربارہ کرنے دستخط رسیدات مال پر اوس شرح سے کم پر جو کرایہ نامہ مین
مندرج تھی - ادا کرنا اوس فرق کا جو مابین دو شرحون کے تھا منجانب جہاز پر مال لادنے
والے کے ساتھ عذر کے - [۳ - مارچ ۱۸۹۰ء کو کرسی دہارسی و کمپنی نے جو ایک کارخانہ
بمبئی مین دلالان کرایہ جہازون کا ہے مدعیان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ مال وزنی تین ہزار ٹن
مقام لیورپول کو بکرایہ ۱۶ شلنگ ۶ پنیس فی ٹن ایک جہاز دخانی مین جسکا نام بعدہ ظاہر
کیا جایگا بہیجا دینگے اور اوسی روز مدعیان کو تین احکام متعلق مال لادنے کے بنام
کپتان جہاز جسکا نام بعدہ درج ہونے والا تھا حوالہ کئے ان احکام مال لادنے مین شرط
بشرح اعلیٰ و ادنیٰ کی حسب ذیل تھی - اگر رسیدات مال بشرح کم یا بیش مطلوب ہون تو جو فرق
کہ مابین شرح کے ہو وہ بیباق حسب معمولی قابل ادا نہ ہوگا - اس شرط کو مدعیان نے ایک
حکم متعلق لادنے مال سے مطابق اپنے دستور معمولی کے خارج کیا ۱۱ مئی ۱۸۹۰ء کو مدعاعلیہم نے
جہاز دخانی موسومہ ہیڈنگٹن کو جسکے مالکان کے وہ ایجنٹ ہی بمقام بمبئی سے کرایہ کیا اور
۱۲ مئی کو نامبردگان نے اپنا نصف حق مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کرسی دہارسی و کمپنی کو منتقل کیا
اندروے کرایہ نامہ جہاز کے مال کا پورا لادنا قرار پایا اور کرایہ ایک پونڈ ۷ شلنگ فی ٹن تھا
مگر کپتان کو اختیار دستخط کرنے رسیدات مال پر ایسی شرح کرایہ سے جو کرایہ داران بلا مضرت
کرایہ نامہ جہاز کے چاہین دیا گیا تھا لیکن وہ شرح شرح مندرجہ کرایہ نامہ سے کم نہ ہو بجز اسکے
کہ بقیہ کرایہ قبل روانگی جہاز نقد ادا کیا جاے -

اسطور پر کرسی دہارسی و کمپنی نے جہاز ہیڈنگٹن کو بطور ذیلی کرایہ کرکے مدعیان پر
ظاہر کیا کہ بموجب معاہدہ ۳ - مارچ ۱۸۹۰ء کے جہاز دخانی مذکور واسطے ۲۷۰۰ ٹن مال کے
موجود تھا اور اوسوقت نام جہاز مذکور کا بابت اوس مقدار مال کے درج احکام لادنے

مال کے کیا گیا بر طبق اسکے مدعیان نے مال گیہوں لادنا شروع کیا ۱۲۔جون تک ۲۱۰۰ ٹن لادے گئے اور ریٹ کی رسیدات مدعیان کو دی گئیں اور نامبردگان نے رسیدات مال مرتب کیں جنمیں شرح کرایہ ۱۶ شلنگ ۶ پنس فی ٹن مطابق احکام جہاز کے درج کی گئی اور وہ روبرو کپتان کے واسطے دستخط کے پیش کی گئیں نامبردہ نے اونپر دستخط کرنے سے انکار کیا بجز اسکے کہ فرق درمیان ۱۶ شلنگ ۶ پنس اور شرح مندرجہ کرایہ نامہ یعنی ایک پونڈ ۱۰ شلنگ کے اوسکو حسب شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے ادا کیا جائے بر طبق اسکے مدعیان نے اور زیادہ مال جہاز پر لادنے سے انکار کیا اور جو مال جہاز ریڈنگٹن پر لد چکا تھا اوسکی واپسی کا مطالبہ کیا ۲۴۔جون کو جہاز ریڈنگٹن بمبئی سے روانہ ہوا اور کپتان نے اوس سے پیشتر مدعاعلیہم کو یہ اختیار دیا کہ وہ رسیدات مال پر اوسکی طرف سے بعد روانگی کے دستخط کریں بشرطیکہ وہ مطابق کرایہ نامہ جہاز کے ہوں بعد کسی قدر توقف کے مدعیان نے ۲۹ جون کو رسیدات مال ۲۱۰۰ ٹن بشرح ایک پونڈ ۱۰ شلنگ منظور کیں اور ساتھ عذر کے جو فرق درمیان شرح مذکور اور شرح اونکے معاہدہ (۱۶ شلنگ ۶ پنس) کے تھا اور بعض دیگر رقوم کو ادا کیا جنکی بابت مدعاعلیہم بحیثیت ایجنٹان مالکان کے دعوی کفالت کا کرتے تھے اب مدعیان نے نالش دلاپانے اوس رقم کی مدعاعلیہم سے کی جو ساتھ عذر کے ادا کی گئی تھی مدعاعلیہم نے یہ حجت کی کہ بحیثیت ایجنٹان مالکان کے وے مجاز اسکے تھے کہ رسیدات مال کے دینے سے انکار کریں تاوقتیکہ رقوم یافتنی اور وہ رقوم جنکی بابت اونکو کفالت حاصل تھی ادا کیجائیں۔

تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہم کو کوئی کفالت بابت رقوم اداشدہ کے حاصل نہ تھی اور مدعیان مستحق دلاپانے زر متدعویہ کے تھے۔

از کنیڈی صاحب جسٹس۔ مدعیان مستحق تھے کہ ۲۱۰۰ ٹن مذکور اونکو عند الطلب کپتان واپس کرتا ۲۹۔جون کو مدعیان مستحق صاف رسیدات مال کے بشرح ۳۰ شلنگ کے تھے اور جو روپیہ نامبردگان نے ساتھ عذر کے بغرض حاصل کرنے رسیدات مال مذکور کے ادا کیا اوسکے دلاپانے کے وے مستحق تھے۔اندرین حالات مدعاعلیہم کو کوئی کفالت بابت کرایہ وڈیمارج کے نہ تھی۔

از اسٹارلنگ صاحب جسٹس۔ کپتان مجاز تھا کہ ۲۱۰۰ ٹن مذکور کے واپس دینے سے انکار کرے۔مدعیان مستحق صاف رسیدات مال کے بشرح ۳۰ شلنگ کے تھے اور کوئی مواخذہ بابت کرایہ وڈیمارج کے جسکی بابت مدعیان نے زر متدعویہ مدعاعلیہم ساتھ عذر کے ادا کیا تھا نہیں ہوسکتا ہے۔

رالی برادران بنام جیٹھیل داس لکو بھائی ۵۵۰

حق آسایش۔حق راستہ۔تبادلہ استعمال۔ایکٹ حق آسایش ہند نمبر ۵

سنہ ۱۹۲۰ء) دفعہ ۲۳ - اضافہ حق آسائش یعنی] بموجب دفعہ ۲۳ - ایکٹ حقوق آسائش ہند (نمبر ۵ بابت ۱۸۸۲ء) حق وابستہ جو بہ اغراض زراعت کام میں لایا جاتا ہو واسطے اغراض کارخانہ کے استعمال کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ کوئی بار مزید اوسکی رو سے جائداد مطلوب پر عائد نہ ہو۔

سبحے سنگھ بنام ہیرو ٹیل ۔ ۔ ۔ ۵۹۴

تقسیم - دو نالشات واسطے تقسیم کے - پہلی نالش واسطے تقسیم جائداد خاندان کے - دوسری نالش واسطے تقسیم جائداد مشترکہ مقبوضہ خاندان و اشخاص دیگر کے - ورثی مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ بابت ۱۹۰۸ء) دفعات ۱۲ و ۴۲ مجلد آرڈر ۲] اوس نالش سے جو منجانب چند اہل خاندان بنام دیگر اہل خاندان مذکور واسطے تقسیم جائداد مشترکہ خاندان کے دائر ہوئی ہو دوسری نالش منجانب اوہین مدعیان کے واسطے تقسیم دیگر جائداد مشترکہ خاندان نامبردگان و غیر اشخاص کے ممنوع نہیں ہے۔

پرشوتم بنام اتما رام جناردن ۔ ۔ ۔ ۵۹۶

دھرم شاستر - نان و نفقہ - نان و نفقہ زوجہ پسر - دعوی زوجہ پسر جائداد مکسوبہ اپنے خسر پر جو قبضہ اوسکے ورثا کے ہو] اوس پسر کی بیوہ کو جو اپنے باپ سے قبل فوت ہوگیا ہو اور جو بشرکت اپنے باپ کے رہتا ہو بمقابلہ اپنی ساس کے جائداد مکسوبہ خسر میں جو اوسکی بیوہ کو بحیثیت اوسکے وارث کے ملی ہو نان و نفقہ کا حق قانونا حاصل ہے۔ بیوہ پسر کو جائداد مکسوبہ مقبوضہ اپنے خسر کی نان و نفقہ کا قانونا کوئی دعوی نہیں ہوتا مگر جبکہ جائداد مذکور خسر کے ورثا کو پہونچے تو بیوہ پسر کو جائداد مذکور پر جو بقبضہ ورثا رہے ہو واسطے نان و نفقہ کے حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اوسکا شوہر اپنے باپ کے شامل رہتا ہو۔

جمنا بائی بنام منو بائی ۔ ۔ ۔ ۶۰۷

ڈگری - نالش منجانب نابالغ - مصالحت بابت ڈگری کے منجانب رفیق قریب کے - درخواست منسوخ کرانے مصالحت کی - ڈگری پر اعتراض کرنیکے طریقے - تمال آرڈر - ضابطہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ بابت ۱۹۰۸ء) دفعہ ۴۷ و ۹۶ - نابالغ - دیکھو نابالغ ۔ ۔ ۔ ۶۱۵

رہن - وہ شخص جس نے جائداد مرہون سے خریدی - ضرورت قبضہ بغرض جائز ہونے معاہدہ کے بمقابلہ اصل راہن کے - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ - دفعہ ۱۳۴]

رام چندر بنام شیخ محی الدین

دیکھو ایکٹ میعاد سماعت ۔ ۔ ۔ ۶۱۴

شراکت - وفات شریک - شریک باقیماندہ کا من بعد جائداد دلایا نا - نالش منجانب مہتمم ترکہ شریک متوفی بنام شریک باقیماندہ واسطے دلاپانے متروکہ کے - نالش واسطے حساب شراکت کے - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۹ بابت ۱۹۰۸ء) دفعات ۶ و ۱۰۶] سنہ ۱۹۰۸ء میں مسماۃ ہیم بائی بیوہ نے جو ایک ایسے کارخانہ میں شریک تھی جسکا کاروبار بنام شراکت گوکل داس (مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) کے بمقام سندھ و بکھر واقع ملک فارس ہوتا تھا وفات پائی اور

تہ اگست فسخ ہوئی مسماۃ مذکورہ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن یہ بیان کیا گیا تھا کہ اوس نے ایک شخص پرشوتم داس مدعا علیہ دوم کو متبنّی کیا تھا۔ بتاریخ ۱۳- فروری ۱۸۹۴ء ولی کشن داس نابالغ (جو مسماۃ کے شوہر کا بھتیجا تھا) نے ہائیکورٹ بمبئی مین درخواست واسطے چٹھیات اہتمام ترکہ مسماۃ کے اس بیان سے پیش کی کہ کشن داس اوسکا وارث اور رشتہ دار قریب تر تھا۔ پر مسماۃ و دیگر اشخاص نے ایک عذرداری داخل کی جسمین اونھون نے کشن داس کے وارث مسماۃ ہونے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ پرشوتم نے اوسکا کریا کرم کیا تھا۔ معاملہ مذکور بطور ایک نالش کے بتاریخ ۱۹- فروری ۱۸۹۴ء پیش ہوا اور اوسوقت ایک حکم بلا تجویز کسی بحث کے جو امور تنقیح طلب سے پیدا ہوتی تھی صادر کیا گیا جسکی بموجب درخواست ڈسمس کی گئی اور یہ حکم ہوا کہ چٹھیات اہتمام ترکہ ہیم بائی اوس ایڈمنسٹریٹر جنرل مقام بمبئی کو عطا کیجائین۔ چنانچہ چٹھیات اہتمام محدود مذکور کو بتاریخ ۳۰- مارچ ۱۸۹۴ء عطا ہوئین۔

لیکن اسی اثنا مین یعنی بتاریخ ۱۲- اپریل ۱۸۹۳ء بھگوان داس مدعا علیہ نمبر۱ نے تین نالشات ہائیکورٹ بمبئی مین بنام خود اپنے و گوکل داس (مدعا علیہ نمبر۲) کے بحیثیت شرکائے باقیماندہ کارخانہ ہیم بائی کے بغرض وصول چند قرضہ جات باقی کارخانہ مذکورہ کے دائر کین۔ بعد ازان درمیان بھگوان داس و گوکل داس کے نزاعات پیدا ہوئے اور بموجب حکم بالرضا مورخہ ۲۲- جولائی ۱۸۹۳ء کے یہ حکم ہوا کہ جو روپیہ بر سر نالشات مذکور مین وصول ہو وہ ایک ریسیور (مدعا علیہ نمبر۳) کو ادا کیا جاوے تاکہ وہ زر مذکور کو تا صدور حکم ثانی اپنے پاس جمع رکھے۔ بتاریخ یکم اگست ۱۸۹۳ء ڈگریات بالرضا بر سر نالشات مذکورہ بالا مین رقم مجموعی [illegible] روپیہ کی صادر کی گئین اور یہ زر مذکور اوسی وقت ریسیور کے حوالہ کی گئی۔

بتاریخ ۲۲- اپریل ۱۸۹۴ء ایڈمنسٹریٹر جنرل مقام بمبئی نے بحیثیت مہتمم ترکہ ہیم بائی کے جسکا تقرر حسب مذکور الصدر ہوا تھا نالش ہذا دائر کی۔ اونھون نے دعوی واپسی کل رقم کا جو ریسیور کو ادا کی گئی تھی اس بیان سے کیا کہ مدعا علیہما اول و دوم بحیثیت شرکائے مسماۃ کے کارخانہ مذکورہ کے سب قرضدار تھے اور وہ روپیہ واقعی مسماۃ کے ترکہ سے متعلق تھا اور انھون نے یہ استدعا کی کہ ریسیور کو یہ ہدایت ہو کہ وہ زر مذکور اوسکو ادا کرے اور اگر ضرورت ہو تو حساب شراکت کا لیا جاوے۔ مدعا علیہ دوم نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ یہ نالش واسطے حساب شراکت کے تھی اور اس لئے اوسمین تمادی عارض تھی اور نیز یہ کہ ہائیکورٹ بمبئی کو کوئی اختیار اوسکی تجویز کرنے کا نہین ہے۔

بہ بحالی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی تجویز ہوئی کہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے اور عدالت آخر الذکر نے اس بنیاد پر فیصلہ کیا کہ چونکہ صرف ایڈمنسٹریٹر جنرل ایسا شخص تھا جو حسب مراد دفعہ ۱۷- ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) کے نالش کر سکتا تھا لہذا از روے دفعہ مذکورہ میعاد مندرجہ دفعہ ۱۰۶- وقت اجراے چٹھیات اہتمام اس ترکہ سے محسوب ہونی چاہیے۔

ڈگری واسطے عام حساب شراکت بغرض دریافت اس امر کے کہ کس قدر ترکہ متوفی کی بابت اوسکے حصہ شراکتی سے واجب تھا اور کس قدر روپیہ مسماۃ کا اوس کاروبار میں لگایا تھا جسکو شرکاے باقیماندہ نے جاری رکھا تھا صادر ہوئی۔

بھگوان داس بنام ریوٹ کارنیگ

٥٢٣ عملدرآمد۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳۱۔ درخواست اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے بحکم مشعر انکار اجازت اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے۔ اپیل [

رتن لال بنام بابی گلاب

دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی

٦٢٣ عملدرآمد۔ ضابطہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴۔ نابالغ نالش منجانب نابالغ۔ ڈگری بمصالحت بابت ڈگری کے منجانب رفیق قریب نابالغ کے درخواست منسوخ کرانے مصالحت کی۔ ڈگری پر اعتراض کرنیکے طریقے [

ویرو پکشاپا بنام سدپا

دیکھو نابالغ

٦١٩ قبضہ۔ ضرورت قبضہ بغرض جائز ہونے معاملہ کے بمقابلہ اصل راہن کے۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۴۴۔ رہن۔ وہ شخص جس نے جائداد مرہونہ خرید کی

دیکھو رہن و ایکٹ میعاد سماعت

٦١٤ قبضہ مخالفانہ۔ میعاد سماعت ضبطی۔ اراضیات خدمتی بسبب عدم انجام دہی خدمت قبضہ مخالفانہ معین ہوتا۔

کمار گوڈا بنام بھیم جی کیشو

دیکھو اراضیات خدمتی

٦٠٣ کرایہ نامہ جہاز۔ رسیدات مال۔ کرایہ جہاز۔ شرح کرایہ مال مندرجہ کرایہ نامہ جہاز بہ معاہدہ منجانب کرایہ دار ذیلی ساتھ اوس شخص کے جس نے مال لادا بابت کرایہ جہاز بشرح ادنیٰ۔ انکار کپتان دربارہ کرنے دستخط رسیدات مال پر اوس شرح سے کم پر جو کرایہ نامہ میں مندرج تھی۔ ادا کرنا اوس فرق کا جو مابین دو شرحوں کے تھا منجانب جہاز پر مال لادنے والے کے ساتھ عذر کے۔ جہاز۔ دیکھو جہاز

٥٥٠ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۳ و ۴۳ عملدرآمد۔ تقسیم۔ دعوی نالش واسطے تقسیم کے۔ پہلی نالش واسطے تقسیم جائداد خاندان کے۔ دوسری نالش واسطے تقسیم جائداد کہ مقبوضہ خاندان واشخاص دیگر کے۔ ڈگری [

پرشوتم بنام آتمارام

دیکھو تقسیم ۵۹۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳۱ - درخواست اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے - حکم متضمن انکار اجازت اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے - اپیل - عملدرآمد - کوئی اپیل بنا ناضی حکم حسب دفعہ ۲۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متضمن انکار دینے اجازت اجرا ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترک کے نہیں ہو سکتا۔

رتن لال بنام بائی گلاب

۶۲۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۲ - نابالغ - نالش منجانب نابالغ - ڈگری مصالحت بابت ڈگری کے منجانب رفیق قریب ترکے - درخواست منسوخ کرانے مصالحت کی - ڈگری پر اعتراض کرنیکے طریقے - عملدرآمد ضابطہ -

ویرو پکشاپا بنام شیداپا

دیکھو نابالغ ۶۱۹

میعاد سماعت - ضبطی - اراضیات خدمتی - محض عدم انجام دہی خدمت سے قبضہ مخالفانہ نہیں ہوتا - قبضہ مخالفانہ - دیکھو قبضہ مخالفانہ ۶۰۲

نابالغ - نالش منجانب نابالغ - ڈگری - مصالحت بابت ڈگری کے منجانب رفیق قریب ترکے - درخواست منسوخ کرانے مصالحت کی - ڈگری پر اعتراض کرنیکے طریقے - عملدرآمد ضابطہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۶۲] جس صورت میں کہ مصالحت بابت ایسی ڈگری کے جسمین ایک نابالغ فریق ہو باجازت عدالت عطیہ حسب دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے تحویل ہو تو مصالحت کو خود عدالت بعد اسکے پھر اس بنا پر منسوخ نہیں کر سکتی کہ اوسکی رو سے نابالغ کو جائداد اوس سے کم ملی کہ جسکا وہ حسب ڈگری مستحق تھا وہ طریق کہ جس سے ایسے حکم کی نسبت اعتراض ہو سکتا ہے بذریعہ عذرات دو ہین یعنی بذریعہ تجویز ثانی یا بذریعہ نالش -]

ویرو پکشاپا بنام شیداپا ۶۱۹

نان و نفقہ - نان و نفقہ زوجہ بیوہ - دعوی زوجہ بیوہ جائداد مکسوبہ اپنے خسر پر جو قبضہ اوسکے ورثا کے ہو - دہرم شاستر]

جمنا بائی بنام منو بائی

دیکھو دہرم شاستر ۶۰۵

پریوی کونسل

بھگوان داس میٹھارام (مدعا علیہ نمبر ۲) اپیلانٹ
بنام
رپوٹ کار نیک (مدعی نمبر ۲) رسپانڈنٹ

(برطبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی)

پریوی کونسل ۔
۱۸۹۹ء
۱۵ نومبر و ۱۰ دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۵۴۳

شراکت ۔ وفات شریک ۔ شریک باقیماندہ کا مَن بعد جائداد دلایا نا ۔ نالش منجانب مہتمم ترکہ شریک متوفی بنام شریک باقیماندہ واسطے دلا پانے متروکہ کے ۔ نالش واسطے حساب شراکت کے ۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰۶ و ۱۲۰

۱۸۸۸ء میں سماۃ ہیم بائی بیوہ نے جو ایک ایسے کارخانہ میں شریک تھی جسکا کاروبار بشرکت گوکل داس بھگوان داس (مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) کے بمقام سندہ و بحرین واقع خلیج فارس ہوتا تھا وفات پائی اور اوسوقت شراکت فسخ ہوئی ۔ سماۃ مذکورہ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن یہ بیان کیا گیا تھا کہ اوس نے ایک شخص پرشوتم بہاؤ مدعا علیہ دوم کو متبنی کیا تھا ۔ بتاریخ ۲۳ ۔ فروری ۱۸۸۸ء کو کشن داس بالغ (جو سماۃ کے شوہر کا بھتیجا تھا) نے ہائیکورٹ بمبئی میں درخواست واسطے چٹھیات اہتمام ترکہ سماۃ کے پیش کی ۔ کشن داس کا وارث اور رشتہ دار قریب تر تھا ۔ سماۃ و دیگر اشخاص نے ایک عذرداری داخل کی جس میں اونھوں نے کشن داس کے وارث سماۃ ہونے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ پرشوتم متبنی اور کارکن تھا ۔ معاملہ مذکور بطور ایک نالش کے بتاریخ ۱۵ ۔ فروری ۱۸۹۲ء پیش ہوا اور اوسوقت ایک حکم بلا تجویز بحث کے جو اسوقت طلب سے پیدا ہوتی تھی صادر کیا گیا جسکی رو سے درخواست واپس کی گئی اور یہ حکم ہوا کہ چٹھیات اہتمام ترکہ ہیم بائی ادمنسٹریٹر جنرل مقام بمبئی کو عطا کیجائیں چنانچہ چٹھیات اہتمام عہدہ دار مذکور کو تاریخ ۳ ۔ مارچ ۱۸۹۲ء عطا ہوئیں ۔

لیکن اسی اثنا میں یعنی تاریخ ۲۰ ۔ اپریل ۱۸۹۰ء بھگوان داس مدعا علیہ نمبر ۲ نے ایک نالش ہائیکورٹ بمبئی میں از نام خود و بحیثیت گوکل داس (مدعا علیہ نمبر ۱) کے کیشیت مختار کے باقیماندہ کارخانہ ہیم بائی کے بغرض وصول چند قرضہ جات باقی کارخانہ مذکور کے دائر کیں ۔ بعد ازاں درمیان بھگوان داس و گوکل داس کے نزاعات پیدا ہوئے اور بموجب حکم ارضا مندی مورخہ جولائی ۱۸۹۳ء یہ طے ہوا کہ جو روپیہ بذریعہ نالشات مذکور میں وصول ہو وہ ایک ریسیور

+ باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و لارڈ رابرٹسن صاحب و لارڈ لنڈلی صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

۱۸۹۹ء

بگوانداس بنام ریٹ کارٹنگ

(مدعا علیہ نمبر ۳) کو ادا کیا جاوے تاکہ وہ زر مذکور کو تا صدور حکم ثانی اپنے پاس جمع رکھے تاریخ ۷ اگست ۱۸۹۹ء ڈگریات بار ضابطہ بمطابق تصفیات مذکورہ بالا بنام ریٹ کارٹنگ صادر کی گئیں اور وہ رقم مذکور ادا شدہ رسیور کے حوالہ کی گئی۔

تاریخ ۲۳ اپریل ۱۸۹۳ء ایڈمنسٹریٹر جنرل مقام بمبئی نے بحیثیت مہتمم ترکہ مسماۃ بائی کے جس کا تذکرہ حسب مذکورہ صدر ہوا تھا نالش بنام مدعا علیہم کی اور من جملہ دیگر دعویٰ وہ کل رقم جو رسیور کو ادا کی گئی تھی اس بنا پر کیا کہ مدعا علیہم اول و دوم بحیثیت شرکاے مسماۃ کے کار خانہ مذکور کے بابت قرضدار تھے اور وہ روپیہ واقعی مسماۃ کے ترکہ کے متعلق تھا اور نیز یہ کہ مدعا علیہم ثالث کو رسیور کو ہدایت ہو کہ وہ زر مذکور ادا کرے اور اگر ضرورت ہو تو حساب شرکت کا لیا جاوے۔ مدعا علیہم دوم نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ یہ نالش واسطے حساب شرکت کے تھی اور واسطے جس تمادی عارض تھا اور نیز یہ کہ ہائیکورٹ بمبئی کو اسکی تجویز کا اختیار نہیں ہے۔

۵۴۵

یہ کہ ان فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی تجویز ہوا کہ نالش میں تمادی عارض نہیں ہے اور عدالت آخر الذکر نے اس بنا پر فیصلہ کیا کہ چونکہ صرف ایڈمنسٹریٹر جنرل ایسا شخص تھا جو حسب مراد دفعہ ۱۰ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) کے نالش کر سکتا تھا لہٰذا از روے دفعہ مذکور میعاد متذکرہ جدول ۱۰۶ وقت اجراے چٹھیات اہتمام اس ترکہ سے محسوب ہوا کرتی ہے۔

ڈگری واسطے حساب شرکت بغرض دریافت اس امر کے کہ کس قدر ترکہ متوفیہ کو بابت حصہ شرکت کے واجب تھا اور کس قدر روپیہ مسماۃ کا اوس کاروبار میں لگا ہوا تھا جسکو شرکا نے با قاعدہ جاری رکھا تھا صادر ہوئی۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۱۳) اگست ۱۸۹۵ء صادرہ صیغہ اپیل ہائیکورٹ مشعر ترمیم ڈگری (۱۹) نومبر ۱۸۹۴ء صادرہ ہائیکورٹ بصیغہ ابتدائی۔

کاروائیات نالش ہذا قبل اپیل کی بمقدمہ رپورٹ کارٹنگ بنام گوکل داس سوجین مل و بگوانداس مٹھا رام و لچھمی نوروجی باناجی (۱) درج رپورٹ ہیں اور نیز تجاویز عدالت ابتدائی و عدالت ہائیکورٹ صیغہ اپیل شرح مندرج جواب اپیل میں اور نیز تجویز اپیل ہذا میں کل واقعات مقدمہ بیان کئے گئے ہیں۔

یہ نالش تاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء ایڈمنسٹریٹر جنرل بمبئی نے دائر کی جنہوں نے تاریخ ۱۸۹۳ء چٹھیات اہتمام ترکہ مسماۃ بائی بیوہ گوکل کی تھی جو تاریخ ۱۸۹۱ء وفات ہوئی اور جو اوس وقت بشراکت مدعا علیہما

* باجلاس لارڈ واٹسن و صاحب و لارڈ ہاب ہاوس صاحب و لارڈ شینکٹن صاحب و سر ارتھر صاحب۔

(۱) ۱۸۹۵ء بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۵

۱۸۹۹ء بھگوانداس بنام بومن گاربیگ

نمبر ا و ۲ کاروبار بمقام کراچی و بحرین واقع خلیج فارس کرتی تھی۔ دعویٰ ۔۔۔ کیا گیا
جو مدعا علیہ سوم کے ہاتھ میں تھا۔ مدعا علیہ مذکور ریسیور اس غرض سے مقرر کیا گیا تھا کہ زر مذکور
جو باقی رہ جائے اون ٹھیکہ داروں کے ادا کیا گیا تھا جو مدعا علیہما نمبر ا و دوم نے بحیثیت شرکاء باقیماندہ بنام
فرم ملہ اون اوس کارخانہ کے حال کی تحقیقات میں متوفیہ شریک تھی در حقیقت شرکاء باقیماندہ نے جاری رکھا تھا اپنے پاس جمع رکھے
عرضی نالش میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کل سرمایہ شوہر متوفیہ ہیم بائی نے دیا تھا جو ۱۸۹۳ء میں سماۃ مذکورہ کو بطور اپنی وارثہ
کے چھوڑ کر فوت ہوا اور نیز یہ بیان تھا کہ مدعا علیہ اول ایک شریک کارکن تھا جسکے ساتھ ہیم بائی کاروبار مذکور کرتی تھی اور
اشخاص مذکورہ نے بھگوانداس مدعا علیہ دوم کو شامل کیا تھا کہ اس نے بھی کچھ سرمایہ بہم پہنچایا ہو گا
۵۴۶ اور بوقت وفات سماۃ مذکورہ کے مدعا علیہما اول و دوم دونوں کارخانہ شراکتی مذکور کے قرضدار تھے
اور اونکو کارخانہ مذکور سے کوئی رقم پانی نہ تھی جیسا کہ حساب لینے سے اگر حساب لینے کی ضرورت
سمجھی جائے معلوم ہو گا۔

استدعائے دادرسی یہ تھی (الف) یہ کہ استقرار اس امر کا کیا جائے کہ وہ روپیہ جو ریسیور کے
ہاتھ میں ہے داخل ترکہ ہیم بائی ہے اور مدعی اوسکے پانے کا مستحق ہے (ب) یہ کہ اگر واسطے
اغراض نالش ہذا کے ضرورت ہو تو حساب کاروبار شراکتی درمیان ہیم بائی و مدعا علیہما اول
و دوم کے لیا جائے"۔

صرف بھگوانداس مدعا علیہ دوم نے جواب دہی اور اس بیان سے کی کہ حسابات کاروبار شراکتی کبھی
نہیں لئے گئے اور حق حساب لینے کا اب از روئے دفعہ ۱۰۶ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ممنوع السماعت ہے
رقم متدعویہ شرکاء کو بطور رقم قرضہ یافتنی شرکاء کے ملنی چاہئے۔ سوا اس کے اس نے دعویٰ متخالف ایک صد کا
صرف ۔۔۔ میں کیا کہ یہ قرضہ یافتنی کارخانہ کا تھا مگر مدیون نے مدعی کو ادا کیا۔

فریقین اس بات پر رضامند ہوا کہ ہیم بائی کا حصہ سماۃ کے قائم مقام کو دیا جائے۔

خاص امور جو اول مرتبہ پیدا ہوئے اور پھر اپیل ہذا میں پیش کئے گئے یہ تھے (اول) آیا بعد
انفساخ کارخانہ شراکتی بوجہ وفات ایک شریک کے اور اوسکے جاری رہنے کے منجانب شرکائے
باقیماندہ وہ روپیہ جو کارخانہ سابق کو یافتنی تھا جب اوسکو شرکائے باقیماندہ نے
وصول کیا تو قائم مقام متوفیہ کو بطور ترکہ سماۃ کے بلا لینے حساب کارخانہ شراکتی کے دلایا جا سکتا
ہے یا نہیں (دوم) آیا اس وجہ سے کہ حساب کا لینا ضروری تھا اور اب از روئے دفعہ ۱۰۶ ایکٹ مذکور
حسب اقرار مدعا علیہم کے تمادی عارض ہے نالش ڈسمس ہونی چاہئے یا نہیں۔

عدالت مرافعہ اولی (کینیڈی صاحب جسٹس) کی یہ راے ہوئی کہ دعوی حساب عام کاروبار شراکتی مین تمادی عارض ہے۔ لیکن بالاوسکے بھی ترکہ متوفیہ مستحق پانے حصہ اوس روپیہ کا جو رسیلو رسکے قبضہ مین ہے بقدر حصہ مساۃ کے ہے جو اوسکا کارخانہ مین تھا اور نیز بقدر اوسی حصہ کے اوس رقم مین سے لینا چاہیے جو مدعی کو بحیثیت مہتمم جائداد مساۃ مذکورہ کے ادا کیا گیا تھا۔ — بیگو انداس بنام ریوشکا ریگ

بنا راضی اس ڈگری کے ایڈمنسٹریٹر جنرل نے اس بیان سے جیسا کہ اونہون نے پہلے کیا تھا اپیل کیا کہ ریم بائی کے ترکہ مین کل رقوم مذکور شامل ہونی چاہئین بر طبق اسکے مدعا علیہ نے اعتراضات متعلق اس مضمون کے داخل کیے کہ نالش کلیتاً ڈسمس ہونی چاہیے تھی۔ ۵۴۷

بعیغہ اپیل ہائیکورٹ (فیرن صاحب چیف جسٹس و اشارلنگ صاحب جسٹس) نے یہ فیصلہ کیا کہ حساب عام مین تمادی عارض نہین ہے۔ چونکہ ایڈمنسٹریٹر جنرل صرف ایسا شخص تھا جسکو نالش کرنی ممنوع تھی یا بالفاظ مستعملہ دفعہ ۱۷ اوہی قابلیت نالش کرنے کی رکھتا تھا لہذا میعاد سماعت اوس وقت سے شمار ہونی چاہیے جبکہ چٹھیات اہتمام ترکہ اوس شخص کے حوالہ کی گئین جو اوس وارث نابالغ کے حقوق کا محافظ تھا جسکے مقابلہ مین کچھ میعاد نہین گذری تھی۔

عطاے اجازت نالش از روے فقرہ ۱۲ فرمان شاہی اسلئے کافی تھی کہ وہ اختیار سماعت حاصل ہوجاے جو استعمال کیا گیا کیونکہ وہ روپیہ جسکے دلاے جانے کے لئے استدعا کی گئی رسیلور کے ہاتھ مین تھا۔ اعتراضات قانونی نامنظور ہوئے اور کوئی جواب بھی بر بناے روئداد ایسی نہ تھی جو اسکا نامقبول ہوسکے۔ لہذا ہائیکورٹ نے ڈگری عدالت ماتحت کو ترمیم کیا اور بالفاظ فقرات (الف) و (ب) مندرجہ عرضی نالش ڈگری صادر کی۔ نتیجہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کا یہ ہے کہ مدعی مستحق اوس رقم کا ہے جو اوسکو پیشتر مل چکی تھی۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل کیا۔

مسٹر ڈگن تھارپ کوئینس کونسل و مسٹر جے ڈی مین بجانب اپیلانٹ۔ نالش اس قسم کی تھی کہ اوسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کوئی ڈگری واسطے تقسیم اثاثہ کے مابین فریقین کے بلا لینے عام حساب کارخانہ شراکتی کے صادر نہین ہوسکتی۔ عدالت مرافعہ اولی نے حکم نسبت تقسیم حصص اثاثہ کے ایسے وقت مین بیجا صادر کیا کہ جب حالت حساب کی نہ مسلم تھی اور نہ تحقیق ہوئی تھی کارخانہ پر بھی لحاظ ہونا چاہیے تھا۔ استقدر نسبت ضرورت حساب کے عرض کیا گیا۔ لیکن دربارہ دفعہ ۱۰۶ ایکٹ میعاد سماعت کے واضح ہو کہ یہ بحث طے نہین ہوئی اگر آیا اب حساب

سنہ ۱۸۹۹ء
بھگوانداس
بنام
ریورنٹ کارٹیک

مین تمادی عارض ہے یا نہیں اس امر کا تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا اس کل زمانہ مین ہیم بائی کا کوئی قائم مقام قانونی تھا یا نہیں۔

مسٹر جارڈین کونسل ومسٹر جے ایچ اے برنسن منجانب رسپانڈنٹ۔ ڈگری عدالت ہائی کورٹ صیغہ اپیل دراصل صحیح ہے اور اپیل ڈسمس ہونا چاہیے۔ لیکن ایڈمنسٹریٹر جنرل نے نسبت لینے حساب کے جسکی نسبت دراصل ڈگری ہوئی اعتراض نہین کیا۔ لیکن یہ امر باظہار بیان
۵۴۸ کیا گیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام سرمایہ موجودہ کارخانہ مذکور متروکہ ہیم بائی ہے اور یہی امر واقعی تھا۔
کونسل اپیلانٹ نے جواب نہین دیا۔ حکام عالیمقام کی تجویز بعدہ ۱۰ دسمبر کو لارڈ میکناٹن صاحب نے پڑہی۔

لارڈ میکناٹن صاحب۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسمی ہیمن جل بمقام سندہ اور خلیج فارس مین اپنی وفات کے زمانہ تک جو ۱۸۸۳ء مین واقع ہوئی مدعا علیہ گوکل داس کے ساتھ کاروبار کرتا تھا۔ اوس نے ایک بیوہ ہیم بائی چھوڑی لیکن اوسکے کوئی اولاد نہ تھی بعد اوسکی وفات کے گوکل داس و ہیم بائی نے کاروبار جاری رکھا۔ بتاریخ ۷۔ اگست ۱۸۸۹ء بھگوان داس اپیلانٹ کارخانہ مذکور مین داخل کیا گیا اور ایک اقرارنامہ شراکت تاریخ مذکور پر مابین تین اشخاص یعنی ہیم بائی و گوکل داس و بھگوان داس کے تحریر ہوا ہیم بائی اگرچہ مالک کاروبار مذکور نہ تھی تو وہ مسلماً ایسی شریک تھی جسکا روپیہ لگا تھا۔ مسماۃ مذکورہ بتاریخ یکم ستمبر ۱۸۸۹ء فوت ہوئی۔ اوسکے مرنے پر شراکت فسخ ہو گئی۔ لیکن کاروبار شراکت بند نہین کیا گیا اور بظاہر اوسکا روپیہ باقیماندہ شرکا نے رہنے دیا اور کاروبار مذکور مین لگایا۔

۱۸۹۰ء مین ایک درخواست واسطے چٹھیات اہتمام کے منجانب کشن داس کے جو اوس وقت دس برس کی عمر کا تھا بدعوی وارث پیش کی گئی لیکن درخواست مذکور کی نسبت بھگوانداس نے عذرداری کی اور یہ بیان کیا کہ کشن داس وارث نہین ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ ہیم بائی نے ایک وصیت نامہ چھوڑا ہے مقدمہ مذکور روبروے عدالت کے پیش ہوا۔ کوئی وصیت نامہ پیش نہین ہوا اور نہ اوسوقت یہ بیان کیا گیا کہ کوئی وارث قریب تر ہے لیکن عدالت نے یہ ہدایت کی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل چٹھیات اہتمام بلا تجویز کسی بحث کے حاصل کرے اور نسبت خرچہ کل اشخاص کے حکم دیا۔

اسی اثنا مین گوکل داس و بھگوان داس نے بحیثیت شرکاے باقیماندہ بمبئی مین بغرض وصول

سنہ ۱۸۶۹ء
بھگوانداس بنام ربوٹ کاٹنگ

چند قرضہ جات یا بقایاے چند قرضہ جات کے جو یافتنی کارخانہ مذکور تھے کارروائی کی۔ بالآخر رقم
متدعویہ جو قریب مبلغ [illegible] کے تھی ایک ریسیور متعینہ عدالت کو ادا کی گئی بتاریخ ۳۰ مارچ ۱۸۶۵ء
اڈمنسٹریٹر جنرل نے سند قایم مقامی ہیم بائی کی حاصل کی اور ماہ اپریل مابعد مین اوسنے نالش
بنام گوکل داس و بھگوانداس ساتھ اس دعوے کے دائر کی (الف) کل رقم جو ریسیور کے پاس
جمع تھی اوسکو بحیثیت قایم مقام ادا کیجاے اور یہ بیان کیا کہ کوئی رقم یافتنی گوکل داس و بھگوانداس
نہین ہے بلکہ دراصل نامبردگان کارخانہ شراکتی مذکور کے قرضدار ہین اور (ب) اگر ضرورت ہو
تو حساب بابت کارخانہ شراکت مذکور لیے جاوین۔ نامبردہ نے اوس دادرسی مزید کی بھی استدعا کی جو بلحاظ حالات ضروری ۵۴۹
ہو گوکل داس نے دعوی مدعی پر اعتراض نہین کیا۔ بھگوانداس نے ہر ایک جوابدہی جو ممکن تھی
نامبردہ نے یہ عرض کیا کہ عدالت مقام بمبئی کو کوئی اختیار سماعت اس معاملہ کا نہ تھا۔ اوسنے قانون
میعاد سماعت پر استدلال کیا اور بیان کیا (جو بالکل صحیح تھا) کہ حسابات کارخانہ شراکتی کے کبھی
نہین کیے گئے تھے۔ بذریعہ جوابدہی مزید کے نامبردہ نے یہ عذر کیا کہ مدعی کو لازم ہے کہ گوکل داس
و نیز مدعی کو اوسکے حصص کا ایک رقم [illegible] مین جو مسلماً ایک قرضدار کارخانہ شراکتی سے
خود مدعی نے بعد ارجاع نالش وصول کی تھی حساب دے۔

کینڈی صاحب جسٹس نے جنکے روبرو مقدمہ مذکور ابتداً پیش ہوا اور مذکورہ جوابدہی
جوابدہی منجانب بھگوانداس پیش ہوئے بہت کچھ لحاظ کیا۔ حاکم موصوف نے تجویز کی کہ عدالت کو
صرف نسبت اوس روپیہ کے اختیار سماعت حاصل تھا جو بمقام بمبئی وصول کیا گیا تھا
حاکم موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعی کے استحقاق حساب عام مین تمادی عارض ہے۔
بالآخر اونہون نے یہ حکم دیا کہ خرچہ کل اشخاص کا اوس سرمایہ سے ادا کیا جاے جو ریسیور کے پاس
جمع ہے اور باقی سرمایہ مذکور اور وہ روپیہ جو مدعی نے وصول کیا تھا درمیان مدعی اور بھگوانداس کے تقسیم کیا
جاے اور شخص آخرالذکر کو وہ حصہ رسدی دلایا جاے جسکا وہ مستحق ازروے اقرارنامہ شراکتی کے اوس صورت
مین ہوتا کہ زر مذکور منافع کاروبار شراکتی ہوتا۔

حکام ذی علم ہائیکورٹ نے بر طبق اپیل یہ تجویز کی کہ اختیار سماعت عدالت کا صرف اون تمام رقوم تک
محدود نہین ہے جو بمقام بمبئی وصول کی گئین۔ منجانب وکلا اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ اس
حد تک تجویز عدالت اپیل صحیح تھی لیکن حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے
حکام موصوف نے یہ تصور کیا۔ اور حکام عالیمقام اونکی راے سے اتفاق کرتے ہین۔ کہ بربنا۔

سنہ ۱۸۸۰ء
بھگوانداس
بنام
ریوٹ کاربٹ

اوس مواد کے جو روبرو ہے عدالت موصوف کے دمابر تصور کرنا چاہئے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل نے بجانب وارث نابالغ کے نالش دائر کی ہے۔ جہانتک کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے جو مخالفت کہ بھگوانداس نے نالش پروبیٹ مین کی وہ محض ایک حیلہ تہا جو اس غرض سے پیش کیا گیا کہ نابالغ مذکور اپنے حق سے نسبت لینے حساب کے بمقابلہ شرکاء باقیماندہ ہیرابائی کے محروم ہے یا اوس مین توقف واقع ہو عدالت اپیل نے بھگوانداس کو کل خرچہ ادا کرنے کا حکم دیا اور مدعی کو کل سرمایہ جو سیلور کے ہاتھہ مین تہا دلایا۔

۵۵۰ اگرچہ حکام عالیمقام عدالت اپیل سے خاص امور مین اتفاق کرتے ہین تاہم وہ کافی شہادت نسبت جواز ڈگری کے جس شکل سے کہ مرتب ہوئی نہین پاتے ہین۔ بھگوانداس نے اپنے عدرات مین تہا اصرار کیا کہ کوئی حکم بحق مدعی واسطے لینے حساب کے صادر ہونا چاہئے۔ اور یہی اوسکی اصل حجت روبروے حکام عالیمقام کے ہے اور یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کبھی وہ اپنی اس حجت سے باز آیا۔ فی الحقیقت کسی حد تک یہ بیان فریقین تہا کہ حساب لینا چاہئے۔ منجملہ اون وجوہ کے جو مدعی نے اپنی یادداشت اپیل مین بنارا منی فیصلہ عدالت ماتحت کے پیش مین ایک یہ تہی کہ مدعی یہ اصرار کرنے کا مستحق تہا قبل اسکے کہ مدعا علیہ دوم یعنی بھگوانداس کو کوئی حصہ اون زرہاے نقد کا دلایا جاے جو مدعی نے وصول کے حساب کاروبار شراکتی کا لیا جانا چاہئے۔" اور عبارت تجویز معدود وجوہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منشا تہا کہ نسبت لینے حساب کے انتظام کیا جانا چاہئے بجز اسکے کہ بھگوانداس اوس سے دست بردار ہو۔ حاکم موصوف کی یہ راے تہی کہ ڈگری عدالت ماتحت کو بذریعہ حذف ورد ڈگری بالفاظ فقرات (الف) و (ب) مندرجہ عرضیدعوی کے ترمیم کرنا چاہئے۔ واضح ہو کہ فقرہ (ب) مین حساب کی استدعا ہے اور فقرہ (الف) مین استدعا ادا ہے زر کی بلا حساب کے ہے۔ کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ کیون ڈگری مذکور بصورت موجودہ مرتب ہوئی غالباً ہر دو فریق بابت غلطی مذکور اور اوس خرچ جو اوسکی وجہ سے ہوا قابل الزام ہین۔

حکام عالیمقام کی یہ راے ہے کہ حکم مناسب یہ ہوگا کہ واسطے لینے حساب مواد دستاویز معاملات شراکتی کے اور واسطے تحقیقات اس امر کے ہدایت کیجاے کہ کسقدر روپیہ یا فتنی متروکہ ہیرابائی کا بابت اوسکے اوس حصہ کے تہا جو بوقت وفات کے اوسکا تہا اور کسطرح پر رقم یافتنی مسماۃ مذکورہ صرف کی گئی اور اگر یہ معلوم ہو کہ رقم مذکور یا اوسکا کوئی جزو اوس کاروبار مین لگایا گیا جو شرکاے باقیماندہ نے جاری رکھا تو ہدایت واسطے لینے حساب کاروبار مذکور کے کیجاے۔ بجز مزید اور تجویز نسبت خرچہ کہ ملتوی رکہی گئی

۱۸۹۸ء
بھگوانداس بنام ریوٹ کارنیگ
۵۵۱

اس سے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو موقع کرنے دعوی کا نسبت سود یا منافع بعد وفات ہیم بائی کے جیسا کہ اونکو مشورہ دیا جاوے حاصل ہوگا۔ بھگوانداس کو خرچہ مدعیان تا ساعت عدالت ماتحت مع خرچہ عدالت موصوف ادا کرنا چاہیے۔ ہر فریق اپنا خرچہ عدالت ہذا اور عدالت اپیل کا برداشت کرے۔

لہذا احکام عالیمقام بعجز و انکسار حضور ملکہ معظمہ کو یہ مشورہ دیگئے کہ اس مضمون کا حکم صادر فرمایا جاوے۔
اپیل منظور ہوا اور ڈگری ترمیم کی گئی

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ۔ مسٹران لیٹی و مارٹ۔
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ مسٹران ہین و لیٹی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس جی صاحب جج و بر طبق اپیل باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و سٹارلنگ صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۳۰ مارچ
متوکس ... بنگر یوی
۵۵۱

رالی برادران مدعیان بنام جیبل داس للو بھائی وغیرہ مدعا علیہم

جہاز کرایہ نامہ جہاز۔ رسید اصال کرایہ جہاز۔ شرح کرایہ مال مندرجہ کرایہ نامہ جہاز۔ معاہدہ منجانب کرایہ دار ذیلی ساتھ اوس شخص کے جسنے مال لادا بابت کرایہ جہاز بشرح ادنیٰ۔ انکار کپتان دربارہ کرنے دستخط رسیدات مال پر اوس شرح سے کم پر جو کرایہ نامہ میں مندرج تھی سوا کرنا اوس فرق کا جو مابین دو شرحون کے تہا منجانب جہاز پر مال لادنے والے کے ساتھ عذر کے۔

۳۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو کرسی و ہارسی و کمپنی نے جو ایک کارخانہ بمبئی میں دلالان کرایہ جہازون کا ہے مدعیان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ مال وزنی تین ہزار ٹن مقام لیورپول کو بکرایہ ۱۶ شلنگ ۶ پنس فی ٹن ایک جہاز دخانی میں جسکا نام بعد و ظاہر کیا جائیگا بہیجوا دینگے اور اوسی روز مدعیان کو تین احکام متعلق مال لادنے کے بنام کپتان جہاز جسکا نام بعدہ درج ہونے والا تہا حوالہ کئے ان احکام مال لادنے میں شرح مذکورہ اعلی درج کی گئی تھی نہ اگر رسیدات مال بشرح کم یا بیش مطلوب ہون تو جو فرق کہ بین شرحو کے ہو وہ پیشگی حسب معمول قابل ادا ہوگا"۔ اس شرح کو مدعیان نے ہر ایک حکم متعلق لادنے مال سے مطابق اپنے دستور معمولی کے خارج کیا ۱۰ مئی ۱۸۹۷ء کو مدعا علیہم نے جہاز دخانی موسومہ ... کو بجائے الکان کے ۱۸ روز ... بمبئی بمقام بمبئی سے کرایہ کیا اور ۱۲ مئی کو نامبردگان نے اپنا نصف حق مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کرسی و ہارسی و کمپنی کو منتقل کیا اور وہ کرایہ جہاز کے مال کا بہر لادنا قرار پایا اور کرایہ ایک پونڈ ۱۰ شلنگ فی ٹن تہا مگر کپتان کو اختیار دستخط کرنے رسیدات

* نالش نمبر ... سنہ ۱۸۹۸ء - اپیل نمبر ۱۰۰

سنہ ۱۸۶۹ء

سالی برادرن
بنام
پیھبل داس للوبھائی

مال پر ایسی شرح کرایہ سے جو کرایہ داران بلا صراحت کرایہ نامہ جہاز کے چاہین دیا گیا تھا لیکن وہ شرح شرح مندرجہ کرایہ نامہ سے کم نہو بجز اسکے کہ بقیہ کرایہ قبل روانگی جہاز نقد ادا کیا جاوے۔

اسطور پر کرسی و دارسی و کمپنی نے جہاز پیڈنگٹن کو بطور ذیل کرایہ کیکے مدعیان پر ظاہر کیا کہ بموجب معاہدہ سو مارچ سنہ ۱۸۶۶ء کے جہاز روغانی مذکور واسطے ۴۰۰ ٹن مال کے موجود تھا اور اوسوقت تام جہاز مذکور کا بابت اوس مقدار مال کے درج احکام داونے مال کے کیا گیا برطبق اسکے مدعیان نے مال گہون لاد نا شروع کیا ۱۷۔ جون تک ۴۰۰ ٹن جہاز پر لادے گئے اور سبٹ کی رسیدات مدعیان کو دی گئیں اور تامبردگان نے رسیدات
۵۵۲ مال مرحب کمپن جنمین بشرح کرایہ ۳ شلنگ ۶ پنس فی ٹن مطابق احکام جہاز کے درج کی گئی اور وہ وبرد کپتان کے واسطے دستخط کے پیش کی گئین تامبردہ نے اوپر دستخط کرنے سے انکار کیا بجز اسکے کہ فرق درمیان ۳ شلنگ ۶ پنس اور شرح مندرجہ کرایہ نامہ یعنی ایک پونڈ ۱۰ شلنگ اوسکو حسب شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے ادا کیا جاوے برطبق جسکے مدعیان نے اور زیادہ مال جہاز پر لادنے سے انکار کیا اور جو مال جہاز پیڈنگٹن پر لدا ہوا تھا اوسکی واپسی کا مطالبہ کیا ۲۲۔ جون کو جہاز پیڈنگٹن بمبئی سے روانہ ہوا اور کپتان نے اوس سے پیشتر مدعا علیہم کو اختیار دیا کہ وہ رسیدات مال پر اوسکی طرف سے بعد روانگی کے دستخط کرین بشرطیکہ وہ مطابق کرایہ نامہ جہاز کے ہون بعد کسیقدر توقف کے مدعیان نے ۲۹۔ جون کو رسیدات مال ۴۰۰ ٹن بشرح ایک پونڈ ۱۰ شلنگ منظور کین اور ساختہ تاکہ جو فرق درمیان شرح مذکور اور شرح اوسکے معاہدہ ۳ شلنگ ۶ پنس کے تھا اور بعض دیگر رقوم کو ادا کیا جنکی بابت مدعا علیہم بحیثیت ایجنٹان مالکان کے دعوی کفالت کا کرتے تھے اب مدعیان نے نالش دلاپانے اوس رقم کی مدعا علیہم سے کی جو ساختہ عذر کے ادا کی گئی تھی مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ بحیثیت ایجنٹان مالکان کے وے مجاز اسکے تھے کہ رسیدات مال کے دینے سے انکار کرین تاوقتیکہ رقوم باقی اور وہ رقوم جنکی بابت اونکو کفالت حاصل تھی ادا کیجاویں۔

تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم کو کوئی کفالت بابت رقوم ادا شدہ کے حاصل نتھی اور مدعیان مستحق دلاپانے زر مندعویہ کے تھے۔

از کینیڈی صاحب جسٹس۔ مدعیان مستحق تھے کہ ۴۰۰ ٹن مذکور اونکو عند الطلب کپتان واپس کرتا ۲۹ جون کو مدعیان مستحق صاف رسیدات مال کے بشرح ۳ شلنگ کے تھے اور جو روپیہ تامبردگان نے ساختہ عذر کے بغرض حاصل کرنے رسیدات مال مذکور کے ادا کیا اوسکے دلاپانے کے وے مستحق تھے۔ اندرین حالات مدعا علیہم کو کوئی کفالت بابت کرایہ وڈیمارج کے نتھی۔

از اسٹارلنگ صاحب جسٹس۔ کپتان مجاز تھا کہ ۴۰۰ ٹن مذکور کے واپس دینے سے انکار کرے۔ مدعیان مستحق صاف رسیدات مال کے بشرح ۳ شلنگ کے تھے اور کوئی معاوضہ بابت کرایہ ڈیمارج کے جسکی بابت

سنہ ۱۸۹۹ء

رانی برادران
بنام
پہیل داس للوبھائی

مدعیان سے زر مندعویہ مدعا علیہم ساتھ عذر کے ادا کیا تھا نہیں ہو سکتا ہے۔

نالش مدعیان بحیثیت جہاز پر مال بھیجنے والون کے واسطے دلاپانے کے مدعا علیہم سے جنہون نے جہاز خالی موسومہ سپیڈ نگٹن کرایہ کیا تھا اور جو ایجنٹ مالکان کے تھے رقم معہ سود کے جو مساوی ۲۳۳ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس کے ہے اس بیان سے کہ یہ رقم کرایہ سے زیادہ ساتھ عذر کے مدعا علیہم کو ادا کی گئی۔

کارخانہ کرسی دیارسی و کمپنی بمبئی مین کاروبار دلالان کرایہ جہاز کا کرتا تھا اور بتاریخ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کارخانہ مذکور نے مدعیان کے کارخانہ سے یہ معاہدہ کیا کہ مال وزنی تین ہزار ٹن واسطے روانگی جہاز یا جہازون بمبئی سے بمقام لیورپول یا کسی اور بندرگاہ کو جو نامزد کیا جاوے بکرایہ ۱۹ شلنگ ۶ پنس فی ٹن ایک جہاز خالی مین جو بعدہٗ نامزد کیا جائیگا روانہ کرا دینگے۔ اوسی روز کرسی دیارسی و کمپنی نے مدعیان کو تین احکام متعلق ارسال مال کے ہر ایک نسبت ایک ہزار ٹن کے بطریق معمولی بنام افسر جہاز انام جہاز پیچھے سے درج ہو دیئے لا اسنا ... ان احکام مین شرط یہ تھی کہ شرح اعلیٰ و ادنیٰ حسب ذیل ہے اگر رسیدات مال بشرح کم و بیش مطلوب ہوا تو فرق مابین شرح حسب معمول یہان قابل ادا ہوگا" اس شرط کو مدعیان نے مطابق اپنے دستور معمولی کے خارج کیا۔ بتاریخ ۳ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مدعیان نے یہ ظاہر کیا کہ بندرگاہ لیورپول وہ مقام ہے جہان مال تین ہزار ٹن اوتارا جاوے گا۔

بتاریخ ۱۸ مئی مدعا علیہم نے جو بکنشاش و کمپنی کے نام سے تجارت کرتے تھے جہاز خالی موسومہ سپیڈنگٹن کو اوسکے مالکان کے تابعدگان ایجنٹ بھی بمبئی مین تھے کرایہ کیا۔ وہ اجزاء کرایہ نامہ جہاز کے جو واسطے رپورٹ ہذا کے ضروری ہین حسب ذیل ہین۔

جہاز خالی مذکور ...... بعد اوتارنے اوس مال کے جو اوسکے اندر ہوگا ...... بمقام بمبئی مال کرایہ کنندگان یا انکے ایجنٹون کا حسب دستور (لیکن ہمیشہ بحالت رہنے بالائے سطح آب تمام و کمال لادے گا ...... اور جب مال مذکور بطور لادا جائیگا تو جہاز ...... لیورپول وغیرہ کو روانہ ہوگا جیسا کہ بوقت کرنے دستخط رسیدات مال پر حکم دیا جائیگا یا اسقدر قریب مقام مذکور کے جہانتک کہ جہاز مذکور بلا خدشہ جا سکے اور وہان مال مذکور ہمیشہ بحالت رہنے بالائے سطح آب کے بعوض کرایہ جہاز بشرح ایک پونڈ ۔ ا شلنگ فی ٹن کے حوالہ کیا جائیگا۔

کپتان رسیدات مال تجارتی مشرقی پر کسی شرح سے محصول جو کرایہ داران یا اونکے ایجنٹ چاہین دستخط بلا کسی مضرت کے کرایہ نامہ جہاز کو ثبت کریگا بشرطیکہ وہ اوسط شرح کرایہ مندرجہ کرایہ نامہ سے کم ہو تو ہر اسکے کہ فرق مابین شرح قبل روانگی جہاز کے نقد حسب نرخ ہنڈی کے بلا کسی بٹہ کے ادا کیا جاوے۔

کرایہ داران کو علاوہ اون ایام کے جنمین جہاز کو ٹھہرنے گا مہلت دیر مرکی بشرطیکہ روز نقد ادا کئے گئے ہون بشرح ۔ پنس فی ٹن خالص مندرجہ رجسٹر کے مالک کو دیجائیگی اور اوسکے تیم ہونے پر جہاز خواہ پورا لادا جاوے یا نہ لادا جاوے روانہ ہوگا اور کرایہ داران

۱۸۹۹ء

رالی برادران
بنام
بھیمیل داس لوہانی

کو بشرح مذکورہ بالا مفت کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔

"جب جہاز بندرگاہ مذکور یعنی منزل مقصود پر پہونچ جاوے تو مال بلا توقف حسب رواج بندرگاہ مذکور کے اوتارا جائیگا لیکن ۹۶ گھنٹہ سے کم مہلت وقت کرنے پر پورٹ مقام محصول گھر سے قبل اسکے کہ مال اوتارنا شروع ہو گا نہیں جائیگی اور مال اسوقت حوالہ کیا جائیگا جبکہ کرایہ جہاز ادا کیا جاویگا اور رسیدات مال مع تحریر ظہری بالائے رسیدات مذکور بمقابلہ احکام ذیلی مرسل الیہ کے بابت کسی حصہ رسیدات مال مذکور کے باضابطہ داخل کئے جائینگے۔

"کپتان کو کفالت مال جہاز پر بابت کل کرایہ ڈل ورکرایہ مفت اوورڈ چارج اور دیگر خرچ جو جاری کئے ہوں بمقابلہ مال لادنے والے کے ہو حاصل رہیگی

"کرایہ کنندگان جہاز یا اونکے ایجنٹوں کو اختیار ہوگا کہ کل یا جزو جہاز مذکور کو کرایہ ذیلی پر دیں۔

"ذمہ داری کرایہ کنندگان جہاز یا اونکے ایجنٹوں کی اسوقت ختم ہو جائیگی جبکہ مال کامل طور سے لادا جائیگا بشرطیکہ مال مذکور قابل ادائے کرایہ و کرایہ مفت اور ڈیمارج کے ہو (اگر کچھ واجب ہو)۔

جب مدعا علیہم جہاز موسومہ ونگلش کو اسطور پر کرایہ پر لے چکے تو نامبردگان نے پیچھے سے (بتاریخ ۱۲ مئی) یہ قرار کیا کہ کرسی و دارسی وکمپنی کو حق مساوی اونکے کرایہ نامہ جہاز میں حاصل ہو۔ اسطور پر کہ کرسی و دارسی وکمپنی کرایہ کنندگان ذیلی جہاز مذکور کے بموجب کرایہ نامہ جہاز مندرجہ بالا کے ہو گئے۔ بتاریخ ۱۳ جون نامبردگان نے مدعیان سے یہ ظاہر کیا کہ جہاز ذرخالی موسومہ ونگلش بابت معاہدہ ۳ مارچ ۱۸۹۹ء کے واسطے ۲۰۰ ٹن مال کے موجود ہے۔

ازاں بعد نام جہاز مذکور کا بابت اوس مقدار مال کے درج احکام لادنے مال کے بقدر مذکورہ بالا کیا گیا۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ واسطے بقیہ ۵۰۳ ٹن (منجملہ ۰۰۰ ٹن) کے جنکی بابت معاہدہ مندرجہ بالا کیا گیا ہے ایک اور جہاز موجود ہے۔ برطبق اسکے کرسی و دارسی وکمپنی بحیثیت کرایہ کنندگان جزوی جہاز ذرخالی موسومہ ونگلش کے بموجب تعداد کرایہ جہاز کے ذمہ دار ادائے کرایہ بشرح ۳۰ شلنگ فی ٹن کے مالکان مال کو ہو ئے۔ مالاکہ نامبردگان نے مدعیان ۵۵۴

(رالی برادران) سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ۲۰۰ ٹن بشرح ۲۲ شلنگ ۶ پنس فی ٹن کے جہاز پر لادینگے اور زرفرق متعلقہ فرق شرح حسب مذکورہ بالا خارج کیا گیا تھا۔ اونکو صاف رسیدات مال بشرح مذکور بابت اونکے مال کے دینگے۔ از روئے کرایہ نامہ جہاز مذکور کے کپتان کو یہ اختیار دیا گیا کہ صاف رسیدات مال کسی شرح کرایہ سے جو کرایہ داران چاہیں دستخط کرے بشرطیکہ وہ فرق اگر کچھ ہو جو درمیان شرح مذکورہ و شرح مندرجہ کرایہ نامہ جہاز مذکور (یعنی ۳۰ شلنگ) کے ہو قبل روانگی جہاز کے نقد ادا کیا جائے۔

بتاریخ ۱۳ جون ۱۸۹۹ء مدعیان نے کرسی و دارسی وکمپنی کو یہ اطلاع دی کہ ہمارا مال گیہون ہے اور جہاز پر لادنے کے لئے طیار ہے اور دوسرے روز دہم تاریخ کو مال کا لادنا شروع ہوا اور بتاریخ ۲۴ جون ختم ہوا۔

بوقت سماعت بشہادت دیکھی کہ بندرگاہ بمبئی میں یہ رواج ہے کہ جب مال بندرگاہ میں واسطے لادنے کے لایا جاتا ہے تو مال مذکور اور مختلف قسم کی دستاویزات کو جو اوس سے متعلق ہوں مع احکام لادنے مال کے وہ شخص جو مال روانگی بیرونی کو لیتا ہے یعنی

۱۸۹۹ء

رالی برادران بنام جیمیل ولس لوجہائی

وہ عہدہ دار جسکو ٹرسٹیان بندرگاہ نے مقرر کیا ہے اپنی تحویل میں لیتا ہے جب جہاز مال لادنے کے لئے طیار ہوجاتا ہے تو عہدہ دار مذکور حکم لادنے مال کا اور دیگر دستاویزات معہ فرد اصلی جہاز کو دکھاتا ہے اور اگر دستاویزات مذکور درست ہوتی ہیں تو وہ مال کو جہاز پر لادتا ہے۔ دستاویزات معہ احکام لادنے مال کے عام طور پر عہدہ دار مذکور کی میز پر کھلی ہوئی رکھی رہتی ہیں تاکہ اشخاص متعلقہ اونکو دیکھ سکیں جب کل مال لد جاتا ہے تو احکام لادنے مال کے کپتان کے حوالے کئے جاتے ہیں

عدالت کی یہ رائے ہوئی کہ اس رواج کی پابندی جہاز دخانی سوسو سٹیڈ نگٹن پر بمبئی کی گئی تھی اور تو جب کپتان یا ایجنٹان جہاز مذکور (مدعا علیہم) کی مدعیان نے خاص طور پر شرائط احکام لادنے مال پر مائل نہیں کی تھی

۵۵۵ اور نہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کپتان ہیڈ نگٹن کا شرائط احکام لادنے مال سے اوسوقت واقف تھا یا واقف کیا گیا تھا جبکہ مال مدعیان کا فی الحقیقت جہاز پر لادا گیا۔

بتاریخ ۲۱- جون ۱۸۹۹ء کو مدعیان کے گیہوں بقدر دو ہزار ایک سو ٹن کے جہاز پر لادے گئے اور میٹ کی رسیدات مدعیان کو دی گئیں اور مدعیان نے رسیدات مال بشرح ۱۶ شلنگ ۳ پنس حسب مندرجہ احکام لادنے مال کے مرتب کیں اور وہ روبرو کپتان کے واسطے دستخط کے پیش کی گئیں لیکن کپتان نے اونپر دستخط کرنے سے انکار کیا بجز اسکے کہ رقم فرق درمیان ۱۶ شلنگ ۳ پنس و شرح معینہ کرایہ نامہ جہاز (ایک پونڈ دس شلنگ) اوسکو حسب شرط مندرجہ کرایہ نامہ کے ادا کیجاوے۔ مدعیان نے رقم فرق مذکور کو ادا کرنے سے انکار کیا کیونکہ مدعیان نے کرسی دہارسی و کمپنی سے واسطے دینے جہاز رسیدات مال کے بشرح ۱۶ شلنگ ۳ پنس فی ٹن معاہدہ کیا تھا۔

اوسی روز (۲۱- جون کو) مدعا علیہم نے کرسی دہارسی و کمپنی کو اطلاع دی کہ جہاز کے کھڑے رہنے کے دن بموجب کرایہ نامہ جہاز کے کل (بتاریخ ۲۲) ختم ہو جائینگے اور جہاز دخانی کا ڈیمارج ادا کرنا ہوگا اور وہ اون سے طلب کیا جائیگا۔ اور ۲۲- تاریخ کو مدعا علیہم نے اطلاع حسب ذیل دی۔

۲۲- جون ۱۸۹۹ء

"مسٹران کرسی دہارسی و کمپنی

بمبئی

جنابمن۔

جہاز دخانی ہیڈ نگٹن

ہمکو یہ اطلاع ملی ہے کہ کچھ مال اس جہاز دخانی پر لادنے کے واسطے گودام میں رکھا ہوا ہے وہ لادنے والے مال نے آئندہ لادنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔ جہاز دخانی مذکور کا ڈیمارج دینا ہوگا اور ہم آپکو ذمہ دار مال مذکور کو باجت کرایہ مردہ و ڈیمارج کے ذمہ دار سمجھتے ہیں

آپکا نیاز مند

دستخط جیمس میکنٹاش و کمپنی"

بتاریخ ۲۲- جون ۱۸۹۹ء مدعیان نے چٹھی مندرجہ ذیل کرسی دہارسی و کمپنی کو تحریر کی۔

سنہ ۱۸۹۹ع

رالی برادران
بنام
جیمیل داس ٹھاکرداس

"۲۲ جون سنہ ۱۸۹۹ع"

مسٹران کرسی دہارسی وکمپنی
بمبئی

"جناب من - ہم آپکو یہ اطلاع دیتے ہیں کہ رسیدات ہمارے مال کی جو جہاز سوسو میٹیہ گلش پر لدا گیا ہمارے پاس اس درخواست سے ادہ جانب ایجنٹان واپس کی گئی ہین کہ ہم اوس رقم فرق کو جو درمیان شرح مندرجہ رسیدات مال یعنی سولہ ۱۶ شلنگ ۷ پنس کے اور ۲۰ شلنگ کے ہے جو وہ شرح ظاہر کی گئی ہے جسپر جہاز دخانی مذکور کرایہ پر لیا گیا ادا کرین ورنہ ایجنٹان مذکور کو رسیدات مال پر دستخط کرنے سے انکار ہے

556 لہذا ہم آپکے شکرگذار ہونگے اگر آپ قم فرق ایجنٹان یعنی مسٹران جمس میکنٹاش وکمپنی کو ادا کرینگے یا کوئی ایسا انتظام کرینگے جو ایسا ضروری ہو کہ ہم رسیدات مال متعلق حسب بنے معاہدہ کے جو آپکے ساتھ ہوا پاسکین کیونکہ ہمارا مال بموجب آپکی ہدایت کے جہاز پر لد چکا ہے -

براہ مہربانی کوئی دوسرا جہاز دخانی واسطے اوس مال کے کہ جو ابھی تک لادا نہین گیا ہے تجویز کیجئے اور مطلع رہیئے کہ ہم نے جہاز سوسو میٹیہ گلش پر مال لادنا جب تک کہ یہ معاملہ طے نہوجاوے بند کیا ہے۔

آپ کا نیازمند
"منجانب رالی برادران"
"دستخط سی جی گرو"

کرسی دہارسی کمپنی اسوقت پر تنگدست تھے جسکی وجہ سے اونہون نے عدالت دیوالیہ مین اپنی درخواست ۲۲ جون کو پیش کی اونہون نے چٹھی مندرجہ صدر کا جواب نہین دیا اور مدعیان نے اوسکی نقل مع خط مندرجہ ذیل کے جسپر لفظ ضروری تحریر تھا پاس مدعاعلیہم کے بھیجی۔

"۲۲ جون سنہ ۱۸۹۹ع بمبئی"

"مسٹران جمس میکنٹاش کمپنی"
بمبئی

"جناب من - ہم آپکو یہ اطلاع دیتے ہین کہ ہماری تین عدد رسیدات مال بابت ۲۷۰۰ بورہ گیہون کے جو جہاز سوسو میٹیہ گلش پر لادے گئے ہین واسطے دستخط کپتان جہاز کے پیش کی گئی تھین اور اونکو آپنے نامنظور کیا۔ رسیدات مال مین شرح ۱۶ شلنگ ۷ پنس فی ٹن ہے یعنی شرح اجمالی جسپر ہم نے ۵۰۰ ٹن کا معاہدہ کرسی دہارسی وکمپنی سے کیا تھا۔

ہم آپکے شکرگذار ہونگے اگر آپ ہماری رسیدات مال پر دستخط کرینگے۔ اور ہم نقل اوس چٹھی کی جو ہم نے مسٹران کرسی دہارسی وکمپنی کو بھیجی ہے اس خط کے ساتھ ملفوف کرتے ہین۔

"آپ کا نیازمند"
منجانب رالی برادران
"دستخط سی - جی گرو -

اوسی روز مدعیان نے مدعاعلیہم سے بذریعہ تحریر استدعا کی کہ اگر رسیدات پر دستخط نہین ہوسکتے تو مال اوتار دیا جاوے

۲۲ جون سنہ ۱۸۹۹ع مقام بمبئی

مسٹران جمس میکنٹاش وکمپنی
بمبئی

رالی برادران
بنام
جمیل جی سٹلوبھائی
۵۵۶

جناب من بحوالہ ارسالی مرقومہ کہ آپ اوس شرط پر جو مسٹران کرسی وارسی و کمپنی سے طے ہوئی تھی رسیدات مال پر دستخط کرنیکے لئے آمادہ نہیں ہیں آپ براہ مہربانی مال اوتروا دیجئے اور ہم نقصانات گودام کرایہ وغیرہ کا معاوضہ کرینگے بوجہ مسٹران کرسی وارسی و کمپنی سے کئے گئے ہیں۔

"آپ کا نیازمند
مہاجب رالی برادران
(دستخط) اسی۔ جی۔ گرو"

بمطابق اسکے مدعیان نے اپنے باقی مال کے جہاز موسومہ پینڈگمنن پر لادنے سے انکار کیا۔
اوسی دن مدعاعلیہم نے کرسی وارسی و کمپنی کو چٹھی حسب ذیل تحریر کی

"مسٹران کرسی وارسی و کمپنی"
بمبئی

جناب من
جہاز دخانی پینڈگمنن
ابھی آپکا مال ختم نہیں ہوا جہاز کا ڈرا بیچ لیا جائیگا اور ہم آپکو اوسکا ذمہ وار سمجھتے ہیں

"آپکا نیازمند
دستخط جیمس سیکلشاش کمپنی
بمبئی ۲۲ جون ۱۸۵۰ء"

دو چٹھیات مدعیان مورخہ ۲۲ جون کا جواب مدعاعلیہم نے ۲۳ جون کو حسب ذیل دیا۔

"مسٹران رالی برادران"
بمبئی

جناب من
"جہاز دخانی پینڈگمنن"
"آپکا خط کل شام اور آج صبح کا موصول ہوا۔"
"چونکہ رسیدات مال پر دستخط کرنے سے کپتان نے اور ہمنے انکار کیا ہے لہذا آپ اپنی تحریر اوسکے پاس بھیجے"

"آپ کا نیازمند
دستخط جیمس سیکلشاش کمپنی"

بعدہ مدعیان نے چٹھی مندرجہ ذیل کپتان کے پاس بھیجی
"بمبئی ۲۳ جون ۱۸۵۰ء"

کپتان جنکنس
"جہاز دخانی پینڈگمنن"
"جناب من۔ تعمیل حکم دہندگان مال کے جو مسٹران کرسی وارسی کمپنی سے بابت ۲۰۰ ٹن کے بذریعہ ہم واشنگٹن وغیرہ کے آپکے جہاز پر لادے گئے ۲۰۰ ٹن آپکے جہاز پر لادے گئے بابت رسیدات مال بابت مقدار گھوڑوں کے کل باستثنا جیمس سیکلشاش و کمپنی کے جو آپکے جہاز دخانی کے ایجنٹ ہیں اور

۱۸۹۹ء
رالی برادران
بنام
کمپنی واس ... ۵۵۸

ایکے دستخط کرنیکے بعد ہم لوگ اونھوں نے ہمکو یہ اطلاع دی کہ آپ نے جو دستخط کرنے سے بعد شرح ... شلنگ کے جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے بلکہ یہی شرح کرایہ بار جہاز پینڈ گکن کی ہے انکار کیا بجز اسکے کہ ہم رقم فرق درمیان ... شلنگ ... پنس اور ... شلنگ کے ... نقد ادا کریں۔

"چونکہ ہمنے یہ اقرار نہیں کیا ہے کہ ہم ... شلنگ ... پنس سے زیادہ دینگے لہذا ہم آپکے شکرگزار ہونگے اگر آپ یا تو رسیدات مال پر بشرح مذکور دستخط کریں یا مال اوترواویں اور ہم دیگر انتظامات مشران کرسی دوراسی کمپنی کے ساتھ کرینگے۔

ہمنے مشران کرسی دوراسی کمپنی کو اطلاع دی ہے کہ اب ہم منتظر ہیں آپکے جواب کے بموجب حکم واسطے مال کے جو ہمارے پاس ہے جسمیں لادا گیا ہے بجز اسکے کہ آپ مال مذکور کو لیکر رسیدات مال پر اوس شرح سے کہ جو ونکے ساتھ قرار پائی ہے یعنی شرح ... شلنگ ... پنس دستخط کریں۔"

ہمنے ان سب حالات کی اطلاع آپکے ایجنٹان مشران جیمس میکنٹاش کمپنی کو کل دی تھی لیکن اونکے جواب ابتک نہیں ملا ہے ... کرنیکو کہا۔"

"آپکا نیازمند"

"منجانب رالی برادران"

(دستخط) اسی ... کرد"

مشران اسمتھ و بیلینٹڈ و ... نے منجانب کپتان حسب ذیل جواب دیا۔

"مشران رالی برادران"

بمبئی

جناب من ہمارے موکل کپتان ... جہاز ... نے ... کی چٹھی ... ہمکو ... اس ... سے ہمارے حوالہ کیا کہ جواب ...

"بموجب کرایہ نامہ جہاز ہمارے موکل کے کپتان کو صاف رسیدات مال بحساب شرح ... کرایہ ... یاد ونکے ایجنٹ چاہیں
... کرانیکے ... دستخط کرنیکا ... کہ رقم فرق ... اس صورت میں ... شلنگ ... نقد قبل ... کی جہاز کے ادا کیجائے۔"

چنانچہ ہمارا موکل رسیدات مال پر جس شرح سے کہ آپ چاہیں دستخط کریگا اگر آپ اوس رقم فرق کو نقد ادا کریں جو درمیان شرح مذکور ... شلنگ کے ...

لیکن اگر آپ رقم فرق مذکور ادا کرنے سے انکار کرینگے تو ہمارا موکل ضرور رسیدات مال پر دستخط کرنے سے انکار کرے گا۔"

"چونکہ مال جہاز پر بموجب کرایہ نامہ کے لادا گیا ہے لہذا ہمارا موکل اونکے جہاز ... کی اجازت نہیں دیسکتا ہے۔

مدعیان نے بوقت اپنے سالیسٹران مشران کرگی ... کی چٹھی بنام مشران کپتان مذکور کے بتاریخ ۲۴ جون بمبئی ... کی چٹھی ... ماہ حال ... مشران رالی برادران ہمارے سپرد کی گئی ہے۔

"مال ہمارے موکلان کا بموجب کرایہ نامہ کے جیسا کہ آپکے اونکی چٹھی کے فقرہ اخیر میں بیان کیا ہے نہیں لادا گیا تھا مال مذکور بموجب
تین حکم لادنے مال کے جو مشران کرسی دوراسی کمپنی نے ہمارے موکلان کو دئے تھے لادا گیا تھا۔

"یہ احکام لادنے کے روبرو کپتان یا اوس عہدہ دار کے جو زیر ... تھا ... مال جہاز کے ... گئے ... مال مذکور ...
... میں سے ایک ایک سے زیادہ ... جہاز پر لادا گیا احکام لادنے مال میں یہ صاف درج ہے کہ شرح کرایہ ... شلنگ ... پنس ہے اور ...
... رسیدات مال اگر مطلوب ہوں ... شرح ادا کی ... قرار ... مطابق ... مشران رالی برادران ...

۱۸۹۹ء

رالی برادران
بنام
جمیل داس لالو بھائی

کے جو کچھ عرصہ ہوا معاہدہ بار برداری کی پابندی اس شرط کے کرنے سے انکار کرتے ہیں خارج کیا گیا تھا۔

"لہذا آپکے موکل کو پوری اطلاع اون شرائط کی تھی جنپر ہمارے موکلان نے مال لادا اور ناخدا جہاز نے بباعث لینے مال مذکور کے جہاز پر ہمارے موکلان کو یقین دلایا کہ رسیدات مال پر شرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس کے اور سوقت جبکہ مال لد چکے گا دستخط کئے جاوینگے لیکن جب رسیدات مال واسطے دستخط کے پیش کی گئیں تو کپتان نے دستخط کرنے سے بجز شرح ۲۰ شلنگ کے اس بنیاد سے انکار کیا کہ شرح مذکور درج کرایہ نامہ جہاز تھی۔

"بمطابق اسکے ہمارے موکلان نے اپنے مال کی واپسی چاہی جس سے اب آپ نے انکار کیا ہے۔

"ہمارے موکلان کو کرایہ نامہ جہاز سے جسکو انہوں نے کبھی دیکھا نہیں ہے کوئی سروکار نہیں ہے اور چونکہ آپکے موکل نے نا مہربانگی کی مال واپس دینے سے انکار کیا اور اس بات پر اصرار کیا کہ وہ مال لے جائیگا لہذا اوسکو مال مذکور بشرح مندرجہ احکام لادنے مال کے جنکے بموجب مال مذکور بھیجا گیا اور جہاز پر لادا گیا لیجانا چاہیے اور اسلئے ہم آپکے موکل سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ رسیدات مال پر بشرح مندرجہ احکام مذکور یعنی بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس کے دستخط کرے۔

"آپکے موکل کو بمقابلہ ہمارے موکل کے کوئی دعوی نسبت اوس رقم فرق کے نہیں ہے جو درمیان شرح مندرجہ احکام لادنے مال و شرح معینہ کرایہ نامہ کے ہے آپکے موکل کو چارہ کار بابت رقم فرق مذکور کے صرف بمقابلہ اوس کرایہ کنندہ کے حاصل ہے جس دریافت کرنے کو ہمارے موکلان اوس سے کہتے ہیں۔

"ہم ممنون ہونگے اگر آپ ہمارے پاس کرایہ نامہ جہاز واسطے ملاحظہ کے بھیج سکیں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آج ہی اوسکو واپس کرینگے"

کپتان کے سالیسٹران مسٹران اسمتھ ولیٹ و نوبل نے دوسرے روز یعنی ۳ جون کو حسب ذیل چٹھی لکھی۔

"ہمکو آپکی چٹھی مورخہ ۲ ماہ حال شام کے وقت پہنچی اور اسلئے ہم اپنے موکل سے خط و کتابت نہ کر سکے اور چٹھی مذکور کا جواب نہ لکھ سکے۔

کپتان جنکنس کا بیان ہے کہ مال جہاز پر بموجب احکام لادنے مال کے جو کرایہ کنندگان یا اونکے ایجنٹان نے دیئے بھیجا گیا اور اسلئے مطابق شرائط کرایہ نامہ کے جہاز پر لادا گیا۔

"اگر کرایہ کنندگان یا اونکے ایجنٹان نے آپکے موکلان سے کوئی معاہدہ کیا ہے جسکی تعمیل سے وہ قاصر رہے ہوں تو آپکے موکلان کو چارہ کار بمقابلہ اشخاص مذکور کے حاصل ہے اور ہمارا موکل آپکے موکلان کو اونکی جانب رجوع کرنیکی استدعا کرتا ہے۔

"ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نقل کرایہ نامہ کی موجود نہیں ہے لیکن آپکے موکلان اوسکی نقل بلا شبہ کرایہ کنندگان سے پا سکتے ہیں۔

اوسی روز سالیسٹران مدعیان نے جواب دیا

"ہمکو آپکی چٹھی امروزہ ملی۔

"آپکے موکل نے اس واقعہ سے بالکل گریز کیا ہے کہ شرح کرایہ جسکے ہمارے موکلان نے ادا کرنے کا اقرار کیا احکام لادنے مال میں درج ہے اور آپکے موکل کو اسکی پوری اطلاع تھی لیکن شرح مذکور کی نسبت اونہوں نے کچھ اعتراض نہیں کیا اور مال کو جہاز پر لادا اور بجز ایک معاہدہ کے اوسکی اجازت سے ہے کہ وہ مال کو اوس شرح سے [illegible]

سنہ ۱۸۹۶ع
رالی برادران
بنام
جیمسن وال کی موجانی

نہیں تھا کہ واپسی مال سے اوس وقت انکار کرتا جبکہ ہمارے موکلان نے مال مذکور کی واپسی چاہی اور چونکہ اوسنے مال مذکور کے لیجانے سے انکار کیا ہے لہذا اب اوسکو لازم ہے کہ مال ۲۰ شلنگ ۶ پنس کی شرح سے لیجاوے اور ہم آپ کی معرفت آپکے موکل کو اطلاع دیتے ہین کہ اگر وہ حوالگی مال سے بعد ادائے رقم مذکور انکار کریگا تو ہمارے موکلان اوسکو اور مالکان دونون کو جملہ تاوان کا ذمہ دار سمجھینگے اور بغرض اسکے کہ آپکے موکل کو پورا علم تاوان کا ہوجاوے ہم آپکو یہ اطلاع دیتے ہین کہ ہمارے موکلان نے اوس مال کو یورپ مین ایک زیادہ نرخ بیچنے معاہدہ اگست کی شرط سے بیچ ڈالا ہے اور اگر بوجہ طریق عمل آپکے موکل کے ہمارے موکلان اپنے معاہدات اپنے خریداران کے ساتھ پورے نہ کرسکین اور خریداران مذکور اون معاہدات کو فسخ کردین تو ہمارے موکلان آپکے موکل کو اوس رقم فرق کے لئے جو درمیان اوس قیمت کے ہے جسپر وہ مال مذکور کو پھر بیچ سکین اور اوس قیمت کے جسپر بیچنے کا معاہدہ وہ پیشتر کرچکے ہین (اور فرق مذکور غالبا بہت کثیر ہوگا) ذمہ دار سمجھینگے اور آپکے موکل کو یہی غور کرنا مناسب ہوگا کہ آیا یہ ذمہ داری اپنے اوپر لینا اوسکے لئے مناسب ہے یا نہین ۔

آپ کا نیازمند"

"دستخط کریگی و لیٹل وا وین"

۲۴ - جون کی شام کو جہاز دخانی پیڈنگٹن بمبئی سے روانہ ہوا اور کپتان نے نہ تو مال مذکور مدعیان کو واپس دیا اور نہ رسیدات مال پر بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس دستخط کئے ۔ قبل روانگی جہاز کے کپتان نے چٹھی ذیل مدعا علیہم کو تحریر کی ۔

"۲۴ - جون ۱۸۹۶ء شام بمبئی"
"مسٹران جیمس میکنٹاش و کمپنی

صاحبان من ۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنا ہے کہ آپ بقیہ رسیدات مال نہ بابت میرے جہاز دخانی موسومہ پیڈنگٹن کے بعد میری روانگی کے دستخط کرین بشرطیکہ وہ مطابق کرایہ نامہ اور رسیدات میٹ کے ہون اور مین بذریعہ اس تحریر کے آپکو اختیار دیتا ہون کہ آپ میری طرف سے دستخط کیجئے اور اقرار کرتا ہون کہ مین رسیدات مال کو بوقت پیش کئے جانے کے قبول کرونگا ۔

آپکا نیازمند"
"دیوڈ جنکنس"
ماسٹر جہاز دخانی پیڈنگٹن"

ہدایات خاص

جو دستاویزات متعلق روانگی مال کے پاس میرے مالکان مسٹران رالی ٹامس ریڈکلف و کمپنی کے

نوٹس ۶

بیالی برادران بنام جیمس ایس لو ویلالی

بنام کارڈف ارسال کیجیے۔

"تمام بلون کو جنپر میں نے دستخط کئے ہوں ادا کیجیے اور مالکان سے تصفیہ حساب کا کیجیے اور نقل حساب میرے پاس بھیج دیجیے"۔

"ڈی جنکنس"

کرانگہ ۔ رائی کی رسیدات مال پر بشرح معینہ کرایہ ۲۷ ایک پونڈ ۱۰ شلنگ فی ٹن دستخط کیجیے۔

ڈی ۔ جے۔

561 اور مدعا علیہم نے نامبردہ کو جواب حسب ذیل دیا۔

"کپتان جنکنس"۔

"جہاز دخانی پینڈنگٹن"۔

"جناب من - بموجب آپکی استدعا کے ہم بذریعہ تحریر ہذا تسلیم کرتے ہیں کہ جہاز دخانی مذکور کا ڈیمارج بابت ڈیمرج کے عاید ہوا ہے جسکے ذمہ دار ہم بمقابلہ آپکے مالکان کے ہیں"۔

آپ کے نیاز مند

"جیمس بیکن ہاش و کمپنی"۔

۲۳ جون ۱۸۹۸ء مقام بمبئی۔

انتخاب ذیل ایک خط مورخہ ۱۵ جون ۱۸۹۸ء کا جو مدعا علیہم نے بمبئی میں بنام اپنے دفتر واقع لنڈن کے تحریر کیا تھا پیش کیا گیا۔

"پینڈنگٹن" - جیسا کہ آپ اچھی طرح سے خیال کر سکتے ہیں ہم اس جہاز دخانی کی وجہ سے ایک بڑی دقت میں پڑ گئے ہیں ہمکو ایک بڑا حصہ مال جہاز کے چارٹر کرنے کے بعد کم شرح یعنی ۱۷ شلنگ ۶ پنس تحویل کرنی پڑی - رائی کے حصہ کا یہ حال ہے کہ ادنے ۵۰۰ ٹن کی بابت ان کے مالکان کے تھے جسمیں سے ۱۰۰ ٹن جہاز پر لد چکے تھے جنکو پہلی رسیدات مال واسطے دستخط کپتان کے بشرح ۲۲ شلنگ ۶ پنس کے پیش کی گئی تھیں - چونکہ رائی کی مشکلات اس وقت معلوم تھیں لہذا ہمنے یہ کہا کہ ہم رسیدات مال پر بشرح معینہ جہاز دخانی یعنی ۲۷ شلنگ سے کم پر دستخط نہ کرینگے - رائی ہمنے فقرہ متعلقہ شرح اعلی یا ادنی کو احکام مال لادنے سے کاٹ دیئے ہیں لہذا انھوں نے اوسکے تبدیل کرنے سے انکار کیا اور چونکہ رائی بھلو رقم فرق ادا نہیں کرنی تھی لہذا ہمنے دستخط کرنے سے انکار کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رائی نے اپنے مال کا بقیہ حصہ لدوانا بند کر دیا - چونکہ جہاز دخانی کی بابت پیشتر سے ڈیمارج دیا جاتا تھا لہذا ہمکو رسمی طور پر رائی کمپنی کے حساب میں بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس فی ٹن پورا کرایہ دینا پڑا رائی درمیان میں مالی سے ایک چٹھی تحریر کی جسمیں انھوں نے بیان کیا کہ انکا معاہدہ بابت رسیدات مال کے بشرح ۲۲ شلنگ ۶ پنس کے تھا اور اگر اس طرح سے وہ نہ پاسکیں

شمارہ ۶۰۹۹
رالی برادران
بنام
جمیل داس لوہانی

تو وہ اپنا مال واپس طلب کرتے ہیں۔ بیشک نا خدا گان نے جہاز وخالی مذکور کو مدد کی لینے وغیرہ کی دھمکی دی لیکن ہمنے اوسکو بنجلت سے لیا اور اوسی شب کو جہاز وخالی مذکور کو نکال لے گئے پس یا تو ناخدا گان اپنی رسیدات مال کی طلب بشرح بشلنگ کرینگے یا اونکو رسید نہیں ملیگی۔ اسی تار میں چونکہ ہمنے اپنا نام بطور کرایہ کنندگان جہاز کے ظاہر کیا تھا لہذا ہم بتایا یا مالکان خود اپنے وہ ہماری سے نقصانات دو وہ ون سکتے کیا ان کے نزدیک ہیں لیکن ہم بقبضہ اوقات الذکر کا ساتھ ناخدا گان کے اور اپکے چھوڑتے ہیں کیونکہ ہمکو کچھ شبہہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صحت ہیں جبکہ حالت اسقدر خراب ہے تو وے رقم مذکور میں بہت تخفیف کرینگے۔

جب جہاز روانہ ہوگیا تو مسٹران سمیتھ وبلیڈ وفوربل نے سالیسٹران مدعیان کو یا اطلاع دی کہ وے بعد کپتان جنکنس کے سالیسٹر نہیں ہے سالیسٹران مدعیان نے تاریخ ۲۰ جون ۱۸۹۶ء کو ایک چٹھی بنام مدعا علیہم تحریر کی جسمامادہ واقعات کے چٹھی مذکور حسب ذیل تھی۔

"چونکہ کپتان بلاکسی ہدایت کے اپنے سالیسٹران کو بمبئی سے روانہ ہوگیا لہذا ہمارے موکلان یہ حکم اپکو دیکر نے ہیں کہ وہ مین لہذا ہم اپکی توجہ اون واقعات کی طرف مائل کرتے ہیں جو ہمنے بیان کئے ہیں"

"ہمارے موکلان یہ بحث کرتے ہیں کہ رسید مال جو جہاز کی چکر کر اللہ اون شرائط کا تھا جو مال مذکور جہاز پر بھیجا گیا تھا اور نیز ۵۶۲ یہ امر کہ شرط متعلقہ رسیدات مال بشرح معینہ یا اوقت احکام لاد نے مال سے خارج کی گئی تھی یہ امور اقرار اس حد تک پہونچتے ہیں کہ کپتان ایمنڈ پیدا اور اوسکے مالکان جہاز مال کو بشرح مشتہرہ احکام لادنے مال کے لیجا ئینگے اور ہمارے موکلان اس بات کی استدعا کرنے کے مستحق ہیں جیسی کہ وہ طلب کرتے ہیں کہ رسیدات مال پر بشرح مندرجہ احکام لادنے مال کے دستخط کئے جاویں اور رسیدات مذکور اونکے حوالہ کیجاویں"

"چنانچہ ہم ہمراہ خط ہذا رسیدات مال کو اپکی خدمت میں واسطے دستخط کے پیش کرتے ہیں نیز رسیدات سیٹ بابت ۱۰۰۰ من کے جو جہاز پر لدا ہے بھیجتے ہیں اور یہ رسیدات اونکو بعوض رسیدات مال متعلق کے بشرح ۲ شلنگ ۶ پنس حوالہ کیجائینگی اور ہم آپسے مشکور ہونگے اگر آپ اونکے مطابق او نپر دستخط کرینگے اور اونکو ہمارے محرر وصیران ہی بان جو حامل خط ہذا کے حوالہ کرینگے"

"ہمارے موکل یہ بھی بحث کرتے ہیں کہ اگر کوئی معاہدہ لیجانے مال کا بشرح مندرجہ احکام لادنے مال کے نہ بھی ہوتا تاہم ہمارے موکلان کو بباعث طریق عمل کپتان کے یقین ہوا کہ مال کو اوس شرح پر پہونچایا جاویگا اور یہ کہ جب اونکو یہ معلوم ہوا کہ کپتان نے اوس شرح سے مال مذکور کے لیجانے سے انکار کیا تو وہ مستحق اس بات کے تھے کہ اپنے مال کی واپسی چاہیں مگر چونکہ اس سے انکار کیا گیا اور کپتان نے مال مذکور لیجانے کے لئے اصرار کیا لہذا وہ اوسکو لازم ہے کہ مال کو بشرح ۲ شلنگ ۶ پنس پہونچا دے"

"لہذا ہم مالکان نیز کپتان کو معرفت آپکے یہ اطلاع دیتے ہیں کہ اگر اوس بندرگاہ پر جو منزل مقصود ہے ہماری مال سے حوالہ یا ادائگی جہاز کرایہ کے بشرح مشتہرہ احکام لادنے مال کے انکار کیا جاویگا تو ہمارے موکلان مالکان وکپتان دونوں کو بابت ہرجہ

مالی برادران بنام جیمیس میکنزی ماش و کمپنی

تاریخ کے ذمہ وار سمجھینگے اور اس غرض سے کہ مالکان وکپتان دونوں کو پورا علم تاریخ کا ہو ہم آپکو اب یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے موکلان نے اس مال کو یورپ میں بشرط حوالگی اندر ایک میعاد مقررہ کے فروخت کیا ہے اور اگر بوجہ طریق عمل مالکان یا کپتان کے ہمارے موکلان تعمیل اپنے معاہدات سے ساتھ اپنے خریداران کے قاصر رہیں اور خریداران مذکور اپنے معاہدات کو فسخ کریں تو ہمارے موکلان مالکان وکپتان دونوں کو بابت رقم فرق کے جو درمیان اوس قیمت کے ہو جسپر وہ مال مذکور پھر فروخت کر سکیں اور اوس قیمت کے جسپر انہوں نے بیچنے مال کا پیشتر معاہدہ کیا ہے اور رقم فرق مذکور غالباً بہت زیادہ ہوگی اور نیز بابت دیگر ہرجہ و نقصان و مصروفہ و خرچہ جات کے جو وہ کو اوٹھانا پڑے ذمہ وار سمجھینگے۔"

بتاریخ ۲۸ جون مدعا علیہم نے حسب ذیل جواب دیا۔

"جناب من۔ بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۔۔ کے ہمکو صرف یہ کہنا ہے کہ ہمکو کچھ سروکار کسی انتظام سے جو آپکے موکلان مسٹران مالی برادران نے شاید کسی پارسی کمپنی سے کیا ہو نہیں ہے۔"

"ہم صرف اوس کفالت کو نافذ کرینگے جو مال جہاز پر بابت کرایہ و کرایہ بغفت و ڈیمرج کے بموجب کرایہ نامہ جہاز کے ہے۔"

"آپکا نیازمند"

"(دستخطی) جیمیس میکنزی ماش و کمپنی"

۵۶۳ بباعث نزاع نسبت ۱۰۰۰ ٹن کے مدعیان نے (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا) بقیہ مال کے لادنے سے جہاز پر بموجب احکام لادنے مال کے جو انہوں نے کرسی ج پارسی کمپنی سے حاصل کئے تھے انکار کیا۔ لیکن ناخدا نے بتاریخ ۲۲ جون ۱۹۰۸ء ایک معاہدہ جداگانہ مدعا علیہم سے بابت ۵۰۰ ٹن کے جہاز و خالی ڈیڈ فریٹ پر بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس فی ٹن کے کیا اور اوس میں صریحاً یہ شرط کی کہ رقم فرق درمیان شرح مذکور و شرح مندرجہ کرایہ نامہ جہاز یعنی ۲۸ شلنگ کے بجانب مدعا علیہم ادا کیا جاوے اور خانہ پری رسیدات مال کی بشرح ۲۸ شلنگ کے کیجاوے ناخدا نے ایک حکم لادنے مال کا مدعا علیہم سے پایا جسمیں شرائط مذکور مندرج تھیں اور بموجب اوسکے ۴۸۰ ٹن مال لدوایا اور مدعا علیہم نے ناخدا کو مبلغ ... جو مساوی ۲۰۳ پونڈ ۱۱ شلنگ ۱ پنس کے تھے نقد ادا کئے کہ یہ فرق درمیان کرایہ بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس فی ٹن و بشرح ۲۸ شلنگ مندرجہ حکم لادنے مال کے تھا۔

مدعیان کے لئے حاصل کرنا رسیدات مال ۱۰۰۰ ٹن کا جو ڈیڈ فریٹ پر روانہ ہو گیا تھا نہایت ضروری تھا اور اسلئے آخر کار ناخدا نے ساتھ عذر کے بنا رسیدات مال کا بشرح ۲۸ شلنگ ادا کرنا ۱۰۰۰ پونڈ کا بابت کرایہ و کرایہ بغفت و ڈیمرج کے قبول کیا لیکن اس عذر میں ایک مطالبہ بابت دوسرے جہاز خالی ... کے عذر مطالبہ بابت ڈیڈ فریٹ کے شامل تھا۔ بتاریخ ۲۸ جون ناخدا نے چٹھی ذیل بنام مدعا علیہم کے بھیجی

"جناب من۔"

۱۸۷۶ء
رالی برادران
بنام
چمبیل وس لوساق

"جہاز دخانی پیڈ نگلش"۔

بموجب تحریرات سابق کے جو آپکے پاس بھیجی گئیں ہم آپ سے اب یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم پیداوار مال خیر پر تصفیہ شرح کرایہ ... شلنگ فی ٹن کے کئے جائیں ساتھ عذر کے لینے پر راضی ہیں اور ہم حق وصول کرنے رقم فرق کا درمیان شرح مذکور اور اوس شرح کے جسپر ہمنے جہاز کرایہ کیا (یعنی ... شلنگ ... پنس فی ٹن کے) اپنے نے بلا صرفت اپنے کسی حق کے جو بمقابلہ کسی شخص کے ہو محفوظ رکھتے ہیں"۔

آپکا نیاز مند
بجانب رالی برادران
(دستخط) "سی جی گرو"

دوسرے روز مدعاعلیہم نے حساب مدعیان کا بھیجا جسمیں ۲۰۰ پونڈ ... شلنگ ... پنس مدعیان سے یافتنی نکلتے تھے اس حساب میں نامبردگان نے ۲۰۰۴ پونڈ ... شلنگ ... پنس فی مدعیان قایم کئے اور بہ مذکور بقدر اوس کل رقم کے تھا جو بابت حصہ کرسی وہارسی از روئے کرایہ نامہ کے واجب تھا اور بعدہ نامبردگان نے مدعیان کو ۲۰۰۳ پونڈ ... شلنگ ... پنس مجرا دئے یعنی تعداد مجموعی اوس کرایہ کی ہے جو بابت اون دکانوں وصول کے ادا کی گئی جو کرسی وہارسی وکمپنی نے تحریر کئے تھے یا اونکی طرف سے تحریر کئے گئے تھے اس طور پر ۳۴ پونڈ ... شلنگ ... پنس باقی رہے اور اوس میں ۳۰ پونڈ ... شلنگ ... پنس بابت ڈیمارج وغیرہ کے اضافہ کئے گئے اور اس طور پر کل میزان بقدر ۲۳۰ پونڈ
۵۶۳ ... شلنگ ... پنس کے ہوئی عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ حساب مابین مدعاعلیہم بحیثیت کرایہ کنندگان جہاز اور کرسی وہارسی وکمپنی کے بحیثیت کرایہ کنندگان ذیلی نامبردگان درست تھا لیکن جن رقوم کا دعویٰ کیا گیا ہے اونکی نسبت مدعاعلیہم بحیثیت ایجنٹ مالکان کے بمقابلہ مدعیان دعویٰ نہیں کرسکتے۔

بر طبق موصول ہونے اس خط وحساب کے مدعیان نے حسب ذیل تحریر کیا۔

۲۹ جون ۱۸۷۶ء بمقام بمبئی۔

صاحبان من ہم آگاہ عرض کرتے ہیں کہ آپکا خط مورخہ روز حال معہ نقل حساب متعلقہ جہاز موسومہ "پیڈنگلش" کے پہونچا جسمیں ۲۰۰ پونڈ ... شلنگ ... پنس ہمارے ذمہ واجب ہونا بیان کیا گیا ہے اور ہم سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ آپکے پاس ایک چک بابت رقم مساوی المقدار کے بھیجدیں بجواب اسکے ہم ایک چک نمبر ۶۱۳ ۱۹۰ بابت مبلغ ... روپیہ کے جو مساوی رقم مندرجہ بالا کے بشرح ... شلنگ ... پنس آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں اور ہم آپکے ممنون ہونگے اگر آپ اوسکی رسید سے مطلع فرماوینگے۔

ہمارے اس چک بھیجنے سے آپ ہرگز یہ سمجھیں کہ ہماری نسبت یہ خیال کیا جائے کہ ہم وہ کوئی مطالبہ ...

حالی برادران [illegible]
بنام
چیمبرس [illegible]

ہم رقم مذکور مساوی مقدار کے ادا کرنے میں بکر رسیدات مال پر دستخط ہو جاویں اور رقم مذکور بامضرت ہمارے حق کے جو کسی شخص
کل یا جزو رقم مذکور وصول کرنے کی بابت ہے ادا کیجاتی ہے "

آپکا نیازمند "

(دستخط) سی جی گرد "

اب مدعیان نے نالش واسطے دلاپانے اس رقم ۲۲۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس کے ادا کی نامبردگان سے اپنی عرضی نالش میں حسب ذیل بیان کیا۔

(۳) مدعیان نے رقم [illegible] کی مدعاعلیہم کو بتاریخ مذکور ساتھ مذکورہ کے اس غرض سے ادا کی کہ مدعاعلیہم سے رسیدات مال دستخط شدہ بابت [illegible] ٹن مال کے جو مدعیان نے جہاز موسومہ "شینڈ گلش" پر مقام بمبئی سے لیورپول روانہ کیا حاصل ہوں - مدعاعلیہم نے بمبئی میں جہاز مذکور کے ایجنٹ [illegible] ایک پونڈ ۵ شلنگ فی ٹن بابت [illegible] مذکور کے تھے مدعیان کو رسیدات مال دینے سے انکار کیا بجز اس کے کہ مدعیان مدعاعلیہم کو رقم ۲۲۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس ادا کریں مدعیان کا بیان ہے کہ اس قسم کا انکار [illegible] مدعاعلیہم مذکور بیجا و ناجائز ہے اور مدعاعلیہم اس بات کے [illegible] مدعیان کو رقم مذکور معہ سود واپس کریں "

مدعاعلیہم نے اپنے بیان تحریری میں یہ عذر کیا کہ زر متدعویہ اونکو بطور ایجنٹان الکان کے ادا کیا گیا تھا اور [illegible] جہاز کے الکان کو کفالت [illegible] ٹن پر بابت کرایہ [illegible] کے حاصل تھی [illegible] رسیدات مال کا نہ دینا جبتک کہ زر متدعویہ ادا نہ کیجاوے واجب تھا - علاوہ بریں نامبردگان نے یہ بھی عذر کیا کہ بجائے [illegible] مدعیان بمقابلہ ۵۶۵
کرسی [illegible] کمپنی کے [illegible] بمقابلہ خود [illegible] -

مسٹر لینگ - ایڈووکیٹ جنرل او مسٹر میکفرسن منجانب مدعیان -

مسٹر اسکاٹ و مسٹر لونڈیز منجانب مدعاعلیہم -

طیب جی صاحب جسٹس (بعد بیان کرنے واقعات کے یہ فرمایا) - بس اصل بحث میرے روبرو یہ ہے کہ آیا مدعیان اب مدعاعلیہم سے وہ رقم وصول کرنے کے مستحق ہیں یا نہیں جو انھوں نے مجبوراً بتاریخ ۴ ماہ جون [illegible] مدعاعلیہم کو ادا کی تھی -

اب واقعات و حالات مندرجہ بالا و شہادت لسانی و تحریری مقدمہ ہذا پر غور کرنے سے میری دانست میں نتایج مندرجہ ذیل اخذ ہوتے ہیں -

اول یہ کہ مدعیان نے کرسی [illegible] کمپنی سے اپنے احکام جہاز پر مال لادنے کے بموجب [illegible] دستور ہوتا ہے [illegible] نامبردگان نے کبھی بعد قبول کرنے رسیدات مال کے کسی دوسری شرح [illegible] شلنگ ۵ پنس کے نہیں کیا -

دوم - یہ کہ نامبردگان نے اپنا مال بندرگاہ میں [illegible] جہاز [illegible] کے بھیجا کہ اونکو رسیدات مال [illegible]

سنہ ۱۸۹۹ع

رالی برادرس
بنام
چیمبر آف کامرس بمبائی

بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس معینگی اور ہر ایک انتظام جو واسطے اوس غرض کے ضروری ہو کرسی وہ ارسی کمپنی یا تو ساتھ مدعا علیہم کے بحیثیت کرایہ داران جہاز یا ایجنٹان کے خواہ ساتھ کپتان کے کرینگے۔

سوم یہ کہ اوس وقت تک جبکہ رسیدات مال سے اول مرتبہ انکار کیا گیا مدعیان کا وہی منشا تھا اور انکا وہی خیال قایم رہا اور نامبردگان نے کبھی اپنا ارادہ نہیں بدلا گو ساتھ عذر کے۔

چہارم۔ یہ کہ مدعیان اس بات سے واقف تھے کہ کوئی کرایہ نامہ جہاز موجود ہے اگرچہ نامبردگان نے اوسکو فی الواقع دیکھا نہیں تھا اور انکو کوئی اطلاع صریح اوسکے وجود کی نہ تھی اور اسلئے نامبردگان کو اطلاع تعبیری اوسکے مضامین کی تھی۔

پنجم یہ کہ بخلاف اسکے کپتان نے مال مدعیان کو معمولی طریق سے اور بموجب شرایط کرایہ نامہ جہاز کے بلا پانے اطلاع صریح ارادہ مدعا علیہم کے جہاز پر لیا۔

ششم۔ یہ کہ اوسی وقت مدعیوں کے احکام مال لاد دینے کے عہدہ داران پورٹ ٹرسٹ کے پاس بطریق معمولی بھیجے گئے اور احکام مذکور واسطے معاینہ کپتان اور اوسکے عہدہ داران اور ایجنٹان کے اگر وہ انکو دیکھنا چاہیں کھلے ہوے موجود تھے اور اسلئے اونکو اطلاع تعبیری اونکے مضامین کی تھی۔ ۵۶۶

ہفتم۔ یہ کہ بموجب کرایہ نامہ جہاز کے کپتان کو رسیدات مال پر بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس کے اوس حالت میں دستخط کرنے کا اختیار تھا جبکہ اوسکو زر فرق درمیان اوس شرح اور شرح ۳۰ شلنگ فی ٹن مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے نقد وصول ہو جاوے لیکن وہ رسیدات مال پر ۳۰ شلنگ سے کم شرح پر دستخط کرنے کے لئے مجبور نہ تھا بغیر اسکے کہ نامبردہ کو زر فرق نقد ادا کیا جاتا۔

ہشتم یہ کہ مدعیان نے کبھی رقم فرق مذکور خود ادا کرنے کا اقرار نہیں کیا اور برعکس اسکے کپتان نے کبھی رسیدات مال پر بجز حسب شرح مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے دستخط کرنے کا اقرار نہیں کیا (اسی وجہ سے باہم مدعیان اور کپتان کے کبھی زمانہ لدنے مال کے اتفاق راے نہ تھا)۔

نہم۔ یہ کہ چونکہ کوئی معاہدہ باشرکت معاہدہ درمیان مدعیان و کپتان کے نہ تھی لہذا شخص آخر الذکر کو کوئی استحقاق نہ تھا کہ وہ مدعیان کو اپنا مال بموجب کرایہ نامہ جہاز کے لادنے پر مجبور کرے اور نامبردہ کو لازم تھا کہ یا تو مال مدعیان کو واپس کرتا یا اوسکو بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس کے لیجاتا۔

دہم۔ یہ کہ اسلئے فعل کپتان مذکور کا مقدمہ ہذا میں ناجائز تھا اور مالکان کا کوئی معاہدہ مال مدعیان پر اوس طریق سے نہ تھا جسپر مدعا علیہم کو اصرار ہے کیونکہ مال مذکور کبھی فی الحقیقت بموجب کرایہ نامہ جہاز کے نہیں لادا گیا تھا میری راے میں نتیجہ یہ کہ کپتان کو لازم تھا کہ یا تو مال مذکور کو واپس کرتا یا اوسکو بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس

۱۸۹۹ء

مالی برادران بنام جیسیل ورس مولبال

پہونچانا خواہ مخواہ اصول عام سے اخذ ہوتا ہے۔

مسئلہ اور بموجب بحث مذکورہ بالا تسلیم کے جو نابرگان نے میرے روبرو کوئی معاہدہ یا شرکت معاہدہ درمیان مدعیان وکپتان کے نہ تھی بلکہ بس بنیاد پر کپتان کا فعل کرا اسے مال مذکور کو خلاف مرضی مدعیان کے زبردستی روک رکھنا جائز ہو سکتا ہے لیکن اس امر کی تائید کافی طور پر فیصلہ جات عدالت ہاے انگلستان سے ہوتی ہے (دیکھو مقدمہ پیک بنام ملارسن (۱) وبعدالت اسٹار نو وسے (۲) وآرم اسٹرانگ بنام ایلین (۳) ورسالہ معاہدہ موز لیک صاحب طبع سوم صفحات ۴۰۱ و ۴۰۲ وکتاب مولفہ صاحب موسومہ الکان جہاز وملاحان طبع دوم صفحات ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و مقدمہ تھارسس سلفر وغیرہ کمپنی بنام کلی فورڈ (۴))۔

لیکن مسٹر لونڈیز نے بحث کی کہ چونکہ مدعیان جانتے تھے کہ ایک کرایہ نامہ جہاز ہے لہذا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ
نابرگان نے بموجب کرایہ نامہ مذکورہ کے اور بموجب اوسکی شرائط کے مال لادا اور کونسل نے مقدمات متعلقہ کا حوالہ ۵۶۷
واسطے ثابت کرنے اس امر کے دیا کہ کپتان ایجنٹ الکان کا تھا اور اوسکو کوئی اختیار تبدیل کرنے شرائط کرایہ نامہ جہاز کا نہ تھا اور مال کا لادنے والا جو کرایہ نامہ جہاز سے واقف ہو کر مال لادتا ہے پابند اوسکی شرائط کا ہے۔ مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مقدمات حالات مقدمہ موجودہ سے غیر متعلق ہیں اور اسلئے میں اونکی نسبت بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ کہنا کافی ہے کہ کوئی سند بتائید اس مسئلہ حیرت انگیز کے نہیں ہے کہ محض علم کرایہ نامہ جہاز کا کسی امر خرید کے واسطے پابندی کل اوسکی شرائط کے اوس شخص پر جو مال لادنا چاہتا ہو کافی ہے مسئلہ کی جانچ کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ مال لادنے والے کے پابند ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ یا تو کوئی معاہدہ صریح یا ضمنی ہو یا ایسے حالات اور طریق عمل مال لادنے والے کے ہوں جو بمقابلہ اوسکے اثر مانع تقریر مخالف کا رکھتے ہوں (دیکھو مقدمہ ویگ اسٹاف بنام اینڈرسن (۵) ورسالہ کرایہ نامجات جہاز مصنفہ اسکرٹن صاحب (طبع سوم صفحہ ۴۱ لغایت ۴۹ و دفعہ ۴ و صفحہ ۴۹ و رسالہ موسومہ باربرداری بحری مصنفہ کارور صاحب (طبع دوم صفحات ۳۴۰ و ۳۴۱ و صفحات ۵۰۶ و ۵۰۷ و رسالہ ایبٹ صاحب متعلق لادنے مال کے جہاز پر (طبع سیزدہم) صفحات ۴۴۰ و ۴۴۳ و ۴۵۰ و ۴۶۶ و مقدمات پیرسن بنام گوشن (۶) و گرانٹ بنام نارمے (۷) و کالکس بنام برونس (۸) و کے بنام فیلڈ (۹) و بونس بنام ہف (۱۰) و مرین بنام کلی فورڈ (۱۱) واسمال بنام مورشس (۱۲)

(۱) لا رپورٹ مقدمات ایکویٹی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۷ (۱۸۷۰ء)۔ (۲) لا جرنل انیم صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۰ (۱۸۴۹ء)۔ (۳) لا رپورٹ ٹائمس جلد ۷ صفحہ ۲۳ (۱۸۶۲ء)۔ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ (۱۸۶۳ء)۔ (۵) لا رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۱۰۸ (۱۸۸۱ء)۔ (۶) لا جرنل کامن پلیز جلد ۳۲ صفحہ ۲۶۵ (۱۸۶۳ء)۔ (۷) لا جرنل کامن پلیز جلد ۲ صفحہ ۹ (۱۸۵۱ء)۔ (۸) لا رپورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ (۱۸۷۶ء)۔ (۹) رپورٹ ایلیناس صاحب (مسلسلہ جدید) جلد ۴ صفحہ ۲۰۵ (۱۸۵۴ء)۔ (۱۰) لا رپورٹ اکسچیکر ڈویژن جلد ۵ صفحات ۱۱۵ و ۱۲۰ و ۲۹۶ (۱۸۸۰ء)۔ (۱۱) لا رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۳ صفحات ۱۸۰ و ۴۰۴ (۱۸۷۸ء)۔ (۱۲) رپورٹ ٹیگھم صاحب جلد ۹ صفحہ ۷۵۵ و ۹۰ (۱۸۳۳ء)۔

۱۸۹۵ء

برادران بنام چھبیل داس لللوبھائی

دیکھو مقدمہ سینٹ کلوڈ (۱) و شسٹر بنام میک کیلار (۲) اور رسالہ اسموس مالکان جہاز و ملاحان مولفہ کمر صاحب (طبع دوم) صفحات ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ اور رسالہ متعلق لادنے مال تجارتی (طبع چہارم) مولفہ ماڈو پالک صاحبان جلد ا صفحہ ۴۰۴ اور رسالہ پارسنس صاحب متعلق لادنے مال کے جہاز پر جلد ا صفحہ ۳۰۶ -

مقدمہ حال میں صرف یہی نہیں ہے کہ کوئی شہادت بہ ثبوت تسلیم منجانب مدعیان پائی نہیں جاتی بلکہ اوسکے برعکس ایک صریح و قطعی شہادت موجود ہے۔ مدعیان نے شروع ہی سے اس امر سے انکار کیا تھا کہ ہمکو کوئی تعلق کسی ایسے حکم سے متعلق لادنے مال سے نہوگا جسکی بابت اونسے مطالبہ ادا کرنے اون شرحون سے زیادہ کا کیا جاے کہ جو اونہون نے قبول کی تھیں - جس وقت نامبردگان کو یہ معلوم ہوا کہ شاید اونسے زیادہ طلب کیا جائیگا اونہون نے فوراً کپتان و ایجنٹان سے یہ درخواست کی کہ یا تو مال واپس کیا جاے یا رسیدات مال پر شرح
۵۶۸ ادا شدنگ وغیرہ کے دستخط کئے جائیں - لہذا کوئی حیلہ یہ کہنے کے لئے نہیں ہے کہ مدعیان کسی وقت زیادہ ادا کرنے کے پر راضی ہوئے تھے اور ایک فعل بھی نامبردگان کا ایسا نہیں بتایا جاسکتا ہے جسکی نسبت یہ تجویز ہوسکے کہ وہ ایک امر مانع تقریر مخالف کی حد تک پہونچتا ہے جس سے نامبردگان یہ حجت کرنے سے ممنوع ہون کہ اونہون نے کبھی بموجب کرایہ نامہ جہاز کے مال نہیں لادا اور اسلئے وہ پابند اوسکی شرایط کے نہیں ہیں - کپتان نے بوجہ کسی ایسی بات کے جو مدعیان نے کہی یا کی ہو کونسا ایسا فعل کیا جسکو وہ دیگر نہج پر نکرتا یہ بھی بیان نہیں کیا گیا ہے کہ مال مدعیان کا حصہ درمیانی جہاز کے نیچے رکھا گیا تھا اور اسلئے وہ آسانی باہر نہیں نکالا جاسکتا تھا - لہذا میری راے ہے کہ کوئی امر مانع تقریر مخالف بمقابلہ مدعیان حسب دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع) کے نہیں ہے

لیکن علاوہ برین منجانب مدعاعلیہم یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ روپیہ مدعاعلیہم نے مدعیان سے بحیثیت ذاتی بلکہ بحیثیت ایجنٹان مالکان وصول کیا لہذا مدعیان کو کوئی حق مدعاعلیہم پر نالش کرنے کا نہیں ہے بلکہ اونکو چاہیے کہ اپنے دعاوی اگر کوئی ہون بمقابلہ مالکان کے نافذ کرادین لیکن میری یہ راے ہے کہ بوجوہ ذیل یہ بحث بنیاد معقول پر مبنی نہیں ہے۔

(اول) اگرچہ مدعاعلیہم نے یہ ظاہر کیا کہ وے بحیثیت ایجنٹان کارروائی کرتے ہیں مگر اونہون نے دراصل خود اپنی طرف سے کارروائی کی - اونہون نے اپنی دوگانہ حیثیت سے فایدہ اوٹھایا اور خود اپنا دعوی بحیثیت کرایہ داران بمقابلہ رستی پارسی کمپنی کے بحیلہ نافذ کرنے مطالبہ مالکان نسبت مال مجوزہ جہاز کے پیش کیا۔

(دوم) مدعاعلیہم نے کبھی مالکان کو وہ روپیہ کہ جو اونہون نے بموجب اپنی کتب حساب (کاغذ نمبر ۲) کے مدعیان سے وصول کیا حساب نہیں دیا۔ اونہون نے اوس کل روپیہ کو جو مدعیان سے وصول کیا تھا بطور

(۱) رپورٹ برنونگ و تشکر صاحبان جلد ا صفحات ۴۰۰ و ۴۰۱ (سنہ ۱۸۴۳ع) - (۲) رپورٹ ایلس و بلیکبرن صاحبان جلد ۶ صفحہ ۴۰ (سنہ ۱۸۵۶ع)

۱۹۱۶ء

سالی بیاوران
بنام
جیمبل ورمس تقو بھائی

زر یافتنی خود اپنے بحیثیت کرایہ واران کے تصور کیا۔ جو حساب کہ نامبرگان نے مالکان کو دیا وہ مطابق مکتب حساب (کاغذ نمبر ۹) کے متعلق نہ تھا بلکہ اس بنا پر تھا کہ روپیہ اونسے بحیثیت کرایہ واران کے مالکان کو واجب تھا فی الحقیقت مدعا علیہم نے اوس روپیہ کو جو مدعیان سے پایا تھا بطور اپنے خاص روپیہ کے ٹھیک اوسی طرح سے تصور کیا جس طرح سے کہ اونھون نے دیگر رقوم کو تصور کیا تھا جو اونھون نے بحیثیت کرایہ واران پائی تھین۔ محض یہ امر کہ رقم ۴۳۳ پونڈ ۴ شلنگ ۱۰ پنس کی جسکا حساب مدعا علیہم نے مالکان کو دیا (کاغذ نمبر ۱۰) جزو اُن چند ایسی رقوم سے مرکب ہے جو کاغذ نمبر ۹ و کاغذ نمبر ۱۰ دونون مین داخل ہین واسطے تائید بحث مدعا علیہم کے کافی نہین ہے کیونکہ جس طریق سے کہ رقوم مذکور قایم کی گئین وہ بالکل دراصل مختلف تھے مشابہت درمیان رقوم مذکور کے محض ۵۶۹
ظاہری ہے اور زیادہ غور سے جانچ کرنے پر معدوم ہو جاتی ہے۔

(سوم) چونکہ وہ روپیہ جو مدعیان سے وصول کیا گیا تھا فی الحقیقت زر محصول جو مدعا علیہم سے مالکان کو بموجب کرایہ نامہ جہاز کے واجب تھا لہذا یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ روپیہ بسبب فائدہ و استعمال مدعا علیہم کے دیا گیا تھا اور اسلئے خود ذوات مدعا علیہم سے قابل وصول ہے۔ (دیکھو رسالہ تبن و بیک صاحبان جلد اول صفحات ۹۰۴ لغایت ۱۰۴ اور وہ مقدمات جو اوس مین جمع کئے گئے ہین)۔

لیکن یہ بحث کی گئی تھی کہ اصلی ذمہ داری مدعا علیہم کی بمقابلہ مالکان کے جا ہے جو کچھ ہو وہ قبل ادائے زر مذکور کے بموجب شرط متعلقہ اختتام ذمہ داری مندرجہ کرایہ نامہ کے ختم ہو گئی تھی۔ شرط مذکور حسب ذیل ہے۔ کرایہ داران یا اونکے ایجنٹان کو اختیار ہوگا کہ جہاز کو کُلاً یا جزواً ذیلی طور پر کرایہ پر دین۔ ذمہ داری کرایہ داران یا اونکے ایجنٹان کی بعد تکمیل باربرداری ختم ہو جائیگی بشرطیکہ مال محمولہ جہاز کرایہ اور کرایہ مفت اور ڈیمارج کے لئے (اگر کچھ ہو) کافی مالیت کا ہو۔

واضح ہو کہ مقدمہ ہذا مین کوئی شہادت ایسی نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ جہاز مذکور پورے طور پر لادا گیا۔ بخلاف اسکے اگر مسمی کی شہادت پر اعتبار کیا جاوے تو کپتان نے مسمی خود مسٹر ولسن کے سامنے بروز روانگی جہاز بیان کیا کہ مال محمولہ جہاز مین انتی یا اکستو ٹن کی کمی ہے۔ یہ سچ ہے کہ منجانب مالکان کے کوئی شکایت بابت کمی کسی مال محمولہ جہاز کے نہین کی گئی ہے لیکن چونکہ مدعا علیہم ایک ذمہ داری مسلمہ سے بچنا چاہتے ہین لہذا مین محض اوس قسم کی شہادت منفی کو اونکی بریت کے لئے کافی نہین سمجھتا ہون۔

مدعا علیہم کی یہ بحث کہ پورے طور پر مال لادے جانے سے مراد پورے طور پر لادے جانے کسی جزو مال سے ہے خواہ وہ کتنا ہی کم کیون نہو میری دانست مین قطعاً قابل پذیرائی معلوم ہوتی ہے۔ میری دانست مین اون الفاظ سے پورے لادے جانے کل مال سے بموجب کرایہ نامہ جہاز کے مراد ہے

۱۸۸۶ء
رالی برادران
بنام
جیسیل برادرس بمبئی

لہذا میری راے میں اپنی ذمہ داری سے بذریعہ شرط متعلقہ اختتام ذمہ داری کے بچنے کے لیے
یہ ضروری تھا کہ مدعاعلیہم مذکورہ صرف یہ ثابت کرتے کہ مال جو لادا گیا وہ واسطے کرایہ ور کرایہ بعفت اوڈیمارج کے کافی تھا
بلکہ یہ بھی ثابت کرنا ضروری تھا کہ مال سے کل کارآمد جگہ جہاز کی حسب منشاے کرایہ نامہ جہاز کے گھر گئی تھی۔

لیکن علاوہ برین بلحاظ حیثیت دوگانہ مدعاعلیہم کے میری راے میں مدعاعلیہم نظر بحالات مقدمہ ہذا
۵۷۰ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اونکی ذمہ داری ختم ہو چکی اور نہ اسطرح پر کہ وہ ذمہ داری مذکورہ کو مال جہاز کی طرف منتقل کر سکتے ہیں
مدعاعلیہم کو بحیثیت کرایہ داران لازم تھا کہ یہ رقم فرق یا ڈیمارج قبل روانگی جہاز کے نقد ادا کرتے۔ بعض
صورتوں میں اونھوں نے ایسا کیا۔ دوسری صورتوں میں اونھوں نے ایسا کرنے کا ذمہ لیا (دیکھو کاغذات
۱۳ الف و ۱۴ الف) اور وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اونھوں نے بحیثیت ایجنٹان خود اپنے آپ سے بحیثیت
کرایہ کنندگان روپیہ وصول نہیں کیا اور واسطے وہ بحیثیت کرایہ داران ہر طور پر بری الذمہ ہو گئے۔

دراصل نا برنگان نے اپنے حساب میں جو الکوں کے سامنے ہے (کاغذات نمبر ۱۰ و ۱۵) اپنے آپکو
ذمہ دار ادا کرنے روپیہ کا مالکان کو تصور کیا ہے اور اونکو اوسوقت تک کہ مقدمہ کی سماعت میرے روبرو
ہوئی یہ بیان کرنے کا خیال نہیں گذرا کہ اونکی ذمہ داری بحیثیت کرایہ داران کے کسی طرح بموجب شرط اختتام
ذمہ داری کے ختم ہو گئی تھی (دیکھو شہادت مسٹر ولسن بجواب سوالات جرح) لہذا یہ بحث محض ایک خیال
بابعد ہے اور میری راے میں اوسکی کوئی بنیاد مستحکم نہیں ہے۔ بلحاظ اس راے متعلقہ مقدمہ کے مشرلوندید سے
جو نظائر دربارہ منشاء و اثر شرط اختتام ذمہ داری کے پیش کی ہیں مقدمہ موجودہ سے غیر متعلق ہیں (دیکھو
مقدمات بنیسٹر بنام بریس لابر (۱) و فرانسسکو بنام مسیبی (۲) و کش بنام گوری (۳) و سنگ ویتش بنام پیبی نک
اسٹیم کمپنی (۴))۔

بلحاظ اون تاریخ کے جو میں نے دیگر حصص مقدمہ کی نسبت اخذ کئے ہیں مجھکو یہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی راے اون مختلف امور کی نسبت ظاہر کروں جنپر وکلا نے بحث کی ہے مثلاً نسبت ذمہ داری مال مدعیان
دربارہ ادائے کرایہ و کرایہ بعفت وڈیمارج یا دیگر دعوی جات کے بمقابلہ مال لادنے والے کے اور بابت دیگر
اشخاص کے مال کے اور نسبت اس امر کے کہ آیا کپتان اوس کفالت کو جو مدعیان کے مال پر تھی قبل اوسکے پہونچنے
مقام پیرایل کے نافذ کر سکتا تھا یا نہیں۔ اور آیا وہ روپیہ جو مدعیان سے بیجا طور پر بموجب فقرہ ۲ کے لیا گیا تھا
وہ جب مقدر بطور کرایہ وکرایہ بعفت وڈیمارج کے تصور کیا جاسکتا ہے یا نہیں (دیکھو مقدمہ گارڈنر بنام ٹرنچ میں (۵)

(۱) لاء رپورٹ کامن پلیز جلد ۲ صفحہ ۵۹۴ (۱۸۶۷ء) - (۲) لا رپورٹ اکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ (۱۸۶۷ء) - (۳) لاء رپورٹ کوئینس بنچ
جلد ۱ صفحہ ۵۰۵ (۱۸۶۶ء) - (۴) رپورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحات ۳۸ و ۴۹ (۱۸۷۷ء) - (۵) لا رپورٹ

۱۸۸۳ع
راے برادولان بنام جیسیس موس تھیبالی

یہ امور واسطے میری غرض موجودہ کے محض علمی دلچسپی رکھتے ہین اور میرا ارادہ واونکی نسبت بحث کرنیکا نہین ہے اب مین اپنے فیصلہ کو در اصل اس بنیاد پر مبنی کرتا ہون کہ مدعاعلیہم نے یہ بیجا کیا کہ مال کو واپس نہین دیا اور اسلئے مدعیان مستحق اوسکے لیجانے کے بشرح ۱۹ شلنگ ۹ پنس فی ٹن لیکے تھے اور کل روپیہ جواوسنے زیادہ اوس رقم سے لیا گیا جواوس شرح سے واجب الادا تھی اونکو واپس ملنا چاہئے۔

مین اب اپنی تجاویز نسبت امور تنقیح طلب کے لکھتا ہون۔ ۵۰۱

(۲) جواب نفی مین ہے۔ مدعاعلیہم نے ظاہرا مالکان کی کفالت نطعرہ کا نفاذ کرنا چاہا لیکن اونھون نے اوسکو بنیک نیتی واسطے مالکان کے نافذ نہین کیا۔ نامبردگان نے خود اپنے فایدہ کے لئے اوسکو نافذ کیا۔

(۳)۔ مدعیان نے ۲۳۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس مدعاعلیہم کو بحیثیت ایجنٹان مالکان کے برائے نام ادا کئے لیکن در اصل اونھون نے مدعاعلیہم کے فایدہ کے لئے رقم مذکور ادا کی۔ مدعاعلیہم نے مالکان کو رقم ۳۰۴ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس کا حساب دیا لیکن نامبردگان نے خاص طور پر بابت حقیقت بطور جزو ۲۳۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس کے جو مدعیان سے وصول ہوا حساب نہین دیا۔ (حاکم ممدوح نے اپنی تجاویز نسبت دیگر امور تنقیح طلب کے تحریر کین اور یہ فرمایا)۔

اور مین ڈگری بحق مدعیان ۳۰۸۸ عہ کی جو مساوی ۲۳۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس کے ہے مع سود بالاے رقم مذکور بشرح ۶ فیصدی سالانہ من ابتدا ۴ جون ۱۸۸۱ع لغایت تاریخ امروزہ منہائی ۲۵۸۳ عہ کے جو مساوی ۱۹۲ پونڈ ۹ شلنگ ۱ پنس اور اوسکے سود کے ہے جو عدالت مین ادا کیا گیا اور منہائی رقم مزید ۴۶۲ عہ کے جو مساوی ۳۴ پونڈ ۹ شلنگ ۱۰ پنس کے ہے کہ جو مدعیان کو بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۸۸۱ع واپس دیا گیا اور سود ہر دو رقوم آخر الذکر اون تاریخون سے کہ جنکو وہ ادا کی گئین) اور خرچہ کے صادر کرتا ہون۔ سود آیندہ ڈگری پر شرح ۶ فیصدی سالانہ تا تاریخ ادا دلایا جاتا ہے۔

اس ڈگری سے حق مدعیان کو (اگر کچھ ہو) جو نسبت دلاپانے رقم فرق مابین زر کرایہ بابت ۱۰۰۰ ٹن ۵۵۵ ٹن بشرح ۱۹ شلنگ ۹ پنس فی ٹن اور ۳۰ شلنگ فی ٹن کے بوجہ عذر مدعیان کے ہے کوئی مضرت نہ پہونچیگی۔

بنا راضی اس ڈگری کے مدعاعلیہم نے اپیل کیا۔

مسٹر لونڈیز نے (مع مسٹر اسکاٹ) منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم)۔ وہ روپیہ جسکو مدعیان اب وصول کرنا چاہتے ہین مدعاعلیہم کو بحیثیت ایجنٹان مالکان کے بوجہ اوس کفالت کے ادا کیا گیا تھا جو مالکان کو مدعیان کے ۱۰۰۰ ٹن مال پر بابت بقایاے محصول غیر سودی کے جو مالکان کو بموجب کرایہ نامجہاز کے بشرح ۳۰ شلنگ فی ٹن و نیز بابت ڈیمارج کے واجب تھا حاصل تھی۔ اب مدعیان نے یہ نالش بنام مدعاعلیہم بحیثیت ذاتی

۱۸۶۵ء
۲ ۵۸۸ مرالی برادران بنام جیسل و اسل تھوبائی

غرض مولا پانے اوس رقم کے ادائگی ہے اصل بحث یہ ہے کہ آیا ۱۰۰۰ ٹن پر کفالت تہی یا نہیں - مدعیان یہ بحث کرتے ہین کہ کفالت نہ تہی اور اونکا یہ بیان ہے کہ اونکا مال بموجب اوس کرایہ نامہ جہاز کے نہین لادا گیا جسکے ذریعہ سے کفالت مذکور حاصل ہوئی تہی بلکہ اندر و سے احکام لادنے مال کے جو مدعیان نے کرسی ہارسی و کیپٹن سے حاصل کئے تہے - ہم سمجھتے ہیں کہ مدعیان کو معلوم تہا کہ ایک کرایہ نامہ جہاز موجود ہے اور واسطے یہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکو یہ معلوم تہا کہ مال صرف بموجب مضامین و شرایط مندرجہ کرایہ نامہ مذکور کے جہاز پر لادا جا سکتا ہے - مقدمہ پیک بنام لارسن (۱) و رسالہ ایبٹ صاحب متعلقہ باربرداری جہاز (طبع سیزدہم) صفحات ۲۶۵ و ۲۶۶ و مقدمات اسٹشار نو و ے (۲) و کے بنام فیلڈ (۳) و جونس بنام ہیف (۴) و ہین بنام کلی فورڈ (۵) و اسمال بنام موشن (۶) و رسالہ کے صاحب دربارہ قانون متعلقہ مالک جہاز و ملاحان - دفعات ۳۰۲ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۷ و رسالہ مولفہ ماڈ و پالک صاحبان جلد اول صفحہ ۴۰۴ و رسالہ اسکرٹن صاحب متعلقہ کرایہ نامہ جہاز صفحات ۴۱ و ۴۲ و رسالہ کارور صاحب دربارہ باربرداری بحری صفحات ۶۰ و ۶۰۹ و مقدمات شیشند بنام سیندرسن (۷) و آرم اشٹرانگ بنام ایلین (۸) و فرانی بنام چارٹرڈ مرکینٹائل بنک آف انڈیا وغیرہ (۹) و پیرسن بنام گوشن (۱۰) و معاملہ سینٹ کلوڈ (۱۱) ملاحظہ طلب -

اس امر سے کہ احکام مال لادنے کے بشرح ۲۸ شلنگ و ۶ پنس فی ٹن مدعیان کو دئے گئے تہے یہ لازم نہیں آتا کہ مدعیان نے اپنا مال واسطے لادنے کے اوس شرح سے پیش کیا تہا - دیکہو رسالہ ایبٹ صاحب دربارہ لادنے مال کے صفحات ۴۶۲ و ۴۶۴ - و رسالہ باربرداری بحری مولفہ کارور صاحب دفعات ۴۱ و ۴۴ و رسالہ اسکرٹن صاحب دربارہ کرایہ نامہ جہاز صفحہ ۴۹ و مقدمہ گرانٹ بنام نارو ے (۱) و کاکس بنام بروس (۱۳) و پیرسن بنام گوشن (۱۲) -

حق کفالت سے کبہی دست برداری نہیں کی گئی - رسالہ اسکرٹن صاحب دربارہ کرایہ نامہ جہاز و فقرہ ۱۵۳ صفحہ ۱۹۴ و رسالہ ایبٹ صاحب دربارہ لادنے مال کے صفحہ ۴۹۴ ملاحظہ طلب - مدعا علیہم نے کفالت مالکان کو

(۱) لا ریورٹ انگلش جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ (سنہ ۱۸۶۵ء) (۲) لا جرنل (مقدمات ایڈمرلٹی) جلد ۱۸ صفحہ ۴ (سنہ ۱۸۴۹ء) (۳) ریورٹ انسپائس صاحب (سلسلہ جدید) جلد ۸ صفحہ ۵۲۹ (سنہ ۱۸۵۲ء) - (۴) ریورٹ ایکسچیکر ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۷۷ (سنہ ۱۸۷۰ء) و صفحہ ۱۲ (۵) ریورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ (سنہ ۱۸۶۷ء) (۶) ریورٹ بنگہم صاحب جلد ۹ صفحہ ۵۰۴ (سنہ ۱۸۳۳ء) - لا جرنل (ایکسچیکر) جلد ۲۸ صفحہ ۲۸۷ (سنہ ۱۸۵۹ء) و ریورٹ ہرلسٹن و نارمن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۳۰۱ - (۷) لا ریورٹ ٹیمس جلد ۸ صفحہ ۳۱۶ (سنہ ۱۸۶۳ء) - (۹) لا ریورٹ کامن پلیز جلد ۱ صفحہ ۶۲۹ (سنہ ۱۸۶۶ء) - (۱۰) (سنہ ۱۸۶۲ء) لا جرنل (کامن پلیز) جلد ۳۱ صفحہ ۳۸۹ و کامن بنچ سلسلہ جدید جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۲ - (۱۱) ریورٹ لا ٹرم جلد ۵ صفحہ ۴۲ (سنہ ۱۸۶۳ء) -

(۱۲) لا جرنل (کامن پلیز) جلد ۲ صفحہ ۹ (سنہ ۱۸۳۱ء) (۱۳) ریورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۴ (سنہ ۱۸۷۵ء) -
(۱) لا جرنل (کامن پلیز) جلد ۳۳ صفحہ ۲۶۵ (سنہ ۱۸۶۴ء) -

۱۹۰۲ء

رالی برادران بنام چیمبرس اوس ٹیمباٹی

نافذ کیا اور روپیہ مالکان کو ادا کیا ۔ کرایہ داران اصل دونوں مالکان کے نزدیک ذمہ دار تھے اور مدعا علیہم نے بحیثیت مختاران مالکان کے اوس رقم کو جو مال محمولہ جہاز سے واجب تھی وصول کیا ۔ روپیہ فی الحقیقت باقی مدعا علیہم کرسی برادرس کمپنی سے بموجب کرایہ نامہ ذیلی کے تھا اور مدعیان کو مدعا علیہم سے بموجب اوس معاہدہ کے جو اونھوں نے واسطے اوسے مال کے کیا تھا واجب تھا ۔ جس شخص کو مقدمہ ہذا میں دینا پڑے وہ اوسکو کرسی برادرس کمپنی سے وصول کریگا ۔

عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم بحیثیت کرایہ داران ابتداً ذمہ دار تھے یہ صورت نہیں ہے ۔ دیکھو شرط ۵۷۳
انفسام ذمہ داری مندرجہ کرایہ نامہ جہاز نسبت معنی کل جہاز کے دیکھو مقدمات نیسمر بنام برس لاپرا (۱) وگرے بنام کارر (۲) وفرنچ بنام گربرا (۳) وشگو ینیٹی بنام پیسی فک اسٹیم کمپنی (۴) ۔

عدالت ماتحت کو کوئی اختیار نہیں تھا کہ واسطے مدعیان کے یہ حق محفوظ رکھے کہ دعوی اوس رقم فرق کا جو مدعیان و ۱۰ شلنگ ۶ پنس و ۳۰ شلنگ کے ہے بذریعہ نالش جداگانہ کے پیش کریں ۔

اونھوں نے مقدمات کرشی بنام ارلیس (۵) وپورٹیو بنام واٹسنی (۶) کا بھی حوالہ دیا ۔

مسٹر میکفرسن نے مسٹر لنیگ (اڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل) منجانب مسٹر پانڈسٹا (طرف مدعیان) مدعا علیہم پر نالش بلحاظ اون کی حیثیت دوگانہ بطور ایجنٹان مالکان اور بحیثیت کرایہ داران جہاز کی گئی ہے ۔ مدعیان نے مال جہاز پر لدوایا اور مدعا علیہم بطور ایجنٹان مالکان کے یہ دعوی کرتے ہیں کہ اونکو کفالت مال پر از روے کرایہ نامہ جہاز کے حاصل ہے لیکن مدعیان نے بموجب کرایہ نامہ جہاز مذکور کے مال نہیں لدوایا تھا کرایہ نامہ جہاز سے بلاشبہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مال بھیجنے والے کا یہ منشا تھا کہ وہ اوس شرح کا پابند ہو جسکا اوس میں ذکر ہے لیکن اس قیاس کی تردید ہو سکتی ہے ۔ رسالہ اسٹ صاحب متعلق جہاز پر مال لادنے کے صفحات ۴۰ لغایت ۴۴ و مقدمات شینڈ بنام سینڈرسن (۷) و پیک بنام لارسن (۸) ملاحظہ طلب ۔

بلاشبہہ ہم تحقیقات کرنے پر مجبور ہوئے اور نتیجہ تحقیقات مذکور کا یہ ہوا کہ مدعیان نے شرح مذکورہ مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کو خارج کیا ۔ رسالہ کے صاحب دربارہ مالکان جہاز و مال جان دفعہ ۴۶ صفحہ ۲۰ و مقدمہ گارڈنر بنام ٹریچ مین (۹) و رسالہ کار صاحب متعلق باربرداری بحری صفحات ۲۶ و ۲۷ و مقدمہ وڈکنس بنام والی (۱۰) ملاحظہ طلب ۔

کینیڈی صاحب جسٹس ۔ واقعات ابتدائی کا دوبارہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ وہ فیصلہ

(۱) رپورٹ کامن بنچ جلد ۲ صفحہ ۴۹ (۱۸۶۷ء) ۔ (۲) رپورٹ کوینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ (۱۸۶۸ء) ۔ (۳) رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ (۱۸۷۶ء) ۔ (۴) رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ (۱۸۸۰ء) ۔ (۵) رپورٹ بارلو اینڈ ایلڈرسن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ (۱۸۳۱ء) ۔ (۶) رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۳۰۳ صفحہ ۳۰۵ (۱۸۸۰ء) ۔ (۷) رپورٹ ہرلسٹن و نارمن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۰۳ (۱۸۵۹ء) ۔ (۸) رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ (۱۸۷۵ء) ۔ (۹) رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۰ (۱۸۸۳ء) ۔ (۱۰) رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۷ (۱۸۹۳ء)

سنہ ۱۸۹۹ع

مرالی براداران بنام جمیل نہس تو بہائی

ڈویزن کورٹ مین صاف طور پر مندرج ہین۔

(دربارہ امر ابتدائی (یعنی یہ کہ چونکہ بیانات مندرجہ فقرہ سوم عرضی نالش ترک کئے گئے لہذا دعوی قطعاً قابل رد کے ہوگیا) مجھکو کوئی شبہہ نہین ہے۔ نزاعات باہمی فریقین صاف طور پر امر تنقیح طلب مین مندرج ہین فاضل جج صاحب جسٹس نے یہ فیصلہ کیا کہ مقدمہ مین کارروائی بلا مضرت حق مدعا علیہم نسبت درخواست التوا بغرض لینے شہادت مزید کے اگر ضرورت ہو کیجانی چاہئے۔ کوئی شہادت روکی نہین گئی اور اب عدالت کے لئے بالکل ناممکن ہے کہ مقدمہ کے روئداد پر فیصلہ کرنے سے انکار کرے۔

۵۲۴ فقرہ دوم عرضی نالش مین یہ تحریر ہے کہ مدعا علیہ نے مدعیان کو رسیدات مال لکھ دینے سے بجز اسکے کہ ۵۲۲ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس ادا کئے جائین انکار کیا اور مدعیان یہ کہتے ہین کہ انکار مذکور بیجا و ناجائز تھا یہی اصل بحث ہے آیا انکار مذکور اون حالات مین جو بیان کئے گئے بیجا تھا یا نہین۔ جواب سوال مذکور کا تجویز امر تنقیح طلب چہارم و سوم پر منحصر ہے یعنی یہ کہ آیا مدعیان نے یہ دریافت کرنے کے بعد کہ رسیدات مال پر دستخط بابت دو ہزار ایکسو ٹن کے بشرح ۴۶ شلنگ ۹ پنس کے نہ کئے جاوینگے بوقت مطالبہ مستحق اس امر کے تھے یا نہین کہ ۱۰۰ ٹن کپتان انکو واپس کرے۔

اس امر تنقیح طلب کی تجویز کرنے کے لئے مین نے اون مختلف اسناد و مقدمات کو ملاحظہ کیا جنکا حوالہ وکلا نے دیا تھا لیکن مین یہ ضروری نہین سمجھتا ہون کہ اونکا خلاصہ تحریر کرکے تجویز کو طوالت دون۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جو کام عدالت کے ذمہ ہے وہ یہ ہے کہ وہ کوئی اصول قانونی دریافت کرے کہ جس پر فیصلہ مبنی ہونا چاہئے۔ واقعات مقدمہ ہذا کسی مقدمہ مندرجہ نظائر سے ٹھیک مطابق نہین ہین اور کسی مقدمہ کو مقدمہ موجودہ سے ممیز کرنا محض تضیع اوقات ہوگی۔

اب دیکھنا چاہئے کہ تعلقات درمیان فریقین اوسوقت کیا تھے جبکہ مدعیان نے اپنا گیہون جہاز پر بھیجا۔ اول معاہدہ مندرجہ کرایہ نامہ جہاز مابین مدعا علیہم و مالکان جہاز دخانی "پنڈیگشن" کے تھا اوسکے بعد ایک معاہدہ مابین مدعیان اور کسی ہارسی کمپنی کے یہ تھا کہ کمپنی مذکور مدعیان کا گیہون جہاز دخانی "پنڈیگشن" پر بشرح ۲۰ شلنگ ۹ پنس فی ٹن کے بجانب لیورپول پہونچاوے مجھے اور مدعیان نے یادداشت اقرار نامہ (احکام) دستخط کی ہے شرط متعلقہ شرح اعلی بلادنی "خارج کی تھی کہ کسی ہارسی کمپنی نے شرح شرط مذکور کو منظور کیا تھا۔ بلاشبہہ مدعیان اوسوقت جبکہ اونھون نے گیہون جہاز پر بھیجے یہ جانتے تھے کہ جہاز مذکور کرایہ کیا گیا ہے اور یہ ضرور فرض کرنا چاہئے کہ اونکو شرح مندرجہ کرایہ نامہ (یعنی ۳۰ شلنگ) اور دیگر شرائط کرایہ نامہ جو بشکل معمولی تھا معلوم تھین۔ لہذا یہ فرض کرنا چاہئے کہ تاجر دکان کو ضرور معلوم تھا کہ شرط معمولی یعنی یہ کہ کپتان صاف رسیدات مال پر کسی شرح کرایہ سے جو کرایہ داران یا اونکے ایجنٹان چاہین بلا مضرت کرایہ نامہ کے دستخط کریگا درج تھی۔

۱۸۶۵ء

رالی برادران بنام جیمیس و اسن تھمسایی

لیکن شرح مذکور اوسط شرح کرایہ نامہ سے کم ہو بجز اسکے کہ رقم فرق قبل روانگی جہاز کے نقد ادا کیجاے علاوہ مدعیان تحقق ہین کہ شرط مذکور سے فایدہ اوٹھاوین حقیقت یہ ہے کہ نابردگان نے کرایہ نامہ جہاز کو اوسوقت نہین دیکھا تھا
۵۷۵ جبکہ اونہون نے اپنا گیہون جہاز پر بھیجا اور اونہون نے اور اونکے سالیسٹرون نے فریجٹ کی کہ مال بموجب کرایہ نامہ جہاز کے نہین لادا گیا بلکہ کپتان نے بذریعہ لینے مال مذکور بموجب احکام متعلقہ لادنے مال کے اقرار پہونچانے مال مذکور کا بشرح مندرجہ احکام مال کیا۔ یہ عذرات صحیح نہین ہین۔

لیکن جبکہ یہ تجویز ہوئی کہ مدعیان پر وقعیت کرایہ نامہ جہاز کا قانوناً اثر پہونچتا ہے تو یہ امر خلاف انصاف ہوگا کہ انکو کسی شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز سے مستفید ہونیکی اجازت نہ دیجاے۔ چونکہ اونکا گیہون جہاز پر از روے احکام لادنے مال متعلق کرایہ داران ذیلی کے بھیجا گیا (اگرچہ امر کپتان کو معلوم تھا) لہذا نابردگان مستحق صاف رسیدات مال کے بشرح ۴۰ شلنگ ۶ پنس کے تھے اور رقم فرق درمیان ۴۰ شلنگ ۶ پنس اور ۴۵ شلنگ کے قبل روانگی جہاز کے نقد ادا ہونی چاہیے تھی بلاشبہ اگر اشخاص سی و کمپنی روپیہ کے تردوات مین مبتلا ہوتے تو نابردگان اس رقم فرق کو ادا کرتے یا کرا دیتے اور صاف رسیدات مال مندرج ۴۰ شلنگ ۶ پنس کے مدعیان کو بموجب اونکی درخواست کے دیجاتین لیکن کہ سی ہارسی کمپنی روپیہ ادا نہین کرسکتے تھے تو اب دیکھنا چاہیے کہ کیا وقوع مین آیا۔ مدعاعلیہم نے جنکی حیثیت دو قسم کی تھی یعنی کرایہ داران کی جو زر دار ادا کرنے روپیہ کے مالکان کو بموجب اوس معاہدہ کے تھے جو کرایہ نامہ جہاز مین مندرج تھا وغیرہ وہ ایجنٹان مالکان تھے کپتان کو رسیدات مال پر اوس شرح سے کم پر جو کرایہ نامہ مین تھی (دیکھو اونکا خط مندرجہ بالا) دستخط کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔ اوسوقت مدعیان نے فوراً اپنے گیہون کی واپسی کا تقاضا کیا کپتان نے انکار کیا اور ساتھ اوس گیہون کے جو جہاز پر تھا بمبئی سے روانہ ہوگیا اور رسیدات مال مذکور پر دستخط نہین کیے گئے۔

کیا مدعیان اپنا مال اس طرح واپس مانگ سکتے تھے مسٹر ٹومڈیز نے اوس نہایت درجہ کی دقت کو بیان کیا جو اوس حالت مین ہوگی کہ مال کے لادنے والے آٹھ دن بعد لادنے مال کے دفعتاً اسوجہ سے واپس مانگین کہ کرایہ دار اپنا معاہدہ انکے ساتھ پورا نہین کرنا چاہتا اور رسیدات مال کو بشرح مندرجہ معاہدہ حاصل کرانا نہین چاہتا۔ یہ صحیح ہے لیکن مال لادنے والون کے لیے یہ امر بھی باعث تکلیف ہوگا کہ وہ بعد پانے اطلاع کے کرایہ دار ذیلی سے کہ جہاز مال لادنے کے لیے طیار ہے جسکے پہونچانے کا معاہدہ اوسنے (یعنی کرایہ دار ذیلی نے) مال لادنے والے کے ساتھ بشرح ۴۰ شلنگ ۶ پنس کیا تھا پہلے کرایہ دار ذیلی کے پاس جاتین اور اپنا اطمینان نسبت اس امر کے کرین کہ شرح معینہ کرایہ نامہ کیا ہے اور آیا کرایہ دار ذیلی ضمانت اس بات کی دے سکتا ہے کہ وہ قبل روانگی جہاز مذکور کے رقم فرق درمیان معاہدہ
۵۷۶ و شرح کرایہ نامہ کے بطور مناسب ادا کرے گا یہ بحث نسبت موازنہ تکلیف کے نہین ہے۔ بحث

سنہ ۱۸۹۹ — ۵۷۶
رالی برادرس
بنام
جیمس ناکس
فوسائی

یہ ہے کہ بفرض لینے کہ مال لادنے والا جملہ شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز سے واقف تھا تو یہ قیاس کرنا چاہیے کہ بذریعہ بھیجنے اپنے مال کے جہاز پر اوسنے مالکان سے معاہدہ کیا کہ وہ تمام شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کا نسبت شرح معینہ کرایہ نامہ اور کفالت مالکان وغیرہ کے اگر کرایہ دار فریق جس نے اونکے ساتھ معاہدہ کیا اپنے معاہدہ کی تعمیل سے قاصر رہے یعنی اوسکے لئے مطابق رسیدات مال شرح معینہ کرایہ نامہ سے کم پر بذریعہ ادا کرنے رقم فرق کے بموجب ایک شرط مجوزہ شرائط مندرجہ کرایہ نامہ کے حاصل نہ کرے پابند ہوگا میں مسٹر لوشنگٹن سے اس امر میں بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ مدعیان کرایہ داران سے (جنہیں کرایہ دار ذیلی داخل ہیں) صرف یہ ادعا کر سکتے تھے کہ اونکے لئے رسیدات مال بموجب کرایہ نامہ کے حاصل کریں۔ لیکن از روئے کرایہ نامہ جہاز کے مدعیان کے لئے وہی شے مندرج تھی جسکو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہ ادعا نہیں کیا جاسکتا کہ جب تک رسیدات مال پر دستخط ہوں کوئی معاہدہ صریح درمیان مال لادنے والوں اور جہاز کے ہوتا ہے۔ کیا کوئی معاہدہ ضمنی اس اعتبار سے پیدا ہوتا ہے کہ مال لادنے والوں نے مال مذکور جہاز پر بموجب اوس حکم کے لادا جو کرایہ داران نے دیا تھا۔ یقیناً اونکے طریق عمل سے کوئی منشا ضمنی نہیں پایا جاتا ہے۔ نامبردگان نے ٹھیک ٹھیک مطابق دستور تجارتی اوس بندرگاہ کے کارروائی کی اونہوں نے مال مذکور کو ساتھ احکام متعلقہ مال لادنے کے عہدہ داران مہتمم بندرگاہ مذکور کے پاس بھیجا اور اوس وقت سے ہر ایک بات مطابق قواعد کے کی گئی۔ جبھی نامبردگان نے یہ سنا کہ رسیدات مال بشرح کمتر مندرجہ کرایہ نامہ کے بجواز روئے ایک شرط خاص مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے جائز تھا حاصل کرنے میں دقت ہوگی اونہوں نے مال لادنا بند کیا اور کتنا مال واپس مانگا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کرایہ داران نے کیا کیا۔ اونسے دراصل یہ کہا یہ سچ ہے کہ میں بحیثیت کرایہ دار مالکان جہاز کے ذمہ دار ہوں۔ یہ سچ ہے کہ میرا شریک کرایہ نامہ رقم فرق جو بین شروع کے ہے نہ ادا کریگا اور واسطے جو رسیدات حسب مطلب حاصل کریگا۔ اور نہ میں ایسا کرونگا اور نہ میں کپتان کو شرح معینہ کرایہ نامہ سے کم پر دستخط کرنے دونگا لیکن میں معاملات کو جلدی سے ختم کرونگا اور جہاز دخانی کو مع اوس مال کے جو مال کے لادنے والوں نے لادا ہے روانہ کرونگا اور تب نامبردگان رسیدات مال کو بشرح ۳۰ شلنگ مندرجہ کے لینگے بغیر اونکے کام چلا دیں گے؟ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بنظر انصاف کے کچھ بھی شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کل معاملہ کی جانچ میری رائے میں اس امر سے ہو سکتی ہے کہ علم کرایہ نامہ جہاز سے جو بنیاد دلیل مدعاعلیہم کی ہے کوئی فرق مقدمہ حال میں پیدا نہیں ہوتا کیونکہ از روئے کرایہ نامہ

۱۸۹۹ء
پیلی برادران بنام چیمبل وراس لو بہاتی

جہاز کے کپتان کو اختیار ہے کہ رسیدات مال پر بشرح کسی کرایہ کے دستخط کرے یہی دلیل مسٹر بلیک برن کی (کہ اوسوقت اونکا یہی نام تھا) تھی جبکہ وہ بحیثیت کونسل مقدمہ رشتبیڈ بنام سینڈرسن میں اپنی عذرداری میں کامیاب ہوئے - بلا شبہہ یہ فرض کرنا چاہیے کہ مدعیان نے بموجب کرایہ نامہ جہاز کے مال لادا لہذا یہ فرض کرنا چاہیے کہ نامبردگان نے بموجب شرط مذکور مال لادا - اگر اونکو واقعی یا سمتاً اس امر کی اطلاع ہوتی کہ کرایہ نامہ جہاز میں کوئی ایسی شرط نہ تھی تو مختلف صورت ہوتی کرایہ داران ایسے اشخاص تھے جنہوں نے بموجب شرط مذکور عمل ہونے نہ دیا - لیکن شرط مذکور واسطے فائدہ کرایہ داران کے ہے تاکہ نامبردگان اپنے معاہدات ساتھ لادنے والوں مال کے انجام دیسکیں یقیناً اگر نامبردگان مانع اوسپر عمل کرنے کے ہوں تو مال لادنے والے یقیناً اپنا مال واپس مانگ سکتے ہیں ورنہ ممکن ہے کہ کرایہ داران مال لادنے والوں کو اپنا مال کسی جہاز پر اس یقین کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ کریں کہ شرط مذکور کی تعمیل کیجائیگی اور بعدہ اوسکی تعمیل کرنے سے انکار کریں اور اسطور سے مال لادنے والونکو رسیدات مال بادرس شرح سے زیادہ پر جسکی بابت مال لادنے والوں نے معاہدہ کیا قبول کرنے پر مجبور کریں - مسٹر لونڈیز نے اپنی دلیل بجواب مین صحیح طور پر فیصلہ لارڈ ویلی صاحب ماسٹر آف رولس مصدرہ مقدمہ ہیک بنام لارسن (۲) پر استدلال کیا - اور بلا شبہہ فیصلہ مذکور میں ایسی عبارات درج ہوتی ہیں کہ اگر انپر بطور خود لحاظ کیا جاوے تو وہ بطور بنیاد اس دلیل کے استعمال کیجا سکتی ہیں کہ مقدمہ حال میں مدعیان کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ اپنا مال محمولہ جہاز واپس مانگتے - مقدمہ ہیک بنام لارسن میں تجویز ہوئی تھی کہ مال لادنے والوں کو ایسا حق حاصل تھا - لارڈ ویلی صاحب نے یہ فرمایا مقدمہ اس امر پر منحصر ہے - آیا مدعیان کو جنہوں نے مال جہاز پر لادا اطلاع اس کرایہ نامہ جہاز کی تھی یا نہیں یا اونپر یہ فرض لازمی تھا کہ یہ دریافت کرتے کہ آیا کوئی کرایہ نامہ جہاز موجود ہے یا نہیں - میں پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ ہر شخص پابند مضمون ایسے کرایہ نامہ جہاز کا ہے جسکی اوسکو اطلاع ہو - اور اس لئے یہ بحث کی گئی ہے - کہ چونکہ مقدمہ حال میں اون شخصوں کو جنہوں نے مال لادا کرایہ نامہ جہاز کی اطلاع تھی لہذا نامبردگان کو قبول کرنا رسیدات مال کا بشرح مندرجہ کرایہ نامہ اور بشرح مندرجہ اونکے معاہدات کے لازم تھا اور جب کرایہ داران نے کپتان کو رسیدات مال بادرس شرح سے کم پر جو کرایہ نامہ میں تھی نہ دینے دیں تو مال لادنے واسطے لینے مال کو واپس

(۱) ۲۰ شنہ ۱۳۱۶ء سپریم برگسٹن و نارمین صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۸۲ - (۲) ... لا رپورٹ کوئین بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ -

۱۸۹۹ء
سانی برادران
بنام
جہبیل داس
مٹھو بھائی

نہین مانگ سکتے تھے - لیکن اس مین نہایت تعجب ہے کہ لارڈ ڈیلی صاحب ایسی حجت منظور کرتے - بخلاف اوسکے جناب موصوف نے یہ فرمایا کیون اوس شخص کو جس نے مال لادا اپنا مال واپس لینے کی اجازت نہین دیجانی چاہئے - اوس نے کوئی معاہدہ نہین کیا ہے - ایسا کرنا اوسکو ایک ایسے معاہدہ کا پابند کرنا ہوگا - جو اوس نے صرف کبھی نہین کیا ہے بلکہ جسکے کرنے سے اوس نے انکار کیا ہے" کیا یہ اصول مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے - مدعیان سے غفلت سرزد نہین ہوئی - نامبردگان نے ٹھیک مطابق دستور بندرگاہ کے جو جہاز پر مال بھیجنے ۵۷۸
کے بارہ مین ہے عمل کیا - لیکن مالکان و کرایہ داران کو معلوم تھا کہ مدعیان ہمیشہ شرط متعلق شرح اعلی یا ادنی مندرجہ احکام لادنے مال کو خارج کرتے ہین اونکو معلوم تھا کہ مدعیان نے بحساب ۱۶ شلنگ ۷ پنس کے اور کسی امر کی نسبت معاہدہ نہین کیا - کوئی معاہدہ جدید نہین کیا گیا پس کس اصول پر مدعیان مستحق واپس لینے اپنے مال کے نہ تھے -

اس امر پر غور کرنا خالی از لطف نہین ہے کہ مقدمہ ہیک بنام لارسن کونسل مدعی نے یہ بحث کی تھی کہ از روے کرایہ نامہ جہاز کے کپتان کو اختیار ہے کہ رسیدات مال پر اوس شرح کرایہ سے جو واسطے مالکان جہاز کے مقرر ہے کم شرح پر دستخط کرے - اور کونسل مدعا علیہم نے یہ بحث کی تھی کہ کپتان کو کوئی اختیار نہین ہے کہ رسیدات مال پر بجز شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے اور کسی شرط پر دستخط کرے جس سے کونسل کا بظاہر یہ مطلب تھا کہ بجز اسکے کہ شرح کرایہ نامہ ہیچ کیجاے دستخط نہ کرے - لارڈ ڈیلی صاحب نے اس امر کا ذکر نہین کیا امر مذکور کا مطلق ذکر فیصلہ مین نہین ہے جو اس اصول پر مبنی ہے کہ مال لادنے والون نے کوئی معاہدہ (صریحی یا ضمنی) نہین کیا جسکی وجہ سے نامبردگان رسیدات مال پر بشرح اعلی (بہ نسبت اوس شرح کے جسکی نسبت اونھون نے معاہدہ کیا) دستخط کرنے پر مجبور ہوتے - اور چونکہ نامبردگان کسی غفلت کے مرتکب نہین ہوے لہذا وہ اپنا مال واپس مانگ سکتے تھے - جیسا کہ کاکبرن صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ جونس بنام ہنٹ (۱) فرمایا - نہایت اہم امر مقدمہ ہیک بنام لارسن مین یہ تھا کہ جب اوس شخص سے جس نے مال لادا تھا - یہ معلوم کیا گیا کہ اوسکو رسیدات مال بلا کل شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے نہ مل سکینگے تو اوس نے یہ کہا کہ یہ وہ معاہدہ نہین ہے جو مین کرنا چاہتا تھا یا جسکی بنا پر مین نے اپنا مال جہاز پر لادا"

(۱) دیکھو سنہ ۱۸۶۷ع لا رپورٹ ایکسچیکر ڈیویزن جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ لغایت ۱۲۰ -

سنہ ۱۸۹۹ع

رالی برادران بنام ڈی جیمیل واس [illegible]

اسمقدمہ مین نہایت ضروری امر یہ ہے کہ جب مال لادنے والون کی نسبت یہ تصور کیا گیا کہ اونکو وجود کرایہ جہاز کا علم تہا لیکن یہ دیکہکر کہ اونکو رسیدات مال بموجب ایک شرط خاص مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے نہین مل سکتی ہین اور نیز یہ کہ کپتان اور کرایہ داران اونکو رسیدات مال بلا اندراج ایسی شرح کے جو اونکے معاہدہ کی شرح سے متجاوز ہے دینے سے انکار کرتے ہین ستو نامبردگان نے یہ کہا کہ یہ وہ معاہدہ نہین ہے جو ہم کرنا چاہتے تہے یا جسکی بنا پر ہمنے اپنا مال جہاز پر لادا" لہذا نامبردگان مستحق واپسی اپنے مال کے تہے۔

یہ یاد رکہنا چاہئے کہ جب تک مقدمہ کی یہ نوبت پہونچی جسپر ہم غور کر رہے ہین کوئی رسیدات
۵۷۹ مال نہین دی گئین اگر مدعیان کپتان سے رسیدات مال بشرح ۱۶ - شلنگ ۷ - پنس بلا ادائے رقم فرق کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوتے تو چونکہ وہ اشخاص جنہون نے مال جہاز پر لادا یہ جانتے تہے کہ منجو کرایہ دار اوسنہ ماسٹر کو اختیار تہا کہ مالک جہاز کو بذریعہ دینے رسیدات مال کے پابند کرے بجز اوس حالت کے کہ مالک کو اوسکے ساتہہ ہی رقم فرق درمیان کرایہ معینہ کرایہ نامہ و کرایہ مندرجہ رسیدات مال کے دیجاتی لہذا نامبردگان کو کوئی گنجایش شکایت کرنے کی ایسی صورت مین نہوگی کہ تجویز کیجاے کہ وہ اس امر کے انکار کرنے سے ممنوع ہین کہ انہون نے مال جہاز پر تابع جملہ شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے لادا تہا نسبت ایسی حالت کے دیکہو تحریرات مندرجہ صفحہ ۲۶۵ رسالہ اباٹ صاحب متعلقہ اقرارنامجات کرایہ جہاز (طبع سیزدہم) ذی علم مصنفان نے مقدمہ سیکر بنام لارسن پر بحث کی ہے جسمین یہ بیان کیا گیا تہا کہ مال لادنے والا اپنے مال کو عرصہ دراز تک جہاز کے نیچے رکہنے کی اجازت دینے اور اپنی رسیدات مال کے لئے باضابطہ درخواست نہ کرنے سے غفلت کا قصوروار ہو سکتا ہے اور اس لئے عدم اطلاع پر استدلال کرنے سے باز رکہا جاسکتا ہے "لیکن ایسی صورت مین بہی یہ دریافت کرنا مشکل ہے کہ مالک جہاز کیا کر سکتا ہے بجز اسکے کہ یا تو وہ مال مذکور حوالہ کرے یا اوسکو اون شرائط پر لیجاے جنپر مال لادنے والے نے اوسکو بہیجا یا کرایہ مروجہ پر کیونکہ کوئی دوسرا معاہدہ ایسا نہین ہے جسکی بنا پر مال لادنے والے پر مطالبہ عاید کیا جا سکے۔ یہ عرض کیا گیا ہے کہ اگر کسی مال لادنے والے کو قبل اسکے کہ وہ اپنا مال لادنے کے لئے بہیجے وجود کرایہ نامہ کی اطلاع ہو تاہم وہ مستحق واپس مانگنے کا ہوگا" بعد ازان مصنفان ذی علم نے ایسی تحریرات کی ہین جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی راے مین فیصلہ لارڈ مورڈیلی صاحب ملوم ایسی تحریرات بر سبیل تذکرہ ہین جو مسئلہ مندرجہ بالا سے متناقض ہین۔ بکمال ادب مین یہ خیال کرنے کی جرات کرتا ہون کہ فیصلہ لارڈ مورڈیلی صاحب اوس اصول پر مبنی ہے جسکو مصنفان

سنہ ۱۸۹۹ء
شلا برادران
بنام
جیٹھیل داس
تلو بھائی

نے ی علم سے قایم رکھا ہے یعنی معاہدہ پر پس اسصورت مین بحث یہ ہے کہ معاہدہ تھا یا نہین۔ اگر کوئی معاہدہ تھا تو آیا مدعیان تصور وار غفلت ہوسکتے یا نہین۔ اگر نہین ہوسکتے تو کیون وہ اپنا مال واپس نہین منگا سکتے تھے۔ مدعیان سے کپتان سے یہ استدعا نہین کی کہ وہ اپنے اختیار سے تجاوز کرے۔ اگر اس باعث سے کہ کرایہ داران اوسکے واسطے انتظام دینے رسیدات مال کا بموجب شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کے جسکی رو سے اوسکو اجازت دیگئی تھی کہ مدعیان کو وہ شئے دے جس کی اونھون سے استدعا کی تھی نہین کرنا چاہتے تھے اور کرایہ داران ذیلی ایسا انتظام کرنے سے معذور تھے کپتان اونکی استدعا قبول نہین کر سکتا تھا تو اوسکو کوئی چارہ کار بجز واپسی مال کے نہ تہا۔ ایک مقدمہ جسکی مسمین "صاف رسید" طلب کی گئی تھی۔ مقدمہ ارم اسٹرانگ بنام ایلن[(1)] ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔

پس مین تجویز کرتا ہون کہ کپتان نے برطبق مطالبہ مدعیان کے مال واپس کرنے سے جو انکار
۵۰۰ کیا وہ بیجا ہے۔ لہذا کپتان نے مال مذکور کو تصرف بیجا کیا۔ لیکن یہ معاملہ یہین پر ختم نہین ہوتا ہے۔ مدعیان نے جو صاف رسیدات مال لینے کی خواہش رکھتے تھے کیونکہ مال میعادی ال کے راستہ مین بار رسیدات جارہا تھا مدعاعلیہ سے بتاریخ ۲۰ جون گفتگو کی اور اوسوقت مدعاعلیہ نے کہا تھا تم آپ کو صاف رسیدات مال شرح معینہ کرایہ نامہ پر نہ دیجئے بجز اسکے کہ آپ مجھے ایک رقم زرنقد بقدر ۵۰ پونڈ ادا کرین۔ اوسوقت مدعاعلیہ یہ بہانہ کررہے تھے کہ وہ بموجب اپنے کرایہ نامہ جہاز کے مالکان کی کفالت بابت کرایہ وکرایہ شفت وغیرہ بابج کے نافذ کرتے ہین۔ اگر ایک لمحہ کے لئے اس خیال سے قطع نظر کیجاے کہ مدعاعلیہم نے کیا فعل کرنے کا بہانہ کیا اور اونھون نے فی الحقیقت کیا کیا اور اگر مطالبہ مذکور محض مطالبہ بطور زرنقد کے تصور کیا جاے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مدعیان بوجہ اپنی اس خواہش کے کہ اونکو قبضہ ادس شئے کا مل جاے جسکے مستحق وہ سمجھتے تھے یہ رقم دینے پر مجبور ہوسکے یا نہین میری راے مین اس سوال کا جواب اثبات مین ہونا چاہئے چونکہ کپتان نے مال مذکور واپس کرنے سے بیجا طور پر انکار کیا لہذا اونکو لازم تھا کہ مال مذکور کو اوس شرح پر دیدیتے جسپر کرایہ داران ذیلی نے معاہدہ کیا تھا بشرطیکہ وہ شرح معقول ہوا دریہ ادعا نہین کیا گیا کہ شرح ۲۶ شلنگ ۶ پنس کی ایک معقول شرح نہ تہی۔ لہذا قطع نظر کسی چارہ کار کے جو مدعیان کو نسبت تصرف ناجایز کے حاصل تھا۔ مدعیان نجو طلب کرنے رسیدات مال بحساب شرح ۲۶ شلنگ ۶ پنس کے مستحق تھے۔ اوس شئے کے پانے کے لئے جو اونکو واجب تہی یعنی رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ کہ یہ بھی کسی قدر اوس سے کم تھا کہ جسکے وہ مستحق تھے

(۱) دیکھو ۹ سنہ ۱۸۹۶ء لا رپورٹ کامن بنچ ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۶۱۳۔

سنہ ۱۹۰۶ع
سالی برادرز
بنام
جیمبل واٹسن
تو جاتی

مدعیان کو مدعا علیہم سے ایک رقم زر نقد کے ادا کرنے پر مجبور کیا - لہذا نامبردگان اوس روپیہ کو واپس پا سکتے ہین

لیکن یہ معاملہ یہانپر ہی ختم نہین ہوتا - جب کپتان سے مدعیان نے کہا کہ صاف رسیدات مال بشرح ۲۰ شلنگ ۹ پنس کے دیجائین اوس نے یہ جواب دیا "نہین - مین بموجب کرایہ نامہ جہاز کے ایسا نہین کرسکتا ہون بجز اوس صورت کے کہ رقم فرق ادا کیجاے لیکن مین آپ کو صاف رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ دے سکتا ہون" یہ اوسکی گفتگو اوسوقت تک تھی کہ جب اوسکا جہاز روانہ ہو لیکن مدعیان نے اوسکو قبول نہین کیا - پس کوئی معاہدہ نہین ہوا - یہ امر کہ کپتان وہ امر کرسکتا تھا جو اوسنے بیان کیا کرایہ نامہ جہاز سے صاف ظاہر ہے - اس امر سے کہ اوسکو از روے کرایہ نامہ جہاز کے صریحاً اختیار دیا گیا تھا کہ وہ صاف رسیدات مال پر جو شرح معینہ کرایہ نامہ سے کم ہو اوسصورت مین دستخط کرے کہ رقم فرق ادا کیجاے صاف اجازت اس امر کی اخذ ہوتی ہے کہ صاف رسیدات مال بشرح معینہ کرایہ نامہ کے دینے کا اوسنے وعدہ کیا لیکن مدعیان نے اوسکو قبول نہین کیا اور اپنا مال واپس مانگا مگر کپتان اونکا مال لیکر جہاز پر روانہ ہو گیا - اور ایک کام جو اوسنے اخیر مین کیا یہ تھا کہ وہ مدعا علیہم کو اختیار کرنے دستخط ۵۸۱
کا اونکی طرف سے رسیدات مال پر دے گیا اور بالخصوص اوسنے مدعا علیہم کو اختیار دستخط کرنے کا رسیدات مال مدعیان پر بشرح ۳۰ شلنگ کے دیا (دیکھو کاغذ ۱۳ - الف صفحہ ۱۹۴) اور اوسکے طریق عمل سے یہ ظاہر ہے کہ اوسکا مطلب یہ تھا کہ مدعا علیہم صاف رسیدات مال پر بشرح ۳۰ شلنگ دستخط کرین - مدعا علیہم نے صاف طور پر یہی سمجھا - چنانچہ دن (۲۵) جون کو مدعا علیہم نے اپنے ایجنٹان مقام لندن کو لکھا کہ اونھون نے جہاز دخانی کو بعجلت روانہ کیا ہے - پس رالی برادران یا تو اپنی رسیدات مال مین بشرح ۳۰ شلنگ تحریر کرین یا بغیر رسیدون کے کام چلا دین - انہین دو باتون مین سے ایک بات ہو سکتی تھی - یا تو صاف رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ ہون یا مطلقاً رسیدات نہون - لیکن جب بتاریخ ۲۸ ملاقات ہوئی تو مدعا علیہم نے اس سے بھی تجاوز کیا - اول اونھون نے یہ بیان کیا کہ رالی برادران بغیر رسیدات مال کے کام چلا دین - رالی برادران نے اس امر سے انکار کیا اور اونھون نے یہ کہا کہ اگرچہ ہمپر یہ فرض نہین ہے کہ رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ قبول کرین مگر ہم ساتہ عذر کے ایسا کرینگے" اوسوقت مدعا علیہم منحرف ہوگئے اور در اصل یہ کہا کہ "یہ سچ ہے کہ کپتان نے ہمکو اختیار صریح دیا ہے کہ ہم آپ کو صاف رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ کے دین - یعنی کپتان ایسا ہی کرتا اور ایسا کرنے مین وہ اپنے اختیار سے تجاوز نہ کرتا لیکن ہم مالکان کی کفالت وغیرہ کو محفوظ رکھینگے اسلئے ہم آپ کو صاف رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ بھی

۱۸۶۹ء
مالی برادران
بنام
چیپل وراس
لکو جاتی

نہیں دینگے بجز اوس صورت کے کہ آپ ہمکو کافی روپیہ دیں جس سے ہم وہ رقم پوری کر سکیں جو کسی دہارسی
وکمپنی سے ہمکو ملنی چاہئے اور جو بوجہ قصور نامبردگان کے ہمکو مالکان کو ادا کرنی چاہئے" برخلاف اون واقعات کے
یہ مجلی بحث کیجا سکتی ہے کہ رالی برادران نے بتاریخ ۲۸ جون تحویل صاف رسید مال کے بشرح ۳ شلنگ فی ٹن اور جب
مدعاعلیہم نے اونکو ۵۰۰ پونڈ کے زاید کے ادا کرنے پر واسطے حصول اوس شے کے جسکے وہ مستحق تھے مجبور کیا تو مدعاعلیہم پر
لازم ہے کہ وہ زر مذکور واپس کریں میں بیشک یہ سمجھتا ہوں کہ صاف منشا کرایہ نامہ جہاز کا یہ تھا کہ کپتان رسید
مال بحیثیت ایجنٹ مالکان کے اور نہ بحیثیت ایجنٹ کرایہ دار کے دستخط کرے یہ صاف ظاہر ہے کہ
ایسی صورت میں وہ بطور ایجنٹ مالکان کے دستخط کرتا ہے - دیکھو رسالہ باربرداری
بحری سواندکار وصاحب طبع دوم صفحات ۱۶۵ و ۶۶ او ۱۷۰ -

جب کہ مقدمہ کی یہ صورت ہے تو اون دلایل کا بالصراحت ذکر کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے جو ہمارے
روبرو دربارہ نوعیت اوس رقم کے پیش کی گئی تھیں جسکے ادا کرنے پر مدعاعلیہم نے مدعیان کو بتاریخ ۲۸ جون مجبور کیا
مدعاعلیہم نے یہ حیلہ کیا کہ وہ کفالت مالکان کو جو مال جہاز پر ہے بمعاوضہ کرایہ وغیرہ کے بموجب اپنے کرایہ نامہ
جہاز کے نافذ کرتے تھے - شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز یہ ہے کہ کپتان کو کفالت مال جہاز پر بابت کل کرایہ و کرایہ مفت
اور ڈیمرج کے اور نسبت ہر ایک دوسرے دعوے جہاز کے بمقابلہ لادنے والے مال کے حاصل ہوگی چونکہ یہ کفالت ۵۰۲
متعلق سرمایہ آئندہ جو کپتان کو حاصل ہوتی ہے صرف بوقت پہونچنے مال کے بمقام لیورپول پیدا ہوسکتی تھی لہذا یہ معلوم
کرنا مشکل ہے کہ کس طرح پر کپتان مالکان اوسکو بمقام بمبئی بتاریخ ۲۸ جون نافذ کرسکتے تھے -

یہ بات ہے کہ حسب تحریر بموجب مدعاعلیہم سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ ایک حساب پیش کریں جس سے وہ رقم
معلوم ہو جو بذمہ مدعیان واجب الادا ہے تو نامبردگان نے حساب (کاغذ نمبر ۶) مورخہ ۲۹ جون سنہ [illegible]
پیش کیا جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اسقدر روپیہ باقی تھی مدعاعلیہم بذمہ کرسی دہارسی دکمپنی بابت نقصان متعلقہ
کرایہ نامہ جہاز کے مابین مدعاعلیہم اور مالکان جہاز کے تھا - اور جب نامبردگان سے کہا گیا کہ وہ اس
نوعیت کی بیان کریں تو اونھوں نے ایک ایسی وجہ بیان کی جو مسلماً کوئی وجہ نہ تھی - اوس حساب میں بھی
مدعاعلیہم نے کرسی دہارسی وکمپنی کے ساتھ خورش معاملگی سے برتاؤ نہیں کیا کیونکہ اونھوں نے رقم
پاکتش کو مجرا نہیں دیا گو اس رقم کی مجرائی کا دعوی اونھوں نے کیا اور مالکان نے اوسکو مجرا دیا -
حساب (کاغذ نمبر ۶) مذکور کا لغو ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ مدعاعلیہم نے مدعیان سے اوس رقم فرق
کے دلا پانے کا دعوی کیا جو بشرح لادنے ۶۴۷ ٹن مال میں جسکے لادنے کی اجازت مدعاعلیہم نے مدعیان
کو بشرح ۱۸ شلنگ ۳ پنس فی ٹن کے دی تھی ہوتا تھا لیکن جسکی رسید خاص مدعاعلیہم کی درخواست سے

۱۸۹۶ء

رالی برادران بنام چھبیل داس فقو بھائی

مدعیان نے باندراج شرح ۴۰ شلنگ مقررہ کرایہ نامہ قبول کی تھی اور یہ قرار پایا تھا کہ مدعا علیہم خود زائدہ رقم فرق
ادا کرینگے جو ابین ۱۰ شلنگ ۳ پنس اور ۴۰ شلنگ کے تھا اور یہ رقم فرق مدعا علیہم نے برضا و رغبت ایکدن
مدعیان کو ادا کی تھی اوسی کے پھیر دلا پانے کا دعویٰ مدعیان سے اونھون نے دوسرے روز کیا لیکن
اگر ہم ایک لمحہ کے لئے اوس حساب کی طرف متوجہ ہون جو مدعا علیہم نے بعد دائر ہونے نالش کے
پیش کیا تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اوسمین صرف دو رقوم ہین یعنی (الف) ۲۰۰ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس اور (ب)
۲۰ پونڈ ۸ شلنگ ۴ پنس جملہ ۲۲۰ پونڈ ۱۸ شلنگ ۳ پنس۔ رقم (الف) اس طرح پر کسب ہے مدعا علیہم نے
احکام لادنے مال کے بیگہ جی لیلہ داس اور نیشنل سون کمپنی اور [illegible] کمپنی اور [illegible] کمپنی کو بابت گیہون کے
دیکا کل وزن قریب ۴۴۹ ٹن کے تھا ایسی شرح سے دینے (۲۰ شلنگ ۱۰ شلنگ ۹ پنس) جو شرح
مندرجہ کرایہ نامہ سے کم تھی بموجب کرایہ نامہ جہاز کے رقم فرق درمیان ان شرحون اور شرح معینہ کرایہ نامہ
کے قبل روانگی جہاز نقد ادا ہونی چاہئے تھی چنانچہ مدعا علیہم نے اپنے خط مسودہ کپتان کاغذ ۱۲-الف
(صفحہ ۳۰۱) مین یہ تحریر کیا ہے "رقم فرق کو ہمان ادا کرتے ہین" مدعا علیہم بحیثیت ایجنٹ مالکان زیر بحیثیت
کرایہ داران اور کپتان سب اپنے ادا اس فرض سے قاصر رہے یہ روپیہ ادا نہین
کیا گیا کیونکہ رسیدات بابت اوس مال کے جو [illegible] نے لادا بعد روانگی جہاز ۵۸۳
دخانی کے دی گئین جو فرض کہ مدعا علیہم پر عاید ہوا وہ ہنوز انجام کو نہین پہونچا تھا۔ واقع جو کہ مدعا علیہم بحیثیت
مین ہمکو تاریخ ۱۸- جون یہ حق حاصل تھا کہ مالکان کی کفالت کو نافذ کرین اور مدعیان کو اس امر پر مجبور
کرین کہ وہ ہمکو وہ رقم فرق ادا کرین جو بابت اوس مال کے واجب الادا تھی جو چار اشخاص مذکور نے
لادا تھا اور جسکی بابت کپتان کو بعد اختتام سفر بحری کے بوجہ ہمارے قصور کے کفالت مال پر حاصل نہ ہو
یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ ان حالات مین کوئی کفالت مالکان جہاز کی اون چار شخصون کے مال پر بھی بابت
اس فرق کرایہ کے تھی (دیکھو مقدمہ سگارز بنام بلیجین (۱)) بلا شبہ کوئی کفالت مدعیان کے مال
پر نہ تھی۔ یہی کیفیت رقم (ب) کی بھی ہے رقم مذکور بابت اوس ڈیمریج کے ہے جو حسب شرائط کرایہ نامہ
جہاز کے ماسٹر جہاز کو منجانب کرایہ داران ہر روز نقد ادا ہونی چاہئے تھی کپتان نے اوسکے واسطے درخواست
کی مدعا علیہم اپنے فرض سے قاصر رہے اور اوس رقم کو ادا نہین کیا لیکن نامبردگان نے کپتان کو
ایک چٹھی (کاغذ نمبر ۱۶ الف) لکھ دی جسمین نامبردگان نے تسلیم کیا کہ وہ بحیثیت ایجنٹ مالکان کے بابت رقم مذکور
کے ذمہ دار ہین لیکن بتاریخ ۴ جون مدعا علیہم نے بمقابلہ [illegible] دعویٰ کیا کہ چونکہ وے اپنے فرض کے ادا کرنے مین قاصر رہے

(۱) [illegible] جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۱ (سنہ ۱۸۹۳ء)

سنہ ۱۸۹۶ع
رالی برادران
بنام
چھبیل داس
للو بھائی

لہذا دے دم - جون کو مدعیان کو قانوناً اس بات پر مجبور کر سکتے تھے کہ اونکو مدعیان وہ رقم ادا کرین جو بسبب تسلیم اونکے یافتنی مالکان بذمہ آپ کے تھی - در اصل نظیر مقدمہ محولہ آخر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی کفالت مالکان کی بابت ڈیمارج کے بلحاظ اون حالات کے نہ تھی جو واقع ہوئے لیکن قطع نظر اسکے مدعا علیہم اوس حالت مین جو اونکی تھی بحیثیت ایجنٹ مالکان ایسی کفالت کو نافذ نہین کر سکتے تھے جو بابت آیندہ محض بوجہ اونکے قصور بحیثیت کرایہ داران کے پیدا ہو -

بموجب اوس راے کے جو مین نے حسب مندرجہ بالا نسبت مقدمہ کے قائم کی چونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے برابر بالکل غلطی کی ہے اور یہ کہ حکم حاکم ذیعلم فورینکوٹ کا جو مشعر ڈگری مع خرچہ کل زر متدعوے ایکزر قوم مرخلہ عدالت کے) صادر ہوا درست ہے اور مع خرچہ کے بحال رہنا چاہیئے - دربارہ اوس راے کے جو ذیعلم حاکم موصوف نے اپنے فیصلے کے آخر مین تحریر فرمائی ہے اور دربارہ اس استقرار مندرجہ ڈگری کے کہ ڈگری مذکور بحق مدعیان (اگر کوئی ہو) نسبت دلایانے رقم فرق درمیان شرح ۱۶ شلنگ ۹ پنس اور ۳۰ شلنگ کے نہوگی میری راے مین یہ کہنا کافی ہے کہ اگر مدعیان کا حق نظرہ قانوناً موجود ہے تو استقرار مندرجہ ڈگری سے اوسکی رعایت بڑھ نہین جاتی اور اگر وہ قانوناً موجود نہین ہے تو استقرار مندرجہ ڈگری سے وہ قانوناً موثر نہین ہو سکتا لہذا مین اوسکو ڈگری سے خارج کرتا ہون -

۵۸۳ اسٹارلنگ صاحب جسٹس - مدعیان مقدمہ ہذا یعنی رالی برادران نے مارچ ۱۸۹۵ع مین کرسی وہارسی وکمپنی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا (جسکی رو سے) تاجرگان نے اقرار کیا کہ وے ۳۰۰۰ ٹن مال ایک جہاز دخانی درجہ اول مین (جسکا نام پیچھے سے ظاہر کیا جائیگا) بماہ جون (۱۸۹۵ع) بندرگاہ واقع بمبئی مین جو نامزد کئے جاینگے بھیجنے کے لئے لین گے اور کرسی وہارسی وکمپنی نے مال مذکور کے لئے جہاز بہم پہونچانے کا وعدہ کیا - بعد ازان مدعیان نے ظاہر کیا کہ وے بندرگاہ لیورپول منتخب کرتے ہین اور کرسی وہارسی وکمپنی نے بعد ازان یہ ظاہر کیا کہ جہاز دخانی موسومہ "سیڈگلش" وہ جہاز ہے جسمین وے مال مدعیان کے لئے جگہ دینگے اور نام مذکور اوس دستاویز مین درج کیا جسکا ذکر آگے بعد کیا جائیگا - یہ معاہدہ درمیان ان دو فریقون کے معرفت ایک دلال کے کیا گیا اور جب تکمیل معاہدہ ہو چکی تو احکام لادنے مال کے دستخطی کرسی وہارسی وکمپنی پاس مدعیان کے بھیجے گئے جن مین علاوہ اختیار معمولی کپتان نسبت لینے مال کے شرائط معاہدہ مابین مدعیان و کرسی وہارسی وکمپنی بھی مندرج تھین -

جہاز دخانی "سیڈگلش" کو لنڈن مین کارخانہ مدعا علیہم واقع شہر مذکور سے کرایہ پر لیا تھا اور جہاز بمبئی

سنہ ۱۸۹۹ء

سلی برادران بنام چیمبل ہاس متر جاتی

اقرار کے جو مابین گرسی وہارسی و کمپنی اور مدعا علیہم کے ہوا تھا یہ قرار پایا کہ ان کا کرایہ نامہ جہاز مین حق مساوی ہوا اور بازروے اس اقرار کے گرسی وہارسی و کمپنی نے نام جہاز دخانی پینڈ نگٹن معہ احکام لادنے مال جنپر اونھون نے دستخط کئے اور جو مدعیان کو دئے درج کیا - لہذا تمام مال جو بازروے احکام مذکور کے لادا گیا تھا جہانتک کہ گرسی وہارسی و کمپنی اور جہاز کو تعلق تھا بایفاے اونکی ذمہ داری بحیثیت کرایہ داران جزو جہاز کے لادا گیا تھا -

شہادت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ مدعیان شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز ٹھیک ٹھیک نہین جانتے تھے تاہم نامبردگان نے یہ تصور کیا کہ ایک کرایہ نامہ جہاز موجود تھا اور اوسمین کوئی امر بجز شرائط معمولی کے مندرج نہ تھا اور فی الواقع یہی کیفیت تھی -

حکم لادنے مال جہاز مین شرح کرایہ ۳۰ شلنگ ۶ پنس فی ٹن درج تھی اور مدعیان نے قبل قبول کرنے حکم مذکور کے امر پر اصرار کیا کہ بشرطیکہ اگر رسیدات مال شرح اوسی یا اعلی شرح پر نہ ہون تو فرق بیان حسب معمول واجب الادا ہوگا قاریج کیجاے - لہذا مابین اونکے اور گرسی وہارسی و کمپنی کے مدعیان سے حق اونکے تھے ۵۰۵
کہ اونکو صاف رسیدات مال بشرح ۳۰ شلنگ ۶ پنس فی ٹن کے دیجائین کرایہ نامہ جہاز مین یہ شرط بھی لکھی گئی تھی کہ کپتان رسیدات مال پر کسی شرح سے جو کرایہ داران چاہین دستخط کرے لیکن اگر شرح مذکور اوسط شرح جہاز ۳۰ شلنگ) سے کم ہو تو کرایہ دار رقم فرق قبل روانگی جہاز کے ادا کرے اور یہ بھی اوسمین تحریر تھا کہ بابت کرایہ و کرایہ دار مفت و ڈیمارج کے مال جہاز پر کفالت حاصل ہو -

جہاز دخانی "پینڈ نگٹن" مال باہر لیجانے کے لئے قبل وسط ماہ جون کے طیار ہوا جسکی اطلاع مدعیان کو دیگئی جنھون نے بتاریخ ۴ جون اور اوسکے بعد اپنا مال لادنا شروع کیا طریقہ جہاز پر مال لادنے کا حسب ذیل ہے مال مع احکام لادنے مال کے بندر گاہون پر بھیجا جاتا ہے اور بعد چند کار روائیات عدالت کے جو فیصلہ مقدمہ ہذا کے لئے اہم نہین ہین مال مذکور ایک سائبان مین جسکے قریب جہاز دخانی باندھا جاتا ہے رکھا جاتا ہے اور احکام لادنے مال کے دفتر موجودہ سائبان مین رکھے جاتے ہین اور وہان عہدہ دار اعلی جو جہاز پر مال کی نگرانی کرتا ہے وقتاً فوقتاً احکام مذکور کو اس غرض سے دیکھتا ہے کہ اوسکو یہ معلوم ہو جاوے کہ کون کون سا مال جہاز پر لادنے کے لئے وقتاً فوقتاً آتا رہتا ہے اور اگر کپتان احکام مذکور کو معاینہ کرنا چاہے تو وہ اونکو معاینہ کر سکتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر وہ اونکو اوسوقت تک نہین دیکھتا ہے جب تک کہ جہاز دخانی قریب روانگی کے نہین ہوتا - اور اوسوقت احکام مذکور اوسکے حوالہ کئے جاتے ہین -

بتاریخ ۲۱ جون اون تمام اشخاص کو جنکا کوئی معاملہ گرسی وہارسی و کمپنی سے تھا یہ معلوم ہوا کہ

سنہ ۱۸۹۹ع

رالی برادران بنام چھبیل داس للوبھائی

کارخانہ مذکور دیوالیہ ہوگیا اور اپنے کسی معاہدہ کی تعمیل نہ کرسکے گا - لہذا مدعیان نے رسیدات لادنے مال کی بابت اس مال کے جو جہاز پر لدچکا تھا اس کپتان کے واسطے اوسکے دستخط کے بشرح ۱۶ شلنگ ۸ پنس کے بھیجیں۔ معمولی حالت مین کپتان اونپر دستخط کرتا اور کرسی ڈہارسی کمپنی رقم فرق درمیان ۱۶ شلنگ ۸ پنس اور ۴۰ شلنگ کے قبل روانگی جہاز ادا کرتے لیکن چونکہ کپتان کو یہ معلوم تہا کہ کرسی ڈہارسی کمپنی رقم مذکور ادا نکرسکینگے لہذا اوسنے رسیدات مال پر دستخط کرنے سے بجز اوس صورت کے کہ مدعیان رقم فرق درمیان ۱۶ شلنگ ۸ پنس اور ۴۰ شلنگ کے ادا کرین انکار کیا۔

مین اسموقع پر حقوق وذمہداری اسے جملہ اشخاص کی جو اسوقت تک تہین بیان کرونگا۔

۵۰۶ بموجب معاہدہ متعلقہ کرایہ کے مدعیان کو یہ استحقاق تہا کہ وہ کرسی ڈہارسی کمپنی سے صاف رسیدات مال بشرح ۱۶ شلنگ ۸ پنس حاصل کرتے اور کرسی ڈہارسی کمپنی پر لازم تہا کہ ایسا انتظام کرتے جس سے نامبردگان اس معاہدہ کی تکمیل کرسکتے۔ یہ امر کہ کیونکر ایسا کیا جاسکتا تہا مدعیان کے لئے بالکل غیر اہم تہا اور معمولی حالتون مین مدعیان کو رسیدات مال ملجاتین اور غالباً انکو یہ معلوم ہوتا کہ کس ذریعہ سے کرسی ڈہارسی کمپنی نے اپنے معاہدہ کی تعمیل کی کرسی ڈہارسی کمپنی نے اپنے معاہدات کی تکمیل کرنے کے لئے آدہی جگہ جہاز خالی بیڈ ونگٹن کی کرایہ پر لی اور بعدہ مدعیان کو اپنا مال اوس جہاز پر لادنے کی اجازت بذریعہ لکہہ دینے نام جہاز کے حکم لادنے مال مین عطا کی اور اوسکے بموجب مال لادا گیا تہا امین کرسی ڈہارسی کمپنی اور جہاز کے یہ مال بایفائے تجویز دوسری نامبردگان بموجب کرایہ نامہ جہاز کے لادا گیا لیکن دیکہنا چاہئے کہ اب مدعی کی کیا حالت تہی۔ اوس اسناد دے جنکا حوالہ دوران بحث مین دیا گیا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی جہاز علانیہ طور پر ایک جہاز عام قرار دیا جاتا ہے اور کوئی شخص اوسپر مال لادتا ہے تو وہ کسی شرط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز کا پابند نہیں ہوتا لیکن جب کہ اوسکو کرایہ نامہ جہاز کا علم ہو تو بادی النظر مین وہ اوسکی شرائط کا پابند ہوتا ہے اگرچہ یہ امر کہ کس حد تک وہ پابند ہوتا ہے حالات پر منحصر ہے۔ لہذا میری رائے ہے کہ مدعیان نے جہال بموجب حکم لادنے مال متعلقی کرسی ڈہارسی کمپنی کے لادا تو بادی النظر مین اونہون نے بموجب شرائط کرایہ نامہ جہاز کے لادا۔

مسٹر میکفرسن نے منجانب مدعیان یہ بحث کی کہ اگر اسقدر تسلیم کیا جاوے تاہم مدعیان نے کپتان کو یہ اطلاع دی کہ اونہون نے مال چند شرائط کے ساتہہ لادا اور یہ کہ نامبردگان نے اپنا مال صرف اونہین شرائط پر لادا تہا اور یہ کہ اگر ان شرائط پر لینے سے اوسنے انکار کیا تہا تو اوسکو مال مذکور لینا نہ چاہئے تہا اور اگر اوسنے اوسکو لیا تو ونہین شرائط پر لیا نہ کسی اور شرائط پر۔ اب مین یہ فرض کرونگا کہ کپتان نے جنہی متعلق مال لادنے کے دیکہی اور پڑہی اور اوسکی شرائط کو شرائط مندرجہ کرایہ نامہ جہاز سے

رانی برادران بنام جمیل داس تلو بائی

مقابلہ کیا۔ اگر وہ صورت فرض کیجاے جو مدعیان کے حق مین نہایت مفید ہے تو اوسکو اوسکے دیکھنے سے کیا معلوم ہوا۔ یہ بات کہ مدعیان نے اصرار کیا کہ رسیدات مال پر بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس دستخط کئے جاوین اور رسیدات مال کسی دوسری شرح پر نہین لیجا سکتی اور فرق درمیان اوس شرح اور ۲۰ شلنگ ۶ پنس کے کرسی دہارسی وکمپنی کو ادا کیا جاے یا کمپنی مذکور ادا کرے کرایہ نامہ جہاز کے دیکھنے سے کپتان کو یہ معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ اوسکو اختیار رسیدات مال پر دستخط کرنے کا بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس تھا
۵۸۷ اور یہ کہ کرسی دہارسی وکمپنی کو بمطابق اوسکے یہ لازم ہوگا کہ رقم فرق درمیان ۲۰ شلنگ ۶ پنس اور ۳۰ شلنگ کے ادا کرے پس چونکہ اوسوقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ کرسی دہارسی وکمپنی ذی استطاعت ہے لہذا کپتان کا مال مذکور بعلم اون شرائط کے لینا بموجب کرایہ نامہ جہاز کے تصور کیا جائیگا کیونکہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ کرسی دہارسی وکمپنی رقم فرق کو ادا کرنا چاہتی تھی اور اس امر سے کہ کرسی دہارسی وکمپنی بعد ازان اجیز بہ معاہدہ کی تعمیل نکر سکے حالت کپتان کی باعتبار مال مذکور کے جو لدگیا تھا تبدیل نہین ہوتی پس مین یہ تجویز کرتا ہون کہ یہ مال بلحاظ جملہ حالات مقدمہ بموجب کرایہ نامہ جہاز کے لادا گیا اور تابع اوسکی شرائط کے تھا۔

جبکہ کپتان نے رسیدات مال پر بشرح ۲۰ شلنگ ۶ پنس دستخط کرنے سے انکار کیا تو مدعیان نے علی سبیل البدل یہ کہا کہ وہ اونکا مال واپس کرے لیکن ایسا کرنے سے اوسنے انکار کیا اور اونکا ذکر جائز تھا کیونکہ مال بموجب کرایہ نامہ کے لادا گیا تھا۔

جب کپتان نے رسیدات مال پر دستخط کرنے یا اونکا مال واپس کرنے سے انکار کیا تو مدعیان نے مال لادنا بموجب احکام لادنے مال عطیہ کرسی دہارسی وکمپنی کے بند کیا اور اپنے مال کے اوس حصہ کے لئے جو لدنے سے رہگیا تھا مدعا علیہم سے جہاز دخانی ہینڈ گلشن پر بشرح کرایہ ۲۰ شلنگ ۳ پنس کے معاہدہ کیا اور یہ طے ہوا کہ رسیدات مال کے خانہ پر بھی بشرح ۳۰ شلنگ کے کیجاے اور مدعا علیہم رقم فرق ادا کرین۔

بتاریخ ۲۴ جون جہاز دخانی مع مال مدعیان کے بمبئی سے روانہ ہوا اور کپتان نے بابت اوس مال کے جو بموجب احکام لادنے مال عطیہ کرسی دہارسی وکمپنی کے لادا گیا تھا کسی رسید مال پر دستخط نہین کئے۔

جب جہاز دخانی ہینڈ گلشن روانہ ہوگیا ما بین مدعیان اور مدعا علیہم کے نسبت اس امر کے کہ مدعا علیہم کو بذریعہ کپتان نے قبل روانگی کے رسیدات مال پر دستخط کرنے کا اختیار دیدیا تھا اور نسبت اوراق شرائط کے جنپر رسیدات پر دستخط ہونے چاہئین تھے مراسلت ہوئی۔ مدعا علیہم نے پہلے یہ بیان کیا کہ مال بمقام

سنہ ۱۸۹۹ع
رالی برادران
بنام
چھبیل داس للو بھائی

لیورپول بلا رسیدات مال کے روانہ ہوا اور مدعیان مال کا دعوی بربنائے رسید میٹ سکے باوا سے اوس قدر
سے کیا جاوے جو جہاز کی بابتی ہے - اگر ایسا کیا جاتا تو جیسا کہ میری رائے سے جو بعد ازان تحریر سے ظاہر ہوگا کہ بحکم
دالت مین مدعیان کو باوا سے ۳۰ شلنگ فی ٹن اور شاید باوا سے صرف اوس رقم کے جو بابت ڈیمارج
کے واجب الادا تھی بلا کسی مطالبہ فرق کرایہ کے مال مذکور ملتا لیکن یہ امر مدعیان کو منظور نہین تھا اس لئے کہ
وہ صاف رسیدات مال چاہتے تھے -

اب دیکھنا چاہئے کہ آیا مدعیان رسیدات مال کے پانے کے مطلقاً مستحق تھے یا نہیں - جیسا کہ مین
شرط مذکور کی بحث کو سمجھتا ہوں اونکی حجت ہے کہ کوئی معاہدہ مابین مدعیان اور اوس جہاز کے نہین تھا اور اسلئے
مدعیان رسیدات مال کی استدعا مطلق نہین کر سکتے تھے - لیکن کیا یہ صورت ہے - یہ بالکل صحیح ہے
کہ اول معاہدہ دینے رسیدات مال کا مابین جہاز اور کرایہ داران کے تھا لیکن بذریعہ اپنے احکام لادنے مال
کے نامبردگان نے جزو اپنے حق لادنے مال کا اون تاجرون کو عطا کیا جو مال لادنا چاہتے تھے اور مجکو
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز نے حقوق تاجران مذکور بحیثیت منتقل الیہم کے بذریعہ دینے رسیدات مال کے بنام
تاجران مذکور کے بلا کسی ذکر کرایہ داران کے تسلیم کئے دیکھو کاغذ نمبر ۱۶ - چونکہ جب رسیدات میٹ پیش کیجاتی
ہین رسیدات مال پر معمولی طور پر دستخط کئے جاتے ہین اور وہ حوالہ کیجاتی ہین اور چونکہ مال لادنے والون کو
رسیدات مال کی ضرورت ہوتی ہے لہذا مجکو معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسی رسیدات مال لادنے والون کو دیجاتی ہین جنکو صاف رسیدات
میٹ کیجاتی ہین یعنی بلا لحاظ کسی شخص کے جز مال لادنے والون کے تو اونکو یہ استحقاق ہوتا ہے کہ رسیدات مال بلا شبہ تابع
کرایہ نامہ کے بموجب انتقال ایک جز کرایہ نامہ کے طلب کرین جسکی رو سے اونکو استحقاق رسیدات مذکور
کا ہوتا ہے - پس میری رائے مین مدعا علیہم کا رسیدات مال حسب اجازت کپتان کے دینا ایک فعل
خود خواستہ نہ تھا بلکہ ایک فرض تھا - دربارہ اون شرائط کے جنپر رسیدات مال مذکور عطا ہوتی چاہئین
تھین - واضح ہو کہ شرائط مذکور ایک جانب حقوق جہاز اور بجانب دیگر مال لادنے والون پر منحصر تھین یہ
نیز اوس طریقہ پر جسکے مطابق حقوق مذکور کا تصفیہ اور اون کی تعمیل قرار پائی تھی - کپتان قبل روانگی جہاز کی
رسیدات مال پر واسطے مدعیان کے بشرح ۳۰ شلنگ دستخط کرنے کو راضی تھا اور میری رائے مین مدعیان
اوسکی نسبت تقاضا کرنے کے مستحق تھے لیکن اونہون نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کیا اور رسیدات
مال بشرح ۴۰ شلنگ ۲ پنس بلا ادا سے رقم فرق کے چاہئین یا ایسی مال محدود جہاز کے مستحق ہوئے کہ ان
دونون باتون مین سے نامبردگان کو کسی کا استحقاق نہ تھا

جب جہاز خالی روانہ ہوگیا تو صورت معاملات بدل گئی اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ فوقت مدعیان کو استحقاق طلب فرق رسیدات مال ۵۸۹

سنہ ۱۸۹۹ء

بشرح ۳۰ شلنگ فی ٹن قابل تھا۔ بموجب شرط کرایہ نامہ جہاز کے ذمہ داری کرایہ داران بعد روانگی جہاز و خالی کے ختم ہوگئی اور نسبت کل کرایہ و کرایہ مفت و ڈمریج کے جہاز کو کفالت تمام مال محمولہ جہاز پر حاصل تھی جسکی بابت صاف رسیدات موجود تھیں۔ چنانچہ مدعیان نے دعویٰ روک رکھنے مال مدعیان کا واسطے ادائے کفالت مذکورہ کے کیا

مالی برادران تمام ہے جمیل داس آڑھ ساتھی

اپنے پہلے خط مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۹۹ء میں مدعاعلیہم نے اس بارہ میں یہ لکھا "ہم صرف کفالت مالکان کو بموجب اونکے کرایہ نامہ جہاز کے مال محمولہ پر بابت کرایہ و کرایہ مفت و ڈیمارج کے نافذ کرتے ہیں" ہم کرایہ مفت کو نظر انداز کر سکتے ہیں اسلیئے رقم مذکور کا کبھی دعویٰ نہیں کیا گیا بحالت موجودہ مدعاعلیہم ایسا دعویٰ کر سکتے تھے لیکن جواز دعویٰ کا اس امر پر بھی منحصر تھا کہ آیا درحاصل کوئی کرایہ یا ڈیمارج واجب تھا جسکی بابت کفالت کا دعویٰ ہو سکے مدعاعلیہم نے یہ کہا کہ مدعیان کو چاہیے کہ اونکو وہ رقم ادا کریں جسکی نسبت وہ دعویٰ کفالت کرتے ہیں اور اوسوقت وہ رسیدات مال پر بشرح معینہ کرایہ نامہ یعنی ۳۰ شلنگ فی ٹن کے دستخط کرینگے اس بات کو مدعیان نے منظور کیا اور اپنی رسیدات مال طیار کر لین اور مدعاعلیہم کو ۳۰۰ پونڈ ۵ شلنگ ۵ پنس بابت مطالبات مذکور کے ادا کئے پس یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اوسوقت جبکہ تقاضا رسیدات مال کا کیا گیا کوئی کفالت نسبت اوس رقم یا کسی رقم کے حاصل تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو مدعاعلیہم کا رقم مذکور لینا اور اوسکو اپنے پاس رکھنا جایز تھا۔ اور اگر نہین تھی تو اوس حد تک کہ جس حد تک کوئی کفالت نہ تھی مدعیان مستحق واپس پانے کے مدعاعلیہم یا جہاز سے ہیں۔ واضح ہو کہ حساب اول کہ کس طرح پر مدعاعلیہم نے اپنا دعویٰ قایم کیا کاغذ نمبر ۱۵ میں مندرج ہے اور مجھکو یہ کہنا ضرور ہے کہ یہ بہت دیانت داری کی بات نہیں معلوم ہوتی ہے کہ مدعیان سے اوس رقم کے واپس لینے کی کوشش کیجاے جو مدعاعلیہم کو بابت رقم فرق کرایہ اوس حصہ مال کے ادا کرنی تھی جو ۲۴ جون تک جہاز پر لادا نہیں گیا مدعیان نے حساب مذکور پر اعتراض کیا لیکن مدعاعلیہم نے یہ حجت کی کہ وہ بالکل صحیح ہے اور چونکہ مدعیان بغیر رقم مطلوبہ سابقہ عذر کے ادا کر سکتے تھے لہذا اونکو خاموش رہنا پڑا۔ اس حساب کی نسبت اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت مجھکو نہیں ہے اس لئے کہ جب یہ نالش دائر ہوئی تو مدعاعلیہم یا اونکے مشیران قانونی کو خود معلوم ہوا کہ اوسپر بطور بنیاد جوابدہی کے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے اور اوسکو بالکل خارج کیا اور اوس رقم کے حساب کو جسکی نسبت اونھوں نے کفالت کا دعویٰ کیا تھا ایک بالکل مختلف بنا پر مبنی کیا فقرہ اول بیان تحریری

سنہ ۹۹ء
رالی برادران بنام چھبیل داس ملو بھائی

مین مدعاعلیہم نے دعوی کفالت ۲۰۵ پونڈ ۱۰ شلنگ ۴ پنس کا بابت کرایہ و ڈیمریج کے کیا اور عدالت خفیفہ نے
ایک رقم جو برابر ۱۲ پونڈ ۹ شلنگ ۴ پنس کے تھی (اگر یہ فرق مابین رقم مذکور اور ۲۰۴ پونڈ ۹ شلنگ
۵ پنس کے کہ جسکا دعوی حساب کاغذ نمبر ۹ مین کیا گیا تھا) عدالت مین ادا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رقم
۲۰۴ پونڈ ۱۰ شلنگ ۳ پنس مین ۲۰۳ پونڈ ۶ شلنگ ۴ پنس ڈیمارج متدعویہ مندرجہ کاغذ (۱۰-۱)
اور ۲۳ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس فرق کرایہ مندرجہ حساب (کاغذ نمبر ۱۴) شامل ہین۔ در بارہ ڈیمارج
مابین مدعیان اور مدعاعلیہم کے واضح ہو کہ مدعاعلیہم مذکور کا اوسکی نسبت دعوی کرنا جائز نہین تھا
کرایہ نامہ جہاز مین یہ شرط تھی کہ ڈیمارج روزمرہ نقد ادا ہو۔ ایسا نہین کیا گیا لیکن قبل روانگی کپتان
کے مدعاعلیہم نے کپتان کو ایک چٹھی کاغذ ۱۴۔ الف تحریری جسمین اونھون نے تسلیم کیا کہ روبرو
بمقابلہ مالکان کے اوس ڈیمارج کے ذمہ دار ہین جو اوسوقت واجب تھا اور کپتان نے رسید اوس
چٹھی کی تحریر کی۔ پس کس طرح پر مالکان اپنے ایجنٹ کے فعل سے منحرف ہو سکتے ہین اور یہ
بحث کر سکتے ہین کہ اونکو کفالت بابت ڈیمارج کے حاصل ہے چہ جائیکہ مدعاعلیہم جبکہ وہ بلحاظ
منجانب مالک کے عمل کر رہے تھے دعوی کفالت کا بابت ایسی رقم کے کر سکتے تھے جسکی بابت مالک
کو کفالت حاصل نہ تھی اور جسکے ادا کرنے کا اونھون نے بذات خاص وعدہ کیا تھا۔ لہذا مدعیان کو استحقاق
حاصل ہے کہ اوس رقم کو وصول کرین جو نامبردگان نے اس بابت ادا کی۔

اسکے بعد رقم ۲۳ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس کی ہے بلحاظ کاغذات (الف ۱، و الف ۲) کے
جبکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بذریعہ جہاز خاص چینڈوگنگ کے بموجب احکام لادنے مال کے جو مدعاعلیہم
نے دیئے تھے اور جنکی بابت رسیدات مال پر دستخط ۳۰ شلنگ سے کم شرح پر کئے گئے تھے جا
مرتبہ روانگی مال کثیر عمل مین آئی پس از روئے کرایہ نامہ جہاز کے مدعاعلیہم پر یہ فرض تھا کہ رقم فرق
جو درمیان کرایہ مندرجہ رسیدات مال اور شرح معینہ کرایہ نامہ کے تھی وہ قبل روانگی جہاز ادا کرین
مین خیال کرتا ہون کہ فریب اور بے ایمانی کی ایسی صورت مین بڑی ترغیب ہوگی کہ عدالت مدعاعلیہم کو
جو دیوالیہ نہین ہین یا بحیثیت کرایہ داران یہ کہنے کی اجازت دے کہ وہ وہ رقم بحیثیت ایجنٹان
جہاز ادا کرین جو مرادونکے یا غنی جہاز مذکور ہے اور بعد اسکے بحیثیت ایجنٹان جہاز مال لادنیوالے
سے جسکو رسیدات مال نہین ملی تھین یہ کہین کہ وہ دعوی کفالت اوسکے مال پر بحیثیت ایجنٹان
جہاز بابت اوس رقم کے رکھتے ہین جو اونھون نے بحیثیت کرایہ داران ادا نہین کی میرا خیال بالفعل
یہ ہے کہ اگر اس امر کی نسبت فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو مین یہ تجویز کرتا کہ یہ تصور کرنا چاہئے

۱۸۹۶ء

رالی برادران بنام جیمس ماسن وکو ملتوباتی

کہ مدعا علیہم نے بہ حیثیت کرایہ داران ذی استطاعت وہ رقم ادا کی جو اونکو خود یافتنی بہ حیثیت ایجنٹان جہاز
قبل روانگی جہاز زنجانی کے واجب تہی لیکن اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ مین اس امر کی نسبت
فیصلہ کرون کیونکہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے وہ رقم ادا کی ہے جو یافتنی جہاز تہی یہ رقم ۲۴۳
پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس جو حساب نمبر ۱۳ مین بطور رقم یافتنی مالکان مندرج ہے حساب نمبر ۱۵ مین
منتقل کی گئی ہے اور اوسمین مساوی محصول جہاز کے ظاہر کی گئی ہے۔ اور اوسی حساب سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ بوقت روانگی جہاز موسومہ پیڈنگٹن مدعا علیہم کا دعوی بمقابلہ مالکان بابت محصول جہاز ادا کردہ
کے تہا اور نامبردگان نے فی الحقیقت دعوی مالکان کو جو بمقابلہ اونکے تہا اوس دعوی مین سے
جو اونکو بمقابلہ مالکان کے تہا منہا کیا۔ پس بوقت روانگی جہاز موسومہ پیڈنگٹن کوئی رقم بابت
کرایہ کے جسکی نسبت مالکان کفالت کا دعوی کرسکتے تہے واجب نہ تہی۔ یہی وجہ ہے کہ مدعا علیہم
نے کاغذ ۹-الف مین نقل اپنے حساب خرچ کی جو ساتہ مالکان کے تہا دینے سے انکار کیا گو
کاغذ الف ۷ مین وہ طلب کیا گیا تہا اوس سے یہی ظاہر ہے کہ بیان مدعا علیہم مندرجہ کاغذ
حرف غ کہ نامبردگان نے وہ نقد جو اون کو مال لادنے والون جہاز "پیڈنگٹن" اور ایک دوسرے
جہاز زنجانی سے ملا تہا مالکان کے پاس بہیجا تہا بہر حال نسبت جہاز موسومہ "پیڈنگٹن" کے غیر صحیح تہا
کیونکہ کاغذ نمبر ۱۵ سے ظاہر ہے کہ مالکان کے پاس کوئی رقم نہین بہیجی گئی تہی کیونکہ کوئی
رقم واجب نہ تہی۔ اور کل رقم ۲۴۳ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس کی (جیسا کہ مین نے ثابت کیا ہے)
نامبردگان نے قبل اسکے کہ رقم مذکور مدعیان سے ملی دوسری طور پر ادا کرچکے تہے۔ اس حالت
مین مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوی بمقابلہ مدعیان محض ایک کوشش غیر واجب منجانب مدعا علیہم
اس غرض سے تہی کہ مدعیان سے وہ رقم وصول کرین جو نامبردگان کو ادا کرنا لازم تہی اور جو
مین درحقیقت اونہون نے مالکان کو ادا کی تہی۔ لہذا مین یہ بہی تجویز کرتا ہون کہ مدعیان مستحق
ہین کہ مدعا علیہم سے رقم مساوی ۲۴۳ پونڈ ۹ شلنگ ۱۱ پنس کے وصول کرین جو بلا تہہ اونکے
ہاتہون مین اوس وقت سے اب تک رہی جبکہ اوسکو مدعیان نے بتاریخ ۹ جون ادا کیا تہا۔
یہ تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا مدعیان مستحق قائم کرنے امور تنقیح طلب ۱۱ لغایت ۱۵ کے تہے
کیونکہ مین نے کلی طور پر تجویز امور تنقیح طلب ۱۱ لغایت ۱۵ کی اونکے خلاف کی ہے اور امر تنقیح طلب
۱۶ اب غیر ضروری ہے کیونکہ کوئی دعوی نسبت کرایہ مفت کے نہین کیا گیا ہے۔ میری راے مین
اس امر پر مفصل بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ آیا عرضی نالش سے کوئی وجہ مخاصمت ظاہر ہوتی ہے

سنہ ۱۸۹۹ء

رانی بہادران
بنام
جمیل داس اقبال سہائی
۵۹۲

باتین کیونکہ بعد اخذ کرنے اون نتائج کے جو مین نے اس فیصلہ مین کئے ہین باوجود خارج کرنے فقرہ ۳
کے ایک عمدہ بنائے مخاصمت عرضی نالش سے ظاہر ہوتی ہے۔

نتیجہ اس تجویز کا یہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت جہانتک کہ وہ اوس رقم سے جو مدعیان کو دلائی گئی
اور خرچہ سے متعلق ہے بحال رکھی جاویگی لیکن اوسمین ترمیم بذریعہ خارج کرنے ان الفاظ کے کیجاوے اور
یہ عدالت استقرار اس امر کا کرتی ہے کہ ڈگری ہذا بلامضرت حق مدعیان کے (اگر کوئی ہو) دوبارہ دلایا
فرق درمیان کرایہ ۲۱۰۰ ٹن بشرح ۱۶ شلنگ ۹ پنس فی ٹن اور بشرح ۳۰ شلنگ فی ٹن بذریعہ اونکے
عذر کے حاصل ہو۔ اگر یہ دعوی بنائے مخاصمت کا ایک جزو ہے جسپر نالش ہذا مبنی ہے تو مدعیان اوس سے
دست بردار ہوگئے ہین اور حسب دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وہ اوسکی بابت پھر نالش نہین
کر سکتے ہین۔ اور اگر وہ اوس بنائے مخاصمت کا کوئی جزو نہین ہے تو کسی تحفظ کی ضرورت نہین ہے
اور کوئی دفعہ مجموعہ مذکور کی ایسی ظاہر نہین کی گئی ہے جسکی رو سے تحفظ مذکور جائز ہو۔ لیکن اس تحفظ
حقوق مدعیان کے خارج ہونے سے اونپر کوئی اثر اوس حالت مین نہین پہونچیگا کہ اونکو مشورہ
ارجاع نالش نسبت اس تحفظ کے دیا جاوے۔ اپیلانٹان کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہئے۔

اٹرنیان اپیلانٹان (مدعاعلیہم)، مسٹران کرافورڈ، بروں و کمپنی
اٹرنیان رسپانڈنٹان (مدعیان)، مسٹران کریگی و لنچ و اوڈون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء

مارو تی وینکٹیش دیگر (ابتداءً مدعاعلیہما) اپیلانٹان بنام کرشنا وغیرہ (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان*

منسوخ کتاب انگریزی
۵۹۲

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۷۹ [illegible]۔ انفکاک۔ ڈگری انفکاک۔ کوئی وقت
ڈگری مین بغرض ادائے زر مقرر نہین کیا گیا۔ اجراء میعاد سماعت۔

تاریخ ۲۰ جون ۱۸۸۳ء کو ایک ڈگری بارضا نالش انفکاک مین بمضمون ذیل صادر کی گئی۔

مدعیان رقمات [illegible] مدعاعلیہم کو اندر ایک ماہ کے تاریخ ہذا سے ادا کرین۔ اگر [illegible] مذکور
ادا نکرین تو جس حال کے مالک ہین وہ [illegible] مذکور ادا کرین مدعاعلیہم [illegible] کو قبضہ اراضی واپس کرین
اوسوقت تک مدعاعلیہم [illegible] اراضی [illegible] سے مستفید ہون۔

بتاریخ ۲ جون ۱۸۹۳ء مدعیان نے درخواست واسطے اجراء ڈگری کے پاس [illegible]

* اپیل دوم نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۹ء

مارو تی بنام گرشنا

محض قبضہ کہ اس بنا پر کی کہ زر رہن بذریعہ اون کے ادا کرنے مالگذاری وغیرہ کے منجانب مدعا علیہم کے بیباق ہو گیا۔

تجویز ہوئی کہ درخواست اجرا مین حسب دفعہ ۱۷۹۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) تمادی عارض ہے۔ الفاظ ڈگری غیر معین اور غیر محدود تھے۔ اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ اونمین واقعی ذکر کسی وقت کا واسطے ادا کے نہ تھا۔ لہذا ڈگری تاریخ صدور سے نافذ اور قابل نفاذ صرف اندر مین سالکے ۵۹۳ وقت مذکور سے تصور ہونی چاہیے بجز اسکے کہ وہ بذریعہ درخواست اجرا بموجب قانون کے اندر میعاد معینہ کے نافذ کی جاے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راو بہادر چنی لال مانک لال جج ماتحت درجہ اول باختیارات صیغہ اپیل مقام ستارا۔

سنہ ۱۸۸۰ء مین مدعیان نے نالش انفکاک رہن دائر کی۔ اس نالش مین ڈگری بالرضا بتاریخ ۲۷۔ جون سنہ ۱۸۸۰ء صادر کی گئی جسمین حسب ذیل حکم دیا گیا۔

"مدعیان مبلغ [illegible] مدعا علیہم کو اندر ایک ماہ کے تاریخ ہذا سے ادا کرین۔ اگر نامبردگان زر مذکور ادا نہ کرین تو جس سال کے ماہ چیت مین وے زر مذکور ادا کرین مدعا علیہم نامبردگان کو قبضہ اراضی واپس کرین او سوقت تک مدعا علیہم مالگذاری سرکار ادا کرین اور بعوض سود پیداوار سے مستفید ہوان"

بتاریخ ۲۷۔ جون ۱۸۹۵ء مدعیان نے درخواست واسطے اجرا ڈگری کے پیش کی اور استدعاے قبضہ جائداد مرہونہ اس بنا پر کی کہ زر رہن بذریعہ ادا کرنے مالگذاری سرکار وغیرہ کے منجانب مدعا علیہم کے ادا ہو گیا۔

جج ماتحت اسلام پور نے درخواست کو بوجہ تمادی پذیر ہونے کے نامنظور کیا۔

برطبق اپیل جج ماتحت باختیارات اپیل کی یہ راے ہوئی کہ دفعہ ۱۷۸۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مقدمہ سے متعلق ہے اور یہ کہ حق دینے درخواست اجرا کا راہن کو برطبق ادا زر رہن بماہ چیت کسی سال مین حاصل ہوگا"۔ لہذا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ درخواست مین میعاد سماعت عارض نہین ہے اس لئے اونھون نے فیصلہ عدالت مرافعہ دائر کو فسخ کیا اور یہ ہدایت کی کہ کارروائی اجرا مطابق قانون کے عمل مین آوے۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہم نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین کیا۔

ڈی اے کھرے منجانب اپیلانٹان۔

این جی چنداورکر منجانب رسپانڈنٹان۔

سنہ ۱۸۹۹ع

ماروتی بنام گرستنا ۵۹۴

پارسنس صاحب جسٹس - ڈگری مقدمہ ہذا مین یہ حکم ہے کہ "مدعیان لیٹ
مدعاعلیہم کو اندر ایک ماہ کے تاریخ ہذا سے ادا کرین - اگر نامبردگان زرمذکور اسطور پر ادا نہ کرین تو جب
سال کے ماہ چیت مین دے روپیہ ادا کرین مدعاعلیہم نامبردگان کو قبضہ اراضی واپس کرین
اور سوقت تک مدعاعلیہم مالگذاری سرکار ادا کرین اور بعوض سود پیداوار سے مستفید ہون"-
یہ ڈگری جو ڈگری بالرضا تھی بتاریخ ۲۷ - جون ۱۸۸۳ع صادر کی گئی تہی - بتاریخ ۲۷ - جون ۱۸۹۶ع
مدعیان نے یہ درخواست بغرض اجرا پیش کی اور صرف قبضہ کی استدعا اس بیان سے کی
کہ روپیہ جسکے ادا کئے جانے کا حکم دیا گیا تھا بذریعہ ادا کرنے مالگذاری وغیرہ کے منجانب مدعاعلیہم کے
ادا ہوگیا - حاکم عدالت اپیل ماتحت نے دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت کو متعلق کر کے
درخواست کا اندر میعاد ہونا تجویز کیا - کیونکہ حق درخواست دینے کا راہن کو برطبق ادائے
زرمین بماہ چیت کسی سال مین حاصل ہونے والا تھا" - لیکن ہماری دانست مین ایک بڑی دقت
متعلق کرنے دفعہ ۱۷۹ مین ہے جو صرف اون درخواستون سے متعلق ہے جنکی بابت کوئی میعاد سماعت
کسی اور مقام پر ضمیمہ مین مذکور نہین ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون دفعہ ۱۷۹ متعلق کیجاوے
ڈگری مین یہ ہدایت کی گئی ہے کہ روپیہ اندر ایک ماہ کے یا کسی وقت پر سالہائے مابعد مین
ادا کیا جاوے مگر اوسمین کوئی ذکر کسی حد کا بابت وقت مذکور کے یا کوئی ہدایت بابت بصورت عدم
ادا نہین ہے - لہذا ڈگری تاریخ صدور سے نافذ اور قابل نفاذ صرف اندر تین سال کے وقت مذکور سے
متصور ہونی چاہئے بجز اسکے کہ وہ بذریعہ درخواست ہائے اجرا بموجب قانون اندر میعاد ہائے معینہ
کے نافذ کیجاوے - اسطور پر تجویز کرنے مین ہم خیال کرتے ہین کہ ہم محض تقلید فیصلجات عدالت ہذا کی
صادرہ مقدمات گنپت ساونت بنام [illegible] (۱) وٹھوجی بنام سکھاجی (۲) و نرائن بنام انند رام (۳) کرتے ہین -
ہمکو کوئی فرق مابین ایک ڈگری کے جسمین یہ تحریر ہو کہ روپیہ ادا کیا جاویگا اور اوس ڈگری کے جسمین
یہ ذکر ہے کہ روپیہ سالہائے آیندہ مین ادا کیا جاویگا نہین معلوم ہوتا ہے - دونون بطور مساوی غیر محدود
ہین اور یہ تصور کرنا چاہئے کہ فی الحقیقت اونمین ذکر کسی وقت کا واسطے ادا کے نہین ہے پس بغرض
تحقیق کرنے وقت کے ایکٹ میعاد سماعت پر لحاظ کرنا چاہئے - لہذا ہم حکم صیغہ اجرا عدالت
اپیل ماتحت کو منسوخ اور حکم عدالت مرافعہ اولی کو معہ کل خرچہ بذمہ مدعیان بحال کرتے ہین -

حکم منسوخ کیا گیا -

(۱) (۱۸۹۲ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۴۹۹ (۲) (۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۵

(۳) (۱۸۹۵ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۰

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

۱۹ - جنوری ۱۸۹۹ء

سیجے سنگھ (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام اے ڈی ہوپٹل (ابتداءً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

صفحہ کتاب انگریزی ۵۹۰

حق آسایش - حق راستہ - تبادلہ استعمال - ایکٹ حق آسایش ہند (نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳ - اضافہ حق آسایش میں -

بموجب دفعہ ۲۳ - ایکٹ حقوق آسایش ہند (نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۲ء) حق راستہ جو باغراض زراعت کام میں لایا جاتا ہو واسطے اغراض کارخانہ کے استعمال کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ کوئی بار مزید اوسکی رو سے جائداد مغلوب پر عائد نہ ہو -

اپیل دوم متنازعہ فیصلہ راؤ بہادر لال شنکر اوما شنکر جج ماتحت درجہ اول مقام احمد آباد - نالش واسطے حکم امتناعی کے -

مدعی اور مدعا علیہ مالکان دو کھیتوں کے ہیں جو متصل ہیں - مدعا علیہ کو حق راستہ مدعی کے کھیت میں ہوکر پیداوار زراعت کو اپنے کھیت سے شارع عام تک لیجانیکی غرض سے حاصل تھا - سنہ ۱۸۹۹ء میں مدعا علیہ نے کارخانہ روئی اوٹنے کا اپنی اراضی پر تعمیر کیا اور اپنا حق راستہ اراضی مدعی پر بغرض لانے اور لیجانے مال کے اپنے کارخانہ سے شروع کیا -

برطبق اسکے مدعی نے نالش حال دائر کی کہ مدعا علیہ راستہ کو جو اوسکے کھیت میں ہوکر ہے بغرض مذکور استعمال کرنے سے باز رکھا جاوے -

عدالت مرافعہ اولی نے حکم امتناعی عطا کیا کہ مدعا علیہ حق راستہ اراضی مدعی پر واسطے کسی دیگر غرض علاوہ اغراض زراعت اوسکے استعمال کرنے سے باز رکھا جاوے -

اپیل میں جج ماتحت درجہ اول نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ کو حق راستہ اراضی مدعی پر واسطے جملہ اغراض کے حاصل ہے وجوہ حاکم موصوف کے حسب ذیل ہیں -

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا کہ مدعا علیہ کو حق راستہ مدعی کے کھیت میں ہوکر واسطے اغراض زراعت کے نسبت نمبر ۱۹۹ پیمایش کے حاصل ہے میں خیال کرتا ہوں کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء محولہ عدالت ماتحت مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے - یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نے کارخانہ روئی اوٹنے کا نمبر ۱۹۹ پیمایش میں قائم کیا ہے - لہذا از روے ڈگری عدالت ماتحت کے حق راستہ مدعا علیہ سے واسطے اغراض کارخانہ کے انکار کیا گیا ہے - لیکن از روے مجموعہ عام گذارک

سنہ ۱۸۹۹ء
سب سنگھ بنام ہومیل ۵۵۶

اراضی کے اراضی زراعت کو واسطے دیگر غرض کے علاوہ اغراض زراعت کے بھی استعمال کئے جانیکی اجازت دی گئی لہذا راستہ نمبر ۹۶ پیمایش کا واسطے جملہ اغراض مجوزہ مجموعہ مالگذاری اراضی کے ہونا چاہئے۔ کوئی بار مزید مدعی پر بوجہ استعمال مشترک واسطے اغراض کارخانہ کے نہین عاید ہوتا ہے حسب دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء مدعاعلیہ راستہ کو اوس طریق پر جس سے نہایت کم بار مدعی پر ہو استعمال کر سکتا ہے۔ مدعی کو ایک جزو نمبر ۹۰ پیمایش کا واسطے راستہ مدعاعلیہ کے عوض نمبر ۹۶ پیمایش تک تجویز کرنا چاہئے اور تب مدعاعلیہ حسب دفعہ ۲۳۔ ایکٹ مذکور راستہ واسطے اغراض کارخانہ کے بھی استعمال کر سکتا ہے"۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین دایر کیا۔

آین جی چنداورکر منجانب مدعی۔ مدعاعلیہ کو حق راستہ اراضی مدعی پر صرف واسطے اغراض زراعت کے حاصل ہے۔ نامبردہ کو حق استعمال کرنے اس راستہ کا بغرض لانے اور لیجانے مال کے اپنے کارخانہ کے حاصل ہے۔ اوس حق راستہ مین جو ایک غرض کے لئے حاصل ہو حق راستہ کسی دیگر غرض کے لئے شامل نہین ہے۔ مقدمات ویلڈن وغیرہ کا مقدمہ کنسروٹیرس بنام ڈکسن (۱) اور بریڈبرن بنام مارس (۲) ملاحظہ طلب۔

گنپت سداشیو راؤ منجانب رسپانڈنٹ۔ حسب دفعہ ۲۳۔ ایکٹ حق آسایش دنمبرہ سنہ ۱۸۸۲ء کوئی مالک جائداد غالب طریقہ استعمال حق آسایش کو بدل سکتا ہے بشرطیکہ اوسکی وجہ سے کوئی بار مزید جائداد مغلوب پر عاید نہ ہو۔ اس مقدمہ مین عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ کوئی بار مزید اراضی مدعی پر بوجہ استعمال مشترک واسطے اغراض کارخانہ کے نہین عاید ہوتا۔ چونکہ یہ صورت ہے لہذا حکم امتناعی مستدعیہ سے انکار مناسب طور پر کیا گیا۔ مقدمہ گریٹ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام سفن کربریر کمپنی (۳) ملاحظہ طلب۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ اس امر سے کہ بموجب مجموعہ مالگذاری اراضی کے اجازت استعمال کرنے اراضی زراعت کی واسطے دیگر غرض علاوہ اغراض زراعت کے دی گئی ہے (جیسا کہ جج ماتحت باختیارات اپیل نے خیال کیا ہے) کسی حق راستہ کا استعمال کرنا واسطے جملہ اغراض مجوزہ مجموعہ مالگذاری اراضی کے جائز نہین متصور ہو سکتا۔ دفعہ ۲۳ ایکٹ حق آسایش جنید سنہ ۱۸۸۲ء نسبت اس امر کے صاف ہے کیونکہ اوس مین یہ حکم ہے کہ مالک جائداد غالب و تمانع طریق و مقام استفادہ حق آسایش تبدیل کر سکتا ہے بشرطیکہ نامبردہ اوسکی رو سے کوئی بار مزید جائداد مغلوب پر عاید نہ کرے۔ اس سے صرف تقلید اوس قاعدہ کی ہوتی ہے جو فیصلہ جات عدالتی

(۱) (۱۸۸۲ء) رپورٹ وچانسری ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۲ (۲) (۱۸۸۲ء) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۲

(۳) (۱۸۹۲ء) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۱۵۷

۱۸۹۹ء جے سنگھ بنام یو کیل ۵۹۷

مصدورہ مقدمات ومبلڈن وغیرہ وکامنس کمشنروٹیرس بنام ڈکسن (۱) وبریڈبرن بنام مارس (۲) مین قرار دیا گیا ہے یعنی قاعدہ یہ ہے کہ مالک جائداد غالب بذریعہ تبدیل کرنے نوعیت ودخل اراضی کے جسکی بابت حق راستہ یا حق آسائش قائم ہے مالک جائداد مغلوب پر زیادہ بار عائد نہین کرسکتا۔ مقدمہ حال مین مدعاعلیہ نے ایک روئی کا پینچ اوس نمبر پر جس پر آسائش قائم کیا گیا ہے جو پیشتر صرف واسطے اغراض زراعت کے استعمال کیا جاتا تھا اور وہ چاہتا ہے کہ حق راستہ موجودہ سابق کو واسطے اغراض پینچ کے کام مین لائے اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا کوئی بار مزید جائداد مغلوب مدعی پر بوجہ اوس استعمال راستہ کے جو مدعاعلیہ نے کیا ہے یا کرنا چاہتا ہے عائد ہوتا ہے یا نہین کوئی تحقیقات بابت اس امر کے نہین کی گئی اور صرف ایک تحریر ضمنی اوسکی بابت تجویز عدالت ماتحت مین ہے ہم حاکم عدالت اپیل ماتحت سے یہ استدعا کرتے ہین کہ اوس امر تنقیح طلب کی جو ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے بعد لینے شہادت کے تجویز کرین اور اپنی تجویز نسبت امر مذکور کے اندر دو ماہ کے عدالت ہذا مین ارسال کرین۔

امر تنقیح طلب ارسال کیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانا ڈے صاحب جسٹس

۲۳ جنوری ۱۹۰۰ء صفحہ کتاب انگریزی ۵۹۷

پرشوتم ویک کس دیگر (ابتدا مدعیان) اپیلانٹان بنام آتمارام جنار دن وغیرہ (ابتدا مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

تقسیم۔ دو نالشات واسطے تقسیم کے۔ پہلی نالش واسطے تقسیم جائداد خاندان کے۔ دوسری نالش واسطے تقسیم جائداد مشترکہ مقبوضہ خاندان و اشخاص دیگر کے۔ ورج۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۳ و ۴۳۔ عملدرآمد۔

اوس نالش سے جو منجانب چند اہلی خاندان بنام دیگر اہلی خاندان مذکور واسطے تقسیم جائداد مشترکہ خاندان کے دائر ہوئی ہو دوسری نالش منجانب اونہین مدعیان کے واسطے تقسیم دیگر جائداد مشترکہ خاندان ناممبرکان وغیرہ اشخاص کے ممنوع نہین ہے۔

اپیل دوم بنارا منی فیصلہ مصدورہ جے بی الکاک صاحب جج ضلع ناسک۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۴۴ صفحہ ۳۶۲ (۲) (سنہ ۱۸۹۲ء) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۲

* اپیل دوم نمبر ۳۲۳ سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۸۹۹ء

پرشوتم بنام اتمارام ۵۹۸

مدعیان اور پہلے چہ مدعا علیہم اہالی خاندان پاراشر کے تھے اور باین حیثیت وے مالکان مشترک ایک خاص ورتی موسومہ پاراشر ورتی کے تھے۔ نامبردگان بشرکت خاندان دیگر یعنی خاندان کھانڈوی کے مالکان ورتی دیگر موسومہ کھانڈوی پاراشر ورتی کے بھی تھے۔

سنہ ۱۸۸۲ء مین مدعیان نے (بحیثیت اہالی خاندان پاراشر کے) بنام پہلے چہ مدعا علیہم (اہالی خاندان پاراشر) واسطے تقسیم پاراشر ورتی و دیگر جائداد مشترکہ خاندان کے نالش (نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دائر کی اور ڈگری حاصل کر کے اپنا حصہ دلا پایا۔

مدعیان نے اب یہ نالش بنام دیگر اہالی اپنے خاندان (مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۶) و نیز اہالی خاندان کھانڈوی (مدعا علیہم نمبر ۷ لغایت ۱۴) کے واسطے تقسیم کھانڈوی پاراشر ورتی کے دائر کی۔ مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۶ نے یہ حجت کی کہ بمقابلہ ہمارے نالش ہذا مین نالش سابق عارض ہے کیونکہ دعوی جواب کیا گیا نالش مذکور مین شامل ہونا چاہیے تھا (دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ملاحظہ طلب)۔

جج ماتحت نے حجت مدعا علیہم کو نامنظور کر کے بحق مدعیان ڈگری صادر کی۔

بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۶ کے صاحب جج ضلع نے ڈگری منسوخ اور نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ اوسمین دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) عارض ہین۔

مدعیان نے اپیل دوم دائر کیا۔

دابی اے کمرے منجانب اپیلانٹان (مدعیان)

این جی چنداورکر منجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)

پارسنس صاحب جسٹس۔ ایک ورتی ملکیت مشترکہ خاندان پاراشر اور ایک ورتی ملکیت مشترکہ خاندان ہاے پاراشر و کھانڈوی کی تھی۔ مدعیان پاراشر خاندان کے ہین اور سنہ ۱۸۸۲ء مین نامبردگان نے بنام مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۶ (کہ وہ بھی پاراشر خاندان کے ہین) واسطے تقسیم اپنی ورتی مشترکہ کے نالش دائر کی اور ڈگری حاصل کی اور مابین اونکے ورتی تقسیم ہو گئی۔ مدعیان نے اب بنام مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۶ اور مدعا علیہم نمبر ۷ لغایت ۱۴ (جو اہالی خاندان کھانڈوی ہین) واسطے تقسیم اپنی ورتی مشترکہ کے نالش کی۔ صاحب جج ضلع کی یہ راے ہے کہ نالش مین احکام دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی عارض ہین۔ ہم حاکم موصوف سے اتفاق نہین کر سکتے۔ دفعہ ۱۳ متعلق نہین ہو سکتی کیونکہ فریقین ایک ہی نہین ہین۔ دفعہ ۴۳ صرف اون دعاوی سے متعلق ہے

سنہ ۱۸۹۹ع

پرشوتم بنام اتمارام

جو ایک ہی بنائے مخاصمت سے پیدا ہوں - یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دعوی مدعیان واسطے حصول اپنے حصہ جائداد کے جو ملکیت مشترکہ نامبردگان و بکر کی تہی اوسی بنائے مخاصمت پر مبنی ہے جسپر اونکا دعوی بابت حصہ ایسی جائداد کا ہے جو ملکیت مشترکہ نامبردگان و بکر و خالد کی ہے - اگر بنائے مخاصمت انکار تقسیم مدعا علیہم پر مبنی ہے تو ہر صورت مین وہ انکار از طرف اشخاص مختلف مالکان حقوق مختلف ۵۹۹ کے ہے - اگر وہ بنائے مخاصمت استحقاق دعوی تقسیم شئے مشترکہ پر مبنی ہے تو منشائے دعوی مختلف ہے کیونکہ جائداد مشترکہ زمان عمرو و بکر ملکیت مشترکہ عمرو و بکر و خالد کی نہیں ہے - جائداد مشترکہ خاندان وہ جائداد ہے جسکے مالک ایک ہی خاندان کے اشخاص مشترکہ ہوں اور فیصلہ مقدمہ اوکما بنام داگا (۱) بلحاظ صرف ایسی جائداد کے صادر ہوا تہا - جائداد جو بقبضہ مشترکہ کئی خاندانوں کے ہو منجملہ اون خاندانوں کے ہر ایک خاندان کی ملکیت مشترکہ نہیں ہوتی کہ بوقت دائر کرنے نالش بنام شریک اپنے خاص خاندان واسطے تقسیم اپنی جائداد خاندانی کے اونمین سے ہر ایک پر یہ لازم ہو کہ وہ جائداد مذکور کو اوس نالش مین شامل کرین ورنہ بعد ازان جائداد مذکور کے حصہ کی بابت نالش کرنے کی اجازت اونکو نہ دیجاویگی - دفعہ ۴۳ مین ایسا کوئی قاعدہ قانونی جیسا کہ یہ ہے مندرج نہین ہے - اگر ایسا ہوتا تو اس نالش مین کل جائداد مشترکہ خاندان کمانڈوی کی شامل ہو جاتی اور اگر جائداد مشمولہ مذکور ملکیت خاندان مذکور اور دیگر خاندان کی ہوتی تو سب کاروں خاندانوں کے و نیز اونکی جملہ جائداد مشترکہ شامل کیجاتی یہ نتیجہ نہایت خراب ہوتا - ہم ڈگری مصدورہ عدالت اپیل ماتحت کو اس امر تمہیدی پر منسوخ کرتے ہین اور اپیل کو واسطے فیصلہ رو ئداد ی کے واپس کرتے ہین - خرچہ داخل خرچہ مقدمہ کے ہوگا -

رانا دے صاحب جسٹس - اپیلانٹان یعنی مدعیان ابتدائی نے یہ نالش واسطے تقسیم اپنے حصہ واقع حصہ مشترکہ مملوکہ اہالی خاندان پاراشر (جسمین اپیلانٹان و رسپانڈنٹان نمبر ۱ لغایت ۹ ہین) و خاندان کمانڈوی کے (جسمین رسپانڈنٹان نمبر ۷ لغایت ۱۴ ہین) دائر کی - ایک نالش ماقبل واسطے تقسیم مابین اپیلانٹان و اونکے بہائی بندوں یعنی رسپانڈنٹان نمبر ۱ لغایت ۵ کے بابت تقسیم جائداد خاندان مشترکہ کے جسمین مکانات و اراضیات و پاراشر و ستی شامل ہین دائر ہوئی تہی اور رسپانڈنٹان (مدعا علیہم) نمبر ۱ لغایت ۵ نے یہ حجت کی کہ نالش حال واسطے تقسیم و ستی مشترکہ پاراشر و کمانڈوی کے حسب دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل سماعت نہین ہے کیونکہ اپیلانٹان کو لازم تہا کہ اپنے دعوی حال کو نالش سابق مین شامل کرتے - و دیگر رسپانڈنٹان نمبر ۷ لغایت ۱۴ نے

(۱) دیکھو ۱۸۹۰ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۲

سنہ ۱۸۹۹ع
پرشوتم بنام دتارام

خاندان کھانڈوی کے ہیں نسبت دعوی ایلا ثمان کے اس بنا پر کوئی عذرداری نہیں کی عدالت مرافعہ اولی نے رب باثر ثمان نمبر دنعایت ہو کی اس عذرداری کو نامنظور کیا مگر عدالت اپیل ماتحت نے خصوصاً بسند نظیر مقدمہ اوکما بنام ڈواگا (۱) یہ تجویز کیا کہ عذرداری مذکور حسب اثر مجموعی دفعات ۱۳ (۲) و ۴۳ مجموعہ مذکور کے قاطع دعوی ایلا ثمان ہے۔ امر غور طلب یہ ہے کہ آیا دعوی حال واسطے تقسیم ورثے مشترکہ یا راشٹرو کھانڈوی کے نالش ماقبل تقسیم یاراشٹر ورثے میں شامل نہ کیے جانے کی وجہ سے صحیح طور پر نامنظور ہوا۔

میری رائے میں یہ بخوبی عیاں ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کرنے میں غلطی کی کہ مقدمہ ہذا سے نظیر مقدمہ اوکما بنام ڈواگا متعلق ہے۔ واقعات اوس مقدمہ کے یہ تھے کہ جائداد خاندان مشترکہ میں اراضیات و قرضہ جات شامل تھے اور نالش ماقبل کی غرض دعوی میں صرف تقسیم قرضہ جات کی استدعا تھی اور یہ بھی تحریر تھا کہ بقیہ جائداد مشترکہ تقسیم ہوچکی تھی نظر باین حالات یہ نہایت صحیح طور پر تجویز ہوئی تھی کہ حسب دفعہ ۴۳ مجموعہ مذکور کے نالش مابعد تقسیم اراضیات کی سماعت نہیں ہوسکتی تھی۔ مقدمہ حال میں ایسا کوئی بیان نہیں تھا۔ نالش سابق اوس جائداد کی تقسیم پر محدود تھی جو ملکیت مشترکہ خاندان یاراشٹر کی تھی اور اوس میں وہ ورثے شامل تھی جو صرف مملوکہ اہالی خاندان یاراشٹر تھی۔ نالش حال اوس ورثے کی تقسیم سے متعلق ہے جسکے اہالی خاندان یاراشٹرو کھانڈوی بالاشتراک مالک ہیں اور اشخاص آخر الذکر بلحاظ خاندانی رشتہ داری کے اہالی خاندان یاراشٹر سے بالکل علٰحدہ ہیں۔ بمقابلہ اہالی خاندان کھانڈوی کے یہ دعوی نالش سابق تقسیم خاندان میں بغیر خلاف ورزی احکام دفعات ۲۰۰ و ۲۹ و ۴۴ مجموعہ مذکور جو متعلق اشتمال بیجا اشخاص اور شے منشاے نالش کے ہے شامل نہیں ہوسکتا تھا جیسی کہ مقدمہ ہری بنام گنپت راو (۲) میں تجویز ہوئی ہیکہ قاعدہ کہ ہر نالش تقسیم میں جملہ جائداد خاندان مشترکہ شامل ہوگی تابع چند مستثنیات کے ہے مثلاً اول جبکہ اوسکے اجزاے مختلف اندرون و بیرون برٹش انڈیا کے واقع ہوں (دیکھو مقدمہ راماچاریا بنام اننتاچاریا (۳))

(۱) (سنہ ۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۰۱

(۲) (سنہ ۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۷۲

(۳) (سنہ ۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۶

سنہ ۹۹ء

پرشوتم بنام آتمارام

(دوم) جبکہ اوسکا ایک جزو واسطے تقسیم کے بایں وجہ فوراً دستیاب نہیں ہو سکتا کہ وہ بقبضہ ترہن دار کے ہے یا یہ کہ وہ اراضی انعام ہے جسکی نسبت عدالتون کو اختیار سماعت کی اجازت سرکار سے درکار ہے۔ (دیکھو مقدمات نراین بنام پانڈورنگ (۱) و بالکرشن بنام ہری (۲) و بیتا رومی نڈالی بنام آودی مولا نڈالی (۳) تیسری قسم کے مقدمات بھی اسیطرح قاعدہ مذکور سے مستثنی ہو سکتے ہیں جیسا کہ مثل مقدمہ حال کے جائداد بقبضہ خاندان اجمالی بشرکت اون اشخاص غیر کے ہو جنکو درمیان شرکا کے تقسیم خاندان مین کوئی حق حاصل نہیں ہے اور جنکی طرف سے
۶۰۱
نالش تقسیم خاندان مین فریق نہیں ہو سکتے تھے۔ مقدمہ گوری شنکر بنام آتمارام (۴) سے یہ بخوبی عیان ہے کہ ایسے مقدمات ممکن الوقوع ہین اور یہ کہ محض یہ امر کہ تقسیم ہو چکی ہے بعدم موجودگی اقرارنامہ مضمون مذکور بلفظ مانع حق تقسیم ایسی جائداد کا جو ہنوز تقسیم نہیں ہوئی اور جسکی نسبت اہالی خاندان کو حیثیت شرکا کے جائداد غیر منقسمہ حاصل ہے نہیں ہو سکتا کل کا قانون یا کسی خاص جماعت کو حق متعلقہ چراگاہ عام یا جنگل مین ملکیت مشترکہ حاصل ہو سکتی ہے اور ایسا تصرف عام تقسیم خانگی مابین اہالی کسی ایک یا زیادہ جزو خاندانون کے بعد بھی قائم رہ سکتا ہے نالش تقسیم خاندان مین محض ایسے دعوی عام کے عدم شمول سے ارادہ متروکگی جزو دعوی مذکور مستنبط نہیں ہو سکتا۔ یہ صورت مقدمہ منشی بدل الرحیم بنام شمس النسا بیگم (۵) مین تجویز ہو چکی ہے اور اسکی حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ پتاپور راجہ بنام سوریہ راؤ (۶) مین بعد ازان تشریح کی ہے۔ منجملہ ان دو مقدمات کے مقدمہ اول مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ واسطے متعلق کرنے دفعہ ۷ مجموعہ سابق کے جواب دفعہ ۴۳ مجموعہ حال کی ہے صحیح معیار یہ ہے کہ آیا نالش جدید ایسی بنائے مخاصمت پر مبنی ہے جو بنائے نالش سابق سے علیحدہ ہے۔ مقدمہ مابعد مین اسکی تصریح مزید ہوئی تھی۔ دفعہ ۷ کی رو سے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر نالش مین

(۱) (سنہ [illegible]ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۸

(۲) (سنہ [illegible]ء) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۳

(۳) (سنہ [illegible]ء) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۰۹

(۴) (سنہ ۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۱

(۵) (سنہ ۶۷ء) اپیل ہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۲

(۶) (سنہ [illegible]ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۵۲۰

سنہ ۱۸۹۶ء

پرشوتم بنام آتمارام

ہر ایک بنائے مخاصمت یا ہر ایک دعوی جو کسی فریق کا ہو شامل ہوگا بلکہ صرف یہی ضروری ہے کہ ہر ایک نالش میں وہ مسلم بنائے مخاصمت شامل رہیگی جسکے لئے نالش دائر ہوئی۔ مقدمہ متہر موہن منڈل بنام کمین کوری داسی (۱) ملاحظہ طلب۔ بنائے مخاصمت یعنی واقعہ یا واقعات جن سے نالش تقسیم خاندان میں بنائے استغاثہ پیدا ہوئی خاندان یا اشخاص میں رشتہ میان تھا نالش حال میں بنائے مخاصمت شرکت خاندان یا اشخاص کا نہ ہونی کی تھی۔ بنائے ہائے مخاصمت اسطرح پر مختلف ہونے کی بابت مقدمہ میں نہ دفعہ ۱۳ فقرہ ۲۔ اور نہ دفعہ ۴۳ کا کوئی اثر ہو سکتا ہے یہ وہ اصول تھا جس سے مقدمات ذیل میں نالشات مابعد میں نزاع ماقبل کے عارض نہ ہونیکی

۶۰۲ تجویز ہوئی تھی۔ مقدمات میریا تھوڈی بنام رگھو (۲) وچتاپور راجہ بنام سور یا راؤ (۳) ودام ہری منڈل بنام متہر موہن منڈل (۴) ملاحظہ طلب۔

ایک معمولی معیار اس بات کے تجویز کرنے کے لئے کہ آیا بنائے مخاصمت وہی ہے یا علیحدہ اس امر کا دیکھنا ہے کہ آیا دونوں دعاوی کی اوسی شہادت سے تائید ہوتی ہے یا نہیں مقدمہ سور سندری دیبیا بنام غلام علی (۵) ملاحظہ طلب۔ یہ عیان ہے کہ اس معیار سے جانچ کرنے سے نالش حال میں نزاع ماقبل مانع نہیں ہے۔

بوجوہ متذکرہ بالا ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ صاحب جج ضلع نے دعوی کے ڈسمس کرنے میں غلطی کی۔ ہم حاکم موصوف کی ڈگری منسوخ کرکے مقدمہ کو بغرض فیصلہ رو دادی کے حاکم موصوف کے پاس واپس کرتے ہیں۔

ڈگری منسوخ ہوئی اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

(۱) (سنہ [illegible]ء) ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۲

(۲) (سنہ [illegible]ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۶

(۳) (سنہ [illegible]ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۵۲۰

(۴) (سنہ [illegible]ء) ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۰

(۵) (سنہ [illegible]ء) ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳۱

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس وراناوے صاحب جسٹس

۲۴ جنوری ۱۹۰۹ء

کمار گووا (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام بھیم جی کیشو و یکس دیگر (ابتداءً مدعا علیہا) ریسپانڈنٹان

صفحہ کتاب انگریزی ۶۰۲

اراضیات خدمتی - محض عدم انجام دہی خدمت سے قبضہ مخالفانہ نہیں ہوتا قبضہ مخالفانہ

میعاد سماعت ضبطی -

جس صورت مین کہ اراضیات پر قبضہ بعوض اجرت خدمت کے ہوا ہو اگر کوئی خدمت انجام

نہین دی گئی بنفسہ قبضہ کو مخالفانہ نہین ہو جاتا قبضہ مخالفانہ کے لئے انکار انجام دہی خدمت کے

یا دعوی قبضہ اراضیات کا بلا خدمت کے کرنا لازمی ہے -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ اپل کرمپ صاحب اسسٹنٹ جج مقام دہاروار -

مدعی تربیندر محال کا دیسائی ہے -

سنہ ۱۹۰۳ء مین نامبردہ نے یہ نالش بنا بر دلا پانے قبضہ چند اراضیات کے جو جزو دیسگی

اراضیات وتنگت انعام کی تہین دائر کی - اوس نے بیان کیا کہ اوسکے مورثان نے یہ

اراضیات مورثان مدعا علیہ نمبر ا کو بالعوض اجرت اون خدمات کے دی تہین جو متعلق عہدہ متالک یعنی

ڈپٹی دیسائی کے انجام دینی چاہئے تہین - یہ کہ لغایت سنہ ۱۹۰۲ء یہ خدمات وقتاً فوقتاً منجانب ۶۰۳

خاندان مدعا علیہ کے انجام ہوتی رہین مگر بعدہ مدعا علیہ نمبر (۱) نے کسی خدمت کے انجام دینے

انکار کیا و نیز نا قابل انجام دینے خدمات مذکورہ کے تہا - نامبردہ نے دعوی کیا کہ مین اسوجہ سے

مستحق ضبط کر لینے اراضیات مذکورہ کا ہون - منجملہ دیگر امورات کے مدعا علیہ نمبر (۱) نے عذر کیا کہ میرے

مورثان عنقریب ۲۰۰ سال تک اراضیات پر بلا مزاحمت قابض رہے - یہ کہ نالش مین

تمادی عارض ہے - یہ کہ مین اس بات سے آگاہ نہ تہا کہ اراضی سے کوئی خدمت متعلق ہے

یہ کہ مدعی نے انجام دہی خدمت کا کبھی تقاضا نہین کیا اور یہ کہ جس خدمت کی عدالت ہدایت

کرے مین اوسکے انجام دینے کے لئے راضی ہون -

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اراضیات متنازعہ مدعی کے دیسگتی وطن کی جزو ہین اور یہ کہ

خاندان مدعا علیہ اول بالعوض اجرت اون خدمات کے جو نامبردگان نے بحیثیت متالکان

دیسائی کے انجام دی تہین اونپر قابض و متصرف تہا - اور یہ کہ لغایت سنہ ۱۹۰۳-۱۹۰۲ء خدمات

سنہ ۱۸۹۹ء

کارگوڑا بنام بسیم جی

حسب ضابطہ انجام دی گئین۔ اس لئے نالش مین تمادی عارض نہین ہے
حاکم موصوف نے بحق مدعی ڈگری مشعر دلانے قبضہ اراضیات کے صادر کی۔

بر طبق اپیل اسسٹنٹ جج نے جج ماتحت سے اس تجویز مین اتفاق رائے کیا کہ اراضیات متنازعہ ابتداً ملکیت خاندان مدعی کی تہین۔ یہ کہ اراضیات مذکور خاندان مدعا علیہ نمبر ۱ کو بالعوض اون خدمات کے دی گئی تہین جو بحیثیت متالگ ویسائی کے انجام ہونی چاہیے تہین۔ اور یہ کہ اراضیات مذکور شامل جزو اراضیات ویتگت انعام ازان مدعی کے بہت منقصور تہین مگر حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ بغیر انجام دینے کسی خدمت کے اراضیات پر تیس سال تک قابض رہا اور حاکم موصوف کی یہ رائے تہی کہ نامبردہ کا قبضہ مخالفانہ ہو گیا اور اس لئے دعوی مدعی مین تمادی عارض ہے۔ چنانچہ حاکم موصوف نے ڈگری جج ماتحت منسوخ کر کے نالش موسس کی
بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل دوم دائر کیا۔

الوریرتی (بمعیت مانک شاہ جہانگیر شاہ) منجانب اپیلانٹ۔

بریسن (بمعیت این جی چندا ورکر) منجانب رسپانڈنٹان۔

پارسنس صاحب جسٹس ۔ عدالت ہاے ماتحت کی تجاویز حال حسب ذیل ہین۔

(اول) یہ کہ اراضیات متنازعہ ابتداً جزو اراضیات ویتگت انعام ازان مدعی کی تہین۔

۶۰۴ (دوم) یہ کہ اراضیات مذکور مورثان مدعی نے مورثان مدعا علیہ اول کو بالعوض اون خدمات کے دی تہین جو منجانب اشخاص آخر الذکر کے واسطے اشخاص اول الذکر کے انجام ہونے والی تہین
مگر عدالت اپیل ماتحت نے باختلاف راے عدالت مرافعہ اولی کے یہ تجویز کی کہ نالش ولا پانے قبضہ اراضیات مین تمادی عارض ہے اس نتیجہ کے نکالنے مین اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی ہے کہ محض عدم انجام دہی خدمات سے قبضہ مدعا علیہ مخالفانہ ہو گیا۔ یہ صریحاً غلط ہے۔ اراضیات پر قبضہ بالعوض خدمت کے تہا اور اس امر سے کہ کوئی خدمت انجام نہین دی گئی بنفسہ قبضہ مخالفانہ نہین ہو جاتا۔ اس بارہ مین انجام دہی خدمت کی وہی بنا ہے جیسی کہ ادا ے لگان کی اور اصول مندرجہ مقدمات خاندو بنام کرشنا (۱) و بھو دیساب بنام ہنمنت (۲) متعلق ہوگا۔ ایسی اراضیات کا قبضہ مخالفانہ ہونے کے لئے انکار انجام دہی خدمت تے یا دعوی قبضہ اراضیات بلا خدمت کے کرنا ضروری ہے۔ جج ماتحت نے قطعاً ثابت کیا ہے کہ غایت سنہ ۱۸۹۳-۱۸۹۲ء مدعا علیہ کام مدعی کا بطور چنبل کے کرتا رہا اور یہ کہ اوسوقت تک انجام دہی خدمت سے کوئی انکار نہین کیا گیا اور نسبت امر سماعت کے

(۱) دیکھو فیصلہ ... انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۳۹ (۲) دیکھو فیصلہ ... انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ نمبر ۹ صفحہ ۹۰۵

سنہ ۱۸۹۹ء

کمار گووا بنام بھیم جی وغیرہ

حاکم موصوف کا فیصلہ بلاشک صحیح ہے۔

مین اس سلسلہ مین کاغذ نمبر ۲۵۶ پر غور کرتا ہون جو دستاویز مورخہ ۲۴ - جولائی سنہ ۱۸۶۴ء ہے جو دستخطی
مدعاعلیہ اول موسومہ مدعی ہے - اوسمین مدعاعلیہ نے تحریر کیا ہے کہ اراضیات متنازعہ و دیگر اراضیات
مدعی کے دیش گتی وطن واقع زمیندر محال کی اراضیات چورت کی جزو ہین اور جو وہ یعنی اونکے (مدعاعلیہ -
اوسکے) بطور اجرت انجام وہی خدمت نتاگی کے بدستور رہنے دی گئی تھین چنانچہ نامبردہ حسب ہدایت
مدعی بذریعہ ادائے مبلغ ۸ روپیہ سالانہ بطور جوڑی بابت اون اراضیات کے انجام دہی خدمت کا ذمہ دار تھا
اور نامبردہ نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ چونکہ اوس نے استنے دنون تک برابر اور وقتاً فوقتاً خدمت مذکور انجام دی
اور نہ اوس وجہ سے جوڑی ادا کی اور عاجزانہ مدعی سے عرض کی کہ آیندہ وہ ایسی وعدہ خلافی نہ کریگا یا ایسے
طریق پر عمل نہ کریگا اور مدعی نے اوسے بعہدہ پٹیل محال زمیندار اس شرط پر مقرر کر دیگا اقرار کیا کہ وہ جوڑی اراضیات
متنازعہ کو مثل سابق کے برابر ادا کرتا رہیگا اس لئے نامبردہ نے یہ قرار نامہ اپنی خواہش و رضامندی سے
۴۰۵ باین اقرار تحریر کیا کہ وہ آیندہ کار منصبی مذکور قابلیت سے انجام دیتا رہیگا اور حسب مذکور الصدر جوڑی
برابر ادا کرتا رہیگا - اس دستاویز کو جج ماتحت نے شہادت مین منظور کیا مگر اسسٹنٹ جج نے اس بنا پر
نامنظور کیا کہ وہ رجسٹری شدہ نہین تھی - میری رائے مین وہ ایسی دستاویز نہین ہے جسکی رجسٹری لازمی ہو
وہ محض بیان واقعات ماضیہ کا اس وعدہ کے ساتھ ہے کہ آیندہ مطابق اوسکے عمل کیا جاویگا - اوسمین
نہ کسی جائداد غیر منقولہ کا ذکر ہے اور نہ اوسکی رو سے کوئی حقوق یا ذمہ داریان جدید پیدا ہوتی ہین سو وہ
شہادت مین منظور ہونے کے قابل تھی - اسسٹنٹ جج دربارہ اس دستاویز کے یہ تحریر کرتے ہین کہ اگر
وہ قابل منظوری ہو تو اوس سے یہ صریح عیان ہے کہ خدمت واقعی انجام دی گئی تھی - میری رائے
مین اوس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدمت کا کام مسلسل ہے اور اوسکے انجام دینے کا وعدہ کیا گیا تھا
اور یہ کہ قبضہ مخالفانہ نہ تھا -

صرف اوس تنقیح چہارم پر غور کرنا باقی ہے جو غیر دادرسی بابت متدعویہ کے جسکا مدعی مستحق
ہو سکتا ہے ایک خاص دادرسی سے متعلق ہے - جج ماتحت نے جنہون نے قبضہ دلایا بابت امر تنقیح طلب
بخوبی غور کرکے تجویز کی تھی مگر اسسٹنٹ جج نے بوجہ اونکی تجویز دربارہ امر جد سماعت کے اوسپر
صرف بحث کی ہے - اس لئے مین اس امر پر حاکم آخر الذکر کی رائے کو منظور نہین کر سکتا - میری
دانست مین عدالت اپیل ماتحت کو بعد غور کامل کرنے کے شہادت خود مدعی پر دربابت
طلب خدمت کے (وہ طریق عمل مدعاعلیہ پر جسکو جج ماتحت نے نمبر ۶ کے صفحہ ۸ مین بخوبی تحریر کیا ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
کمار گوڑا
بنام
بھیم جی رشو

تجویز جدید کرنی چاہیے۔ لہذا ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ حاکم عدالت اپیل تحت اپنے امر تنقیح طلب چہارم کی بابت تجویز جدید تحریر کریں اور بابین دو ماہ کے اس عدالت میں اوسکو ارسال کریں۔

رانا ڈے صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ دیسائی زمیندار محال واقع دھارواڑ نے یہ نالش بنا بر ضبطی اون چند اراضیات کے دائر کی جنکو مورثان اپیلانٹ نے مورثان رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو بالعوض اجرت خدمت بحیثیت متالک دیسائی کے دیا تھا۔ ضبطی کی استدعا اس بنا پر کی گئی کہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ خدمت مذکور کے ناقابل ہوگیا تھا اور انجام دہی خدمت سے گو اوس سے واسطے انجام دہی خدمت کے سنہ ۱۸۸۹ء میں کہا گیا تھا انکار کیا تھا۔ دعوی علی سبیل البدل ہی واسطے لگان یا جوڑی و ابواب مقامی تین سال کے تھا۔ رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے دعوی کیا کہ وہ ۵۰ اسامی سے اراضیات پر قابض رہا ہے اور بیان کیا کہ وہ اس بات سے ناواقف ہے کہ بالعوض اراضیات مذکور کے کوئی خدمت انجام دینے کو تھی۔ اوس نے اس سے انکار کیا کہ اوس سے کسی خدمت کا تقاضا کیا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ وہ انجام دہی خدمت کے لئے اگر یہ ثابت ہوجاتا کہ وہ انجام دہی خدمت کا پابند تھا مستعد تھا۔ نامبردہ نے ادائے لگان یا جوڑی یا ابواب مقامی کی ذمہ داری سے قطعاً انکار کیا۔ ۶۰۶

رسپانڈنٹ دوم و مدعا علیہم دیگر نے بذریعہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے حق کا دعوی کیا۔

عدالت مرافعہ اولی نے دعوی اپیلانٹ مدعی بایں تجویز ڈگری کیا کہ اراضیات مذکور بطور حقیت خدمتی کے رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے قبضہ میں ہیں اور چونکہ رسپانڈنٹ نے انجام دہی خدمت مذکور سے انکار کیا لہذا اپیلانٹ کو لینے قبضہ اراضیات کا استحقاق حاصل تھا۔ اپیل میں اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی کہ اراضیات متنازعہ ملکیت دیسائی کی ہیں اور یہ کہ اونکو مورثان نامبردہ نے مورثان رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو تعلق اور بطور اجرت عہدہ متالک دیسائی کے دیا تھا۔ اور یہ کہ عرصہ تیس سال کا ہوا کہ مورثان رسپانڈنٹ نے خدمت متالک کو انجام دیا اور نالش سے دس سال پیشتر رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے خود بحیثیت متالک کے کام کیا۔ مگر حاکم موصوف نے تجویز کی کہ آخر کام بحیثیت متالک کے انجام نہیں دیا گیا تھا اور چونکہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ بغیر انجام دہی کسی خدمت کے تیس سال تک اراضیات مذکور پر متصرف رہا لہذا قبضہ رسپانڈنٹ بمقابلہ اپیلانٹ کے مخالفانہ تھا اور مانع دعوی ہے اسسٹنٹ جج نے بالآخر یہ تجویز کی کہ تقاضا و انکار کا کوئی ثبوت نہ تھا چنانچہ دعوی ڈسمس ہوا۔

سنہ ۱۸۹۹ء — کار گودا بنام بیمر جی

خاص امر غور طلب بحث عدم سماعت ہے - اسمین کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ اسسٹنٹ جج نے
یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ محض نہ انجام دینے خدمت سے تیس سال تک اندر حالات مظہرہ اوسکے قبضہ
مخالفانہ پیدا ہو گیا کہ جس سے دعوی اپیلانٹ ممنوع السماعت ہو گیا - یہ بارہا تجویز ہو چکی ہے کہ اسامی کے
اپنے زمیندار کو محض لگان نہ ادا کرنے سے اوسکا قبضہ بمقابلہ زمیندار کے مخالفانہ نہیں ہو جاتا جبکہ تعلق
زمیندار و اسامی کا قائم ہو گیا تو محض عدم ادائے لگان گو کتنی سال تک ہو یہ ثابت کرنے کے لئے کافی
نہیں ہے کہ وہ تعلق باقی نہیں رہا - اوس مضمون کا ثبوت اثباتی ہونا چاہیئے - مقدمات رنگو لال بنام
عبد الغفور (۱) و پوریش نراین بنام کاشی چندر (۲) ملاحظہ طلب - مقدمہ اول مین پندرہ برس سے زیادہ
عرصہ تک لگان ادا نہین کیا گیا تھا اور نالش لگان سے واقعی دست برداری کی گئی تھی - یہی رائے اس
عدالت نے بمقدمہ گنگا بائی بنام کلاپا (۳) ظاہر کی تھی اوس مقدمہ مین زمین اسامی کا انعام دار تھا اور انعام ۶۰۷
سنہ ۱۸۶۵ء مین ضبط ہوا تھا اور اسامیان جنہون نے حسب پٹہ استمراری منجانب انعام دار کے قبضہ
کا دعوی کیا بعد ضبطی کے تیس سال سے زیادہ عرصہ تک قابض رہے تھے ہائیکورٹ مدراس نے نظیر مقدمہ
رنگو لال بنام عبد الغفور (۱) مقدمہ ترو چیرن بنام سنگو دین (۴) کی تقلید کی بلحاظ اس امر کے کہ اراضیات
متنازعہ پر قبضہ بطور حیثیت خدمتی کے ہے تعلق زمیندار و اسامی مین کوئی تبدل واقع نہیں ہوتا - دفعہ
۱۰۵ - ایکٹ انتقال جائداد مین صریحاً خدمت مثل لگان نقد یا جنس کے مندرج ہے - نظائر متعلقہ لگان
مساوی بطور اراضیات خدمتی سے متعلق ہین - مقدمہ ایشور داس بنام پنگون اچاری (۵) حق زمیندار
نسبت ضبط کرنے اراضیات خدمتی کے بحال رکھا گیا - جزو تجویز متعلقہ بحث تمادی ایام اوس امر سے
جواب غور طلب ہے بالکل متعلق ہے - اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز نہین کی ہے کہ علاوہ فرو گذاشت
انجام دہی خدمت کے منجانب ریسپانڈنٹ حق مخالفانہ کا کوئی واقعی اظہار ہوا ہے - برعکس اسکے حاکم
موصوف نے صریحاً یہ تجویز کی ہے کہ تیس سال پیشتر خدمت حسب ضابطہ برابر انجام دیجاتی تھی اور تمام
سے قبل اندر دس سال کے کچھ خدمت انجام دی گئی تھی - بجائے بیان کرنے کسی حق مخالفانہ کے ریسپانڈنٹ نے
انجام دہی خدمت کی اپنی آمادگی ظاہر کی ہے بشرطیکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ اوسکو ایسا کرنا لازم ہے - حوالہ
دستاویز یعنی کاغذ نمبر ۲۵۶ کا جو بوجہ عدم رجسٹری کے نامنظور ہوا یہ ثبوت اسکے دیا جا سکتا ہے کہ خدمت
بحیثیت مثل کار رستاکی کا ایک جزو تھی - نظر بر این حالات ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ قبضہ ریسپانڈنٹ مخالفانہ
نہین رہا ہے اور یہ کہ دعوی مین تمادی عارض نہین ہے -

(۱) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۱۴ (۲) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۴۶۱
(۳) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۴ (۴) سنہ ۱۸۸۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۱
(۵) سنہ ۱۸۹۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۶

۱۸۹۹ء کمار گودا بنام بسیم جی

نسبت اس تحریر مندرجہ تجویز اسسٹنٹ جج کے کہ اس مقدمہ مین تقاضا و انکار کسی بات سے ظاہر نہین ہوتا مسٹر انوریری کونسل اپیلانٹ نے عذر کیا - عدالت اپیل ماتحت نے کوئی امر تنقیح طلب اجبارہ مین قائم نہین کیا اور عدالت مرافعہ اولی نے صریحًا تجویز کی ہے کہ معاملہ خدمت مین منجانب رسپانڈنٹ دیدہ و دانستہ قصور واقع ہوا - امور متعلقہ ضبطی اراضیات خدمتی کے فیصل کرنے مین

۶۰۸ اصول عام قابل لحاظ بمقدمہ فاربس بنام میر محمد تقی (۱) جسکی تقلید بمقدمہ سیتارام راؤ بنام رام چندر راؤ (۲) کی گئی ہے قرار دیا گیا ہے یہ مناسب ہے کہ قبل اس کے کہ استحقاق عوی ضبطی نافذ ہو اس امر کی نسبت ایک صریح تجویز تحریر کیجائے اپیلانٹ کا بیان ہے کہ اوس نے تقاضا کیا اور یہ کہ رسپانڈنٹ نے انجام دہی خدمت سے انکار کیا رسپانڈنٹ نے نسبت اس بیان کے صریحًا عذر کیا - اسلیئے ہم ایک امر تنقیح طلب مرسل کرکے اسسٹنٹ جج کو یہ تجویز کرنے کی ہدایت کرتے ہین کہ آیا ایسا تقاضا و انکار ہوا ہے جس سے اپیلانٹ دعوی لیئے قبضہ اراضیات نزاعی کا مستحق ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانادے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۳۰ جنوری منو کی بائی بنام گنزین ۶۰۸

جمنا بائی (ابتدائً مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام **منو بائی** (ابتدائً مدعیہ) رسپانڈنٹ *

دہرم شاستر - نان و نفقہ - نان و نفقہ زوجہ پسر - دعوی زوجہ پسر جائداد مکسوبہ اپنے خسر پر جو قبضہ اوسکے ورثار کے ہو -

اوس پسر کی بیوہ کو جو اپنے باپ سے قبل فوت ہوگیا ہو اور جو شرکت اپنے باپ کے رہتا ہو بمقابلہ اپنی ساس کے جائداد مکسوبہ خسر مین جو اوسکی بیوہ کو بحیثیت اوسکے وارث کے ملی ہو نان و نفقہ کا حق تمازتا حاصل ہے - بیوہ پسر کو جائداد مکسوبہ مقبوضہ اپنے خسر پر نان و نفقہ کا قانونًا کوئی دعوی نہین ہوتا مگر جبکہ جائداد مذکور خسر کے ورثار کو پہونچے تو بیوہ پسر کو جائداد مذکور پر جو بقبضہ ورثار کے ہو واسطے نان و نفقہ کے حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اوسکا شوہر شامل اپنے باپ کے رہتا ہو -

اپیل بنا راضی حکم مصدورہ راؤ بہادر وی ایم ٹو اسس جج ماتحت درجہ اول مقام شعلپور بہ اختیارات اپیل -

(۱) ویکلی رپورٹ مولفہ مور صاحب جلدہ ۱۲ صفحہ ۳۴۹ (۱۸۶۸ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۹ (۱۸۹۱ء)

* اپیل نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء بناراضی حکم

۱۸۹۹ء

جیا بائی بنام سندر بائی

نالش نان و نفقہ بمقابلہ خوشدامن۔ شوہر مدعیہ مسمی تاتیا پسر مدعا علیہا اور اوسکے شوہر مسمی بالا کا تھا۔ تاتیا شامل اپنے باپ مسمی بالا کے رہتا تھا مگر وہ پیشتر اوس سے فوت ہوگیا بعد ازان بالا فوت ہوا مگر اوس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور اوسکی جایداد مدعا علیہا اوسکی بیوہ کو ملی مدعیہ نے اب مدعا علیہا پر واسطے نان و نفقہ کے نالش دائر کی۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ جائداد متروکہ بالا اوسکی جائداد مکسوبہ تھی اور اسلئے مدعیہ کو جائداد مذکور سے کوئی حق نان و نفقہ نہیں ہے۔ حاکم موصوف نے بلا تجویز دیگر امور تنقیح مقدمہ کے نالش ڈسمس کی۔

۶۰۹ بر طبق اپیل صاحب جج نے ڈگری منسوخ کی اور مقدمہ کو بغرض تجویز دیگر امور تنقیح طلب کے واپس کیا۔

مدعا علیہا نے بنا راضی حکم واپسی اپیل کیا۔

وامن اباجی کھرے منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہا)

منجانب رسپانڈنٹ (مدعیہ) کوئی حاضر نہیں ہوا

راناڈے صاحب جسٹس ۔ بحث وہرم شاستر جو اس اپیل میں پیدا ہوئی ہے یہ ہے کہ آیا ایسے پسر کی بیوہ کو جو قبل اپنے باپ کے فوت ہوا ہو اور جو اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا بمقابلہ اپنی ساس کے قانوناً حق دعویٰ نان و نفقہ کا اوس صورت میں حاصل ہے جبکہ ساس آخر الذکر بحیثیت وارث و جانشین اپنے شوہر کی ہو جس نے صرف جائداد مکسوبہ بوقت اپنی وفات کے چھوڑی ہو۔

یہ اصول کہ بیوہ پسر کو ایسی جائداد مکسوبہ پر جو بقبضہ اوسکے خسر کے ہو کوئی دعویٰ قانوناً واسطے نان و نفقہ کا نہیں ہوتا ایک سلسلہ فیصلجات عدالت ہذا اور نیز دیگر عدالت ہائے ہائیکورٹ بنگال و مدراس و الہ آباد سے قرار پا چکا ہے۔ مقدمات ساوتری بائی بنام لکشمی بائی و گنپت سنی داسی بنام کاشی ناتھ داس (۲) و گنگا بائی بنام سیتارام (۳) و جانکی بنام نند رام (۴) و کالو بنام کاشی بائی عرف لکشمی بائی (۵) ملاحظہ طلب۔ دعویٰ جاری کی نان و نفقہ بیوہ پسر کی نسبت

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ (۱۸۷۸ء) (۲) بنگال لاء رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۵ (۱۸۶۹ء)

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۷۰ (۱۸۸۲ء)

(۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۴ (۱۸۸۹ء) (۵) ۱۸۹۲ء بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۷

سنہ ۱۸۹۹ع
جمنا بائی
بنام
سندرا بائی

ایسی صورتون مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ محض ایک اخلاقی و غیر مکمل ذمہ داری ہے اور اوسکا قانونًا نفاذ نہین ہو سکتا۔ بمقابلہ خسر کے حق نان و نفقہ بیوہ پسر کا اس امر پر مبنی نہین ہے کہ مسماۃ کا شوہر خاندان مشترکہ مین داخل رہتا بلکہ اس بات پر مبنی ہے کہ نامبردہ اپنے باپ کے ساتھ مالک مشترک جائداد موروثی کا تھا۔ مقدمات مسماۃ ہیم کنوری بنام اجودھیا پرشاد (۱) و ساوتری بائی بنام لکشمی بائی (مذکورۃ الصدر) و مسماۃ للتی کنور بنام گنگا بشن (۲) و دیبی پرشاد بنام گنونتی کنور (۳) ملاحظہ طلب۔

گو نوعیت دعوی بیوہ پسر کی بابت نان و نفقہ کے بمقابلہ خسر کے اس طرح صریح طور پر قرار پا چکی ہے لیکن ایک فرق مابین منصب خسر و اون اشخاص کے جو اوسکے بعد اوسکی علیحدہ یا مکسوبہ جائداد کے وارث ہوتے عدالت ہاے ہائی کورٹ بنگال و الہ آباد نے تسلیم کیا ہے۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ خسر کی اخلاقی ذمہ داری جبکہ اوسکی جائداد مکسوبہ اوسکے ورثا کو پہونچے ذمہ داری قانونی مین مبدل ہو جاتی ہے۔ بعض حالات مین وہ بقبضہ ورثاے مذکور جائداد مذکور کی نسبت یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ ذمہ دار واسطے نان و نفقہ ۶۱۰ بیوہ ایسے پسر کی ہے جو اپنے باپ سے پیشتر جس نے جائداد مذکور حاصل کی تھی فوت ہو چکا ہو جبکہ پسر اپنے باپ کے ساتھ رہتا ہو یہ اصول اولاً بنگال مین قرار دیا گیا تھا اور ہائی کورٹ الہ آباد نے اوسکو حال مین تسلیم کیا ہے۔ مقدمات جومنی داسی بنام شب چندر ملک (۴) و جانکی بنام نند رام (۵) و کامنی داسی بنام چندر پوڈ منڈل (۶) و دیبی پرشاد بنام گنونتی کنور (۳) ملاحظہ طلب۔ یہی فرق عدالت ہذا مین مقدمہ مرادی بائی بنام کرسن داس (۷) تسلیم کیا گیا اور اوسپر عمل ہوا۔ مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ جائداد مکسوبہ پدر جبکہ وہ منجملہ باقیماندہ پسران نامبردہ کے کسی ایک کو پہونچے جائداد موروثی متصور ہونی چاہئے اور اس حیثیت سے وہ تابع ذمہ داری بابت جائداد موروثی واسطے ادائے نان و نفقہ بیوہ ایک ایسے پسر کے ہوگی جو اپنے باپ سے پیشتر فوت ہو چکا ہو اور جو اپنے باپ کے ساتھ رہتا ہو۔ مقدمہ جانکی بنام نند رام میں ہائی کورٹ الہ آباد نے اس راے سے اتفاق کرنے سے انکار کیا کہ اس قسم کی جائداد مکسوبہ بقبضہ وارث مالک ابتدائی کے موروثی ہو جاتی ہے مگر ذمہ داری مذکور کو اس بنا پر مبنی کیا کہ ایسی صورتون مین وارث کو جائداد بغرض فائدہ روحانی مالک متوفی کے حاصل ہوتی ہے اور اس طرح پانے کی وجہ سے ذمہ داری سابق جو اخلاقی تھی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۲ (سنہ ۱۸۷۴ع)
(۲) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۷ صفحہ ۲۶۱ (سنہ ۱۸۷۵ع)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳۱ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۹۰۳ع)
(۴) رپورٹ بنگال جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۱ (سنہ ۱۸۷۰ع)
(۵) (سنہ ۱۸۸۹ع) الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۴
(۶) (سنہ ۱۸۹۰ع) کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۳
(۷) (سنہ ۱۸۹۶ع) بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۹

سنہ ۱۸۶۹ع

جمنا بائی بنام منو بائی

ذمہ داری قانونی مین جو نافذ ہوسکتی ہے مبدل ہو جاتی ہے۔ ہائیکورٹ کلکتہ نے اس فرق کو اس بنا پر مبنی کیا کہ ایسی صورتون مین وارث پر یہ ذمہ داری قانونی ہوتی ہے کہ وہ ایسی جائداد سے جو اوسکو ورثتاً ملے اون اشخاص کے نان و نفقہ مہیا کرے جنکو نان و نفقہ دینا مورث پر قانوناً یا اخلاقاً فرض تھا اور وارث کو ترکہ واسطے فائدہ روحانی اپنے مورث کے ملتا ہے نہ کہ اپنے فائدہ کے واسطے۔ مقدمات کھیترمنی داسی بنام کاشی ناتھ داس (۱) و دیبی پرشاد بنام گنوتی کنور و کامنی داسی بنام چندر پوے میڈل (مذکورالصدر) ملاحظہ طلب ہیں گو اون وجوہ مین جو عدالت ہذا و عدالتہاے ہائیکورٹ کلکتہ و الہ آباد سے تحریر کئے بعض امور میں اختلاف ہے تاہم عدالت ہاے موصوف نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ ایک ہی ہے کہ یہ حجت کی گئی تھی کہ ساس کو اپنے شوہر کا ترکہ مثل جائداد موروثی کے نہین ملا کیونکہ مسماۃ کا شوہر اوسکا مورث نہ تھا اور نظیر مقدمہ راوجی بائی بنام کرسن داس مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے۔

۶۱۱ یہ عیان ہے کہ ذمہ داری مذکور بالا خطر اوس بناے خفیف پر مبنی نہین ہوسکتی جسپر وہ تجویز فریقین صاحب جسٹس مین مقدمہ راوجی بائی بنام کرسن داس مبنی کی گئی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ اوس خاص مقدمہ مین جائداد کرسن داس کو جو پسر مالک متوفی کا تھا ورثتاً ملی تھی مگر یہ محض ایک اتفاق تھا۔ اگر متوفی اپنی بیوہ و دو پسران کو چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ اگر نامبردہ پسران کو نہ چھوڑتا تو بیوہ وارث ہوتی اور ایسی صورت مین یہ بحث صحیح طور پر نہین ہوسکتی گو کہ پسر کا تصور پرورش کرنا اپنے بھائی کی زوجہ کا فرض تھا لیکن بیوہ کا تصور پر کوئی ذمہ داری نہین تھی کیونکہ مسماۃ مذکور کو جائداد اوسکے مورث سے نہین ملی تھی۔ یہ دلیل منجملہ اون دلائل کے ہے جنکو جلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد نے بوقت قبول کرنے اوس راے کے جو ہائیکورٹ بمبئی نے ظاہر کی تھی بطور وجہ اختلاف کے بیان کیا ہے۔ اوس مقدمہ مین جو روبرو ہائیکورٹ الہ آباد کے تھا۔ برادر شوہر اور ساس مدعیہ بیوہ کی مدعاعلیہ تھے۔

قطع نظر اس صورت کے لفظ موروثی کو سنسکرت زبان مین پترارجت کہتے ہین اور وہ برعکس لفظ سوارجت یعنی مکسوبہ کے ہے۔ جس صورت مین کہ بیوہ یا مان یا بہن بحیثیت وارثہ جانشین ہو لفظ پترارجت صریحاً ہیوتع ہوگا۔ جائداد موروثی سے جیسی کہ اوسکی اصطلاحاً تشریح ہوئی ہے وہ جائداد مراد ہے جو سلسلہ مستقیم ذکور مین مورث اعلیٰ سے پہونچی ہو اور بذریعہ اون امور کے جو ایسی جائداد سے قانوناً متعلق ہین جائداد مکسوبہ سے اوسکی تمیز ہوتی ہے۔ اگر جائداد بقبضہ پدر وقت وفات نامبردہ تک مکسوبہ رہے تو وہ فوراً بعد وفات اوسکے بیوہ نامبردہ کے قبضہ مین موروثی نہین ہوسکتی جائداد

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵ (سنہ ۱۸۶۹ع)

۱۸۹۹ء
جمنا بائی
بنام
سنو بائی

مکسوبہ کے دو لوازم اہم ہیں (اول) یہ کہ اوسکو پسران تقسیم نہیں کرا سکتے اور (دوم) یہ کہ مالک کو جایداد مذکور کے بذریعہ ہبہ یا وصیت تام منتقل کرنیکا اختیار بلا قید حاصل ہوتا ہے جب مالک بغیر کوئی انتقال کرنے جائداد کے فوت ہو جائے تو یہ لوازم اوس سے متعلق نہیں رہتے جب وہ جایداد مشترکہ خاندانی ہو جاتی ہے اور جملہ پسران جایداد مذکور میں مثل کسی دیگر جائداد موروثی کے مساوی حصہ دار ہو جاتے ہیں اور اوسکو جبکہ وہ بقبضہ ورثا ہو موروثی کہنا بے فائدہ ہے۔ اگر وارث موصی لہ ہوتا تو بوجہ لوازم متعلقہ جائداد مکسوبہ کے وہ جائداد اوسکے قبضہ میں محفوظ ہوتی۔ فیرن صاحب جسٹس نے اپنی تجویز (صفحہ ۲۰۰) میں اس امر کا ذکر کیا ہے اور اسلئے یہ عیاں ہے کہ حاکم موصوف کی منشا لفظ موروثی کے استعمال سے بجز خاص استدلال کرنیکی نیتی بجز یہ ظاہر کرنے کے کہ وہ جائداد وراثتاً ملی تھی۔ بمقدمہ راجو منی داسی بنام شب چندر ملک ذمہ داری اس امر پر موقوف کی گئی تھی کہ جایداد وارث کو پہونچتی ہے یا اوس جائداد پر ہوتا ہے جو وراثتاً بقبضہ وارث آئی ہو مقدمہ کستورمنی داسی بنام کاشی ناتھ داس میں مسٹر پی کاک صاحب نے یہ فرمایا کہ ذمہ داری وارث اسوجہ سے ہوتی ہے کہ جائداد تابع ذمہ داری ادائے نان و نفقہ کے وراثتاً پہونچتی ہے۔ فیرن صاحب جسٹس نے آرائے مذکور کو پسند کرکے اونکا حوالہ دیا اور اپنی بحث کو اوسپر مبنی کیا اور اسلئے یہ عیاں ہے کہ اس امر پر استدلال کرنیکی منشا نہ تھی کہ جائداد مکسوبہ بعد وفات مالک کے موروثی ہو جاتی ہے۔ اسلئے ان اصولوں میں جو ہر سہ عدالتہائے ہائیکورٹ نے اس ذمہ داری کی نسبت قائم کئے کوئی اختلاف واقعی نہیں ہے۔ اسلئے جیسی کہ وکیل اپیلانٹ نے حجت کی ہے محض اس امر سے کہ مقدمہ حال میں وارث بیوہ کی ساس ہے نہ کہ اوسکے شوہر کا بھائی یہ مقدمہ نظیر مقدمہ آدری بائی بنام کرسن داس سے ممیز نہیں ہوتا۔ اگر بیوہ پسر کو بمقابلہ حقوق باپرت بحیثیت وارث کامل کے حق نان و نفقہ حاصل ہے اس امر پر اصرار کیا جا سکتا کہ مسماۃ مذکور کے حقوق بمقابلہ ساس جسکا حق مسلمہ زیادہ تر محدود ہے اوسی طرح جاری نہیں ہیں۔

بلحاظ اوس نے کہ جو نتیجہ قائم کیا گیا ہے نہایت ضروری نہیں ہے کہ عدالت ہذا کے فیصلجات زمانہ سابق خصوصاً نظیر مقدمہ ساوتری بائی پر غور کیا جائے جسمیں اوسکے خلاف رائے ظاہر کی گئی ہے اور حق پسر کی بیوہ کا جیسی کہ پریذیڈنسی مدراس میں صورت ہے صرف موجودگی جائداد موروثی یا مشترکہ جسمیں بیوہ کے شوہر کو حق حاصل تھا مبنی کیا گیا ہے۔ عدالت ہذا کے فیصلجات سابقہ یعنی مقدمات چندربھاگا بائی بنام کاشی ناتھ (۱) و دنما یا بنام پرشوتم (۲) و داود رام بنام سونکا بائی (۳) میں بیوہ کا حق نان و نفقہ

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ہفتم صفحہ ۹۳ و مقدمات اپیل دیوانی (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۶ مقدمات اپیل دیوانی سنہ ۱۸۹۹ء

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳ سنہ ۱۸۷۳ء

ء١٨٩٩

جمنا بائی بنام سونا بائی ٦١٣

قطع نظر جملہ امور شراکت یا علیحدگی یا وجود جائداد موروثی یا مکسوبہ کے مساۃ کی بے استطاعتی دائمی پر مبنی کیا گیا ہے۔ وڈیڑاپ صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ ساوتری بائی بنام لکشمی بائی میں جو ایک فیصلہ اجلاس کامل تھا ان جملہ مقدمات سابقہ پر بخوبی لحاظ کیا تھا اور مقدمات مذکورہ یا تو منسوخ یا ممیز کئے گئے تھے اور آخر کار یہ تجویز ہوئی تھی کہ حق پسر کی بیوہ کا وجود جائداد موروثی یا اوس جائداد پر جسکا مالک شوہر بیوہ تھا مبنی ہے۔ مگر بلحاظ واقعات مقدمہ مذکورہ مقدمہ ہذا ممیز ہو سکتا ہے۔ اوس مقدمہ میں باہم شوہر بیوہ و مدعاعلیہم کے حقوق کی شراکت نہ تھی۔ مابین مدعاعلیہ (چچا) و شوہر بیوہ کے تقسیم ہو چکی تھی یہ فرق اہم ہے کیونکہ اوسپر دعویٰ قانونی متعلقین خاندان کا جو مستحق نان و نفقہ ہوں دراصل مبنی ہے خود جو سے پرورش متعلقین خاندان کو ایک فرض قائم کیا ہے۔ اسی امر کی نارد جی نے ہدایت کی ہے (١)۔ ایسی ہی برہسپتی نے ہدایت کی ہے جسکا ذکر گرداس بنرجی کے لکچروں میں ہے (ٹاگور لا لکچرس ١٨٧٨ء صفحہ ١٠٣) منقولہ ساگمہ میں والدین پر یہ فرض قائم کیا گیا ہے کہ وہ برادران و پسران کی زوجگان کی پرورش کریں (٢)۔ مقدمہ ساوتری بائی بنام لکشمی بائی میں مدعیہ بیوہ خاندان مدعاعلیہ کے متعلقین اناث میں سے نہ تھی کیونکہ مابین شوہر مساۃ اور اوسکے چچا یعنی مدعاعلیہ کے تقسیم ہو چکی تھی۔ وڈیڑاپ صاحب چیف جسٹس نے اقوال ہذا و دیگر اقوال مزید کا حوالہ دیا مگر حاکم موصوف نے اونکو ہدایتی اور نہ حکمی تصور کیا اقوال مذکور ایسی صورتوں میں جیسی کہ مقدمہ ساوتری بائی تھی یعنی بیوگان رشتہ داران علیحدہ کی نسبت ہدایتی ہو سکتے ہیں مگر جہاں علیحدگی نہیں ہوئی جیسی کہ صورت مقدمہ حال میں ہے اقوال مذکور کو صرف ہدایتی تصور کرنا بیجا ہوگا۔ وڈیڑاپ صاحب چیف جسٹس نے اپنی تجویز میں قول سیوکر کا حوالہ دیا ہے جس میں گرد و شمول خسر کو پرورش بیوہ پسر کی اوس صورت میں ہدایت ہے جبکہ حقوق کی علیحدگی نہوئی ہو۔ اسلئے شراکت یا علیحدگی کا فرق نہایت اہم ہے اور نظیر مقدمہ ساوتری بائی بنام لکشمی بائی اوس مقدمہ کے خاص حالات پر محدود و متصور ہونی چاہئے اوس مقدمہ میں جو پسر یا بھتیجہ علیحدہ شدہ کی بیوہ متعلقین اناث کا ترکہ میں سے نان و نفقہ پانے کا حق بمقابلہ یاوخاہ کے بھی جو وارث ترکہ بذریعہ ضبط کے ہو غالب آتا ہے۔ مقدمہ مساۃ گلاب کنور بنام کلکٹر بنارس (٣) ملاحظہ طلب۔ انصاف مقدمہ وانصاف مدلل کے خیالات جنکو محمود صاحب جسٹس نے اختتام اپنی تجویز صدورہ مقدمہ جانکی بنام نند رام میں بیان کیا ہے بصورت بیوہ اوس پسر کے بھی نہایت متعلق معلوم ہوتے ہیں جو اپنے باپ سے پہلے فوت ہوا ہو اور بوقت وفات بشرکت اپنے باپ کے رہتا ہو ٦١٣

(١) ترجمہ جالی صاحب باب ١٣ [illegible] ... صاحب جلد [illegible] ٥٣٨ (٣) ... ١٨٧٨ء ... پہلا ... صاحب ...

۱۸۹۹ء جمنا بائی بنام منو بائی

اسلیے بلحاظ جملہ حالات کے ہمکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ بمقابلہ اپیلانٹ یعنی مسماۃ کی ساس کے رسپانڈنٹ کا حق دعوی نان و نفقہ منظور ہونا چاہیے کیونکہ جائداد مسماۃ کے قبضہ مین تابع ذمہ داری قانونی پرورش بیوہ اوس پسر کے ہے جسکا حق اوسکے باپ کے شامل تھا۔

ہم اپیل مع خرچہ کے جو بذمہ اپیلانٹ کے ہوگا ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۹ فروری — رام چندر وٹھل راج اوکمش وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) اپیلانٹ بنام شیخ محی الدین (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ

شیخ محی الدین (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام رام چندر وٹھل راج اوکمش وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) رسپانڈنٹ

منسوخ کتاب انگریزی ۶۱۳

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۴ و ۱۴۸ رہن۔ وہ شخص جس نے جائداد مرتہن سے خرید کی ضرورت قبضہ بغرض جائز ہونے معاملہ کے بمقابلہ اصل راہن کے۔

ضرور ہے کہ وہ شخص جو کسی مرتہن سے یہ باور کرکے کہ اوسکو استحقاق جائز حاصل ہوا ہے خریداری کی جائداد مرہونہ کے بعد مدت میعاد قانونی تک قابض رہا ہو تاکہ وہ معاملہ بمقابلہ اصل راہن کے حسب مد ۱۳۴ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) جائز ہو جاوے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ شاکر داس متھراداس اسسٹنٹ جج مقام رتناگری مشعر ترمیم ڈگری راؤ صاحب لکشمن ناتھ بکھلے سب آرڈنیٹ جج ماتحت مقام ونگرلا۔

نالش انفکاک اراضیات متنازعہ مملوکہ ریخ لوگوں کی ہین جنہوں نے اونکو بدست لیج اوکمش نالوگ کے ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۵ء و ۱۸۵۸ء) مین رہن کیا تھا۔ راج اوکمش نے اراضیات مرہونہ باہم اپنے تقسیم کرلین اور بالاجی راج اوکمش نے ستمبر و اکتوبر ۱۸۷۱ء مین اپنا حصہ اراضیات مذکور کا بدست ایک شخص گمت (مدعا علیہ نمبر ۹) کے رہن کیا لیکن قبضہ بالاجی کا رہا مگر بعد وفات بالاجی کے اوسکی بیوہ نے اونھین اراضیات کو پھر پاس گمت (مدعا علیہ نمبر ۹) کے رہن کیا اور اوسکو قبضہ دیا۔

اپیل ہاے دوم متعلقہ نمبر ۳۹۳ و ۳۹۴ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۸۹۹ء

رامچندر
بنام
محی الدین

مدعی خریدار حق راہنی واقع اراضیات ہذا کا بیع لوگوں سے ہے اور سنہ ۱۸۹۰ء میں اوس سے
نالش ہذا واسطے انفکاک رہون سنہ ۱۸۴۰ء و سنہ ۱۸۵۲ء و سنہ ۱۸۵۹ء کے دائر کی

منجانب مکت (مدعا علیہ نمبر ۱) یہ بحث کی گئی کہ مدعی بحیثیت راہنی کا بغیر بیباق کرنے زر رہن
اپنے دور رہون سنہ ۱۸۴۷ء وغیرہ رہن ہائے ماقبل کے جنکے انفکاک کرانیکی استدعا نامبردہ نے
کی ہے نہیں پا سکتا اور مدعا علیہ مذکور نے مدہ ۱۳۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)
پر استدلال کیا - عدالت ہائے ماتحت نے یہ حجت اس بنا پر نامنظور کی کہ مکت کو قبضہ
بارہ سال سے زیادہ عرصہ پیشتر تاریخ نالش سے حاصل نہیں ہوا تھا اور یہ تجویز کی کہ مدعی رہون ماقبل
کا انفکاک بلا کرانے انفکاک رہن ہائے موسومہ مکت کے کرا سکتا ہے -

مدعا علیہم نے اپیل کیا -

گنشیام ایس نادکرنی منجانب اپیلانٹان (مدعا علیہم) ہم رہن ہائے ماقبل کی بابت کچھ
نہیں جانتے تھے - ہم خریداران نیک نیت بعوض قیمت بلا اطلاع ہیں - مدعی ہم سے اراضی بلا ادا
کرنے اوسکے نہیں پا سکتا جو ہم نے بکفالت اراضی مذکور قرض دیا ہے - مدہ ۱۳۲ - ایکٹ میعاد سماعت
میں یہ حکم نہیں ہے کہ خریدار کا تاریخ خریداری سے قبضہ ہونا چاہئے - ہم نے قبضہ واقعی سنہ ۱۸۹۰ء
میں حاصل کیا لیکن قبل اوسکے ہمارے راہنان بموجب قبولیت کے قابض رہے تھے - قبضہ
نامبردگان ہمارا قبضہ تھا - مقدمات ایسوا مجی بنام بالکرشن لکشمن (۱) و بالوجی بنام فقیرچند (۲)
ملاحظہ طلب -

ایچ سی کویاجی منجانب رسپانڈنٹ (مدعی) عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ
مدعا علیہ کا بحیثیت مرتہن کے قبضہ سنہ ۱۸۸۳ء تک نہ تھا یہ ایک امر واقعاتی ہے اور تجویز منظور کیجاتی
چاہیے - مدہ ۱۳۲ متعلق نہیں ہے بجز اوس صورت کے جبکہ قبضہ رہا ہو - وہ نالش دلاپانے قبضہ
سے متعلق ہے جو قبضہ معلوم ہے - بذریعہ قبضہ بارہ سال کے خریدار کو استحقاق بمقابلہ اصل مالک
کے حاصل ہوتا ہے لیکن اگر خریدار کا قبضہ میعاد مذکور تک نہ رہا ہو تو اصل مالک کو بالکل ضرورت
معاملات پر لحاظ کرنے کی نہیں ہے مقدمات رادھا ناتھ بنام گسبورن (۳) و موتھو بنام کرپا لنگ (۴)

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۰۳ (سنہ ۱۸۹۶ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۵ (سنہ ۱۸۹۶ء)

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۹۱ء)

(۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶ (سنہ ۱۸۹۹ء)

۱۸۹۹ء
راجندر
۶۱۶ بنام
شیخ محی الدین

ملاحظہ طلب۔

رانادے صاحب جسٹس - اکثر اون امور مین سے جواں اپیلہاے متخالف مین پیش کیے گئے تھے ہمنے دوران مباحثہ مین جو ہر دو جانب سے کیا گیا تھا طے کیے لیکن مسٹر گنگشیام وکیل اپیلانٹان نے اپیل نمبر ۲۹۳ - مین نہایت استدلال امر میعاد سماعت پر کیا ہے - وہ واقعات متعلق اس بحث کے جس طور پر عدالت ہاے ماتحت نے اونکو ثابت شدہ تجویز کیا ہے اس طور پر مختصراً بیان ہو سکتے ہین -

اراضیات متنازعہ کی نسبت ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ملوک ریبخ لوگوں کی تہین جنہون نے اراضیات مذکور کو بدست راج آدیکشان ۱۸۴۳ء و ۱۸۴۶ء و ۱۸۵۵ء مین رہن کیا تہا (کاغذات نمبر ۱۴۵ و ۱۶ و ۱۴۷ ملاحظہ طلب) راج آدیکشان نے اراضیات مرہونہ باہم تقسیم کین اور بالاجی راج آدہکش نے اپنا حصہ ان اراضیات اور دیگر جائداد کا پاس کمت مدعا علیہ ابتدائی نمبر ۵ کے بموجب دو دستاویزات جداگانہ کاغذات نمبر ۳۰۹ و ۳۱۰ کے ماہ ستمبر اور اکتوبر ۱۸۶۷ء مین رہن کیا اور راج آدہکش مذکور کی بیوہ نے رہن نامہ سوم ماہ جنوری ۱۸۸۳ء مین تحریر کیا کاغذ نمبر ۳۱ ملاحظہ طلب) عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اول دو رہون منجانب راج آدہکش بنام کمت ۱۸۸۳ء تک بلا انتقال قبضہ کے تہے کہ اوس وقت تک اراضیات بہ قبضہ راج آدہکش تہین -

لیکن منجانب اپیلانٹ ابتداءً مدعا علیہ نمبر ۱) کے یہ حجت کی گئی تہی کہ نامبردہ کو یہ استحقاق حاصل تہا کہ مدعی رسپانڈنٹ سے جس نے نالش انفکاک رہون ابتدائی کی جو ریبخ لوگون نے پاس راج آدہکش کے کیے تہے دائر کی تہی یہ کہے کہ وہ دو رہون ۱۸۶۷ء کا بہی جو راج آدہکش نے پاس کمت کے کیے تہے انفکاک کرائے - یہ حجت کی گئی تہی کہ حسب دفعہ ۱۳۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت کے کمت نے خریداری بعوض قیمت کے راج آدہکش سے بلا اطلاع رہن ماقبل کے کی تہی اور چونکہ رہن نامجات ۱۸۶۷ء بارہ سال سے زیادہ پیشتر نالش ۱۸۹۰ء کے تحریر کیے گئے تہے لہذا مدعی رسپانڈنٹ قبضہ اراضیات کا بلا ادا کرنے زر ان دو رہون راج آدہکش و نیز رہون سابق ریبخ لوگون کے نہین پا سکتا - اوسی قسم کی بحث منجانب دیگر کمت اپیلانٹ ابتداءً مدعا علیہ نمبر ۱ کے جسکا رہن نامہ ۱۸۷۱ء مین تحریر کیا گیا تہا پیش کی گئی - عدالت اپیل ماتحت نے ان حجتون کو اس بناپر نامنظور کیا کہ چونکہ ان دو اپیلانٹان کو قبضہ بموجب

۶۱۷ اونکے رہن ناموں کے بارہ سال سے زیادہ پیشتر قبل نالش کے نہین ملا تھا لہذا مدعی رسپانڈنٹ کو استحقاق انفکاک اراضیات کا بادا ے زر رہن دستاویزات رہن لوگون کے حاصل ہے بلا اس شرط کے کہ اوسیوقت انفکاک رہون رہن اول کا کرایا جاے۔

مسٹر گھنشیام نے یہ بحث کی کہ عدالت اپیل ماتحت کو یہ تجویز کرنی چاہیے تھی کہ دو رہون ۱۸۶۷ء موسومہ مدعا علیہ نمبر ۵ و نیز رہن ۱۸۶۷ء موسومہ مدعا علیہ نمبر ۱۶ الرہن ہاے بالقبض تھے اور یہ کہ بہر حال (چونکہ رہن ناموں بارہ سال سے زیادہ عرصہ پیشتر نالش انفکاک کے تحریر کئے گئے تھے) وہ مستحق تحفظ مد ۱۳۴ کے تھے کیونکہ وہ خریدار بعوض مالیت کے تھے وکیل موصوف نے یہ حجت کی تھی کہ میعاد سماعت ایسے مقدمات مین تاریخ خریداری ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۷ء سے شروع ہوتی ہے اور یہ کہ انتقال قبضہ غیر اہم ہے گو اس صورت مین رہن اول کنندگان نے تاریخ رہن ناموں پر قبولیت تحریر کی تھی۔ عدالت اپیل ماتحت نے خاص کر نظیر مقدمہ مالوجی بنام فقیر چند (۱) پر استدلال کیا ہے جسمین یہ قرار دیا تھا کہ جب تک مدعا علیہم کا قبضہ بموجب اپنے رہن کے پوری میعاد بارہ سال تک نرہے مدعیان اونکے رہن کو نظر انداز کر کے قبضہ باوصف رہن مذکور کے بذریعہ اداے زر رہن ابتدائی کے حاصل کر سکتے ہین۔ جبکہ مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ (مقدمہ مذکور) بموجب رہن نامہ مذکور کے بارہ سال تک قابض ہے تو از روے مد ۱۳۴ بشمول دفعہ ۲۸ رہن مذکور جایز ہوگیا اور مدعی قبضہ بلا لحاظ رہن مرتہن مابعد کے نہین پا سکتا۔

مقدمہ حال قبضہ اپیلانٹان قوم گمت کا قبضہ مخالفانہ بارہ سال کا نہین ہوگیا تھا جس سے اونکے رہون ایسے جایز ہوجاتین کہ مدعی رسپانڈنٹ پر اونکا انفکاک کرانا لازم تصور کیا جاے۔ لہذا مقدمہ ہذا منشاے نظیر محولہ بالا مین داخل ہے۔

لیکن ہمسے اصرار کیا گیا ہے کہ عبارت مذکور مین کوئی بیان قبضہ کا نہین ہے اور ذکر صرف خریداری کا ہے اور چونکہ خریداری گمت لوگون کی بارہ سال سے زیادہ عرصہ کی ہوچکی تھی لہذا اسکا کوئی نتیجہ نہین ہے کہ نامبردگان قبل ۱۸۹۳ء کے فی الواقع قابض نہ تھے اس بحث ہذا پر بخوبی غور کرنا بہ لحاظ اوس اصول کے جو بذریعہ توسیع عدالتی منشاے مد ۱۳۴ اور فیصلہ جات معدودہ بربناے مد مذکور کے اثر پذیر کیا گیا تھا ضروری ہوگیا مد ۱۳۴ متعلق ۶۱۸

(۱) ۱۸۹۶ء بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۵

را مچندر
بنام
شیخ محی الدین

سنہ ۱۸۹۹ء راجمند بنام شیخ محی الدین

نالشات ولاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے جو جنوبی ہند کی بابت ہے جو گئی ہو بطور امانت منتقل یا رہن کیگئی ہو اور بعدہٗ امین یا مرتہن سے بقیمت خرید کی گئی ہو جہان تک کہ مذکور امانا سے متعلق ہے وہ دفعہ ۱۰ کے ساتھ پڑھی جانی چاہئے گر وہی امانا سے متعلق ہے اور مادون اون کو اجازت دی گئی ہے کہ جائداد امانت کو جو قبضہ امانا یا اونکے منتقل الیہم کے مبدو بجز منتقل الیہم بعوض بدل مالیتی کے ولاپاوین یہ استثناء بحالہ اوسی قسم کے خیالات سے متعلق ہے جنکا لحاظ دفعہ ۱۳۴ مین بابت نالشات قبضہ کے کیا گیا ہے بجز اسکے کہ منتقل الیہ بعوض بدل مالیتی کے قابض ہو یہ صاف ظاہر ہے کہ جائداد امانت مقبوضہ نامبردہ کی نسبت نالش رجوع نہین ہوسکتی اور اوسی طرح سے بجز اسکے کہ خریداری مع قبضہ ہو مالک امین کو کوئی اطلاع نہین ہوتی اور نہ کوئی ذریعہ جاننے خیانت کا حاصل ہوتا ہے اور نہ کوئی نالش منتقل الیہ سے قبضہ کے ولاپانے کی دائر ہوسکتی ہے۔ لہٰذا خریداری عموماً مع قبضہ ہونی چاہئے بالتحقیق یہہ صورت اوس وقت ہونی چاہئے جبکہ خریداری مذکور خریداری مشروط یا محدود اور واقعی ایک رہن ہو جیسی کہ صورت مقدمہ ہذا مین ہے۔

کل ان مقدمات میں کہ جن مین حقوق خریدار نافذ کئے گئے ہین خریداران یا مرتہنان قابض تھے یہی صورت بمقدمہ الیسو بنام بالکرشن (۱) تھی کہ جسمین حیثیت مرتہنان بطور خریداران اول مرتبہ بموجب دفعہ ۱۳۴ تسلیم کی گئی تھی یہی کیفیت بمقدمہ یا محمد بنام وشنو (۲) تھی جسمین لفظ خریدار کی تعریف بالفاظ احکام عالیمقام پریوی کونسل مندرجہ مقدمہ راداماتھیر اس بنام گسبون وبکینی (۳) بطور ایسے شخص کے کی گئی ہے جس نے اوس شے کو جو درحقیقت رہن ہے برنبائے اسی بیان اور اسی یقین کے خرید کیا ہو کہ وہ ایک حق کامل خرید کرتا ہے قبضہ بصورت خریداری نیلام ہی تسلیم کیا گیا تھا اور وہ بمقدمہ متھو بنام کبالنگا (۴) بحال رکھا گیا تھا۔ پس اصول ونظیر دونوں سے ظاہر ہے کہ اوس شخص کو جس نے کسی مرتہن سے ایسی جائداد خریدکی ہو جو ایک حقیقت کامل بیان اور باور کی گئی ہو خریدار کو قابض ہونا چاہئے۔ قبضہ نامبردہ جزو اصلی اس خریداری مشروط یا محدود کا ہے اور صرف ایسی خریداری سے خریداری مذکور بمقابلہ مالک اصلی کے بعد تصرف بارہ سال کے جائز قرار پاسکتی ہے۔

(۱) سنہ ۱۸۹۱ء جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۳ (۲) سنہ ۱۸۹۵ء بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۰

(۳) سنہ ۱۸۷۶ء اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ ۱

(۴) سنہ ۱۸۸۹ء مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶

۶۱۹ — ۱۸۹۶ع

رامچندر
بنام
شیخ محی الدین

یہ امر اور بھی صاف ہوجاتا ہے جب دل مین یہ خیال کیا جاوے کہ دفعہ ۱۳۴ انتقالات استار سے متعلق ہے۔ انتقالات مذکورشل انتقالات مرتہنان کے بعد قبضہ بارہ سال کے محفوظ ہین بصورت انتقالات امانت کے بجز اسکے کہ انتقال قبضہ بحق منتقل الیہ ہنوز معاملہ نامکمل اور بے اثر بمقابلہ ناموس لڑکے ہوگا۔ نظیر مقدمہ مانک لال بنام منجر شی ونشا (۱) اس قسم کے انتقالات استار سے متعلق ہے۔ جہان تک کہ نظیر مذکور کا تعلق بحث نیک نیتی سے ہے از روے دفعہ ۱۳۴ کے تحقیقات بالکل غیر ضروری ہوگئی ہے لیکن میعاد قبضہ کا اوسوقت واسطے جائز ہونے خریداری کے بمقابلہ مالک اصلی کے ویسا ہی ضروری تھا کہ جیسا وہ اب ہے۔ انتقالات جائداد مندرجہ مقدمات ذیل منی سنگھ بنام جگبندھ چوہاے (۲) و بجید رراجہ چودہری بنام گورموہن داس (۳) متنازعہ تھے اون مین انتقال حق تعلقی و قبضہ کا ہوا تھا یہ امر بھی صاف ظاہر ہے کہ بموجب قانون انگلستان (اسٹیٹوٹ ۳۷ و ۳۸ جلوس وکٹوریا باب ۵۷ دفعہ ۵) جو مطابق دفعہ ۱۳۴ کے ہے) قبضہ خریدار بعوض بدل قیمتی تا میعاد قانونی ایسی جائداد کا جو بذریعہ خیانت منتقل کی گئی ہو واسطے جائز کرنے امانت بمقابلہ ناموس لڑکے (۴) ضروری ہے۔ قانون انگلستان مین رہن بشکل خریداری عمل مین آتے ہین اور از روے قانون امانت کے حد کثیر تک نسبت تعلقات انصافانہ مابین راہن اور مرتہن کے عمل کیا جاتا ہے۔ قانون ہندوستان مین اس بارہ مین تقلید قانون انگلستان کی گئی ہے اور اس مشابہت امانت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جب وہ شخص جو جائداد مرتہن سے خرید کرے یہ یقین رکھتا ہو کہ وہ حقیقت کامل خرید کرتا ہے تو قبضہ تا میعاد قانونی اسلئے ضروری ہے کہ خریداری نامبردہ بمقابلہ اصل راہن کے جائز ہو جاوے۔ لہذا عدالت ماتحت نے قانون کو صحیح طور پر متعلق کیا ہے اور ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو بحال کرتے ہین۔ خرچہ مرافعہ کا بذمہ اپیلانٹان بر مقدمہ کے رہے گا۔

ڈگری بحال کی گئی۔

(۱) (۱۸۸۶ع) بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۹

(۲) (۱۸۹۶ع) کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۳۶

(۳) (۱۸۹۶ع) کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۱۸

(۴) کتاب مولفہ لیون صاحب در بارہ امانت صفحہ ۳۳۶ طبع پنجم

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ۔ ورانادے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۱۴ فروری

ویرو پکشاپا (ابتداً مدعا علیہ نمبر۱) اپیلانٹ بنام شیدا پا و دیگر (ابتداً مدعیان) ریسپانڈنٹ[+]

صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۰

نابالغ ۔ نالش منجانب نابالغ ۔ ڈگری ۔ مصالحت بابت ڈگری کے منجانب رفیق قریب ترکے ۔ درخواست منسوخ کرانے مصالحت کی ۔ ڈگری پر اعتراض کرنیکے طریقے عملدرآمد ضابطہ ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۲ ۔

جس صورت میں کہ مصالحت بابت ایسی ڈگری کے جسمیں ایک نابالغ فریق ہو باجازت عدالت عطیہ حسب دفعہ ۴۶۲ ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہوئی ہو تو مصالحت کو خود عدالت بعد اسکے ہرگز اس بنا پر منسوخ نہیں کرسکتی کہ اوسکی روسے نابالغ کو جائداد اوسکے کم ملی کہ جسکا وہ حسب ڈگری مستحق تھا ۔ وہ طریق جس سے ایسے حکم کی نسبت اعتراض ہوسکتا ہے بدرجہ غایت دو ہیں یعنی بذریعہ تجویز ثانی یا بذریعہ نالش ۔

اپیل بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر مہادیو سری دہر جج تحت درجہ اول مقام شولاپور ۔

مدعیان نے بذریعہ اپنی مادر و رفیق قریب ترکے نالش تقسیم سنہ ۱۸۹۵ء میں کی اور ۱۲ ۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء کو ڈگری بابت اپنے حصص کے حاصل کی ۔ بہ صیغہ اجرا جائداد مقبوضہ مدعا علیہم قرق کرائی گئی ۔ بتاریخ ۱۳ جون سنہ ۱۸۹۸ء مدعی شیدا پا نے جس نے اپنے آپ کو اوسوقت بالغ بیان کیا تھا اور اوسکے برادر بسا پا (مدعی شریک) نے بذریعہ اپنے اولیا (اپنی مادر اور برادر) کے عدالت میں درخواست دی کہ جائداد مقروقہ واگذاشت کیجائے اور وہ مدعا علیہم کو واپس کیجائے اور یہ بیان کیا کہ نامبردگان (مدعیان) نے ڈگری کا تصفیہ ۶ ۔ جون سنہ ۱۸۹۸ء کو کیا تھا اور قبضہ جائداد کا جو اونکو از روے تصفیہ کے ملی تھی حاصل کیا تھا اور اونکو کوئی دعوی مزید بمقابلہ مدعا علیہ نہ تھا ۔ عدالت نے درخواست منظور کی اور حکم دیا کہ درخواست مذکور بعد مدعا علیہم کو واپس کرنے جائداد مقروقہ کے خارج کیجائے ۔

دوسرے روز ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۸ء کو مسمی نجلنگا پا نے جو فریق نالش نہ تھا بدین بیان

[+] اپیل نمبر ۹۸ سنہ ۱۸۹۸ء

۱۸۹۶ع

ویرو پکشپا
بنام
شدایا

کہ اوسکو مدعیان سے واسطے یہ استدعا کی کہ درخواست مذکور بہ فہرست پر قائم کیجاے اور یہ کہ تحقیقات مزید نسبت معاملہ مذکور کے کیجاے۔ اوس نے یہ بیان کیا کہ یہ صحیح نہین ہے کہ شدایا بالغ تھا اور یہ بیان کیا کہ ولی کو دہوکا دیا گیا ہے اور یہ کہ تصفیہ بہ فریب دہی نابالغان کے کیا گیا ہے۔

ویرو پکشپا مدعا علیہ نے درخواست پر اعتراض کیا اور بحث کی کہ چلنگاپا کو کوئی اختیار معاملہ مین تحریک کرنے کا نہ تھا اور بیانات جو درخواست نابردہ مین کئے گئے نادرست ہین اور تصفیہ ڈگری کا دیانتداری سے کیا گیا تھا اور اوسکی اطلاع عدالت کو دی گئی تھی جس نے اوسکو تسلیم کیا ہے۔ اور تصفیہ مذکور مفید مدعیان ہے اور یہ کہ عدالت کو کوئی اختیار معاملہ مین دست اندازی کا بعد اسکے کہ درخواست خارج کیگئی اور کل کارروائی اجرا ختم ہوگئی حاصل نہ تھا۔

صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ تصفیہ ڈگری کا تسلیم ہونا چاہئے اور کارروائی اجرا عمل مین آنی چاہئے۔ الفاظ تجویز حاکم موصوف کا حسب ذیل ہے۔

"مین خیال کرتا ہون کہ مین درخواست چلنگاپا کو منظور کر سکتا ہون۔ استدعا مدعی نمبر ۱ اور چلنگو ا منظور کی گئی تھی اور درخواست کے خارج کئے جانیکا حکم دیا گیا تھا لیکن یہ معلوم نہین ہوتا کہ اس امر کی اطلاع عدالت مین کی گئی کہ ڈگری کی مصالحت منجانب مدعیان نابالغ بذریعہ اونکے رفیق قریب کے اور مادر کے کی گئی تھی۔ بظاہر یہ خیال کیا گیا کہ درخواست حسب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی دی گئی تھی۔ لہذا مجکو یہ تحقیقات کرنے کا اختیار ہے کہ آیا ڈگری کا تصفیہ ہوا تھا یا نہین اور مدعی کی بابت زر نقد اور جائداد بموجب تصفیہ بہ اجازت یا بلا اجازت عدالت باقی تھی یا یہ کہ حقوق نابالغ کو کوئی مضرت نہین پہونچی۔ میری یہی راے ہے کہ مین اس تحقیقات کو خود ایسے شخص کی درخواست پر کر سکتا ہون جسکو بہبودی نابالغون پیش نظر تھی مقدمہ مین کسی شہادت سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ شدایا مدعی نمبر ۱ بالغ ہوگیا حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نابردہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو پیروی نالش کی بہ حیثیت مالک کرے اور جبکہ اوسنے یہ حق حاصل نکیا ہو وہ نابالغ تصور کیا جانا چاہئے۔ صرف یہی امر غیر ثابت شدہ نہین ہے کہ مدعی نمبر ۱ بالغ ہوگیا بلکہ اوس نے کوئی درخواست بھی باظہار اپنی خواہش واسطے بالغ تصور کئے جانیکے نہین دی میری بھی راے ہے کہ تصفیہ ڈگری کا نسبت مدعی نمبر ۱ کے موثر نہین ہو سکتا ہے۔

امر دوم تنقیح طلب باقی ہے یعنی یہ کہ آیا تصفیہ ڈگری کا مفید مدعیان نابالغ کے ہے یا نہین اور اوسکا فیصلہ بآسانی ہو سکتا ہے از روے درخواست کے مدعیان نے جائداد کم قیمت کی بہ نسبت اوس جائداد کے جسکے نابردگان بموجب ڈگری کے مستحق تھے دی گئی ہے ڈگری مذکور کا مقابلہ تصفیہ کے ساتھ کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔"

ویرو پکشپا مدعا علیہ نمبر ۳ نے اپیل کیا۔

دتاتریا اے عید گنجی منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۳) صاحب جج نے درخواست ۱۴ جون ۱۸۹۵ع کو ایک درخواست حسب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی تصور کرنے مین غلطی کی ہے۔ یہ امر کہ منجملہ سائلان کے ایک شخص نابالغ تھا خود درخواست سے ظاہر تھا کہ تصفیہ کی منظوری عدالت کو نہ کیگئی بلکہ اجازت عدالت کی استدعا کی گئی اور وہ منظور ہوئی۔ یہ کافی تعمیل دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ہے مقدمہ عثمان [illegible] (۱)

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۱ع صفحہ ۱۱۱

۶۲۲ ـــــ ۱۸۹۹ء
دربرہ کیشابا
بنام
شیدایا

ملاخطہ طلب شیدلپانے بیان کیا کہ وہ سن بلوغ کو پہنچگیا جو رروئداد نابرہ نے خود منجانب اپنے کیں ناجائز نہین ہین مقدمہ درگاسوہین داس بنام طاہر علی (۱) ملاخطہ طلب تصفیہ بمقابلہ نابرہ قطعی ہے کسی شہادت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ بالغ نہین ہوگیا تہا منظوری درخواست مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۹ء اور تحقیقات مابعد بلا اختیار تہی قانون مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ عدالت خود یا ایسے شخص کی درخواست پر جو اپنا تعلق بہبودی نابالغان سے بیان کرے اوس تصفیہ کو مسترد کرے جسکی اجازت عدالت نے باضابطہ دی ہو - مقدمات کرم علی بنام رحیم ببائی (۲) ویر علی بنام رحمو ببائی (۳) اوربرجان سیلتہ بنام مہتی داسی (۴) وبی بی سلیمان بنام عبدالعزیز (۵) ملاخطہ طلب اسکا صرف یہ طریقہ ہے کہ حسب دفعہ ۶۲۳ کے تجویز ثانی کیجاے یا نالش حسب دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دائر کیجاے۔

محض اس امر سے کہ ازروئے تصفیہ کے کم قیمت کی جائداد بتبع اوسکے جو بذریعہ ڈگری کے عطا کی گئی تہی دلائی گئی فریب ثابت نہین ہوتا - جائداد خاندان مین کثیر رقوم باقی اور بحز غیر ممکن الوصول شامل و داخل تہا مدعیان کو نقد دا کیا گیا اور رعایت بحق ہمارے اسلئے کی گئی کہ بہت رقوم باقی اور قرضہ غیر ممکن الاصول الوصول کی جو کہ ہمن اپنے ذمہ لی - ہم عرض کرتے ہین کہ یہ تخالم نمون انصاف تہا -

منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) کوئی حاضر نہین ہوا -

پارسنس صاحب جسٹس - جج ماتحت نے بیشک درخواست ۱۳ جون کے منظور کرنے مین اور درخواست بلا تحقیقات کے خارج کرنے مین عجلت کی حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ اس امر کی اطلاع عدالت کو دی گئی کہ ڈگری کی بابت مصالحت منجانب مدعیان نابالغ بذریعہ اونکی رفیق ترین دوست کے دی گئی تہی لیکن امر مذکور خود درخواست سے ظاہر ہے اور جج ماتحت کو مصالحت بلا اطمینان کرنے اس امر کے کہ وہ نیک نیتی سے اور واسطے فائدہ نابالغان کے کی گئی تہی منظور نکرنی چاہئے تہی باوجودیکہ یہ امر واقعی ہے کہ اجازت عدالت کی بابت اوسکے دی گئی تہی اور اوسکی نسبت یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ حسب دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دی گئی لہذا ہم خیال کرتے ہین کہ وہ حاطی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۷۰ سنہ ۱۸۹۶ء (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۰ سنہ ۱۸۹۹ء
(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۹۳ سنہ ۱۸۹۰ء (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۲ سنہ ۱۸۹۱ء
(۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۹ء

ویروپکشا بنام سداشا ۶۲۳

دیا نہ تہا کہ جج ماتحت اوسکی تجویز از خود مکرر کر سکتے جیسی کہ اونہوں نے کی ہے اور اپنا حکم محض اس بنا پر منسوخ کر سکتے کہ از روے مصالحت کے نابالغان کو کم جائداد پر نسبت اوسکے ملی جسکے وہ بہو جب ڈگری کے مستحق تہے - اون طریقوں کی جن مین ایسے حکم پر اعتراض کیا جا سکتا ہے بحث کامل طور پر بمقدمہ کرم علی رحیم بہائی بنام رحیم بہائی (۱) اور اون مقدمات مین کی گئی ہے جنکا اوسمین حوالہ دیا گیا ہے اور وہ طریقے غایت درجہ دو ہین یعنی تجویز ثانی یا نالش اس صورت مین کوئی نالش دائر نہین کی گئی اور نابالغان عدالت مین باستدعاے دادرسی مطلقاً حاضر نہین ہوئے پس ہم کاروائی عدالت ماتحت کی نسبت یہ تصور نہین کر سکتے کہ وہ برطبق درخواست تجویز ثانی عمل مین لائی گئی ہمکو حکم مورخہ ۱۵- اکتوبر ۱۸۹۸ء منسوخ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بلا اختیار سماعت صادر کیا گیا تہا اور نابالغان یا کسی شخص کو جو قانوناً مجاز منجانب نابالغان کے کارروائی کرنیکا ہو یہ اختیار باقی رہیگا کہ اگر وے حکم مورخہ ۱۳- جون کو منسوخ کرانا چاہین وہ تدابیر کرین جنکے کرنے کی صلاح اونکو دیجاے -

حکم منسوخ کیا گیا -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۲۴- فروری

رتن لال (ابتداءً مدعا علیہ نمبر ۳) اپیلانٹ بنام بائی گلاب (ابتداءً مدعیہ) رسپانڈنٹ*

صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳۱ - درخواست اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترکہ کے - حکم مشعر انکار اجازت اجرا منجانب ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترکہ کے - اپیل عمل در آمد -

کوئی اپیل بنا راضی حکم حسب دفعہ ۲۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مشعر انکار دینے اجازت اجرا ایک ڈگریدار منجملہ چند ڈگریداران مشترکہ کے نہین ہو سکتا -

اپیل بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر سیکیل مراٹہے جج ماتحت درجہ اول مقام سورت -

مسمی رتن لال رنگیل داس و اتم رام اچہارام بمبئی مین بشراکت تجارت کرتے تہے اتم رام پر الزام خیانت مجرمانہ کا نسبت بعض زیورات کے لگایا گیا جو مائی گلاب سا کنہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۲ (۱۸۹۸ء) * اپیل نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۹ء

۱۸۹۹ء
رتن لال
بنام
بائی گلاب
۶۲۳

سورت نے نامبردہ کے سپرد بغرض فروخت کئے تھے۔
بتعمیل حکمنامہ تلاشی مجریہ مجسٹریٹ درجہ اول مقام سورت کے پولیس نے زیور مذکور ملزم کے شریک یعنی رتن لال کے پاس سے گرفتار کیا اور اوسکو روبرو مجسٹریٹ کے پیش کیا۔
مجسٹریٹ نے بعد تجویز مقدمہ کے اتم رام کو رہا کیا اور حکم باین ہدایت صادر کیا کہ زیور بائی گلاب مستغیثہ کو حوالہ کیا جاوے۔
ہائی کورٹ نے اس حکم کو منسوخ کیا اور یہ ہدایت کی کہ زیور رتن لال کو واپس کیا جاوے کہ جسکے قبضہ سے وہ لیا گیا تھا (۱)
برطبق اسکے بائی گلاب نے نالش نمبر ۲۴۷ سنہ ۱۸۹۲ء واسطے قائم کرنے اپنے استحقاق نسبت زیورات متنازعہ اور واسطے حکم امتناعی کے کہ اتم رام (مدعا علیہ نمبر ۲) اور اوسکا شریک رتن لال (مدعا علیہ نمبر ۳) مال کو عدالت مجسٹریٹ سے لیجانے سے باز رکھا جاوے دائر کی
دوران اس نالش مین ناظر رسیور مال متنازعہ کا مقرر کیا گیا۔
جج ماتحت نے نالش بحق گلاب فیصل کی اور مسماۃ مذکورہ کو قبضہ مال کا دلایا۔
اس ڈگری کے اجرا مین ناظر نے مال مذکور بائی گلاب کے حوالہ کیا۔
اپیل مین ہائی کورٹ نے ڈگری جج ماتحت منسوخ کی اور دعویٰ گلاب کا مع خرچہ بمقابلہ اتم رام و رتن لال مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے ڈسمس کیا۔
برطبق اسکے تنہا رتن لال (مدعا علیہ نمبر ۳) نے درخواست اجرائے ڈگری ہائی کورٹ بابت خرچہ اور واسطے واپسی اوس زیور کے پیش کی جو ناظر نے گلاب (مدعیہ) کو حوالہ کیا تھا۔ اس درخواست کی نسبت عذرداری منجانب اتم رام کے کی گئی۔
جج ماتحت نے اس درخواست کو باین تجویز نامنظور کیا کہ تنہا رتن لال مستحق جاری کرانے ڈگری عدالت ہائی کورٹ کا نہین ہے جو مشترکہ بحق نامبردہ اور اتم رام دونون کے صادر ہوئی تھی حاکم موصوف نے نامبردگان کو یہ ہدایت کی کہ ایک نالش جداگانہ بغرض تجویز اپنے اپنے حقوق دائر کرین۔
بناراضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نمبر ۳ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔
رام دت دی دیسائی وجی ایس راو منجانب اپیلانٹ۔
ایم این مہتا وکے ایم جویری منجانب رسپانڈنٹ۔

(۱) [illegible] ۱۸۹۲ء [illegible] جلد ۱۶ صفحہ [illegible]

۱۸۹۶ء

رتن لال بنام بائی گلاب ۶۲۵

پارسنس صاحب جسٹس - ڈگری ہائی کورٹ جسکے جاری کرانے جانیکی استدعا مقدمہ ہذا میں کی گئی ہے فی الحقیقت ڈگری مشترکہ بحق مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے ہے کیونکہ اوسکی رو سے ڈگری صادرہ جج ماتحت درجہ اول منسوخ کی گئی تھی اور نالش کے بجائے نامبردگان مع خرچہ ڈسمس کئے جانیکا حکم دیا گیا تھا اور اسطور پر نامبردگان مستحق دلا پانے اپنے خرچہ اور نیز واپس لینے اوس شے کے تھے جو نامبردگان سے حسب ڈگری منسوخ شدہ لی گئی تھی - یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ نامبردگان بوقت ڈگری شریک تھے اور اسلئے یہ قرین قیاس ہے کہ زیورات جو اون سے (یا ناظر سے جو بجانب نامبردگان قابض زیورات مذکور کا تھا) لئے گئے تھے مشترکہ مملوکہ نامبردگان تھے - چونکہ یہ صورت ہے لہذا حکم عدالت مشعر انکار اجازت دینے اس امر کے کہ صرف مدعا علیہ نمبر ۳ ڈگری جاری کرائے حسب دفعہ ۲۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر ہوا ہوگا اور بنا برآں حکم مذکور کوئی اپیل نہیں ہو سکتا - دیکھو مقدمہ بائی کاشی بنام چنی لال اشبوتا تھر (۱) -

بمقدمہ حال مدعا علیہ نمبر ۲ خود حاضر آیا اور اوس نے صریحاً حق مدعا علیہ نمبر ۳ پر نسبت تنہا جاری کرانے ڈگری کے اعتراض کیا اور جج ماتحت نے نامبردگان کو یہ ہدایت کی کہ بغرض تجویز کرانے اپنے حقوق کے نالش دیوانی میں دائر کریں - حاکم موصوف کو ایسا کرنے کا اختیار تھا اور ہمکو کوئی وجہ دست اندازی کی نہیں معلوم ہوتی - مقدمہ لکشمی داما بنام پوناسا (۲) کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ متعلق ہے کیونکہ اس مقدمہ میں تنازعہ فی الحقیقت مابین دو ڈگریداران مشترک کے ہے ہمارے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ بہر حال عدالت ماتحت کو ڈگری جج اوسقدر جاری کرنے کا حکم دینا چاہئے تھا کہ زیورات قبضہ مدعی سے لے لئے جائیں اور رقم خرچہ دلائی جاوے اور ہر دو شے واسطے فائدہ اوس شخص کے رکھی جاوے جو بالآخر مستحق اس شے مذکور کا پایا جاوے - بے شک یہ بحث معقول ہے لیکن اب تک عدالت مذکور سے استدعا اس امر کی نہیں کی گئی اس امر کے لئے موقع کافی اوسوقت ہوگا کہ نامبردہ بعد اسکے بیان آوے اور عدالت موصوف سے استدعا کیجاوے اور وہ ایسا کرنے سے انکار کرے - ہم اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہیں -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

(۱) نظائر مطبوعہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۹۴ -

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۹۳ (۱۸۹۳ء)

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندرکا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے
جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجہا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ
اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن ومین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس
کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتہ فلسفانہ بحث کی گئی ہے
عمدہ اور مستند دلایل کے حوالہ سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت
سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدراس پریزیڈنسی
نے ۱۸۶۶ء مین کیا تہا - باوجود اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک
اسکی اشاعت اردو زبان مین نہین ہوئی تہی اور یہ ایک سخت بڑا نقص اشاعت علم
دہرم شاستر کا تہا - اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے
نہایت بامحاورہ اردو والفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید احتیاط کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح
جناب منشی پرتاب نراین صاحب بی اے - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظارت قانون ہند
سابق اردو سے جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے -
اس کتاب کی قیمت مےر سکہ کلدار یا ۱۲ر سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شایقین
کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن اصحاب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگہوبیر سہائے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظارت قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لارپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

اکتوبر ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب ارکان

منشی درگا پرشاد } مترجم منیجر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے } جج
منشی اننکے بہاری } مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان } سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی رگھوبیر سہائے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸/

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

جلد ۲۳ — حصہ ۱

فہرست مقدمات

صیغہ ابتدائی دیوانی

لکشمی بائی بنام حاجی ددینا قاسم ۶۲۹

صیغہ میتیتی

سوجی بنام یم چند ۶۲۵

صیغہ اپیل دیوانی

اسمعیل بنام رام جی ۶۸۰

بمعاملہ نراین سداشیو کالے ۶۵۶

بھگوان بنام گنو ۶۴۳

بھیم بھٹ بنام بھیکم بھٹ ۶۷۵

پران سکھ رام بنام بائی لاڈکنور ۶۵۴

جوگل کشور بنام لکشمن داس ۶۵۸

گنپت بنام گوپال راو ۶۳۵

لادہ جی بنام ہری ۶۷۷

محی الدین بنام شیو لنگاپا ۶۶۵

منگل داس بنام جیون رام ۶۶۰

فہرست مضامین ردیف وار

اختیار سماعت - عذر آمد - ضابطہ اوس حالت مین جب نالش عدالت غلط مین دائر کی گئی ہو - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (۱۷ ۱۸۷۹ع) دفعہ ۱ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۷ -

لادہ جی بنام ہری

دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۷۹

امانت دار - امانت دار تعبیری - اوسکی ذمہ داری - استحقاق نالش - عدم سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۳۹ - عام مذہبی و خیراتی امانت - خیرات - مندر و مندر مع دھرم شالہ و سدا برت متعلقہ اوسکے

جوگل کشور بنام لکشمن داس

دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۶۵۸

ایکٹ ۱۸۵۸ع نمبر ۳۵ - دیکھو مجنون ۶۵۳

ایکٹ ۱۸۷۱ء نمبر ۲۳ دفعات ۶ و ۱۴ - دیکھو ایکٹ پنشن ۶۲۵
ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱ دفعہ ۹ - دیکھو ایکٹ دادرسی خاص ۶۶۱
ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۴۳
ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۷ - دفعہ ۱۱ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۲۸
ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۷ دفعہ ۴۴ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۴۳
ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۴ دفعہ ۸۵ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۴۳
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ باب ۲۵ - دیکھو عملدرآمد ونکیشن ۶۲۵
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۵۷ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۲۸
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۲۶۲ - دیکھو مجنون ۶۵۳
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۵۰۶ - دیکھو عملدرآمد ۶۲۹
ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۵۳۹ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۶۵۸
ایکٹ مدسماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (۱۷ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۴۴ - اقرارنامہ جو حسب دفعہ مذکور داخل کیا گیا اور بمنزلہ ڈگری ہوگیا - اقساط کے ادا کرنے مین جواز روے ڈگری واجب ان تھا ہنا - درخواست واسطے تعمیل کئے جانے ڈگری کے حسب دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۴۳

ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن

- (ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۱۱ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۷ - اختیار سماعت - عملدرآمد - طریقہ کارروائی اوس حالت مین جب نالش عدالت غلط مین دائر کی گئی ہو] بموجب دفعہ ۱۱ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (نمبر ۱۷ ۱۸۷۹ء) ایسی نالش جسمین چند مدعا علیہ ہون جو مزارع ہون کسی ایسی عدالت مین دائر اور مسموع ہوسکتی ہے جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر کوئی ایک منجملہ ایسے مدعا علیہون کے سکونت رکھتا ہو اور کسی دوسری عدالت مین

جس حالت مین ایک نالش عدالت حویلی مین دائر کی گئی تھی اور مدعیان کا یہ بیان تھا کہ بعض مدعا علیہم جو قابض اراضیات اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت مذکور تھے مزارع ہین اور نالش اسوجہ سے ڈسمس ہوئی کہ مدعا علیہم مذکور کی نسبت تجویز ہوا کہ وہ مزارع نہین ہے

تجویز ہوئی کہ صحیح طریقہ کارروائی جو ایسے مقدمہ مین اختیار کرنا چاہیے تھا یہ تھا کہ نالش ڈسمس کیجاوے . . . بلکہ عرضی نالش واسطے پیش کرنیکے عدالت مجاز مین واپس کی جاوے

لادہ جی بنام ہری ۶۲۲

ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (۱۰ ۱۳۴۹ف) دفعہ ۴۴- اقرارنامہ جو حسب دفعہ مذکورہ داخل کیا گیا اور بمنزلہ ڈگری کے ہو گیا- اقساط کے ادا کرنے میں جو از روے ڈگری واجب ہوں قاصر رہنا- درخواست واسطے قطعی کئے جانے ڈگری کے حسب دفعہ ۹۸- ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۳۴۸ف) ایکٹ حد سماعت (۵ ۱۳۴۹ف) ضمیمہ ۲- مد ۱۷۹ ا م- اکتوبر ۱۹۴۳ء کو مدعی اور مدعا علیہ نے ایک اقرارنامہ برضامندی روبرو مصالحت کنندہ کے واسطے ادائی زر رہن یا قیمتی مدعی بذریعہ اقساط سالانہ کے تحریر کیا- اقرارنامہ مذکور عدالت میں ۲۱- دسمبر ۱۹۴۳ء کو حسب دفعہ ۴۴- ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (۱۰ ۱۳۴۹ف) داخل کئے جانیکے واسطے بھیجا گیا چونکہ اقساط کے ادا کرنے میں جن میں سے اول قسط ۲۵- جنوری ۱۹۴۵ء کو واجب الادا ہوئی اور ادا نہیں کی گئی قصور ہوا لہذا مدعی نے جائداد مرہونہ کے نیلام کئے جانیکے ذریعہ سے اجرائے ڈگری کی درخواست کی یہ درخواست ۶- ستمبر ۱۹۴۵ء کو دی گئی تھی اور ۱۰- نومبر ۱۹۴۶ء کو کسی نقص ضابطہ کی وجہ سے رجسٹر سے خارج کی گئی- بعدہ جب مدعی نے ۱۰- اکتوبر ۱۹۴۶ء کو حسب دفعہ ۹۸- ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۳۴۸ف) درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے گذرانی- بحث نسبت دفعہ مذکور کے اون اقرارناموں سے متعلق ہونیکے جو عدالت میں حسب دفعہ ۴۴- ایکٹ دادرسی مزارعان دکن داخل کئے جائیں اور نسبت تمادی کے پیدا ہوئی-

تجویز ہوئی (۱) اقرارنامجات جو حسب دفعہ ۴۴- ایکٹ دادرسی مزارعان دکن داخل کئے جائیں اگر نیلام جائداد مرہونہ سے متعلق ہوں تو تابع احکام دفعہ ۹۸ ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۳۴۸ف) کے ہیں-

(۲) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲- ایکٹ حد سماعت (۵ ۱۳۴۹ف) درخواست ہائے حسب دفعہ ۹۸- ایکٹ انتقال جائداد سے متعلق ہے

مزید براں یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ اس مقدمہ میں ستمبر ۱۹۴۵ء کی درخواست ایک کارروائی بسلسلہ اجرائے ڈگری متصور ہونی چاہیے

بھگوان بنام **گنو** ۶۴۳

ایکٹ پنشن (نمبر ۳ ۱۳۴۸ف) دفعات ۶ و ۱۴- قاعدہ ۶ جو بموجب ایکٹ مذکور کے مرتب کیا گیا- نالش واسطے دلا پانے ورثا سن وظیفہ کے- سارٹیفکٹ کلکٹر- تنسیخ سارٹیفکٹ بحکم کمشنر مال- جب سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۶ پنشنوں کے ایکٹ (نمبر ۳ ۱۳۴۸ف) بحکم کلکٹر عطا کیا جائے تو قیاس یہ ہے کہ تاوقتیکہ خلاف اوسکے ثابت کیا جائے کہ حکم عطاے سارٹیفکٹ بعد حصول منظوری ماقبل کمشنری مال کے خود کلکٹر نے جیسا کہ مقتضائے قاعدہ ۶ مرتبہ حسب ایکٹ مذکور کا ہے عطا کیا تھا

لیکن کمشنر مال کو کوئی اختیار حاصل نہین ہے کہ سارٹیفکٹ عطیہ کلکٹر کو منسوخ کرے اور کوئی ایسا قاعدہ نہین ہے جسمین یہ حکم ہو کہ کمشنر نظرثانی کارروائی کلکٹر کی دربارہ عطائے سارٹیفکٹ کرے یا سارٹیفکٹ عطیہ حکم کو منسوخ کرے۔

بھیکم بھٹ بنام بھیم بھٹ گوٹ کشتہ کی . . . ۶۷۵

ایکٹ دادرسی خاص (نمبر اول ۱۸۷۷ء) دفعہ ۹ - حق راستہ - جایداد غیر منقولہ - حق راستہ ایک جایداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور نہین ہے ؟ حق راستہ جایداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص (نمبر اول ۱۸۷۷ء) نہین ہے

منگل داس بنام جیون رام ۶۹۱

ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۹۸ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (۱۷ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۴۴ - اقرارنامہ جو حسب دفعہ مذکور داخل کیا گیا اور بمنزلہ ڈگری کے ہو گیا - اقساط کے ادا کرنے مین جو از روے ڈگری واجب ہون قاصر رہنا - درخواست واسطے قطعی کئے جانے ڈگری کے حسب دفعہ ۹۸ - ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۰۹]

بھگوان بنام گنو . . . .

دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ۶۴۳

آئین دوم ۱۸۶۴ء دفعہ ۴۵ - وکیل و موکل - وکیل کا غیر حاضر ہونا عدالت سے بوجہ اوسکے چند روزہ تقرر کے عہدہ جج ماتحت پر - وجہ ضروری - تاریخ معینہ سماعت نالش کے نہ تو مدعی نہ اوسکا وکیل حاضر ہوا مدعا علیہ بھی غیر حاضر تھا کیونکہ اوسپر تعمیل سمن نہین ہوئی تھی مگر وکیل مدعی نے اطلاع تحریری عدالت مین بھیجدی تھی کہ وہ قائم مقام جج ماتحت مقرر ہو گیا ہے اور چونکہ وہ اوس روز اپنی نوکری پر جانیوالا تھا لہذا عدالت مین حاضر ہونے سے معذور تھا پس وکیل موصوف نے یہ استدعا کی کہ مقدمہ اوسکی واپسی کے وقت تک ملتوی کیا جاے یا اوسکے موکل کے نام اطلاع نامہ جاری کیا جاے تاکہ وہ انتظامات ضروری واسطے پیروی اپنے مقدمہ کے کرسکے

تجویز ہوئی کہ چونکہ وکیل چند روز کے لئے جج ماتحت مقرر ہو گیا تھا لہذا وہ بباعث وجہ ضروری کے حسب مراد دفعہ ۴۵ - آئین دوم ۱۸۶۴ء حاضری عدالت سے معذور تھا اور چونکہ اوس نے اطلاع ضروری تحریری عدالت مین بھیجدی تھی لہذا نالش ڈسمس نہین ہونی چاہئے تھی بلکہ ایک زمانہ مناسب کے لئے ملتوی ہونی چاہئے تھی

بھاگما نارائن سدا شیو کالے ۶۵۶

تقسیم - پسر جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا - حق ایسے پسر کا نسبت تقسیم کے - حصہ ایسے پسر کا - انتظام خاندان - تمادی - دہرم شاستر - ۱۸۸۵ء مین ایک شخص وینکٹا راؤ نے

جنکے اوسوقت تین پسر یعنی مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ و ۳ تھے اپنی جایداد کو تقسیم کیا اور ایک ثلث مدعا علیہ اول کو دیا اور باقی دو ثلث اپنے قبضہ میں بحق لیے دیگر دو پسران (مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳) کے جو اوسوقت نابالغ تھے رکھا اشخاص آخر الذکر اوسکے ساتھ رہتے رہے اور وہ جایداد کا انتظام کرتا رہا مدعا علیہ اول وینکٹ راؤ کی زوجہ کلان کا پسر تھا اور مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ اوسکی زوجہ خورد کے پسر تھے سنہ [illegible]ء میں مدعی پیدا ہوا اور سنہ ۱۹۰۷ء میں اوس نے نالش بذریعہ اپنی ماں (زوجہ خورد) کے بطور رفیق واسطے تقسیم کل جایداد وینکٹ راؤ کے بشمول اوس جایداد کے جو سنہ [illegible]ء میں مدعا علیہ اول کو از روئے تقسیم دی گئی تھی دائر کی مدعی نے چوتھائی حصہ کا دعوی کیا۔

تجویز ہوئی کہ مدعی کا اوس جایداد کے کسی حصہ پر جو مدعا علیہ اول کو سنہ [illegible]ء میں دیگئی تھی کوئی حق نہ تھا انتظام خاندان پر جو اوسوقت کیا گیا تھا بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک تسلیم با سکوت رہا اور اوس میں خلل نہیں ڈالا جا سکتا مدعی صرف بمقابلہ مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے دعوی کر سکتا ہے جو اپنے باپ سے شامل رہتے تھے اور جنکے ساتھ مدعی خود بحیثیت ایک شریک خاندان مشترکہ کے رہتا تھا۔

گنپت بنام گوپال راؤ ۶۳۵

ثالثی - حکم سپردگی ثالثی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۴ سنہ ۱۹۰۶ء) دفعہ ۵۰۶ - اختیار سماعت - نہ ہونا اختیار تجریری کا سپردگی ثالثی کے لئے - جلد زاید]

لکشمی بائی بنام حاجی دودینا قاسم

دیکھو جلد زاید ۶۲۹

حق آسایش - حقوق رواجی - رواج تدفین - رواج مقامی - رواج جسکا دعوی ایک خاص فرقہ مسلمانوں نے کیا کہ اپنے مردوں کو ایک خاص مقام میں دفن کریں - استحقاق تدفین ۔ جس حالت میں ایک خاص فرقہ مسلمانوں کا بہت برسوں تک اپنے مردوں کو قریب ایک درگاہ کے مدعی کی اراضی میں دفن کرتا رہا تھا اور مدعی نے نالش واسطے اجرائے حکمنامہ امتناعی بنام فرقہ مذکور اس غرض سے دائر کی کہ نامبردگان اس استحقاق کو آیندہ استعمال نہ کریں۔

تجویز ہوئی کہ استحقاق تدفین متدعویہ مدعا علیہم ایک حق آسایش نہیں ہے بلکہ ایک حق رواجی ہے جو بجانب ایک محدود فرقہ اشخاص اور محدود رقبہ اراضی پر محدود ہے ایسا کافی طور پر متحقق و معقول ہے کہ بطور ایک جائز رواج مقامی کے تسلیم کیا جاوے۔

محی الدین بنام شو لنگاپا ۶۶۵

حق راستہ - جایداد غیر منقولہ - حق راستہ ایک جایداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور نہیں ہے - ایکٹ دادرسی خاص (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۹

منگل داس بنام جیون رام

دیکھو ایکٹ دادرسی خاص ۶۸۱

خیرات - ہند و سند ربع دہرم شالہ و سدابرت متعلقہ اوسکے - عام ومذہبی وخیراتی امانت - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۹ - امانت دار - امانت دار تعمیری - اوسکی ذمہ داری - استحقاق نالش - حد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۶۵۸

دہرم شاستر - تقسیم - پسر جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا - حق ایسے پسر کا نسبت تقسیم کے - حصہ ایسے پسر کا - انتظام خاندان - تماوی]

گنپت بنام گوپال راؤ

دیکھو تقسیم ۶۳۵

رجسٹری - شرع محمدی ہبہ - ہبہ اگر بذریعہ قبضہ اوسکی تکمیل ہوئی ہو تو جائز ہے - حوالگی قبضہ - قبضہ]

اسمعیل بنام راجی

دیکھو شرع محمدی ۶۸۰

شرع محمدی - ہبہ - ہبہ اگر بذریعہ قبضہ اوسکی تکمیل ہوئی ہو تو جائز ہے - حوالگی قبضہ - قبضہ - رجسٹری] بموجب شرع محمدی کے ہبہ نامہ رجسٹری شدہ جائز نہیں ہے اگر اوسکی کبھی بذریعہ قبضہ کے تکمیل نہ کی گئی ہو

بموجب شرع محمدی کے یہ لازم ہے کہ واہب قابض واقعی یا اقل درجہ تعمیری طور پر قابض ہو اور یہ کہ وہ قبضہ واقعی یا اقل درجہ قبضہ تعمیری موہوب لہ کو دے رجسٹری حاوی قبضہ کے نہین ہے

اسمعیل بنام راجی ۶۸۰

عملدرآمد - ثالثی - حکم سپردگی ثالثی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۰۶ - اختیار سماعت - نہ ہونا اختیار تحریری کا سپردگی ثالثی کے لئے ناجج کے حکم سے جسپر مدعی اور مدعا علیہ رضامند ہوئے یہ نالش ۱۳ دسمبر ۱۸۹۶ء کو سپرد ثالثی کی گئی جنوری و فروری مابعد مین ثالثان کے روبرو دو جلسہ ہوئے جنمین مدعا علیہ اور اوسکے اوسوقت کے اٹرنی کا کارپرداز کلارک موجود تھے اور وہ کارروائیات مین واقعی طور پر شریک رہا بعدہ مدعا علیہ نے اپنا اٹرنی تبدیل کیا اور بذریعہ ثالثی کارروائی کرنے سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ حکم سپردگی اسوجہ سے خلاف قانون تھا کہ کوئی خاص تحریری اختیار فریقین نے اپنے اٹرنیان کو واسطے حاصل کرنے حکم مذکور کے جیسا کہ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مین مطلوب ہے نہین دیا تھا اور نہ حکم مذکور کی تنسیخ کے لئے ایک سمن حاصل کیا -

تجویز موئی (جسمین سمن ڈسمس کیا گیا) کہ ہنوز اختیار تحریری سے حکم پیروی کی تجویز ناجائز نہین ہوگیا

لکشمی بائی بنام حاجی ودینا قاسم

عملدرآمد - کمیشن - درخواست منجانب مدعا علیہ عذردار بذریعہ کمیشن گواہان کا اظہار لینے کے واسطے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) باب ۲۵] جبکہ ایک مدعا علیہ عذردار نے درخواست واسطے جاری کرنے کمیشن کے بغرض لینے اظہار گواہان کے کی صاحب جج نے بلحاظ حالات مقدمہ اور اون اصول کے جو مقدمہ برڈن بنام گرین وڈ (سنہ ۱۸۸۴ء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۶۶۴ ، نوٹ ذیلی ۳) تحریر ہین درخواست کو نا منظور کیا ... ٦٢٩

موجی بنام یم چند

عملدرآمد - ضابطہ - مجنون - نالش منجانب زوجہ بطور رفیق ساتھ اس بیان کے کہ شوہر مجنون ہے - شوہر جسکی نسبت تجویز نہین ہوئی کہ وہ مجنون ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۶۳ - دیکھو مجنون ... ٦٢٥

عملدرآمد - طریقہ کارروائی اوس حالت مین جب نالش عدالت غلط مین دائر کی گئی ہو - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (۱۷ سنہ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۱۱ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۷ - اختیار سماعت] ... ٦٥٣

لادہ جی بنام ہری

دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ... ٦٧٧

کمیشن - درخواست منجانب مدعا علیہ عذردار بذریعہ کمیشن گواہان کا اظہار لینے کے واسطے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) باب ۲۵ - عملدرآمد

موجی بنام یم چند

دیکھو عملدرآمد ... ٦٢٦

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۷ - اختیار سماعت - عملدرآمد - طریقہ کارروائی اوس حالت مین جب نالش عدالت غلط مین دائر کی گئی ہو - ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن (نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۱۱ - دیکھو ایکٹ دادرسی مزارعان دکھن ... ٦٧٧

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۳ - عملدرآمد - ضابطہ - مجنون - نالش منجانب زوجہ بطور رفیق ساتھ اس بیان کے کہ شوہر مجنون ہے - شوہر جسکی نسبت تجویز نہین ہوئی کہ وہ مجنون ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۳ - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء - عملدرآمد - ضابطہ

پران سکھ رام بنام بائی لاڈ کنور

دیکھو مضمون ۶۵۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۰۶ - اختیار سماعت - نہونا اختیار تحریری کا سپردگی ثالثی کے لئے - عدالت یا انعقاد ثالثی - حکم سپردگی ثالثی - دیکھو مضمون عدد ۶۲۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۹ - عام مذہبی و خیراتی امانت - خیرات - ہندو مندر - دھرم شالہ و سدابرت متعلقہ اوسکے - امانت دار - امانت دار تعمیری - اوسکی ذمہ داری - استحقاق نالش - عدم سماعت ۔ ایک ہندو نے شری ٹھاکر جی یا دیوتا کے واسطے مندر بنوایا اور اوس سے ایک دھرم شالہ اور سدابرت واسطے کھلانے مسافرون اور دینے خیرات کے غربا کو متعلق کیا گیا واسطے قائم رکھنے مندر اور خیراتون کے جو اوس سے متعلق تھین شخص مذکور نے کسیقدر جایداد بذریعہ ہبہ نامہ کے وقف کی جسکی رو سے اوس نے اپنے آپکو امانت دار تاحیات مقرر کیا اور پانچ مقرر کئے کہ وہ بعد اوسکے جانشینان کے امین امانت کا کام کریں تاحیات اپنے تابرد حصہ انتظام مندر کا حسب مندرجہ دستاویز مذکور کے کیا اوسکی وفات پر سنہ ۱۸۸۰ء مین ہوئی بجز ... انتظام اپنے ذمہ نہین لیا بلکہ اوسکے پسر مدعا علیہ نے انتظام اپنے ہاتھ مین لیا اہل فرقہ ہندو مندر مین جانے کا حق رکھتے تھے

سنہ ۱۸۹۴ء مین پوجاری مندر اور پانچ دیگر پوجا کرنے والون ہندوؤن نے یہ نالش بموجب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بمنظوری ایڈوکیٹ جنرل واسطے برطرفی مدعا علیہ کے انتظام مندر سے بربناے عمل بیجا مدعا علیہ و خرابی انتظام جایداد وقف کے دائر کی

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ جایداد ایک عام مذہبی و خیراتی امانت نہین ہے اور مدعا علیہ امانت دار نہین ہے اور مدعیان کو استحقاق نالش نہین ہے اور نالش مین تمادی عارض ہے

تجویز ہوئی (۱) کہ بلحاظ اس امر کے کہ کچھ اشخاص عوام مین سے ہمیشہ مندر مین پرستش کرتے رہے تھے اور مندر سے دھرم شالہ متعلق تھا اور جو روپیہ مندر کی سیوا کے لئے درکار ہو اور فاضل بچے وہ مسافرون کے کھلانے و سدابرت کے قائم رکھنے مین صرف کیا جاتا تھا لہذا منشا بانی وقف کا یہ تھا کہ جایداد عام مذہبی و خیراتی اغراض مین لگائی جاوے۔

(۲) یہ کہ اگرچہ مدعا علیہ امانت دار مقرر نہین کیا گیا تھا تاہم انتظام جایداد وقف ہاتھ مین لینے اور ظاہرا بعہدہ جایداد مندر اوسکا انتظام کرنے سے اوس نے اپنے آپکو ایک امانت دار تعمیری بنایا اور بحیثیت مذکور وہ اون اشخاص کو جوابدہ تھا جو مستحق استفادہ جایداد امانت سے تھے

(۳) یہ کہ مدعیان مستحق دائر کرنے نالش کے بموجب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) تھے

(۴) یہ کہ نالش مین تمادی عارض نہ تھی کیونکہ ہر ایک جدید خلاف ورزی امانت تعمیری سے یا جب کبھی ہدایت عدالت ضروری متصور ہوئی بنا ے مخاصمت جدید پیدا ہوئی

جوگل کشور بنام لکشمن داس ٦٥٠

مجنون - نالش بجانب زوجہ بطور رفیق ساتھ اس بیان کے کہ شوہر مجنون ہے شوہر جسکی نسبت تجویز نہین ہوئی کہ وہ مجنون ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۳ - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء - عملدرآمد - ضابطہ] جس حالت مین کہ زوجہ نے اس بیان سے کہ اوسکا شوہر مجنون ہے نالش بحیثیت رفیق دار کی عدالت نے اول نسبت اس امر کے تحقیقات کا حکم دیا کہ آیا شوہر مجنون ہے یا نہین اور ثانیاً نسبت اس امر کے کہ آیا نالش واسطے اوسکے فائدہ کے ہے یا نہین

پران سکھ رام بنام بائی لاڈ کنور ٦٥٣

وکیل و موکل - وکیل کا غیر حاضر ہونا عدالت سے بوجہ اوسکے چند روزہ تقرر کے عہدہ جج ماتحت پر - وجہ ضروری - آئین دوم سنہ ۱۸۷۶ء دفعہ ۵۴]

بمعاملہ نارائن سداشیو کالے

دیکھو آئین دوم سنہ ۱۸۷۶ء ٦٥٢

ہبہ - ہبہ اگر ذریعہ قبضہ اوسکی تکمیل نہوئی ہو ناجائز ہے - عوائگی قبضہ - قبضہ - رجسٹری - شرع محمدی - دیکھو شرع محمدی ٦٨٠

۱۰ مارچ ۱۸۹۶ء

صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۶

صیغہ وصیتی وغیر وصیتی

باجلاس اسٹارلنگ صاحب جسٹس

موجی وہر مسی (مدعی) بنام نیم چند نارنجی وغیرہ (مدعا علیہم)*

عملدرآمد کمیشن - درخواست منجانب مدعا علیہ عذر دار بذریعہ کمیشن گواہان کا اظہار لینے کے واسطے - مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء باب ۲۵-

جبکہ ایک مدعا علیہ عذر دار نے درخواست واسطے جاری کرنے کمیشن کے بغرض لینے اظہار گواہان کی صاحب جج نے بلحاظ حالات مقدمہ اور ان اصول کے جو بمقدمہ برون بنام گرین وغیرہ (۱) بحکم تحریر ہیں درخواست کو نامنظور کیا۔

مدعی نے ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء کو درخواست واسطے حصول چٹھیات اہتمام ترکہ ایک شخص وسن جی برکرچند داخل کی جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ بلا کرنے وصیت کے بمقام پوربندر واقع کاٹھیاواڑ بتاریخ ۱۵ دسمبر ۱۸۹۴ء فوت ہوا اپنی درخواست میں اوس نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ متوفی کے وارثان یعنی بین بھتیجوں میں سے ایک تھا اور یہ کہ اور کوئی نسبی رشتہ دار زندہ نہ تھا۔

۲۱ دسمبر ۱۸۹۵ء کو مدعا علیہما نیم چند نارنجی اور بھیم جی رام داس نے ایک عذر داری داخل کی اور یہ بیان کیا کہ متوفی نے ایک وصیت نامہ چھوڑا ہے اور بموجب اوسکے وہ بطور وصی قرار دئے گئے ہیں۔

۱۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو ایک اور عذر داری مدعا علیہ کالی داس جندرابن داس نے اوسی مضمون کی داخل کی کہ وسن جی متوفی نے ایک وصیت نامہ نظرہ نیم چند نارنجی دیگر عذر دار چھوڑا ہے اوس نے یہ بھی بیان کیا کہ وسن جی نے وصیت نامہ مذکور کے بموجب اپنی جائداد اپنی زوجہ مان کنور بائی کے واسطے چھوڑی ہے جس نے بموجب اوسکے اوسپر قبضہ کیا اور اپنی وفات تک جو جنوری ۱۸۹۵ء میں واقع ہوئی اوس سے متمتع ہوئی اور یہ کہ اوس نے ایک وصیت نامہ چھوڑا ہے جسکی رو سے اوس نے اوسکو (کالی داس) اور دیوچند رام چند کو اپنا وصی مقرر کیا تاسب ردہ کا یہ دعوی تھا کہ اوس کل

* نالش وصیتی نمبر اول ۱۸۹۶ء

(۱) (۱۸۸۳ء) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۷ نوٹ ذیلی (۳)

جائداد وسن جی کی نسبت جوماں کنور بائی کو ملی تھی اوسکو اور اوسکے شریک وصی کو حق سنہ ٩٩ء

حاصل ہے۔

موجی بنام نیم چند

اصلی وصیت نامہ پیش نہیں ہوا عذرداران نے یہ بیان کیا کہ وہ دوسرے

کے قبضہ میں ہے اور اونکے پاس صرف ایک نقل موجود ہے۔

مدعاعلیہ (عذردار) نیم چند نے اب یہ درخواست کی کہ ایک اہل کمیشن پوربندر کو ان اشخاص

کا اظہار لینے کے واسطے بھیجا جاوے جو بموجب اونکے بیان کے وصیت نامہ کے گواہ تھے ٦٢٧

اور جو اوسکا تحریر کیا جانا ثابت کرینگے اوس نے ٢٠ - فروری سنہ ٩٩ء کو صاحب جج سے ایک سمن

بنام مدعی حاصل کیا کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں کمیشن جاری نہ کیا جاوے۔

میکفرسن نے منجانب مدعی وجہ ظاہر کی۔

لونڈیز بتائید سن۔

وکاجی منجانب مدعاعلیہ سوم۔

اسٹارلنگ صاحب جسٹس - اس نالش میں موجی دہرم سی مدعی بحیثیت بھتیجہ

اور وارث عودی وسن جی ہر کرہ چند متوفی کے بعد وفات بیوہ یعنی اپنی چچی کے مستدعی حقیت

اہتمام ترکہ اپنے چچا کا ہے۔

اول دو مدعاعلیہما نے ایک عذرداری اس بنا پر داخل کی ہے کہ متوفی بلا وصیت فوت

نہیں ہوا بلکہ اوس نے ایک وصیت نامہ چھوڑا ہے مدعاعلیہ سوم کالی داس بندرابن داس نے

عذرداری اوسی بنا پر داخل کی ہے مگر وصیت نامہ پیش نہیں ہوا ہے ہر فریق مدعاعلیہ بیان کرتا ہے

کہ وہ دوسرے کے قبضہ میں ہے یا ہونا چاہیے اور دونوں بیان کرتے ہیں کہ اونکے پاس

نقلیں موجود ہیں مگر یہ دونوں نقلیں کم سے کم ایک ضروری امر میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں

اندرین حالات مدعاعلیہم فریق اول نے اپنے گواہان کے اظہار کے واسطے پوربندر کو کمیشن جاری

کرنیکی درخواست کی اور یہ اظہارات نہ زبانی بلکہ بذریعہ بند سوالات بغرض ثابت کرنے

موجودگی اور مضمون وصیت نامہ کے اس بنا پر ہونے چاہئیں کہ فریق مذکور اونکو بمبئی میں حاضر نہیں کرسکتا

اس درخواست پر مدعی نے اعتراض کیا۔

بیان مدعاعلیہم نسبت وجود وصیت نامہ کے ظاہراً مشتبہ ہے اور بتائید اس شبہہ کے

جبکہ میں نے بروز شنبہ آج کے لئے دو گواہان کا اظہار لینے کا وعدہ کیا جنمیں سے ایک وہی

۱۸۹۹ء

موجی بنام نیم چند

کالی داس بندرابن داس ہے جسکا ذکر اوپر کیا گیا تھا جو بیان کئے گئے تھے کہ بمبئی میں موجود میں یہہ بیان کیا گیا کہ وے صبح کی ریل پر چلے گئے کالی داس بندرابن داس کو معلوم تھا کہ شنبہ کا روز سمن کی سماعت کے لئے مقرر تھا کیونکہ اوس نے مسٹر وکاجی کو منجانب اپنے مقرر کیا تھا اگرچہ سمن کی تعمیل اوسپر نہیں ہوئی تھی اور یہہ قرین قیاس تھا کہ حکم لینے اظہار گواہان موجودہ کا جو اوسوقت بمبئی میں تھے فوراً دیا جائیگا۔

مین نے سماعت آجتک کے لئے ملتوی کی تاکہ میں مقدمات انگلستان کو دیکھ سکوں اور میں نے
۶۲۸ اونکو دیکھا ہے اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ برڈن بنام کرین (۱) ایسے چند اصول تحریر کرتا ہے جو صاف طور پر درخواست حال سے متعلق ہیں وہ ایسا مقدمہ تھا جسمیں مدعی نے اس بنا پر اپنا اظہار بذریعہ کمیشن لئے جانے کی درخواست کی تھی کہ اوسکو مرض دل کا عارضہ تھا اور یہہ کہ اوسکا تعمیل کا عبور کرنا یقیناً باعث اوسکی موت کا ہوگا میں اون اصول کا جو اوس مقدمہ میں عدالت اپیل نے تحریر کئے ہیں حوالہ دونگا (صفحات ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷) لنگاسٹ صاحب لارڈ جسٹس فرماتے ہیں۔

"ہمکو اغراض انصاف اور حق مدعا علیہ اور نیز حق مدعی پر لحاظ کرنا ضروری ہے اور ہمکو نوعیت امور تنقیح طلب پر جو سوال وجواب سے پیدا ہوتے ہیں ضرور غور کرنا چاہئے"۔

"ایسے مقدمہ میں یہہ بخوبی خیال کیا جاسکتا ہے کہ مدعا علیہ کو نہایت بڑا موقع بخوبی تحقیقات دعوی کا اور گواہان پیش شدہ کے بیانات پر جرح کرنے کا حاصل ہونا چاہئے"۔

"میں ہرگز کوئی رائے بنسبت جنرل برڈن کے بیانات کے قابل اعتبار ہونیکے جسپر بہت بحث کی گئی ہے ظاہر نہیں کرنا چاہتا لیکن اس بات کے خیال کرنے میں کہ آیا کسی گواہ کا اظہار بذریعہ کمیشن لینا چاہئے یا نہیں ہمکو کم سے کم اس امر کے امکان پر لحاظ کرنا ضروری ہے کہ شاید وہ گواہ قابل اعتبار نہ ہو اگر گواہ مذکور قابل اعتبار ہو تو یہہ بات مشکل سے اہم ہے کہ وہ اپنی شہادت عدالت میں زبانی ادا کرے یا روبرو کمیشن کے یا بذریعہ بیان حلفی کے یا کسی اور شکل میں ادا کرے لیکن ہمکو امکان اس بات کا فرض کرنا چاہئے کہ شاید وہ گواہ قابل اعتبار نہ ہو اور اوس صورت میں یہہ امر نہایت اہم ہوجاتا ہے کہ جوری یا عدالت کو جسکو فیصلہ بحث کا کرنا ہے گواہ مذکور کی حرکات کے معاینہ کرنے کا اور اس امر کے جانچنے کا کہ وہ کسطرح پر اون سوالات کا جواب دیتا ہے جو اوسے اثناے جرح میں پوچھے جاتے ہیں موقع ملے"۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۶ نوٹ ذیلی (۲) (سنہ ۱۸۷۸ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

موتی بنام نیم چند

کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے فرمایا۔

لیکن ہمکو صرف اسیقدر خیال نہ کرنا چاہیے کہ مدعی کے مقدمہ مین کس بات کی ضرورت ہے بلکہ یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ مدعاعلیہ اور نیز مدعی کے لئے انصاف کیا چاہتا ہے اور ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے میری راے مین گواہ کی حرکات کا معاینہ کرنا اور اوسکے ٹھیک جوابات کا سماعت کرنا جو وہ اون سوالات کے دے جو اوس سے پوچھے جائین جج یا جج اور جوری کو جنکو مقدمہ کا فیصلہ کرنا ہو نہایت ضروری ہے اور یہ کہ مدعاعلیہم کو نہایت پورا موقع اوس سے جرح کرنے کا ملے اور مدعاعلیہم کو فی الحقیقت وہ موقع پورے طور صرف اوس حالت مین حاصل ہو سکتا ہے کہ گواہ عدالت مین حاضر ہو اور اوسکے طرز اور اوس طریقہ کی نسبت جسمین وہ سوالات کا جواب دے جج اور جوری راے قائم کر سکین "۔

اب بلحاظ مقدمہ مدعی و نیز مدعاعلیہ اور بلحاظ اس امر کے کہ خود وصیت نامہ پیش نہین کیا گیا اور یہ کہ وہ نقول جنکا موجود ہونا بیان کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے مطابق نہین ہین اور
۶۲۹ بلحاظ اس امر کے کہ یہ گواہ زبانی اپنی شہادت نہین دینا چاہتے اور نہ زبانی جرح ہونا چاہتے ہین امر اخیر الذکر پر مقدمہ معاملہ بولس کراپٹن بنام کراپٹن (۱) بابت استدلال کیا گیا تھا اور نیز بلحاظ اس امر کے کہ دو منجملہ اون گواہون کے جنکا بذریعہ کمیشن اظہار کرانیکی اب استدعا ہے قریب زمانہ تک بمبئی مین موجود تھے اور صرف شنبہ گذشتہ کی صبح کو روانہ ہو گئے جس سے یہ ظاہر ہے کہ اگر سائل کا منشا ہوتا تو وہ اونکا اظہار بیان اونکی موجودگی مین ہفتہ گذشتہ مین کرا سکتا تھا اور نیز بلحاظ اس امر کے کہ یہ بات بیانات حلفی سے ظاہر نہین ہے کہ گواہان کا بمبئی مین مقدمہ کی سماعت کے واسطے لانا ناممکن ہوگا یا یہ کہ سائل کو اس اثنا مین اونمین سے چند کا اظہار اونکی موجودگی مین کرا لینیکا اگر وے بمبئی مین آوین موقع نہین ملیگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اونمین سے چند یہان وقتاً فوقتاً آیا کرتے ہین۔ اور ان واقعات کو اون اصول سے متعلق کرنے پر جو اون مقدمات مین قرار دئے گئے ہین جنکا مین حوالہ دے چکا ہون مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان گواہون کا اوس طریقہ سے جو تجویز کیا جاتا ہے اظہار لیا جانا قرین انصاف نہ ہوگا اور یہ کہ باستعمال اختیار تمیزی عدالتی کے میرا یہ فرض ہے کہ مین اوس کمیشن کی جسکی نسبت درخواست کی گئی ہے اجازت دینے سے انکار کرون سمن اس لئے مع خرچہ ڈسمس کیا جائیگا کونسل کو سارٹیفکٹ عطا کیا گیا۔

سمن ڈسمس کیا گیا

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۷۶۰ (سنہ ۱۸۷۹ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

اٹرنی منجانب مدعی ۔ مسٹران مکن لال دامودر و کمپنی۔
اٹرنی منجانب مدعاعلیہم ۔ مسٹران مکبنل و مروان جی و موتی لال۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر اسٹارلنگ صاحب جسٹس اور بہ تطبیق اپیل باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و کنیڈی صاحب جسٹس

لکشمی بائی (مدعیہ) بنام حاجی وددینا قاسم (مدعاعلیہ)*

عملدرآمد۔ ثالثی۔ حکم سپردگی ثالثی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۰۶۔ اختیار سماعت۔ نہ ہونا اختیار تحریری کا سپردگی ثالثی کے لئے۔

پنچ کے حکم سے جسپر مدعی اور مدعاعلیہ رضامند ہوے یہ نالش ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو
۶۳۰ سپرد ثالثی کی گئی۔ جنوری و فروری ۱۸۹۹ء میں ثالثان کے روبرو دو جلسے ہوے جنمیں مدعاعلیہ اور اوسکے اوسوقت کے اٹرنی کا کارپرداز کلارک موجود تھے اور وہ کارروائیات میں واقعی طور پر شریک ہوا۔ بعدہ مدعاعلیہ نے اپنا اٹرنی تبدیل کیا اور بذریعہ ثالثی کارروائی کرنے سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ حکم سپردگی اسوجہ سے خلاف قانون تھا کہ کوئی خاص تحریری اختیار فریقین نے اپنے اٹرنیان کو واسطے حاصل کرنے حکم مذکور کے جیسا کہ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) میں محکوم ہے نہیں دیا تھا اور حکم مذکور کی تنسیخ کے لئے ایک سمن حاصل کیا۔

تجویز ہوئی (جسمین سمن ڈسمس کیا گیا) کہ نہ ہونے اختیار تحریری سے حکم سپردگی ثالثی ناجائز نہیں ہوگیا۔

اجلاس چیمبرس۔ مدعاعلیہ نے سمن مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر اسکے حاصل کیا کہ مدعی وجہ اس بات کی ظاہر کرے کہ کیوں حکم مورخہ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مشعر سپردگی نالش ہذا بہ ثالثی منسوخ نہ کیا جاے۔

یہ نالش مدعی نے واسطے دلاپانے ہرجہ کے بنسبت خلاف ورزی معاہدہ کے دائر کی تھی دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء میں فریقین نالش کو ثالثی میں سپرد کرنے پر رضامند ہوئے اور بذریعہ حکم ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کے جو رضامندی صادر کیا گیا رسل صاحب جج جسٹس نے نالش کو سپرد دو ثالثان مندرجہ حکم مذکور کے کیا جنوری و فروری سنہ ۱۸۹۹ء میں دو جلسے روبرو ثالثان کے ہوے

* نالش نمبر ۱۹۹ سنہ ۱۸۹۹ء اپیل نمبر ۱۰۲۵

۱۸۹۹ء

لکشمی بائی بنام حاجی ودینا قاسم

جنمین مدعا علیہ اور اوسکے اوسوقت کے اٹرنی کا کارپرداز کلارک حاضر تھے اور مدعا علیہ واقعی طور پر اون کارروائیات مین شریک ہوا۔

مگر بعدہ مدعا علیہ نے اپنا اٹرنی تبدیل کیا اور بذریعہ ثالثی کارروائی کرنے سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ حکم سپردگی خلاف قانون تھا کیونکہ کوئی خاص اختیار تحریری فریقین نے اپنے اٹرنیان کو واسطے حاصل کرنے حکم سپردگی ثالثی کے جیسا کہ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مین مجوزہ ہے نہین دیا تھا۔

۱۰- مارچ ۱۸۹۹ء کو مدعا علیہ نے سمن مذکورہ بالا حاصل کیا۔

مسٹر لونڈیز نے منجانب مدعی وجہ ظاہر کی۔ اگر مدعا علیہ کو کسی وقت مین استحقاق سپردگی کے منسوخ کرانے کا حاصل بھی تھا تو اب حاصل نہین ہے۔ مقدمہ اولی رامن بنام جعفر حسن (۱) مدعا علیہ دو جلسون مین حاضر تھا۔ مقدمات حلیم بھائی بنام شنکر سائی (۲) وارد شیر ایچ دادیا بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۳) وبین بنام ایڈورڈس (۴) وسلطان محمد بنام شیو پرشاد (۵) وکوکل مقدمہ جگیشر بنام کلیانی (۶) کا بھی حوالہ دیا۔

مسٹر اسکاٹ منجانب مدعا علیہ فریق مخالف۔ کونسل موصوف نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا ۶۳۱ پیسٹن جی نوشیروان جی بنام مانک جی (۷) ونوشیروان جی پیسٹن جی بنام میر معین الدین خان (۸) وبجے شنکر دیبی بنام ناگن ناد دیبی (۹) وکشن رام بنام سہودرا بی بی (۱۰)۔

اسٹارلنگ صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعی ومدعا علیہ بذریعہ اپنے اٹرنیان کے نالش کی سپردگی بہ ثالثی پر رضامند ہوئے اور جج نے وہ نوٹ اٹرنیان کی رضامندی سے اور اس اقرار کے نافذ کئے جانے کے لئے حکم پر دستخط کئے خطوط سے جو پانڈورنگ شامراؤ افسر کے بیانات حلفی کے ساتھ مین یہ بالکل صاف ہے کہ مابین فریقین کے اٹرنیان کے بہت سی خط وکتابت نسبت شرائط سپردگی کے جسکا مدعا علیہ کو علم تھا ہوئی تھی اور یہ کہ وہ حکم سپردگی جیسا کہ آخر کار طے ہوا رضامند ہوا اس بات سے اوسکو انکار نہین ہے لیکن وہ یہ بیان کرتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۵ (۱۸۸۵ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ (۱۸۷۶ء)

(۳) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۰ (۱۸۶۸ء) (۴) رپورٹ عیسن و ویلبی صاحبان جلد ۱۲ [illegible]

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۲۹ (۱۸۸۲ء) (۶) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۱ (۱۸۷۵ء)

(۷) اپیل ہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ (۱۸۳۸ء) (۸) اپیل ہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ [illegible]

(۹) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۰۶ (۱۸۶۲ء) (۱۰) رپورٹ صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۳ء صفحہ ۱۲۷

سنہ ۱۸۹۹ء
لکشمی بائی
بنام
حاجی وودیا قاسم

کہ چونکہ اوس نے کسی خاص اجازت نامہ پر بہ اجازت اس امر کے کہ ثالثی بحکم رضامندی پر دستخط کرے دستخط نہیں کئے اس لئے وہ حکم اوسپر قابل پابندی نہیں ہے اور منسوخ ہونا چاہئے۔ مابین تاریخ حکم سپردگی کے اور مدعا علیہ کی درخواست نسبت اوسکی منسوخی کے دو جلسے ثالثان کے ہوئے جنمین مدعا علیہ ظاہرا موجود تھا اونمین سے اول جلسہ مین عرضی دعوی اور بیان تحریری کی نقول ثالثان کے حوالہ کی گئی تہین۔ اور مقدمہ اونکو سمجھایا گیا تھا اور دوسرے جلسہ مین ایک گواہ پیش کیا گیا جس نے وہ معاہدہ مابین مدعی اور مدعا علیہ پیش کیا جسپر نالش مبنی تھی لیکن اونمین سے کسی جلسہ مین مدعا علیہ نے کوئی اعتراض نسبت کارروائی ثالثی کے نہین کیا بعد اسکے اوس نے اپنا اٹرنی حکم سپردگی کی تاریخ سے قریباً ایک مہینہ بعد تبدیل کیا اور مدعی اور ثالثون کو اطلاع دی کہ وہ اپنی رضامندی سے نسبت ثالثی کے دست بردار ہے اور آخر کار اوس نے سمن حاصل کیا۔

مسٹر اسکاٹ نے الفاظ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر استدلال کیا جسمین یہ حکم ہے کہ جب کوئی فریق اصالتاً حاضر نہ ہو تو یہ ضروری ہے کہ اوسکے وکیل کو خاص طور پر تحریری اجازت سپردگی ثالثی پر رضامند ہونیکی دیجائے اور بحوالہ مقدمہ نوشیروانجی بنام میر معین الدین خان (۱) یہ حجت کی کہ یہ خاص اختیار سماعت خاص الفاظ مین بذریعہ ایکٹ واضعان قانون کے عطا ہوا ہے
۶۳۲ اور اختیار سماعت حاصل ہونے کے لئے اون الفاظ مین سے ہر ایک کی تعمیل ہونی چاہئے بلاشک وہ ایسا فیصلہ ہے جسکی تعظیم کرنا مجکو ضروری ہے اگر وہ اس مقدمہ سے متعلق ہو لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ واقعات اوس مقدمہ کے اور وہ آئین جسکی تعبیر اوس مقدمہ مین کیجاتی تھی واقعات اور ایکٹ حال کے بالکل مطابق نہین ہین مجکو کوئی ایسا رپورٹ شدہ مقدمہ دستیاب نہین ہوتا جسمین ایسی حجت جیسی کہ حجت حال ہے دوران ثالثی مین پیش کی گئی ہو مگر مسٹر لونڈیز نے چند مقدمات کا حوالہ دیا ہے جنمین فیصلہ ثالثان کی نسبت اس بنا پر اعتراض کیا گیا تھا کہ فریق ناکامیاب کے وکیل کو تحریری اجازت سپردگی کی نسبت رضامند ہونے کے لئے نہین دی گئی تھی۔ اودی رامن بنام چیتھین (۲) وظیم بہائی بنام شنکر ساہائی (۳) وآردشیر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۴)۔ علاوہ انکے مجکو مقدمہ ترہیت پرتاپ بنام دلہن گلاب (۵) دستیاب ہوا ہے جسمین مقدمہ اودی رامن بنام چیتھین (۲) پسند کیا گیا تھا اور اوسکی پیروی کی گئی تھی ان کل مقدمات مین عدالتون نے اس بنا پر فیصلہ ثالثی کے

(۱) بیل ہائے چند مولفہ مورس صاحب جلد ۲ صفحہ ۵۰۱ (سنہ ۱۸۵۸ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۵۴ (سنہ ۱۸۸۵ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ (سنہ ۱۸۷۹ء) (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۷۷ (سنہ ۱۸۷۲ء)

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۶۹۴ بصفحہ ۲۷۲ (سنہ ۱۸۹۷ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

لکشمی داس
بنام
حاجی ودینا قاسم

منسوخ کرنے سے انکار کیا کہ سپردگی کی اجازت فریق ثانی کی بذات خاص عدالت مین نہین دی تھی اور نہ کسی وکیل نے جسکو اجازت تحریری خاص طور پر دی گئی تھی مسٹر لونڈیز نے مقدمہ جگیشر بنام کملا پتی (۱) کا بھی حوالہ دیا جسمین یہ تجویز ہوئی تھی کہ مجموعہ ضابطہ سنہ ۱۸۵۹ء کی دفعہ جو مطابق دفعہ ایکٹ حال کے تھی ایک دفعہ اختیار دینے والی تھی اور یہ کہ فریقین کی کارروائیات کی جو خود عمل کرنیکی صلاحیت رکھتے ہون وسعت کے ساتھ تعبیر کرنی چاہیئے۔

مجکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر کسیقدر دقت طلب ہے لیکن باوجود اسکے مین ایسے فریق کی امداد جس نے حکم سپردگی کی نسبت رضامندی ظاہر کی اور بموجب اوسکے کسیقدر ثالثی مین شریک ہوا اس امر مین نہین کرسکتا کہ وہ منحرف ہو کر یہ کہے کہ وہ اوسپر قابل پابندی نہین ہے لو صرف اسوجہ سے کہ اوس نے اوسپر دستخط نہین کئے تھے کیونکہ کچھ شبہہ نہین ہے کہ اگر اوس نے اوسپر دستخط کئے ہوتے تو اب وہ اوس سے گریز نکرسکتا اون مقدمات مین جو اصول قرار دئے گئے مین جنکا مسٹر لونڈیز نے حوالہ دیا ہے مجکو مقدمہ حال سے متعلق معلوم ہوتے ہین اور اس لئے مین انکی پیروی کرونگا علاوہ اسکے اگرچہ اس امر کی نسبت میرے روبرو بحث نہین کی گئی ہے مین اس خیال کی طرف مائل ہون کہ جب کسی فریق نے کسی حکم کو دیکھ لیا اور اپنے اٹرنی کو اوسپر رضامند ہونیکی اجازت دی گو اوس نے اوسپر دستخط نہین کئے تو تحریر مذکور خاص اجازت تحریری اوسکے اٹرنی کے نام شمار اسکے تصور کیجاسکتی ہے کہ شرائط مندرجہ حکم مذکور کی نسبت رضامندی ظاہر کرے۔

اس لئے مین سمن کو معہ خرچہ ڈسمس کرونگا کونسل کو سارٹیفکٹ عطا کیا گیا۔ ۲۳-۱

مدعا علیہ نے اپیل کیا یہ دلیل کی گئی کہ کوئی سپردگی ثالثی جائز طور پر عمل مین نہین آئی اور یہ کہ بوجہ اون ضوابط پر عمل نکرنے کے جو دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مین محکوم ہین جج اجلاس معمولی رسل صاحب جسٹس کو کوئی اختیار نہ تھا کہ معاملہ متنازعہ نالش کو سپرد ثالثان بموجب باب ۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے کرتے اور یہ کہ عدم تعمیل ضوابط محکومہ کا نقص کسی طریق عمل مدعا علیہ سے جو ایسے ضوابط کی تعمیل کی حد تک نہ پہونچتا ہو رفع نہین ہوگیا۔

اپیل ہذا کی آنریبل صاحب چیف جسٹس وکینڈی صاحب جسٹس نے ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کو سماعت کی۔

مسٹر لاکاٹ (قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل) منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ)
مسٹر سیگفرسن منجانب رسپانڈنٹ (مدعی)۔

علاوہ اون نظائر کے جنکا پیپر بک مین حوالہ دیا گیا تھا اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا۔ رسالہ مولفہ

(۱) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۱۷۸ (سنہ ۱۸۷۵ء)

سنہ ۱۸۹۹ع

گنشی بائی بنام حاجی رضا قاسم

میکسول صاحب دربارہ قوانین صفحہ ۱۵۰ و مقدمات اینڈر وز بنام ایلیٹ (۱) و بارکر بنام پامر (۲)۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس - یہ اپیل بنا راضی حکم اسٹارلنگ صاحب جسٹس کے ہے جسمین انہون نے مقدمات سماعت طلب کی فہرست مین نالش ہذا کے درج کیے جانیکی درخواست کو نامنظور کیا۔

بحث اپیل مین یہ ہے کہ آیا سپردگی بہ ثالثی بحکم رسل صاحب جسٹس مورخہ ۱۳ - دسمبر سنہ ۱۸۹۶ع بوجہ نہ تعمیل ہونے شرائط دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کالعدم ہے یا نہین۔

یہ عیان ہے کہ عدالت کو اپنی طرف سے کوئی اختیار سپردگی ثالثی کے حکم دینے کا نہین ہے اور عدالت ایسا صرف حسب احکام باب ۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کر سکتی ہے اختیار ایسے حکم دینے کا دفعہ ۵۰۶ مین دیا گیا ہے اور دفعہ ۵۰۶ مین احکام درج ہین کہ کس طریق پر ایسے حکم کی استدعا کیجانی چاہیے اوس دفعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱) کل فریق نالش سپردگی ثالثی چاہتے ہون (۲) وہ روے حسب حکم سپردگی کے واسطے عدالت سے درخواست کرین (۳) اور وے بذات خود یا بذریعہ اپنے اپنے وکلا کے جنکو خاص اجازت تحریری دی گئی ہو درخواست کرین (۴) درخواست تحریری ہونی چاہیے اور اوسمین خاص معاملہ جسکی سپردگی کی استدعا ہو مندرج ہونا چاہیے۔ ۶۳۴

اب اس مقدمہ مین ان چار باتون مین سے صرف ایک بات مین نقص ہے اسمین شبہہ نہین ہے کہ جملہ فریق مقدمہ متعلقہ سپردگی ثالثی چاہتے تھے مین یہ بھی خیال کرتا ہون کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی کافی درخواست تحریری بھی تھی جس سے احکام دفعہ مذکور کی تعمیل ہوئی اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ جملہ فریقون نے اپنے اٹرنیان کے ذریعہ سے درخواست کی اور یہ کہ اون اٹرنیان کو خاص طور پر اس بات کی اجازت دی گئی تھی ہمارے روبرو یہ ظاہر نہین کیا گیا ہے کہ ریسپانڈنٹان کے اٹرنی کو حسب ضابطہ اجازت نہین دی گئی تھی پس اس لیئے مین فرض کرتا ہون کہ نسبت اوس امر کے کوئی سوال پیدا نہین ہوتا اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اپیلانٹ حکم دیئے جانے سے پیشتر اوسکی شرائط سے ٹھیک ٹھیک اور صحیح طور پر واقف تھا اوس نے درخواست کے واسطے ہدایتین کین اور بعد دیئے جانے حکم کے وہ اوس سے واقف ہوگیا اور اوس نے اوسپر عمل کیا کیونکہ وہ ثالث ان کے دو جلسون مین حاضر ہوا تھا نقص صرف یہ تھا کہ اجازت (جسکے وجود مین کوئی شبہہ نہین ہے) تحریری نہ تھی اب دیکھنا چاہیے کہ بہ نظر حالات مقدمہ اوس نقص کا نتیجہ کیا ہے مجکو کوئی شبہہ نہین ہے کہ عدالت اوسکی وجہ سے صدور حکم سے انکار کر سکتی تھی اور اگر نقص مذکور عدالت کے علم مین لایا جاتا تو غالباً عدالت ایسا ہی کرتی واقعی بات

(۱) جنرل اکویٹیس بینچ جلد ۲ صفحہ (دسمبر سنہ ۱۸۴۸ع) ورپورٹ ایلس وبلیکبرن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۵۰۲

(۲) لاء رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۹ (سنہ ۱۸۸۱ع)

سنہ ۱۸۹۹ء

لکشمی بائی بنام حاجی دینا قاسم

یہ ہے کہ اوس نقص پر توجہ نہین دلائی گئی اور حکم صادر ہوا لیکن کیا اپیلانٹ اس بات کا مستحق ہے کہ اب عدالت سے ایسے حکم کی درخواست کرے جو صرف اوس صورت مین دیا جا سکتا ہے کہ جب رسل صاحب جسٹس کا حکم جسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہین کیا گیا محض بوجہ اس نقص کے کالعدم قرار دیا جا کیونکہ ایڈوکیٹ جنرل نے نہایت صاف دلی سے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اونکا استدلال اس نقص پر ہے اور یہ کہ نقص مذکور محض اصطلاحی قسم کا ہے کیا دفعہ مذکور کی تعبیر اسطرح پر کیجانی چاہیئے کہ جس سے حکم اجازت تحریری اسقدر تاکیدی خیال کیا جاے کہ اوسپر عمل نہ کرنیکا نتیجہ جملہ حالات مین حکم اور کارروائیات مابعد کے قطعاً کالعدم کرنیکا ہو اگرچہ مین اجازت تحریری کا ہونا جسکی ضرورت مفصل مین بہ نسبت ہائی کورٹ ہاے کے زیادہ تر عیان ہے بخوبی تسلیم کرتا ہون لیکن مین وہ نتیجہ اخذ نہین کر سکتا مین خیال کرتا ہون کہ یہ حکم متذکرہ دفعہ مناسب طور پر اس قاعدہ مین داخل ہے کہ رضامندی سے غلطیون کا نقص رفع ہو جاتا ہے اور یہ کہ مناسب حالات مین یہ نقص مؤثر نہین ہے

۶۳۵ اپنی راے کی تائید مین ایڈوکیٹ جنرل نے مقدمہ نوشیروانجی پیسٹن جی بنام میر معین الدین خان (۱) پر اور خاصکر اون اصول پر جو صفحہ ۱۳۵ مین بیان کیے گئے ہین استدلال کیا ہے یہ کہا گیا ہے کہ وہ مقدمہ قابل تمیز ہے کیونکہ اوسمین دفعہ ہذا کی نسبت بحث نہین کی گئی تھی لیکن مین اونکو اسوجہ سے ممیز کرنا نہین چاہتا کیونکہ وہ اصول جو اوسمین قرار دیا گیا ہے نہایت عام طور پر متعلق ہے مگر مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ واقعات اس مقدمہ کے ایسے نہین ہین کہ اوس مسئلہ کا متعلق کرنا ضروری ہو اوس مقدمہ مین کوئی حکم نہین دیا گیا تھا بلکہ محض یہ بات تھی کہ فریقین نے سپردگی پر کارروائی ایک دستاویز کی بنا پر کی تھی جو ایک امر اہم مین ناقص تھی اور جب عدالت سے اوسپر عمل کرنے کی درخواست کی گئی تو وہ اسوجہ سے نامنظور ہوئی کہ وہ بر بناے مسودہ مناسب نہین کی گئی تھی وہ مقدمہ واقعی اوس نوبت پر تھا کہ جس نوبت پر یہ مقدمہ اوسوقت تھا کہ رسل صاحب جسٹس نے اپنا حکم صادر کیا تھا مگر یہان معاملہ ایک اور زیادہ درجہ تک پہونچ گیا ہے حکم واقعی صادر کیا گیا اور مقدمہ اوس حد تک پہونچ گیا کہ جب یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ قاعدہ کہ رضامندی سے غلطی کا نقص رفع ہو جاتا ہے متعلق کیا جا سکے یا نہین میرے اس نتیجہ کی تائید ایک فیصلہ حال جوڈیشل کمیٹی سے جو اوسی جلد مین رپورٹ کیا گیا ہے ہوتی ہے (ایس پی ہنس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۲)) یا شاید یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ مقدمات ٹائر مین بنام آستھہ (۳) وائنیڈر بنام ایلیٹ (۴) سے کارروائی غلطی صفحہ ۲ سے ہوتی ہے جہان وہ قاعدہ جسکا مین نے حوالہ دیا ہے ایسے الفاظ

(۱) اپیل ہاے ہند مؤلفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۴۳ (سنہ ۱۸۵۸ء) (۲) اپیل ہاے ہند مؤلفہ مور صاحب جلد ۷ صفحہ ۱۰۰ (سنہ ۱۸۵۹ء)

(۳) لا جرنل کامن بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ (سنہ ۱۸۵۵ء) (۴) لا جرنل کامن بنچ جلد ۲۵ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۵۶ء)

سنہ ۱۸۹۵ء
لکشمی بائی
بنام
حاجی دینا قاسم

سے متعلق کیا گیا تھا جو حالات موجودہ سے نہایت مشابہت رکھتے تھے اس سلسلہ مین یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان دونون مقدمات مندرجہ رپورٹ مور صاحب مین لورڈ کی راے مرجان پیٹین صاحب نے ظاہر کی تھی۔

نتیجہ اخذ کرنے کے بعد کہ نقص مہلک نہین ہے اب صرف یہہ خیال کرنا باقی ہے کہ آیا اس مقدمہ مین واقعات ایسے ہین کہ نقص مذکور کو ہم جائز طور پر رفع شدہ خیال کرسکتے ہین یا نہین یہ ایسی بات ہے جسپر ہر ایک مقدمہ مین اوسکے خاص حالات سے لحاظ کیا جا سکتا ہے اور میرے خیال مین یہان کوئی سبب نہین ہے کہ ہمکو عذر اصطلاحی مذکور تسلیم نہ کرنا چاہیئے اس لئے اپیل ڈسمس ہوگا اور اسٹارلنگ صاحب جسٹس کا حکم مع خرچہ بحال کیا جائیگا۔

اس مقدمہ کو چھوڑنے سے پیشتر مجھکو یہہ کہنا واجب ہے کہ مسٹر میکفرسن نے ایک مرتبہ یہہ کہا تھا
۶۳۶ کہ یہ عذر ابتدائی ہو سکتا ہے کہ اپیل نہین ہو سکتا لیکن چونکہ اونہون نے اس عذر پر اصرار نہین کیا اور نہ کوئی دلیل اوسکی تائید مین پیش کی اس لئے اپیل کے فیصل کرنے مین اوسپر لحاظ کرنا مین نے ضروری نہین خیال کیا۔

فیرنڈی صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون میری راے مین اس مقدمہ مین تحریر کا نہ ہونا حکم کو ناجائز نہین کرسکتا امر ضروری حسب دفعہ مذکور یہ ہے کہ فریقین کی خواہش ہو کہ حکم صادر کیا جائے اور اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ اس مقدمہ مین ایسی خواہش موجود تھی۔

اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا گیا۔

اٹرنیان منجانب مدعی۔ مسٹران اکتھم وبلینڈ ونوبل۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہما مسٹران ٹھاکرداس وڈہرمسی وکاما وہرمزجی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

۲۰- فروری سنہ ۱۸۹۵ء
صفحہ کتاب انگریزی ۶۳۶

گنپت ونکٹیش دیسپانڈے (ابتداً مدعی) اپیلانٹ
بنام
گوپال راو ونکٹیش دیسپانڈے وغیرہ (ابتداً مدعا علیہم) رسپانڈنٹان ٭

تقسیم - پسر جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا - حق ایسے پسر کا نسبت تقسیم کے - حصہ ایسے پسر کا - انتظام خاندان - تمادی - دہرم شاستر -

۱۸۹۹ء گنپت بنام گوپال راؤ

سنہ [illegible]ء مین ایک شخص وینکٹا راؤ نے جسکے اوسوقت تین پسر یعنی مدعا علیہم نمبر ا و ۲ و ۳ تھے اپنی جائداد کو تقسیم کیا اور ایک ثلث مدعا علیہ اول کو دیا اور باقی دو ثلث اپنے قبضہ مین بحق اپنے دیگر دو پسران مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے جو اوسوقت نابالغ تھے رکھا اشخاص آخر الذکر اوسکے ساتھ رہتے رہے اور وہ جائداد کا انتظام کرتا رہا۔ مدعا علیہ اول وینکٹا راؤ کی زوجہ کلان کا پسر تھا اور مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ اوسکی زوجہ خورد کے پسر تھے سنہ [illegible]ء مین مدعی پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۹۴ء مین اوس نے نالش ہذا بذریعہ اپنی مان (زوجہ خورد) کے بطور رفیق واسطے تقسیم کل جائداد وینکٹا راؤ کے بشمول اوس جائداد کے جو سنہ [illegible]ء مین مدعا علیہ اول کو از روے تقسیم دی گئی تھی دائر کی اور اوسمین چوتہائی حصہ کا دعوی کیا۔

تجویز ہوئی کہ مدعی کو اوس جائداد کے کسی حصہ پر جو مدعا علیہ اول کو سنہ [illegible]ء مین دی گئی تھی کوئی حق نہ تھا انتظام خاندان پر جو اوسوقت کیا گیا تھا بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک تسلیم بالسکوت رہا اور اوسمین خلل نہین ڈالا جا سکتا مدعی صرف بمقابلہ مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے دعوی کر سکتا ہے جو اپنے باپ کے شامل رہتے تھے اور جنکے ساتھ مدعی خود بحیثیت ایک شریک خاندان مشترکہ کے رہتا تھا۔

اپیل بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر جی وی بہانب جج ماتحت درجہ اول دہارواڑ۔

نالش واسطے منسوخ کرانے تقسیم سابق کے اور واسطے تقسیم جدید کے۔

مدعی سب سے چھوٹا لڑکا وینکٹم راؤ دیسپانڈے کا تھا اور سنہ [illegible]ء مین پیدا ہوا تھا وینکٹا راؤ دیسپانڈے کے دو زوجہ تہین جنمین سے بڑی ایک پسر مدعا علیہ نمبر ا کی مان تھی اور چھوٹی مدعی اور دو دیگر پسران (مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳) کی مان تھی ۴۳۷

سنہ [illegible]ء مین (یعنی مدعی کی پیدائش سے چار برس پیشتر) وینکٹا راؤ نے جسکے اوسوقت صرف تین پسران (مدعا علیہم نمبر ا و ۲ و ۳) تھے مدعا علیہ نمبر ا (جو سب مین بڑا تھا) سے ناراض ہو کر اپنی جائداد کو تقسیم کیا اور ایک ثلث حصہ مدعا علیہ نمبر ا کو دیا اور بقیہ دو ثلث اپنے قبضہ مین بحق اپنے دو دیگر پسران (مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳) کے رکھا یہ دونوں لڑکے اوسوقت نابالغ تھے وینکٹا راؤ تا وفات اپنے اونکے ساتھ رہتا رہا اور جائداد کا انتظام کرتا رہا۔

سنہ ۱۸۹۴ء مین مدعی نے جو ہنوز نابالغ تھا نالش ہذا بدعوی ایک چوتہائی حصہ کل جائداد اپنے پدر کے بشمول اوس جائداد کے جو مدعا علیہ نمبر ا کو سنہ [illegible]ء مین دی گئی تھی اور نیز اوس جائداد کے جو وینکٹا راؤ نے واسطے مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے اپنے پاس رکھی تھی دائر کی اوس نے یہ استدعا کی کہ تقسیم جو سنہ [illegible]ء مین عمل مین آئی تھی منسوخ قرار دیجاے اور اوس نے واصلات کا دعوی کیا اوس نے یہ حجت کی کہ تقسیم سنہ [illegible]ء اوسپر قابل پابندی نہین ہے کیونکہ وینکٹا راؤ کی زوجہ کے اوسوقت تک اولاد ہو سکتی تھی اور اس لئے وینکٹا راؤ مجاز تقسیم کرنیکا نہ تھا

سنہ ۱۸۹۹ء
کیفیت
بنام
گوپال راؤ

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ حجت کی کہ وہ حصہ جو اوسکو سنہ ۱۸۷۶ء مین دیا گیا تھا تقسیم جدید سے بری ہے اور یہ کہ وہ اوسوقت سے بلا خلل بطور مالک کے قابض رہا ہے اور یہ کہ مدعی کا دعوی اوس حصہ جائداد پر محدود ہونا چاہیے جو اوسکے (مدعی کے) برادران حقیقی (مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳) کے قبضہ مین تھی۔

مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ نے دعوی کو تسلیم کیا اور استدعا کی کہ اونکے حصص اونکو علیحدہ دلوائے جائین مدعا علیہم نمبر ۴ لغایت ۲۳ مین سے چند حاضر نہین ہوئے دعوی کی خلاف اس بنا پر کی گئی کہ منتقل الیہ حصص جائداد کے از طرف مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے بذریعہ خریداری یا رہن کے ہین۔

جج ماتحت نے دعوی کو بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ نا منظور کیا اونھون نے ایک ڈگری صادر فرمائی
۶۳۸ اور مدعی کو ہدایت کی کہ وہ ایک ثلث حصہ اوس جائداد سے جو مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے قبضہ مین ہے بعد ادا کرنے ایک ثلث حصہ اون قرضجات کے جو اونکے ذمہ ہین لے۔

مدعی نے اپیل کیا دوران اپیل مین وہ بالغ ہو گیا اور اوسکے رفیق کا نام مسل سے خارج کیا گیا۔

برنیسن (مع داجی اے کبرے) منجانب اپیلانٹ (مدعی)۔ صاحب جج نے ہمارے دعوی تنسیخ تقسیم سنہ ۱۸۷۶ء کے نا منظور کرنے مین غلطی کی اوس تقسیم کے وقت ہماری مان اولاد پیدا نے کی حد سے نہین گذر گئی تھی اور اس لیے تقسیم جو اوسوقت عمل مین آئی ہمارے مضر نہین ہو سکتی اسناد بہت صاف ہین اور اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کل جائداد کے چوتھائی حصہ کے بشمول اوسکے جو مدعا علیہ نمبر ۱ کو دی گئی تھی اور نیز اوسکے جو مدعا علیہما نمبر ۲ و ۳ کے واسطے رکھی گئی تھی مستحق ہین صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ ہمارا دعوی اوس جائداد مین حصہ پانے کے لئے جو مدعا علیہ نمبر ۱ کو دی گئی تھی سرسبز نہین ہو سکتا یہ رائے صحیح نہین ہے ہم پھر تقسیم کرانے کے مستحق ہین۔ دہرم شاستر مولفہ مین صاحب ضمن ۳۱۴ و ۳۱۵ دہرم شاستر مولفہ کولبروک صاحب جلد ۳ صفحہ ۶۲ و مقدمات کرشنا بنام سامی (۱) وجینگما بنام منی سامی (۲) تقسیم نامہ سنہ ۱۸۷۶ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف جائداد غیر منقولہ تقسیم کی گئی تھی اور جائداد منقولہ تقسیم نہین کی گئی تھی پس ہم یہ حجت کرتے ہین کہ تقسیم منظورہ محض ایک انتظام خاندانی تھا جو پدر اور ایک پسر کے مابین نزاعات رفع کرنے کے لئے کیا گیا تھا انتظام بذاتہ ایک تقسیم نہ تھا۔

الفورڈ (مع مانک شاہ جے طالع یار خان) منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ (مدعا علیہ نمبر ۱) رائے جو صاحب جج نے نسبت مدعی کے حیثیت کی قائم کی ہے دہرم شاستر کی رو سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۶۴ (سنہ ۱۸۸۶ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۷ (سنہ ۱۸۹۶ء)

۱۹۱۶ء گنپت بنام گوپال راؤ

صحیح ہے تقسیم جو وینکٹا راؤ نے ۱۸۹۵ء مین کی اوس پر قابل پابندی ہے مدعی صرف اوس جائداد مین حصہ پانے کا مستحق ہے جو اوسکے باپ کے ہاتھ مین بوقت اوسکی پیدائش کے تہی مقدمات گنیا مبیان بنام اگنیسوار یان (۱) و نول سنگھ بنام بھگوان سنگھ (۲) - اگر مدعی کا یہ بیان صحیح ہے کہ اوسکے باپ نے صرف جائداد غیر منقولہ اپنے قبضہ مین رکھی تو ان نظائر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف اوسی جائداد مین حصہ پا سکتا ہے اور جائداد غیر منقولہ مین حصہ پانے کا اوسکو کوئی حق نہین ہے اگر وینکٹا راؤ نے اپنی جائداد کے

۶۳۹ کسی جزو کو بنیک نیتی ایک شخص غیر کے ہاتھ مدعی کی ولادت سے پیشتر منتقل کیا ہوتا تو ایسا انتقال مدعی پر قابل پابندی ہوتا - رام بھٹ بنام لکشمن (۳) مقدمات کرشنا بنام سامی (۴) و چنگیا بنام تمبی چامی (۵) متعلق نہین ہین -

دھوندو پی کرلوسکر منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ (مدعا علیہم) نمبر ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶) -

رانا دے صاحب جسٹس - اپیلانٹ نے جو اب بالغ ہے نالش بحالت نابالغ بذریعہ اپنے رفیق یعنی اپنی ماں لکشمی بائی کے بنام اپنے سوتیلے بھائی اور دو سگے بھائی رسپانڈنٹان نمبر ۱ و ۲ و ۳ و دیگر اشخاص کے جو بذریعہ اونکے دعویدار ہین اوس تقسیم کی منسوخی کے لئے دائر کی جو اونکے پدر وینکٹا راؤ نے بحیات اپنے اپیلانٹ کی ولادت سے پانچ سال پیشتر ۱۸۹۵ء مین کی تہی اوس تقسیم کی رو سے ایک ثلث حصہ جائداد موروثی خاندان کا رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو دیا گیا تہا اور بقیہ دو ثلث حصے وینکٹا راؤ نے واسطے استعمال رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ کے (جو اوسوقت نابالغ تہے) اپنے قبضہ مین رکھا اپیلانٹ نے یہ بہی استدعا کی کہ کل جائداد موروثی سے اوسکا چوتہائی حصہ بذریعہ تقسیم جدید کے دلایا جائے رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ نے اس دعوے پر کوئی اعتراض نہین کیا اگر صرف یہ استدعا کی کہ اونکے خاص حصص کل جائداد مین سے علیحدہ کر دئے جائین -

رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے یہ حجت کی کہ اپیلانٹ کو تقسیم ۱۸۹۵ء کے منسوخ کئے جانے کے لئے ادعائے نالش کرنیکا کوئی حق نہ تہا اور یہ کہ دعوی مین تمادی عارض ہے اپیلانٹ اپنے سگے بہائیون پر نالش کر سکتا ہے اور اپنے ایک ثلث حصہ کی تقسیم اوسنے کرا سکتا ہے -

عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ یہ حجت رسپانڈنٹ نمبر ۱ کی درست ہے اور در حالیکہ [illegible]

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۰ (۱۸۷۰ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۴۱۲ (۱۸۹۹ء)

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۳۰ (۱۸۸۱ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۶۴ (۱۸۸۳ء)

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۶۲ (۱۹۰۰ء)

[illegible]
گوپت
بنام
گوپال راو

دعوی اپیلانٹ کو نسبت تنسیخ تقسیم [illegible] بمقابلہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے نامنظور کیا عدالت نے دعوی اپیلانٹ کو بمقابلہ اوسکے سوا رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ کے منظور کیا اور یہ ہدایت کی کہ اپیلانٹ اپنا ایک ثلث حصہ جائداد جو اونکے قبضہ مین ہے بعد ادا کرنے ایک ثلث حصہ قرضجات ڈگری اوسکے حاصل کرے

اپیل مین جو ہمارے روبرو پیش ہے یہ حجت کی گئی کہ اپیلانٹ کو بحیثیت ایک پسر کے جو بعد کو پیدا ہوا تہا استحقاق اوس دادرسی کا تہا جسکا اوسنے دعوی کیا تہا یعنی تنسیخ تقسیم [illegible] اور تقسیم جدید پانے ٦٤٠
چہارم حصہ کا کل جائداد مقبوضہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ و نیز رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ – اپیلانٹ کے کونسل نے خاصکر استدلال دو فیصلجات ہائی کورٹ مدراس پر کیا ہے ان فیصلون مین سے اول فیصلہ کرشنا بنام سامی (۱) مین – امر متنازعہ ایک ایسے شخص کے پسران کے حق سے متعلق تہا جو بوجہ اوسکے گونگے اور بہرے ہونیکے اپنے چچاؤن کے ساتہہ اپنے دادا کی جائداد مین اپنے ناقابل باپ کے زمانہ حیات مین حصہ پانیکا دعوی کرنے کے ناقابل تہے اگرچہ وے اپنے دادا کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تہے یہ حق فیصلجات ہائی کورٹ کلکتہ مین نامنظور ہوچکا تہا – پارتہ سنگ بنام دینانات (۲) وکالی داس بنام کرشن چندر (۳) اور صاحب چیف جسٹس نے ان فیصلجات بنگال مین فرق کیا ہے کہ وے قانون دایہ بہاگ سے متعلق ہین اور یہ تجویز کی کہ متاکشرا کے بموجب ایک ناقابل حصہ دار کے پسران اگرچہ بعد کو پیدا ہوئے ہون استحقاق اپنے چچاؤن کے محروم کرنے کا اور وراثت مین حصہ پانے کے لئے دعوی کرنے کا رکہتے ہین –

یہ امر ایک ساتہہ ظاہر ہوگا کہ اس مدراس کے مقدمہ مین کوئی بحث نسبت کسی ایسی تقسیم کے قابل منسوخی ہونے کے جو پہلے ہوچکی ہو جیسی کہ حالت مقدمہ موجودہ مین ہے نہین پیدا ہوئی تہی مسٹر جسٹس اننٹا سے اپنی تجویز مین اوس مشابہت کا حوالہ دیا ہے جو درمیان حق ایک شخص ناقابل وراثت کے جو اوسکی بیماری جاتی رہی ہو اور حق ایسے پسر کے ہے جو بعد تقسیم کے پیدا ہوا ہو اور یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ پہلے حمل اور پیدا ایش بعد تقسیم کے واقع ہوئی ہو اپنے والدین کا حصہ اور وہ چیزین جو بعد تقسیم حاصل ہوئی ہون پاتا یا اگر ایسی صورت ہو کہ باپ نے کوئی حصہ اپنے لئے نہ رکہا ہو تو وہ اپنے برادران سے اپنا حصہ پورا کرنیکی درخواست کرسکتا ہے مسٹر برینسن نے مقدمہ حال مین یہ حجت کی کہ ونکٹ راو نے اپنے لئے کوئی حصہ [illegible] کی تقسیم مین نہین رکہا اور اس لئے اپیلانٹ بحیثیت ایک ایسے پسر کے جو بعد تقسیم کے حمل مین آیا اور پیدا ہوا ایسے عین برادران سے اپنا چہارم حصہ پورا کرنے کا استحقاق رکہتا ہے دوسرے مقدمہ مدراس

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳ و [illegible] (۲) بنگال لا رپورٹ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۳) [illegible]

(۳) بنگال لا رپورٹ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (اجلاس کامل)

سنہ ۱۹۰۹ء
گنپت بنام گوپال راؤ

چنین گا ما بنام سنی سامی (۱) مین بھی باپ نے کوئی حصہ اپنے لئے نہین رکھا تھا اور ہائی کورٹ نے اوس پسر کو جو بعد کو پیدا ہوا تھا اس بات کی اجازت دی کہ علیحدہ شدہ برادران کی نہ صرف جائداد منقسمہ مین بلکہ اوس سرمایہ مین بھی جو بعد و جائداد منقسمہ جمع کیا گیا تھا حصہ طلب کرے۔

اگر نزاع حال ایک مقدمہ مساوی تقسیم کا مابین برادران کے ہوتا اور باپ نے اپنے لئے کوئی حصہ نہ رکھا ہوتا بلکہ اپنی جائداد کو درمیان اپنے تین پسران کے تقسیم کر دیا ہوتا تو اپیلانٹ کی اس حجت مین کچھ وقعت ہوتی کہ اپیلانٹ بہ حیثیت ایک ایسے پسر کے جو بعد کو پیدا ہوا اور جو اپنے باپ کے حصہ یا مکسوبات کی طرف رجوع نہین کر سکتا تھا اپنے برادران کے مقابلہ مین بہر تقسیم کے لئے دعوی کرنے کا مستحق ہے مگر خاص صورت اس مقدمہ کی یہ ہے کہ اس مقدمہ مین وینکٹا راؤ کے تین پسران مین کوئی تقسیم نہین ہوئی جسمین وینکٹا راؤ نے کوئی حصہ اپنے لئے نہین رکھا۔ اپیلانٹ مدعی نے اپنے عرضی دعوی مین یہ بیان کیا ہے کہ ۱۸۸۳ء مین جو کچھ فی الواقع ہوا وہ یہ تھا کہ وینکٹا راؤ نے بوجہ نا اتفاقی ساتھ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے جو اوسکا لڑکا ایک زوجہ سے تھا ایک تقسیم کی اور اپنی جائداد کا ایک ثلث حصہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو دیا اور بقیہ دو ثلث حصہ اپنے قبضہ مین بحق اپنے دو دیگر پسران کے جو چھوٹی زوجہ سے تھے رکھا یہ دونوں لڑکے اوسوقت نابالغ تھے اور وہ اونکے ساتھ رہتا رہا اور اس جائداد کا انتظام بطور مالک کے اپنی وفات تک جو ۱۸۹۰ء مین واقع ہوئی کرتا رہا اور یہ دونوں پسران اور نیز مدعی اوسکے ساتھ شامل رہے اور بعد اوسکی وفات کے رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ جائداد کا انتظام کرتے رہے اور اپیلانٹ اپنے برادران کے ساتھ اور اونکی ماں کے ساتھ رہتا رہا وہ کاغذ جو تقسیم نامہ کہا جاتا ہے اس واقعہ کو بہت بین طور پر ظاہر کرتا ہے یہ دستاویز ایک یادداشت کہی جاتی ہے جو باتفاق رائے کامل دو اشخاص یعنی وینکٹا راؤ اور رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے جنہون نے اوسپر دستخط کئے تھے تحریر ہوئی تھی اوسمین یہ تحریر ہے کہ بوجہ نزاعات کے ایک ثلث حصہ علیحدہ کر دیا گیا اور رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو دیا گیا اسکے بعد تفصیل اون اراضیات کی جو اس طرح پر علیحدہ کی گئین بیان کی گئی ہے اور دستاویز مین تحریر ہے کہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ اور وینکٹا راؤ ایک ثلث اور دو ثلث حصص کا منافع وصول کرین اور جو ٹیکس اسی حساب سے ادا کرین وہ اراضیات جو وینکٹا راؤ کو بحق اوسکے بڑے ہونیکے ملی تھین ناقابل تقسیم تھین اور اس لئے وینکٹا راؤ نے اونکو اپنے قبضہ مین تا حیات اپنے رکھا لیکن یہ اراضیات جو بوجہ بڑے ہونیکے ملی تھین رسپانڈنٹ کی جانب بعد وفات وینکٹا راؤ کے عود کرینگی رسپانڈنٹ نمبر ۱ کی نسبت بعد ازین قرار دیا گیا تھا کہ وہ ایک ثلث قرضہ کی وینکٹا راؤ کی ذمہ واری قبول کرے اور وینکٹا راؤ اپنے دو ثلث حصہ قرضجات کا ذمہ دار رہے اراضیات وطن کا رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے نام بعد وینکٹا راؤ کی وفات کے درج ہونا قرار پایا تھا اور یہ قرار پایا تھا کہ ہر دو برادران وطن سے متمتع ہون اور باری باری سے خدمت ادا کرین جائداد منقولہ کا وینکٹا راؤ اور رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے قبضہ مین رہنا قرار پایا تھا

۶۴۱

(۱) ۱۸۹۶ء مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۷

سنہ ۱۸۹۹ء
گنپت
بنام
گوپال راؤ

جس طرح پر کہ وہ جداگانہ اونکے قبضہ مین بتاریخ تقسیم تھی دستاویز کے اخیر مین پھر مذکرہ عوض تقسیم کا ہے یعنی یہ کہ رسپانڈنٹ نمبر ا کا ایک ثلث حصہ علٰحدہ کرکے اوسکو دینے کے بعد کوئی نزاعات باقی نہین رہے ونکٹ راؤ نے یہ بیان کیا کہ وہ تقسیم خود اپنی مرضی سے عمل مین لایا حصص علٰحدہ رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ کی کہین صراحت نہین کی گئی ہے اور ونکٹ راؤ و رسپانڈنٹ نمبر ا نے صلح خاندان اسطرحپر عمل کی کہ برضامندی ایسا انتظام کیا جس سے رسپانڈنٹ نمبر ا نے ایک ثلث حصہ بجاے ایک چہارم کے پایا لیکن بہت سی جائداد جو بوجہ بڑے پن کے کی تھی تا حیات ونکٹ راؤ کے قبضہ مین رہی اسلئے یہ معاملہ تقسیم مساوی کا درمیان برادران یا پسران کے نہ تھا جسمین باپ نے کوئی حصہ اپنے لئے نہ رکھا ہو یہ خیال کرکے کہ اوسکی اوسوقت ۶۰ سال سے زیادہ عمر تھی اور اوسکے ہر دو پسران جو چھوٹی زوجہ سے تھے نابالغ تھے اور جنکے حقوق کی حفاظت اوس چند سال مین جب تک کہ وہ زندہ رہے گا اوسکو کرنی ہوگی کچھ تعجب نہین ہے کہ ونکٹ راؤ نے ایک ثلث حصہ اپنے سب سے بڑے بیٹے کو دیدیا وہ ٹھیک طور پر یہ امید نہین کرسکتا تھا کہ اوسکے کوئی اور لڑکا جبکہ اوسکی عمر قریب ۷۰ سال کے تھی پیدا ہوگا انتظام جو ۱۸۷۵ء مین کیا گیا اسلئے ہر طرحپر مناسب اور درست تھا اور فریقین اوسپر بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک اسی طرح پر بالسکوت رضامند رہے۔

ہندو خاندان مین باپ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی پر تقسیم کرے اور وہ اوسکے بالغ اور نیز نابالغ پسران پر قابل پابندی ہے مقدمہ کندسامی بنام ڈورائی سامی (۱) اس قسم کی تقسیم جو باپ نے اپنے پسران کی دو جماعتون مین جو مختلف زوجگان سے تھے کی تھی کامل رکھی گئی جبکہ یہ ثابت کیا گیا کہ تقسیم بہ نیک نیتی اور مطابق دھرم شاستر کے عمل مین آئی۔ اس قسم کا خاندانی انتظام جب ایک مرتبہ عمل مین آجاوے تو مختتم ہے اور حصص کے مساوی ہونے کی بناپر اوسمین دست اندازی نہین ہوسکتی۔ مورو بنام گنیش (۲) مقدمہ کے بیان بنام الگی سریان (۳) مین باپ نے ایک لڑکے کو متبنیٰ کیا تھا پہونکے بعد اوسکے ایک پسر پیدا ہوا تھا پسر متبنیٰ اور اصلی پسر کے مابین انسداد نزاعات کی غرض سے اوس نے ایک خاص حصہ اپنی جائداد کا پسر متبنیٰ کو دیا اسکے بعد ایک اور زوجہ سے اوسکے دیگر پسران پیدا ہوگئے اور ان پسران نے باپ اور پسر متبنیٰ اور پسر اول اصلی پر جائداد مین حصہ پانیکے

۶۲۳

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ (۱۸۸۰ء)

(۲) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۴ (۱۸۷۳ء) (۳) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۰ (۱۸۶۴ء)

۱۸۹۹ء گنپت بنام گوپال راو

لئے نالش کی یہ دعوی بمقابلہ باپ اور پسر اصلی کے منظور کیا گیا لیکن ہائی کورٹ مدراس نے اوس انتظام مین دست اندازی کرنے سے جو باپ نے اپنے پسر متبنی کے حق مین کیا تھا اس وجہ کی بناپر انکار کیا کہ شہادت سے یہ ظاہر تھا کہ باپ کے پاس جائداد وافی تھی جس سے وہ اپنے جملہ پسران کا جو بعد کو پیدا ہون انتظام کر سکتا تھا ۔

اگر تقسیم [illegible] مابین ہر سہ برادران کے بھی ہوئی ہوتی تو بھی فیصلجات مدراس اسمقدمہ سے متعلق نہ ہوتے عام اصول دہرم شاستر کا جیسا کہ متاکشرا اور مسوکہ اور [illegible] مین بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ اوس پسر کو جو تقسیم کے بعد پیدا ہوا ہو اپنے علیحدہ شدہ بھائی کی دولت پر کوئی دعوی نہین ہو سکتا اور اوسکو اپنے والدین کی دولت کی نسبت حق مرجح حاصل ہے وہ اون برادران پر جو باپ کے ساتھ رہتے ہون یا جو اونکے ساتھ پھر شامل ہو گئے ہون جیسا کہ بیان کیا ہے علیحدہ شدہ برادران اس تقسیم شدہ حصہ والدین پر کوئی دعوی نہین رکھتے ہین تقسیم اوس شخص کے حقوق پر محدود ہے جو اوسکا دعوی کرتا ہے اور وہ کوئی اثر جبریہ بعلاوہ بمقابلہ اون اشخاص کے جو شامل رہنا چاہتے ہون نہین رکھتی (۱)

وشنو اور یاگولک کے اقوال جو کسی قدر مبہم ہین اور جن مین علیحدہ شدہ برادران کو ایسے پسر کو حصہ دینے کی ہدایت کی گئی ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو اون پسران سے متعلق ہین جنکے لئے کوئی انتظام نہ کیا گیا ہو اور علاوہ برین اونکو شارحان نے صرف اون پسران سے متعلق کیا ہے جو بعد وفات پدر کے پیدا ہوئے ہون ۔ اسمقدمہ مین برادران کے درمیان کوئی تقسیم عمل مین نہین آئی ہے باپ نے صرف اپنے ایک پسر کو منجملہ اپنے پسران کے ساتھ انتظام جداگانہ کے علیحدہ کیا اور باقی جائداد اپنے تصرف اور انتظام مین اپنی چہوٹی زوجہ کے پسران کے لئے رکھی خاندان کی جملہ شاخون نے اس انتظام کو بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک نافذ رکھا اور اب اوس مین اپیلانٹ کی تحریک سے خلل نہین ڈالا جا سکتا اوسکا دعوی صرف بمقابلہ ریسپانڈنٹ نمبر ۲ و ۳ کے ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کے ساتھ شامل رہے اور جنکے ساتھ وہ خود اب تک بطور ایک شریک خاندان مشترکہ کے رہتا رہا ہے ۔ ان وجوہ سے جو اون وجوہ سے کسی قدر مختلف ہین جو عدالت ماتحت نے بیان کئے ہین ہم ڈگری مع خرچہ بحال کرتے ہین

ڈگری بحال کی گئی ۔

(۱) کتاب برہسپتی و سمرت باب ۵ ۔ اشلوک ۴۹ و کتاب گوتم [illegible] صفحہ ۳۶۶

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و رانا دے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۱۷ - فروری

بھگوان رامجی مارواڑی (مدعی) بنام گنو (مدعا علیہ) +

صفحہ کتاب انگریزی ۶۴۳

ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (۱۷ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۴۴ - اقرارنامہ جو حسب دفعہ مذکور داخل کیا گیا اور بمنزلہ ڈگری کے ہوگیا اقساط کے ادا کرنے مین جو از روے ڈگری واجب تھین قاصر رہنا - درخواست واسطے قطعی کئے جانے ڈگری کے حسب دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) - ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ - مد ۱۷۹ -

(۱) اکتوبر ۱۸۹۳ء کو مدعی اور مدعا علیہ نے ایک اقرارنامہ برضامندی رو برو مصالحت کنندہ کے واسطے ادائے زر رہن یافتنی مدعی بذریعہ اقساط سالانہ تحریر کیا اقرارنامہ مذکور عدالت مین ۲۱ - دسمبر ۱۸۹۳ء کو حسب دفعہ ۴۴ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (۱۷ ۱۸۷۹ء) داخل کئے جانیکے واسطے بھیجا گیا چونکہ اقساط کے ادا کرنے مین منجملہ ان کے اول قسط ۲ - جنوری ۱۸۹۵ء کو واجب الادا ہوئی اور ادا کرنے مین کی گئی قصور ہوا لہذا مدعی نے جائداد مرہونہ کے نیلام کئے جانیکے ذریعے اجراے ڈگری کی درخواست کی یہ درخواست ۲ - ستمبر ۱۸۹۵ء کو دی گئی تھی اور ۱۸ - نومبر ۱۸۹۵ء کو کسی نقص ضابطہ کیوجہ سے رد کر کے خارج کی گئی - بعد ہ جب مدعی نے ۱ - اکتوبر ۱۸۹۵ء کو حسب دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے گذرانی - بحث نسبت دفعہ مذکور کے اون اقرارناجات سے متعلق ہونیکے جو عدالت مین حسب دفعہ ۴۴ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکن داخل کئے جائین اور نسبت تمادی کے پیدا ہوئی :-

تجویز ہوئی (۱) اقرارنامجات جو حسب دفعہ ۴۴ - ایکٹ دادرسی مزارعان دکن داخل کئے جائین اگر نیلام جائداد مرہونہ سے متعلق ہوں تو تابع احکام دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) کے ہین —

(۲) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) درخواستہاے حسب دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جائداد سے متعلق ہے -

مزید ان یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ استدعا مین ستمبر ۱۸۹۵ء کی درخواست ایک کارروائی ساعی اجراے ڈگری متصور ہونا چاہیے

+ استصواب دیوانی نمبر ۱۸۹۹ء

۱۸۹۹ء
بھگوان بنام گنو
۶۴۵

استصواب منجانب راؤ صاحب جنارون دامودر روکشت جج ماتحت کہید ضلع پونا صاحب

دفعہ ۶۱۷ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

مدعی اور مدعا علیہ نے حسب دفعہ ۴۴ (۱) ایکٹ داورسی زراعتان دکن (۱۷) سنہ ۱۸۷۹ء کہید کے معاملت کنندہ کے روبرو ۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک اقرار نامہ تحریر کیا - حالات جن میں اقرار نامہ مذکور تحریر کیا گیا حسب ذیل تھے - ۱۲ - جون سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعا علیہ سے ایک رہننامہ

(۱) دفعہ ۴۴ - ایکٹ داورسی زراعتان دکن (۱۷) سنہ ۱۸۷۹ء امرمرحسب ایکٹ [illegible] سنہ ۱۸۹۵ء حسب ذیل ہے -

۴۴ - جب اقرار نامہ ایسا ہوگا کہ اوس سے معاملہ مختتم طور پر طے ہوتا ہو تو معاملت کنندہ کو لازم ہوگا کہ اصل اقرار نامہ کو عدالت ہی تحت ملی درجہ میں جسکو اوس مقام میں اختیار سماعت حاصل ہو جہاں تنازعہ فریق اقرار نامہ سکونت رکھتا ہو اور ساتھ اسکے ہر فریق کو ایک اطلاع تحریری بھیجکر روبرو جج موصوف کے اندر ایک ماہ کے تاریخ سے ہوا اگی اطلاع خواہ سے وجہ اس بات کی ظاہر کرے کہ اقرار نامہ مذکور کیوں عدالت میں داخل نہ کیا جائے -

(۲) جس عدالت میں اقرار نامہ داخل ہوا اوسکو لازم ہوگا کہ تمام صورتوں میں اوسکی جانچ کرے اور اگر عدالت موصوف کی رائے ہو کہ اقرار نامہ مطابق قانون اور عدل کے ہے اور ایسا اقرار نامہ ہے جس سے معاملہ مختتم طور پر طے ہوتا ہے اور بخلاف ورزی قوانین رجسٹری یا رجسٹری کے عمل میں نہیں آیا ہے تو عدالت موصوف پر لازم ہوگا کہ بعد انقضائے میعاد مذکورہ بالا کے بجز اسکے کہ حسب منشاء بالا وجہ ظاہر کیجائے اقرار نامہ کے داخل کئے جانیکا حکم دے اور بر طبق اوسکے اقرار نامہ مذکور بطور پر اثر پذیر ہوگا کہ گویا وہ ڈگری عدالت موصوف صادرہ اوس تاریخ کی ہے جسپر اوسکے داخل کئے جانیکا حکم دیا گیا اور جسکی ناراضی سے اپیل نہیں ہو سکتا -

(۳) اگر عدالت موصوف کی یہ رائے ہو کہ اقرار نامہ مذکور ایک اقرار نامہ مطابق قانون و عدل کے نہیں ہے یا یہ کہ اوس سے معاملہ مختتم طور پر طے نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ بخلاف ورزی قانون رجسٹری یا رجسٹری کے عمل میں آیا ہے تو عدالت موصوف کو لازم ہوگا کہ از خود حکمنامہ واسطے حاضری فریقین کے جاری کرے اور اگر بعد اوس تحقیقات کے جو ضروری معلوم ہو عدالت یہ تجویز کرے کہ اقرار نامہ مذکور مطابق قانون و عدل کے اور ایسا ہے کہ جس سے معاملہ مختتم طور پر طے ہوتا ہے اور بخلاف ورزی قانون رجسٹری یا قانون رجسٹری کے عمل میں نہیں آیا تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اقرار نامہ مذکور کے داخل کئے جانے کا حکم دے اور بر طبق اوسکے اقرار نامہ مذکور بطور ایسی ڈگری کے موثر ہوگا جو عدالت موصوف سے اوس تاریخ پر صادر ہوئی ہے جس تاریخ کو اقرار نامہ کے داخل کا حکم دیا گیا اور جس کا اپیل نہیں ہو سکتا -

(۴) اگر بخلاف اوسکے عدالت موصوف یہ تجویز کرے کہ اقرار نامہ مذکور ایک اقرار نامہ مطابق قانون یا مطابق عدل کے نہیں ہے یا اوس سے معاملہ مختتم طور پر طے نہیں ہوتا یا یہ کہ اقرار نامہ مذکور بخلاف ورزی قانون رجسٹری یا رجسٹری کے عمل میں آیا ہے تو عدالت موصوف کو لازم ہوگا کہ اقرار نامہ مذکور کو پاس معاملت کنندہ کے واپس کرے اور معاملت کنندہ مذکور کو بر طبق اوسکے لازم ہوگا کہ فریقین کو یا اون میں سے کسی کو حسب طلب ایک سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۴۷ عطا کرے -

(۵) ہر صورت میں عدالت کو جائز ہے کہ اون وجوہ پر جو ضبط تحریر میں لائے جاوینگے وقتاً فوقتاً اوس میعاد کو ایک ماہ کی توسیع کرے جو واسطے ظاہر کرنے وجہ کے حسب دفعہ ہذا دی گئی ہے -

سنہ ۱۸۹۹ء
بنگوان بنام گنو

مدعی کے نام تعدادی مبلغ ـ کا تحریر کیا قرضہ ۱۲ جون ۱۸۸۶ء کو واجب الادا تھا۔ چونکہ قرضہ حسب وعدہ ادا نہین کیا گیا لہذا فریقین معاملت کنندہ کے روبرو حاضر ہوئے اور اقرارنامہ مذکورہ بالا تحریر کیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

"مدعا علیہ مدعی کو مار بذریعہ اقساط کے ادا کریگا اور اول قسط ـ کی آخر ماہ پوس شاکے ۱۸۱۶ (۲۵ جنوری ۱۸۹۵ء) کو ادا کیجائیگی اور یہ کہ باقی روپیہ چھ سالانہ قسطون مین ـ سالانہ کے حساب سے جو ہر سال مابعد کے آخر ماہ پوس مین واجب الادا ہوگی ادا کیا جائیگا اور یہ کہ در صورت قصور ادائے کسی قسط مین مدعی کل زر باقی بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے وصول کرے اور یہ کہ اگر کچھ باقی رہجاے وہ مدعا علیہ کی ذات سے وصول کیا جاے۔"

اقرارنامہ جج ماتحت کے پاس ارسال کیا گیا اور بعد عمل مین لائے جانے کارروائیات ضروری کے جیسا کہ ایکٹ دادرسی مزارعان دکن مین حکم ہے اقرارنامہ مذکور بتاریخ ۲ دسمبر ۱۸۹۴ء
٦٤٦ داخل کیا گیا اور حسب دفعہ ۴۴ بطور ڈگری صادرہ عدالت کے نافذ ہوا۔

چونکہ مدعا علیہ نے کوئی قسط ادا نہین کی لہذا مدعی نے بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے بذریعہ پیش کرنے درخواست اجراے ڈگری کے حسب نمونہ مذکورہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) درخواست کی درخواست درج رجسٹر ہوئی اور اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعا علیہ پر تعمیل کیا گیا لیکن چونکہ مدعی انتخاب وصول باقی پر ترک داخل کرنے مین حاضر رہا لہذا درخواست مذکور بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء رجسٹر سے خارج کردی گئی گو ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) احاطہ بمبئی مین جنوری ۱۸۹۳ء مین نافذ ہوا تاہم عملدرآمد درخواست ڈگری قطعی کا حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور عدالت جج ماتحت مین اوسوقت ملحوظ نہ تھا کہ جب درخواست خارج کی گئی چونکہ عملدرآمد مذکور بعد ازان جاری کیا گیا لہذا مدعی نے بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۷ء درخواست کی کہ اوسکی ڈگری قطعی کی جاے۔

چونکہ جج ماتحت کو شک تھا کہ آیا دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد متعلق ہے یا نہین اور نیز یہ کہ آیا درخواست اندر میعاد ہے یا نہین کیونکہ کوئی درخواست اس قسم کی اندر ۳ سال کے اوسوقت سے پیش نہین کی گئی کہ جب کل روپیہ بوجہ قصور ادائے اقساط واجب الوصول ہوگیا لہذا حاکم موصوف نے امور ذیل ہائی کورٹ مین ارسال کئے۔

"(۱) آیا اقرارنامجات جو حسب دفعہ ۴۴۔ ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۹ء) داخل

۱۸۹۹ء

کئے گئے ہون کہ آیا متعلق نیلام جائداد مرہونہ ہون تابع احکام دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے ہین یا نہین

(۲) آیا دفعہ ۱۷۹ یا دفعہ ۲۳۰ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت یا کوئی دوسرا قاعدہ حد سماعت ایسی درخواستون سے متعلق ہے یا نہین جو حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کیجاوین۔

(۳) آیا درخواست ستمبر ۱۸۹۵ء ایک درخواست اجرائے ڈگری یا ایک تدبیر معاون اجرائے ڈگری واسطے اغراض ضمن ۴ دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت کے سمجھی جا سکتی ہے یا نہین۔

(۴) آیا اجرائے ڈگری بر طبق ایسی درخواستون کے عمل مین آسکتی ہے یا نہین جو واسطے قطعی کرانے ڈگری کے پیش کیجاوین اگر عمل مین نہین آسکتی تو میعاد حد سماعت واسطے پیش کرنے درخواستون کے بعد صادر ہونے حکم قطعی کے بموجب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے کیا ہے۔

رائے ججان ماتحت نسبت امر اول کے اثبات مین اور نسبت امر دوم کے نفی مین اور نسبت امر سوم کے نفی مین اور نسبت امر چہارم کے حسب ذیل تھی۔

اجرائے ڈگری بر طبق ایسی درخواست کے عمل مین نہین آسکتی جو حسب دفعہ ۹۰ ڈگری کے قطعی کرانے کے لیے پیش کیجاوے اور میعاد حد سماعت واسطے پیش کرنے اول درخواست اجرائے ڈگری کے بعد صادر ہونے ڈگری قطعی کے ۳ سال اوسکے قطعی کیے جانے سے حسب دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ ۴۳
حد سماعت بابت ۱۸۷۷ء ایکٹ مذکور ہے۔

شیورام وی بھنڈارکر (رفیق عدالت) منجانب مدعی نسبت امر اول کے ہماری یہ حجت ہے کہ اقرارنامجات متذکرہ امر مذکور تابع احکام دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے نہین ہین بحث متعلق بجواب نسبت امر حد سماعت کے اہم ہو جاتی ہے اگر دفعہ ۹۰ متعلق ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کونسی میعاد سماعت ایسی درخواست سے جسکی کہ یہ بحث متعلق ہے بموجب دفعہ ۴۴ ایکٹ داد رسی مزارعان دکن اقرارنامہ بجائے خود ڈگری ہو جاتا ہے کسی ڈگری [illegible] اور ڈگری کی ضرورت نہین ہے جیسا کہ مقصود دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کا ہے اقرارنامہ [illegible] جو داخل کیا گیا وہ بمنزلہ ڈگری ہو گیا وہ نہ تو نالش بیعیات تھا نہ نالش نیلام حالانکہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد مین صریحًا ایسی نالش مقصود ہے۔

[پارسنس صاحب چیف جسٹس قائم مقام] مدعی اب یہ استدعا کرتا ہے کہ جائداد نیلام کی جاوے۔

مدعی بلاشبہ نیلام کی استدعا کرتا ہے لیکن ہم یہ حجت کرتے ہین کہ جائداد نہ بذریعہ دفعہ ۴۴ ایکٹ داد رسی مزارعان دکن نیلام ہو سکتی ہے اور نہ بذریعہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے کیونکہ

۱۸۹۷ء جگموان بنام کیشو

کوئی ڈگری قطعی نہ تھی اور کوئی نالش نیلام نہ تھی۔

بعد اسکے یہی حد سماعت اگر دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد سے متعلق ہے تو ایسی درخواست کے واسطے کوئی میعاد حد سماعت معلوم نہیں ہے یہ تجویز ہوا ہے کہ درخواست واسطے حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد درخواست واسطے حسب دفعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مختلف ہیں اور اسلئے وہ درخواست واسطے اجرا ڈگری نہیں ہیں۔

واسدیو جی بھشکار کر (رفیق عدالت) منجانب مدعا علیہ۔ چونکہ ڈگری بعد نافذ ہونے ایکٹ انتقال جائداد کے صادر ہوئی لہذا دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور متعلق ہے جو کارروائیات روبرو عدالت کنندہ کے عمل میں آوین اونکی وہی حیثیت ہے کہ جو فیصلہ بعد ورود نالش کی تجویز ہوا ہے کہ جو ڈگری بر بنائے فیصلہ نالش صادر ہو وہ تابع احکام دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور کے ہے بجز اسکے کہ ڈگری قطعی کی جاوے اور سکا اجرا نہیں ہو سکتا مرتہن پر لازم ہے کہ عدالت سے درخواست واسطے صادر کرنے حکم نیلام کے کرے بموجب دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرتہن یک بیک استدعا حکم نیلام جائداد کی نہیں کرسکتا حسب حکم قطعی حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد صادر ہو جاتا ہے تو راہن کا حق الفکاک زائل ہو جاتا ہے۔

نسبت تمادی کے ہماری یہ حجت ہے کہ نظائر الہ آباد کی پیروی ہونی چاہیے درخواست صدور حکم قطعی ایک کارروائی اجراے ڈگری ہے اسلئے وہ تابع دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت کے ہے لفظ اجرا کی تعبیر بلحاظ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ کے کرنی چاہیے ڈگری ابتدائی محض ایک ڈگری نالش سابق ہے بموجب ڈگری مذکور راہن کسی وقت قبل صادر ہونے حکم قطعی کے انفکاک کی آمادگی ظاہر کرسکتا ہے چونکہ درخواست سابق مطابق دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد کے نہ تھی لہذا وہ ایک درخواست مطابق قانون کے نہ تھی اور اسلئے درخواست مذکور ایک کارروائی سعادت اجراے ڈگری نہ تھی۔

اثناے بحث میں اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا۔ بائی مانک بائی بنام مانک جی (۱) اونند رام بنام باباجی (۲) وحفیظ الدین بنام عبدل (۳) اجودھیا پرشاد بنام بلدیو (۴) تلک سنگھ بنام پرشوتم پرشاد (۵) بھوانی بنام بھولو دبیہ (۶) پریشن ناتھ موزمدار بنام مرام جادو موزمدار (۷) ولالا اوت بنام کرشنا (۸) اور نرسنگ بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۱۳ (سنہ ۱۸۸۳ء) (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۲۴ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۱ (سنہ ۱۸۹۲ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۳۱ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۵ (سنہ ۱۸۹۳ء) (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴ (سنہ ۱۸۸۴ء)
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۱ (سنہ ۱۸۹۴ء) (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۶۷ (سنہ ۱۸۸۹ء)

۱۸۹۹ء بھگوان بنام گنگو

ورگ بال (۱) وچنی لال بنام ہرنادس (۲) و محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (۳) ورام لال بنام نارائن (۴)
وادودہ بہاری لال بنام بانگیشر لال (۵)

پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس جج ماتحت نے بغرض تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا ایک درخواست جو اونکے روبرو پیش کی گئی ہے اندر میعاد ہے یا نہیں چار امور متذکرہ ذیل کی نسبت عدالت ہذا سے حسب احکام دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے استصواب کیا ہے۔

(۱) آیا اقرارنامجات جو حسب دفعہ ۴۴ ایکٹ دادرسی مزارعان دکن (نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۹ء) داخل کیے گئے ہوں بحالیکہ متعلق نیلام جائداد مرہونہ ہوں تابع احکام دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے ہیں یا نہیں۔

(۲) آیا مدہ ۱۷۹ (۴) ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت یا کوئی دوسرا قاعدہ حد سماعت ایسی درخواستوں سے متعلق ہے یا نہیں جو حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کیجاویں۔ ۶۳۹

(۳) آیا درخواست ستمبر ۱۸۹۶ء ایک درخواست اجرائے ڈگری یا ایک تدبیر معاون اجرائے ڈگری واسطے اغراض ضمن ۴ مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت کے سمجھی جاسکتی ہے یا نہیں۔

(۴) آیا اجرائے ڈگری بہ طبق ایسی درخواستوں کے عمل میں آسکتی ہے یا نہیں جو واسطے قطعی کرانے ڈگریونکے پیش کیجاویں اگر عمل میں نہیں آسکتی تو میعاد حد سماعت واسطے پیش کرنے درخواستوں کے بعد صادر ہونے حکم قطعی کے بموجب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے کیا ہے"۔

میری یہ رائے ہے کہ ایسے امر عام کی نسبت جیسا کہ امر چہارم ہے استصواب نہیں ہوسکتا تھا اور دیگر امور میں سے کسی ایک کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ فی الواقع مقدمہ میں پیدا ہوتا ہے۔

واقعات یہ ہیں مدعا علیہ نے اپنی جائداد مدعی کے پاس رہن کی تھی اور مدعی اپنا روپیہ چاہتا تھا دونوں نے مصالحت کنندہ سے درخواست کی جیسا کہ اونپر بموجب احکام ایکٹ دادرسی مزارعان دکن کرنا لازم تھا اور مصالحت کنندہ نے مابین اونکے برضامندی تصفیہ کردیا جسکے شرائط حسب ذیل تھے۔

"مدعا علیہ مدعی کو مبلغ [illegible] روپیہ بذریعہ اقساط کے ادا کرے اول قسط مبلغ عہ کی اخیر ماہ پوس شاکے ۱۸۱۹ (۵ جنوری ۱۸۹۸ء) تک ادا کیجاوے اور باقی روپیہ بذریعہ سالانہ اقساط چودہ چودہ روپیہ کے ادا کیا جاوے جو ہر سال مابعد کے اخیر پوس میں واجب الادا ہونگی اور بحالت عدم ادائے کسی قسط کے مدعی کل زر واجب بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے وصول کرے اور

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۴ (سنہ ۱۸۹۳ء) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۹۳ (سنہ ۱۸۹۵ء)
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۴ (سنہ ۱۸۹۶ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹ (سنہ ۱۸۹۰ء)
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۸۰۷ (سنہ ۱۸۹۱ء)

سنہ ۱۸۹۹ء

سیکروان بنام گنگا

زرکمی اگر کچھ ہو مدعا علیہ کی ذات سے وصول کیا جاوے"

جس عدالت کے پاس یہ اقرارنامہ بموجب دفعہ ۴۴ ایکٹ مذکور ارسال کیا گیا اوس نے اوسکے داخل کیے جانے کا حکم دیا بر طبق اوسکے اقرارنامہ مذکور واسطے نفاذ ہوا گویا وہ ڈگری عدالت موصوف تھا مدعا علیہ پہلی قسط کے ادا میں قصور کیا اور مدعی نے ۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو نیلام جائداد کی استدعا کی اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پاس مدعا علیہ کے بھیجا گیا لیکن بوجہ کسی سقم ضابطہ کے درخواست مذکور تاریخ ۱۷ نومبر ۱۸۹۶ء رجسٹر سے خارج کر دی گئی تاریخ ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء مدعی نے درخواست حال واسطے حصول حکم قطعی نیلام کے بموجب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء کے پیش کی۔

جج ماتحت کی یہ راے ہے کہ درخواست اندر میعاد ہے لیکن بغرض معلوم کرنے اس بات کے آیا اونکی راے صحیح ہے وہ عدالت ہذا سے یہ پوچھتے ہیں کہ آیا وہ اقرارنامجات جو بموجب دفعہ ۴۴

۶۵۰ ایکٹ واد رسی مزارعان دکن داخل کیے گئے ہوں تابع احکام دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد کے ہیں یا نہیں ہمارے روبرو جو دلیل خلاف موثر ہونے دفعہ مذکور کے پیش کی گئی وہ محض ایک دلیل تھی جو اس امر پر مبنی تھی کہ کوئی نالش نیلام کی نہیں ہوئی ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی بڑا فرق ہے مقدمہ تارا پرشاد بنام بھولو دیبہ (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور ایسی ڈگری سے متعلق ہے جو بر بناے فیصلہ ثالثی در خلا عدالت کے صادر ہوئی ہو اور مجھکو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں دفعہ مذکور فیصلہ مصالحت کنندہ سے متعلق نہ ہو لیکن یہ امر چاہے جیسا ہم اس بارہ میں ہو کر مدعا علیہ کا حق انفکاک کب زائل ہو جاے گا بحث تمادی پر جو اس مقدمہ میں پیدا ہوئی ہے کچھ اثر نہیں رکھتا۔

دوسری بات جج ماتحت یہ پوچھتے ہیں کہ آیا مدہ ۱۷۸ یا مدہ ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت یا کوئی دوسرا قاعدہ حد سماعت اون درخواستوں سے متعلق ہے جو بموجب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد کے پیش کیجاتیں اتفاق اسناد بنسبت اس امر کے ہے کہ مدہ ۱۷۸ متعلق نہیں ہے مقدمہ للہ سنگھ بنام پرشوتم پرشاد (۲) و مقدمہ مہیر سنگہ بنام درگ پال (۳) و بائی ہانگبائی بنام مانک جی (۴) ہائی کورٹ الہ آباد نے تجویز کیا ہے کہ مدہ ۱۷۹ متعلق ہے اور وہ بہاری لال بنام گنیشر لال (۵) و چنی لال بنام نرمدا (۶)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۳ (سنہ ۱۸۹۵ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۳۰ (سنہ ۱۸۸۴ء) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۳۴ (سنہ ۱۸۹۵ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۴ (سنہ ۱۸۹۰ء)

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۷۴ (سنہ ۱۸۹۰ء) (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۲ (سنہ ۱۸۹۲ء)

سنہ ۱۹۰۱ء

جگموان بنام گنو

حالانکہ ہائی کورٹ کلکتہ نے یہ تجویز کیا ہے کہ ایسی درخواستون سے کوئی میعاد سماعت متعلق نہین ہے (۱) اکن سنگھ بنام پرشوتم پرشاد اگر مجکو اس امر کا فیصلہ کرنا ہوتا تو مین ہائی کورٹ الہ آباد سے اتفاق کرنے اور یہ تجویز کرنے پر مائل ہوتا کہ درخواست حصول حکم قطعی ایک کارروائی اجراے ڈگری داخل مد ۱۷۹ ہے اور اسلئے اوسکا پیش ہونا اندر میعاد عطیہ مذکور کے تاریخ ڈگری سے شمار کر کے لازم ہے لیکن اس امر کی نسبت کوئی تجویز صریح غیر ضروری ہے۔

تیسرا سوال۔ آیا درخواست ستمبر ۱۸۹۷ء ایک درخواست اجراے ڈگری یا تمہید اجراے ڈگری واسطے اغراض ضمن ۴ مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت کے سمجھی جا سکتی ہے یا نہین۔ ایک غلط فہمی خود درخواست پر مبنی ہے اگر جج ماتحت اصطلاحات سے پرہیز کرتے اور درخواست کو وہی سمجھتے کہ جو وہ درحقیقت ہے یعنی ایک درخواست عدالت سے واسطے حکم نیلام جائداد مرہونہ کے تو اونکی تمام مشکلات رفع ہو جاتین لفظ قطعی مین کوئی خاص جادو نہین ہے اور اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ درخواست صادر کرنے حکم مذکور مین وہ ایکٹ یا وہ دفعہ ایکٹ جسکے بموجب وہ پیش کیگئی ہے بیان کیجاوے بمقدمہ اجودھیا پرشاد بنام بلدیو (۱) عبارت درخواست کی بعینہ وہی تھی کہ جو مقدمہ حال مین ہے اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ درخواست درست ہے وہی تجویز مین اسمقدمہ مین کرونگا لہذا درخواست اکتوبر ۱۸۹۹ء جو اندر تین سال کے درخواست سابق سے پیش کیگئی خارج المیعاد نہین ہے اگر یہی تجویز کیا جاوے کہ مد ۱۷۹ اوس سے متعلق ہے اگر مد مذکور متعلق نہین ہے تو کوئی میعاد سماعت کسی قسم کی متعلق نہین ہے اور درخواست مین تمادی عارض نہین ہو سکتی ہے جو کچھ کہ اوپر لکھا گیا ہے وہ میرے نزدیک جواب کافی اون تمام سوالات کا ہے جو جج ماتحت نے پوچھے ہین۔

رائے صاحب جسٹس راناڈے۔ اول سوال جو اس استصواب مین درج ہے متعلق اس امر کے ہے کہ آیا اقرار نامجات حسب دفعہ ۴۳ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء جب عدالت مین داخل ہو گئے ہون تابع احکام دفعہ ۹۹ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہین یا نہین۔ جج ماتحت کی یہ رائے تھی کہ دفعہ ۹۹ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہے اور میرے نزدیک اونکی رائے صحیح ہے یہ صحیح ہے کہ دفعہ ۲ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین بصراحت یہ حکم ہے کہ کوئی عبارت مندرجہ ایکٹ مذکور موثر احکام کسی ایسے ایکٹ کی نہین سمجھی جائیگی جو بذریعہ ایکٹ ہذا بصراحت منسوخ نہین کیا گیا ہے یہ کہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۱۸ (سنہ ۱۸۹۰ء)

ستمبر ۱۸۹۹ء بمقدمہ بنام لکھنو

۱۸۸۱ء اشتہار بمنزلہ ایکٹ ہائے منسوخ شدہ کے نہین ہے اور اسلئے اوسکے احکام منسوخ نہین ہوئے ہین مگر دفعہ ۳
ایکٹ ۱۸۶۵ء مین یہ حکم ہے کہ بجز اسکے کہ جس حد تک ایکٹ مذکور بخلاف احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
ہے مجموعہ مذکور اون تمام نالشات وکارروائیات سے متعلق ہوگا جو بموجب ایکٹ مذکور کے کیجائین ایکٹ
۱۸۸۹ء و ایکٹ ۴ ۱۸۹۱ء کو جہان تک وہ متعلق ضابطہ کے ہین ساتھ ساتھ پڑھنا چاہئے احکام
باب ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق تعمیل اطلاع عام حسب دفعہ ۱۰۳ ایکٹ ۴ ۱۸۹۱ء مین اور تنازع
مندرجہ دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تابع حکم خاص مندرجہ دفعہ ۶۷ ایکٹ ۴ ۱۸۹۱ء کے ہے
دیگر مثالین متوازی اور بسی تعلق فوری کی بیان کیجاسکتی ہین جو اس دونون مجموعون مین موجود ہین۔
دیکھو دفعات ۱۳۹ و ۹۷ ایکٹ ۴ ۱۸۹۱ء و دفعات ۲۶۶ و ۲۹۲ و ۲۹۵ ایکٹ ۱۸۸۲ء ۱۴ مین
جہان تک کہ احکام ایکٹ ۴ ۱۸۹۱ء متعلق ضابطہ کے ہین اور احکام مذکور مخالف ایکٹ خاص ۱۸۷۹ء
کے نہین ہین وہان تک یہ احکام اون کارروائیات پر موثر ہین جو بموجب ایکٹ خاص عمل مین ٦٥٢
آوین البتہ جہان مثل دفعات ۱۵ الف و ۱۵ ب و ۱۵ ج و ۱۵ د و ۱۶ و ۲۰ و ۲۲ و ۷۰
ایکٹ داد رسی مزارعان دکن کے احکام صریحاً منافی ایکٹ انتقال جائداد کے مندرج ہین وہان
احکام مذکور بروے دفعہ ۲ (الف) ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء محفوظ ہین۔

ایسا کوئی اختلاف مابین دفعہ ۴۴ ایکٹ داد رسی مزارعان دکن اور دفعہ ۹۹ ایکٹ
انتقال جائداد کے نہین ہے جب کوئی اقرارنامہ جو بذریعہ مصالحت کنندگان کے بابت زر رہن کے عدالت
مین داخل ہو جاے تو وہ اثر ڈگری کا رکھتا ہے اور بحیثیت ایسی ڈگری کے وہ تابع اون احکام
کے ہے جو متعلق ڈگریات کے ہین جن مین ہدایت بیعبات یا نیلام جائداد مرہونہ کی ہو اثر خاص
ان دفعات ۵ و ۸ لغایت ۹۰ کا یہ ہے کہ معمولی ڈگریات بیعبات و نیلام ڈگریات نالشی سی
ہو جاتی ہین جن مین مدیون کو ایک مہلت واسطے اوسکے اس طریق پر دیجاتی ہے کہ داین کو حکم
دیا گیا ہے کہ واسطے حکم قطعی کے درخواست کرے قبل اسکے کہ راہن کا حق انفکاک ہمیشہ کے لئے
زائل ہو جاے اس قسم کے چارہ کار عطا کرنا ایک غرض منجملہ اغراض خاص ایکٹ داد رسی
مزارعان دکن کے ہے پس دونون ایکٹون کے احکام مین کوئی اختلاف نہین ہے لہذا مین
سوال اول کا جواب اثبات مین دونگا۔

دوسرا سوال مندرجہ استصواب یہ ہے کہ آیا دفعہ ۸۹ لغایت ۱۷۹ اون درخواستون سے
متعلق ہے جو ڈگریداران حسب دفعہ ۹۰ واسطے حصول حکم قطعی کے پیش کرین اس عدالت کے

۱۸۹۹ء
بھگوان بنام گنو

کوئی فیصلہ اس بارہ میں نہیں ہوا ہے مگر مقدمہ بائی مانک بائی بنام مانک جی (۱) یہ تجویز ہوا تھا کہ
کہ مد ۱۷۸ صرف اون درخواستوں سے متعلق ہے جو بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جن ہائی کورٹ
کلکتہ و الہ آباد نے یہ تجویز کی ہے کہ مد ۱۷۸ اون درخواستوں سے متعلق نہیں ہے جو حسب دفعہ ۲۰۸
پیش کیجائیں نسبت مد ۱۷۹ کے مابین فیصلجات ہائی کورٹ الہ آباد و ہائی کورٹ کلکتہ کے بظاہر تناقض
رائے ہے اور ان اسناد پر بغور لحاظ کرنیکے بعد جنکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا تھا ہم حکام الہ آباد
کی رائے قبول کرنیکی طرف مائل ہوں ہائی کورٹ کلکتہ نے حال کے ایک مقدمہ ریوبرن چند بنام رائے
راد ہا کشن (۲) یہ قرار دیا کہ مدات ۱۷۸ و ۱۷۹ اون درخواستوں سے متعلق نہیں ہیں جو بموجب
مجموعہ مذکور کے پیش نہ کیجائیں خود بمقدمہ ملک سنگھ بنام پرسوتم پرشاد (۳) اس بات کے
تجویز کرنیکی طرف مائل ہوئی کہ اگر توقف بیجا ہو تو عدالتیں اوسکو ثبوت غفلت کا تجویز ٦٥٣
کرینگی اور ایسی درخواستوں کو نامنظور کرینگی کوئی وجہ کافی اس بات کے تجویز کرنیکی نہیں معلوم
ہوتی کہ درخواست حسب دفعہ ۲۰۸ - ایک درخواست اجرائے ڈگری بابت بیرحاصل اجرائے ڈگری نہیں ہے
اور اوس حیثیت سے اوسکی نسبت دستور عمل کرنا چاہئے اگرچہ وہ ایسی درخواست ہے جس سے
مد ۱۷۹ متعلق ہے مقدمہ حال میں یہ دوسرا سوال صحیح طور پر پیدا نہیں ہوتا کیونکہ درخواست ستمبر ۱۸۹۴ء
مسمائی اندر ۳ سال کے تاریخ ڈگری سے پیش کی گئی تھی اور وہ مانع بابت عدم سماعت ہے البتہ یہ حجت
کی گئی تھی کہ چونکہ مارچ درخواست میں اجازت اسناد حاکم قطعی کیا تھا نہیں کی گئی تھی بلکہ بموجب دفعہ ۲۲۳
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے گذری تھی لہذا وہ حکم ایسا تھا جسکا کچھ اثر قانونی نہ تھا اور اوس سے تحفظ میعاد کا نہیں
ہوا وہ حجت ایسی اصطلاحی معلوم ہوتی ہے کہ وہ مستحق کسی تائید کی نہیں ہے ڈگریدار کی درخواست حال
اکتوبر ۱۸۹۶ء کی بوجہ اون کارروائیات کے جو اوس سے ستمبر ۱۸۹۴ء میں ہوئیں اندر میعاد ہے۔

تیسرے سوال کا جواب پیشتر دیا گیا۔

چوتھا سوال بظاہر خیالی قسم کا ہے اور واقعات مقدمہ سے پیدا نہیں ہوتا پس اوسکے جواب
کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی امر مانع اس بات کا نہیں ہے کہ درخواست
حکم قطعی اور اجرائے درخواست (۴) ساتھ ساتھ یا تھوڑے وقفہ سے پیش کیجائیں۔

اسکے مطابق حکم دیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳ (۱۸۸۸ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۲ (۱۸۹۱ء)

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ (۱۸۹۲ء)

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب، قائم مقام چیف جسٹس و رانادے صاحب جسٹس

پران سکھ رام وینا ناتھ مجنون بذریعہ اپنی رفیق و زوجہ بائی بھول کنور (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ۔

بنام

۱۸۹۹ء یکم مارچ

بائی لاڈو کنور و یک کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہا) رسپانڈنٹان۔*

صفحہ کتاب انگریزی ۶۵۲

مجنون۔ نالش منجانب زوجہ بطور رفیق ساتھ اس بیان کے کہ شوہر مجنون ہے۔ شوہر کی نسبت تجویز نہیں ہوئی کہ وہ مجنون ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۶۳ ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء۔ عملدرآمد۔ ضابطہ۔

جس حالت میں کہ زوجہ نے اس بیان سے کہ اوسکا شوہر مجنون ہے نالش بحیثیت رفیق کے دائر کی عدالت نے اول نسبت اس امر کے تحقیقات کا حکم دیا کہ آیا شوہر مجنون ہے یا نہیں اور ثانیاً نسبت اس امر کے کہ آیا نالش واسطے اوسکے فائدہ کے ہے یا نہیں۔

۶۵۲ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آر۔ جے۔ سی۔ لارڈ صاحب اسسٹنٹ جج باختیارات کامل مقام بروچ مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب جی۔ آر۔ گوکھلے جج ماتحت واگرا۔

مدعی نے جو مجنون بیان کیا گیا تھا یہ نالش بذریعہ اپنی رفیق و زوجہ بائی بھول کنور کے واسطے واپاسنے قبضہ بعض جائداد کے دائر کی۔

مدعا علیہا نے (منجملہ دیگر حجتوں کے) یہ حجت کی کہ رفیق مذکور کو استحقاق رجوع کرنے نالش کا حسب دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے حاصل نہ تھا اور مدعی کی نسبت یہ تجویز نہیں ہوچکا تھا کہ وہ مجنون ہے اور کوئی سارٹیفکٹ ولایت حسب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء حاصل نہیں کیا گیا تھا۔

جج ماتحت نے نالش کو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ رفیق مستحق رجوع کرنے نالش کی نہ تھی کیونکہ کوئی تجویز بابت مجنون ہونیکے نہیں ہوئی تھی اور رفیق نے سارٹیفکٹ حسب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء حاصل نہیں کیا تھا۔

چونکہ جج نے ڈگری کو بصیغہ اپیل بحال رکھا لہذا مدعی نے اپیل دوم پیش کیا۔

* اپیل دوم نمبر ۵۲۹ سنہ ۱۸۹۸ء

۱۸۹۹ء

پران سکھ رام بنام بائی لاڈ کنور

گوکل داس گوپال داس بنام پورن دیپالانٹ (مدعی) ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء میں کوئی امر مانع اس امر کا نہیں ہے کہ زوجہ بطور رفیق اپنے شوہر مجنون کے نالش کرے جائداد شوہر کی حفاظت کیجاتی ہے اور نالش اوسکے فائدہ کے لیے ہے یہ صحیح ہے کہ کوئی استقرار نسبت مدعی کے مجنون ہونیکے عمل میں نہیں آیا ہے لیکن یہ بات ہر وقت قرار دیجا سکتی ہے دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی جامع و مانع نہیں ہے یہ امر قرین عدل و انصاف ہے کہ ایسی نالش کی اجازت دیجاوے تبو خان بنام ستیا (۱) رپورٹر بنام پورٹر (۲) وینکٹا راما بنام تمایا (۳)۔

کالا بھائی للو بھائی بنام رب پاٹکے تشان (مدعا علیہا) نالش از طرف رفیق صرف اوس حالت میں ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص حسب ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء مجنون قرار دیا جاوے ستو کارام بنام تبل (۴) ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مدعی مجنون ہے اس امر کی نسبت کوئی تجویز نہیں ہوئی ہے جل بنام احمد

پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس۔ اس اپیل میں جو بحث پیدا ہوئی ہے ۶۵۵

وہ یہ ہے کہ آیا بائی بیوال کنور کو استحقاق رجوع کرنے نالش کا بطور رفیق اپنے شوہر کے حاصل تھا جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ مجنون ہے لیکن بموجب ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء یا کسی اور قانون نافذالوقت کے وہ مجنون قرار نہیں دیا گیا تھا بمقدمہ ستو کارام بنام تبل (۱) ایک بنچ عدالت ہذا نے رائے خلاف بتقویت قاعدہ مندرجہ کتاب چانسری پریکٹس مولفہ ڈانیل صاحب طبع ششم جلد اول صفحہ ۱۰۰ ظاہر کی تھی ایک مقدمہ حال میں ایک بنچ ہائی کورٹ الہ آباد نے فیصلہ امر مذکور کا اثبات میں کیا ہے تبو خان بنام ستیا (۱) فیصلہ حکام موصوف مقدمہ رپورٹر بنام پورٹر (۲) پر مبنی ہے اور حکام موصوف نے ظاہر کیا ہے کہ اس بنچ میں قاعدہ انگلستان میں اب وہ نہیں ہے جو ڈانیل صاحب کے رسالہ چانسری پریکٹس میں بیان کیا گیا ہے ہم کوئی وجہ اس بات کی نہیں دیکھتے کہ کیوں اصول انصاف جسطور پر کہ وہ عملدرآمد عدالت ہائے انگلستان میں متعلق کیے جاتے ہیں عدالتہائے ملک ہذا میں اون مقدمات میں متعلق نہ کیے جاویں جنمیں کوئی ایسا قانون موجود نہیں ہے جسکی رو سے ضابطہ مختلف قرار دیا گیا ہو مجموعہ ضابطہ دیوانی نسبت اوس امر کے جو اس مقدمہ میں تنقیح طلب ہے ساکت ہے اور اسلیے ہمکو اصول عام پر اور مطابق عملدرآمد چانسری کے عمل کرنا چاہیے (دیکھو وینکٹا راما بنام تمایا (۳)) عملدرآمد

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۰ (۱۸۹۹ء) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳ (۱۸۸۶ء)
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۰ (۱۸۹۹ء) (۵) لا رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۵۰۰ (۱۸۶۰ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۲ (۱۸۹۹ء)

سنہ ۱۸۹۹ع
بیان مسئلہ علم
بابت لارڈ کمنور

عدالت چانسری مقدمہ رپورٹ بنام پوٹر اور دیگر مقدمات مجولہ مقدمہ مذکور مین بطور تہرست بیان کیا گیا ہے
مقدمہ مذکور مین کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے یہ فرمایا ہے۔ "وہ اصول کیا ہے جسپر عدالت شخص
مظلوم کو بذریعہ رفیق نالش کرنیکی اجازت دیتی ہے جس حالت مین کوئی شخص خود عمل کرنے کے
ناقابل ہو عدالت بحیثیت کسی رعایاے ملکہ معظمہ کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اوسکی طرف
سے واسطے اوس چیز کے جو ظاہرا اوسکے فائدہ کی ہے کارروائی کرے۔ بوون صاحب لارڈ جسٹس
نے فرمایا ہے" وہ مجکو معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مجنون ہو اور اگرچہ بعد تحقیقات مجنون
نہ قرار دیا گیا ہو الا محتاج حفاظت یا دست اندازی عدالت نسبت اپنی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ
یا نسبت کسی جزو اپنی جائداد کے ہو تو یہ فرض کرسکے کہ اگر وہ صحیح العقل ہوتا تو مستحق دست اندازی
عدالت ہوتا شخص ثالث یعنی اجنبی سامنے آسکتا ہے اور اوس بات کو کرسکتا ہے جو مریحا واسطے
فائدہ شخص ضعیف العقل کے ہو" اور اصل مذکور کے متعلق کرنے مین وہ فرماتے ہین۔ عدالت کو
٦٥٦ اس بات کا اطمینان ہونا چاہیے اگر ہم ایسا کہ سکین کہ رفیق کو دست اندازی کرنیکا استحقاق حاصل ہے
اور عدالت کو اس بات کا بھی اطمینان ہونا چاہیے کہ شخص مذکور مجنون ہے اور یہ کہ وہ محتاج حفاظت
نسبت اپنی جائداد کے ہے اور یہ ثابت ہونا چاہیے کہ یہ واسطے اصلی فائدہ شخص مذکور کے ہوگا
کہ عدالت اپنے اختیار سماعت کو استعمال کرے"۔

مقدمہ حال مین نالش سرسری طور پر ڈسمس کی گئی ہے چنانچہ مجکو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپیلانٹ
جسکی طرف سے نالش دائر کی گئی ہے شخص مجنون ہے یا نہین پس اس امر کی نسبت تحقیقات عمل مین
آویگی نالش واسطے منسوخی بعض دستاویزات کے رجوع کی گئی ہے جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ شخص مذکور نے بحالت جنون اور بوجہ دباؤ ناجایز کے تحریر کی تہین پس نالش مذکور ظاہرا ایک ایسی
اور فائدہ مند چارہ مخاصمت پر مبنی ہے۔ مقدمہ بیل بنام اسمتھ[1] مین بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ تر
معمولی صورت دست اندازی عدالت کی اوس صورت مین ہے کہ شخص ناقابل بذریعہ اپنے رفیق
کے استدعاے منسوخی دستاویزات یا دیگر ہبہ جات کی کرتا ہے جو لوگون نے اوسکے ضعف عقل
سے غیر جائز فائدہ اوٹھا کر حاصل کی ہون یہ امر ایسا ہے جسکی وجہ سے مجکو لازم ہے کہ واسطے تحقیقات حالات
مقدمہ حال کے حکم دون اور بالفاظ کاٹن صاحب لارڈ جسٹس مقدمہ محولہ بالا ہماری یہ راے ہے کہ بار ثبوت
اون شخصون پر ڈالا جاوے جو یہ ظاہر کرتے ہین کہ نالش صحیح طور پر مرتب نہین ہوئی ہے کہ یہ نامناسب

(۱) لا رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۰۰ (سنہ ۱۸۷۰ع)

۱۸۹۶ء
پربھو سکھ رام بنام بائی لاڈکنور

کرین کہ نالش مذکور فی الحقیقت واسطے فائدہ شخص مجنون کے ہو سکتی تھی لہذا ہم امور ذیل تنقیح طلب قرار دیتے ہیں۔ (۱) آیا پربھو سکھ رام ایک شخص مجنون ہے یا نہیں (۲) آیا مدعا علیہا اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ نالش جو زوجہ پربھو سکھ رام نے بطور اوسکے رفیق کے دائر کی ہے واسطے اوسکے فائدہ کے نہیں ہے اور ہم حاکم عدالت اپیل ماتحت سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ شہادت لیکر نسبت امور مذکور کے تجویز کریں اور اندر دو ماہ کے اپنی تجاویز عدالت ہذا میں ارسال کریں۔

امور تنقیح طلب ارسال کئے گئے

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۶ء
یکم مارچ

صفحہ کتاب انگریزی ۶۵۷

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و طیب جی صاحب جسٹس

بمعاملہ نارائن سدا شیو کالے۔

آئین دوم ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۰۰ - وکیل و موکل - وکیل کا غیر حاضر ہونا عدالت سے بوجہ اوسکے چند روزہ تقرر کے عہدہ جج ماتحت پر - وجہ ضروری۔

تاریخ معینہ سماعت نالش کے نہ تو مدعی نہ اوسکا وکیل حاضر ہوا مدعا علیہ بھی غیر حاضر تھا کیونکہ اوسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی گو وکیل مدعی نے اطلاع تحریری عدالت میں بھیدی تھی کہ وہ قائم مقام جج ماتحت مقرر ہو گیا ہے اور چونکہ وہ دوسرے ضلع میں نوکری پر جانیوالا تھا لہذا عدالت میں حاضر ہونے سے معذور تھا پس وکیل موصوف نے استدعا کی کہ مقدمہ ملتوی کیا جاوے یا کسی وقت تک ملتوی کیا جاوے یا اوسکے موکل کے نام اطلاع جاری کیا جاوے تاکہ وہ انتظامات ضروری واسطے پیروی اپنے مقدمہ کے کر سکے۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ وکیل چند روز کے لئے جج ماتحت مقرر ہو گیا تھا لہذا وہ بباعث وجہ ضروری کے حسب مراد دفعہ ۱۰۰ آئین دوم ۱۸۸۲ء حاضری عدالت سے معذور تھا اور چونکہ اوس نے اطلاع ضروری تحریری عدالت میں بھیدی تھی لہذا نالش ڈسمس نہیں ہونی چاہئے تھی بلکہ نالش ملتوی ہونی چاہئے تھی

استصواب منجانب راؤ بہادر گنگا دھر رگھوناتھ جج ماتحت درجہ اول حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء۔

استصواب حسب ذیل تھا۔

مدعی نے کرایہ ایک مکان کی نالش کی جب نالش واسطے سماعت کے پیش ہوئی

* استصواب دیوانی نمبر ۲ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۹ء
بمعاملہ نرائن سداشیو ہملے

تو مدعی اور اوسکا وکیل پکارے گئے مگر دونون غیر حاضر تھے چونکہ مدعا علیہم پر تعمیل نہین ہوئی تھی لہذا وہ بھی غیر حاضر تھے ایک سرٹیفکٹ وکیل کی بذریعہ عدالت مین پیش کی گئی جسمین یہ بیان تھا کہ چونکہ وہ قائم مقام جج ماتحت مقرر ہو گیا ہے لہذا وہ اوس روز اپنی نوکری پر جاتا ہے اور یہ استدعا تھی کہ اوسکے جملہ مقدمات یا تو اوسکی واپسی تک ملتوی کر دیے جائین یا اگر ویسا کرنا قرین آسایش نہو تو ہر مقدمہ مین فریق متعلق کے پاس اطلاعنامہ اسغرض سے بھیجا جاوے کہ وہ واسطے پیروی اپنے مقدمہ کے انتظامات ضروری کر سکے“

امور جو واسطے رائے ہائیکورٹ کے ارسال کیے گئے تھے یہ تھے۔

۱۔ آیا ایسی صورت مین ضابطہ محکومہ دفعہ ۹۸ ضمن اول آئین دوم ۱۸۸۲ء پر عمل کرنا چاہیے یا نالش بعدم پیروی ڈسمس ہونی چاہیے۔

۶۵۸ ۲۔ اگر دفعہ مذکور متعلق مقدمہ ہو تو آیا یہ بات ضروری ہے کہ فریق متعلق کے نام اطلاعنامہ جاری کیا جاوے نسبت دوسرے امر کے جج ماتحت کی رائے نفی مین تھی۔

دفعہ ۳۵ آئین دوم ۱۸۶۳ء مین حسب ذیل حکم ہے۔

”اگر کوئی وکیل بوجہ علالت یا کسی دوسری وجہ ضروری سے حاضر عدالت نہو سکتا ہو تو اوسپر لازم ہوگا کہ اوسکی اطلاع تحریری عدالت کو دے ایسی صورت مین کاروائیات نالش اوس میعاد کے لیے جو عدالت معقول تصور کرے اسغرض سے ملتوی کیجاویگی کہ فریق بذریعہ عبارت ظہری یا دیگر طرح پر اپنے مختارنامہ کو یا تو عارضی طور پر یا اوسوقت تک کے لیے کہ نالش منفصل ہو بنام دوسرے وکیل کے منتقل کر دے“

اس استصواب کے نسبت روبرو ایک ڈویزن بنچ کینیڈی صاحب جسٹس وطیب جی صاحب جسٹس کے بحث ہوئی۔

سداشیو اوبیلے بطور رفیق عدالت منجانب مدعی۔

دتاتریا سے عید تحمی بطور رفیق عدالت منجانب مدعا علیہم۔

کینیڈی صاحب جسٹس۔ ہماری رائے مین وہ وکیل جو عارضی طور پر جج ماتحت مقرر ہو گیا تھا بوجہ ضروری عدالت مین حاضر ہونے سے معذور تھا پس دفعہ ۳۵ آئین دوم ۱۸۶۳ء متعلق ہے اور بموجب احکام دفعہ مذکور کے وکیل سے ضروری اطلاع تحریری عدالت مین بھیجدی تھی ان حالات مین وہ دوسرا وکیل اپنی طرف سے بموجب سرکلر دیوانی نمبر ۱۸ (ط) کے مقرر کر سکتا تھا لیکن علاوہ

اوس غلط رآمد کے جو ظاہرا بالفعل عدالت ماتحت مین جاری ہے - اور نیز وکیل پر جو حاضری عدالت
سے اس سبب سے معذور ہو گیا ہو کہ وہ چند روزہ جج ماتحت دوسری عدالت کا مقرر ہو گیا ہے یہ لازم
نہین ہے کہ دوسرے وکیل کو واسطے پیروی اپنے مقدمات کے اوس عدالت مین جسمین وہ وکالت کا
کام کرتا تھا مقرر کرے اور چونکہ اب یہی غلط رآمد عدالت کا ہے اور وہ اون مقدمات مین جو
داخل دفعہ ۱۳۰ ایکٹ دوم ۱۸۸۲ع ہون بنام فریقین کے اطلاعنامجات جاری کرتی ہے لہذا
ہماری راے مین اوس مقدمہ مین جسکی نسبت اب جج ماتحت نے استصواب کیا ہے ایسے وجوہ
واسطے ڈسمس کرنے نالش کے تھے جنکو جج ماتحت حسب دفعہ ۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی قلمبند
کرسکتے تھے -

مطابق اسکے حکم دیا گیا -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و نکلسن صاحب جسٹس

جوگل کشور (ابتدائر مدعاعلیہ اپیلنٹ) بنام گلشن داس رگھوناتھ داس وغیرہ (ابتدائر مدعیان ریسپانڈنٹس)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۳۹ - عام و مذہبی و خیراتی امانت
خیرات - ہندو مندر مع دھرم شالہ و سدابرت متعلقہ اوسکے - امانت دار - امانت دار تقرری -
اوسکی ذمہ داری - استحقاق نالش - حد سماعت -

ایک ہندو نے شری ٹھاکر رنگ دیوتا کے واسطے مندر بنوایا اور اوس سے ایک دھرم شالہ اور سدابرت
واسطے امداد مسافرون اور روپیہ خیرات کے غربا کو متعلق کیا گیا واسطے قائم رکھنے مندر اور خیراتون کے
جو اوس سے متعلق تھین شخص مذکور نے کسی قدر جائداد بذریعہ ہبہ نامہ کے وقف کی [illegible]
اوس نے اپنے تئین امانت دار تاحیات مقرر کیا اور پانچ مقرر کئے کہ وہ بطور اوسکے جانشینان کے اس امانت
کا کام کرین تاحیات اپنے تابر وصنے انتظام مندر کا حسب مندرجہ دستاویز مذکور کے بعد اوسکی وفات
پر [illegible] ہوئی [illegible] نے اہتمام اپنے ذمہ لیا بلکہ اوسکے پسر مدعاعلیہ نے اہتمام اپنے ہاتھ مین
لیا [illegible] جانے کا حق رکھتے تھے -

* اپیل نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۶ع

سنہ ۱۸۹۹ء
جیرک کشور
بنام
لکشمن داس

سنہ ۱۸۹۲ء مین یہ جاری ہوا اور پانچ دیگر ہو جاکر شیوالمون ویوکاسنہ یہ نالش بموجب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بمنظوری ایڈوکیٹ جنرل واسطے برطرفی مدعا علیہ کے اہتمام سے بر بنائے عمل بیجا مدعا علیہ و خرابی انتظام جائداد وقف کے دائر کی۔

مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ جائداد ایک عام مذہبی و خیراتی امانت نہیں ہے اور مدعا علیہ امانت دار معین ہے اور مدعیان کو استحقاق نالش معین ہے اور نالش مین تمادی عارض ہے

تجویز ہوئی (۱) کہ ثبوت اس امر کے کہ کچھ اشخاص عوام مین سے ہمیشہ مندر مین پرستش کرتے رہے تھے اور مندر سے دھرم شالہ متعلق تھا اور جو روپیہ مندر کی سیوا کے لئے ورکار ہوا اور فاضل بچے وہ مسافرون کے کھلانے و سدابرت کے قائم رکھنے مین صرف کیا جاتا تھا لہذا منشاء بانی وقف کا تھا کہ جائداد عام مذہبی و خیراتی اغراض مین لگائی جاوے۔

(۲) یہ کہ اگرچہ مدعا علیہ امانت دار مقرر نہین کیا گیا تھا تاہم اہتمام جائداد وقف اپنے ہاتھ مین لینے اور بظاہر بحیثیت متولی جائداد و مندر اوسکا اہتمام کرنے سے اوس نے اپنے آپکو ایک امانت دار تعمیری بنایا اور مذکورہ اون اشخاص کو جو اید وہ تھا جو مستحق استفادہ جائداد امانت سے تھے۔

(۳) یہ کہ مدعیان مستحق دائر کرنے نالش کے بموجب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) تھے

(۴) یہ کہ نالش مین تمادی عارض نہ تھی کیونکہ جرا ایک جدید خلاف ورزی امانت تجبری سے یا جب کبھی ہدایت عدالت ضروری متصور ہوئی تب ایک مخاصمت جدید پیدا ہوئی۔

۶۶۰ اپیل بنا راضی فیصلہ ڈسٹرکٹ جج صاحب ضلع پونا

نالش حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

مدعیان نے بمنظوری ایڈوکیٹ جنرل حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے برطرف کئے جانے مدعا علیہ کے اہتمام ایک خیرات عام سے اور واسطے وارد کیے جانے ایک دستور العمل کے حسب ہدایات عدالت کے واسطے اہتمام آیندہ خیرات کے نالش دائر کی۔

مدعیان نے یہ بیان کیا کہ پونا مین ایک مندر سری پانڈورنگ کا ہے جو مدعا علیہ کے باپ پرسوتم داس نے واسطے استعمال عوام کے قریب پچاس برس کے ہوا تعمیر کیا تھا اسی مندر سے ایک دھرم شالہ اور ایک سدابرت متعلق تھا۔

واسطے قائم رکھنے اس مندر اور کھانا کھلانے مسافرون اور دیگر خیرات کے غربا کو مدعا علیہ کے باپ نے کچھ جائداد بذریعہ ایک ہبہ نامہ مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ء کے متعلق کی تھی اور اوسکی رو سے

۱۸۹۹ء

جوگل کشور بنام لکشمن داس

اوسنے اپنے انکو امانت دار تا حیات مقرر کیا تھا اور پنچ اس غرض سے مقرر کئے کہ بعد اوسکی وفات کے پنچ بطور اوسکے قائم مقام ہونکے کام امانت کا انجام دیوین۔

بتاریخ ۱۰ جنوری ۱۸۹۶ء پرسوتم داس نے دوسرا ہبہ نامہ تحریر کیا جسکی رو سے اوسنے شرائط دستاویز سابق کو بحال و منظور کیا اور ایک سرپنچ مقرر کیا جسکے مشورہ اور ہدایت سے دیگر امانتدارونکو بعد اوسکی وفات کے اہتمام امانت مین عمل کرنا چاہئے تھا۔

پرسوتم داس نے اہتمام جائداد امانت کا تا حیات اپنے مطابق شرائط ہبہ نامہ کے کیا نامبردہ ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا۔

اوسکی وفات پر کسی نے منجملہ اون امانت دارونکے جنکو اوس نے مقرر کیا تھا اہتمام جائداد سندر کا اپنے ہاتھ مین نہین لیا مدعاعلیہ (پسر پرسوتم داس) نے جائداد پر قبضہ کیا اور ۱۹۰۳ء تک اہتمام کرتا رہا کہ اوسوقت نالش ہذا رجوع کی گئی۔

مدعیان کا یہ بیان تھا کہ مدعاعلیہ جائداد امانت کو برباد کرتا ہے اور اوسکا انتظام خراب کرتا ہے کیونکہ بلالحاظ اغراض خیرات کے عمل کرتا ہے لہذا مدعیان نے یہ استدعا کی کہ وہ اہتمام سے برطرف کیا جاوے۔

مدعی نمبر ۳ پجاری سندر کا تھا اور مدعیان نمبر ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ سیوک یعنی پوجنے والے دیوتا کے ۶۶۱

مدعاعلیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ جائداد وقف از قسم امانت عام مذہبی و خیراتی نہین ہے اور مدعیان کو کچھ استحقاق نالش کرنے کا نہ تھا اور نالش مین تمادی عارض ہے اور وہ امانت دار کسی خیرات عام کا نہین ہے اور دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء متعلق نہین ہے۔

صاحب جج ضلع نے ان عذرات کو نامنظور کیا اور یہ تجویز کی کہ مدعاعلیہ کا طریق عمل ایسا ہے کہ جس سے اس بات کی ضرورت ہے کہ بلحاظ اغراض خیرات کے امانت داران مقرر کئے جاوین اور واسطے انتظام آئندہ امانت کے دستورالعمل قرار دیا جاوے چنانچہ ایک دستورالعمل حسب ہدایات عدالت مرتب کیا گیا جو ڈگری مین شامل کیا گیا۔

بناراضی اس ڈگری کے مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

دتاتریا۔ اے۔ عیدگنی۔ منجانب اپیلانٹ۔

نگنداس تلشی داس منجانب رسپانڈنٹ۔

فلٹن صاحب جسٹس۔ وہ حالات جنسے یہ نالش پیدا ہوئی ہے حسب ذیل مین بتاریخ ۱۸ دسمبر ۱۸۵۹ء ایک شخص پرسوتم داس نے ایک دستاویز تحریر کی جسکے اجزاے اہم کا حسب ذیل ترجمہ کیا گیا ہے

سنہ ۱۸۹۹ع جوکل گشد بنام لکشمن داس

ضعیف ہوگیا ہون اور میری عمر قریب ۷۰ سال کے ہے چونکہ میری پہلی زوجہ کا لڑکا جگل کشور عرف بابو بھائی میری اطاعت مین نہین چلتا چنانچہ مجھکو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ میرا دیوتا کی بعد میری وفات کے کرے گا یا یہ کسی کام آئیگا ان وجوہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ جائداد جسکو مین ہبہ کرتا ہون میری مکسوبہ ہے میرے پاس کوئی جائداد موروثی نہتی تمام ملکیت میری مکسوبہ خاص ہے اس بات کو جان کر مین بغرض کرجائداد نیک کامون مین واسطے حاصل کرنے موکش کے لگی رہے مین اپنی رضا اور رغبت سے کرشن کے نام پر سری بانکے رنگ موری دیوتاؤن کے دیوتا کو اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب تفصیل ذیل دیتا ہون۔

ا- مندر جسمین نے بنوایا ہے۔

\+ + + + + + + + +

تمام جائداد مندرجہ بالا سری بانکے رنگ دیوتاؤن کے دیوتا کے ارپن کیجاتی ہے جسکو خواہ میری اولاد کو خواہ میرے جانشینان کو یا کسی اور شخص کو کوئی حق یا دعوی اسکی نسبت نہین ہے مندر مذکور مین ایک دو شخص سیوا پوجا واسطے رہنے پوجاری کے ہے ایک شیو بٹ دھیاو بھٹ پوجاری اور اونکی ماں راجبائی اور تیلنگ اوسمین رہتے ہین جنکو مین نے پوجاری مقرر کیا ہے اگر یہ لوگ بیجا طور پر عمل کرین تو اور اشخاص بجاے اونکے مقرر کئے جاوینگے واسطے خرچہ پرشاد دیوتا اور بیک دیوتا کے مبلغ ۔ ۔ ہر مہینہ مین دیا جائیگا اور دیو پو ترجو چڑھاوے یعنی ناریل اور کپڑا وغیرہ اور ایک تیل دیا جائے گا علاوہ ان رقموں کے جو دیوتا کی نذر و دیدار سے

۶۶۲ حاصل ہوتی ہے پوجاری کو اور مینڈون سے کچھ تعلق نہین ہے۔

دیگر اخراجات حسب ذیل ہونگے۔

یہ اخراجات اوس کرایہ سے کئے جاوینگے جو مکانات مذکورہ بالا سے وصول ہو میری وفات کے بعد پنچان مذکورہ ذیل کرایہ مکانات وصول کرینگے اور بعد ادا اخراجات ضروری مرمت وغیرہ کے اوسکو اغراض مذکورہ کام مین لاوینگے باقی روپیہ سے مسافرونکو کھانا کھلایا جاوے گا اور سداورت قائم رکھا جاوے گا یہ کام تاحیات اپنے مین خود کرونگا بعد میری وفات کے پنچان مذکورہ ذیل اوسکو جاری رکھینگے۔

جس دکان مین میری بود و باش ہے اوسمین ایک دکان ڈھو بانکے نام سے مین نے جاری رکھی ہے مکان ناتھ جی دیوتا مین کے دیوتا او رسے پور کے ارپن ہے سرمایہ دکان کا دیوتاؤن کے نام سے جمع ہے مین بطور گماشتہ کے اس کام مین کام کرتا ہون اوسکی اجرت مبلغ ماہوار ۔ ۔ ہے وہ مین لیا کرونگا اور ایمانداری سے دکان کا انتظام کرونگا اور اوسکے فائدہ کا لحاظ رکھونگا اس کاروبار مین جو منافع ہو اوسکے مالک دیوتاؤن کے دیوتا سری ڈھوبا مین اوسکے مطابق مین انتظام دکان تاحیات اپنے کرونگا اور تازندگی اپنے مین اہتمام جائداد منقولہ غیر منقولہ دونون کا کرونگا بعد اوسکے پنچان مندرجہ ذیل انتظام مذکور کو ہمیشہ کے واسطے قائم رکھینگے اوس غرض سے مین پانچ نام لکھتا ہون + + پنچان مذکور کو چاہئے کہ کرایہ

۱۸۹۹ء
جوگل کشور
بنام
گلشن داس

وصول کرین اور وہ ہمرم گیرت ہمیشہ کے لئے جاری رکھین اور میری وفات کے پنچان مذکورہ بالا کو چاہئے کہ کرایہ وصول کرکے روپیہ کفایت سے خرچ کرین پنچون مین سے کوئی روپیہ کا تصرف بجز سنہ اونکے کسی جزو کو خاص اپنے کام مین لاوے پنچون کو چاہئے کہ جائیداد اور اسکی آمدنی کی نگرانی کرین اور مصرف بالا خرچ کرین بس یہی حق پنچون کا ہے مصری پانڈورنگ مالک کل حقیت کے مع دکان کے ہین + + + + + + + + +

تاحیات اپنے مین مکانات و اراضی وغیرہ ہائے مذکور کا انتظام کرونگا اور کرایہ وصول کرونگا اور حسب مندرجہ صدر خرچ کرونگا بعد میری وفات کے پنچونکو نسبت اونکے بطور مالک عمل کرنا چاہئے نسبت مکانات و اراضیات وغیرہ روپیہ وغیرہ اور پنچون کے مجھکو خواہ میرے وارثون یا اولاد یا وارثون یا اوصیاء یا نو جویا کسی اور شخص کو کچھ حق حاصل نہین ہے وہ تو لوازم ولوتا سری پانڈورنگ ہمیشہ کے لئے مالک ہین پنچ واسطے جاری رکھنے دیوت کے مقرر کئے گئے ہین۔

واسطے نان و نفقہ و پرورش میرے جوگلکشور عرف باپو بھائی اور میری زوجہ کے میرے بیوسمجھ پر مین انتظام کیا ہے کل تفصیل اوسمین درج ہے"۔

بتاریخ ۱۸- جنوری ۱۸۹۵ء پرشوتم نے دوسری دستاویز بابت مضمون ذیل تحریر کیا کہ چونکہ مندر سری پانڈورنگ مع مکان پیروتی وغیرہ کے تعمیر ہوگیا ہے لہذا اب وہ کام مین آتا ہے چنانچہ مین نے بطور خیرات مین مکانات مع اراضی احاطہ کے سری پانڈورنگ کو دیدئے ہین بنام مذکور مالک شرشتدی ووشناکے کو ۱۸۹۰ء کو تحریر ہوا جسکو اونکی نسبت کوئی حق ملکیت حاصل نہین ہے اس غرض سے کہ پوجا دیوتا کی بخوبی ہوتی رہے اور
۶۶۲ نئے وید وغیرہ ہوتی رہی ہے ایک سو پانچ ہزار تعمیر کیا گیا ہے۔ الخ + + +

ہبہ نامہ مذکور مین پنچایت واسطے اہتمام کے مقرر کی گئی ہے اوسمین سے سالگرام فوت ہوگیا ہے اس طرح پر صرف چار شخص پنچ رہ گئے ہین اور کوئی پنچ نہین ہے ... مین زیادہ ... پنچ مقرر کرتا ہون ... بطور پنچ ... وصول کرکے ... کرینگے ... تاحیات ... انتظام کرونگا بعد ... پنچان مذکور ... انتظام قائم ... کسی شخص کو ... ہوگا

پرشوتم ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا تاحیات اپنے اوس نے اہتمام مندر کا حسب مندرجہ دستاویز کیا لیکن اوسکی وفات پر پنچون نے اہتمام نہین لیا اور اوسکے پسر باپو بھائی نے انتظام اپنے ہاتھ مین لیا ۱۸۹۹ء مین پنچون نے ایک نالش واسطے بیدخلی باپو بھائی کے دائر کی مگر نالش مذکور بربنا سے تمادی نامنظور ہوئی مگر حاکم اپیل ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ مین یہ تحریر کیا ہے کہ یہ سوال ہمارے روبرو پیش نہین ہے کہ آیا مدعا علیہ از روئے امانت دار مندر کا متصور ہوسکتا ہے اور بوجہ عمل بیجا کے برطرف ہوسکتا ہے یا نہین۔ کیبو سامی بنام جوگل کشور (۱)

مدعیان حال نے اب یہ نالش بطور اطلاع دہندگان حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی

(۱) ... ۱۸۹۶ء ... صفحہ ۱۵ م م اطلاع دہندگان وہ اشخاص جنکی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل نالش کرے

۱۸۹۹ء
جوگل کشور بنام لکشمن داس

مجلوری ایڈوکیٹ جنرل دائر کی ہے اور تجویز درمیانی صادرہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۶ء مین عدالت ہذا نے یہ تجویز کیا ہے کہ دعوی ہذا بوجہ فیصلہ نالش سابق ممنوع نہین ہے ہمکو صاحب جج ضلع سے اس بات کے خیال کرنے مین اتفاق ہے کہ اگر جائز طور پر قائم شدہ امانت ہے جو واسطے اغراض مذہبی کے قائم کیگئی ہے تو مدعیان کو اوسمین ایسا حق حاصل ہے کہ جس سے وہ مستحق ارجاع نالش کے برضامندی تحریری ایڈوکیٹ جنرل کے ہین اس بارہ مین ہم مسٹر گیرو کی تحریر مین کچھ اضافہ نہین کر سکتے۔

دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ آیا یہ سوتم مجاز قائم کرنے امانت کا تھا یا نہین دستاویز ۱۸۵۹ء مین بیان کیا گیا ہے کہ جائداد محسوبہ ہے اور اس بات کی تردید مین محض شہادت خود مدعاعلیہ کی ہے ہماری رائے مین یہ شہادت ایسے کافی طور پر قابل اعتبار نہین ہے کہ ہمکو یہ جائز ہو کہ ہم بیان مندرجہ دستاویز کو جسمین اغلباً واقعات اصلی تقدمہ کے درج ہین غلط سمجھین مدعاعلیہ نے کبھی وقف کی نسبت اعتراض نہین کیا اور اس اپیل مین نسبت جعلی ہونے ہر دو دستاویزات کے اعتراض نہین کیا گیا ہے مدعاعلیہ اس بات کو
۶۶۲ تسلیم کرتا ہے کہ ۵۵ سال ہوئے کہ اوسکے باپ نے مندر بنوایا تھا اور کرایہ دکانات کا مندر مین صرف ہونا چاہئے اور وہ بات کہ اس زمانہ دراز تک مدعاعلیہ نے خاص شرائط وقف کی نسبت تسلیم یا سکوت کیا ایک قوی وجہ اس امر کے باور کرنے کی حاصل ہوتی ہے کہ وقف مذکور کے عمل مین لانے مین باپ نے اپنی ہی سرمایہ کی نسبت عمل کیا اور نہ سرمایہ یا جائداد مشترکہ کی نسبت

خود وقف کی نسبت ہماری یہ رائے ہے کہ اوسکی نسبت صحیح طور پر یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ واسطے اغراض عام مذہبی خیراتی کے ہے یہ تجویز کیگئی ہے کہ بموجب دستاویز کے مقصد محض تعمیر کرنا جائداد اور ایک خاص مندر کے متعلق واسطے استعمال خاندان کے اور نہ واسطے عوام کے کیجاوے لیکن بلحاظ اس امر کے کہ ایک خاص تعداد عوام الناس تا حال مندر کو استعمال کرتے رہے ہین اور مندر کے متعلق ایک برہمن رہتا ہے اور نیز فاضل جو واسطے سیوا مندر کے ور کار خیر سا روپیہ کھانا کھلانے اور ایک سدا برت کے قائم کرنے مین صرف ہوتا قرار پایا تھا ہمارے نزدیک یہ بات خیال ہے کہ منشا بانی وقف کا یہ تھا کہ جائداد واسطے اغراض عام مذہبی خیراتی کے لگائی جاوے

آخر ہماری یہ رائے ہے کہ اگرچہ متوفی نے مدعاعلیہ کو امانت دار مقرر نہین کیا تھا تاہم جائداد وقف کا اہتمام اپنے ہاتھ مین لینے اور انتظام جائداد ظاہرا بطور جائداد وقف کرنے سے مدعاعلیہ نے اپنے تئین ایک امانت دار تعمیری بنا لیا یا باستعمال ایک جملہ کے جو کہ اکثر فیصلجات انگلستان مین استعمال کیا جاتا ہے ایک امانت دار بوجہ اپنے فعل جابجا کے بنا دیا (۱) مدعاعلیہ کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسکو علم تھا کہ جائداد وقف مندر کے متعلق ہے اور اوسنے اوسکے ٹکس سے بری کئے جانے کی درخواست میونسپلٹی مین اس بنا پر دی تھی کہ وہ وقف شدہ ہے بمقدمہ مسز گینش تعلقدار بنام لچھمی بائی گوبندرام (۲) ویسٹ صاحب جسٹس نے ہنگام مباحثہ بنسبت حیثیت ایسے اشخاص کے جو درحالیکہ ایسی جائداد پر قابض ہون جو واسطے اغراض مذہبی کے وقف کیگئی ہو اپنی ذمہ داری سے بطور امانت دار کے انکار کرین یہ فرمایا ہے کہ جو اشخاص قبضہ واقعی ایک قسم کی جائداد کا واسطے خیرات کے بطور قبضہ دیگر قسم کی جائداد کا از نقد یا زیور یا اراضی لیتے ہین وہ بوجہ اوسکے ایک ذمہ داری

(۱) مقدمہ ... بنام ... رپورٹ ... صاحب جلد ۵ صفحہ ... (۱۸۹۹ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ... (۱۸۷۹ء)

۱۸۹۶ء

پرگل کشور بنام کلثومن وغیرہ

اپنے اوپر عاید کرتے ہیں کہ جایداد وقف کو اغراض وقف میں واجب طور پر صرف کیجائیگی بمقابلہ گرو ساہتد گرفن بنام گرفن (۱) و ٹیلسن بنام میرم (۲) مادرن کونسل ایڈورین ابرڈین بنام یونیورسٹی ابرڈین ایم اشخاص مذکور بطور امانتداروں کے ذمہ دار ہیں اگرچہ انہوں نے جائز امانت قبول نہیں کی اور بمقابلہ اونکے بابت بدانتظامی کے بذریعہ نالش کے جو کوئی شخص جو تعلق رکھتا ہو استغاثہ شرع قانونی وم کے صورت میں بذریعہ نالش بخاصمت عوام کے چارہ کار عمل کر سکتا ہے جو اصول اس فقرہ میں مندرج ہے وہ مقدمہ حال سے کس قدر متعلق معلوم ہوتا ہے جو جائداد اس وقت ہستیاں کے آڑ پنچ رہی ہے وہ ایک شے امانتی قائم ہے اور مدعا علیہ جس نے بلا اختیار اجمار اوسکا اپنے ہاتھ میں اشخاص مستحق استفادہ کا ذمہ دار ہے ایک صحیح فیصلہ اس بارہ میں مقدمہ رکھم بنام سٹال (۳) میں دستیاب ہوگا اوس مقدمہ میں ایک عورت جس نے بلا اختیار خدمات امانتدار اختیار کی تہیں ذمہ دار تجویز ہوئی تہی وہ مقدمہ میں ماسٹر چانسلر سٹوویل صاحب نے حسب ذیل فرمایا صفحہ ۳۰۵ "مجھکو یہ کہنا لازم ہے کہ یہ امر نہایت خلاف انصاف ہوگا کہ میں فیصلہ کروں کہ مساۃ ذمہ دار نہیں ہے اگر مساۃ چاہتی تو وہ عمل کرنے سے انکار کر سکتی تہی لیکن جس کہ وہ عمل کے لئے بڑہی تہی لہذا اوسپر فرض تہا کہ مناسب طور پر عمل کرتی اور وہ اپنے آپکو تابع اپنے افعال سے محض یہ کہکر نہیں بچا سکتی کہ اوسکو عمل کرنے کا اختیار نہ تہا"

برطبق اپیل وہی مسئلہ مساوی وضاحت کے ساتھ لارڈ کاٹن ہیم صاحب لارڈ چانسلر نے حسب ذیل بیان فرمایا (۴) "فی الاصل اوسمیں کوئی کلام نہیں ہے مساۃ نے خود بطور امانتدار عمل کرنا اپنے ذمہ لیا جیسا کہ ڈگری میں بیان کیا گیا ہے اور اگر کوئی فریق اپنے ذمہ اس بات کو لے کہ بطور امانتدار عمل کرے اور جائداد امانت کو فروخت کر ڈالے اور زرثمن وصول کرے تو اوس فریق کے لئے عام اس سے کہ زرثمن اوسکی جیب میں ہے یا وہ ایسے حالات میں کسی اور کے حوالہ کردے کہ ذمہ داری اوسکی باقی رہے یہ کہنا کارگر نہوگا میں یقین سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اگر صحیح طور پر کہا جاوے کہ میں امانتدار تہا کوئی اور شخص امانتدار تہا اور اسلئے تم یعنی وہ فریق جسکے فائدہ کے لئے امانت ہے مجھپر دعوی اوس زرثمن کا نہیں کرسکتے یہ صاف عیاں ہے کہ یہ بات سنی نہیں جاسکتی تہی"

پس ہماری یہ رائے ہے کہ مدعیان مستحق دایر کرنے اس نالش کے حسب دفعہ ۵۳۹ بمقابلہ مدعا علیہ میں ہماری یہی رائے ہے کہ اوسمیں تمادی عارض نہیں ہے کیونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ بر خلاف وزیری بیبی امانت تعبیر ہے یہ سبب کہ ہدایت عدالت کی ضروری متصور ہوئی ایک وجہ مخاصمت جدید پیدا ہوتی ہے عبارت دفعہ ۵۳۹ صاف ہے ممکن ہے کہ عوام کا کچھ حصہ ایک بے انتظامی انتظام وقف کو جس سے ان کو تعلق ہے برداشت کریں لیکن اس مسلمانوں کے حقوق زائل نہیں ہونگے کیونکہ قانون میں بصراحت حکم ہے کہ جب کبھی ہدایت عدالت کی ضروری سمجھی جائے تو تمام لوگ بجمع اشخاص منظوری سے نالش رجوع کرسکتے ہیں ۶۶۶ مقدمہ حال میں ہدایات غیر مجاز کارہیں کیونکہ مدعا علیہ اپنی ذمہ داریوں پر اعتراض کرتا ہے اور اوس نے جائداد کا انتظام جیسا کہ صاحب جج ضلع نے بصراحت لکھا ہے ناقص طور پر کیا ہے تحریر جو کچھ اعتراض نسبت تفصیلات وتوسل کے نہیں کیا گیا ہم ڈگری کو بسبب خرچہ بحال رکھتے ہیں

ڈگری بحال رکھی گئی

(۱) ریورٹ طول ولیفری صاحبان جلد ۱ صفحہ ۵۰۵ (۲) ریورٹ ... صاحبان جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ (۳) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ... (۴) ریورٹ ... جلد ... صفحہ ... (۵) ریورٹ ... صاحبان جلد ... صفحہ ...

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کنیڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۱۲ مارچ ۱۹۰۹ء
صفحہ کتاب انگریزی ۶۶۶

محی الدین وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام **شو لنگاپا** (ابتداءً مدعی) ریسپانڈنٹ[*]

حق آسایش ـ حقوق رواجی ـ رواج تدفین ـ رواج مقامی ـ رواج جسکا دعوی ایک خاص فرقہ مسلمانون نے کیا کہ اپنے مردون کو ایک خاص مقام مین دفن کرین ـ استحقاق تدفین ـ

جس حالت مین ایک خاص فرقہ مسلمانون کا بہت برسون تک اپنے مردون کو قریب ایک درگاہ کے مدعی کی اراضی مین دفن کرتا رہا تھا اور مدعی نے نالش واسطے ابطال کنندہ امتناعی بنام فرقہ مذکور اس غرض سے دائر کی کہ ان ہر دوگان اس استحقاق کو آیندہ استعمال نہ کرین ـ

تجویز ہوئی کہ استحقاق تدفین متدعویہ مدعا علیہم ایک حق آسایش نہیں ہے بلکہ ایک حق رواجی ہے جو بجالیکہ ایک محدود فرقہ اشخاص اور محدود رقبہ اراضی پر محدود ہے ایسا کافی طور پر تحقق و معقول ہے کہ بطور ایک جائز رواج مقامی کے تسلیم کیا جاے ـ

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ اپیل کرسپ صاحب اسسٹنٹ جج شولاپور بیجاپور ـ

مدعیان نے نالش ابطال حکم امتناعی اس غرض سے دائر کی کہ ایک خاص فرقہ اہل اسلام باگیوان اپنے مردون کے اراضی مدعیان مین دفن کرنے سے روکا جاوے ـ

مدعا علیہم نے یہ جوابدہی کی کہ وہ سو برس سے زیادہ سے اپنے مردون کو اراضی متدعویہ مین دفن کرتے رہے ہین اور انکو حق آسایش بذریعہ استعمال مسلسل کے حاصل ہو گیا ہے ـ

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اراضی متنازعہ مین ایک درگاہ ہے اور چند قبرین درگاہ کے گرد و پیش واقع ہین اور مدعا علیہم حق تدفین قبل زمانہ یاد کسی شخص زندہ سے استعمال کرتے رہے ہین ـ

66: لہذا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ حق آسایش متدعویہ مدعا علیہم ثابت ہے اور نالش کو ڈسمس کیا ـ

بر عذر اپیل اسسٹنٹ جج نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو فسخ کیا اپنی تجویز مین حاکم موصوف نے یہ لکھا ـ

[*] اپیل دوم نمبر ۴۱۴ سنہ ۱۹۰۸ء ـ

۱۹۳۰ء

محی الدین بنام شونگاپا

مگر میرے نزدیک یہ تجویز نہین کیا جاسکتا کہ مدعا علیہم کو کوئی حق شدآمد قدیم حاصل ہوگیا ہے
جس حق کا وہ دعوی کرتے ہین وہ صریحًا ایک حق آسایش نہین ہے فی الحقیقت حق مذکور
ذرا سی بھی مشابہت حق آسایش سے نہین رکھتا نہ وہ براقت* اسے پرشند رسی کہا جاسکتا ہے
جو وجوہ مجکو بیعہ تجویز کرنے کی طرف مایل کرتی ہین کہ ایسا حق جسکا دعوی مدعا علیہم کرتے ہین
بذریعہ شدآمد حاصل نہین ہوسکتا یہ ہین اول مدعا علیہم کوئی علاوہ رقبہ کی قایم نہین کرتے
جسکو وہ بطور قبرستان استعمال کرنا چاہتے ہین وہ یہ بیان کرتے ہین کہ اونکو استحقاق دفن
کرنے اپنے مردون کا نمبرہاے پیمایش ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱ مین حاصل ہے (واسطے آخر نمبر کے
دیکھو اپیل نمبر ۱۰ واسنہ ۱۹۲۵ء) یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی حق بذریعہ استعمال مستمرہ دفن کرنے مردون کا
ایسے رقبون مین حاصل ہو جو زمانہ حال کے مفروضات مین خفیف زمین بھی کوشش
اس حق کے کسی طور پر محدود کرنے کی نہین کی گئی ہے اور یہ عیان ہے کہ اگر مدعی کی کل
اراضی اس کام مین آویگی تو اونکو بڑا نقصان ہوگا۔

دوم یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ استعمال اس حق سے اگر اوسکو حق کہہ سکین بجالیکہ اوس مین
اصرار کیا جاوے بالآخر وہ تمام منافع زایل ہوجاوینگے جو مدعی کو اراضی سے حاصل ہوسکتے ہین کیونکہ
امتداد زمانہ مین کل نمبر پیمایش قبرون کے پتھرون سے ڈھک جائیگا + + +

مین کوئی مثال نہین پاتا جسمین اس قسم کا کوئی حق کسی عدالت انصاف سے ملک ہند مین
تسلیم ہوا ہو وہ مقدمہ جو سب سے زیادہ ہم شکل معلوم ہوتا ہے مقدمہ سکرٹری آف اسٹیٹ بنام
بنام مترا ابہائی ۱۹۰۵ء (انڈین لا رپورٹس جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۸) ہے لیکن حالات اوس مقدمہ کے مختلف ہین اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوا تھا
کہ باشندگان گانون کے بذریعہ شدآمد حق چرانے مویشی کا بمقابلہ سرکار کے حاصل کرسکتے ہین باشندگان
گانون سے ایک جداگانہ کارپوریشن (یعنی شخص مصنوعی بلکہ ایک متحد جماعت) قایم ہوتی ہے
اور استحقاق چرائی ایسا نہین ہے جس سے کلیتًا پیداوار زمین کی ضائع ہوجاتی تھی اس مقدمہ مین
ایک غیر محدود جماعت اشخاص کی ہے جو ایک خاص فرقہ مسلمانان دیہ سے ہین وہ ایک
استحقاق شدآمد بیان کرتے ہین جس سے آخرکار مدعی کا منافع اوسکی اراضی کا زایل ہوجاوے گا
جیسا کہ مین ثابت کرچکا ہون۔ دیگر مراتب مین وہ مقدمہ جسکا مین نے حوالہ دیا ہے ایک سند واسطے
اس تجویز کے ہے کہ مقدمہ پیش کردہ مدعا علیہم بوجہ مجہولیت کے ناقص ہے کیونکہ وہ اس بات کے ثابت
کرنے سے کلیتًا قاصر رہے کہ کسقدر زمین مین اونکو وہ حق حاصل ہوگیا ہے جسکا وہ دعوی کرتے ہین

* ... جو دوسرے کی اراضی سے حاصل کیا جاے

سنہ ۱۹۰۹ ء
محی الدین
بنام
شیونگاپا
۴۴۸

لہذا مین ڈگری عدالت ماتحت کو فسخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ حکمنامہ دوامی بنام مدعاعلیہم مشعر امتناع اس امر کے جاری ہو کہ وہ اراضی مین اپنے مردے دفن نکرین (۱)
بنا راضی اس فیصلہ کے اپیل دوم ہائی کورٹ مین پیش کیا گیا۔

آراے ویسائی بجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم) یہ امر بطور واقعہ تجویز ہوا ہے کہ مدعاعلیہم زمانہ قبل یادسے اپنے مردے اس اراضی مین دفن کرتے رہے ہین لہذا مدعاعلیہم نے ایک حق از قسم حق آسایش رواجی حاصل کرلیا ہے یہ امر کہ ایسا حق بذریعہ شدآمد حاصل ہوسکتا ہے دفعہ ۱۸۔ ایکٹ حق آسایش (نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۲ء) سے ظاہر ہے۔ ممتن بنام کنورسین (۱) وکنورسین بنام ممتن (۲) ونج بنام رالنگ (۳) ارل آف کاونٹری بنام ولس (۴) ورسالہ پجل صاحب متعلق ایکٹ حق آسایش صفحہ ۳۰۳ ورسالہ تمادی وشدآمد قدیم مولفہ ٹرصاحب صفحات ۳۰۰ و ۳۰۱ (طبع سوم)۔

ڈی پی کرونسکر بجانب رسپانڈنٹ (مدعی)۔ حق متدعویہ مدعاعلیہم بذریعہ شدآمد قدیم حاصل نہین ہوسکتا وہ حق رواجی نہین ہے رواج مذکور مین بنظر مین دونون نقص ہین یعنی غیر محدود وغیر معقول ہے مدعاعلیہم کوئی حد اوس رقبہ کی قایم نہین کرتے جسکو وہ بطور قبرستان استعمال کرتا چاہتے ہین اگر ایسا حق روا رکہا جاے تو ہماری کل زمین کچہ زمانہ مین بالکل ناقابل اغراض زراعت کے ہوجائیگی اور بالکل قبرون سے ڈہک جاویگی ایسے غیر معقول رواج کو عدالت انصاف تسلیم نکریگی۔ کنورسین بنام ممتن (۵) وچین پٹسنگ بنام سعد اللہ (۶)۔

فلٹن صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین اسسٹنٹ جج ودہلے نے تجویز کیا ہے کہ یہ بات قابل اطمینان طور پر ثابت ہے کہ ایک خاص فرقہ اہل اسلام گانون (ڈیگیوڈی) کا بہت برسون سے اپنے مردے حسب ضرورت گرد وپیش درگاہ واقع اراضی متنازعہ دفن کرتا رہا ہے لیکن حاکم موصوف نے دعوی مدعی واسطے اجراے حکمنامہ امتناعی بنام مدعاعلیہم کہ کسی جزو اراضی پیمایش نمبر ۱۳۴ مین اپنے مردون کو دفن نکرین ان وجوہ سے منظور کیا ہے اول اسوجہ سے کہ مدعاعلیہم متعلق کوئی حد اوس رقبہ کی قایم نہین کرتے جسکو وہ بطور قبرستان استعمال کرتا چاہتے ہین اور ثانیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۷۹ء)۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰ (سنہ ۱۸۷۹ء)۔ (۳) مقدمات فوجداری مولفہ رسل و ریٰن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۳۵ (سنہ ۱۸۰۷ء)۔ (۴) ٹائمس (سلسلہ جدید) جلد ۹ صفحہ ۴۳ (سنہ ۱۸۶۳ء)۔ (۵) (سنہ ۱۸۷۹ء) سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۸۰۔

(۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۰ (سنہ ۱۸۸۳ء)۔

۱۸۹۵ء — محی الدین بنام شونگاپا

دسوجہ سے کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ استعمال اس حق سے اگر اونکو حق کہہ سکین اگر اوسکا استعمال جاری رہے بالآخر وہ تمام منافع زایل ہوجاوینگے جو مدعی اراضی سے حاصل کرسکتا ہے کیونکہ کل نہر پاٹش پچھہ دنون مین قبرون کے نیچے بہرجائیگا۔

اب ہمکو اسسٹنٹ جج سے اتفاق ہے کہ حق متدعویہ مدعاعلیہم ایک حق آسایش نہین ہے کیونکہ حق مذکور قبضہ کسی حیثیت غالب پر منحصر نہین ہے لیکن بموجب دفعہ ۲ آئین چہارم ۱۸۸۲ء عدالت ہاے پر بعدم موجودگی ایکٹون اور آئینون کے فرض ہے کہ مطابق رواج ملک کے فیصلہ کرین ۶۶۹
اور جواز حقوق رواجی کا جو سواے حقوق آسایش کے ہون بذریعہ دفعہ ۲ ایکٹ حق آسایش کے قایم رکھا گیا ہے ہمکو تحریرات ہائیکورٹ الہ آباد سے بمقدمہ کنور سین بنام ممن (۱) بمقابلہ حقوق رواجی اتفاق ہے چونکہ ہمارے نزدیک تحریرات مذکور مین قانون نہایت فصاحت کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے لہذا ہم اوس عبارت (صفحہ ۱۰۱) کا بالتفصیل نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین۔

چونکہ ایسے رواج مقامی سے جیسا کہ اب منجانب مدعاعلیہم بیان کیا گیا ہے (یعنی حق استعمال کرنے ایک چبوترہ کا بطور نشست گاہ اور بزمانہ محرم نمایش کرنے تعزیون اور علمون کا اور بچھانے تخت کا اوسجگہہ پر)۔ یہ عام قاعدہ قانونی کہ مالک اراضی یا دیگر شخص کو جو جائز طور پر اراضی پر قابض ہو اوسکے حقوق صریحاً یا ضمناً بذریعہ کسی قانون یا عطیہ یا معاہدہ کے تابع یا محدود ہون اون کل اغراض کے لیے جو حقوق ہمسایگان کے مغز ہون حق مطلق استعمال یا اپنی اراضی سے فایدہ اوٹھانے کا حاصل ہوتا ہے خارج یا محدود ہوتا ہے پس یہ ضروری ہے کہ اون اشخاص سے جو ایسا رواج جیسا کہ مقدمہ ہذا مین ہے بیان کرین مدعی کے رواج بیّنہ کا ثبوت بسختی لیا جاوے رواج مختص المقام جسکا اثر خارج کرنا یا محدود کرنا کسی عام قاعدہ قانونی کے نفاذ کا ہو معقول اور یقینی ہونا چاہیے مطابق قاعدہ عام کے رواج مختص المقام بذریعہ عمدہ شہادت استعمال کے جسکو اوس خاص ضلع یا شہر یا محلہ یا موضع یا جگہہ مین نسبت اون اشخاص اور اشیا کے جسکے وہ متعلق ہے اثر قانونی حاصل ہوگیا ہو ثابت ہونا چاہیے جبکہ استدعاے استقرار ایسے رواج مختص المقام کی ہو جسکے ذریعہ سے باشندگان یا کوئی گروہ کسی خاص ضلع یا شہر یا موضع یا جگہہ کے مستحق کرنے ایسے افعال کے اراضی پر ہون جو اونکی نہین ہے یا جسپر اونکا قبضہ نہین ہے اور افعال مذکور اگر ایسا رواج نہوتا افعال مداخلت بیجا ہوتے تو ایسا رواج بذریعہ شہادت معتبر اس امر کے ثابت ہونا چاہیے کہ افعال مذکور ظاہر طور پر متواتر کیے گئے اور اونکی نسبت رضامندی رہی یا وہ بطور تسلیم کیے گئے کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رواج بذریعہ معاہدہ یا دیگر نہج پر نسبت اون اشخاص یا اشیا کے جنسے وہ متعلق ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۹۰ (۱۸۸۶ء)

سنہ ۱۸۹۶ء
محی الدین
بنام
شیخ لنگاپا ۔۔

ایک قانون مختص المقام ہوگیا اس غرض سے کہ حق رواجی عمل مین لانے ایسے افعال کا جو دیگر بہ نسبت دیگر اشخاص کی جایداد کے افعال مداخلت بیجا ہوتے ثابت کیا جاے تو یہ ضرور ہے کہ استفادہ مذکور استحقاقاً ہو اور نہ بذریعہ جبر یا چوری یا اجازت کے جو وقتاً فوقتاً حاصل کی گئی ہو ہم ان ممالک سے یہ اصول قانون رواجی انگلستان کہ کوئی رواج ثابت نہین ہوتا بجز اسکے کہ یہ ظاہر ہو کہ رواج مذکور ایسے زمانہ سے جاری ہے کہ جسکی کسی کو یاد نہین ہے متعلق نہین کر سکتے اگر ہم ایسے اصول کو متعلق کرین کہ جسکے متعلق کرنے کی کونسل وسیلہ پہنچنے ہم سے استدعا کی ہے تو بہت سے حقوق رواجی جو مواضع یا دیگر مقامات مین زمانہ حال مین پیدا ہوئے ہین کالعدم ہو جاوینگے ہندوستان کے قانون موضوعہ مین کوئی میعاد استعمال کی صرح نہین ہے جسمین اس غرض سے کہ رواج مختص المقام ثابت قرار دیا جاے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اوس حق سے جسکے استعمال کا بذریعہ رواج مختص المقام کے دعوی کیا گیا تھا فایدہ حاصل کیا گیا اور یہ ہماری راے مین کسی ایسی میعاد کے مقرر کرنے کی کوشش کرنا خلاف مصلحت ہوگا اور اوس سے اندیشہ اس بات کا ہوگا کہ اون رواجات مختص المقام مین جو بخوبی معقول اور مفید ہین اور جنکو جدا اشخاص متعلق بعد رواج کے تصور کرتے اور محفوظ رکھتے ہین خلل واقع ہو ہماری راے مین کسی عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ رواج مختص المقام جیسا کہ مقدمہ ہذا مین بیان کیا گیا ہے موجود ہے بجز اسکے کہ عدالت کو اوسکے معقول ہونے اور اوسکی وسعت اور اطلاق کے متحقق ہونے کا اطمینان ہو۔

اب ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت مناسب بیان قانون کا اس معاملہ مین ہے لیکن بہ لحاظ متعلق کرنے معیارات معقولیت اور محدود ہونے کے ہمکو باعتبار حالات مقدمہ کو دیکھنا چاہیے اور بہت آسانی سے یہ تجویز نہ کر دینا چاہیے کہ کوئی رواج ناقص ہے اس وجہ سے کہ فریقین اپنے بیانات مین اوسکو صحت کے ساتھ بیان نہین کر سکے یہ صحیح ہے کہ مدعا علیہم اس مقدمہ مین اوس رقبہ کی کوئی حد قایم کرنے سے قاصر رہے جسکو وہ بطور قبرستان استعمال کرنا چاہتے ہین مگر ہمکو اونکی خواہشات اور اونکے حقوق کو مخلوط نہ کرنا چاہیے اونکی یہ خواہش ہے کہ اوپر کل نمبر پیمایش ۱۳۴ کے استحقاق تدفین کا حاصل رہے اور انکا استحقاق بموجب رواج حسب تجویز اسسٹنٹ جج یہ معلوم ہوتا ہے کہ درگاہ کے گرد و پیش مردہ دفن کرین اس وجہ سے کہ وہ اپنی کل خواہش کے ثابت کرنے سے قاصر رہے اسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ وہ اوس استحقاق سے محروم کیے جاوین جسکو وہ ثابت کرتے ہین ممکن ہے کہ کوئی مدعی الف [illegible] کی نالش کرے لیکن اگر شہادت سے ثابت ہو کہ وہ مستحق صرف سو روپیہ کا ہے تو اوسکو ڈگری رقم آخر الذکر کی ملیگی اگرچہ اوسکا دعوی بمد جو عوض جو دعوی کیا تھا ثابت نہین ہوا۔ پس نسبت اس استحقاق تدفین

۱۸۹۹ء
محی الدین بنام شونکلا
۴۴۱

کون بات غیر محدود ہے کوئی امر غیر متحقق نسبت فرقہ اون اشخاص کے نہین ہے جو قریب درگاہ کے
مردہ دفن کرتے رہے ہین اس سے انکار نہین ہے کہ مدعا علیہم اوس فرقہ مین داخل ہین کوئی امر غیر متحقق
نسبت نوعیت رواج کے نہین ہے جو یہ ہے کہ جب ضرورت ہو قریب درگاہ کے مردے دفن کرین ہر آئینہ اون
قبرون مین نہین جو پہلے کھد چکی ہین بلکہ اوس اراضی مین جسکو استغاثہ نے گرد و پیش درگاہ بیان کیا ہے وہ امر
جو غیر متحقق کہا جاسکتا ہے صرف متعلق اون حدود کے ہے جنکے اندر تدفین عمل مین آنی چاہیے وہ حدود
قرار نہین دی گئی ہین لیکن ہمارے نزدیک حدود مذکور کافی طور پر اس ذریعہ سے عیان ہے کہ استحقاق
مذکور ایک فرقہ محدود کے ساتھ مقید ہے اور یہ بات لازم ہے کہ قریب درگاہ کے تدفین کیجاوے چونکہ اب
کسی قسم کی حد بوجہ غیر معقولیت دعاوی پیش کردہ مدعا علیہم ضروری معلوم ہوتی ہے لہذا ہماری یہ رائے
ہے کہ حد مذکور مناسب طور پر خیالات ضرورت اور قربت درگاہ سے پیدا ہوسکتی ہے یہ دیکھنا ہر آئینہ آسان ہے
کہ کوئی رواج تدفین کا درگاہ سے فاصلہ پر نہین ہے یہ دیکھنا بھی بوجہ مساوی آسان ہے کہ رواج
مدفین قریب درگاہ کے ہے جسکے نظر انداز کرنیکا مدعی مستحق نہین پس استحقاق مذکور کی تعریف کیجاسکتی ہے
کہ وہ استحقاق تدفین اہالی فرقہ کو حتی الامکان قریب درگاہ کے ہے اس بارہ مین تحریرات بیرن کلنسی بمقدمہ
بمقدمہ ال بنام ناٹنگھم(۱) متعلق معلوم ہوتی ہین ایسے رواجون کی نوعیت اور استعداد پر نظر کرکے اس بات
کی امید کرنا غیر معقول معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک ٹھیک یہ تحقیق ہو کہ کس چیز کا تعرف بطور امر استحقاق کے
ہونا چاہیے اگر اسوقت جملہ باشندگان جمع ہوکر یہ بحث کرین اور اس معاملہ کی تجویز کرین تو وضع اس بات کی
امید کرنا غیر معقول ہوگا کہ وہ بہت ٹھیک ٹھیک قرار دے سکینگے کہ اونکو کیا تعرف حاصل ہونا چاہیے تعداد
حال مین اگر بزرگ گانون کے جمع ہون تو جو کچھ کہ وہ کہہ سکینگے وہ بہر جہت یہ ہوگا کہ ایک خاص تعداد
خاندان مسلمانون نے قریب درگاہ کے مردہ دفن کرتی رہی ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ تعقید
کافی ہوگا۔ اس بات کی امید کرنا غیر معقول ہوگا کہ مدعا علیہم زیادہ تحقیق کرسکینگے گر مدعی واجب طور پر
اس بات کا دعوی کرسکتا ہے کہ حکم امتناعی بنام مدعا علیہم جاری ہو کہ وہ اپنے استحقاق تدفین کو ایسے
طریق پر استعمال کرین کہ جس سے اوسکو اوس سے زیادہ مضرت ہو کہ جسقدر بلحاظ نوعیت استحقاق ضروری ہے
یا بہ تبدیل الفاظ مدعی یہ استدعا کرسکتا ہے کہ مدعا علیہم مجبور کئے جاوین کہ اپنے مردون کو جانتک ممکن ہو قریب
درگاہ کے دفن کرین۔

اب ہمکو دوسری اعتراض پر غور کرنا ہے اور یہ کہنا ہے کہ رواج تدفین اس وجہ سے نامنظور ہوسکتا ہے
کہ وہ غیر معقول ہے ہم ایسے نتیجہ کے اخذ کرنے مین تامل کرتے ہین اون تمام قومون مین جو اپنے

(۱) لا رپورٹ امپیریل سیریز جلد ۱ صفحہ ۱ (۱۸۸۰ء)۔

۱۸۹۵ء

محی الدین بنام شیونگاپا ۶۷۱

مردون کو دفن کرنے مین پر استحقاق دفن کرنیکا ایک خاص جگہہ مین بہت عزیز ہے اور اگرچہ مدعی کی زمین تمام بیکار ہو جاوے اگر قبرون کی بہت کثرت ہو جاوے تاہم یہ اتفاق ایسا بعید ہے کہ جس سے مدعاعلیہم کو سرسری طور پر ختم کردینا استحقاق کا جائز نہین ہوسکتا بمقدمہ ہال بنام ناٹنگھم امکان اس امر کا ممکن ہے کہ اوس رواج کا جو اوس مقدمہ مین بیان کیا گیا تھا یہ اثر ہو کہ مالک اراضی اپنی تمامی استعمال و تمتع اپنی اراضی سے محروم ہو جاوے کافی وجہ نامنظوری رواج مذکور تصور نہین کیا گیا۔ اگر ایسا رواج جسکے بموجب جائز ہو کہ ہر قسم کے کھیل جائز دوسرے شخص کی زمین پر سال بھر تک کیلیے جاوین رواج غیر معقول نہین ہے تو اس بات کا تجویز کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ رواج محدود و مثبتہ مدعاعلیہم ناقص بے بنیاد معقولیت جسکی بنا پر مقدمہ لچمن پت سنگہ بنام سعد اللہ نوشیروا فیصل ہوا ممکن ہے ایک صحیح نسبت اس مظہر رواج کے ہو کہ ایک غیر معین تعداد اشخاص کی ایک خاص شخص کے کھیتون مین کھیلی پڑے لیکن بقیاس مذکور بطور ایک معاملہ قانونی کے جملہ رواجون سے متعلق نہین کیا جا سکتا کیونکہ جیسا کہ مقدمہ ہال بنام ناٹنگھم مین ظاہر کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ایک رواج جائز ہو گو اوسکا اثر یہ ہو کہ مالک زمین کا اپنی جایداد کے تمامی استعمال اور تمتع سے محروم ہو جاوے اس مقدمہ مین مدعاعلیہم تحق دعوی اس بات کے ہین کہ ایک فرقہ محدود کو حق تدفین ایک گوشہ کھیت مین قریب درگاہ کے حاصل ہے محض امکان اس امر کے کہ بہت برسون کے بعد تعداد قبرون کی اتنی زیادہ ہو جاوے کہ مالک استعمال اپنے کھیت یا اوسکے جزو کثیر سے محروم ہو جاوے ہمکو ایسا بعید معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے ہم رواج متنازعہ کو غیر معقول بیان نہین کرسکتے۔

لہذا ہم ڈگری کو بذریعہ ہدایت اس امر کے ترمیم کرتے ہین کہ حکمنامہ امتناعی دوامی بنام مدعاعلیہم جاری ہو کہ وہ اپنے مردون کو نمبر پیمایش ۳۳۴۱ مین سوائے اوس طریقہ کے کسی اور طریقہ سے دفن نہ کرین جو بموجب رواج کے جائز ہے یعنی یہ کہ قریب درگاہ دفن کرین ہر فریق جداگانہ اپنا خرچہ بابت ہر عدالت کے ادا کریگا۔

ڈگری ترمیم ہوئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

منگل و اس (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام جیون رام وغیرہ (ابتداءً مدعاعلیہم) فریق ثانی*

اور اپیل ۱۸۹۵ء صفحہ کتاب انگریزی ۶۰۳

(۱) (۱۸۸۸ء) سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۹۹۔

* درخواست نمبر ۲۰۹ بابت ۱۸۹۵ء۔

۱۸۹۰ء
منگل داس بنام جیون رام

ایکٹ دادرسی خاص (نمبر اول ۱۸۷۷ء) دفعہ ۹ - حق راستہ - جائداد غیر منقولہ - حق راستہ ایک جائداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ ایکٹ مذکور نہیں ہے -

حق راستہ جائداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص (نمبر اول ۱۸۷۷ء) نہیں ہے -

درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) بناراضی فیصلہ راؤ صاحب ایس بی گیدگل جج ماتحت مقام بسین -

سائل نے ایک نالش حسب دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص (ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۷ء) واسطے بحالی قبضہ حق راستہ کے اس بیان سے گذرانی کہ مدعا علیہ نے راستہ متنازعہ کے آر پار دیوار بنا کر راستہ کو بند کیا - جج ماتحت بسین نے نالش کو ساتھ اس تجویز کے ڈسمس کیا کہ حق راستہ داخل الفاظ جائداد غیر منقولہ موضوعہ دفعہ ۹ ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ء نہیں ہے -

بناراضی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائیکورٹ میں بصیغہ اختیار سماعت نگرانی عدالت موصوف درخواست پیش کی -

حکم اظہار وجہ صادر کیا گیا -

انوبریرشی نے (بعیت نانک شاہ جہانگیر شاہ) وجہ ظاہر کی -

بکھرسن (بعیت آر آر دیساہی و بی ایف دستور) بجانب طرفثانی -

کینڈی صاحب جسٹس - سوال یہ ہے کہ آیا حق راستہ جائداد غیر منقولہ حسب مراد دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص بموجب تعریف مندرجہ ایکٹ عبارات عامہ ہے یا نہیں مجکو جج ماتحت سے اتفاق ہے کہ حق راستہ ایک استفادہ نہیں ہے جو اراضی سے حاصل ہو مگر اوس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بوجہ مذکور حق راستہ جائداد غیر منقولہ نہیں ہے لفظ داخل موقعہ دفعہ ۳ ایکٹ عبارات عامہ شمار ہے نہ کہ جامع حق راستہ بالتحقیق ایک حق ازقسم جائداد غیر منقولہ معلوم ہوتا ہے لیکن رہا یہ کہ ایک حق ایسا جسکو ٹھیک طور پر حق آسایش کہہ سکتے ہوں (جیسا کہ حق راستہ متدعویہ اس مقدمہ کا ہے) صحیح طور پر داخل تعریف جائداد غیر منقولہ کہا جاسکتا ہے یا نہیں میرے نزدیک مضمون یا سیاق عبارت دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص میں کوئی بات مغایر ہے جو مانع اس بات کی ہے کہ تعریف مذکور اسطور سے ناقد کیجاوے - اختلاف اسوجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ نوعیت دادرسی جسکو ایکٹ مذکور متعلق نوعیت جائداد متنازعہ کے ہے اس مقدمہ میں نوعیت چارہ کار کا بطور امتناعی ہونا چاہئے ایسے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے اگر نالش ہو سکتی اور جج ماتحت یہ تجویز کرین

سنہ ۱۸۹۹ء

سنگل داس بنام جیون رام

کرنیکی (یعنی جایداد استحقاق راستہ) سے اندر چھ ماہ کے بیدخل کیا گیا ہے تو جج ماتحت پر فرض ہے کہ وہ ڈگری بشمول عطاے قبضہ جایداد بحق مدعی صادر کرے یعنی جج ماتحت پر لازم ہے کہ حکمنامہ امتناعی عطا کرے یعنی مدعا علیہ استحقاق راستہ کی مزاحمت سے باز رکھا جاوے لیکن عطاے حکمنامہ امتناعی حسب حصہ سوم ایکٹ مذکور تابع بعض قیود کے ہے حکمنامہ مذکور تابع اختیار تمیزی عدالت کے بشرائط دفعہ ۵۶ حکمنامہ صرف ایسی حالت میں عطا کیا جا سکتا ہے کہ خلاف ورزی استحقاق ایسی ہو کہ معاوضہ زر نقد سے چارہ کار کافی حاصل نہوگا۔ ایسی صورت خیال کرنا ممکن ہے جسمیں استحقاق راستہ میں مزاحمت ہوتی مگر باوجود اسکے استحقاق راستہ واسطے مدعی کے اگرچہ اوسکے واسطے دوسرا راستہ بھی موجود ہو اور ممکن ہے کہ عدالت یہ مناسب سمجھے کہ مزاحمت کو قایم رکھے اور بابت تبدیل راستہ کے معاوضہ زر نقد عطا کرے بصورت ایک دوسرے حق آسایش کے یعنی استحقاق روشنی ہو اکثر فیصلجات کا ہے جنمیں یہ تجویز ہوا ہے کہ اگر ممکن ہو تو معاوضہ زر نقد بجاے حکمنامہ رفع مزاحمت کے عطا کیا جاوے لیکن بموجب دفعہ ۹ کے جو ڈگری صادر ہو سکتی ہے وہ ڈگری قبضہ کی ہے یعنی عدالت کو کوئی اختیار بجز عطا کرنے حکمنامہ امتناعی کے نہیں ہے بوقت بصورت استحقاق ماہی گیری پیدا نہیں ہوتی۔ ایسے حق غیر مادی کی صورت میں قبضہ (اگرچہ بذریعہ حکمنامہ امتناعی کے دیا جاتا ہے) عملدرآمد میں ہمیشہ مدعی کامیاب کرادیا جاتا ہے دیکھو تحریرات گرث صاحب جسٹس ذیل صفحہ ۵۵۹ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ پس بتسلیم اس امر کے کہ حق راستہ بعبارت عام جایداد غیر منقولہ ہے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ وہ حسب مراد دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص جایداد غیر منقولہ نہیں ہے حکم مع خرچہ منسوخ کیا گیا

فلٹن صاحب جسٹس ۔مجھکو اپنے ہمجلیس ذیعلم سے اس بات کے خیال کرنے میں اتفاق ہے کہ دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص رفع مزاحمت بعض حقوق آسایش سے جیسا کہ حق ۶۰۵
راستہ ہے متعلق نہیں ہے واسطے فیصلہ اس مقدمہ کے یہ بات غیر ضروری ہے کہ کوئی راے نسبت متعلق ہونے دفعہ مذکور کے اوس صورت سے ظاہر کیجاے کہ جسمیں شخص مستحق ماہی گیری استعمال حق مذکور سے محروم کیا گیا ہو کیونکہ کچھ مشابہت مابین ایسے حق کے جسکا تمتع بلا تعلق دوسری جایداد کے ہوسکتا ہے اور ایسے حق آسایش کے نہیں ہے جو متعلق دوسری جایداد کے ہو الفاظ و ضوابط قانون ہند اور فیصلجات سے جو صادر ہوئے استعمال الفاظ قبضہ و بیدخلی نسبت حقوق غیر مادی جنکا تمتع بلا تعلق دوسری جایداد کے ہوسکتا ہے منضبط ہوا ہے لہذا بموجب طور پر بحث کیجا سکتی ہے کہ ایسے حقوق دائرہ فحواے دفعہ ۹ میں لیکن مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کی مزاحمت روکنے

۱۹۰۵ء

مشکل ورس بنام جیون رام

استحقاق سپہونچنے اپنی جایداد تک یا تصرف روشنی وہوا یا دوسری آسایش متعلقہ جایداد مین کیجاوے تو یہ کہنا استعمال بیجا لفظ ان کا ہوگا کہ شخص مذکور جایداد غیر منقولہ سے بیدخل کیا گیا۔ ایسا حق جو حیثیت غالب سے جدا منتقل نہین ہوسکتا ظاہر اور داخل لفظ جایداد حسب منشاء دفعہ ۹ نہین ہے۔ یہ دلیل کی گئی تھی کہ یہ حق راستہ جو حق آسایش بیان کیا گیا ہے ایک حق واقع اراضی ہے لیکن اگر صرف ہے تو وہ ایک ایسا حق ہے جو قطعہ شخص اوپر قبضہ اوس جایداد کے ہے جس سے وہ متعلق ہے اور اوس سے علیحدہ اوسپر قبضہ نہین ہوسکتا وہ ایک حق متعلق جایداد ہے لیکن اگر وہ برے خود خیال کیا جاوے تو وہ مجکو داخل لفظ جایداد نہین معلوم ہوتا کیونکہ جایداد بموجب دفعہ مذکور کو ایسا قابل ہونی چاہئیے کہ وہ بصورت علیحدہ بطور حق علیحدہ کے ہوسکے جاننا مجکو واقعیت ہے کہ کبھی تجویز نہین ہوا کہ تصرف ایسے حق کا بذریعہ نالش حسب دفعہ ۹ ایکٹ ہذا مستقلہ خواہ حسب منشاء ایکٹ دادرسی خاص ہوسکتا ہے اور مجھ کو گنگاپرشاد صاحب جسٹس کی تحریرات مقدمہ خادم جان بنام گوبرہن جان (۱) سے اتفاق ہے کہ فیصلہ مقدمہ ہر دیال بوس بنام کرشنو گوبند سین (۲) صحیح ہے اور دفعہ مذکور حقوق آسایش سے غیر متعلق ہے تجویزات مین بموجب سرچ ملک کے حق پردہ مالک مکان کو حاصل ہوسکتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی دیوار مین کھڑکی بناوے اور اس طرح پر بخلاف ورزی حق مذکور اپنے پڑوسی کے مکان مین جہانکے تو یہ دلیل مشکل سے کیجاتی ہے کہ وہ پڑوسی اپنے گھر سے بیدخل کردیا گیا۔ لیکن اگر دفعہ مذکور صریحاً غیر متعلق ایک حق آسایش منفی قسم کے ہون تو یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ وہ کیون زیادہ تر متعلق حق آسایش مثبت کے ہون جیساکہ حق راستہ ہے ۶۷۶
ایک صورت مین ویسے ہی کہ جیسے دوسری صورت مین ایسا حق موجود ہے جو دوسرے شخص کی جایداد پر موثر ہے امر یہ امر کہ دفعہ ۹ واسطے حفاظت ایک قسم کے حق آسایش کے استعمال مین نہین آسکتی اس یقین کی طرف مائل کرتا ہے کہ اوسکا کسی قسم کے حق آسایش سے متعلق ہونا مقصود نہ تھا اگر یہ مقصود ہوتا تو میرے نزدیک عبارت زیادہ موزون واسطے اوس غرض کے استعمال کیجاتی۔

مین حکم کو مع خرچہ منسوخ کرونگا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۱۸۹۵ء)۔

(۲) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب قائم مقام چیف جسٹس و جسٹس برڈ وڈ صاحب جسٹس

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء
سلسلہ کتاب انگریزی ۶۰۲

بھیم بھٹ گوٹ کمشدی (ابتدا مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام بھیکم بھٹ ونگ کسن دیگر (ابتدا مدعیان) مسانڈنٹان

ایکٹ پنشن (نمبر ۲۳ بابت ۱۸۷۱ء) دفعات ۶ و ۴ و ۱۱ – قاعدہ ۹ (۲) جو بموجب ایکٹ مذکور کے مرتب کیا گیا۔ نالش واسطے دلاپانے ورثہ پنشن وظیفہ کے سارٹیفکٹ حکم منسوخی سارٹیفکٹ بحکم کمشنر مال۔

جب سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۶ پنشنوں کے ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء کے مگر حکم معاف کیا جاوے تو قیاس یہ ہے کہ تاوقتیکہ خلاف اسکے ثابت نہ کیا جاوے کہ حکم مطابق سارٹیفکٹ کے حصول منظوری قبل کمشنر مال بحکم خود کلکٹر بحسب قاعدہ ۹ مرتبہ حسب ایکٹ مذکور ہے معاف کیا ہے لیکن کمشنر مال کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ سارٹیفکٹ عطیہ کلکٹر کو منسوخ کرے۔ اور کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے جس میں یہ حکم ہو کہ کمشنر نظرثانی کارروائی کلکٹر کی دوبارہ مطابق سارٹیفکٹ کرے یا سارٹیفکٹ عطیہ کلکٹر کو منسوخ کرے۔

اپیل دوم منجانب مدعی فیصلہ کی کرسپ صاحب اسسٹنٹ جج بیجاپور۔

۶۰۷

اپیل دوم نمبر ۲۰۹ سنہ ۱۸۸۸ء

(۱) دفعات ۶ و ۴ و ۱۱ – دیکھو پنشن ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء

۶ – عدالت دیوانی جو ازروئے دعویٰ کی تجویز کی مجاز ہو واسطے لازم ہے کہ جب سارٹیفکٹ اوس کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر یا دوسرے عہدہ دار ... اس بارہ میں مجاز ہو بابت تجویز کئے جانے مقدمہ کے پیش کیا جاوے تو اوس مقدمہ کی سماعت کرے لیکن کسی مقدمہ میں کوئی ایسا حکم یا ڈگری صادر کرے گی جو سے ... اختیار یا موثر دوسرے دعوے ... سرکاری عطا سے کسی پنشن یا عطیہ مذکورہ بالا کے ہو۔

(۱۱) مال کے حاکم اعلیٰ کو اختیار ہے کہ بمنظوری لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً قواعد مطابق احکام ایکٹ ہذا کے کل امور مفصلہ ذیل دواموں میں سے کسی کے بابت میں منضبط کرتا ہے (۱) پنشن کے ادا کرنے کے مقام اور وقت اور اوس شخص کے تعین کے بابت میں جسے وہ ادا ہو (۲) دعویداران پنشن کی شناخت کی تحقیقات کے بابت میں (۳) پنشن کے اون کاغذات کے بابت میں جو مرتب رکھنے چاہئیں (۴) اون کاغذات کے وصول کے بابت میں (۵) اون کاغذات کی تصحیح کے بابت میں (۶) پنشن پانیوالوں کو سارٹیفکٹ دیے اور اوسکے بابت میں (۷) اوس سارٹیفکٹ کے جاری کرنے کے بابت میں (۸) اون شخصوں کے ... کو جو مدعی کے بموجب عدالت دیوانی میں ... کے بابت میں جو ایسے پنشن یا عطیہ نقد یا غلہ یا اراضی منجانب گورنمنٹ کی عدالت یا شرکت کے استحقاق کے دعویدار ہوں اور عموماً حسب ایکٹ ہذا عہدہ داران ... ہدایت کے لئے۔

وہ تمام قواعد مقام کے سرکاری گزٹ میں مشتہر ہو کر ایسا ... کے بعد حکم قانون کا رکھیں گے۔

(۲) قاعدہ ۹ جو بموجب پنشنوں کے ایکٹ کے منضبط ہوا۔

بھیم بہٹ بنام بیگم بہت

مدعیان نے مدعا علیہ پر نالش واسطے حصہ بعض [illegible] وظیفہ کی دائر کی جو مدعا علیہ سرکار سے پاتا تھا۔ مدعی اول نے سارٹیفکیٹ متعلقہ دفعہ ۶ ایکٹ پنشن (نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء) صاحب کلکٹر سے حاصل کیا اور عدالت میں پیش کیا۔

جج ماتحت نے ڈگری بعبارت ذیل صادر کی۔

"لہذا میں قرار دیتا ہوں کہ مدعیان نمبر ۱و۲ ہر ایک مستحق پانے [illegible] حصہ وظیفہ مبلغ [illegible] زرنقد بذریعہ اجرائے ڈگری [illegible] وقتاً فوقتاً ہیں۔"

مدعا علیہ نے اپیل کیا [illegible] صاحب کمشنر [illegible] نے اول سارٹیفکیٹ کو منسوخ کیا جو صاحب کلکٹر نے مدعی اول کو عطا کیا تھا [illegible] سماعت اپیل [illegible] اعتراض کیا گیا کہ چونکہ مدعی کے پاس اب سارٹیفکیٹ موجود نہیں ہے لہذا [illegible] صاحب جج ضلع نے فیصلہ عدالت ماتحت کو بحال رکھا اور نسبت سارٹیفکیٹ یہ لکھا۔

"اس مقدمہ کا [illegible] کیا گیا ہے کہ مدعی نے [illegible] سارٹیفکیٹ حسب دفعہ ۶ ایکٹ پنشن کے حاصل کیا تھا اور [illegible] تعلق [illegible] نالش [illegible] سارٹیفکیٹ مذکور [illegible] ڈگری صادر ہو چکی تھی [illegible] سماعت عدالت [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] قانون سے [illegible] نہیں ہے جس کے بموجب سارٹیفکیٹ کا منسوخ [illegible] جائز ہو گا [illegible] کوئی سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا اور عدالت کو کوئی اختیار سماعت [illegible] تعلق [illegible] لیکن چونکہ مدعی نمبر [illegible] وارث کے حاضر ہوا ہے [illegible] سارٹیفکیٹ [illegible] اجازت دی گئی ہے کہ [illegible] حصہ وظیفہ کے نالش کرے [illegible] اگر کوئی سقم تھا تو رفع ہو گیا۔"

مدعا علیہ نے اپیل دوم پیش کیا۔

[illegible] (مدعا علیہ)۔

[illegible]

[illegible] کیا جاوے۔

۱۸۹۹ء

بسم بت بنام بیگم بٹ

کو کل اس کے بار کو منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) ا-

پارسنس صاحب چیف جسٹس (قائمقام) - نالش مدعی نے مع سارٹیفکیٹ کلکٹر کے جیسا کہ بموجب دفعہ ۶ ایکٹ پنشن نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء کے ضروری ہے دائر کی حجت اپیلانٹ یعنی مدعا علیہ کی یہ ہے کہ اس سارٹیفکیٹ کو صاحب کمشنر مال نے بعد صدور ڈگری عدالت ابتدائی کے منسوخ کر دیا پس سارٹیفکیٹ مذکور اب نافذ نہیں ہے اور اسلئے عدالت ہذا اب دعوی کی سماعت نہیں کر سکتی ہم اس حجت کو منظور کرتے اگر یہ ثابت کیا جاتا کہ صاحب کمشنر مال کو کوئی اختیار اس بات کا حاصل تھا کہ کلکٹر کے سارٹیفکیٹ کو منسوخ کرین اگر یہ ثابت نہین کیا گیا بموجب دفعہ ۶ صرف کلکٹر سارٹیفکیٹ دیکا ہے بموجب دفعہ ۱۴ چیف کمشنر وانگریزی بہ غیر التماس کو منظوری لوکل گورنمنٹ اختیار ہے کہ قواعد درباب پیروی دعاوی بعدالت دیوانی منضبط کرے لیکن کوئی ایسا قاعدہ منضبط نہین کیا گیا جسمین اس بارہ مین حکم ہو کہ صاحب کمشنر مال نظر ثانی کارروائی صاحب کلکٹر کی درباب عطاے سارٹیفکیٹ ہسکے کرین یا سارٹیفکیٹ دے عطیہ کلکٹر کو منسوخ کرین - ایک قاعدہ نمبر ۱ ہے جسمین حکم ہے کہ ہر شرط عطاے سارٹیفکیٹ حسب دفعہ منظوری باقبل صاحب کمشنر کے جو کلکٹر کو حاصل کرنا چاہیے صادر ہونا چاہیے ہمکو اس مقدمہ مین یہ قیاس کرنا چاہیے کہ سارٹیفکیٹ ابتدائی ساتھ اس منظوری کے عطا کیا گیا تھا کیونکہ مسل مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے خلاف اسکے ثابت ہو چونکہ یہ صورت ہے لہذا صاحب کمشنر مال کو کوئی اختیار منسوخ کرنے سارٹیفکیٹ عطیہ کلکٹر کا نہین ہے اور ہمکو لازم ہے کہ منسوخ دادہ مذکورہ کو کالعدم و باطل تجویز کرین -

پس رو داد و پر ڈگری قایم رہنی چاہیے اوسکی عبارت مین خفیف تبدیل درکار ہے کیونکہ مدعا علیہ کی ذمہ واری صرف اوس حالت مین پیدا ہوتی ہے کہ اوسکو وظیفہ گورنمنٹ سے وصول ہو جاوے یہ تبدیل اسطور پر ہو سکتا ہے کہ بعد الفاظ وقتاً فوقتاً کے یہ الفاظ اضافہ کئے جاوین جب زر مذکور وصول ہو ڈگری کو باندراج ان الفاظ کے ترمیم کرتے ہین اپیلانٹ کو خرچہ اپیل ہذا برداشت کرنا چاہیے -

ڈگری ترمیم کی گئی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب قایمقام چیف جسٹس و ماندوے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۸ مارچ
صفحہ ... ۶۷۹

لاوجی ناتھہ جی (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام **ہری** وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) رسپانڈنٹان *

* اپیل دوم نمبر ۵۰۳ بابت ۱۸۹۸ء -

۱۹۳۹ء
(الہ آباد)
بنام

ایکٹ مالگذاری مزارعان دکن (نمبر ۱ بابت ۱۹۳۸ء) دفعہ ۱۱ (۱) ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۹۰۸ء)

دفعہ ۱۵ ۔ اختیار سماعت ۔ علاقہ آمد مزارعان کارروائی اور حالت میں جب نالش عدالت غلطی میں دائر کی گئی ہو ۔

بموجب دفعہ ۱۱ ۔ ایکٹ مالگذاری مزارعان دکن (نمبر ۱ بابت ۱۹۳۸ء) ایسی نالش جسمیں چند مدعا علیہم جو مزارعین

کسی ایسی عدالت میں دائر کی جاسکتی ہے جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر کوئی ایک مجملہ ایسے مدعا علیہم سکونت

رکھتا ہو ورنہ کسی دوسری عدالت میں ۔

جس حالت میں ایک نالش عدالت حویلی میں دائر کی گئی تھی اور مدعیان کا بیان تھا کہ بعض مدعا علیہم جو بعض اراضیات

اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت مذکورہ کے مزارعین ہیں اور نالش اس سبب سے وہاں دائر کی گئی کہ مدعا علیہم مذکوران کی نسبت تجویز ہوئی کہ وہ مزارعین نہ تھے

تجویز ہوئی کہ جج ... ... میں اختیار کرنا چاہئے تھا ... نالش واپس کیجاوے تاکہ ... نالش

واسطے پیش کرنے کے عدالت مجاز میں واپس کیجاوے ۔

اپیل دوم منجانب مدعیان ... ... کرده صاحب جج ضلع پونا شہر ... خلاف فیصلہ جج ماتحت حویلی ۔

مدعیان نے واسطے ادا پانے زر روپیہ کے نالش کی جسکا بحالت حساب واجب ہونا بیان کیا گیا تھا ۔

مدعیان کا یہ بیان تھا کہ مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ مزارعین ہیں اور اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت جج ماتحت حویلی ۴۰۰

کے بعض اراضیات میں ... مذکور سے بلحاظ دفعات ۳ و ۱۱ ۔ ایکٹ مالگذاری مزارعان دکن (نمبر ۱ بابت ۱۹۳۸ء) ...

عدالت مذکور میں دائر کی ۔ جج ماتحت حویلی نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ مزارعان نہیں ہیں اور نالش عدالت

جج ماتحت ... میں دائر ہونی چاہئے تھی جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر بعض دیگر مدعا علیہم جو مزارعین

(۱) دفعہ ۱۱ ۔ ایکٹ مالگذاری مزارعان دکن (نمبر ۱ بابت ۱۹۳۸ء)

ہر نالش قسم مذکورہ دفعہ ۳ فقرہ (ز) ... مدعا علیہ ... جس صورت میں چند مدعا علیہم ہوں ایک مجملہ ایسے مدعا علیہم کے مزارعین ہو اس عدالت میں

دائر ہو سکتی ہے جسکے اختیار سماعت کی حدود اراضی کے اندر مدعا علیہ مذکور سکونت رکھتا ہو اور نہ دوسری جگہ ۔

ہر ایسی نالش جسمیں چند مدعا علیہم جو مزارعین ہوں ایسی عدالت میں ... دائر ہو سکتی ہے جسکے اختیار سماعت کی حدود اراضی کے

اندر کوئی ایک مجملہ مدعا علیہم مذکور کے سکونت رکھتا ہو اور نہ دوسری جگہ ۔

کوئی عبارت مشتملہ دفعہ ہذا ... دفعات ... مذکور ... مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوگی ۔

۳ ۔ احکام باب ہذا ... نالشات ذیل سے متعلق ہونگے ۔

(ز) ... نالشات ... ... جسکا واجب ہونا ... بیان کرے ۔

بابت روپیہ کے جو مدعا علیہ کو قرض یا ... دیا گیا ہو واسطے ... کے ادا کیا گیا ہو یا بابت قیمت مال فروخت شده یا

... ... مدعی و مدعا علیہ یا ۔

... ... تحریری یا غیر تحریری بابت ... دے ... کے جسکی بابت مجلس ... حکم نہیں دیا گیا ہو ۔

[illegible]

لاڈوجی

بنام

ہری

سکونت رکھتے ہیں حاکم موصوف نے یہ تجویز کرکے کہ اونکو اختیار سماعت نالش کا نہیں تھا اوسکو ڈسمس کیا حاکم موصوف نے عرضی نالش کے بغرض پیش کئے جانے کے عدالت ساسوادمین واپس کرنے سے اس تجویز سے انکار کیا کہ دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی زیر کیفیت امر متنازعہ متعلق نہیں ہے۔

برطبق اپیل بجانب مدعیان صاحب جج ضلع نے فیصلہ کو ساتھ اس تحریر کے بحال کیا۔

یہ حجت کی گئی ہے کہ عدالت کو عرضی نالش واپس کرنی چاہئے تھی لیکن حالات داخل چہار گوشہ دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہیں کیونکہ اختیار نسبت انتخاب عدالت از روئے قانون صرف اوس حد تک روا ہے جہانتک موجب عدالت کو حاصل ہے۔

مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مہادیو بی چوبل بجانب اپیلانٹان (مدعیان) مقدمہ کی سماعت مدوار پر نہیں ہوئی اور اختیار سماعت کی بنا پر ڈسمس کیا گیا نالش جدید میں تمادی عارض ہوگی ہم عدالت سے یہ استدعا کی کہ عرضی نالش اس غرض سے واپس کیجاوے کہ عدالت ساسوادمین جسکو اختیار سماعت حاصل ہے پیش کیجاسکے مگر ہماری درخواست منظور نہیں ہوئی دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے اور عرضی نالش واپس ہونی چاہئے تھی ملاحظہ ہو لنڈی بنام موتا بین (۱)، پریہار کرسٹ بنام شمبر نیدیشام (۲) اور بابا جی بنام لکشمی بائی (۳)

داجی آباجی کھرے بجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)۔ دفعہ ۵۷ مجموعہ متعلق نہیں ہے اور عدالت ماتحت کا انکار واپسی عرضی نالش سے اور ڈسمس کرنا اوسکا صحیح تھا۔

پارسنس صاحب چیف جسٹس۔ (فائنل ہیئرنگ) بموجب دفعہ ۱۱ ایکٹ داد رسی خاص سال ۱۸۷۹ء کوئی ایسی نالش جسمین چند مدعا علیہ ہون جو مزارع ہیں کسی ایسی عدالت میں دائر ہوسکتی ہے جسکے حدود
۶۸۱ علاقہ کے اندر کوئی ایک مجموعہ مدعا علیہم کے سکونت رکھتا ہو نہ کسی دوسری جگہ سکونت حسب ایکٹ مذکور کی تعریف دفعہ ۲ تشریح ۔ بین کی گئی ہے صورت حال مین نالش عدالت جج ماتحت جولی مین اس بیان سے رجوع کی گئی تھی کہ مدعا علیہ نمبر ۵ و ۶ مزارع ہیں اور علاوہ اختیار سماعت عدالت موصوف کے اندر آرہی تھا بعض ہیں جج ماتحت نے تجویز کی کہ مدعا علیہم نمبر ۵ و ۶ مزارع نہیں ہیں اور نالش عدالت ماتحت ساسوادمین دائر ہونی چاہئے تھی جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر دیگر مدعا علیہم جو مزارع ہیں سکونت رکھتے ہیں چنانچہ حاکم موصوف نے نالش کو ڈسمس کیا لیکن واپسی عرضی نالش سے بغرض پیش کئے جانے عدالت ساسواد کے اس بنا پر انکار کیا کہ مقدمہ داخل احکام دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے صاحب جج ضلع نے برطبق اپیل حکم مذکور کو بحال [illegible] [illegible]

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۱۶ (۱۸۸۵ء) (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴ (۱۸۸۶ء)

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۰۵ (۱۸۸۵ء)

۱۹۰۸ء
ڈوگرجی بنام ہری

ہماری یہ رائے ہے کہ عرضی نالش واپس ہونی چاہئے تھی ہماری دانست میں احکام دفعہ ۵۷ کی نسبت یہ تجویز ہونا چاہئے کہ وہ حالات مقدمہ ہذا سے متعلق ہیں کیونکہ (الف) کوئی اختیار نسبت انتخاب عدالت کے نہیں ہے اور یہ وہ تعبیر دفعہ کی ہے جو ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ متی ہولنڈسی بنام کوشیاین (۱) اختیار کی ہے) اور (ب) کوئی مدعا علیہ اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت تحصیل کے سکونت نہیں رکھتا کیونکہ مدعا علیہا نمبر ۵ و ۶ کی سکونت واقعی شہر پونا میں تھی دوسرے نہج پر بھی یہ امر باقی رہتا ہے کہ وہ عدالت جسمیں عرضی نالش پیش کی گئی تھی اختیار سماعت مقدمہ کا نہیں رکھتی تھی اور ہر ایسے مقدمہ میں صحیح طریقہ کارروائی جسپر عمل کرنا چاہئے وہ ہوگا جو بمقدمہ کہاندہ و موربشر بنام شیوجی کورگوجی (۲) قرار دیا گیا ہے یعنی یہ کہ عرضی نالش واپس کیجائے۔

پس ہم احکام عدالتین ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں اور جج ماتحت کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ عرضی نالش کو اس غرض سے کہ عدالت مناسب میں پیش کیجائے مع عبارت ظہری مقتضیہ دفعہ ۵۷ کے واپس کرین خرچہ عدالت مرافعہ اولیٰ کا متحمل مدعی ہوگا ہر فریق اپنا خرچہ بابت دیگر عدالتون کے برداشت کریگا۔

حکم منسوخ ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و حبیب جی صاحب جسٹس

۱۹۰۸ء
مورخہ ۲ مارچ ۱۹۰۸ء
صفحہ کتاب انگریزی

اسمعیل وغیرہ (ابتدائی مدعیان) اپیلانٹان بنام **راجی سمیاجی** وغیرہ (ابتدائی مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

شرع محمدی - ہبہ - ہبہ اگر بذریعہ قبضہ اوسکی تکمیل نہوئی ہو - ناجائز ہے - ہوائی قبضہ - قبضہ - رجسٹری

بموجب شرع محمدی ہبہ نامہ رجسٹری شدہ جائز نہیں ہے اگر اوسکی کبھی بذریعہ قبضہ کے تکمیل نہ گئی ہو۔

بموجب شرع محمدی کے یہ لازم ہے کہ واہب قابض واقعی یا قابل بدرجہ تعبیری طور پر قابض ہو اور یہ کہ وہ قبضہ واقعی یا قابل بدرجہ قبضہ تعبیری موہوب لہ کو دے۔

رجسٹری مساوی قبضہ کے نہیں ہے۔

اپیل دوسرا برخلاف فیصلہ راؤ بہادر چنی لال ہنگ لال جج ماتحت درجہ اول باختیارات اپیل مقام ستارا۔

نالش انفکاک آراضیات متنازعہ ابتدا ملکیت ایک شخص محمد سید عیسو کی تہین۔

محمد کی وفات پر اوسکی بیوہ کلثوم اور دو دختران وارث جائیداد ہوئین۔

۱۸۸۰ء مین بنام کلثوم ورثے جائیداد کو پاس باپ اور دادا مدعا علیہم کے رہن کیا اور مرتہنان کو

(۱) [illegible] ہائیکورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰ [illegible] (۲) [illegible] جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۱ [illegible]
[illegible]

سنہ ۱۸۹۹ع

اسمعیل بنام رامجی

قبضہ دیدیا گیا ۱۸۶۸ع میں کلثوم نے بہ جایداد کو پاس پدر مدعا علیہم کے رہن کیا۔

۱۸۷۳ع میں کلثوم اور اوسکی ہر دو دختران نے بہ جایداد اکی بحق ایک شخص مسمی حبت کے کی ہبہ نامہ کی حسب ضابطہ رجسٹری ہوئی۔

۱۸۷۶ع میں کلثوم نے جایداد کو پاس مدعا علیہم کے رہن کیا۔

بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۸۸۱ع کلثوم اور اوسکی دختر نے جایداد کو بدست ایک شخص مسمی راجو کے فروخت کیا اور بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۸۲ع اونھون نے ہبہ موسومہ حبت کو بذریعہ ایک نوٹس مطبوعہ ایکٹ اختیار تمامی منسوخ کیا

مدعیان بھائی اور ورثا راجو (مشتری) کے تھے اور اونھون نے اب مدعا علیہم پر واسطے انفکاک اراضیات کے رہن ہاے متذکرہ صدر سے نالش کی۔

مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ مدعیان مستحق نالش کرنیکے نہیں ہیں کیونکہ اونکو جایداد مین کوئی حق حاصل نہیں ہے اوسکی وجہ یہ تھی کہ چونکہ جایداد ۱۸۷۳ع مین حبت کو ہبہ کردی گئی تھی لہذا راجو کو بذریعہ اپنی خریداری ۱۸۸۱ع کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

۶۸۲ عدالت مرافعہ اولی نے تجویز کی کہ ہبہ موسومہ حبت بموجب شرع محمدی کی جائز ہے اور واہب کو بعد وفات موہوب لہ کے اختیار منسوخی ہبہ کا نہ تھا۔ اور بذریعہ بیع موسومہ راجو کے کوئی حق بجانب اوسکے یا اوسکے ورثا کے منتقل نہیں ہوا اور اسلئے مدعیان کو کوئی حق انفکاک حاصل نہ تھا لہذا نالش ڈسمس ہوئی۔

اس فیصلہ کو بمطابق اپیل جج ماتحت درجہ اول باختیارات اپیل نے بحال رکھا۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعیان نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین پیش کیا۔

میکفرسن (بمعیت بی۔ اے ہگوت) منجانب اپیلانٹان۔

اسکاٹ (بمعیت ایس۔ آر۔ باکھلے) منجانب رسپانڈنٹان۔

تقریر مین اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا۔ محی الدین بنام منچر شاہ (۱) و شیخ ابراہیم بنام شیخ سلیمان (۲) [illegible] بنام تاج الدین (۳) و کالق داس ملک بنام کنہیا لال (۴) و محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (۵)

کینڈی صاحب جسٹس۔ اپیل ہذا مین ہمارے روبرو جس امر کی نسبت بحث کی گئی تھی وہ بحض متعلق جواز ہبہ نامہ (دستاویز نمبر ۵) تھی جو کلثوم اور اوسکی دختران نے بحق حبت تحریر کیا تھا یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ واہبان بوقت تحریر ہبہ نامہ جایداد پر قابض نہ تھے جایداد ۱۸۷۳ع مین تنہا منجانب کلثوم بذریعہ رہن نامہ (دستاویز نمبر ۳۲) رہن ہو چکی تھی کلثوم نے پھر اوسکو ۱۸۷۶ع مین رہن کیا بوقت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۷۵ (۱۸۸۶ع) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۱۸۸۴ع) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۱۸۸۲ع) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۱۸۸۵ع) (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۱۸۸۸ع)۔

۱۹۳۰ء

اسمعیل بنام رانجی

تحریر ہبہ نامہ ۱۹۲۸ء مین مرتہنان بذریعہ اپنی دستاویزات کے بعد مرتہنان انتفاعی قابض تھے چونکہ کلثوم قابض نہ تھی لہذا وہ بجز تغیر قبضہ حوالہ موہوب لہ کے نہین کر سکتی تھی اور یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ ایسا کوئی قبضہ دیا گیا یا دیا جا سکتا تھا گو امر واقعہ ہے کہ بعد تحریر ہبہ نامہ واہبہ نے کلکٹر سے درخواست کی کہ جایداد بنام موہوب لہ کے منتقل کر دیجاوے لیکن یہ درخواست بذریعہ حکم (دستاویز نمبر ۱۱) اس بنا پر نامنظور ہوئی کہ اوسکی حیات مین کوئی انتقال نہین ہو سکتا تھا۔

۶۰۳ بہ تائید جواز ہبہ یہ بحث کی گئی تھی کہ واسطے دینے قبضہ کے موہوب لہ کو بھی وہ سب کچھ سماجو کلثوم کر سکتی تھی اور مقتضیات شرع محمدی پوری ہو گئین اس دلیل کو ہر دو عدالت ماتحت نے منظور کیا چنانچہ عدالتہائے موصوف نے ہبہ کو جائز تجویز کیا لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ یہ حجت بے بنیاد ہے بموجب شرع محمدی کے یہ ضرور ہے کہ واہب قابض واقعی یا قابل ہبہ قابض تعمیری ہو اور وہ موہوب لہ کو اپنی جایداد کا قبضہ واقعی یا قبضہ تعمیری دے۔ دیکھو مقدمہ محی الدین بنام منچرشاہ (۱) اور شیخ ابراہیم بنام شیخ سلیمان (۲) اور علی بنام تاج الدین (۳)

گو بجانب رسپانڈنٹان مقدمہ کالی داس ملک بنام کنہیا لال پنڈت (۴) پر استدلال کیا گیا ہے گو وہ مقدمہ ہندو فریقین کا تھا اور اوس حیثیت سے اوسکو کوئی تعلق صحت ہبہ جو واہب اہل اسلام سے نہین ہے جیسا کہ عدالت نے مقدمہ علی بنام تاج الدین مولہ بالا میں نشان دیا تھا علاوہ برین اوس مقدمہ مین جو جا بکہ ہبہ کو منسوخ کرے واہب نے فی الواقع اوسکی تائید کی تھی یہ صحیح ہے کہ اوس مقدمہ کا حوالہ مقدمہ محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (۵) مین دیا گیا تھا جو ایک مقدمہ مابین مسلمانون کے تھا لیکن مقدمہ آخر الذکر مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ہبہ کو اس بنا پر جائز تجویز کیا تھا کہ ہبہ اس طور پر مکمل ہو گئی کہ موہوب لہا نے بعدہ فی الواقع قبضہ کر لیا مگر مقدمہ حال مین نہ صرف کبھی کوئی قبضہ موہوب لہ کو نہین دیا گیا بلکہ ہبہ ۱۹۲۸ء عملاً اس طور پر منسوخ کی گئی کہ کلثوم نے غیر ازین ہبہ کا غذ نمبر ۳۰ تحریر کیا اور بعدہٗ بتاریخ ۱۷ اگست ۱۹۲۸ء ہبہ بصراحت منسوخ کر دی گئی

ان حالات مین ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ ہبہ نامہ جائز نہ تھا کیونکہ وہ کبھی بذریعہ قبضہ مکمل نہین ہوا اور ہبہ غیر مکمل یا غیر موثر کو واہب نے جائز طور پر منسوخ کر دیا۔ یہ بات ہر قضیعان ہے کہ رجسٹری مساوی قبضہ کے نہین ہے (دیکھو مغل شاہ بنام محمد صاحب (۶))

لہذا ہم ڈگری عدالت اپیل کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو نمبر تصفیہ پر بنا بر تنقیح مطلب ہائے دیگر واپس بھیجتے ہین مدعیان خرچہ اپیل ہذا پاوینگے نسبت خرچہ عدالت ماتحت کے جو اسوقت ہو چکا ہے اور آیندہ ہو گا عدالت اپیل ماتحت حکم صادر کریگی

ڈگری منسوخ ہوئی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۰ (۱۹۰۸ء) (۲) اجلاس کامل ۔ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۰۹ (۱۹۱۵ء) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳۰ صفحہ ۵۰ (۱۹۱۰ء) ۔ (۴) ایضاً ہند جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۰ (۱۹۲۹ء)
(۵) ایضاً ہند جلد ۹ صفحہ ۱۰ فقایت ۲۰ (۱۹۲۸ء) ۔ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ (۱۹۲۷ء)

اشتہار

دہرم شاستر سمرتی چندر کا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے
جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ
اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن و مین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس
کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھ فلسفانہ بحث کی گئی ہے
عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت
سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدراس پریزیڈنسی
نے ۱۸۶۷ء مین کیا تہا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک
اسکی اشاعت اردو زبان مین نہین ہوئی تہی اور یہ ایک بہت بڑا نقص اشاعت علم
دہرم شاستر کا تہا - اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے
نہایت بامحاورہ اردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور مزید احتیاط کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح
جناب منشی پرتاپ نراین صاحب بی اے - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند
سابق اڈیٹر جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے -
اس کتاب کی قیمت عہ سکہ کلدار یا ۱۲ سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین
کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن صاحبان کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائین

المشتہر

رگہوبیر سہاے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

اکتوبر ۱۹۰۵ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد صاحب | مترجم

منشی بانکے بہاری لال صاحب | مترجم و سکرٹری

مولوی احمد علی خان | سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی درت سہائے بہاری مہتمم مطبع طبع ہوا

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

جملہ کتب اردو و ہندی و انگریزی مطبوعہ گورنمنٹ پریس ہاے الٰہ آباد و کلکتہ و مدراس و بمبئی و ممالک متوسط وغیرہ اصلی قیمت مندرجہ فہرست گورنمنٹ پر مطبع ہذا سے مل سکتی ہیں -

کتب بنگ و دیہاتی حصص ذیل مطبع ہذا میں موجود ہیں

پبلس ورکس ڈپارٹمنٹ یعنی رسالہ بنک ہاے

مجموعہ اصولی بیت ممالک مغربی و شمالی	(بزبان انگریزی)	۳
ایضاً	(بزبان اردو)	۴
نرخ و اصول بنک	(بزبان اردو)	۱
ایضاً	(بزبان ہندی)	۱
مجموعہ قواعد بنک ہاے دیہاتی	(بزبان اردو)	۲
نیز داری ایضاً	(بزبان ہندی)	۳
قواعد انگریزی	(بزبان انگریزی)	۲
مجموعہ حالات مرتبہ ترتیب کا سوال بنک ہاے دیہاتی	(بزبان اردو)	۲
بولمر ایضاً	(بزبان انگریزی)	۳
ہندی کے بولمر	(بزبان ہندی)	۳

نقشہ جات بنک اردو و ہندی از نمبر ۱ تا ۹

حقوق تعطیلات بورڈ مال قیمتی سیشن قید و فیرہ کے لیے بہ امید خریداران تعطیلی کے لیے

۱۸۸۵ء	۱۸۸۸ء	۱۸۸۹ء	۱۸۹۱ء
۱۸۹۲ء ۱۲	۱۸۹۳ء	۱۸۹۴ء ۱	۱۸۹۵ء ۱
۱۸۹۷ء ۱۳	۱۸۹۹ء	۱۸۹۹ء	۱۹۰۰ء ۳
۱۹۰۱ء	۱۹۰۲ء	۱۹۰۳ء ۱۳	۱۹۰۴ء ۱۹۰۵ء ۸

۱۹۰۶ء

کتب امتحان مختاری ۳۴ جلد جدید نمبر ۱ تا ۱۳

کتب امتحان مختاری اردو مع ترجمہ کتب بہ امید خریداران تعطیلی کے لیے صرف

۱- ایکٹ نمبرہ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعہ تعزیرات ہند	
۲- ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء رسوم عدالت	۵
۳- ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت	۳
۴- ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء رجسٹری	۳
۵- ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد سماعت	۲
۶- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ضابطہ دیوانی	
۷- ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء قیمت بالعوض نا شناخت	۱
۸- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء عدالت خفیفہ	۲
۹- ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء گارڈین	۱
۱۰- ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء ضابطہ فوجداری	
۱۱- ایکٹ سنہ ۱۸۹۹ء	
۱۲- ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۹ء کورٹ آف وارڈس	۳
۱۳- ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء قیمت اراضی ممالک مغربی و شمالی	۳
۱۴- ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی و اودھ	۸
قانون و قواعد وکالت مع فارم ہاے خط	۶

کتب امتحان ریونیو مختاری مع مستند ترجمہ و تحقیقی بہ امید خریداران تعطیلی کے لیے صرف

۱- ایکٹ سنہ ۱۸۷۸ء قانون افیون	۱
۲- ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء قانون آبکاری	۳

و نیز قوانین امتحان مختاری نمبری ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و قانون و قواعد وکالت و قواعد داخلہ مع سرکلرات بورڈ مال اردو مطبوعہ سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۱ قیمت ۲۸ روپیہ ۱۳ ۲ (۲) پرچہ جات متعلقہ بورڈ مجلس ملی پرچہ ۱۲ (۵) جملہ سرکلرات قیمتی

نوٹ: کتب امتحان مختاری و ریونیو مختاری بہ امید خریداران تعطیلی کے لیے صرف مطبع ہذا سے دستیاب ہوتی ہیں

جلد ۲۷ **فہرست مقدمات** حصہ ۲

احسن اللہ	بنام	دکھنی دین	۵۷۵
بھجن لال	بنام	محمد عبدالصمد خان ..	۵۵۶
بھوانی پرشاد	بنام	قطب النسا بی بی ..	۵۵۹
ترز	بنام	جگموہن سنگھ	۵۳۱
جدونا تھہ پرشاد	بنام	گردھر داس	۵۴۳
دامودر داس	بنام	گردھاری لال	۵۴۴
رام جتن رائے	بنام	رام ہت سنگھ	۵۱۱
رام دین	بنام	پوکھر سنگھ	۵۵۲
سکھہ لال	بنام	مادھوری پرشاد ..	۵۴۰
عنایت علی خان	بنام	مراد علی خان	۵۶۹
قیصر ہند	بنام	بشن داس	۵۶۱
قیصر ہند	بنام	عبد الستار	۵۶۷
محمد رحمت اللہ	بنام	بچو	۵۳۸
محمد عبد الرشید	بنام	دلسکھہ رائے	۵۱۷
مردان سنگھ	بنام	ٹھاکر شیو دیال	۵۴۹
مصطفےٰ خان	بنام	بھولکا بی بی	۵۳۶
نہال	بنام	صاحب رام	۵۴۴
میاں جان	بنام	عبدل	۵۷۲

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل (رسوم عدالت) دیکھو ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۱۱ ضمیمہ ۲ عدد ۱۷ (۶) ۵۵۸

اجرا ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶ .. .. .. ۵۷۵

—— دفعات ۳۱۳ و ۳۱۵ .. .. .. ۵۳۸

اختیار سماعت ۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۹۸ و ۹۹ .. .. .. ۵۷۲
امانت ۔ نالش واسطے قبضہ جائداد امانتی کے بحیثیت منتظم ۔ میعاد سماعت ایکٹ
نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۴۴ و ۱۴۲
جدو ناتھ پرشاد بنام گروہر داس انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. ۵۱۳
امر مانع تقریر مخالفت ۔ دیکھو ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۹۳ .. .. .. ۵۴۹
———— دیکھو شفع ۵۴۴
انتقال منافع کا ۔ دیکھو ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۷ .. .. .. ۵۶۴
ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۱۵ ۔ دغا ۔ تعریف ۔
بیع جائداد غیر منقولہ کا بلا اظہار کفالتوں کے ۔
قیصر ہند بنام کشن داس انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. ۵۶۱
ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء (ایکٹ قمار بازی) دفعہ ۱ قمار خانہ عام ۔ تعریف ۔
نفع جو مال سے بچی بنک حاصل کیا جاوے ۔
قیصر ہند بنام عبد الستار انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. ۵۶۷
ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۱۱ ضمیمہ ۲ مد ۱۷ (۴) رسوم عدالت ۔
نالش بنام بربنائے رہن نامہ ۔ اپیل ۔ دعوی واسطے سود آئندہ کے ۔
بھوانی پرشاد بنام قطب النسا بی بی انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۵۸
ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ (ایکٹ رجسٹری ہند) دفعہ ۱۷ ۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۔
(ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۵ ۔ رجسٹری ۔ انتقال بقایا منافع کا تجروار
و حصہ وار ۔
دامودر داس بنام گروہاری لال انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۶۴
ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعہ ۱۸ ۔ ضمیمہ ۲ مدات ۱۰ و ۱۲۰ ۔
میعاد سماعت ۔ شفع ۔ بیع جو فریبا بطور پوشیدہ کیا گیا ہو ۔ نالش
شفعہ جس میں وہ تاریخ بیان کی گئی جب مدعی کو فریب کا علم ہوا ۔
بار ثبوت ۔
سکھ لعل بنام مادھو پرشاد انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۵ .. ۵۴۰

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعات ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ ضمیمہ ۲
مد ۱۷۹۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۶ .. .. .. ۵۷۵

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۳۴ و ۱۴۴ دیکھو امانت ۵۱۳

ایکٹ ۱۹۰۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی دفعہ ۹۳ - ایکٹ
مختص المقام) نمبر ۲ ۱۹۰۱ء (ایکٹ قبضہ آراضی آگرہ) دفعہ ۲۰۱۔
تجویز عدالت مال نسبت استحقاق کے۔ نالش مابعد بعدالت دیوانی۔
امر مانع تقریر مخالف۔

عنایت علی خان بنام مراد علی خان انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۶۹

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۵۴۔ دیکھو ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۷ء
دفعہ ۱۷ .. .. ۵۴۴

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۲ - رہن۔ حصہ رسدی۔
تعین مالیت جائداد بغرض دریافت کرنے اس امر کے کہ کس قدر
حصہ رسدی اوس پر عائد ہونا چاہئے۔

مردان سنگھ بنام ٹھاکر شیو دیال سنگھ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۴۹

ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۵۔ فریقین حقوق
مرتہنی کا رہن۔ نالش منجانب مرتہن ذیلی بغرض نیلام حق اپنے راہن
کے۔

رام جتن رائے بنام رام ہت سنگھ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۱۱

ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۹۹۔ رہن۔ بیع حق
راہنی کا منجانب راہن کے۔ خریداری حق راہنی کی منجانب
مرتہن بعلت اجرائے ڈگری موسومہ مشتریان راہن کے۔
اثر خریداری مذکور کا۔ نالش منجانب مشتریان راہن بغرض انفکاک
کے۔ فریقین۔

محمد عبدالرشید خان بنام دلسکھ رائے
انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. .. ۵۱۷

ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ (ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۲۵ - نظر ثانی -
نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - ہرجہ - استحقاق حفاظت ذات یا جائداد
شخص پر جانور کے حملہ سے -
ٹرنر بنام جگموہن سنگھ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۱۳۱ ۵۳۱
ایکٹ (مختص الممالک) ۱۹۰۱ء نمبر ۲ (ایکٹ قبضہ اراضی آگرہ) دفعہ ۱۰۳ دیکھو ایکٹ
نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعہ ۹۳ .. .. ۵۱۹
بار ثبوت - دیکھو ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۸ ضمیمہ ۲ عدات ۱۰ و ۱۲۰ .. .. ۵۴۰
ترمیم ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ .. .. ۵۷۷
تعبیر دستاویز - دیکھو شفع ۵۵۳
تعریف - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۵ .. .. ۵۶۱
تعریف - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۶۷ء دفعہ ۱ .. .. ۵۶۷
ثالثی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۰ و ۳۲۵ و ۵۲۲ .. .. .. ۵۲۶
حد سماعت - دیکھو ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۸ ضمیمہ ۲ عدات ۱۰ و ۱۲۰ .. .. ۵۴۰
حصہ رسدی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۳ و ۲۱۵ .. .. .. ۵۲۷
حصہ رسدی - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۲ .. .. ۵۲۵
دغا - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۵ .. .. ۵۶۱
دوران نالش - دیکھو شفع ۵۴۳
رجسٹری - دیکھو نمبر ۳ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ .. .. ۵۴۳
رسوم عدالت - دیکھو ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۷۰ء دفعہ ۱ ضمیمہ ۵۵۹
رواج - دیکھو زمیندار و اسامی ۵۵۹
رہن - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۲ .. .. ۵۲۵
دفعہ ۵۹ .. .. ۵۱۶
رہن فرضی - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۵ .. .. .. ۵۱۱
زمیندار و کاشتکار - رواج - حقوق زمیندار و رفع آبادی - کاشتکار کا اراضی سکنی کو منتقل کرنا
بھجن لال بنام محمد عبد الصمد خاں انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۵۹

شفیع - جایداد متدعویہ شفیع کا دوبارہ بیع - خریدار ثانی کا شفیع کی نالش مین فریق کیا جانا اور اوسکے حقوق کی نسبت تنقیحات کا فیصلہ - دوران نالش - امر مانع تقریر تخالف -

قبال بنام صاحب رام انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۴۴

شفیع - واجب العرض - تعبیر دستاویز -

رام دین بنام پوکھر سنگھ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. .. ۵۵۲

شفیع - دیکھو ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ مدات ۱۰ و ۱۲۰ .. .. ۵۴۰

فریقین نالش - دیکھو ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۵ .. .. - .. ۵۱۱

دفعہ ۹۹ .. .. .. ۵۱۷

فیصلہ ثالثی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۰۲۵ و ۵۲۵ و ۵۲۶ .. .. ۵۳۶

لمبردار و حصہ دار - دیکھو ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۱۷ .. .. .. ۵۱۷

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - اجرائے ڈگری - میعاد سماعت - ترمیم ڈگری ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ہست ۱۸۷۷ دفعات ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ - چند مدیونان ڈگری مین سے ایک مدیون کا جزو مطالبہ ادا کرنا -

احسن اللہ بنام دکھنی دین انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۵۵

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۳ و ۳۱۵ - اجرائے ڈگری - نیلام جایداد بعیعہ اجرا جسکے صرف ایک جزو کی نسبت مدیون ڈگری کو حق حاصل تھا - حقوق خریدار - حصہ رسدی -

محمد رحمت اللہ بنام پچکو انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .. ۵۳۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۲۰ و ۵۲۵ و ۵۲۶ - ثالثی - درخواست ادخال فیصلہ ثالثی جو بلا توسط عدالت کے ہوا ہو - فیصلہ ثالثی کا ثالث کے اختیارات سے متجاوز ہونا عدالت کو فیصلہ ثالثی کی واپسی کا اختیار نہونا -

مصطفٰے خان بنام بھجو لچائی بی انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ ۵۳۹

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ - مجرم مفرور -
نیلام جایداد شخص مفرور کا - نیلام ناجایز - نالش واسطے واپانے
جایداد نیلام شدہ کے بنام خریدار نیلام - اختیار سماعت -
میانجان بنام عبدل انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ .... ۵۷۲

میعاد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ .. .. .. ۵۷۵

——— دیکھو امانت ۵۱۳

نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - دیکھو ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ع دفعہ ۲۵ .. .. ۵۳۱

نالش بنام خریدار نیلام واسطے واپانے جایداد مجرم مفرور جو ناجائز طور پر نیلام
کی گئی - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ .. ۵۷۲

واجب العرض - دیکھو شفع ۵۵۴

ہرجہ - دیکھو ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ع دفعہ ۲۵ .. .. .. ۵۳۱

۲۲ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۱۱۵

باجلاس بنرجی صاحب جج

رام رتن رائے (مدعی) بنام رام پت سنگھ وکیل و دیگر (مدعا علیہما)

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع قانون انتقال جائداد دفعہ ۸۵ - نالش بمقابل حقوق مرتہنی کا رہن نالش منجانب مرتہن ذیلی بغرض نیلام حق اپنے راہن کے۔

تجویز ہوئی - کہ ایسی نالش مین جو مرتہن ذیلی واسطے ولاپانے اپنے قرضہ کے دائر کرے جو بہن حقوق مرتہنی مدعا علیہ کے لیا گیا مدعا علیہ کا راہن فریق ضروری نہیں ہے ایسی نالش مین مدعی حقوق مرتہنی مدعا علیہ کو نیلام نہین کرا سکتا مقدمہ گنگا پرشاد بنام جنی لال (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

مدعیان مقدمہ ہذا نے جو بعض مدعا علیہم کے حقوق مرتہنی واقع مختلف حصص زمینداری کے مرتہن تھے اپنے راہنان اور دو اشخاص یعنی رام پت سنگھ و رام جاو سنگھ کے نام جو اونکے راہنان کے حقوق مرتہنی کے خریدار بیان کئے گئے تھے بغرض ولاپانے زر رہن کے بذریعہ نیلام حق راہنان واقع جائداد مرہونہ نالش دائر کی اور اونھون نے یہ بھی بیان کیا کہ رام پت و رام جاو نے ذمہ داری ذاتی ادائے اس قرضہ کی قبول کی تھی - راہنان ابتدائی فریق مقدمہ نہین بنائے گئے تھے عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت اعظم گڈھ) نے بجوع مدعیان حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے واسطے نیلام اوس حق کے جو اونکے پاس رہن کیا گیا تھا ڈگری صادر کی رام پت و رام جاو مدعا علیہما نے اپیل دائر کیا عدالت اپیل ماتحت (جج ضلع اعظم گڈھ) کی یہ رائے ہوئی کہ مسماۃ اتارکلی راہنہ ابتدائی اور مسمی جانکی کو جو خریدار ایک جزو جائداد مکفولہ کا ہے نالش مین مدعا علیہ بنانا چاہئے تھا اور یہ تجویز کر کے کہ اونکا شامل نہ کیا جانا ایک نقص مضر نالش ہے اپیل منظور کیا اور مدعی کی نالش ڈسمس کی برخلاف اسکے مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ۔

بابو سورندر ناتھ سین منجانب رسپانڈنٹان۔

(*) اپیل دوم نمبر ۶۰ سنہ ۱۹۰۶ء منجانب ڈگری بابو محمد اسحاق خان جج ضلع اعظم گڈھ مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء مشعر منسوخی ڈگری بابو بیج لال جج ماتحت اعظم گڈھ مورخہ ۱۳ - ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۲۔

سنہ ۱۹۰۰ع

رام چرن داس بنام رام ہت سنگھ ۵۱۲

بنرجی صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین عدالت اپیل ماتحت نے اسوجہ سے نالش ڈسمس کی ہے کہ اشخاص ضروری بطور مدعاعلیہم شامل نہین کئے گئے تھے یہ وجہ منظور نہین ہو سکتی یہ واضح ہوتا ہے کہ مدعاعلیہما نمبر ۱ و ۲ نے مدعی کے نام ایک تمسک تحریر کیا جسمین اونہون نے وہ جایداد مکفول کی جسکے وہ مرتہن تھے لہذا مدعی کے حق مین جو رہن کیا گیا وہ حقوق مرتہنی کا رہن یعنی رہن ذیلی تھا - مدعی نے اپنی نالش واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو اوسکو واجب الادا بیان کیا گیا تھا اور بغرض نیلام اون حقوق مرتہنی کے جو اوسکے پاس رہن کئے گئے تھے دائر کی - رسپانڈنٹان - مقدمہ ہذا جزو جایداد مرہونہ کے خریدار ہین یعنی راہنان مدعی کے حقوق مرتہنی کے ایک جزو کے خریدار ہین - مدعی نے اپنی عرضی نالش مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ مدعاعلیہم مذکور نے ذمہ داری ذاتی اوس روپیہ کے ادا کی قبول کی تھی جو مدعی کو واجب الادا تھا لیکن عدالت مرافعہ اولی نے اس عدالت کی نظائر کو جو اس امر کے متعلق ہین نظرانداز کر کے ڈگری بغرض نیلام حقوق مرتہنی حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد صادر کی - عدالت اپیل ماتحت نے مدعی کی نالش اسوجہ سے ڈسمس کی کہ راہنان مدعی کا راہن فریق نہین بنایا گیا تھا بموجب نظیر عدالت مقدمہ گنگا پرشاد بنام چنی لال (۱) کے جسکی مقدمات مابعد مین تقلید کی گئی کوئی ڈگری حسب ایکٹ انتقال جایداد کے واسطے نیلام حقوق مرتہنی کے صادر نہین ہو سکتی - اوس مقدمہ مین یہ راے ظاہر کی گئی کہ جس چارہ کا مرتہن ذیلی مستحق ہے صرف یہ ہے کہ ڈگری زر تجویز نامبردہ بمقابلہ اوسکے راہن کے صادر کی جاوے اور یہ کہ اوس ڈگری کے اجرا مین وہ اپنے راہن کے حقوق مرتہنی امکانا قرق کرا سکتا تھا چونکہ بموجب نظائر عدالت ہذا کے مدعی اون حقوق مرتہنی کے نیلام کی ڈگری جسکا راہن ذیلی اوسکے پاس ہوا تھا حاصل نہین کر سکتا تھا بلکہ صرف زر نقد کی ڈگری حاصل کر سکتا تھا لہذا اوسکے راہنان کا راہن فریق ضروری نالش کا نہ تھا - عدالت اپیل ماتحت نے نالش کے اسوجہ سے ڈسمس کرنے مین کہ وہ فریق نہین بنایا گیا تھا بالکل غلطی کی سوے اتفاق سے مدعی نے اس اپیل مین اپنے راہنان کو فریق نہین بنایا اور وہ اشخاص اس اپیل مین رسپانڈنٹ ہین جو صرف مدعاعلیہما نمبر ۲ و ۸ ہین

---

(۱) ضشنہ ۱۸۹۶ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۳۔

سنہ ۱۹۰۵ء
۵۱۳ رام صحن راے
بنام
رام سبھا سنگہ

جنہون نے زرابنان مدعی کے حقوق مرتہنی کا ایک جزو خرید کیا ہے معمولاً مدعی اونکے مقابلہ مین زرنقد کی ڈگری کا مستحق نہوگا لہذا اوسکا دعوی ڈگری زرنقد کی نسبت اونکے مقابلہ مین قائم نہین رہ سکتا لیکن مقدمہ ہذا مین مدعی نے اپنی عرضی دعوی کے فقرہ ۳ مین یہ تحریر کیا ہے کہ ان مدعاعلیہما نے مطالبہ مدعی کے ادا کرنیکی ذمہ داری قبول کی تھی اور یہ کہ اونہون نے قرضہ مذکور کا صرف ایک جزو ادا کیا تھا۔ اس بیان سے مدعاعلیہما نے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ جسقدر اون سے پانے کا مدعی مستحق تہا وہ سب اونہون نے ادا کر دیا ان امور کا فیصلہ عدالت اپیل ماتحت نے نہین کیا چونکہ عذر ابتدائی جسکی بنا پر عدالت موصوف نے نالش ڈسمس کی ہے منظور نہین ہو سکتا لہذا مین یہ اپیل منظور کرتا ہون اور عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری جہانتک کہ وہ کو اس اپیل کے رسپانڈنٹان یعنی مدعاعلیہما نمبر ۲ و ۳ سے تعلق ہے منسوخ کرتا ہون اور حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین اس ہدایت سے واپس کرتا ہون کہ وہ بازبہ نمبر سابق رجسٹر مین قائم کیا جاے اور کل ایسے امور کا فیصلہ کیا جاے جو مابین مدعی و مدعاعلیہما رسپانڈنٹان کے متنازعہ ہین۔ اس عدالت کا خرچہ اور جسقدر خرچہ ابتک ہوا ہے مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

---

۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۵ء
صفحہ تا ۵۱۳ انگریزی
۵۱۳

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

جدو ناتہہ پرشاد (مدعی) بنام گروبھرواس ویکٹس دیگر (مدعاعلیہما)

امانت ـ نالش واسطے قبضہ جایداد امانتی کے بحیثیت متظم ـ میعاد سماعت ـ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعات ۱۲۴ و ۱۴۴۔

جس صورت مین مدعی نے بحیثیت متظم جایداد امانتی کے قبضہ کا دعوی باستحقاق ولایت بانیان امانت کے کیا مگر یہ بیان نہین کیا گیا کہ جایداد امانتی کا تصرف بیجا کیا گیا تو یہ تجویز ہوئی کہ ایسی نالش سے حد سماعت محکومہ دفعہ ۱۲۴ یا دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے اور اوسوقت سے شروع ہوتی ہے جب سے مدعاعلیہ کا قبضہ مدعی کے تمخاصمت ہوگیا مقدمہ

نمبر اپیل دوم نمبر ۱۲۰۶ سنہ ۱۹۰۲ء منجانب مدعی ڈگری مسٹر سانڈرس صاحب جج ضلع بنارس مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء منسوخ بحالی ڈگری مولوی محمد سراج الدین جج ماتحت بنارس مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء۔

۱۹۰۵ء

جگدوناتھ پرشاد بنام گردہرداس ۵۱۳

بلونت راؤ بنام بوہن مل (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

اس مقدمہ کے واقعات حسب ذیل ہیں:۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں دو اشخاص بابو ہری داس و بابو مہابیر پرشاد نے جایداد غیر منقولہ کو بغرض پرستش ایک مورت کے وقف کیا تھا اور انہوں نے دو امین مقرر کئے جنہوں نے کام کرنے سے انکار کیا لہذا جب تک نامبردگان زندہ رہے انہوں نے خود جایداد امانتی کا انتظام کیا۔ بعد وفات مہابیر پرشاد کے جو دو بانیان امانت میں سے باقی رہ گیا تھا جایداد امانتی کا انتظام اوسکی بیوہ مکندی بی بی نے کیا۔ وہ سنہ ۱۸۹۰ء میں فوت ہوئی اور اوسکے مرنے کے بعد جایداد کا انتظام بابو بشیشر پرشاد بانیان امانت کے چچازاد بھائی نے اپنی وفات موقوعہ ۱۸۹۶ء تک کیا۔ اس واقعہ کے بعد سندر بی بی دختر بشیشر پرشاد منتظم ہوئی جس نے اوسکو بذریعہ تملیکنامہ مورخہ ۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کے مسمی گردہرداس کے پاس منتقل کیا۔ برخلاف اسکے جگدوناتھ پرشاد و بسیسر ناتھ پرشاد نے کہ جو بانیان امانت کا دیگر برادر چچازاد ہے نالش موجودہ بنام گردہرداس و سندر بی بی کے دائر کی۔ مدعی نے انتظام جایداد امانتی کے مستحق ہونے کا دعوی بحیثیت وارث قریب ترین قسمو کورد بانیان امانت کے کیا لیکن بمقابلہ مدعا علیہ کے جایداد امانتی کا کوئی تصرف بیجا نہیں بیان کیا۔ بخلاف اسکے مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ ہم مستحق انتظام کے ہیں عدالت مرافعہ اولی جج ماتحت بنارس نے نالش بوجہ ڈسمس کی کہ وہ میعاد تمادی کی عارض تھی اور عدالت اپیل ماتحت جج ضلع بنارس نے ڈگری کو بحال رکھا۔ ہر دو عدالتوں نے تجویز کی کہ انتظام امانت بشیشر پرشاد اور اوسکی دختر سندر بی بی سے قبضہ مخالفانہ بمقابلہ مدعی کے ہو گیا۔ مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی و بابو بی۔ این عہدہ دار منجانب اپیلانٹ۔

ارنیل پنڈت سندر لال و بابو ہرندر کرشن مکرجی منجانب رسپانڈنٹان۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ اپیل اوس نالش سے پیدا ہوتا ہے جو اپیلانٹ نے بغرض دلاپانے قبضہ جایداد غیر منقولہ کے دائر کی جسکو بابو ہری داس و بابو مہابیر پرشاد نے سنہ ۱۸۹۶ء میں بغرض پرستش ایک مورت کے وقف کیا تھا اور انہوں نے دو امنا مقرر کئے جنہوں نے کام کرنے سے انکار کیا اور اسلئے جب تک نامبردگان زندہ رہے

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۴ صفحہ ۱ مقدمہ مذکور لا رپورٹس اپیل ہائے ہند جلد ۱ صفحہ ۹۰۔

۱۹۰۲ء

سیو ناتھ پرشاد بنام گردہرداس ۵۱۵

اونہون نے خود جایداد امانتی کا انتظام کیا۔ بعد وفات بابو مہابیر پرشاد کے ا دیگر دو بانیان امانت مین سے باقی رہ گیا تھا انتظام اوسکی بیوہ گمندی بی بی کے ہاتھ مین رہا سنہ ۱۸۹۹ء مین وہ فوت ہو گئی اور اوسکے مرنے کے بعد جایداد کا انتظام بابو بشیشر پرشاد باقی امانت کے چچازاد بھائی نے اپنی وفات تک کیا جو سنہ ۱۸۹۱ء مین واقع ہوئی سندری بی مدعا علیہا اوسکی دختر ہے چونکہ اوس نے جایداد کا انتظام ذریعہ وثیقہ مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء بابو گردہرداس مدعا علیہ کے سپرد کیا اسلیئے یہ نالش مدعی نے دایر کی ہے جو پسر بابو بجنات پرشاد دوسرے چچازاد بھائی بابو ہرداس و بابو مہابیر پرشاد کا ہے۔ اوسکا یہ بیان ہے کہ مین بانیان امانت کا قریب ترین وارث قسم ذکور ہون اور مین مستحق ہون کہ جایداد امانتی کا انتظام کرون اور اسلیئے مین بحیثیت منتظم جایداد کا دعویدار ہون۔ عدالت مرافعہ اولی نے نالش ڈسمس کی اور یہ تجویز کی کہ دعوی میں تمادی عارض ہے۔ عدالت ابتدائی نے اس ڈگری کو بحال رکھا ہے اور دونون عدالتون نے یہ تجویز کی ہے کہ چونکہ بشیشر پرشاد اور اوسکی دختر سندری بی نے امانت کا انتظام ارجاع نالش کے قبل زاید از بارہ سال کیا تھا اس لیئے اونکا قبضہ مخالفانہ ہو گیا۔ ذیعلم جج ضلع نے اپنی تجویز مین دفعہ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت کا حوالدیا ہے صریحاً دفعہ مذکور مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہے غالباً اونکا مقصود دفعہ ۱۰ ضمیمہ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے حوالدینے سے تھا جو دفعہ ۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء حال کے مطابق ہے او نمین ایسے مقدمات کے لئے حکم ہے جنسے کوئی خاص دفعہ ضمیمہ مذکور کی متعلق نہیں ہے اپیلانٹ کیجانب سے یہ بحث کی گئی ہے کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ دعوی مین میعاد سماعت عارض ہے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ دفعہ ۱ ایکٹ میعاد سماعت متعلق نہیں ہے کیونکہ مدعا علیہا وقف سے انکار نہیں کرتے بلکہ خلاف اسکے اپنا حق بحیثیت منتظمان وقف ظاہر کرتے ہین اور مدعی کا یہ دعوی نہیں ہے کہ جایداد ایسی اغراض مین لگائی گئی ہے جو امانت اور وقف کے منافی ہین۔ یہی تجویز حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ ملونت راو بنام پورن مل (۱) مین صادر کی وہ مقدمہ بالکل ہمشکل اس مقدمہ کے ہے۔ ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی تھی کہ جس حد تک نالش بغرض استقرار اس امر کے ہے کہ مدعی باستحقاق وراثت اصل منتظم

(۱) سنہ ۱۸۸۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱ و مقدمہ مذکور لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۹۰۔

۱۹۰۶ء

عمدہ وناتھہ پرشاد بنام گردہر داس

خدمات وجایداد ہاے مندرکا ہے وہ مدہ ۱۴۳۔ ایکٹ میعاد سماعت کے اندر داخل ہے۔ جو حیثیت اس نالش سے متعلق وہ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء ہے اور جہانتک کہ نالش واسطے ولاپانے جایداد مندر کے ہے وہ اندر مدہ ۱۴۴ ایکٹ مذکور کے داخل ہے۔ حکام عالی مقام پریوی کونسل کو کوئی وجہ اس امر مین ہائی کورٹ سے اختلاف کرنیکی نہین معلوم ہوتی کہ نالش اندر مدہ ۱۴۳ یا مدہ ۱۴۴ کے داخل ہے لیکن اونہون نے اس امر کا فیصلہ نہین کیا۔ اونکی یہ بھی راے تھی کہ اگر انمین سے کوئی مدنالش سے متعلق نہوگی تو مدہ ۱۱۸ متعلق ہوگی مدات ایکٹ میعاد سماعت حال کی جو مدات مذکورہ بالا کے مطابق ہین مدات ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ ہین یعنی نالش تابع قاعدہ میعاد سماعت دوازدہ سالہ کے جو مدات ۱۴۴ و ۱۴۲ مین درج ہے یا تابع قاعدہ قمیعاد ششش سالہ محکومہ مدہ ۱۲۰ کے ہے۔

ہماری راے مین چونکہ اسمقدمہ مین مدعی عمدہ منتظمی کا باستحقاق وراثت دعویدار ہے اور جایداد اوما نتی کا قبضہ دلاپانے کا خواستگار ہے اسلئے میعاد سماعت جو نالش سے متعلق ہے بارہ سال حسب مدات ۱۴۴ و ۱۴۲ ہے جسکا شمار اوس تاریخ سے ہوگا جب مدعا علیہا لیہ کے بیشیروان فریق نے قبضہ مخالف مدعی کے کرلیا ہو کسی عدالت ماتحت نے کوئی صریح تجویز اوس تاریخ کی بابت نہین کی جب قبضہ مخالفانہ کرلیا گیا اور نیز اوس تاریخ کی نسبت نہین کی جب مدعی کو حق حاصل ہوا۔ اون عدالتون کو یہ فیصل کرنا چاہیئے تہا کہ مکندی بی بی کی وفات متوفیہ ۱۸۸۶ء کے بعد کسکی طرف حق منتظمی منتقل ہوا اور آیا بشیشر پرشاد عمدہ منتظمی پر اون اشخاص کے مخالف جنہون نے حق منتظمی حاصل کیا یا اون سب کی طرف سے مامور تہا عدالت ہاے ماتحت نے اس امر کو بھی نظر انداز کیا ہے کہ مدعی مکندی بی بی کی تاریخ وفات پر مسلما نابالغ تہا ہمکو یہ اطلاع دیگئی ہے کہ وہ ۱۸۹۹ء تک نابالغ رہا۔ اگر یہ صورت ہے اور اگر مدعی کا حق مسماۃ کی وفات پر پیدا ہوا تو جو نالش ۱۹۰۱ء مین دائر کی گئی وہ میعاد کے اندر تھی۔ ان نزاعات کا تصفیہ نہین ہوا اور جیسا کہ وکیل مستغیث ریسپانڈنٹان کو تسلیم ہے مقدمہ کی نسبت جزو اسباب طور سے نہین کی گئی ہے پس ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین اور عدالت ہاے ماتحت کی ڈگریان فسوخ کرکے مقدمہ عدالت مرافعہ اولی مین بدین ہدایات واپس کرتے ہین کہ وہ اوسکو بانمبر سابق رجسٹر مین قائم کرے اور اوسکی تجویز حسب قانون عمل مین لائے اور وہ امور مدنظر رکھے جو اوپر بیان کئے گئے ہین۔ اس عدالت کا خرچہ اور وہ خرچہ جو ابتک ہوا داخل خرچہ مقدمہ ہوگا۔

اپیل ڈگری اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

۲۳- فروری ۱۹۰۷ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۱۶

باجلاس سرجان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و مسٹر ولیم برکٹ صاحب جسٹس

محمد عبد الرشید خان وغیرہ (مدعیان) بنام دلسکھ رائے و یک کس دیگر (مدعا علیہما)

ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۹۹- رہن- بیع حق راہنی کا منجانب راہن کے- خریداری حق راہنی کی منجانب مرتہن بعلت اجرائے ڈگری موسومہ مشتریان راہن کے اثر خریداری مذکور کا نالش منجانب مشتریان راہن بغرض انفکاک رہن کے- فیصلہ ہوا۔

راہن نے حق راہنی واقع بعض جائداد مرہونہ کو اشخاص ثالث کے ہاتھ بیع کیا بتعلیت اجرائے ڈگری خرچہ و واصلات کے مرتہن نے حق راہنی کو جو خریداران کے پاس تھا دائر نیلام کراکر خود خرید کیا سالہا سال بعد اسکے خریداران حق راہنی نے نالش بغرض انفکاک رہن کے دائر کی اور بیع موسومہ مرتہن کو کالعدم تصور کیا- مدعیان نے اس نالش میں قائم مقامان مرتہن ابتدائی کو فریق نالش نہیں بنایا تجویز ہوئی کہ یہ نالش بوجہ شامل نہ کئے جانے اشخاص ضروری کے ساقط ہونی چاہیئے مگر بہر حال خریداری حق راہنی کی جو مرتہن نے کی محض قابل ابطال تھی اور کالعدم نہ تھی اور قریب بیس برس گذر جانے کے بعد اوسکی نسبت اعتراض نہیں کیا جاسکتا مقدمات تارا چند بنام امداد حسین (۱) و میاں چھوٹی بنام بکیوبن (۲) پسند کئے گئے مقدمات خراج مل بنام دایم (۳) ہیگوتی ہو لاسی بنام شامیاہیان لوس (۴) و مارتنڈ بنام دھونڈو (۵) و شیو دینی خواری بنام رام سرن سنگھ (۶) کا حوالہ دیا گیا۔

اس مقدمہ کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

مسمی رام بخش نے ایک رہن نامہ بھوگ بندھک ۵- فروری ۱۸۶۲ء کو ۱/ بسوہ ۱۰ بسوانسی واقع موضع جلودہا سمی کا بحق مسمی و بی داس کے بغرض اطمینان ادائے قرضہ مبلغ سعہ للعہ کے بمیعاد ساڑھے گیارہ سال بدین شرط تحریر کیا کہ مرتہن بعوض سود کے منافع لیا کرے لیکن رقم مالگذاری راہن کو لطور مالکانہ کے ادا کیا کرے۔ رہن میں یہ شرط تھی کہ راہن کو چاہئے کہ بوقت انفکاک

اپیل نمبر ۲۴۰ ۱۹۰۵ء منجانب ڈگری مولوی مولا بخش ایڈیشنل جج ماتحت علی گڑھ موزخہ ۴- اگست ۱۹۰۵ء۔

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۸۔
(۲) (۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۹۔
(۳) (۱۸۷۰ء) لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۔
(۴) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔
(۵) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۲۴۔
(۶) (۱۸۹۶ء) " " کلکتہ " ۲۶ " ۱۶۴۔

۱۹۰۵ء

محمد عبدالرشید خان بنام دیبی داس

مرتہن کو جسقدر بقایا اسامیون کے ذمہ ہو وہ نیز خرچہ تعمیر چاہات پختہ مرتہن کو ادا کرے - ۲۰ جون ۱۸۶۶ء کو رام بخش نے اپنا حق راہنی واقع موضع ... بسوہ منجملہ ا بسوہ حصہ مدعیان عبدالرشید خان وعزیز خان ومحمد خان کے ہاتھ بعوض مبلغ [illegible] کے بیع کیا - یہ مدعیان اور مدعیات مسماۃ الطاف بیگم ومسماۃ امۃ الرسول پسران ودختران مسمی نظور احمد خان کی ہین - نظور احمد خان نے ۲ نومبر ۱۸۸۱ء کو ا بسوہ ۹ بسوانسی ۱۰ کچوانسی حصہ اوس حصہ مین سے خرید کیا جو اوسوقت مملوکہ رام بخش تھا اور رام بخش کی ملکیت مین صرف ۱۰ کچوانسی حصہ باقی رہ گیا - اس ۱۰ کچوانسی حصہ کو بعد ازان دیبی داس مرتہن نے خرید کیا - مدعیان نمبر ا لغایت ۵ نے نالش واسطے انفکاک جائداد مرہونہ کے عدالت جج ماتحت مین پوری مین دائر کی اور ۲۵ مئی ۱۸۹۹ء کو ڈگری انفکاک اس شرط سے حاصل کی کہ مبلغ [illegible] ادا کیا جاوے - دیبی داس مرتہن اوس رقم پر قانع نہوا جو اوسکو دلائی گئی تھی اور اوس نے بنا راضی اس ڈگری کے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور ۲ جون ۱۹۰۰ء کو ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم کی گئی اور راہنان کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ علاوہ اوس رقم کے جسکا ادا کئے جانے کی پیشتر ہدایت کی گئی تھی مبلغ [illegible] باستثنای لگان واضافہ شدہ مالگذاری کے ادا کرین - اس سے قبل یعنی ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء کو مدعیان نمبر ا لغایت ۵ نے عدالت مین مبلغ [illegible] زر اصل جسکا اطمینان بذریعہ تحریر کرنے رہننامہ مورخہ [illegible] فروری ۱۸۶۳ء کے کیا گیا تھا عدالت مین داخل کیا تھا - اس روپیہ مین سے مرتہن نے ۱۴ جون ۱۹۰۰ء کو مبلغ [illegible] عدالت سے وصول کیا اور جائداد مرہونہ کا قبضہ دیا - چونکہ راہنان نے وہ رقم مزید جسکے ادا کرنیکی ازروے ڈگری ہائیکورٹ کے ہدایت کی گئی تھی ادا نہین کی لہذا دیبی داس نے عدالت سے یہ درخواست کی کہ اوسکو قبضہ واپس دلایا جاوے - اوسکی درخواست منظور ہوئی اور یکم اپریل ۱۹۰۱ء کو اوسکو قبضہ دلایا گیا - برطبق اسکے اوس نے صیغہ اجرا مین واسطے دلا پانے مبلغ [illegible] زر خرچہ کے جو ہائیکورٹ نے دلایا تھا اور بزرو اصلات اوس زمانہ کے جسمین وہ بیدخل رہا درخواست کی - اور چونکہ نالش انفکاک مین مدعیان نے زر مذکور ادا نہین کیا لہذا اونکا حق انفکاک واقع جائداد او نیلام کیا گیا اور ۲ اگست ۱۹۰۱ء کو خود دیبی داس نے بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کیا - نیلام منظور ہوا اور ۱۱ فروری ۱۹۰۲ء کو سارٹیفکٹ نیلام عطا کیا گیا - ۲۳ جولائی ۱۹۰۲ء کو دیبی داس نے اپنے حق ا بسوہ حصہ جائداد کا رہننامہ جو بنام اس وسالگ رام کے

۱۹۰۵ء
محمد عبدالرشید خان
بنام
دسکھ رامگیرے ۵۱۹

رہن تحریر کیا اور بعد ازاں ان مرتہنان کے ورثا نے دیبی داس کے حقوق مرتہنی واقع ۹ بسوہ
۱۱ بسوانسی ۱۱ کچوانسی کو واتر نیلام کرایا اور ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کو دسکھ رامے اور علی احمد
و عبدالعلیم ان حقوق کے خریدار ہوئے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو مدعیان الغایت ۳ نے جایداد مرہونہ
۲ بسوہ حصہ پنڈت پربہو دیال مدعی کے ہاتھ بیع کیا اور یکم فروری ۱۹۰۲ء کو مدعیان نے
انفکاک جایداد کے لیے نالش دائر کی جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اور انکا یہ بیان ہے کہ
حق راہنی واقع جایداد مرہونہ کا نیلام مورخہ ۲ اگست ۱۸۸۱ء بدست دیبی داس مرتہن ناجائز
باطل ہے اور اسلیے قائم مقامان راہن انفکاک کرانے کے مستحق ہیں۔ عدالت مرافعہ اولی
ایڈیشنل جج ماتحت علیگڈہ نے یہ تجویز کی کہ نیلام جائز ہے اور مدعیان کو کوئی استحقاق
انفکاک کرانے کا نہیں ہے۔ عدالت موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ نالش میں قانون تمادی
عارض ہے اور اسلیے اوسکو ڈسمس کیا۔ مدعیان نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

بابو جوگندرو ناتھ چودہری و آنریبل پنڈت سندر لال و ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی
بجانب اپیلانٹان۔

پنڈت موتی لال نہرو جنکی طرف سے بابو درگا چرن بنرجی حاضر ہوئے او پنڈت موہن لعل نہرو
بجانب رسپانڈنٹان۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکت صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے واقعات
جسقدر ضروری ہیں وہ یہ ہیں۔ مسمی رام بخش نے ۱۰ بسوہ حصہ واقع موضع اودہاہا پٹی
بیوگ بذریعہ ۵ فروری ۱۸۸۰ء کو بغرض اطمینان قرضہ مبلغ ... کے
مسمی دیبی داس کے نام بمیعاد ساڑھے گیارہ سال تحریر کیا اور یہ شرط ہوئی کہ مرتہن بالعوض
سود کے منافع لیا کرے لیکن بطور مالگذاری راہن کو سو روپیہ ادا کیا کرے رہننامہ میں یہ شرط بھی تھی کہ
راہن کو چاہیے کہ بوقت انفکاک جسقدر بقایا اسامیون کے ذمہ ہو مرتہن کو ادا کرے اور نیز خرچہ
تعمیر چاہات پختہ ادا کرے۔ ۲۸ جون ۱۸۹۶ء کو رام بخش نے اپنا حق راہنی واقع ۱۰ بسوہ
۱۲ بسوہ حصہ عبدالرشید خان و عزیز خان و محمود خان مدعیان کے ہاتھ بعوض مبلغ ... کے
بیع کیا۔ یہ مدعیان اور مدعیات مسماۃ الطاف بیگم و مسماۃ امت الرسول پسران
و دختران مسمی ظہور احمد خان کے ہیں۔ ظہور احمد خان نے ۲ نومبر ۱۸۸۱ء کو ۲ بسوہ ۱۹ بسوانسی
۱۱ کچوانسی اوس حصہ میں سے خرید کیا جو اوسوقت رام بخش کا مملوکہ تھا اور رام بخش کی ملکیت

۱۹۰۵ء

۵۲۰ محمد عبدالرشید خان بنام دلسکھ رائے

مین صرف ۱۰ آنچہ ۸ پائی حصہ باقی رہ گیا بعد ازان یہ ۱۰ آنچہ ۸ پائی حصہ دیبی داس مرتہن سے خرید کیا۔ مدعیان نمبر ۱ لغایت ۳ نے جائداد مرہونہ کے انفکاک کی نالش بیچ ماتحت مین پوری کی عدالت مین دائر کی اور ۵ مئی ۱۸۸۲ء کو ڈگری انفکاک اس شرط سے حاصل کی کہ مبلغ [illegible] ادا کیا جائے۔ دیبی داس مرتہن اوس رقم پر قانع نہوا جو اوسکو دلائی گئی تھی اور بناراضی اس ڈگری کے اوسنے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور ۴ جون ۱۸۸۲ء کو عدالت ماتحت کی ڈگری ترمیم کی گئی اور راہنان کو یہ ہدایت کی گئی کہ علاوہ اوس رقم کے جو دلائی گئی تھی وے مبلغ [illegible] بابت اخراجات وا اضافہ شدہ مالگذاری کے ادا کرین اس سے قبل یعنی ۱۱ نومبر ۱۸۸۲ء کو مدعیان نمبر ۱ لغایت ۳ نے مبلغ [illegible] زر اصل جو بذریعہ رہن نامہ مورخہ ۶ فروری ۱۸۶۶ء کے لیا گیا تھا عدالت مین داخل کیا تھا۔ اس رقم مین سے مرتہن نے ۴ جون ۱۸۸۲ء کو مبلغ [illegible] عدالت سے برآمد کر لیا اور جائداد مرہونہ کا قبضہ دلایا چونکہ راہنان نے وہ رقم فریادرسی نہین کی جسکے ادا کرنیکی ہدایت از روے ڈگری ہائیکورٹ کے اون کو کی گئی تھی لہذا دیبی داس نے عدالت سے یہ درخواست کی کہ اوسکو قبضہ واپس دلایا جائے۔ اوسکی درخواست منظور ہوئی اور یکم اپریل ۱۸۸۳ء کو اوسکو قبضہ واپس دلایا گیا بر طبق اسکے اوس نے حسب اجراے ڈگری واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] زر خرچہ کے جو ہائیکورٹ نے دلایا تھا اور زر واصلات اوس زمانہ کے جسمین وہ بیدخل رہا درخواست پیش کی اور چونکہ نالش انفکاک مین مدعیان مذکور کے ادا کرنے سے قاصر رہے لہذا اونکا حق انفکاک در ۱ قبع جائداد واقعہ نیلام کیا گیا اور ۲۰ اگست ۱۸۸۴ء کو اوسکو خود دیبی داس نے بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کیا نیلام منظور ہوا اور ۱۱ فروری ۱۸۸۵ء کو سارٹیفکٹ نیلام عطا کیا گیا ۲۴ جولائی ۱۸۸۶ء کو دیبی داس نے اپنے حق واقع ۱۰ بسوہ حصہ جائداد کا رہننامہ جمنا داس و سالک رام کے نام تحریر کیا اور بعد ازان ان مرتہنان کے ورثا نے دیبی داس کے حقوق مرتہن واقع ۹ بسوہ ۱۹ بسوانسی ۱۰ آنچہ ۸ پائی کو واقع نیلام کرایا اور ۵ جنوری ۱۸۹۶ء کو دلسکھ راے اور علی احمد مدعا علیہم اون حقوق کے خریدار ہوئے۔ مدعیان نمبر ۱ لغایت ۳ نے جائداد مذکور کا ۶ بسوہ حصہ پنڈت بریسو دیال مدعی کے بیع کیا اور یکم فروری ۱۹۰۱ء کو مدعیان نے انفکاک جائداد کے لیے نالش دائر کی جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اور اونکا یہ بیان ہے کہ حق راہنی واقع جائداد مرہونہ کا

نیلام مورخہ ۴ - اگست ۱۸۸۱ء بنام دیبی داس مرتہن ناجائز وکالعدم ہے لہٰذا قائم مقامان
راہن انفکاک کرانے کے مستحق ہیں عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نیلام جائز ہے اور مدعیان
کو کوئی استحقاق انفکاک کرانے کا نہیں ہے اوس عدالت نے یہ بھی تجویز کی کہ دعوی میں
قانون تمادی عارض ہے اور نالش ڈسمس کی لہٰذا یہ اپیل دائر کیا گیا ہے۔

بیان واقعات مذکورہ بالا سے یہ واضح ہوگا کہ مدعیان نمبر ۱ لغایت ۴ نے ۱۳ بسوہ ۱۳
۱ بسوہ حصہ مرہونہ کے رام بخش سے خرید کیا تھا اونکے باپ نے صرف ۲ بسوہ ۹ بسوانسی
۱۰ کچوانسی حصہ خرید کیا تھا لہٰذا بعد وفات نور احمد خان کے اوسکی دختران یعنی مدعیات نمبر ۵ و
۶ اوس حصہ میں ایک حصہ کی حقدار ہو گئیں جو اوس نے اس طرح خرید کیا تھا یعنی اس حصہ
کا ایک چہارم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس حصہ کا رقبہ تخمیناً [illegible] سے زیادہ نہیں ہے۔

مدعیان اپیلانٹان نمبر ۱ لغایت ۴ نے عدالت میں یہ درخواست پیش کی کہ نیلام مورخہ ۴
اگست ۱۸۸۱ء اس بنا پر منسوخ کیا جائے کہ قیمت بیعنامہ ناکافی تھی لیکن یہ درخواست نامنظور
کی گئی اور نیلام ۹ فروری ۱۸۸۲ء کو منظور کیا گیا بعد ازاں درخواست عذرداری میں
جو بعض اپیلانٹان نے ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو اوس درخواست کے جواب میں پیش کی جو
رسپانڈنٹان نے داخل خارج اسما کے لئے دی تھی ان اپیلانٹان سے یہ تسلیم کیا
کہ حق راہنی واقع جائداد مرہونہ دیبی داس کی طرف بربنائے خریداری ۴ اگست ۱۸۸۱ء
منتقل ہوگیا اونھوں نے یہ بیان کیا کہ اوس تاریخ کو دیبی داس کا حق محض ایسے
خریدار کی حیثیت سے تھا اور یہ کہ حقوق مرتہنی جنکی خریداری کا سائلان نے دعوی کیا
۴ اگست ۱۸۸۱ء کو معدوم ہو گئے مسماۃ امت الرسول و مسماۃ الطاف بیگم ۱۸۸۱ء میں
نابالغ تھیں اور وہ اوس نالش انفکاک میں جو جج ماتحت [illegible] کی عدالت میں ۱۸۹۶ء
میں دائر کی گئی فریق نہ تھیں دیگر اپیلانٹان بھی بنا پر [illegible] نالش ہذا نابالغ تھے اونکی
بولایت اپنی ماں مریم النساء کے نالش کی اب اپیلانٹان [illegible] سے یہ حجت کی گئی ہے کہ
۶۲۲ کوئی مرتہن بعلت ادائے کسی ڈگری کے جو اوس نے حاصل کی ہو اور جو ایسی ڈگری نہیں
جو اوسکے رہن کی بنا پر حاصل کی گئی ہو راہن اپنے رہن کا دائرہ نیلام کرا کر خود نہیں
خرید کر سکتا کہ ایسی خریداری کالعدم ہے اور یہ کہ باوجود ایسے نیلام کے حق راہنی پھر بھی
راہن کے قبضہ میں بدستور رہیگا اس حجت کی سند میں مقدمہ [illegible] بیسٹ

نمبر ۱۹۰

محمد عبدالرشید خان
بنام
دسکھ رائے

بنام دہو ندو دامودر کلکرنی (۱) پر استدلال کیا گیا ہے اس مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی کہ مرتہن کا کسی جائداد کو خرید کرنا جسکو اوس نے بعلت اجراے ڈگری زر نقد نیلام کرایا ہو اوسکو اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کرتا کہ اوس سے بحیثیت مرتہن انفکاک کرایا جاوے اور یہ کہ جو نیلام اوسکے نام کیا گیا وہ اسوجہ سے کالعدم ہو گیا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی مرتہن ایسے نیلام اور خریداری کے ذریعہ سے اپنی جائداد کو منتقلہ ہونیکی ذمہ داری سے سبکدوش کرا سکے جن حکام نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا اونہوں نے وہ مسئلہ اختیار کیا جو مقدمہ بھگوتی داسی بنام شاما چرن بوس (۲) میں قائم کیا گیا ہے یعنی یہ کہ مرتہن مستحق نہیں ہے کہ بذریعہ ڈگری زر نقد جو ربنا سے ضمانت اضافی مثل تمسک یا اقرارنامہ کے حاصل کی گئی ہو جو امتی کو علیٰدہ خرید کرے کیونکہ اس کارروائی سے وہ راہن کو اوس حق سے محروم کر دیگا جو اوسکو اس اصول سے کہ جائداد کفالت تصور کیجاتی ہے عدالت انصاف ہمیشہ راہن کو عطا کرتی ہے یعنی ایک معقول مہلت اس غرض سے اوسکو دیتی ہے کہ وہ مطالبہ بیباق کر کے جائداد کو واپس لے۔ یہ حق ایک لازمہ قرین انصاف متعلق معاہدہ رہن ہے اور مرتہن کو اس شرط سے گریز کرنیکی اجازت دینا اور اوسکو ایسا فعل کو در پردہ کرنے دینا جو وہ علانیہ نہیں کر سکتا تھا خلاف انصاف ہو گا" بعد ازان فاضل صاحبان جج نے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ ایسا اصول ہے جو بشکل توسیع شدہ دفعہ ۹۹ ۔ ایکٹ انتقال جائداد مین بطور قانون منضبط کیا گیا ہے بعد ازان اونہوں نے یہ تحریر کیا ہے "مقدمہ موجودہ میں یہ کہنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن نے اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ بذریعہ خریداری نہیں اوٹھایا اور طور پر اپنی سے کارروائی نہیں کی جا سکے بعد اونہوں نے یہ تحریر کیا ہے کہ "یہ مسئلہ وقت طلب اور مشتبہ ہے لیکن اس خیال سے کہ واضعان قانون نے اب اس اصول کو نہایت وسعت کے ساتھ اختیار کیا ہے ہمارے خیال میں ہمارا اوسپر عمل کرنا قرین انصاف ہے" ہائی کورٹ کلکتہ کے ایک اجلاس نے مقدمہ شیو دینی تیواری بنام رام سرن سنگھ (۳) میں یہ تجویز کی ہے کہ

(۱) ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۳
(۲) ۱۸۹۳ء " " " کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۶۳
(۳) ۱۸۹۵ء " " " " ۲۲ صفحہ ۳۹۶

۱۹۰۰ ۲ محمد عبدالرشید خان بنام دلسکھ رائے

دفعہ ۹۹ کو زمانہ گذشتہ سے بھی اس بنیاد پر متعلق کرنا چاہیئے کہ کسی ڈگری کے اخذ کرنے کا
طریقہ امر ضابطہ ہے اور یہ کہ جو نیلام اوس دفعہ کے خلاف واقع ہو وہ قطعاً خلاف قانون
ہے۔ یہ تجویز اوس رائے کے مطابق نہیں ہے جو اس ہائی کورٹ کے ایک اجلاس نے
مقدمہ تالا چند بنام امداد حسین (۱) قائم کی تھی اوس مقدمہ میں ایج صاحب چیف جسٹس و
بلیئر صاحب جسٹس تھے یہ تجویز کی کہ جب کسی راہن کا حق واقع جائداد عدالت مال
کے حکم سے بعلت اجرائے ڈگری لگان خلاف احکام دفعہ ۹۹ نیلام ہو جاوے اور نیلام
بر طبق اپیل بورڈ مال سے بحال رہے تو یہ فیصلہ مابین ڈگری دار اور مدیون ڈگری کے نالش
لگان میں قطعی ہوگا یہی فیصلہ ہمکو بھی پسند آتا ہے۔ اس مسئلہ پر مقدمہ میان تھوڑی بنام
لکھپرسان (۲) غور کیا گیا اور یہ تجویز کی گئی کہ اگر کوئی نیلام ایسی ڈگری کے اجرا میں عمل
میں آئے جو مرتہن نے بابت تعلق رہن حاصل کی ہو تو نیلام مذکور خلاف احکام دفعہ ۹۹ کے
ہے اور باوجودیکہ نیلام باطل نہیں ہوتا لیکن قابل انفساخ ہوتا ہے۔ سر [illegible] صاحب جج
نے اپنی تجویز میں یہ تحریر کیا ہے کہ جس نیلام کی نسبت اعتراض کیا جاتا ہے وہ بلا شبہ
خلاف احکام دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد کے ہے۔ یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آیا حسب حجت
راہنان اپیلانٹان کے بیع نیلامی کلیتاً کالعدم و باطل ہے۔ یہ حجت کہ خلاف احکام دفعہ مذکور
نیلام کے عمل میں لانے میں عدالت نے خلاف اختیار کارروائی کی صریحاً ناقابل منظوری ہے
تاہم اگر دفعہ مذکور حقوق عامہ خلائق کے تحفظ کی غرض سے وضع کی گئی ہے اور یہ خیال
کیا جائے کہ اس قانون کی رو سے ایک قاعدہ مصلحت عامہ قائم کیا گیا ہے جسکی رو سے
ممانعت قطعی ہوگی تو نیلام باطل ہوگا لیکن اگر دفعہ مذکور محض واسطے فائدہ کسی خاص گروہ
اشخاص کے داخل کی گئی ہے تو نیلام صرف قابل ابطال ہوگا۔ فاضل جج نے اس امر کی تائید
میں بعض کتب مستند کا حوالہ دیا ہے اور بعدہ یہ تحریر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ [illegible]
ہے جسکا مقصود یہ ہے کہ صرف ایسے اشخاص کی حفاظت کیجائے جنکو جائداد مرہونہ کے انفکاک
سے تعلق ہو پس نیلام باطل نہیں تجویز کیا جا سکتا۔ فاضل جج نے اس امر کی احتیاط کی [illegible]

(۱) [illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۳۲۵
(۲) [illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ ۳۴

عنوان ۱۸۹۸ء

۴۴۴ محمد عبد الرشید خان بنام دسکو رائے

یہ مطلب نہ سمجھا جاوے کہ اوسنون نے یہ تجویز کی ہے کہ راہن جایداد کے انفکاک کرانے سے ممنوع ہوگا اور یہ تحریر کیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ نیلام قبل از ابتدائی ڈگری کے حق مذکور پر اسوجہ سے موثر نہو سکے کہ یہ ناممکن ہے کہ ریسپانڈنٹ مرتہن ہونیکی حیثیت سے اپنے آپکو بذریعہ نیلام اور خریداری کے ذریعہ سے جایداد کے منفک ہونیکی ذمہ داری سے سبکدوش کرا سکیگا۔

قطع نظر احکام مندرجہ دفعہ ۹۹۔ ایکٹ انتقال جایداد ہم یہ نہین تجویز کر سکتے کہ مرتہن قانوناً کبھی حق راہنی کے خرید کرنے اور اپنے آپکو اس ذمہ داری سے سبکدوش کرنے سے ممنوع ہے کہ اوس سے انفکاک کرایا جاوے بشرطیکہ خریداری بالکل نیک نیتی سے ہو اور مرتہن اپنے مرتہن ہونیکی حیثیت سے کوئی فائدہ بیجا نہ اوٹھاوے ہم کسی ایسے اصول سے واقف نہین ہین جسکی بناپر ایسے نیلام کی نسبت اسوجہ سے اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ خریدار جایداد خریدکردہ کا مرتہن ہے حال کے مقدمہ مطیراج علی بنام دایم (۱) مین جو حکام عالی مقام پریوی کونسل کے روبرو پیش ہوا اونہون نے اثنائے تجویز مین یہ فرمایا لیکن جج نے کل جایداد کے انفکاک کی ڈگری اس بنیاد پر صادر کی ہے کہ مرتہنان حق راہنی بذریعہ خریداری نیلام کے حاصل یا خرید [illegible] نہین کر سکتے تھے بجز اسکے کہ نالش بربنائے رہن نامہ بلحاظ حساب کے دائر کیا گیا اور روپیہ جو بعوض انفکاک کے لئے دیا گیا تھا واپس کیا جائے حکام عالی مقام اس رائے سے اتفاق نہین کر سکتے جو اونکی دانست مین صحیح اصول عدالت کے استعمال بیجا پر مبنی ہے حکام عالی مقام کو اس اصول مین کوئی شبہ نہین ہے جسپر ہندوستان کے اکثر مقدمات مین عمل کیا گیا ہے یعنی یہ کہ مرتہن جو حاصل کرنے ڈگری زر نقد بنسبت قرضہ رہن اور بذریعہ لینے حق راہنی کے بصیغہ اجرا مرتہن اپنے آپکو بحیثیت مرتہن ذمہ داریون سے بری نہین کر سکتے (۱) رہن کو بربنائے حساب و دیگر تدابیر متعلقہ کے جو نالش رہن مین ضروری ہین جو وسکے حق انفکاک سے محروم کر سکتا ہے مقدمہ مذکور حکام عالی مقام نے اس رائے کو نامنظور کیا ہے کہ بذریعہ خریداری نیلام عدالتی کے مرتہنان جایداد مرہونہ کا حق انفکاک حاصل نہین کر سکتے بجز اسکے کہ نالش بربنائے رہن دائر کیجاوے اگو اونہون نے عدالت کا یہ اصول مان لیا ہے کہ کوئی مرتہن بذریعہ ڈگری زر نقد بنسبت [illegible] رہن و بذریعہ حاصل کرنے حق راہنی کے بصیغہ اجرا اپنے آپکو ذمہ داریون سے بحیثیت مرتہن سبکدوش [illegible]

(۱) [illegible] انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۹۴

سنہ ۱۸۹۰ء

محمد عبدالرشید خان
بنام
... وغیرہ

نہیں کر سکتا نہ راہن کو اوسکے حق انفکاک سے محروم کر سکتا ہے اوس مقدمہ میں جو ہمارے روبرو پیش ہے حق راہنی بعلت اجرائے ایسی ڈگری زر نقد کے جو بابت زر قرضہ کے صادر ہوئی تھی نیلام نہیں کیا گیا تھا وہ ایسی ڈگری کے اجرا میں جو بابت خرچہ و اصلاحات کے تھی نیلام ہوا تھا۔ جیسا کہ ہم نے ادا کیا ہے عبدالرشید خان و عبدالعزیز خان و محمود خان مدعیان نے اوس نیلام کو جو ڈیبی داس کے نام ہوا تھا فسخ کرانا چاہا لیکن وے اس کوشش میں ناکام رہے لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کسطرح بعد انقضائے ۴ سال سے زیادہ عرصہ کے بعد یہ اپیلانٹان اب کامیابی کے ساتھ یہ دعوی پیش کر سکتے ہیں کہ نیلام کالعدم ہے۔

لیکن ہماری دانست میں ایک سخت اعتراض نسبت نالش مدعیان اپیلانٹان کے یہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قائم مقام قانونی ڈیبی داس کے مدعا علیہ نہیں بنائے گئے بصورت نہ ہونے اون اشخاص کے جنکو نیلام کے بحال ہونے سے تعلق ہے عدالت یہ استقرار نہیں کر سکتی کہ نیلام مورخہ ۴ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کالعدم ہے۔ محض اس وجہ سے کہ اشخاص ضروری مدعا علیہ نہیں بنائے گئے ہماری رائے میں نالش ساقط ہوتی ہے اور اپیل ڈسمس ہونا چاہئے۔ لیکن یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ مسماة الطاف بیگم و مسماة امت الرسول مدعیات اوس نالش انفکاک میں فریق نہیں جو اونکے بھائیوں نے دائر کی لہذا نیلام جو بعلت اجرائے ڈگری خرچہ و اصلاحات کے اوس نالش میں ہوا اقل درجہ اونکے مقابلہ میں کالعدم ہے اور یہ کہ وے انفکاک کرانے کی مستحق ہیں۔ شاید اس بحث کے کلام عالی مقام پریوی کونسل کے فیصلہ پر استدلال کیا گیا ہے جو اوس مقدمہ میں صادر ہوا جسکا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے اور جس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ جب کوئی عدالت کسی ڈگری کے اجرا میں حق راہنی واقع جایداد مرہونہ نیلام کرے جسکے بعض مالکان فریق کارروائیات مذکورہ نہ تھے یا مناسب طور پر اونکی طرف سے مقدمہ میں کوئی حاضر نہیں ہوا تو ایسے اشخاص کے مقابلہ میں ڈگریات اور نیلامات جنکا عمل میں آنا ظاہر کیا گیا ہو کالعدم ہونگے اور بلالحاظ کسی کارروائی کے جو اونکی منسوخی کے لئے کیجاوے وہ ناقابل لحاظ سمجھی جا سکتی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مسماة الطاف بیگم و مسماة امت الرسول نیلام مورخہ ۴ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کی پابند کسی طرح سے نہیں اور یہ کہ وے جایداد مرہونہ کے اوس جزو قلیل کے انفکاک کرانیکی مستحق ہیں جسکی مستحق اپنے پدر کی وفات پر ہوئے اوس نالش میں جو تین بھائیوں نے علیحدہ اوس غرض کے لئے دائر کی گئی لیکن اس امر کی نسبت ہم کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے

فیصلہ ۱۹۰۰ع
محمد سعداللہ خان
بنام
رام سروپ وغیرہ

جب نالش بانفکاک اونکے بھائیون کے نام سے بولایت اونکی ماں کے دائر کی گئی تو وے و نیز اونکے برادران نابالغ تھے اور ایسے حالات مین یہ تجویز کیجا سکتی ہے کہ رام بخش صاحب کی جایداد کی نسبت کارروائی انفکاک مین کافی پیروی کی گئی جس مقدمہ کا ہم نے حوالہ دیا ہے اوسمین حکام عالی مقام پریوی کونسل نے یہ فرمایا ہے - راہن متوفی کے خاندان کے ایک شریک کو جایداد کی نسبت کارروائی کرنیکی اجازت دینے مین اور اس امر سے انکار کرنے مین کہ نیلام ہاے عدالتی محض اس وجہ سے فسخ کئے جاوینگے کہ بعض اشخاص خاندان جو نابالغ تھے فریق کارروائی نہین کئے گئے ہندوستانی عدالتون نے مناسب طور پر اختیار تمیزی کو وسعت کے ساتھ نافذ کیا ہے بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ قرضہ ٹھیک طور سے متوفی کے ذمہ واجب الادا تھا اور کوئی نقصان نابالغان غیر حاضر کا نہین ہوا اگر اس امر کی نسبت ہم کوئی فیصلہ نہین کرتے یہ بھی ظاہر کرنا مناسب ہے کہ یہ ایسا بیان نہین ہے جیسا یہ مسماتان اپنے دعوی مین پیش کرتی ہین اونھون نے ایک ہی دعوی باتفاق اپنے برادران یعنی دیگر مدعیان کے کیا اور اوس کل جایداد کے انفکاک کا دعوی کیا جو رہن مورخہ ۵ - فروری سنہ ۱۸۶۳ع مین شامل ہے چونکہ دیبی داس مرتہن نے جو انفکاک واقع جایداد مرہونہ کا ایک جزو خرید کیا اس لئے رہن کی حیثیت مجموعی شکست ہوگئی اور یہ مسماتان ہر حالت مین صرف اپنے ہی حصہ یعنی دو بسوہ ۱۹ بسونسی و کچوانسی کے چہارم حصہ انفکاک کرانے کے مستحق ہوتے مگر اس دادرسی کے حاصل کرنیکی نسبت یہ اعتراض ہے کہ اونھون نے دیبی داس اصل مرتہن کے جائز قائم مقامان کو فریق نہین بنایا پس ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ نالش موجودہ مین جسمین دیبی داس کے قائم مقامان جائز فریق نہین بنائے گئے مدعیان کوئی دادرسی حاصل نہین کر سکتے پس ہم اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

---

۲۳ - فروری سنہ ۱۹۰۰ع
صوبجات شمال مغربی
۵۲۶

باجلاس سر جان اڈجلی صاحب نائب چیف جسٹس و مسٹر ولیم برکٹ صاحب جسٹس

مصطفی خان وغیرہ (مدعاعلیہم)*

بنام

بیبو لجا بی بی (مدعیہ) و یعقوب خان وغیرہ (مدعاعلیہم)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰ و ۵۰ و ۲۵۰ و ۵۶۲ - نالشی درخواست ادخال فیصلہ نالشی و

* اپیل اول نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۸ع بنارائجی ڈگری مولوی محمد صاحب جج گورکھپور مورخہ ۵ - مئی سنہ ۱۸۹۸ع

۱۹۰۲ء

بلا توسط عدالت کے ہوا ہو۔ فیصلۂ ثالثی کا ثالث کے اختیارات سے متجاوز ہونا عدالت کو فیصلۂ ثالثی کی واپسی کا اختیار نہ ہونا۔

محمد مصطفیٰ خان بنام سیو لجانی بی

عدالت کو جبکہ روبرو درخواست حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطۂ دیوانی بغرض اوخال ایسے فیصلۂ ثالثی کے پیش کیجاوے جو بلا توسط عدالت صادر ہوا ہو یہ اختیار نہیں ہے کہ فیصلۂ ثالثی کی ترمیم کرے یا اوسکو بغرض نظر ثانی واپس کرے بلکہ صرف یہ اختیار ہے کہ اوسکو داخل و نافذ کرے یا درخواست کو نامنظور کرے۔

۵۰۷ مقدمات اللہ رکھیا ضیو جی بنام جہانگیر میرزجی (۱) و بجوا و سنگہ بنام نرائن داس (۲) و مان کرم بنام مالی تبری ارشفنس تنبو وری (۳) و گونڈی کر بنام ڈونڈی کاران (۴) کی تقلید کی گئی۔

یہ اپیل ایک درخواست سے پیدا ہوا جو حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطۂ دیوانی کے مسماۃ سیو لجانی بی نے بغرض اوخال ایک ایسے فیصلۂ ثالثی کے عدالت میں پیش کی جو بلا توسط عدالت کے صادر کیا گیا تھا۔ فریقین مقدمہ ہذا جایداد غیر واقع اضلاع بستی و فیض آباد و لکھنؤ کے مالکان مشترکہ ہیں۔ ۲۳ اگست ۱۸۹۹ء کو اونہوں نے مسمی فیض خان کو جایداد مذکور کے باہم تقسیم کرنے کے لئے ثالث مقرر کیا اور ثالث نے اپنا فیصلۂ ثالثی ۱۱ دسمبر ۱۹۰۱ء کو صادر کیا۔ سیو لجانی بی نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو درخواست پیش کی تھی۔ فریق ثانی نے فیصلۂ ثالثی کی نسبت مختلف عذرات کئے لیکن اونکو عدالت (جج ماتحت گورکھپور) نے نامنظور کیا اور بعد تصحیح غلطی کتابت فیصلۂ ثالثی کے یہ ہدایت کی کہ ڈگری بموجب شرائط فیصلۂ مذکور کے مرتب کی جاوے۔ فریق ثانیان نے ہائیکورٹ میں بدین استدعا اپیل کیا کہ فیصلۂ ثالثی بلحاظ بعض امور کے اندر اختیارات ثالث کے نہ تھا اور عدالت کو اوخال فیصلۂ ثالثی کے حکم دینے کا کچھ اختیار نہ تھا اور یہ کہ ڈگری عدالت ماتحت کی مطابق فیصلۂ ثالثی کے نہیں ہے۔

مسٹر عبد المجید و مولوی محمد اسحاق بجانب اپیلانٹان۔

آنریبل پنڈت سندر لال و پنڈت موتی لال نہرو بجانب رسپانڈنٹان۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو بغرض حصول ڈگری بربناے فیصلۂ ثالثی حسب احکام دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطۂ دیوانی

(۱) ۱۸۸۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۹۸
(۲) ۱۸۸۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹
(۳) ۱۸۸۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۶۵
(۴) ۱۸۸۶ء ایضاً بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۶۲

۱۹۰۶ء

مصطفی خان بنام سیبوجابی بی

دائر کی گئی۔ فریقین نالش جایداد کثیر واقع اضلاع بستی و فیض آباد و لکھنؤ کے مالک ہین۔ اس جایداد کی مالکیت اور تقسیم کی بابت باہم اونکے اختلافات اور نزاعات پیدا ہوئین جنکے سپرد ثالثی کرنے پر وے رضامند ہوئے۔ بر طبق سپردگی ثالثی کے ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کو فیصلہ ثالثی صادر ہوا تھوڑے عرصہ کے بعد حسب دفعہ ۵۲۵ درخواست اسغرض سے پیش کی گئی کہ فیصلہ ثالثی داخل کیا جاوے اور اوسکی بنا پر ڈگری صادر کیجاے اس درخواست کی جوابدہی اپیلانٹان نے متعدد وجوہ پر کی جنمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ثالث نے ایسے امور کا فیصلہ ۵۲۸ کیا جو اوسکے سپرد نہین کئے گئے تھے یہ حجت کی گئی ہے کہ اگر یہ عذر صحیح ہے تو عدالت کو کوئی اختیار فیصلہ ثالثی کے داخل کرنے یا بر بناے اوسکے ڈگری صادر کرنے کا نہین ہے پس اس اپیل مین ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ دفعات ۵۲۵ و ۵۲۶ مجموعہ مذکور کا کیا اثر و نتیجہ ہے دفعہ ۵۲۵ کی روسے عدالت کو اختیار ہے کہ کسی فیصلہ ثالثی کو داخل عدالت کرے جو ایسے معاملہ کی نسبت ہو جو بلا توسط عدالت سپرد ثالثی کیا گیا ہے یعنی جو بعض اوقات از نام فیصلہ ثالثی "خانگی" موسوم کیا جاتا ہے دفعہ ۵۲۶ مین یہ حکم ہے کہ اگر کوئی ایسی وجہ جسکا ذکر یا حوالہ دفعہ ۵۲۰ یا دفعہ ۵۲۱ مین ہے نسبت فیصلہ ثالثی کے پیش نہ ہو تو عدالت فیصلہ مذکور کے داخل کئے جانے کا حکم دیگی اور وہ فیصلہ بعد ازان مثل اوسی فیصلہ کے موثر ہوگا جو کہ حسب احکام اس باب کے کیا جاے دفعہ ۵۲۰ کی روسے عدالت کو اختیار ہے کہ فیصلہ ثالثی یا کسی امر محولہ ثالثی کو واسطے نظر ثانی کے اوسی ثالث کے پاس منجملہ دیگر وجوہ کے اس وجہ پر واپس مرسل کرے کہ فیصلہ ثالثی کی روسے ایسے امر کی نسبت تجویز ہوئی جو ثالثی کے لئے سپرد نہین کیا گیا تھا یہ حجت کی گئی ہے کہ اگر کوئی وجہ اعتراض کی مثل ایسی وجہ کے جسکا تذکرہ دفعہ ۵۲۰ مین کیا گیا ہے فیصلہ ثالثی کی نسبت ظاہر کیجاے تو عدالت فیصلہ ثالثی یا کسی امر محولہ ثالثی کو ثالث کی نظر ثانی کے لئے واپس مرسل نہین کرسکتی اور یہ کہ ایسی صورت مین عدالت صرف یہی کرسکتی ہے کہ درخواست کو نامنظور کرے اور فیصلہ ثالثی کے داخل کئے جانے سے انکار کرے۔ مقدمہ الدر کہیا شیوجی بنام جہانگیر ہرمزجی (۱) مین اس معاملہ پر غور کیا گیا اور اوسمین بر بناے تعبیر دفعہ ۳۲۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء جسکے ہم مضمون مجموعہ موجودہ کی دفعہ ۵۲۶ ہے بعد سماعت قابلانہ بحث اس امر کے متعلق یہ تجویز کی گئی کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۹۱۔

سنہ ۱۹۰۵ء

مصطفی خان بنام بھولجا بی بی

عدالت کو کوئی اختیار خانگی فیصلہ ثالثی کی ترمیم کرے یا بغرض نظر ثانی اوسکو واپس مرسل کرنے کا نہین ہے بلکہ صرف یہ اختیار رہیگا کہ اوسکو داخل و نافذ کرے یا نامنظور کرے اس نظیر کی پیروی مقدمات جوالا سنگھ بنام نرائن داس (۱) دمان وکرم بنام بلی کرسٹن (۲) نمبودری (۱) و ڈنڈی کر بنام ونڈی کرسس (۳) کی گئی ہم کو کوئی وجہ اس نظیر سے اختلاف کرنیکی معلوم نہین ہوتی دفعہ ۵۲۲ پر احتیاط سے غور کرنے کے بعد ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجز اوس طریقہ کے جو ان فیصلجات مین مندرج ہے عدالت کوئی اور طریقہ نہین اختیار کر سکتی۔

اب ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا حسب منشاء دفعہ ۵۲۵ اس مقدمہ مین کوئی اعتراض فیصلہ ثالثی کی نسبت ثابت ہوا یا نہین۔ سپردگی ثالثی سے وہ اختیارات صاف ظاہر ہوتے ہین جو ثالث کو عطا کئے گئے
۵۲۹
اور وہ یہ ہین (اول) ہر فریق کے حصہ کی مقدار و نوعیت کا تصفیہ (دوم) اس امر کا تصفیہ کہ کونسی جایداد دونون فریق کی ملکیت مشترکہ ہے اور کس کے اہتمام و قبضہ مین ایسی جایداد ہے (سوم) تقسیم جایداد کے وقت اس امر کا تصفیہ کرنا کہ کسی خاص جایداد کا کسقدر حصہ کسی ایک فریق کو دینا چاہئے اور کس فریق کو اوس سے محروم کرنا چاہئے (چہارم) اس امر کا تصفیہ کہ ایک فریق کو چاہئے کہ دوسرے فریق کو اسباب جو الا کرے یا نقد روپیہ ادا کرے ہمارے نزدیک یہ ہدایات واضح اور محدود ہین اب ہمکو یہ دیکھنا چاہئے کہ ثالث نے کیا کارروائی کی۔ اوس نے فریقین اور مختلف اور مخلوط حقوق واقع جایداد کے تحقیق کرنے۔ اور اون نزاعات کے تصفیہ کرنے مین جو اوسکو تصفیہ کے لئے سپرد کیگئی تھین بڑی محنت کی اور جہانتک ہم رائے قائم کرسکتے ہین اوسنے بلاشبہ نیک نیتی اور ایمانداری سے فیصلہ کیا لیکن چند اعتبارات سے ہمارے نزدیک فیصلہ ثالثی ناقص ہے اولاً ثالث نے بعض حصص جایداد کی نسبت جو اوس نے دو فریقون کو دلائے اون تمتع کی نسبت قیود عاید کی ہین اور اوسکا ایسا کرنا قرین انصاف نہ تھا مثلاً اوس نے مسماۃ بھولجا بی بی کی نسبت یہ تجویز کی ہے کہ وہ ایک خاص حصہ کی مستحق ہے مگر اس تجویز پر قناعت نہ کرکے اوس نے مسماۃ کے اختیارات کو اوس حصہ کی نسبت جو اوسکو دلایا گیا ہے محدود کردیا ہے اوس نے یہ ہدایت کی ہے کہ باستثنائے اولاد ذکور غلام رسول خان کے وہ اپنے حصہ کو کلاً یا جزاً دختران خاندانی کی طرف یا اپنے خسر کے رشتہ دارون کی طرف یا اشخاص غیر کی

(۱) ۱۸۸۱ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ (۲) ۱۸۸۱ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۶۰
(۳) ۱۸۹۶ء بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۶۶۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء

مصطفیٰ خان بنام سیو لجانی بی

طرف منتقل نہ کرے اور یہ شرط اضافہ کی ہے کہ اگر غلام رسول خان کی اولاد ذکور اوسکو تکلیف پہونچائے یا اوسکی پرورش کرنے سے غفلت کرے تو اوسکو اختیار ہوگا کہ اپنی جایداد کسی غیر شخص کے ہاتھ بھی بیع کردے۔ ثالث کو یہ اختیار نہ تھا کہ کسی جایداد کی نسبت کسی فریق کو اوسکی تمتع کی بابت قیود عاید کرے اور ہمارے نزدیک اس بارہ میں ثالث نے ایسے معاملات کا تصفیہ کیا ہے جو اوسکو سپرد نہیں کئے گئے تھے۔ رسیا نند خان کے وکیل ایڈوکیٹ نے یہ بحث کی ہے کہ ثالث کو یہ اختیار تھا کہ حصہ جو ہر فریق کو ملنا چاہئے اوسکی نوعیت کا تصفیہ کرے اسلئے یہ قید کہ اس مساۃ کے تمتع جایداد کی نسبت اوس نے عاید کی وہ ثالث کے اختیارات کے اندر تھی۔ الفاظ نوعیت حصہ کے ہم یہ معنی نہیں سمجھ سکتے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان الفاظ کے استعمال کرنے کا کیا منشا تھا لیکن یقیناً اوسکے معنی ہمکو یہ معلوم ہوتے ہیں کہ وہ ایسے وسیع نہیں ہیں جنکی رو سے ثالث کو یہ اختیار ہو کہ وہ ایسی قید عاید کرے جو اوس نے مساۃ سیو لجانی بی کے معاملہ میں عاید کی ہے خاص وہ اسکے بعض حصص جایداد رستم خان کو دلائے گئے ہیں اور اوسکے معاملہ میں بھی ثالث نے تمتع جایداد کی نسبت اوسپر ایک قید عاید کی ہے۔ اوس نے فیصلہ ثالثی میں یہ بیان کیا ہے کہ رستم خان نے رحمت اللہ خان کو ایک حصہ دینے کا اقرار کیا تھا اور بعد ازان اوس نے فیصلہ ثالثی میں یہ درج کیا ہے کہ رستم خان کو ہمیشہ خود اپنے بیان کا پابند رہنا چاہئے اور اوسکو کل یا جزو اپنے حصہ کا کسی شخص کے پاس منتقل کرنا چاہئے تا اوسپر کوئی مطالبہ عاید کرنا چاہئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امر اون اختیارات سے باہر ہے جو بذریعہ سپردگی ثالثی عطا کئے گئے۔ علاوہ اسکے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تجارت لکڑی سے متعلق جو لکھنؤ میں کیجاتی تھی متعدد قرضہ جات باقی تھے معمولی طریقہ سے ثالث کو لازم تھا کہ اون قرضہ جات کو فریقین میں تقسیم کرتا مگر اوس نے ایسا نہیں کیا بلکہ فیصلہ ثالثی میں یہ ہدایت کی کہ صرف نبدہو خان اپیلانٹ اون قرضہ جات کو وصول کرے اور اونکا حساب دوسرے اشخاص کو سمجھاوے واضح ہو کہ نبدہو خان فیصلہ ثالثی کے اس حکم کی نسبت معترض ہے اور کچھ بیجا معترض نہیں۔ اوسکا یہ بیان ہے کہ اوس تجارت سے وہ واقف نہیں تھا جو لکھنؤ میں ہوتی تھی اور اوسکی ایسی حیثیت نہیں ہے کہ قرضہ حسابات کے وصول کرنے میں اپنا وقت صرف کرے اور مشقت کرے۔ اوسکا یہ بھی بیان ہے کہ جو ذمہ داری فیصلہ ثالثی کی رو سے اوسپر عاید کی گئی ہے اگر وہ اوسکو قبول کریگا تو تمام تر قیاس یہ ہے کہ وہ منازعت شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔ اس امر کی نسبت بھی معلوم ہوتا ہے کہ ثالث نے

۱۹۰۵ء
مصطفی خان
بنام
سیو بجائی بی

شرائط ہبروگی ثالثی سے تجاوز کیا ہے اور اپیلانٹان کو فیصلہ ثالثی پر اعتراض کرنے کا موقع دیا ہے ایسی صورت مین و نیز ملحاظ فیصلہ جات محولہ بالا ہم کوئی اور طریقہ اختیار نہین کرسکتے بجز اسکے کہ اپیل ہذا کو منظور کرین اور عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے درخواست نامنظور کرین - پس اب صرف بحث خرچہ کی نسبت غور کرنا باقی ہے - ہم نے بہت غور سے عدالت ماتحت کی تجویز پڑہی اور اوسمین اون موجبات اپیل کا کوئی تذکرہ ہمکو نہین ملتا جنکی بنا پر اپیلانٹان اس عدالت مین
۵۲۱ کامیاب ہوئے ہین فریقین نے متعدد تنقیحات کی نسبت جو قائم کی گئین عدالت ماتحت مین شہادت پیش کی کیونکہ تنقیحات زیادہ تر ثالث کی بداعمالی کے متعلق ہین اور اونمین سے کسی کو اوس نزاع سے تعلق نہین ہے جو اس عدالت نے اپیلانٹان کے مفید نسبت امر دفعہ ۱۴ ضمیمہ محمول دفعہ ۵۲۰ مجموعہ مذکور کے اب فیصل کی ہے - دیگر امور کی نسبت اپیلانٹان نے ہمکو اسبارہ مین مطمئن نہین کیا ہے کہ عدالت ماتحت نے غلطی کی - پس ہمارے خیال مین فریقین کو اپنا اپنا خرچہ ہر دو عدالتون کا برداشت کرنا چاہئے اور ہم ایسا ہی حکم دیتے ہین - یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اس اپیل کا فیصلہ محض اوس امر کی نسبت کرتے ہین جو دفعہ ۱۴ ء کے اصلی معنی کی نسبت ہے اور ہم کسی اور امر کا فیصلہ نہین کرسکتے جو عدالت ماتحت مین پیش کیا گیا -

اپیل ڈگری کیا گیا

صیغہ نظر ثانی دیوانی

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

لفٹنٹ کرنل بے جے جی فریزر (مدعا علیہ)

بنام

جگموہن سنگھ (مدعی) [illegible]

۱۳ - فروری ۱۹۰۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۳۱

مجریہ استحقاق حفاظت ذات یا جائداد خرمیر جانور کے حملہ سے - نظر ثانی - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات) دفعہ ۲۵ -

ایک خرمیر سانڈ گہوڑے نے شارع عام پر جو گہوڑون پر جو اوس گاڑی مین جوتی تہین جسمین مدعا علیہ ہوا تہا

۱۹۰۶ء

ٹرنر
بنام
مگھو بن سنگھ

متواتر حملہ کیا اور بالآخر وہ گھوڑا مدعاعلیہ کے احاطہ میں باوجودیکہ اوسکے باز رکھنے کی کوشش کی گئی چلا آیا اور اوسوقت تک برابر حملہ کرتا رہا کہ مدعاعلیہ نے ایک بھالے سے اوسکے بائیں پٹھے پر کسیقدر سخت زخم لگایا جس سے گھوڑا بھاگ گیا لیکن بعد ازاں بباعث اسکے زخم عفونت ہوا۔ تجویز ہوئی کہ بلحاظ حالات مدعاعلیہ کا فعل بخوبی جائز تھا اور گھوڑے کا مالک اپنے نقصان کی بابت کسی ہرجہ کا مستحق نہ تھا۔ مقدمہ مدراس بنام نیو جنبٹ (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ یہ بھی تجویز ہوئی۔ کہ جو اختیارات حسب دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۱ء عطا کئے گئے ہیں وہ اون اختیارات سے وسیع تر ہیں جو حسب دفعہ ۹۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی عطا کئے گئے ہیں۔

واقعات جن سے یہ مقدمہ پیدا ہوا حسب ذیل ہیں۔

۲۳۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کی شام کو کرنل ٹرنر اور اونکی بیوی مسٹر حسینی ایڈیٹر پانیر کی گاڑی میں جسمیں دو گھوڑیاں جوتی تھیں دعوت باغ سے گھر کو واپس آ رہے تھے۔ جب وہ دفتر پانیر کی موڑ کے پاس پہونچے تو ایک دیسی دو سالہ سانڈ گھوڑا جو مدعی کا تھا دوڑ کر اونکے پاس پہونچ گیا۔ گھوڑے نے گھوڑیوں پر حملہ ۵۳۲
کیا پہلے وہ اونکے سر کیطرف آیا مگر کوچبان نے اوسکو چابک مار کر ہٹا دیا تب اوس نے لوٹ کر گھوڑیوں کو لات ماری لیکن چونکہ وہ بہت قریب تھا اسلئے کوئی مضرت نہیں پہونچی۔ آگے بڑھکر سڑک پر گھوڑے نے پھر حملہ کیا لیکن دوبارہ بھاگ گیا۔ ریل کے چوراہے پر جو کرنل ٹرنر کے مکان کے قریب ہے گھوڑا ہنہناتا اور لاتیں مارتا ہوا پھر گھوڑیوں کے قریب جھپٹ کر آیا۔ کرنل ٹرنر گاڑی پر سے کود پڑے اور کروکٹ کے بلّے سے گھوڑے کو مار کر بھگانا چاہا اور کوچبان سے یہ کہا کہ گاڑی کو تیز ہانک کر گھر پہونچ جاؤ۔ وہ خود احاطہ کے دروازہ پر کروکٹ کا بلہ ہاتھ میں لیکر کھڑا ہو گیا کہ گھوڑے کو اندر نہ گھسنے دے اور باواز بلند مسٹر حسینی سے کہا کہ میرے پاس ایک پولو کی لکڑی بھیجدو۔ گھوڑا بہت تیزی سے یا تو احاطہ کی چہار دیواری کود کر یا پھاٹک میں ہو کر گھس گیا۔ اس امر کی نسبت شہادت بہت صاف نہیں ہے کرنل ٹرنر دوڑ کر فوراً برساتی میں پہونچا اور وہاں مسٹر حسینی نے اونکو ایک بھالا دیا۔ گھوڑا جو احاطہ میں مجنونانہ دوڑ رہا تھا پھر گھوڑیوں کی طرف جھپٹا اور جبکہ وہ دوڑا ہوا جا رہا تھا کرنل ٹرنر نے بھالے سے اوسکو بھونکا اور بھگا دیا۔ گھوڑا بھاگ کر مکان کی دوسری طرف چلا گیا اور پھر اوس طرف سے لوٹا اور گاڑی کیطرف چلا جو ابتک برساتی میں کھڑی تھی تب ملازمان نے جو اوسوقت جمع ہو گئے تھے اوسکو بھگا دیا۔ تب گھوڑا بھاگ گیا اور بالآخر احاطہ سے چلا گیا۔ بھالا گھوڑے کے بائیں پٹھے پر لگا تھا جس سے اوسکو سخت زخم پہونچا اور جسکے صدمہ سے وہ دوسرے روز مر گیا۔

(۱) ۷ مدراس سنہ ۱۸۸۱ء رپورٹ کارگذاری ججان صاحبان طبع ۲ صفحہ ۱۱۵۔

۱۹۰۵ء
ٹرنر
بنام
جگموہن سنگھ

گھوڑے کے مالک جگموہن سنگھ نے نالش بنام کرنل ٹرنر بعدالت مطالبات خفیفہ الہ آباد دائر کی اور مبلغ [illegible] گھوڑے کی قیمت اور خرچہ نالش کا دعوی کیا۔ عدالت نے بحق مدعی حسب مستدعیہ ڈگری صادر کی بر طبق اسکے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ میں بصیغہ نظر ثانی حسب دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مصدرہ ۱۸۸۷ء اس خاص وجہ پر درخواست پیش کی کہ "تجویز و ڈگری مصدرہ عدالت ماتحت اوس قانون کے بموجب نہیں ہیں جو شے متنازعہ نالش سے متعلق ہے"۔

مسٹر سی راس آلسٹن منجانب سائل۔

آنریبل پنڈت سندر لعل منجانب فریق مخالف۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ مقدمہ عدالت ہذا میں حسب
اختیارات نظر ثانی پیش ہوا ہے جو از روے دفعہ ۲۵۔ ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات عطا ۵۲۴
کئے گئے ہیں یہ نالش جگموہن سنگھ نے بنام لفٹنٹ کرنل (سابق میجر) مدعا علیہ کے جو سوار بنگال نمبر ۴ کا کمان افسر تھا واسطے دلاپانے ہرجہ بابت اوس نقصان کے جو گھوڑے کے بھاگنے کے زخم سے مرنے کی وجہ سے ہوا جو کرنل ٹرنر نے اوسکو پہونچایا تھا دائر کی واقعات مقدمہ کی نسبت نزاع نہیں ہے اور وہ مختصراً حسب ذیل ہیں۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء کی شام کو کرنل ٹرنر اور اونکی میم مسٹر جینی ایڈیٹر پائنیر کی گاڑی میں جسمیں دو تیز گھوڑیاں جوتی تھیں دلکوت باغ سے گھر کو واپس آ رہے تھے۔ جب دفتر پائنیر کی موڑ کے پاس پہونچے تو ایک دیسی دوسالہ سانڈ گھوڑا جو مدعی کا تھا پہونچ گیا۔ گھوڑے نے گھوڑیوں پر حملہ کیا پہلے وہ اونکے سر کیطرف آیا مگر کوچبان نے اوسکو چابک مارکر ہٹا دیا تب اوس نے لوٹ کر گھوڑیوں کو لات ماری لیکن چونکہ وہ بہت قریب تھا اسلئے کوئی مضرت نہیں پہونچی۔ آگے بڑھکر سڑک پر گھوڑے نے پھر حملہ کیا لیکن مار کھا کر بھاگ گیا سایس کے چوراہے پر جو کرنل ٹرنر کے مکان سے قریب ہے گھوڑا ہنہناتا ہوا اور لاتیں مارتا ہوا گھوڑیوں کے قریب جھپٹ کر آیا۔ کرنل ٹرنر گاڑی پر سے کود پڑا اور کروکٹ کے بلّے سے گھوڑے کو مار کر بھگانا چاہا اور کوچبان سے یہ کہا کہ گاڑی کو تیز ہانک کر گھر پہونچ جاؤ۔ وہ خود احاطہ کے دروازہ پر کروکٹ کا بلا لیکر کھڑا ہو گیا تاکہ گھوڑے کو اندر نہ جانے دے اور باواز بلند مسٹر جینی سے کہا کہ میرے پاس بندوق لاکر دی جاوے۔ گھوڑا بہت تیزی سے یا تو احاطہ کی چہار دیواری کود کر یا پھاٹک میں ہو کر گھس گیا اس امر کی نسبت شہادت بہت صاف نہیں ہے کرنل ٹرنر دوڑ کر فوراً برساتی میں پہونچا اور وہاں مسٹر جینی نے اوسکو ایک بھالا دیا گھوڑا جو احاطہ میں مجنونانہ دوڑ رہا تھا پھر گھوڑیوں کیطرف

۱۹۰۶ء

ٹرنر بنام مجوہن سنگھ

جھپٹا اور جبکہ وہ دوڑا ہوا جا رہا تھا تو کرنل ٹرنر نے بہانے سے اوسکو بہونکا اور بھگا دیا پھر گھوڑا بھاگ کر
مکان کے دوسری طرف چلا گیا اور پھر اوسطرف سے لوٹا اور گاڑی کیطرف چلا جو اوسوقت برساتی
مین کھڑی تھی تب ملازمین نے جو جمع ہو گئے تھے اوسکو بھگا دیا۔ تب گھوڑا بھاگ گیا اور بالا خر
احاطہ سے چلا گیا۔ بہالا گھوڑے کے بائین پٹھے پر لگا تھا جس سے اوسکو سخت زخم پہونچا کہ جسکے
صدمہ سے وہ دوسرے روز مر گیا۔ کرنل ٹرنر نے جنکی نسبت ہر شخص یہ جانتا ہے کہ اوسکو گھوڑون
کی نسبت تجربہ کثیر ہے یہ اظہار دیا ہے کہ اوس نے اوس سے زیادہ وحشیانہ یا سخت حملہ نہین ۵۳۴
دیکھا اور یہ کہ گھوڑا اسقدر شریر تھا کہ کوئی شخص اوسکی باگ نہین پکڑ سکتا تھا۔ اوس نے گھوڑے
کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ ہنہناتا ہوا گھوڑا ہے۔ ان واقعات کی نسبت کرنل ٹرنر اور اونکی
میم و مسٹر ہیوسی نے شہادت دی ہے اور واقعات مذکور کی تردید نہین کی گئی۔ ٹرنر صاحب کی میم
اسقدر خوف زدہ تھین کہ بمشکل گاڑی پر سے کودنے سے باز رکھی گئین قبل اسکے کہ گاڑی
احاطہ کے اندر گئی۔ مدعی نے اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ گھوڑا دیسی تھا اور اوس نے اوسکو
چند ماہ پیشتر ماگھ میلہ مین سار کو خرید کیا تھا اور یہ کہ وہ غریب جانور تھا اوس نے یہ بیان کیا
کہ جس شام کو یہ واقعہ پیش آیا وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پنڈت چندر کا پرشاد کے مکان پر گیا اور وہان
گھوڑے کو کسی شخص کے سپرد کر دیا اور قریب بیس منٹ کے بعد اوس نے گھوڑے کو بھاگتے
ہوئے دیکھا جس شخص کے گھوڑے کا سپرد کیا جانا بیان کیا گیا ہے اوسکا اظہار نہین لیا گیا اور
اسوجہ سے ہم نہین جانتے کہ کسطرح یہ جانور چھوڑا گیا تھا۔ گھوڑے کی لاش کے ملاحظہ سے معلوم ہوا
کہ گھوڑا صدمات زخم بہالا سے مرا اور ہمکو اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ آیا بحالات موجودہ کرنل ٹرنر
کو باختیار حفاظت ذات و جائداد ایسے زخم کے پہونچانے کا منصب تھا یا نہین۔ اوس حملہ کے قبل
جسکا حال ہم نے بیان کیا ہے اسی گھوڑے نے اوس گھوڑے پر بھی سخت اور وحشیانہ حملہ شارع
عام مین کیا تھا جو کیمبل جنٹ مجسٹریٹ سابق الہ آباد کی گاڑی میں جتا تھا۔ مسٹر کیمبل نے یہ بیان
کیا ہے کہ گھوڑے نے اونکے گھوڑے اور ٹمٹم مین لاتین ماریں جس سے ایک پہیہ کے چند
آرے خراب ہو گئے۔ گھوڑا پیچھے کیطرف سے دوڑ کر منہ پھاڑے ہوئے آیا اور اونکے گھوڑے کی
طرف کاٹنے کو جھپٹا۔ اوس نے متواتر حملہ کیا اور میرے گھوڑے کے منہ پر لاتین ماریں۔ اونھون نے
یہ بیان کیا کہ جانور ظاہرا بالکل بیخود و بے قابو ہو گیا تھا اور میرے گھوڑے اور گاڑی پر دانتون اور
پیرون سے حملہ کرتا تھا۔ جیسا کہ مسٹر کیمبل نے بیان کیا ہے حسن اتفاق سے اونکا گھوڑا شائستہ

۱۹۰۵

مرز
بنام
جگموہن سنگھ
۵۲۵

بہاناتو جی گھوڑا تھا ورنہ مجھکو معلوم نہین کہ کیا وقوع مین آیا حاکم ذیعلم عدالت مطالبہ خفیفہ نے یہ راے
قائم کی کہ کرنل مرز نے اپنے حق حفاظت ذات وجایداد سے تجاوز کیا کہ وہ بھالے کو کام مین لاے
اور اونکی یہ راے معلوم ہوتی ہے کہ اگر وہ اور اوسکے ملازم کوشش کرتے تو گھوڑے کو پکڑ سکتے تھے
اور اس طرح ضرر نہ پہونچتا لہذا حاکم موصوف نے مدعی کا دعوی ڈگری کیا اور اوسکو مار ہرجہ دلایا
ہماری دانست مین حاکم ذیعلم نے اسکا اندازہ کامل نہین کیا کہ بپھرا ہوا گھوڑا کسقدر مضرت
پہونچا سکتا ہے۔ گواہان کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھوڑا ایسی غضبناک حالت مین تھا
کہ وہ پکڑا یا روکا نہین جا سکتا تھا اور ہمکو اس مین کچھ شبہ نہین ہے کہ اگر اوس شخص کا جسکی سپردگی مین
مدعی نے اپنا گھوڑا چھوڑا تھا اظہار لیا جاتا تو یہ منکشف ہو جاتا کہ گھوڑا اوس سے چھوٹ کر بھاگ
گیا۔ حاکم ذیعلم نے قاعدہ بالفاظ ذیل بیان کیا ہے۔ "جو قاعدہ انڈرہل صاحب کے قانون ٹارٹ
(صفحہ ۳۰ طبع ہشتم) مین اس امر کی نسبت تحریر ہے وہ یہ ہے کہ جو چارہ کار مالک اراضی کو
جبکہ مویشیون کے چرنے سے مداخلت بیجا کیجاے حاصل ہے وہ یہ ہے کہ جانور جو کھیلے پھرتے
وقت پکڑ لئے جائین اور اوسوقت تک روک رکھے جائین کہ معقول معاوضہ نہ صرف اوس
نقصان کا جو اراضی کو پہونچے بلکہ اوس نقصان کا بھی (اگر کچھ ہو) جو مالک اراضی کی مویشیان
کو پہونچے نہ دیا جاے اور سر فریڈرک پالک صاحب نے اپنے قانون ٹارٹ کے صفحہ ۴۰۴ مین
یہ تحریر کیا ہے کہ ایسی صورتون مین معیار یہ ہے کہ آیا کسی شخص کا فعل ایسا تھا جسکو وہ بحالات
موجودہ اوس نقصان کے روکنے کے لئے معقول طور پر ضروری سمجھتا جسکے برداشت کرنے
پر وہ مجبور نہ تھا۔ اسکے بعد صاحب موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ اس معیار کو مقدمہ ہذا سے
متعلق کرنے کے بعد میری یہ راے ہے کہ اگر مدعا علیہ کے ان کل بیانات کو کہ گھوڑے نے اوسکی
گاڑی پر بے سر حملہ کیا اور اوسکے احاطہ کے اندر حملہ کیا صحیح تصور کیا جاے تو بھی اوسکو منصب
گھوڑے پر بھالا چلانے کا نہ تھا۔ مین مسٹر مرز کے اس خیال سے کہ بھالا نیک نیتی سے یا محض
جانور کے بھگانے کے لئے کام مین لایا گیا متفق نہین ہون کیونکہ مسٹر مرز نے خود یہ کہا ہے کہ
مین گھوڑے کو گولی مار دیتا اگر مار سکتا"۔ جزو اخیر اوس بیان پر مبنی ہے جو کرنل مرز نے پلیس
کے روبرو کیا تھا جب پولیس اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے آئی یعنی یہ کہ وہ گھوڑے
کے گولی مار دیتا اگر مار سکتا کیونکہ اوسکو ایسا کرنے کا منصب تھا۔ کرنل مرز کے اس بیان
کو ہم نے اس امر کا ثبوت خیال کیا ہے کہ وہ بھالے کو نیک نیتی سے یا محض گھوڑے کے

۱۹۰۶ء

سرنر بنام مگہو بن سنگہ

بہگانے کے لئے کام مین نہین لایا - ہماری دانست مین کرنل برنر کے اوس بیان سے جو پولیس
کے روبرو کیا گیا یہ نتیجہ بالکل غلط نکالا گیا ہے - معقول نتیجہ یہ ہے کہ گہوڑا اسقدر وحشی اور غضبناک
ہو رہا تھا کہ باختیار حفاظت خود اختیاری اوسکا گہوڑے کو گولی مارنا جائز ہوتا اور وہ اوسکو گولی
مار دیتا بظاہر حاکم تعلیم نے یہ خیال کیا کہ ہنہناتا ہوا گہوڑا جو حالت مین وحشت ظاہر کرتا ہو اون
مویشیون کے زمرہ مین داخل ہے جو آسانی سے پکڑے اور روکے جا سکتے ہین - اونکی اس تحریر ۵۳۶
سے کہ مدعا علیہ یا اوسکا کوئی ملازم گہوڑے کو گرفتار کر سکتا تھا اگر وہ اوسکے گرفتار کرنیکی کوشش
کیجاتی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو [illegible] سے واقفیت نہین تھی - بلاشبہ اگر تہوڑا تہک
جاتا تو گرفتار کیا جا سکتا تھا لیکن قبل گرفتاری کے ضرر عظیم پہونچ سکتا تھا - اگر کرنل برنر ہتیار
کو کام مین نہ لاتا اور گہوڑے کو بہگا نہ دیتا تو یہ کہنا دشوار ہے کہ گہوڑیون کا تو کچہ ذکر نہین اوسکو یا
اوسکے سائیس کو سخت مضرت نہ پہونچتی - یہ واقعہ حسن اتفاق سے غیر معمولی ہے اور ہمکو کوئی ایسا
رپورٹ شدہ مقدمہ معلوم نہین ہے جسمین باختیار حفاظت ذات وجایداد کے کوئی گہوڑا جان سے
مار ڈالا گیا ہو - کتون کی نسبت قاعدہ بخوبی طے شدہ ہے - اس امر کے لئے کہ کسی دوسرے
شخص کے کتے کو بندوق مارنا قرین انصاف ہے صرف اسقدر ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ
کتا وحشی مزاج کا اور کہلا ہوا تہا بلکہ یہ بہی ثابت کرنا چاہئے کہ مارنے کے وقت وہ واقعی حملہ
کر رہا تہا - اگر کوئی کتا قطع نظر اس کے کہ وہ ضرر رسان ہو یا نہو کسی شخص پر حملہ کرے تو جس
شخص پر وہ حملہ کرے اوسکو باستحقاق حفاظت خود اختیاری بندوق مار دینے کی وجہ کافی ہے
مقدمہ مارس بنام نوجنٹ (۱) ملاحظہ طلب اصول قانون جو کتون سے متعلق ہے وہ بدرجہ
مساوی گہوڑے سے بھی متعلق ہے اگر کوئی گہوڑا کسی شخص پر حملہ کرے تو جس شخص پر حملہ کیا
جاوے اوسکو اختیار ہے کہ بوجوہ معقول اپنی ذات یا جایداد کی حفاظت کرے معیار وہی ہے
جو سر الیف پالک صاحب نے بصورت جانور کے حملہ کرنے کے بیان کیا ہے یعنی
یہ کہ آیا فریق کا فعل ایسا تھا جسکو وہ بحالات موجودہ اوس نقصان کے روکنے کے لئے
معقول طور پر ضروری سمجہتا جسکے برداشت کرنے پر وہ مجبور تہا (۲) جو جبر کام مین لایا جاوے
وہ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ظاہری ضرورت موقع کے مناسب نہ ہو - ہتیار حفاظت کا استعمال
بیجا نہ کرنا چاہئے کیونکہ آسانی سے اوسکا استعمال بیجا کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص

(۱) [illegible] رپورٹ کار گنش و پرچن صاحبان جلد [illegible] صفحہ [illegible]

۱۹۰۵ء

ٹرنر بنام جگموہن سنگھ

جو اپنے بچانے کے لئے ایسا جبر کام میں لاتا ہے جسکا ضروری ہونا وہ معقول طور پر باور کرتا ہے تو وہ محفوظ ہے۔ اس مقدمہ میں ہمکو یہ تجویز کرنے میں تامل نہیں ہے کہ کرنل ٹرنر کا فعل ایسا تھا جسکو کوئی معقول مزاج آدمی بحالات موجودہ ضروری سمجھتا اور یہ کہ اوسکا بہانے کا استعمال کرنا بالکل قرین انصاف تھا کیونکہ اوس نے اپنی ذات و جائداد کی حفاظت کے لئے ایسا کیا تھا۔ یہ قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اوسکا فعل کسی اور ارادہ سے تھا بجز اسکے کہ
۵۳۷ گھوڑے کو بھگا دے یا یہ کہ وہ اوس سے زیادہ جبر کام میں لایا جسکو دفع ضرر قریب الوقوع کے لئے ضروری سمجھتا تھا شریر اور خطرناک جانوروں کے مالکان کو لازم ہے کہ ایسے جانوروں کو روک رکھیں اور اونکو شارع عام پر یا غیر سرکاری احاطوں میں جس سے عام خلائق کو مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے کھلا نہ پھرنے دیں اگر وہ اوس میں غفلت کریں تو اونکو نتیجہ برداشت کرنا چاہئے ہماری رائے میں یہ نالش دائر نہیں کی جانی چاہئے تھی۔

ایڈوکیٹ فاضل ریسپانڈنٹ نے اثناے گفتگو میں یہ عرض کیا کہ ہمکو بصیغہ نگرانی عدالت ماتحت کی تجویز دربارہ واقعات میں بعجلت دست اندازی نکرنی چاہئے۔ ہمکو اس امر میں اون سے اتفاق ہے لیکن اوس شہادت کی جو منجانب مدعا علیہ بہ تائید بیان پیش کی گئی ہے تردید نہیں کی گئی ہے اور اگر وہ شہادت منظور کیجاوے جیسا کہ عدالت ماتحت نے کیا ہے تو اوس سے نالش کا پورا جواب حاصل ہو جاتا ہے۔ بصیغہ نگرانی دست اندازی کرنے کا اختیار جو ایکٹ عدالت ہاے مطالبات خفیفہ کی رو سے عطا کیا گیا ہے وسیع ہے اور اوس اختیار سے وسیع تر ہے جو دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی رو سے عطا کیا گیا ہے اور اگر معقول وجوہ دست اندازی عدالت کے لئے ظاہر کیجائیں تو عدالت کا اختیارات نظر ثانی کو استعمال کرنا محض قرین انصاف ہی نہوگا بلکہ معقول وجہ سے ہوگا۔ مقدمہ ہذا میں ہماری یہ رائے ہے کہ اگر عدالت ماتحت کی ڈگری بحال رکھی جاوے تو سخت ناانصافی ہوگی۔

پس ہم عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ اور مدعی کی نالش معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت مطالبات خفیفہ کے ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرجان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و نبرجی صاحب جسٹس ۲۵ فروری ۱۹۰۶ء

محمد رحمت اللہ (مدعی) بنام بچو و مدعا علیہم (اپیلانٹ)

صفحہ کتاب ڈگری ۷۴۵

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۳ و ۳۱۵ - اجرائے ڈگری - نیلام جائداد و بصیغہ اجرا جسکے صرف ایک جزو کی نسبت مدیون ڈگری کو حق حاصل تھا - حقوق خریدار - مطمہ رسدی -

ایک ڈگری کے اجرا میں جو واسطے نیلام کے بربنائے رہننامہ تھی کل جائداد مرہونہ کا نیلام کیا گیا لیکن نیلام کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مدیون ڈگری کو قریب دو ثلث جائداد و نیلام شدہ کی نسبت کوئی حق حاصل نہ تھا - جلیس اسکے خریدار نیلام نے قائم مقامان مرتہن کے نام نالش واسطے ادائے حصہ رسدی کے نسبت باقی جائداد مرہونہ کے کی تجویز ہوئی - کہ نالش نہیں ہو سکتی بصورت نہ ہونے کسی قرب کے خریدار نیلام کو کوئی چارہ کار حاصل ۵۳۰
نہیں ہے بجز اسکے کہ مدیون ڈگری کو کوئی حق قابل نیلام جائداد و نیلام شدہ میں جو بطور راہن کی جائداد کے نیلام کی گئی مطلقاً حاصل ہوا اور اوسوقت بھی صرف وہی چارہ کار حسب دفعات ۳۱۳ و ۳۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہوگا لیکن یہ دفعات ایسی صورت سے متعلق نہیں ہیں جب مدیون ڈگری کا حق صرف ایک جزو جائداد و نیلام شدہ کی نسبت ناقص ہو - مقدمہ شتاب چندر مکرجی بنام نہن سنگھ (۱) کی تقلید کی گئی -

دموس خان اور محمد حسین نے چار مکانات بالاشتراک ٹھاکر پرشاد کے پاس رہن کئے جنمیں سے دو دو مکان ہر ایک شخص کے تھے - بعد وفات دموس خان کے ٹھاکر پرشاد نے بربنائے اپنے رہننامہ کے بنام محمد حسین اور ورثائے دموس خان اور بعض منتقل الیہم حصص جائداد مرہونہ کے نالش نیلام دائر کی اور حسب ضابطہ ڈگری نیلام حاصل کی - اس ڈگری کے اجرا میں منجملہ مکانات دموس خان کے ایک مکان نیلام کیا گیا اور اوسکو مسمی رحمت اللہ نے خریدار کیا اس نیلام کے بعد دموس خان کے ایک بھائی اور ایک بہن نے جنہوں نے نیلام کی نسبت عذر داری کی اور ناکامیاب ہوئے خریدار نیلام کے نام نالشات دائر کیں اور اپنا حق دو ثلث مکان سے زیادہ کی نسبت ثابت کرنے میں

اپیل دوم نمبر ۲ ۔۔۔ ۱۹۰۲ء منجانب اپیلانٹ ڈگری خان بہادر میر اکبر حسین جج عدالت مطالبہ خفیفہ باستعمال اختیارات جج ماتحت الہ آباد مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۲ء منسوخی ڈگری بابو سریش چندر بوس منصف الہ آباد مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء -

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ -

سنہ ۱۹۰۵ء

محمد رحمت اللہ بنام بیچو

کامیاب ہوئے۔ بر طبق اسکے خریدار نیلام نے مرتہن اور قائم مقامان راہنان کے نام نالش بدادرسی کی جسمین اوس نے یہ دعوی کیا کہ مبلغ نے ۔ مرتہن سے دلایا جاے یا اوسی قدر رقم بحصہ رسدی او دیگر مدعا علیہم سے اونکے حقوق واقع جایداد مرہونہ کے مطابق دلائی جاے۔ عدالت مرافعہ اولی (منصف الٰہ آباد) نے بمقابلہ مرتہن نالش ڈسمس کی لیکن بحق مدعی ایک ڈگری بابت حصہ رسدی کے بمقابلہ قائم مقامان راہنان کے صادر کی۔ مدعا علیہم میں سے ایک شخص کے اپیل کرنے پر عدالت اپیل ماتحت (ڈسٹرکٹ جج الٰہ آباد) نے عدالت مرافعہ اولی کی ڈگری منسوخ کرکے کل نالش ڈسمس کی۔ لہذا مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی رحمت اللہ و بابو درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر محمد رؤف منجانب رسپانڈنٹ۔

استینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ ہماری یہ راے ہے کہ جج ماتحت
٥٢٩ وتعلیم کی تجویز اون امور کی نسبت جنپر ہمارے روبرو بحث کی گئی ہے کلیتًا صحیح ہے اور اس اپیل مین کچھ زور نہیں ہے۔ ہماری یہ بھی راے ہے کہ جو وجوہ اونہون نے اپنی تجویز کے بیان کئے وہ صحیح ہین اور اپیلانٹ مقدمہ ہذا کو کوئی حق نالش حصہ رسدی کے دائر کرنے کا نہ تہا۔ اوس نے نیلام مین ایسی جایداد خریدی جسمین ایک مکان شامل تہا اور مسلمًا کوئی اقرار نسبت استحقاق کے نہ تہا۔ بعد ازان یہ معلوم ہوا کہ دو اشخاص نے یہ دعوی کیا کہ وہ اوس مکان مین قریب دو ثلث حصہ کے مستحق تھے۔ اونہون نے بغرض اثبات استحقاق کے نالشات دائر کین اور اونکی نالشین ڈگری ہوئین۔ اس سے واضح ہوگا کہ اپیلانٹ نے ایسی جایداد خریدی کہ جسکے دو ثلث حصہ کی نسبت استحقاق ناقص تہا جیسی کہ مقدمہ شانت چند مکرجی بنام نین سکھ (۱) مین جسمین ہم مین سے ایک حاکم شریک تھے تجویز ہوئی ہے یہ تصور کرنا چاہئے کہ خریدار نے جایداد مع کل خطرات اور جملہ نقصانات کے خریدی جو مدیون ڈگری کے استحقاق مین پائے جائین بجز اوس صورت کے جو دفعات ۳۱۲ و ۳۱۳ مین مندرج ہے یعنی یہ کہ بصورت نہ ہونے فریب کے اوسکو صرف یہی چارہ کار حاصل ہے کہ اپنا زر ثمن واپس لے جب یہ ثابت ہو کہ مدیون ڈگری کو کوئی حق قابل فروخت جایداد مین بالکل حاصل نہ تہا اور یہ کہ بذریعہ نالش خواہ بذریعہ درخواست وہ اوس قدر زر ثمن واپس نہین پاسکتا جسکی نسبت مدیون ڈگری کو حق نہ تہا۔ اس مقدمہ مین مدیون ڈگری کو مسلمًا مکان نیلام شدہ

(۱) رسنہ ۱۹۰۱ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۵۔

۱۹۰۵ء

محمد رحمت اللہ بنام بیجو

میں حق حاصل تھا لہذا دفعات ۳۱۳ و ۳۱۴ متعلق نہیں ہیں بلحاظ حالات ظاہر قاعدہ ۸۹ مرتبط ہو شاید باقی متعلق ہے۔ ممکن ہے کہ اس مقدمہ میں سختی ہوئی ہو لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سختی ہوئی ہے کیونکہ یہ بخوبی ممکن ہے اور مطابق اون جملہ واقعات کے ہے جنکا ہمکو علم ہے کہ مکان مذکور اپیلانٹ کے ہاتھ اوس قیمت سے کم پر نیلام کیا گیا ہو جو اوس وقت ہوتی جب کہ معلوم ہوتا کہ حق معقول ہے۔ اس امر سے کہ اپیلانٹ جایداد مشتریہ کے ایک جزو سے محروم کیا گیا ہے ہماری رائے میں اوسکو استحقاق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ دیگر حصص جایداد کی نسبت جو اوس رہننامہ میں مکفول تھے جبکہ بموجب جایداد اپیلانٹ کے ہاتھ نیلام کی گئی تھی مالکان سے حصہ رسدی وصول کرے پس ہم اپیل کو معہ خرچہ بشرح اعلیٰ ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس ایکمین صاحب جسٹس

۱۹۰۵ء
۶ جنوری
سکھ لال بنام ماد ہوری پرشاد

سکھ لال (مدعی) بنام مادہوری پرشاد (مدعا علیہ)*

شفیع ہر۔ جو فریباً بطور ہبہ پوشیدہ کیا گیا ہو نالش شفیع میں وہ تاریخ بیان کی گئی جب مدعی کو فریب کا علم ہوا سعد سماعت ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ہند دفعہ ۱۸ ضمیمہ ۲ دفعات ۱۰ و ۱۲۰ بار ثبوت۔

۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو گنگا پرشاد نے بحق مادہوری پرشاد ایک دستاویز تحریر کی جو ظاہرا ہبہ نامہ ایک جایداد کا معلوم ہوتا تھا جب مادہوری پرشاد داخل خارج اسمائی کی کوشش میں ناکامیاب رہا تو اوس نے عدالت دیوانی میں واسطے دلاپانے قبضہ جایداد اور اوس استقرار کی نالش دائر کی کہ یہ معاملہ بیع کا ہے گو یہ بیان کیا کہ وہ باقی زرثمن کے ادا کرنے پر آمادہ ہے اگر یہ تجویز ہو کہ معاملہ مذکور بیع کا ہے۔ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈگری تراضی الطرفین صادر ہوئی جسکی رو سے یہ استقرار کیا گیا کہ ہبہ نامہ جائز ہے اور قبضہ کی ڈگری مادہوری پرشاد کے حق میں صادر کی گئی۔ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو سکھ لال نے نالش شفیع بنام گنگا پرشاد و مادہوری پرشاد اس بیان سے دائر کی کہ معاملہ مذکور بیع کا ہے مگر وہ ہبہ ظاہر کیا گیا اور سکھ لال کو علم اوسے ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوا تجویز ہوئی کہ نالش میعاد کے اندر ہے۔ بار ثبوت اس امر کا مدعی پر تھا

* اپیل دوم نمبر ۸ سنہ ۱۹۰۳ء بنام ڈگری مولوی عزیز الرحمن صاحب جج ماتحت مین پوری مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء بحال کنندہ ڈگری مولوی محمد حسین منصف اٹاوہ مورخہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

۱۹۰۵ع

سکھہ لال
بنام
مادھوری پرشاد

کہ مدعی کو اوس فریب کا علم جو اوسکے ساتھ کیا گیا بابت جو مدت بعد ہوا تھا کہ وہ اب نالش بنا دعوے نہیں کر سکتا لیکن استقرار ثابت کرنے سے وقت معرا نقد مہ جو بہادر حسین بنام فریزر (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

جن واقعات سے اپیل ہذا پیدا ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۱ ستمبر ۱۹۰۱ع کو مسمی گنگا پرشاد نے مادھوری پرشاد کے نام ایک دستاویز بطور بیعنامہ ایک جایداد کے تحریر کی جب عدالت مال میں درخواست داخل خارج اسکے نام کی گئی تو گنگا پرشاد نے اس بنا پر عذرداری کی کہ اوس سے باقی زر ثمن جایداد کا وصول نہیں پایا تھا۔ اسٹنٹ کلکٹر نے درخواست نامنظور کی اور مادھوری پرشاد کا اپیل کلکٹر نے ڈسمس کیا اسپر مادھوری پرشاد نے عدالت دیوانی میں اس استقرار کی نالش دائر کی کہ معاملہ مذکور بیع کا ہے اور جایداد کا قبضہ چاہا لیکن اوس نے اپنی عرضی نالش میں یہ ظاہر کیا کہ وہ مبلغ مابقیہ زر ثمن مطلوبہ کے ادا کرنے پر آمادہ ہے اگر یہ تجویز ہو کہ معاملہ درحقیقت بیع کا ہے اور نہ رہن کا۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۱ع کو ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی جسکی رو سے بیعنامہ جائز قرار دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ مادھوری پرشاد جایداد کا قبضہ اندر میعاد دوم کے حاصل کرے اور زر ثمن ادا کرے۔ ۱۰ فروری ۱۹۰۲ع کو مسمی سکھہ لعل نے نالش شفع نسبت اوس جایداد کے دائر کی جسکی بابت بیعنامہ مذکور تحریر کیا گیا تھا اوس نے اپنی عرضی نالش میں یہ بیان کیا کہ بہ علم گنگا پرشاد و مادھوری پرشاد نے فریبانہ و سازش یکدیگر بجائے بیعنامہ کے رہن نامہ تحریر کرایا تھا بالغرض سے کہ مدعی کا حق بحیثیت شفیع مفقود ہو جائے۔ مدعی نے یہ بھی بیان کیا کہ قریب ۱۳ دسمبر ۱۹۰۱ع کو ڈگری صادر ہوا اور اس تاریخ کو اوس نے مدعا علیہم کے روبرو رقم مبلغ بالقیمت جایداد پیش کی تھی اور جایداد کا دعوی باستحقاق شفع کیا تھا لیکن اوس رقم کے لینے سے انکار کیا گیا گنگا پرشاد نے نالش کی جوابدہی نہیں کی۔ اپنے بیان تحریری میں مادھوری پرشاد نے یہ عذر کیا ہے کہ جایداد متنازعہ کی نسبت کوئی بیعنامہ نہیں تحریر کیا گیا بلکہ رہن نامہ تحریر کیا گیا تھا اوس نے دعوی شفع کے کئے جانے سے انکار کیا عدالت ہائے ماتحت نے بالاتفاق یہ تجویز کی ہے کہ دستاویز درحقیقت بیعنامہ ہے اور بطور رہن نامہ کے صرف فریبا تحریر کی گئی کہ مدعی کا حق شفع مفقود ہو جائے۔ عدالت مرافعہ اولی منصف اٹاوہ نے مدعی کو ڈگری دی۔ اپیل میں مادھوری پرشاد نے عدالت مرافعہ اولی کی اس تجویز پر اعتراض کیا کہ معاملہ بیع کا ہے اور یہ بیان کیا کہ دستاویز رہن نامہ ہے اوس نے یہ بھی عذر کیا کہ نالش میں میعاد سماعت عارض ہے اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ دفعہ ۱۰ کی میعاد متعلق

۵۴

(۱) (۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۳۳

۱۹۰۵ء

سکھ لال بنام مادھوری پرشاد

مقدر سے متعلق ہے تو مدعی نے یہ ثابت نہین کیا کہ اوسکو فریب کا علم ۱۴ - دسمبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا عدالت اپیل ماتحت انج جج ماتحت مین پوری نے یہ تجویز کرنے کے وقت کہ مدعا علیہم نے مدعی کے ساتھ فریب کیا یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نالش مین میعاد سماعت عارض ہے اور اسلئے منصف کی ڈگری منسوخ کرکے نالش مدعی ڈسمس کی - برخلاف اسکے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل دائر کیا -

بابو سیتا ناتھ مکرجی رنگلے بجاے بابو پارتی چرن چٹرجی حاضر ہوئے منجانب اپیلانٹ -

ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی و پنڈت بلدیو رام دوے منجانب رسپانڈنٹ -

اٹکنسن صاحب جسٹس - یہ اپیل اوس نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعی اپیلانٹ عدالت ہذا
۵۴۵ نے بغرض نفاذ کرانے حق شفع کے دائر کی - ۱۱ - ستمبر ۱۹۰۱ء کو مسمی گنگا پرشاد نے مادھوری پرشاد رسپانڈنٹ کے نام ایک دستاویز بطور ہبہ نامہ جائداد متنازعہ فیہ کے تحریر کی - جب عدالت مال مین درخواست داخل خارج گذری تو گنگا پرشاد نے اس بناپر عذرداری کی کہ اوسکو بقیہ زرثمن جائداد کا وصول نہین ہوا تھا اسسٹنٹ کلکٹر نے درخواست نامنظور کی اور مادھوری پرشاد کا اپیل کلکٹر نے ڈسمس کیا - اسپر مادھوری پرشاد نے عدالت دیوانی مین استقرار کی نالش دائر کی کہ معاملہ مذکور ہبہ کا ہے اور جائداد پر قبضہ چاہا لیکن اپنی عرضیدعوی مین اوسنے یہ ظاہر کیا کہ وہ مبلغ عہ بقیہ زرثمن بیعنامہ کے ادا کرنے پر آمادہ ہے اگر یہ تجویز ہو کہ معاملہ درحقیقت بیع کا معاملہ ہے نہ کہ ہبہ کا - ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ڈگری تراضی طرفین صادر ہوئی جسکی رو سے ہبہ نامہ جائز قرار دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ مادھوری پرشاد چار روز کے عرصہ مین جائداد پر قبضہ حاصل کرے اور فریقین اپنا اپنا خرچہ برداشت کرین -

۵ - فروری ۱۹۰۳ء کو مدعی نے وہ نالش دائر کی جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اپنے عرضیدعوی مین اوسنے یہ بیان کیا کہ گنگا پرشاد و مادھوری پرشاد مدعا علیہم نے فریبانہ و لسبازش یکدیگر بجاے بیعنامہ کے ہبہ نامہ تحریر کرایا تھا تاکہ مدعی کا حق بحیثیت شفیع مفقود ہوجاے - مدعی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ فریب ۱۴ - دسمبر ۱۹۰۲ء کو ظاہر ہوا اور تاریخ مذکور اوسنے مدعا علیہم کے روبرو مبلغ عہ قیمت جائداد پیش کی اور جائداد کا دعوی باستحقاق شفع کیا لیکن اس رقم کے لینے سے انکار کیا گیا - گنگا پرشاد نے نالش کی جوابدہی نہین کی - اپنے بیان تحریری مین مادھوری پرشاد نے یہ عذر کیا کہ جائداد متنازعہ کی نسبت کوئی بیعنامہ نہین تحریر کیا گیا بلکہ ہبہ نامہ تحریر کیا گیا - اوسنے کسی فریب کے کئے جانے سے انکار کیا عدالت ہاے ماتحت نے

۱۹۰۵ء

سکھ لال
بنام
مادھوری پرشاد

۵۴۳

بالاتفاق یہ تجویز کی ہے کہ دستاویز در حقیقت بیعنامہ ہے اور بطور رہن نامہ اسوجہ سے فریباً تحریر
کی گئی کہ مدعی کا حق شفع مفقود ہو عدالت مرافعہ اولی نے مدعی کو ڈگری دی - اپیل مین مادھوری پرشاد
نے عدالت مرافعہ اولی کی اس تجویز پر اعتراض کیا کہ معاملہ بیع کا ہے اور یہ بیان کیا کہ دستاویز
مذکور رہن نامہ ہے اوس نے یہ بھی عذر کیا کہ نالش مین میعاد سماعت عارض ہے اور اگر یہ خیال کیا جاے
کہ دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت مقدمہ سے متعلق ہے تو مدعی نے یہ ثابت نہین کیا کہ اوسکو فریب
کا علم ۱۴ - دسمبر ۱۹۰۱ء کو ہوا ولیکن جج ماتحت نے یہ تجویز کرتے وقت کہ مدعا علیہم نے مدعی کے
ساتھ فریب کیا یہ راے قائم کی کہ نالش مین میعاد سماعت عارض ہے - یہ نہین معلوم ہوتا کہ جایداد
متنازعہ پر مادی قبضہ ہو سکتا تھا یا نہین اگر ہو سکتا تھا تو نالش مرکباً بین المیعاد ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے
کہ تاریخ ڈگری پر جو صلحنامہ کے بموجب صادر ہوئی یعنی ۱۴ - دسمبر ۱۹۰۲ء کو مادھوری پرشاد
نے جایداد کا قبضہ نہین پایا تھا اگر جایداد کا مادی قبضہ حاصل نہین ہو سکتا تو یہ بحث پیدا ہوتی
ہے کہ آیا از روے فقرہ دوم خانہ سوم دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت جسمین اوس وقت کا
تعین جب سے میعاد سماعت شروع ہوتی ہے اسطرح پر کیا گیا ہے کہ وہ وہ تاریخ ہے جب کسی
بیعنامہ کی رجسٹری ہوگئی ہو نالش مین میعاد سماعت عارض ہے یا نہین میری راے مین یہ ایسی
دستاویز سے متعلق ہے جو محض حقیقتاً ہی نہین بلکہ الفاظ کے لحاظ سے بھی بیعنامہ ہے - بمقدمہ ہذا دستاویز
سے بلاشبہ یہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ بیعنامہ ہے پس میری یہ راے ہے کہ اس مدکی شرط دوم بمقدمہ ہذا متعلق نہین
ہے اور مین یہ تجویز کرونگا کہ اگر یہ نالش اوس میعاد کے اندر نہین دائر کیگئی جسکا شمار اوس تاریخ سے ہوتا ہے
جب جایداد کا قبضہ حاصل کیا گیا تو وہ حسب دفعہ ۱۲۰ ضمیمہ دوم بین المیعاد ہے مین یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ فاضل جج
ماتحت نے اس مقدمہ مین اسطور سے کارروائی کی ہے کہ گویا اس امر کا ثبوت کہ نالش بین المیعاد ہے مدعی پر
تھا - میری راے مین اس بارہ مین اونھون نے غلطی کی ہے - بمقدمہ رحیم بھائی حبیب بھائی
بنام چارلس اگنو ٹرنر (۱) بجویز پریوی کونسل مین یہ تحریر ہے کہ حکام عالیمقام کا یہ خیال ہے کہ جب
کوئی شخص بارتکاب فریب جایداد حاصل کرنے تو یہ ثابت کرنا اوسکا فرض ہے کہ جس شخص کو
اس فریب سے مضرت پہونچی اور جو جایداد کے دلاپانے کا دعویدار ہے اوسکو صاف اور صحیح علم اون
واقعات کا جن سے فریب پیدا ہوا بمقدمہ ہذا شیوع ہوا تھا کہ وہ اب نالش نہین دائر کر سکتا - پس اس مقدمہ

(۱) ۱۹۰۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۰ ...

میں اپنا رائے ثابت کرنا مدعا علیہم کا فرض تھا کہ مدعی کی نالش بہت دیر میں دائر ہوئی ۔ وکیل مدعا علیہم میرے روبرو حوالہ کسی شہادت کا اس امر کی نسبت نہیں دے سکے کہ مدعی کو صاف اور صحیح علم اوس فریب کی نسبت ہو جو اوسکے ساتھہ کیا گیا ۔ فی الحقیقت بنظر اوس دعوی کے جو مدعا علیہم نے پیش کیا اور جسپر شروع سے اخیر تک وے قائم رہے یعنی یہ کہ معاملہ ہبہ کا تھا نہ کہ بیع کا یہ امر عجیب چیز ہوتا اگر اس طرح کی کوئی شہادت پیش ہوتی ۔ بوجوہ مذکورہ بالا میں اپیل معہ خرچہ منظور کرتا ہوں اور عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری معہ خرچہ منسوخ کر کے عدالت مرافعہ اولی کی ڈگری بحال کرتا ہوں ۔

اپیل ڈگری کیا گیا ۔

اجلاس کامل

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و سر ولیم برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۹۰۷ء ۲۶ فروری

نیپال (مدعی) بنام صاحب رام وغیرہ (مدعا علیہم)

صفحہ کتاب انگریزی ۵۴۲

شفیع ۔ جائداد متدعویہ شفیع کا دوبارہ بیع ۔ خریدار ثانی کا شفیع کی نالش میں فریق کیا جانا اور اوسکے حقوق کی نسبت تنقیحات کا فیصلہ ۔ دوران نالش ۔ امر مانع تقریر مخالف ۔

بعد اجراء نالش شفیع کر قبل تعمیل سمن مدعا علیہ مشتری نے جائداد متدعویہ کو دوبارہ بیع کیا ۔ مدعی نے مشتری جدید کو بھی اپنی نالش میں فریق کیا اور اپنا عرضیدعوی ترمیم کیا اور جدید تنقیحات بمقابلہ مدعا علیہ سابق شدہ کے پیش کیں اور مدعا علیہ شامل شدہ نے بھی بیان تحریری داخل کیا جو تنقیحات کہ مابین مدعی و مدعا علیہ شامل شدہ کے پیش کی گئیں اونکی سماعت کی گئی اور اونکا تصفیہ بالآخر مدعا علیہ کے مفید ہوا تجویز ہوئی کہ جب خود مدعی نے مشتری ثانی کو بطور فریق شامل کرایا اور اوسکے حقوق کی نسبت تنقیحات کا فیصلہ کرایا تو وہ اصول دوران نالش کا عذر بطور مانع دعوی جو مدعا علیہ مذکور نے بعد ازاں

اپیل دوم نمبر ۳۴۳ ۱۹۰۳ء منارا ضمی ڈگری ڈبلیو ایف ویس صاحب جج ضلع آگرہ مورخہ ۹ ۔ دسمبر ۱۹۰۲ء مشتر ترمیم ڈگری منشی رجناتھ صاحب جج ماتحت آگرہ مورخہ ۲۹ ۔ جولائی ۱۹۰۲ء ۔

سنہ ۱۹۰۶ء

نہال
بنام
صاحب رام

پیش کیا تھا نہیں کرسکتا تھا مقدمہ نرائن سنگھ بنام ہربت سنگھ (۱) کا عمیز کیا گیا۔

اس مقدمہ میں مدعی نے ۲۳۔ستمبر ۱۹۰۱ء کو نالش شفع اوس بیع کی نسبت دائر کی جو ہری سنگھ نے بیربل سنگھ کے نام کیا تھا۔اوس نالش میں تعمیل سمن کے قبل بیربل کے ورثا نے ۳۔اکتوبر ۱۹۰۱ء کو مسمی صاحب رام کے ہاتھ جایداد بیع کردی۔۲۹۔جنوری ۱۹۰۲ء کو مدعی نے باجازت عدالت اپنی عرضی نالش کی ترمیم کی اور صاحب رام کو بطور مدعاعلیہ شامل کیا اور ضمن عرضیدعوی میں دو دفعات ترمیم کیں اوس بیع کی نسبت جو صاحب رام کے نام کیا گیا تھا اس بنا پر اعتراض کیا کہ وہ ۵۴۵ بیع سازشی ہے اور اپنا حق شفع صاحب رام کے مقابلہ میں پیش کیا اسپر صاحب رام نے بیان تحریری داخل کیا اور یہ عذر کیا کہ مجھکو شفع کا مرجح حق حاصل ہے اور یہ کہ فی الواقع میں نے دعوی شفع کیا تھا اور جو بیع میرے نام ہوا وہ صحیح ہے۔ان معاملات کی نسبت تنقیحیں قائم ہوئیں عدالت ابتدائی ماتحت اگرچہ اوسنے بحث دعوی مرجح کو جو صاحب رام نے پیش کی تھی سماعت نہیں کیا بلکہ یہ رائے قائم کی کہ دفعہ ۹۵ ایکٹ انتقال جایداد کی روسے مدعی کا حق شفع صاحب رام کے ہاتھ بیع ہونے سے ساقط نہیں ہوا بر طبق اپیل جج ضلع نے بحث حق مرجح پر غور کیا اور یہ رائے قائم کی کہ صاحب رام کو دعوی شفع کرنیکا حق مرجح حاصل ہے لہذا اونہوں نے اپیل منظور کیا اور مدعی کی نالش ڈسمس کی مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا یہ اپیل باجلاس ڈویزن بنچ پیش ہوا جس نے یہ تنقیح عدالت ماتحت میں بھیجی کہ آیا بیعنامہ موسومہ صاحب رام محض نمائشی و سازشی ہے یا اصلی بیع سے تعلق ہے تجویز بر طبق واپسی یہ تھی کہ بیع موسومہ صاحب رام معاملہ مصنوعی نہیں ہے بلکہ اصلی ہے۔اس تجویز کے واپس آنے پر بموجب حکم چیف جسٹس صاحب کے اپیل اجلاس کامل میں پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر تیج بہادر سپرو نے (جو بجائے آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی کے حاضر ہوئے تھے) منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ بیع دوبارہ بدست صاحب رام ناجائز ہے کیونکہ اوس نے دوران نالش میں خریداری کی تھی یہ بحث اس بیان پر مبنی ہے کہ نالش اوسیوقت نزاعی ہوجاتی ہے کہ جب عرضی نالش داخل کیجاوے بلا لحاظ اس امر کے کہ نالش میں تعمیل سمن ہوئی یا نہیں۔ایک طویل اور عالمانہ بحث عدالت کے روبرو بتائید اس بحث کے پیش کی گئی۔لیکن عدالت نے خیال کیا کہ بلحاظ حالات مقدمہ ہذا بحث دوران نالش بالکل نہیں پیدا ہوتی ہے۔

(۱) (۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۲۔

سنہ ۱۹۰۶ء

نہال لال
بنام
صاحب رام
۵۴۶

آنریبل پنڈت سندر لال نے جنکے ساتھ پنڈت ملدیو رام دوبے حاضر ہوئے منجانب رسپانڈنٹان بعد جواب دینے بطالت بنسبت بحث دوران نالش کے اور بعد پیش کرنے اس بیان کے کہ نالش بموجب دفعہ ۲۶ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء تنازعی نہین ہوتی تاوقتیکہ مدعاعلیہ حاضر ہو یہ بھی گذارش کی کہ بحث دوران نالش درحقیقت اس مقدمہ مین پیدا نہین ہوتی - جو مدعی نے رسپانڈنٹ کو بحیثیت مدعاعلیہ نالش مین فریق کیا اور حق شفع مرجح کا بمقابلہ اوسکے دعوی کیا - اوسپر لازم تہا کہ وہ اوس حق کو ثابت کرتا - غرض نالش شفع کی اشخاص اجنب کو خارج کرنیکی ہے اور یہ غرض مفقود ہو جائیگی اگر کوئی شخص جو حق ادنی رکہتا ہو نالش دائر کرے اور بمقابلہ کسی شخص اجنب کے ڈگری حاصل کرے گو کہ شخص آخر الذکر نے جائداد کو دوران نالش مین اوس شخص کے نام بہیر منتقل بہی کر دیا ہو جو حق اعلی رکہتا ہو - اگر دفعہ ۵۲ متعلق کی بہی جاے تو وہ نہایت سختی سے متعلق ہونی چاہئے -

ڈاکٹر تیج بہادر سپرو نے بجواب شق دوم بحث کے منجانب رسپانڈنٹ مقدمہ نرائن سنگہ بنام پربت سنگہ (۱) کا حوالہ دیا اور یہ گذارش کی کہ مفصلات الرایا مین بالاتفاق یہ قرار دیا گیا ہے کہ نالش کی سماعت نہین ہو سکتی اگر جائداد قبل نالش کے حصہ دار کے نام بہیر منتقل کر دیجاے - جبکہ بناے مخاصمت عدالت مین پیش کیگئی تو وہ کسی کارروائی مابعد فریقین سے مفقود نہین ہوسکتی

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہ اپیل ہم مین سے دو حکام نے اجلاس کامل مین اس بیان کی بنیاد پر سپرد کیا تہا کہ اوسمین تعبیر صحیح دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جائداد کی پیچیدہ بحث کی نسبت تجویز ضروری ہے - بہت طویل بحث کے اختتام پر پنڈت سندر لال نے منجانب رسپانڈنٹ ایک عذر پیش کیا جس سے ہمارے نزدیک اپیل ساقط ہوتا ہے اور جو راے ہم نے اس عذر کی نسبت قائم کی ہے اوسکے لحاظ سے اصل مسئلہ کے تصفیہ کی ضرورت باقی نہین رہتی جسپر ہمارے روبرو بہت طوالت کے ساتھ بحث کی گئی ہے - یہ نالش شفع ۲۲ - ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو اوس بیع کی نسبت دائر کی گئی جو مسمی ہری سنگہ نے مسمی بیر بل کے نام کیا تہا جسکے ورثا مدعاعلیہم نمبر ۱ لغایت ۳ ہین - اوس نالش مین سمن تعمیل ہونے کے قبل ورثاے بیر بل نے ۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو مسمی صاحب رام کے نام جائداد مبیعہ بیع کر دی - یہ بحث کردہ

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۲ -

۱۹۰۵ ء

نیہال بنام صاحب رام ۵۴۱

متعلق ہے یا نہین اس بیع کے ہوتے ہی فوراً پیدا ہو گئی لیکن ۵ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو مدعی نے اپنا عرضیدعوی باجازت عدالت ترمیم کیا اور صاحب رام کو بطور مدعا علیہ شامل کیا اور عرضیدعوی مین دو دفعات بڑہائین جسمین اوس نے اوس بیع کی نسبت جو صاحب رام کے نام کیا گیا تھا اس بنا پر اعتراض کیا کہ بیع سازشی ہے اور صاحب رام کے مقابلہ مین بھی اوس نے اپنا حق شفع پیش کیا۔ اسپر صاحب رام نے بیان تحریری داخل کیا جسمین اوس نے وضاحت کے ساتھ وہ بحث پیش کی جسکا تصفیہ ڈسٹرکٹ جج نے کیا ہے یعنی یہ کہ صاحب رام کو دعوی شفع کرنیکا حق مرجح حاصل ہے اور یہ کہ اوسنے دعوی شفع کیا اور جو بیع اوسکے نام ہو وہ جائز ہے۔ ان معاملات کی نسبت تنقیحین قائم کی گئین۔ عدالت مرافعہ اولی نے حق مرجح کے دعوی کی سماعت نہین کی جو صاحب رام نے پیش کیا تھا بلکہ یہ راے قائم کی کہ بلحاظ احکام دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائیداد صاحب رام کے ہاتھ بیع ہونے سے مدعی کا حق شفع ساقط نہین ہوا۔ بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے متنازع حق مرجح کی نسبت غور کیا اور یہ راے قائم کی کہ صاحب رام کو حق مرجح شفع کا حاصل ہے اور اسلئے اونہون نے اپیل منظور کیا اور عدالت ماتحت کی ڈگری منسوخ کرکے مدعی کی نالش ڈسمس کی۔

واضح ہو کہ بلحاظ اس تجویز عدالت ماتحت کے کہ صاحب رام کو حق مرجح شفع کا حاصل ہے ہماری راے مین یہ اپیل ساقط ہونا چاہیے۔ مدعی نے اپنے عرضیدعوی کا ترمیم کرنا اور صاحب رام کے حقوق کی نسبت عذر کرنا پسند کیا۔ اس بحث کا فیصلہ ہو گیا ہے اور مدعی اوس طریقہ کی نسبت اعتراض نہین کر سکتا جو خود اوسکی تحریک پر عدالت نے اختیار کیا اگر وہ صرف دفعہ ۵ پر استدلال کرنا چاہتا تھا تو اوسکو عرضیدعوی کے ترمیم کرنیکی نسبت حجت کرنا اور اوس سے ترمیم کی معقول راے نہین دی گئی جیسی کہ معاملہ کی صورت ہے فریقین کی حقوق کی نسبت تحقیقات کامل کی گئی اور اونکا فیصلہ کیا گیا لہذا ہماری راے مین مدعی اوس فیصلہ سے جو صادر ہوا اور جو خود اوسکی تحریک پر صادر ہوا ہو درگذر کرکے دفعہ ۵ پر استدلال نہین کر سکتا۔ جب مقدمہ کی نسبت یہ راے قائم کی گئی تو جو مشکل امر تعبیر دفعہ ۵ کی نسبت پیدا ہوتا ہے اوسپر لحاظ کرنے کی ضرورت نہین رہی اور اس امر کی نسبت ہم کوئی راے ظاہر نہین کرتے۔

وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے ہم مین سے ایک حاکم کے فیصلہ کی طرف توجہ دلائی ہے جو مقدمہ نرائن سنگھ بنام پربت سنگھ (۱) صادر ہوا اور یہ کہا ہے کہ وہ فیصلہ اس امر کی نسبت سند ہے

(۱) (۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۴۴

سنہ ۱۹۰۶ء

فیض پال بنام صاحب زادی ام وہ

کہ اس امر سے کہ صاحب رام بطور مدعا علیہ فریق نالش بنایا گیا اوسکا موکل اس استحقاق سے محروم نہیں ہو جاتا کہ وہ نالش شفیع دائر کرے۔ اوس مقدمہ مین گو وہ شخص جسکے ہاتھ جایداد دوبارہ بیع کی گئی تھی فریق نالش کیا گیا مگر سوالات وجوابات کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس مقدمہ مین کوئی تنقیح بابت تعمیل خود حق وضید عوی مین نہین کی گئی۔ جو ضید عوی مین یہ نہین بیان کیا گیا اور نہ بحث کی گئی کہ جو بیع بدست مدعا علیہ شامل شدہ کیگئی وہ سازشی تھی نہ یہ بیان کیا گیا کہ مدعی کو بمقابلہ اوس مدعا علیہ کے جو اسطرح شامل کیا گیا حق مرجح حاصل ہے۔ یہ بات ان دونو مقدمہ مین مابہ الامتیاز ہے ہماری صاف صاف یہ راے ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسکے حالات وہی ہین جو ہم بیان کر چکے ہین چونکہ ایک مدعا علیہ شامل کیا گیا جسکو اوسوقت نالش شفیع دائر کرنے کا حق حاصل نہین تھا جو بربناے اوسکے دعوی مرجح کے کی گئی تھی اور جسکے دعوی مرجح کا فیصلہ نالش مین ہو گیا۔ اسلئے مدعی کو یہ منصب نہین ہے کہ ایسی تنقیح کی تجویز کی نسبت اعتراض کرے جو اوسکی تحریک پر قائم کی گئی تھی اور یہ کہ عدالت اوس تجویز پر لحاظ کرے جو عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ بیع بسو صاحب رام عملی ہے۔ عدالت ماتحت نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ صاحب رام کو حق مرجح دعوی شفیع کا حاصل ہے اور صاحب رام جایداد پر قابض بھی ہے اندرین حالات عدالت کو کوئی چارہ کار بجز اسکے نہ تھا کہ وہ اپیل ڈسمس کرتی۔

ہمکو اوس عذر پر بھی غور کرنا چاہئے جو ریسپانڈنٹ کی جانب سے خرچہ کی نسبت پیش کیا گیا ہے ہم نے اس امر پر غور کیا اور ہماری یہ راے ہے کہ عدالت ماتحت کا فیصلہ کسیقدر ترمیم ہونا چاہئے عدالت ماتحت نے مدعی کو اس نالش کا خرچہ دلایا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ حکم اقتضاے مقدمہ کے موافق نہین ہے لیکن جملہ حالات پر لحاظ کرکے اور اس امر پر لحاظ کرکے کہ مدعی کو بناے دعوی اوسوقت حاصل تھی جبکہ اوس نے نالش دائر کی و نیز یہ کہ اصل بحث جسکی بنا پر فریقین عدالت مین آئے وہ نسبت تعمیر وغیرہ کے ہے ہماری راے مین مناسب حکم یہ ہوگا کہ ہر فریق اپنا اپنا خرچہ کل عدالتون کا برداشت کرے ہم ایسی ہی ہدایت کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جان اسٹینلی صاحب ٹائب چیف جسٹس و مسٹر ولیم ویرکٹ صاحب جسٹس

۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء منقول از کتاب انگریزی ۵۴۹

مردان سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم) بنام ٹھاکر شیودیال (مدعی) ریسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء یعنی ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۸۲ - رہن - حصہ رسدی - تعین مالیت جائداد

مرہونہ دریافت کرنے اس امر کے کہ کس قدر حصہ رسدی اوسپر عاید ہونا چاہیئے۔

دعویٰ حصہ رسدی سے نافذ کرنے کے لئے دو یا زیادہ جائدادوں کی مالیت کے تخمینہ کرنے میں جو رہن

ہوں جس وقت کا لحاظ کرنا چاہیئے وہ تاریخ تحریر دستاویز ہے جسکی بنا پر حصہ رسدی کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

اس مقدمہ کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء کو مردان سنگھ اور رنجیت سنگھ نے دو موا ضع دومن پور و پوران پور جیت سنگھ کے پاس رہن بیع بالوفا کئے۔ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو مسمی شیودیال سنگھ نے جس نے ڈگری سادہ زر نقد راہنان پر حاصل کی تھی اوس ڈگری کے اجرا میں دو ثلث حصہ موضع پوران پور کا نیلام کرا کر خود خرید کر لیا۔ بعد ازاں جیت سنگھ مرتہن نے نالش بعبارت دائر کی اور ۶ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈگری شرطیہ صادر ہوئی۔ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو شیودیال سنگھ نے بغرض تحفظ جائداد کے مبلغ ... عدالت میں داخل کیا اور اس طرح مطالبہ ڈگری بیباق کر دیا اور کل زر رہن ادا کر دیا۔ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو شیودیال سنگھ نے دومن پور سے اور ایک ثلث حصہ پوران پور سے جو اوس نے خرید نہیں کیا تھا واسطے دلا پانے حصہ رسدی کے نالش دائر کی۔ دومن پور کی نسبت یہ ثابت ہوا کہ اس موضع کی قیمت جیت سنگھ کے رہننامہ تحریر ہونے کے بعد سے بہت زیادہ ہو گئی تھی کیونکہ مالگذاری سرکار جو اوس کی بابت واجب الادا تھی کم کر دی گئی تھی مگر اسوجہ سے لگان میں تخفیف نہیں ہوئی تھی۔ پس یہ بحث پیدا ہوئی کہ وہ کونسا وقت ہے جسکے لحاظ سے موضع کی مالیت اس غرض سے تشخیص کی جاوے کہ اوسے زر رہن سے ایک مقدار حصہ رسدی ادا کرنے کا وہ ذمہ دار تھا۔ عدالت اپیل ماتحت ڈسٹرکٹ جج کانپور نے یہ تجویز کی کہ جس وقت

۵۵۰ کا لحاظ رکھنا چاہیئے وہ ایسی تاریخ ہے جسپر مدعی نے دو ثلث حصہ پوران پور کا خرید کیا اور اسکے

دوم اپیل اول نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۰۴ء بتنازعہ ڈگری بابو بپن بہاری گرجی جج ماتحت کانپور مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء۔

سنہ ۱۹۰۵ء

مردان سنگھ بنام ٹھاکر شیو دیال

مطابق ڈگری صادر کی بنا راضی اس ڈگری کے مدعا علیہم نے اپیل دائر کیا اور یہ حجت کی کہ حصہ رسدی بلحاظ مالیت جایداد ہائے مرہونہ کے جو تاریخ تحریر رہن نامہ رہی ہو تقسیم ہونا چاہیے۔

آنریبل پنڈت سندر لعل منجانب اپیلانٹان۔

بابو گوبند ناتھ چودہری و پنڈت موتی لعل نہرو منجانب رسپانڈنٹ۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ اس اپیل میں ایک دلچسپ بحث نسبت تعبیر دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جایداد کے پیش کی گئی ہے۔ واقعات مختصر اور آسان ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ ۲۰ جولائی ۱۸۹۲ء کو مردان سنگھ و رنجیت سنگھ نے دو موضع ڈومن پور و پوران پور رجیت سنگھ کے پاس رہن بیع بالوفا کئے۔ ۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو شیو دیال سنگھ مدعی نے جس نے راہنان کے مقابلہ میں ڈگری زر نقد حاصل کی تھی اوس ڈگری کے اجرا میں دو ثلث حصہ پوران پور کا نیلام کرا کر خود خرید کر لیا۔ واقعی یہ خریداری تابع رہن نامہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۲ء کے تھی۔ بعد ازاں مرتہن نے نالش بیعات دائر کی اور ۲ جون ۱۹۰۱ء کو ڈگری قطعیہ صادر ہوئی۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مدعی نے بغرض تحفظ جایداد کے مبلغ [illegible] عدالت میں جمع کیا اور اس طرح پر ڈگری کا مطالبہ بیباق اور کل زر رہن ادا ہو گیا۔ بر طبق اسکے اوس نے حصہ رسدی کی نالش دائر کی جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے۔

عدالت کو صرف اسی امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کونسا زمانہ ہے جسکے لحاظ سے ہر دو موضع مشمولہ رہن کی مالیت کا تعین بغرض حصہ رسدی کرنا چاہئے۔ ظاہرا بتاریخ تحریر رہن نامہ ڈومن پور کی مالگذاری مبلغ [illegible] سے کسی قدر زاید تھی اور نکاسی خام صرف مبلغ [illegible] تھی پس اوسوقت اس موضع کا منافع صرف بقدر مبلغ [illegible] کے تھا مگر بعد ازاں مالگذاری گہٹا کر مبلغ [illegible] رکھی گئی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ ہی اسکے نکاسی کم ہو کر مبلغ [illegible] رہ گئی اور اس طرح پر منافع قریب مبلغ [illegible] کے باقی رہا۔ مدعی ڈومن پور سے اوس قیمت جایداد کے مطابق دعویدار حصہ رسدی کا ہوا جو اوسوقت تھی جب اوس نے ایک سو موضع کا حصہ خرید کیا تھا اور جو حجت اوسکی اس امر کی نسبت ہے اوسکو جج ماتحت نے تسلیم نے منظور کیا ہے۔

اپیلانٹ نے یہ اپیل اس بنا پر دائر کیا ہے کہ بغرض حصہ رسدی کے حسب دفعہ ۸۲ ایکٹ اودھ

سنہ ۱۹۰۵ء

مردان سنگھ
بنام
شنکر پرشاد وغیرہ

انتقال جائیداد و دونوں مواضع کی وہ مالیت تصور کرنی چاہیئے کہ تاریخ تحریر رہننامہ تھی۔ اس دفعہ
مین یہ حکم ہے کہ جب چند جائیدادین عام اس سے کہ اونکا ایک مالک یا چند مالک ہوں قرضہ دہی
کے اور اسکے لئے مرہون کیجائین تو جائیداد ہاے مذکورہ بصورت نہونے کسی معاہدہ کے خلاف
اسکے بعد اسکے کہ تعداد کسی اور مطالبہ کی جسمین وہ بوقت ارتہان ماخوذ ہوں ہر ایک جائیداد
کی مالیت سے وضع کر لیجاوے بقدر حصہ رسدی اوس دین کی ذمہ دار ہونگی جسکے لئے رہن
عمل مین آیا تھا۔ یہ واضح ہو کہ معمولا وہ وقت جب جائیداد کی مالیت قائم کیجاتی ہے بہت زیادہ
ضروری نہین ہے کیونکہ مختلف جائیدادوں کی مالیت کا تغیر ہونا عموماً مساوی ہوگا مگر مقدمہ ہذا
مین ظاہر ہے کہ اس امر کے لحاظ سے کہ دونون موضع کی مالگذاری تاریخ رہن کے بعد بہت زیادہ گھٹا
دی گئی یہ امر بہت اہم ہو جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک واسطے اغراض حصہ رسدی کے وہ
وقت جسکے لحاظ سے مالیت کا تعین کرنا چاہیئے تاریخ رہن ہے اور اوسکے وجوہ یہ ہین۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ خود دفعہ مذکور مین یہ مد نظر رکھا گیا ہے کہ تاریخ رہن یا اور کسی آئندہ تاریخ پر جو مالیت
جائیداد کی ہو اوسکے لحاظ سے جائیدادین حصہ رسدی کی ذمہ دار ہین کیونکہ کہ حال کا صیغہ
شروع سے اخیر تک استعمال کیا گیا ہے۔ دفعہ مذکور کے الفاظ یہ ہین کہ جائیدادین ذمہ دار ہین
نہ یہ کہ کسی زمانہ آئندہ مین ذمہ دار ہونگی اور یہ بھی حکم ہے کہ جائیدادون کی مالیت سے حساب کرتے
مین تعداد کسی اور مطالبہ کی اوس جائیداد کی مالیت سے وضع کر لی جائے جسمین وہ بوقت
ارتہان ماخوذ ہو۔ اگر علاوہ تاریخ رہن کے کوئی اور تاریخ مانی جاے جب جائیداد کی مالیت
کا تعین اس دفعہ کی اغراض کے لئے ہونا چاہیئے تو یہ لازم آئیگا کہ کوئی فریق جو بوجہ مالک ہونے
جزو جائیداد مرہونہ کے اپنی جائیداد کی اصلاح و ترقی مین روپیہ لگاوے اور مشقت کرے اوس وجہ
سے اپنے آپکو زیادہ تعداد رسدی کا ذمہ دار قرار دیگا اوس سے اپنی جائیداد کی مالیت
بڑھائی یہ صریح خلاف انصاف ہوگا۔ یہ ادعا کیا گیا ہے کہ کوئی اور تاریخ مثل تاریخ بعیات
کے منتخب کیجا سکتی ہے جبکہ مالیت کا علحدہ علحدہ تعین ہونا چاہیئے لیکن دفعہ ۸۲ کے وضع
۵۵۱ کرتے وقت جو تاریخ واضعان قانون نے ملحوظ رکھی وہ تاریخ تحریر رہن نامہ ہے جو ایسی تاریخ
ہے جبکہ حصہ رسدی کا حق پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے خیال مین فریقین اوسوقت فیما بین خود حصہ
رسدی کے ذمہ دار مطابق مالیت جائیداد ہاے مذکور کے ہو گئے۔ ہم کوئی دلیل
اس راے کی تائید مین نہین پاتے کہ بجز تاریخ دعوی مدعی کی تاریخ تعین مالیت کے لئے مناسب

۱۹۰۲ء

مردان سنگھ
بنام
ٹھاکر شیو دیال

وقت ہے۔ جب مدعی نے خریداری کی تو وہ محض جائداد خرید کردہ کی نسبت راہن کا قائم مقام ہوگیا۔ اگر جائداد مرہونہ کے مختلف اجزا مختلف تاریخوں پر بیع کئے جائیں تو صریحاً یہ نامناسب ہوگا کہ کسی ایک بیع کی تاریخ کو کسی دوسرے بیع کی تاریخ پر مرجح کرکے یہ فرض کیا جاوے کہ وہی تاریخ تعیین مالیت کے لئے مناسب وقت ہے۔ پس ہماری رائے میں ذیعلم جج ماتحت نے تاریخ خریداری مدعی کو بغرض حصہ رسدی تعیین مالیت جائداد ہاے مذکورہ کے لئے قرار دینے میں غلطی کی۔ پس لازم ہے کہ ہم اپیل کو منظور کریں مگر قبل اسکے کہ ہم اس مقدمہ کا فیصلہ قطعی کریں ہمکو لازم ہے کہ حسب احکام دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی دو تنقیحیں ذیعلم جج ماتحت کے فیصلہ کے لئے بھیجیں یعنی یہ کہ تاریخ تحریر رہننامہ مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۲ء کو موضع ڈومن پور و پدن پور کی علٰحدہ علٰحدہ کیا قیمت تھی اور اوس مالیت کے لحاظ سے اوس حصہ رسدی کی کیا مقدار ہے جو مدعاعلیہم اپیلانٹان بابت موضع ڈومن پور اور ایک ثلث حصہ پدن پور کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کوئی مناسب شہادت ان تنقیحوں کے فیصلہ کے لئے پیش کیجاوے تو عدالت کو اوسکو منظور کرنا چاہئے بعد موصول ہونے تجاویز کے دس روز کی مہلت اعتراضات داخل کرنیکے لئے دیجائیگی۔

مقدمہ واپس کیا گیا۔

---

۲ مارچ ۱۹۰۳ء
صفحہ کتاب ڈگری
۵۵۳

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

راحم دین (مدعی) بنام پوکھر سنگھ (مدعاعلیہم) ؎

شفع ـ واجب العرض ـ تعبیر دستاویز۔

دعوی شفع بربناے ایک واجب العرض کے دائر کیا گیا جسکا فقرہ واہم حسب ذیل ہے۔ "اب تک کوئی نالش شفع دائر نہیں کی گئی ہے مگر ہم شفع کو قبول کرتے ہیں" موضع کی واجب العرض سابق میں جو قریب ۲۲ برس پیشتر تحریر کی گئی حق شفع کی نسبت یہ شرط درج تھی "اگر کوئی حصہ دار اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے تو پہلے وہ اوسکو اپنے رشتہ دار قریب کے پاس منتقل کریگا اور بعد ازاں حصہ داران موضع کے پاس۔ اور

؎ اپیل دوم نمبر ۹۹۵ سنہ ۱۹۰۲ء بمقابلہ ڈگری پنڈت رام اوتار پانڈے جج ضلع جھانسی مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۲ء مشعر بحالی ڈگری منشی گنگا پرشاد منصف للت پور مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء۔

۱۹۰۸ء

رام دین
بنام
بوکھر سنگھ

اونکے انکار کرنے پر وہ جسکے پاس چاہے بیع و رہن کرسکتا ہے۔ لہٰذا تعبیر پر وہ دستاویزات مذکورہ کے یہ تجویز ہوئی کہ وہ ایسی دستاویزات ہیں جن سے موضع میں شفع کا رواج ہونا پایا جاتا ہے اور نیز یہ کہ وہ مفروض نہیں ہے کہ رشتہ دار قریبی حصہ دار بھی ہو یہ وہ مختلف گروہ شفیعان کے ہیں اور رشتہ دار قریبی کو حق ترجیح حاصل ہے۔ مقدمہ عبد الواحد بنام ولایت حسین (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

مقدمہ ہذا پوکھر سنگھ نے ڈگری بیعیات و حکم قطعی بیعیات بنام مسماۃ جانکی حاصل کیا۔ بر طبق اسکے مسمی رام دین نے مدین دعوی کہ وہ ہمشیرہ زادہ مسماۃ جانکی کا ہے نالش شفع جائداد منفکہ ڈگری کی بابت دائر کی اور اپنا دعوی شرائط واجب العرض ۱۸۶۷ء پر مبنی کیا جسمین یہ شرط ہے کہ اگر کوئی حصہ دار اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے تو بیٹے و داماد سکو اپنے رشتہ دار قریبی کے پاس منتقل کریگا اور بعد ازان حصہ داران موضع کے پاس اور اونکے انکار کرنے پر وہ جسکے پاس چاہے بیع و رہن کرسکتا ہے۔ عدالت مرافعہ اولی منصف اوری سے تم نالش مدعی اس رائے سے ڈسمس کی کہ واجب العرض ۱۸۶۷ء بروے واجب العرض مابعد مرتبہ ۱۸۹۶ء منسوخ ہو گئی اور بروے واجب العرض آخر کے عطا ہوا وہ حق شفع بموجب شرع محمدی کے ہے۔ شرائط واجب العرض مذکور حسب ذیل ہیں۔ آجتک کوئی نالش شفع دائر نہیں ہوئی ہے مگر ہم حق شفع کو تسلیم کرتے ہیں۔ بر طبق اپیل منجانب مدعی عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع جھانسی) نے یہ تجویز کی کہ مدعی رشتہ دار قریبی راہن کا ہے۔ نیز یہ کہ واجب العرض ۱۸۶۷ء میں ایک ایسا رواج مندرج ہے جسکو حصہ داران نے بوقت مرتب کئے جانے واجب العرض حال کے ۱۸۸۷ء میں قبول کیا تھا لیکن عدالت موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ بموجب اس رواج کے یہ ضرور ہے کہ مدعی در حالیکہ وہ رشتہ دار قریبی ہو حصہ دار بھی ہونا چاہئے لہٰذا اوس نے ڈگری منصف کو بحال رکھا۔

بر طبق اسکے مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

منشی جنگ بہادر لال۔ منجانب اپیلانٹ۔

آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی راہن کے بجائے پنڈت موہن لال حاضر ہوئے۔ منجانب رسپانڈنٹ۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ جب رسپانڈنٹ نے ڈگری واسطے بیعیات کے اوپر ایک

(۱) ویکلی نوٹس ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۹۵۔

سنہ ۱۹۰۰ء

رام دین بنام بیوہر سنگھ

حکم قطعی واسطے بیعیات کے حاصل کیا تو نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مدعی اپیلانٹ نے بغرض نفاذ اپنے حق شفع کے نسبت جائداد مندرجہ ڈگری کے دائر کی۔ اوس نے یہ دعوی کیا کہ اوسکو مدعا علیہ پر اسوجہ سے تقدم حاصل ہے کہ وہ بایع کا رشتہ دار قریبی ہے۔ اوس نے واجب العرض ۱۸۶۶ء پر استدلال کیا جسمین یہ شرط ہے کہ اگر کوئی حصہ دار اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے تو پہلے وہ اوسکو اپنے حصہ دار قریبی کے پاس منتقل کریگا اور بعد ازان حصہ داران موضع کے پاس اور اونکے انکار کرنے پر وہ جسکے پاس چاہے بیع و رہن کر سکتا ہے۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ مدعی مسماۃ جانکی کی رہن کا لڑکا ہے جسکے مقابلہ مین ڈگری بیعیات حاصل کی گئی بحیثیت ایسے رشتہ دار کے مدعی دعویدار جائداد کا ہے عدالت مرافعہ اولی نے نالش ڈسمس کی کیونکہ اوسکی یہ رائے تھی کہ واجب العرض مرتبہ ۱۸۶۶ء کی رو سے واجب العرض ۱۸۶۶ء کی منسوخ ہو گئی اور یہ کہ واجب العرض آخر الذکر کے بموجب جو حق عطا کیا گیا ہے وہ حق شفع حسب شرع محمدی کے عطا کیا گیا ہے۔ عدالت موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعی نے یہ ثابت نہین کیا کہ وہ بایع کا رشتہ دار قریبی ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون یہ تجویز کی کہ مدعی رشتہ دار قریبی ہے اوسکی یہ بھی رائے تھی کہ واجب العرض ۱۸۶۶ء مین ایک رواج مندرج ہے اور یہ کہ واجب العرض مابعد ۱۸۶۶ء کے بموجب حصہ داران نے بالاتفاق اوس رواج کو منظور کیا جو وقت مرتب ہونے واجب العرض مذکور کے موضع مین جاری تھا۔ مگر عدالت موصوف کی یہ رائے ہوئی کہ رشتہ دار قریبی دعوی شفع نہین کر سکتا بجز اسکے کہ وہ حصہ دار بھی ہو اور یہ کہ چونکہ مدعی حصہ دار نہین ہے لہذا اوسکو حق شفع حاصل نہین ہے۔ اسوجہ سے عدالت اپیل ماتحت نے عدالت مرافعہ اولی کی ڈگری بحال رکھی اور مدعی کی نالش ڈسمس کی۔ رسپانڈنٹ کیجانب سے یہ حجت ۵۵۵ کی گئی ہے کہ واجب العرض ۱۸۶۶ء مین رواج شفع درج نہین ہے اور یہ کہ جو قاعدہ بموجب واجب العرض مذکور کے شفع سے متعلق ہوگا وہ قاعدہ مندرجہ شرع محمدی ہے واجب العرض ۱۸۶۶ء کے الفاظ یہ ہین تا وقتیکہ کوئی نالش شفع دائر نہین ہوئی ہے مگر ہم حق شفع کو تسلیم کرتے ہین گے۔ بلاشبہ اوسمین معاہدہ مندرج ہے لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ اوسمین کوئی خاص قاعدہ متعلق شفع کے درج نہین ہے جسکے پابند رہنے کا حصہ داران نے اقرار کیا ہو لہذا معمولی قاعدہ مندرجہ شرع محمدی متعلق ہونا چاہیے۔ مین اس حجت کو منظور نہین کرتا۔ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا کہ واجب العرض ۱۸۶۶ء مین رواج درج ہے۔ بلاشبہ یہ صاف ظاہر

سنہ ۱۹۰۵ء

راموین بنام پوکھر سنگھ

نہیں ہے کہ اوسمین ایک معاہدہ درج ہے اور بموجب نظائر عدالت ہذا کے یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ واجب العرض میں رواج درج ہے جبکہ واجب العرض مابعد ۱۸۹۶ء میں مرتب کی گئی تو جو رواج ۱۸۶۳ء میں درج کیا گیا تھا وہ منسوخ نہیں ہوا اگر کوئی نالش شفع دائر نہیں کی گئی تھی پس جبکہ ۱۸۹۶ء میں حصہ داران قاعدہ متعلقہ شفع کے منظور کیے پر رضامند ہوئے تو صریحاً اونہوں نے اپنے آپکو اوس قاعدہ کا پابند قرار دیا جو اوسوقت رائج تھا یعنی رواج مندرجہ واجب العرض ۱۸۶۳ء کا اس امر کی نسبت عدالت ماتحت نے صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے مگر جج ذیعلم کی یہ رائے ہے کہ ازروے واجب العرض ۱۸۹۶ء کے کوئی شخص دعوی شفع نہیں کر سکتا ہے بجز اسکے کہ وہ موضع کا ایک حصہ دار ہو۔ یہ تعبیر صرف اوس صورت مین صحیح ہو سکتی ہے کہ واجب العرض مین وہ الفاظ تحریر کئے جاتے جو اوسمین مندرج نہیں ہین اوس دستاویز کے بموجب اول درجہ کے شفیعان بلا کسی قید کے رشتہ داران قریبی ہین اور شفیعان درجہ دوم حصہ داران موضع ہین۔ اگر یہ مقصود ہوتا کہ شفیعان درجہ اول کا حصہ داران بھی ہونا ضروری ہے تو کوئی امر اس سے زیادہ آسان نہیں ہو سکتا تھا کہ الفاظ مناسب بغرض ظاہر کرنے اس مقصود کے درج کئے جاتے۔ جسطرح کہ واجب العرض تحریر کی گئی ہے اوسکے لحاظ سے صرف رشتہ داران قریبی زمرہ شفیعان درجہ اول مین داخل ہوتے ہین خواہ وہ حصہ دار ہون یا نہون۔ یہ مقدمہ مقدمہ عبدالوحید بنام ولایت حسین (۱) کے بہت مشابہ ہے۔ اوس مقدمہ مین واجب العرض کی جسمین اسی قسم کا فقرہ تھا اوسی طرح تعبیر کی گئی تھی جسطرح میری رائے مین
۵۵۶ واجب العرض مرحلہ مقدمہ ہذا کی تعبیر ہونی چاہئے۔ پس اگر مدعی بایع کا رشتہ دار قریبی ہے تو وہ زمرہ شفیعان درجہ اول مین داخل ہے اور اس نالش کے دائر کرنے کا مستحق ہے۔ چونکہ وہ بایع کا بھانجہ ہے اسمین شک نہین ہو سکتا کہ وہ بایع کا رشتہ دار قریبی ہے لہذا اوسکو جایداد متنازعہ کی نسبت حق شفع حاصل ہے۔ اس اپیل مین کوئی اور امر نزاعی نہین ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مدعی کی نالش بڈگری ہونی چاہئے لہذا مین اپیل کو منظور اور ڈگریات عدالتہاے ماتحت کو منسوخ کر کے مدعی کے حق مین ڈگری معہ خرچہ کل عدالتون کے اس شرط سے صادر کرتا ہون کہ مدعی مبلغ [illegible] زرثمن شفع آج کی تاریخ سے دو مہینہ کے اندر ادا کرے بصورت

(۱) ویکلی نوٹس ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰۹

۱۹۰۵ء

اور اگر سند مذکور سے نالش مدعی خارج بحکم عدالتوں سے کی ڈسمس ہوگی۔

راجہ دین
بنام
پوہکر سنگھ

اپیل ڈگری کیا گیا۔

باجلاس سرجان اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برجی صاحب جسٹس

۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء

بیجن لال (مدعا علیہ) بنام محمد عبد الصمد خان (مدعی اپیلانٹ)

صفحہ کتاب انگریزی ۵۵۶

رواج بندر زمینداری کاشتکار۔ حقوق زمیندار واقع آبادی۔ کاشتکار کا آراضی مکان کو منتقل کرنا۔

بالای فرض کسی رواج بند یا واجب العرض کے جسکی رو سے کاشتکار کو اپنے مکان کی آراضی واقع آبادی سے منتقل کرنیکی ممانعت ہو بعید ہونے کسی خاص رواج یا معاہدہ کے جسکی رو سے اوسکو ایسا حق حاصل ہو کسی کاشتکار کو اپنی آراضی مکان واقع آبادی سے منتقل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

یہ نالش مدعی نے بحیثیت زمیندار بغرض بیدخلی مدعا علیہم کے جنکو اوس نے اپنا کاشتکار بیان کیا مکان واقع آبادی موضع مالاگڑھ سے دائر کی۔ اپنی عرضی نالش میں اوس نے یہ بیان کیا کہ مکان مذکور در اصل بلدیو کا تھا جو چند سال ہوئے موضع سے چلا گیا تھا اور بلدیو کا مکان گر پڑا تھا اور اوس آراضی کو جسپر مکان بنا تھا بوجہ خالی ہونے کے مدعی نے رام بخش اور بیجن لعل مدعا علیہم کو پٹہ پر دیا۔ بعد ازاں بیجن لال نے روشن پسر بلدیو سے مکان منتقل کرا لیا اور مدعی کے حق بحیثیت پٹہ دہندہ سے انکار کیا۔ مدعی نے یہ استدعا کی کہ اگر مدعا علیہما نمبر اول و دوم اپنے آپکو مدعی کا پٹہ دار تسلیم کریں تو وے بیدخل کئے جائیں اور مدعی سے ملبہ مکان کی قیمت جو اونکی ملکیت تھی دلائی جائے یا اگر مدعا علیہم مذکور کاشتکاری تسلیم نکریں تو علی سبیل البدل مدعی کو قبضہ بر بنائے اوسکے حقوق زمینداری کے دلایا جائے اور مدعا علیہم کو کوئی معاوضہ نہ دلایا جائے عدالت مرافعہ اول (منصف بلند شہر) نے نالش ڈسمس کی۔ مدعی کے اپیل کرنے پر عدالت ماتحت (ایڈیشنل جج ماتحت علیگڈھ) نے یہ تجویز کی کہ مدعی کے بیانات نسبت پٹہ کے غلط ہیں لیکن چونکہ مدعی زمیندار ہے اس لئے جو انتقال منجانب روشن بنام دیگر مدعا علیہم کے عمل

اپیل دوم نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۳ء بنا راضی ڈگری مولوی مولا بخش ایڈیشنل جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء مشعر فسخی ڈگری بابو ہیرا لعل سنگھ منصف بلند شہر مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء۔

۱۹۰۵ء

سجن لال بنام محمد عبد اللہ خان

مین آیا اوسکی رو سے آراضی مکان منتقل نہین ہو سکتی بجز اسکے کہ کوئی خاص رواج ہو جو ثابت نہین کیا گیا لہذا اونھون نے بر بنائے حقوق زمینداری بحق مدعی ڈگری صادر کی اور مدعا علیہم کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی جسکے اندر وہ مکان کا ملبہ اوٹھا لیجا ئین - اس ڈگری کی ناراضی سے سجن لال نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

بابو ستیل پرشاد گھوس و بابو ونیندر ناتھ عمدہ دار منجانب اپیلانٹ -

مسٹر ڈبلو کے پورٹر و مولوی غلام مجتبی - منجانب رسپانڈنٹ -

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مدعی نے بحیثیت زمیندار موضع اس غرض سے دائر کی کہ مدعا علیہ اوس قطع آراضی سے بیدخل کیا جاسے جسپر ایک مکان مسکونہ واقع ہے جو اب مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے - بیان مدعی حسب مندرجہ عرضی دعوی یہ ہے کہ ابتدا ٔ ایک شخص سمی ملبدیو اس آراضی پر قابض تھا جو قریب ۱۵ برس ہوئے موضع سے چلا گیا تھا یہ کہ اوسکا مکان ویران ہو گیا اور آراضی مکان پر زمیندار پھر قابض ہوا اور اوس نے یہ بیان کیا کہ ۱۸۹۶ء مین اوس نے آراضی مذکور چند شرائط پر مدعا علیہ کو دی اور اون شرائط کی خلاف ورزی مدعا علیہ نے کی اور اس بنا پر مدعی نے اوس آراضی سے بیدخلی کی نالش مدعا علیہ پر دائر کی اور اوسکو عملہ مکان کا جو اوس وقت آراضی پر تھا معاوضہ دینے کہا - علی سبیل البدل مدعی نے یہ استدعا کی کہ اگر مدعا علیہ اس امر سے انکار کرے کہ وہ مدعی کا کاشتکار ہے تو مدعا علیہ بلا معاوضہ آراضی سے بیدخل کیا

۶۵۸ جاسے - عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی کا بیان ملبدیو کے موضع چھوڑ دینے کی نسبت اور آراضی مدعا علیہ کو دینے کی نسبت غلط ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملبدیو کے پسر روشن نے عمارت مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کی اور اسی بیع کی بنا پر مدعا علیہ قابض ہے عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ چونکہ مدعی کا مالک زمین ہونا تسلیم ہے اس لئے روشن کو کوئی حق قابل انتقال اوسمین کسی اور طور پر حاصل نہین تھا بجز اسکے کہ ایسا رواج ہوتا - مگر ایسا رواج ثابت نہین کیا گیا اور اس لئے مدعی کو مدعا علیہ کے بیدخل کرنیکا منصب ہے کیونکہ مدعا علیہ کو صرف یہی حق ہے کہ عملہ مکان کا اوٹھا لیجاسے - ہماری دانست مین عدالت کی راے صحیح ہے چونکہ مسلمًا آراضی مدعی کی ملکیت ہے اسلئے ملبدیو یا اوسکے لڑکے روشن کو کوئی حق قابل انتقال اوسکی نسبت حاصل نہین تھا بجز اسکے کہ بذریعہ

سنہ ۱۹۰۵ء

بیجن لال بنام عبدالصمد خان

معاہدہ یا رواج سے کے حاصل ہو۔ اس مقدمہ میں کوئی معاہدہ نہیں بیان کیا گیا ہے اور عدالت ماتحت کی تجویز کے موافق کوئی رواج ثابت نہیں ہوا ہے۔ پس بلحاظ اوس رواج کے جو واجب العرض میں درج کیا جاوے اور جسکی رو سے کسی کاشتکار کو اپنے مکان کی زمین بیع کرنیکی ممانعت کیجاوے سوشن کو معمولی قانون کے مطابق اور در صورت نہ ہونے کسی درج کے جس سے کاشتکار کو حق قابل انتقال ایسی اراضی میں حاصل ہو جبیر وہ قابض ہے کوئی حق مدعا علیہم کے پاس اراضی متنازعہ کے منتقل کرنے کا حاصل نہ تھا پس عدالت ماتحت کا مدعی کے حق میں ڈگری صادر کرنا قرین انصاف تھا۔ معلوم وکیل اپیلانٹ نے اس بحث کو پیش کرنا چاہا کہ مدعی کی جانب سے سکوت یا تسلیم تھا چونکہ ایسی بحث عدالت ماتحت میں پیش نہیں کی گئی اس لئے ہم وکیل موصوف کو اول مرتبہ اپیل دوم میں اوسکے پیش کرنیکی اجازت نہیں دے سکتے۔ پس ہم اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہیں اور عملدرآمد مکان کے اوٹھا لیجانیکی میعاد کی توسیع آج کی تاریخ سے بقدر چھ ہفتہ کے کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جج

سنہ ۱۹۰۵ء

صفحہ کتاب انگریزی ۵۵۹

بھوانی پرشاد وغیرہ (مدعیان) بنام قطب النسا بی بی وغیرہ (مدعا علیہم)

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت)، دفعہ ۱۱ ضمیمہ ۲ مد ۱۱ (۲)، رسوم عدالت۔ نالش بنام بربنائے رہن نامہ۔ اپیل۔ دعوی واسطے سود آئندہ کے۔

مدعیان نے بحق میں ڈگری نیلام بربنائے رہن نامہ صادر ہوئی تھی جسکی رو سے سود اوس تاریخ تک دلایا گیا تھا جو واسطے زر رہن کے لئے از روئے ڈگری مقرر کی گئی تھی اس بنا پر اپیل کیا کہ سود تاریخ وصول تک دلانا چاہئے تھا۔ تجویز ہوئی۔ کہ رسوم عدالت مناسب جو بابت ایسے اپیل پر واجب الادا ہے موافق حسب حکم مد ۱۱ (۲)، ضمیمہ ۲ ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء ہو گی بہ مقدار رسوم اوس انجام انتہائی بدیہ بکس (۱) کی تقلید کی گئی۔

---

(۱) ... سنہ ۱۸۸۱ء ... الہ آباد ... جلد ... صفحہ ...

سنہ ۱۹۰۰ء

بھوانی پرشاد
بنام
تغلب النساء بی بی

مدعیان اپیلانٹان مقدمہ ہذا نے نالش بغرض وصولیابی زر۔ رہن بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ دائر کی عدالت مرافعہ اولی نے بحق اون کے ڈگری صادر کی جسکی روسے سود آیندہ اوس تاریخ تک دلایا گیا تھا جو از روے ڈگری بغرض وصول مقرر کی گئی تھی۔ مدعیان نے اوس میعاد کی نسبت عذر کیا جس میعاد تک کا سود ڈگری عدالت ماتحت کی روسے محسوب ہونا چاہیے تھا اور اپیل نسبت اوس سود کے جو ڈگری کی روسے تاریخ ادا تک دلایا گیا تھا دائر کیا چونکہ بوقت ادخال اپیل اس تعداد کا تعیین نہیں ہو سکتا تھا لہذا اپیلانٹان نے حسب دفعہ (۱) (۸) ضمیمہ ۲ ایکٹ رسوم عدالت مصدرہ سنہ ۱۸۷۰ء مبلغ عہ کا کورٹ فیس یادداشت اپیل پر ادا کیا۔ مدعیان اپیل میں کامیاب ہوئے اور ان کو مبلغ ... بطور سود آیندہ دلایا گیا بر طبق اسکے سر رشتہ عدالت نے رپورٹ ذیل اوس اجلاس میں ارسال کی تھی جس نے اپیل کی سماعت کی تھی۔

یہ اپیل ایسے سود آیندہ سے متعلق ہے جو تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ وصول تک واجب الادا ہو اور اپیل عہ کے اسٹامپ رسوم عدالت پر پیش کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ اس کا تعیین نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایسے سود کی تعداد کا تعیین نہیں ہو سکتا واضح ہو کہ تعداد سود کی بقدر مبلغ ... ۱۲ ۱۱ پائی معین ہو گئی ہے اور اس عدالت عالیہ کی ڈگری میں درج کی گئی ہے اور اس رقم کو علاوہ اوس رقم کے جو عدالت ماتحت کی ڈگری میں درج ہے اپیلانٹان وصول کر سکتے ہیں مبلغ ... زر رسوم عدالت واجب الادا ہے چونکہ مبلغ عہ ادا ہو چکا ہے اس لئے مبلغ ... کی کمی ہے جو مدعیان اپیلانٹان کو اپنے میعاد اپیل کی بابت پوری کرنی چاہئے۔

۵۶۰ اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ معاملہ ہمارے روبرو اوس رپورٹ کے بموجب پیش کیا گیا ہے جو زر رسوم عدالت کی نسبت جو اپیل پر واجب الوصول ہے کی گئی ہے۔ یہ نالش بغرض دلا پانے اوس رقم کے بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ دائر کی گئی تھی جو بربناے رہن نامہ واجب الادا تھی اس نالش میں مدعیان نے سود آیندہ کا دعوی تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ وصول تک کیا عدالت ماتحت نے سود آیندہ اوس تاریخ تک دلایا جو ڈگری کی روسے ادا کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ مدعیان نے اوس زمانہ کی نسبت عذر کیا جب تک کا سود ڈگری عدالت ماتحت کی روسے محسوب ہونا چاہئے اور اپیل نسبت اوس سود کے جو ڈگری کی روسے تاریخ ادا تک دلایا گیا تھا دائر کیا ظاہر ہے کہ اس سود کی تعداد کا تعیین اوسوقت نہیں کیا جا سکتا تھا جب اپیل دائر کیا گیا اپیل منظور ہوا اور دفتر کی رپورٹ کے بموجب

سنہ ۱۹۰۵ء

بھوانی پرشاد بنام قطب النساء بی بی

مبلغ سعہ للعہ ۱۲ — رکبر سے زاید سود آئندہ کی بابت دلایا گیا ہے وفرسے یہ رپورٹ کی گئی ہے کہ
اوس رقم کی بابت زر رسوم اب واجب الادا ہے جو ڈگری میں حسب مذکورہ بالا اضافہ کی گئی
یعنی مبلغ الہ للعہ سو زر رسوم واجب الادا ہے۔ صرف مبلغ عہ اپیل کے دائر کرتے
وقت ادا کیا گیا تھا۔ و لعلیم ایڈوکیٹ مدعیان کی یہ بحث ہے کہ رسوم عدالت مبلغ عہ ہے جو
ایکٹ رسوم عدالت کی رو سے معین کی گئی ہے مد ۱۱ (۲) ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور میں یہ حکم
ہے کہ وضیعہ عوی یا یادداشت اپیل در خصوص ہر نالش کے جسکا بیشتر مذکرہ نہیں کیا گیا جسمین
شے مدعا بہا انکاری کی مالیت کا تخمینہ بذریعہ زر نقد کیا گیا ممکن نہو اور جسکی نسبت ایکٹ ہذا
میں اور طرح پر حکم نہو زر رسوم عدالت مبلغ عہ ادا ہو گا ہم اس ایکٹ سے کسی اور حکم سے
واقف نہیں ہیں جسکی رو سے اوس اپیل پر جو سود آئندہ کی بابت دائر کیا جاوے ادائے زر رسوم
عدالت کی ترتیب کی گئی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل و فریق کا یہ خیال ہے کہ اس مقدمہ
سے دفعہ ۱۱ ایکٹ مذکور متعلق ہے اوس دفعہ میں یہ حکم ہے کہ اون نالشوں میں جو زر واصلات
یا جائداد غیر منقولہ وزر واصلات یا حساب و کتاب کی بابت ہوں اگر زر واصلات یا تعداد ڈگری
شدہ اوس زر واصلات سے جسکا دعوی ہوا ہے یا اوس تعداد سے جسکے مطابق مدعی
نے دادرسی مطلوبہ کی مالیت شمار کی ہو زیادہ ہو تو ڈگری جاری نہیں کی جاویگی تا وقتیکہ
زر مابہ التفاوت درمیان اوس زر رسوم کے جو فی الواقع داخل کر دیا گیا ہو اور اوس زر رسوم کے
جو نالش مذکور میں کل زر واصلات یا زر ڈگری شدہ مذکور کے داخل رہنے کی صورت
میں واجب الادا ہوتا عہدہ دار مجاز کے پاس داخل نہ کر دیا جاوے۔ ہمکو اس دفعہ میں کوئی
ایسی بات نہیں معلوم ہوتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوس میں اپیل دعوی بھی شامل ہے۔ جو
بغرض دلا پانے سود آئندہ بابتہ قرضہ رہن دائر کیا جاوے جسکے ناقد کرانے کی استدعا بذریعہ ۱۸۶۵
نیلام کے ہے۔ ہماری رائے میں اس عدالت میں بیشک بحث کی گئی ہے کہ دفعہ تحتی (۲) مد ۱
ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور متعلق ہے۔ ہماری اس رائے کی تائید و سیراب صاحب چیف جسٹس
کی فیصلہ سے ہوتی ہے جو مقدمہ گرشنا ۱۷ و بنام اننا جی ویرو پکشا (۱) میں صادر ہوا تھا اوس مقدمہ
میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ دفعہ ۱۱ ایکٹ رسوم عدالت ایسے سود سے متعلق نہیں ہے جو بنائے ڈگری

(۱) سنہ ۱۸۹۴ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۔

سنہ ۱۹۰۵ء
بھوانی پرشاد
بنام
قطب النساء بی بی

ایسی نالش میں واجب الادا ہو جو نہ واصلات کی بابت ہو نہ جایداد غیر منقولہ واصلات کی اور نہ حساب کی بابت ہو بلکہ محض ایسے زر کی نالش ہو جو بطور قرضہ دیا گیا - اوس مقدمہ میں نالش بغرض دلاپانے اوس رقم مع سود کے دائر کی گئی تھی جو مدعی نے مدعا علیہ کو بطور قرض دی تھی جہانتک ہم دیکھتے ہیں ایسی نالش میں جو بغرض دلاپانے زر نقد کے ہو جو قرض دیا گیا اور ایسی نالش میں جو بغرض نیلام بربناے رہننامہ ہو اصولاً کوئی فرق نہیں ہے اون میں سے کوئی نالش دفعہ ۱۱ میں شامل نہیں ہے - پس ہم عذر نسبت رپورٹ کے منظور کرتے ہیں اور یہ قرار دیتے ہیں کہ زر رسوم عدالت جو ادا ہوچکا ہے کافی ہے -

---

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ایکمین صاحب جسٹس

۱۷ - مارچ ۱۹۰۵ء
منقولہ کتاب انگریزی
اودھ

قیصر ہند بنام کشن داس وغیرہ

ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۱۵ و ۴۲۰ دغا - تعریف - بیع جایداد غیر منقولہ کا بلا اظہار کفالتوں کے -

بائع جایداد غیر منقولہ کا مجرم دغا کا اس وجہ سے تجویز نہیں کیا جاسکتا کہ اوس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ جایداد پر کوئی بار ہے بجز اسکے کہ یہ ثابت کیا جاے کہ اوس سے مشتری نے یہ استفسار کیا تا کہ جایداد پر کوئی بار ہے یا نہیں اور اوس نے یہ کہا کہ کوئی بار نہیں ہے یا یہ کہ اوس نے جایداد کو اس بیان سے بیع کیا کہ اوس پر کوئی بار نہیں ہے - مقدمہ پارس نائل بنام ناس (۱) کا حوالہ دیا گیا -

اس مقدمہ میں مسمی کشن داس ملزم نے کچھ جایداد غیر منقولہ بابو لال مشتغیث کے ہاتھ بعوض مبلغ ۱۵۰۰ روپیہ کے بیع کی بعد ازان بابو لال کو یہ معلوم ہوا کہ جایداد جو اوس نے خرید کی تھی بشمول دیگر جایداد کے بعوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے رہن تھی جس دستاویز کی رو سے بابو لعل کے نام بیع کی گئی اوس میں رہن مقدم کا کچھ تذکرہ نہ تھا اور یہ بھی نہیں ظاہر ہوا کہ کبھی کشن داس نے خریدار سے یہ بیان کیا کہ جایداد پر جو اوس کے ہاتھ بیع کی گئی تھی کوئی دین متعلق نہیں ہے (کشن داس نے اس دستاویز

۵۶۲

(۱) مقدمہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۵ء
(۱) سنہ ۱۸۸۲ء لاء جرنل مجسٹریٹ جلد ۵۱ صفحہ ۲۲۲

۱۹۰۶ء

قیصر ہند بنام کشن داس

جرم دغا کی نالش دائر کی گئی اور مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند اوسپر مبلغ [illegible]
جرمانہ کیا اور بر طبق اپیل اس تجویز ثبوت جرم کو سشن جج نے بحال رکھا مگر اوسنون نے
جرمانہ کو کم کر کے [illegible] رکھا بنا بران اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے کشن داس نے
بصیغہ نظر ثانی ہائی کورٹ مین درخواست پیش کی۔

بابو سیتا چندر مکرجی منجانب سائل۔

اسسٹنٹ گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر پورٹر) منجانب سرکار۔

الکمن صاحب جسٹس۔ کشن داس سائل کو مجسٹریٹ درجہ اول نے جرم دغا کا ملزم
تجویز کیا اور حسب احکام دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہندیہ حکم سزا صادر کیا کہ کشن داس مبلغ [illegible] جرمانہ
ادا کرے یا بصورت نہ ادا کرنے جرمانہ کے تین مہینہ قید سخت رہے۔ بر طبق اپیل فاضل سشن جج
نے تجویز ثبوت جرم کو بحال رکھا مگر جرمانہ کو کم کر کے [illegible] کر دیا اس عدالت سے یہ درخواست
کی گئی ہے کہ عدالت موصوف باستعمال اپنے اختیارات نظر ثانی کے تجویز ثبوت جرم کو اس وجہ سے
منسوخ کرے کہ واقعات مجوزہ بغرض ثبوت الزام دغا کے جیسی کہ اوسکی تعریف دفعہ ۴۱۵ مجموعہ
تعزیرات ہند مین مندرج ہے کافی نہین ہین ہوا واضح ہوتا ہے کہ کشن داس سائل نے بابو لال
مستغیث کے ہاتھ کچھ جائداد واقع اراضی بیع کی اور بابو لال کو یہ معلوم ہوا کہ اراضی مذکور شمول دیگر
جائداد کے اوسکے باپ نے کشن داس نے پہلے سے رہن کر دی تھی۔ بیعنامہ مین یہ نہین درج کیا گیا
کہ جائداد مبیعہ پر کوئی دین نہین ہے اور یہ تجویز نہین ہوئی ہے کہ کشن داس نے واقعی مستغیث
کو اس بیان سے دھوکا دیا یا اوسکو یہ باور کرایا کہ جائداد دین سے مبری ہے۔ میری راے
مین یہ تجویز ثبوت جرم منظور نہین ہو سکتی یہ صحیح ہے کہ تشریح متعلقہ دفعہ ۴۱۵ مین یہ حکم ہے کہ
بد دیانتی سے امور واقعی کا مخفی کرنا حسب مراد دفعہ مذکور کے بمنزلہ دھوکا دینے کے ہے اگر ہم تعریف
الفاظ بد دیانتی سے مندرجہ دفعہ ۲۴ مجموعہ مذکور پر غور کرین تو یہ واضح ہوگا کہ بد دیانتی کا فعل ایک ایسا
فعل ہے جو اس نیت سے کیا جائے کہ ایک شخص کو استحصال ناجائز کرایا جائے اور دوسرے کو
زیان ناجائز پہونچایا جائے۔ دفعہ ۲۳ مین استحصال ناجائز کی یہ تعریف مندرج ہے کہ وہ ایسا
استحصال مال ہے جو ناجائز وسیلہ سے کیا جائے اور شخص حاصل کنندہ قانونا اوس مال
کا مستحق نہو۔ اسی طرح زیان ناجائز کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ ایسا نقصان مال ۵۱۲
ہے جو ناجائز وسایل سے کیا جائے اور شخص زیان اوٹھانے والا اوس مال کا قانونا مستحق ہو۔

۱۹۰۶ع
قیصر چند
بنام
لبشن ولکس

جو وسائل کام مین لائے جائین اونکا ناجائز ہونا بددیانتی مجرمانہ کے لئے جزو ضروری ہے واضح
ہو کہ اس صورت مین اون وسائل مین جنکو سائل کام مین لایا مین کوئی شے ناجائز نہین پاتا۔
وہ قانوناً (جو یکمود فعہ ۵۰ ایکٹ انتقال جائداد) ذمہ وار نہ تہا کہ اپنے مشتری سے رہن کا ہونا
بیان کرتا کیونکہ رہن مذکور بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے عمل مین آیا تہا اور مشتری اوسکے وجود کی نسبت
معمولی احتیاط سے تحقیقات اطرح سے بہی کر سکتا تہا کہ بایع سے اوسکی بابت استفسار کرتا۔ اگر اوس نے
ایسا کیا ہوتا اور بایع نے جانکر اوسکو دین سے تحریری غلط طور پر ظاہر کیا ہوتا تو معاملہ کی صورت بالکل
مختلف ہوتی کیونکہ ایسی صورت مین بایع کی جانب سے ایسی غلط بیانی واقعی ہوتی جو جرم دغا کے
قائم کرنے کے لئے کافی ہو۔ بادی النظر مین یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ تمثیل (ط) جو دفعہ ۴۱۵
کے ذیل مین مندرج ہے اوس راے کے خلاف ہے جو اوپر بیان کی گئی لیکن جو صورت تشریح
مذکور مین ملحوظ رکھی گئی وہ صریحاً قابل تمیز ہے تمثیل مذکور ایسے شخص کے مقدمہ سے متعلق ہے جو
ایسی جائداد کو بیع یا رہن کرے جسکو وہ پہلے سے بیع اور منتقل کر چکا ہے۔ صورت مذکور مین ایسا
شخص جسکو یہ علم ہے کہ اوسکو کوئی استحقاق کسی جائداد کی نسبت نہین رہا اوس جائداد کو اسطرح
منتقل کرتا ہے کہ گویا اوسکو حق حاصل تہا تو اوسکا طرز عمل غلط بیانی کی حد تک پہونچتا ہے یعنی
یہ کہ اوسکو جائداد مین حق حاصل ہے گو وہ بخوبی جانتا ہے کہ اوسکو کوئی حق حاصل نہین ہے
جو مقدمہ میرے روبرو پیش ہے اوسمین بایع کو حق ابتک حاصل تہا یعنی حق الفکاک واقع
جائداد جو اوس نے مستغیث کے ہاتھ منتقل کی کیونکہ اسکے خلاف جو کچہ اوسکو علم تہا اوسکا
علم مشتری کو بہی خریداری کے وقت ہو سکتا تہا یعنی یہ کہ جائداد جو مشتری نے خریدی وہ ایک
رہن کے تابع تہی۔ مجہکو اس امر کے تجویز کرنے مین کچہ بہی تامل نہین ہے کہ واقعات کا بددیانتی
سے اخفا کرنا جنکا تذکرہ تشریح دفعہ ۴۱۵ مین کیا گیا ہے ایسے واقعات کا اخفا کرنا ہے جنکا ظاہر
کرنا اوس شخص پر فرض ہے جو اون واقعات کو اوس شخص سے اخفا کرتا ہے جسکے ساتہ وہ
معاملہ کرتا ہے۔ مجسٹریٹ نے اپنی تجویز مین یہ بحث کی ہے کہ استعمال ناجائز یا زبان ناجائز
کا واقع ہونا ضروری نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ کا طرز عمل اگر بددیانتی سے نہ تہا تو کم سے کم دیانتدارانہ نہ تہا۔
اگر سائل نے کفالت کے وجوہ کو ظاہر نہین کیا تو اوسکا طرز عمل خلاف اخلاق ہو سکتا ہے
۵۶۴ لیکن میری راے مین یہ طرز عمل اوس سے زیادہ فریبانہ نہ ہوگا جو کسی گہوڑے کے بایع
کا ہوتا ہے جو یہ جانکر کہ گہوڑے کی کانجی مین گلٹی ہے اوس عیب کو گہوڑے کے خریدار سے

۱۹۰۸ء

قیصر ہند بنام بشن داس

ظاہر نہ کرے۔ فی الواقع میں نے ایسی صورت کا حوالہ دیا ہے جسمیں بائع نے مشتری کو علاوہ اس بیان کے دہوکا نہیں دیا کہ گھوڑا بے عیب ہے تمثیل (الف) دفعہ ۱۷ ایکٹ معاہدہ کی حسب ذیل ہے۔ زید نے نیلام میں عمرو کے ہاتھ گھوڑا جسکو وہ عیب دار جانتا ہے بیچا اور عمرو سے اوس گھوڑے کے عیب کے باب میں کچھ نہیں کہا اسمیں زید کا فریب نہیں ہوا یہی قانون انگلستان کا ہے مقدمہ ہار سفال بنام تامس (۱) میں بیرجوڈل صاحب بیرن نے یہ تحریر کیا ہے۔ ارتکاب فریب کے لیئے یہ لازم ہے کہ ایسے امر کا اظہار کیا جاوے جو ظاہر کرنیوالے کے علم میں سچ نہو یا ایسے امر کا اخفا کیا جاوے جو سچ ہے اور جسکا ظاہر کرنا اوسکا فرض تھا؟ جس صورت میں کسی امر کا اخفا کیا جاوے تو میری رائے میں کوئی فریب یا بددیانتی حسب منشاے قانون فوجداری نہیں ہوتی تاوقتیکہ قانوناً ملزم کو یہ لازم نہو کہ اوس امر کی اطلاع وہ اوس شخص کو دے جس سے وہ معاملہ کرتا ہے۔ بوجوہ مذکورہ بالا میں تجویز ثبوت جرم نسبت بشن داس سائل کے حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند منسوخ کرتا ہوں۔ جرمانہ اگر ادا کر دیا گیا ہو واپس کر دیا جاوے۔

---

۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء

صفحہ کتاب انگریزی ۵۶۳

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

دامودر داس (مدعی) بنام گردہاری لال (مدعا علیہ)*

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ رجسٹری ہند) دفعہ ۱۷۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۵۔ رجسٹری۔ انتقال بقایا منافع کا۔ نمبردار و حصہ دار۔

دستاویز انتقال منافع کی جو کسی حصہ دار کو نمبردار سے واجب ہو خواہ از روے دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء یا از روے دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء رجسٹری ضروری نہیں ہے۔

مدعی مقدمہ ہذا نے نالش واسطے دلا پانے بقایا منافع کے بحالات مندرجہ ذیل جاری کی ۔ ۵۶۵
۱۴ جون سنہ ۱۹۰۵ء کو بھولا ناتھ و نند کشور نمبرداران و حصہ داران موضع شاہی نے بذریعہ دستاویز

---

* اپیل دوم نمبر ۵۰ سنہ ۱۹۰۶ء بنا راضی ڈگری ایچ۔ بی۔ ہیملٹن صاحب جج ضلع بریلی مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء مشعر منسوخی ڈگری مہابت بنجہر ناتھ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول بریلی مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء۔

(۱) (۱۸۶۳ء) ۳۲ جرنل ایکسچیکر جلد ۳۲ صفحہ ۳۲۲

سنہ ۱۹۰۵ء

دامودر داس
بنام
گرو ہاری لال

غیر رجسٹری شدہ اپنا حق نمبرداری سے پانے منافع اپنے حصص موضع شاہی وغیرہ دیگر مواضعات کا جو بابت سنہ ۱۳۰۶ فصلی کے واجب الوصول ہو گیا تھا بدست مدعی فروخت کیا۔ زر متدعویہ مبلغ ۵۰۰ روپیہ ہے۔ مدعی نے ورثائے مسمی ڈوری سنگھ نمبردار سابق اور گرو ہاری سنگھ نمبردار وقت اور اپنے بائعان بھولا ناتھ و نند کشور کو مدعا علیہ قرار دیا اور استدعا صدور ڈگری کی بمقابلہ کل یا اون میں سے کسی ایک کے جو ذمہ دار تجویز ہوں کی۔ عدالت مرافعہ اولی اسسٹنٹ کلکٹر بریلی نے دعوی جزواً ڈگری کیا۔ گرو ہاری سنگھ نمبردار نے اپیل رجوع کیا۔ عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع بریلی) نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ اور نالش مدعی اس بنا پر ڈسمس کی کہ دستاویز انتقال منافع دعوی کی رجسٹری لازمی ہے مگر اوسکی رجسٹری نہیں ہوئی۔ مدعی نے اپیل ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔

ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی (جنکی طرف سے ایم ایل اگروالا حاضر ہوئے) منجانب اپیلانٹ
منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اوسکو مدعی نے بغرض دلاپانے بقایا ہائے منافع سنہ ۱۳۰۶ فصلی کے ورثائے ڈوری سنگھ متوفی نمبردار و گرو ہاری سنگھ رسپانڈنٹ کے نام جو بجائے مسمی ڈوری سنگھ کے بعہدہ نمبرداری مقرر ہوا دائر کیا۔ منافع مذکور مدعا علیہما نمبر ۷ و ۸ کے ذمہ واجب الادا تھا جنہوں نے بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۰ء منافع جو حسب مذکورہ بالا باقی تھا بدست مدعی منتقل کیا۔ بحیثیت منتقل الیہ حصہ داران مذکور مدعی نے نالش حال دائر کی۔ عدالت مرافعہ اولی نے دعوی کا ایک جزو ڈگری کیا۔ عدالت اپیل ماتحت نے نالش دو بنا پر ڈسمس کی۔ اول یہ کہ نالش میں اشتمال بیجا فریقین کا تھا اور ثانیاً یہ کہ بیعنامہ کی رجسٹری جسکی بنا پر مدعی نے نالش دائر کی ضروری ہے اور چونکہ اوسکی رجسٹری نہیں ہوئی اس لئے اوسکی رو سے مدعی کی بطرف کوئی حق منتقل نہیں ہوا۔ ہماری دانست میں ان دونوں امور کی نسبت عدالت ماتحت کی راے غلط ہے۔ اولاً تو یہ کہ دعوی میں مدعی نے زر متدعویہ کے دلاپانے کا دعوی کل مدعا علیہم سے کیا۔ از روے دفعہ ۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے جملہ اشخاص زمرہ مدعا علیہم میں شامل کئے جا سکتے ہیں جن بابت ایک ہی معاملہ یا سلسلہ امور کے کے استحقاق کا ہونا خواہ منفرداً یا مشترکاً یا بجائے بعض کے بیان کیا جاسکے

۱۹۰۶ء

دامودرداس بنام گردہاری لعل

کہ تجویز بمقابلہ ایک یا زیادہ مدعا علیہم کے اون مدعا علیہم میں سے جنکی ذمہ واری ثابت ہو موافق ذمہ واری ہر ایک کے بالا ترمیم صادر کیجاے۔ اس مقدمہ میں جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں مدعی نے یہ بیان کیا کہ اوسکو دادرسی کا استحقاق بمقابلہ مدعا علیہم مشترکاً حاصل ہے۔ عدالت کو اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ آیا بیان مذکور صحیح ہے یا غلط۔ یہ نہایت قرین قیاس ہے کہ گردہاری سنگھ سپاہ ذمہ ستے جو بجاے ڈوری سنگھ نمبردار اول کے بعدہ نمبردار مقرر ہوا کل منافع سنہ ۱۳۰۶ھ فصلی کا وصول نہ کیا ہو فی الحقیقت یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ اوس نے کل منافع وصول کیا اگر یہ ثابت ہو کہ اوس نے صرف ایک جزو منافع کا وصول کیا تو اوس ڈگری میں جو نالش میں صادر کیجاے اوسکی ذمہ واری تعداد مدعی کے حصہ پر محدود ہونی چاہیئے جو اوس نے وصول کیا اور نہ کل رقم پر جو مدعی کو واجب الادا ہے مگر یہ کوئی وجہ اس بنیاد پر نالش ڈسمس کرنیکی نہیں ہے کہ فریقین کا اشتمال بیجا ہوا ہے۔ فی الواقع بر بناے بیانات مندرجہ عرضی دعوی و بلحاظ دادرسی مستدعیہ کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اشتمال بیجا فریقین کا ہوا ہے پس پہلی وجہ جسکی بنا پر نالش ڈسمس کی گئی ہے قائم نہیں رہ سکتی دوسری وجہ بھی اوسی قدر بے وقعت ہے۔ ذیلی جج نے یہ تحریر کیا ہے جہانتک اس نالش کو تعلق ہے بیعنامہ متنازعہ فیہ ایک ردی کاغذ ہے اوسکی رو سے ایک سال کا منافع بعوض مبلغ ما اسے کے منتقل کیا گیا حسب دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جایداد بیع غیر مادی شے کا ہے اور اسلیئے اوسکی رجسٹری ہونی چاہیئے اسی طرح حسب دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری کے اوسکی رجسٹری ضروری ہے ظاہر ہے کہ دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری کو کچھ بھی تعلق نہیں ہے بیعنامہ کی رو سے جو بحق مدعی تحریر کیا گیا کسی حق یا استحقاق واقع جایداد غیر منقول کا پیدا کرنا یا استقرار کرنا یا منتقل کرنا مقصود نہ تھا۔ جو کچھ مدعی کی طرف منتقل کیا گیا وہ منافع سنہ ۱۳۰۶ھ فصلی کا تھا جو تاریخ انتقال سے نمبردار وصول کرچکا تھا اور جو مدعی کے بالتعان کو نمبردار سے واجب الوصول ہوچکا تھا فی الحقیقت وہ ایسا قرضہ تھا جو مدعی کے بالتعان کو نمبردار سے واجب الوصول تھا کوئی حق یا استحقاق واقع جایداد غیر منقولہ مدعی کی طرف منتقل نہیں کیا گیا۔ دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جایداد بھی غیر متعلق ہے اوس دفعہ میں یہ حکم ہے کہ جس صورت میں جایداد غیر منقولہ مادی ہو جسکی مالیت ایک سو یا ایک سو سے زائد ہو یا جب ایسا حق ہو جو عود کرتا ہو یا بابت کسی اور شے غیر مادی کے ہو تو بیع صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے ہوسکتا ہے۔ اس دفعہ میں شے غیر مادی سے

۱۹۰۵ء

دامودر داس بنام گردھاری لال

مراد وہ شے ہے جو عوض کرے نہ ایسا قرضہ جو بائع کو شخص ثالث سے واجب الوصول ہو چکا ہو و نیز فاضل جج نے تجویز کرنے میں صریح غلطی کی ہے کہ دفعہ ۴۹ کی رو سے اس مقدمہ میں دستاویز کی رجسٹری ضروری ہے۔ پس دونوں وجوہ جنکی بنیاد پر نالش ڈسمس کی گئی ہے نامنظور ہونی چاہئیں پس ہم اپیل کو منظور کرتے ہیں اور عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کر کے مقدمہ حسب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس عدالت سے واپس کرتے ہیں کہ اپیل دوبارہ رجسٹر میں بازیہ نمبر سابق قائم کیا جاوے اور روئداد پر فیصل کیا جاوے اس عدالت کا خرچہ اور جو خرچہ اب تک ہوا ہے مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

صیغہ نظرثانی فوجداری

باجلاس ایکمن صاحب جسٹس

۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء

منقولہ کتاب انگریزی ۵۶۷

قیصر ہند بنام عبدالستار وغیرہ ملزمان

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء (ایکٹ قمار بازی) دفعہ ۱۔ قمارخانہ عام۔ تعریف۔ نفع جو نال سے بھی ٹھیک حاصل کیا جاوے۔

تجویز ہوئی۔ کہ حسب منشاء دفعہ ۱ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کوئی مکان قمارخانہ عام کی تعریف سے اسوجہ سے خارج نہیں ہو جاتا کہ مالک یا قابض یا مکان کے رکھنے والے کا منافعہ اون رقوم سے نہیں حاصل ہوا جو مکان یا آلات قماربازی کے کام میں لانے کی غرض سے ادا کیجاتی تھیں بلکہ خود قماربازی سے بسبب اسکے کہ نال سے ہمیشہ ٹھیک فائدہ اوٹھاتے تھے۔

مجسٹریٹ درجہ اول بنارس نے عبدالستار وغیرہ کو قمارخانہ عام رکھنے کا مجرم حسب دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء تجویز کر کے اونکو سزا کا حکم دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے اونکو فیریج کروکٹ کھیلنے کا لیسنس دیا تھا لیکن واقعی جب پولیس کی دوڑ مکان پر پہونچی تو دوسرا کھیل ہو رہا تھا جسکی بابت لیسنس حاصل نہیں کیا گیا تھا اس کھیل میں ملزمان تیرہ ونکے ہمہ تم

* مقدمہ نظرثانی فوجداری نمبر ۴۰ سنہ ۱۹۰۵ء

۵۶۸ ۱۹۰۵ء
قیصر ہند
بنام
عبدالستار

تھے اور جو کچھ نال نکلتی تھی اوسکا زیادہ حصہ بنک کو ملتا تھا بجواز ثبوت جرم و احکام سزا کی ناراضی سے ملزمان نے سیشن جج کی عدالت مین اپیل کیا جس نے اونکا اپیل ڈسمس کیا۔ بعدازان اونہون نے درخواست نگرانی ہائی کورٹ مین پیش کی اور یہ حجت کی جیسی کہ عدالت ماتحت مین کی تھی کہ مکان ٹھیک طور پر قمارخانہ عام نہین کہا جاسکتا کیونکہ سائلان کا منافع اوس رقم سے نہین حاصل ہوتا جو مکان یا آلات قماربازی کے کام مین لانے کے لیئے یا کسی اور طریقہ سے جو مثل اسی کے ہو وصول کیجاے۔

مسٹر سی راس السٹن و مسٹر آر کے سہراب جی منجانب سائلان۔

اسسٹنٹ گورنمنٹ اڈوکیٹ (مسٹر ڈبلیو کے پورٹر) منجانب سرکار۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ جو واقعات عدالت ماتحت نے تجویز کی ہین اونکی بنا پر مجھکو اس راے کے قائم کرنے مین کچھ بھی تامل نہین ہے کہ مجسٹریٹ کی یہ تجویز صحیح ہے کہ جو مکان سائلان کے قبضہ مین تہا وہ قمارخانہ عام تہا جسکی تعریف ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۷ء مین کی گئی ہے میری راے مین اس دفعہ کے ان الفاظ سے "یا اور کسی طریقہ سے" کیون نہ یہ نہین خیال کیا جاسکتا کہ منافع یا فائدہ مالک یا قابض مکان کا اوس منافع یا فائدہ تک محدود ہے جو کسی اور طریقہ سے علاوہ اس طریقہ کے حاصل کیا جاے جو الفاظ ماسبق سے ظاہر ہوتا ہے درخواست ڈسمس کیجاتی ہے ۔۔۔

نیز دیکھو مقدمہ نگرانی صیغہ فوجداری نمبر ۲۴۳ سنہ ۱۹۰۳ء منفصلہ ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء جسکی تجویز حسب ذیل ہے۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین مسمی سکھانند کو کنٹونمنٹ مجسٹریٹ مقام پونا نے قمارخانہ عام رکھنے کا مجرم تجویز کرکے مبلغ لعہ جرمانہ یا در صورت عدم ادا کرنے جرمانہ کے ایک ماہ قید سخت کی سزا دی سیشن جج ذیعلم نے مقدمہ کی رپورٹ عدالت ہذا مین اس سفارش سے بھیجی ہے کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ کیجاے۔ اپنے حکم استصواب مین ذیعلم سیشن جج نے یہ تحریر کیا ہے کہ اونکی راے مین ملزم قمارخانہ عام نہین رکھتا کیونکہ وہ خود ایک قمارباز ہے۔ اس بارہ مین ذیعلم جج سے مین بالکل اتفاق نہین کرسکتا اگر ذیعلم جج کی راے صحیح ہو تو ہر شخص تحفظ کے ساتھ قمارخانہ اوسوقت تک قائم رکھ سکتا ہے کہ جب تک وہ خود قماربازی مین شریک رہے جو اوس مکان مین ہو تجاویز مجسٹریٹ کی بنیاد پر مجھکو کچھ شبہ نہین ہے کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۷ء صحیح ہے مثل واپس کیجاے۔

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۶۹

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

عنایت علیخان وغیرہ (مدعاعلیہم) اپیلانٹ بنام مراد علیخان وغیرہ (مدعیان) ریسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ - ایکٹ مختص المقام نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء (ایکٹ قبضہ اراضی آگرہ) دفعہ ۱۰۲ - تجویز عدالت مال نسبت استحقاق کے نالش مابعد عدالت دیوانی - امر مانع تقریر مخالف۔

اس امر سے کہ عدالت مال نے ایسی نالش کے دوران میں جسکی نسبت صرف وہی عدالت تجویز کر سکتی تھی بحث استحقاق کا فیصلہ کیا عدالت دیوانی بعدہ اوسی نزاع کی نسبت تجویز کرنے سے ممنوع نہوگی گو ایسا فیصلہ نالش مذکور کے تصفیہ کے لئے ضروری ہو۔ مقدمات شیو نرائن رائے بنام ہرامیشر رائے (۱) و اشرف النساء بنام علی احمد (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات جن سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے حسب ذیل ہیں۔ عنایت علیخان وغیرہ نے بحیثیت حصہ داران موضع مندرجہ کمیوٹ نالش عدالت مال میں بنام مراد علیخان وغیرہ واسطے دلاپانے اپنے حصہ منافع مندرجہ کمیوٹ کے حسب احکام فقرہ (ب) دفعہ ۹۳ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے دائر کی۔ دعوی کی جوابدہی اس بنیاد پر کی گئی کہ مدعیان واقعی حصہ دار نہیں ہیں اور اسلئے وہ مستحق منافع کے نہیں ہیں۔ عدالت مرافعہ اولی (اسسٹنٹ کلکٹر) نے نالش میں تجویز یہ کی کہ گو اپیلانٹان کے نام بحیثیت حصہ داران درج کیوٹ کئے گئے تھے تاہم اونکی یہ حیثیت باقی نہیں رہی۔ اپیل بحضور صاحب جج ضلع حسب دفعہ ۱۸۹ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دائر کیا گیا۔ اونہوں نے اپیلانٹان کے مفید فیصلہ کرکے اونکا دعوی ڈگری کیا۔ یہ امر بعد نفاذ ایکٹ قبضہ اراضی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء کے وقوع میں آیا۔ اسپر نالش حال مراد علیخان وغیرہ نے عدالت دیوانی میں اس استقرار کے لئے دائر کی کہ وے اوس حصہ کے مالک ہیں جسکی نسبت مدعاعلیہم نے نالش سابق میں منافع کی ڈگری حاصل کی تھی۔ یہ کہ وے حصہ مذکور پر مخالفانہ قابض رہنے

اپیل اول نمبر ۲۴ سنہ ۱۹۰۳ء و بنارامنی حکم بابو پرمتھ ناتھ بنرجی قائم مقام اسسٹنٹ سشن جج میرٹھ باستعمال اختیارات جج ماتحت مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۰۔

(۲) (سنہ ۱۹۰۴ء) " " " جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۲۔

۱۹۰۵ء

عنایت علیخان بنام امداد علیخان

اور یہ کہ اب معاعلیہم کی ملکیت مین کوئی حصہ موضع کا نہیں ہے۔ اونھون نے یہ نالش حسب جزو اخیر دفعہ تحتی (۳) دفعہ ۴۱۔ ایکٹ قبضہ آراضی سنہ ۱۹۰۱ء ملک آگرہ کے دائر کی۔ عدالت مرافعہ اولی (دوم ایڈیشنل منصف مقام میرٹھ) نے نالش اس رائے سے ڈسمس کی کہ بوجہ فیصلہ عدالت اپیل کے جو اوس نالش منافع مین صادر ہوا جسکا حوالہ اوپر دیا گیا مدعیان نالش کرنے سے ممنوع ہین۔ بر طبق اپیل منجانب مدعیان عدالت اپیل ماتحت (دوم اسسٹنٹ سشن جج میرٹھ باختیارات جج ماتحت) نے یہ تجویز کی کہ بلحاظ احکام دفعہ ۱۰۴ دفعہ تحتی (۳) ایکٹ قبضہ آراضی کے نالش قابل سماعت ہے اور مقدمہ عدالت مرافعہ اولی میں واسطے فیصلہ روئدادی کے واپس کیا۔ بنا راضی اس حکم واپسی کے معاعلیہم نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

بابو دینبندہ ناتھ عہدہ دار منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر عبد المجید منجانب رسپانڈنٹان۔

بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے بحالات ذیل دائر کی گئی۔ اپیلانٹان نے جو ایک موضع مین حصہ دار مندرجہ کھیوٹ مین رسپانڈنٹ اول کے نام جو نمبردار ہے عدالت مال مین نالش بغرض دلا پانے اپنے حصہ منافع مندرجہ کھیوٹ کے حسب احکام فقرہ (ح) دفعہ ۹۳۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے دائر کی۔ دعوی کی جوابدہی اس بنیاد پر کی گئی کہ مدعیان مذکور یعنی اپیلانٹان موجودہ حصہ دار نہیں ہین اور اسلئے اونکو کوئی حق پانے منافع کا حاصل نہیں ہے۔ عدالت مرافعہ اولی (اسسٹنٹ کلکٹر) نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی کہ گو اپیلانٹان کے نام بحیثیت حصہ داران درج کھیوٹ کئے گئے تھے تاہم اونکی یہ حیثیت باقی نہیں رہی۔ حسب دفعہ ۱۸۹۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء بحضور صاحب جج ضلع اپیل دائر کیا گیا۔ اونھون نے اپیلانٹان کے موافق فیصلہ کرکے اونکا دعوی ڈگری کیا۔ یہ امر بعد نفاذ ایکٹ قبضہ آراضی (نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء) کے وقوع مین آیا۔ اسپر رسپانڈنٹان نے نالش موجودہ عدالت دیوانی مین اس استقرار کے لئے دائر کی کہ وے اوس حصہ کے مالک ہین جسکی نسبت اپیلانٹان نے منافع کی ڈگری حاصل کی۔ یہ کہ وے حصہ مذکور پر مخالفانہ قابض رہے ہین اور یہ کہ اب اپیلانٹان کی ملکیت مین کوئی حصہ موضع کا نہیں ہے۔ اونھون نے یہ نالش حسب جزو اخیر دفعہ تحتی (۳) دفعہ ۴۱۔ ایکٹ قبضہ آراضی سنہ ۱۹۰۱ء کے دائر کی۔ عدالت مرافعہ اولی نے اس رائے سے نالش ڈسمس کی کہ بوجہ فیصلہ

۱۹۰۵ء

عنایت علیخان
بنام
امداد علیخان

عدالت اپیل کے جو اوس نالش منافع مین صادر ہوا جسکا حوالا اوپر دیا گیا مدعیان نالش کرنے سے ممنوع ہین۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ بلحاظ احکام دفعہ ۱۰۴ و فقرہ تحتی (۳) ایکٹ قبضۂ آراضی کے نالش قابل سماعت ہے اور مقدمہ عدالت مرافعہ اولی مین واپس کیا ہے۔ اس حکم اپیل کی ناراضی سے اپیل موجودہ دائر کیا گیا ہے۔

ہماری یہ راے ہے کہ چونکہ اپیل نالش منافع کا فیصلہ حسب احکام ایکٹ قبضۂ آراضی نہین کیا گیا تھا کیونکہ اپیل دائر ہونے کے بعد ایکٹ مذکور نافذ ہوا اور چونکہ اپیل کے فیصل کرنے مین عدالت نے اوس قیاس پر عمل نہین کیا جسکا حوالہ دفعہ تحتی (۳) ایکٹ مذکور مین دیا گیا ہے اسلئے دفعہ تحتی مذکور متعلق نہین ہے سو کچھ ہمکو فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا عدالت اپیل کا فیصلہ جو نالش منافع مین صادر ہوا مانع سماعت نالش ہذا ہے یا نہین جسمین مدعیان اپنے حق کا اثبات چاہتے ہین یعنی یہ کہ آیا فیصلہ نالش منافع نسبت نزاع متعلقہ استحقاق کے مابین فریقین قطعی ہے یا نہین۔ بعض آراے سے جو تحریرات اجلاس کامل بمقدمہ شیو نرائن راے بنام رگھبیر راے (۱) مین مندرج ہین ہمکو اس امر کے تصفیہ کرنے مین دقت معلوم ہوتی ہے اس معاملہ پر کامل غور کرنے کے بعد ہماری یہ راے ہے کہ نالش موجودہ قابل سماعت ہے منافع کی نالش سابق عدالت مال مین حسب دفعہ ۹۳ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے دائر کیگئی تھی جو فیصلہ عدالت اپیل نے اوس نالش مین صادر کیا اگرچہ وہ عدالت دیوانی کا فیصلہ ہے لیکن اوسکا اثر اس سے زیادہ اور کچھ نہین ہے جو عدالت مرافعہ اولی کے فیصلہ کا ہوتا یعنی عدالت مال کا۔ پس یہ امر کہ جس عدالت نے اوس نالش مین فریقین کے نزاع متعلقہ حق کا فیصلہ کیا وہ عدالت اپیل دیوانی تھی اوس معاملہ پر موثر نہین ہو سکتا جو اس اپیل مین تصفیہ طلب ہے۔ اسمین شبہ نہین ہو سکتا کہ نالش منافع مین ڈگری دینے اور رد کرنے کے لئے عدالت مال کو اوس نالش مین مدعیان کے نزاع حق کا تصفیہ کرنا ضروری تھا۔ پس حق کی نسبت تنقیح صحیح و جائز تنقیح اوس نالش مین تھی لیکن ہم یہ تجویز نہین کر سکتے کہ اوس تنقیح کی نسبت عدالت مال کا فیصلہ ایسی نالش مین قطعی ہے جو عدالت دیوانی مین بغرض تجویز بحث استحقاق کے دائر کیجاے اوس نالش مین نزاع متعلقہ حق کا فیصلہ جو عدالت مال مین دائر کی گئی۔ اوس خاص نالش ہی کی

(۱) ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۰

۱۹۰۶ء
عنایت علیخان بنام مراد علیخان ۲/۷۵

اغراض کے لئے صادر کیا گیا تھا اور وہ فیصلہ قطعی نہیں ہو سکتا۔ دفعہ ۹۳ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کی رو سے عدالت دیوانی کسی ایسی نزاع یا معاملہ کی سماعت سے جسکی بابت اوس نوعیت کی نالش دائر ہو سکے جسکا تذکرہ دفعہ مذکور میں کیا گیا ہے باز رکھی گئی ہے نالش بغرض تجویز حق مالکانہ مدعی کے نسبت جایداد غیر منقولہ اوس قسم کی نالشات میں سے نہیں ہے جو عدالت مال میں حسب دفعہ مذکور دائر کیجا سکتی ہیں اور نزاع یا معاملہ جو ایسی نالش میں شامل ہو اوس قسم کا نزاع یا معاملہ نہیں ہے جسکی نسبت نالش عدالت مال میں دائر کیجاوے اس لئے دفعہ مذکور مانع سماعت نالش حال نہیں ہے۔ حال کے مقدمہ اشرف النسا بنام علی احمد (۱) میں اس عدالت کے ایک اجلاس نے یہ تجویز کی تھی کہ نالش بنا بر فیصلہ کسی اور نالش میں جو عدالت مال میں دائر کیجاوے نزاع حق کا تصفیہ ایسی نالش کی نسبت امر فیصل شدہ نہیں ہو سکتا جو بعد ازاں عدالت دیوانی میں دائر کیجاوے جسمیں فریقین کا حق مالکانہ متنازعہ فیہ ہو۔ اس نظیر سے اختلاف کرنیکی ہمکو کافی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ احکام ایکٹ قبضہ اراضی سنہ ۱۹۰۱ء سے ظاہر ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا ہے کہ کل نزاعات متعلقہ حق کا تصفیہ عدالت دیوانی کرے۔ پس جو نزاع اس اپیل میں پیش ہوا ہے۔ وہ آئندہ پیش نہوگا۔ ہماری یہ راے ہے کہ حکم واپسی جو عدالت ماتحت نے صادر کیا صحیح ہے اور ہم اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہیں جسمیں فیس بشرح اعلی شامل ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

---

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۷۵

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و مسٹر ولیم برکٹ صاحب جسٹس

میانجان (مدعا علیہ) بنام عبدل (مدعی) ٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۸۷، ۸۸ و ۸۹۔ مجرم مفرور۔ نیلام جایداد شخص مفرور کا نیلام ناجائز۔ نالش واسطے واپسی جایداد نیلام شدہ کے بنام خریدار نیلام۔ اختیار سماعت۔

جس صورت میں عدالت نے مجرم مفرور کی جایداد ظاہرا حسب دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کرکے

٭ اپیل نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۰۳ء بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ فرمان شاہی۔

(۱) (سنہ ۱۹۰۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۲۔

۱۹۰۵ء

میانجان بنام عبدل

قرق و نیلام کی اور یہ معلوم ہوا کہ کارروائی نیلام بے ضابطہ و خلاف قانون تھی تو یہ **تجویز ہوئی** کہ عدالتہا دیوانی کو ایسی نالش کی سماعت کرنیکا اختیار ہے جو مالک جائداد نیلام شدہ جائداد کے قبضہ خریدار سے واپس دلاپانے کے لئے دائر کرے۔

۵۷۳ اسقدر مین مسمی جھتو نے حسب دفعہ ۳۴۶ مجموعہ تعزیرات ہند عبدل پر استغاثہ دائر کیا۔ عبدل کے نام حکمنامہ جاری کیا گیا لیکن وہ حاضر نہین ہوا۔ اوسکے مقابلہ مین حسب باب ششم حصہ (ج) مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائی کی گئی اور بالاخر کچھ جائداد ملکی ازان عبدل قرق و نیلام کی گئی۔ اس بنیاد پر کہ اشتہار جو حسب دفعہ ۸۷ مجموعہ مذکور جاری کیا گیا اوسکا اعلان مناسب طور پر نہین ہوا اور اس بنیاد پر کہ دیگر بے ضابطگیان اوسکی جائداد کی قرقی و نیلام مین ہوئین عبدل نے درخواست نگرانی سشن جج کے اجلاس مین اس استدعا سے پیش کی کہ نیلام منسوخ کیا جاوے یہ معاملہ حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ مذکور ہائیکورٹ مین بھیجا گیا لیکن عدالت نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا۔ دیکھو مقدمہ عبداللہ بنام جھتو (۱) جس نالش سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اوسکو مدعی نے بغرض دلاپانے حصہ واقع مکان ازان مدعی جو اوس طریقہ سے نیلام کیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور جسکو مدعا علیہ نے خرید کیا خریدار نیلام کے نام دائر کی عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت الہ آباد) نے نالش ڈسمس کی اور یہ تجویز کی کہ اس قسم کی نالش عدالت دیوانی مین نہین ہو سکتی۔ مدعی نے جج ضلع کی عدالت مین اپیل دائر کیا جنہون نے عدالت ماتحت کی ڈگری بحال رکھی اسپر مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل دوم دائر کیا۔ اور اپیل اجلاس واحد مین پیش ہو کر منظور کیا گیا اور نالش حسب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی فیصلہ روداد کے لئے واپس بھیجی گئی جن وجوہ پر یہ حکم مبنی تھا وہ تجویز ذیل مین مندرج ہین جسکو اوسی مدعی نے بناراضی اوسی قسم کی ڈگری کے رجوع کیا تھا جسکی روسے اوسی قسم کی نالش جو مدعی نے دوسرے خریدار نیلام کے نام دائر کی تھی ڈسمس ہوئی تھی۔ (۲)

بلیر صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک ایسے حکم کی ناراضی سے دائر کیا گیا ہے جسکی روسے ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے مدعی کی نالش اس بنیاد پر ڈسمس کی کہ عدالت دیوانی کو اوسکی سماعت کا اختیار حاصل نہین تھا مدعی ایک جرم فوجداری مین ماخوذ ہوا اور کسی وجہ سے مفرور ہو گیا اور عدالت نے یہ باور کیا کہ وہ اسوجہ سے مفرور ہو گیا ہے کہ جو الزام اوسپر عاید کیا گیا تھا اوسکی تجویز سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۴ صفحہ ۲۱۶

(۲) ویکلی نوٹس ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵۵

سنہ ۱۹۰۵ء

میاں کاجان بنام عبدل

۵۷۵

بچے اور ایک حکم صادر کیا جسکی تعمیل میں شخص مفرور کی جایداد غیر منقولہ کے نیلام کا اشتہار جاری کیا گیا عدالت نے حکم مذکور کے صادر کرنے میں اپنے منصب سے تجاوز نہیں کیا لیکن قطع نظر کسی دوسری بے ضابطگی کے اشتہار مذکور میں یہ نہیں تحریر کیا گیا تھا کہ کس میعاد کے اندر اور کس جگہ پر مفرور کو نیلام سے اپنی جایداد کے بچانے کے لئے حاضر ہونا چاہئے تھا اشتہار مذکور بالکل کالعدم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ شخص مفرور ایک غیر معلوم جگہ اور ایک غیر معین میعاد کے اندر کیوں نہیں حاضر ہوا پس وہ اشتہار بالکل ناجائز تھا اور اوسکی وقعت اوس کاغذ سے زیادہ نہ تھی جسپر وہ لکھا گیا ہو کہ ان صورتوں کی تصریح نہیں کی گئی تھی جنمیں جایداد نیلام سے بچ سکتی اور چونکہ شرائط مندرجہ اشتہار نیلام کی کسی طور سے خلاف ورزی نہیں ہوئی لہذا کوئی حکم نیلام قانوناً جاری نہیں ہو سکتا تھا اس مقدمہ میں مدعی یہ جانتا ہے کہ انتقال جایداد جو خلاف قانون عمل میں آیا مقابلہ اون اشخاص کے جو اوسکے ذمہ وار ہیں نیز بمقابلہ خریدار نیلام فسخ کیا جاے مجموعہ ضابطہ فوجداری میں ایسا حکم ہے جسکی رو سے شخص مفرور اوس عدالت میں حاضر ہونے یا حاضر کئے جانے پر جسکے حکم سے قرقی ہوئی اس امر کے ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ وہ وارنٹ کی تعمیل سے گریز کرنیکی نیت سے مفرور یا روپوش نہیں ہوا نیز یہ کہ اوسکو اشتہار مذکور کی خبر اس طرح پر نہیں ملی تھی کہ وہ وقت مقررہ اشتہار کے اندر حاضر ہو سکتا ایسی صورتوں میں وہ کس طرح اپنی جایداد کے دلاپانے کا دعوی کرسکتا ہے لیکن دفعہ مذکور قطعاً ایسی صورت سے متعلق نہیں ہے جبکہ اشتہار نیلام قانوناً بالکل کالعدم ہے۔ لہذا اگر مجموعہ ضابطہ فوجداری میں جایداد کی ایسی کے لئے بحالات مقدمہ ہذا کوئی حکم نہیں ہے اور سوائے دفعہ ۹۰ کے اور کسی دفعہ کا حوالہ میرے روبرو نہیں دیا گیا تو اگر میں عدالت ماتحت کی تجویز کی تنقید کروں تو مجھکو یہ تجویز کرنی ہوگی کہ اوس شخص کے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے جسکی جایداد نہایت کمزور اور نیز معقول حیلہ قانونی کی بنا پر قرق و نیلام کی گئی مجھکو اس امر کے کہنے میں کچھ بھی تامل نہیں ہے کہ حکم قانون ایسا نہیں ہے لہذا مدعی مستحق ہے کہ اوسکی نالش جو ڈسمس ہوئی اور نیز اوسکا اپیل جو ڈسمس ہوا قائم کیا جاے۔ چونکہ مقدمہ عدالت ہاے ماتحت میں امر ابتدائی سماعت پر فیصل ہوا لہذا مقدمہ ہذا بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بذریعہ عدالت اپیل ماتحت عدالت مرافعہ اولی میں واسطے فیصلہ کے واسطے واپس بھیجا جاوے۔

اپیل مع خرچہ منظور کیا جاتا ہے۔"

اوس حکم کی واپسی کی ناراضی سے جو بلیر صاحب جسٹس نے صادر کیا مدعا علیہ نے حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی اپیل دائر کیا۔

بابو درگاچرن بنرجی ومولوی محمد ظہور منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر آر کے سنہ ار ب جی منجانب رسپانڈنٹ۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکیٹ صاحب جسٹس۔ ہمارے نزدیک اس اپیل میں

سنہ ۱۹۰۵ء

میا بجان بنام مبدل

کچھ بھی زور نہیں ۔ ہمارے ہم جلیس بلیر صاحب کی تجویز ہمارے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہے
وبعلم وکیل اپیلانٹ نے یہ حجت کی ہے کہ اوسکے موکل پر بڑی سختی ہوگی اگر یہ تجویز کیجاے کہ
جو خریداری اوس نے کی وہ خریداری ناجائز ہے اور اوسکی پابندی لازم نہین ہے ۔ جس قانون
کی رو سے عدالت فوجداری کو نیلام کا اختیار دیا گیا ہے اوسکے شرائط بالکل واضح اور صاف
ہین اور نیز یہ حکم ہے کہ اشتہار کا اعلان کیا جائیگا اور جس طریقہ سے اشتہار کا اعلان کیا جاتا
تھا وہ دفعہ مین بیان کیا گیا ہے علاوہ اسکے اوس دفعہ مین یہ حکم ہے کہ عدالت جاری
۵۷۵ کنندہ اشتہار کا بیان تحریری جو بدین مضمون ہو کہ اشتہار حسب ضابطہ ایک تاریخ معین
پر مشتہر کیا گیا اس بات کے لئے شہادت قطعی ہوگی کہ اس دفعہ کے احکام کی تعمیل قرار واقعی
ہوئی اور اشتہار اوسی تاریخ پر مشتہر کیا گیا ۔ اب اگر خریدار نے معمولی احتیاط سے اس امر کی
تحقیق کی ہوتی کہ آیا عدالت نے بیان تحریری اس مضمون کا جاری کیا تھا یا نہین کہ اشتہار
حسب ضابطہ مشتہر کیا گیا تو اوسکو اس مقدمہ بازی کی وقت نہ اوٹھانی پڑتی ۔ بلا شبہہ
اوسکی جانب سے غفلت ہوئی اور اوسکو اوسکا نتیجہ برداشت کرنا چاہئے ہمارے نزدیک
جو نیلام اس صورت مین منجانب عدالت فوجداری عمل مین آیا وہ کالعدم ہے اور اوس سے خریدار
کیطرف کوئی حق منتقل نہین ہوا ۔ پس ہم اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس کیا گیا

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

صفحہ کتاب انگریزی ۵۷۵

احسن اللہ وغیرہ (عذرداران) بنام دھنی دین (ڈگریدار) (۱)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ و ۲۳۰ ۔ اجرائے ڈگری ۔ میعاد سماعت ۔ ترمیم ڈگری ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء
(ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعات ۱۵ و ۱۹ و ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ ۔ چند مدیونان ڈگری مین
سے ایک مدیون کا جزو مطالبہ ادا کرنا ۔

کوئی حکم جسکی رو سے درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی منظور کیجاے ایسا حکم نہیں ہے جسکے
منشا سے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۷ء پر بلحاظ نظر ثانی تجویز صادر ہوا ہو اور اوسکا یہ
اثر نہین ہے کہ اجرائے ڈگری کی میعاد کی توسیع ہوجاے مقدمات دیا کشن بنام غنی بیگم (۱) وتارسی رام

(۱) اپیل اول نمبر ۳۹ سنہ ۱۹۰۴ء ہمارا ممی ڈگری پنڈت مدلچ ناتھ صاحب جج ماتحت الہ آباد مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

سنہ ۱۹۰۳ء

احسن اللہ بنام وکیل حسین

بنام مان سنگھ (۱) و کلو راسے بنام فہمین (۲) کی تقلید کی گئی۔ مقدمہ کشن سہاے بنام گلگر الہ آباد (۳) کا حوالہ دیا گیا و مقدمہ کالی پرسنو بسواس بنام لال موہن گوہار اسے (۴) سے اختلاف کیا گیا۔

اگر کوئی رقم جو تحایف مختلف اشخاص کے جو ڈگری کے بموجب تر کہ کے ذمہ دار ہوں یا ایک شخص کی جانب سے کسی اور طور پر بحیثیت ایجنٹ اوسکے مدیونان شریک کے ادا کیجاے تو ادا سے مذکور کسی اور مدیان کے مقابلہ میں بجز اوس شخص کے جسکی جانب سے وہ عمل میں آیا حافظ میعاد نہیں ہو سکتا۔

اس مقدمہ کے واقعات عدالت کی تجویز میں پورے طور سے بیان کئے گئے ہیں۔

مسٹر عبد المجید و آنریبل پنڈت سندر لال متجانب اپیلانٹان۔

بابو جوگندر ناتھ چودھری و مولوی رحمت اللہ متجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ اپیل جج ماتحت الہ آباد کی تجویز و ڈگری کی ناراضی سے دائر کیا گیا ہے جسکی رو سے ڈگری نیلام صادرہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۹ء بمقدمہ مسمی ضیاء الحق اور اوسکی زوجہ مسماۃ گل بی بی کا اجرا منظور کیا گیا گل بی بی اس بنیاد سے فریق ثالث کی گئی کہ وہ جائداد مرہونہ کے ایک جزو کی منتقل الیہ تھی۔ درخواست بغرض صدور حکم قطعی نیلام کے بموجب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد ۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کو دی گئی اور ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو منظور ہوئی درخواست اجراے حال ۳ جون سنہ ۱۹۰۳ء کو پیش کی گئی یعنی تاریخ صدور حکم قطعی سے تین برس کے بعد۔ بادی النظر میں درخواست ممنوع السماعت ہے لیکن ڈگریدار نے استدعا بعض کارروائیات کی کی ہے جنکا ہم ابھی ذکر کرینگے ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈگریدار نے حسب دفعہ ۳۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک درخواست بغرض ترمیم حکم قطعی کے پیش کی چونکہ اس عرصہ میں ضیاء الحق فوت ہو چکا تھا لہذا اوسکے قائم مقامان جائز اس درخواست میں فریق کئے گئے چونکہ انمیں سے بعض قائم مقامان قانونی نابالغ تھے لہذا یہ بھی درخواست کیگئی کہ گل بی بی اونکی ولیہ دوران مقدمہ مقرر کیجاے۔ اس درخواست پر ایک نوٹس مسماۃ گل بی بی کے نام جاری کیا گیا کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں وہ نابالغان کی ولیہ مقرر کیجاے اور ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء سماعت کے لئے مقرر ہوئی اوسی تاریخ کو حکم صادر ہوا جسکی رو سے مسماۃ نابالغان کی ولیہ مقرر کی گئی اور یہ حکم بھی صادر ہوا کہ نوٹس حسب دفعہ ۸۸ فقرہ (ب) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کیا جاے۔ جج ماتحت نے یہ

۵۰۶

(۱) سنہ ۱۸۹۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۳۹۲۔ (۲) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۴۔ (۳) سنہ ۱۸۸۲ء جلد ۴ صفحہ ۱۳۷۔ (۴) سنہ ۱۸۹۵ء کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳

۱۹۰۵ء

احسن اللہ
بنام
بلکشی دیبی

۵۷۷

تجویز کی ہے کہ نئی میعاد سماعت ڈگریدار کے تاریخ اجراء اس نوٹس سے حسب مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم
ایکٹ میعاد سماعت حاصل کی اور چونکہ درخواست اجراء اوس تاریخ سے تین برس کے اندر
پیش کی گئی اسلئے وہ اندر میعاد ہے۔ جج ماتحت ذیعلم کی اس راے کی تائید نہیں ہوسکتی کہ
نوٹس حسب دفعہ ۲۴۸ سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ درخواست اجراء دی گئی ہے اور وہ عدالت
میں دائر ہے ایسی کوئی درخواست اوسوقت دائر نہ تھی جب عدالت نے اس مقدمہ میں یہ
ہدایت کی کہ نوٹس حسب دفعہ ۲۴۸ فقرہ (ب) جاری کیا جاوے جو درخواست دائر تھی وہ
بغرض ترمیم حکم قطعی کے تھی۔ مسٹر چودہری ذیعلم ایڈوکیٹ اپیلانٹ نے اثناے تقریر میں
ہمارے روبرو یہ تسلیم کیا کہ درخواست ترمیم بمنزلہ درخواست اجراء نہیں تصور کیجا سکتی علاوہ
اسکے کو وہ نوٹس جو درحقیقت جاری کیا گیا حسب دفعہ ۲۴۸ فقرہ (ب) جاری کیا گیا تاہم
بروے اوسکے اون اشخاص کو جنکے نام نوٹس جاری کیا گیا یہ ہدایت کی گئی
کہ درخواست ترمیم کیوں منظور نہ کیجاوے پس وہ صریحاً ایسا نوٹس نہ تھا جو حسب
دفعہ ۲۴۸ جاری کیا جاوے اور جسکی روسے اون اشخاص سے جنکے مقابلہ میں درخواست اجراء
دی گئی یہ جواب طلب کیا جاوے کہ درخواست اجراء کیوں منظور نہ کیجاوے لہذا عدالت
ماتحت کی یہ تجویز غلط ہے کہ جو نوٹس ۲۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو جاری کیا گیا اسکی روسے میعاد کا
تحفظ ہوتا ہے۔

مگر یہ بحث کی گئی کہ درخواست مورخہ ۴۔ ستمبر ۱۹۰۱ء کی روسے جو بغرض ترمیم حکم قطعی کے
دی گئی ڈگریدار کو نئی میعاد سماعت حاصل ہوئی۔ اگر درخواست مذکور محض درخواست ترمیم
تصور کیجاوے تو وہ درخواست واسطے عمل میں لانے کسی تدبیر معاون اجراے ڈگری کے نہ تھی یہی
فیصلہ مقدمہ دیا کشن بنام غنی بیگم (۱) اور اون نظیروں میں ہوا جنکا حوالہ اوس مقدمہ میں
دیا گیا۔ یہ بھی بحث کی گئی کہ درخواست ترمیم حکم قطعی درحقیقت تجویز ثانی کی درخواست
تھی ہماری راے میں یہ حجت بھی ناقابل پذیرائی ہے جو درخواست اس مقدمہ میں دی گئی وہ بلحاظ
نوعیت و بلحاظ معنی کے درخواست ترمیم حسب احکام دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھی اور یہ
استدعا نہیں کی گئی کہ عدالت اپنی تجویز کی نظرثانی کرے جو کارروائی حسب دفعہ ۶۲۳ ایکٹ انتقال

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء

احسن اللہ
بنام
وکمنی دوین

جایداد مین صادر ہوئی بلکہ صرف یہ استدعا کی گئی ہے کہ باضابطہ حکم قطعی ترمیم کیا جاے جسکی
نسبت یہ کہا گیا کہ وہ تجویز عدالت کے مطابق نہین ہے پس ظاہر ہے کہ وہ ترمیم درخواست
ہے جو حسب دفعہ ۲۰۶ دی گئی نہ کہ واسطے نظر ثانی تجویز کے۔ ذیعلم وکیل اپیلانٹان نے
ہائی کورٹ کلکتہ کی نظیر پر جو مقدمہ کالی پرسنو باسو بنام لال موہن گوہا (۱) مین صادر ہوئی
اسطرح استدلال کیا ہے کہ اوس نظیر سے ہماری اس بحث کی تائید ہوتی ہے کہ جس حکم ۵۷۸
کی رو سے درخواست ترمیم ڈگری حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ مذکور منظور کیا ہے ایسا حکم ہے جو حسب
منشاے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم فقرہ (۳) ایکٹ میعاد سماعت بربناے نظر ثانی تجویز صادر کیا جاے
بلاشبہ نظیر مذکور سے ذیعلم وکیل کی بحث کی تائید ہوتی ہے لیکن وہ نظیر اوس راے کے
خلاف ہے جو اس عدالت نے مقدمہ دیا کشن بنام نتھی بیگم (۲) اختیار کی۔ اوس مقدمہ کے
فیصل کرنے مین خود ذیعلم صاحبان جج ہائی کورٹ کلکتہ کو اپنی راے کی صحت کی نسبت
شبہ تھا اور اونہون نے اس عدالت کی نظیر مقدمہ کشن سہاے بنام کلکٹر الہ آباد (۳) پر
استدلال کیا اوس نظیر پر مقدمہ دیا کشن بنام نتھی بیگم غور کیا گیا اور یہ راے ظاہر کی گئی کہ
کارروائی حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ مذکور ایسی کارروائی تصور نہین کیجا سکتی کہ اوسکی وہی نوعیت
ہو جو کارروائی حسب دفعہ ۶۲۳ کی ہوتی ہے مقدمہ کشن سہاے بنام کلکٹر الہ آباد کی تشریح
مقدمہ کلو راے بنام فہیمن (۴) مین کی گئی اور یہ ظاہر کیا گیا کہ جو کارروائی اس مقدمہ مین کیگئی
وہ درحقیقت ایسی کارروائی تھی جو صرف حسب دفعہ ۶۲۳ مجموعہ مذکور ہو سکتی تھی جو تجاویز مقدمات
دیا کشن بنام نتھی بیگم (۲) و تارسی رام بنام مان سنگھ (۵) و کلو راے بنام فہیمن (۴) مین صادر
ہوئین جنکا حوالہ اوس مقدمہ کی تجویز مین دیا گیا اون سے ہم اتفاق کرتے ہین پس ہماری یہ
راے ہے کہ درخواست مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء جو درحقیقت ترمیم کی درخواست ہے اور
جس سے ایسا ہی ظاہر ہوتا تھا تجویز ثانی کی درخواست نہین خیال کیجا سکتی ہے جس سے

(۱) سنہ ۱۸۹۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۸۔ (۲) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۴
(۳) سنہ ۱۸۸۲ء " " الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷۔
(۴) سنہ ۱۸۹۰ء " " " " ۱۲ " ۱۴۴۔
(۵) سنہ ۱۸۸۶ء " " " " ۸ " ۴۹۲

۱۹۰۶ء

حسن اللہ بنام دکھنی دین

میعاد سماعت کا اوس تاریخ سے شمار کرنا جب اوس درخواست پر حکم صادر ہوا قرین انصاف
نہو بس اس مقدمہ میں ڈگریدار اوس درخواست سے جو اوس نے ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بغرض
ترمیم حکم قطعی کے پیش کی یا اس حکم سے جو اوس درخواست پر صادر ہوا فائدہ نہیں اوٹھا سکتا۔
مگر یہ تجویز کی گئی ہے اور اس تجویز پر فاضل کونسل اپیلانٹان نے اعتراض نہیں کیا ہے
کہ ۲- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء و ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ضیاء الحق نے دو رقمیں ادا کیں جو بدستخط ۵۷۹
اوس کے ظاہر ہوتی ہیں یہ رقمیں بذریعہ منی آرڈر ادا کی گئیں اور اوسکے دستخط کے
نیچے دونوں منی آرڈر کے کوپن میں جنکے ذریعہ سے روپیہ بھیجا گیا تھا لکھی ہیں یہ رقوم جنکا
بطور جزو مطالبہ کے ادا کیا جانا بدستخط ضیاء الحق کے ظاہر ہوتا ہے اوسکے جائز قائم مقامان
کے مقابلہ میں حافظ میعاد سماعت حسب احکام دفعہ ۲۰- ایکٹ میعاد سماعت ہند کے
ہیں۔ مگر مساۃ گل بی بی کے مقدمہ پر ہمکو غور کرنا ہے جو نہ صرف بحیثیت جائز قائم مقام
ضیاء الحق کے بلکہ خود اپنے حق کی رو سے بھی مدیون ڈگری ہے۔ بحیثیت جائز قائم مقام
ضیاء الحق ہے کے درخواست اجراء اوسکے مقابلہ میں میں المیعاد ہے کیونکہ وہ اون تاریخوں سے
تین برس کے اندر داخل کی گئی جب ضیاء الحق نے رقوم بطور جزو مطالبہ ادا کیں عدالت
ماتحت نے اس امر کو نظر انداز کیا ہے کہ مساۃ اپنے ہی حق کی رو سے مدیون ڈگری ہے
پس بحث یہ ہے کہ آیا ضیاء الحق کا ادا کرنا رقوم بطور جزو مطالبہ کے مقابلہ گل بی بی بحیثیت ایک
مدیون ڈگری کے مفید ڈگریدار ہو سکتا ہے یا نہیں ہم فاضل وکیل اپیلانٹان کی اس بحث
کو منظور نہیں کر سکتے کہ مدیونان میں سے ایک شخص کا ایک جزو ادا کرنا دوسرے مدیونان
کے مقابلہ میں جنکی جانب سے ادائے جزو مذکور عمل میں نہیں آیا مقدمہ کو قانون میعاد سماعت
کے اثر سے خارج کرتا ہے۔ جس اصول پر ایک جزو کا ادا کرنا حافظ میعاد ہوتا ہے یہ ہے کہ
ادائے مذکور اقرار قرضہ کی حد تک پہونچتا ہے جو قانوناً معنوی وعدہ ادائے قرضہ کا ہے پس ایسا
ادائے زر جو منجملہ چند اشخاص کے جو ادائے قرضہ کے ذمہ دار ہیں ایک شخص کی جانب سے
عمل میں آیا ایسا اقرار نہیں تصور کیا جا سکتا ہو سوائے اوس شخص کے جس نے ادا کیا دیگر
اشخاص ذمہ دار کی طرف سے کیا گیا ہو۔ اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا کہ جو وعدہ منجملہ چند
مدیونان کے ایک مدیون کرے وہ وعدہ دیگر مدیونان کی طرف سے نہیں سمجھا جا سکتا بجز اسکے کہ
وعدہ کرنے والا دوسرے شخصوں کا مختار ہو۔ عام اصول کے موافق قرضہ کے تسلیم کرنے

سنہ ۱۹۰۶ء

احسن اللہ بنام دکمنی دین

۵۸۰

یا ایک جزو ادا کرنے سے جو بحیثیت مختار دوسرے مدیونان کے ادا نہ کیا گیا ہو ایک مدیون دائن کا حق دوسرے مدیونان کے مقابلہ مین قایم نہیں رہ سکتا دفعات ۱۹ و ۲۰ - ایکٹ میعاد سماعت مین اس مضمون کا کوئی عام قاعدہ مندرج نہیں ہے کہ اقرار یا ایک جزو کا ادا کرنا منجانب ایک مدیون کے کل مدیونان کے مقابلہ مین حافظ میعاد ہے اسلیئے یہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ دفعہ ۲۰ - ایکٹ مذکور اس قاعدہ کا ایک استثنا ہے ہم مسٹر ترولیم مصنف رسالہ قانون میعاد سماعت سے اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ دفعہ ۲۰ مین صرف وہی مقدمات بیان کئے گئے ہین جنمین منجملہ چند اشخاص کے ایک شخص کے فعل کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ دوسرون کا فعل ہے اور بطور تشریح اوسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان مقدمات مین بھی ایک شخص کا اقرار دوسرون کے مقابلہ مین میعاد سماعت کی تجدید نہیں کرتا دیکھو صفحہ ۳۰۳ طبع سوم - اس لحاظ سے ضیاء الحق کا ایک جزو ادا کرنا گل بی بی کے مقابلہ مین حافظ میعاد نہیں ہو سکتا اور یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ اوسکے مقابلہ مین بطور مدیون ڈگری از روے استحقاق ذاتی خود درخواست اجرا مین تمادی عارض ہے پس ہم اپیل کو منظور کرتے ہین اور درخواست اجرا کو اوسقدر نامنظور کرتے ہین جسکی روسے گل بی بی کے مقابلہ مین ڈگری جاری کرانے کی استدعا اوس حیثیت سے کی گئی ہے نہ بحیثیت قائم مقام جائز ضیاء الحق کے - وہ اپنا خرچہ اس عدالت کا اور عدالت ماتحت کا بابتگی ضیاء الحق کے قائم مقامان جائز کے مقابلہ مین ڈگریدار ڈگری جاری کرانے کا مستحق ہے اور عدالت ماتحت کا حکم بحال رہنا چاہیئے -

ڈگریدار نے عدالت ماتحت کے اوس حکم کی نسبت جسکی روسے بازار گورا اور بھواری کی آمدنی کے نیلام سے انکار کیا گیا اعتراض حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی داخل کیا ہے چونکہ حکم قطعی منفصلہ ڈگریدار مین اس جائداد کے نیلام کا حکم نہیں دیا گیا اسلیئے ڈگریدار اس ڈگری کے اجرا مین جو اوس نے حاصل کی اوس جائداد کے نیلام کرانے کا مستحق نہیں ہے اور اس بارہ مین عدالت ماتحت کا حکم صحیح ہے پس اعتراض ساقط ہوتا ہے اور مع خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے -

ڈگری ترمیم کی گئی -

خوش خبری

رسالہ نظائر مکمل مال

بمنظوری و سرپرستی گورنمنٹ عالیہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

نظائر مکمل مال منتخب از انڈین لاء رپورٹ متضمن نظائر مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی مقام الہ آباد من ابتدا سنہ ۱۸۷۵ء و لغایت ۱۹۰۳ء مطبوع ہو ایں موجود ہیں قیمت کل سیٹ ۲۸ سال کی بہت کفایت کے ساتھ مبلغ [illegible] مع محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے - یہ نظائر ۱۹۰۳ء تک اس طور پر مرتب کئے گئے ہیں کہ علاوہ انڈین لاء رپورٹ کے مقدمات ویکلی نوٹ ہائی کورٹ الہ آباد و جملہ مقدمات منفصلہ محکمہ عالیہ بورڈ مال و اہم سرکلرات و احکام صیغہ مال و سوالات امتحان و قوانین مصدرہ کونسل و رپورٹ سلکٹ کمیٹی قوانین وغیرہ داخل کئے گئے ہیں ان نظائر کی خریداری گورنمنٹ عالیہ ممالک ہذا نے منظور فرمائی ہے اور جملہ عدالت ہائے مال میں ارسال کرنیکا حکم صادر فرمایا ہے قیمت جلد سالانہ مبلغ [illegible] مع محصول ڈاک

رسالہ نظائر مکمل فوجداری

نظائر مکمل فوجداری منتخب از انڈین لاء رپورٹ متضمن ترجمہ لفظ بلفظ نظائر مقدمات فوجداری مندرجہ انڈین لاء رپورٹ [illegible] ہائیکورٹ کلکتہ مدراس بمبئی و الہ آباد [illegible] سے [illegible] تک [illegible] ہو ایں [illegible] و مسلسل [illegible] قیمت خریداری سے باقی نہیں ہیں موجودہ جلد ان کی نہایت کے ساتھ رعایت مزید ملحوظ رکھی جاتی ہے اور کل سیٹ مع محصول مبلغ [illegible] مقرر کیا جاتا ہے - یہ نظائر [illegible] تک بھی ساتھ اس اصلاح و ترقی کے مرتب کئے گئے ہیں کہ علاوہ فیصلجات مندرجہ انڈین لاء رپورٹ کے مقدمات ویکلی نوٹس ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی و اہم سرکلرات صیغہ فوجداری و قوانین مصدرہ کونسل مع اضافہ آئین و قوانین و سوالات امتحان [illegible] و مفید عام بالیان قانون پیشہ و عہدہ داران صیغہ فوجداری کے داخل کئے گئے ہیں اور اس [illegible] سے کہ رسالہ ہذا ممالک متحدہ آگرہ و اودھ دونوں میں مقبول عام ہو [illegible] فیصلجات مقدمات فوجداری صادرہ [illegible] جان جوڈیشل کمشنر [illegible] بھی اس مجموعہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں قیمت مبلغ [illegible] مع محصول ڈاک [illegible] مثل نظائر مکمل مال کے بحکم گورنمنٹ عالیہ جملہ عدالتہائے فوجداری ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں بھیجی جاتی ہیں

نوٹ - جو صاحب رسالہ نظائر مکمل فوجداری و مال ہر دونوں کی خریداری منظور فرماویں گے انکی خدمت میں [illegible] صرف مبلغ [illegible] رعایت کرکے [illegible] جاویگی -

رسالہ نظائر فوجداری مکمل سالانہ

رائے جناب سر والٹر کالون صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا عدالت العالیہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی

منشی بانکے بہاری لال صاحب سابق سرشتہ دار عدالت العالیہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی نے مجھے اپنی جلد سالانہ ... کی معائنہ کرائی جسمین نظائر جمیع عدالتہائے عالیہ واقع ہندوستان ... صاحب ... شامل ہیں منشی صاحب موصوف نے نظائر فوجداری جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل جو اپنی کتاب میں شامل کی ہیں - چونکہ ترجمے اسکے بتجربہ و لیاقت سے کیے گئے ہیں جو منشی بانکے بہاری لال صاحب کو ترجمہ کرنے میں حاصل ہے لہذا وہ نہایت ہی مستند و معتبر ہیں -

رائے جناب آنریبل مسٹر کالوین صاحب بہادر سی - آئی - ای بیرسٹر ایٹ لا عدالت العالیہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی و ممبر کونسل واضعان آئین و قوانین ممالک متحدہ آگرہ و اودھ -

میں نے منشی بانکے بہاری لال صاحب کے رسالہ مطبوعہ نظائر فوجداری مکمل کو ملاحظہ کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ممالک کے ہندوستانی ناظرین کے واسطے یہ رسالہ نہایت مفید ہے اوسکی ترتیب بطرز احسن و عمدہ کی گئی -

رائے مسٹر ڈی ڈلن صاحب بیرسٹر ایٹ لا ... ممالک مغربی و شمالی ... الہ آباد میں نے ... جلد نظائر فوجداری مکمل مولفہ منشی بانکے بہاری لال صاحب ملاحظہ کیا ... بہت ... عمدہ ... نظائر ... قانون پیشہ کے لئے جو علم انگریزی سے ناواقف ہیں ... مفید ...

اشتہار ایجنسی گورنمنٹ

اصحاب قانون پیشہ و دیگر صاحبان کو مژدہ ہو کہ چونکہ گورنمنٹ ہند و دیگر لوکل گورنمنٹ ہائے ... ممالک متوسط و ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے ... خاکسار کو ... صاحبان ... مطبوعات گورنمنٹ زبان انگریزی و اردو ہندی کو اپنے کارخانہ میں سے ... کتب حسب تفصیل فہرست ...

منشی ... بہاری ماتھر - مالک و سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون و مہتمم ایجنسی گورنمنٹ ... گورنمنٹ ... ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ... الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لار پورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

نومبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	مترجم پینشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی۔
منشی شنکر لال۔ بی۔ اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم
مولوی احمد علیخان	سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی نرت بہاری لال جوہر طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ایک ۸ر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

امرت دہر	بنام	ہند کیشری پرشاد	۴۴۸
بھگوان داس	بنام	شیام داس	۴۳۹
پرتاب چند	بنام	سعیدہ بی بی	۴۴۲
دسرتھ رائے	بنام	ہر گوبند رائے	۴۳۴
رادھا کرشن داس	بنام	رائے کرشن چند	۴۱۵
رام لال	بنام	سیول چند	۴۳۹
رامیشر سنگھ	بنام	درگا داس	۴۳۷
شاہنشاہ قیصر ہند	بنام	کریم الدین بیگ	۴۲۲
شاہنشاہ قیصر ہند	بنام	محمد حسین	۴۲۰
شیو بالک سنگھ	بنام	لچھمی دہر	۴۲۷
غلام علی	بنام	صغیر النسا بی بی	۴۳۲
محمد احمد	بنام	محمد سراج الدین	۴۴۳

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل بحضور پریوی کونسل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۹۵ و ۵۹۶ .. ۴۱۵

اختیار سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ ضمیمہ ۲ ضمنہائے ۱۳ و ۳۱ .... ۴۲۷

انتقال منجانب مالک ظاہری - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۴۱ .... ۴۴۲

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۲۳۲ - تلبیس سکہ یعنی علیحدہ کرنا کنڈے کا ایسے سکوں سے جو بطور زیور کے استعمال کئے گئے ہوں اور اونکو حیثیت سابق میں لاکر چلانا]
شاہنشاہ قیصر ہند بنام محمد حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ آلہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۲۰

ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۷ ضمن ۵ و ۶ (ج) دفعہ ۲۸ .

نالش جسکا تعین مالیت کم ہو- اختیار توسیع میعاد بغرض ادائے کمی رسوم عدالت- مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴- میعاد سماعت
محمد احمد بنام محمد سراج الدین (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۲۳

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۶- حد سماعت استحقاق بائع کا اوسوقت تک معدوم ہونا جب مشتری نے نالش دائر کی ہو-
پرتاب چند بنام سعیدہ بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۴۲

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعہ ۱۴- دیکھو ایکٹ ۱۸۹۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۹۴ .... ۴۴۴

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۴۱ دیکھو دہرم شاستر ۴۴۸

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۴- نالش منجانب عذردار بغرض استقرار اپنے حق کے عدالت دیوانی میں ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعہ ۱۴]
دسرتھ رائے بنام بھرگو رائے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۴۴

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴- (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۴۱- انتقال منجانب مالکان ظاہری- تحقیقات منجانب منتقل الیہ بابت استحقاق انتقال کنندگان کے- کون امر احتیاط معقول کی حد تک پہونچتا ہے
پرتاب چند بنام سعیدہ بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۴۲

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۹۰ رہن- مرتہنان ماقبل و مابعد- درخواست واسطے دلاپانے خرچہ کے مرتہن مابعد سے
رام لال بنام سیل چند (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۳۹۲

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۰ دیکھو رہن ۴۲۹

ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ (ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ) ضمیمہ ۲ ضمنہاے ۱۳ و
۱۴ - اختیار سماعت نالش واسطے کرایہ آراضی کے بابت تعمیر
کانات کے ایام میلہ میں نالش واسطے روپیہ کے جو مدعاعلیہ
سے واسطے فائدہ مدعی کے ملا]
رامیشر سنگھ بنام درگا داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ [۴۳]) ۴۳۴

تعمیر دستاویز - دیکھو شفع ۴۴۷

تلبیس سکہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۳۲ .... ۴۲۰

خرچہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۹۰ .... ۴۳۹

دہرم شاستر - قبضہ مخالفانہ - نالش منجانب وارث عودی نسبت ایسے
علاقہ کے جو ہندو عورت کے قبضہ میں ہو - میعاد سماعت -
ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۱ مد ۱۴۴]
امرت دہر بنام بندیشری پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۴۸

رسوم عدالت - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ دفعہ ۷ ضمن ۵ و ۶ (ج) و دفعہ ۲۸ ..... ۴۲۳

رہن - بیع حق راہنی - قرضہ مزید کا اوسی جایداد کی کفالت پر بعد بیع کے لیا جانا -
خریدار حق راہنی پر قبل کراے انفکاک کے قرضہ مابعد کا ادا کرنا
لازم نہیں ہے - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۰]
بھگوانداس بنام شیام داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳) ۴۲۹

بیرن - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۹۰ .... ۴۳۹

شرع محمدی - مہر بیوہ جو بعوض مہر کے قابض ہو - بیوہ کو ممانعت دائر کرنے
نالش کی واسطے دلاپانے اپنے مہر کے نہیں ہے]
غلام علی بنام صغیر النسا بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳) ۴۴۲

شفع - واجب العرض - تعمیر دستاویز]
شیو بالک سنگھ بنام بھیمی دہر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳) ۴۴۷

ضمانت نیک چلنی۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ و ۱۲۳ .... ۴۴۲

عدالتہائے مطالبہ خفیفہ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ ضمیمہ ۲ ضمنہائے ۱۳ و ۳۱ ۔۔ ۴۴۷

قبضہ مخالفانہ۔ دیکھو دہرم شاستر ۴۴۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۳۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۷ دفعہ ۷ ضمنہائے ۵ و ۶
(ج) و دفعہ ۲۸ .... ۴۴۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۹۵ و ۵۹۶۔ اپیل بحضور پریوی کونسل
اپیل کی مالیت کا دس سے کم ہونا جو اپیل کے لئے ضروری ہے۔
نمونہ سارٹیفکٹ اجازت اپیل]
رادھا کرشن داس بنام رائے کرشن چند داس
(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۶۵

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ و ۱۲۳ ضمانت نیک چلنی میعاد قید جس کا
حکم بصورت نہ داخل کرنے ضمانت کے دیا جانا چاہیے]
شاہنشاہ قیصر ہند بنام کریم الدین بیگ (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ .... ۴۴۲

مہر۔ دیکھو شرع محمدی ۴۳۰

میعاد سماعت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۷ دفعہ ۷ ضمنہائے ۵ و ۶ (ج) دفعہ ۲۸ ۴۴۳

میعاد سماعت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ حد ۱۳۶ .... ۴۴۲

میعاد سماعت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۱۴۸ .... ۴۴۴

میعاد سماعت۔ دیکھو دہرم شاستر ۴۴۸

واجب العرض۔ دیکھو شفع ۴۲۷

پریوی کونسل*
۱۸- جون ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی
۳۱۵

بر ادہا کرشن داس (مدعی)

بنام

رائے کرشن چند (نابالغ بولایت منشی کنور قائم مقام مدعا علیہ)

(اپیل بنا راضی فیصلہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی مقام الہ آباد)

اپیل بحضور پریوی کونسل - اپیل کی مالیت کا اوس سے کم ہونا جو اپیل کے لئے ضروری ہے - نمونہ سارٹیفکٹ اجازت اپیل - (مجموعہ ضابطہ دیوانی) دفعات ۵۹۵ و ۵۹۶ -

بدین غرض کہ عدالت کو اختیار عطاے اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل حسب دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل ہو یہ ضروری ہے کہ مالیت نالش صراحتاً یا ضمناً ؏ سے کم نہ ہو محض اہم بحث قانونی کا موجود ہونا درحالیکہ مالیت نالش ؏ سے کم ہو اس لئے کافی نہیں ہے کہ عدالت کو اختیار عطاے اجازت اپیل مذکور حاصل ہو - مقدمہ بنارسی پرشاد بنام کاشی کرشن نراین (۱) کا حوالہ دیا گیا -

اس امر کے فیصل کرنے مین کہ آیا اجازت اپیل مناسب طور پر عطا کی گئی یا نہین جوڈیشل کمیٹی کو سارٹیفکٹ اجازت اپیل پر اور نہ حکم سارٹیفکٹ مذکور پر لحاظ اور عمل کرنا لازم ہے اور بجز اسکے کہ سارٹیفکٹ جسپر اجازت اپیل مبنی ہے ایسے نمونہ کا ہو جس سے اجازت مذکور صحیح سمجھی جاوے کمیٹی موصوف کو یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ اجازت صحیح طور پر عطا نہین کی گئی -

درحالیکہ حکم بابت سارٹیفکٹ کے باین الفاظ تھا - "سارٹیفکٹ اس مضمون کا عطا کیا جاوے کہ مقدمہ بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل لایق اپیل کے ہے" لیکن سارٹیفکٹ عطاے اجازت مین یہ تحریر تھا "یہ تصدیق کیجاتی ہے کہ گو تعین مالیت اس مقدمہ کا ؏ سے کم ہے تاہم لحاظ مالیت اور نوعیت مقدمہ کے اوس سے احکام دفعہ ۵۹۶ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی تعمیل ہوتی ہے - **تجویز ہوئی** کہ سارٹیفکٹ مذکور کی بنا پر اجازت اپیل صحیح نہین ہے - اور کوئی اجازت مناسب عطا نہین ہوئی -

اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حکم سارٹیفکٹ پر لحاظ ہو سکتا ہے - تاہم جوڈیشل کمیٹی کا

* اجلاس - لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و لارڈ رابرٹسن صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

(۱) (دسمبر ۱۹۰۰ء) لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۲ صفحہ ۱۱ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۶

سنہ ۱۹۰۱ء
رادھا کرشن داس
بنام
رائے کرشن چند

نسبت اس امر کے اطمینان ہونا ضروری ہے کہ آیا عدالت نے اپنے اختیار تمیزی عدالتی کو اس معاملہ کے فیصلہ کرنے مین استعمال کیا کہ آیا بلحاظ احکام دفعات ۵۹۵ و ۶۰۰ مجموعہ مذکور کے مقدمہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہے یا نہین - اور اس مقدمہ مین کمیٹی موصوف کو اس امر کا اطمینان نہ تھا کہ عدالت نے کبھی اس امر کی نسبت عدالتانہ لحاظ کیا تھا - کیونکہ کوئی وجوہ یا کوئی دلائل بابت نمونہ سارٹیفکٹ کے نہ بیان کئے گئے اور نہ پیش کئے گئے -

جوڈیشل کمیٹی نے بوقت ڈسمس کرنے اپیل کے بر بنائے عذر ابتدائی کے کہ اپیل مناسب طور پر روبرو کمیٹی موصوف کے پیش نہین کیا گیا تھا یہ فرمایا کہ اگر ایپلانٹ کا کونسل بامید کامیابی اجازت خاص اپیل کی استدعا کرتا تو جوڈیشل کمیٹی ایپلانٹ کو اپنے مقدمہ مین روبرو جوڈیشل کمیٹی کے بحث کرنے کی ممانعت نہ کرتی - لیکن کونسل موصوف نے تسلیم کیا کہ وہ نہین کرسکتے ہ

اپیل بنارا منی ڈگری (۱۷ - اپریل ۱۸۹۶ء) ہائیکورٹ مقام الہ آباد جسکی روسے ڈگری ۱۴ اگست ۱۸۹۵ء مصدورہ جج ماتحت مقام بنارس ایک نالش مین جسمین ایپلانٹ حال مدعی اور رائے بشن چند (جسکا قائم مقام حال اوسکا پسر متبنی رائے کرشن چند رسپانڈنٹ ہے) مدعاعلیہ تھا منسوخ ہوئی - ۳۱۶

یہ نالش واسطے دلاپانے ... کے جو ایک جزو زر سودی کا بابت اوس معاہدہ کے تھا جو مدعی نے مدعاعلیہ سے ڈگری تعدادی ... کے خرید کرنے کا کیا تھا دائر کی گئی یہ تسلیم کیا گیا کہ معاہدہ کی کبھی تعمیل نہین ہوئی اور یہ کہ خود مدعاعلیہ نے زر ڈگری وصول کیا بحث صرف یہ ہے کہ آیا اس معاہدہ کی خلاف ورزی مدعی نے کی یا مدعاعلیہ نے - علاوہ زر اصل کے مدعی نے ... کا بطور سود بشرح ۸ فیصدی ماہواری من ابتدائے ۵ - فروری ۱۸۹۴ء لغایت ۱۷ - اگست ۱۸۹۴ء تا تاریخ ارجاع نالش دعوی کیا چنانچہ کل زر تدعویہ بقدر ... کے ہوا -

جج ماتحت نے کل دعوی مع سود و خرچہ کے ڈگری کیا -

بر طبق اپیل منجانب مدعاعلیہ روبرو ہائیکورٹ ایک ڈویژن بینچ (ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس) نے ڈگری جج ماتحت منسوخ کی لیکن ڈگری للعہ ... کی جسکو مدعاعلیہ نے واجب الادا تسلیم کیا بحق مدعی (اور جسکی بابت اوسنے کوئی اپیل نہین کیا تھا) بلا سود یا خرچہ کے صادر کی -

ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ مدعی نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی اور بسند مقدمات ذیل فی

۱۹۰۱ء

رادہا کرشن داس بنام راے کرشن چند

بیرل وسجاطہ یارنیل (۱) و بہو و بنام اسمتہرہ (۲) قانوناً یہ تجویز کی کہ خلاف ورزی معاہدہ منجانب مدعی عمل مین آئی تھی لہذا وہ کسی زرہرجانہ کے جو اوس سے مدعا علیہ کو ادا کیا تھا واپس پانے کا مستحق نہین ہے بنا برین فیصلہ مذکور کے مدعی نے ہائی کورٹ مین درخواست اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل پیش کی درخواست مذکور مین اوسنے واقعات مندرجہ بالا تحریر کئے اور یہ بیان کیا کہ گو تعین مالیت اپیل عـــ ۃـــ سے کم ہے مگر اوسمین بحث اہم قانونی اور واقعاتی پیدا ہوتی ہے اور عدالت موصوف سے یہ استدعا کی کہ وہ بموجب دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے سارٹیفکٹ عطا کرے۔

۲۰ جنوری ۱۹۰۰ء کو ہائی کورٹ نے حسب ذیل حکم صادر کیا ’’سارٹیفکٹ اس مضمون کا عطا کیا جاے کہ مقدمہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کے ہے‘‘ اور اوسی روز سارٹیفکٹ ۴۱۷
بعبارت ذیل عطا کیا گیا ’’چونکہ عدالت ہذا کے روبرو درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند باجلاس پریوی کونسل منجانب اپیلانٹ مذکور الصدر پیش ہوئی لہذا یہ تصدیق کیجاتی ہے کہ گو تعین مالیت اس مقدمہ مین عـــ ۃـــ سے کم ہے تاہم بلحاظ مالیت و نوعیت مقدمہ کے اوسمین احکام دفعہ ۵۹۶ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی تعمیل کی گئی ہے‘‘۔

بوقت سماعت اپیل۔

مسٹر اے۔ جے۔ والکس نے منجانب رسپانڈنٹ یہ عذر ابتدائی کیا کہ اپیل روبرو کمیٹی کے صحیح طور پر پیش نہین ہوا۔ سارٹیفکٹ مشعر عطاے اجازت اپیل بشکل مناسب نہین ہے چونکہ مالیت نالش عـــ ۃـــ سے کم ہے لہذا منجملہ احکام دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک حکم کی تعمیل نہین ہوتی ہے اور ہائی کورٹ کو یہ تصدیق کرنے کا اختیار نہ تہا کہ مقدمہ مین احکام دفعہ مذکور کی تعمیل کی گئی ہے یہ امر کہ اہم بحث قانونی پیدا ہوئی ہے جبکہ مالیت اپیل عـــ ۃـــ سے کم ہو اس لئے کافی نہین ہے کہ مقدمہ قابل عطاے اجازت اپیل ہو جاے۔ مقدمہ بنارسی پرشاد بنام کاشی کرشن نراین (۳) ملاحظہ طلب۔ اجازت عطا ہونی چاہئے تہی اور اپیل ڈسمس ہونا چاہئے مسٹر جے۔ ڈی۔ مین نے منجانب اپیلانٹ کے یہ حجت کی کہ چونکہ حکم واسطے عطاے سارٹیفکٹ اس مضمون کے کہ مقدمہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہے صادر ہو چکا تہا لہذا یہ امر کہ سارٹیفکٹ جو واقعی عطا ہوا تہا بلحاظ شکل کے ناقص ہے اہم نہین ہے۔ اجازت اپیل بذریعہ حکم اجراے سارٹیفکٹ قابلیت کے عطا ہوئی۔ اور کسی دوسرے امر کا دیکھنا ضروری نہین ہے۔ مقدمہ

(۱) ۱۸۷۲ء لا ریورٹ اپیل ہاے چانسری جلد ۷ صفحہ ۱۵۱ (۲) ۱۸۸۳ء لا ریورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲۳ صفحہ ۹۰

(۳) ۱۹۰۱ء لا ریورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۲۸ صفحہ ۱۱ و انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۷

۱۹۰۱ء

راو بالکرشن داس بنام راے کرشن چند

دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کسی جزو کے منشا مین داخل نہین ہوتا جب اس امر کی تصدیق ہو چکی کہ مقدمہ قابل اپیل ہے تو اوس سے دفعہ ۵۹۶ کا بالکل اطلاق نہین ہوتا۔ کوئی کافی وجہ اپیل ڈسمس کرنے کے لیے نہین ہے۔

بعد ازان تجویز حکام عالی مقام لارڈ ڈیوی صاحب نے صادر فرمائی۔

اس مقدمہ مین حکام عالی مقام کی یہ راے ہے کہ اونکو عذر ابتدائی جو پیش کیا گیا ہے منظور کرنا چاہیے۔ عذر یہ ہے کہ صحیح سارٹیفکٹ درخواست اجازت اپیل کے ساتھہ نہین ہے یا وہ صحیح بنیاد اجازت اپیل کی نہین ہے۔

حالات نہایت مختصر طور پر بیان کیے جا سکتے ہین۔ سائل یعنی اپیلانٹ حال نے اپنی ۴۱۸
درخواست مین یہ تحریر کیا ہے کہ تعین مالیت اپیل عہ ــــ سے کم ہے لیکن اوسمین اہم امور قانونی و واقعاتی پیدا ہوتے ہین بعدہ اوسنے یہ تحریر کیا ہے۔ چونکہ سائل چاہتا ہے کہ اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل پیش کرے لہذا وہ مودبانہ عرض پرواز ہے کہ عدالت العالیہ ہذا سارٹیفکٹ بموجب دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا کرے اور بعد اسکے اوسنے چند وجوہ تحریر کیے ہین۔ بعدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ناکس صاحب جسٹس اور بنرجی صاحب جسٹس نے ایک حکم بدین مضمون صادر کیا۔ سارٹیفکٹ اس مضمون کا عطا کیا جاوے کہ مقدمہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل ہے۔ یہ حکم ۳۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو صادر ہوا اور ظاہرا اوسی روز سارٹیفکٹ مندرجہ ذیل عطا کیا گیا۔ چونکہ عدالت ہذا کے روبرو درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ قیصر ہند باجلاس پریوی کونسل منجانب اپیلانٹ مذکور الصدر پیش ہوئی لہذا تصدیق کی جاتی ہے کہ گو تعین مالیت اس مقدمہ مین عہ ــــ سے کم ہے تاہم بلحاظ مالیت و نوعیت مقدمہ کے اوسمین احکام دفعہ ۵۹۶۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی تعمیل کی گئی ہے۔ اوسپر اونہین حکام و ججان یعنی ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس کے دستخط ثبت ہین۔

حکام عالی مقام کی راے مین سارٹیفکٹ ایسی دستاویز ہے جسپر اونکو لحاظ و عمل کرنا چاہیے اوسمین حکم سارٹیفکٹ مذکور پر۔ اور بجز اسکے کہ سارٹیفکٹ جسپر اجازت اپیل دی گئی ہے ایسے نمونہ کا ہو جس سے اجازت مذکور صحیح سمجھی جاوے کمیٹی موصوف کو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ اجازت صحیح طور پر عطا نہین ہوئی ہے۔

اب امر متنازعہ حسب دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حسب ذیل ہے۔ دفعہ مذکور

سنہ ۱۹۰۱ء
راو بہادر کرشن داس
بنام
راے کرشن چند

مین یہ تحریر ہے "ہر صورت متذکرہ ضمن (الف) و (ب) دفعہ ۵۹۵ مین ضرور ہے کہ تعداد
یا مالیت شے متنازعہ فیہ کی بمقدمہ مرجوعہ عدالت مرافعہ اولی ع ـــــ ؁ یا اوس سے زیادہ ہو
اور تعداد یا مالیت شے متنازعہ فیہ کی اوس اپیل مین جو بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل رجوع
کیا جاوے یہ تعداد مذکور یا اوس سے زیادہ ہو۔ یا ڈگری صراحتاً یا او نہج پر متضمن کسی دعوی
یا بحث متعلقہ یا بابت جائداد اوسی تعداد یا مالیت کے ہو" اسکی تعبیر کرنے مین کوئی دقت نہین ہے اور نہ
اوسمین کوئی قید ہوسکتی ہے۔ اگر مالیت صراحتاً یا او نہج پر ع ـــــ ؁ سے کم ہو تو عدالت کو عطاے
۴۱۹ اجازت اپیل کا اختیار نہ ہوگا۔ ایک صورت مین جیسا کہ زمانہ حال بمقدمہ بنارسی پرشاد بنام
کاشی کرشن نراین (۱) ظاہر کیا گیا جو حال مین محکمہ ہذا کے روبرو پیش تھا ایک اور ہدایت مزید کیگئی
یعنی جس حال مین کہ ڈگری جسکا اپیل ہو متضمن بحالی فیصلہ اوس عدالت کے ہو تو ضرور ہے کہ اپیل
متضمن کسی بحث اہم قانونی کے ہو۔ محکمہ ہذا کی تجویز مین جو اوس مقدمہ مین جسکا ابھی حکام عالیمقام
نے حوالہ دیا صادر ہوئی یہ تحریر ہے ہائیکورٹ کا عام خیال تھا کہ صرف اہم بحث قانونی کا ہونا
عدالت کو اختیار عطاے اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل حاصل ہونے کے لئے کافی
ہے۔ لارڈ ہابہوس صاحب نے یہ فرمایا۔ حکام عالی مقام نے مواقع سابق پر یہ تجویز فرمائی ہے
کہ بحث قانونی کا پیدا ہونا معمولی طریقہ کارروائی مین بموجب مجموعہ ہذا کو حصول استحقاق اپیل
کے لئے کافی خیال کیا گیا ہے۔ یہ غلطی ہے۔ دفعہ ۵۹۶ مجموعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ بغرض حاصل ہونے
استحقاق مذکور کے صراحتاً یا او نہج سے تعداد ع ـــــ ؁ متنازعہ فیہ ہونی چاہیے۔ اگر ڈگری
متضمن بحالی تجویز عدالت ماتحت ہو تو ایک دوسری شرط عائد کیجاتی ہے یعنی یہ کہ اپیل
متضمن کسی بحث اہم قانونی کے ہو۔ ایسی بحث کے موجود ہونے سے درحالیکہ مالیت تعداد معینہ
سے کم ہو استحقاق اپیل نہین حاصل ہوتا ہے۔ اوسکا حکم حق مذکور کو اوس صورت مین محدود کرتا ہے
جب بروے ڈگری عدالت اعلی ڈگری عدالت ماتحت بحال ہوئی ہو" اس سارٹیفکٹ کا کوئی
مطلب اگر ہوسکتا ہے تو اسی خیال سے ہوسکتا ہے کہ حکام ذیعلم کے ذہن مین ایسا خیال تھا کیونکہ
یہ سمجھنا دشوار ہے کہ اگر مالیت ایک جزو ضروری حکم دفعہ ۵۹۶ کا ہے تو یہ کیسطرح کہا جاسکتا ہے کہ گو مالیت
مقدمہ تعداد معینہ سے کم ہے تاہم اوسمین تعمیل حکم کی گئی ہے۔ یہ تناقض لفظی ہوگا۔

مزید براں یہ ایک امر اور ہے مسٹر مین نے اس امر پر اصرار کیا کہ ہم عبارت سارٹیفکٹ پر
لحاظ کرین اور حکم عطاے سارٹیفکٹ کو ملاحظہ کرین۔ حکام عالی مقام اس بارہ مین مطمئن نہین ہین

(۱) سنہ ۱۹۰۱ء لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۲۸ صفحہ ۱۱ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۷

سنہ ۱۹۰۱ء
راو ہاکرشن وغیرہ
بنام
رائے کرشن چند

کرو ے اوس آزادی کے مستحق ہین لیکن بالفرض اسکے کہ اگر وے ایسا کر بھی سکین تو اقل درجہ اونکا اس بارہ مین اطمینان ہونا ضروری ہے کہ آیا حکام نے اپنا عدالتی اختیار تمیزی نسبت معاملہ کے بوقت فیصل کرنے اس امر کے استعمال کیا یا نہین کہ آیا بموجب دفعات ۵۹۵ (ج) و ۶۰۰ کے مقدمہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہے یا نہین - واضح ہو کہ حکام عالی مقام کا کسی طرح اطمینان نہین ہوا کہ ذیعلم حکام سے درخواست کی گئی یا اونہون نے عدالتاً لحاظ بحث مذکور پر کیا - درخواست مین یہ تحریر ہے جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ عدالت کو سارٹیفکٹ بموجب دفعہ ۵۹۶ کے عطا کرنا چاہیے گویا یہ امر عدالت کے معمولی اختیار معاملہ مین داخل ہے اور حکام ذیعلم نے کوئی وجوہ یا کوئی دلائل نسبت یہ تجویز کرنے کے بیان نہین کئے ہین کہ گو مقدمہ مذکور مین دفعہ ۵۹۶ کی تعمیل نہین ہوئی تاہم وہ قابل اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے ہے -

پس حکام عالی مقام کو نسبت اس امر کے اطمینان نہین ہے کہ عدالت نے امر مذکور پر کبھی عدالتاً لحاظ کیا تھا - اور اس سے بھی کم یہ کہ سارٹیفکٹ سے جسپر حکام ذیعلم کے دستخط ثبت ہین یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونکا کس امر کے حکم دینے اور ہدایت کرنے کا منشا تھا -

حکام ممدوح صرف یہ اور کہنا چاہتے ہین کہ اگر مسٹر مین یہ کہہ سکتے کہ وہ باُمید کامیابی استدعائے خاص اجازت اپیل کی کر سکتے ہین جسکی نسبت اونہون نے نہایت معقول طور پر تسلیم کیا کہ وہ نہین کر سکتے تو حکام عالی مقام اپیلانٹ کو روبرو محکمہ ہذا اپنے مقدمہ مین بحث کرنے سے ممانعت نہ کرتے - لیکن بحالت موجودہ حکام عالی مقام حضور ملکہ معظمہ کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ اپیل ڈسمس کیا جاے اور وے یہ ہدایت کرینگے کہ اپیلانٹ خرچہ اپیل کا ادا کرے -

اپیل ڈسمس کیا گیا

سالیسٹر منجانب اپیلانٹ - مسٹر ڈی سی سمر ہیز -
سالیسٹران منجانب ریسپانڈنٹ - مسٹران پیک و بیرٹ -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۳۲۰

شاہنشاہ قیصر ہند بنام محمد حسین *

ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۶۳ - تہیس سرکار ملکہ معظمہ علیحدہ کرنا

* اپیل فوجداری نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ء
شاہنشاہ قیصر ہند
بنام
محمد حسین

گنڈے کا ایسے سکوں سے جو بطور زیور کے استعمال کئے گئے ہوں اور اونکو حیثیت سابق میں لاکر چلانا

حسب دفعہ ۲۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے علٰحدہ کرنا گنڈے کا سکے سے جو بطور جنیو والا یا دیگر زیور کے استعمال کیا گیا ہو اور سکے کا اوپر کا حصہ جہاں کہ گنڈا تھا صاف کرنا کوئی جرم نہیں ہے یہ ثابت نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی جزو اہم سکہ کا کبھی علٰحدہ کیا گیا تھا۔

واقعات مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر ایس سربادہکاری منجانب اپیلانٹ۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای شمیر) منجانب سرکار۔

ناکس صاحب جج۔ اپیلانٹ پر بابت دو جرم جداگانہ کے حسب مجموعہ تعزیرات ہند تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی جرم اول حسب دفعہ ۲۳۵ و جرم دوم حسب دفعہ ۲۴۳ مجموعہ مذکور کے ہے شہادت جو متعلق جرم دفعہ ۲۳۵ کے ہے صاحب جج نے اوسکو باور کیا ہے اور بعد سماعت کرنے کل شہادت کے میں نے بھی یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اوس سے واقعات ذیل قابل اطمینان ثابت ہوتے ہیں ملزم کے مکان میں جبکہ تلاشی لی گئی ایسے اوزار جو ملک کے سکہ کو ملتبس کرنے کے کام میں آتے ہیں اور استعمال کئے جاسکتے ہیں پائے گئے اوزار مذکور ایک بکس کے اندر پائے گئے اور بکس مذکور ایک کوٹھری میں چھپا ہوا تھا جبکہ بکس مذکور نکالا گیا اپیلانٹ نے یہ بیان کیا کہ بکس کوٹھری میں بذریعہ پولیس کے پہونچایا گیا تھا اب بھی اوسکی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ بکس اور اشیاے بکس مذکور اوسکی نہیں ہیں اور یہ چیزیں بذریعہ پولیس کے پہونچائی گئی تھیں بر بنائے اپیل وجوہ ذیل روبرو و بطور وجوہ اس امر کے پیش کئے گئے ہیں کہ شہادت مشتبہ خیال کیجاے یہ حجت کی گئی ہے کہ اپیلانٹ گھڑی ساز و نجار ہے اور یہ چیزیں واسطے جائز استعمال اوسکے کا پیشہ کے ہیں اور نہ بغرض تلبیس سکہ کے یہ عذر کسیقدر قابل لحاظ ہوتا اور غالبًا بہت زیادہ قابل وقعت ہوتا اگر بر وقت برآمد ہونے بکس کے یہ بیان نسبت بکس اور اشیاے متعلقہ کے جو بکس میں تھیں کیا جاتا لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں اب بھی اس امر سے انکار ہے کہ اس بکس اور ان اشیا سے اپیلانٹ کو کچھ تعلق ہے دوسری بنا یہ ہے کہ پولیس گواہ ملزم کو گواہان تلاشی ہمسایگان میں سے لائے از روے قانون کے یہ ضروری ہے کہ گواہان تلاشی جو بیان کئے جائیں معزز باشندگان اوس مقام کے ہوں جہاں کہ وہ موقع واقع ہے جسکی تلاشی لیجاے گی۔ موقع جہاں کہ تلاشی لی گئی شہر مرادآباد ہے گواہان تلاشی بھی باشندہ مرادآباد کے ہیں اور شہادت نسبت اس امر کے ہے کہ وہ اندر ... قدم کے اوس موقع سے سکونت رکھتے ہیں جہاں کہ تلاشی لی گئی تھی لیکن

سنہ ۱۹۰۱ء
شاہنشاہ قیصر ہند بنام محمد حسین

اصل امر یہ ہے کہ کسیطرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ گواہ معزز اشخاص نہیں ہین بابہ کہ اونکی شہادت کسی معقول وجہ سے قابل شبہہ کے ہے مزید بران یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس بیان مین جو کیا گیا ہے بعض جگہ اختلاف ہے مجھکو یہ معلوم نہین ہوتا کہ کوئی اختلاف کافی وقعت کا ثابت ہوا ہے اس لئے بنسبت جرم حسب دفعہ ۲۲۵ کے مجھکو کوئی وجہ دست اندازی کی تجویز ثبوت جرم یا حکم سزا مین معلوم نہین ہوتی

بنسبت جرم دفعہ ۲۲۴ کے واضح ہو کہ یہ امر زیادہ تر مشکل ہے جہانتک کہ شہادت سے معلوم ہوتا ہے بظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹ گنندہ دار روپیہ لیا کرتا تھا مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ کوئی جز واہم روپیہ کا کسی وقت علیحدہ کیا گیا جو کچھ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ جو کچھ اپیلانٹ لے لیا صرف یہ ہے کہ اوسنے گنندہ علیحدہ کیا اور سطح سڑک کو جس جگہ گنندہ تھا صاف کیا اگر اوسنے صرف یہی کیا ہے تو مجھے بلا بابت شہادت کے بنسبت اوسکے جو اس مقدمہ میں پیش ہے یہ تجویز کرنے کے لئے آمادہ نہین ہون کہ ارتکاب کسی جرم کا حسب دفعہ ۲۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیا گیا بلا شبہہ یہ جزو مقدمہ کا قابل شبہہ ہے مین اپیل کو منظور کرتا ہون اور اپیلانٹ کو مجرم کسی جرم کا حسب دفعہ ۲۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے تجویز نہین کرتا ہون اور حکم سزا کو منسوخ کرتا ہون۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۴

شاہنشاہ قیصر ہند بنام کریم الدین بیگ *

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ و ۱۲۳ ضمانت نیک چلنی۔ میعاد قید جسکا حکم بصورت نہ داخل کرنے ضمانت کے دیا جانا چاہئے۔

گو سشن جج کو جبکہ وہ بموجب دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرتا ہو اختیار صادر کرنے اس حکم کا ہے کہ کوئی شخص جسکو ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا گیا ہو بصورت نہ دینے ضمانت کے کسی میعاد تک قید کیا جاوے جو تین سال سے زیادہ ہو لیکن تاہم یہ قرین مصلحت ہے کہ میعاد قید کی جسکا حکم بصورت نہ دینے ضمانت حسب دفعہ مذکور دیا جاوے بقدر اوسی میعاد کے ہو جسکے لئے اوسکو ضمانت دینے کا حکم دیا گیا تھا۔

اس مقدمہ مین کریم الدین بیگ کو حسب دفعہ ۱۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہ حکم دیا گیا تھا کہ ضمانت واسطے میعاد تین سال کے پیش کرے جبکہ مقدمہ روبرو سشن جج واسطے صدور احکام حسب دفعہ ۱۲۳ مجموعہ مذکور کے پیش ہوا تو سشن جج نے رقم ضمانت مطلوبہ کو تخفیف کیا لیکن

سنہ ۱۹۰۱ع

شاہنشاہ معظم قیصر ہند بنام کریم الدین بیگ

میعاد مین کی تعیین کی اور بصورت نہ پیش کرنے ضمانت کے یہ حکم دیا کہ کریم الدین بیگ اٹھارہ ماہ تک قید سخت مین رہے۔

بنا راضی اس حکم کے ایک درخواست بغرض نظر ثانی منجانب گورنمنٹ کے پیش کی گئی جو منظور کر لیا گیا یہ تھا کہ چونکہ سشن جج نے کریم الدین بیگ کو ضمانت واسطے میعاد تین سال کے دینے کی ہدایت کی تھی حاکم موصوف کو یہ ہدایت کر دی جانی چاہیے تھی کہ بصورت نہ دینے ضمانت کے وہ اوسی میعاد تک قید رہے ۴۲۳

سشن جج نے یہ جواب ایک اطلاعنامہ کے جو ہائیکورٹ سے جاری کیا تھا ایک رپورٹ ارسال کی جسمین حاکم موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ کوئی امر خلاف قانون کے اوس حکم مین جو اوسنے صادر کیا نہ تھا اور اونکو یہ اختیار تھا کہ کسی شخص کی نسبت بصورت نہ دینے ضمانت کے یہ حکم دین کہ وہ کسی میعاد تک جو تین سال سے زیادہ نہو قید رہے سشن جج موصوف نے بتائید اپنے اختیار کے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جعفر (۱) کا حوالہ دیا۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای چمیر) بتائید درخواست کے حاضر ہوئے۔

منشی ہربنس سہائے منجانب فریق مخالف۔

حکم ذیل صادر کیا گیا۔

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ ہم اسوقت پر تعبیر الفاظ دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی جانب ہماری توجہ مائل کی گئی ہے یعنی الفاظ ایسا حکم مقدمہ مین جو اوسکی دانست مین مناسب معلوم ہو صادر کرے گا کرنے پر آمادہ نہین ہین لیکن ہماری دانست مین یہ عدالت کے لئے فضول ہے کہ کسی شخص کی نسبت جس سے موافق دفعہ ۱۲۳- اوس میعاد سے کم کے جسکی بابت کہ اوس سے ضمانت طلب کی گئی تھی لیا گیا تھا حکم قید کا صادر کرے اس رائے پر عمل کرکے ہم اس مقدمہ مین میعاد قید سخت ۱۸ ماہ کو اضافہ کر کے تین سال قید سخت کا حکم دیتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۵- جون سنہ ۱۹۰۱ع

صفحہ کتاب انگریزی ۴۲۳

محمد احمد (مدعا علیہ) بنام محمد سراج الدین (مدعی)*

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۷ ضمن ۵ (ج) و دفعہ ۲۸- نالش جسکا

* اپیل اول نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۹۰۰ع بنا راضی حکم بابو نہال چند جج ماتحت شاہجہان پور مورخہ ۱۴- جون سنہ ۱۹۰۰ع

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۹ع صفحہ ۱۵۱

سنہ ۱۸۹۹ع
محمد احمد
بنام
محمد سراج الدین

تعین مالیت کم ہو۔ اختیار توسیع میعاد بغرض ادائے کمی رسوم عدالت۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۔ میعاد سماعت۔

ایک نالش شرح جائداد زمینداری ایک روز قبل منقضی ہونے میعاد سماعت مقررہ کے دائر کی گئی۔ عرضی دعوی میں منافع جائداد کا ۔۔۔ تحریر تھا اس ۔۔۔ اسٹامپ رسوم عدالت اس تعداد کا ہونا چاہئے تھا جو ما ۔۔۔ پر واجب ہے۔ لیکن تعین مالیت مندرجہ عرضی دعوی صرف ما ۔۔۔ تھا اور اسی حساب سے عرضی دعوی پر اسٹامپ بیان کیا گیا تھا عہدہ دار عدالت نے یہ رپورٹ کی کہ عرضی دعوی پر مطابق تعین مالیت کے اسٹامپ مناسب تھا لیکن جبکہ مقدمہ واسطے سماعت کے پیش ہوا مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ دعوی کا تعین مالیت کم کیا گیا ہے۔ برطبق اس عذر کے عدالت نے یہ تجویز کی کہ ۔۔۔ صحیح تعداد منافع کی ہے اور مدعی کی اس درخواست کو کہ تعداد منافع مندرجہ عرضی نالش کم کر کے ۔۔۔ قائم کرنے کی اجازت دیجائے نامنظور کیا۔ اور عرضی دعوی کو بموجب دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نامنظور کیا۔ ۳۴۴

تجویز ہوئی کہ یہ مقدمہ داخل دفعہ ۲۸۔ ایکٹ رسوم عدالت ۱۸۷۰ع کے نہیں ہے بلکہ اس مقدمہ سے دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے۔ عدالت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بعد انقضائے میعاد سماعت مقررہ کے واسطے پورا کرنے کمی رسوم عدالت کے میعاد کی توسیع کرے اور عرضی دعوی صحیح طور پر نامنظور کی گئی۔

اس مقدمہ کے واقعات تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر محمد رؤف منجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ اپیل بناراضی حکم جج ماتحت شاہجہانپور کے ہے جسکی رو سے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ماتحت کو واپس کیا گیا۔ یہ نالش شفعہ ہے۔ وہ ۲۴۔ جنوری ۱۸۹۹ع کو ایک روز قبل انقضائے میعاد سماعت کے جو ایسی نالش کے لئے مقرر ہے دائر کی گئی۔ تعداد رسوم عدالت جو عرضی دعوی پر قابل ادا ہے منافع خالص جائداد کے پندرہ گونہ پر بموجب ضمن ہائے ۵ و ۶ (ج) دفعہ ۷۔ ایکٹ رسوم عدالت کے محسوب ہوگی۔ تعداد منافع مندرجہ عرضی دعوی ۔۔۔ تھی جسکا پندرہ گونہ ما ۔۔۔ ہوتا ہے۔ مگر عرضی نالش میں تعین مالیت جائداد ما ۔۔۔ ہے مطابق اس تعین مالیت کے عرضی دعوی پر اسٹامپ صحیح طور پر لگایا گیا اور عہدہ دار نے جسکا یہ کام تھا کہ عرضی دعوی کی جانچ کرے یہ رپورٹ کی کہ اسٹامپ مناسب ہے جبکہ مقدمہ تجویز کے لئے پیش ہوا تو مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ دعوی کا تعین مالیت کم کیا گیا ہے برطبق اسکے

سنہ ۱۹۰۱ع

محمد احمد بنام محمد سراج الدین

۴۲۵

مدعی نے یہ درخواست کی کہ اوسکو عرضی دعوی کے اسطور پر ترمیم کرنے کی اجازت دیجاے - کہ تعداد منافع سالانہ کم کرکے بجاے ... کے ... قائم کرے - اگر یہ درخواست منظور ہوجاتی تو اشامپ کافی ہوجاتا منصف نے یہ تجویز کی کہ صحیح تعداد منافع ... ہے اور یہ درخواست نامنظور کی - اوسی روز منصف نے ظاہراً حسب دفعہ ۵۴ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرکے عرضی نالش کو نامنظور کیا - منصف نے یہ تجویز کی کہ وہ بحوالہ نظیر عدالت ہذا بمقدمہ منشی پرشاد بنام بجو سنگھ (۱) بغرض تصحیح تعین مالیت اور مطابق اوسکے عرضی دعوی پر اشامپ لگانے کے مدعی کے لیے توسیع میعاد نہیں کرسکتا - مدعی نے اپیل کیا - اپیل مین اوسنے حکم مشعر انکار ترمیم عرضی دعوی و نیز حکم نامنظوری عرضی نالش کی نسبت عذرات پیش کئے - اور اپنی یادداشت اپیل پر بحساب کم تعداد کے جو وہ اپنی عرضی دعوی مین درج کرانا چاہتا تھا اشامپ رسوم عدالت لگایا - اسکی نسبت جج ماتحت نے باتفاق راے منصف کے یہ تجویز کی کہ صحیح تعین مالیت ... ہے اور یادداشت اپیل مین تعین مالیت کم کیا گیا ہے - حاکم موصوف نے مدعی کو کمی یادداشت اپیل ادا کرنے کے لئے مہلت دی - کمی پوری کی گئی اور بر طبق اسکے جج ماتحت نے اپیل کو منظور کیا اور مقدمہ کو منصف کے پاس باین ہدایت واپس بھیجا کہ عرضی دعوی بغرض ترمیم تعین مالیت اشامپ واپس کیجاوے - ۲۰ - نومبر ۱۸۹۹ء کو منصف نے مدعی کو ایک ہفتہ کی مہلت واسطے پوری کرنے کمی رسوم عدالت کے دی اس حکم پر وکیل مدعی نے دستخط کئے ۴ - دسمبر ۱۸۹۹ء کو یعنی چودہ روز بعد صادر ہونے حکم ۲۰ - نومبر کے مدعی کے وکیل نے ایک عرضی بدین مضمون پیش کی کہ اوسکو قبل ۲۷ - نومبر کے حکم ۲۰ - نومبر کی اطلاع نہیں ہوئی اور اس درخواست کے ساتھ اوسنے رسوم عدالت داخل کی - منصف نے وکیل موصوف سے نسبت اسکے ثبوت طلب کیا کہ اوسکو حکم ۲۰ - تاریخ کی اوس تاریخ تک جو اوسنے بیان کی اطلاع نہیں ہوئی تو وکیل موصوف نے مطلق کوئی شہادت بذریعہ بیان حلفی یا اور طرح بتائید اپنے بیان کے پیش نہین کی - منصف نے اوسکے محرران مین سے ایک کا اظہار لینے کے بعد یہ تجویز کی کہ وکیل کو حکم مذکور کی اطلاع ۲۰ - یا اگر زیادہ سے زیادہ توقف ہوا تو ۲۱ - نومبر کو ہوگئی تھی ہماری دانست مین اگر وکیل کو اوس حکم کی نسبت ... اوسکو ایک ہفتہ کی مہلت واسطے پوری کرنے کمی رسوم عدالت کے دی گئی آخر یوم میعاد مذکور تک اطلاع نہوئی - تو وہ اس امر کی یادداشت بوقت حکم مذکور پر دستخط کرنے کے لکھدیتا - منصف نے ۲۰ - دسمبر کو عرضی دعوی کو دوبارہ نامنظور کیا - مدعی نے جج ماتحت کے روبرو اپیل پیش کیا اور اوسنے یہ عذر کیا کہ وکیل کو حکم ۲۰ - نومبر کی اطلاع ۲۷ - ماہ مذکور تک نہیں ہوئی از سر نو پیش کیا - جج ماتحت نے اس عذر

(۱) (۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۷۵

سنہ ۱۹۰۱ع ۴۲۶

محمد احمد بنام محمد سراج الدین

منصف نے اس امر میں اتفاق کر کے نامنظور کیا۔ مدعی نے یہ بھی عذر کیا کہ بعد پورے ہو جانے کمی رسوم عدالت کے عرضی دعویٰ نامنظور نہ ہونی چاہئے تھی جیسا کہ واقع میں آیا ہے کہ ۴۔ دسمبر ۱۸۹۹ء کو وکیل مدعی نے ایک درخواست جسپر اسٹامپ تھی بدیں غرض دی اور بقدر تعداد کا اسٹامپ جو عرضی دعویٰ میں کم تھا چسپان ہو داخل کی منصف نے یہ حکم دیا کہ وہ بوجہ فریق ثانی پیش ہو اور ۵۔ دسمبر کو حکم نامنظوری عرضی دعویٰ کا صادر کیا۔ جج ماتحت ذیعلم نے اس عذر کی نسبت یہ تحریر کیا۔ چونکہ قبل نامنظوری عرضی دعویٰ کے پوری ہو گئی تھی اور چونکہ عدالت ماتحت توسیع میعاد کر سکتی تھی میری یہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت کو بجائے نامنظور کرنے عرضی نالش کے توسیع میعاد کر لی چاہئے تھی۔ لہذا میں اپیل کو منظور کرتا ہوں اور مقدمہ ہذا کو دوبارہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرتا ہوں۔ اپیل ہذا بنا راضی اس حکم کے دائر کیا گیا ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ یہ اپیل سرسبز ہونا چاہئے۔ مقدمہ صاف طور پر منشاے دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں داخل ہے۔ اسٹامپ جو عرضی دعویٰ پر چسپان تھا مطابق تعین مالیت مدعی کے صحیح تھا اور وہ تعین مالیت بلحاظ داد رسی مستدعیہ کے کم تھا۔ کونسل ذیعلم سپانڈنٹ کی یہ حجت ہے کہ مقدمہ منشاے دفعہ ۴۔ ایکٹ رسوم عدالت میں داخل ہے۔ لیکن ہم اس حجت کو منظور نہیں کر سکتے عرضی دعویٰ پر مطابق تعین مالیت خود مدعی کے اسٹامپ مناسب تھا غلطی یا سہو مندرجہ دفعہ ۴۔ ایکٹ رسوم عدالت غلطی یا سہو عدالت یا اوسکے افسر کا ہے۔ مقدمہ ہذا میں افسر عدالت نے بجاے تعین مالیت کے جو مدعی نے کیا یہ صحیح رپورٹ کی کہ عرضی دعویٰ پر مناسب اسٹامپ ہے۔ [illegible] کہ اگر وہ مدعی کے حساب کو ملاحظہ کرتا تو اوسکو غلطی معلوم ہو جاتی۔ ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور نہ کوئی سند ہمارے روبرو واسطے یہ تجویز کرنے کے پیش کی گئی ہے۔ کہ افسر کا یہ کام تھا کہ وہ مدعی کے حساب کی جانچ کرے۔ پس چونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ مقدمہ منشاے دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں داخل ہے لہذا عدالت بموجب ضمن (الف) یا ضمن (ب) دفعہ مذکور کے ایسا وقت مقرر نہیں کر سکتی تھی جو بعد توسیع میعاد سماعت مقررہ نالشات کی ہوتی علاوہ اسکے ہم ذیعلم جج ماتحت کی اس رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ اندر حالات مقدمہ ہذا کے منصف کو توسیع میعاد کر دی چاہئے تھی۔ اگر منصف موصوف کو ایسا کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا۔ تاہم مدعی کا طرز عمل برابر ایسا رہا کہ وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں تھا۔ بوجوہ مذکورہ بالا ہم اپیل کو مع خرچہ منظور کرتے ہیں ۴۲۷
اور منسوخی حکم عدالت اپیل ماتحت حکم عدالت مرافعہ اولیٰ کو بحال کرتے ہیں۔

اپیل ڈگری ہوا۔

۵- جون سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۲۷

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

شیو بالک سنگھ (مدعی)، بنام جھمی و مہر ویک کس و دیگر مدعا علیہم ٭

شفع - واجب العرض - تعبیر دستاویز -

واجب العرض ایک موضع مین شرط نسبت حق شفع کے یہ تھی کہ حق شفع بمقابلہ شخص غیر کے بعوض اوس قیمت کے جو شخص غیر نے ادا کی اول حصہ دار یک جدی و ثانیاً حصہ دار پٹی و ثالثاً حصہ دار دیہہ کو حاصل ہوگا - تجویز ہوئی کہ بصورت نہ ہونے خاص الفاظ بمضمون مذکور کے شرط مذکورہ بالا کی یہ تعبیر نہین کی جاسکتی کہ حق شفع حصہ دار قسم اعلیٰ کو بمطابق بیع موسومہ حصہ دار قسم ادنیٰ کے حاصل ہو -

مقدمات الٰہی جان بنام بھیکو (۱) و الٰہی بخش بنام غلام عباس (۲) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین -

منشی کالندی پرشاد منجانب اپیلانٹ -

مولوی محمد اسحاق منجانب رسپانڈنٹ -

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - وہ امر کہ جسکا بحکم مقدمہ ہذا مین فیصلہ کرنا ہے ایسا ہے کہ جسکی نسبت کسی قدر اختلافات اسناد عدالتی بعدالت ہذا مین ہوا ہے بمقدمہ الٰہی جان بنام بھیکو (۱) جسمین ہم مین سے ایک شریک تھا و بمقدمہ الٰہی بخش بنام غلام عباس (۲) و بمقدمہ غیر مطبوعہ اپیل دوم نمبر ۵۷۷ سنہ ۱۸۹۶ء کمال الدین بنام سید محمد حسین کہ اوسمین بھی ہم مین سے ایک شریک تھا غور کیا گیا تھا - مقدمہ محولہ آخر مین بعینہ وہی صورت تھی جو اب مقدمہ زیر اپیل مین ہے -

مقدمہ ہذا مین ہمارے روبرو ایک بیعنامہ ہے جسکی رو سے دو مواضع سندی و ... کا ایک حصہ بنام مدعا علیہم و مہر مشتری کے منتقل ہوا ہے - واجب العرض موضع اول الذکر کی رو سے حق شفع بمقابلہ شخص غیر کے بعوض اوس قیمت کے جو شخص غیر نے ادا کی اول حصہ داران یک جدی (یعنی وہ اشخاص جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد مین ہون کہ جسکی اولاد مین

۴۲۸

٭ اپیل دوم نمبر ۲۴۰ سنہ ۱۸۹۹ء بنارضی ڈگری مولوی محمد عبد الغفور جج ماتحت جونپور مورخہ ... دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء ... ڈگری مولوی مبارک حسین منصف جونپور مورخہ ۱۱- اگست سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۹

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۵

۱۹۰۱ء
شیو بالک سنگھ
بنام
بھیمی دہر

بائع ہے) وثانیاً حصہ داران پٹی واحد وثالثاً حصہ داران دیہہ کو حاصل ہوگا۔ اپیلانٹ مسلماً ایک حصہ دار یک جدی بائع کا ہے اور مشتری ریسپانڈنٹ حصہ دار دیہہ ہے۔ دوسرے موضع میں دو اقسام ہیں یعنی اولاً حصہ داران یک جدی جنکی جائداد اوسی تھوک یا پٹی میں ہے جسمین بائع کی ہے ثانیاً دیگر حصہ داران تھوک یا پٹی۔ مقدمہ ہذا میں اپیلانٹ ایک حصہ دار یک جدی بائع کا ہے مگر اوسکی اراضی اوسی تھوک یا پٹی میں نہیں ہے۔ لہذا وہ قسم اول میں داخل نہیں ہوتا اور اوسکو حقوق شفع مرجح بمقابلہ مشتری کے حاصل نہیں ہیں جو حصہ دار تھوک یا پٹی کا ہے۔

نسبت موضع اول بالذکر کے واضح ہو کہ منجانب اپیلانٹ کے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ شرائط واجب العرض کی رو سے اوسکو حق شفع بمقابلہ اشخاص دیگر اقسام کے بھی حاصل ہے۔ اوسکا یہ دعوی ہے کہ بموجب واجب العرض کے اوسکو نہ صرف حق شفع نسبت اوس بیع کے حاصل ہے جو بدست شخص غیر کی جاوے بلکہ نسبت اوس بیع کے بھی حاصل ہے جو بدست کسی دوسرے شریک جماعت مشترکہ کی جاوے جو یک جدی بائع کا نہو۔ ہم بالکل رضامندی سے منظور کرتے ہیں کہ اگر بیع بدست شخص غیر کیا جاتا اور اگر شفیع حال و مشتری حال ہر ایک نے نالش شفع بنام مشتری شخص غیر کے رجوع کی ہوتی تو اپیلانٹ حال بموجب شرط واجب العرض کے مستحق ڈگری بترجیح مشتری حال کے ہوتا۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ قیاساً بیع بدست ایسے مشتری کے کی گئی جو بمقابلہ جماعت مشترکہ دیہہ کے شخص غیر تہا۔ چونکہ حق شفع سے کمی اختیار انتقال مالک کا حاصل کی متصور ہے لہذا وہ مسلماً ایک حق ضعیف ہے اور جس اصول پر وہ مبنی ہے یہ ہے کہ یہ فرض مصلحت ہے کہ جماعت مشترکہ دیہہ کو یہ اختیار حاصل ہو کہ شخص غیر کو مابین اونکے مداخلت بیجا کرنے سے باز رکہے۔ مگر یہ اصول اوس مقدمہ سے جو ہمارے روبرو پیش ہے جسمین مشتری پہلے سے شریک جماعت مذکور ہے متعلق نہیں ہے۔ ہماری رائے میں حق شفع جو بموجب واجب العرض کے حاصل ہوا ایک حق بمقابلہ ایسے مشتری کے ہے جو جماعت مذکور میں نہو اور نہ بمقابلہ ایک شریک جماعت مذکور کے ہے۔ مطابق صحیح تعبیر واجب العرض کے ہم یہ تجویز نہیں کر سکتے کہ اوسکی رو سے وہ قید مزید (کہ جو ہمکو غیر معقول معنی دیتی ہے) مالکان کے استحقاق فروخت جائداد میں قائم ہوئی جنکی نسبت اپیلانٹ نے مقدمہ ہذا میں حجت کی ہے قبل اسکے کہ ہم یہ تجویز کر سکیں کہ ایسی قید مابین شرکا جماعت مشترکہ کے باخود مقصود تہی ہماری دانست میں عبارت واجب العرض کا نہایت ۴۲۹ صاف و صریح ہونا ضرور ہے۔ ہماری رائے میں واجب العرض موضع مسندی میں

سنہ ۱۹۰۱ء
شیو بالک سنگھ
بنام
بیجھی کوہر

ایسی عبارت نہین ہے۔ یہ وہ نتیجہ ہے جو عدالت اپیل ماتحت نے اخذ کیا۔ ہماری راے مین وہ نتیجہ صحیح ہے۔ ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

۷-جون سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۹

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

بھگوان داس وغیرہ (مدعیان) بنام شیام داس وغیرہ (مدعا علیہم) *

رہن۔ بیع حق راہنی۔ قرضہ مزید کا ادسی جائداد کی کفالت پر بعد بیع کے لیا جانا۔ خریدار حق راہنی پر قبل کرانے انفکاک کے قرضہ مابعد کا ادا کرنا لازم نہین ہے۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۰۔

راہن جسنے حق راہنی واقع جائداد مرہونہ بیع کیا ہو بعد ازان جائداد مذکور پر بار قرضہ مزید کا عائد نہین کرسکتا کہ جس سے خریدار حق راہنی ذمہ دار ادا کرنے قرضہ مذکور کا قبل کرانے انفکاک کے ہوجاے۔ مقدمہ علو خان بنام روشن خان (۱) ممیز کیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹان۔

بابو جوگیندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹان۔

برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ نالش واسطے انفکاک ایک رہن نامہ کے ہے جو ۴-فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو تحریر کیا گیا تھا۔

ظاہرا ایک شرط رہن نامہ مین یہ ہے کہ مہاجن زر رہن ایک خاص روز ادا کیا جاے اور بصورت نہ ادا کئے جانے روپیہ کے مرتہنان کو قبضہ دیا جاے۔ چنانچہ بوجہ ادا کئے جانے روپیہ کے مرتہنان کو ۴-جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو قبضہ دیا گیا۔ لیکن اسی اثنا مین بماہ جون و اگست سنہ ۱۸۹۳ء بھگوان داس وغیرہ مدعیان اپیلانٹان نے راہن سے حق راہنی دو اجزاے جائداد مرہونہ کا خرید کیا۔ اب اونھون نے یہ نالش باعتبار خریداری اجزاے مذکور بغرض
۲۳۰ انفکاک کل جائداد مرہونہ کے جو بموجب دستاویز مورخہ ۴-فروری سنہ ۱۸۹۳ء کے رہن

* اپیل دوم نمبر ۴۰۳ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری ای جے کنس صاحب جج ضلع گورکھپور مورخہ ۵-دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری پنڈت گرپرشاد دوبے منصف دیوریا مورخہ ۱۳-جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۸۵

سنہ ۱۹۰۱ع

بھگوان داس بنام شیام داس

کی گئی تھی دائر کی ہے۔ مزید برآن ہمکو یہ اور تحریر کرنا چاہیئے کہ ان مدعیان نے ۶۔ جون ۱۸۹۵ع کو حسب دفعہ ۸۳۔ ایکٹ انتقال جائداد عدالت مین شمار ؏ جمع کیے جو واسطے ادائے رہن فروری ۱۸۹۳ع کے کافی تھے۔ مرتہنان نے رقم مذکور کو بیباقی کامل اپنے مطالبہ کے بابت قبول لینے سے انکار کیا کہ رقم مزید الـــ ؏ کی ادا کی جانی چاہیئے قبل اسکے کہ مدعی انفکاک کرا سکے۔ یہ رقم الـــ ؏ کی ایک قرضہ مزید ہے جو مرتہنان نے راہن کو ۱۰۔ مارچ ۱۸۹۵ع کو دیا تھا۔

راہن نے بوقت قرض لینے رقم مذکور کے مرتہنان کے ساتھ معاہدہ اوسکے ادا کرنے کا بوقت انفکاک کرانے رہن ۲۰۔ فروری ۱۸۹۳ع کے کیا تھا۔ عدالت اپیل ماتحت نے عذر مرتہنان منظور کیا جو عدالت مرافعہ اولی کی نظر مین واجب نہین قرار پایا تھا۔ ہماری رائے مین فیصلہ عدالت اپیل ماتحت قائم نہین رہ سکتا۔

جبکہ اپیلانٹان نے دو اجزائے جائداد مرہونہ کے خرید کیے تو اونکو ایک حق جائداد مذکور مین حاصل ہو گیا باعتبار جسکے حسب احکام دفعہ ۹۱۔ ایکٹ انتقال جائداد وے مستحق کرانے انفکاک رہن کے ہوئے۔ بحث رسپانڈنٹان کی یہ ہے کہ مدعیان اپیلانٹان کو جبکہ وے استدعا انفکاک اپنے حق جائز انفکاک کفالت کی کرین جو اوسوقت موجود ہو جب اونکو حق راہنی نسبت ایک جزو جائداد مرہونہ کے حاصل ہوا وہ رقم بھی ادا کرنی چاہیئے جسکو رسپانڈنٹ مطالبہ مزید موسوم کرتے ہین جو راہن نے جائداد مرہونہ پر زمانہ مابعد عائد کیا تھا۔ بحث نا بر دگان بمنزلہ اسکے ہے کہ اگر اوسوقت جب اپیلانٹان نے حق راہنی حاصل کیا جائداد پر بواخذہ صرف شمار کا بار ہوا اور بعد اونکی خریداری کے راہن جائداد مذکور پر بار مزید (مثلاً) دس لاکھ روپیہ کا اپنی خوشی سے قائم کرے تو مشتریان بجز اسکے کہ وے دس لاکھ روپیہ بھی ادا کرین انفکاک رہن نہین کرا سکتے ایسا مسئلہ تعجب انگیز ہے اور اوسکی بیجا ثابت ظاہر کرنے کے لیے معنی اوسکا وسیع طور پر بیان کرنا ضروری ہے ہماری رائے مین اسکی بابت کسی مقام پر خواہ ایکٹ انتقال جائداد یا مقدمات رپورٹ شدہ مین کوئی سند نہین ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ شکل مقدمہ ہذا کے یہ امر راہن کے اختیار مین نہ تھا کہ اوس حق مین کمی کرتا جو اوسکے مشتریان نے بذریعہ اپنی خریداری کے حاصل کیا تھا۔ وہ بعد خرید مذکور کے بذریعہ قائم کرنے مطالبہ یا رہن مزید کے اونپر کوئی بار زائد عائد نہین کر سکتا۔ ۴۳۱

١٩٠١ء
بھگوان داس
بنام
شیام داس

بذریعہ اپنی خریداری کے اونھون نے ایسا حق حاصل کیا جسکی رو سے بموجب احکام دفعہ ۹۱ ایکٹ انتقال جائداد کے اونکو حق انفکاک کل جائداد مرہونہ کا بادائے زر رہن جو بوقت اونکی خریداری کے موجود تھا حاصل ہوا اور اوس خریدسے اونکو قبضہ مالکانہ کامل اوس جزو جائداد مذکورہ کا جسکی نسبت اونکو حق راہنی حاصل ہوا تھا ملا۔ متعدد مقدمات عدالت ہذا و نیز دیگر عدالتون کا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا لیکن ہماری رائے مین اونمین سے کوئی متعلق نہین ہے۔

وہ مقدمہ جسپر نہایت استدلال کیا گیا مقدمہ علو خان بنام روشن خان (١) کا ہے لیکن خاص فرق مابین مقدمہ مذکورہ و مقدمہ ہذا کے یہ ہے۔ مقدمہ مذکورہ مین جائداد رہن شدہ جسکی بابت مشتری کو ذمہ دار کرنے کی استدعا کی گئی ہے ماقبل خریداری مشتری کی تعمیل

مگر مقدمہ ہذا مین قرضہ جسکو ریسپانڈنٹان نے مطالبہ موسوم کیا ہے ایک سال سے زیادہ عرصہ خریداری مدعیان کے اور غالبًا ایک سال ابعد اسکے کہ مدعیان مستحق انفکاک رہن فروری ١٨٩٣ء کے ہوئے وجود پذیر ہوا۔ ہمارے روبرو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جسمین اوس مقدمہ بحیثیت اپیلانٹان عدالت ہذا ذمہ دار بیباق کرنے ایسے مواخذہ کا جو بعدہ قائم کیا گیا قرار دیا گیا ہو۔ ہماری دانست مین کسی رائے کا نسبت اس امر کے ظاہر کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا یہ الست کوئی مطالبہ یا کوئی رہن مزید ہے یا نہین۔ بلحاظ اوس رائے کے جو نسبت مقدمہ ہذا کے قائم کی ہے بحث مذکور بالکل غیر اہم ہے لیکن بغرض دلیل کے یہ فرض کرکے کہ وہ بمنزلہ رہن مزید مضایت تحت قسم کے ہے ہماری یہ رائے ہے کہ مشتریان کو قبل یا بوقت انفکاک رہن مورخہ فروری ١٨٩٣ء کے اوس کا روپیہ ادا کرنا لازم نہ تھا ہماری رائے مین دیگر نتیجہ پر پہنچنا اپیلانٹان کے لئے نہایت خلاف انصاف ہوگا اور اوس سے اصول مندرجہ دفعہ ۹۱ ایکٹ انتقال جائداد کی خلاف ورزی ہوگی ہماری رائے مین مدعیان اپیلانٹان مستحق اوس ڈگری انفکاک مستدعیہ کے ہین جو اونکے حق مین عدالت ماتحت اولی نے صادر کی۔ مختصرًا ہمارا فیصلہ صادر ہو سکتا ہے کہ اپیلانٹان سے جب واسطے انفکاک رہن فروری ١٨٩٣ء کے نالش کرین ریسپانڈنٹان الست ادا نہین کرا سکتے ہین یہ امر کہ آیا ریسپانڈنٹان اپیلانٹان سے انفکاک کرا سکتے ہین ایک ایسا معاملہ ہے جسکی نسبت ہمکو کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہے بوجوہ مندرجہ بالا ہم اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو نسبت بحث انفکاک

٤٣٢

(١) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ١٠ صفحہ ۵۵

سنہ ۱۹۰۱ء
بھگوان داس
بنام
شیام داس
۱۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۳

اور قبضہ کے بحال کرتے ہیں۔

اپیل ڈگری ہوا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس

غلام علی (مدعا علیہ) بنام صغیر النساء بی بی (مدعیہ)*

شرع محمدی - مہر - بیوہ جو بعوض مہر کے قابض ہو - بیوہ کو ممانعت دائر کرنے نالش کی واسطے دلاپانے اپنے مہر کے نہیں ہے۔

تجویز ہوئی کہ بیوہ اہل اسلام کو جو قابض جائداد اپنے شوہر متوفی کی بعوض مہر کے ہو ممانعت دائر کرنے نالش کی بغرض دلاپانے اپنے مہر کے ورثائے شوہر متوفی سے نہیں ہے - مقدمہ عزیز اللہ خان بنام احمد علی خان (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر عبد المجید (بجائے اونکے مسٹر محمد اسحاق خان) منجانب رسپانڈنٹ۔

بنرجی صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس - اپیل ہذا ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو ایک مسلمان عورت نے واسطے دلاپانے اپنے مہر کے اپنے شوہر متوفی کے وارثان میں سے ایک پر دائر کی - مسماۃ مذکورہ کا یہ بیان ہے کہ تعداد میرے مہر کی اعہ سے ہے اور بعوض مہر مذکور کے میرے شوہر نے مجھکو اپنی جائداد پر قابض کرایا تھا اور میں قابض ہوں اور یہ کہ بعد وفات اپنے شوہر کے میں مستحق دلاپانے تین ربع رقم اپنے مہر کی مدعا علیہ سے ہوں جسکو تین ربع حصہ میرے شوہر کی جائداد کا وراثتاً ملا ہے - نالش کی جوابدہی مختلف بناؤں پر کی گئی ہے خاص وجہ یہ ہے کہ چونکہ مدعیہ قابض ہے لہذا وہ نالش واسطے اپنے مہر کے نہیں کر سکتی - اس عذر کو عدالت مرافعہ اولی نے منظور کیا - بر طبق اپیل روبرو عدالت اپیل ماتحت کے جج ذیلعلم نے یہ تجویز کی کہ قانون میں کوئی امر ایسا نہیں ہے جس سے مدعیہ کو اپنے مہر کا دعوی کرنے کی ممانعت ہو اور گو مسماۃ کا قبضہ مشابہ قبضہ مرتہن کے ہو مگر یہ شبہہ ایسی تائید نہیں کرتا ہے کہ مانع حق مسماۃ مذکورہ نسبت دعوی کرنے اپنے مہر کے ہو - حاکم موصوف نے

* اپیل اول بنارہ حکمی نمبرہ ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء صادرہ جے ای - گل صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۳

۴۳۲ — ۱۹۰۱ع

غلام علی
بنام
صغیر النسا بی بی

ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ اور مقدمہ عدالت موصوف کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کیا۔ بنا راضی اس حکم واپسی کے اپیل حال پیش کیا گیا ہے۔

ہماری رائے مین رائے جج ذیعلم کی صحیح ہے بموجب شرع محمدی کے کوئی عورت جسکو مہر واجب ہو مستحق اوسکے دعوی کرنے کی ہے جب کبھی مسماۃ مذکور کو اوسکے دلاپانے کا حق حاصل ہوا ہو یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بعد وفات شوہر مسماۃ مذکورہ کے مہر یافتنی زوجہ واجب الادا ہو گیا۔ یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ گو زوجہ جائداد اپنے شوہر پر بعوض اپنے مہر کے قابض ہی ہو تاہم از روے شرع محمدی اسکے اوسکو اپنے مہر کا دعوی کرنے کی ممانعت نہین ہے بلاشبہہ یہ تجویز کی گئی ہے کہ اگر کسی مسلمان عورت نے جو مستحق مہر کی ہو اپنے شوہر کی جائداد کا قبضہ جائز طور پر اور بلا جبر یا فریب کے بعوض اپنے مہر کے حاصل کیا ہو تو قبضہ مذکور مین وارثان شوہر مسماۃ مذکورہ جب تک کہ رقم مہر بیباق نہو جاے مزاحمت نہین کر سکتے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ مسماۃ مذکورہ اگر وہ اپنے مہر کا دعوی کرنا چاہے نہین کر سکتی۔ بمقدمہ عزیز اللہ خان بنام احمد علی خان (۱) یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ مسلمان بیوہ کو جو اپنے شوہر کی جائداد پر بعوض مہر کے جائز طور پر قابض ہو ایک حیثیت مشابہہ حیثیت مرتہن کے حاصل ہوتی ہے مگر یہ کبھی تجویز نہین ہوئی ہے (اور ہماری راے مین یہ قانون نہین ہے) کہ قبضہ مسلمان عورت کا ایسے حالات مین بلحاظ جملہ مراتب کے قبضہ مرتہن انتفاعی کا ہے۔ ہماری دانست مین جج ذیعلم نے یہ صحیح راے ظاہر کی ہے کہ تشبیہ تام نہین ہے اگر حیثیت مدعیہ کی حیثیت مرتہن انتفاعی کی ہوتی تو از روے دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جائداد کے مسماۃ مذکورہ ارجاع نالش دلاپانے اپنے مہر سے ممنوع ہوتی لیکن چونکہ مسماۃ مذکورہ مرتہن انتفاعی نہین ہے لہذا دفعہ مذکور اوسکے دعوی سے متعلق نہین ہے ہمکو کسی ایسی نظیر کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جسکے بموجب ہم یہ تجویز کر سکین کہ مسلمان عورت جو اپنے شوہر کی جائداد پر بعوض مہر کے قابض ہو اپنے مہر کا دعوی نہین کر سکتی گو وہ قبضہ ترک کرنے پر آمادہ ہو۔ ہماری دانست مین عدالت ماتحت کی راے صحیح ہے اور ہم اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

(۱) (۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۳

۷- جون ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۳۴

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

دسرتھ رائے (مدعاعلیہ) بنام بہرگو رائے وغیرہ (مدعیان) و جھندن (مدعاعلیہ)*

ایکٹ نمبر ۲ بابت ۱۹۰۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۴۴- نالش بجانب عذرداری بغرض استقرار اپنے حق کے عدالت دیوانی میں- ایکٹ ۱۵ بابت ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعہ ۱۴-

دسرتھ رائے نے جھندن پر بابت لگان آراضی زراعتی کے نالش کی اور یہ بیان کیا کہ جھندن اوسکا اسامی دخیلکار ہے- جھندن نے یہ عذر کیا کہ وہ دسرتھ رائے کا اسامی نہیں ہے بلکہ بہرگو رائے وغیرہ کا اسامی ہے- چنانچہ بہرگو رائے وغیرہ کے نام بطور مدعاعلیہم نالش میں اضافہ کئے گئے- نالش کی عدالت مرافعہ اولی میعاد مال نے ۲- ستمبر ۱۸۹۰ء کو خلاف بہرگو رائے وغیرہ کے فیصل کیا- جھندن اسامی نے کلکٹر کے یہاں اپیل کیا- بہرگو رائے وغیرہ نے کلکٹر کے یہاں اپیل نہیں کیا لیکن جب جھندن کا اپیل ڈسمس ہوگیا تو اونہوں نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا- صاحب جج ضلع نے ۲۰- مارچ ۱۸۹۵ء کو یہ اپیل بدین تجویز ڈسمس کیا کہ اونکے روبرو اپیل نہیں ہو سکتا- بہرگو رائے وغیرہ نے بعد ازاں یہ نالش عدالت دیوانی میں واسطے استقرار اپنے حق کے دائر کی یہ نالش ۲۰- اگست ۱۸۹۵ء کو دائر کی گئی تھی-

تجویز ہوئی کہ نالش میعادی عارض ہے- بایں وجہ کہ صورت معاملہ حذا میں کی جبکہ بہرگو رائے وغیرہ نے کو شائد اونہوں نے بہ نیک نیتی عمل کیا تا مقدمہ سابق کی پیروی عدالت مال میں یہ تمدید قرار دیا تھی حسب مراد دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے نہیں کی-

مقدمات محمد سلیم بنام عبدالرحیم (۱) و گنگا پرشاد بنام بلدیو رام (۲) کا حوالہ دیا گیا-

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں-

منشی ہربنس سہائے منجانب اپیلانٹ-

منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان-

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس- نالش جس سے یہ اپیل دوم

* اپیل دوم نمبر ۳۳۲ بابت ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری منشی بابو لال بہاری قائم مقام ایڈیشنل جج ماتحت غازیپور مورخہ ۱۶- مارچ ۱۸۹۹ء منسوخی ڈگری منشی گنگا پرشاد منصف محمد آباد مورخہ ۹- دسمبر ۱۸۹۷ء

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۶۱ (۲) (۱۸۹۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۴۶

سنہ ۱۹۰۱ء

دسرتھ رائے بنام بھرگو رائے

پیدا ہوا ہے بحالات ذیل دائر کی گئی تھی۔

دسرتھ رائے مدعا علیہ اپیلانٹ نے ایک نالش عدالت مال مین بنام مسمی چیندن بابت دخیلکاری کے واسطے والاپانے لگان ایک آراضی کے چیندن مذکور سے جسکی نسبت دسرتھ رائے کا بیان ہے کہ وہ بقبضہ اسامی تحت نا مبردہ تھی دائر کی۔ اپنے بیان تحریری در علہ نالش مین اسامی نے یہ عذر کیا کہ وہ ہمیشہ سے اپنا لگان بھرگو رائے وغیرہ کو بطور اپنے زمینداران کے ادا کرتا رہا ہے۔ برطبق اسکے حسب احکام دفعہ ۲۰۸۔ ایکٹ لگان نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے بھرگو رائے اور اونکے زمینداران شریک فریق نالش بنائے گئے۔

جو بحث اسطرح پر پیدا ہوئی عدالت مال نے اوسکا فیصلہ خلاف بھرگو رائے وغیرہ کے کیا جنکو بغرض استقرار اپنے حق کے عدالت دیوانی کی ہدایت کی گئی فیصلہ عدالت مال ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو تحصیلدار نے بحیثیت اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم کے صادر کیا اپیل

۴۳۵ علی التواتر صاحب کلکٹر اور صاحب جج ضلع کے روبرو پیش کئے گئے۔ بالآخر مقدمہ کا فیصلہ صاحب جج ضلع نے ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو کیا اور اونھون نے یہ تجویز کی کہ اپیل اونکی عدالت مین نہین ہو سکتا لہذا اونھون نے اپیل مذکور کو ڈسمس کیا۔ نالش ہذا ۳۔ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو یعنی اندر ایک سال کے تاریخ ڈسمسی اپیل دوم صاحب جج ضلع سے دائر کی گئی ہے۔

اگرچہ حجت کی گئی ہے کہ نالش ہذا از روے قاعدہ میعاد سماعت مندرجہ فقرہ آخر دفعہ ۲۰۸ ایکٹ لگان کے ممنوع السماعت ہے۔

ہماری راے مین بحث مذکور صحیح ہے اور منظور ہونی چاہیے۔ دفعہ ۱۴۔ ایکٹ میعاد سماعت سے رسپانڈنٹان کی امداد نہین ہو سکتی۔ کیونکہ گو یہ بخوبی ممکن ہے کہ فریقین نے جنھون نے علی التواتر کلکٹر اور صاحب جج ضلع کے روبرو بنا راضی فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم کے اپیل کیا بہ نیک نیتی یہ باور کیا کہ اونکو بنا راضی فیصلہ مذکور کے اپیل کرنے کا حق حاصل تھا۔ باینہمہ رسپانڈنٹان نے جیسا کہ دفعہ ۱۴۔ ایکٹ میعاد سماعت مین حکم ہے اپیل مذکور کی بہ تندہی قرار واقعی پیروی نہین کی۔ کیونکہ واقعی رسپانڈنٹان نے کلکٹر کے روبرو اپیل نہین کیا۔ اونھون نے اپیل مذکور کو چیندن اسامی پر چھوڑ دیا اور صرف اوسوقت جب چیندن کا اپیل کلکٹر کے یہان سے خارج ہوا رسپانڈنٹان نے اپیل دوم صاحب جج ضلع کے روبرو پیش کیا۔ لہذا اوسے منشاے دفعہ ۱۴۔ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل نہین

۱۹۰۱ء

دسرتھ رائے بنام بہرگو رائے

بنا ئیداس حجت کے کہ نالش مین از روے فقرہ آخر دفعہ ۴۴ ایکٹ لگان کے تمادی عارض نہین ہیجے عدالت ہذا مین ہمارے روبرو دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمات مذکور محمد سلیم بنام عبد الرحیم (۱) وگنگا پرشاد بنام طبیب علی (۲) ہین۔ مقدمات مذکور مین سے مقدمہ اول الذکر بعض مراتب مین مشابہ اوس مقدمہ کے ہے جو اب زیر اپیل ہے۔ مقدمہ مذکور مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ دفعہ ۴۴ انالشات دلا پانے اوسی لگان سے متعلق ہے جسکی نسبت اسامی کا یہ عذر ہو کہ اوسنے شخص عذر دار کو ادا کر دیا ہے۔ نالش ہذا واسطے بیدخلی مدعا علیہ کے ایسی آراضی سے ہے جو استعمال و تصرف مدعی مین ہے اور اوس سے دربارہ میعاد سماعت محکومہ قانون ۱۸۸۱ء متعلق ہے۔ نقرہ اول اوس انتخاب کا جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے

ہماری راے مین محض اظہار راے ہے وہ ایسا اظہار راے ہے جو واسطے فیصلہ اپیل کے جو روبرو صاحب جج ذیعلم کے پیش تہا ضروری نہ تہا۔ لہذا ہمکو اوسکی پابندی لازم نہین ہے۔ ہماری دانست مین الفاظ بغرض استقرار اپنے حق کے بذریعہ نالش مندرجہ فقرہ آخر دفعہ ۴۴ اپر بالکل لحاظ نہین کیا گیا ہے۔ نالش جس سے فقرہ مذکور متعلق ہے ہماری راے مین ایک نالش واسطے دلا پانے اوس لگان کے نہین ہے جسکی نسبت عدالت مال نے یہ تجویز کی کہ مدعی کو نہین ملا یا وہ اوس سے مستفید نہین ہوا۔ بلکہ وہ ایک نالش منجانب ناکامیاب مدعی یا عذر دار کے بغرض استقرار اوسکے حق دلاپانے لگان کے ہے جسکی نسبت عدالت مال نے یہ فیصلہ کیا کہ اوسکو واقعی اور بہ نیک نیتی نہین ملا اور نہ وہ اوسوقت اوس سے مستفید ہوا جب حق نالش کرنے کا بابت لگان مذکور کے پیدا ہوا یہ بخوبی ممکن ہے کہ واضعان قانون نے یہ امر واسطے محفوظی اسامیان کے قرین مصلحت سمجہا ہو کہ میعاد ایام قلیل واسطے نالشات زمینداران مخالف کے جو نسبت حق دلا پانے لگان ایک خاص اسامی سے کے نزاع کرتے ہون مقرر کیجاے۔ لہذا اگر مقدمہ محمد سلیم بنام عبد الرحیم حکام ذیعلم کا یہ منشا تہا کہ فقرہ آخر دفعہ ۴۴ صرف نالشات دلا پانے لگان سے جسکی نسبت اسامی نے یہ عذر کیا کہ اوسنے کسی دیگر شخص کو ادا کیا متعلق ہے تو ہم حکام موصوف سے اتفاق نہین کر سکتے۔ نسبت فقرہ دوم انتخاب محولہ بالا کے یہ صاف ظاہر ہے کہ فقرہ ہذا قابل امتیاز ہے۔ مقدمہ رپورٹ شدہ مین دادرسی مستدعیہ بیدخلی مدعا علیہ کی آراضی سے تہی۔ اوس مقدمہ مین جواب ہمارے روبرو ہے مدعیان نے یہ بیان کیا کہ روے بتاریخ ارجاع نالش قابض آراضی تہے جسکا لگان عدالت مال مین شے منشاے نالش تہا اور استدعاے نامبردگان واسطے بحالی قبضہ مذکور اور استقرار کے ہے کہ آراضی جسکا ابھی ذکر ہوا مملوکہ نامبردگان ہے اور اونکی جائداد ہے اور وہ مستحق پانے اوسکے لگان کے ہین۔ ہماری راے مین از روے اوس دادرسی کے جسکا ابھی ذکر کیا گیا مدعیان مستدعی ثابت کرنے

۴۳۷

(۱) ویکلی نوٹس رپورٹس ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۶۱ (۲) دیشٹ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴

سنہ ۱۹۰۱ع

درشن سہائے بنام ہرگوبند رائے

اپنے حق کے نسبت لگان آراضیات متنازعہ کے ہین۔ لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ نالش ہین بوقت اوسکے دائر کئے جانے کے تمادی عارض تھی۔

مقدمہ دوم مندرجہ بالا یعنی مقدمہ گنگا پرشاد بنام بلدیو رام ایسا مقدمہ ہے جسکو ایک حاکم نے باجلاس واحد فیصل کیا تہا لہذا وہ ہمپر قابل پابندی نہین ہے۔ لیکن وہ مقدمہ ہذا سے قابل امتیاز بہی ہے کیونکہ اوسمین دادرسی مستدعیہ مدعیان واسطے دلاپانے قبضہ اوس آراضی کے تہی جس سے مدعا علیہ نے اونکو بیدخل کیا تہا جیسا کہ پیشتر بیان ہوچکا ہے دادرسی ہائے مستدعیہ مقدمہ جواب ہمارے روبرو ہے نہایت مختلف ہین۔

۴۳۷ بوجوہ مندرجہ بالا ہم اپیل ہذا کو منظور کرتے ہین۔ ہم اپیل مدعیان مرجوعہ عدالت ماتحت اپیل کو ڈسمس کرتے ہین ہم ڈگری عدالت ابتدائی کو بحال کرتے ہین گو نہ بربنائے اون وجوہ کے جو منصف نے بیان کی ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ نالش مدعیان ریسپانڈنٹان مع خرچہ جملہ عدالتون کے ڈسمس قرار دیجائے

اپیل ڈگری کیا گیا

صیغہ نظر ثانی دیوانی

۱۲ - جون سنہ ۱۹۰۱ع

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ایکمیر صاحب جسٹس

رامیشر سنگہ (مدعا علیہ) بنام درگا داس (مدعی) *

صفحہ کتاب انگریزی ۴۳۷

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ مفصلات) ضمیمہ ۲ ضمن ہائے ۱۳ و ۳۱ - اختیار سماعت - عدالت مطالبہ خفیفہ -

مدعی نے یہ دعوی کیا کہ بحیثیت زمیندار وہ مستحق پانے کرایہ یا لگان کا ہے جو کا ندار بابت چند روز استعمال ایک قطعہ آراضی کی ایام میلہ مین ادا کرتے تہے مدعی نے یہ بیان کیا کہ یہ آراضی اوسکے محال مین داخل ہے اوسنے یہ بہی بیان کیا کہ مدعا علیہ نے یہ دعوی کر کے کہ آراضی اوسکی ہے بیجا طور پر بحصول پاکر ایہ مذکور وصول کیا۔

تجویز ہوئی کہ یہ نالش احکام جزو آخر ضمن ۱۳ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع مین داخل ہے اور قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ نہین ہے۔ مقدمہ واسودہ گوپال وکشٹ بنام چنتامن بال کرشن کرو (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

منشی گلزاری لال بجانب سائل۔

برکٹ صاحب جسٹس و ایکمیر صاحب جسٹس۔ اس معاملہ مین ہمکو افسوس ہے کہ ریسپانڈنٹ کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا کیونکہ بحث تجادیز مستعوا ہے جج صاحب جج خفیفہ ضلع دہلی نے کیا داخل ہے کہ یہ مقدمہ اہم ہے۔ یہ نالش منجانب ایک شخص کے ہے جسنے یہ دعوی کیا کہ بحیثیت زمیندار وہ مستحق پانے کرایہ یا لگان کا ہے

۱۹۰۱ء

رامیشر سنگھ بنام درگاداس

جو دوکاندار بابت چند روزہ استعمال ایک قطعہ آراضی کے ایام میلہ مین ادا کرتے تھے مدعی نے یہ بیان کیا کہ یہ آراضی اوسکے محال مین داخل ہے - اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ مدعا علیہ نے یہ دعویٰ کرکے کہ آراضی اوسکی ہے بیجا طور پر محصول یا کرایہ مذکور خواہ کسی نام سے وہ موسوم کیا جاوے وصول کیا -

نالش بصیغہ عدالت مطالبۂ خفیفہ عدالت منصفی کے دائر کی گئی جسکو اختیارات عدالت مطالبۂ خفیفہ حاصل تھے -

عذر اول جو مدعا علیہ نے پیش کیا یہ ہے کہ نالش ایسی ہے جو سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے خارج ہے - ۴۳۸

مدعا علیہ نے ضمن ۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء پر استدلال کیا - جج عدالت مطالبات خفیفہ نے عذر مذکور نامنظور کیا اور ہماری رائے مین صحیح طور پر نامنظور کیا -

ہماری رائے مین نالش جیسی کہ مرتب کی گئی ایسی ہے جو مدعی نے مدعا علیہ سے وہ روپیہ دلا پانے کیلئے رجوع کی جو مدعا علیہ کو واسطے فائدہ مدعی کے ادا کیا گیا تھا اور وصول ہوا تھا اور اوسکو مدعا علیہ نے بیجا طور پر رکھ لیا تھا ایسی نالش منشائے ضمن ۱۳ ضمیمہ ۲ مین داخل نہین ہوتی مگر ضمیمہ مذکور مین ایک اور ضمن ہے جسکا تذکرہ نہ جج عدالت مطالبۂ خفیفہ نے کیا ہے اور نہ صاحب جج ضلع نے اور بروئے ضمن مذکور کے ہماری رائے مین نالش سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے خارج ہے - ہم جزو آخر ضمن ۳۱ کا تذکرہ کرتے ہین جسمین منجملہ اون نالشات کے جو سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے خارج ہین ہمکو عبارت ذیل ملتی ہے - نالش منافع جائداد غیر منقولہ کی جو مدعی کو بیجا طور پر مدعا علیہ کو وصول ہوا ہو - ہماری رائے مین یہ الفاظ اس نالش پر حاوی ہین وہ بلاشبہ واسطے منافع جائداد غیر منقولہ کے ہے جسکو مدعی ازان خود بیان کرتا ہے اور اوس منافع کی نسبت بیان کرتا ہے کہ مدعا علیہ کو بیجا طور پر وصول ہوا - ہماری اس رائے کی تائید فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ داموودر گوپال دکشت بنام چنتامن بال کرشن کروا (۱) سے ہوتی ہے - تجویز مقدمہ مذکور سے یہ صاف ظاہر ہے کہ چیف جسٹس صاحب ذیعلم عدالت موصوف نالش ہذا کو خارج از سماعت عدالت مطالبات خفیفہ تجویز فرماتے -

بمقدمہ مذکور بحث کسیقدر معکوس اس بحث کے تھی مگر اصول متعلقہ مقدمہ مذکور کی بروئے مقدمہ ہذا جاری رہیگا -

بوجوہ مندرجہ بالا ہم فیصلہ و ڈگری عدالت مطالبات خفیفہ کو بمواخذہ منسوخ کرتے ہین ہم جملہ کارروائیات کو جو بمقابلہ مذکور روبرو عدالت موصوف عمل مین آئی ہین کالعدم قرار دیتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ عرضی دعویٰ مدعی کو اس لئے واپس کی جاوے کہ وہ اوسکو عدالت مناسب مین پیش کرے ہم کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہین کرتے -

---

(۱) (۱۸۹۰ء) انڈین لاریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۴

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس

۱۲ - جون ۱۹۰۱ع

صفحہ کتاب انگریزی ۴۳۹

رام لال (مدیون ڈگری) بنام سیل چند وغیرہ (ڈگریداران)

رہن - مرتہنان ماقبل و مابعد - خریدار جو مرتہنان مابعد سے قابل وصول ہو - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ -

ایک مرتہن ماقبل نے ایک نالش میں جو واسطے بیع بربنائے اپنے رہن نامہ کے دائر کی تھی یہ استدعا کی کہ حکم خریداری کا بہ لحاظ ذات مرتہن مابعد کے صادر کیا جائے ڈگری مصدرہ حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع میں کوئی ایسا حکم نہ تھا - **تجویز ہوئی** کہ مرتہن ماقبل مستحق ڈگری خریداری کا حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور بمقابلہ مرتہن مابعد نہیں ہے

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہیں -

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب اپیلانٹ -

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب رسپانڈنٹان -

برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس - یہ اپیل بناراضی حکم صیغہ اجرائے ڈگری کی رو سے مدعی کی درخواست مصدرہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائداد منظور کی گئی - واقعات مقدمہ ہذا جو کسیقدر پیچیدہ ہیں حسب ذیل ہیں -

ایک جائداد مسمی گوپال داس کے پاس جسکے قائم مقام اب رسپانڈنٹان ہیں رہن کی گئی وہی جائداد بعدہ مسمی رام لال کے پاس جو مدعاعلیہ اپیلانٹ بمقدمہ ہذا ہے رہن کی گئی - بعدہ ہر دو مرتہنان نے نالش بنام بر بنائے اپنے رہنوں کے راہن پر جاری کی لیکن دونوں مرتہنان میں سے کسی نے ایک دوسرے کو اپنے مقدمہ میں فریق نہیں بنایا - رام لال نے اپنی ڈگری جاری کرا کے اور جائداد مرہونہ کو نیلام کرا کے خود خرید کیا اور قبضہ حاصل کیا - بعد اسکے گوپال داس نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی لیکن بر طبق عذر داری رام لال کے وہ کوشش مذکور میں ناکام رہا - بر طبق اسکے رسپانڈنٹان قائم مقامان گوپال داس نے نالش دائر کی جس میں انھوں نے رام لال کو مدعاعلیہ بنایا

(۱) اپیل دوم نمبر ۴۰۸ سنہ ۱۸۹۹ع بناراضی حکم ایف ای ٹیلر صاحب جج ضلع شاہجہان پور مورخہ ۲۰ - اگست سنہ ۱۸۹۹ع مشعر بحالی حکم بابو شان چندر قائم مقام جج ماتحت شاہجہان پور مورخہ ۴ - جنوری سنہ ۱۸۹۹ع

سنہ ۱۹۰۱ع

رام لال بنام سیتل چند

نالش مذکور واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے تھی اور مدعیان مقدمہ مذکور نے جو عدالت ہذا مین ریسپانڈنٹان ہین یہ استدعا کی کہ علحدہ ڈگری خرچہ بمقابلہ رام لال کے صادر کیجاے کسی نہ کسی وجہ سے جس سے ہم آگاہ نہین ہین عدالت نے اونکی درخواست نامنظور کی اور معمولی ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸
۴۴۰ ایکٹ انتقال جائداد کے صادر کی جسقدر روپیہ کو جائداد نیلام ہونے والی تھی اوسمین اصل وسود و خرچہ نالش جو اوسوقت واجب تھی شامل تھا۔ رام لال کو چھہ ماہ کے اندر موقع انفکاک دیا گیا لیکن یہ امر خاص کر قابل تحریر ہے کہ اوسکے مقابلہ مین کوئی ڈگری علحدہ بابت خرچہ کے صادر نہین کی گئی تھی۔ بعد ختم اپیل یہ قدر ترمیم تعداد مین کی گئی لیکن دیگر نتیجہ یہ ڈگری اول بجنسہ قائم رہی۔ بربناے ڈگری مذکور ایک نیلام ہوا جسکا زرثمن واسطے ادائے زر ڈگری کے باقی نہ تھا۔ یہ درخواست بمقابلہ رام لال کے پیش کی گئی ہے درخواست ہذا حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے ہے اور اوسمین یہ تحریر ہے کہ چونکہ زرثمن نیلام واسطے ادائے زر ڈگری کے کافی نہین ہے لہذا ریسپانڈنٹان بمقابلہ رام لال کے مستحق ڈگری حکم دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور کے ہین۔ درخواست واسطے دلاپانے اوس کل زر باقی کے نہین ہے جو بعد نیلام کے غیر وصول رہے بلکہ واسطے دلاپانے اوس زرخرچہ کے ہے جسکی بابت ریسپانڈنٹان رام لال کو ذمہ وار بیان کرتے ہین۔

ہماری دانست مین یہ صحیح حجت کی گئی ہے کہ بلحاظ حالات مقدمہ ہذا رام لال ایسا شخص نہین ہے جسکے مقابلہ مین ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور صادر کیجا سکتی۔ اولاً جیساکہ منجانب ریسپانڈنٹان تسلیم کیا گیا ہے وہ روپیہ جسکے دلاپانے کی درخواست رام لال سے بذریعہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور کی گئی ہے ایسا روپیہ نہین ہے جو بروے رہن واجب تھا۔ وہ ایسا روپیہ نہین ہے جسکی بابت راہن یا جائداد مرہونہ ذمہ وار ہو بلکہ محض خرچہ بمقابلہ رام لال ہے جسکا دلایا جانا بمقابلہ نامبردہ بحیثیت ایک مدعاعلیہ نالش کے بیان کیا گیا ہے۔

ثانیاً یہ بخوبی بیان ہے کہ لفظ مدعاعلیہ جو قوعہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد سے ضرور مراد مدعاعلیہ راہن ہے جو اوس یہ کہ حسب دفعہ ہذا زر ڈگری قابل وصول وہ روپیہ ہے جو بوجہ ناکافی ہونے زرثمن جائداد مرہونہ کے واسطے ادائے زر ڈگری مصدرہ حسب دفعہ ۸۸ اوس شخص سے وصول ہو سکتا ہے اگر قانوناً اوس سے قابل وصول ہو جسکی جائداد رہن کی گئی جو نیلام ہوئی

ہماری راے مین دفعہ ۹۰ کی کل عبارت و الفاظ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اشخاص جنسے اوسکا اثر ہو سکتا ہے مرتہن جسنے جائداد نیلام کرائی اور راہن ہین جنکی جائداد نیلام ہونے پر ادائے زر ڈگری کے لئے کافی نہین ہوئی۔ واضح ہو کہ مقدمہ ہذا مین رام لال راہن نہ تھا وہ مرتہن تھا ۴۴۱

سنہ ۱۹۰۱ع

رام لال بنام سیل چند

یعنی مرتہن مابعد جو اس غرض سے مدعا علیہ بنایا گیا کہ اوسکو موقع انفکاک کفالت مقدم کا دیا جائے اوسکی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسکی کوئی جائداد نیلام ہوئی یا نیلام ہونے پر واسطے ادائے زر ڈگری کے ناکافی تھی اور ہماری راے مین تعمیل اسکے کہ حسب دفعہ ۹۰ ڈگری صادر کیجائے شرط مذکور ضروری ہے۔ علاوہ اسکے ایک اور معاملہ ہے جسکا ہمکو ذکر کرنا چاہئے۔ معاملہ خرچہ باختیار تمیزی عدالت کے ہوتا ہے۔ کوئی حکم نالش ہذا مین بدین مضمون صادر نہین کیا گیا کہ رام لال کو بذات خود کچھ خرچہ ادا کرنا چاہئے اور بانیہمہ سائلان مقدمہ ہذا نے ڈگری بصدور حسب دفعہ ۹۰ سے ایک خاص رقم منتخب کرلی ہے جسکو وے بیان کرتے ہین کہ خرچہ قابل وصول ذات رام لال سے ہے اور حسب دفعہ ۹۰ بمقابلہ اوسکے ڈگری کی استدعا کرتے ہین۔ ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ کسطرح ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جس روپیہ کے رسپانڈنٹان عدالت ہذا رام لال سے وصول کرنے کے خواہشمند ہین وہ حسب دفعہ ۹۰ اوس سے قانوناً قابل وصول ہے رسپانڈنٹان نے جب یہ استدعا کی کہ ہم ڈگری نیلام سے ایک خاص رقم منتخب کرنے مین اونکی تائید کرین اور رقم مذکور کو بطور خرچہ ڈگری تنہا رام لال بالخصوص قرار دین اور بعدہ حسب دفعہ ۹۰ بمقابلہ اوسکے ڈگری بابت رقم مذکور کے صادر کرین۔ ہم اس قسم کا طریقہ اختیار نہین کرسکتے

ہماری دانست مین وہ غلطی جس سے مقدمہ رسپانڈنٹان ناقص ہوا اوسوقت ہوئی جب ڈگری اول مقدمہ ہذا صادر کی گئی۔ زان بعد مدعیان نے باستدعائے دادرسی واسطے صادر کیے جانے ڈگری جداگانہ بابت خرچہ بمقابلہ رام لال درخواست کی۔ اس قسم کی کوئی ڈگری صادر نہین کی گئی اوسوقت صریحاً اونپر یہ فرض تھا کہ عدالت سے یہ درخواست کرتے کہ اپنی ڈگری کی ترمیم کرے اور اونکو وہ ڈگری جسکی اونھون نے استدعا کی تھی عطا کرے اونھون نے ایسا نہین کیا نہ اونھون نے اپیل دائر کیا اور یہ نتیجہ محض خود اونکی غفلت کا ہوا اپنی بے احتیاطی کے اثر سے بچنے کے لئے اونکی اسطرح امداد کرنے سے ہمکو انکار کرنا چاہئے کہ اونکو ایسی ڈگری جسکے وے حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد مستحق نہین ہین بمقابلہ رام لال کے عطا کرین۔ بوجوہ مذکورہ بالا ہم اپیل ہذا کو منظور کرتے ہین ہم ہردو عدالت ہاے ماتحت کے فیصلجات منفصلہ کو مع خرچہ منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ درخواست رسپانڈنٹان بغرض صدور ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد ڈسمس کیجائے۔

اپیلانٹ کو کل عدالتون کا خرچہ ملیگا۔

اپیل ڈگری کیا گیا

۱۴ جون ۱۹۰۰ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۴۲

باجلاس نا کس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

پرتاب چند (مدعا علیہ) بنام سعیدہ بی بی (مدعیہ) *

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۳۶ - حد سماعت - استحقاق بائع کا اوسوقت تک معدوم نہونا جب مشتری نے نالش دائر کی ہو - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۴۱ - انتقال منجانب مالکان ظاہری - تحقیقات منجانب منتقل الیہ بابت استحقاق انتقال کنندگان کے - احتیاط معقول -

مد ۱۳۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت ہند ۱۸۷۷ء مین الفاظ مندرجہ خانہ سوم ابتدائے بیدخلی سے جسکا ذکر خانہ اول مین ہے متعلق ہین اور اس مد کے معنی یہ ہین کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ کوئی نیلام عمل مین نہین آیا استحقاق بائع اوسوقت تک قائم رہتا کہ جب مشتری نے نالش دائر کی تو ایسی نالش مین تمادی عارض نہوگی - لیکن بخلاف اسکے اگر بائع تاریخ نالش مشتری سے ۱۲ سال سے بیدخل رہا ہو تو نالش مذکور بعد از وقت ہوگی - ایسی نالش مین جیسی کہ منشائے مد ۱۳۶ مین داخل ہے جبکہ مشتری بکامیابی یہ ثابت کرے کہ اوسکا بائع اندر ۱۲ سال قبل رجوع نالش کے بیدخل ہوا تو وہ بکامیابی یہ ثابت کرتا ہے کہ اوسکی نالش اندر میعاد ہے -

ایک عہدہ دار سرکاری نے جسکی جائداد زمینداری اوسی ضلع مین تھی جہان وہ ملازم تھا جائداد مذکورہ کو بنام اپنے پسران خورد سال کے کاغذات مال مین درج کرایا - پسران مذکور نے کچھ حصے جائداد مذکور کے فروخت کئے اور باقی رہن کئے - مشتری و مرتہن نے اپنا اطمینان نسبت اس امر کے کر لیا کہ جائداد مذکورہ چند سال سے پسران کے نام درج ہے لیکن اتنے ہی پر اکتفا کرکے اونھون نے نسبت اس امر کے تحقیقات مزید نہین کی کہ آیا واقعی جائداد و ملکیت پسران کی جو مالک ظاہری تھے تھی یا نہین - تجویز ہوا کہ گو انتقال کنندہ نے نیک نیتی سے عمل کیا مگر اوسنے باحتیاط معقول یہ دریافت نہین کیا کہ آیا انتقال کنندہ کو اختیار انتقال حاصل تھا یا نہین -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

بابو دتی لال و منشی گلزاری لال و پنڈت مدن موہن مالوی و بابو دیندر ناتھ مسدہ وار منجانب اپیلانٹ مسٹر امیر الدین و مولوی غلام مجتبٰی منجانب رسپانڈنٹ -

* اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنارانسی ڈگری جے - ڈینمین صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۴ - جون سنہ ۱۸۹۵ء ترمیم ڈگری رائے پیارے لال جج عدالت مطالبات خفیفہ الہ آباد باستعمال اختیارات جج ماتحت مورخہ ۲ - مئی سنہ ۱۸۹۴ء -

۱۹۰۱ء

پرتاب چند
بنام
سعیدہ بی بی

ناکس صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک نالش سے
پیدا ہوا جو مسماۃ سعیدہ بی بی رسپانڈنٹ عدالت ہذا نے بنام چند مدعا علیہم کے واسطے دلاپانے قبضہ
حصص جائداد زمینداری اور واصلات کے دائر کی۔

عدالت مرافعہ اولی نے ایک جزو دعوی مدعیہ کو ڈگری کیا۔ مدعیہ نے نسبت اوس جزو دعوی
۴۴۳ کے جو ڈسمس ہوا تھا اپیل دائر کیا اور منجملہ مدعا علیہم کے رائے پرتاب چند بہادر ایک مدعا علیہ نے حسب
دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عذرات پیش کئے۔ فاضل صاحب جج ضلع نے عذرات نامنظور کئے
مگر اپیل مدعیہ کو کسیقدر منظور کیا۔ یہ اپیل دوم رائے پرتاب چند بہادر نے بنا راضی ڈگری
عدالت اپیل ماتحت کے دائر کیا ہے۔ مقدمہ ہذا کے مناسب طور پر سمجھنے کے لئے واقعات
مندرجہ ذیل کا بیان کرنا ضروری ہے۔ مسمی میر سید علی خان ضلع الہ آباد میں تحصیلدار تھا وہ ۲۴ دسمبر
۱۸۹۲ء کو فوت ہوا۔ اوسکی تین زوجہ تھیں انمیں سے ایک مسماۃ خاتون بی بی اور دوسری
مسماۃ نجم النسا بی بی تھی اور نام تیسری زوجہ کا غیر اہم ہے۔ مسماۃ نجم النسا بی بی سے اوسکے
چار پسر یعنی سید محسن علی و سید حامد علی و سید کاظم علی و سید شیر علی ہوئے کہ یہ سب لوگ
اوس نالش میں جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا مدعا علیہ ہیں اور ایک دختر مسماۃ انوری پیدا ہوئی۔
مسماۃ خاتون بی بی اوسکی زوجہ سے اوسکی دو دختر مسماۃ جعفری بیگم و مسماۃ عنایت بیگم پیدا ہوئیں
جنمیں سے مسماۃ آخر الذکر نالش ہذا میں مدعا علیہ ہے۔ مدعیہ دختر مسماۃ جعفری بیگم کی ہے وہ از روے
ایک ہبہ نامہ کے جو اوسکی ماں اور مسماۃ انوری ہمشیرہ علاتی مادر مذکور نے بنام اوسکے ۱۰ اگست ۱۸۹۵ء کو
تحریر کیا تھا دعویدار ہے۔ مسماۃ نجم النسا ۱۸۹۱ء میں فوت ہوئی اوسکے ورثا یہ تھے میر سید علی خان
اوسکا شوہر جو اوسکی جائداد کے $\frac{3}{12}$ حصہ کا مستحق تھا اور اوسکے پسران محسن علی و حامد علی و کاظم علی
و شیر علی جنمیں سے ہر ایک جائداد مادری کے $\frac{2}{12}$ حصہ کا مستحق تھا۔ اور اوسکی دختر مسماۃ انوری کہ جو
بقیہ بارھواں حصہ جائداد مسماۃ نجم النسا کی مستحق تھی ظاہرا مسماۃ انوری نے یہ بارھواں حصہ مدعیہ
کے نام بذریعہ ہبہ نامہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۵ء کے منتقل کیا بعد وفات میر سید علی خان کے اوسکی جائداد
۱۱ سہام میں تقسیم ہو سکتی تھی۔ سہام مذکورہ میں سے منجملہ اوسکے چار پسران کے ہر ایک ۲ سہام کا
مستحق تھا اور منجملہ اوسکی تین دختران مسماۃ جعفری و مسماۃ عنایت و مسماۃ انوری کے ہر ایک
ایک سہام کی مستحق تھی۔ بذریعہ ہبہ نامہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۵ء کے مسماۃ جعفری و مسماۃ انوری
نے بنام مدعیہ کے وہ حصہ منتقل کیا جو انکو علیحدہ علیحدہ اپنے پدر سید علیخان کی جائداد سے

ورثا تنا گا ملا تہا پس یہ واضح ہوگا کہ جائداد متدعویہ دو قسم کی ہے - اول حصہ جائداد مسماۃ نجم النسا کا ۱۹۰۱ع
جو مسماۃ انوری کو وراثتاً ملا اور دوم حصص جائداد میر مدد علی خان کے جو مسماۃ جعفری و مسماۃ انوری ۴۴۴ پرتاب چند بنام سعیدہ بی بی
کو وراثتاً ملے - جائداد ہائے متعلقہ قسم اول فہرست (الف) اور جائداد ہائے متعلقہ قسم دوم فہرست
درج ب شمولہ عرضی دعوی میں مندرج ہیں اس مقام پر یہ امر قابل تحریر ہے کہ راے پرتاب چند بہادر
اپیلانٹ نے منجملہ چار بھائیوں کے تین بھائیون یعنی حامد علی و محسن علی و کاظم علی کے حصص واقع
موضع پنوارر خرید کئے اور اونکے حصص واقع مواضع دریاآباد و اترسوئیا و باغ پیران پور
رہن رکھے اور سے چوتھے بھائی شبیر علی کا حصہ واقع موضع پنوارہ بہی رہن رکہا -

نسبت ہر قسم کی جائداد کے مختلف عذرات اور مختلف خیالات پیدا ہوتے ہیں - اول
نسبت اوس حصہ کے جو مسماۃ انوری کو جائداد مسماۃ نجم النسا اوسکی مان کا وراثتاً ملا - اسکی نسبت
یہ جوابدہی کی گئی کہ نالش مدعی میں حسب مد ۱۳۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت کے تمادی عارض ہے
مد مذکور میں میعاد سماعت ۱۲ سال بابت نالش مشتری بیع خانگی کے واسطے قبضہ جائداد غیر منقولہ
مبیعہ کے جبکہ بائع بتاریخ بیع بیدخل رہا ہو محکوم ہے اور نیز یہ کہ میعاد سماعت اوس وقت سے محسوب ہوگی
جبکہ بائع بہ مرتبہ اول مستحق قبضہ ہوا ہو - یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۰ - اگست ۱۸۹۰ع کو کہ یہ تاریخ بیع موسومہ
مدعیہ ہے بائع مدعی بیدخل تھا منجانب مدعا علیہا اپیلانٹ کے یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ مسماۃ نجم النسا ۱۸۸۱ع
میں فوت ہوئی اور چونکہ اوسکی دختر مسماۃ انوری فوراً بعد وفات اپنی مان کے مستحق قبضہ جائداد
اپنی مان کی ہوئی لہذا نالش میں جو ۱۱ - مئی ۱۸۹۶ع کو دائر کی گئی قاعدہ میعاد سماعت دوازدہ سالہ
مذکورہ بالا عارض ہے کیونکہ اوس وقت سے جب اول مرتبہ استحقاق قبضہ بائع مدعیہ کو حاصل ہوا
بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا - ہماری راے میں نسبت اس عذر کے ہمارا یہ کہنا کافی ہے
کہ ذیعلم صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی ہے کہ مسماۃ انوری بیگم نے بعد وفات اپنی مان کے قبضہ پایا اور
لغایت ۱۸۸۵ع - جنوری ۱۸۸۵ع قابض رہی کہ اس تاریخ سے اوسکا قبضہ جاتا رہا اور وہ اول مستحق
دلاپانے قبضہ کی تہی - ذیعلم صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش اندر ۱۲ سال کے تاریخ مذکورہ مصدرہ
سے دائر کی گئی لہذا وہ اندر میعاد کے ہے ہماری یہ راے ہے کہ فیصلہ جج ذیعلم کا نسبت اس امر کے
صحیح ہے بحث منجانب مدعا علیہما اپیلانٹ کے یہ ہے کہ ہمکو یہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کی نظر انداز
کرنا چاہیے کہ بائع مدعیہ نے بعد وفات اپنی مان کے قبضہ پایا تھا اور چار برس تک قابض رہی ۴۴۵
اور بروے بحث مذکور تاریخ آغاز میعاد سماعت تاریخ وفات مادر ہے ہمکو اطمینان ہے کہ یہ نسبت

سنہ ۱۹۰۱ع

پرتاب چند
بنام
سعیدہ بی بی

مذکور کا نہین ہے۔ فرض کرو کہ ایک بائع بعد وفات اپنے باپ کے جائداد کا وارث ہوا اور ۱۲ سال تک اوسپر قابض رہا اور اوسوقت اوسکو ایک مداخلت بیجا کنندہ نے بیدخل کیا اور اسکے دو برس بعد اوسنے اپنے حقوق بیع کئے ہماری دانست مین ایسی نالش مین جو مشتری بنام مداخلت بیجا کنندہ کے دائر کرے یہ بحث نہین کی جاسکتی کہ چونکہ بائع مدعی اور مستحق قبضہ بعد وفات اپنے باپ کے ۱۲ سال قبل ہوا لہذا نالش خارج المیعاد ہے۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ الفاظ مندرجہ خانہ سوم ابتداے بیدخلی سے جنکا ذکر خانہ اول مد مذکور مین ہے متعلق ہین اور نیز یہ کہ منشا مد مذکور کا یہ ہے کہ اگر بفرض اسکے کہ کوئی بیع عمل مین نہین آئی استحقاق بائع وقت ارجاع نالش مشتری تک قائم رہتا تو ایسی نالش مین تمادی عارض نہین ہے لیکن برخلاف اسکے جب بائع بتاریخ نالش مشتری ۱۲ سال سے بیدخل ہو تو نالش مذکور بعد از وقت ہوگی ایسی نالش مین جیسی کہ نالش ہذا ہے جب مشتری بکامیابی یہ ثابت کرے کہ اوسکا بائع اندر بارہ سال کے ارجاع نالش سے بیدخل ہوا تو وہ اپنی نالش کے بین المیعاد ثابت کرنے مین کامیاب ہوتا ہے۔ پس ہم عذر تمادی کو نسبت اوس جائداد کے جو مسماۃ انوری بیگم نے اپنی ماں سے وراثتاً پائی نامنظور کرتے ہین۔

عذر دوم جو بجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے پیش کیا گیا یہ ہے کہ نالش مین نقص تعدد دعاوی لاحق ہے۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ لفظ تعدد مجموعہ ضابطہ دیوانی مین استعمال نہین کیا گیا ہے۔ لیکن منشا ظاہرا یہ ہے کہ نالش مین نقص اشتمال بیجا فریقین و بناے دعوی کا ہے۔ نسبت اشتمال بیجا فریقین کے دفعہ ۳۴ مجموعہ مین یہ حکم ہے کہ کل عذرات نسبت اشتمال بیجا فریقین کے بحیثیت مدعا علیہا جسقدر جلد ممکن ہو اور ہمیشہ تقدمہ کی پیشی اول سے پہلے پیش کئے جائین گے اور اگر ایسا عذر اسطرح نہ کیا جاے تو یہ سمجھا جائیگا کہ مدعا علیہم اوس سے باز آئے ہین۔ بلاشبہ اپیلانٹ نے اپنے بیان تحریری مین یہ عذر پیش کیا کہ اشتمال بیجا فریقین بحیثیت مدعا علیہم کے اس بنا پر تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۶ کو دیگر مدعا علیہم مین سے کسی کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا۔ اس عذر کے پیش ہونے پر عدالت حسب دفعہ ۳۴ یہ حکم صادر کرسکتی تھی کہ نام کسی مدعا علیہ کا جو بیجا طور پر زمرہ
۴۴۶ مدعا علیہم مین درج ہوا ہو خارج کیا جاے۔ مگر عدالت نے اس عذر کو منظور نہین کیا اور حسب دفعہ آخر الذکر کے عمل نہین کیا۔ اگر ہماری یہ راے ہوتی کہ اشتمال بیجا مدعا علیہم کا ہوا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء

پرتاب چند بنام سعیدہ بی بی

تو یہ کوئی وجہ منسوخی ڈگری عدالت ماتحت کی نہ ہوتی کیونکہ دفعہ ۱۳ مجموعہ مین یہ حکم ہے کہ کوئی مقدمہ اشتمال بیجا فریقین کی وجہ سے باعث حق تلفی نہ ہوگا۔ مقدمات جنپر وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے استدلال کیا ہے ایسے مقدمات ہین کہ جنمین اشتمال بیجا مدعیان کا ہوا تھا جنہون نے بنا ہاے دعوی جداگانہ پر نالش کی تھی یہ ایسی حالت معاملہ ہے جس سے حکم مجولہ دفعہ ۳۱ کوئی تعلق نہین رکھتا ہے۔ جیسا کہ فقرہ آخر دفعہ مذکور سے واضح ہوگا۔ لیکن ہماری یہ راے ہے کہ چونکہ نالش واسطے قبضہ اوس جائداد کے تھی جو جزو جائداد میر مدد علی خان کی تھی لہذا جملہ مدعا علیہم فریق ضروری اوس جزو دعوی کے تھے کیونکہ کل مدعا علیہم ورثا یا قائم مقامان ورثا میر مدد علی خان کے ہین۔ ممکن ہے کہ جملہ مدعا علیہم کل جائداد متنازعہ سے تعلق نہ رکھتے ہون لیکن ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اس امر سے نالش مدعی ناقص نہین ہو سکتی بہرحال ہماری یہ راے ہے کہ جو فعل عدالت نے عذر ابتدائی مدعا علیہ کے منظور کرنے مین گو وہ غلط بھی ہو کیا ایسی غلطی نہ تھی جو روئداد مقدمہ یا اختیار سماعت عدالت پر موثر ہو اور اوسی بنا پر بلحاظ حکم دفعہ ۵۷۸ مجموعہ مذکور کے ہم ڈگری عدالت ماتحت کی نسبت دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہین۔

تیسرا عذر جو منجانب اپیلانٹ کے پیش کیا گیا اوس جزو جائداد نجم النسا سے متعلق ہے جو بعد وفات اونکے میر مدد علی خان کو اور بعد وفات نامبردہ کے اونکے ورثا کو ملا۔ یہ حجت کی گئی ہے کہ اونکے افعال اور بیانات بمنزلہ دست برداری حق نامبردہ واقع جائداد مسماۃ نجم النسا سے ہین عذر مذکور کو عدالت مرافعہ اولی نے منظور کیا لیکن بر طبق اپیل فیصلہ جج ماتحت کو جو نسبت اس امر کے تھا صاحب جج ذیعلم نے منسوخ کیا۔ بعد ملاحظہ شہادت کے اونکی تجویز حسب ذیل ہے۔ بر بناے اس شہادت کے صرف ایک تجویز ممکن ہے یعنی یہ کہ مدد علی خان نے جائداد مذکور کو ۱۸۵۵ء مین ترک نہین کیا بلکہ تا وقت وفات خود اوسپر قابض رہا۔ یہ تجویز امر واقعہ ہے اور تائید اوسکے شہادت موجود ہے۔ لہذا ہم نسبت اوسکے اپیل دوم مین دست اندازی نہین کر سکتے۔

۳۴۷ عذر چہارم و آخر جو منجانب اپیلانٹ ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے اس امر پر مبنی ہے کہ جو جائداد پسران میر مدد علی خان نے راے پرتاب چند بطور اپیلانٹ کے پاس منتقل کی ایسی جائداد تھی جو بہت برسون تک اونکے نام رجسٹرہاے سرکاری مین

سنہ ۱۹۰۱ع

پرتاپ چند
بنام
سعیدہ بی بی

مندرج رہتی تھی لہذا وے مالکان ظاہری تھے۔ عدالت اپیل ماتحت نے بطور امر واقعہ کے
یہ تجویز کی ہے کہ وے مالکان واقعی نہ تھے اور گو جائداد اونکے نام مندرج تھی مگر وہ مملوکہ
میر محمد علی خان کی تھی۔ اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ وہ اونکے نام برضامندی صریح اونکے پدر
میر محمد علی خان کے مندرج تھی۔ اس امر سے بھی انکار نہین کیا گیا ہے کہ پسران مذکور نے
جائداد اپیلانٹ کے پاس بمعاوضہ منتقل کی تھی اور کوئی بیان مین ہے کہ اپیلانٹ نے
بجز نیک نیتی کے اور طرح عمل کیا۔ لیکن عدالت اپیل ماتحت نے اپیلانٹ کو فائدہ دفعہ ۴۱
ایکٹ انتقال جائداد کے عطا کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ اپیلانٹ منتقل الیہ نے اس
امر کے دریافت کرنے مین کہ اونکے انتقال کنندگان کو اختیار انتقال حاصل تھا احتیاط معقول
نہین کی۔ اپیل مین جو ہمارے روبرو پیش ہے یہ بحث کی گئی ہے کہ پیش مینی جو اپیلانٹ نے
اوسوقت کی جب انتقالات بدست اونکے ہوئے حسب منشاے دفعہ محولہ بالا
اونکے احتیاط معقول کرنیکے ہے۔ یہ امر کہ احتیاط معقول کسکو تصور کرنا چاہیے ہر مقدمہ
کے حالات پر منحصر ہے بلاشبہہ جبکہ منتقل الیہ اوس شخص کا جو مالک ظاہری ہو نہ واقعی
نقص استحقاق انتقال کنندہ سے آگاہ ہو تو منتقل الیہ مستحق حفاظت نہین ہے جہانتک
کہ اسل مقدمہ ہذا سے واضح ہوتا ہے پیش مینی جو منتقل الیہ نے کی صرف یہ تھی کہ اوسنے
اپنا اطمینان کرلیا کہ نام انتقال کنندگان کے بہت برسون سے کاغذات سرکاری مین
بطور قابض جائداد منتقلہ کے مندرج تھے۔ ہماری یہ راے ہے کہ صاحب جج ذیعلم کی
یہ تجویز صحیح ہے کہ یہ امر بلحاظ حالات بنظر آسکتے نہین ہے کہ اپیلانٹ نے احتیاط معقول
اس بات کے دریافت کرنے مین کی کہ اونکے انتقال کنندگان کو اختیار انتقال
حاصل تھا۔ اپیلانٹ کو اگر اوسنے استحقاق انتقال کنندہ دریافت کیا ہوتا تو اوسے
تحقیق ہو جاتا کہ جائداد جسکا منتقل کرنا وے ظاہر کرتے ہین اونکے نام سے اوسوقت
حاصل کی گئی تھی جب وے اطفال نوعمر تھے۔ یہ بھی اوسکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اونکے
۴۴۸ انتقال کنندگان کا پدر اوس ضلع مین کہ جسمین جائداد واقع تھی۔ ملازم سرکار تھا
ہماری راے مین یہ حالات ایسے ہین جنکی وجہ سے محتاط آدمی پر یہ لازم آویگا کہ محض
اندراج اسماے اپنے انتقال کنندگان کو رجسٹر ہاے سرکاری مین دیکھکر ہی مطمئن نہو جاے
بلکہ اوس سے تجاوز کرکے یہ تحقیق کرے کہ جائداد واقعی اونکی ہے۔ اگر اپیلانٹ

سنہ ۱۹۰۱ء
پرتاب چند بنام سعیدہ بی بی

میر مدد علی خان سے دریافت کرتا کہ کسطرح جائداد بنام اطفال نابالغ کے حاصل کی گئی تھی تو اوسکو یہ تحقیق ہو جاتا کہ اطفال محض بینامیدار اپنے باپ کے ہیں جو یہ نہیں چاہتا تھا کہ اوسکا نام بطور حاصل کنندہ جائداد کے اوس ضلع میں جہیں وہ ملازم تھا درج کیا جاوے اگر ایسی تحقیقات کی جاتی اور میر مدد علی خان اپیلانٹ کو مطلع کرتا کہ میرے پسران مالک اصلی واقعی ہیں تو اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ تصور کیا جاتا کہ اپیلانٹ ہر طرح پر احتیاط معقول جو بلحاظ حالات ضروری ہے عمل میں لایا اور یہ کہ اوس صورت میں اگر میر مدد علی خان کی اطلاع غلط بھی ثابت ہوتی تو بھی میر مدد علی خان یا اوسکے وارثان باعتبار استحقاق کا بیان دوبارہ اوسکے غلط ہونے کے قابل سماعت نہوتا - ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی عذر اون عذرات میں سے جو ہمارے روبرو پیش کئے گئے منظور نہیں ہو سکتا - لہذا ہم اپیل کو ڈسمس کرتے ہیں لیکن بلحاظ حالات مذکورہ بالا ہم کوئی حکم خرچہ کی نسبت صادر نہیں کرتے ہیں -

اپیل ڈسمس ہوا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس وشیپر صاحب جسٹس

۵ جون سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۴۰

امرت دہیر (مدعی) بنام بند ہیشری پرشاد وغیرہ (مدعا علیہم) *

دہرم شاستر - قبضہ مخالفانہ - نالش منجانب وارث عودی کی نسبت ایسے علاقہ کے جو ہندو عورت کے قبضہ میں ہو - میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۴۱ -

حسب مد ۱۴۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء وارث عودی نالش واسطے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے جسکے قبضہ کی ایک عورت وارثاً مستحق تھی اندر ۱۲ سال تاریخ وفات عورت مذکور سے دائر کر سکتا ہے گو سماۃ مذکورہ بارہ سال سے زیادہ عرصہ سے بیدخل رہی ہو - مقدمہ رنچھوڑ داس بندرابن داس بنام پاربتی بائی (۱) کی تقلید کی گئی و مقدمہ موہن کنور بنام شیو رتن رام (۲) ممیز کیا گیا - واقعات

* اپیل دوم نمبر ۷۹۶ سنہ ۱۸۹۹ء بنارا ضی ڈگری رائے بہادر لالہ ... جج ضلع گورکھپور مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری سید جعفر حسین جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۷۲۵ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۵

۱۹۰۱ء

امرت کنور

بنام

بندیشری پرشاد ۲۴۹

رام کالی بنام کیدار ناتھ (۱) و ہنومان پرشاد سنگھ بنام بھگوتی پرشاد (۲) و ٹیکا رام بنام شیاما چرن (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز شیپرڈ صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر سر بادھکاری منجانب اپیلانٹ۔

منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

شیپرڈ صاحب جسٹس۔ اپیل ہذا بنارامنی ڈگری صاحب جج ضلع گورکھپور مشعر بحالی ڈگری جج ماتحت گورکھپور کے ہے جسکی رو سے نالش مدعی مع خرچہ ڈسمس کی گئی۔ واقعات حسب ذیل ہیں۔ ایک شخص جگناتھ دوبے مالک موضع سلم سکلہ اجوت کا چند سال پیشتر تین دختران کو جو اوسوقت بیوگان لاولد تھیں یعنی مسماتان بے کنور و سنجھری و امرتا کو چھوڑ کر فوت ہوا انمیں سے ہر ایک نے موضع مذکور کے ایک ثلث حصہ کا قبضہ حاصل کیا بعد وفات امرتا موقوعہ ۱۸۷۵ء کے مدعا علیہ جو اوسکے شوہر کا برادر عم زاد ہے اوسکے حصہ پر بجبر دیگر وارثان ذیحق بے کنور و سنجھری کے قابض ہوا وفات امرتا سے بارہ سال سے زیادہ عرصہ بعد اوسکی ہمشیرہ بے کنور نے مدعا علیہ پر واسطے قبضہ اوس حصہ کے جسپر پہلے امرتا قابض تھی نالش دائر کی لیکن نالش مذکور ڈسمس ہوئی۔ سنجھری جولائی ۱۸۹۱ء میں و بے کنور جنوری ۱۸۹۶ء میں فوت ہوئی۔ بر طبق اسکے مدعی نے واسطے دلاپانے حصص سنجھری و بے کنور کے نالش دائر کی اور اونکا قبضہ حاصل کیا اوسنے اب واسطے قبضہ اوس حصہ کے جسپر پہلے امرتا قابض تھی نالش کی۔ اوسکا یہ بیان ہے کہ وہ جگناتھ دوبے کا قریب ترین وارث عودی ہے اور یہ کہ اوسکو حق نالش بعد وفات بے کنور کے جو جگناتھ دوبے کی باقیماندہ حین الحیات دختر تھی حاصل ہوا اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ نالش جو بے کنور نے بنام مدعا علیہ کے دائر کی سازشی تھی اور یہ کہ وہ ڈگری صادرہ نالش مذکور کا پابند نہیں ہے۔ مدعا علیہ نے یہ تسلیم کیا کہ مدعی جگناتھ کا وارث عودی قریب ترین ہے لیکن یہ عذر کیا کہ دعوی از روئے قاعدہ امر تجویز شدہ کے بوجہ ڈسمس ہونے نالش بے کنور کے ممنوع السماعت ہے اور یہ بھی عذر کیا کہ دعوی مذکور میں حسب دفعہ ۲۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے تمادی عارض ہے کیونکہ وہ ۱۲ سال سے زیادہ عرصہ سے مخالفانہ قابض رہا ہے۔

جج ماتحت نے نالش بدین وجہ ڈسمس کی کہ وہ از روئے ڈگری صادرہ نالش سابق کے

(۱) ۱۸۹۱ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۰۔ (۲) ۱۸۹۶ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۷۔ (۳) ۱۸۹۶ء انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۴۴

سنہ ۱۹۰۱ع

امرت دیہہ بنام جند لیشری پرشاد ۴۵۰

ممنوع السماعت ہے - بر طبق اپیل جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ اگر حق نالش مدعی کو بعد وفات امرت کے حاصل ہوا تو حسب مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت نالش مین تمادی عارض ہے اور اگر اوسکو حق نالش بعد وفات جے کنور کے حاصل ہوا تو نالش ہذا بوجہ ڈگری مصدرہ نالش جے کنور کے ممنوع السماعت ہے -

نسبت عذر امر تجویز شدہ کے میری راے مین یہ بخوبی ظاہر ہے کہ ڈسمس نالش جے کنور سے بلحاظ حالات نالش ہذا ممنوع السماعت نہین ہوئی تجویز عدالت ہذا مصدرہ نالش مذکور شامل مسل نالش ہذا ہے - اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نالش مذکور صرف اس بنا پر ڈسمس ہوئی تھی کہ مدعا علیہ بمقابلہ جے کنور کے بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک مخالفانہ قابض رہا تھا حسب منشاے اوس قاعدہ کے جو حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ شیو گنگا (۱) قرار دیا کسی حق کی نسبت تجویز نہین ہوئی - لہذا یہ دریافت کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا نالش مذکور سازشی تھی یا کیا - کارروائیات نالش مذکور کا مقدمہ ہذا پر کچھ اثر نہین پہنچتا لہذا وہ غور سے خارج کی جا سکتی ہین -

نسبت بحث تمادی کے یہ عیان ہے کہ مقدمہ ہذا مقدمہ رام کلی بنام کیدار ناتھ (۲) سے اصولاً ممیز نہین ہو سکتا اوس مقدمہ مین مثل مقدمہ ہذا کے ایک وارث قسم اناث کو ایک مداخلت بیجا کنندہ نے بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک بیدخل رکھا تھا اور بعد وفات سماۃ کے وارث عودی نے مداخلت بیجا کنندہ پر واسطے دلا پانے جائداد کے نالش کی اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ مد ۱۴۱ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے اور یہ کہ اسوجہ سے نالش بیرون المیعاد ہے کیونکہ وہ وفات سماۃ سے بارہ برس کے اندر دائر کی گئی تھی -

یہ کہنا کافی ہوتا کہ مقدمہ ہذا سے فیصلہ اجلاس کامل متعلق ہے لیکن عدالت ہذا کے دو حال کے مقدمات مین نسبت صحت فیصلہ مذکور کے شبہات ظاہر کئے گئے ہین - ان مقدمات مین سے اول مقدمہ منوہان پرشاد سنگھ بنام بھگوتی پرشاد (۳) ہے - جو امر کہ اوس مقدمہ مین واقعی فیصل کیا گیا یہ تھا کہ انتقال جو وارث قسم اناث قابض نے کیا بمقابلہ اوسکے حین حیات اوسکے جائز ہے - لیکن اگر وہ وارث عودی پر قابل پابندی نہین ہے تو اوسکو بوقت وفات سماۃ کے بناے مخاصمت پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ مد ۱۴۱

(۱) (سنہ ۱۸۶۳ع) اپیل ہاے ہندوستان صاحب جلد ۹ صفحہ ۵۳۹ و صفحہ ۶۰۴ (۲) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۶ (۳) (سنہ ۱۸۹۶ع) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۵

سنہ ۱۹۰۱ع

امرت دہر
بنام
بندیشری پرشاد

ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت مین ایسی صورت مین نالش وارث عودی کے لئے میعاد و حد سماعت کا کوئی حکم ہے
لیکن برکٹ صاحب جسٹس نے اثناے صادر کرنے اپنی تجویز مین بمقدمہ مذکورہ یہ ظاہر کیا کہ فیصلہ حکام
عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ لچھمن کنور بنام ستور سنہ رام (۱) متناقض فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ
مقدمہ مذکورہ بالا کے ہے دوسرا مقدمہ عدالت ہذا کا مقدمہ ٹیکارام بنام شیاما چرن (۲) ہے
اور اوسمین وہی راے قائم کی گئی تھی - ان ہر دو مقدمات مین اس امر پر غور کیا گیا تھا کہ فیصلہ
حکام عالی مقام پریوی کونسل بمقدمہ لچھمن کنور ایک سند بتائید اس امر کے ہے کہ قبضہ مخالفانہ
بارہ سال بمقابلہ ایک وارث قسم اناث کے صرف حقوق سماۃ ہی مین نہین بلکہ حقوق وارث
عودی مین بھی عارض ہے جو بعد وفات عورت کے اوسکی جائداد کا مستحق ہو -

سب سے حال کی تجویز حکام عالی مقام پریوی کونسل کی اس بارہ مین بمقدمہ نجو ترداس
بنام پارتی بائی (۳) ہے - واقعات مقدمہ مذکورہ یہ ہین کہ ایک علحدہ شدہ ہندو ۱۸۶۹ع
مین دو بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا اونمین سے بیوہ باقیماندہ ۱۸۸۱ع مین فوت ہوئی - اوسنے
ایک وصیت نامہ تحریر کیا تھا جسکی رو سے اوسنے کچھ جائداد مخصص اپنی بیوگان کے لئے
تازیست اونکے چھوڑی اور اپنی باقیماندہ جائداد بغرض بعض اماتون کے امنا کو وصیتاً دی -
بعد اوسکی وفات کے بیوگان نے اوس جائداد پر جو اونکو بہ بالوصیت کی گئی تھی قبضہ کیا اور
باقیماندہ کو امنا نے لیا اور بموجب ہدایت مندرجہ وصیت نامہ کے اوسکو کام مین لائے
دو بیوگان مذکورین سے بیوہ باقی ماندہ کی وفات پر مدعی نے جو موصی کا بھتیجہ تھا نسبت
اس امر کے کہ امانت ہاے متعلقہ جائداد باقیماندہ کالعدم قرار دیجائین اور دوسرا صل ہونے واسطے
دلاپانے قبضہ کل جائداد موصی کے نالش کی - یہ جوابدہی کی گئی کہ امانت ہاے مذکورہ جائز ہین
اور اگر وہ ناجائز بھی ہون تاہم نالش مین تمادی عارض ہے کیونکہ امنا جائداد پر بارہ سال
سے زیادہ عرصہ تک اشخاص مستحق یعنی بیوگان کے مخالفانہ قابض رہے تھے - حکام عالی مقام
نے یہ تجویز کی کہ امانت ہاے مذکور جائز نہین اور دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت نالش
سے متعلق نہین ہے بلکہ دفعہ ۱۴۲ متعلق ہے لہذا نالش مین تمادی عارض نہین ہے - مقدمہ
ہذا مین بخوبی ظاہر ہے کہ امنا جائداد باقیماندہ پر بمقابلہ بیوگان کے بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک
مخالفانہ قابض رہے - یہ واضح ہوگا کہ واقعات زیادہ تر مشابہ واقعات مقدمہ منفصلہ

(۱) (۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۲ (۲) (۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۴۲

(۳) (۱۸۹۹ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۷

سنہ ۱۹۰۵ع

امرت دہر
بنام
بندیشری پرشاد
۴۵۲

اجلاس کامل عدالت ہذا کے ہین۔

اگر فیصلہ حکام عالی مقام بمقدمہ لچھمن کنور کی اون مقدمات مین جو جلد ہاے ۱۹ و ۲۰ رپورٹ ہاے سلسلہ الٰہ آباد مین جنکا مین نے حوالہ دیا مندرج ہین صحیح تعبیر کی جاے تو فیصلہ حکام عالی مقام مصدورہ مقدمہ مینی کی نسبت یہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ فیصلہ مقدمہ لچھمن کنور کے متناقض ہے۔ حکام عالی مقام نے اپنی تجویز مقدمہ مینی مین مقدمہ لچھمن کنور کا حوالہ نہین دیا گو جیسا کہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے مقدمہ مذکور کا اثناے بحث مین حوالہ دیا گیا تھا۔ اس سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ حکام عالی مقام نے یہ نہین سمجھا کہ اونکا فیصلہ مقدمہ لچھمن کنور اوس مقدمہ سے جو اوسوقت اونکے روبرو پیش تھا متعلق ہے۔

مقدمہ لچھمن کنور مین واقعات یہ تھے۔ جیت کنور نے اپنے پسر ہیلاد کی جائداد کا بعد وفات اوسکے بحیثیت وارث حقدار یعنی اوسکی بیوہ لچھمن کنور کے اپنا استحقاق قطعی بیان کرکے قبضہ حاصل کیا اور پچیس سال تک قابض رہی۔ کچھ مقدار شبہ اس امر مین ہے کہ آیا جیت کنور نے کسی تاریخ قبل پر قبضہ نہین حاصل کیا تھا لیکن واسطے اغراض فیصلہ کے بظاہر یہ فرض کیا گیا ہے کہ اوس نے ہیلاد کی وفات پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ جیت کنور سنہ ۱۸۸۹ع مین فوت ہوئی بعد اسکے دو نالشات واسطے دلاپانے قبضہ و اخراج جائداد کے جو جیت کنور نے بنام مدعاعلیہم منتقل کی تھی دائر کی گئین۔ حکام عالی مقام نے یہ تجویز کی کہ نالشات مذکورہ مین تمادی عارض ہے یہ تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ یہ نالشات لچھمن کنور نے بشمول دیگر اشخاص کے جو ہیلاد سنگھ کے وارث معکوسی ہونے کا دعوی کرتے ہین دائر کین۔ بحیثیت مذکور اشخاص مذکورہ بالا مستحق جائداد بعد وفات لچھمن کنور کے ہوتے لیکن نہ قبل اوسکے۔ لچھمن کنور اپنے شوہر کی جائداد کا قبضہ حاصل کرنے کی کوشش مین بمقابلہ جیت کنور کے ناکام رہی تھی کیونکہ یہ تجویز ہوئی تھی کہ اوسکی نالش بوجہ جیت کنور مین تمادی عارض ہے لیکن امر مذکور سے قطع نظر کرکے حکام عالی مقام نے یہ تجویز کی کہ نالش لچھمن کنور مین جسکی نسبت وہ اوسوقت تجویز کر رہے تھے تمادی عارض ہے کیونکہ جیت کنور اور اوسکے منتقل الیہم جائداد کو مخالفانہ بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک بمقابلہ لچھمن کنور کے مخالفانہ قابض رہے تھے مدعاعلیہم۔ ایک میعاد سماعت جہان تک کہ لچھمن کنور کو تعلق ہے نالش سے متعلق نہین ہے کیونکہ وہ بموجب الفاظ مذکورہ کے ایسی شخص نہین تھی جو بعد وفات ایک ہندو عورت کے قبضہ کی مستحق ہو۔ بادی النظر مین دیگر مدعیان نالش کو بعین حیات لچھمن کنور حق دعوی قبضہ نہین

سنہ ۱۹۰۱ء

امرت دہر
بنام
بندیشری پرشاد

۴۵۳

رکھتے تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اونھون نے یہ بحث کی تھی کہ اونکو حق مذکور حاصل ہے - میری دانست مین نسبت مدعیان اپیل مذکور کے حکام عالی مقام نے صرف یہ فیصلہ کیا کہ بوجہ ساقط ہو جانے حقوق لچھمن کنور کے حقوق ورثاے عودی کے پیدا نہین ہوئے - مین اونکی تجویز کے فقرہ مندرجہ بالا کی یہ مراد سمجھتا ہون حکام عالی مقام کی دانست مین اسناد سے اس حجت کی تائید نہین ہوتی کہ گو وہ سین دیسی نالش مین تمادی بمقابلہ بیسر پیلاد اور اون بلا اشخاص کے جو بذریعہ اوسکے دعویدار ہون عارض ہو مگر اوسکا اثر صرف یہ ہے کہ حقوق مذکور ساقط اور حقوق اون اشخاص کے جو بحیثیت ورثاے عودی دعویدار ہون پیدا ہون ہمکن ہے کہ لفظ بمقابلہ فقرہ ہذا مین بجاے لفظ نسبت کے غلط طبع ہوا ہو لیکن خواہ یہ صورت ہو یا نہو حکام عالی مقام نے مقدمہ ہذا مین یہ تجویز نہین فرمائی کہ بوجہ قبضہ مخالفانہ بمقابلہ لچھمن کنور کے حقوق مدعیان قسم مذکور پر تمادی عارض ہے برعکس اسکے حکام ممدوح نے صرف یہ فیصلہ کیا کہ حقوق مدعیان مذکور مین اسوجہ سے تجاوز نہین ہوا کہ حقوق لچھمن کنور بوجہ قبضہ مخالفانہ جیت کنور اور اوسکے منتقل الیہ کے ساقط ہو گئے تھے -

میری راے مین فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا فیصلہ مقدمہ لچھمن کنور ہنوز تسلیم ہے فیصلہ اجلاس کامل و نیز فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل بمقدمہ رنچھوڑداس بنام پاربتی بائی (۱) اسناد صریح مفید مدعی مقدمہ ہذا اسکے ہین -

پس مین اس اپیل کو منظور اور ڈگری ہر دو عدالت ہاے ماتحت کو منسوخ اور نالش مدعی کو مع خرچہ جملہ عدالتون کے مع واصلات از تاریخ نالش لغایت تاریخ حوالگی قبضہ یا از تاریخ ڈگری ہذا تا انقضاے سہ سال جو امر پہلے وقوع مین آوے ڈگری کرونگا -

بنرجی صاحب جسٹس - مین اپنے بجلیس ذی علم سے ہر دو امور کی بابت جو مقدمہ ہذا مین پیدا ہوئے ہین اتفاق کلی کرتا ہون -

نسبت امر میعاد سماعت کے تجویز حکام عالی مقام پریوی کونسل بصدور مقدمہ مہا رنچھوڑداس جند ابن داس بنام پاربتی بائی (۱) قطعی ہے - مقدمہ مذکور مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ حسب دفعہ ۱۴۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کہ ایک وارث عودی واسطے دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے اندر بارہ سال کے تاریخ وفات وارث آخر قسم اناث سے نالش دائر کر سکتا ہے - گو وہ بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک بیدخل رہا ہو - نسبت بحث مقدمہ
۴۵۴ مذکور کے جو دفعہ ۲۸ - ایکٹ میعاد سماعت پر مبنی تھی یعنی یہ کہ قبضہ مخالفانہ

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۲۵

سال ۱۹۰۱ء

امرت ودیگر
بنام
بندیشری پرشاد

بمقابلہ عورت سے اوسکا حق ساقط ہوگیا لہذا کوئی جائداد نہ تھی جو وارث عودی کو ملسکتی تھی حکام پریوی کونسل نے یہ فرمایا ۔ وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے دفعہ ۴ ۲ پر استدلال کیا جسمین یہ حکم ہے کہ بوقت انقضاء اوس میعاد کے جو واسطے ارجاع نالش قبضہ جائداد کے مقرر کی گئی ہے حق نسبت اوس جائداد کے زائل ہو جائیگا ۔ بحث ہذا کا یہ صاف جواب ہے کہ مقدمہ ہذا مین میعاد معینہ ختم نہین ہوئی ہے ۔ مقدمہ ہذا کو ایک ایسا مقدمہ منشا جسمین بیوگان بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک بیدخل رہی تھین ۔ یہ تجویز ہوئی کہ نالش وارث عودی مین جائداد بارہ سال کے تاریخ وفات ایک بیوہ سے جو دو بیوگان مین سے باقی رہی تھی دائر کی گئی ہو باوجود دفعہ ۴ ۲ کے تمادی عارض نہین ہے ۔ فیصلہ پریوی کونسل کا اثر متعلق منظوری اس رائے قانونی کے ہے جو اجلاس کامل عدالت ہذا نے بمقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ (۱) قائم کی تھی اور اظہار رائے برکٹ صاحب جسٹس بمقدمہ جوہان پرشاد بنام بھگوتی پرشاد (۲) و تجویز مقدمہ ٹیکارام بنام شیاما چرن (۳) کی تقلید نہین کیجاسکتی ۔ مجھکو اپنے بجلیس شمیر صاحب سے اس امر مین اتفاق ہے کہ مقدمہ لچھمن کنور بنام منور تھرام (۴) قابل اعتبار نہ تھا جیسا کہ میرے بجلیس ذیعلم نے ظاہر کیا ہے حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ مذکور مین نسبت حقوق ورثاے عودی کے صرف یہ تجویز کی کہ بوجہ قبضہ مخالفانہ کے حقوق بیوہ کے معدوم ہوتے سے حقوق ایسے اشخاص کے جو بحیثیت ورثاے عودی دعوی کر سکتے تھے پیدا نہین ہوئے تا کہ اشخاص مذکور کو حق نالش دلایاے جائداد کا حین حیات بیوہ کے حاصل ہو ۔ چونکہ نالش ہذا اندر بارہ سال کے تاریخ وفات جے کنور سے دائر کی گئی تھی لہذا وہ حسب مد ۱۴۱ اندر المیعاد ہے ۔ صاحب جج ذیعلم کا یہ خیال صریحاً غلط ہے کہ مدعی کو حق حصول جائداد وفات امرت پر پیدا ہو سکتا تھا ۔ حق وراثت نسبت حصہ سماۃ کے بوقت اوسکی وفات کے سماۃ کی ہمشیرگان باقیماندہ کو حاصل ہوا نہ وارث عودی کو ۔

ڈگری صادرہ نالش جو جے کنور نے ۱۸۹۰ء مین دائر کی بصورت نہونے فریب و سازش کے بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوتی اگر نالش مذکور مین کوئی فیصلہ بابت امر استحقاق کے ہوتا ۔ لیکن کوئی
۴۵۵ ایسا فیصلہ نہین ہوا اور نالش صرف بربناے تمادی کے ڈسمس کی گئی یعنی اس بنا پر کہ حق ارجاع نالش جے کنور مین تمادی ایام عارض ہے ۔

بوجوہ مذکورہ بالا مین اپنے بجلیس ذیعلم سے اونکی ڈگری مجوزہ کے صادر کرنے مین اتفاق کرتا ہون ۔

اپیل ڈگری ہوا

(۱) (۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۶ (۲) (۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۷

(۳) (۱۸۹۸ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۴۲ (۴) (۱۸۹۵ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۰۴

مجموعۂ کتب امتحان مختاری

اس مطبع مین کل ایکٹ امتحان مختاری مرمیہ حسب ذیل موجود ہے

علاوہ محصولڈاک قیمت

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء .. ..

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مرمیہ سنہ ۱۸۹۹ء .. -

مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مرمیہ لغایت نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء)

ایکٹ شہادت ہند - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (مرمیہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء) .. .. ..

ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء .. .. ..

ایکٹ مالگذاری - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء .. ..

ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء .. ..

ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء مرمیہ سنہ ۱۸۹۹ء .. .. ..

ایکٹ اسٹامپ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء .. ..

ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (مرمیہ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء) .. ..

ایکٹ عدالت ہائے مطالبات خفیفہ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) .. ..

ایکٹ تخمینہ مالیت نالشات بٹوارہ .. ..

جو اصحاب یہ کل کتب مذکورہ بالا یعنی مجموعہ کتب مختاری ایک ساتھ خرید فرماوینگے اونکو کتب مذکورہ
بقیمت علاوہ محصولڈاک دیجائیگی مجموعہ مذکورہ بالا عمدہ مجلد کلاتھ کی قیمت علاوہ محصولڈاک

خلاصہ نظائر قانون ہند

اس مطبع سے خلاصہ نظائر قانون ہند مع ایکٹہائے جدید امپیریل لیجسلیٹیو کونسل و سرکلرات ہائیکورٹ
ممالک مغربی و شمالی ماہوار شائع ہوتا ہے یہ رسالہ نہایت صحت کے ساتھ بجوہ وکلا و مقننان نامی مرتب
کیا جاتا ہے اسکے دیکھنے سے کل نظائر ہرچہار ہائیکورٹ و پریوی کونسل کا لب لباب معلوم ہوجاتا ہے
وکلا و قانون پیشہ اشخاص کے لئے نہایت کارآمد ہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک ہے

المشتہر

نرت بہاری ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

مجموعۂ کُتب امتحان مختاری

اس مطبع مین کل ایکٹ امتحان مختاری مرمیمہ حسب ذیل موجود ہیں

علاوہ محصولڈاک قیمت

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء .. .. ..

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مرمیمہ سنہ ۱۸۹۹ء .. ..

مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مرمیمہ لغایت نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۹ء

ایکٹ شہادت ہند - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (مرمیمہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء) .. .. ..

ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء .. .. ..

ایکٹ مالگذاری - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء .. ..

ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء .. ..

ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء مرمیمہ سنہ ۱۸۹۹ء .. .. ..

ایکٹ اسٹامپ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء .. ..

ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (مرمیمہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۹ء) .. ..

ایکٹ عدالت ہاے مطالبات خفیفہ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) .. ..

ایکٹ تخمینہ مالیت نالشات بٹوارہ .. ..

جو صاحب یہ کل کتب مذکورہ بالا یعنی مجموعہ کتب مختاری ایک ساتھ خرید فرماوینگے اونکو کتب مذکورہ بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک دیجاینگی مجموعہ مذکورہ بالا عمدہ مجلد (کلا ساتھ) کی قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

خلاصہ نظائر قانون ہند

اس مطبع سے خلاصہ نظائر قانون ہند مع اکٹہا ے خریدی لیجسلیٹیف کونسل و سرکلرات ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی ماہوار شائع ہوتا ہے یہ رسالہ نہایت صحت کے ساتھ بجہد وکلاء و مقننان نامی مرتب کیا جاتا ہے اسکے دیکھنے سے کل نظائر ہر چہار ہائی کورٹ پریوی کونسل کا لب لباب معلوم ہوجاتا ہے وکلاء و قانون پیشہ اشخاص کے لئے نہایت کارآمد ہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک ہے

المشتہر

نرت بہاری ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

حصہ ۱۳

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لارپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

سلسلہ مدراس

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب ارکان

منشی درگاپرشاد — مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی

منشی شنکرلال بی۔اے — جج

منشی بانکے بہاری — پنشنر مترجم

مولوی احمد علیخان — سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین باہتمام منشی رگھوبیر سہاے کے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہین

جلد ۲۳ — حصہ ١

فہرست مقدمات

اجلاس کامل

سندرم ایار بنام سنیا نایکن ۵۴۷

صیغۂ ابتدائی دیوانی

دی کمرشیل بنک آف انڈیا بنام آتیندر الایا ۶۳۷

صیغۂ اپیل دیوانی

آر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل ۵۷۰

پکرن بنام کنجامد ۵۸۰

تیارما بنام سیتارام شامی نایدو ۶۱۴

سورنوالی امال بنام موتھایا ساستری گل ۵۹۳

ویرسامی نایکر بنام رتھاسامی نایکر ۵۶۷

کٹی علی بنام چیندن ۶۲۹

کرشٹایا بنام نرسمہ ۶۰۸

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار ۵۹۷

کمرشیل بینک آف انڈیا لمیٹڈ بنام علاء الدین صاحب ۵۸۳

مہاراجہ مارک ایار بنام پلانی ایار چیٹی ۶۲۸

مورگیسا مڈلیار بنام جیتارام دیوی ۶۲۱

منی سامی نایدو بنام پیرومل ریڈی ۶۱۶

وینکٹار میا بنام سوبنا ۵۶۵

صیغۂ اپیل فوجداری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چینچیا ۶۵۷

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنپتی وینیا نار ۶۳۲

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پنڈاراتیون ۶۳۶

فہرست مضامین ردیف وار

ایکٹ ۱۸۶۴ء نمبر ۲ (مدراس)۔ دیکھو ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس)

۱۸۶۵ء نمبر ۸ (مدراس)۔ دیکھو ایکٹ ایصال لگان (مدراس)

۱۸۶۵ء نمبر ۱۔ دیکھو ایکٹ وراثت

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱ - دیکھو ایکٹ دادرسی خاص
۱۸۷۷ء نمبر ۳ - دیکھو ایکٹ رجسٹری
۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ - دیکھو ایکٹ میعاد سماعت
۱۸۸۱ء نمبر ۲۶ - دیکھو ایکٹ دستاویزات قابل بیع و شری
۱۸۸۲ء نمبر ۴ - دیکھو ایکٹ انتقال جائداد
۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی
۱۸۹۵ء نمبر ۳ - (مدراس) - دیکھو ایکٹ مدراس متضمن موروثی عہدہ ہائے دیہی (مدراس)
۱۸۹۸ء نمبر ۵ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری

ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴ - مدات ۹۰ و ۹۳ - وقت جو پیروی نالش میں بعدالت دیگر صرف ہوا - ڈسمسی نالش بوجہ نقص اختیار سماعت یا اسی طرح کے اور سبب سے - عدالت سماعت نالش اس وجہ سے نہیں کرسکتی کہ وہ غلط طور پر مرتب کی گئی تھی]۔

۶۲۱ مورگیا انڈ الیار بنام چِنّارام دیوی . . . .

۳ - ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴ مدات ۱۲۰ و ۱۰۶ - ڈسمسی نالش سابق اس بنائے اصلی پر کہ بنائے مخاصمت ثابت نہیں ہوئی - دعویٰ ایسے اشخاص کا جنھوں نے چندہ واسطے سرمایہ مشترک کے دیا تھا]۔

۵۹۳ کمرشیل بینک آف انڈیا لمیٹڈ بنام علاء الدین صاحب . . .

۳ - ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء مدات ۱۱۳ و ۱۴۴ - نالش بربنائے فیصلہ ثالثی کے - معنی لفظ معاہدہ مندرجہ مد ۱۱۳ - ایکٹ دادرسی خاص ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۰]۔

۵۹۳ سورنوالی امال بنام موتھایا شاستری گل . . . . . .

ایکٹ مدراس متضمن موروثی عہدہ ہائے دیہی (مدراس) ایکٹ ۳ ۱۸۹۵ء دفعہ ۲۱ - ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس) ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۶۴ء دفعات ۵۲ و ۵۹ اجرت یا قنی عہدہ داران دیہہ - دستک نسبت ادائے رعیہ کے حسب دفعہ ۵۲ - ایکٹ وصول مالگذاری کے - ادائے زر ساتھ عذر کے - نالش واسطے دلاپانے رقم اداشدہ کے - جواز دستک - میعاد سماعت)۔

۵۷۰ آر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل

ایکٹ دستاویزات قابل بیع و شری - ایکٹ نمبر ۲۶ ۱۸۸۱ء دفعات ۴ و ۲۶ و ۲۷ - دہرم شاستر - پرامیسری نوٹ جو ایک شریک ہندو خاندان غیر منقسمہ نے تحریر کیا ہو - ذمہ داری دیگر شریک کی]۔

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار ۵۹۷

ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۵ - قائم مقام واہب متوفی - تحریر دستاویز کو ایک قائم مقام کا منجملہ مین قائم مقامان کے تسلیم کرنا - نقص ضابطہ رجسٹری شدہ مین - جواز رجسٹری]-

تکمیرن بنام کنجا عد ۵۸۰

ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعات ۷ و ۹ و ۱۰ - پٹہ جو اندر سال فصلی کے پیش کیا گیا ہو - نالش بعد سال فصلی کے جبکہ پٹہ ترمیم کیا گیا - قابل پذیرائی ہونا ایسی نالش کا]-

منی سامی نایدو بنام پیروملی ریڈی ۶۱۶

ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴ - ٹیکہ تحریر کرنے سے انکار - نالش لگان]-

بنکٹا رمیا بنام سوبنا ۵۶۵

ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس) ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء دفعات ۲ و ۵۵ و ۵۴ - ایکٹ مدراس متضمن موروثی و عہدہ ہائے دیہی (مدراس) - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ء دفعہ ۱۳ - اجرت یافتنی عہدہ داران دیہہ - دستک نسبت ادا کرنے روپیہ کے حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ وصول مالگذاری کے سوا دے زر سالانہ مقررہ کے - نالش واسطے واپس لینے رقم اداشدہ کے جواز دستک - میعاد سماعت]-

آر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل ۵۷۰

ایکٹ دادرسی خاص - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۰ - ایکٹ میعاد سماعت ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مدات ۱۲۳ و ۱۴۴ - نالش بر بنائے قبضہ ثالثی کے - معنی لفظ معاہدہ مندرجہ مد ۱۴۴]-

سورنوالی امال بنام موتھایا شاستری گل ۵۹۳

ایکٹ وراثت - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۱۱۴ - دہرم شاستر - ہبہ وصیتی بمعاوضہ بدکرداری - شرط ہم بستری آیندہ - ناجوازی ہبہ وصیتی]-

تیارتما بنام سیتارام سامی نایدو ۶۱۴

ایکٹ انتقال جایداد ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۸۶ و ۸۸ - ڈگری نیلام - شرط سود بشرح معہودہ تا وقتیکہ تاریخ ڈگری سے چھ ماہ گذر جائین]-

دی کمرشیل بنک آف انڈیا لمیٹڈ بنام آلیمیندرا لا ایا ۶۲۷

دہرم شاستر - ہبہ وصیتی بمعاوضہ بدکرداری - شرط ہم بستری آیندہ - ناجوازی ہبہ وصیتی -

ایکٹ وراثت - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴ (۱)]-

تیاراما بنام سیتارام سامی نائدو ۶۱۳

۲- دہرم شاستر - پرامیسری نوٹ جو ایک شریک ہندو خاندان غیر منقسم نے تحریر کیا ہو - ذمہ داری دیگر شرکا کی - ایک دستاویزات قابل بیع و شری - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء دفعات ۴ و ۲۶ و ۲۷]

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار ۵۹۷

۳- دہرم شاستر - نالش واسطے تقسیم ضروری ہے کہ بجائداد خاندان جو اوس وقت واسطے تقسیم کے موجود ہو - اوس جائداد کو شامل نہ کیا جاوے جو پاس شخص ثالث کے رہن با قبض ہو - نالش کا قابل پذیرائی ہونا]

کرشٹایا بنام نرسمہم ۶۰۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲ و ۲۴۴ و ۳۱۰ الف - درخواست التوائے نیلام بعینہ اجرائے ڈگری بوجہ کمی تخمینہ مالیت کے - حکم مشتہر مسمی درخواست - اپیل ناراضی حکم مسمی ڈگری]-

شیوسامی بنام رتنا سامی نائکر ۵۶۷

۲- مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ - امر تجویز شدہ - نالش اراضی بربنائے حق مدعی - نالش سابق بحیثیت دہندہ کے نالش سابق میں بربنائے حق کے دعویٰ نکرنا - مدعی بحیثیت حق زمینداری سے انکار نکرنا - نالش کا قابل پذیرائی ہونا]

کٹی علی بنام چیندن ۶۲۹

۳- مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۸۷ و ۳۱۱ - نیلام کے مشتہر کرنے یا عمل میں لانے میں بےضابطگی نقص الامری - نہ تحریر کرنا مالگذاری سرکار کا جو واجب ہو - حق شخص شکایت کنندہ کا ثابت کرنے ضرر واقعی کے]-

مدارساہ مرگ ایار بنام یلاقی ایا چیٹی ۶۲۸

۴- مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۶ - نالش اوس نوع کی جو قابل سماعت عدالت ہائے مطالبات خفیفہ کے ہے - نالش لگان جس میں کرایہ مکان شامل نہیں - اپیل دوم]-

سندرم ایار بنام سنیا نائکن ۶۳۷

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۹ - قبل سپردگی کے ملزم کا اظہار لیا جانا - اختیار تمیزی مجسٹریٹ]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پنیڈا تیون ۶۳۶

۲- مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۴۹۴ - دست برداری استغاثہ سے مستغیث]-

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چینمیا ۶۲۴

۳- مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۲۹۹ (۱) و ۳۶۷ (۲) حکم مشعر ہدایت تجویز بذریعہ جوری کے - خاص جرائم کے جو بحکم مذکورہ مفقود قابل تجویز جوری کا بذریعہ اسیسران کے تجویز کیا جانا قبل تجویز فیصلہ کئے جانے کے مقدمہ پیش کرنا - جائز ہونا تجویز کا]-

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنیتی وینیا نار ۶۳۲

سنہ ۱۹۰۰ء
۱۱ اپریل
۲۶ و ۲۷ ستمبر
۱۵ اکتوبر

صفحہ کتاب انگریزی
۵۴۷

ضمیمہ اپیل دیوانی

اجلاس کامل

باجلاس سر آرنولڈ وائٹ صاحب چیف جسٹس و شیپرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سندرم ایار وغیرہ دیگر مدعیان اپیلانٹان بنام سیتا لکشمی وغیرہ مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت ۵ و ۱۰ و ۱۴ ریسپانڈنٹان٭

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۶ - "نالش اوس نوع کی جو قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ کے ہے" - نالش لگان زمین کرایہ مکان شامل نہو - اپیل دوم -

نالش دلاپانے لگان کی زمین کرایہ مکان شامل نہو جو نالش اوس نوع کی ہے جو حسب منشاء دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ کے ہے اور کوئی اپیل دوم بمقابلہ فیصلہ صادرہ نالش مذکور نہیں ہو سکتا جبکہ تعداد یا مالیت شے متنازعہ نالش ابتدائی کی [illegible] روپیہ سے زیادہ نہو

یہی تجویز ہوئی - سبرامنیا ایار صاحب جسٹس مخالف الرائے

نظیر مقدمہ جیدی جالا نڈلی بنام رام سامی راجہ [illegible] انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۴۹ منسوخ کی گئی -

نالش لگان زمین کرایہ مکان شامل نہو منصف ضلع سے ڈگری بحق مدعیان صادر کی - مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۵ نے بحضور صاحب جج ضلع اپیل کیا - حاکم ممدوح نے اپیل منظور اور دعوی مدعیان ڈسمس کیا -

مدعیان نے یہ اپیل دوم دائر کیا -

ایس سبرامنیا ایار بجانب اپیلانٹان -

ولیکا چاریہ بجانب ریسپانڈنٹان نمبر ۱ لغایت ۳ -

مقدمہ مذکور اول باجلاس شیپرڈ صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس واسطے سماعت کے پیش ہوا - حکام ممدوح نے حسب ذیل -

حکم بپردگی اجلاس کامل صادر فرمایا چونکہ ہم دونوں کی یہ رائے ہے کہ نظیر مقدمہ جیدیالا نڈلی

٭ اپیل دوم نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۹ء برخلاف ڈگری [illegible] صاحب جج ضلع [illegible] مقدمہ اپیل نمبر [illegible] ڈگری [illegible] منصف ضلع [illegible] نالش ابتدائی نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۶ء

سندرم ایلد بنام سیفیانایکن

بنام لچامی بذجہ (۱) پر از سر نو غور کرنیکی ضرورت ہے لہذا ہم اس امر کی نسبت کہ آیا نالش لگان از قسم نالش کے قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ حسب فحواے دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے یا نہین جب یہ تسلیم کیا جاے کہ اطلاعنامہ مقتضیہ فقرہ ۸ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع) واسطے جملہ عدالتون کے جاری ہوا ہے استصواب کرتے ہین۔

۵۴۸ ازان بعد مقدمہ واسطے سماعت کے روبرو اجلاس کامل کے جسمین سر آرتھر کولنز صاحب چیف جسٹس و شپرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس شریک تھے پیش ہوا۔

سر وی بہاشیم آئنگار وایس سبرامنیا آیار منجانب اپیلانٹان۔

ویسکا چاریار منجانب رسپانڈنٹان نمبر الغایت ۳۔

سر وی بہاشیم آئنگر۔ مین یہ عرض کرتا ہون کہ اپیل دوم ہو سکتا ہے بحث صرف یہ ہے کہ الفاظ اوس قسم کی جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہوتے درحقیقت کیا مراد ہے ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات دفعہ ۱۵ مین یہ حکم ہے کہ (اول) کوئی عدالت مطالبات خفیفہ اون نالشون کی سماعت نہین کرے گی جو ضمیمہ دوم مین بطور اون نالشون کے مندرج ہین جو عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت سے مستثنی ہین (دوم) اون مستثنیات کو جو ضمیمہ دوم مین مندرج ہین اور کسی قانون نافذ الوقت کے احکام کو ملحوظ رکھکر جملہ نالشات قسم دیوانی جنکی مالیت پانسو روپیہ سے زیادہ نہو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگی۔۔۔" از روے ضمیمہ دوم فقرہ ۸ کے نالش واسطے دلاپانے لگان علاوہ کرایہ مکان کے عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت سے مستثنی ہے الا جبکہ عدالت مطالبات خفیفہ کے حاکم کو لوکل گورنمنٹ نے دربارہ اوسکے سماعت کرنیکا اختیار صریحی بخشا ہو۔ نتیجہ ان دفعات کا یہ ہے کہ واضعان قانون نے ابتداءً استقرار اس امر کا کیا ہے کہ نالش لگان قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے نہین ہے لیکن لوکل گورنمنٹ کسی حاکم کی نسبت یہ اعلان کر سکتی ہے کہ اوسکو ایسی نالشات کی سماعت کرنے کا اختیار صریحاً بخشا گیا ہے۔ بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ مذکور کے عدالت کو کسی عرضی دعوی کے واپس کرنے کا اختیار ہے جیسا کہ مقدمہ مشہورہ بنام سیلن (۲) مین کیا گیا۔ مقدمہ مذکور مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ کوئی نالش جو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے بموجب فحواے دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل سماعت عدالت موجودہ اسوجہ سے نہین ہو جاتی ہے کہ اوس عدالت نے جسمین وہ بطور نالش مطالبہ خفیفہ دائر کیگئی تھی نوٹی ...

(۱) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ (۲) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۹۰

سندرم ایر بنام سنیانائیکن

کو صیغہ معمولی میں حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات داخل کرنیکے لئے اس بناپر واپس کیا کہ نالش مذکور میں بحث استحقاق کی شامل تھی۔ فیصلہ مقدمہ سناپاموڈالی بنام پیکارتی (۱) کا قبل صدور ایکٹ عدالتہاء مطالبات خفیفہ مفصلات کے ہوا تھا مقدمہ تو کروپن بنام سیلن (۲) اوسکے بعد کا ہے اور جو راے اوسمین قائم کی گئی تھی وہی راے مقدمہ کالی کرشن ٹیگور بنام عزت النساخاتون (۳) مین بھی قائم کی گئی۔ ہر دو مقدمات مذکور برعکس مقدمہ حال کے تھے۔ مقدمہ رام چندر رگھوناتھ بنام اباجی رنتیا (۴) مین یہ فیصلہ ہوا تھا کہ نالش لگان ازقسم نالشات

۵۴۹ قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے نہین ہے اور اپیل دوم ہوسکتا ہے لیکن حسب دفعہ فقرہ ۴ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء کے ہوسکتا ہے۔ مدراس مین کوئی قانون ایسا نہین ہے جو ایکٹ مذکور کے ہم مضمون ہو۔ بموجب اوسکے بمبئی مین ایسی نالش کی سماعت عہدہ دار تکرار مال کرسکتا ہے لیکن دفعہ ۷ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء جسکا حوالہ اوسمین دیا گیا ہے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے ہم مضمون ہے۔ مین یہ عرض کرتا ہون کہ الفاظ "نالش ازقسم نالشات قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ" سے ایسی نالش مراد ہے جو اس طور پر قابل سماعت ازرو ایکٹ مذکور کے ہو اور جسمین ایسی نالش داخل نہین ہے جسکی سماعت کا اختیار لوکل گورنمنٹ نے کسی عدالت مطالبات خفیفہ کو دیا ہو۔ [مور صاحب جسٹس نے فرمایا کہ جب مقدمہ ویجالا ٹدالی بنام رام سامی راجہ (۵) پر غور کیا گیا تو تسلیم کیا گیا کہ اختیار تجویز نالشات لگان کا کل صاحبان جج ضلع کو نہین دیا گیا ہے] یہ صحیح ہے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے نالشات لگان کو خاص طور پر اہم سمجھا ہے اور اگر حق اپیل دوم لے لیا جاے تو یہ امر مضر ہوگا۔

ڈیسکا چارپر منجانب رسپانڈنٹ بحث کی۔ غیر الغایت ۳۰۔ اگر واضعان قانون نالشات لگان کو خاص طور پر اہم سمجھتے تو یہ حکم نہ دیتے کہ نالشات مذکور عدالت ہاے مال ہی مین دائر کیجائین چونکہ مدراس مین ایسی عدالت ہاے مال نہین ہین جنمین نالشات مذکور دائر کیجائین لہذا لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ مدراس مین اختیار سماعت نالشات مذکور کی نسبت عطا کرے کیونکہ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ ایک قانون عام ہے جو کل ہندوستان سے متعلق ہے رپورٹ سلکٹ کمیٹی متعلقہ ترمیم

(۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ (۲) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۹۸
(۳) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۷ (۴) ریورشل ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۰ صیغہ اپیل دیوانی صفحہ ۱۳
(۵) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹

سندر رام ایلر بنام سینیانا نایکن

ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ متعلقہ بمبئی میں فقرہ ذیل مندرج ہے "بذریعہ ترمیم ضمیمہ کے ہمنے نالشات ذیل کو قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ قرار دیا ہے یعنی ... "بیبا کی نالشات ایصال لگان اراضی مزروعہ بعض مقدمات " میں حاکم موصوف نے مقدمات رام چند رگھوناتھ بنام اباجی رستیا (۱) و نانا بابا لی بنام میکارتھی (۲) و سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل بنام فشر (۳) کا حوالہ دیا گیا ایس سبرامنیا آیار نے جواب دیا۔

مقدمہ واسطے سماعت مکرر ۲۸ ستمبر ۱۸۹۷ء کو روبروئے ایک اجلاس کے جو حسب مندرجہ بالا قائم ہوا تھا پیش ہوا سر دی بھاشیم آئنگر منجانب پیلانٹف (اپنی دلیل سابق کے امر متنازعہ پر بحث کرنیکے بعد) دفعہ ۵۸۶ و کل ہندوستان سے متعلق ہے۔ اور مصلحت واضعان قانون کی یہ رہی ہے کہ اونھوں نے اون نالشات کو ۵۵۰ جنکو وہ کافی طور پر اہم نہیں سمجھتے ہیں مختصر طور پر قابل اپیل دوم بیان کیا ہے۔ اگر کوئی امر اس کے خلاف نہ پایا جاوے تو اوسکو ایک حکم عام تصور کرنا چاہئے اور کسی خاص صوبہ یا مقام سے متعلق اور اوسکی تعبیر کا دارومدار کسی ایسے اختیار پر نہ ہونا چاہئے جو کسی لوکل گورنمنٹ کو صاحبان جج کو اختیار سماعت نالشات قسم دیگر عطا کرنیکی غرض سے دیا جاوے۔ اس لحاظ سے یہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا عدالتہائے مطالبات خفیفہ قائم ہوں یا نہ ہوں۔ اور دارومدار دفعہ ۵۸۶ کا عدالتہائے مذکور کے قائم ہونے یا نہونے پر نہیں ہے۔ منشاء دفعہ مذکور کا محض یہ ہے کہ بالا اختصار اوس قسم کے مقدمات بیان کئے جائیں جنکو واضعان قانون نے ذکر کیا ہے اور دفعہ مذکور اس امر پر منحصر نہیں ہے کہ آیا درحقیقت عدالتہائے مطالبہ خفیفہ موجود ہیں یا نہیں۔ وہ محض ایک طریقہ بیان ہے۔ دفعہ مذکور مندرجہ ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء تعریف ہے اور یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا لوکل گورنمنٹ نے درحقیقت عدالتہائے مطالبہ خفیفہ حسب دفعہ ۴۸ ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس قائم کی ہیں یا نہیں یا یہ کہ آیا عدالتہائے مطالبہ خفیفہ کے حکام کو اختیارات مزید عطا ہوئے ہیں یا نہیں لفظ قسم کا مندرجہ دفعہ ۵۸۶ سے قسم کا تمام مراد ہے کسی نالش کی مالیت زرنقد سے تشخیص اوسکی نوعیت یا قسم کی نہیں ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی نالش قسم مطلوبہ کی ہو اگرچہ بوجہ قیمت کے مد مقابلہ کے وہ خارج ہو جاوے۔ منشاء ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ متعلقہ کا (مثلاً) دفعات ۴ و ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کوئی عدالتیں اس قانون کی رو سے قائم نہیں ہوئی ہیں۔ دفعہ ۱۶ میں الفاظ "نالش قابل سماعت" مندرج ہیں نہ "نالش قسم قابل سماعت" بموجب دفعہ ۲۳ کے حاکم اختیار سماعت سے انکار کر سکتا ہے۔ دفعہ ۳۲ و

(۱) امیر ریٹ ہائی کورٹ بمبئی ریپورٹس اپیل دیوانی جلد ۵ صفحہ ۱۲ – (۲) انڈین لاء ریپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۹۲

(۳) اپیل دوم نمبر ۵۹ ۱۸۹۶ء (غیر رپورٹ شدہ)

سندریو ایار
بنام
سینیانایکن

دفعہ ہے جسکی روسے قانون مذکور اون عام عدالتوں سے متعلق ہوتا ہے جنکو بموجب کسی دوسرے
قانون کے اختیار سماعت مقدمات مطالبہ خفیفہ دیا گیا ہے۔ اختیار مذکور بموجب دفعہ ۲۸ ایکٹ عدالتہائے
دیوانی مدراس ۱۸۷۳ء دیا گیا ہے پس ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کے نافذ کرنیکی ضرورت نہ تھی اگرچہ فرض
کیا جاوے کہ ایکٹ مذکور اس طور پر نافذ نہیں کیا گیا تاہم دفعہ ۵۸۶ مانع ادن نالشات کی ہوتی جن سے وہ متعلق
ہیں امر تصفیہ طلب یہ نہیں ہے کہ آیا ایک قسم کے مقدمات کی سماعت ایک عدالت کر سکتی ہے یا دوسری۔ امر مذکور
صرف یہ ہے کہ بعض قسم کی نالشات اسقدر کافی طور پر اہم نہیں ہیں کہ اونکی نسبت حق اپیل دوم کا
عطا کرنا جائز سمجھا جاوے اور یہ بحث کہ نالشات مذکور کی کون سماعت کر سکتا ہے غیر ضروری ہے
فرض کرو کہ لوکل گورنمنٹ نے اختیار عدالت مطالبہ خفیفہ صرف ایک ہی مقام پر قائم کیا ہے مثلاً
مقام بلاری یا کسی فوجی چھاؤنی کنٹونمنٹ میں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دفعہ ۵۸۶ صرف اون اپیلہائے دوم سے
۵۵۱ متعلق ہوگی جو مقام بلاری سے ہوں اور ملک ہذا کے کسی اور مقام کے اپیلہائے دوم سے متعلق نہوگی۔ جو رائے مقدمہ
متذکرہ بنام سیلین (۱) میں ظاہر کی گئی ہے بمندرجہ رائے اور عدالتوں نے بھی (مثلاً مقدمہ کالی کرشن ٹیگور بنام
عزت النسا خاتون (۲) میں اور نیز ... میں) قائم کی ہے۔ "نالشات قسم ادنیٰ" سے وہ نالشات مراد ہیں جو ابتداً
اس طور پر قابل سماعت ہوں اور نہ وہ نالشات جو بذریعہ نفاذ اوس اختیار کے جو بروے ایکٹ مذکور دیا گیا ہو
قابل سماعت قرار دی گئی ہوں۔ وہ شے مراد ہے جو صرف ایکٹ مذکور سے حاصل ہوئی ہو اور نہ ایکٹ مذکور
و نیز کسی اور شے سے جو ایکٹ مذکور کے علاوہ ہو۔ یہ ایک امر بحث طلب ہے کہ آیا اختیار گورنمنٹ پر علحدہ
باعتبار کسی جج کی ذاتی حیثیت کے ہونا چاہئے ورنہ باعتبار اوسکی عدالت کے دیکھو فقرہ ۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ
عدالتہائے مطالبہ خفیفہ مفصلات دفعہ ۳۵ میں عدالت مطالبات خفیفہ اور ایسی عدالت میں جسکو اختیارات
عدالت ہائے مطالبات خفیفہ عطا کئے گئے ہوں امتیاز کیا گیا ہے۔ بموجب دفعہ ۲۶ ایکٹ عدالتہائے دیوانی
مدراس ۱۸۷۳ء کے لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ جج ضلع یا جج ماتحت کو اختیارات جج عدالت مطالبات خفیفہ کے
بغرض تجویز نالشات قابل سماعت عدالتہائے موصوف کے بمبلغ پانچ سو روپیہ تک عطا کرے۔ میری دلیل
یہ ہے کہ قسم سے قسم ناقابل تبدیل مراد ہے مسٹر شیپرڈ صاحب جسٹس نے دفعہ ۳۲ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ
مفصلات کا حوالہ دیا اور جس طور پر لفظ "قسم" اوس میں استعمال کیا گیا ہے اوسکو بیان کیا۔ مقدمہ رام چندر رگوناتھ
بنام راجی راستیار (۳) مدراس سے متعلق نہیں ہے کیونکہ فقرہ ۳ ضمیمہ اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتا کیونکہ دیہاتی مال گذاری
لگان کی تجویز نہیں کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں دفعہ ۵۸۶ اوس قسم کی نالشات سے متعلق ہے جنکی سماعت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۹۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۵
(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۹ صفحہ ۱۱

سند ۱۹م ایاتر بنام سیتا ناتھ بھگمن

عدالتہائے مطالبات خفیفہ کرسکتی ہیں یا صرف کوئی خاص عدالتین یعنی ہر ایک عدالت مطالبات خفیفہ کرسکتی ہے
یہ امر کہ آیا عدالتہائے موصوف اوس اختیار کو عمل مین لاتی ہین یا نہین غیر ضروری ہے بہر حال یہ امر
قابل اعتراض ہے کہ آیا جو لگان اکثر علاقہ بابت زمینداری کے ادا کرتے ہین وہ دراصل لگان ہے یا مستثنا (۱۲)
مندرجہ ضمیمہ دوم مین داخل ہے۔ مقدمہ احسن الدخان بہادر بنام میر تقی یاسین (۱) مین در بارہ تحقیق اس
عذر کے پیش نظر یہ کہ چونکہ یہ نالش از قسم نالشات قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے
اور اوسکی مالیت پانسو سے کم ہے اسلئے کوئی اپیل دوم حسب دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہوسکتا ہے
یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ معاوضہ ادائے محصول چوکیداری قبضہ یا دخل حقیت بشمی ہے اور چونکہ بشمی دار کو محصول مذکور
زمیندار کو اوقات مقررہ پر ادا کرنا پڑتا ہے اور جس رقم کے ادا کرنے کا اقرار کیا گیا ہو وہ قانوناً قابل ادا ہے
لہذا معاوضہ مذکور پر تعریف لگان مندرجہ قانون مزارعان بنگال کا اطلاق ہوتا ہے اور اسلئے اپیل دوم ہوسکتا ہے ۵۵۲
احاطہ مدراس میں کل صوبہ دار اور کل حجان کو اختیار تجویز نالشات از قسم مطالبہ خفیفہ دیا گیا ہے لیکن سب کو اختیار سماعت
نالشات لگان نہین دیا گیا ہے۔ مقدمہ موسی میان صاحب بنام سید غلام حسین محمد (۲) مین یہ تجویز ہوئی
کہ اپیل دوم نہین ہوسکتا ایک نظیر توی سند ہے جس سے میری اس بحث کی توضیح ہوتی ہے کہ دار و مدار مفہوم
دفعہ ۵۸۶ کا اس امر پر نہین ہے کہ آیا کوئی عدالت مطالبہ خفیفہ ہے یا نہین یا عدالت مذکور کسی خاص مقدمہ کی
تجویز کرسکتی ہے یا نہین۔ مقدمہ مذکور کی نسبت یہ تجویز ہوئی کہ وہ قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے
اگرچہ اختیار سماعت صریحاً لے لیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعبیر دفعہ ۵۸۶ کی اس امر پر منحصر
نہین ہے کہ آیا عدالت مطالبات خفیفہ دراصل اوس نالش کی تجویز کرسکتی ہے یا نہین بلکہ اوسکی نوعیت پر منحصر
فیصلہ مقدمہ واتسن بنام سری کرشنو بھومک (۳) ایک خاص شرط مندرجہ دفعہ ۱۵۳ - ایکٹ مزارعان بنگالہ ہے
جسمین یہ حکم ہے کہ جس حالت مین کوئی بحث نسبت تعداد لگان کے ہو اپیل دوم نہین ہوسکتا ہے جس مین
یہ بحث کی گئی کہ کوئی اپیل دوم نہین ہوسکتا لیکن یہ تجویز ہوئی کہ وہ دفعہ متعلق نہین ہے کیونکہ تعداد لگان کی
نسبت نزاع ہے اور اگرچہ تعداد متنازعہ سو روپیہ سے کم تھی اور باوجود احکام دفعہ ۱۵۳ - ایکٹ
مزارعان بنگالہ کے یہ تجویز ہوئی کہ اپیل دوم ہوسکتا ہے۔ مقدمہ رنگ راے بنام بالو بے (۴) یہ امر تسلیم
کیا گیا ہے کہ نالش لگان مین اپیل دوم ہوسکتا ہے۔ مقدمہ رکید وستو بنام بدھین مستور (۵) منفصلہ پیکاک صاحب
چیف جسٹس مندرجہ صفحہ ۱۰۵ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ مقدمہ ادماچرن منڈل بنام بجاری بیوہ (۶) مین یہ بحث
کہ آیا کرایہ متنازعہ کرایہ مکان ہے یا نہین۔ کیونکہ کرایہ مذکور بابت بستی یا زمین مکان کے ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۹۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۰۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۱۲۲
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۴

سندرم ایار بنام سینیانایکن

مقدمہ نمبر ملاپودھی بالکرشنایا بنام وینکٹانرسمہا اپارائو (۱) مین قیاس کیا گیا تھا کہ اپیل دوم ہو سکتا ہے اگر
کتوبدی کا سواخذہ اراضی پر تھا اور جو بحث کہ اب پیش ہوئی ہے اوس پر وہان غور نہین کیا گیا بمقدمہ
بید چالا موڈالی بنام راماسامی راجہ (۲) یہ تجویز ہوئی تھی کہ نالش لگان جو علاوہ کرایہ مکان کے ہو از قسم نالش
قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ حسب منشاے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہو جاتی ہے
کیونکہ حاکم عدالت مطالبات خفیفہ کو لوکل گورنمنٹ نے اختیار عمل مین لانے اختیار سماعت کا نسبت نالش
۵۵۴ مذکور کے حسب دفعہ ۵ اور ضمیمہ ۲ مد ۸ ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات ۱۸۶۵ء کے عطا کیا ہے
اور نیز یہ تجویز ہوئی کہ ایسی نالش مین بنا راضی فیصلہ کے اپیل دوم ہو سکتا ہے اگرچہ تعداد یا مالیت شے
متنازعہ نالش ابتدائی پانسو روپیہ سے زیادہ نہو۔ فیصلہ مذکور باعث کئے جانے اس استصواب کا ہے
کتوسامی ایار (بجاے موسیکا چاریار) بجانب رسپانڈنٹان نمبر ا لغایت ۳ قبل اسکے کہ معلمت
عام دفعہ ۵۸۶ کی نسبت غور کیا جاے دفعہ مذکور کی تعبیر کرنا زیادہ ضروری ہے اگر اوسکی تعبیر حسب اصول
منطق ہو سکتی ہو نتیجہ اوس تعبیر کا غیر اہم ہے۔ نالش کے از قسم قابل سماعت "عدالتہاے مطالبات خفیفہ"
ہونے کے لئے تین صفتون کا ہونا ضروری ہے۔ اول مطالبہ نالش مذکور پانسو روپیہ سے کم ہونا چاہئے
ثانیاً نالش مذکور ازروے ضمیمہ مستثنیٰ نہونی چاہئے اور ثالثاً وہ قابل سماعت ہونی چاہئے چونکہ نالشات
لگان دائر کرنیکی اجازت بموجب اشتہار کے دیگئی ہے لہذا نالشات مذکور قابل سماعت ہین۔ بموجب
دفعہ ۵ کے لوکل گورنمنٹ کو اختیار اضافہ قیمت دیا گیا ہے اور بموجب مد ۸ کے اختیار
توسیع شے مدعا بہا بعض نالشات کا دیا گیا ہے اور دونون اختیارات باہم گر موافق
ہین اگر دفعہ ۵ اور مد ۸ کو اعلان مذکور کے ساتھ پڑھین تو نتیجہ یہ ہے کہ نالشات لگان مستثنیات مندرجہ
ضمیمہ سے خارج ہو جاتی ہین۔ موصوف الیہ نے مقدمات بید اچالا موڈالی بنام رام سامی راجہ (۲)
وبنک انگلستان بنام ویگلیانو براوران (۳) و زمیندار ناتھہ سرکار بنام کمل باشنی داسی (۴) کا حوالہ دیا۔
سرو ہی بہاشیام آئنگر نے جواب دیا۔ لفظ قسم سے قطع نظر کر سکتے ہین۔ اگر لفظ مذکور حذف کیا جاوے
مستقل ہو تو بھی اثر وہی ہوگا۔ اگر عدالت مطالبہ خفیفہ قائم کیجاے تو وہ بعض قسم کی نالشات کی
سماعت کر سکتی ہے یعنی بذات خود اور محض اس باعث سے کہ عدالت موصوف حسب دفعہ ۵
ایکٹ ۔۔۔ جناب نواب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل کے قائم ہوئی ہے۔ دفعہ ۵۸۶ مین ذکر
اوس قسم یعنی نوعیت کی نالشات کا کیا گیا ہے جو قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہین۔ نالشات

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۹

(۳) ۱۸۹۱ء اپیل مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۷ (۴) لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۳ صفحہ ۱۸

سندرم ایار بنام سینیا نایکن

لگان قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ باعتبار اوسکے اصلی اختیار سماعت کے نہین ہین۔ لہذا دفعہ ۵۸۶ اون سے متعلق نہین ہے۔ یہ بحث کہ اشتہار جو جناب نواب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل کی مرضی سے دیا جاے اون الفاظ کے معنی پر موثر نہین ہے جنکی روسے نوعیت اون نالشات کی بیان کیجاتی ہے جنکا ذکر اسطور پر کیا گیا ہے کہ گویا وہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہین غیر معقول ہے اور … عام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے کہ جو ایک ایکٹ عام ہے اور جسکے معنی کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ وہ اشتہارات لوکل گورنمنٹ سے تبدیل ہوسکتے ہین یا اوسپر منحصر ہین۔

سر آرنولڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس۔ بمقدمہ ہذا مین اوس رائے سے اتفاق نہین ۵۵۴ کرسکتا ہون جو ڈویزن بنچ عدالت ہذا نے بمقدمہ بیڈ چالا انڈالی بنام راماسامی راجہ (۱) قائم کی ہے امر مذکور اوس تعبیر پر مبنی ہے جو الفاظ کسی مقدمہ از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کی جو بطور پر کروے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین استعمال کئے گئے ہین کیجانی چاہئے۔ غرض دفعہ ہذا کی (جیسا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے) اوس صورت مین سے لیناحق اپیل دوم یا اپیل خاص کا ہے جبکہ مالیت شے مدعا بہا کی جسکی بابت اصل نالش رجوع کی گئی ہو بصورت اون جملہ نالشات کے مبلغ … سے زیادہ نہو جو لحاظ شے متنازعہ کے اندر اختیار سماعت عدالت ہاے مطالبات خفیفہ کے ہونگی لیکن جو (باین وجہ کہ رقم متدعویہ بیرون حد مالیت اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے) بیرون اختیار سماعت مذکور کے ہین سو دفعہ ہذا ایک نقل دفعہ ۳۷۲ ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع کی ہے جسمین یہ حکم ہے کہ کوئی اپیل خاص کسی نالش مین رجوع از قسم قابل سماعت بعدالتہاے مطالبات خفیفہ حسب ایکٹ ۴۲ سنہ ۱۸۶۰ع کے ہو جبکہ قرضہ یا خسارہ دیا مطالبہ مبلغ صمار سے زائد نہو) دائر نہین ہوسکتا۔ حسب ایکٹ نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۶۰ع دعاوی لگان اور دیگر معاملات جو روبرو عہدہ دار مال قابل الحصول ہون اختیار سماعت عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ سے صریحًا خارج کیے گئے ہین۔ ایکٹ نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۶۰ع از روے ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع کے منسوخ کیا گیا اور قانون آخر الذکر مین یہ حکم ہے (دفعہ ۵ ملاحظہ) کہ حوالجات متعلق ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ع اسطور پر پڑھے جانے چاہئین کہ گویا وہ ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ع سے متعلق ہین۔ ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ع از روے ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ع منسوخ کیا گیا۔ ہر دو ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ع اور ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ع ایکٹ ہاے صادرہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل ہین۔ منشاے ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ع بالعکس منشاے ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ع کے ہے۔ حسب ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ع عدالت مطالبات خفیفہ کو اختیار سماعت بعض دعاوی خاص کا دیا گیا ہے۔ حسب ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ع عدالت موصوف کو اختیار سماعت جملہ نالشات

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲

سند عمر ایاد
بنام
سینیا نائکن

کا حاصل ہے بشرطیکہ زر دعوی اندر حد مالیت خاص اختیار سماعت کے ہو بجز اسکے کہ نالش اختیار سماعت عدالت موصوف سے صریحًا مستثنی کی گئی ہو۔ قانون سابق کی دفعہ ۱۲ مین یہ حکم ہے کہ دعوی لگان اوسوقت قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونا چاہئے جبکہ زر متدعویہ مبلغ ۵۰۰ سے زیادہ نہو لیکن کوئی نالش بابت اوس لگان کے دائر نہین کیجا سکتی ہے جسکے لئے (بوقت صادر ہونے ایکٹ مذکور کے) از روے کسی عہدہ وار کے نالش دائر ہوسکتی تھی بجز اسکے کہ نسبت بقایا اوس لگان کے جسکے لئے نالش مذکور دائر ہوسکتی ہے صاحبان جج عدالت
۵۵۵ مطالبات خفیفہ کو لوکل گورنمنٹ نے صریحًا اختیار سماعت دعاوی بقایاے مذکور کا عطا کیا ہو۔ از روے دفعہ ۳۷ کے لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ ترمیم اختیار سماعت کی اون نالشات مین کرے جو اوس نوعیت کی ہون جنکا ذکر دفعہ [illegible] مین کیا گیا ہے اور اوس ذریعہ سے قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کیجا تین۔ اوس تعداد تک جو مبلغ ۱۰۰۰ سے زائد نہو۔ دفعہ ۱۵۔ ایکٹ آخر الذکر مین یہ حکم ہے کہ کوئی عدالت مطالبات خفیفہ سماعت اون نالشات کی نکریگی جنکی تصریح ایکٹ مذکور کے ضمیمہ دوم مین کی گئی ہے لیکن بحکم تابع مستثنیات مندرجہ ضمیمہ مذکور اور تابع احکام کسی آئین مجریہ وقت کے جملہ نالشات از قسم دیوانی جنکی مالیت مبلغ ۵۰۰ سے زائد نہو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگی۔ از روے دفعہ مذکور کے لوکل گورنمنٹ کو (تابع مستثنیات مندرجہ ضمیمہ مذکور اور احکام کسی آئین مجریہ وقت کے) اختیار اس امر کی ہدایت کرنے کا ہے کہ جملہ نالشات از قسم دیوانی جنکی مالیت مبلغ ۱۰۰۰ سے زائد نہو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگی۔ نالشات مستثنیہ مندرجہ ضمیمہ مذکور مین نالشات واسطے دلاپانے لگان کے داخل مین جو کرایہ مکان نہو بجز اسکے کہ جج عدالت مطالبات خفیفہ کو لوکل گورنمنٹ نے صریحًا اختیار عمل مین لانے اختیار سماعت کا نسبت اوسکے دیا ہو (مد ہشتم ملاحظہ طلب) از روے اشتہار مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۰ء گورنمنٹ مدراس نے جملہ جج ماتحت اور منصفان ضلع کو جو اندر احاطہ کے ہین اختیار تجویز کرنے بصیغہ مطالبہ خفیفہ اون جملہ نالشات لگان کا عطا کیا ہے جو حدود مالی خاص اختیار سماعت عدالتہاے موصوف مین داخل ہین اثر مد ہشتم اور اشتہار مذکور کا باہم ملاکر پڑھنے سے یہ ہے کہ جج کو اختیار سماعت کرنے نالش لگان کا بحیثیت نالش مطالبہ خفیفہ کے ہے بشرطیکہ (اول) موصوف الیہ جج اوس قسم کے ہون کہ جن سے اشتہار مذکور متعلق ہے اور (دوم) زر متدعویہ بیرون حدود مالی حاکم موصوف کے خاص اختیار سماعت کے نہو۔ بوجہ محدود ہونے اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ نسبت تعداد کے اگر تعداد متدعویہ حد مذکور سے متجاوز ہو تو باوجودیکہ نالش از قسم قابل سماعت (کسی عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہو) نالش مذکور قابل سماعت

سندرم ایار بنام سعینیا امکن

نہین ہے۔ اگر کوئی نالش قابل سماعت ہو تو وہ از قسم قابل سماعت ہونی چاہئے لیکن اگر نالش مذکور از قسم قابل سماعت کے ہو تو یہ لازم نہین آتا کہ وہ قابل سماعت ہے۔ جبکہ دعوی مذکور اندر حد اختیار مالی کے ہو اور کارروائی عدالت حسب شرائط اشتہار ہو تو کوئی تمہید حق اپیل کی ضروری نہین ہے کیونکہ فی نفسہ حسب ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ فیصلہ عدالت مطالبہ خفیفہ قطعی ہے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ مذکور کی اون مقدمات سے متعلق ہے جو بلحاظ امر متنازعہ کے
۵۵۶ اندر (لیکن بوجہ رقم متدعویہ کے بیرون) اختیار سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ "از قسم قابل سماعت" امر متنازعہ نالش سے اسطور پر متعلق ہین کہ گویا رقم دعوی سے غیر ہین بمقدمہ سید اجالا اللہ ولی بنام راماسامی راجہ (۱) ڈویژن بنچ کی یہ رائے ہوئی کہ اپیل دوم اون مقدمات مین دائر ہو سکتا ہے جن مین نالشات لگان ازروے اشتہار قابل سماعت کیگئی ہون اور بجز اشتہار مذکور قابل سماعت نہ ہوتین اس بنا پر کہ نالشات مذکور تابع ایکٹ مذکور قابل سماعت نہین بلکہ تابع اوس اختیار کے قابل سماعت ہین جو بعض صاحبان جج کو لوکل گورنمنٹ نے عطا کیا ہے مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ نالشات جو بوجہ اشتہار مذکور کے قابل سماعت کیگئی ہین وہ نالشات نہین ہین جو تابع ایکٹ مذکور قابل سماعت ہین کیونکہ اشتہار بروے اون اختیارات صریح کے جاری ہوا جو بموجب ایکٹ مذکور عطا ہوئے تھے بہ تصریح الفاظ کوئی نالش از قسم قابل سماعت کی جسطور پر کہ وہ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ مذکور مین استعمال کئے گئے اسطور پر بیان کیجاسکتی ہے۔ کوئی نالش متعلق کسی شئے متنازعہ کے جسکی نسبت کسی عدالت مطالبات خفیفہ کو اوس صورت مین اختیار سماعت حاصل ہو کہ دعوی مذکور اندر حدود مالی اختیار سماعت عدالت مذکور کے ہو۔ اس رائے مین (کہ اثر اشتہار مذکور کا نالشات لگان کو نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ" کر دینا ہے) میری رائے مین یہ مسئلہ داخل نہین ہے کہ جیسے ہی گورنمنٹ ازروے اشتہار کسی جج کو اختیار تجویز کرنے نالشات لگان کا بصیغہ مطالبہ خفیفہ کے دے تو جملہ نالشات تمام احاطہ مین ایسی نالشات نہ ہونگی جو سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ سے مستثنی ہین اور نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہائے موصوف کے ہو جاوینگی۔ رائے مذکور مین یہ مسئلہ داخل ہے کہ جملہ نالشات لگان از قسم قابل سماعت ہو جاتی ہین لیکن یہ امر کہ آیا کوئی مخصوص نالش لگان ایسی نالش نہین ہو سکتی جو سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے مستثنی ہو اولاً اس امر پر منحصر ہونا چاہئے کہ آیا وہ عدالت جسکے روبرو

(۱) انڈین لار پورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۹

سنندبرم ایّر بنام سینیّا نائکن

نالش مذکور دائر کی گئی ہے اشتہار مذکور مین داخل ہے یا نہین اور ثانیاً اس امر پر منحصر ہونا چاہیے کہ آیا زر دعوی اندر حد مالی اختیار سماعت عدالت موصوف کے ہے یا نہین میری راے مین کوئی امر خلاف عقل یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ کوئی نالش جو بصیغہ خبری اوس عدالت مین دائر ہو جسکو اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کا عطا ہوا ہو نالش از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہو سکتی ہے نالش مذکور فی الحقیقت قابل سماعت اوس عدالت خاص کے ہوگی اگر عدالت موصوف مستحق عمل مین لانے خاص اختیار سماعت کی ہو — یہ امر کہ عدالت موصوف اسطور پر مستحق نہین ہے مانع نالش مذکور کے از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ ہونیکا نہین ہے نہ موثر مسئلہ تعبیر دفعہ ۵۸۶ کا ہے — یہان تک

۵۵۷ مین نے نسبت مقدمہ مذکور کے قطع نظر اسناد کے تجویز کی ہے نسبت مقدمہ راجندر رگھوناتھ بنام داجی رتنیا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ چیف صاحب جسٹس نے اعتراض ابتدائی بلا بیان حالات منظور کیا ہے کہ نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ سے مراد بالحاظ فقرہ چہارم دفعہ ۶ ایکٹ نمبر ۱۱ [illegible] ہونی چاہیے اور عموماً قابل سماعت ہونی چاہئین — اگر ہم دفعہ ۶ ایکٹ مابہ البحث کی جانب توجہ کرین تو ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور ابتداءً اس حکم کے ساتھ شروع ہوتی ہے کہ کوئی نالش لگان جسمین بادی النظر مین نالش بقایا لگان داخل ہو قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہوگی — پس اگر الفاظ از قسم قابل سماعت کی تعبیر بلا لحاظ فقرہ چہارم کے کی جاے تو ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور مین صریحاً یہ حکم ہے کہ نالشات لگان قابل سماعت ہوتی ہین اگر نالشات مذکور قابل سماعت ہین تو یہ امر معلوم کرنا مشکل ہے کہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ نالشات مذکور از قسم قابل سماعت نہین ہین —

یہ نہایت عام الفاظ از قسم قابل سماعت بیشک واضعان قانون نے صحیحاً استعمال کئے ہین مقدمہ سوسی میان صاحب بنام سید غلام حسین محمد (۲) ہائیکورٹ بمبئی نے یہان تک تجویز کی ہے کہ کسی نالش مین جو بلحاظ نفس مدعا بہا کے صریحاً اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ سے بروے کسی حکم مندرجہ دفعہ ۱۱ ایکٹ [illegible] کے خارج کر دی گئی ہو جسکی روسے نالشات جن مین صاحب کلکٹر کوئی فریق رہے ہون اختیار سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ سے خارج ہو گئی ہون کوئی اپیل دوم دائر نہین ہو سکتا ہے سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و میلول صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ نوعیت نالش جسکی روسے تعلقات حقوق مابین فریقین تصور کئے جانے چاہئین غیر مبدل رہی اور چونکہ نالش مذکور ایسی قسم کی تھی کہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے لہذا کوئی اپیل دوم دائر نہین ہو سکتا ہے — میان عبدالحق کا درباستثناے مقدمہ بمبئی کے جسکا مین نے حوالہ دیا ہے تعمیل کرنا منشاے دفعہ ۵۸۶ کا بذریعہ منظور کرنے تعبیر تنگ الفاظ از قسم قابل سماعت کے معلوم ہوتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۷ صفحہ ۴ — (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۰

سسندربم ایار بنام سسینیا نایکن ۵۵۸

مثلاً دیکھو مقدمہ ہرکومہ بنام رام سروپ (۱) و فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ منا یاٹیرانی بنام سیکارتھی (۲) و مقدمات مٹھوکرو بن بنام سیلن (۳) و کالی کرشن ٹیگور بنام عزت النسا خاتون (۴) مین خیال کرتا ہون کہ ہمارا جواب اوس امر کا جسکی نسبت ہمسے استصواب کیا گیا ہے اثبات مین ہونا چاہیے

شیپرڈ صاحب جسٹس - بغرض معلوم کرنے اس امر کے کہ آیا کوئی نالش از قسم قابل سماعت عدالت ہاے مطالبات خفیفہ ہے یا نہین یہ صاف ظاہر ہے کہ ایکٹ متعلق عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ پر لحاظ کرنا چاہیے ایکٹ حال کے باب سوم مین معاملہ اختیار سماعت کا ذکر ہے دفعہ ۱۵ کی دفعہ تحتی نمبر ۲ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ جملہ نالشات از قسم دیوانی جنکی مالیت مبلغ عہ سے زیادہ ہو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگی لیکن وہ تابع اون مستثنیات کے ہونگی جنکی تصریح ایکٹ مذکور کے ضمیمہ دوم مین کی گئی ہے مستثنیات مذکور ۴۴ مدات مین مرتب کی گئی ہین جن مین سے ایک مین (ز) جو متعلق نالشات لگان کے ہے ایک مستثنا اور ایک فقرہ شرطیہ شامل ہے مجانب اپیلانٹان بحث کی گئی ہے کہ چونکہ اثر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے کسی خاص مقام پر واقعی قائم ہونے پر منحصر ہے لہذا اثر اوسکا نسبت اون نالشات کے محدود ہے جو علاوہ اون کے ہین جنکی تصریح ضمیمہ مذکور مین بلا لحاظ اس امر کے کی گئی ہے کہ آیا حسب شرط متذکرہ بالا نالش کی گئی ہے یا نہین سے نالش وصولیابی لگان کو (جو کہ ایسے مکان متعلق ہو جیسا کہ مین بحث سے سمجھتا ہون واضعان قانون نے بطور اوس نالش کے تعبیر کیا ہے جو از قسم نالش عدالت مطالبہ خفیفہ ہو سلئے اب یہ امر کہ آیا نالش مذکور واقعی قابل تجویز عدالت موصوف کے ہے یا نہین اس امر سے کچھ غیر اہم نہین ہے کہ آیا عدالت موصوف نالش مذکور کے تجویز کرنیکے لئے قائم ہے یا نہین مین دلیل ہذا کو منظور نہین کرسکتا ہون یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحث مذکور مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ مقدمات قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ اوس قسم کے مقدمات ہوتے ہین جنمین اصلی اور قابل تمیز اوصاف بالعموم ہوتے ہین لیکن حسب ایکٹ حال یہ امر واقعی نہین ہے - واضعان قانون نے اس کام کے مشتبہ دریافت کرنے سے انکار کیا ہے کہ کونسی نالشات نالشات خفیفہ تصور کیجاوینگی یا اس امر کے قرار دینے سے بھی انکار کیا ہے کہ کونسی عام قسم سے نالشات مذکور متعلق ہین بجز اسکے کہ نالشات مذکور نالشات مطالبہ خفیفہ متعلق قسم مذکور کے ہون ممکن ہے کہ اون مین بوجہ کسی امر کے جو ایکٹ مذکور مین مندرج ہے کچھ اوصاف بالعموم ہون - صرف بملاحظہ ضمیمہ مذکور اور دیکھنے اس امر کے کہ کون نالش نالش خفیفہ نہین ہے یہ تجویز کیجاسکتی ہے کہ کوئی خاص نالش ایک نالش خفیفہ ہے چونکہ یہ صورت ہے (جب یہ کہا جاوے کہ کوئی نالش اون نالشات کی نوعیت سے ہے جو قابل سماعت

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۸۶ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۹۷

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۹۸ (۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۵۷

سندرہم ایّر بنام سینیڈی نائیکین

عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے ہین تو جو کچہ سمجھا جائیگا یہ ہے کہ نالش مذکور ایسی نالشون مین سے تہی کہ ضمیمہ مذکور مین مندرج ہے جبکہ نالش مذکور ایسی نالش ہو کہ جسکی سماعت بہ عدالت مطالبہ خفیفہ از روے کسی آئین مجریہ وقت کے ممنوع ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شخص نہ کہیگا کہ نالش مذکور نوعیت اون نالشات کے ہے جو قابل سماعت عدالتہاے موصوف کے ہین کیونکہ مد ۳۴ ضمیمہ مذکور مین جو بحکم مستثنیات مین مقدمات جدیدہ کے اضافہ کا بروے قانون ہماری طریقہ سے جیسا کہ مجہکو معلوم ہوتا ہے فقرہ ششم مین حکم واسطے خارج کرنے
۵۵۹ بعض مقدمات کے فہرست مستثنیات سے ہے یا واسطے تنسیخ اوس خاص مستثنا کے ہے۔ وہ طریقہ جس سے کہ تنسیخ مذکور عمل مین آئی یقیناً غیر اہم ہے اور نتیجہ وہی ہے خواہ اس مستثنا کی تنسیخ مذکور بلا توسط بذریعہ ایکٹ واضعان قانون کے عمل مین آئی ہو یا از روے فعل گورنمنٹ کے جسکو واضعان قانون سے اختیار دیا گیا ہو میرے نزدیک بلحاظ معنی قانونی لفظ مذکور کے یہ کہنا صحیح ہے کہ اسمار کی نالش کی تجویز جسکا دعوی بطور [illegible] کے کیا گیا ہو [illegible] مصنف ضلع کا اختیار سماعت حسب ایکٹ مذکور اون نالشات [illegible] جنکی مالیت مبلغ دو سو روپیہ سے زیادہ نہو بطور نالش مطالبہ خفیفہ کے کیجا سکتی ہے اور جاتے ہی [illegible] اس امر سے انکار کرنا لغو ہے کہ نالش مذکور از قسم اون نالشات کے ہے جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہین منجملہ مقدمات [illegible] چند مقدمات متعلق قدیم ایکٹ [illegible] عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے ہین کہ جنکی ترکیب اوس ترکیب سے بالکل مختلف ہے جو ایکٹ حال مین اختیار کی گئی ہے ایکٹ [illegible] مذکور مین کچہ کوشش بیان کرنے نوعیت اون نالشات کی جنکا [illegible] کرنا مقصود تہا بالفاظ صریح کی گئی تہی لہذا اس امر کے تجویز کرنے کی وجہ تہی کہ جب کسی نالش مین [illegible] مذکور پائی جاتی ہے تو نالش مذکور کا تصور کیا جانا بطور نالش نوعیت مذکور واسطے غرض دفعہ ۵۸۶ مجموعہ کے مقصود تہا مقدمہ موسی میان صاحب بنام سید غلام حسین [illegible] (۱) ایک [illegible] بحوالہ ایکٹ ۱۸۶۵ع کے کیا جاتا تو میری راے مین وہ [illegible] ابہی بیان کیا ہے مد ۳۴ ضمیمہ مذکور مین اجازت ایسی نالشات کے [illegible] نہین ہین ضمیمہ ایکٹ مذکور کو بطور اوس فہرست کے تسلیم کرکے کہ جسکی رو سے [illegible] کیا جا سکتا کہ کونسی مطالبہ خفیفہ ہے میری یہ راے ہے کہ ہمکو ضرور لحاظ جملہ احکام ضمیمہ مذکور پر کرنا چاہیے [illegible] اگر یہ تجویز کیجاوے کہ کسی نالش لگان کی کوئی عدالت مطالبہ خفیفہ قانوناً تجویز کر سکتی ہے تو نالش مذکور مطالبہ خفیفہ ہے اور واسطے اپیل دوم ممنوع ہے ٭

سبرامانیا ایار صاحب جسٹس۔ حکم مندرجہ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی مقدمہ از قسم

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰

سنگرم اپار بنام سیندیا ناگمین

قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مین اپیل دوم نہین ہو سکتا جب تعداد یا مالیت شے متدعا بہا کسی نالش کی بابت اصل نالش رجوع ہوئی ہو پانچ سو روپیہ سے زیادہ نہو اور احکام ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات جو متعلق نوعیت اون نالشات کے ہین جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے ہین اور نیز وہ احکام جو متعلق اون نالشات کے ہین جو سماعت عدالتہاے موصوف سے مستثنیٰ ہین ایسے احکام ہین جو بالکل بالعموم متعلق ہین

۵۶۰ لہذا یہ امر جیسا کہ سر دی بہاشیام آینگر نے منجانب اپیلانٹ عرض کیا قریب قریب یقینی ہے کہ الفاظ کوئی نالش از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مندرجہ دفعہ ۵۸۶ سے یہ مقصود ہے کہ اون مین وہ نالشات داخل ہون جو بتاثیر احکام ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے فی نفسہ قابل سماعت کسی عدالت مطالبات خفیفہ کے ہین لیکن نہ وہ نالشات جو صرف بلحاظ حالات خاص قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے ہو سکتی ہین مثلاً بموجب اوس اختیار کے جو عدالتہاے موصوف کو کسی لوکل گورنمنٹ سے مطابق اوس اختیار تمیزی کے عطا کیا ہو جسکی گورنمنٹ موصوف حسب فقرہ شرطیہ مشمولہ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع کے قابل عمل مین لانے کے مجاز ہو یہ امر کہ نہایت عجیب نتائج خلاف اسکے تجویز کرنے سے پیدا ہونگے اوس بیان منجملہ دیگر امور کے ثابت ہے جو بطریق تمثیل سر دی بہاشیام آینگر نے دوران اپنی بحث کے پیش کیا فرض کرو کہ نالش لگان علاوہ کرایہ مکان کے جو چار سے زیادہ کسی ایسی عدالت مین دائر کیجاے جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر وجہ نالش پیدا ہوئی ہو اور وہ عدالت بحیثیت عدالت معمولی اختیار سماعت کے نالش مذکور کی سماعت کرنے کی مجاز ہو اور نہ بحیثیت ایسی عدالت کے مجاز ہو جسکو اختیار سماعت کل نالشات مطالبہ خفیفہ کا دیاگیا ہو ایسی صورت مین مطابق بحث رسپانڈنٹان کے نالش مذکور بلحاظ اس امر کہ آیا اپیل دوم دائر ہو سکتا ہے یا نہین ایسی تصور کیجاتی چاہیے کہ وہ از قسم نالش قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے نہین ہے لیکن اگر وہی نالش اوسی لگان کی کسی ایسی عدالت مین دائر کیجاے جسکو اختیار سماعت نالشات مطالبات خفیفہ کا دیاگیا ہو اور جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر مدعا علیہ سکونت رکھتا ہو (گو وجہ نالش اندر علاقہ اختیار سماعت مذکور کے پیدا نہوئی ہو) تو نالش مذکور واسطے اغراض فیصل کرنے اس امر کے کہ آیا اپیل دوم دائر ہو سکتا ہے یا نہین (مطابق بیان رسپانڈنٹان کے) از قسم نالش قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ تجویز کیجاتی چاہیے۔ بصورت ہونے نہایت صاف عبارت کے جس سے یہ نتیجہ نہ نکلے کہ کسی قاعدہ کی نسبت ایسے نتیجہ متناقض کے قائم کیا جانا مقصود تھا ہمین منظور کرنا بحث رسپانڈنٹان کا ناممکن تصور کرتے ہین جو امر کہ اب پیش کیا گیا وہ اصل مقدمہ مسماۃ مجیدہ رگھوناتھ بنام باجی رستیا (۱) (جو دو سو قدیم فیصل کیا گیا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۵ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۶

سنیدم ایار
بنام
سینیا نیاکن ۵۶۱

جبکہ مجموعہ ۱۸۵۹ء جیسا کہ ازروے ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے ترمیم کیا گیا نافذ تھا) پیش ہوا تھا کہ جج صاحب
چیف جسٹس اور گبس صاحب جسٹس نے بمقدمہ مذکور وہی نتیجہ اخذ کیا جو بمقدمہ سید اجالا محمد الی بنام
ماما سامی راجہ (۱) اخذ کیا گیا تھا۔ اس امر سے کہ بوقت نفاذ مجموعہ ۱۸۵۹ء کے واضعان قانون
نے یہ ضروری نہین خیال کیا کہ کوئی تبدیل عبارت دفعہ ۵۹۶ مجموعہ مذکور مین مطابق اوس حکم کے کیا جاے
جسکے لحاظ سے مقدمہ راجہندر رگھوناتھ بنام باجی رتیلال (۲) فیصل ہوا تھا یہ ثابت ہوتا ہے کہ فیصلہ مذکور کا
صحیح ہونا سمجھا گیا تھا۔ اور جبکہ بحوالہ دفعہ محولہ آخر ایک ویسا ہی امر بمقدمہ موسیٰ میان صاحب بنام
سید غلام حسین محمد (۳) پیدا ہوا تو سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و میلول صاحب جسٹس نے
امر مذکور کو مطابق اوس اصول کے فیصل کیا جسپر کورٹ صاحب چیف جسٹس و گبس صاحب جسٹس نے
عمل کیا تھا۔ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا کہ ازروے اس امر کے کہ وہ قسم مقدمات جسمین وہ
مقدمہ داخل ہے جس سے عدالت موصوف کو تعلق تھا ازروے آئین خاص کے بیرون اختیار سماعت عدالتہاے
مطالبہ خفیفہ کے کردیا گیا ہے) نوعیت نالش تبدیل نہین ہوتی کہ جس سے تعلقات حقوق مابین فریقین معلوم
ہوسکے جا سکین۔ یہ امر کہ فیصلہ ہذا بالکل صحیح ہے اوسوقت آشکارا ہوگا کہ تا شرح صحیح آئین مذکور کی (دفعہ ۱۵
ایکٹ بمبئی نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) ذہن نشین رکھی جاے۔ چنانچہ ازروے دفعہ مذکور ہر نالش (جسمین گورنمنٹ یا
کوئی عہدہ دار سرکار بحیثیت اپنے منصب کے کوئی فریق ہو) قابل سماعت صرف عدالت ضلع کے اور نہ کسی
عدالت ماتحت یا کسی عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے۔ ازروے ایسے آئین کے یہ امر آشکارا ہے کہ احکام کلی
عدالتہاے مطالبہ خفیفہ جو متضمن تشریح نوعیت نالشات قابل سماعت عدالتہاے موصوف کے ہین منسوخ یا
ترمیم نہین ہوتے ہین۔ ازروے آئین مذکور محض ایک رعایت بحق بعض اقسام فریقین کے جملہ نالشات مین بشمول
نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے قائم ہوتی ہے۔ یہ کہنا ضروری نہین ہے کہ
رعایت مذکور محض نوعیت نالشات قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے (یعنی نوعیت تعلق قانونی کے نہین جس
جس سے ایسی نالشات پیدا ہوتی ہین جو معمولی طور پر قابل تجویز عدالتہاے موصوف کے ہوتی ہین) یہ تجویز کرنا کہ رعایت محض
تعلق قانونی مابین فریقین نہین ہے ویسا ہی غیر معقول ہے جیسا کہ یہ تجویز کرنا غیر معقول ہے کہ کسی
تعلق قانونی (مثلاً تعلق بائع و مشتری) مین ازروے اس امر کے فرق آئیگا کہ مشتری اتفاق سے ہندو
یا مسلمان یا عیسائی یا یہودی مذہب کا ہے۔ اگر فیصلہ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و میلول صاحب جسٹس

(۱) انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۲۹ (۲) ریورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۳ صفحہ ۱۴۰
(۳) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰

سندرم ایار بنام سیندیا نائیکن

کا مخالف ہوتا تو فیصلہ مذکور بالا سے یہ نتیجہ ہوتا کہ مثلاً کوئی نالش واسطے قیمت مال (جو بدست کسی عہدہ دار
گورنمنٹ کے فروخت ہوا ہو) از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے بمبئی مین ہوگی باوجودیکہ کوئی نالش
واسطے قیمت اوس مال کے جو بدست کسی شخص معمولی کے فروخت ہوا ہو بمقام مذکور اوس قسم کی ہوگی یہ بھی لازم آتا کہ
کوئی نالش واسطے قیمت مال کے جو بدست عہدہ دار سرکار فروخت ہوا ہو مدراس مین (بخلاف بمبئی) از قسم اون
نالشات کے ہوگی جو قابل تجویز عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کے ہین کیونکہ کوئی آئین مثل دفعہ ۱۵ ایکٹ نمبر ۱۱ بابت ۱۸۶۵ع ۵۶۲
محولہ کے احاطہ سابق الذکر مین موجود نہین ہے یقیناً یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ منشاء واضعان قانون کا یہ نہین تھا کہ الفاظ
از قسم قابل سماعت بعدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ایک معنی بنگال مین ہون اور دوسرے مدراس مین اور تیسرے
بمبئی مین ہون اور علیٰ ہذا القیاس لیکن یہ کہ منشاء یہ تھا کہ معنی الفاظ مذکور کے جملہ ممالک مین کہ جن سے
مجموعہ ضابطہ دیوانی مذکور متعلق ہو اور بلحاظ جملہ حالات کے ایک ہی معنی سمجھے جائین پس
اسطرح تجویز کیا جا سکتا ہے کہ تعلق قانونی مین جس سے دعویٰ لگان پیدا ہوتا ہے کسی طرح اس امر سے خلل
آتا ہے کہ سماعت دعویٰ مذکور کی کوئی عدالت خاص صرف بلحاظ حالات خاص کے کرے مین صرف یہ اور
تحریر کرنا چاہتا ہون کہ فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ بنگال رنگورانے بنام ہالوے (۲) نسبت معنی دفعہ ۶۰۵ مجموعہ حال کے
اوسی اصول پر مبنی ہے جیسا کہ وہ اصول کہ جنپر فیصلہ جات بمبئی مبنی ہین۔

لہذا میری یہ راے ہے کہ وہ تعبیر جسکی نسبت منجانب اپیلانٹ بحث کی گئی صحیح تعبیر ہے اور یہ کہ فیصلہ
بمقدمہ بیاپیلانڈال بنام راماسامی راجہ (۱) صحیح ہے۔

جسٹس صاحب کرسٹبس۔ جو امر کہ ہمارے فیصلہ کے واسطے ارسال کیا گیا ہے یہ ہے آیا نالش لگان ایک نالش
از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ حسب مراد دفعہ ۶۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے یا نہین
اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ نالش کرایہ مکان از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہے کیونکہ
نالش مذکور قابل سماعت عدالتہاے موصوف حسب دفعہ ۱۵ (۲) ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات
(نمبر ۹ بابت ۱۸۸۷ع) کے ہے مین یہ تصور کرتا ہون کہ استصواب مذکور سے یہ مقصود تھا کہ صرف نالش لگان بجز کرایہ
مکان سے متعلق ہو۔ جواب اوس امر کا جو اسطور پر محدود کیا گیا ہے خالی از دقت نہین ہے لیکن میری راے مین
جواب صحیح اثبات مین ہے اختیار سماعت عدالتون کا نسبت سماعت کرنے نالشات دیوانی کے واضعان قانون
سے حاصل ہوتا ہے از روے دفعہ ۱۵ ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات کے (جو ساتھ ضمیمہ دوم منسلکہ
ایکٹ مذکور کے پڑھی جاے) یہ صاف صاف اور بصراحت قرار دیا گیا ہے کہ بعض نالشات قابل سماعت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۴۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹

سبندرم ایار
بنام
سینیا نائکن

۵۶۳

عدالت مطالبات خفیفہ کے ہین یا نہین ہین لیکن نسبت نالشات لگان بجز کرایہ مکان کے از روے ایکٹ مذکور کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ نالشات مذکور سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے مستثنی کیجاتی ہین الا جبکہ عدالت مطالبات خفیفہ جج کو لوکل گورنمنٹ نے اونکی سماعت کرنے کا اختیار صریحاً بخشا ہو۔ اگر موصوف الیہ کو ایسا اختیار سماعت بخشا گیا ہو تو نالشات مذکور قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہوجاتی ہین۔ ایسی نالشات کے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ ہونے کا تصفیہ صریحاً واضعان قانون نہین کرتے ہین بلکہ لوکل گورنمنٹ بموجب ایسے اختیار کے تصفیہ کرتی ہے جو واضعان قانون سے حاصل ہوتا ہے بالفاظ دیگر واضعان قانون نے تجویز کی ہے کہ نالشات مذکور ایسی نوعیت یا قسم کی ہین کہ لوکل گورنمنٹ اونکو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے کر سکتی ہے

جو نالشات قابل تجویز عدالت ہاے مطالبات خفیفہ کے ہین بالفاظ عام زیادہ تر نالشات سادہ نوعیت اور قلیل تعین مالیت کی ہین۔ اب ہم دیکھین گے کہ واضعان قانون کس طرح جو فیصلہ جات بنا راضی ڈگریات صادرہ نالشات ہذا کا کرتے ہین۔ اگر عدالت مطالبات خفیفہ نے در حقیقت سماعت نالش کی ہے تو اپیل کی اجازت بالکل نہین دیجاتی ہے کیونکہ دفعہ ۲۷ ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصلات مین یہ حکم ہے کہ ڈگری عدالت قطعی ہے لیکن بہت سی نالشات ایسی ہین جو قابل تجویز عدالت مطالبات خفیفہ کے ہونگی گو کوئی عدالت مع اختیار سماعت مختص المقام اور مالی کے موجود ہو لیکن اونکی سماعت حسب الشرائط ابتدائی کے کسی منصف ضلع کی عدالت مین بدین وجہ کیگئی ہو کہ کوئی عدالت مطالبہ خفیفہ با اختیار سماعت مختص المقام اور مالی کے جو مجاز سماعت نالشات مذکور کی ہو وہان موجود نہ ہو۔ نالشات ہذا مین از روے دفعہ ۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل اول کی اجازت ہے لیکن اپیل دوم کی اجازت از روے دفعہ ۱۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین دیجاتی جسمین یہ حکم ہے کہ کسی مقدمہ از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مین اپیل دوم نہو گا جب تعداد یا مالیت شے مدعا بہا کی جسکی بابت اصل نالش رجوع ہوئی تھی پانسو روپیہ سے زیادہ نہو۔

جبکہ واضعان قانون دفعہ ہذا مین تذکرہ نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ کا کرتے ہین تو مین خیال کرتا ہون کہ اون سے مراد اون نالشات سے ہے جنکو واضعان قانون نے ایسی قسم کی نالشات تجویز کیا جنکو سرسری طور پر عدالتہاے مطالبات خفیفہ مین بلا کسی فعل مزید خود واضعان قانون کے رو سے قابل تجویز ہونا قرار دی گئی ہون اگرچہ کسی فعل مزید کی ضرورت لوکل گورنمنٹ کو عدالت مطالبہ خفیفہ کے قائم کرنے مین یا کسی موجودہ معمولی عدالت کو اختیارات مطالبہ خفیفہ عطا کرنے مین یا جج عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار تجویز کرنے نالشات لگان کا بطور نالشات مطالبہ خفیفہ کے عطا کرنے مین ہو

سندرم ایّر بنام سینڈیا نائکن

۵۶۴

جبکہ واضعان قانون یہ تجویز کرتے ہین کہ بعض قسم کی نالشات قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ بلا کارروائی مزید واضعان قانون کے کیجائین تو مین خیال کرتا ہون کہ نالشات مذکور از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہین گو لوکل گورنمنٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ قائم نہ کرے یا کسی حاکم کو اختیار تجویز کرنے عموماً نالشات مطالبہ خفیفہ یا خصوصاً نالشات لگان مثل نالشات مطالبہ خفیفہ کے عطا نکرے مین خیال کرتا ہون کہ واضعان قانون تصفیہ نوعیت نالش کا ایک ہی مرتبہ کردیتے ہین لیکن معزی الیہم لوکل گورنمنٹ کو اجازت یہ فیصلہ کرنے کی دیتے ہین کہ آیا درحقیقت نالشات کی سماعت مثل نالشات مطالبہ خفیفہ کے کیجائیگی یا نہین اور اوسکو لوکل گورنمنٹ بذریعہ قائم کرنے عدالتہاے مطالبہ خفیفہ یا موجودہ معمولی عدالتون کو عطا کرنے کم یا زیادہ اختیار سماعت مطالبہ خفیفہ کے کرتی ہے۔ اختیار سماعت کی حدبندی رقم ارضی تعین مالی نالشات کے ہوسکتی ہے اور اوسکی توسیع نالشات لگان تک ہو یا نہو کل یہی معاملات جو مرضی لوکل گورنمنٹ پر منحصر ہین لیکن موثر قسم یا نوعیت نالشات کے نہین ہوتے۔ واضعان قانون نے اوسکا تصفیہ اوسوقت کیا جبکہ معزی الیہم نے یہ حکم دیا کہ عدالتہاے مطالبات خفیفہ سماعت نالشات مذکور کی کرین بشرطیکہ لوکل گورنمنٹ کارروائی مناسب نسبت قائم کرنے عدالتون یا عطا کرنے اختیارات ضروری عدالتہاے موصوف کے کرے۔

اگر کارروائی مذکور کیجاے تو نالشات مذکور نہ صرف از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہین بلکہ وہ اصل قابل سماعت عدالتہاے موصوف کے ہوجاتی ہین لیکن اگر کارروائی مذکور نہ کیجاے تو نالشات مذکور وہ اصل قابل سماعت عدالتہاے موصوف کے نہین ہوجاتین لیکن اونکی قسم اور نوعیت جسطور پر کہ واضعان قانون نے شروع مین قرار دی غیر متغیر رہ جاتی ہے۔

لہذا میری راے مین نالشات لگان بمقتضاے دفعہ ۶۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی نالشات از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہین اور واسطے وسے بالعموم اور بلا واسطہ ایسی کارروائی کے ہین جو لوکل گورنمنٹ نے عدالتہاے موصوف کے قائم کرنے مین یا حاکمان کو اختیارات بموجب ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مفصلات کے عطا کرنے مین کی ہو یا نہ کی ہو۔

یہ اور تحریر کیا جاسکتا ہے کہ بظاہر اس راے کی وجہ سے واضعان قانون کی زیادہ مستقل مصلحت بہ نسبت راے علی سبیل البدل کے ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے اگر واضعان قانون نے جبکہ اونہون نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کو منضبط کیا نالشات لگان کی نسبت یہ تصور کیا کہ گویا وہ ایسی قسم کی ہین کہ جنہین اہلیاے دوم ہوسکتے ہین تاہم جبکہ معزی الیہم نے ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ نافذ کیا تو اونکو مثل

سندرم ایر بنام سینیا نایکین

ایسی نالشات کے تصفیہ کیا جو از روے اشتہار ر کل گورنمنٹ قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے گگئی ہون کہ جس صورت مین بلحاظ ونکے اپیل اول کی بہی اجازت نہ دیجاے گی۔

ڈیویز صاحب جسٹس - مین اوس نتیجے سے جو کثرت راے حکام عدالت سے اخذ کیا گیا ہے اتفاق کرتا ہون اور جواب استصواب مذکور کا اثبات مین دونگا۔

(چونکہ اپیل دوم بغرض سماعت قطعی بعد اظہار راے مندرجہ بالا اجلاس کامل کے رو برو پیش ہوا لہذا عدالت سے اوسکو ڈسمس کیا)۔

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۹۰۰ع ۷- فروری

باجلاس مسٹر آرنولڈ وہیٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ونکٹا رمیا (مدعی) سایل بنام سوبیا (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

صفحہ کتاب انگریزی ۵۶۵

ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۵ع دفعہ ۷- پٹہ کے تحریر کرنے سے انکار- نالش لگان ازروے دفعہ ۷ ایکٹ ایصال لگان کے جب ڈگری بغرض حوالگی پٹہ کے صادر کیجاے اگر وہ شخص جسکو بروے ڈگری پٹہ مذکور تحریر کرنیکا حکم دیا گیا ہو تحریر کرنے سے انکار کرے تو ڈگری مذکور اوس معاہدہ لگان کی شہادت ہوگی جو شخص مذکور سے قابل وصول ہے نقل ڈگری مذکور کا جسپر دستخط اور مہر صاحب کلکٹر کے ہون بعینہٖ ایسا اثر ہوگا جیسا کہ پٹہ کا جو شخص مذکور کا ہوتا ایک میعادے پٹہ پیش کرکے اور اسکی تصدیق نہ ہو۔ ناظم سررشتہ کراکے نالش لگان دائر کی اسامی نے اپنے بیان تحریری مین پٹہ کے صحیح ہونے سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ نامبردہ پابند اوسکے قبول کرنے کا نہین ہے۔

تجویز ہوئی - کہ یہ امر بمنزلہ انکار تحریر پٹہ کے ہے جسکی حوالگی کی ڈگری صادر ہو چکی تہی حسب منشاے دفعہ ۷ کے ہے اور یہ کہ احکام دفعہ مذکور کی تعمیل ہو چکی ہے۔

نالش لگان مدعی نے یہ بیان کیا کہ پٹہ جسکی عدالت مال نے تصدیق کی تہی مدعا علیہ کو باضابطہ دیا گیا تہا اور اوس نے پٹہ کو اور ڈگری عدالت مال مصدرہ نالش مذکور داخل کی مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین پٹہ کے مصدقہ ہونے سے انکار کیا اور یہ بحث کی کہ پٹہ مذکوران وجوہ سے جو اوس نے بیان کئے جائز نہین ہے نامبردہ نے یہ دعوی کیا کہ وہ کسی طرح سے پابند اوسکے قبول کرنے کا

÷ درخواست نظر ثانی صیغہ دیوانی نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۹ع حسب دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ منفصلات بعدالت ہائی کورٹ باستدعاے نظر ثانی ڈگری پی ایس گرو موردی آیار صاحب جج خفیفہ کستنا بہ نالش مطالبہ خفیفہ نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۹ع

وِنکٹا رمیا بنام سوبا

نہیں تھے تنقیحات مرتب کی گئیں یعنی (اول) یہ کہ "آیا مدعی نے پٹہ بابت سنہ ۱۳۱۳ فصلی کے مدعا علیہ کو دیا اور (دوم) یہ کہ آیا مدعا علیہ ذمہ وار لگان متدعویہ کا ہے"۔ جج ماتحت نے شہادت مدعی پر جو نسبت دینے کے لئے پیش کرنے پٹہ کے تحت عمل کرنے سے انکار کیا اور بحوالہ مقدمہ رنگایا اپاراؤ بنام رتنم (۱) یہ تجویز کی کہ فیصلہ عدالت مال نابرد وہ پر واجب التعمیل نہیں ہے۔ موصوف الیہ نے تنقیح اول کا فیصلہ خلاف مدعی کیا اور نالش ڈسمس کی۔

مدعی نے یہ درخواست نظر ثانی صیغہ دیوانی پیش کی۔ ۵۶۶

کیتو سامی آیر منجانب سائل بحث بمقدمہ ہذا امر تجویز شدہ کی بابت نہیں ہے اور مقدمہ رنگایا اپاراؤ بنام رتنام (۱) متعلق نہیں ہے۔ امر جسکا فیصلہ مقدمہ مذکور میں کیا گیا یہ تھا کہ آیا فیصلہ عدالت مال نسبت جواز یا عدم جواز پٹہ کے جو کارروائیات تنقیح قرقی میں صادر ہوا امر تجویز شدہ تھا یا نہیں جبکہ امر مذکور بغرض فیصلہ عدالت دیوانی میں پیش کیا گیا لیکن مقدمہ ہذا سے احکام دفعہ ۷۷ ایکٹ ایصال لگان کامل طور پر متعلق ہیں یعنی جبکہ عدالت مال کسی نالش میں جو حسب دفعہ ۷۷ ایکٹ ایصال لگان دائر کیجائے تصفیہ پٹہ مابین فریقین کرے تو فیصلہ مذکور شہادت قطعی تعداد لگان کی ہے اور نقل فیصلہ مذکور کا وہی اثر اور نتیجہ ہے جو مچلکہ نوشتہ اسامی کا ہوتا ہے۔ عدالت دیوانی کو ایسے حالات میں اس سے زیادہ فیصل کرنا نہیں ہے۔

سیوا سامی آیر منجانب رسپانڈنٹ۔ دفعہ ۷۷ میں بطور شرط مقدم یہ حکم ہے کہ اسامی نے بعد فیصلہ عدالت مال کے مچلکہ تحریر کرنے سے انکار کیا ہو مقدمہ ہذا میں کوئی ایسا بیان یا ثبوت نہیں ہے مزید براں بحث سائل در اصل نسبت پیش کرنے عذر امر تجویز شدہ کے ہے لہذا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مقدمہ رنگایا اپاراؤ بنام رتنام (۱) متعلق ہے۔

کیتو سامی آیر نے جواب دیا۔ انکار اسامی ایک شرط مقدم بموجب دفعہ مذکور نسبت ارجاع نالش کے نہیں ہے۔ جیسا کہ دفعہ مذکور میں مد نظر ہے قبل اسکے کہ فیصلہ عدالت مال شہادت میں استعمال کیا جائے بلا شک انکار مذکور ثابت ہونا چاہئے۔ بیان تحریری مدخلہ مقدمہ میں انکار مندرج ہے اور باغراض دفعہ مذکور وہ کافی ہے۔

تجویز۔ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت سماعت مقدمہ ہذا توجہ جج ماتحت کی احکام دفعہ ۷۷ ایکٹ ایصال لگان کیطرف مائل نہیں کرائی گئی۔ دفعہ مذکور میں حکم حسب ذیل ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۹۲

وکنٹارمیا بنام سوبتام

جب تو تقی ڈگری دو واسطے حوالگی مچلکہ کے صادر کیجائے اگر وہ شخص جسکو بروے ڈگری مچلکہ مذکور تحریر کرنیکا حکم دیا جاے اوسکے تحریر کرنے سے انکار کرے تو ڈگری مذکور اوس تعداد لگان کی شہادت ہے جو شخص مذکور سے قابل وصول ہے اور نقل ڈگری کا جسپر دستخط اور مہر صاحب کلکٹر کے ہون وہی نتیجہ اور اثر ہوگا جو مچلکہ دستخطی شخص مذکور کا ہوتا۔

۵۶۷ اگر تعمیل احکام دفعہ ۷۱ کی کیجائے تو نقل ڈگری کا وہی اثر اور نتیجہ ہے جو مچلکہ نوشتہ اوس شخص کا ہوتا ہے جسکو بروے ڈگری مچلکہ تحریر کرنیکا حکم دیا گیا تھا بجانب مدعی اسپانڈنٹ (اسامی) یہ بحث کی گئی ہے کہ زمیندار دفعہ ہذا پر استدلال نہیں کرسکتا کیونکہ احکام دفعہ مذکور مین سے ایک حکم کی تعمیل نہین ہوئی ہے یعنی یہ کہ اوس شخص نے جسکو بروے ڈگری مچلکہ تحریر کرنیکا حکم دیا گیا تھا اوسکے تحریر کرنے سے بعد صدور تجویز کے انکار کیا۔ جس امر کا ہمکو فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا بعد صدور ڈگری حوالگی مچلکہ اسامی نے تحریر مچلکہ سے انکار کیا یا نہیں۔ بابت اپنے عرضی دعوی مین زمیندار پیش کرتا ہے کہ پٹہ کا بابت سنہ ۱۳۰۷ ف کے اور تصدیق کیا جانا پٹہ ہذا کا پیشگاہ عدالت مسری (یعنی مال) سے بیان کرتا ہے۔ مدعا علیہ اپنے بیان تحریری مین پٹہ پیش شدہ کے جایز ہونے سے انکار کرتا ہے اور یہ بیان کرتا ہے کہ وہ پابند اوسکے قبول کرنے کا نہین ہے۔

ہم خیال کرتے ہین کہ یہ امر سادی انکار تحریر مچلکہ کے جسکی حوالگی کے لئے ڈگری صادر ہوئی تھی حسب منشاء دفعہ ۷۱ ایکٹ ایصال لگان کے ہے اور یہ کہ احکام دفعہ مذکور کی تعمیل ہوچکی ہے جج ماتحت کو اس بنا پر تجویز بحق زمیندار صادر کرنی چاہئے تھی۔ تنقیح دوم مین کوئی امر واسطے تجویز جج ماتحت کے باقی نہین ہے اور واسطے ہم مقدمہ پاس موصوف الیہ کے واپس نہین کرتے۔ ہم ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور فیصلہ بحق مدعی بابت رقم متدعویہ کے صادر کرتے ہین۔ اندرین حالات ہم کوئی حکم نسبت خرچہ عدالت جج ماتحت یا عدالت ہذا کے نہین صادر کرتے۔

ضمیمہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۹۰۰ء ۹- فروری

صفحہ کتاب انگریزی ۵۶۸

باجلاس مسٹر ربولڈ وِٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر امانیا ایار صاحب جسٹس

شیوسامی نایکر وغیرہ دیگر معاعلیہم اپیلانٹ (اپیلانٹان) - بنام رتناسامی نایکر (مدعی سائل قابل) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۴۴ و ۵۸۶ - درخواست التوائے نیلام بسبب اجرای ڈگری بوجہ کمی تخمینہ مالیت کے۔ حکم شفوع مسمی درخواست - اپیل بنا راضی حکم مسمی - ڈگری

اپیل متفرقہ صیغہ دیوانی نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی حکم ... اے ... عدالت ... نمبر ... سنہ ۱۸۹۹ء ... ناظر باہداد ... نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۹ء

شیو سامی نائکر
بنام
رتنا سامی نائکر

بعض مدعا علیہم نے بمقابلہ جنکے ڈگری صادر کی گئی تھی درخواست واسطے اس حکم کے پیش کی کہ نیلام حسب استدعاے ڈگریدار بعلت اجراے ڈگری نامبردہ بدین وجہ کیا جاے کہ اشتہار نیلام مین قیمت جائداد کم درج کیگئی تھی جج ماتحت نے کمی مالیت کو غیر اہم تجویز کیا اور درخواست ڈسمس کی اسپر مدیون ڈگری نے مجوزہ ہائیکورٹ اپیل کیا۔ چونکہ یہ عذر ابتدائی عدالت موصوف مین کیا گیا کہ بنا راضی حکم ڈسمسی اپیل نہین ہوسکتا لہذا۔

تجویز ہوئی کہ اپیل ہوسکتا ہے کیونکہ حکم نسبت اسی بحث کے صادر کیا گیا تھا جو اجراے سے متعلق تھی اور بحث مذکور ایسی تھی جو حسب منشاے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مابین فریقین نالش جسمین ڈگری صادر کی گئی پیدا ہوئی تھی اور جو متعلق اجراے ڈگری مذکور کے ہے۔

بر طبق نیلام جائداد بعلت اجراے ڈگری جو قیمت اشتہار نیلام مین درج کیجاے وہ حسب دفعہ تحتی (درج) دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک امر اہم ہے۔ کم تخمینہ مالیت جائداد مذکور کا ایک بیضابطگی اہم مشتہر کرنے یا عمل مین لانے نیلام مین ہے۔

سائلان نے بحیثیت مدعا علیہم و مدیونان ڈگری نالش کے عدالت ماتحت مین درخواست واسطے اس حکم کے پیش کی کہ نیلام حسب استدعاے ڈگریدار بعلت اجراے ڈگری نامبردہ بدین وجہ کیا جاے کہ اشتہار نیلام مین قیمت جائداد کا اندازہ کم کیا گیا ہے۔ جج ماتحت نے ایک حکم بدین مضمون صادر کیا کہ کمی مالیت غیر اہم ہے کیونکہ جائداد کا نیلام سب سے زیادہ بولی بولنے والے کے نام ختم ہوا موصوف الیہ نے درخواست ڈسمس کی۔

بنا راضی حکم ہذا سائلان نے اپیل ہذا دائر کیا۔

سندر ایار منجانب رسپانڈنٹ۔ ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل ہذا کے ہے۔ یہ عرض
۵۶۹ کیا جاتا ہے کہ اپیل بنا راضی حکم عدالت ماتحت نہین ہوسکتا کیونکہ مقدمہ منشاے دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل نہین ہے دیگر دفعہ جسمین حکم واسطے اپیلہاے معاملات متفرقہ کے ہے یعنی دفعہ ۳۱۱ باقتضام دفعات ۲ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور درحقیقت اپیل ہذا کا حسب ان دفعات کے پیش کیا جانا بیان کیا گیا ہے لیکن دفعہ ۳۱۱ صرف اون ڈگریات کے متعلق ہے اور حکم عدالت ماتحت کہ جسکی اب شکایت کیجاتی ہے "ڈگری" نہین ہے۔ دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین تعریف "ڈگری" کی با ضابطہ ظاہر کرنا فیصلہ کا نسبت کسی دعوی استحقاق یا جوابدہی کے جو پیش بار رجوع کیا جاے" مقدمہ ہذا منشاے اس تعریف ڈگری مین داخل نہین ہے۔ جزو آخر تعریف مذکور کا تابع جزو اول کے ہے جس کو یہ حکم مشتمل تصفیہ کسی امر مندرجہ دفعہ ۲۴۴ کے "ڈگری" صرف اوسوقت ہوگا جبکہ وہ فیصلہ قطعی کسی دعوی استحقاق

شیو سامی نایکر
بنام
رتنا سامی نایکر

یا جوابدہی کا ہو تو پیش بار رجوع کیجاے بحث ہذا کی تائید مقدمہ منال چند بنام راشیشری داسی (۱) سے ہوتی ہے یہ منشا نہیں ہے کہ حق اپیل بنا راضی ہر ایک حکم کے جو صیغہ اجرا میں صادر ہو دیا جاے۔

سیو سامی ایار منجانب اپیلانٹ - یہ بحث مابین فریقین نالش پیدا ہوتی ہے اور اجرا ڈگری سے تعلق ہے اسوجہ سے وہ بمنشاے فقرہ (ج) دفعہ ۲۴۴ میں داخل ہے - اور دفعہ ۲ میں جسمین ڈگری کی تعریف کی گئی ہے یہ مندرج ہے کہ حکم جسکی روسے کوئی امر متذکرہ دفعہ ۲۴۴ - باستثناے امر مصرحہ دفعہ ۵۸۸ کے طے کیا جاے تعریف ڈگری مین داخل ہے - مقدمہ ہذا بمنشاے فقرہ (ج) دفعہ ۲۴۴ میں داخل ہے اور مسلّہ اوسکی تصحیح دفعہ ۵۸۸ مین نہین کی گئی ہے - پس جب دفعہ ۵۴۰ بانضمام دفعات ۲ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل ہو سکتا ہے - جزو اخیر تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ تابع جزو اول کے ہونا چاہیے - دونون حصص ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ہین - یہ عرض کیا جاتا ہے کہ اپیل ہو سکتا ہے -

تجویز - یہ عذر ابتدائی کہ اپیل نہین ہو سکتا پیش کیا گیا ہے حکم بنا راضی جسکے اپیل کیا گیا اس درخواست مدعا علیہم پر کہ درخواست اجرا جو مدعی نے داخل کی ڈسمس کیجاے صادر ہوا تھا - درخواست واسطے اس حکم کے تھی کہ نیلام بعلت اجراے ڈگری بدینوجہ نکیا جاے کہ اشتہار نیلام مین قیمت جائداد کا تخمینہ کم کیا گیا تھا - جج ماتحت نے درخواست مدعا علیہا بدین وجہ ڈسمس کی کہ ۷۰ یہ امر کہ قیمت جائداد کا اندازہ کم کیا گیا غیر اہم ہے - نتیجہ حکم جج ماتحت کا یہ ہے کہ نیلام باوجود کم کئے جانے تخمینہ مالیت کے عمل مین آئیگا ہماری دانست مین بحث جو درخواست مدعا علیہ پر پیش کی گئی ایسی بحث ہے جو مابین فریقین نالش جسمین ڈگری صادر ہوئی پیدا ہوئی تھی اور وہ حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اجراے ڈگری سے متعلق ہے - منجانب ڈگریدار (رسپانڈنٹ) یہ بحث کی گئی ہے کہ بلحاظ تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ مذکور حکم جسکی روسے کوئی امر متذکرہ یا محولہ دفعہ ۲۴۴ باستثناے امر مصرحہ دفعہ ۵۸۸ کے طے کیا جاے وہ حکم قابل اپیل نہین ہے بجز اسکے کہ وہ مساوی باضابطہ ظاہر کرنے فیصلہ کے نسبت کسی دعوی استحقاق کے ہو - نیز بفرض اسکے کہ حکم جج ماتحت درحقیقت باضابطہ ظاہر کرنا فیصلہ کسی دعوی استحقاق کا نہین ہے ہماری دانست مین جب تک حکم کی روسے کوئی امر محولہ دفعہ ۲۴۴ طے ہوتا ہے اوسوقت تک بنا راضی حکم مذکور اپیل ہو سکتا ہے - فیصلہ عدالت ہائی کورٹ کلکتہ صادرہ مقدمہ منال چند بنام راشیشری داسی (۱) سے بلاشک تائید اوس بحث کی ہوتی ہے جسکو ڈگریدار نے پیش کیا ہے لیکن ہم الفاظ تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۲

مجموعہ مذکور کی وہی تعبیر کرنے پر آمادہ نہیں ہیں جو نظام ایپائی کورٹ کلکتہ کرنے پر آمادہ تھی - لہذا اب ہمارے لئے صرف دفعہ ۲۴۴ رہ گئی اور ہکو یہ کہنا ہے کہ آیا بحث جو روبرو جج ہوئی کہ بحث گی گئی اجرائے ڈگری سے تعلق ہے یا کیا بلا کوشش قرار دیے کسی عام قاعدہ کے جو ایسے جملہ احکام سے جو بمقدمہ اجرائے ڈگری صادر ہوں متعلق کیا جائے یہ کہنا کافی ہے کہ حکم نسبت اوس بحث کے صادر کیا گیا تھا جو اجرائے متعلق ہے اور بدیں وجہ حکم جو صادر کیا گیا قابل اپیل ہے چنانچہ ہم عذر ابتدائی کو نامنظور کرتے ہیں

برنبائے روئداد کے ہم خیال کرتے ہیں کہ جج ماتحت کی یہ رائے صریحاً غلط ہے کہ تخمینہ مالیت غیر اہم ہے - اب تصفیہ قاعدہ کا بروئے فیصلہ پریوی کونسل مصدورہ مقدمہ سعادت محمد بنام بیول کنور (۱) کے ہوگیا ہے -

ہم اپیل کو مع خرچہ منظور کرتے ہیں - ہم حکم جج ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں اور موصوف الیہ کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ حتی الامکان قیمت جائداد کی تحقیق کریں اور مطابق اوسکے اشتہار نیلام ترمیم کریں

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۹۱۰
۳ و ۶ و ۷ جنوری و ۱۳ فروری

بہ اجلاس سر آرنولڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و بخش صاحب جسٹس

آر و یمکس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان

بنام

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ +

مقدمہ کاپ بہ ڈگری
۵۷۱

ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس) ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء دفعات ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ - ایکٹ مدراس متضمن سو دفعہ و مقدمہ ہائے دیہی مدراس - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ء دفعہ ۴۱ - اجرت یا فیستی عہدہ داران دیہہ - دستک نسبت اوا کرنے روپیہ کے حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ وصول مالگذاری بسلسلہ ادائے ساتھ عذر کے - نالش واسطے دلاپانے رقم اداشدہ کے - جواز دستک - میعاد سماعت

بموجب رواج ایک زمینداری کے اسامیان اپنا پیداوار کھلیان میں جمع کرتے تھے جہاں پیداوار مذکور زغلہ دیگر اشخاص کے جو ملازمان دیہی تھے تقسیم کیا جاتا تھا جبکہ وہ اراضی زمینداری سے بذریعہ خریداری تبدیل کیا اور اسامیان کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنا پیداوار بذریعہ راست انبار خانہائے ٹھیکہ داران میں لیجائیں جنہوں نے یہ وعدہ کیا کہ

اپیل نمبر ۹۰ سنہ ۱۹۰۹ء بنا راضی ڈگری ڈی ور ورلا قائم مقام جج ماتحت چند روزہ مقام مدورا دو مشرقی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۹ء -

آر
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ مند
باجلاس کونسل

وے ملازمان دیہی کو اجرت اجارہ خانہ تہا سے مذکور سے ادا کرتے گئے۔ چونکہ یہ اجرت صرف جزو ادا کی گئی لہذا ملازمان دیہی سو ہو سرکاری عمال کے نالشی ہوئے جنہوں نے واسطے ادائے بقایا کے ٹھیکہ داران سے درخواست کی اور بالاخر واسطے ادائے بقایا مذکور کے حسب دفعہ ۵۲ - ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء) دستک جاری کی گئی بموجب اسکے ٹھیکہ داران نے زر بقایا ساتھ عذر کے ادا کیا اور ایک سال بعد بنام سکرٹری آف سٹیٹ واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو ادا کیا گیا تہا نالش کی۔

تجویز ہوئی - کہ ٹھیکہ داران مذکور سے اپنے آپکو ادائے اجرت کا ذمہ دار کیا اور کلکٹر مستحق تہا کہ حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء) کے کارروائی واسطے وصول کرنے اجرت مذکور کرے۔

نیز **تجویز ہوئی** - کہ چونکہ نالش اندر چہ ماہ کے اوس تاریخ سے جب بناے دعویٰ مظہرہ پیدا ہوئی تہی دائر نہیں کی گئی لہذا ازروے حسب دفعہ ۵۹ - ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء) تمادی عارض ہے۔

نالش واسطے استقرار اور واسطے دلاپانے بقایاے مالگذاری کے جو مدعا علیہ کو ساتھ عذر کے ادا کی گئی عرضی دعوی میں یہ بیان ہے کہ مدعیان ٹھیکہ دار شیوگنگا زمینداری کے تہے اور اون میں توٹیان تہے جو موضع تروپاتر واقع زمینداری مذکور میں کار توٹی انجام دیتے تہے اور زمینداری مذکور ایک جائداد بندوبست استمراری کی تہی کہ جسمیں گورنمنٹ سے صرف حق وصول پیشکس مقررہ کا حسب آئین بست و پنجم سنہ ۱۸۰۲ء قائم رکہا تہا اور تہا زمیندار کو اختیار تقرر اور برخاستگی ملازمان کا کہ جن میں توٹی داخل ہیں اور اونکو مواجب یافتنی نابردگان دستور مرسوم اوا کرنیکا حاصل تہا اور نیز رقم مذکورہ بہ تناسب مقدار غلہ فراہم کردہ کے دیئے جاتے تہے کہ جو اسامیان سے قبل اسکے کہ علوار تقسیم کیا جاے لینا جاتا چاہئے - اور باین وجوہ آئین ششم سنہ ۱۸۳۱ء زمینداری مذکور سے متعلق نہیں ہے نہ ملازمان تابع آئین مذکور کے ہیں - مدعیان نے یہ بحث کی کہ حسب دفعہ ۵۲ - ایکٹ مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء گورنمنٹ کو کچھ اختیار وصول کرنے سو تنخواہ توٹیان مذکور کا اسطور پر نہ تہا گویا وہ بقایاے مالگذاری ہے کیونکہ فی الحقیقت کوئی بقایاے مالگذاری نہیں تہی اور یہ کہ سو تنخواہ اسامیان سے وصول کیا جانا چاہئے تاہم ڈپٹی تحصیلدار سرکار نے بتاریخ ۲۷ - جولائی سنہ ۱۸۹۶ء دستک بنام مدعیان حسب دفعہ ۵۲ - ایکٹ مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء بہیجی کہ اسپر وہ رقم جسکی بابت اب نالش کی گئی مالیتی ۵ ساتھ عذر کے منجانب مدعیان بتاریخ ۵ - اگست سنہ ۱۸۹۶ء جمع کی گئی مدعیان نے نالش بتاریخ ۴ - اگست سنہ ۱۸۹۷ء دائر کی اور واسطے استقرار اس امر کے استدعا کی کہ آئین ششم سنہ ۱۸۳۱ء ۵۷۲

آر. بنام سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا باجلاس کونسل

شیو گنگا زمینداری سے متعلق نہ تھا اور حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ مدراس نمبر ۲ بابت ۱۸۶۴ء گورنمنٹ کو کچھ حق وصول کرنے سوتنترم کا مدعیان سے بطور بقایا ے مالگذاری نہ تھا اور وہ واسطے اس حکم کے استدعا کی کہ رقم جو ساتھ عذر کے ادا کی گئی واپس ہونی چاہئے۔ جوابدہی میں اس امر سے انکار کیا گیا کہ گورنمنٹ کو کوئی اور حق بجز حق وصول کرنے پیشکش کے حاصل نہ تھا یا یہ کہ ٹوٹیان کو وصول کرنا ایجی اجیمت کا اسامیان سے لازم تھا اور یہ دعوی کیا گیا کہ ملازمان ریونیو مستحق وصول کرنے اپنے سواجب مذکور کے مدعیان سے ہین اور آئین ششم ۱۸۳۱ء اور احکام جنکی روسے آئین مذکور منسوخ ہوا ہے متعلق زمینداری شیو گنگا کے ہین اور یہ کہ سواجب مذکور اگر باضابطہ ادا نہ کئے گئے ہون تو حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ مدراس نمبر ۲ بابت ۱۸۶۴ء وصول کئے جا سکتے ہین نیز یہ بحث کی گئی کہ نالش مذکور مین حسب دفعہ ۵۹ ایکٹ مدراس نمبر ۲ بابت ۱۸۶۴ء تمادی عارض ہے۔

جج ماتحت نے تین تنقیحات ذیل مرتب کین (اول) آیا ٹوٹیان مواضع مشمولہ زمینداری شیو گنگا (جنکا مدعیان نے ٹھیکہ لیا) مستحق پانے سوتنترم مذکور کے جو اتفیعی نابردگان ہین براہ راست رعیت سے ہین یا مالک سے۔

(دوم) اگر سوتنترم مذکور ادا نہین کئے گئے ہین تو آیا مدعا علیہ پر فرض ہے کہ اون اشخاص سے جو ذمہ دار تجویز کئے جاوین سوتنترم مذکور العدد وصول کرے اور اون کو ٹوٹیان مذکور مین تقسیم کرے اگر یہ صورت ہے تو آیا مدعیان مستحق واپسی رقم مبلغ ۱۱۷۸ روپیہ کے (جو اون سے بتاریخ ۵ اگست ۱۸۹۶ء بابت قیمت سوتنترم غیر منقسمہ کے سن ابتدائے ۱۳۰۲ فصلی لغایت ۱۳۰۴ فصلی ڈپٹی تحصیلدار ترو پاتور نے وصول کی) ہین یا نہین۔ آیا مدعیان کے دعوی واپسی رقم مذکورہ مبلغ ۱۱۷۸ روپیہ مین دفعہ ۵۹ ایکٹ مدراس نمبر ۲ بابت ۱۸۶۴ء عارض ہے یا نہین (سوم) آیا مدعیان کو بحیثیت ٹھیکہ داران زمینداری ادا کرنا سوتنترم یا اونکی قیمت کا لازم ہے یا نہین۔ ۵۷۳

نسبت تنقیح اول کے موصوف الیہ نے یہ تجویز کی کہ ٹوٹیان مذکور مستحق دلاپانے سوتنترم یا فستی اپنے کے مالک سے ہین اور نہ براہ راست اسامیان سے نسبت تنقیح دوم کے موصوف الیہ نے یہ تجویز کی کہ مدعیان مستحق واپسی مبلغ ۱۱۷۸ روپیہ کے نہ تھے جو ساتھ عذر کے ادا کیا گیا تھا موصوف الیہ نے مزید بران یہ تجویز کی کہ چونکہ از روے دفعہ ۵۹ ایکٹ مدراس نمبر ۲ بابت ۱۸۶۴ء اشخاص جنکی بابت کسی کارروائیات کے جو حسب ایکٹ مذکور کیگئی ہون حق تلفی ہوئی ہو صرف اندر چھ ماہ کے اوس وقت سے جب بنا ے مخاصمت پیدا ہوئی ہو نالش دائر کر سکتے ہین اور چونکہ نالش مذکور

آر
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
باجلاس کونسل

ایک سال بعد پیدا ہوتے وجہ نالش کے دائر کی گئی تھی لہذا عدالت سماعت اوسکی تعین کرسکتی تھی۔ موصوف الیہ نے حوالہ مقدمات ملیا بنام ورایا (۱)، وراسن بنام چندن (۲)، وکمارا سامی بلچی بنام آر (۳) کا دیا۔

مدعیان نے اپیل ہذا رجوع کیا۔

وی کرشنا سامی ایار ودایس سری نواس آئنگر نے منجانب ریلانٹان یہ بحث کی کہ مستک مناسب طور پر بنام مدعیان نسبت بقایائے سو متنزم کے حسب دفعہ ۵۲ ایکٹ وصول مالگذاری (مدراس سنہ ۱۸۶۴ء) کے نہیں بھیجی جاسکتی ہے سو عذر کا وہ اشخاص پر جو بحیثیت مدعیان کے صرف نالش بذریعہ دیجاسکتی ہے کہ بقایا یافتنی ہے غلط ہے اگر مدعیان کچھ بھی ذمہ دار تھے تو ذمہ داری اونکی (بہ نسبت اجرت کے) زیادہ بابت خسارہ کے بحیثیت فعل بیجا کنندگان کے تھی اور خسارہ جات مذکورہ صرف بذریعہ چارہ جوئی بعدالتہائے دیوانی وصول ہوسکتے تھے۔ موصوف الیہ نے حوالہ مقدمات وینکٹم بہتی بنام سبرامانیا (۴) و وینکٹا بنام چنگا ذو (۵) و نرائن بمبو دری بنام داسودرن بمبو دری (۶) کا دیا فیصلین مذکورہ اساسیان تعین اور اونکے مقابلہ مین حسب ایکٹ مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۵ء کارروائی کیجانی چاہیے تھی اور نہ بمقابلہ مدعیان کے۔ موصوف الیہ نے یہ بحث کی کہ یہ غلط تجویز کی گئی کہ نالش مین حسب دفعہ ۵۹ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۲ء تمادی عارض ہے کیونکہ کچھ مالگذاری قابل الادا نہ تھی۔ موصوف الیہ نے حوالہ مقدمات وینکٹا بہتی بنام سبرامانیا (۴) اور وینکٹا بنام چنگا ذو (۵) کا دیا۔

قائم مقام وکیل سرکار (سی سنکرن نیار) منجانب ریسپانڈنٹ۔ از روئے ایکٹ وصولی مالگذاری صرف ہدایت ضابطہ کی ہوتی ہے اور اوسمین ذکر اوس دعوی کی نوعیت کا نہیں ہے جو نافذ کیا جاسکے گا۔ اگر ٹوٹیان نے نالش بمقابلہ زمیندار دائر کی ہوتی تو عدالتہائے دیوانی کو کچھ اختیار سماعت نہوتا اور صرف صاحب کلکٹر اوسکو فیصل کرسکتے تھے۔ چونکہ یہ صورت ہے لہذا مدعیان اب نالش بابت میعاد وصول ناجائز کے نہیں دائر کرسکتے ہین کیونکہ صرف صاحب کلکٹر امر مذکورہ کا فیصلہ کرسکتے ہین مقدمات محولہ متعلقہ تمادی سے تائید نالش شدہ کی

۵۰۴

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۹

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۲۵ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۵۷

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۶۸ و صفحہ ۱۷۵ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۹۹

آر
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
باجلاس کونسل

نہیں ہوتی ہے بمقدمہ ونکٹا پتی بنام سبرامانما (۱) دفعہ ۵۹- ایکٹ مدراس نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۵ع پر غور نہیں کیا گیا- بمقدمہ ونکٹا بنام چنگاڈو (۲) ستو سامی ایار صاحب جسٹس نے (صفحہ ۱۷۵) یہ قاعدہ قرار دیا کہ اگر کارروائیات ناقص اور بے قاعدہ بھی ہوں اور واسطے بالکل مطابق احکام ایکٹ مذکور کے نہوں تاہم کارروائیات مذکور مسلماً حسب ایکٹ مذکور تصور کی جالی چاہئیں ورنہ کچھ وجہ شکایت مطلق نہیں ہو سکتی جسکی نسبت چارہ جوئی کسی عدالت دیوانی سے ہو سکے- دفعہ مذکور میں پہلے سے یہ قیاس کر لیا گیا ہے کہ بعض کارروائیات مسلماً حسب ایکٹ مذکور کی گئی ہیں اور یہ کہ امکاناً دعویٰ جاری نسبت دادرسی کے ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ کارروائیات مذکور مطابق احکام ایکٹ مذکور کے نہیں ہیں اور بعد ازان دفعہ مذکور میں یہ ہدایت ہے کہ دعویٰ بربنائے روئداد کے اوسوقت تک فیصل نکیا جائے کہ جب تک وہ اندر چھ ماہ کے (اوسوقت سے کہ جب وجہ نالش پیدا ہوئی) رجوع نکیا گیا ہو- یہ عرض کیا جاتا ہے کہ تعبیر مذکور صحیح ہے- دعویٰ ہذا نسبت مالگذاری اراضی کے نہیں ہے بلکہ بابت ایسی اجرت کے ہے جو بعہدہ داروں کو واجب الادا ہے مدعیان کو اس سے انکار نہیں ہے کہ اجرت واجب الادا ہے لیکن وہ محض یہ عذر کرتے ہیں کہ اجرت مذکور کسی شخص دیگر کے ذمہ واجب ہے حسب ایکٹ ہاے مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۴ع و نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ع اراضی مذکور بابت بقایا کے مذکور نیلام کیجا سکتی ہے- نالش ہذا اغلباً دفعہ ۱۲- ایکٹ مدراس نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ع میں داخل ہے اور اگر صاحب کلکٹر نے اوسکو حسب ایکٹ مذکور فیصل کیا ہوتا تو اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی ممنوع ہو جاتا اگر نالش مذکور حسب آئین ششم سنہ ۱۸۳۱ع کے دائر کی گئی ہے تو بھی وہ ممنوع سماعت ہے بمقدمہ متھایا چیٹی بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۳) سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ثابت کرنا چاہئے کہ روپیہ بذریعہ جبر ناجائز کے ادا کیا گیا تاکہ مدعی اوسکو وصول کر سکے- بمقدمہ ہذا روپیہ بذریعہ جبر ناجائز کے نہیں ادا کیا گیا بلکہ بطریق جائز ادا کیا گیا- اور بربنائے مذکور مدعیان ڈگری نہیں پا سکتے ہیں- [illegible] اون مقدمات سے متعلق نہیں ہے جو حسب ایکٹ مدراس نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ع دائر کیے گئے ہوں- دیکھو دفعہ ۲۵- بجز اوس مقدمہ کے جسکا اوس میں حکم ہے-

دی کرشنا سامی ایار نے جواب میں یہ کہا ضمن آخر دفعہ ۴۱- ایکٹ مدراس نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۵ع اجرت عہدہ سے متعلق ہے نالش ہذا بابت اجرت مذکور کے نہیں ہے یہ قاعدہ ہے کہ تعبیر کسی آئین کی ایسی نہ کرنی چاہئے کہ جس سے اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی کا جاتا رہے بمقدمہ متھایا چیٹی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۵۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۵
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۰۰

آر ۵۷۵
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
باجلاس کونسل

بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۱) کوئی قرقی نہیں ہوئی تھی بلکہ روپیہ عرف برضامندی ادا کیا گیا تھا۔ شرائط دارخت ہیٹے (زمینگی بموجب مدعیان سے بقدر مبلغ روپیہ ادا کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر نامبردگان سے اقساط ایلام بذریعہ ادا کرنے روپیہ کے جیسا کہ اونھوں نے کیا نہ کیا ہوتا تو جائداد مذکور فوراً نیلام ہو جاتی۔

تجویز۔ واقعات ذیل یا تو غیر متنازعہ ہین یا ازروے شہادت ثابت ہین۔

مدعیان ٹھیکہ داران زمینداری شیوگنگا کے ہین قبل سنہ ۱۳۰۱ء فصلی سے یہ دستور اسامیان کا تھا کہ جب اونکے دہان کٹ جاتے تھے تو کھلیان میں لے جاتے تھے جہان دہان درمیان اون اشخاص کے جو اوسکے مستحق تھے حسب طریق ذیل تقسیم کیا جاتا تھا۔ اول اخراجات معمولی۔ منہا کئے جاتے تھے یعنی کاشتکار واقعی اپنے اخراجات کاشت (کوڈی سوتنترم) لیتا تھا اور ملازمان دیہہ مثلاً کرنام و ایلاکران و توٹی وغیرہ حصص یعنی اپنے (پالا سوتنترم) لیتے تھے بعد ازان بقیہ مساوی طور پر درمیان زمیندار ریا او سکے ٹھیکہ داران (ملوارم) اور اسامی (کوڈی ورم) کے تقسیم کیا جاتا تھا۔ امر ہذا بموجودگی عمال زمینداری و اسامیان و ملازمان دیہہ کے کیا جاتا تھا اور نہ تو ملوارم اور نہ کوڈی وارم اوسوقت تک لے جا سکتے تھے جب تک کہ اخراجات معمولی پہلے نہ لے لئے جائین سنہ ۱۳۰۱ فصلی سے اور بعد سنہ مذکور کے ٹھیکہ داران نے اس طریق قدیم کو تبدیل کیا کہ جو زمانہ سلف سے چلا آتا تھا۔ بعد ازان نامبردگان نے اسامیان کو یہ ہدایت کی کہ دہان کھلیان مین واسطے تقسیم کے جیسا کہ اب تک ہوتا تھا نہ لائین بلکہ اونکو براہ راست انبارخانہا ے ٹھیکہ داران (یعنی کلان جیمون) مین لیجائین اور نامبردگان نے وعدہ ادا کرنے ملازمان دیہہ کو اونکی اجرت (سوتنترم) کا کشت انبارخانہا سے کیا معلوم ہوتا ہے کہ ملازمان دیہہ کی راے نسبت انتظام ہذا کے نہین لی گئی اور اون مین بعض نے ظاہراً انتظام مذکور کو تسلیم کر لیا لیکن تو تیان نے عذرداری کی۔ اون کی عذرداری پر کچھ لحاظ نہین کیا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ نامبردگان نے اوسوقت حالت مذکور کو منظور کر لیا و ٹھیکہ داران بے سنوقع اولیے اجرت کے ہوتے یا اجرت بہ صورت جز ٹھیکہ داران ملازمان دیہہ کو ادا کرتے تھے لیکن ایک فرد اجرت یعنی توٹیان کو معاف تر دیا تر دیتا تھا چونکہ بابت سنہ ۱۳۰۱ فصلی لغایت سنہ ۱۳۰۶ فصلی غیر مودی رہا تو توٹیان مذکور اونی ملازمان دیہہ ہین کہ جو خدمات مختلف زمیندار اور سرکار دونون کی اور باشندگان کی انجام دیتے ہین خدمات نامبردگان مین خدمات مال و پولیس دونون شامل ہین کیونکہ مواضعات مذکور مین

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

آر
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کونسل
۲۷۰ ۵ باجلاس کونسل

کونگاران نہین ہین اور اونکی خدمات توٹیان مذکور انجام دیتے ہین نامبردگان سے درخواست اسنے متواتر عمال ٹھیکہ داران کو بابت اجرت غیر موصولی کے دین لیکن کچھ سماعت نہ پانیکے بعد ازان نامبردگان نے متعدد عرضیان سرکاری عمال محکمہ مال کے پاس بھیجین جنھون نے عمال ٹھیکہ داران کو واسطے ادائے بقایائے یافتنی کے بارہا مجبور کیا بقایائے مذا دستاویز حرف الف (اول) مین درج کی گئین ہین کہ جو وہ نقشہ ہے جو تحصیلدار ٹھیکہ داران نے سرکاری ڈپٹی تحصیلدار کو بتاریخ ۲ - اپریل ۱۸۹۶ء حوالہ کیا نقشہ مذکور مین کل اجرت داران یافتنی توٹیان بابت ۱۳۰۳ فصلی لغایت ۱۳۰۵ فصلی (یکم جولائی ۱۸۹۱ء لغایت ۳۰ - جون ۱۸۹۳ء) کے مندرج ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو واقعی نامبردگان کو بشکل جنس از انبار خانہ ٹھیکہ داران سے اور بشکل زر نقد خزانہ ٹھیکہ داران سے بابت اوس میعاد کے ادا کی گئی تھی جو جمع اور فروخت کیا گیا تھا اور وہ بقایا تحریر ہے جو اب تک جزاً بشکل زر نقد ٹھیکہ داران سے اور جزاً بشکل جنس یافتنی ہے - رقم آخر الذکر "زر دو فریقین" بیان کی گئی ہے کہ جس سے ظاہرا یہ مراد ہے کہ رقم مذکور اب تک بقبضہ اسامیان ہے اور ٹھیکہ داران نے اوسکو وصول نہین کیا ہے مہلت مزید ہوئی اور بالآخر بتاریخ ۲۷ - جولائی ۱۸۹۶ء ڈپٹی تحصیلدار نے حسب دفعہ ۲ ایکٹ وصول مالگذاری نمبر ۲ ۱۸۹۶ء مدراس کے ٹھیکہ داران پر بابت بقایا مندرجہ دستاویز حرف الف (اول) کے دستک جاری کی یہ بقایا ٹھیکہ داران نے بتاریخ ۵ - اگست ۱۸۹۶ء ساتھ عذر کے جو اس بنا پر کیا گیا تھا کہ نامبردگان ذمہ دار کسی ایسی اجرت کے نہین ہین جو اونھون نے واقعی وصول نہین کی تھی ادا کی ۱۹ - اگست ۱۸۹۶ء کو ٹھیکہ داران نے نالش ہذا بنام سکرٹری آف اسٹیٹ واسطے دلاپانے زر نقد مبلغ [illegible] کے جو بطریق مذکور ادا کیا گیا تھا اور واسطے دیگر چارہ کار کے دائر کی جج ماتحت نے نالش ڈسمس کی اور ٹھیکہ داران اب بنا راضی ڈگری مذکور اپیل کرتے ہین -

اصل امر جسکا ہمکو فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا بلحاظ حالات مقدمہ ہذا توٹیان مذکور مستحق طلب کرنے اپنی اجرت کے ٹھیکہ داران سے ہین یا نہین یا نامبردگان اجرت مذکور صرف اسامیان سے دلا پاسکتے تھے امر مذکور کلیتاً خالی از دقت نہین ہے لیکن نتیجہ جو ہم اخذ کرتے ہین یہ ہے کہ توٹیان مذکور اپنی اجرت ٹھیکہ داران سے طلب کرسکتے ہین یہ امر قابل لحاظ ہے کہ قبل سنہ ۱۳۰۳ فصلی کے یہ بحث کبھی پیدا نہین ہوئی - فصل مذکور "کھلیان مین کاشتکار واقعی یا اسامی زیر نگرانی عمال ٹھیکہ داران کے لے جاتے تھے اور اخراجات معمولی بشمول اجرت توٹیان فوراً بطور مطالبہ مقدم کے منہا کئے جاتے تھے اور حوالہ اون اشخاص کے کئے جاتے تھے جو اوسکے مستحق تھے یا بعدم موجودگی اونکے حوالہ انبار گر اونکے

آر نمبر
سکرٹری گورنمنٹ ہند
باجلاس کونسل

کئے جاتے تھے جو اخراجات مذکور کو واسطے اشخاص غیر حاضر کے اپنے تحت مین رکھتے تھے اور بعد
ایسا کئے جانیکے صرف یہ ہوتا تھا کہ زمیندار یا اسامی اپنے حصص بقایا مین سے لے سکتے تھے نسبت
ملازمان دیہہ کے یہ شکل سے کہا جا سکتا ہے کہ وے اجرت اپنی اسامی یا زمیندار سے دلا پا سکتے ہین بلکہ
زیادہ تر کسی سرمایہ عام سے جس سے کل اشخاص کو حصہ پاتا تھا دلا پا سکتے ہین اور حصص زمیندار
اور اسامی دونون کے مساوی طور پر ذمہ دار اور مساوی طور پر متاثر ازروے منہائی مطالبہ مقدم
مذکور حق ملازمان دیہہ کے ہوتے ہین اجرت ملازمان دیہہ او سوقت حسابات زمین مین نہین درج
۵۷۷ کیجاتی تھی لیکن سنہ ۱۳۰۰ فصلی سے اسامیان کو ٹھیکہ داران ہدایت کرتے تھے کہ کل فصل یا بدرجہ اقل
میلوارم اور احییت عمال دیہہ براہ راست انبار خانہاے ٹھیکہ داران مین لیجاوین اور اجرت
عمال دیہہ او سوقت سے حسابات مطالبہ و وصول بقایاے مذکور مین درج کیجاتی تھی وجہ تبدیل بخوبی
صاف نہین ہے لیکن ایسا غالباً اسلئے کیا جاتا تھا کہ ٹھیکہ داران ملازمان دیہہ کی نسبت زیادہ تر اقتدار عمل مین لاسکین کیونکہ
تحصیلدار ٹھیکہ داران یہ بیان کرتا ہے ٹھیکہ داران نے احکام جاری کئے کہ اگر ملازمان دیہہ تساہل کرین
تو سوتنترم ہاے مذکور صرف نہ کئے جاوین سبب چاہے جو کچھ ہو مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ تبدیل
باجازت ٹھیکہ داران اور واسطے خاص اغراض نامبردگان کے اور بایں وعدہ یا اقرار کے کہ نامبردگان
اجرت مذکور کمیشت ملازمان دیہہ کو انبار خانہاے سے ادا کرینگے کی گئی تھی (دیکھو شہادت اول گواہ مدعاعلیہ
کی غیر تردید شدہ) اثر تبدیل کا یہ ہے کہ توٹیان اپنے معمولی اور آسان ذرایع وصول کرنے
مواجب سے بجاے ایک مطالبہ مقدم پیداوار پر تہا محروم کئے جاوین اور بجاے اسکے وہ انکا اطمینان اس
ذمہ داری ٹھیکہ داران سے کیا جاے کہ وے خود انکو اجرت مذکور ادا کرینگے ازروے کسی امر کے تائید
اس عذر ٹھیکہ داران کی نہین ہوتی ہے کہ نامبردگان ذمہ دار ادا کرنے صرف او سقدر اجرت کے
ہین کہ جسقدر اونہون نے واقعی وصول کی تھی کوئی شہادت اس مضمون کی نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ عذر مذکور تحصیلدار نامبردگان نے نہین تو ابتدا آخر تک پیش نہین کیا کوئی شہادت اس امر کی
نہین ہے کہ ٹھیکہ داران واقعی ملوارم اپنا بالقدر حصہ رسدی بقایاے سوتنترم کے نہین وصول کرسکے
جو کچھ کہ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ تا تاریخ دستاویز الف اول (ٹوٹی سوتنترم مذکور جو ٹھیکہ داران نے
وصول نہین کیا رقم مندرجہ دستاویز مذکور تھی۔ ٹوٹی سوتنترم ایک حصہ مقررہ ۱۵ مارکل پر ۳۵ کالم
مین کل پیداوار فصل کا ہے اور یہ صاف ظاہر نہین ہے کہ کس طرح عمال ٹھیکہ داران ٹھیک زر اجرت
یا نقصان ٹوٹیان کا اندازہ کر سکتے تھے جو ہوسکے کہ محاصل مذکور ناپ لیا جاے یا ملوارم ادا کیا جاے ظاہراً ٹھیکہ داران نے

آر
نام
سکرٹری آف سٹیٹ ہند
باجلاس کونسل
۵۷۸

خاص اپنا ملوارم وصول کیا لیکن جملہ صورتوں میں سوتنترم نہیں وصول کیا۔ پس گواہ چہارم مدعیان (کرنام مقام تھماپٹو) یہ بیان کرتا ہے بعض بڑی رعایا یعنی لنباگران وغیرہ نے بذریعہ ادا کرنے سوتنترم کے صرف ملوارم ادا کیا۔ پس اثر تبدیل مذکور کا ٹھیکہ داران ذمہ دار اجرت توٹیان کے نہیں ہیں یہ ہے کہ وہ لگی وجہ سے ٹھیکہ داران بیباقی خود اپنے ملوارم کے غلہ چاول ہر ایک اسامی سے لے سکیں اور توٹیان کو اونکے مطالبہ مقدم فصل مذکور سے محروم کریں اور نامبردگان کے لئے یہ امر چھوڑیں کہ وے اپنے مواجب جہاں تک ہو سکے اوس بقایا سے جو بقبضہ زمیندار یا اسامی ہو یعنی جیسی کہ صورت ہو وصول کریں ہماری رائے میں ٹھیکہ داران مذکور نے بذریعہ اپنے طریق عمل اور بوجہ ذمہ داری ادا کرنے اجرت مذکور کے ملازمان دیہہ کو اپنے آپکو ذمہ دار ادائے اجرت مذکور کا کیا اس امر سے کہ اجرت مذکور سن ابتدائے و بعد سنہ ۱۳۰۰ فصلی کے اول حسابات مطالبہ اور وصول اور بقایا ٹھیکہ داران میں درج کی گئی تھی ثابت ہوتا ہے کہ نامبردگان کا یہ منشا تھا کہ اجرت مذکور وصول کریں اور امر مذکور سے تائید اس استنباط شہادت اول گواہ مدعاعلیہ کی ہوتی ہے کہ نامبردگان نے اپنے آپکو ذمہ دار ادائے اجرت ملازمان دیہہ کا کیا تھا۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ ٹھیکہ داران نے قبل سنہ ۱۳۰۰ فصلی کے اجرت اسامیان سے کبھی نہیں وصول کی اور نہ اب وہ اختیار قانونی اوسکے وصول کرنے کا رکھتے ہیں اور اسلئے اجرت مذکور کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ اب ہمکو یہ فیصلہ نہیں کیا گیا ہے کہ آیا ٹھیکہ داران کو حق مذکور حاصل ہے یا نہیں لیکن امر ہذا موثر بحث ذمہ داری نامبردگان بمقابلہ توٹیان کے نہیں ہے قبل سنہ ۱۳۰۰ ف کے توٹیان نے اجرت اپنی اسامیان یا ٹھیکہ داران سے جیسا کہ قبل اسکے بیان کیا گیا کبھی وصول نہیں کی لیکن یہ بحث نہیں کیجا سکتی ہے کہ بوجہ مذکور اون میں سے اب کوئی ذمہ دار بمقابلہ توٹیان مذکور نہیں ہے تبدیل طریقہ ٹھیکہ داران اور اسامیان نے بلا رضامندی ملازمان دیہہ کے کی تھی اور یہ امر معقول معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ حالات دونوں کو ذمہ دار اجرت کا ہونا چاہئے ٹھیکہ داران بھی بیچ ذمہ دار ہیں کیونکہ نامبردگان بالکل ذمہ دار بابت اون حالات کے ہیں جنکے بموجب توٹیان مذکور اپنے معمولی ذرائع وصول کرنے اجرت سے محروم کئے گئے ہیں۔

منجانب مدعیان یہ بحث کی گئی ہے کہ اگر نامبردگان کچھ بھی ذمہ دار ہیں تو ذمہ داری مذکور بابت اجرت کے نہیں ہے بلکہ بابت ہرجہ بحیثیت مداخلت بیجا کنندگان کے ہے اور یہ کہ ہرجہ مذکور صرف بذریعہ نالش بعدالت دیوانی وصول کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ بحث مذکور صحیح ہے ٹھیکہ داران نے اپنے آپکو ذمہ دار ادائے اجرت مذکور کا کیا اور عام اس سے کہ ذمہ داری مذکور رسم یا معاہدہ سے یا اور طرح سے منتج ہو ظاہرا وہ موثر بحث ضابطہ کے نہیں ہے دفعہ ۵۲ ایکٹ مدراس (نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۴ء) میں یہ حکم ہے کہ جملہ اجرت یا دیگر مطالبہ جات جو بند کسی شخص کے بحق یا منجانب اون ملازمان دیہہ کے

آر
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
باجلاس کونسل
۵۷۹

قابل الادا ہون جو خدمات مل یا پولیس پر متعین ہون اوسی طرح پر قابل وصول ہین جیسے کہ بقایا مالگذاری اراضی صاحب کلکٹر بطور قائم مقام گورنمنٹ کے یہ دیکھنے کے مستحق ہین کہ اون ملازمان دیہہ کو جنکے درجہ کی تفویض کی گئی ہے مواجب اونکے ادا کئے گئے تاکہ نامبردگان خدمات اپنی کامل طور پر انجام دے سکین اور اگر موصوف الیہ کو یہ اطمینان ہو کہ مواجب اونکے نامناسب طور پر کسی شخص نے نہین دئے ہین تو اونکو اختیار ہے کہ بموجب دفعہ ہذا سرسری طور پر واسطے ادا کے مجبور کرین - یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ شخص جو ذمہ دار ادائے اجرت بیان کیا گیا ہے اپنی ذمہ داری سے انکار کرے اور یہ دعوی پیش کرے کہ ذمہ داری مذکور کسی دوسرے شخص پر ہے تو کلکٹر اوسوقت تک کارروائی نہین کر سکتا جب تک کہ نزاع بذریعہ رجوع نالش حسب آئین نمبر ۳ بابت ۱۸۳۱ع (مدراس) طے ہو جاوے بلا شبہہ کلکٹر مجاز ہے کہ یہ طریقہ اختیار کرے اور معمولی طور پر بہتر طریقہ یہی ہے مگر ہم خیال کرتے ہین کہ وہ طریقہ مذکور کے جملہ صورتون مین اختیار کرنے کے پابند نہین ہین - موصوف الیہ جس طرح اپنا اطمینان اس بارہ مین کر سکتے ہین کہ اجرت کسی شخص سے واجب الادا ہے بعینہٖ اوسی طریقہ سے جیسے کہ وہ اپنا اطمینان کسی طرح اس بارہ مین کر سکتے ہین کہ مالگذاری اراضی واجب الادا ہے اور جب اونکا اطمینان بطور پر ہو جاوے تو وہ حسب دفعہ مذکور کارروائی کر سکتے ہین - یہ بھی بحث کی گئی ہے کہ تحصیلدار حسب ایکٹ نمبر ۲ بابت ۱۸۹۵ع (مدراس) نالش بنام ٹھیکہ داران واسطے وصول پانے بقایا کے رجوع نہین کر سکتے تھے کیونکہ بقایاے مذکور زیادہ از ۲ سال قبل اجراے دستک ڈپٹی تحصیلدار کے واجب ہو گئی تھی اوسلئے بروے دفعہ مذکور مین میعاد سماعت عارض ہے اور بدین وجہ قابل ادا حسب منشاے دفعہ ۵۲ نہین ہے درحالیکہ دستک جاری ہوئی - بجواب اسکے یہ کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ بروے دفعہ ۲۲ ایکٹ ۲ بابت ۱۸۹۵ع یہ منضبط ہوا ہے کہ کوئی امر مندرجہ ایکٹ مذکور موثر احکام دفعہ ۵۲ - ایکٹ ۲ بابت ۱۸۶۴ع نہین ہے -

پس ہم خیال کرتے ہین کہ ٹھیکہ داران ذمہ دار اجرت کے ہین اور کوئی امر مانع سکا نہین ہے کہ کلکٹر حسب دفعہ ۵۲ کارروائی ایصال اجرت مذکور کی کرے - بدین وجہ ہم خیال کرتے ہین کہ ڈگری جج ماتحت منسوخ و مسمی نالش بلحاظ رویداد و نیز اس امر کے صحیح ہے کہ نالش مین دفعہ ۵ - ایکٹ مذکور عارض ہے کیونکہ وقت منظرہ پیدا ہونے بناے مخاصمت سے اندر چھ ماہ کے رجوع نہین کی گئی - کوئی تنقیح عدالت ماتحت مین قائم نہین ہوئی نہ کوئی بحث ہمارے روبرو بہ ثبوت اس امر کے پیش کی گئی کہ آئین ۶ بابت ۱۸۳۱ع و ایکٹ ۲ بابت ۱۸۹۵ع اوراق زمینداری شیو گنگا سے متعلق نہین ہین -

ہم اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

سنہ ۱۹۰۰ع
۲۰ فروری
صفحات پر انگریزی ۵۸۰

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر اماننیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

بکران (مدعی) اپیلانٹ بنام تخامد وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان +

ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۵ - قائم مقام واہب متوفی تحریر دستاویز کو ایک قائم مقام کا منجملہ تین قائم مقامان کے تسلیم کرنا نقص ضابطہ رجسٹری میں ہے - جواز رجسٹری -

مادر تین پسران نے ایک ہبہ نامہ منجملہ پسران مذکور میں ایک کے تحریر کیا اور بعدہ فوت ہوگئی تنہا موہوب لہ بوقت رجسٹری دستاویز کے حاضر ہوا اور دیگر پسران روبرو عہدہ دار رجسٹری کنندہ کے حاضر نہوا تھے بعدہ جبکہ دستاویز شہادت میں داخل کی گئی تو یہ بحث کی گئی کہ وہ ناقابل پذیرائی بدین وجہ ہے کہ حسب دفعہ ۳۵ ایکٹ رجسٹری چونکہ واہب فوت ہوگیا لہذا تحریر دستاویز بجانب تمام قائم مقام متوفی تسلیم ہونی چاہئے اور تسلیم بجانب ایک منجملہ تین قائم مقامان کے کوئی تسلیم حسب مراد ایکٹ مذکور کے نہیں ہے -

تجویز ہوئی - کہ بفرض اسکے کہ ہر سہ پسران واہب متوفی کو تحریر دستاویز کا تسلیم کرنے میں شامل ہونا چاہئے تھا اور عہدہ دار رجسٹری کنندہ نے اونمیں سے ایک کو تمام قائم مقام جائز متوفی کا تصور کرنے میں غلطی کی غلطی مذکور نقص ضابطہ بدوران رجسٹری ہے اور اوسکی وجہ سے رجسٹری ناجائز نہیں ہوگئی

نالش منجانب مدعی بنام اپنے دو برادران کے بغرض قبضہ ایک ثلث حصہ بعض اراضیات کے جو ملکیت مادر نابردہ تھی - جوابدہی یہ کی گئی - یہ کہ مادر نے ہبہ جائداد مذکور کا بحق مدعا علیہ اول کیا تھا اور امر مذکور کی بابت ایک تنقیح مرتب ہوئی تھی منصف ضلع نے خلاف ہبہ نامہ کے تجویز کی اور ایک ثلث حصہ کی بحق مدعی ڈگری کی - مدعا علیہ اول نے روبرو صاحب جج ضلع اپیل کیا جنہوں نے بعد بعدہ رکم لئے جانے شہادت مزید کے جواز ہبہ موسومہ مدعا علیہ اول کو بحال رکھا - موصوف الیہ نے یہ فرمایا - دستاویز حرف ط بطور ہبہ نامہ منجانب مادر بنام مدعا علیہ اول پیش کی گئی ہے + + + + + + + + + +

اور میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہبہ نامہ صحیح ہے + + + + + + + + + + + +

یہ بحث کی گئی ہے کہ رجسٹری ہبہ نامہ کی بیجا طور سے کرائی گئی - دستاویز ہذا کی رجسٹری مدعا علیہ اول نے بعد وفات اپنی مادر کے کرائی تھی - مدعا علیہ اول بہ حیثیت پسر مسماۃ مذکور منجملہ اوسکے قائم مقامان کے ایک کے

+ اپیل دوم نمبر ۱۶۶۹ سنہ ۱۸۹۸ع اوپر نامنظوری ڈگری اے ٹامسن صاحب جج ضلع ملابار شمالی بہ مقدمہ اپیل نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۸۹۸ع منسوخ ڈگری اے انا سامی آیر منصف ضلع بڈگرا نالش ابتدائی نمبر ۲۳۵ سنہ ۱۸۹۶ع

پگرلند ۵۸۱ بنام کنجاہد۔

اور جبکو کوئی وجہ یہ تجویز کرنیکی معلوم نہین ہوئی کہ رجسٹری ناجائز ہے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ ہبہ منجانب مادر نابسر وہ بنام مدعا علیہ اول صحیح اور جائز ہے" موصوف الیہ نے یہ بھی تجویز کی کہ ہبہ کے ساتھ ایسا انتقال قبضہ ہوا تھا جو ممکن ہے اور مقدمہ بمعاملہ شیخ عبدالعزیز (۱) کا حوالہ دیا۔

مدعی نے یہ اپیل دوم دائر کیا۔

مسٹر سی کرشنن نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ دستاویز کاغذ حرف طا کی رجسٹری حسب ضابطہ نہین کرائی گئی اور وہ شہادت مین ناقابل پذیرائی قرار پانی چاہیئے۔ از روئے دفعہ ۳۵۔ ایکٹ رجسٹری اگر وہ شخص جس نے دستاویز تحریر کی فوت ہو جائے تو عہدہ دار رجسٹری کنندہ کو لازم ہے کہ دستاویز کی رجسٹری کرے اگر قائم مقام متوفی اوسکے روبرو حاضر ہو اور اوسکی تکمیل کو تسلیم کرے۔ بمقدمہ ہذا قائم مقامان متوفی حسب محکومہ دفعہ مذکور حاضر نہین ہوئے کیونکہ منجملہ قائم مقامان کے صرف ایک شخص روبرو عہدہ دار موصوف حاضر ہوا تھا موصوف الیہ نے حوالہ مقدمہ بمعاملہ تیواری بنام شیو سہائے بھگت (۲) کا دیا اور یہ بحث کی کہ تمنون پسران متوفی کو روبرو عہدہ دار رجسٹری کنندہ کے تحریر تسلیم کرنی چاہیئے تھی اور یہ کہ دفعہ ۶۰ صرف اوسوقت متعلق ہو سکتی تھی اور دستاویزات شہادت مین قابل پذیرائی اوسوقت ہو سکتی تہین جبکہ احکام دفعہ ۳۵ کی تعمیل ہو جاتی مقدمہ ہذا مین مدعا علیہ ولی کرتہا تھا جس نے تکمیل تحریر تسلیم کیا خود موہوب لہ تھا اور اسوجہ سے صرف اوسکا فائدہ رجسٹری سے تھا نیز موصوف الیہ نے یہ بحث کی کہ اگر رجسٹری کا جائز ہونا تجویز بھی کیا جائے تاہم ہبہ ساقط ہونا چاہیئے کیونکہ کوئی انتقال قبضہ مطابق ہبہ کے جیسا کہ شرع محمدی مین حکم ہے نہین ہوا تھا۔

سبحے اپل راؤ نے ریپو (بمعیت ریو و نجیا یا) منجانب رسپانڈنٹ یہ عذر پیش کیا کہ عدالت حالات تکمیل دستاویز رجسٹری شدہ پر جبکہ ایک مرتبہ اوسکی رجسٹری ہو چکی ہو بغرض تحقیقات جواز رجسٹری کے لحاظ نہین کر سکتی۔ دیکھو مقدمات ہر ویشی بنام رام لال (۳) اور محمد عوض بنام برج لال (۴) نیز دیکھو دفعات ۷۵ و ۸۶ و قواعد ۷۵ و ۸۶۔ عہدہ دار رجسٹری کنندہ تحقیقات کرکے رجسٹری کرانے پر مجبور کر سکتا ہے اور جبکہ اوس نے ایک مرتبہ رجسٹری کر دی تو دستاویز شہادت مین قابل پذیرائی ہوتی ہے۔

تجویز۔ دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جائداد ہبہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے کیونکہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۶۹۱ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۵۶۵

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۹۵ (۴) لاء رپورٹ ہائے سلسلہ پرنٹ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶

بکرن بنام کنہامل

وہ ہبہ منجانب ایک مسلمان کے ہے جس سے شرع محمدی متعلق ہے (دفعہ ۲۹ ایکٹ مذکور ملاحظہ طلب) یہ بحث کیگئی ہے کہ اگرچہ ہبہ نامہ کی رجسٹری باضابطہ کی گئی تاہم اوسکی رجسٹری جایز طور پر بموجب ایکٹ رجسٹری نہین کرائی گئی اور اسلئے وہ شہادت مین قابل پذیرائی نہین ہے - وجہ جسپر بحث ہذا مبنی ہے یہ ہے کہ ۵۸۲
حسب دفعہ ۳۵ - ایکٹ رجسٹری چونکہ واہب مندرجہ ہبہ نامہ فوت ہوگیا لہذا قائم مقام متوفی کو تکملہ تحریر دستاویز مذکور تسلیم کرنا چاہئے تھا اور چونکہ مدعا علیہ اول منجملہ تین قایم مقامان کے صرف ایک ہے کیونکہ دیگر دو پسران متوفی کے موجود ہین لہذا صرف وہ قائم مقام متوفی کا نہ تھا بفرض اسکے کہ یہ بحث صحیح ہو اور تینون پسران کو تکمیل تحریر دستاویز کے اسکے تسلیم کرنے مین شامل ہونا چاہئے تھا اور یہ کہ رائے سب رجسٹرار مدعا علیہ اول کو قائم مقام جایز متوفی تصور کرنے مین غلط تھی غلطی مذکور ہماری رائے مین صرف نقص ضابطہ بدوران رجسٹری ہے اور اسلئے اوسکی وجہ سے رجسٹری ناجایز نہین ہوگئی - اور یہ رائے سے جو جوڈیشل کمیٹی نے بمقدمہ شاہ مکھن لال پانڈے بنام شاہ کندن لال (۱) ظاہر کی اور جنکا اعادہ بمقدمہ محمد عوض بنام برج لال (۲) کیا گیا تائید اوس رائے کی ہوتی ہے جو ہمنے قائم کی ہے اور جو ہائی کورٹ الہ آباد نے بھی بمقدمہ مہرونی بنام رام لال (۳) قائم کی ہے -
ایسے مقدمات موجود ہین جن مین عدم تعمیل احکام قانون رجسٹری کی نسبت یہ تجویز ہوئی کہ وہ نقص ضابطہ اور ناجوازی رجسٹری سے زیادہ ہے مقدمات بحیا تھ تیواری بنام شیوسہائے بھگت (۴) و نراسمہا بنام مبیرایا نید و (۵) فیصلجات ہذا مین سے کوئی دفعہ ۳۵ ایکٹ رجسٹری سے متعلق نہین ہے جسکے عدم تعمیل احکام کی نسبت ہم اب تجویز کر رہے ہین - لہذا صاحب جج ضلع کی رائے یہ تجویز کرنے مین صحیح ہے کہ ہبہ نامہ کی رجسٹری حسب ضابطہ کرائی گئی کسی شہادت سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہبہ بموجب شرع محمدی کے ناجایز ہے -
اپیل دوم مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۴ صفحہ ۱۰۱
(۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۳ صفحہ ۱۶۶
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۹
(۴) لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۵۶
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۶۳ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنولڈ وہیٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

کمرشیل بنک آف انڈیا لمیٹڈ (مدعا علیہ نمبر ۹) اپیلانٹ۔
بنام

سنہ ۱۹۰۰ع ۲۲، ۲۳ و ۲۴ جنوری و ۲۰ فروری
صفحہ کتاب انگریزی ۵۸۲

علاء الدین صاحب۔ وغیرہ (مدعیان نمبر ا لغایت ۴ و مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۸) رسپانڈنٹان +

ایکٹ میعاد سماعت۔ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع دفعہ ۱۴ و ادات ۴۰ و ۱۲۰۔ ادعا ۔ مسمی نالش سابق

اس بنائے اصلی پر کہ بنائے مخاصمت ثابت نہیں ہوئی۔ دعوی ایسے اشخاص کا جنھوں نے چندہ واسطے سرمایہ مشترک کے دیا تھا

سنہ ۱۸۷۹ع مین فیمابین ایک چچا اور اوسکے بھتیجوں کے یہ اقرار ہوا کہ جو کچھ نامبردگان پیدا کرین وہ ایک

سرمایہ مشترک مین واسطے سر ضروریات خاندان کے رکھا جاوے لیکن کوئی شرط نسبت تقسیم اوس روپیہ کے نہیں لگائی گئی

جو بعد اخراجات کے باقی رہے سنہ ۱۸۹۲ع تک پابندی اوس اقرار کی گئی اور اوس وقت تک مبلغ عـــہ ۔۔ جمع ہوگئے تھے

بھتیجوں کی جانب سے سنہ ۱۸۹۳ع مین دعوی تقسیم سرمایہ مذکور پیش ہونے پر چچا نے اوس رقم مین بھتیجوں کے

حق شرکت سے انکار کیا چچا نے جو شرکت دیگر اشخاص کے کاروبار کیا تھا ساتھ عدم تعمیل سنہ ۱۸۹۴ع مین اپنے شرکا کے

مقابلہ مین ایک نالش واسطے تقسیم حساب اور اپنے حصہ منافع کے دائر کی اوس نے مذکور الصدر رقم مجموعہ

یعنی مبلغ عـــہ ۔۔ کی نسبت یہ دعوی کیا کہ وہ میرے حصہ کا ہے بزمانہ دائر ہونے اپنی نالش کے یعنی

دسمبر سنہ ۱۸۹۵ع مین اوس نے شے ما بہ النزاع کو مدعا علیہ حال نمبر ۹ (جو کہ بنک کارپوریشن یعنی جماعت

سند یافتہ کے نام منتقل کیا۔ جواب مین شرکا نے یہ بیان کیا کہ مدعیان حال مبلغ عـــہ ۔۔ مذکور

مین سے مساوی حصہ پانیکے مستحق ہین اور رقم مذکور ہمارے پاس بحیثیت امانت واسطے ہے۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ع

مین مدعیان حال نے اپنے چچا یعنی مدعا علیہ اول مذکور اور اوسکے شرکا کے نام ایک نالش دائر کی جسمین

ان دونون نے مبلغ عـــہ ۔۔ مذکور مین حصہ پانیکا دعوی کیا۔ ہر دو نالشات کی تجویز یکجا ہوئی۔

مدعا علیہ اول کی نالش بنام اوسکے شرکا کے اس بنا پر ڈسمس ہوئی کہ اوس نے تنہا اپنے واسطے

دعوی کیا تھا اور دیگر فریق اسے مناسب کو عدالت مین حاضر نہین کیا۔ نالش مدعیان مین اشخاص مذکور

حسب تناسب رقم مذکور مین حصہ پانیکے مستحق قرار دیئے گئے۔ مدعا علیہ اول نے ہر دو نالشات مین

اپیل دائر کیا اور عدالت اپیل نے ۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ع کو فیصلہ صادر فرمایا جسمین نالش مین مدعا علیہ اول

مدعی تھا اوسمین بوقت دعوی کی ترمیم کی اجازت دی گئی اور اوس رقم کی ڈگری صادر کی گئی جو کہ

تعداد کی از روئے تصفیہ حساب پائی گئی۔ بنالش مدعیان عدالت اپیل نے یہ تجویز کی کہ مدعیان کو کوئی

اپیل صیغہ ابتدائی نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۹ع متنازعہ ڈگری بوڈم صاحب جسٹس بنالش دیوانی نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۶ع۔

کمرشیل بنک آف انڈیا
بنام
علاء الدین صاحب

بنا ئے مخاصمت بمقابلہ کوٹھی مدعاعلیہ اول کے حاصل ہوئی اور مابین مدعیان و مدعاعلیہ اول کے دیگر حسابات علاوہ اونکے جو بیپارات کوٹھی مین درج ہین تصفیہ طلب ہین۔ مزید بران عدالت اپیل نے نالش کو محض نالش تقسیم تصور کرنے سے انکار کرکے بدین تجویز ڈسمس کیا کہ مدعیان بذریعہ تقسیم ایسی نالش مین داد رسی پاسکتے ہین جو واسطے حسب ترتیب کیجائے کہ اوسمین جملہ فریق ہائے مستحق شامل ہون اور وہ کل جائداد داخل ہو جسمین اونکا حق ہے۔ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو مدعیان نے نالش ہذا دائر کی اور اوسمین یہ دعوی کیا کہ اونکے حصص واقع سرمایہ مذکور یعنی ... تجویز ہوکر دلائے جائین۔ ۵۸۴

تجویز ہوئی ۔ ابر بحالی تجویز ہونگوم صاحب جسٹس کہ مدعیان مستحق ڈگری ہین۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ وہ وقت جو پہلی نالش سابق مین صرف ہوا بوقت شمار میعاد سماعت کے خارج نہین کیا جاسکتا گو مدعیان نے نالش سابق کے دائر کرنے مین بکوشش قرار واقعی عمل کیا تاہم وہ ڈسمس ہوئی کسی اصطلاحی بنیاد و اشتمال بیجا فریقین یا بنا ہائے دعوی پر بلکہ اس بنا پر ہوئی کہ بلحاظ ترتیب مقدمہ کوئی حق بمقابلہ ملزمیم مین سے کسی کے مقابلہ مین ثابت نہین ہوئی اور مقدمہ ایسا نہین ہے جسکو عدالت بوجہ نقص اختیار سماعت یا کسی اور وجہ اسی قسم کے سماعت نہین کرسکتی ہے۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ دعوی مین تمادی عارض نہین ہے۔ استحقاق بیتیجون کا کسی معاہدہ صریح خواہ معنوی پر مبنی نہین ہے بلکہ اس امر واقعاتی سے پیدا ہوا تھا کہ وہ ایک ایسے سرمایہ مشترک مین ... دینے والے ہین جسکی تقسیم کی اب عدالت سے استدعا کی گئی ہے دعوی اس قسم کا ہے جسکی نسبت عدالت کو اصول انصاف پر بلحاظ کسی بحث شراکت یا معاہدہ کے تجویز کرنی ضرور ہے لہذا وہ ایک ایسا دعوی ہے جس سے دفعہ ۱۲۰ ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے یہ بھی تجویز ہوئی کہ بحث متعلق جائداد وقفاندان ... دفعہ ۱۰ کے نہ تھی۔

مقدمہ رانی سیوا کنور بنام رانی ہولاس کنور رنگال لاء رپورٹ جلد ... صفحہ ۲۱۲ کا حوالہ دیا گیا۔

نالش بغرض تجویز حصص مدعیان مبلغ ... مین ۔ واقعات مفصلہ ذیل فیصلہ چیف جسٹس صاحب سے لئے گئے ہین۔

بذریعہ ایک دستاویز مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۹۵ء کے عثمان صاحب مدعاعلیہ اول نے کمرشیل بنک انڈیا لمیٹڈ مدعاعلیہ نمبر ۵ کو جسے مدعا بہا نالش نمبر ۲۳۴ سنہ ۱۸۹۳ء کی نالش مذکور اوسوقت ہائیکورٹ مین دائر تھی اور واسطے اغراض دستاویز مذکور کے بینک مذکور کو اپنا مختار مقرر کیا۔ نالش مذکور مین عثمان صاحب کی یہ استدعا تھی کہ میرا حصہ اوس کاروبار مین جو واقعات دستاویز مذکور مین بطور کاروبار شراکت

کمرشیل بنک آف انڈیا
بنام
علاء الدین صاحب

بشرکت مدعاعلیہم نالش مذکور کے اچار اشخاص جو ئی رحمان صاحب وکمپنی کے نام سے اوس کاروبار کو کرتے تھے ۱۱ اگست سنہ ۱۸۸۵ء سے لغایت مئی سنہ ۱۸۹۳ء جاری رہنا بیان کیا گیا ہے تعین کر دیا جاے اور حصہ منافع یافتنی عثمان صاحب جنکو ولاے تعداد زر متدعویہ عثمان صاحب بنالش مذکور بمبلغ سو ۔/۔ روپیہ تھی مدعاعلیہم نالش مذکور نے اپنے بیان تحریری مین یہ بیان کیا کہ عثمان صاحب کے برادرزادگان مبلغ سو ۔/۔ مذکور مین اونکے ساتھ حصہ مساوی پانے کے مستحق ہین اور اون اشخاص اور مدعاعلیہم کے پاس وہ روپیہ بطور امانت وارث کے تھا۔ بیان تحریری ہذا دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء مین یعنی ایک سال قبل تاریخ دستاویز تفویض نامہ کے داخل ہوا تھا ۔ تہوڑے عرصہ بعد دائر ہونے اوس نالش کے جسکے تھے مدعابہا کو عثمان صاحب نے بحق کمرشیل بینک کے منتقل کر دیا بذریعہ دستاویز متذکرہ بالا یعنی بتاریخ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء ۵۸۵
ظاہر کیا تھا ایک نالش دنمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۴ء عثمان کے بھتیجون نے بمقابلہ مدعاعلیہم نالش نمبر ۴۳۲ و بمقابلہ عثمان اس بیان سے دائر کی تھی کہ وہ سب شامل شرکاے خاندان واحد کے رہتے تھے اور اوس رقم مین جسکا دعوی عثمان صاحب نے مدعاعلیہم نالش نمبر ۴۳۲ سنہ ۱۸۹۴ء پر کیا تھا عثمان کے برابر حصہ پانیکے مستحق ہین اسس استقرار کی استدعا کی کہ وے اوس رقم کے ۵/۹ حصہ پانیکے مستحق ہین ۔ عثمان کی نالش نمبر ۴۳۲ سنہ ۱۸۹۴ء اور بھتیجون کی نالش نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۴ء دونون کی یکجا تجویز ہوئی ۔ عثمان کی نالش ڈسمس ہوئی اس بنیاد پر کہ اوس نے تنہا اپنے نام سے نالش کی اور اشخاص مناسب کو فریق مقدمہ نہین بنایا بھتیجون کی نالش مین یہ استقرار کیا گیا کہ منجملہ سو ۔/۔ کے ۵/۹ حصہ کے مستحق نامبردگان ہین اور ششم حصہ رقم مذکور کا مستحق عثمان ہے اور بھتیجون کے حق مین ۵/۹ حصہ رقم مذکور کی ڈگری صادر ہوئی عثمان نے ہر دو نالشات مین اپیل کیا ۔ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کو عدالت اپیل نے ہر دو مقدمات اپیل مین فیصلہ صادر کیا ۔ عثمان کی نالش مین عدالت اپیل نے یہ تجویز کی کہ صحیح طور پر نالش ڈسمس ہونی چاہئے اس بنیاد پر کہ اوس نے اپنی نالش اسس بنا پر مرتب کی تھی کہ اوسکے اور مدعاعلیہم کے درمیان حساب تصفیہ طلب باقی تھا حالانکہ عدالت اپیل کی نظر مین تصفیہ حساب کا مئی سنہ ۱۸۹۳ء مین ہو گیا تھا ۔ عدالت اپیل نے یہ راے ظاہر کی کہ اگر عثمان نے اپنی نالش اسطور پر مرتب کی ہوتی کہ مدعاعلیہم سے تقاضا ادا کرنے اوس رقم کا کرتا جو تصفیہ حساب پر اوسکی پاتنی نکلتی تو وہ اوس رقم کی ڈگری کا مستحق ہوتا ۔ عدالت موصوف نے ترمیم عرضی دعوی کی اجازت دیکر رقم مندرجہ حساب کی ڈگری صادر کی ۔ بتاریخ فیصلہ عدالت اپیل یعنی اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مین رقم نزاعی رسیور کے قبضہ مین تھی ۔ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو رقم مذکور حسب الحکم عدالت بہ تبعیت فیصلہ عدالت اپیل حوالہ چیک بحیثیت اٹرنی عثمان صاحب کے کی گئی بموجب حکم مابعد عدالت کے

کرشیل بینک آف انڈیا
بنام
علاء الدین صاحب

وہ رقم بینک نے عدالت مین داخل کردی ہے اور اب وہ عدالت مین ہے۔ بمقدمہ برادر زادگان عدالت اپیل کی یہ راے ہوئی کہ مدعیان کو ئی بناے مخاصمت بمقابلہ کوٹھی "اعینی ٹی رحمان صاحب اینڈ کو" حاصل نہین ہے۔ مابین عثمان و برادر زادگان کے عدالت اپیل نے یہ راے ظاہر کی کہ حساب تصفیہ طلب باقی ہے اور رقوم جمع و خرچ مندرجہ بہی کھاتہ کوٹھی اوس حساب مین داخل ہونی چاہئین مگر جائداد دیگر حسابات کی جو علاوہ حسابات مندرجہ بہی کھاتہ اور کوٹھی کے ہین ہونی چاہئے۔ عدالت اپیل کی راے یہ ہوئی کہ مدعیان یہ استدعا نہین کرسکتے کہ عدالت اونکی نالش کو محض نالش تقسیم قرار دے اور اپنے حصہ کی ڈگری کا دعویٰ بمقابلہ عثمان صاحب کے دے نہین کرسکتے اور بہ اظہار اس راے کے کہ مدعیان داد رسی بطور تقسیم کے ایک ایسی نالش مین پاسکتے تھے جسکی ترتیب اسطور پر کی گئی ہو اوسمین کل فریق حصہ دار اور کل جائداد جس مین اونکا حق ہو شامل ہون۔ اپیل منظور اور نالش جو کہ ۳ مسی مدعیان مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۶۶ سنہ ۱۹۰۸ء کے تین اشخاص نے اب یہ نالش دائر کی ہے اور نالش مذکور کے مدعیان مین سے ایک اب مدعا علیہ دوم قرار دیا گیا ہے اور دوسرا اب فوت ہوگیا ہے۔ مدعیان کا یہ دعویٰ ہے کہ منجملہ رقم مبلغ ؏ ۱ لعہ کے ہمارے حصص دریافت ہوکر ہمکو دلا ئے جائین نالش ۲۴ جنوری ۱۹۰۹ء کو دائر ہوئی۔ مدعا علیہم نے مدعیان کو بناے مخاصمت حاصل ہونے سے انکار کیا تجویز عدالت یہ ہوئی کہ منجملہ رقم مذکور تعدادی مبلغ ؏ ۱ لعہ کے اول تین مدعیان مستحق $\frac{2}{5}$ حصہ کے و مدعی چہارم و مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت ۸ مشترکا مستحق $\frac{1}{5}$ حصہ کے ہین۔

مدعا علیہ نمبر ۹ نے یہ اپیل دائر کیا۔

مسٹر آر ایف گرانٹ نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ نالش مین میعاد سماعت عارض ہے اگر نالش تقسیم کی ہے تو مد ۲۔۱۲ اوس سے متعلق نہین ہے کیونکہ وہ مد متعلق صرف اون خاندان ہاے اہل اسلام سے ہے جنہون نے قواعد دہرم شاستر کو قبول کیا ہے دیکھو مقدمہ پاچا بنام محی الدین (۱) اسمقدمہ مین فریقین لبتی ہین۔ اگر نالش تقسیم نہین ہے تو یہ نالش یا تو بر بناے معاہدہ ہوگی کہ اس صورت مین مدات ۱۱۳ و ۱۱۵ عارض ہون گی یا نالش شراکت ہوگی اوسصورت مین وہ ناجایز ہوگی کیونکہ کل جائداد حساب مین نہین ڈالی گئی ہے۔ دادنون نے عموماً بحث روئداد پر کی)

آنریبل مسٹر ای نارٹن و مسٹر جے ایچ ایم ریان منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳۔ کوئی دکان ایسی نہین تھی جسمین کاروبار شراکتی ہوتا رہا ہو نہ شرکت جائداد تھی پس شراکت نہین تھی۔ دیکھو دفعات

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۵۷

کمرشیل بینک انڈیا
بنام
علاءالدین صاحب

۳۹ و ۲۳ و ۴۴ - ایکٹ معاہدہ - حق تقسیم حرف ا کا - ملازمہ معاہدہ ہے جو قانوناً اوسکے ساتھہ لگا ہوا ہے
اور حق نالش صرف اوس حالت مین پیدا ہوا جبکہ روپیہ دیگر اہل خاندان کے قبضہ مین آیا اور
اوسکا تعین (۱) ہو گیا۔ دیکھو مقدمہ رانی میوا کنور بنام رانی ہولاس کنور (۱) نالش زیر دفعہ ۱۲۰ متعلق ہے اور وہ
۵۸۷ مسلمان و ہندو دونون سے متعلق ہے۔ نالش نسبت ایک حصہ مختص کے ہے جسکا تعین بوجہ انتقال
حقیت ایک حصہ دار کے ہوگا۔ دیکھو مقدمہ رنگتا چیلا پتیہ بنام چنتاما نڈالیر (۲) وہ مقدمہ ایک غیر منقسم
خاندان اہل ہنود کا تھا لیکن کوئی فرق نہین ہے دیکھو نیز مقدمات چنتا ستیا سی بنام سوریا (۳) و بیرا ماتیا
جینڈیار بنام پدمنابہ جینڈیار (۴) و مقدمہ رنگیا بنام لکشمیا (۵) متعلق نہین ہے کیونکہ اونمین انتقال کسی شخص
غیر کے حق مین نہین ہوا تھا۔ حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت مدعی مستحق ہے کہ جو وقت دیگر
کارروائیون مین صرف ہوا ہے وہ اوسکو مجرا دیا جاوے دیکھو مقدمات وینکٹی نایک بنام سوروگپا چیٹی (۶)
واسن بنام پاتھما (۷) ان دونون مقدمون مین جو وقت اون نالشات سابق مین صرف ہوا جو بوجہ اشتمال بیجا
کے ڈسمس ہوئی تھین مجرا دیا گیا۔

مسٹر آر ایف گرانٹ نے جواب دیا۔ بغرض متعلق ہونے دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کے ضرور ہے
کہ تصفیہ روئیداد کے سوا کسی اور بنیاد پر ڈسمس ہوئی ہو مقدمہ واسن بنام پاتھما (۷) بتغیر فیصلہ مقدمہ
وینکٹی نایک بنام سوروگپا چیٹی (۶) اس طرح لکھی ہے کہ وہ بصورت اشتمال بیجا برخاست ہوئی ہے حالانکہ فیصلہ
آخر الذکر صرف خاص واقعات مقدمہ پر مبنی تھا۔ جو وقت کچہری مین ایسی نالش کے صرف ہوا ہے کہ جو صرف
سے ڈسمس ہوئی کہ مدعی کل جائداد کے شامل کرنے مین قاصر رہا مجرا نہین ہونا چاہیے۔

سندرایا رو کے سری نواس آئنگر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ا لغایت ۴۔

سر آرنولڈ وائٹ صاحب چیف جسٹس۔ (بعد بیان کرنے واقعات حسب مذکورہ بالا)
بینک نے اپنے بیان تحریری مین بالفاظ عام اس امر سے انکار کیا ہے کہ مدعیان نالش حال کو کوئی
بنائے مخاصمت بمقابلہ ہمارے حاصل ہے لیکن بینک نے عذر قانون تمادی کا نہین کیا اور نہ عدالت
ماتحت مین قانون تمادی پر استدلال کیا بینک اب کہتی ہے کہ عدالت ماتحت مین بہرحال فیصلہ کے بعد تک
بحث تمادی پیدا نہین ہوئی تھی کیونکہ نالش مدعا علیہ کی نالش تقسیم ہے جسکے واسطے میعاد تمادی ۱۲ سال ہے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۲ — (۲) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ بصفحہ ۱۰۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ — (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۷
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۵۸ — (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۴۸
(۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۹۳

کمرشیل بنک انڈیا بنام علاء الدین صاحب

۵۸۸

فروع ہوگئی اور وہ میعاد سماعت بارہ برس ہے (د ۱۲۷ م ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت) عدالت ماتحت
مین مدعاعلیہم نے یہ حجت کی کہ برادرزادگان کی نالش واسطے تقسیم کے تھی اور بطور نالش تقسیم کے ناجایز تھی
کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کل جائداد خاندان حساب مین شامل نہین کی گئی تھی حاکم ذیعلم نے یہ تجویز کی
کہ وہ نالش تقسیم نہین ہے بلکہ وہ نالش بربناے معاہدہ بغرض تقسیم ایک رقم خاص زرنقد کے تھی بابت
موجودہ عدالت ہذا مین اپیلانٹ بنک نے حجت تمادی پیش کی اور قانوناً ہمپر یہ فرض ہے کہ
اس بحث پر لحاظ کرکے اپیلانٹ کی حجت کو منظور کرین بشرطیکہ وہ عذر ہمارے
نزدیک صحیح ہو نالش حال ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو دایر ہوئی تھی سے اپیلانٹ کیجانب سے یہ بحث کیگئی کہ بغرض جسکے
کہ نالش تقسیم کی ہے مدت ۱۲ صرف اون خاندان ہاے اہل اسلام سے متعلق ہے جنہون نے قواعد ہندو شرع
کو نسبت وراثت و توریث جائداد کے قبول کیا ہو اور یہ استدلال بفیصلہ عدالت ہذا صادرہ مقدمہ
باپ چا بنام محی الدین (۱) پر کیا گیا جس فیصلہ کا مفہوم یہ ہے کہ الفاظ جائداد خاندان مشترکہ مندرجہ مذکور
اوس معنی مین جائداد خاندان مشترکہ سے متعلق ہین کہ جس معنی مین اہل ہنود اون الفاظ کو سمجھتے ہین یہ
امر مسلمہ ہے کہ فریقین مقدمہ ہذا لبّبی ہین لیکن مدعیان کوئی دستور خاندانی بیان نہین کرتے بلکہ استدلال
ایک اقرارنامہ پر کرتے ہین جسکی نسبت وہ کہتے ہین کہ مابین خود اونکے پدر چندو میان صاحب اور
چچا عثمان صاحب کے ۱۸۶۷ء مین ہوا تھا اور اوسکی روسے کل آمدنی عثمان صاحب یعنی چچا برادرزادگان کی
جو اوسوقت زندہ تھے اور کسی دیگر پسر چندو میان صاحب کی جو اوسکے بعد پیدا ہو جایداد مشترکہ ہوجاتی
(دفعہ ۹ عرضی دعوی ملاحظہ طلب) اور یہ کہ اگر کوئی شخص منجملہ اشخاص مستحق حصہ بروے اقرارنامہ مذکور
اولاد قسم ذکور چھوڑکر فوت ہوجاوے تو اوسکا حصہ اوسکی اولاد کو اوسی طرح پہونچیگا جیسے کہ
ہندو خاندان مشترکہ مین (دفعہ ۱۰ عرضی دعوی ملاحظہ طلب) یہ ہوسکتا ہے اگرچہ ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ بھی ہون
کہ وہ اقرارنامہ واقعی ثابت ہوا ہے اور قانوناً قابل نفاذ ہے تاہم یہ مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا اوسکے
ذریعہ سے جائداد مذکورہ جائداد خاندان مشترکہ بمعنی اہل ہنود ہوجاے گی یا نہین مگر حاکم ذیعلم عدالت
ماتحت کی راے مین مدعیان نے معاہدہ جس پر بنا اپنی عرضی دعوی کے ثابت نہین کیا لیکن موصوف نے یہ
تجویز کی کہ اونھون نے یہ معاہدہ ثابت کیا ہے کہ آمدنی اون اہالی خاندان کی جنہون نے دکان
ٹی رتان صاحب [illegible] مین کام کیا اور جو بالغ تھے و نیز آمدنی مدعی اول جس نے ایک دوسری
دکان مین بمقام [illegible] کام کیا تھا فیما بین اون اشخاص کے جو اوس انتظام مین شریک تھے بحصص مساوی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۵۷

کمرشیل بینک انڈیا
بنام ۵۸۹
علاء الدین صاحب

تقسیم ہوگی اور موصوف الیہ نے بھی اس تجویز مین کہ مدعی چہارم و مدعا علیہما سوم و ششم بالاشتراک مستحق ایک خمس حصہ کے ہین دربارہ وراثت جایداد شخص متوفی اوس خاندان کے قواعد شرع اور نہ قواعد رسم شامل کو متعلق کیا ہے ایسی حالت مین یہ نہین کہا جاسکتا کہ خاندانی جایداد و تنازعہ ایک جایداد خاندان مشترکہ بمعنی اہل ہنود ہے اور ہماری دانست مین مدعا متعلق نہین ہے۔

منجانب اپیلانٹ یہ بھی بحث کی گئی کہ اگر یہ نالش تقسیم کی نہین ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یا تو نالش شراکت کی ہے کہ اوس صورت مین وہ ناجایز ہوگی کیونکہ مسئلا کل مدعیان کی جایداد محسوب نہین ہوئی ہے یا نالش بربنائے معاہدہ کے ہے (دیکھو مدات ۱۱۳ و ۱۱۵) کہ اوس صورت مین نالش مدعیان بیرون میعاد ہے کیونکہ اونکی بنائے مخاصمت مئی ۱۸۹۰ء مین پیدا ہوئی۔ اگر بنائے مخاصمت دسمبر ۱۸۹۵ء مین بھی پیدا ہوئی کہ جس تاریخ کو عثمان نے انتقال بنام بینک کیا تو بھی نالش ہذا جو جنوری ۱۸۹۹ء مین دائر ہوئی بیرون میعاد ہے اگر یہ تصور کیا جائے کہ نالش واسطے حساب اور حصہ منافع شراکت فسخ شدہ کے ہے (مد ۱۰۶ ملاحظہ طلب) یا نالش واسطے خاص تعمیل معاہدہ کے ہے (مد ۱۱۳ ملاحظہ طلب) یا نالش ہرجہ خلاف ورزی معاہدہ ہے (مد ۱۱۵ ملاحظہ طلب)

نسبت بحث شراکت کے مین بلحاظ تعبیر عبارت بوڈم صاحب جسٹس کے یہ کہنے پر آمادہ نہین ہون کہ ٹھیک طور پر اور بہ اعتبار الفاظ (... "کوئی معاہدہ آغاز کاروبار مین کیا گیا" الخ) معاہدہ مجوزہ موصوف الیہ معاہدہ شراکت فیمابین عثمان اور اوسکے برادرزادگان کے یا خود ہا نہین ہے مگر میری رائے مین بوڈم صاحب جسٹس کا منشا یہ تجویز واتصفیہ کرنے کا نہ تھا کہ عثمان اور اوسکے برادرزادگان شریک ہین۔ بوڈم صاحب جسٹس ان الفاظ (... "کہ منافع حاصل کردہ اشخاص جو ٹی رحمان صاحب وکمپنی مین شریک ہوتے") سے بھی ظاہرا یہ واضح ہوتا ہے کہ اونکی رائے مین شراکت فیمابین عثمان اور اوسکے برادرزادگان کے ایک جانب اور دوکان ٹی رحمان صاحب وکمپنی کے بجانب دیگر خود حاکم ذیعلم نے بہ نالش دیگر یہ تجویز کی ہے کہ فیمابین خاندان و دوکان کے کوئی شراکت نہ تھی اور یہ رائے اپیل سے بحال رہی ہے۔

میری رائے مین درمیان عثمان اور اوسکے برادرزادگان کے کوئی اقرار بغرض شامل کرنے اپنی محنت کے کسی کاروبار مین نہین ہوا اور اسلئے تعلق شراکت کا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲۳۹ ایکٹ معاہدہ فیمابین نابرادرگان موجود نہ تھا۔

اگر نالش ہذا بطور نالش شراکت یا بربنائے معاہدہ تصور کیجائے تو چارہ کار مدعیان مین قانون

۵۹۰ - کرشنا مینگا ناٹیڈو بنام علاء الدین صاحب

میعاد سماعت عارض ہوگا - بمقابلہ اسکے منجانب مدعیان یہ بحث کی گئی کہ ہمارے حقوق حسب دفعہ ۱۴
قانون میعاد سماعت محفوظ ہیں اور فیصلہ جات عدالت ہذا مصدرہ مقدمات ونکٹی نائیک بنام مروگیا چیٹی
واسن بنام پاتھما (۲) پر استدلال کیا گیا - مقدمہ آخر الذکر میں یہ تجویز ہوئی کہ فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ
مقدمہ ونکٹی نائیک بنام مروگیا چیٹی (۱) سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دفعہ ۱۴ - اوس صورت میں متعلق ہوتی ہے
جب کوئی کارروائی بباعث اختمال بیجا فریقین کے ساقط ہوگئی ہو - میری رائے میں دفعہ ۱۴ واقعات
مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہے - اگرچہ بلاشبہ مدعیان نے کارروائی کوشش قرار واقعی اوس وقت کی
جبکہ نالش نمبر ۶۶۴ سنہ ۱۸۹۳ء بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء دائر کی جو بتاریخ ۱۹ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء عدالت اپیل سے
ڈسمس ہوئی مگر نالش مذکورہ بربنائے کسی وجہ اصطلاحی اختمال بیجا فریقین باوجود نالش کے
ڈسمس نہیں ہوئی بلکہ اس بنا پر ڈسمس ہوئی کہ بلحاظ ترتیب نالش کوئی بنائے مخاصمت بمقابلہ کسی
مدعاعلیہ کے ثابت نہیں ہوئی - یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نالش ساقط شدہ ایسی تھی جسکو عدالت بوجہ نقص
اختیار سماعت یا کسی دیگر وجہ قسم مذکور کے سماعت نہیں کر سکتی تھی -

حاکم ذیعلم نے بروے شہادت یہ تجویز کی ہے کہ ایک معاہدہ ہوا تھا جسکی رو سے بابت فریقین معاہدہ
کے یہ قرار پایا کہ اپنی تمام آمدنی بحصص مساوی تقسیم کر لیں میری رائے میں اقرار منعقدہ
سنہ ۱۸۷۹ء اس سے زیادہ نہ تھا کہ عثمان اور اوسکے برادر زادگان اپنی رقوم کو ایک سرمایہ مشترک میں
جمع کرینگے اور سرمایہ مذکور کو اغراض خاندانی کے کام میں لاوینگے - یہ غیر اہم ہے کہ آیا یہ معاہدہ قانونی تھا
یا بلحاظ بعض اشخاص کے جنہوں نے اوسپر عمل کیا وہ معاہدہ بلا معاوضہ تھا - واقعی اقرار مذکور
پر عثمان اور اوسکے برادر زادگان نے سنہ ۱۸۷۹ء سے سنہ ۱۸۹۲ء تک عمل کیا - مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ بوقت
انعقاد اقرار مذکور فریقین کو ہرگز یہ مدنظر نہ تھا کہ سرمایہ مشترک ضروریات خاندان کے لئے کافی سے زیادہ
ہوگا اور نہ اونکو یہ مدنظر تھا کہ کچھ زر فاضل بچے گا اور نہ اونہوں نے کوئی انتظام اس بارہ میں کیا کہ زر فاضل
کی نسبت کس طرح عمل کیا جاوے گا - سنہ ۱۸۹۵ء میں تصفیہ حساب ہوا - اوس وقت تک اگرچہ جزو
دہندگان سرمایہ مشترک کو معلوم ہوا ہوگا کہ اس بات کا قیاس قوی ہے کہ جب حق المحنت نابرگان
کو اون دکانات سے جنمیں وے کام کرتے تھے تقسیم ہو کر ملے گا تو اون کی آمدنی معمولی ضروریات
خاندان سے زیادہ ہوگی مگر نابرگان کو یہ معلوم نہ تھا کہ تعداد اونکے حق المحنت کی کیا ہے یا یہ کہ کوئی
حق المحنت درحقیقت اونکو ملیگا بھی یا نہیں - اونکا دعوی حق المحنت بمقابلہ اپنی دکانات کے ۵۹۱

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۴۰۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۹

کرشیل بینک انڈیا
بنام
علاء الدین صاحب

اس طور پر تسلیم ہوا تھا کہ اونکو اجازت روپیہ برآمد کرنیکی قبل واجب ہونے اپنے زر کسوب کے ملی تھی مگر یہ شبہ ہے کہ دعوی مذکور ایک مستحکم دعوی اخلاقی سے کچھ زیادہ تھا۔ اس امر کا فیصلہ کرنا کہ مختلف کارکنان کا حق المحنت تقسیم کیا جائے گا اور اوس حق المحنت کی مناسبت بلحاظ منافع کے کیا ہوگی دکان کے اجاسو پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ ۱۸۹۱ء تک رقوم مکسوبہ علحدہ نہین کی گئین۔ البتہ بعد تصفیہ حساب کے جو ۱۸۹۵ء مین ہوا شرکائے خاندان کے علم مین یہ بات تھی کہ رقم تعدادی مبلغ للعـــہ وقدیر نائد فی رتمان صاحب کمپنی کے کھاتون مین بنام عثمان جمع تھی۔ گو اوسوقت بھی کوئی تقسیم رقم بذا مد نظر نہ تھی۔ رقم مذکور دکان مین بطور سرمایہ کے رہنے دی گئی اور ظاہرا کوئی بحث نسبت اس امر کے ۱۸۹۳ء تک پیدا نہین ہوئی کہ اوس رقم کی نسبت جو مابین شرکائے خاندان کس طور پر کارروائی کیجاے۔ ۱۸۹۳ء مین حالت معاملہ یہ تھی۔ معاہدہ قائم کرنے سرمایہ مشترک کا آمدنی خاندان سے عمل مین آیا تھا۔ کوئی دوسرا معاہدہ اوسوقت موجود نہ تھا۔ ایک سرمایہ جو شرکائے خاندان کی امداد سے قائم ہوا تھا موجود تھا اور برادرزادگان نے چاہا کہ یہ سرمایہ درمیان ان اشخاص کے تقسیم کر دیا جاے جو اوسمین حصہ پانیکے مستحق تھے۔ دکان فی رتمان وکمپنی رقم بذا کے ادا کرنے پر راضی تھی بشرطیکہ حقوق برادرزادگان محفوظ رہین مگر عثمان کو رقم مذکور ادا کرنے سے انکار کیا گیا۔ عثمان نے برادرزادگان کے ان حقوق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ اونکو اوسمین سے حصہ دیا جائے پس بھتیجون نے کارروائیات بہ نظر اثبات اپنے حقوق کے شروع کین۔ کارروائیات بذا بے سود ہوئین حقوق باہمی عثمان اور اوسکے برادرزادگان کی نسبت کبھی فیصلہ عدالت اپیل سے نہین ہوا اگرچہ عدالت موصوف نے صاف طور پر حقوق برادرزادگان کو مقابلہ عثمان کے تسلیم کیا کہ وہ قابل نفاذ تھے اگر چارہ جوئی مناسب اختیار کیجاتی۔ بعد اسکے کہ عثمان نے ظاہرا کل سرمایہ کمرشیل بینک کے تفویض کیا برادرزادگان نے نالش حال رجوع کی کہ جسمین اونکی استدعا یہ ہے کہ ہمارے حقوق کا استقرار کیا جاے اور سرمایہ مذکور کی نسبت عدالت تجویز کرے۔ میری دانست مین حق برادرزادگان معاہدہ صریح یا معنوی پر مبنی نہین ہے بلکہ اس امر واقعاتی سے پیدا ہوتا ہے کہ نامبردگان سرمایہ مشترک کی ملکیت مین شرکت رکھتے تھے جسکی تقسیم کی استدعا اب عدالت سے کیجاتی ہے۔ فیصلہ پریوی کونسل نسبت بحث میعاد سماعت کے جو بمقدمہ رانی میوا کنور بنام رانی ہولاس کنور (۱)
۵۹۲ صادر ہوا ایک تمثیل اوس اصول کی ہے جو میری راے مین متعلق واقعات مقدمہ بذا کے ہے۔

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۲

کمرشیل بینک، انڈیا
بنام
علاءالدین محمد

یہ دعویٰ ایسا ہے کہ جسکی نسبت عدالت کو اصول انصاف پر بلا لحاظ بحث شراکت یا معاہدہ کے تجویز کرنی چاہئے تھا اور اسلئے وہ ایسا دعویٰ ہے کہ جس سے مد ۱۲۰ متعلق ہے اور میعاد سماعت چھ سال ہے۔ بلحاظ اس رائے کے یہ خیال کرنا غیر اہم ہے کہ بنائے مخاصمت ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئی جبکہ عثمان نے اونکے حقوق تسلیم کرنے سے انکار کیا یا ۳۔ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جبکہ عثمان نے تفویض بحق بینک کے کی یا جیسا کہ عرضی نالش میں مندرج ہے ۳۰۔ اگست ۱۹۲۶ء کو اس تاریخ کو بینک نے بحیثیت مفوض الیہ وارثی عثمان کے روپیہ عدالت سے لیا۔ یہ تواریخ سب اندر میعاد شش سال محکومہ مد ۱۲۰۔ ایکٹ میعاد سماعت کے ہیں۔ میری رائے میں عذر میعاد سماعت ساقط ہوتا ہے۔

[بعد تذکرہ مفصل روئیداد مقدمہ کے حاکم ممدوح نے بالآخر یہ تجویز کی] میری رائے میں تواریخ خاندان وطریقہ برآمد زر بلا تفریق وتفصیل سے جسکا ذکر میں نے کیا ہے واضح ہوتا ہے کہ منشا فریقین یہ تھا کہ جو سرمایہ اونکی آمدنی مشترک سے قائم ہوا اوسکو بطور سرمایہ مشترک کے تصور کریں۔ قیاس بھی مساویت کے ہے مگر یہ ثابت نہیں کیا گیا ہے کہ اشخاص مستحقین کا منشا کسی دوسرے اصول تقسیم سے متعلق کئے جانیکا تھا۔ اس اصول مساویت کی توضیح دفعہ ۴۵ ایکٹ انتقال جائداد و دفعہ ۲۵۳ ایکٹ معاہدہ سے ہوتی ہے۔

میری رائے میں بوڈم صاحب جسٹس نے تقسیم سرمایہ ہذا کی نسبت تجویز کرنے میں اصول صحیح متعلق کیا اور اونکا فیصلہ بحال اور اپیل مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔ محنتانہ دو کونسل کے لئے دلایا جائے گا۔

ڈیویز صاحب جسٹس مجکو اتفاق کلی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ع
۲۱ و ۲۲ فروری
صفحہ کتاب انگریزی
۵۹۳

سور لوائی امال وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام موتھایا شاستری گل (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مدات ۱۱۳ و ۱۴۴ - نالش بربنائے فیصلہ ثالثی - معنی لفظ "معاہدہ" مندرجہ مد ۱۱۳ - ایکٹ دادرسی خاص - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۰ -

برطبق ایک فیصلہ ثالثی مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کے مدعیان مستحق جائداد غیر منقولہ کے قرار دئے گئے تھے - ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو نابردگان نے واسطے نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کے نالش دائر کی - برطبق اسکے یہ حجت کی گئی کہ نالش مذکور حسب مد ۱۱۳ ایکٹ مدت سماعت کے تمادی عارض ہے کیونکہ وہ درحقیقت واسطے تعمیل مخصوص معاہدہ کے تھی -

تجویز ہوئی - کہ نالش میں تمادی عارض نہیں ہے کیونکہ جو متعلق ہے مد ۱۴۴ ہے - نالش نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کی بطور نالش نفاذ معاہدہ حسب منشاء مد ۱۱۳ تصور نہیں کیجا سکتی کیونکہ لفظ "معاہدہ" مد مذکور میں معمولی معنی میں استعمال کیا گیا ہے -

مقدمات سکھوبی بی بنام رام سکھ داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۴۳) و گہر دیال بنام مدن موہن لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳) کا حوالہ دیا گیا -

نالش واسطے دلاپانے جائداد غیر منقولہ کے - مدعیاۃ نمبر ۱ لغایت ۴ اور مدعا علیہ کی زوجہ متوفی ہمشیرگان حقیقی ہیں کہ جنکے حق میں انکی دادی نے اپنی کل جائدادین بذریعہ دستاویز تصفیہ نامہ رجسٹری شدہ سنہ ۱۸۹۲ء میں منتقل کی تھین - چونکہ بعد وفات زوجہ مدعا علیہ کے تنازعات بابت اون جائدادون کے پیدا ہوئے جنپر سماۃ مذکور متصرف تھی لہذا تنازعات مذکور سپرد ثالثی کئے گئے اور فیصلہ ثالثی بتاریخ ۷ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء صادر کیا گیا - مدعا علیہ نے واسطے منسوخ کرانے اس فیصلہ ثالثی کے بلا کامیابی نالش کی کیونکہ فیصلہ مذکور جائز اور واجب التعمیل تجویز ہوا تھا - برطبق اپیل فیصلہ ثالثی کو عدالت ضلع نے بحال رکھا - برطبق فیصلہ ثالثی کے حق متعلق جائداد زوجہ متوفیہ مدعا علیہ مدعیاۃ نمبر ۱ لغایت ۴ کے نام منتقل ہوا اور مدعا علیہ جائداد ہائے مذکورہ سے محروم کیا گیا - مدعیاۃ یہ بیان کرتی ہیں کہ انکو قبضہ دیگر جائدادون کا علاوہ اونکے جو اب قبضہ میں حاصل ہے - مدعی نمبر ۵ پسر مدعیہ نمبر ۴ کا ہے اور مدعی

* اپیل دوم نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ایس رسل صاحب جج ضلع مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۷ء مشعر تنسیخ ڈگری وی نراین سامی آیر منصف ضلع مدورا بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۶ء -

سورنثائی اتال بنام ۱۹۵ سوتھایاناتا بستری گل

نمبر ۶ وعویدار ہے کہ اوس نے حصہ مدعیہ نمبر ۳ کا خرید کیا ہے - مدعاعلیہ نے (منجملہ امور دیگر) عذر
میعاد سماعت پیش کیا کیونکہ نالش تاریخ فیصلۂ ثالثی سے ۳ سال سے زیادہ عرصہ بعد دایر کیگئی ہے اور جسکے تذکرہ
کی بابت ایک تنقیح قایم کی گئی منصف ضلع نے یہ تجویز کی کہ چونکہ فیصلۂ ثالثی رجسٹری شدہ ہے
اور چونکہ دعوی مدعی فیصلۂ ثالثی پر مبنی ہے لہذا میعاد سماعت حسب مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد سماعت
۶ سال ہے چنانچہ اونہوں نے ڈگری بحق مدعیاۃ صادر کی مدعاعلیہ نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا
جنہوں نے یہ فرمایا مقدمہ مین صرف نسبت امور متعلقہ میعاد سماعت کے بحث کی گئی - بحث مقدمہ مین
یہ ہے کہ آیا مد ۱۱۳ یا ۱۴۴ ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے - نزاع مابین مدعیاۃ اور مدعاعلیہ بابت
چند قطعات جائداد کے تہا - فیصلۂ ثالثی بتاریخ ۷ - جولائی ۱۸۹۳ء صادر کیا گیا - وہ رجسٹری شدہ تہا
قطعات اراضی متنازعہ کی بابت بحق مدعیاۃ ڈگری صادر کی گئی - دلایل وکیل مدعاعلیہ حسب ذیل ہین -
اول فیصلۂ ثالثی معاہدہ ہے - (دوم) دفعہ ۳۰ - ایکٹ داد رسی خاص نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کی رو سے
چارہ کار متعلق فیصلہ جات ثالثی اوسی حیثیت پر قائم کیا گیا ہے جیسے کہ بصورت معاہدات ہوتا ہے -
(سوم) میعاد سماعت حسب مد ۱۱۳ تین سال ہے - مد ۱۱۳ - بابت خاص تعمیل معاہدہ کے ہے
مدعیاۃ یہ بیان کرتی ہین کہ ہماری نالش بطریق بیدخلی کے ہے اور مد ۱۴۴ پر استدلال
کرتی ہین - اگر عمرو وصیتنامہ بنام بکر تحریر کرے تو شخص آخرالذکر کو میعاد ۱۲ سال کی حاصل ہے کہ
جسکے اندر وہ جاید او منتقل شدہ دلا پاسکتا ہے - اسی طرح پر یہ بحث کی گئی ہے کہ مدعیاۃ مستحق
میعاد ۱۲ سال کی تاریخ فیصلۂ ثالثی سے ہین کہ جس تاریخ پر حق واقع جایداد مدعیاۃ کو منتقل ہوا - لیکن
مجھکو اطمینان نہین ہے کہ بحث جو منجانب مدعیاۃ پیش کی گئی صحیح ہے - میری راے مین نالش درحقیقت
واسطے نفاذ شرائط فیصلۂ ثالثی کے ہے اور میعاد سماعت میری راے مین حسب مد ۱۱۳ - صرف تین سال ہے
اس سے کوئی فرق نہین ہوتا کہ فیصلۂ ثالثی کی رجسٹری کی گئی ہے -

موصوف الیہ نے اپیل منظور کیا اور نالش ڈسمس کی -

مدعیاۃ نے یہ اپیل دوم دائر کیا -

سندرایار وکیل سری نواس آینگر منجانب اپیلانٹان نالش واسطے دلاپانے
اراضی کے بربناے استحقاق اور نہ بغرض خاص تعمیل معاہدہ کے ہے - فیصلۂ ثالثی حق ذاتی طور پر ہے
جس طرح کہ بیعنامہ یا ڈگری عدالت ہے - کہ میعاد ۱۲ سال کی حاصل ہے - فیصلۂ ثالثی معاہدہ
نہین ہے - وہ تجویز ایک محکمہ کی ہے کہ جسکی نسبت فریقین راضی ہوتے ہین - اگرچہ

سوہن لال بنام مسماۃ ایا تشی بگل

وہ اوّل ازو بغیر ڈگری عدالت بنے ہوئے (مثل صورت تجاویز ثالث کے جاری نہیں کیجاسکتی ہے بعض نالشات مین جو بربنائے فیصلجات ثالثی ہوتی ہین خاص میعاد سماعت ایکٹ مین محکوم ہین۔ مد ۱۳ ا تعمیل مختص معاہدہ سے متعلق ہے اگرچہ بموجب ایکٹ داد رسی خاص کے ضابطہ جسپر عمل بربنائے فیصلہ

۵۹۵ ثالثی داد رسی عطا کرنے مین ہونا چاہئے مثل ضابطہ متعلقہ معاہدات کے ہے تاہم لفظ معاہدہ کی جسطرح کہ اوسکا استعمال مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت مین کیا گیا تو بیع اسطور پر نہین کیجا سکتی کہ اوسکے معنی فیصلہ ثالثی ہون دونوں الفاظ ایکٹ مین استعمال کئے گئے ہین۔ مزید بران نالش ہذا واسطے خاص تعمیل کے مطلقاً نہین ہے بلکہ واسطے دلاپانے قبضہ کے ہے۔ فیصلہ ثالثی صرف بطور ثبوت حق کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر مد ۱۴۴ متعلق ہو تو مدعی جو متعلق ہوسکتی ہے بصرف ہ مد ۱۲۰ ہے اور اوسوقت بھی نالش اندر میعاد دائر ہوگی۔

وی کرشنا سامی آیار بجانب رسپانڈنٹ فیصلہ ثالثی درحقیقت معاہدہ ہے کیونکہ فریقین اقرار کرتے ہین کہ وہ پابند ایسی شرائط کے ہونگے جو ثالث طے کرے۔ رائے ثالث جبکہ قائم ہوجاے ایک شرط معاہدہ ابتدائی ہوجاتی ہے جسکی روسے ثالثی کی نسبت اقرار کیا جاتا ہے۔ دیکھو سندرم اوڈ بنام گریفیتھ (۱) و مقدمات الہ آباد کے دسکھولی بی بنام رام سکھ داس (۲) و رگھوبر دیال بنام مدن موہن لال (۳) بخوبی متعلق ہین۔ واضعان قانون نے بھی فیصلجات ثالثی کو بطور معاہدات کے تصور کیا ہے۔ دیکھو ایکٹ داد رسی خاص دفعہ ۳۰۔ و تجویز لارڈ ٹنٹرن صاحب جسٹس بمقدمہ نکلس بنام بہکاک (۴)

تجویز ہوا از روے فیصلہ ثالثی مقدمہ ہذا مدعیان کو جائداد غیر منقولہ دلائی گئی کہ جسکے دلاپانیکے لئے نالش ہذا دائر کی گئی ہے۔ تاریخ فیصلہ ثالثی ۶ جولائی ۱۸۹۳ء ہے اور نالش ہذا بتاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء دائر کی گئی۔ صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے کیونکہ مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے۔ مد مذکور مین حکم نسبت نالشات تعمیل مختص معاہدہ کے ہے اور اوسکی روسے اجازت صرف تین سال کی اوس تاریخ سے جو تعمیل کے لئے مقرر ہوا اگر کوئی تاریخ مقرر نہو تو جبکہ مدعی کو اطلاع ہو کہ اوس تعمیل سے انکار کیا گیا ہے دی گئی ہے۔ بربنائے تذکرہ ہم یہ تحریر کرسکتے ہین کہ اگر مد مذکور متعلق ہو تو فیصلہ صاحب جج ناقص ہے کیونکہ موصوف الیہ نے یہ تحریر نہین کیا

(۱) رپورٹ سویزی صاحب جلد ۳ صفحہ ۳ سوم صفحہ ۴۹۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۶۲
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۳ (۴) رپورٹ ڈی جیکس میکناٹن و گارڈن صاحبان جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۳۱

سورج وال اتال بنام موتھایا شاستری گل

کہ مقدمہ ہذا میں میعاد سماعت کب سے شروع ہوئی۔ لیکن ہم صاحب جج سے اس امر میں اتفاق نہیں کر سکتے کہ دفعہ ۱۳۲ اندکور مقدمہ ہذا سے متعلق ہے۔ یہ نالش واسطے دلاپانے اوس اراضی کے ہے جسکی نسبت استحقاق مدعیاۃ بروے فیصلہ ثالثی قرار دیا گیا ہے۔ فیصلہ ثالثی میں حکم بابت تحریر کسی دستاویز کے مابین فریقین یا تکمیل کسی شرائط مقدم نسبت مدعیان کے تصرف اراضی کے نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر مدعیاۃ نے بموجب فیصلہ ثالثی کے نسبت اراضی کے حق کامل بتاریخ فیصلہ ثالثی حاصل کیا اور تاریخ مذکور سے
۵۹۷ مستحق پانے قبضہ اراضی مذکور کی نہیں۔ اندرین حالات ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ نالش ہذا بغرض قبضہ جایداد غیر منقولہ کے ایک ایسی نالش ہے جو منشاے مد ۱۴۴ میں داخل ہے اور اندر میعاد بارہ سال معینہ مد مذکور کے اگر یہی تصفیہ کیا جاوے کہ نالش واسطے نفاذ شرائط فیصلہ ثالثی کے ہے تو صرف مد ۱۲۰ متعلق اون نالشات کے ہے جنکے لئے کوئی میعاد سماعت بنوع دیگر محکوم نہیں ہے اور نالش اندر میعاد چھ سال کے ہے جو بروے مد مذکور معین کی گئی ہے ہماری توجہ بمقدمہ رگھو لال بنام رام سکھ داس (۱) کیطرف مائل کرائی گئی تھی جسمیں نالش واسطے دلاپانے روپیہ کے بربنائے فیصلہ ثالثی کی کیفیت ایسی تجویز ہوئی کہ وہ بالخصوص واسطے نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کے تھی اور اوس سے مد ۱۱۴ متعلق تھی اور مد مذکور کا ایک نالش بشکل رگھو بر دیال بنام مدن موہن لال (۲) میں متعلق ہونا تجویز ہوا اگرچہ دلیل مقدمہ آخر الذکر دلیل مقدمہ اول الذکر کے تناقض معلوم ہوتی ہے۔ اولاً یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کس طرح نالش بابت ایک مد زر نقد کسی طرح بطور نالش تعمیل مختص کے خیال کیجا سکتی ہے۔ ثانیاً ہم خیال کرتے ہیں کہ نالش نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کی حسب منشاے مد ۱۱۴ بطور نالش نفاذ معاہدہ کے تصور نہیں کیجا سکتی کیونکہ لفظ معاہدہ مندرجہ مد مذکور کے معمولی معنی سمجھنے چاہئیں۔ یہ صحیح ہے کہ دفعہ ۳۰ ایکٹ داد رسی خاص میں یہ ہدایت ہے کہ احکام باب دوم ایکٹ مذکور فیصلہ جات ثالثی سے متعلق ہونگے۔ بربنائے مد مذکور یہ بحث نہیں کیجا سکتی کہ فیصلہ جات ثالثی معاہدات ہیں کیونکہ اسی طرح پر یہ بحث کرنی لازم آئیگی کہ ہدایات جو وصیت نامہ یا تتمہ وصیت نامہ میں بابت تحریر کرانے کسی خاص تملیک کے درج ہوتی ہیں جو دفعہ مذکور میں داخل ہیں وہ بھی معاہدات ہیں کہ یہ امر بیہودہ ہوگا۔ بلاشک فیصلہ ثالثی معاہدہ سپردگی ثالثی سے پیدا ہوتا ہے لیکن فیصلہ ثالثی بنفسہ فیصلہ ثالث کا ہے جو فریقین پر مثل فیصلہ کے واجب التعمیل ہوتا ہے۔ آرا لارڈ چانسلر صاحب سے جو بمقدمہ ووڈ بنام گریفتھ (۳) و لارڈ جسٹس ٹرنر صاحب سے جو بمقدمہ نکلس بنام ہانکاک (۴) ظاہر کی گئیں ہماری راے میں اس حد تک یہ قرار دیا گیا ہے کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۶۲ — (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۳

(۳) رپورٹ سوانی صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۳ بصفحہ ۵۴ — (۴) رپورٹ ڈی جیکس میکناٹن و گارڈن صاحبان جلد ۷ صفحہ ۳۰۰ بصفحہ ۳۱۰

سورن وللی امال بنام موتھایا شاستری گل

انگلستان مین فیصلۂ ثالثی معاہدہ ہے اون سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اختیار عدالت اسے ایکزیکیٹی کا شرائط فیصلۂ ثالثی کی تعمیل مختص کرانے مین اس بناپر منحصر ہے کہ فیصلۂ ثالثی نتیجہ معاہدہ سپردگی ثالثی کا ہے اس اصول پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۲۳ - ایکٹ وادرسی خاص اوسقدر جہان تک کہ وہ فیصلہ جات ثالثی سے متعلق ہے مرتب ہوئی ہے لیکن یہ امر جائے جسطرح ہوا سناد محولہ سے ہمکو کوئی سند یہ تعبیر کرنیکے لئے نہین ملتی کہ لفظ معاہدہ مندرجہ مد ۱۲۳ مین فیصلہ ثالثی شامل ہے ۔

۵۹۷ لہذا ہمکو ڈگری صاحب جج ضلع منسوخ کرنی چاہئے کیونکہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے اور اپیل کو بغرض سماعت اور فیصلے کے نسبت اون دیگر امور کے واپس کرنا چاہئے جو مقدمہ ہذا مین پیش کئے گئے ہین ۔ خرچہ تابع اور موافق نتیجہ کے عائد ہوگا ۔

ضیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۳ - فروری و یکم مارچ

صفحہ کتاب انگریزی ۵۹۷

باجلاس شیپرڈ صاحب جسٹس و سبرامانیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

کرشنا آیار وغیرہ (مدعاعلیہم نمبر ۲ لغایت ۵) اپیلانٹان بنام کرشنا سامی ایار (مدعی) ریسپانڈنٹ +

دہرم شاستر - پرامیسری نوٹ جو ایک شریک ہندو خاندان غیر منقسم نے تحریر کیا ہو - ذمہ داری دیگر شریکوں کی - ایکٹ دستاویزات قابل بیع و شری - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعات ۴۳ و ۴۶ و ۴۷ ۔

دہندہ رقعہ حسب الطلب نے (جو بنام مدعی تحریر کیا گیا) کہ وہ شریک ایک خاندان غیر منقسم ہندو کا تھا مدعی سے زر مندرجہ رقعہ قرض لیا اور اوس سے اراضی واسطے فائدہ خاندان کے جسمین خود (دہندہ رقعہ) اور چچا و عمزادگان شامل تھے خرید کیا جائے قرضہ کو حیثیت شل قرضہ خاندان کے تسلیم کیا اور اراضی جو زر قرضہ سے خرید کی گئی بوقت تقسیم مابعد جائداد کے چچا اور اوسکے پسران کو ملی کہ جنہون نے بھی دہندہ رقعہ سے یہ اقرار کیا کہ وہ قرضہ ادا کرینگے - بوقت دائر کرنے نالش بمقابلہ دہندہ رقعہ و نیز چچا اور اوسکے پسران کے ۔

تجویز ہوئی (باختلاف ڈیویز صاحب جسٹس) کہ کل شرکا خاندان غیر منقسم ذمہ دار ہین ۔

از سبرامانیا ایار صاحب جسٹس - بنظر اسکے کہ دہندہ رقعہ منتظم خاندان کا تھا تاہم وہ کاربردار نہ تھا ہے حصہ داران شریک کا تھا جبکہ اوس نے اراضی خرید کی اور قرضہ لیا اور اوسکے اقبال کا

+ اپیل نمبر ۶۵ سنہ ۱۸۹۹ء حسب دفعہ ۱۵ - فرمان شاہی بنا راضی فیصلہ ہائی کورٹ صادرہ بہ اپیل دوم نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۸ء متنازعہ بنا راضی ڈگری جی - سری نواس چاریلو جج ماتحت کمباکونم بمقدمہ اپیل نمبر ۲۹۳ سنہ ۱۸۹۵ء متضمن بحالی ڈگری اے - ایم - سوبا آیار منصف ضلع تنجور بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۸۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء ۔

مکرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار

جو کیفیت کارپرداز کے نہ نے پایا یا بندیکہ جس سے صرف افعال مذکور کو منظور کیا تھا - نیز چونکہ باپ ذمہ دار تھا لہذا اوسکے پسران بھی ذمہ دار قرضہ کے اوس حد تک قرار پانے چاہئین جہانتک کہ جائداد خاندانی مین حق رکھتے تھے گو وے بوقت لینے قرضہ کے نابالغ بھی ہون -

آیا بلحاظ دفعات ۲۳۳ و ۲۳۴ - ایکٹ معاہدہ ہند اصل مدیون پر بربنائے دستاویز قابل خرید و فروخت جو کارپرداز نے خود اپنے نام سے تحریر کی نالش ہین کیجا سکتی - **سوال -**

از **ڈیویز صاحب جسٹس** - (اول) اگر نالش بربنائے دستاویز یا اوس قرضہ کے جسکی تمہید پرامیسری نوٹ سے پائی جاتی ہے دائر کیجاتی تو دیگر شرکائے خاندان و غیر نویسندہ رقعہ بھی بدین بنا ذمہ دار کئے جاتے کہ شخص مذکور کارکن منجانب نابردگان تھا - لیکن بصورت نالش بربنائے پرامیسری نوٹ جیسی کہ نالش ہذا ہے کوئی قائم مقامی بیان نہین کیجا سکتی بجز اسکے کہ وہ اشخاص جنکی قائم مقامی بیان کی گئی ہے دستاویز مین نام بنام درج کئے جائین (دوم) جبکہ پرامیسری نوٹ مین صرف ایک شخص کا نام درج ہے اور یہ ظاہر ہو کہ اوس نے اوسکو منجانب کسی اور شخص کے بجز خود اپنے تحریر کیا ہے تو کوئی اور شخص بجز نویسندہ کے ذمہ دار ادا کرنے قرضہ کا تجویز نہین کیا جا سکتا ہے -

نالش واسطے دلا پانے ایک رقم زر نقد کے جو مدعا علیہ اول نے مدعی سے واسطے اخراجات اپنے خاندان کے وصول کی اور جسکی بابت مدعا علیہ اول نے پرامیسری نوٹ بنام مدعی تحریر کیا تھا - مدعا علیہ دوم چچا مدعا علیہ اول کا ہے اور مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت ۹ عمر او کان ہین - مدعا علیہ نمبر ۲ نے قرضہ بغرض خریداری اراضی واسطے فایدہ خاندان کے لیا تھا - مدعا علیہ نمبر ۲ نے قرضہ مذکور کو بحیثیت قرضہ خاندان تسلیم کیا تھا اور اراضیات جو زر قرضہ سے خریدی گئین بوقت تقسیم ما بعد مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۹ کے حصہ مین پڑین جنہون نے مدعا علیہ اول سے یہ اقرار کیا کہ ہم قرضہ ادا کرینگے - عرضی دعوی مین حسب ذیل مندرج ہے "مدعا علیہ اول کا پدر و مدعا علیہ دوم برادران غیر منقسم ہین - مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت ۹ پسران غیر منقسم مدعا علیہ دوم کے ہین - پدر مدعا علیہ اول قریب آٹھ برس کے ہوئے کہ فوت ہو گیا - پس نابردگان یعنی مدعا علیہ اول و مدعا علیہ دوم غیر منقسم ہین - بعوض مبلغ [illegible] کے جو مجھ سے واسطے اخراجات خاندان مدعا علیہ کے لئے گئے بتاریخ ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۹ء مدعا علیہ اول نے ایک پرامیسری نوٹ میرے نام تحریر کیا تھا جسمین یہ شرط ہے کہ رقم مذکورہ بالا مجھکو عند الطلب مع سود ۱/۲ فیصدی فی ماہ کے ادا کیجائیگی علاوہ اسکی بابت کوئی رقم نہین ملی ہے اب مین سنتا ہون کہ مدعا علیہم نے اپنی جائدادون کی تقسیم کرائی ہے اور تقسیم نامہ مذکور مین یہ مندرج ہے کہ مدعا علیہ دوم قرضہ مندرجہ عرضی نالش ادا کرے چونکہ قرضہ مندرجہ عرضی نالش کو مدعا علیہم نے واسطے اخراجات خاص اپنے خاندان کے

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار

لیا تھا اور چونکہ کل مدعا علیہم پابند ادا کرنے زر مذکور کے ہیں لہذا ہمیں سے نالش ہذا بمقابلہ جملہ مدعا علیہم کے واسطے متعلق زر مذکور کے سبب وارثی ہیں سے تقاضا ادائے زر مذکور کا مدعا علیہم سے کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا بنائے مخاصمت ۱۰ جون ۱۹۱۲ء سے پیدا ہوئی" - مدعی نے استدعا کی ڈگری مشعر اس حکم کے کی کہ مدعا علیہم رقم مبینہ مع سود آئندہ و خرچہ نالش کے مجھکو ادا کریں - تنقیح دوم یہ تھی "آیا وقعہ اور قرضہ مندرجہ عرضی دعویٰ مدعا علیہم نمبر ۲-۹ پر واجب التعمیل ہے" پرامیسری نوٹ جو بطور دستاویز الف داخل کیا گیا بہ الفاظ ذیل ہے:- " پرامیسری نوٹ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۲ء نوشتہ بنام کرشنا سامی ایار اور رنگ ولد جنیا شیشا یا ایار ساکن پیٹا مالی تعلقہ منار گدی منجانب رنگا سامی آیر ولد رنگا چاری
599 ساکن پوٹھو یال تعلقہ پٹو کٹائی میں آپکو عند الطلب مبلغ الف روپیہ جو رقم باقی آپکی از روئے ایک پرامیسری نوٹ کے ہے جو میں نے بتاریخ ۲۲ جون ۱۹۱۲ء گذشتہ آپکے نام تحریر کیا تھا مع سود آٹھ آنہ فیصدی ماہواری ادا کرونگا اور یہ پرامیسری نوٹ واپس لونگا - (دستخط) رنگا سامی آیر" - منصف ضلع نے ڈگری تنہا بمقابلہ مدعا علیہ اول صادر کی - مدعی نے منجملہ امور دیگر یہ بنا اپیل کیا کہ چونکہ زر واجب الادا بروئے رقعہ واسطے اغراض خاندان کے قرض لیا گیا تھا اور رنگا مسلمہ مہتمم خاندان تھا لہذا مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۹ بھی ذمہ دار ہیں - جج ماتحت نے اپیل منظور کیا اور یہ ڈگری کی کہ کل مدعا علیہم ذمہ دار ہیں -

مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۹ نے یہ اپیل دوم منجملہ وجوہ دیگر یہ بنا دائر کیا کہ وہ ذمہ دار از روئے پرامیسری نوٹ کے نہیں ہو سکتے جو مدعا علیہ اول نے تحریر کیا تھا -

اول مقدمہ بغرض سماعت با اجلاس سیرامانیا ایار صاحب جسٹس و ڈیولر صاحب جسٹس پیش ہوا -

وی کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹان -

رام کرشن ایار منجانب رسپانڈنٹ -

سیرامانیا ایار صاحب جسٹس - مدعی (رسپانڈنٹ) نے واسطے دلاپانے روپیہ کے جو از روئے ایک پرامیسری نوٹ کے واجب تھا نالش کی جو مدعا علیہ اول نے جبکہ وہ اپنے چچا مدعا علیہ دوم اور پسران شخص آخر الذکر یعنی مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت ۹ سے علیحدہ نہ تھا تحریر کیا تھا - مدعا علیہ اول نے بہ تعلق خریداری بعض اراضیات کے جو اوس نے واسطے خاندان کے کی روپیہ قرض لیا تھا - مدعا علیہ دوم نے قرضہ کو بطور قرضہ خاندان تسلیم کیا ہے - مزید براں چونکہ اراضیات متعلق یکی خریداری کے روپیہ قرض لیا گیا از روئے تقسیم جو بعدہ عمل میں آئی حصہ مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۹ میں آئیں لہذا اوس وقت مابین نامبردگان اور

کرشنا ایّر بنام کرشنا سامی ایّر

مدعا علیہ اول یہ اقرار ہوا کہ اشخاص اول الذکر قرضہ بیباق کرین - عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۹ (اپیلانٹان) بھی ذمہ دار مدعی کے بابت زر متنازعہ کے ہین - عذر اول منجانب نابردگان یہ کیا گیا کہ گو قرضہ واسطے فائدہ خاندان کے لیا گیا تھا تاہم چونکہ دستاویز پرامیسری نوٹ ہے جسکا تحریر نویسندہ واقعی تھا کہ اور کوئی شخص ذمہ وار ادائے زر مدعی کو نہین ہے - بلحاظ مطابق قانون انگلستان کے اور کسی شخص پر بجز اون اشخاص کے جنکے دستخط ہنڈی یا پرامیسری نوٹ قابل خرید فروخت پر ہون نالش بربناے اوسکے نہین کیجا سکتی ہے - کسی سند کا حوالہ نہین دیا گیا جس سے یہ ثابت ہو کہ قاعدہ مذکور اس ملک مین اختیار کیا گیا ہے یا کوئی حکم مثل دفعہ ۲۳ - ایکٹ متعلقہ بل آف اکسچینج انگلستان ۱۸۸۲ع ۶۰۰ ب کے اس ملک مین منضبط نہین کیا گیا ہے - اور بلحاظ دفعات ۲۳ و ۲۴ - ایکٹ معاہدہ ہند کے بحث یہ ہے کہ آیا اصل مدیون پر بربناے دستاویز قابل خرید و فروخت کے جو کسی کارپرداز نے اپنے نام سے تحریر کی ہو نالش نہین کیجا سکتی ہے لیکن یہ امر چاہے جسطرح پر ہو قاعدہ مندرجہ بالا مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے کیونکہ پرامیسری نوٹ مابہ البحث حسب منشاے ایکٹ دستاویزات قابل بیع و شرے ۱۸۸۱ع جو دستاویز قابل خرید و فروخت نہین ہے - بعدہ یہ عرض کیا گیا اگرچہ مین نے اس دلیل کی مراد کو صحیح سمجھا کہ مدعا علیہ اول اگر وہ مہتمم خاندان کا بھی ہوتا بروے ایسی دستاویز کے جو مثل دستاویز متنازعہ کے ہو اپنے حصہ داران شریک کو پابند نہین کر سکتا - واضح ہو کہ اسمین کچھ شبہہ نہین ہو سکتا کہ مہتمم بذریعہ معاہدہ ادا کرنے روپیہ کے بھی جو ایسی دستاویز سے ثابت ہو جو دستاویز قابل خرید و فروخت کی حد تک نہ پہونچے اور جس سے کوئی بار جایداد خاندانی پر قایم نہ ہو اپنے بالغ حصہ داران شریک کو پابند کر سکتا ہے ظاہرا عدالت مرافعہ اولی مین کوئی بیان صریح کسی فریق نے نسبت اس امر کے نہین کیا کہ آیا مدعا علیہ اول مہتمم تھا یا نہین - لیکن عدالت اپیل ماتحت مین منجانب مدعی یہ عرض کیا گیا ہے کہ جب قرض لیا گیا اوس وقت مدعا علیہ اول مہتمم تھا - اوس یادداشت سے جو جج ماتحت نے نسبت اوس بحث کے جو اونکے روبرو ہوئی تحریر کی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیان مذکور سے مدعا علیہم مجریہ نے انکار نہین کیا لیکن جج ماتحت اپنی تجویز مین اوسکی بابت کچھ نہین تحریر کرتے - بفرض اسکے کہ مدعا علیہ اول مہتمم خاندان نہ تھا تاہم میری راے مین واقعات مشتبہ سے کوئی اور صورت بجز یہ نتیجہ نکالنے کے پیدا نہین ہوتی کہ بوقت اراضی متذکرہ خرید کرنے اور قرضہ مابہ البحث لینے کے مدعا علیہ اول درحقیقت کارپرداز اپنے حصہ داران شریک کا تھا اور اوسکے افعال بحیثیت مذکور قابل پابندی مدعا علیہ دوم پر تھے کہ جس نے نسبت معاملات مذکور کے صریحا اپنی رضامندی

کرشنا ایار بنام کرسنا سامی ایار

ظاہر کی تھی۔ اگر کسی سند کی ضرورت واسطے اس رائے کے ہو کہ کوئی حصہ دار شریک جو مہتمم نہو اندرا
خاص حالات کے دیگر حصہ داران شریک کو پابند کر سکتا ہے تو حوالہ مقدمہ شیو پرشاد سنگہ بنام
صاحب لال (۱) کا دیا جا سکتا ہے جسمین بیگٹ صاحب جسٹس و رمیپنی صاحب جسٹس نے نسبت
بالیان غور و جنکے افعال زیر بحث مقدمہ مذکور مین تھے یہ فرمایا کہ لال جی و سیتا رام اگرچہ وے مہتمم
خاندان نہ تھے تاہم انتظام کاروبار و دستاویزات مین کارپردازان ذی اعتبار خاندان کے تھے اور اس حیثیت سے
ونکو اختیار منجانب دیگر مالیان کے گرو کرنے جائداد خاندان کا بابت ادائے قرضہ مشترکہ کے حاصل تھا ۶۰۱
جو ظاہراً معمولی طریق کاروبار مذکور مین کیا جائے۔ لہذا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مدعا علیہ دوم اول ہی سے منجملہ
اون اشخاص کے ایک ہے جو ذمہ دار قرضہ کے ہین نسبت پسران نامبردہ کے اگر وے کل نابالغ بھی ہون
جبکہ روپیہ قرض لیا گیا تھا تو انکو بھی ذمہ دار قرضہ اوس حد تک تجویز کرنا چاہیے کہ جہانتک اونکا حق
جائداد خاندان مین رہا ہو کیونکہ گو بموجب مقدمات بگیلا احسن جی بنام شیخ مصلح الدین (۲)
واندر چندر سنگہ بنام رادہا کشور گھوس (۳) دہارنا سری رنگل سنگہ جی بنام بادری لعل بخت چند (۴)
ورادہا ناتہ مکرجی بنام منموہن رائے (۵) بحوالہ قانون نابالغان مولفہ ٹریولین صاحب جلد دوم
صفحہ ۸۶ اور تاسیم ۱۲۰ نفاست بالفرض اسکے کہ نامبردگان نابالغ تھے بطور حصہ داران شریک مدعا علیہ اول کے
ذمہ دار زر مندرجہ رقعہ کے ہونگے تاہم یہ تجویز کیجانی چاہیے کہ اس امر سے کہ مدعا علیہ دوم
بھی بابت رقم مذکور کے قرضدار ہو گیا تھا بموجب دہرم شاستر کے مدعا علیہم نمبر ۲-۳ پر بحیثیت پسران نامبردہ
فرض ادا کرنے قرضہ کا اوس حد تک عاید ہوا کہ جہانتک اونکے حق واقع جائداد مذکور کہ تو تعلق ہے
لہذا مین اپیل دوم کو مع خرچہ کے ڈسمس کرونگا۔

ڈیویز صاحب جسٹس — مین خیال کرتا ہون کہ یہ عذر اپیلانٹان کہ صرف مدعا علیہ اول ذمہ دار
اوس پرامیسری نوٹ کا قرار دیا جا سکتا ہے جسکی بنا پر نالش دائر کی گئی ہے کیونکہ وہ تنہا نویسندہ رقعہ مذکور
کا ہے لاجواب ہے۔ اسمین کچھ شبہ نہین ہو سکتا کہ دستاویز مناط نالش حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۴- ایکٹ
دستاویزات قابل خرید و فروخت کے پرامیسری نوٹ ہے لہذا وہ بطور محض تمسک کے تصور نہین کیا جا سکتا
(اگرچہ بموجب ایکٹ اسٹامپ کے اوس پر مثل تمسک کے اسٹامپ لگانا چاہیے تھا)

---

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۰ جلد ۵ صفحہ ۱۴۴
(۲) لاریورٹ اپیلہائے مندرجہ جلد ۴ صفحہ ۸۹ و انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۵
(۳) لاریورٹ اپیلہائے مندرجہ جلد ۹ صفحہ ۹۰ و انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۰
(۴) انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۶ (۵) کلکتہ صیغہ ابتدائی دیوانی اپیل نمبر ۵۹۴ و ۱۸۷۳ (غیر رپورٹ شدہ)

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی ایار

اگر پرامیسری نوٹ مذکور تمسک ہوتا کہ جسکی بنا پر نالش کی گئی یا اگر نالش اوس قرضہ کی بابت دائر کیجاتی جسکا ثبوت پرامیسری نوٹ سے حاصل ہوتا ہے تو دیگر ارکان خاندان مدعا علیہ اول و خود مدعا علیہ اول بھی بدین وجہ کہ اونکا قائمقام مدعا علیہ اول تھا ذمہ دار قرار دیے جا سکتے تھے لیکن بصورت پرامیسری نوٹ کے کسی ایسی قائم مقامی کا عذر نہیں ہو سکتا بجز اسکے کہ نام اون اشخاص کے جو قائم مقام بیان کیے گئے ہین عنوان دستاویز مین مندرج ہون۔ دیکھو دفعہ ۲۸ ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت۔ نام کسی دیگر شخص کا بجز مدعا علیہ اول کے پرامیسری نوٹ مندرجہ عرضی نالش مین مندرج نہین ہے اور اوسکا یہ منشا نہین ہے کہ اوس نے اوسکو بجانب کسی اور شخص کے بجز خود اپنے تحریر کیا ہے۔ لہذا کوئی اور شخص بجز مدعا علیہ اول کے ذمہ دار ادا کرنے قرضہ کا نہین قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہذا مین اپیل دوم کو منظور اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور ڈگری منصف کو مع خرچہ اپیلانٹان بابت عدالت ہذا اور عدالت اپیل ماتحت کے بحال کرونگا۔ ۶۰۲

[حسب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی تجویز مسٹر ما نیا آیار صاحب جج قائم رہی اور اپیل دوم مع خرچہ ڈسمس کیا گیا]

بناراضی حکم ڈسمسی مذکورہ بالا اپیلانٹان نے اپیل ہذا حسب دفعہ ۱۵ ایہ فرمان شاہی دائر کیا اور مقدمہ کی نسبت مکرر بحث روبرو اجلاس کے جسمین حکام مندرجہ بالا شریک تھے کی گئی۔

وی کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹان۔ بحث مدعی یہ ہے کہ ازروے پرامیسری نوٹ وہ خاندان پابند ہوتا ہے کہ جسکا نویسندہ اور بیع پر مہتمم ثابت ہو جاوے۔ بحث ہذا صریحاً دفعہ ۲۸ ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت کے خلاف ہے اور اوسکی روسے الفاظ جو بجاے نامبردہ کام کر رہا ہے مندرجہ دفعہ مذکور بے معنی ہو جاوینگے۔ نیز دیکھو فقرات ۲ و ۳ دفعہ ۲۸ مصلحت قانون تجارت کہ جسکی قانون دستاویزات قابل خرید و فروخت ایک شاخ ہے یہ ہے کہ جو اشخاص بطریق معمولی قابض ہون اور منتقل الیہم ہون اونکو ضرورت ملاحظہ کرنے کسی شے کی علاوہ دستاویز اوس مضمون کے جو دیکھنے دستاویز سے ظاہر ہو پیش آوے۔ بمقدمہ سوی ریڈی بنام تھنا ۱۱ اس ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ نالش برنباے رقعہ صرف بمقابلہ مقر یا دیگر اشخاص کے دائر کیجا سکتی ہے جو بروے دستاویز کے پابند ہون اور یہ کہ ثبوت قسم دیگر ناقابل پذیرائی واسطے ثابت کرنے اس امر کے ہے کہ اصل مدیونان جنکے نام ظاہر نہین کیے گئے ازروے پرامیسری نوٹ پابند ہین۔ احکام ایکٹ معاہدہ متعلقہ اصل مدیونان جنکے نام ظاہر نہین کیے گئے دستاویزات قابل خرید و فروخت سے متعلق نہین ہوتے۔

(۱) اپیل نمبر ۲۰ ۱ سنہ ۱۸۹۱ء (غیر رپورٹ شدہ)

کرشنا ایار
بنام
کرشنا سامی ایار

ایکٹ مذکور جامع نہیں ہے (مقدمہ ایراودی فلوٹلا کمپنی بنام بھگوانداس (۱) ملاحظہ طلب)
[مسٹر امانیا آیار صاحب جسٹس - ذمہ داری خاندان اگرچہ بموجب دہرم شاستر کے پیدا ہوتی ہے
جبکہ دستاویزات قابل خرید و فروخت سے تعلق ہو تو قانون جو فریقین سے متعلق ہے ایکٹ دستاویزات
قابل خرید و فروخت ہے نہ دہرم شاستر - ذمہ داری کارخانہ شراکتی بموجب قانون عام بابت افعال شریک
مجلہ شرکا کے بروئے ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت مرتفع ہو گئی (مقدمہ میسوی ریڈی بنام تمنا (۲)
ملاحظہ طلب) مزید براں رقعہ متنازعہ نالش دستاویز قابل خرید و فروخت نہیں ہے - دفعہ ۴ مین جو الفاظ
صریح ذکر پرامیسری نوٹ کا ہے بحث قابلیت خرید و فروخت کی غیر اہم ہے - وہ ایکٹ ۱۸۸۱ع متعلق پرامیسری نوٹ
کے بروئے قانون تجارت کے ہے - بحث یہ ہے کہ آیا رقعہ کاغذ تجارتی ہے اور نہ یہ کہ وہ دستاویز قابل ۶۰۴
خرید و فروخت ہے (مقدمہ جیٹھا پرکاش بنام رام چندر دتھو بار (۳) ملاحظہ طلب) - مزید براں یہ امر قابل لحاظ ہے
کہ نالش ہذا بابت قرضہ کے نہیں بلکہ صرف بابت رقعہ کے دائر کی گئی ہے - عرضی نالش میں ذکر وجود قرضہ کا نہیں ہے
نہ اس میں یہ تحریر ہے کہ نویسندہ رقعہ منتظم خاندان تھا - نوعیت نالش کے تبدیل کرنے کی اجازت نہ دینی چاہئے
(مقدمہ پورنگ بنام شیپہرڈ (۴) ملاحظہ طلب)

سیوسامی آیار منجانب رسپانڈنٹان نالش صرف برطبق رقعہ نہیں بلکہ بابت قرضہ کے بھی ہے
[ڈیویز صاحب جسٹس - عرضی نالش میں بیان کیا گیا ہے کہ وجہ نالش تاریخ تحریر رقعہ سے اور نہ تاریخ
لینے قرضہ سے پیدا ہوئی] عرضی نالش میں تذکرہ معاوضہ کا بھی ہے - علاوہ ازیں استدعا صدور ڈگری بمقابلہ جملہ مدعا علیہم
کے ہے - تنقیح دوم میں صاف طور پر ذکر قرضہ مندرجہ عرضی نالش اور رقعہ متنازعہ کا ہے - ان واقعات
سے جو جج ماتحت نے تجویز کئے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نالش کو عدالتوں اور فریقین نے بطور نالش
معاوضہ کے تصور کیا ہے - مقدمہ میسوی ریڈی بنام تمنا (۲) محولہ اپیلانٹ مشابہ ہے - یہ تسلیم کیا جانا چاہئے
کہ پسر ایک ہندو کا ذمہ دار ادا کرنے قرضہ اپنے پدر کا بموجب پرامیسری نوٹ کے ہے (مقدمہ لال جی سہائے
بنام فقیر چند (۵) ملاحظہ طلب) ذمہ داری اسپر قبل ذمہ داری خاندان کے ہے - دونوں لوازم دہرم شاستر
میں کہ جنکی تشریح بروئے احکام دفعہ ۴ ایکٹ دستاویزات قابل خرید فروخت نہیں ہوتی ہے - احکام
ایکٹ مذکور کسی طرح پر ایسے سخت نہیں ہیں جیسے کہ الفاظ احکام متشکل کیٹ بلس آف انگلستان کے ہیں
تاہم دیکھو نوٹ مندرجہ صفحہ ۹ متعلقہ تمثیل (ج) دفعہ ۲۲ - نیز دیکھو تمثیلات ۹ و ۱۰ متعلقہ دفعہ ۳۲ جمل

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۲۰ (۳) اپیل نمبر ۸۲ سنہ ۱۸۹۸ع (غیر رپورٹ شدہ)
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۹۰ و صفحہ ۶۹۲ (۴) رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹ و صفحہ ۳۳۱
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۳۵ -

کرشنا ایار بنام کرشنا سامی

مدیون جو کسی کارندہ کو اپنے نام سے معاہدہ کرنیکی اجازت دے پابند اون دستاویزات کا ہے جو کارندہ تحریر کرے (مقدمہ ایڈمنڈس بنام برٹل (۱) ملاحظہ طلب) نیز دیکھو مقدمہ پارک شایر بنکنگ کمپنی بنام ہیٹسن (۲)) جسمین اصل مدیون اور کارندہ کا ایک ہی نام تھا۔ خاندان اہل ہنود کے نام کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ نام اوسکے منتظم کا ہے یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ خاندان نے منتظم کو اختیار دیا ہے کہ خود اپنے نام سے کارروائی کرے۔ مقدمہ شیو پرشاد سنگھ بنام صاحب لال (۳) مین تذکرہ منتظم کا بطور منتظم کارندہ خاندان کے ہے بنا بروہ خاندان کے واسطے قرض لیتا ہے اور خرید و فروخت کرتا ہے اور دستاویزات تحریر کرتا ہے۔ بموجب دہرم شاستر کے خاندان ذمہ دار ہوتا ہے (دیکھو مقدمہ کرشنا سیٹھ بنام ہری بل جی (۴))

۶۰۳ اقوال قدیم مین یہ حکم ہے کہ اون قرضہ جات کو جو کوئی شخص واسطے فائدہ خاندان کے لے خاندان ادا کرے گا وشنو پران ادھیائے یا باب ششم اشلوک ۳۶ و ۳۷ و منو سمرتی ادھیائے ہشتم اشلوک ۱۶۶ و ناردو پران ادھیائے اول اشلوک ۱۲ و ۱۳ ملاحظہ طلب۔ بمقدمہ سولیٹی کامت (۵) ولی کو نابالغ پر اجازت نالش کرنیکی بابت اون اشیائے ضروری کے جو اوس نے مہیا کی تہین دی گئی کو وہ نابالغ پر نالش بربنائے اوس رقعہ کے نہین کر سکتا تھا جو نابالغ نے بعوض بدل مذکور کے تحریر کیا۔

دی کرشنا سامی ایار نے جواب دیا۔ عرضی نالش مین تذکرہ قرضہ قدیم کا نہین ہے۔ اگر اوسمین تذکرہ بہی ہو تو نالش بابت قرضہ قدیم کے ممنوع ہوگی۔ جبکہ رقعہ موجود ہے تو کوئی نالش معاوضہ دار نہین ہو سکتی (مقدمہ ولی آپا بنام محمد قاسم (۶)) جسکی تقلید مقدمہ پلانی اپا چیٹی بنام پریا کروپن چیٹی (۷) کی گئی۔ ملاحظہ طلب۔

شیپرڈ صاحب جسٹس۔ بحث جو جانب اپیلانٹ کی گئی ایک ایسی بحث ہے جو باوصف کثرت مقدمات مثل مقدمہ ہذا کے کبھی پیشتر میرے روبرو مین پیش کی گئی۔ کسی مقدمہ بجز شیو کا حوالہ اسکی تائید مین نہین دیا گیا ہے اور مقدمات رام سامی بڈلیار بنام سیلٹ امال (۸) و کرشنا سیٹھ بنام ہری بل جی (۹) اوسکے خلاف ہین۔ بحث یہ ہے کہ قاعدہ قانون انگلستان جو ایسے دفعہ ۲۳ ایکٹ بلس آف اکسچینج مین بیان کیا گیا ایسا قانون ہے جو واسطے ملک ہذا کے وضع کیا گیا ہے اور بلحاظ رو قاعدہ ہذا پابندہ پر امیسری نوٹ کو جب وہ دہندہ پر نالش کرے فقط اوسکے حق کی بمقابلہ

(۱) لا رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۹۷ — (۲) لا رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۱۰۹
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ — (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۸۸
(۵) لا رپورٹ ۱۸۹۱ء کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۴۲۳ — (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۹۶
(۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۴ — (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۵
(۹) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۸۸

کرشنتا ایار بنام کرشنتا سامی ایار

اشخاص ثالث کے ممانعت ہے کہ جو مطابق دہرم شاستر کے نسبت جایداد خاندان مقبوضہ اپنے کے ذمہ دار اون قرضہ جات کے ہو سکتے ہیں جو نامبردہ نے لیے - یہ ہوسکتا ہے کہ ان دو مسائل میں سے مسئلہ اول صحیح ہو اگرچہ اختلاف عظیم مابین قاعدہ انگلستان مندرجہ (رسالہ ہنڈیات مولفہ بائیلس صاحب - جو دفعہ ۲۳ - اسٹیٹیوٹ (ایکٹ بلس آف اکسچینج) میں پر منضبط کیا گیا اور دفعہ ۲۷ ایکٹ دستاویزات قابل خرید فروخت کے ہے لیکن یہ فرض کر لینا چاہئے کہ منشاء دفعہ ہذا کا یہ ہے کہ قاعدہ قانون انگلستان وضع کیا جاوے اور وہ پرامیسری نوٹ سے متعلق ہے عام اس سے کہ وہ قابل خرید فروخت ہوں یا نہوں - تاہم پسری پرداشت کی از روے دفعہ مذکور ممانعت ارجاع نالش ہذا کی نہیں ہے کیونکہ از روے قاعدہ مابہ البحث کے معاملہ محض کارندگری کا پہلے سے قیاس کیا جاتا ہے گو بمقدمہ ہذا رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے ذمہ دار قرار دیئے جانیکی استدعا بدین بنا نہیں کی گئی کہ نویسندہ رقعہ اونکا کارندہ تھا - ذمہ داری اشخاص بحیثیت اپیلانٹان جو اس امر کے ثابت ہونے پر پیدا ہوتی ہے کہ قرضہ بوقت انتظام معاملات خاندان مناسب طور پر لیا گیا دہرم شاستر پر اور نہ قانون
۶۰۵ کانڈگری پر مبنی ہے وہ بعینہ مشابہ ذمہ داری پسر بابت قرضہ پدری بموجب اوسی طریقہ قانونی کے ہے - دونوں صورتوں میں ذمہ داری مذکور ایسی ذمہ داری نہیں ہے کہ جو اگر تعلق فریقین کا تعلق کارندہ اور اصل مدیون کا ہوتا عاید ہوتی - جبکہ پدر یا مہتمم خاندان اہل ہنود قرض لے اور اوسکی بابت پرامیسری نوٹ تحریر کرے تو دائن نامبردہ پر بربناے رقعہ نالش کرسکتا ہے اور اوسکو بالذات ذمہ دار کرسکتا ہے - نامبردہ پسران یا دیگر اہالی خاندان کو بالذات ذمہ دار نہیں کرسکتا ہے اور نہ وہ ٹھیک طور پر نامبردگان پر بربناے رقعہ نالش کرسکتا ہے چونکہ نامبردگان فریقین دستاویز کے نہ تھے لہذا وے (بفرض اسکے کہ وہ معاملہ ہنڈی کا ہو جسکو پدر نے تحریر کیا) عذر اپنی عدم اطلاع کا بابت نہ سکارے جانے ہنڈی کے نہیں کرسکتے - (دیکھو مقدمہ کرشنا سوامی بنام ہری لال تی دا (۱)) حیثیت اپیلانٹان کی بہ لحاظ بدعی حیثیت شوہر ہے جو حسب قانون انگلستان بہ تعلق قرضہ جات زوجہ نامبردہ مفید طور پر شمار کیجا سکتی ہے - بموجب کامن لا یعنی قانون رواجی کے زن منکوحہ اور اوسکا شوہر دونوں ذمہ دار اون معاہدات مسماۃ مذکورہ کے تھے جو قبل شادی کئے گئے تھے اور ذمہ داری شوہر کسی طریق سے منحصر یا محدود بوجہ موجودگی اوس جایداد کے نہتی جو نامبردہ نے اپنی زوجہ سے حاصل کی - اگر قبل شادی مسماۃ مذکورہ نے پرامیسری نوٹ تحریر کیا ہے تو نالش بمقابلہ مسماۃ مذکورہ اور اوسکے شوہر کے رجوع کی جاسکتی ہے (دیکھو طریقہ مندرجہ کتاب متعلق سوال جواب مولفہ بلین و لیک صاحبان جلد سوم رسالہ ہنڈیات مولفہ بائیلس صاحب صفحہ ۴۰۰) جیسا کہ بمقدمہ مجکنس بنام ہیوسن (۲) کا حوالہ دیا گیا ایکٹ متعلق جایداد زن منکوحہ صدرہ ۱۸۸۲ع کی روسے قاعدہ بذریعہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۹ (۲) ٹائمز رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۴۴

کرشنا ایار
نام
کرشنا سامی ایار

محدود کرے ذمہ داری شوہر بقدر مالیت اوس جائداد زوجہ کے جو نامبردہ نے حاصل کی ہو تسلیم کیا گیا ہے۔ مقدمہ ہذا مین کوئی ذمہ داری مشترکہ نہین ہے اور نہ ذمہ داری شوہر بطور ذمہ داری ضامن کے ہے لیکن وہ مشابہ اوسکے ہے کیونکہ کوئی جوابدہی جو مدیون کر سکتا ہے بدرجہ مساوی نامبردہ کر سکتا ہے (مقدمہ بیک بنام پیرس (۱) ملاحظہ طلب) مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اوسے بدرجہ مساوی طور پر مقدمہ حال یا صورت اوس پر ساہل ہونا چاہیے متعلق ہین جبکہ کسی نالش قرضہ مین جو بمقابلہ نامبردگان دائر کی گئی ہو شامل کیا گیا ہو گو یہ امر اوس قاعدہ قانون انگلستان کے مطابق ہو جو منقولات سے متعلق ہے کہ شوہر کسی نالش مین بمقابلہ اپنی زوجہ کے شریک کیا جا سکتا ہے تو یہ امر کسیطرح خلاف قانون ملک ہذا کے نہیں ہے کہ ایک شریک ہندو خاندان کا کسی نالش مین جو بنام مہتمم بر بنائے پرامیسری نوٹ نوشتہ نامبردہ دائر کی جائے شریک کیا جائے ایک صورت مین مثل دوسری صورت کے ایسی ذمہ داری ہے جو گویا بمقابلہ اوس فرض کے خارجی ہے جو پرامیسری نوٹ کے تحریر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور دونون
۶۰۶ صورتون مین ذمہ داری مذکور محدود ہے حالانکہ ذمہ داری تحریر کنندہ کی قطعی ہے۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ نالش ہذا ٹھیک طور پر مطالبہ ادائے رقعہ پر محدود ہے اور یہ کہ عرضی نالش مین مطالبہ بابت قرضہ اصل کے مندرج نہین ہے عرضی نالش کے پڑھنے سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین وہ کل بنایات مندرج ہین جو بغرض ذمہ دار قرار دینے اپیلانٹان کے ضروری ہین۔ دعوی یہ ہے کہ قرضہ واسطے اخراجات خاندان کے لیا گیا تھا اور نامبردگان پابند ادا کرنے قرضہ مذکور کے ہین۔ اسمین کچھ شبہ نہین ہو سکتا کہ عدالت ماتحت و نیز اپیلانٹان نے اوس دعوی کو بخوبی سمجھ لیا تھا جسکے ثابت کرنے کا مدعی مستدعی تھا۔ بر بنائے واقعات مجوزہ کوئی بحث میعاد سماعت کی پیدا نہین ہوتی۔ مین خیال کرتا ہون کہ اپیل مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہیے لیکن مین ڈگری اسطور پر ترمیم کرونگا کہ وہ زیادہ تر صاف نسبت اوس امر کے ہو جائے کہ زر قرضہ جائداد خاندان مقبوضہ اپیلانٹان سے وصول کیا جائے۔

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس۔ مجھکو کچھ شبہ نہین ہے کہ جہانتک اپیلانٹان ادعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۵ کو تعلق ہے نالش اس بنا پر مبنی ہے کہ وے ذمہ دار اوس قرضہ کے ہین جو بر بنائے پرامیسری نوٹ مدعا علیہ اول کے واجب ہے کیونکہ قرضہ واسطے اوس غرض کے لیا گیا تھا جو خاندان پر جسکے کل مدعا علیہم شریک غیر منقسم تھے واجب التعمیل تھا بیانات مندرجہ عرضیدعوی سے کہ اپیلانٹان کیجانب فریق نالش کئے گئے بشمول تنقیح دوم کے جو پیش کی گئی اور جسکی تجویز ہوئی میری دانست مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف رائے نسبت ترتیب نالش کے جہانتک کہ اپیلانٹان کو تعلق ہے قائم

(۱) لا رپورٹ کومنس بینچ ڈویزن جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۶

کرشنا ایار
بنام
کرشنا سامی ایار

نہین کیجاسکتی۔ اور چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ میری تجویز سابق مین مندرج ہے کہ قرضہ متنازعہ اندر اون
حالات کے لیا گیا جنکی روسے وہ دیلا ثمان پر بھی واجب التعمیل ہوا لہذا مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ کیون نالش
ناقابل پذیرائی بمقابلہ اونکے تجویز کیجاسکتی ہے یہ کہنا چندان ضروری نہین ہے کہ کوئی قاعدہ قانون ایسا نہین ہے جسکی
روسے کسی فریق کو بہ حیثیت مدعی مقدمہ ہذا بشمول نویسندہ پرامیسری نوٹ دیگر اشخاص ذمہ دار قرضہ پر نالش کرنیکی
ممانعت ہو۔ مثلاً فرض کرو کہ کوئی ہندو پدر پرامیسری نوٹ پر واسطے اوس غرض کے روپیہ قرض لے جو خلاف تمدن
نہین ہے تو کیا یہ بحث کیجاسکتی ہے کہ دہندہ زر مستحق پدر بشمول پسران کے نالش کرنے کا نہین ہے در حقیقت
وہ مستحق نہین ہے۔ اور جہان تک کہ امر زیر غور کو تعلق ہے۔ بلا شبہ کوئی فرق اصولاً مابین
صورت متذکرہ بالا اور اوس صورت کے نہین ہے جسمین کہ کسی شریک غیر منقسمہ خاندان نے جو بدر حصہ داران
شریک یا قائم مقامان کا نہین ہے خاندانی قرضہ لیا ہو۔ بیشک دفعہ ۶۱ ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت
جسپر منجانب دیلا ثمان بہت استدلال کیا گیا متعلق ہے جبکہ کسی شخص پر بطور فریق
۶۰۷ پرامیسری نوٹ یا دیگر دستاویز بمنشاء ایکٹ مذکور مین فی نفسہ ذمہ دار قرار دئے جانیکی استدعا کیجاتی ہے
لیکن وہ دفعہ محمولہ کسیطرح ایسی صورت سے تعلق نہین ہوتی جبکہ مثل صورت حال کے کسی شخص کو جو فریق پرامیسری نوٹ
یا دیگر دستاویز ہم قسم کا نہو ذمہ دار بابت رقم واجب بروئے دستاویز مذکور قرار دئے جانیکی استدعا بوجہ ایسے
قرض کے کیجائے جو نامبردہ پر بذریعہ اونکے ذاتی قانون متعلق قرضہ مذکور کے عاید کیا جائے میری رائے مین بحث
کرنا عبث ہے کہ دفعہ مذکور کی روسے ایسا قرض جسکا تذکرہ ابھی کیا گیا ہے رفع ہو جاتا ہے یا کسی طرح
پر دفعہ مذکور محل اوس قاعدہ ضابطہ کی ہے جسکی روسے مدعی کسی مقدمہ مین جو مثل مقدمہ ہذا کے ہو اون اشخاص
کو مدعا علیہ بنا سکتا ہے جو کم و بیش بموجب قانون کے ذمہ دار قرضہ کے ہین اگرچہ نامبردگان شریک دستاویز
بشمول فریق دستاویز مذکور کے نہون۔ مین حکم مجوزہ اپنے ذیعلم مجلس شیپرڈ صاحب جسٹس سے اتفاق
کرتا ہون۔

ڈیویز صاحب جسٹس۔ مجھکو اپنی رائے سابق متعلقہ مقدمہ ہذا کا پابند رہنا چاہیے جسکی تائید
بروئے نظیر فیصلہ دیگر عدالت ہائے صدر در مقدمہ سیوی ریڈی بنام تمنا (۱) کے ہوتی ہے جسمین یہ تجویز کی گئی تھی کہ
کارخانہ شراکتی کے ایک شریک کا نام پرامیسری نوٹ پر ہونے سے تمام مقامی اوس کارخانہ شراکتی کی تصور
نہین کیجاسکتی جسکا نام پرامیسری نوٹ پر نہین ہے۔ یہ صورت شرکاء اہل ہنود کی ہے بمقدمہ ہذا یہ عرض کیا گیا ہے
کہ صورت مختلف ہے کیونکہ وہ ایک خاندان اہل ہنود کا ہے۔ مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ وہ امر کیونکر موثر ہوسکتا ہے

(۱) دیل نمبر ۱۰۲ سنہ ۱۸۹۱ع (غیر رپورٹ شدہ)

کرشنا دیار بنام کرشنا سامی ایار

اسمین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے کسی فرقہ کے اشخاص اثر ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت سے بری کئے جائین لہذا وہ کل سے متعلق ہے۔ پس صرف بحث یہ ہے کہ آیا کوئی شخص جس نے پرامیسری نوٹ پر دستخط نہین کئے بموجب اوسکے ذمہ دار ہے۔ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ قانون انگلستان یہی ہے کہ کوئی شخص ذمہ دار بموجب پرامیسری نوٹ کے نہین ہے بجز اسکے کہ اوسکا نام اوسمین مندرج ہو اور قانون مذکور دفعات ۲۳ و ۸۹ ۔ ایکٹ بلس آف اکسچینج مجریہ ۱۸۸۲ء مین مندرج ہے۔ یہ امر کہ قانون مذکور ایسے الفاظ صریح مین ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت ہند مین مندرج نہین ہے میری راے مین کوئی دلیل اسکی نہین ہے کہ وہ بقدر بدو استحقاق نہین ہے جب از روے دفعات ۴ و ۲۶ و ۲۷ کے ایسی تعبیر ضمناً ہو سکے اور کوئی امر اوسکے خلاف نہو۔ یہ امر کہ آیا نالش بمقابلہ دیگر اہالیان خاندان مدعا علیہ اول کے بابت معاوضہ پرامیسری نوٹ کے دائر کیجا سکتی ہے کلیتاً ایک امر دیگر ہے میری راے مین جو ضمیمہ عوی کلیتاً پرامیسری نوٹ پر مبنی ہے اور اب اوسکا خیال ابتدائی پر مبنی ہونا تصور نہین کیا جا سکتا کیونکہ جدید مباحث میعاد سماعت وغیرہ کے جنکی تجویز نہین کی گئی کیونکہ وے تنقیح طلب نہ تھے پیدا ہونگے اور تجویز مقدمہ از سر نو شروع ہوگی۔

صیغہ اپیل دیوانی

۲۰ دسمبر ۱۸۹۹ء
یکم مارچ ۱۹۰۰ء

صفحہ کتاب انگریزی ۶۰۸

باجلاس سر آرنولڈ وہیٹ صاحب چیف جسٹس و بینسن صاحب جسٹس

کرسٹایا و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹیان بنام نرسمہم وغیرہ مدعا علیہم ریسپانڈنٹیان *

دہرم شاستر۔ نالش واسطے تقسیم جزوی کے۔ جایداد خاندان جو اوس وقت واسطے تقسیم کے موجود ہو اوس جائداد کا شامل نہ کیا جانا جو پاس شخص ثالث کے رہن باقبض ہو۔ نالش کا قابل پذیرائی ہونا۔

منجملہ دو برادران غیر منقسم کے جو ایک خاندان ہنود مین تھے ایک نے کل قطع مکان جو فی الحقیقت جائداد خاندان مشترکہ تھا بیع کیا اور واسطے جواز بیع کے ضرورت خاندانی بیان کی۔ بعد ازان برادر دیگر نے اپنا نصف حصہ غیر منقسم بدست دو اشخاص کے بیع کیا جنھون نے اب بحیثیت مدعیان نالش واسطے تقسیم و قبضہ نصف قطعہ مکان کے دائر کی خاندان مذکور کا ایک مکان دیگر تھا مگر وہ کچھ عرصے پاس ایک شخص ثالث کے رہن باقبض تھا اور بوقت بٹوارہ قابل تقسیم نہ تھا بر طبق پیش کئے جانے اس عذر کے کہ نالش

---

* اپیل دوم نمبر ۹۰۶ سنہ ۱۸۹۸ع بناراضی ڈگری معدوہ ... سی راسن صاحب جج ضلع وزگاپٹم مقدمہ اپیل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۶ع منسوخ حالی ڈگری بی جگد ... منصف ضلع مقام وزیاگرم مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۵ع۔

کرشنایا بنام نرسمہم

واسطے تقسیم جزوی کے ہے لہذا وہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔

تجویز ہوئی - کہ نالش قابل پذیرائی ہے چونکہ دوسرا مکان پاس ایک شخص ثالث کے رہن بالقبض ہے اس لئے وہ فوراً قابل تقسیم نہیں ہے لہذا نالش واسطے تقسیم کل جائداد خاندان کے ہے جو اوسوقت قابل تقسیم تھی۔

مقدمہ نرائن باباجی بنام پانڈورنگ رام چندر (رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۴۰) کی تقلید کی گئی۔

نالش واسطے تقسیم و قبضہ جداگانہ نصف حصہ مکان کے - ایک خاندان ہنود میں دو برادران غیر منقسم تھے جو اب مدعا علیہما اول و دوم قرار دیے گئے ہیں۔ مدعا علیہ دوم نے ایک قطعہ مکان مملوکہ خاندان مشترکہ کو بدست ایک مسمی کے جو اب مدعا علیہ سوم بنایا گیا ہے بربنائے ضرورت خاندان کے تمام و کمال بیع کیا بعد ازاں مدعا علیہ اول نے اپنا نصف حصہ غیر منقسمہ مکان مذکور کا بدست دو اشخاص کے بیع کیا جنہوں نے اب بحیثیت مدعیان نالش کی ہے اور دعویٰ تقسیم و قبضہ جداگانہ حصہ مدعا علیہ اول کے جو مکان مذکور میں تھا ہیں۔ نامبردگان نے یہ بیان کیا کہ خریداری مدعا علیہ سوم کی ناجائز ہے - یکادیکے باپ یعنی مدعا علیہ دوم کا صرف نصف حصہ مکان مذکور میں تھا اور یہ کہ مدعا علیہ سوم از روئے بیعنامہ موسومہ خود اوس نصف سے

۶۰۹ زیادہ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ مدعا علیہ اول نے نالش میں کارروائی یکطرفہ ہونے دی اور مدعا علیہما دوم و سوم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ نالش قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ مدعا علیہما نمبر اول و دوم کی ایک اور جائداد خاندانی ہے اور مدعی واسطے تقسیم جزو مختص جائداد خاندان کے نالش دائر نہیں کرسکتا امور تنقیح طلب نسبت ان امور کے مرتب کئے گئے منصف ضلع نے یہ تجویز کی کہ خاندان کا واقعی ایک اور مکان ہے مگر وہ بہت برسوں سے پاس ایک شخص ثالث کے رہن بالقبض ہے موصوف الیہ نے یہ تجویز کی کہ کل جائداد ایک مجموعہ میں شامل ہونی چاہئے اور یہ کہ نالش واسطے صرف مکان کے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ موصوف الیہ نے مقدمہ وینکٹ رام بنام میرا لمبائی (۱) کا حوالہ دیا اور نالش ڈسمس کی۔ مدعیان نے روبرو صاحب جج ضلع اپیل کیا جنہوں نے ڈگری عدالت ماتحت کو بحال رکھا۔

مدعیان نے اپیل دوم دائر کیا۔

رام چندر راؤ صاحب منجانب اپیلانٹیان - مدعی استدعا دلایا نے نصف حصہ مکان کی کرتا ہے جو اوس نے خرید کیا ہے مدعا علیہ دوم نے کل مکان بدست مدعا علیہ سوم بیع کر دیا ہے بیع مذکور اس وجہ جائز ہے کہ مدعا علیہ دوم کو حق از روئے قبضہ مخالفانہ حاصل ہو گیا تھا اور یہ حجت کی گئی ہے کہ نالش بوجہ پہنچنے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۷۵م

واسطے تقسیم جزوی کے ناجائز ہے۔ یہ عرض کیجاتی ہے کہ بحث نہیں پیدا ہوتی ہے کہ آیا تقسیم جزوی ہے یا کیا۔ اگر یہ بحث پیدا ہو تو مقدمہ ونکٹ سلم بنام سیر الباائی (۱) مختتم ہے۔ مکان جو رہن بالقبض سالہا سال سے ہے تو بلحاظ قبضہ مع الفائنہ کے فہرست جائداد خاندانی سے نکل گیا ہے۔ بیع جو مدعا علیہ دوم نے بدست مدعا علیہ سوم کیا اوس صرف حصہ بائع منتقل ہوسکتا ہے۔ مقدمہ ونکٹ رام بنام سیر الباائی (۱) میں نالش بجانب و بمقابلہ اہالی خاندان کے تھی۔ مقدمہ حال میں حقوق اہالیان خاندان بحق اشخاص اجنب منتقل ہوگئے ہیں کیونکہ مدعی و مدعا علیہ سوم دونوں اشخاص اجنب ہیں۔ اگر مدعا علیہ دوم نے اپنا حق بیع کیا ہوتا تو وہ ہنوز اوس خاندان رہتا اور نالش دائر نہیں ہوسکتی تھی۔ مجھے اسمیں اعتراض نہیں ہے کہ مدعا علیہ سوم کو نصف حصہ یعنی حصہ اوسکے بائع کا حاصل ہوا ہے میں صرف اوسکے دعوی کل کی نسبت اعتراض کرتا ہوں۔ مقدمہ سوبارازو بنام ونکٹہ تمم (۲) میں وہی اعتراض بر بنائے تقسیم جزوی کے کیا گیا تھا مگر یہ تجویز ہوئی تھی کہ کوئی ایسی بحث پیدا نہیں ہوئی کیونکہ کل حق شرکا کا بحق اشخاص اجنب منتقل ہوگیا تھا۔ ان مقدمات میں صرف یہ فرق ہے کہ مقدمہ سوبارازو بنام ونکٹہ تمم (۲) میں جایداد دین اونہیں اشخاص کے پاس منتقل ہوئی تہیں اور مقدمہ حال میں اشخاص مختلف مشتریان ہوئے ہیں۔ مقدمہ سیراماما چیٹیار بنام پدم نابہ چیٹیار (۳) میں دلیل اسی قسم کی ہے گو وہ صورت معکوس ہے۔ اوس صورت میں جبکہ فریقین اشخاص اجنب ہوں اور قطعات ۶۱۰
جایداد ایسے ہوں کہ کوئی بحث جائداد خاندانی کی پیدا نہو سکے تو تقسیم جزوی کی کوئی بحث نہیں ہوسکتی ہے۔ صرف وہ جائداد جو نالش میں شامل نہیں کی گئی وہ مکان ہے جو چند سال سے رہن بالقبض رہا ہے یہ امر مانع ارجاع نالش جس طور پر کہ وہ مرتب کیگئی نہیں ہے۔ دیکھو مقدمہ نرائن باباجی بنام پانڈورنگ رام چندر (۴) یہ امر کہ اہالی خاندان فریقین میں غیر اہم ہے کیونکہ نابالغان مدعا علیہ ترتیبی بنائے گئے ہیں۔

شیو شنکر ایار بجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳۔ مقدمہ نرائن باباجی بنام پانڈورنگ رام چندر (۴) میں تقسیم عام تھی اور ایک خاص جایداد شامل نہیں کی گئی تھی کیونکہ وہ رہن تھی۔ نالش مابعد بابت جایداد مذکور کے دائر کیگئی جسمیں فیصلہ ہوا کہ نالش مابعد حسب دفعہ ۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی نافذ الوقت (ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ع) کے جو ہم مضمون دفعہ ۴۳ مجموعہ حال کے ہے واسطے کل جایداد کے دائر ہونی چاہئے تھی۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مقدمہ حال میں کوئی بحث جایداد خاندان کی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ بیع کی تائید ثبوت ضرورت خاندانی سے ہونی چاہئے اور اوس سے عملاً تحقیقات جائداد خاندانی کی لازم آتی ہے۔ مقدمہ سوبارازو بنام ونکٹہ تمم (۲)

(۱) انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۷۵۔ (۲) انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۴
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۰۸ (۴) ریورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۸ و صفحہ ۱۵۵

کر سکتا یا بنا ز بہم

کرسٹایا بنام برسم

سے تائید بیان اپیلانٹ کی نہین ہوتی ہے - مقدمہ سبرامانیا چیٹیار بنام پدمنابھ چیٹیار (۱) سے باہم اون نالشات سے فرق ظاہر ہوتا ہے جو کہ مابین ممبر خاندان اور اوس شخص اجنبی کے ہوئی ہون جس نے تقسیم جزوی کی نالش کی ہو - اگر ممبر خاندان ہنود بہی نالش تقسیم جزو جائداد خاندانی کی دائر کر سکے تو یہ لازم نہین تہا کہ شخص اجنبی ایسا کر سکتا ہے - یہ عرض کیجاتی ہے کہ نالش حال بوجہ ہونے مابین شخص اجنبی و ممبر خاندان بابت تقسیم جزوی کے نہین ہو سکتی ہے (موصوف الیہ نے نیز مقدمہ سبلائی گونان بنام ماساگونان (۲) کا حوالہ دیا ہے)-

رام چندر راؤ صاحب نے جواب دیا - مقدمہ سبلائی گونان بنام ماساگونان (۲) مین بحث کی گئی تہی کہ بائع بربنائے استحصال ذاتی کے مستحق تہا اور اوس امر پر جسکی نسبت اب بحث کیگئی ہے غور نہین کیا گیا تہا اگر ایک شریک خاندان نالش تقسیم جزوی کی دائر کر سکتا ہے تو اوسکا مشتری بہی دائر کر سکتا ہے -

تجویز - واقعات مقدمہ بقدر کہ واسطے اغراض اپیل دوم ہذا کے بیان کرنے ضروری ہین حسب ذیل ہین -

۶۱۱ مدعا علیہما اول و دوم تہا شرکا سے خاندان ہنود غیر منقسم تابع قانون متاکشرا کے ہین - بکہ عرصہ گذرا کہ مدعا علیہ دوم نے کل قطعہ مکان جملہ کہ خاندان مشترکہ بدست مدعا علیہ سوم بیع کیا اور بغرض جواز بیع کے وجوہ ضرورت خاندان کو بیان کیا - بعد ازان مدعا علیہ اول نے اپنا نصف حصہ غیر منقسم واقع مکان مذکور بدست مدعیان بیع کیا - مدعیان نے نالش حال واسطے مجبور کرنے مدعا علیہم کے بغرض تقسیم و علحدہ کرنے اور اونکے حوالہ کرنے نصف قطعہ مکان کے دائر کی -

مدعا علیہما دوم و سوم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ خاندان کی ملکیت ایک اور مکان ہے اسواسطے نالش صرف تقسیم مکان متدعویہ کی قابل پذیرائی نہین ہے -

تنقیحات سوم و چہارم بلحاظ ان بیانات کے مرتب کی گئین اور وہ حسب ذیل ہین - آیا مدعا علیہ دوم کے قبضہ مین کوئی دیگر مکان خاندان کا ہے اگر ہے تو آیا نالش صرف تقسیم مکان متنازعہ کی قابل پذیرائی ہے یا نہین - منصف ضلع نے یہ تجویز کی کہ خاندان کی ملکیت ایک دوسرا مکان ہے مگر وہ چند سال سے پاس ایک شخص ثالث کے رہن بالقبض ہے - نسبت تنقیح چہارم کے مدعیان نے یہ بحث کی کہ چونکہ مکان خاندان کے قبضہ مین نہین تہا اور اوسوقت قابل تقسیم نہین تہا لہذا اوسکی موجودگی مانع نالش کی نہین تہی - منصف ضلع نے عذر ہذا مین تحریر منظور کیا کہ حق راہنی یا دیگر حقوق راہن بوقت تقسیم حصص قابل لحاظ ہین - مگر موصوف الیہ نے واسطے اپنے فیصلہ کے کسی سند کا حوالہ نہین دیا بلکہ یہ تحریر کیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴۳

کرسنایا بنام زمسمم

کہ چونکہ مدعا علیہما اول و دوم علیحدہ نہین ہین لہذا ایسہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اونکے پاس اثاثہ مشترکہ خاندان کا نہین ہے جسکی قیمت کچھ بہی زر نقد ہو تمام جائداد ایک مجموعہ مین شامل ہونی چاہیئے۔

اسلیئے موصوف الیہ نے نالش مدعیان کی ڈسمس کی اور صاحب جج ضلع نے باوجودیکہ اس راے کے اونکے روبرو اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ علاوہ مکان متدعویہ کے دیگر جائداد خاندانی ہے ڈگری کو بحال رکہا۔ بنا راضی اوس ڈگری کے مدعیان اپیل کرتے ہین۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ عدالتین ماتحت نے اون اصول کو جو صحانہ نظر نہین رکہا ہے جو نالش قسم ہذا سے متعلق ہین اور اون واقعات کے تحقیق کرنے مین قاصر ہین جنپر حقوق فریقین منحصر ہین۔

اگر حسب قیاس منصف ضلع دیگر جائداد خاندان مشترکہ علاوہ مکان متدعویہ اور اوس مکان کے ہے جو پاس شخص ثالث کے بالقبض رہن ہے تو ہبات کی سند صحیح ہے کہ مدعیان نالش صرف بابت تقسیم جزو جائداد خاندانی کے دائر نہین کر سکتے ہین مقدمہ وینکٹ رام بنام میر البائی (۱) ملاحظہ طلب جسکی بمقدمہ پلانی کونان بنام ماسار (۲) تقلید کی گئی

۶۱۲ ان دونون مقدمون مین واسطے تقسیم فی الفور کے دیگر جائداد خاندان مشترکہ موجود تہی اگرچہ مقدمہ آخر الذکر مین رپورٹر نے اسکو صاف بیان نہین کیا ہے) ہم بحیثیت وکیل اپیلانٹان کی منشو نہین کر سکتے ہین کہ حجت اصلی یہا ہین صرف مدعیان و مدعا علیہ سوم کے تہی جو دونون خاندان مذکور سے نہ تہے اور یہہ کہ اسلئے قواعد متعلقہ تقسیم جائداد خاندان متعلق نہین ہین جیسی کہ مقدمہ سوبارازو بنام وینکٹ رتنم (۳) مین تشریح کی گئی ہے بیانات فریقین سے واضح ہوتا ہے کہ درمیان مدعیان و مدعا علیہ اول ایک جانب و مدعا علیہما دوم و سوم بجانب دیگر یہ تنازع ہے کہ آیا مدعا علیہ دوم کا بیع کل مکان متدعویہ کا بلحاظ ضرورت خاندان جائز ہے یا نہین لہذا مدعا علیہما اول و دوم فریق ضروری ہین حقوق مدعا علیہما اول و دوم کی تفتیش ہونی چاہیئے اور مدعیان صرف نصف حصہ مکان مذکور کا بہ تبعیت اون حقوق کے پا سکتے ہین جسکے لئے اونکا بائع مدعا علیہ اول مواخذہ دار ہو بمقدمہ سوبارازو بنام وینکٹ رتنم (۳) مدعی مشتری جملہ حقوق خاندان مشترکہ کا تہا اور مدعا علیہم بہی خاندان سے نہ تہے۔ اس لئے مقدمہ مذکور واقعات مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے۔

اگر برعکس اسکے بجز مکان متدعویہ و اوس مکان کے جو پاس شخص ثالث کے بالقبض رہن تہا کوئی اور جائداد خاندانی مشترکہ نہ ہوتی اور اسلئے واسطے تقسیم فی الفور کے موجود نہ ہوتی تو یہ تجویز کرنے کے لئے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۳۔

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۴

کرشنایا بنام نرسمہ

سند ہے کہ نالش تقسیم مکان متدعویہ قابل پذیرائی ہوتی کیونکہ اوس حالت مین نالش واسطے تقسیم کل جائداد خاندان کے تہی جو اوسوقت قابل تقسیم تہی (مقدمہ نرائن بابا جی بنام پانڈورنگ رام چند ر(۱)) کا زمانہ حال کے مقدمہ شیوسورتیا بنام نرایا(۲) مین کسیقدر اسناد پر از سرنو لحاظ کیا گیا اور پسند کرکے جواز دیا گیا مدعا علیہما دوم و سوم نے باستثناء اوس مکان کے جسکا منصف ضلع نے پاس شخص ثالث کے رہن یا قبضہ ہونا تجویز کیا کسی جائداد خاندانی مشترکہ قابل تقسیم کا وجود بیان نہین کیا مگر منصف ضلع نے (یا کسی وجہ کے جہانتک کہ ہمکو معلوم ہو سکتا ہے) یہ قیاس کیا کہ دیگر جائداد خاندانی قابل تقسیم ضرور ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے

کہ صاحب جج ضلع نے بہی یہی قیاس کیا ہے اور موجبات اپیل دوم مین اوس قیاس پر بالخصوص
۶۱۳ اعتراض نہین کیا گیا ہے مگر اپیل کی نسبت بحث کرنے مین حجت کی گئی ہے کہ قیاس مذکور کی کوئی وجہ نہین ہے ایسی حالت مین ہمارے نزدیک طریق انسب یہ ہے کہ صاحب جج ضلع سے تجویز بنائے شہادت مزید (بشرطیکہ کوئی فریق چاہے) نسبت اس امر کے طلب کی جاوے کہ آیا علاوہ مکان متدعویہ ز مکان مرہونہ کے کوئی جائداد خاندان مشترکہ ہے۔ تجویز تا ... یخ پہونچنے حکم ہذا سے اندر دو ماہ کے ارسال کرنی چاہیے اور بعد تجویز مذکور کے عدالت ہذا مین آویزان ہونے کے مہلت سات یوم کی واسطے ادخال عذرات کے دیجاوے گی۔

[بتعمیل حکم مذکور الصدر صاحب جج ضلع نے اپنی یہ تجویز مرسل کی کہ باستثنائے مکان متدعویہ اور اوس مکان کے جو پاس شخص ثالث کے رہن ہے کوئی جائداد خاندانی نہین ہے]۔

بعد آنے تجویز مذکور کے اپیل دوم واسطے سماعت قطعی کے پیش ہوا اور عدالت نے تجویز ذیل صادر فرمائی۔

تجویز۔ نسبت تجویز مذکور کے کوئی اعتراض نہین کیا گیا ہے ہم اوسکو منظور اور ڈگریات عدالتین ماتحت کو منسوخ اور نالش کو بعدالت مرافعہ اولی بنابر تصفیہ مطابق قانون کے واپس کرتے ہین۔

خرچہ جملہ عدالتون کا مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۵۵۔

(۲) بمبئی لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۲۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بینسن صاحب جسٹس

تیارا ماں (مدعیہ) اپیلانٹ بنام سیتارام سامی نائدو وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان ہا ۱۳- مارچ ۱۸۹۹ء
دہرم شاستر - ہبہ وصیتی بمعاوضہ بدکرداری - شرط ہم بستری آیندہ - ناجوازی ہبہ وصیتی - ایکٹ صفحہ کتاب انگریزی ۶۱۳
وراثت - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۱۱۴ -

ہبہ وصیتی جو ہندو موصی نے بہ شرط قائم رہنے تعلقات ناجایز باہم خود و موہوبلہا کے کیا ہو کالعدم ہے -

نالش واسطے دلاپانے قبضہ مکان و دیگر جایداد کے مدعیہ نے اپنے شوہر کو چند سال قبل سنہ ۱۸۹۲ء کے چھوڑ دیا اور ایک شخص مسمی آیالا نارسیا کے ساتھ بطور اوسکی زوجہ کے سکونت اختیار کی مدعیہ اپنے
وصیت نامہ کے آیالا نارسیا نے بحق مدعیہ ہبہ وصیتی مکان متدعویہ حال کا کیا - ہبہ وصیتی بالفاظ ذیل ۶۱۴
تھا "چونکہ تمہارا شوہر تمکو نان و نفقہ نہین دیتا ہے کیونکہ تم میرے پاس چلی آئی ہو اور میرے پاس حاضر رہتی ہو اور میرے کھانے وغیرہ کا انتظام اس طور سے کرتی ہو جس سے مجھے آرام ملتا ہے اور چونکہ میرا کوئی وارث زوجہ و اطفال وغیرہ کے نہین ہے لہذا مین نے جایداد ہاے ذیل کو برضا و رغبت اپنے ہبہ کر دیا یعنی مکان سفالپوش اور علاوہ برین جملہ جایداد ہاے منقولہ جو میرے قبضہ مین ہین - اگر تم میری زندگی کے خاتمہ تک میری خبرگیری کرتی رہو گی تو بعد میری وفات کے مکان سفالپوش مذکور اور جایداد ہاے منقولہ جو اوس وقت تک میرے قبضہ مین ہون بذریعہ وصیت نامہ ہذا بطور تمہارے حق کے برضا و رغبت میرے تمہارے حق مین منتقل کیجاینگی نسبت اسکے نہ مین اور نہ میرے ورثا کسی قسم کے اعتراضات کرینگے" نامبردہ ستمبر ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا - چونکہ مدعا علیہ اول یعنی برادر موصی نے قبضہ جایداد کا حاصل کیا لہذا مدعیہ نے اب نالش ہذا بنام نامبردہ و دیگر اشخاص کے دائر کی ہے - مدعا علیہ اول نے یہ عذر کیا کہ ہبہ مندرجہ وصیت نامہ بمعاوضہ بدکرداری کے تھا اور نسبت اوس امر کے ایک تنقیح مرتب ہوئی اور منصف ضلع نے یہ تحریر کیا "میری راے مین کسی شخص کو یہ کہنے مین ذرا بھی پس و پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ ہبہ وصیتی بالعوض ہم بستری زمانہ آیندہ و نیز گذشتہ کے کیا گیا تھا - اقرار جو بالعوض زمانہ آیندہ کی ہم بستری ناجائز کے کیا جاے بمعاوضہ بدکرداری کیا جاتا ہے اور کالعدم ہے خواہ وہ زبانی یا تحریری بحیثیت مہر و مقدمہ ایرسٹ بنام

* اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۸ء برخلاف ڈگری ای سی راسن صاحب جج ضلع وزگاپٹم مقدمہ اپیل نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۷ء مشعر بحالی ڈگری مصنفہ
دی سبرامنیم منصف ضلع مقام وزگاپٹم بر نالش ابتدائی نمبر ۳۴۹ سنہ ۱۸۹۶ء -

تیارا۳ بنام سیتارام سامی نایدو

جنکنسن (۱) ملاحظہ طلب)۔ کیونکہ بشکل مقدمہ لچھمی نراین بنام ولایتی بیگم (۲) مین ہبہ جو ایک شخص نے بنام اپنی آشنا کے جو اوسکے ساتھہ بطور اوسکی زوجہ کے رہتی تھی مین شرط کیا تھا کہ وہ بدستور اوسکی زوجہ رہے اور اوسکی یعنی اپنے شوہر کی فرمان بردار رہے ہائی کورٹ الہ آباد سے بحال رہا اگرچہ اوسپر واہب کے وارثین نے تین سال بعد ہبہ کے اعتراض کیا اور تجویز مذکور کو پریوی کونسل نے بحال رکہا۔ مقدمہ رام سروپ بنام سماۃ بیلا (۳) ملاحظہ طلب) مگر میری راے مین مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے صریحاً قابل امتیاز ہے...... اس سلسلہ مین وکیل مدعیہ نے یہ بحث کی ہے کہ دفعہ ۲۳- ایکٹ معاہدہ صرف معاہدات سے متعلق ہے اور نہ ہبہ جات یا ہبہ جات وصیتی مگر میری راے مین یہ غلطی ہے اصول مذکور بدرجہ مساوی ہبہ جات وصیتی سے بہی متعلق ہے دیکہو دفعہ ۱۱۴- ایکٹ وراثت ہندی)" موصوف الیہ نے تجویز کی کہ ہبہ وصیتی ناجائز ہے اور فیصلہ مذکور کو بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے بحال رکہا۔

مدعیہ نے یہ اپیل دوم دائر کیا۔

۶۱۵ رام چندر آیار نے بجانب اپیلانٹ۔ یہ بحث کی کہ اگر شرط مندرجہ وصیت نامہ کی اس طور پر تعبیر کیجاے کہ وہ واسطے ہم بستری زمانہ آیندہ کے تہی اور اس طور پر وہ بوقت تحریر ایک معاوضہ بدکرداری تہا تاہم وصیت نامہ صرف تاریخ وفات موصی سے اثر پذیر ہوا جبکہ معاوضہ منقضی و ختم ہوچکا تہا اور یہ ہمیشہ تجویز کی گئی ہے کہ ہم بستری گذشتہ معاوضہ جائز ہے۔ موصوف الیہ نے مقدمات لچھمی نراین بنام ولایتی بیگم (۲) و رام سروپ سماۃ بیلا (۳) و ہال بنام ہال (۴) و شول بنام ڈوارس (۵) و آئی تہل بنام مین (۶) و رمبا طرو ولیٹ بس (۷) کا حوالہ دیا۔

وی کرشنا سامی آیار نے بجانب رسپانڈنٹ یہ بحث کی کہ دستاویز سے صریحاً معاوضہ بدکرداری ظاہر ہوتا ہے اگر اوسکی تعبیر بلحاظ قراین حالات کے کیجاے ہم بستری زمانہ آیندہ ایک شرط مقدم ہبہ کی ہے جو مطابق قواعد عام و بربناے مصلحت عامہ کے ساقط ہے۔ یہ قاعدہ انگلستان ہے اور اوسکو واضعان قانون ہند نے ایکٹ معاہدہ دفعہ ۲۳ و ایکٹ انتقال جایداد دفعہ ۲۵ و ایکٹ وراثت دفعہ ۱۱۴ مین اختیار کیا ہے۔ موصوف الیہ نے رسالہ اوصیا مصنفہ ولیس صاحب جلد دوم طبع ہشتم صفحہ ۱۱۲ و رسالہ معاہدہ مصنفہ شیپرڈ صاحب صفحات ۲۲۲ و ۲۲۳ و قانون روم اور اوس امتیاز کا حوالہ دیا جو اوس مین درمیان فعل ناجائز ممنوعہ اور اوس فعل کے کیا گیا ہے جو فی نفسہ ناجائز ہو۔ فعل اول الذکر سے مشروط و ہبہ وصیتی دونون کالعدم ہوجاتے ہین اور فعل آخر الذکر سے صرف شرط باطل ہوجاتی ہے اور

(۱) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۶ صفحہ ۲۰۵- (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۳- (۳) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۴۴ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۱۳- (۴) لا جنرل چانسری جلد ۱ صفحہ ۳۰۵- (۵) رپورٹ جان صاحب ۱۲ صفحہ ۱۰۲- (۶) رپورٹ ڈی جی من صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۱۵- (۷) لا رپورٹ چانسری کوئین بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۵۴-

نہ ہبہ وصیتی - قانون ہند مین کوئی ایسا امتیاز نہین پایا جاتا ہے پس ہبہ وصیتی ناجائز ہے۔
راماچندر ایار نے جواب مین یہ حجت کی کہ اصول مندرجہ دفعہ ۱۱۴- ایکٹ وراثت مقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ ایکٹ مذکور ہندو باشندگان مفصلات سے متعلق نہین ہے۔

تجویز- بلحاظ واقعات مجوزہ و شرائط وصیت نامہ کے ہم یہ خیال کرتے ہین کہ عدالتین ماتحت یہ تجویز کرنے کی مستحق نہین کہ ہبہ وصیتی یہ شرط قائم رہنے تعلقات ناجائز باہم مدعیہ و موصی کے کیا گیا تھا۔ مطابق اصول قانون انگلستان کے جو دفعہ ۱۱۴- ایکٹ وراثت مجریہ ہند نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء مین ظاہر کیا گیا ہے ایسی شرط سے ہبہ وصیتی کالعدم ہو جاتا ہے- ہم اس بیان سے اتفاق نہین کر سکتے کہ چونکہ ایکٹ وراثت ہند ہندو باشندگان مفصلات سے متعلق نہین ہے لہذا ہمکو اوس اصول کو جسکا ہم نے حوالہ دیا مقدمہ حال سے غیر متعلق تصور کرنا چاہئے- اوسی اصول پر دفعہ ۲۵- ایکٹ انتقال جائداد مین نسبت انتقالات مابین اشخاص حی القائم کے و ایکٹ معاہدہ مجریہ ہند مین نسبت معاہدات کے تقلید کی گئی ہے اور یہ دو ایکٹ اسے ہندو باشندگان مفصلات سے متعلق ہین اسلئے ہمکو یہ تصور کرنا چاہئے کہ اصول مذکور مقدمہ حال سے بطور قاعدہ انصاف و نیک نیتی کے متعلق ہے چونکہ وہ اصول جسپر ہمکو عمل کرنا چاہئے ہماری رائے مین اس طور پر عیان ہے لہذا مقدمات محولہ بحث وکیل اپیلانٹ پر لحاظ کرنا غیر ضروری ہے ہم اپیل دوم کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شیپرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

منی سامی نایدو (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام پیرومل ریڈی (مدعی) رسپانڈنٹ +

ایکٹ انفصال لگان (مدراس) - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعات ۷ و ۹ و ۱۰- پٹہ جو اندر سال فصلی کے پیش کیا گیا ہو- نالش بعد سال فصلی کے جبکہ پٹہ ترمیم کیا گیا- قابل پذیرائی ہونا ایسی نالش کا-

ایک زمیندار نے اندر سال فصلی کے پٹہ پیش کیا- بعد اختتام سال فصلی کے نامبردہ نے پٹہ کے قبول کرانیکی نالش دائر کی اور اوسوقت پٹہ ترمیم کیا گیا- نالش مذکور مین ڈگری صادر ہو چکنے بعد زمیندار نے اراضی قرق کرائی اسپر اسامی نے واسطے رفع قرقی کے بدین بنا نالش کی کہ چونکہ اندر سال فصلی کے کوئی پٹہ مناسب نہین پیش کیا گیا اور نالش جبکہ

+ اپیل دوم نمبر ۱۴۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء بنارامنی ڈگری صادرہ اے و نیکٹ رامن پائی تھا تم سب جج ضلع ارکاٹ شمالی مقدمہ اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۸ء و شرکاً ل فیصلہ صادرہ جے ڈبلیو ہیوز قائم مقام ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر ارکاٹ شمالی نالش سرسری نمبر ۳

سنی ساماق نایڈو
بنام
پیرومل ریڈیگی

نتیجہ درستی پٹہ ہوا بعد اختتام سال فصلی کے دائر کیگئی بلہذا زمیندار اپنا دعوی نافذ کرانے سے ممنوع ہے۔

تجویز ہوئی۔ کہ چونکہ ڈگری بشمول تقرر شرائط پٹہ حاصل کیگئی لہذا اسامی بجواب نالش لگان بغیر صحیح ہونے پٹہ کا جو ابتدا میں پیش کیا گیا عذر نہیں کر سکتا ہے۔ زمیندار کو دو چارہ کار علی سبیل البدل حاصل ہیں اگر اوسکو اطمینان ہو کہ پٹہ جو اوس نے پیش کیا صحیح ہے تو وہ نالش لگان دائر کر سکتا ہے یا وصول لگان کے لئے دیگر کارروائی کر سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اوسکو پٹہ میں کوئی غلطی دریافت ہو اگر اوسکو صحت پٹہ کا اطمینان نہو تو وہ حسب دفعہ ۱ ایکٹ ایصال لگان نالش دائر اور ڈگری حاصل کر سکتا ہے جسکی رو سے شرائط پٹہ بابت سال فصلی مذکور کے بلا کسی نزاع کے مقرر کیجاتی ہیں۔

نمبر ۶۱۸ نالش حسب ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ۱۸۶۵ء واسطے رفع قرقی اراضی کے
مدعی نے یہ حجت کی کہ پٹہ مناسب اندر سال فصلی کے اوسکو دینے کے لئے نہیں پیش کیا گیا
اور اسلئے بابت باقیات سال فصلی مذکور کے کوئی قرقی نہیں ہو سکتی ہے مدعا علیہ نے درحقیقت
پٹہ اندر سال فصلی کے مدعی کو دینے کے لئے پیش کیا اور بعد اختتام سال فصلی کے پٹہ کے
قبول کرانے کی نالش دائر کی اوس وقت پٹہ کے ترمیم کرنیکا حکم دیا گیا بعد صدور ڈگری
بہ نالش مذکور نامبردہ نے حق مدعی واقع اراضی مذکور قرق کرایا قایم مقام ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر
نے یہ تجویز کی کہ اندر سال فصلی کے پٹہ مناسب نہیں پیش کیا گیا تھا کیونکہ از روے مقدمہ
سوبہا ندری اپاراؤ بنام چلینا[1] کے پٹہ مرمہ اوس نالش کی تاریخ سے متعلق ہوتا ہے جو
بغرض قبول کرانے پٹہ کے دائر کی گئی ہو اور روہ مقدمہ ہذا میں بعد اختتام
سال فصلی یہ بحث کے دائر ہوئی تھی اس لئے موصوف الیہ نے یہ تجویز کی کہ قرقی ناجائز
ہے اور اوس کو رفع کیا بر طبق اپیل قایم مقام صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا بحث یہ ہے
کہ آیا مدعا علیہ مستحق قرقی کہ اسنے اراضی مدعی کا بابت باقیات لگان ۱۳۰۵ فصلی کے ہے یا نہیں
مدعا علیہ نے نالش سرسری نمبر ۵۴ سنہ ۱۸۹۶ء میں بغرض قبول کرانے اوس پٹہ
کے دعوی کیا جو اوس نے مدعی کے دینے کو پیش کیا تھا عدالت مال نے پٹہ کی ترمیم کی
نالش مذکور نمبر سرسری ۵۴ منجملہ بتاریخ ۱۰-۸ اگست سنہ ۱۸۹۶ء یعنی بعد اختتام ۱۳۰۵ فصلی کے
دائر کی گئی بعد صدور ڈگری بہ نالش مذکور مدعا علیہ نے حق مدعی واقع اراضی مذکور قرق کرایا

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۵ لغایت صفحہ ۲۲۸

ستی سامی نایڈو بنام پیرو بل ریڈی

اعتراض یہ ہے کہ زمیندار کو استحقاق قرقی نہیں ہے تاوقتیکہ وہ پٹہ مناسب اندر سال فصلی کے دینے کے لئے پیش نہ کرے یہ تجویز کی گئی ہے (مقدمہ سوبہانڈری اپاراؤ بنام جلنا (۱) ملاحظہ طلب) کہ ترمیم نالش کی تاریخ سے متعلق ہوتی ہے۔ پس اندر سال فصلی کے کوئی پٹہ مناسب بغرض دینے کے پیش نہیں کیا گیا۔ یہی واضح ہوتا ہے کہ نالش جو بعد سال فصلی کے دائر کی گئی بیکار تھی مقدمہ راما سامی مڈالیار بنام راتھنا مڈالیار (۲) مین یہ تجویز ہوتی ہے کہ اسامی کی نالش پٹہ مین جو بعد سال فصلی کے دائر کی جاوے تمادی عارض ہے یہ اعتراض کہ بنا راضی قرقی اراضی نالش سرسری نہیں ہوسکتی ہے بے بنیاد ہے۔ بروئے دفعہ ۴۰۔ ایسی صورتون مین نالش سرسری کی صریحاً اجازت ہے۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے۔

مدعاعلیہ نے یہ اپیل دوم دائر کیا۔

شیشاگری آیار منجانب اپیلانٹ۔ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ رائے قائم مقام صاحب جج ضلع کی غلط ہے۔ مقدمہ سوبہانڈری اپاراؤ بنام جلنا (۱) از روے مقدمہ سری رلو بنام سوبہانڈری اپاراؤ (۳) کے منسوخ ہو گیا ہے۔ عدالت ماتحت نے اوس صورت کو جسمین زمیندار نے پٹہ دینے کے لئے پیش کیا اوس صورت سے مخلوط کیا ہے جسمین عدالت سے پٹہ طے ہوا ہو [ڈیویز صاحب جسٹس۔ حسب دفعہ ۷۔ ایکٹ مذکور کوئی کارروائی نہیں کیجا سکتی بجز اسکے کہ پٹہ مناسب اندر سال فصلی کے پیش کیا جاوے] مگر وہ موثر احکام دفعات ۹ و ۱۰ کے نہیں ہے۔ ورنہ دفعات ۹ و ۱۰ غیر موثر ہو نگی۔ صاحب جج کی یہ تجویز بھی غلط ہے کہ بعد سال فصلی کے کوئی نالش دائر نہیں ہوسکتی ہے۔ مقدمہ راما سامی مڈالیار بنام راتھنا مڈالیار (۲) قابل اعتبار ہے۔ وہ خصوصاً اس وجہ پر مبنی ہے کہ اندر سال فصلی کے طلب و تقاضا پٹہ کا نہین ہوا تھا مقدمہ پاپانا بنام سوبنا (۴) متعلق ہے بعد سال فصلی کے نالش مین کوئی اعتراض نہین ہوتا ہے بشرطیکہ جو کچھ اندر سال فصلی ہونا چاہئے ہو گیا ہو۔ مزید بران یہ محض قرقی تھی اور نہ اوس سے کچھ زائد اور کوئی حکم قانون کا نہین ہے جس کی روسے نالش یا اعتراض قرقی دائر ہو سکے۔ کوئی بنائے مخاصمت نہین ہے۔

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۳ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۸۔

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۱ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۴۔

منتی سامی نیدو بنام پیرومل ریڈی

سنداراتیار و نسوبایا ٹداليار منجانب رسپانڈنٹ - دفعہ ۲ مین جملہ اقسام مقدمات کی نسبت حکم ہے اور اول امر لازمی یہ ہے کہ اندر سال فصلی پٹہ مناسب پیش ہونا چاہیے دفعہ ۱۰ کی رو سے کسی شخص کو شرائط پٹہ کے طے کرانے کا اختیار حاصل ہے کارروائیات حسب دفعہ ۹ کیجاتی ہین مقدمہ ہذا اسکوں مقدمہ راما سامی ٹدالیار بنام راتھن ٹدالیار (۱) کے ہے اور صاحب جج ضلع کا یہ تجویز کرنا صحیح ہے کہ نالش اندر سال فصلی دائر کرنی چاہیے آرا ے مندرجہ مقدمہ پاپا بنام سبنا (۲) واسطے فیصلہ مقدمہ مذکور کے ضروری نہین ہین

[مقدمہ واسطے بحث مکرر کے مندرج فہرست ہوکر روبرو اجلاس جسمین حکام موصوف رونق افروز تھے پیش ہوا]-

شیشاگری ایار منجانب اپیلانٹ (بعد مختصر اعادہ اوس بحث کے جو درج ہو چکی ہے) بحث متعلق اوس سال فصلی کے ہے جو جون ۱۸۹۶ء مین ختم ہوا چونکہ زمیندار کو یہ یقین نہین تھا کہ جملہ شرائط پٹہ صحیح ہین لہذا اوس نے بتاریخ ۱۸- اگست ۱۸۹۶ء نالش دائر کی- کلکٹر نے پٹہ کی نسبت مراتب ادنیٰ کی ترمیم کی اور اسامی کو جون ۱۸۹۶ء مین پٹہ مذکور قبول کرنے کی ہدایت کی حسب دفعہ ۱۰- ایکٹ ایصال لگان حکم ہذا مصدرہ کلکٹر تساوی پیش کرنے پٹہ مناسب بابت ۱۳۰۵ فصلی سابق کے ہے بعدہ زمیندار نے بلحاظ پٹہ حسب تصفیہ کلکٹر اراضی قرق کرائی مقدمہ حال منجانب اسامی بغرض واگذاشت قرقی کے ہے اوسکی شکایت ۶۱۹ یہ ہے کہ اندر سال فصلی کوئی پٹہ مناسب نہین پیش کیا گیا اور بنا بران قرقی ناجائز ہے [ڈیوس صاحب جسٹس نے کہا آپ نے اندر سال فصلی پٹہ مناسب پیش کیا تھا] از روے فیصلہ کلکٹر یہ تصور کرنا چاہیے کہ اسامی پٹہ مرمیم کی نسبت یہ خیال کرنے کا پابند تھا کہ وہ اوسکے دیئے کو اندر سال فصلی پیش کیا گیا یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ پٹہ جو واقعی پیش کیا گیا بہر صورت درست نہین تھا- مگر یہ ضروری نہین ہے آرا ے حکام عالیمقام مقدمہ رنگایا ایار او بنام وینکٹ ریڈی (۳) سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ نالش برنباے پٹہ ناجائز دائر کیجاے تاہم بعد تصفیہ کلکٹر نسبت شرائط پٹہ کے لگان وصول ہو سکتا ہے گویا کہ نالش پٹہ مرمیم پر مبنی تھی فیصلہ مقدمہ کورٹ آف وارڈس بنام موروسا لنگا (۴) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد فیصلہ کلکٹر کے پٹہ جدید پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلئے یہ خیال کرنا چاہیے کہ پٹہ ابتدائی مقبوضہ اسامی بذریعہ کارروائیات کلکٹر کے ترمیم ہو گیا ہے مقدمہ زمیندار ونقار ریدوگونا بنام وسیوری وینکیا (۵) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پٹہ ابتدائی کے جا بجا صورتون مین

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۸-

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۹ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲-

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۸۹-

منی سامی نیدو بنام پیرومل پیدی

مناسب ہونے کی ضرورت نہین ہے فریدبران دفعات ۷۰، ۷۱ کی اسطرحپر تعبیر کرنی چاہیے کہ اونمین مختلف اقسام
مقدمات کی نسبت قاعدہ مقرر کیا گیا ہے از روی دفعہ ۹ زمیندار بربنا اپنی خاص تدبیر ابتدائی کے کارروائیات کر سکتا ہے
اگر اوسکو نسبت صحت پٹہ کے اطمینان ہو اور نسبت اوسکے تجویز عدالتانہ کے منتظر رہنے کی خواہش نہو تو وہ
ہر ایک شخص کے ضائع ہونے کا خطرہ اوٹھاتا ہے درصورتیکہ یہ دریافت ہو کہ اوس نے پٹہ غیر مناسب پیش
کیا ہے دفعہ ۱۰ ایسی صورت سے متعلق ہے جسمین زمیندار کو اپنی حالت کا اس طور پر یقین نہو اور اپنے
مقدمہ کو روبرو کلکٹر پیش کرنے دو موصوف الیہ کے فیصلہ کا پابند رہنے کو پسند کرے بعد اسکے وہ مستحق فایدہ
فیصلہ مذکور و بربنائے اوسکے کارروائی کرنے کا ہے ورنہ دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور بین بےموقع ہے از روے
دفعات ۱۰ و ۷۰ یہ عیان ہے کہ پٹہ مرمرہ وہ پٹہ ہے جو پیش کیا گیا۔ دیکھو نیز مقدمات مرتہیا بنام کرشنا (۱) و
اپاراو بنام رتنم (۲)۔ مقدمہ راماسامی ٹڈالیار بنام رتسنا ٹڈالیار (۳) مین اندر سال فصلی تقاضا پٹہ کا بالکل
نہین ہوا تقاضا بعد سال فصلی کے ہوا اور نالش بعد سال فصلی کے دائر کی گئی اگر اندر سال فصلی تقاضا
مناسب ہو تو نالش بعد سال فصلی کے قابل پذیرائی ہے (مقدمہ پاپا بنام سوبتا (۴) ملاحظہ طلب)

۶۲۰ سوبا پاٹڈالیار (بجمیعت سندرا یار) نے منجانب ریسپانڈنٹ یہ بحث کی کہ مقدمہ کورٹ آف وارڈس
بنام ورما لنگا (۵) متعلق نہین ہے نالشات متذکرہ حسب دفعہ ۹ مختلف نالشات متذکرہ حسب دفعات ۷۸ و
سے ہین حسب دفعہ آخرالذکر پٹہ کا پیش کرنا غیر ضروری ہے دفعہ ۹ مین صرف تین امور کی نسبت حکم ہے (اول)
پیش کرنا (دوم) تبادلہ (سوم) بازدعوی۔ موصوف الیہ نے مقدمہ ملاگری سامی نیکر بنام ناسی اودین (۶)
کا حوالہ دیا اور یہ بحث کی کہ نالشات حسب دفعہ ۹ واسطے تصفیہ شرائط قبضہ اراضی کے ہوتی ہین اور نالشات
حسب دفعہ ۷۸ واسطے نافذ کرانے اونکی شرطون کے ہوتی ہین۔

شیپرڈ صاحب جج ۔ نسبت شرائط کاشت مدعی یا نسبت رزدادو دعوی لگان جسکے ثابت
کرنے کے لیے مدعاعلیہ بمقابلہ اپنی اسامی کے کوشش کرتا ہے باہم فریقین کوئی تنازعہ نہین ہے مگر یہ
کہا گیا ہے کہ چونکہ پٹہ مناسب اندر سال فصلی کے نہین پیش کیا گیا اور نالش جسکے انجام مین اصلاح پٹہ
پیش شدہ کی ہوئی بعد انقضائے سال فصلی کے دائر ہوئی لہذا مدعاعلیہ اپنا دعوی نافذ کرانے سے حسب
احکام ایکٹ ایصال لگان کے ممنوع ہے از روی فیصلہ مقدمہ کورٹ آف وارڈس بنام ورما لنگا (۵) سے
طے ہو جاتا ہے زمیندار کو موقع انتخاب دو امور مین علی سبیل البدل کا حاصل ہے اگر اوسکو اطمینان ہو کہ پٹہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۹
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۷ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۱۸
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۴ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۴۷

منی سامی نیدو بنام پیرومل ریڈی

جو اوس نے پیش کیا صحیح ہے تو وہ نالش لگان یا اوسکے وصول کرنے کی تدابیر دیگر بلا کارروائی مزید کے کرسکتا ہے نامبردہ کو یہ موقع ہے کہ اوسکے پٹہ مین کوئی نقص دریافت ہو اگر اوسکو اس طور پر اطمینان ہو تو وہ حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ ایصال لگان نالش دائر اور ڈگری حاصل کرسکتا ہے جسکی رو سے شرائط پٹہ بابت سال فصلی مذکور کے بلا کسی نزاع کے مقرر کی جاتی ہین جبکہ یہ ڈگری حاصل ہوگئی ہو تو اسامی بعد ازان بجواب نالش لگان۔ عدم صحت پٹہ کا جو ابتداء پیش کیا گیا عذر نہین کرسکتا ہے امر مذکور مقدمہ کورٹ آف وارڈس بنام ورمالنگا (۱) مین فیصل ہوچکا ہے اور نظیر مذکور سے میری راے مین درحقیقت فیصلہ مقدمہ حال کا ہوتا ہے۔

مدعی دراصل اوس ڈگری کے حالات ماقبل پر لحاظ کرانے کی کوشش کررہا ہے جو مطابق اوسکی بحث کے عائد ہونی چاہئے تھی میری راے مین یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ ڈگری مذکور غلط ہے کیونکہ ایکٹ مذکور مین یہ حکم نہین ہے کہ قبل انقضاے سال فصلی کے نالش حسب دفعہ ۱۰ رجوع کیجاے اور اگر وہ غلط بھی ہو تو مین خیال نہین کرتا کہ اب اوسپر اعتراض ہوسکتا ہے ڈگری جو حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ ایصال لگان مذکور صادر کیجاے بیکار ہوگی اور اوس سے کوئی غرض مفید حاصل ۶۲۱ نہوگی اگر باوجود اسکے لون اعتراضات پر جو اس مقدمہ مین کئے گئے ہین خلاف دعوی زمیندار کے اصرار ہوسکے میری راے مین اپیل مع خرچہ منظور ہونا چاہئے مقدمہ پاس ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر کے واسطے تجویز کے واپس جانا چاہئے خرچہ جو عدالتین ماتحت مین ابتک ہوا ہے مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا اور اوسی کے مطابق رہے گا۔

سبرامانیا ایار صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ڈیویز صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامانیا ایار صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۹ و ۳۰ جنوری صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۱

سورگیناڈا الیار (مدعی) ... بنام **جٹارام ڈیوی** وبیک کس دیگر (مدعا علیہما) +

ایکٹ میعاد سماعت۔ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴ امدادات ۲۹ و ۹۴۔ وقت جو پیروی نالش مین بعدالت دیگر صرف ہوا۔ دوسری نالش بوجہ نقص اختیار سماعت یا اسی طرح کے اور سبب سے۔ عدالت سماعت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۔ صفحہ ۲۔

+ مقدمہ استصواب نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۹ء جسکو حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہاے الباب خفیفہ پریذیڈنسی جج دوم عدالت مطالبہ جات خفیفہ مقام مدراس نے نالش نمبر ۹۰۰ سنہ ۱۸۹۹ء مین بیان کیا۔

مور گیسا منڈالی بنام جیارام ویوسکی

نالش اسوجہ سے نہین کرسکتی کہ وہ غلط طور پر مرتب کی گئی تھی۔

مدعا علیہما نے بتاریخ ۱۰ جون ۱۸۹۵ء کو کچھ مال باجراے ڈگری حصہ نامبردگان موسومہ مانک منڈالی کے قرق کرایا اور مدعی نے ۱۹ جون ۱۸۹۵ء کو دعوی دائر کیا اور وہ نامنظور ہوا۔ اسپر مدعی نے نالش استقراریہ بتاریخ ۷ اگست ۱۸۹۵ء بعدالت دیوانی شہر مدراس دائر کی اور حکم امتناعی واسطے التواے نیلام مال کے حاصل کیا مگر حکم مذکور ۲۷ اگست ۱۸۹۵ء کو منسوخ ہوا اور مال ۵ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو جبکہ نالش مذکور عدالت دیوانی شہر مین زیر تجویز تھی نیلام کیا گیا۔ بتاریخ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء عدالت دیوانی شہر نے مدعی کو تنہا جایداد کا مالک قرار دیا اور وہ ڈگری بتاریخ ۶ فروری ۱۸۹۶ء ہائی کورٹ سے بحال رہی۔ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کو مدعی نے بعدالت مطالبہ جات خفیفہ مقام مدراس نالش بغرض دلاپانے مدعا علیہما سے مال مذکور یا اوسکی قیمت کے دائر کی جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو ڈسمس ہوئی حکم ڈسمسی ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اجلاس کامل عدالت مطالبہ جات خفیفہ سے و ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہائیکورٹ سے بحال رہا۔ فیصلجات ہذا مین یہ تجویز کی گئی کہ نالش مدعی قابل پذیرائی نہین ہے۔ مدعی نے نالش حال ۲۸ اپریل ۱۸۹۹ء کو بعدالت مطالبات خفیفہ مقام مدراس دائر کی اور یہ دعوی کیا کہ بناے مخاصمت بتاریخ ۶ فروری ۱۸۹۶ء پیدا ہوئی تھی جبکہ استقرار مدعی کے حق کا نسبت جایداد منقولہ مختص کے قطعی طور پر کیا گیا تھا۔ اوسنے نیز یہ دعوی کیا کہ وقت جو کارروائیات عدالت مطالبہ جات خفیفہ مین صرف ہوا حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت منہا ہونا چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ نالش ممنوع السماعت ہے اور مدعی اسکا مستحق نہین ہے کہ وقت جو پیروی نالش سابق عدالت مطالبہ خفیفہ مین صرف ہوا میعاد سماعت سے منہا کیا جاے۔ نالش مذکور ڈسمس کی گئی تھی اسوجہ سے کہ عدالت بباعث نقص اختیار سماعت یا اسی طرح کے اور سبب کے سماعت نالش نہین کرسکتی تھی بلکہ اسوجہ سے ڈسمس کی گئی تھی کہ وہ غلط طور پر مرتب کی گئی تھی۔ ۶۲۲

حسب درخواست مدعی حالات مقدمہ واسطے راے ہائی کورٹ کے حسب ذیل بیان کئے گئے
"مدعی کا مال مختص متذکرہ ذیل کرایہ پر دیا گیا اور بقبضہ مسمی مانک منڈالی کے تھا جو نالش نمبر ۴۰۶۲ سنہ ۱۸۹۵ء متدائرہ عدالت مطالبہ جات خفیفہ مقام مدراس مین جسمین مدعا علیہما مقدمہ ہذا ڈگری دار تھے مدیون ڈگری تھا۔ مانک منڈالی مذکور نے مال مذکور بذریعہ کرایہ نامہ مورخہ ۳ جنوری ۱۸۹۵ء کرایہ پر لیا مدعا علیہما مقدمہ ہذا نے مال مذکور ۱۲ جون ۱۸۹۵ء کو باجراے ڈگری مذکورہ بالا نالش مذکورہ نمبر ۴۰۶۲ سنہ ۱۸۹۵ء قرق کرایا۔ اسپر مدعی نے ۱۹ جون ۱۸۹۵ء کو دعوی دائر کیا اور دعوی مذکور ۱ جولائی ۱۸۹۵ء کو بدین وجہ نامنظور

سوبرگیسا شاسی
بنام
جیارام و دیوی

ہوا کہ مال مدعی کا نہین تھا اور قرقی بحال رکھی گئی - اسپر مدعی نے نالش استقراریہ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۹۵ء بتاریخ ۲-۱ اگست
سنہ ۱۸۹۵ء بعدالت دیوانی شہر دائر کی اور حکم امتناعی واسطے التواے نیلام مال کے حاصل کیا مگر حکم مذکور
بعدہٗ ۲۰- اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو منسوخ ہوا - مدعا علیہما نے نسبت مدعی کی درخواست التواے نیلام مال
کے و نیز نسبت مدعی کے قبضہ مال حاصل کرنے کے عذرات فضول پیش کئے اور مال ۵- اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کو نیلام
کرایا اور زرثمن وصول کیا جبکہ نالش بعدالت دیوانی شہر زیر تجویز تھی مدعا علیہما مذکور نے نیز ایک بیان تحریری
داخل کیا کہ مال مانک مدالی کا ہے جو نالش مذکور عدالت دیوانی شہر مین مدعا علیہ سوم تھا بعدہٗ جج نے
۲۴- دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ڈگری بدین استقرار صادر کی کہ مدعی مالک تنہا جایداد کا ہے اور ڈگری مذکور اپیل عدالت
دیوانی شہر نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۷ء مین ہائیکورٹ سے تاریخ ۲- فروری سنہ ۱۸۹۸ء کو بحال کی گئی - اب مدعی مستدعی
زر ہرجہ بقدر مبلغ ۔/۔ کا ہے منجملہ جسکے مبلغ ۔/۔ قیمت مال کی ہے اور مبلغ ۔/۔ بحساب ۔/۔ کرایہ
مال کا سن ابتداے جون سنہ ۱۸۹۵ء لغایت فروری سنہ ۱۸۹۸ء بشرح ۔/۔ ماہواری مذکورہ بالا ہے جو اسوجہ
اسوجہ سے ہوا کہ مدعا علیہما مدعی کے خاص مال منقولہ کو قبضہ مانک مدالی مذکور سے ناجایز طور پر لیکر اپنے تصرف
مین لائے مدعی نالش حال عدالت مطالبہ خفیفہ و عدالت دیوانی شہر و ہائیکورٹ مین کارروائیات دیوانی
بہ نیک نیتی و بہ تندہی قرار واقعی ۱۹ جون سنہ ۱۸۹۶ء سے یا قریب - اوسکے ۱۳- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء تک نسبت
جایداد و تنازعہ کے کرتا رہا ہے - بناے مخاصمت ۲- فروری سنہ ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئی جبکہ استقرار مدعی کے ۶۲۳
حق کا نسبت جایداد منقولہ متخصمہ کے قطعی طور پر کیا گیا اور جبکہ مدعا علیہما کا جایداد مذکور بیجا طور پر لینا و تصرف
مین لانا قطعاً ناجایز تجویز ہوا - اسلئے مدعی واسطے ڈگری مبلغ ۔/۔ بابت اوس زرہرجہ کے جسکو
اوس نے بوجہ مدعا علیہ کے ناجایز طور پر لینے و تصرف مین لانے مال متذکرہ ذیل کے بلا مدعی کے
قبضہ اپنے مال کا لے لینے و دینے کے برداشت کیا اور واسطے خرچہ اور ایسی دیگر دادرسی پانے کے مستدعی
ہے جسکا عطا کرنا اس عدالت العالیہ کو مناسب معلوم ہو اور جو بلحاظ نوعیت مقدمہ کے ضروری ہوں“
بعد صدور ڈگری مقدمہ اپیل عدالت دیوانی شہر نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۷ء کے مدعی نے ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو عدالت
مطالبجات خفیفہ مقام مدراس مین نالش بغرض دلاپانے مدعا علیہما سے مال مذکور یا اوسکی قیمت کے
دائر کی - نالش مذکور کو چیف جج صاحب نے ۲- مئی سنہ ۱۸۹۹ء کو ڈسمس کیا اور فیصلہ ۲۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کو اجلاس
کامل عدالت مطالبجات خفیفہ مدراس سے باختلاف راے ایک حاکم کے بحال رہا جسمین یہ تجویز ہوئی کہ نالش
مدعی بغرض دلاپانے ڈگری بدان سے مال مذکور کے بعد اسکے کہ وہ نیلام ہو گیا اور اوسکو اشخاص ثالث نے
خرید کیا قابل پذیرائی نہین ہے اور یہ کہ اشتہار علی سبیل البدل مندرجہ عرضی نالش واسطے قیمت مال کے

سور گیسا منڈلیار بنام جودہارام و بوبی

دعویٰ زر معاوضہ کا نہیں ہے بلکہ تابع خاص دادرسی مستدعیہ بلحاظ دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے فیصلہ صاحب عدالت مطالبہ جات خفیفہ مقام مدراس ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۵ء کو ہائیکورٹ سے برطبق استصواب حسب دفعہ ۶۹۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ واقع پریسیڈنسی (۱) بحال کیا گیا۔ نالش حال بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۵ء دائر ہوئی۔

مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ حجت کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔ مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ میعاد سماعت اوس وقت سے محسوب ہونی چاہیے جبکہ ہائیکورٹ نے اپیل عدالت دیوانی شہر نمبر ۴ ۱۸۹۵ء مین ۷۔ فروری ۱۸۹۵ء کو استقرار حقوق مدعی کا قطعی طور پر کیا یا بہر حال یہ کہ وقت جو کارروائیات مقدمہ عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۲۰۲۳۔ ۱۸۹۴ء مین صرف ہوا حسب دفعہ ۱۴۔ ایکٹ میعاد سماعت منہا ہونا چاہیے۔ نسبت امر آخر الذکر کے صاحب جج عدالت مطالبہ جات خفیفہ مقام مدراس نے یہ تحریر کیا۔ "میری دانست مین دفعہ ۱۴ صریحاً غیر متعلق ہے۔ دفعہ مذکور اوس مقدمہ سے متعلق ہے جسکی عدالت بوجہ نقص اختیار سماعت یا دیگر وجہ قسم مذکور کے سماعت نہین کر سکتی ہے۔ عدالت ہذا کسی ایسی وجہ سے نالش مدعی (نمبر ۲۰۲۳ ۔ ۱۸۹۴ء) کی سماعت کرنے سے ممنوع نہین ہے۔ خلاف اسکے نالش مسموع اور فیصل ہوئی" موصوف الیہ نے نالش کو ڈسمس کیا۔

نراین راو و وشوناتھ شاستری منجانب مدعی۔

وینکٹ راما ئیا چیٹی منجانب مدعا علیہما۔

تجویز۔ مقدمہ ہذا مین ہماری راے نسبت اس امر کے پوچھی گئی ہے کہ آیا نالش ما بہ البحث مین تمادی عارض ہے یا نہیں واقعات و تواریخ اہم حسب ذیل ہین۔ مدعا علیہما نے بتاریخ ۱۲۔ جون ۱۸۹۵ء کچھ مال باجرای ڈگری جسکو نامبردگان نے نالش نمبر ۴۶۲ ۔ ۱۸۹۴ء مین بمقابلہ مسمی ماتک ٹلڈلی حاصل کیا تھا قرق کرایا۔ اسپر مدعی نے ۱۹۔ جون ۱۸۹۵ء کو دعویٰ دائر کیا اور دعویٰ مذکور ۱۰۔ جولائی ۱۸۹۵ء کو بدین وجہ نامنظور ہوا کہ مال مدعی کا نہین تھا اور قرقی بحال رکھی گئی۔ اسپر مدعی نے نالش استقراریہ (نمبر ۱۷ ۔ ۱۸۹۵ء) بتاریخ ۲۔ اگست ۱۸۹۵ء بعدالت دیوانی شہر دائر کی اور حکم امتناعی واسطے التواے نیلام مال کے حاصل کیا مگر حکم مذکور بعدہ ۲۷۔ اگست ۱۸۹۵ء کو منسوخ ہوا۔ مال بتاریخ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء نیلام کیا گیا جبکہ نالش بعدالت دیوانی شہر زیر تجویز تھی۔

بعدہ مسٹی سول جج نے ۴۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کو ڈگری بدین استقرار صادر کی کہ مدعی تنہا مالک جائیداد کا ہے اور ڈگری مذکور اپیل عدالت دیوانی شہر نمبر ۴ ۱۸۹۶ء مین عدالت ہائیکورٹ سے تاریخ ۷ فروری ۱۸۹۷ء کو بحال رکھی گئی

بعد صدور ڈگری بمقدمہ اپیل عدالت دیوانی شہر نمبر ۴ ۱۸۹۶ء کے مدعی نے ۴۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو بعدالت مطالبہ خفیفہ مقام مدراس نالش بغرض دلا پانے مدعا علیہما سے مال مذکور یا اوسکی قیمت کے دائر کی سماعت نالش مذکور کو چیف جج صاحب نے ۴۔ مئی ۱۸۹۸ء کو ڈسمس کیا اور فیصلہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اجلاس کامل عدالت

(۱) مور گیسا منڈلی بنام جودہارام چوبی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۸)

مورگیسا ٹد المید بنام بھٹارام ویوکی

مطالبہ خفیفہ نے (باختلاف رائے ایک حاکم کے) بحال رہا جسمین یہ تجویز کی گئی کہ نالش مدعی بغرض واگزاشت
وگریدان سے مال مذکور کے بعد اسکے کہ وہ نیلام ہوگیا اور اوسکو اشخاص ثالث نے خرید کیا قابل پذیرائی
نہین ہے اور یہ کہ استدعا علی سبیل البدل مندرجہ عرضی نالش واسطے قیمت مال کے دعوی زر
معاوضہ کا نہین ہے بلکہ تابع خاص داد رسی مستدعیہ بلحاظ دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے۔ فیصلہ اس
عدالت کا ہائیکورٹ سے ۱۲ - اپریل ۱۸۹۹ء کو برطبق استصواب حسب دفعہ ۶۹ - ایکٹ متعلق عدالت ہائے
مطالبہ خفیفہ واقع پریسیڈنسی[1] بحال کیا گیا۔ نالش حال بتاریخ ۲۸ - اپریل ۱۸۹۹ء دائر ہوئی -

ہماری رائے مین مدعی کی بناے مخاصمت ۱۲ - جون ۱۸۹۵ء کو ظہور پذیر ہوئی - نالش حال ۶۲۶
۲۲ - اپریل ۱۸۹۹ء کو رجوع کی گئی - اسلئے بجز اسکے کہ از روے کارروائیات ماسبق جنکو مدعی نے
کیا نامبردہ فایدہ دفعہ ۱۴ - ایکٹ میعاد سماعت کا دعوی کرسکے یہ بحث کہ آیا میعاد سماعت ایک سال کی
حسب مندرجہ عدد ۲۹ یا میعاد ۳ سال کی حسب مندرجہ عدد ۴۹ ہے غیر اہم ہے یہ بحث باصرار نہین ہوسکتی کہ آیا کارروائیات
متعلقہ دعوی جو ۱۹ - جون ۱۸۹۵ء کو جبکہ مدعی نے اپنا دعوی رجوع کیا شروع ہوئین اور ۱۰ - جولائی
۱۸۹۵ء کو جبکہ دعوی نامنظور ہوا ختم ہوئین یا نالش مرجوعہ عدالت دیوانی شہر جو ۲ - اگست ۱۸۹۵ء کو شروع
اور ۲ - فروری ۱۸۹۶ء کو ختم ہوئی جسمین مدعی نے ڈگری استقراریہ حاصل کی جو ہائیکورٹ سے بحال
رہی اور جسمین اوسکا حق نسبت مال متنازعہ کے قرار دیا گیا کارروائیات حسب منشاے دفعہ ۱۴ ہین -
دفعہ مذکور ان کارروائیات سے صریحاً متعلق نہین ہے - نسبت نالش عدالت مطالبہ خفیفہ واسطے
واپسی مال خاص مقروقہ مدعا علیہما کے جو ۴ - دسمبر ۱۸۹۶ء کو رجوع اور ۱۳ - مارچ ۱۸۹۷ء کو
ختم ہوئی اور جسکی نسبت ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ وہ قابل پذیرائی نہین ہے ہماری
رائے مین مدعی مستحق اسکا نہین ہے کہ وہ وقت جسمین وہ پیروی نالش ہذا کی کررہا تھا
میعاد سماعت سے منہا کیا جاوے - یہ نالش بدین وجہ ڈسمس کی گئی کہ وہ واسطے دلاپانے
جایداد مخصوص کے تھی اور یہ کہ دعوی قیمت مال محض ضمنی تھا اور یہ کہ نالش قابل پذیرائی نہین تھی
بلاشک عدالتوں نے الفاظ یا اسی طرح کے اور سبب سے مندرجہ دفعہ ۱۴ کی آزادانہ تعبیر کی
ہے - مگر ہماری رائے مین دفعہ مذکور کی اس طور پر تعبیر نہین کیجا سکتی ہے کہ وہ مقدمہ ہذا سے متعلق ہو نالش
ڈسمس کی گئی بدین وجہ نہین کہ عدالت بوجہ نقص اختیار سماعت یا اسیطرح کے اور سبب سے سماعت نالش نہین کرسکتی
تھی بلکہ اسوجہ سے کہ وہ غلط طور پر مرتب کی گئی تھی بجز اسکے کہ ہم یہانتک کہنے پر آمادہ ہون کہ جبکہ کسی مدعی
اپنے چارہ کار مین غلطی کرے وہ مستحق فائدہ دفعہ ۱۴ کا ہے ہمارے لئے یہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے

(۱) مورگیسا ٹد الی بنام چوہارام و دیگر انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۲

سوگیا باڈائی بنام جگارام ویوکی

کہ مقدمہ حال مین مدعی مستحق فائدہ دفعہ مذکور کا ہے۔

بلحاظ اوس رائے کے جو ہم منسبت دفعہ ۱۴ کے قایم کرتے ہین یہہ غور کرنا ضروری
نہین ہے کہ آیا میعاد سماعت حسب مد ۴۹ ایک سال کی ہے یا حسب مد ۴۹ تین سال کی
کیونکہ ہر صورت مین چونکہ بناے مخاصمت بتاریخ ۱۲ - جون ۱۸۹۵ء ظہور پذیر ہوئی لہذا ۶۳۶
نالش مدعی مین تمادی عارض ہے۔

مگر منجانب مدعی یہہ بحث کی گئی ہے کہ درمیان دعوی ہرجہ بیجا طور پر گرفتاری مال
منقولہ کے جبکہ ہرجہ مستدعیہ محض قیمت اوس مال کی ہو جو بیجا طور پر گرفتار کیا گیا جس صورت
مین یہہ بحث کی گئی ہے کہ مد ۴۹ متعلق ہے اور دعوی معاوضہ بطریق ہرجہ جو بوجہ
بیجا گرفتاری مال کے ہو اور بلا تعلق کسی بحث معاوضہ قیمت مال کے ہو جس صورت مین
یہہ بحث کی گئی ہے کہ میعاد سماعت حسب مد ۲۹ - ایک سال کی ہے امتیاز کرنا چاہیے
اس امتیاز کی اصولاً کوئی وجہ نہین ہے اور ہماری رائے مین واضعان قانون کی
ہرگز یہہ منشا نہین تہی کہ ایسا کوئی امتیاز کیا جاے - مد ۴۹ - باعتبار الفاظ نہایت عام
ہے اور ہماری راے مین مراد اون جملہ صورتون سے اوس کے متعلق کیے جانے کی
تہی جنمین بیجا گرفتاری مبینہ بذریعہ عملنامہ قانونی کے کی گئی ہو - مقدمہ مان وکرمن بنام
اوسلن کوبا (۱) اس بنا پر ممیز ہو سکتا ہے کہ مقدمہ مذکور مین فعل ناجایز شکایتی یہہ تہا
کہ نالش بلا وجوہ معقول کے رجوع کی گئی اور اوس کے بعد قرقی مال مدعا علیہ نالش
مذکور کی ہوئی لیکن مقدمہ حال مین مال اوس شخص کا تہا جو اوس نالش مین جسمین
قرقی کی گئی فریق نہین تہا - ہماری رائے مین نالش مین تمادی عارض ہے اور ہم
سوال اول کا جو ہم سے کیا گیا اثبات مین جواب دیتے ہین۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۸۰۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنولڈ ہوائٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا آیار صاحب جسٹس

نمبر ۱۹ ۲ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چنچیا وغیرہ +

صفحات پاگرنری ٦٢٦

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۴۸ دست برداری استغاثہ سے مستغیث

پولیس میں ایک استغاثہ دائر کیا گیا اور اوس سے بعض ملزمان پر حسب دفعات ۳۴۳ اور ۳۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند

الزامات قائم کئے۔ اوس شخص نے جسنے پولیس سے روبرو استغاثہ کیا تھا بعدازاں ایک درخواست پیش کی اور مجسٹریٹ

٦٢٧ درجہ دوم سے حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری استغاثہ سے دست برداری کرنیکی استدعا کی مجسٹریٹ نے

دست برداری کرنیکی اجازت دی اور یہ ہدایت کی کہ ملزمان رہا کئے جائیں۔

تجویز ہوئی کہ یہ حکم ناقص تھا کیونکہ مقدمہ میں کوئی مستغیث نہ تھا اور اسوجہ سے مجسٹریٹ نے

ظاہر حسب دفعہ ۲۴۸ عمل کرنے میں اپنے اختیارات سے تجاوز کیا۔

اپیل منجانب پبلک پراسکیوٹر بنا راضی حکم برات سو اشخاص ملزم کے جو مجسٹریٹ درجہ دوم نے

ظاہر حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا تھا۔ حکم مذکور حسب ذیل تھا۔ چونکہ موچیرلا راما یا مستغیث

نے عدالت کا نسبت اس امر کے اطمینان کیا ہے کہ وجوہ کافی استغاثہ سے دست برداری کرنیکے ہیں لہذا عدالت

دست برداری کی اجازت دیتی ہے اور یہ ہدایت کرتی ہے کہ ملزمان حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری

رہا کئے جائیں"۔ یہ حکم درخواست ایم راما یا پر صادر کیا گیا تھا جو حسب ذیل تھی "مستغیث بذریعہ اس درخواست

کے نہایت مودبانہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ (۱) مستغیث نے ملزم پر حسب دفعہ ۳۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند استغاثہ دائر کیا ہے

اور (۲) مستغیث مقدمہ کی پیروی خلاف ملزم کے نہیں کرنا چاہتا اور (۳) اسوجہ سے مستغیث یہ استدعا

کرتا ہے کہ عدالت عالیہ از راہ کرم حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری اوس استغاثہ سے دست برداری کی

اجازت دے جو نسبت ملزم کے کیا گیا ہے"۔ مجسٹریٹ نے مقدمہ کی جو ملزم پر قائم کیا گیا تھا حسب دفعات

۳۴۳ و ۳۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند بر طبق رپورٹ پولیس کے سماعت کی جو پولیس نے بوجہ استغاثہ ایم راما یا

مذکور کے کی تھی۔

مسٹر این سبرامنیم بجائے قائم مقام پبلک پراسکیوٹر منجانب سرکار۔

مسٹر شیو سامی ایر منجانب ملزم نمبر ۱۔

+ اپیل فوجداری نمبر ۴۴۴ سنہ ۱۸۹۹ء حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی تجویز برات ملزم مقدمہ کلندری نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۹ء

عدالت مجسٹریٹ درجہ دوم تعلقہ سرویل۔

ملکہ معظمہ قیصرِ ہند بنام چینچیا

تجویز - اسمقدمہ مین ہم یہ تجویز کرنے پر مجبور ہین کہ حکم مجسٹریٹ کا جسکی روسے مقدمہ سے دست برداری کرنے کی اجازت دی گئی ہے اسوجہ سے ناقص ہے کہ مقدمہ مین کوئی مستغیث نہیں ہے اور اسوجہ سے مجسٹریٹ نے بظاہر حسب دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کرنے مین اپنے اختیارات سے تجاوز کیا یہ حجت کی گئی ہے کہ واسطے اغراض دفعہ ۴۹۴ کے لفظ مستغیث کے معنی ایسے شخص پر محدود ہین جس نے استغاثہ جیسی کہ اوسکی تعریف دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کی گئی ہے دائر کیا ہو اور وہ ایسے شخص سے متعلق ہے کہ جس نے پولیس سے بذریعہ کرنے استغاثہ کے اوسکے روبرو تحریک کی ہو بظاہر یہ تعبیر الفاظ مذکور کی معقول معلوم ہوتی ہے لیکن دفعات ۴۹۴ و ۴۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو ایک ساتھ پڑھنے ۶۲۸ سے یہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور نتیجہ بجز اس نتیجہ کے اخذ کیا جاے کہ دفعہ ۴۹۵ کا ایسے مقدمات سے متعلق ہونا مقصود تھا جو بجز بر طبق استغاثہ کے دائر کئے گئے ہون اور دفعہ ۴۹۴ کا ایسے مقدمات سے متعلق ہونا مقصود تھا جو بر طبق استغاثہ کے دائر کئے گئے ہون - اسمقدمہ مین کوئی استغاثہ نہ تھا کیونکہ مسل سے یہ ظاہر ہے کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ کی سماعت بر طبق رپورٹ پولیس کے کی تھی لہذا ہم اپیل کو منظور کرتے ہین اور ہم مقدمہ کو مجسٹریٹ کے پاس اس غرض سے واپس بھیجتے ہین کہ وہ اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنولڈ وہیٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامانیا ایار صاحب جسٹس

ملارسامہ مرک ایار (مدعا علیہ - سائل) اپیلانٹ بنام

۱۹۰۱ء ۵ فروری

پالانی ایا چاٹی وغیرہ (کارندہ مدعی نمبر ۲ و خریداران - سائلان متخالف) رسپانڈنٹیان +

صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۸۷ و ۳۱۱ - نیلام کے مشتہر کرنے یا عمل مین لانے مین "بیضابطگی نفس الامری" - نہ تحریر کرنا مالگذاری سرکار کا جو واجب ہو - حق شخص شکایت کنندہ کا بابت ثابت کرنے ضرر واقعی کے -

اشتہار نیلام مقصود جاریہ حسب دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین نہ تحریر کرنا تعداد مالگذاری سرکار ایسی اراضی کی جو نیلام ہونیوالی ہو حسب منشاے دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور بیضابطگی نفس الامری ہے بر طبق عمل مین آنے ایسی بیضابطگی کے مدیون ڈگری جسکی اراضیات نیلام ہو گئی ہون یا دیگر

یہ اپیل مسیونفرقہ دیوانی نمبر ۰ سنہ ۱۸۹۹ء اوپر ناراضی حکم مصدرہ مسٹر ڈی براڈ فٹ صاحب جج ضلع ارکاٹ جنوبی بر درخواست متفرقہ دیوانی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۹ء (ناراضی ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۶ء)

مدراس ساندرگیدایار بنام پلانی اپا چلیٹی

مین مستحق موقع دیے جانے کا واسطے ثابت کرنیکے ہے کہ اوسکو بے ضابطگی مذکورسے ضرر واقعی پہونچا ہے درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین استدعا کہ نیلام منسوخ کیا جاے اور نیلام ازسرنو عمل مین لایا جاے۔ وجہ خاص مستدلہ یہ تھی کہ تعداد مالگذاری سرکار جو بابت اراضی مذکور کے واجب تھی فہرست منسلکہ اشتہار نیلام مین درج نہین کی گئی۔ صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ فروگذاشت مذکور نفس الامری نہین ہے کیونکہ خریدار تعداد مالگذاری رجسٹر بندوبست یا دیگر ذرائع سے تحقیق کرسکتا ہے۔ موصوف الیہ نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا اور درخواست ڈسمس کی۔

۶۲۹ سائل نے اپیل ہذا دائر کیا۔

مسٹر جان آدم منجانب اپیلانٹ۔

سندرم ایار و کرشنم چاریار منجانب رسپانڈنٹیان۔

تجویز۔ مقدمہ ہذا مین صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی ہے کہ ضمیمہ اشتہار نیلام مین فروگذاشت اندراج تعداد مالگذاری سرکار ایک فروگذاشت نفس الامری نہین ہے ہم اس راے سے اتفاق نہین کرتے ہین۔ فقرہ (ج) دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین صراحتاً یہ حکم ہے کہ اشتہار مین مالگذاری جو جائداد پر تشخیص کی گئی ہو حتی المقدور ٹھیک ٹھیک اور صحت کے ساتھ درج کی جاے ہماری راے مین فروگذاشت اندراج تعداد مالگذاری سرکار حسب منشاے دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور بے ضابطگی نفس الامری ہے اسلئے بادی النظر مین مدیون ڈگری مستحق موقع دیے جانیکا واسطے یہ ثابت کرنیکے ہے کہ اوسکو بے ضابطگی مذکور سے ضرر واقعی پہونچا ہے۔ مگر صورت موجودہ مین ہماری راے مین مقدمہ ہذا عدالت ضلع کو بدین غرض واپس بھیجنا فضول ہوگا کہ مدیون ڈگری کو ضرر واقعی ثابت کرنے کا موقع دیا جاے۔ ناہر وہ نے روبرو عدالت ضلع کوئی شہادت ضرر کی پیش نہین کی اوراپیل سے یہ عیان ہے کہ وہ کوئی ضرر ثابت کرنیکے قابل نہ اوسوقت تھا اور نہ اب ہے۔

اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے مگر چونکہ ہماری راے مین اشتہار نیلام مین بے ضابطگی نفس الامری تھی لہذا وہ بلا خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامانیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ ۶ فروری

کٹی علی (مدعی) اپیلانٹ بنام چندن وکیک کس وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹیان +

صفحہ کتاب انگریزی ۶۲۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ مشتہرہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳۔ امر تجویز شدہ۔ نالش اراضی برپاے حق مدعی

+ اپیل دوم نمبر ... مشتہرہ ۱۸۹۸ء ... ڈگری مصدرہ ... صاحب جج ضلع ملابار متعلق بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰۳ مشتہرہ ۱۸۹۷ء مشعر بحالی ڈگری مصدرہ کے رام ... ایار منصف ضلع ... بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۹۳ مشتہرہ ۱۸۹۶ء

کشی علی بنام چیندن

نالش سابق بحیثیت پٹہ دہندہ ۔ نالش سابق مین بربناے حق کے دعوی نہ کرنا ۔ مدعی کے حق زمینداری سے انکار نکرنا ۔ نالش کا قابل پذیرائی ہونا ۔

نالش سابق تدائرہ سنہ ۱۸۸۱ء مین مدعی نے واسطے دلاپانے ایک ایسی اراضی کے دعوی کیا جو حسب بیان اوسکے سنہ ۱۸۶۹ء مین مدعا علیہا کو زبانی پٹہ پر دی گئی تھی ۔ مدعا علیہا نے زبانی پٹہ پر دیئے جانے سے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ مے اراضی مذکور بازروے ایک اقرار تحریری مورخہ سنہ ۱۸۶۰ء نوشتہ پیشرو مدعی کے قابض تھے عدالت سے ڈگری بحق مدعی بدین تجویز صادر کی کہ میعاد پٹہ بموجب اقرار تحریری کے قبل سنہ ۱۸۶۹ء کے منقضی ہوگئی تھی اور بعد ازان قبضہ اراضی پر بموجب اقرار زبانی کے رہا ۔ اجرای ڈگری مذکور کے لئے کوئی کارروائی نہین کی گئی ۔ یہ عذر کہ مدعا علیہا پر واسطے دلاپانے اراضی مذکور کے مع بقایا لگان کے نالش کی اور اپنا دعوی اقرار تحریری مذکور مورخہ سنہ ۱۸۶۰ء و نیز اپنے حق بحیثیت مالک اراضی مذکور پر مبنی کیا ۔ عدالت ضلع نے دعوی کو جو اقرار تحریری پر مبنی تھا امر تجویز شدہ تجویز کیا اور یہ کہ مدعی اب بربناے اپنے حق کے نالش نہین کر سکتا کیونکہ نالش سابق مین اوسکو بربناے حق مذکور کے دعوی کرنا چاہیے تھا ۔ بر تحقیق اپیل بعدالت ہائی کورٹ ۔

تجویز ہوئی ۔ کہ چونکہ مدعی کا حق بحیثیت زمیندار نالش سنہ ۱۸۸۱ء مین تسلیم کیا گیا تھا لہذا مدعا علیہا کا بقبضہ اوسکے سنہ ۱۸۹۰ء مین جبکہ نالش حال دائر کیگئی تھی بوجہ شدامد قدیم کے حق حاصل نہین ہو سکتا تھا پس مدعی مستحق دلاپانے اراضی کا بربناے اپنے حق کے قطع نظر کسی پٹہ کے جو اوس نے مدعا علیہا کو دیا تھا اور دعوی نسبت بقایا لگان کے ازروے اقرار تحریری سابق کے بوجہ نالش اول لاحق کا امر تجویز شدہ تھا مگر نالش سابقہ مدعی کا بربناے اپنے حق عام کے دعوی نکرنا مانع نالش حال کا نہین ہے کیونکہ نسبت اوسکے حق زمینداری کے کبھی اعتراض نہین کیا گیا تھا ۔

مقدمہ منز یورن بنام کالی کٹ بنام نرائین مساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳) کا حوالہ دیا گیا ۔

۱۸۷۹ء نالش واسطے دلاپانے اراضی و بقایا لگان کے جسکو پیشرو مدعی نے پیشرو مدعا علیہا کو سنہ مین پٹہ پر دیا تھا مدعی نے نیز دعوی دلاپانے ڈگری کا بربناے اپنے حق بطور مالک کے کیا ۔ مدعا علیہ اول نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ حجت کی کہ مقدمہ بوجہ ڈگری صادرہ نالش ابتدائی نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۰ء کے امر تجویز شدہ ہے اور مدعی کا کل حق نسبت اراضی کے زائل ہوگیا ہے ۔ بابت بحث امر تجویز شدہ کے منصف ضلع نے ایک تنقیح ترتیب کی اور تحریر کیا ثبوت پٹہ مناط نالش کا کاغذ (الف) یعنی دستاویز باضابطہ رجسٹری شدہ مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۸۷۹ء ہے باوی دستاویز مذکور تاریخ تحریر سے صرف واسطے میعاد چار سال کے ہے ۔ دس سال بعد انقضاے میعاد

کشی علی بنام چیندان

پٹہ ہذا کے مدعی نے نالش ابتدائی نمبر ۸۹ ۱۸۹۰ء بعدالت منصف مقام تیلی چیری واسطے دلاپانے اراضی متنازعہ اراضی دیگر کے برنبائے پٹہ زبانی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء کے جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ اوس سے قبل پٹہ دار کو بذریعہ کاغذ (الف) دیا تھا دائر کی شخص آخرالذکر نے پٹہ زبانی سے جسکی بنا پر نالش مذکورہ دائر کی گئی انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ وہ اراضی مذکور پر حسب شرائط خاص کاغذ (الف) کے قابض ہے مگر تاہم عدالت نے نالش مذکور میں ڈگری بحق مدعی صادر کی۔ جزو اہم تجویز کا حسب ذیل ہے "میعاد پٹہ تحریری مورخہ ۱۸۸۶ء (مناطہ نالش ہذا) قبل ۱۸۹۶ء کے منقضی ہو گئی اور اسلئے قبضہ مابعد اراضی کا بیشک بموجب زبانی قرار جو کہ مابین فریقین کے ہوا تھا ہوا ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت نے تجویز کی ہے کہ میعاد پٹہ مناطہ نالش بہت عرصہ پیشتر ختم ہو گئی یا بذریعہ اوس پٹہ کے منسوخ ہو گیا تھا جسکی بنا پر اس خاص مدعی نے واسطے دلاپانے اراضی ہذا کے نالش سابق دائر اور اوسمیں ڈگری حاصل کی تھی یہ نامبردہ ڈگری خارج المیعاد ہو جانے دی ہے اور اب وہ کارروائیات اجرا میں مستحق دلاپانے اراضی کا نہیں ہے۔ خود مدعی نے میعاد پٹہ مناطہ نالش کی قبل ۱۸۸۶ء کے ختم کر دی اس لئے کرنے کی اجازت اوسکو نہیں دیجا سکتی ہے کہ اراضی ہنوز بموجب اس پٹہ کے قبضہ میں ہے۔ نیز پٹہ ۱۸۹۶ء کا جو مدعی نے بعد اختتام پٹہ مندرجہ عرضی نالش کے تحریر کیا بذریعہ ڈگری مجملہ نامبردہ کے ختم ہو گیا ہے نہ پٹہ مناطہ نالش نہ پٹہ ۱۸۹۶ء اب اس لئے کارآمد ہے کہ مدعی واسطے دلاپانے اراضی ہذا کے برنبائے پٹہ جات مذکور حاضر عدالت ہو کر دعویدار ہوا اور کاغذ (الف) بغرض ثبوت اسامر کا ہے کہ اراضی مذکور صرف ۱۸۷۸ء بذریعہ دستاویز مذکور قبضہ پیشتر مدعا علیہا میں آئی۔ چونکہ مدعا علیہا اور اونکا پیشرو زائد از دوازدہ سال سے اراضی پر قابض ہے اور چونکہ بوجہ خود مدعی کے افعال اور غفلت کے وہ ذرائع باقی نہیں رہے جن سے وہ دعویٰ دلاپانے اراضی مذکور کا اوسکے کرسکتا لہذا مجھکو تنقیح ہذا کی تجویز خلاف اوسکے کرنی چاہئے"۔ موصوف الیہ نے نالش ڈسمس کی۔

مدعی نے بحضور صاحب جج ضلع اپیل کیا جنہوں نے یہ تحریر کیا "مدعی نے نالش ابتدائی نمبر ۹ ۱۸۹۸ء بغرض دلاپانے اراضی بربنائے پٹہ زبانی ۱۸۹۶ء کے دائر کی اور ڈگری حاصل کی جسکے اجراء کی میعاد اب منقضی ہو گئی ہے نالش مذکور میں مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ وہ از روے پٹہ ۱۸۷۸ء کے قابض تھا جو وہ پٹہ ہے جسکی بنا پر مدعی اب نالش کی ہے مگر منصف ضلع نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ بذریعہ اوس پٹہ کے نہیں بلکہ بذریعہ زبانی پٹہ جدید مدعی یا منتقی کے قابض تھا یہ کہ نالش سابق میں یہ تجویز ہو چکی ہے کہ مدعی بذریعہ پٹہ ۱۸۷۸ء کے قابض نہیں تھا لہذا مدعی از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بربنائے پٹہ مذکور نالش ہذا کے دائر کرنے سے ممنوع ہے۔ تشریح دوم دفعہ ۱۳ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مدعی اب بربنائے اپنے حق کے نالش نہیں کر سکتا ہے کیونکہ وہ نالش سابق یعنی مقدمات حاجی حسام ابراہیم بنام منحارام کلیانداس (۱) میں بنائے دعویٰ قرار دیا جانا چاہئے تھا۔ مقدمہ اوتھہ بنام چیرپاکنجا مدام (۲)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۰۸

گنپتی علی بنام جیندان

متعلق نہیں ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین نالش سابق بربناے حق ونیر پٹہ کے دائر گئی تھی۔ مین اس تجویز سے اتفاق کرتا ہون کہ نالش حال امر تجویز شدہ ہے اور اسلئے قابل پذیرائی نہین ہے۔ موصوف الیہ نے اپیل ڈسمس کیا۔

مدعی نے اپیل دوم ہذا دائر کیا۔

رائز وعیبار منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر سی کرشنن منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲۔

تجویز۔ مقدمہ (نالش ابتدائی نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۰ع) مین یہ تجویز ہوئی کہ مدعا علیہما اوس وقت اسامیان قابض تحت مدعی کے تھے یعنی حق مدعی بطور زمیندار تسلیم کیا گیا تھا چونکہ مدعا علیہما سنہ ۱۸۹۰ع مین آسامی تھے لہذا اونکو سنہ ۱۸۹۵ع مین جبکہ نالش ہذا دائر کی گئی حق شمول قدیم حاصل نہین ہو سکتا تھا اسلئے مدعی مستحق دلاپانے اراضی کا بربناے اپنے حق کے بلا تعلق کسی پٹہ منجانب نامبردہ کے ہے بحث امر تجویز شدہ صرف وس لگان سے متعلق ہے جسکا دعوی برعے پٹہ سابق یعنی کاغذ (الف) کے کیا گیا صاحب جج کا یہ خیال درست ہے کہ دعوی نامنظور کرنا صحیح تھا مگر موصوف الیہ کا مدعی کو ڈگری بابت اراضی بربناے اوسکے حق عام کے نہ دینا بیجا تھا جسکی بنا نالش اول مین دعوی کرنا مانع نالش ثانی نہین ہے کیونکہ نسبت اوسکے حق زمینداری کے کبھی اعتراض نہین کیا گیا تھا۔ مقابلہ کرو مقدمہ زمورن مقام کالیکٹ بنام زامین مساو (۱) اسلئے ہمکو ڈگریات عدالتہاے ماتحت کو منسوخ اور اپیل کو اسقدر منظور کرنا چاہئے کہ مدعی کو ڈگری قبضہ اراضی کی دیجاے۔ ہم نسبت زر واصلات کے کوئی حکم صادر نہین کرتے ہین کیونکہ اوسکا دعوی نہین کیا گیا ہے۔ ہم ہدایت کرتے ہین کہ فریقین اپنا کل خرچہ خود برداشت کرین۔ ۶۳۲

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس شیپرڈ صاحب جسٹس و ڈیویز صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع
۷۔ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنپتی وینیابار وغیرہ +

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ع دفعات ۲۶۹ (۱) و ۵۳۶ (۲) حکم مشعر ہدایت تجویز بذریعہ جوری کے خاص قسم کے جرائم۔ منسوخی حکم۔ مقدمہ قابل تجویز جوری کا بذریعہ اسیسران تجویز کیا جانا۔ قبل تجویز تمیند کے جانے کے عذر پیش نکرنا۔ جائز ہونا تجویز کا۔

منقول از انگریزی ۶۳۲

ازروے دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری لوکل گورنمنٹ مجاز تھی کہ منظوری ماقبل جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بذریعہ حکم مندرجہ گزٹ سرکاری کے یہ ہدایت کرے کہ تجویز جملہ جرائم کی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد دوم صفحہ ۳۲۳

+ اپیل فوجداری نمبر ۹۹۱ سنہ ۱۸۹۵ع بر خلاف حکم مسٹر اے صدرہ ایف ڈی پی اولڈ فیلڈ صاحب ڈسٹرکٹ سیشن جج منتو کی تجویزات کانڈرہ نمبر ۱ و ۳ سنہ ۱۸۹۵ع

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
گنپتی وغیرہ

یا کسی خاص قسم کے جرائم کی رو برو کسی عدالت سشن کے کسی ضلع مین بذریعہ جوری کے عمل مین لائی جائے اور وہ اس بات کی بھی مجاز تھی کہ حکم مذکور کو بھی اسی قسم کی منظوری کے ساتھ منسوخ یا تبدیل کرے۔

گزٹ فورٹ سینٹ جارج مورخہ ٣٠ اگست ١٨٩١ء مین یہ اعلان کیا گیا تھا کہ چونکہ بذریعہ احکام جو قبل ازین صادر کئے گئے تھے تجویز ایسے اشخاص کی جنپر بعض جرائم کا الزام لگایا گیا ہو بعض اضلاع پریزیڈنسی مین مع ضلع ٹینولی کے بذریعہ جوری کے کیجائی چاہئے اور چونکہ ہنگامہ جات جو ہنگامہ جات خلاف شنار کے نام سے مشہور ہین اضلاع ٹینولی و مدورا مین واقع ہوئے ہین اور بعض اشخاص واسطے تجویز کے سپرد کئے گئے ہین اور ممکن ہے کہ بعد ازین اور اشخاص بھی اسی طور پر متعلق ہنگامہ جات مذکورہ سپرد کئے جائین
٦٣٣ لہذا گورنر باجلاس کونسل نے بمنظوری ما قبل جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے حسب دفعہ ٢٦٩ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ ہدایت کی کہ احکام ما قبل مذکور جہان تک کہ اشخاص مذکور کو تعلق ہے منسوخ کئے جائین اور ایسے اشخاص کی تجویز بمدد اسیسران اور نہ بذریعہ جوری کے عمل مین لائی جائے۔

بعض اشخاص کی تجویز اسطور پر بابت جرائم دفعات ١٤٨ و ٤٣٥ و ٣٩٥ و ٣٢٣ مجموعہ تعزیرات ہند کے عمل مین لائی گئی یکے اسیسر نے یہ رائے ظاہر کی کہ ملزمان مین سے کوئی مجرم نہین ہے اور دوسرے اسیسر نے بعض ملزمان کو بے جرم تجویز کیا۔ ایڈیشنل سشن جج نے جملہ ملزمان پر جرم ثابت قرار دیا اور اونکی نسبت احکام سزا صادر کئے بمرتبہ اپیل ہائی کورٹ مین یہ عذر کیا گیا کہ تجویز بذریعہ جوری کے عمل مین لائی جانی چاہئے تھی اور نہ بمدد اسیسران اور اسوجہ سے تجویز و ثبوت جرم منسوخ کیجانی چاہئے۔ یہ عذر بوقت تجویز پیش نہین کیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ تجویز کی نسبت قبل اسکے عذر کرنا کہ عدالت نے اپنی تجاویز ختم کین نا واجب اور ثبوت کا بے جواب نسبت نا جائز ہونے تجویز کے پیش کی گئی ہے۔

یہ بھی تجویز ہوئی کہ اگر یہ بھی فرض کیا جائے کہ عذر مذکور مناسب طور پر پیش کیا گیا تھا تاہم جرائم متعلقہ ہنگامہ جات مذکور صحیح طور پر بطور ایک قسم کے جرائم کے تصور کئے گئے تھے اور گورنمنٹ مجاز تھی کہ بمنظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اشتہار سابق کو جہان تک کہ اوسکو قسم مذکور سے تعلق تھا منسوخ کرے۔

اپیل نمبر ... تجویز ثبوت جرم منجملہ مورخہ ... ایڈیشنل سشن جج قسمت ٹینولی ملزمان کی نسبت تجویز بابت جرائم دفعات ١٤٨ و ٤٣٥ و ٣٩٥ و ٣٢٣ مجموعہ تعزیرات ہند یعنی بلوہ کرنا اور ہتھیار مسلح ہوکر بلوہ کرنا اور نقب زنی و سرقہ و گھتی دیا لا ارادہ ضرر پہونچانے کے عمل مین لائی گئی تھی اول اسیسر کی رائے مین کوئی ملزم مجرم نہ تھا دوسرے اسیسر نے ملزمان مین سے بعض ہو کو مجرم تجویز کیا صاحب جج نے جملہ ملزمان کو مجرم تجویز کیا اور اونکی نسبت وہ احکام سزا صادر کئے جنکی نا راضی سے اپیل کیا گیا ہے۔ ایڈیشنل سشن جج نے بموجب اشتہار مندرجہ ذیل جلد ... پر ... غیر معمولی گزٹ فورٹ

قیصر ہند بنام گنپتی نیانار

جا بجا سورخہ ۳۰ اگست ۱۸۹۹ء کے بجائے جوری کے بمدد اسیسران کے تجویز کی چونکہ جناب گورنر بہادر باجلاس کونسل نے بذریعہ احکام کے جو وقتاً فوقتاً از روے اون اختیارات کے صادر کئے گئے تھے جو جناب ممدوح کو اس بارہ مین عطا کئے گئے تھے یہ ہدایت کی تھی کہ عدالتہاے سشن مین ایسے اشخاص کی تجویز جنپر جرائم مندرجہ بعض دفعات مجموعہ تعزیرات ہند لگائے جائین بعض اضلاع پریزیڈنسی مین مع ضلع ٹینولی کے بذریعہ جوری کے عمل مین لائی جائے اور چونکہ بلوے اور ہنگامے جو خلاف شنار بلوے اور ہنگامے کے نام سے مشہور ہیں اور مدورامین واقع ہوئے ہین اور بعض اشخاص اسوقت واسطے تجویز کے کمٹ ہو چکے ہیں یا ملزمان اوسوقت رہا بیان اور او پر حسب دفعات مذکور یا بعض دفعات مذکور تعلق بلوہ و ہنگامہ جات مذکور جرائم کا الزام لگایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ اور اشخاص پر بھی بہ تعلق بلوہ و ہنگامہ جات مذکور کے بموجب دفعات مذکور یا بعض دفعات مذکور الزام جرائم لگایا جاوے اور وے واسطے تجویز کے سپرد عدالت سشن کئے جائین۔

لہذا جناب گورنر بہادر باجلاس کونسل بموجب اون اختیارات کے جو جناب ممدوح کو از روے دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء عطا کئے گئے ہین اور بموجب کل دیگر ادارات و اختیارات کے جو جناب ممدوح کو اس امر مین حاصل ہین اور بمنظوری قبل جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے ہدایت کرنا چاہتے ہین اور اس تحریر کی روسے یہ ہدایت کرتے ہین کہ وہ احکام جو قبل ازین بیان کئے گئے بہ تعلق ایسے اشخاص کے جو ضلع ٹینولی مین اب واسطے تجویز کے حسب متذکرہ صدر سپرد عدالت سشن کئے گئے ہون اور بہ تعلق کسی ایسے دیگر اشخاص کے جنپر بعد ازین بموجب دفعات مذکور یا ان دفعات مین سے کسی کے بموجب بہ تعلق بلوہ و ہنگامہ جات مذکور کے الزام لگایا جاوے اور اشخاص مذکور واسطے تجویز کے سپرد عدالت سشن مذکور کئے جائین منسوخ کئے جائین لیکن اس سے زیادہ یا دیگر نہیں ہین اور جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بموجب اختیارات متذکرہ صدر کے اور اسی قسم کی منظوری کے ساتھ یہ ہدایت کرنا چاہتے ہین اور اس تحریر کی روسے یہ ہدایت کرتے ہین کہ ایسے اشخاص کی تجویز جو اب واسطے تجویز کے حسب متذکرہ صدر سپرد عدالت سشن مذکور کئے گئے ہون یا جو بعد ازین واسطے تجویز کے حسب متذکرہ صدر سپرد عدالت سشن کئے جائین بمدد اسیسران اور نہ بمدد جوری کے عمل مین لائی جائے"۔

اول اسیسر کی راے مین ملزمان مین سے کوئی مجرم نہ تھا دوسرے اسیسر نے محض دو ملزمان کو مجرم تجویز کیا صاحب جج نے اسیسرون سے اختلاف کرکے کل ملزمان پر جرم ثابت قرار دیا اور ہر ایک کو مختلف میعاد کی قید کی سزا دی۔

ملزمان نے یہ اپیل دائر کیا۔

وی کرشنا سامی ایر و کے سری نواس آئنگر منجانب ملزمان۔

قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل (مسٹر وی بہاشیام آئنگر) و قائم مقام پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر سکن نایر) بتائید تجویز ثبوت جرم۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام گیستی وینکاتار

تجویز- اپیلانٹان کی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ اسمقدمہ مین تجویز بذریعہ سشن جج و جوری کے ہونی چاہیے تھی اور نہ بذریعہ جج و اسیسران کے اور اسوجہ سے تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہیے اپیلانٹان کے وکیل نے یہ تسلیم کیا ہے کہ عذر مذکور بوقت تجویز پیش نہین کیا گیا تھا لیکن اونہون نے یہ حجت کی کہ چونکہ غلطی متذکرہ کی وجہ سے اونکے موکلون کو مضرت پہونچی لہذا باوجود عبارت دفعہ ۵۳۶ (۲) مجموعہ
۶۳۵ ضابطہ فوجداری کے تجویز ناجائز ہے حسب حجت وکیل موصوف کے اونکے موکلون کو اسوجہ سے مضرت پہونچی کہ اسمقدمہ مین اظہار رائے اونکے مفید تھی اور اگر یہ رائے بشکل رائے جوری کے ہوتی تو جہانتک کہ واقعات کو تعلق ہے وہ قطعی ہوتی یا الفاظ دیگر اونہون نے یہ حجت کی ہے کہ الفاظ دفعہ ذیلی کی تعمیل کامل طور پر محض اوس صورت مین کیجانی چاہیے کہ جب اسیسر صاحب جج سے قیدی کو مجرم تجویز کرنے مین اتفاق کرین اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ اثر دفعہ ذیلی کا اسطور پر محدود کیا جاوے تو ہم خیال کرتے ہین کہ اونہون نے اوسی قسم کے الفاظ جیسے کہ دفعہ مابعد ۵۳۷ مین استعمال کیے گئے ہین بغرض توضیح اس امر کے استعمال کیے ہوتے کہ تجویز کے وقت عذر نکرنے سے استحقاق قیدی کا محض صورت متذکرہ بالا مین ختم ہوجاتا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ یہ فروگذاشت قاطع حجت اپیلانٹان ہے اور محض اسوجہ سے عذر مذکور نامنظور ہونا چاہیے لیکن چونکہ ایڈوکیٹ جنرل کی یہ خواہش ہے کہ اصل امر طے ہوجاوے لہذا اوس نے اسمقدمہ مین یہ فرض کر کے بحث کی ہے کہ عذر مذکور مناسب طور پر پیش کیا گیا تھا اصل امر کی بابت یہ حجت کی گئی ہے کہ اوس قسم کے جرائم جنکا ذکر دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہے مطابق کسی ایسی تقسیم کے کہ جسکو واضعان قانون نے تسلیم کیا ہو رکھیے گئے ہوتے مجموعہ تعزیرات مین تحریر ہے مثلاً جرائم خلاف وزری یا سرکار اور جرائم جو جسم کے متعلق ہون یا مجموعہ ضابطہ فوجداری مین تحریر ہے مثلاً جرائم قابل ضمانت اور جرائم قابل دست اندازی پولیس تحقیق کیے جاتے ہین کوئی وجہ واسطے اس تعبیر محدود الفاظ کے ظاہر نہین کی گئی ہے کوئی وجہ اس امر کی بیان نہین کیگئی ہے کہ کیون جرائم کی تقسیم مطابق معین اشخاص کے نکیجاوے جنہون نے اونکا ارتکاب کیا ہو یعنی بلحاظ جرائم یا مجرمان یا اشخاص یا جائداد کے جسکے متعلق جرائم کا ارتکاب کیا گیا ہو یا بلحاظ خاص موقع کے جسکے متعلق جرائم مذکور کا ارتکاب کیا گیا ہو لہذا اسکے کہ جرائم کا ارتکاب مجرمان قدیم یا اشخاص توام جرائم پیشہ نے کیا یا جرائم کا ارتکاب خلاف عورات کے یا خلاف جائداد سرکاری کے کیا گیا ایک معقول بنا قائم کرنے قسم کی ہوسکتی ہے-

اس صورت مین جہان سے فرق قائم کیا گیا ہے یہ ہے کہ ہنگامہ خلاف بعض فرقہ اشخاص برپا ہوا جرائم متعلقہ ہنگامہ مذکور بطور ایک قسم کے جرائم کے تصور کیے گئے ہین وہ ہماری رائے مین صحیح ہے لہذا اگر گورنمنٹ گورنر کی کونسل اجلاس کونسل کے اختیار سابق کو جہانتک کہ قسم مذکور کو تعلق تھا منسوخ کرنا جائز تھا-

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
گینجی ولیانگ
۱۹۰۰ء
۱۲ فروری

صفحہ کتاب انگریزی
۶۳۶

مدعاعلیہ سے روبکار کے مجکو کوئی وجہ صداقت بیان مستغیث کی نسبت شبہہ کیکی معلوم نہیں ہوتی اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر آرنولڈ ہوائٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پشلارا یتون (ودیگر کس دیگر) +

مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۰۹ قبل سپردگی کے ملزم کا اظہار لیا جانا - اختیار تمیزی مجسٹریٹ -

مجسٹریٹ کو لازم ہے کہ قبل سپرد کرنے اشخاص ملزم کے واسطے تجویز کے اونکا اظہار اس غرض سے لے کہ اونکو موقع صاف کرنے کسی ایسے واقعات کا حاصل ہو جو شہادت مین اونکے خلاف معلوم ہوتے ہون دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہ اثر ہے کہ ملزم کا اظہار لینا اوس مجسٹریٹ کے اختیار تمیزی پر نہین چھوڑا گیا ہے کہ جو سپرد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اوسکو لازم ہے کہ ان کا اظہار لے اور اگر وہ حکم سپردگی بلا لیے اظہار کے صادر کرے تو حکم مذکور بیضابطہ ہے -

درخواست نظر ثانی حکم سپردگی بعض اشخاص ملزم بغرض تجویز تحقیقات ابتدائی مین جو خلاف سامالان کے کی گئی تھی جنپر الزام ارتکاب جرائم دفعات ۴۳۶ و ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات کا لگایا گیا تھا اسپیشل مجسٹریٹ نے بعد لینے شہادت ۸ گواہان مستغیث کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ظاہرا جرم ثابت تھا اور اوس نے ملزمان کو سپرد عدالت سشن واسطے تجویز الزامات حسب دفعات ۱۴۸ و ۴۵۷ و ۴۳۶ و ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کیا ملزمان کا اظہار قبل سپردگی کے نہین لیا گیا تھا اور اون مین سے ایک نے بیان حلفی اس مضمون کا داخل کیا کہ وہ بیان کرنے کے موقع کا منتظر رہا اور بیانات مذکورے جو بغرض صفائی پیش کیے جاتے مجسٹریٹ کو اس امر کا اطمینان ہو جاتا کہ سپردگی غیر ضروری تھی -

بناراضی اس حکم سپردگی کے ملزمان نے یہ درخواست نظر ثانی فوجداری پیش کی

مسٹر ڈبلیو ہارٹن (بجائے مسٹر جان اڈمس) منجانب سامالان -

مسٹر این سیراما نیم (بجائے قائم مقام پبلک پراسیکیوٹر) منجانب سرکار -

+ درخواست فوجداری متفرقہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۰ء بعدالت ہائیکورٹ باستدعائے منسوخی حکم اے ناسن صاحب اسپیشل مجسٹریٹ ستور مقدمہ متعلقہ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر سپردگی سامالان بغرض تجویز بعدالت سشن ضمون مقدمہ سشن نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۹ء

۶۳۷ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام پنڈا ... : توضیح تجویز۔ ہماری راے مین مجسٹریٹ کو لازم تھا کہ قبل سپرد کرنے اشخاص ملزم کے واسطے تجویز کے اونکا اظہار اسغرض سے لیتا کہ اونکو موقع توضیح ایسے واقعات کا حاصل ہوتا جو شہادت مین اونکے خلاف معلوم ہوتے تھے دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا اثر یہ ہے کہ یہ امر اوس مجسٹریٹ کے کہ جو سپرد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اختیار تمیزی پر نہین چھوڑا گیا ہے کہ ملزم کا اظہار لے اوسکو لازم ہے کہ اوسکا اظہار لے اور اگر وہ حکم سپردگی بلا ایسے اظہار کے صادر کرے تو حکم بیضابطہ ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ ہم حکم سپردگی کو منسوخ کرین ہمکو اس امر کا اطمینان ہونا چاہئے کہ بیضابطگی سے انصاف مین خلل واقع ہوا۔

ہمنے نہایت احتیاط سے اوس شہادت پر غور کیا ہے کہ جو مجسٹریٹ کے روبرو پیش کی گئی تھی اور بلحاظ نوعیت شہادت مذکور کے اور نیز بلحاظ اس امر کے کہ ملزمان نے عرصہ چار ماہ کا بعد پیش کرنے درخواست منسوخی حکم کے منقضی ہونے دیا ہم یہ نہین کہ سکتے ہین کہ انصاف مین کوئی خلل واقع ہوا اور اسوجہ سے ہم درخواست کو ڈسمس کرتے ہین۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس شیپرڈ صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء ۱۳ فروری

دی کمرشیل بینک آف انڈیا لمیٹیڈ مدعیان بنام اتیندر الایا وغیرہ (مدعا علیہم) *

صفحہ کتاب انگریزی ۶۳۷

ایکٹ انتقال جائداد۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۸۶ و ۸۸۔ ڈگری نیلام۔ شرط ادائے سود بشرح معہودہ تا وقتیکہ تاریخ ڈگری سے ۶ ماہ نگذر جائین۔

مدعا علیہم نے مدعی سے یہ اقرار کیا کہ روپے ایک رقم زر نقد بعوض اوس بل کے جو ملا تھا مع سود زر مذکور از تاریخ اقرار تا تاریخ تقاضا بشرح ۸ فیصدی سالانہ و بعد تاریخ تقاضا بشرح ۹ فیصدی سالانہ تا بیباقی ادا کرینگے اور بطور کفالت مزید بابت ادائے مذکور کے مدعی کے پاس تمسکات جائداد غیر منقولہ کے رکھ دیئے تقاضا کیا گیا اگرچہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی بمطابق اسکے مدعی نے مدعا علیہم کو بذریعہ چٹھی یہ اطلاع دی کہ تمہارے حساب مین سود بشرح زاید حسب مندرجہ رقعہ لگایا جائیگا مدعی نے اب واسطے زر باقیمنی بابت اصل و سود بشرح ۱۲ فیصدی سالانہ من ابتدائے تاریخ چٹھی کفایت اونکے نالش کی اور یہ استدعا کی کہ بعد

* نالش دیوانی نمبر ۲۵۰ سنہ ۱۸۹۹ء

عدم ادا تا تاریخ معینہ عدالت جائداد نیلام کیجائے۔ ڈگری کی بحق مدعی صادر ہوئی اور اوسمین درج کیا گیا کہ وہ زر اصل و سود واجب الادا بتاریخ ڈگری مع سود زر مذکور بشرح ۶ روپیہ فیصدی سالانہ من ابتدائے تاریخ مذکور لغایت تاریخ ۶ ماہ مابعد کے ادا کرین۔ چونکہ نسبت عبارت ڈگری ہذا کے بدین بنا اعتراض کیا گیا کہ حکم ادائے سود بشرح معہودہ صرف لغایت اختتام ۶ ماہ تاریخ ڈگری سے بجائے نہایت حوبیاقی کے دیا گیا ہے لہذا۔

تجویز ہوئی۔ کہ ڈگری صحیح طور پر مرتب کی گئی ہے۔ اصولاً مابین ڈگری رہن کی جو فیصل ہو گئی ہو اور معمولی ڈگری زر نقد کے کوئی فرق نہین ہے بعد مقرر کئے جانے تاریخ ادا کے یا بعد صدور ڈگری کی صورت ہو حقوق فریقین جو بموجب معاہدہ کے ہون ڈگری مین شامل ہو جاتے ہین اور ایسی کوئی وجہ نہین ہے کہ سود بشرح معہودہ ایک صورت مین دلایا جائے اور بصورت دیگر نہ دلایا جائے۔

۱۸۹۰ مقدمات رامیشور کنور بنام سید نواب مہدی حسین خان (لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۲۵ صفحہ ۱۷۹ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۹) و باقر سجاد بنام اودت رائن سنگھ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶ کا حوالہ دیا گیا۔

نالش واسطے دلاپانے روپیہ جسکے ادا کا بذریعہ تحویل قبالجات جائداد غیر منقولہ کے اطمینان کیا گیا مدعی نے یہ بیان کیا کہ مدعاعلیہم نے بتاریخ ۲۹ اگست ۱۸۹۰ء مدعی کو لکھا۔ بعوض لوس جبل کے جو ملا تھا مع سود زر مذکور من ابتدائے تاریخ مذکور لغایت تاریخ تقاضا بشرح ۸ روپیہ فیصدی سالانہ جو بعد چھ ماہ کے شامل اصل ہو جائے گا اور بعد تقاضا بشرح ۶ روپیہ فیصدی سالانہ تا بیباقی ادا کرنے کا مشترکاً و منفرداً اقرار کیا۔ یہ کہ بطور اطمینان مزید بابت ادائے رقم مذکور کے مدعاعلیہ اول نے پاس مدعی کے قبالجات ایک قطعہ اراضی اور اوسپر بنی ہوئی عمارتون کے رکھدئے یہ کہ قواعد و قوانین بنک مدعی مین جسکے پابند ہونے کا مدعاعلیہم نے اقرار کیا منجملہ دیگر امور کے یہ شرط تھی کہ وہ سوکلان جو بیباقی یا تجدید دستاویز یا ہنڈی یا رقعہ مین حسب مضمون چٹھی تقاضائے زر قاصر ہون تاریخ چٹھی مذکور سے نسبت باقی حساب کے ذمہ دار ادا کرنے سود بشرح ۶ روپیہ فیصدی سالانہ کے ہونگے۔ عرضی نالش مین یہ بیان کیا گیا کہ بذریعہ چٹھی مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۳ء کے ہر ایک مدعاعلیہ سے تقاضا باقی اصل و سود کا جو اوسوقت نسبت رقعہ مذکور کے واجب الادا تھا کیا گیا مگر مدعاعلیہم مذکور رقعہ مذکور یا اوسکے کسی جزو کے ادا کرنے مین قاصر رہے اور یہ کہ بعدہ بذریعہ چٹھی مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء کے مدعی نے ہر ایک مدعاعلیہ کو یہ اطلاع دی کہ حساب مین

۶۳۸ کنہیا بینک آف انڈیا بنام امیرالنسا

کمرشیل بینک آف انڈیا
بنام
اتمیندر لالا

۶۳۹

او سپر قیمت ۵ سود بشرح زائد حسب مندرجہ رقعہ مذکور لگایا جاتا ۳۰ جون ۱۸۹۹ء کو رقم تعدادی مبلغ ...
مدعی کو مدعا علیہم سے واجب تھی اور مابین تاریخ مذکور و ۱۸ نومبر ۱۸۹۹ء کے مدعی نے منجانب
مدعا علیہم رقوم زر او کمین اور بتاریخ آخر الذکر رقم باقی مدعی بہ اعتبار رقعہ مذکور و قبالجات
بابت اصل و سود رقوم ادا شدہ کے مبلغ ... تھی مدعی نے استدعا کی کہ بمقابلہ فرود
مدعا علیہم کے اوس رقم کی مع سود مزید بابت رقم تعدادی مبلغ ... بشرح ... فیصدی سالانہ
من ابتدائے ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء لغایت بیباقی و خرچہ کی ڈگری صادر کیجائے اور بذریعہ ڈگری کے
جائداد مذکور پر بار ادائے زر اصل مذکور و سود رقوم ادا شدہ و خرچہ کا بخوبی عاید کیا جاسکے یہ کہ
در صورت نہ ادا کرنے زر و پیہ مدعا علیہم یا اون میں سے کسی ایک کے اوس روز جو عدالت سے
مقرر ہو جائداد مذکور نیلام کیجائے اور زر ثمن اوسکے ادا کرنے میں صرف کیا جاسکے اور یہ کہ اگر زر ثمن نیلام
واسطے بیباقی رقم مذکور کے کافی نہ ہو تو مدعا علیہم یا اون میں سے بعض یا ایک مدعا علیہ مدعی کو رقم کمی کی
مع سود کے ادا کرے۔

۱۳ فروری ۱۹۰۰ء کو مقدمہ واسطے قائم کرنے تنقیحات کے بحاضری اٹرنیان مدعی کے
پیش ہوا اور مدعا علیہم اصالتاً یا وکالتاً حاضر نہیں ہوئے۔
بعدہ ڈگری صادر ہوئی جسکے اجزائے اہم حسب ذیل ہیں "دعویٰ بابت مبلغ ... کے
جو نسبت رقعہ متذکرہ عرضی نالش مع سود بالائے مبلغ ... بشرح مبلغ ... فیصدی سالانہ
من ابتدائے ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء لغایت تاریخ ادا واجب ہیں و بابت خرچہ نالش کے اور در صورت
نہ ادا ہونے کے جائداد متذکرہ عرضی نالش نیلام کیجائے . . . . یہ استقرار کیا جاتا ہے کہ بوجہ
حوالگی قبالجات متذکرہ عرضی نالش کے رقم تعدادی مبلغ ... و خرچہ و سود مزید جو ذیل میں
مذکور ہے جائداد غیر منقولہ مندرجہ ضمیمہ منسلکہ پر عاید کیا جاتا ہے اور یہ حکم اور ڈگری کیجاتی ہے کہ . . .
مدعا علیہم مدعی کو رقم تعدادی مبلغ ... مع سود بشرح ... فیصدی سالانہ تاریخ امروزہ
۱۳ فروری ۱۹۰۰ء سے ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء تک و نیز خرچہ نالش ہذا جبکہ تشخیص ہو کر منسلخ
حاشیہ ہو جائے مع سود بالائے اوسکے بشرح ... فیصدی تاریخ تشخیص سے تاریخ مذکورہ بالا
تک ادا کریں . . . . لیکن اگر مدعا علیہم اصل و سود و خرچہ مذکور عدالت میں حسب مذکورہ بالا
تاریخ مذکور یا قبل ازاں جمع نکریں تو یہ حکم صادر کیا جاتا ہے کہ جائداد رہونہ مذکور بمنظوری رجسٹرار
بدست عمدہ ترین خریدار کے جو اوسکے لئے مل سکے نیلام کردیجائیں بشرطیکہ عہدہ دار یا دیگر شخص

کمرشیل بنک آف انڈیا بنام ابھے و آنندرالایا

نیلام کنندہ یہ خیال کرے کہ دام کافی لگائے گئے اور یہ کہ روپیہ جو نیلام مذکور سے وصول ہو عدالت مین نالش ہذا کے حساب مین جمع کیا جاے - اور نیز یہ حکم دیا جاتا ہے کہ حسب مذکورہ بالا عدالت مین روپیہ جمع ہونے پر مدعی کو اختیار ہے کہ اجلاس پیجیبرس مین واسطے اداے رقم واجب الادا بابت اصل وسود وخرچہ کے حسب مذکور الصدر اور واسطے سود مزید بابت رقم اصل مذکور وخرچہ کے درخواست دین اور مدعاعلیہم کو یہ اختیار ہے کہ اجلاس پیجیبرس مین واسطے دلاپانے بقایا اگر کچھہ بعد رقوم مذکور کے درخواست گذرانین اور نیز یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اگر روپیہ جو نیلام مذکور سے وصول ہو واسطے بیباقی رقم اصل وسود وخرچہ واجب الادا از روے ڈگری ہذا کے کافی ہنو تو مدعاعلیہم رقم کمی کو ادا کرین -

چونکہ نسبت عبارت ڈگری ہذا کے جسقدر کہ وہ متعلق سود کے ہے اعتراض کیا گیا لہذا اوسکی نسبت استصواب عدالت سے کیا گیا جسپر حاکم عالی مقام نے تجویز حسب ذیل صادر فرمائی -

تجویز - نسبت اوس نمونہ کے جسمین ڈگری ہذا مرتب کی گئی بدین بناے اعتراض کیا گیا ہے کہ سود بشرح معہودہ صرف چھہ مہینے کے اخیر تک دلایا گیا ہے مگر بموجب حجت مدعی کے سود بشرح مذکور تاریخ اداے تک شمار ہونا چاہیے - حجت مذکور بعض تحریرات جوڈیشل کمیٹی مندرجہ مقدمہ زمانہ حال رامیشور کنور بنام سید نواب مہدی حسین (۱) پر اور اوس تعبیر پر جو ہائی کورٹ الہ آباد نے نسبت اون تحریرات کے کی ہے مبنی ہے - (مقدمہ باقر سجاد بنام اودت نرائن سنگھ (۲) ملاحظہ طلب) - مقدمہ روبرو جوڈیشل کمیٹی مین مدعاعلیہم نے اس بناپر اپیل کیا تھا کہ ہائی کورٹ نے ڈگری موسومہ نامبردگان بدین حکم ترمیم کی کہ عہ فیصدی کے للعہ کے تاریخ نالش سے تاریخ معینہ ادا تک ادا کیا جاے اور تاریخ مذکور سے لغایت اداے سود بشرح للعہ فیصدی دلایا گیا (دیکھو نقل ڈگری بمقدمہ باقر سجاد بنام اودت نرائن سنگھ (۲)) چونکہ عہ فیصدی شرح مندرجہ معاہدہ تھی لہذا جوڈیشل کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ وہ صحیح طور پر دلایا گیا اور واسطے اپیل ڈسمس کیا گیا - نسبت دفعات ۸۶ و ۸۸ - ایکٹ انتقال جائداد کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ اون سے صراحتاً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کی نالش مین ڈگری معمولی کی روسے ہدایت حساب اس طرح پر ہونی چاہیے کہ سود بشرح مندرجہ رہن نامہ

(۱) لا رپورٹ ریلیاے ہند جلد ۲۰ صفحہ ۹ - او صفحہ ۱۸۱ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۹

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۲ بصفحہ ۳۷۲ و ۳۷۳

کمرشیل بنک آف انڈیا
بنام
آننید الال
۶۴۱

تا تاریخ تحریر وصول دلایا جاوے اور بعدہ چار فقرون کے بعد جو اوس عبارت سے متروک ہوئے جسکا حوالہ تجویز
الہ آباد مین دیا گیا یہ فقرہ ہے۔ اُس مقدمہ مین شرح سود مندرجہ دستاویز کے گرانی کے نسبت کسی خصوصیت
کا موجود ہونا ثابت نہین کیا گیا ہے۔ اگر ہائی کورٹ نے کسی قدر کم دلایا ہے تو مرتہن کو کوئی شکایت
نہین ہے۔ راہن شکایت نہین کر سکتا ہے اگر تا ہم وہ کو اوس سے زیادہ ادا کرنا پڑے
جسکے ادا کرنے کا اوس نے معاہدہ کیا۔ تجویز جوڈیشل کمیٹی مین دو مسائل قائم کئے گئے تھے
جن مین سے ایک یہ ہے کہ مرتہن لغایت تاریخ معینہ ڈگری مستحق سود بشرح معہودہ کے ہے
اور مسئلہ دیگر یہ ہے کہ عدالت سود مابعد دلا سکتی ہے جہانتک کہ مین واقف ہون منجملہ مسائل
مذکورہ کے کسی پر عدالت ہذا مین اعتراض نہین کیا گیا ہے الہ آباد مین مسئلہ آخر الذکر سے کچھ
عرصہ تک انکار کیا گیا اور نتیجہ فیصلہ مقدمہ باقر سجاد بنام اودت نراین سنگھ (۱) یہ ہے کہ مسئلہ
مذکور پھر قائم ہوا ظاہرا اوس مقدمہ مین یہ فیصلہ کرنا کہ سود مابعد کس شرح سے دلانا چاہیے اسی طرح
ضروری نہین ہے جیساکہ مقدمہ مرجوعہ عدالت پریوی کونسل مین ضروری نہ تھا گو چیف جسٹس صاحب ذیعلم
خیال کرتے ہین کہ تحریرات محولہ بالا مین امر مذکور کو جوڈیشل کمیٹی نے بحق مرتہن ضرور فیصل کیا اور
بحوالہ الفاظ اگر ہائی کورٹ نے کسی قدر کم دلایا ہے موصوف الیہ یہ فرماتے ہین کہ اوس تاریخ
جو واسطے ادا کرنے کے مقرر کیگئی ہو تا تاریخ وصول اون سے بلا شرح مندرجہ دستاویز عسہ فیصدی کے
کسی قدر کم ہے۔ بہ تعظیم کمال چیف جسٹس صاحب ذیعلم کے مین موصوف الیہ سے اتفاق
نہین کر سکتا ہون۔ میری راے مین الفاظ جنکا ابھی حوالہ دیا گیا کسی ایسے امر سے جو شاے تقریر مین
نسبت اُس رقم کے جو بحق ماتحت نے دلائی اور نسبت جسکے بحث ظاہرا پیدا ہوئی پیش کیا گیا تھا بخوبی متعلق ہین
مگر جس کا رپورٹر نے ذکر نہین کیا اور دیکھو مقدمہ رامیشور کنور بنام سید نواب مہدی حسین
یہ ثابت کرنے کے لئے کوئی امر نہین ہے کہ الفاظ مذکور متعلق سود مابعد کے ہین۔ اگر فقرہ مذکور
اوس جملہ پر ختم ہو جاتا جو اوس سے پیشتر ہے تو بحث مذکور نہین پیدا ہو سکتی تھی کیونکہ باقی
فقرہ مین یہ مسئلہ مذکور ہے جو جوڈیشل کمیٹی نے صرف اس حجت کی نسبت تجویز کی ہے کہ تاریخ
معینہ ادا سے تک عسہ فیصدی نہ دلانا چاہیے تھا۔ اُس بیان مقدمہ مذکور (مقدمہ رامیشور کنور
بنام نواب سید مہدی حسین (۲) ملاحظہ طلب) مین للعہ فیصدی سود پر جو ہائی کورٹ نے بعد اوس

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۱ بصفحات ۴۷۱ و ۴۷۲۔

(۲) لاء رپورٹ سلسلہ ایپلیٹ ہند جلد ۲۵ صفحہ ۷۹ بصفحہ ۱۸۱ و انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۳۹۔

کمرشیل بینک آف انڈیا بنام آنندرالابا

تاریخ کے دلایا کچھہ لحاظ نہین کیا گیا ہے ـ لارڈ ہاب ہاوس صاحب بغرض یہ ثابت کرنے کے کہ دفعات ۸۸ و ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد کا حوالہ دیتے ہین کہ ڈگری عدالت ہائیکورٹ مطابق اوس قاعدہ کے تھی جو اون مین منضبط کیا گیا اور دفعہ ۸۸ کے مفصل معنی بیان کرنے نہین کہ جس دفعہ کی رو سے نمونہ ڈگریات بیعیات مقرر کیا گیا ہے موصوف الیہ تاریخ وصول کا بطور اوس تاریخ کے ذکر ۶۳۲ کرتے ہین جس تاریخ تک حساب برنباے رہن کے لئے جانے کی ہدایت کیجاتی ہے محض بدین وجہ کہ فقرہ تاریخ وصول بجاے تاریخ ادا معینہ عدالت کے مستعمل ہوا ہے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جوڈیشل کمیٹی کے ذہن مین سود مابعد تھا ـ میری راے مین سیاق عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت نہین ہوسکتی ہے کیونکہ تواریخ متذکرہ دفعہ صرف تاریخ ڈگری و تاریخ معینہ عدالت ہین اور دفعہ مین کچھہ ذکر سود مابعد کا نہین ہے ـ بعدہ بلحاظ ادا یا عدم ادا اوس رقم کے جو تاریخ معینہ عدالت تک محسوب کیجاے انفکاک یا بیعیات وقوع مین آتا ہے میری راے مین تاریخ وصول سے لارڈ ہاب ہاوس صاحب کی مراد ضرور تاریخ متذکرہ اوس فیصلہ سے تھی جسکا حاکم موصوف نے حوالہ دیا ہے اور مین یقین نہین کرسکتا کہ عدم ادا مشتبہ ہے یا کیا یک انحراف منظور کرنیکا مقصد تھا ـ (مثلاً دیکھو مقدمات متھرا داس بنام راجا نریندر بہادر (۱) وارڈ بنام اسکنر (۲)) مین خیال کرتا ہون کہ اصولاً باہم ڈگری رہن کے جو قطعی ہوگئی ہو و معمولی ڈگری زر نقد کے کوئی فرق نہین ہے بعد صادر کئے جانے تاریخ ادا کے یا بعد صدور ڈگری جیسی کہ صورت ہو حقوق فریقین حسب معاہدہ ڈگری مین شامل ہوجاتے ہین اور بعدہ صورت اول مین بنسبت صورت دیگر کے سود بشرح معاہدہ دلانے کی کوئی وجہ نہین ہے ـ باین وجوہ میری یہ راے ہے کہ ڈگری جو اوس نمونہ کی مرتب کی گئی ہے جو عدالت ہذا مین کسیقدر زمانہ ماضیہ سے رائج رہا ہے قابل اعتراض نہین ہے

مسٹران بارکلے وآر و ڈیوڈ ـ اٹرنیان منجانب مدعیان

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۸ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹ ـ

(۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۵ بصفحہ ۱۰۷

خلاصہ نظائر قانون ہند

قدردانان علم قانون کی خدمت مین عرض ہے کہ جنوری سنہ ۱۹۰ء سے رسالہ خلاصہ نظائر قانون ہند مین جو ماہوار اس مطبع سے شائع ہوتا ہے اصلاح اور درستی خاص کیگئی ہے آغاز سنہ ۱۹۰ء سے اس رسالہ مین خلاصہ منتخب نظائر ویکلی نوٹس کلکتہ کا طبع کیا جاتا ہے اب علاوہ خلاصہ نظائر انڈین لاءرپورٹس ہر چہار ہائی کورٹ اور ویکلی نوٹس الہ آباد و کلکتہ کے وقتاً فوقتاً نظائر اہم صاحبان بورڈ مال و چیف کورٹ پنجاب اور دیگر عدالتہاے ملک ہندوانگلستان کا خلاصہ بھی طبع کیا جاتا ہے اور سرکلرات عدالت عالیہ ہائی کورٹ و صاحبان بورڈ مال و ایکٹہاے جدید مصدرہ مجلس لیجسلیٹیو کونسل بھی جسقدر ممکن ہوگا بعد اجراکے طبع کئے جاوینگے اس امر کی خاص کوشش کیجاتی ہے نظائر تازہ بجلد شائقین کو ملسکین ۔ ازینکہ اس رسالہ کی بمقابلہ پہلے کے بہتر ہے باوجود اس اصلاح اور درستی کے قیمت سالانہ مین بالفعل کوئی اضافہ نہین کیا یعنی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک چھ روپئے ہے ۔

اس امر کیجانب توجہ خاص مائل کیجاتی ہے کہ آغاز سنہ ۱۹۰ء سے یہ رسالہ بلا وصول ہونے قیمت نقد پیشگی یا ہدایت روانگی بصیغہ ویلو پے ایبل کے ارسال نکیا جاوے گا ۔

نظائر فوجداری مکمل

عملداران فوجداری کو زیادہ تر ضرورت فوجداری کی نظیرون کی ہوتی ہے اور انکو ناگوار ہوتا ہے کہ محض اس غرض سے انڈین لاءرپورٹ مکمل خرید کرین مطبع ہذا نے ایک رسالہ سالانہ جسمین ترجمہ لفظ بلفظ مقدمات فوجداری ہر چہار ہائی کورٹ کلکتہ و مدراس و بمبئی و الہ آباد کا جو انڈین لاءرپورٹ انگریزی مین مندرج ہوتے ہین جاری کیا ہے سنہ ۱۹۰ء لغایت سنہ ۱۹۰ء کے رسالہ جات طیار ہین قیمت فی سال علاوہ محصول ڈاک عہ مقرر ہے ۔

نظائر فوجداری ماہوار

جنوری سنہ ۱۹۰ء سے یہ رسالہ جو اب تک سالانہ طبع ہوتا تھا ماہوار طبع کیا جاتا ہے قیمت رسالہ ماہوار مع محصول ڈاک

المشتہر

رگھوبیر سہاے ورما ۔ سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

دسمبر ۱۸۹۹ء

سلسلہ بمبئی

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد — مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے — جج
منشی بانکے بہاری — مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان — سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین باہتمام منشی رگھوبیر سہاے ورما طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمہ/

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہین

جلد ۲۳ — حصہ ۱۲

فہرست مقدمات

پریوی کونسل

رنچھوڑ داس	بنام	پاربتی بائی	۴۵

صیغہ ابتدائی دیوانی

قاسم حاجی ٹھیما	بنام	برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی لمیٹڈ	۳۷

صیغہ اپیل دیوانی

اسحاق	بنام	خدیجہ	۵۶
بلونت راؤ	بنام	اسپرانٹ	۶۱
پرشوتم	بنام	گنیش	۵۹
رگھوناتھ راؤ	بنام	باسدیو	۶۹
سدہیشور	بنام	باباجی	۸۲
سید زین	بنام	کالابہائی	۵۳
کلیان داس	بنام	تلسی داس	۸۶
لکشمی بائی	بنام	سرسوتی بائی	۹۰

فوجداری

ملکہ معظمہ قیصرِ ہند	بنام	دابہائی کابیائی	۸۹

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل۔ عملدرآمد۔ اپیل بنا راضی ڈگری از قسم فیصلہ ثالثی۔ مقدمہ واسطے فیصلہ عدالت کے سپرد کیا گیا اور دونوں فریق فیصلہ مذکور کے قبول کرنے پر راضی ہوئے [جب فریقین نالش نے معاملات متنازعہ باہمی اپنے کو عدالت کے سپرد کیا اور اوسکے فیصلہ کے قبول کرنے پر راضی ہوئے اور عدالت نے ایک ڈگری صادر کی جسکی رو سے مدعی کو ایک رقم دلائی

تجویز ہوئی کہ بنا راضی ڈگری کوئی اپیل نہیں ہو سکتا کیونکہ فیصلہ عدالت از قسم فیصلہ ثالثی ہے

سید زین بنام **کالابہائی** ... ۵۳

اجرا۔ نیلام بعلت اجرا تابع رہن۔ نالش بغرض منسوخی نیلام اور واسطے نیلام کرنے جایداد کے بلا بار رہن کے۔ عملدرآمد۔ ضابطہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۰۲ [مدعی نے جس نے جایداد بعلت اجرا ڈگری تابع مطالبہ رہن کے

جسکی تحقیقات باضابطہ کی گئی تھی اور جو منظور کیا گیا تھا نیلام کرائی یہ نالش واسطے فسخ نیلام اور یہ استدعا ہے نیلام مکرر جائداد کے بلا بار رہن کے دائر کی تجویز ہوئی کہ وہ مستحق داد رسی مستدعیہ کا نہیں ہے چارہ کار مناسب اوسکے لیے یہ تھا کہ نالش استقرار اس امر کی دائر کرتا کہ رہن متنازعہ باطل اور کالعدم تھا اور نیلام کو تا انفصال نالش مذکور ملتوی رکھتا

پرسوتم مان جی بنام گنیش نایک ۷۵۹

اختیار سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶ فقرہ شرطیہ و دفعہ ۵ - داد رسی کا اطاعت ذاتی مدعاعلیہ سے حاصل ہونا - جائداد کا بیرون علاقہ اوس عدالت کے واقع ہونا کہ جس میں نالش دائر کی گئی - علاوہ ازیں - ضابطہ از روے فقرہ شرطیہ متعلقہ دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ داد رسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعاعلیہ کے حاصل ہو سکے بلکہ یہ بھی کہ مدعاعلیہ اندر علاقہ اوس عدالت کے سکونت رکھتا ہو جس میں نالش دائر کی گئی -

لہذا یہ تجویز ہوئی کہ نالش واسطے تصفیہ حق نسبت جائداد غیر منقولہ کے جو ایسی عدالت میں دائر کی گئی کہ جسکے علاقہ میں جائداد واقع نہ تھی عدالت موصوف میں دائر نہیں ہو سکتی کیونکہ کل مدعاعلیہم اندر علاقہ عدالت موصوف کے سکونت نہیں رکھتے گو داد رسی مستدعیہ کا کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعاعلیہم کے حاصل ہونا ممکن تھا

یہ بھی تجویز ہوئی کہ ایسی صورت میں حاکم عدالت کو نالش ڈسمس نکرنی چاہیے بلکہ عرضی دعوی واپس کرنی چاہیے کہ وہ عدالت مجاز میں حسب دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کی جاے

اسحاق بنام خدیجہ ۷۵۶

اختیار سماعت - عدالت سماعت دار - اختیار سماعت عدالت دار نسبت عہدہ داران گورنمنٹ کے جب اونپر باعتبار عہدہ کے نالش کیجاے - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء دفعہ ۳ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹

دیکھو عدالت سماعت دار ۷۶۱

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء نمبر ۹ دفعہ ۳ - دیکھو عدالت سماعت دار ۷۶۱

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۵ دفعہ ۱۹ - دیکھو ایکٹ سماعت دار ۷۶۱

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۵ دفعات ۲۰ ضمیمہ دفعات ۱۲۰ و ۱۴۱ و ۱۴۳ - دیکھو وصیت نامہ ۷۲۵

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۱۶ فقرہ شرطیہ و دفعہ ۵ - دیکھو اختیار سماعت ۷۵۹

سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۲۴۴ - دیکھو اجرا ۷۴۶

ایکٹ ہاے (بمبئی)

ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۷ دفعہ ۴۸ - دیکھو ایکٹ آبپاشی ۷۶۱

۱۸۷۳ء نمبر ۲ دفعہ ۴۷ - الف - دیکھو ایکٹ نمک ۷۸۹

ایکٹ آبپاشی - (ایکٹ ۷، ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعہ ۴۸ - ٹھیکا جو آبپانی - حقوق مالکان کنارہ دریا - مجرائے آب

بلونت راؤ بنام اسپراٹ

دیکھو عدالت معاملت دار ۷۶۱

ایکٹ نمک - (ایکٹ بمبئی ۲، ۱۸۷۳ء) دفعہ ۴۷ (الف) قبضہ میں رکھنا نمک کے پانی کا بہ نیت بنانے نمک کے - محض قبضہ میں رکھنا نمک کے پانی کا اس نیت سے کہ اس سے نمک بنایا جاوے کوئی جرم حسب ایکٹ نمک بمبئی (ایکٹ بمبئی نمبر ۲ ۱۸۷۳ء) کے نہیں ہے -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام وابھائی ۷۸۹

بیمہ - چٹھی ابتدائی - پرچہ - دستاویز بیمہ - اخفائے واقعہ ضروری] ۱۵ - مارچ ۱۸۹۵ء کو مدعی نے جو جہاز پر نمک لادا کرتا تھا کمپنی مدعا علیہ مقام بمبئی سے واسطے چٹھی ابتدائی مبلغ [illegible] کے بابت نمک کے جو وہ جہاز پر لاد کر بمبئی سے کلکتہ بھیجنے والا تھا درخواست کی اور چٹھی مذکور حاصل کی - چٹھی مذکور میں یہ تحریر تھا کہ دستاویز بیمہ حسب استمناسب بہ تکمیل چٹھی مذکور بوقت پہنچنے تفصیل کے جاری کیجائیگی مدعی کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے کارخانہ نمک مقام [illegible] سے ہندوستانی کشتیوں میں نمک لاتا تھا اور اسکو جہاز ہائے دخانی میں بمقام بندرگاہ بمبئی لادتا تھا ۲۴ - اپریل ۱۸۹۵ء کو مدعی نے ۴۹۵ بورے نمک کے ایک کشتی پر واسطے جہاز دخانی برٹش انڈیا موسومہ [illegible] پر لادنے کے رکھے ۲۸ - اپریل کو جہاز پر مال کا منتقل ہونا شروع ہوا ۹۴ بورے جہاز پر رکھے گئے تھے اوسوقت ایک طوفان آیا اور کشتی مذکور میں پانی بھر گیا اور وہ مع باقی ۴۰۱ بوروں کے جو اوسپر تھے غرق ہوئی اور اسطور پر وہ بورے بالکل تلف ہوگئے اونکی قیمت [illegible] تھی ۲۹ - اپریل ۱۸۹۵ء کو مدعی نے کمپنی مدعا علیہ سے واسطے دستاویز بیمہ کے درخواست کی اور زر بیمہ ادا کیا اور ۳۰ - اپریل کو دستاویز بیمہ اوسکے نام جاری کی گئی تھی وہ ایک [illegible] شدہ یا غیر [illegible] شدہ کی بمقام و از بمبئی تا کلکتہ نسبت مال و اسباب تجارت ہر قسم اور مال محمولہ جہاز یا مرکب تری [illegible] تھا جسمیں منجملہ خطرات [illegible] کشتی کے جہاز یا مرکب تری سے یا اوس تک داخل تھے [illegible] اس دستاویز بیمہ کے مدعی نے نالش واسطے وصول قیمت نمک تلف شدہ کے یعنی [illegible] کے دائر کی مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ ازروے چٹھی ابتدائی مورخہ ۱۵ - مارچ ۱۸۹۵ء کے معاہدہ

تکمیل بیمہ تمسک کا ثابت نہیں ہوتا اور نسبت دستاویز بیمہ کے اوس نے یہ عذر کیا کہ وہ کالعدم ہے کیونکہ نقصان بوقت اجرا واقع ہو چکا تھا اور مدعی نے اوس امر کو اوس سے مخفی رکھا تھا مدعی نے یہ بیان کیا کہ اطلاع نقصان مذکور کی ۶ اپریل کو دی گئی تھی جبکہ دستاویز بیمہ کی درخواست کی گئی تھی اور اوس نے مزید برآن یہ حجت کی کہ ہر صورت مدعاعلیہ ذمہ دار ہے کیونکہ چٹھی ابتدائی ۱۵ اپریل ۱۸۹۵ء کی ایک معاہدہ مکمل اور قطعی مدعاعلیہ پر قابل پابندی تھا گو بعدہ کچھ ہی وقوع میں آیا ہو

یہ بحالی فیصلہ کینیڈی صاحب جج تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق ڈگری نہیں ہے۔

قاسم حاجی میٹھا بنام برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی لمیٹڈ

تبنیت - تبنیت کمہاب بیوہ کلان - قابلیت بیوہ متبنی کرنیکی - امتناع تعنوی - دہرم شاستر ۳۲،

لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی

دیکھو دہرم شاستر . . . . ۹۰،

حد سماعت - ایکٹ حد سماعت (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰ اور ۲۰ ضمیمہ ا مدات ۱۰ و ۱۴۱ و ۱۴۴ - وصیت نامہ - دہرم شاستر - دہرم - ہبہ بالوصیت بغرض دہرم - وارث مابعد ؟

رنچھوڑداس بنام پاربتی بائی

دیکھو وصیت نامہ . . . . ۲۵،

حد سماعت - رہن - نالش نیلام جائیداد مرہونہ - آئین ۵ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۵ ضمن ۳ - اقرار خاص - دیکھو رہن . . . . ۸۲،

حقوق مالکان کنارہ دریا - مجرائے آب - ایکٹ آبپاشی بمبئی (ایکٹ ۷ ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعہ ۴۳ - ٹپکا ہوا پانی - دیکھو ایکٹ آبپاشی . . . . ۶۱،

حکم امتناعی - روشنی و ہوا - حق آسایش - ہرجہ - عمدہ رہائش جس صورت مین کہ بجائے مقدار ضرر حکم امتناعی واجب نہو] مدعی نے نالش حکم امتناعی بایں منشا دائر کی کہ مدعاعلیہ کو ایسی عمارت کی تعمیر سے ممانعت کیجاوے کہ جو روشنی اور ہوا کے مکان مدعی مین پہونچنے کی مانع ہو۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ گو مکان مدعی کی روشنی و ہوا مین بوجہ عمارت مدعاعلیہ کے کمی قابل حس واقع ہوئی مگر اوس سے ایسا نقصان اہم پیدا نہیں ہوا جس سے حکم امتناعی جائز سمجھا جاوے اور عدالت موصوف نے اس رائے سے نالش مع خرچہ ڈسمس کی کہ مدعی کا چارہ کار اگر

کوئی تھا نالش ہرجہ تھی

تجویز ہوئی کہ عدالت ماتحت کا حکم امتناعی عطا کرنا صحیح تھا مگر بجائے ڈسمس کرنے نالش کے اور مدعی کو دیگر نالش ہرجہ کی ہدایت کرنے کے عدالت موصوف کو خود ہدایت تحقیقات کرنے کی نسبت ہرجہ کے جو مدعی کا اوسکے مکان مین کم روشنی اور ہوا آنے سے ہوا کرنی چاہیے تھی

کلیان داس بنام تلسی داس ۷۸۹ . . . . . .

دھرم - ہبہ یا وصیت بغرض دھرم - وارث نابالغ - حد سماعت - ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰ اور ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۰ و ۱۴۱ و ۱۴۴ - وصیت نامہ

۷۸۵ - دہرم شاستر - دیکھو وصیت نامہ . . . .

دہرم شاستر - تبنیت منجانب بیوہ کلان - قابلیت بیوہ تبنی کرنیکی - امتناع معنوی بصورت نہونے امتناع صریح کے رضامندی شوہر بابت تبنیت منجانب اوسکی بیوہ کے ہمیشہ مفہوم ہونی چاہیے

امر امتناع معنوی ایک استنباط قانونی واقعات مجوزہ سے ہے اور عدالت مجاز ہے کہ اوسکی صحت کی تحقیقات اپیل دوم مین کرے

تجویز ضمنی - ساحل بمبئی مین یہ حق بیوہ کا کہ تبنی کرے ذاتی ہے اور محض حق مفوضہ نہین ہے

تجویز ضمنی - بصورت نہونے ممانعت صریح شوہر کے بیوہ کا اختیار تبنیت مین دینے اور لینے کا مساوی اختیار شوہر کے ہے

لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی ۷۹۰ . . . . . .

روشنی اور ہوا - حق آسایش - ہرجہ - عملدرآمد جس صورت مین کہ بلحاظ مقدار ضرر حکم امتناعی واجب نہو - حکم امتناعی - دیکھو حکم امتناعی

۷۸۶ . . . .

رہن - نالش نیلام جائداد مرہونہ - آئین ۵ سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ ۱۵ ضمن ۲ - اقرار نامہ خاص - حد سماعت - مدعی نے یہ نالش سنہ ۱۸۹۵ء مین بربنائے رہن نامہ مورخہ سنہ ۱۸۸۴ء واسطے دلاپانے باقی زر رہن بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ یا علی سبیل البدل واسطے قبضہ جائداد کے تا ادائے زر باقی دائر کی رہن نامہ مین یہ شرط مندرج تھی کہ بصورت عدم ادائے سود منجانب راہن کے مرتہن قبضہ کر لے اور بعوض سود کے قابض رہے اور قبضہ مذکور اوسوقت تک قائم رہے کہ راہن اصل اور سود جو اوسوقت تک چڑھ گیا ہو ادا کرے . . . جب مرتہن نے قبضہ لیا ادا کرے

صاحب جج نے نالش اس تجویز سے ڈسمس کی کہ دعوی قبضہ مین تمادی عارض ہے اور دعوی نیلام جائداد نافذ نہین ہو سکتا کیونکہ رہن نامہ مین ایک خاص اقرار

مندرج ہے جس سے یہ مقدمہ ضمن (سوم) دفعہ ۱۵۔ آئین ۵ سنہ ۱۸۶۸ء سے خارج ہے
برطبق اپیل منسوخی ڈگری یہ تجویز ہوئی کہ دفعہ ۱۵۔ آئین ۵ سنہ ۱۸۶۸ء
متعلق نہین ہے کیونکہ مرتہن کبھی قابض نہ تھا اور یہ کہ دعوی نفاذ کفالت رہن
مین قدریہ نیلام کے تمادی عارض نہین ہے۔

سدملکیشر بنام باباجی ۸۲

عدالت معالت دار۔ اختیار سماعت معاملہ از نسبت عہدہ داران گورنمنٹ کے
جب اونپر باعتبار عہدہ کے نالش کیجاے۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۳۱۔ ایکٹ
۱۰ سنہ ۱۸۷۶ء دفعہ ۱۵۔ ایکٹ آبپاشی بمبئی (ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعہ ۴۴۔
ٹپکا ہوا پانی۔ حقوق مالکان کنارہ دریا۔ مجراے آب] حسب ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء
بمبئی معاملت دار کو اختیار سماعت اور تجویز کرنے ایسی نالش کا جو بنام عہدہ داران
سرکاری بابت اون افعال کے دائر کیجاے جو اونہون نے باعتبار اپنے عہدہ
کے کئے ہون حاصل ہے۔

حسب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۹ء بمبئی صیغہ آبپاشی کو کوئی اختیار روکنے کسی دریا یا مجراے
آب کا اس بنا پر نہین ہے کہ اوسمین پانی نہر آبپاشی سے ٹپک کر آتا ہے از روے
دفعہ ۴۴۔ ایکٹ مذکور صیغہ آبپاشی کو صرف خاص حق لگانے محصول پانی کا اوس
زمین پر جسکو پانی کے ٹپکنے سے فائدہ پہونچتا ہو حاصل ہے
مالک ایسے پانی کا جو دوسرے شخص کی زمین پر کسی نہر سے ٹپک کر آیا ہو صیغہ آبپاشی
نہین ہے کہ جس سے صیغہ مذکور کو اوسکے تعاقب کرنے اور اوسکی ملکیت کا دعوی
کرنیکا اختیار حاصل ہو
اگر ٹپکے ہوئے پانی کا بہاو ایسا ہو کہ وہ خود قانوناً نہر یا مجراے آب ہو جاے
تو ایسی صورت مین استحقاق اون اشخاص کا جنکی اراضیات مین ہو کر پانی بہتا ہے
تابع اوس قانون کا ہو گا جو متعلق نہرون یا مجراہاے آب کے ہے۔
معاملت دار کو کوئی اختیار اون معاملات کی تحقیقات کرنیکا نہین ہے جو
داخل اون امور تنقیح طلب کے نہون جو خود اوس ایکٹ مین مندرج ہین۔

بلونت راو بنام اسپراٹ ۶۱

عملدرآمد۔ اپیل بنا راضی ڈگری۔ از قسم فیصلہ ثالثی۔ مقدمہ واسطے فیصلہ عدالت کے پنچ
کیا گیا اور دونون فریق فیصلہ مذکور کے قبول کرنے پر راضی ہوئے]

سید زین بنام کالا بہائی ۵۳

دیکھو اپیل

عملدرآمد۔ ضابطہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۴۔ اجرا۔ نیلام

بعلت اجرا تلبیع رہن ۔ نالش بغرض منسوخی نیلام اور واسطے نیلام مکرر جایداد کے
یا بار رہن بیچے گیا

پرشوتم بنام گنیش

دیکھو اجرا ۷۵۹

عہدہ داران گورنمنٹ ۔ جنپر باعتبار عہدہ کے نالش کیجاے ۔ اختیار سماعت عدالت متدار
نسبت اونکے ۔ ایکٹ ۲ (۱۸۶۹ع) دفعہ ۳ ۔ ایکٹ ۱۰ (۱۸۷۶ع) دفعہ ۱۵ ۔

عدالت مالمتدار ۔ دیکھو عدالت مالمتدار ۷۶۱

کھوٹ ۔ اراضیات کھوتی خاصگی ۔ اراضیات خاصگی جو کسی حصہ دار کھوتی کو دی گئین ۔
بیع کمی تی ۔ حقوق وصیل کاری جو تعلق اراضیات کھوتی خاصگی کا مسمی نارو مالک
۳ اپائی تقسیم (حصہ) کا ایک کھوتی موضع مین اس حصہ مین ۲ خاصگی مکان اسکے
۱۸۶۶ع مین نارو نے اپنا حصہ کھوتی مدعی کے نالش رہن کیا
۱۸۶۶ع مین حصہ مذکور بابت ڈگری موسومہ نارو نیلام ہوا اور اوسکو
ابرو بکر نے خرید کیا ۱۸۸۱ع مین حصہ مذکور بدست مدعی بیع کیا ۔
۱۸۹۳ع مین مدعی نے ڈگری بنام نارو مشعر استقرار اپنے حق کے نسبت دلایا
تمال (یعنی لگان رواجی) کے بابت بلیس قطعات مکانات خاصگی کے حاصل کی
نارو فوت ہوا اور مدعی نے ۱۸۹۵ع مین یہ نالش بنام پسران نارو واسطے
اونکی بیدخلی کے خاصگی مکانات سے دایر کی ۔

تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق ڈگری تھا نیلام حصہ کھوتی سے اراضیات خاصگی
بھی جو حصہ مذکور مین داخل تھین منتقل ہوگئین بحیثیت مرتہن اور نیز خریدار حصہ کے
مدعی نے استحقاق نسبت مکانات خاصگی متنازعہ کے حاصل کیا ۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ اثر اوس ڈگری کا جو مدعی نے بنام نارو ۱۸۹۳ع مین بابت
لگان مین حاصل کی تھی یہ تھا کہ بصورت نہونے کسی اقرار کے نارو محض اسامی غیر دخیلکار
مکانات خاصگی اور مستوجب بیدخلی کا بعد اطلاعنامہ باضابطہ کے تھا

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ حصہ دار کھوتی کو نسبت مکان کھوتی خاصگی کے جو اوسکے
حصہ مین آیا تھا حق دخیلکاری بمقابلہ گروہ حصہ داران کھوتی کے حاصل نہین ہے
پس جسوقت کہ وہ اپنا حصہ کھوتی منتقل کرے اوسکی اراضیات کھوتی خاصگی اراضیات
کھوتی نسبت ہو جاتی ہین ۔

رگھوناتھ راو بنام باسدیو ۷۶۹

مجراے آب ۔ ایکٹ آبپاشی بمبئی (ایکٹ ۷ ۱۸۷۹ع بمبئی) دفعہ ۴۳ ۔ ٹپکا ہوا پانی ۔ حقوق
مالکان کنارہ دریا ۔ دیکھو ایکٹ آبپاشی ۷۶۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶ فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۰- دادرسی کا اطاعت ذاتی مدعاعلیہ سے حاصل ہونا- جایداد کا بیرون علاقہ اوس عدالت کے واقع ہونا کہ جسمین نالش دائر کی گئی- عملدرآمد- ضابطہ- اختیار سماعت]

اسحاق بنام خدیجہ

دیکھو اختیار سماعت ۵۶ء

وارث مابعد- حد سماعت- ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰ و ۲۰ ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۰ و ۱۴۱ و ۱۴۴- وصیت نامہ- دہرم شاستر- دہرم- ہبہ بالوصیت بغرض دہرم- دیکھو وصیت نامہ ۲۵ء

وصیت نامہ- دہرم شاستر- دہرم- ہبہ بالوصیت بغرض دہرم- وارث مابعد- حد سماعت- ایکٹ حد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰ و ۲۰ و مدات ۱۲۰ و ۱۴۱ و ۱۴۴] ہبہ بالوصیت جایداد منقولہ و غیر منقولہ کا منجانب ایک ہندو دہرمی کے بنام اشیا بغرض دہرم کالعدم قرار دیا گیا جو اغراض کہ لفظ مذکور کے معنی میں داخل سمجھی جاسکتی ہیں اسقدر غیر معین اور مشتبہ ہیں کہ اونکے انتظام کی کوئی نگرانی نہیں کیجا سکتی

مقدمہ ماریس بنام بشپ آف ڈرہم رپورٹ ویسی صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۹۹ (۱۸۰۴ء) اور رپورٹ ویسی صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۲ (۱۸۰۵ء) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی تقلید کی گئی

موصی ۱۸۶۹ء میں دو بیوگان جنکے نام اوس نے چند خاص ہبہ جات بالوصیت کئے سے مستفید ہونے اور دہرم دان کرنیکی غرض سے مقرر کئے چھوڑکر فوت ہوا اوس نے اپنی باقی ماندہ جایداد منقولہ و غیر منقولہ بنام اشیا بغرض دہرم کے ہبہ بالوصیت کی ایک بیوہ ۱۸۷۱ء میں اور دوسری ۱۸۸۲ء میں فوت ہوئی بیوہ باقیماندہ کی وفات پر نالش ہذا بغرض منسوخی ہبہ بالوصیت اور انتظام جایداد کے ۱۸۸۳ء میں دائر کی گئی

نسبت بحث حد سماعت کے **تجویز ہوئی** کہ نالش میں تمادی عارض نہیں ہے اگر مسئلہ جایداد منقولہ سے متعلق ہوتی تو وہ بموجب مد ۱۲۰ اوسکے ہوتی اور جایداد غیر منقولہ سے بموجب ۱۴۱ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء اوسکے ہوتی- مد ۱۴۴ جسکی رو سے میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوتی ہے جبکہ قبضہ مدعاعلیہ مخالفانہ مدعی کے ہوجاتا ہے اوس حالت میں متعلق نہیں ہوتی کہ نالش کی نسبت دیگر طور پر خاص قاعدہ مقرر ہو اور اسلئے اس صورت میں متعلق نہیں ہے سماعت کی اسکے دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور دربارہ معدوم ہونے حق کے بوجہ عارض ہونے تمادی مقابلہ بیوگان کے اگر تمادی مذکور عارض ہوتی (مدعی سے متعلق نہوتی جسکا حق بیوگان سے یا اونکے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوا تھا بلکہ اونکے شوہر سے بعد وفات بیوہ باقیماندہ کے حاصل ہوا تھا

رنچھوڑ داس بنام پاربتی بائی ۲۵ء

پریوی کونسل* ۱۸۹۹ء ۲۲-فروری و ۱۱-مارچ
صفحہ کتاب انگریزی ۷۲۵

پریوی کونسل

رنچھوڑداس بندرابن داس وغیرہ (مدعا علیہم)

بنام

پاربتی بائی وغیرہ (مدعیان)

[برطبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائی کورٹ بمبئی]

وصیت نامہ - دہرم شاستر - دہرم - ہبہ بالوصیت بغرض "دہرم" - وارث مابعد
ایکٹ حد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۰ و ۲۸ و مدات ۱۲۰ و ۱۴۱ و ۱۲۳ -

ہبہ بالوصیت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا منجانب ایک ہندو موصی کے بنام "مناً بغرض دہرم" کالعدم قرار دیا گیا - جو اغراض کہ لفظ مذکور کے معنی مین داخل سمجھی جا سکتی ہین وہ ایسی غیر معین اور مشتبہ ہین کہ اونکے انتظام کی کوئی نگرانی نہین کیجا سکتی -

مقدمہ مارس بنام بشپ آف ڈرہم (۱) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی تقلید کی گئی -

موصی ۱۸۶۹ء مین دو بیوگان جنکے نام اوس نے چند خاص ہبہ جات بالوصیت کئے ہے مستفید ہوئے اور دہرم جاری کرنے کی غرض سے اُسکے چھوڑ کر فوت ہوا - اوس نے اپنی باقیماندہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ بنام "مناً بغرض دہرم" کے ہبہ بالوصیت کی - ایک بیوہ ۱۸۷۹ء مین اور دوسری ۱۸۹۶ء مین فوت ہوئی - بیوہ باقیماندہ کی وفات پر نالش بہ اغراض منسوخی ہبہ بالوصیت اور انتظام جائداد کے ۱۸۹۶ء مین دائر کی گئی -

۷۲۶ نسبت بحث حد سماعت کے تجویز ہوئی کہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے اگر میعاد جائداد منقولہ سے متعلق ہوتی تو وہ بموجب مد ۱۲۰ کے ہوتی اور جائداد غیر منقولہ سے بموجب مد ۱۴۱ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ہوتی - مد ۱۲۳ جسکی رو سے میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوتی ہے جبکہ قبضہ مدعا علیہ مخالفانہ مدعی ہو جاتا ہے اوس حالت مین متعلق نہین ہوتی کہ نالش کی نسبت دیگر طور پر خاص قاعدہ مقرر ہوا اور اسلئے اس صورت مین متعلق نہین ہے - ساتھ ہی اسکے دفعہ ۲۸ ایکٹ مذکور در بارہ معدوم ہونے حق کے بوجہ عارض ہونے تمادی بمقابلہ بیوہ گان کے (اگر تمادی مذکور عارض ہوتی) مدعی سے متعلق نہین جسکا حق بیوہ گان کے ذریعہ سے حاصل نہین ہوا تھا بلکہ اونکے شوہر سے بعد وفات بیوہ باقیماندہ کے حاصل ہوا تھا -

* باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب -

(۱) رپورٹ ویسی صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۹۹ (سنہ ۱۸۰۴ء) و رپورٹ ویسی صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۲ (سنہ ۱۸۰۵ء)

۱۸۹۹ء
رنچھوڑ داس
بنام
پاربتی بائی

مقدمات اپیل یکجائی بنا راضی ڈگری (۱۹ فروری ۱۸۹۷ء) صادرہ ہائی کورٹ بمبئی مع اپیل مشعر ترمیم ڈگری (۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء) صادرہ ہائی کورٹ صیغہ ابتدائی - دیکھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۳۶ -

اصل اپیل مین اپیلانٹان قائمقام بندرابن داس پرشوتم داس متوفی کے تھے جو نالش ہذا متدائرہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۳ء مین ابتداءً مدعا علیہ تھا - وہ تنہا وصی باقیماندہ کلیان جی شیو جی متوفی کا تھا جو ۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو لاولد دو بیوگان مسماتان کوربائی اور زینا بہو چھوڑ کر فوت ہوا اول الذکر ۱۸۷۱ء مین اور آخر الذکر ۱۸۸۶ء مین فوت ہوئی اوس نے ایک روز قبل اپنی وفات کے وصیت نامہ تحریر کیا-

اس نالش مین پاربتی بائی وصیہ اور ہر بلبھ داس ہری داس اور پرشوتم مول جی اوجھا رسپانڈنٹان قائم مقام کرشن داس گوبند جی مدعی متوفی کے تھے جو برادر زادہ اور وارث موصی مذکور کا تھا - اوس نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ جو ہبہ جات بالوصیت واسطے دھرم کے وصیت نامہ مین کئے گئے تھے کالعدم ہین ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب کارخانہ خیرات کے جسکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بموجب وصیت نامہ کے قائم کیا گیا تھا اوسکو تابع حکم عدالت کے تسلیم کیا-

ازروے وصیت نامہ کے جو اوصیا نے ۲ - مارچ ۱۸۶۹ء کو ثابت کیا وہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ہر ایک بیوہ موصی کو اس غرض سے دی گئی تھین کہ وہ اوسکی آمدنی اپنی حیات مین پائین موصی نے یہ ہدایت کی تھی کہ اوصیا بعد وفات بیوگان مذکور کے آمدنی ان جائدادون کی کی دھرم مین جسکی تصریح وصیت نامہ مین اسطرح پر کی گئی (کرنا تمام کار ہاے خیر کا جو از قسم خیرات ہون اور اسطرح پر عمل کرنا جس سے میری نیکنامی ہو) صرف کرین -

جو امور اپیل ہذا مین پیش کئے گئے یہ ہین (اول) آیا جو ہبہ بالوصیت واسطے دھرم کے کیا گیا جایز ہے یا کالعدم (دوم) آیا نالش مین تمادی عارض ہے یا بموجب قانون میعاد سماعت ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے اوسپر اثر پہونچتا ہے یا نہین -

بیانات فریقین و امور تنقیح طلب و واقعات فیصلہ حکام عالیمقام سے ظاہر ہوتے ہین دیکھو نیز رپورٹ مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۶۲ -

پارسنس صاحب جسٹس نے بصیغہ ابتدائی ہائی کورٹ یہ قرار دیا کہ ہبہ بالوصیت

۱۸۹۹ء
رنچھوڑ داس بنام پاربتی بائی

واسطے دہرم کے کالعدم تہا اور کسی جزو نالش مین تمادی عارض نہتی حاکم ممدوح نے یہ قرار دیا کہ مدعی مستحق جائداد غیر منقولہ اور ہر جائداد منقولہ موصی کا تہا جو بوقت وفات بیناباہو غیر منتقل تہی۔ حاکم ممدوح نے یہ ہدایت کی کہ حساب جائداد غیر منقولہ موصی کا من ابتدا سے ۱۹ - نومبر ۱۸۸۵ء لغایت تاریخ ڈگری اور ایک حساب جائداد بابت منقولہ کا جو بیوگان نے بوقت اپنی وفات کے چہوڑی باعتبار اس تری دہن بینا بہو کے دیگر جائداد سے طیار کیا جاوے۔ فقرات اہم مندرجہ فیصلہ حاکم موصوف حسب ذیل ہین۔

"گو الفاظ مستند و محاورہ اور بلحاظ عبارت صاف وصیت نامہ کے مجکو کوئی تامل یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ شرایط نسبت تعین دہرم مذکور کے مدنسبت ہون ہدایات کے جو رمیا کو واسطے صرف کرنے آمدنی جائداد کے واسطے دہرم کے کیگئی ہین کالعدم ہین۔ ایسی حالت مین نسبت کل جائداد کے جسکا انتظام مسطور کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلا وصیتی رہگئی ہوئی اور اوسکا نتیجہ ہوگا کہ بیوگان کلیان جی اوس حق محدود کی مستحق ہونگی جو اونکو از روے وصیت نامہ کے دیا گیا ہے بلکہ وے مستحق اوس حق کی ہونگی جو قانون مین حق بیوہ وارث جائداد متوفی قرار دیا گیا ہے"

نسبت مدت سماعت کے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۱۲۳ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء متعلق ہے اونہون نے یہ تجویز کی کہ استحقاق وحق قبضہ مدعی وفات بیوہ باتیا ندرہ تک پیدا نہین ہوا اور قبل اوسکے اوس سے پیشتر مدعی نالش قانوناً بابت جائداد کے کر سکتا تہا اور یہ کہ بزمانہ حیات بیوگان قبضہ مخالفانہ بمقابلہ وارث کے کسی طرح پر نہین ہوسکتا تہا۔

بناراضی اس تجویز کے اپیل کیا گیا اور مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ ہبہ بالوصیت واسطے دہرم کے جائز تہی اور دعوی مدعی مین تمادی عارض ہے اور از روے وصیت نامہ بینا بہو کے انتظام اوسکی جائداد منقولہ کا ہوگیا اور مدعی مستحق جائداد منقولہ کا نہین ہے جو کبہی بیوہ کے قبضہ مین نہین آئی۔

مدعی نے اپیل مخالف دائر کیا اور یہ حجت کی کہ وہ عموماً کل جائداد غیر منقولہ اور زرثمن اشیاء مبیعہ اور کل اضافہ جات اور حساب اوس جائداد منقولہ کا جو بقبضہ اوصیا آئی مستحق ہے۔ ہائی کورٹ نے ڈگری عدالت ماتحت ترمیم کی اور عدالت موصوف نے یہ قرار دیا کہ ہبہ بالوصیت ۴۲۸ جو واسطے دہرم کے کیا گیا کالعدم تہا اور یہ کہ مدعی مدعا علیہم سے مستحق پانے جائداد بابت غیر منقولہ کا جو بقبضہ مدعا علیہم وفات بینابہو پر تہین اور زرثمن اوس جائداد کا جو اوس نے بیع کی مع حساب بابت منافع بغرض مذکور مستحق تہا۔

حکام رفیرن صاحب چیف جسٹس اور طیب جی صاحب جسٹس نے

سنہ ۱۸۹۹ء

پرتھوٹی داس بنام مارتی بائی

تجویز کی کہ قبضہ اوصیا کا جہانتک کہ وہ ازروے شرائط وصیت نامہ مذکور کے امنا بیوگان اور وارثان عودی موصی مذکور کے نہین بنائے گئے تھے بمقابلہ بیوگان اور ورثا کے مخالفانہ تھا ازروے وصیت نامہ کے اوصیا قابض ہوئے اور اونہون نے نہ بطور امنائے بیوگان اور ورثا کے بلکہ بطور مالکان خود مختار کے جنکا استحقاق بذریعہ وصیت نامہ کے تھا عمل کیا۔ قبضہ مذکور ورثا کے خلاف تھا خواہ وہ اوس سے رضامند تھے یا نہ تھے۔ وہ بذریعہ امانت ہاے صریح کے جن سے غرض زائل کرنے حقوق وارثان کی تھی قابض تھے۔ ساقط ہوتے امانت ہاے مذکور پر کوئی امانت بحق ورثا بخلاف شرائط وصیت نامہ کے قائم نہین ہوئی نسبت دعوی جائداد متروکہ کو پھر بائی کے جو کل جائداد منقولہ تھی عرصہ سے دعوی مدعی مین تمادی عارض ہے۔

نسبت ننھا بہو کے واضح ہو کہ موصی نے اوسکو پورا اختیار انتظام کا مدنی اون جائداد و نکا دیا جو اوسکو تاحیات دی گئی تہین مطابق اوسکے اوسکو اختیار وصیت کرنے کا تھا جو ادس نے کی ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم بہتر ہوگی اس جزو کے کرنی چاہیے جسکی رو سے ہدایت لینے حساب جائداد ہاے منقولہ متروکہ ساہ گنگی بہے نسبت جزو کثیر جائداد متروکہ موصی کے۔ اول نسبت جائداد منقولہ متروکہ نامبردہ و منافع جات جائداد ہاے غیر منقولہ جو اوصیا نے بزمانہ حیات ننھا بہو اوسکی رضامندی سے صرف کئے واضح ہو کہ مدعی کو کوئی دعوی نہین پہونچتا چونکہ ننھا بہو اس قسم کی جائداد کو صرف کرسکتی تھی لہذا وہ اپنے شوہر کے اوصیا کو اوسکے صرف کرنے کی اجازت دے سکتی تھی۔ دوم نسبت جزو کثیر جائداد غیر منقولہ اور نسبت ایسے جزو جائداد منقولہ اور منافع جات کے جو بوقت وفات ننھا بہو کے صرف نہین ہوئے تھے دعوی مدعی مین نسبت شے اول الذکر کے تمادی عارض نہین ہے اور نسبت شے آخر الذکر کے بہی اوسکے دعوی مین بذریعہ مساوی تمادی عارض نہین ہے لیکن حکام موصوف کی یہ راے ہے کہ چونکہ دعوی ننھا بہو مین نسبت اشیاے آخر الذکر کے بہی بوقت اوسکی وفات کے تمادی عارض تہی لہذا ۷۲۹ مدعی کو کوئی میعاد جدید اوسوقت سے حاصل نہین ہوئی۔ نسبت ناجوازی ہبہ متعلقہ دہرم کے ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ یہ معاملہ ازروے نظیر کے اوسوقت تک طے شدہ متصور ہوگا کہ عدالت بالاتر قانون کی مختلف طور پر توضیح کرے حکام موصوف نے یہ فرمایا کہ بلا شبہہ اس تعبیر قانون سے بیشمار صورتون مین دلی خواہشات ہندو اوصیا کی مفقود ہو جاتی ہین۔ بہت کم وصیت نامجات ہنود جو بجمہ مین لا اس قسم کی وصیت کے ہین گو بعض موصیان نے اغراض اپنے دہرم کے بصحت بیان کئے ہین اور یہ بخوبی ممکن ہے کہ اگر عدالتین بجاے یہ خیال کرنیکے کہ لفظ دہرم کے معنی بہت

۱۸۹۹ء
رنچھوڑداس
بنام
بائی دوالی

وسیع ہین اور بلا شبہ اوسکے معنی وسیع ہین اور ظاہرا اسقدر وسیع ہین کہ جسقدر الفاظ بحد روی بنی نوع انسان یا خدا پرستی یا خیرات کے غیر اصطلاحی معنی مین ہین عدالت ہاے موصوف اون اغراض پر لحاظ کرتین جو از روے دہرم شاستر ہندو موصیان لفظ مذکور مین شامل سمجھتے ہین اور اوسکی تعبیر بلحاظ قانون مقدس متعلقہ دہرم کے کرتین تو وہ زیادہ تر بلحاظ خواہشات اور خیالات باشندگان ہند کے عمل کرتین ہماری دانست مین ان اغراض کا شمار پورے طور پر چند مدات مین ہو سکتا ہے جو اب بہی باوجود ترقی خیالات کے اون اغراض سے زیادہ تر وسیع نہ ہونگی جنکو عدالت ہاے انگلستان خیراتی خیال کرتی ہین اور مدات مذکورہ مین ایسی اغراض شامل نہ ہونگی جو ذیل مقدمہ میکڈف بنام میکڈف (۱) مین بیان کی گئی ہین - ہم مشکل شبہ کر سکتے ہین کہ ہندوستانی عدالت مین جو پابند نظائر یا فیصلہ جات انگلستان کی نہین ہے وصیت واسطے دہرم کے بحال رکہی جائیگی اور اوسپر عمل کیا جاےگا" ہم ڈویزن کورٹ سے اتفاق کرتے ہین کہ وصیت متعلقہ دہرم اسقدر عام اور غیر معین ہے کہ عدالت اوسکا نفاذ نہین کر سکتی اور اسلیے وہ کالعدم ہے

۸ - مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو اپیلانٹان نے درخواست اپیل بوجہ ذیل پیش کی - (اول) یہ کہ ہبہ جات بالوصیت متعلقہ دہرم صحیح اور جائز ہین (دوم) یہ کہ مدعی مستحق قبضہ کسی جائداد غیر منقولہ متروکہ موصی کا بجز اون جائدادون کے جو بقبضہ مینا بہو بوقت اوسکی وفات کے تہین نہین ہے اسلیے کہ اوسکے دعوی مین تمادی عارض ہے - مدعی نے اپیل متخالف مین یہ عرض کیا کہ وہ عام طور پر مستحق جملہ جائداد غیر منقولہ متروکہ موصی کا ہے اور اوسکا دعوی صرف اوسی جائداد پر محدود نہ کیا جانا چاہیے جو بوقت وفات مینا بہو کے بقبضہ مدعا علیہ تہی - عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیے تہی کہ بوجہ اسکے وصیت متعلقہ دہرم ناقابل نفاذ ہے اوصیا از منا سے صحیح کل جائداد متروکہ کے
٧٧٠ بہ جائز طور پر بذریعہ وصیت نامہ کے منتقل نہین کی گئی تہی واسطے وارثان از منا سے مذکور کے ہوے علاوہ برین مدعی نے نسبت کل جائداد منقولہ کے جو بیوگان نے بزمانہ اپنی حیات کے جائز طور پر منتقل نہین کی دعوی کیا -

مسٹر بہتے جی مین اور اپچ کاول نے منجانب اپیلانٹان تمامتر بمقابلہ وصی اور اوہین باقیماندہ یہ بحث کی کہ ہبہ بالوصیت متعلقہ دہرم جائز ہے - اوس لفظ کے استعمال سے ایسی اغراض مراد ہین جنکو ہندو موصی پر بواسطے فائدہ عاقبت موصی کے لازم سمجھتے ہین اور نہ کہ ایسی اغراض

(۱) رپورٹ چانسری جلد ۱ صفحہ ۱۵۴ (سنہ ۱۸۹۶ء)

جو شخص اغراض خیرات کے اوس معنی مین کہ جسمین یہ الفاظ عدالت ہاے انگلستان مین سمجھے جاتے ہین مطابق ہون ۔ تعبیر لفظ دہرم کی جس طرح پر کہ وہ اس وصیت نامہ مین استعمال کیا گیا ہے مطابق فقرہ مندرجہ اوس آئین کے ہونی چاہیئے جسمین یہ حکم ہے کہ عدالت ہاے ہند کو چاہیئے کہ عدل اور انصاف اور نیک نیتی کو اپنا رہنما سمجہین ۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ قاعدہ قانونی متعلقہ مدالتہاے انگریزی انگلستان سے اخذ کیا گیا ہے لیکن عدالتہاے آخر الذکر اس معاملہ مین کچہ رہنمائی نہین کر سکتی ہین انکا اون اصولون کو مد نظر رکہتی تہین جن سے اغراض خیرات عام حاصل ہون اور قانون جو ملکہ الیزبتہ کی مطابقت قائم ہے دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۹۲ع کا حوالہ دیا گیا ۔ مقدمہ حال مین عدالت ایک طریقہ انتظام قائم کر سکتی ہے کیونکہ ہبہ بالوصیت مذکور مین کوئی امر خلاف دہرم شاستر کے جس طرح پر کہ وہ عدالت ہاے انگریزی مین نافذ کیا جاتا ہے نہین ہے ۔ مقدمہ سورجی کنی داسی بنام درج ہند بہو ملک (۱) ملاحظہ طلب ۔ عدالت ماتحت مین یہ تجویز ہوئی کہ یہ امر کہ آیا ہبہ متعلقہ دہرم جایز ہے یا نہین ایک مسئلہ غیر منفصلہ نہین ہے ۔ لیکن روبرو اس کمیٹی کے یہ امر مستند طور پر طے نہین کیا گیا ۔ جن فیصلہ جات کو اپیلانٹ نے منسوخ کرانا چاہا وہ در اصل یہ ہین ۔ مقدمات ایڈوکیٹ جنرل بنام داسودر (۲) و گنگا بائی بنام تہاور ملا (۳) پران جیونداس تلسی داس بنام دیو کنور بائی (۴) مقدمہ الکشمی شنکر بنام وشناتہ را‌و کا حوالہ دیا گیا جسمین ایک ہبہ واسطے بجا آوری رسوم دہرم بنام سوج کے جایز قرار دی گئی تہی دیکھو مقدمات کرشن داس گوبند جی بنام مندرابئی (۶) و دیو شنکر نرن بھائی بنام موتی رام جگیشر (۷) و دوارکا ناتہ بیسا کہ بنام بروداپر شاد (۸) و بائی سوتی بہو بنام بائی سموبائی (۹)

۷۴۱ دربارہ تمادی ۔ قبضہ مخالفانہ بارہ سال سے زیادہ سے استحقاق بیوگان زائل ہو جاتا ہے اوسکے بعد مسماتان نالش پر بنا ے اپنے حق کے نہین کر سکتی ہین بموجب دفعہ ۲۸ ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع کے اونکا حق جاتا رہا ۔ مسماتان جانکماو حتروکہ پر قابض تہین ۔ مدعی نالش ہذا بتاریخ

(۱) چپلیاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ نمبر ۲۲ صفحہ ۳۰۵ ۱۸۶۲ع (۲) مقدمات مشرقی مرتبہ فری صاحب نمبر ۲۶ صفحہ ۵۲ [illegible]
(۳) رپورٹ ہائی کورٹ بمبی جلد ۱ صفحہ ۱ ۔ ۱۸۶۱ع (۴) رپورٹ ہائی کورٹ بمبی جلد ۱ صفحہ ۱۰ مقدمات اپیل [illegible] ۱۸۶۵ع
(۵) بمبی جلد ۹ صفحہ ۲۲ ۱۸۹۱ع (۶) بمبی جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۲ ۱۸۹۱ع
(۷) بمبی جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ ۱۸۹۳ع (۸) کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۴۳ ۱۸۷۹ع
(۹) بمبی جلد ۱۶ صفحہ ۷۰۹ ۱۸۹۲ع و ولیمز ہندو لا جلد ۱ صفحہ ۹۳

۱۸۶۹ء
رنچھوڑداس
بنام
بائی بجاودھی

وفات بیوہ آخر کے مستحق قبضہ "حسب مراد دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور کے دیتا جسکی روسے کوئی تنازعہ متعلق
بیدہ حاصل نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک میعاد سماعت جدید شروع ہوئی بلاشبہ دعوی وارث
دعوی بذریعہ شوہر متوفی کے ہے اور نہ بذریعہ بیوگان کے لیکن تاہم اگر استحقاق بیوگان زائل
ہوگیا تو کوئی جائداد باقی نہیں رہی جسکو وہ بتاریخ وفات بیوہ آخر کے ورثا پا سکتا۔ مقدمات
نوبین چندر چکرورتی بنام ایشور چندر (۱) دھارت لال بوس بنام رجنی کانت متر (۲) ادھری ناتھ کر
بنام پرسنو کمار گھوس (۳) و موہان پرشاد سنگھ بنام بھگوتی پرشاد (۴) دھری ناتھ بنام
ہیم موہن گوسوامی (۵) و لچھمن کنور بنام اننت سنگھ (۶) کا حوالہ دیا گیا

مسٹر جے جارڈین کونسل و مسٹر جے ایچ اے برمین نے منجانب مدعا علیہم مسٹان
اپیلانٹان مخالف کے یہ بحث کی کہ ہائی کورٹ کا یہ تجویز کرنا بیجا ہے کہ ہبہ بالوصیت ناجائز ہے
کسی مقدمہ میں منجملہ ان مقدمات کے جنکا حوالہ دیا گیا دھرم کی تعریف مندرج نہیں ہے۔
وہ ایک لفظ مبہم ہے اور غالبًا فیاضی اور مذہب دونوں اوسمیں شامل ہیں۔ ایچ ایچ ولسن صاحب
نے اپنی لغت الفاظ ہند میں بصفحہ ۱۴۳ لفظ مذکور کا یہ ترجمہ کیا ہے "قانون دینی و فرض قانونی
یا اخلاقی" کوئی عدالت موصی کے منشا کو جس نے اس لفظ کو نہایت وسیع معنی میں استعمال
کیا ہو نافذ نہیں کر سکتی یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اغراض اس قسم کے ہوں کہ وہ
عوام سے متعلق ہوں بلکہ ایک عمل مذہبی منجملہ افعال مذہبی ذاتی کے جنکا خیال ہندؤں میں
کیا جاتا ہے ہو سکتا ہے پچاس برس پیشتر ہبہ جات متعلقہ دھرم ناجائز قرار دئیے
گئے تھے۔ بمبئی میں ایک پورا تا مقدمہ کتاب موسومہ اورینٹل کیس مصنفہ پیری صاحب میں
مندرج ہے جسکا حوالہ پیشتر دیا گیا ہے لیکن کلکتہ میں مقدمہ شب چندر ملک بنام
پلور سندری داسی (۷) اوس سے پیشتر کا ہے۔ چونکہ کوئی قاعدہ دھرم شاستر بغرض تعبیر
وصیت نامہ کے اس بارہ میں نہیں تھا لہذا نظیر قانون انگلستان کی رہنما قرار دی گئی
از روئے قانون مذکور ہبہ بوجہ غیر معین ہونے کے کالعدم ہے۔ مقدمہ میکڈف بنام
میکڈف (۸) ملاحظہ طلب ہے۔

(۱) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۴ نظائر ۵۰ (۱۸۶۵ء) و بنگال لا رپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۱۰۰۸
(۲) اپیلہائے ہند جلد ۳ صفحات ۱۱۳ و ۱۲۱ (۱۸۷۶ء) (۳) کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۹۰ (۱۸۸۳ء)
(۴) الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۷ و ۵۲ و صفحہ ۱۷۰ (۱۸۸۶ء) (۵) اپیلہائے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۳ (۱۸۸۳ء) (۶) کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۹
(۶) اپیلہائے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۶۶ (۱۸۹۵ء) و کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۹ (۷) رپورٹ ہائی کورٹ بنگال جلد تکمیلی صفحات ۱۰۹۹ (۱۸۶۴ء)
(۸) رپورٹ چانسری جلد ۵۲ صفحہ ۱۵ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۷۰

۲۳ ۔ ۱۸۹۹ء
رنچھوڑ داس
بنام
پاربتی بائی

نسبت حد سماعت کے واضح ہو کہ اگر بالفرض قبضہ اُمنا بیوہ کے مخالفانہ تھا اور ضرور اوسکے تحقق مین تمادی عارض تھی تاہم دعوی وارث عودی مرجوعہ نالش ہذا مین تمادی عارض نہین ہے۔ بوجہ اثر دفعہ ۱۰۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء اوسکے قبضہ مخالفانہ مین حیات بیوہ مانع نالش ہذا نہین ہے۔ اس بارہ مین مقدمات رام کالی بنام کیدار ناتھ (۱) و ہری ناتھ چٹرجی بنام مہنت موہن گوسامی (۲) و مسماۃ لچھمن کنور بنام انت سنگھ (۳) و منبہ مان پرشاد بنام جگو کی پرشاد (۴) کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن قبضہ اُمنا کا قانوناً یا واقعی بیوگان کے خلاف نسبت جائداد ہاے منقولہ کے بھی نہین ہے بیوگان نے جائداد ہاے منقولہ کو جس حالت مین کہ جائداد ہاے مذکور بوقت وفات موصی کے تھین مع اختیار کامل انتقال کے تابع صرف اس امر کے پایا کہ جو کچھ اونکے منتقل کرنیکے بعد باقی رہ جاے وہ پھر اونکے شوہر کے ترکہ مین داخل ہو اور بعد وفات بیوہ باقیماندہ کے اوسکے وارثان کو پہونچے جہان تک کہ قبضہ اُمنا کو تعلق ہے وہ بطور امانت واسطے اون لوگون کے تھا جنکو اوسمین حق انتفاعی حاصل تھا اور امانت مذکور واسطے غرض مخصوص کے تھی جس طرح پر کہ ان الفاظ کو واضعان قانون ہند نے استعمال کیا ہے اور الفاظ امانت صحیح وہ الفاظ ہین جو عدالت ہاے اور قوانین انگلستان مین استعمال کئے گئے ہین۔

مقدمات چرک بنام ٹمپسن (۵) و سالٹر بنام کونیا (۶) کا حوالہ مقدمات انگلستان مین سے اور مقدمہ للو بھائی باپو بھائی بنام مان کنور بائی (۷) کا حوالہ مقدمات ہند مین سے دیا گیا۔ فیصلجات مذکور اس اصول پر مبنی تھے کہ اگر موہوب لہ از روے وصیت نامہ کے امین مقرر کیا جاے اور وہ اوسمین کوئی حق انتفاعی نرکھتا ہو تو یہ امانتین امانت ہاے صحیح ہین۔

لارڈ میکناٹن صاحب نے اوسموقع پر مقدمہ لائل بنام کینیڈی (۸) کا حوالہ دیا۔

اسطور پر اپیلانٹان متخالف مستحق ڈگری حال کے بحیثیت رسپانڈنٹان تھے اور زیر کل جائداد غیر منقولہ موصی کے بلا محدود کئے جانے اونکے دعوی کے اوس جائداد موصی پر جو قبضہ اپیلانٹان بوقت وفات تنہا بیوہ باقیماندہ کے تھی مستحق تھے۔ اور یہ تجویز کرلی جاے کہ بوجہ ساقط ہونے ہبہ بالوصیت متعلقہ دہرم کے بوجہ اوسکے ناجائز ہونیکے اوصیاے ...

(۱) الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۶ (سنہ ۱۹۰۱ع) (۲) انڈین اپیل جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۳ (سنہ ۱۸۹۳ع) یا کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۸

(۳) انڈین اپیل جلد ۲۲ صفحہ ۲۵ (سنہ ۱۸۹۵ع) و کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۴۵ و الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۰ (سنہ ۱۸۹۶ع)

(۵) رپورٹ کرمنس ریچمنڈ و ہیوبرٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۱ (سنہ ۱۸۱۸ع) (۶) رپورٹ ڈرورے و والس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ (سنہ ۱۸۵۹ع)

(۷) بمبئی جلد ۲ صفحات ۳۸۸ و ۲۳۲ (سنہ ۱۸۷۸ع) (۸) مقدمات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۷ (سنہ ۱۸۸۹ع)

سنہ ۱۸۹۹ء ۳۰
رنچھوڑ داس
بنام
پاربتی بائی

آسنا اوس کل جائداد موصی کے ہوگئے جو بذریعہ وصیت نامہ کے جایز طور پر منتقل نہین کی گئی تھی وے امانتداران وارثان موصی کے تھے۔ رسپانڈنٹان بوقت وفات بیوہ باقیماندہ کے کل جائداد ہائے منقولہ کے بھی وارث ہوئے جنکو بیگان نے اپنی حیات مین منتقل نہین کیا تھا۔

مسٹر جے ڈی مین نے جواب مین یہ بحث کی کہ اپیلانٹان اس حق سے محروم نہین ہوگئے ہین کہ حسب دفعہ ۴۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے عدم سماعت پر استدلال کرین اگر یہ تصور کیا جاوے کہ صرف امانت صحیح بحق رسپانڈنٹان بجاے امانت بغرض مخصوص یا امانت صحیح کے تھی کونسل موصوف نے مقدمات ڈکنس بنام تیز ویل (۱) و کننگھام بنام فث (۲) و لائل بنام کینیڈی (۳) کا حوالہ دیا۔ تو اعد مندرجہ قانون عدم سماعت مبنی بر نالش یا کارروائی سے متعلق ہین جو خاص طور پر مستثنیٰ نہین کی گئی ہے۔ کونسل موصوف نے مقدمات بلونت راؤ بنام پورن مل (۴) دکمیرو دسنی داسی بنام کاشی داسی (۵) دکاوس جی نوروجی بوچہ کمان والا بنام رستم جی دوسابھائی ستنا (۶) کا حوالہ واسطے اظہار اس امر کے دیا کہ قبالہ کن اشخاص سے اسکا قبضہ مخالفانہ ہوگا۔ اگر قانون جیسی کہ ہائی کورٹ نے اوسکی توضیح نسبت اون مقدمات کے کی ہے جو قبل ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے ہوئے ازروے ایکٹ مابعد نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے تبدیل بھی کیا گیا ہو تاہم وارث عودی کو حق نسبت کسی جائداد موجودہ کے ثابت کرنا ضرور ہے۔ لیکن نہ صرف حق بیوہ مین بوجہ قبضہ مخالفانہ کے ازروے مدہ ۱۴۴ کے تمادی عارض تھی بلکہ حسب دفعہ ۲۸۔ اوسکا حق قطعی طور پر معدوم ہوگیا تھا اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وارث عودی کے لیے کوئی جائداد باقی نہین رہی گو وہ زمانہ جسکے اندر وہ نالش کرسکتا تھا ایسی نالش کے لیے جیسی کہ نالش حال ہے ازروے ۱۴۱ کے تاریخ وفات بیوہ سے شروع ہوا

بعدہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو تجویز حکام عالیمقام کو سر رچرڈ کوچ صاحب نے صادر فرمایا۔

سر رچرڈ کوچ صاحب کلیان جی شیوجی ایک ہندو نے جو ۲۔ جنوری سنہ ۱۸۶۹ء کو فوت ہوا اپنا وصیت نامہ ایک روز قبل بعبارت ذیل تحریر کیا۔

بعد تصحیح اپنی جائداد غیر منقولہ اور منقولہ اور ہبہ ایک تعداد اراضی اور مکان بنام اپنی زوجہ

---

(۱) رپورٹ ڈی جیکس اسمتھ صاحبان جلد ۱ صفحہ ۴۰ (سنہ ۱۸۹۰ء)

(۲) مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۹۰ (سنہ ۱۸۷۸ء) (۳) مقدمات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۳ (سنہ ۱۸۸۹ء)

(۴) اطلاعات ہند جلد ۱۰ صفحہ ۹۰ والہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱ (سنہ ۱۸۸۳ء) (۵) کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ (سنہ ۱۸۷۸ء)

(۶) بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۱۱ (سنہ ۱۸۹۵ء)

۱۸۹۹ء
رنچھوڑ داس
۳۳۳
بنام
پاربتی بائی

نینا جو اور ایک باغ اور مکان بنام اپنی دوسری زوجہ گوپر بائی کے وصیت نامہ مین یہ تحریر ہے
"مطابق ان تفصیلات کے مجملہ جائداد ہاے مندرجہ بالا علاوہ میری کے جائداد ہاے مندرجہ بالا جنکی تعداد چار ہے میری زوجگان کو واسطے تصرف انکے جائداد ہاے مذکور اور کرنے دہرم دان کے دیگئیں اور جو دیگر جائداد ہاے علاوہ میری باقی رہین جائداد ہاے اور جو کچھ منافع میرے حصہ کا بعد منہائی قرضہ جات وغیرہ مندرجہ میری کتب کے کل اثاثہ میرا فاضل باقی رہے مین نے اپنے عین حیات تین شخصوں کو اون کا امین مقرر کیا۔

(اس مقام پر نام امنا کے تحریر ہین)
"مطابق ان تفصیلات کے مین نے امنا مقرر کئے ہین امنا ے مذکور واسطے پر کارروائی کرین جسطور پر کہ وہ بغرض قائم رکھنے میرے نام کے مناسب سمجہین اور کسی اور بہ حیثیت کسی اپنے دہرم مین بعد میری وفات کے صرف ہو جس سے میرا بہلا ہو کسی کو اوسکی نسبت کوئی حق یا دعوی نہ ہوگا۔"
اوسکے بعد ایک ہدایت نسبت اس امر کے ہے کہ کچھ روپیہ سرمایہ دہرم مین سے اوسکے بھائی اور سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی کو دیا جائے۔
اوسکے آگے یہ ہے نسبت اون جائدادون کے جو مین نے اپنی زوجگان کو دی ہین واضح ہو کہ مسماتان آمدنی جائداد ہاے مذکور کی بزمانہ اپنی عمر طبعی کے اپنے تصرف مین لاوین اور بعد وفات میری زوجگان کے جائداد ہاے مذکور میرے دہرم کے کام مین آوین اور جو کچھ آمدنی جائداد ہاے مذکور سے حاصل ہو وہ میرے دہرم کے کام مین صرف کیا جاوے۔
۱۵ مارچ ۱۸۶۹ء کو پروبیٹ وصیت نامہ مذکور کا اون اشخاص کو دیا گیا جنکے نام اوسمین بطور امنا کے مندرج ہین گوپر بائی ۱۸۷۱ء مین اور نینا جو ۱۸۹۳ء مین فوت ہوئی ۳۱ دسمبر ۱۸۹۳ء کو بعد اوسکی وفات کے کرسن داس گوبندجی نے جو وارث قانونی کلیان جی شیوجی تھا ایک نالش ہائیکورٹ بمبئی مین بنام نندرائن داس پرشوتم داس کے کہ صرف وہی وصی اور امین باقیماندہ تھا جو اب فوت ہوگیا ہے اور جسکے اب قایمقامان اپیلانٹان رنچھوڑ داس وغیرہ اوسکے اوصیا اور وصیہ ہین اور نیز بنام ایڈوکیٹ جنرل بمبئی کے دائر کی کرسن داس گوبندجی بہی دوران اپیل ہذا مین فوت ہوا اور اب اوسکے قائمقامان رسپانڈنٹان پاربتی بائی وغیرہ اوسکی وصیہ اور اوصیا ہین مدعی نے اپنی عرضی نالش مین یہ تحریر کیا کہ ہبہ جات بالوصیت مندرجہ وصیت نامہ متعلقہ دہرم کالعدم اور بے اثر ہین اور وہ جائداد جو واسطے دہرم کے ہبہ کی گئی بذریعہ وصیت نامہ کے منتقل نہین ہوئی اور اوس نے یہ استدعا کی کہ جائداد مذکور کا انتظام حسب ہدایت عدالت کے کیا جاے اور استقرار اس امر کا کیا جائے کہ ہبہ جات وصیتی متعلق دہرم کے کالعدم ہین سے مدعا علیہ اول نے

۱۸۹۹ع
رنچھوڑداس
بنام
بار بھائی

اس امر کی نسبت اعتراض کیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے یہ کہا کہ وہ حکم عدالت کو تسلیم کرینگے۔ امور تنقیح طلب قائم کئے گئے اون مین سے ایک یہ تھا کہ آیا نالش مین تمادی عارض ہے یا نہین اور دوسرا یہ تھا کہ ہبہ جات متعلقہ دہرم کالعدم ہین یا نہین دیگر امور تنقیح طلب کا ذکر کرنا ضروری نہین ہے حاکم تعلیم یافتہ ہائی کورٹ نے جنہون نے نالش کی سماعت کی تھی یہ تجویز کی کہ ٹرسٹ شرائط جنکے بموجب دہرم قائم کیا گیا اور سادھو کو ہدایت صرف کرنے آمدنی جائداد کی واسطے دہرم کے کی گئی کالعدم ہین اور نالش مین تمادی عارض نہین ہے۔ نہدا ہن داس پرشوتم داس نے اپیل کیا اور عدالت اپیل نے یہ تجویز کی کہ ہبہ واسطے دہرم کے اسقدر عام اور غیر معین ہے کہ عدالت اوسکو نافذ نہین کر سکتی اور اسلئے وہ کالعدم ہے۔ عدالت موصوف نے یہی تجویز کی کہ نسبت جائداد ہائے غیر منقولہ کے نالش مین تمادی عارض نہین ہے۔

حکام عالیمقام کو یہ ضرور نہین ہے کہ وہ خاص طور پر اون مقدمات منفصلہ عدالتہائے ہند کا حوالہ دین جن مین یہ تجویز کی گئی ہے کہ وصیت یا ہبہ بالوصیت واسطے دہرم کے بوجہ ابہام اور مشتبہ ہونے کے کالعدم ہے۔ مقدمات مذکور بمبئی اور کلکتہ دونون مین زمانہ ابتدائی مین شروع ہوئے اور مطابق تجویز عدالت اپیل کے وہ کثیر التعداد ہین۔ وجوہ فیصلہ جات عدالتہائے انگلستان نسبت وصیت یا ہبہ جات بالوصیت کے جنکی نوعیت اس قسم کی ہو۔ لارڈ ایلڈن صاحب نے اپنی تجویز صادرہ مقدمہ ہدایتی مارس بنام بشپ آف ڈرہم (۱) مین تحریر کئے ہین اونہون نے یہ فرمایا (رپورٹ ویسی صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۹) چونکہ یہ ایک مسئلہ مسلمہ ہے کہ تعمیل امانت کی زیر نگرانی عدالت کے ہوگی لہذا امانت مذکور اس قسم کی ہونی چاہئے کہ اوسکی عدالت نگرانی کر سکے اور اوسکے انتظام کی نگاہداشت کر سکے۔ یا اگر امین فوت ہو جائے تو خود عدالت تعمیل امانت مذکور کی کر سکے۔ پس امانت اس قسم کی ہونی چاہئے کہ بصورت بدانتظامی کے اوسکی اصلاح اور انتظام مناسب کی ہدایت ہو سکے اور اسلئے بجز اسکے کہ شے موہوبہ اور اغراض بربناے اوس اصول کے جو دیگر مقدمات مین بخوبی معلوم ہین متحقق ہو سکین یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ عدالت نہ تو اصلاح بدانتظامی کی اور نہ ہدایت انتظام مناسب کی کر سکتی ہے لنڈلی صاحب لارڈ جسٹس نے اس تجویز کا حوالہ (مقدمہ سیکڈف (۲)) دیا اور یہ فرمایا یہی اصول اوس مقدمہ کا ہے اور وقتاً فوقتاً بیان کیا گیا ہے یا اوسکا

(۱) رپورٹ ویسی صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۹۹ (جونیر) و رپورٹ ویسی صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۲

(۲) رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ (سنہ ۱۸۹۶ع)

۱۸۹۹ء

رنچھوڑ داس بنام پاربتی بائی

زیادہ کیا گیا ہے "بمقدمہ آخرالذکر مین الفاظ ہیہ سے اغراض خیراتی یا فائدہ انسانی ویسی ہی جیسے
کی لغت مین لفظ دہرم کی تعریف قانون نیکی و فرض قانونی یا اخلاقی بیان کی گئی ہے اور
الفاظ لارڈ ایلڈن صاحب کے اگر زیادہ نہین تو اوسیقدر استحکام کے ساتھ دہرم سے متعلق ہین
جیسے کہ وہ الفاظ مستعملہ مقدمات انگلستان سے - وہ اغراض جنکی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے
کہ داخل معنی لفظ مذکور کے ہین اسقدر مبہم اور مشتبہ ہین کہ اونکے انتظام کی کوئی نگرانی نہین ہوسکتی"

۶۳۶ لہٰذا بحث تمادی کا طے کرنا ضروری ہے - جو قانون کہ مقدمہ ہذا سے متعلق ہے وہ ایکٹ
۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ہے ترکیب اس ایکٹ کی بہ تقلید ترکیب ایکٹ منسوخہ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء یہ ہے کہ
ضمیمہ دوم ایکٹ مین میعاد سماعت ہر قسم کی نالشات کی تصریح کی گئی ہے - اونکی تقسیم اسقدر
مکمل ہے کہ ضمیمہ مین ۱۸۰ اعداد یا قسمین ہین اور تین خانہ ہین جنکی پیشانی پر یہ تحریر ہے "قسم
نالش" "میعاد سماعت" "زمانہ جس سے میعاد شروع ہوتی ہے" عدد ۱۴۱ وہ ہے جو نالش ہذا سے
متعلق ہے وہ یہ ہے "اسی طرح کی نالش واسطے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے شخص ہندو یا
مسلمان کی طرف سے جو مستحق قبضہ جائداد غیر منقولہ کا بوقت وفات کسی عورت قوم ہندو
یا اہل اسلام کے ہو جبکہ عورت فوت ہو" میعاد مقررہ ۱۲ سال ہے - عدد ۱۴۴ جسکی رو سے
میعاد اوس وقت سے شروع ہوتی ہے کہ جس وقت سے قبضہ مدعاعلیہ کا مخالف قبضہ مدعی
کے ہو جائے ایسی حالت مین متعلق نہین ہے جبکہ نالش مذکور کی نسبت بنوع دیگر کوئی خاص
حکم مندرج ہو جو مد کہ جائداد منقولہ سے متعلق ہے ۱۲۰ ہے جسمین میعاد چھہ سال اوسوقت
سے شروع ہوتی ہے جب استحقاق نالش پیدا ہو - لہٰذا نالش واسطے جائداد دونون قسم کے
ازروے ایکٹ مذکور کے ممنوع السماعت نہین ہے -

کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے دفعہ ۲۸ پر استدلال کیا جسمین یہ حکم ہے کہ بعد ختم
ہونے اوس میعاد کے جو واسطے رجوع کرنے نالش قبضہ کسی ملکیت کے مقرر کی گئی ہے حق
نسبت اوس ملکیت کے زائل ہو جائے گا - جواب صحیح اس دلیل کا یہ ہے کہ مقدمہ ہذا مین میعاد
مقررہ ختم نہین ہوئی ہے یہ غور کرنا ضروری نہین ہے کہ اوس حالت مین کیا صورت ہوگی جب
بیوگان یا اون مین سے جو زندہ ہے نالش کرے کیونکہ مدعی نے اپنا حق اون سے یا اونکے
ذریعہ سے حاصل نہین کیا ہے اور ازالہ حق مسماتان سے اوسکا حق زائل نہو گا -

عدالت اپیل نے بابت جائداد منقولہ کے جو بقبضہ مدعاعلیہ بوقت وفات ننھابہو کے

۱۸۹۹ء
رنچھوڑ داس
بنام
پاربتی بائی

(اگر کچھ ہو) اور نسبت لگان اور منافع جائداد ہاے غیر منقولہ کے جو قبضہ مدعا علیہا اوسوقت پر ہو
تجویز کی کہ اوسکے دعوی مین بوقت اوسکی وفات کے تمادی عارض تھی اور قانون مدسماعت
مین کوئی حکم ایسا نہین ہے جس سے مدعی کو اوس زمانہ سے ایک میعاد جدید حاصل ہو۔ مطابق
اسکے عدالت اپیل نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو ترمیم کیا۔ حکام عالیمقام اس راے سے
اتفاق نہین کرتے ہین۔ حق مدعی کا نسبت اس جائداد کے (اگر کچھ ہو) بوقت وفات نیناباے کے
۴۳۷ پیدا ہوا۔ ڈگری عدالت مرافعہ اولی مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی ترمیم اوس طرح کرنی چاہیے
تھی کہ جس طرح پر کی گئی ہے۔ وہ واسطے حساب جائداد منقولہ کے ہے جو کہ ہیرا بائی اور نینابا
نے بوقت اپنی وفات کے چھوڑی تھی بلحاظ اوس فرق کے جو مابین اون کے استری دہن
اور اوس جائداد کے ہے جو داخل ترکہ موصی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ "اینڈ ہیج" غلطی سے
بجاے الفاظ ہیج اینڈ کے لکھے گئے۔ حکام عالیمقام خیال کرتے ہین کہ اس ترمیم کے ساتھ ڈگری
مذکور صحیح ہوگی۔

لہذا حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ کو سود بانہ یہ مشورہ دینگے کہ اصل اپیل (نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۹۹ء) کو سمع
کیا جاے اور اپیل متخالف (نمبر ۴۵) مین حکم عدالت اپیل کا منسوخ اور حکم عدالت مرافعہ اولی کا
ساتھ ترمیم متذکرہ بالا کے بحال کیا جاے۔ اپیلانٹان اصل اپیل خرچہ ہر دو اپیلون کا ادا کرین۔

اصل اپیل ڈسمس کیا گیا۔ اپیل متخالف منظور ہوا۔

سالیسٹران منجانب اپیلانٹان و رسپانڈنٹان اپیل متخالف۔ مسٹران ہین ولیٹی۔
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹان و اپیلانٹان متخالف۔ مسٹران لکل بینسٹی و کمپنی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و بطریق اپیل باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس
و ٹیب جی صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۲۲ جون
صفحہ کتاب انگریزی
۴۳۷

قاسم حاجی میٹھا مدعی بنام برٹش انڈیا اینڈ فارن مرین انشورینس کمپنی لمیٹڈ مدعا علیہ

بیمہ جہازی ابطالی۔ پرچہ۔ دستاویز بیمہ۔ دخواے واقعہ ضروری۔

۱۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو مدعی نے جو جہاز رنگ الوار تا تا کمپنی مدعا علیہ مقام بمبئی سے واسطے

سنہ ۱۸۹۶ء

قاسم حاجی میٹھا بنام برٹش انڈیا جنرل انشورنس کمپنی

چٹھی ابتدائی مبلغ [illegible] کے بابت نمک کے جو وہ جہاز پر لاد کر بمبی سے کلکتہ بھیجنے والا تھا درخواست کی اور چٹھی مذکور حاصل کی - چٹھی مذکور میں یہ تحریر تھا کہ دستاویز بیمہ حسب ضابطہ بعد تکمیل چٹھی مذکور بوقت پہونچنے تفصیل کے جاری کی جاوے گی - مدعی کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے کارخانہ نمک مقام اوڑان سے ہندوستانی کشتیوں میں نمک لاتا تھا اور اوسکو جہاز اپنے دخانی میں مقام بندرگاہ بمبی لادتا تھا - ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعی نے ۵۹۴ بورے نمک کے ایک کشتی پر واسطے جہاز دخانی برٹش انڈیا موسومہ نیونگ پر لادنے کے رکھے - ۲۰ - اپریل کو جہاز پر مال کا منتقل ہونا شروع ہوا - ۴۹ بورے جہاز پر رکھے گئے تھے اوسوقت ایک طوفان آیا اور کشتی مذکور میں پانی بھر گیا اور وہ مع باقی ۵۴۵ بوروں کے جو اوسپر تھے غرق ہوگئی اور اسطور پر وہ بورے بالکل تلف ہوگئے - اونکی قیمت [illegible] تھی - ۲۵ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعی نے کمپنی مدعاعلیہا سے واسطے دستاویز بیمہ کے درخواست کی اور زر بیمہ ادا کیا اور ۳۰ - اپریل کو دستاویز بیمہ اوسکے نام جاری کی گئی - "وہ ایک بیمہ (تلف شدہ یا غیر تلف شدہ) مقام وا ز بمبی تا کلکتہ نسبت مال واسباب تجارت ہر قسم اور مال محمولہ جہاز یا مرکب تری موسومہ نیونگ کے تھا جسمیں جملہ خطرات ڈونگی اور کشتی کے جہاز یا مرکب تری سے یا اوس تک داخل تھے" - بربناے اس دستاویز بیمہ کے مدعی نے نالش واسطے وصول قیمت نمک تلف شدہ کے یعنی [illegible] کے دایر کی - ۷۳۸

مدعاعلیہا نے یہ عذر کیا کہ از روے چٹھی ابتدائی مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کے معاہدہ تکمیل بیمہ کا ثابت نہیں ہوتا اور نسبت دستاویز بیمہ کے اوس نے یہ عذر کیا کہ وہ کالعدم ہے کیونکہ نقصان بوقت اجراے اوس کے وقوع ہو چکا تھا اور مدعی نے اوس امر کو اوس سے مخفی رکھا تھا - مدعی نے بیان کیا کہ اطلاع نقصان مذکور کی ۲۰ - اپریل کو دی گئی تھی جبکہ دستاویز بیمہ کی درخواست کی گئی تھی اور اوس نے مزید براں یہ حجت کی کہ بہر صورت مدعاعلیہا ذمہ دار ہے کیونکہ چٹھی ابتدائی ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کی ایک معاہدہ مکمل اور قطعی مدعاعلیہا پر قابل پابندی تھا گو بعدہ کچھ ہی وقوع میں آیا ہو -

بحال فیصلہ کونڈی صاحب جسٹس تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق ڈگری نہیں ہے -

نالش بربناے دستاویز بیمہ بحری -

مدعی نے نالش بنام مدعاعلیہا واسطے دلاپانے [illegible] کے بموجب دستاویز بیمہ مورخہ ۳۰ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کے دائر کی -

مدعی نمک کی تجارت کرتا تھا جو وہ مقام اوڑان سے کشتیوں میں لاتا تھا اور بندرگاہ بمبی میں

سنہ ۱۹۰۷ع

قاسم حاجی میٹھا
بنام
برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی

جہاز ہائے دخانی پر رکھتا تھا - اوس نے کئی سال سے بیمہ اوس مال کا کمپنی مدعا علیہا سے کرایا تھا جو اسطور پر لادا جاتا تھا - دستور یہ تھا کہ وہ اول مدعا علیہا سے چٹھیات ابتدائی "حاصل کرتا تھا اور بعدہ دستاویز بیمہ کی درخواست کرکے حاصل کرتا تھا -

۱۵- مارچ ۱۹۰۶ء کو کمپنی مدعا علیہا نے چٹھی ابتدائی بنام مدعی حسب ذیل جاری کی -

"دی برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی لمیٹڈ

"چٹھی ابتدائی وقت ۳ بجے دن"

۱۵- مارچ ۱۹۰۶ء مقام بمبئی" -

"بخدمت قاسم حاجی میٹھا صاحب" -

"جناب من - مجھے آپ کی درخواست کو کمپنی مندرجہ بالا میں حسب ذیل درج کیا ہے اور ایک دستاویز بیمہ جو مطابق ہے تکمیل اوسکے بوقت پہونچنے تفصیل کے جاری کیجائیگی" -

(رقم) - نمک پر - کوئی برٹش انڈیا جہاز دخانی یا آشیا کا جہاز دخانی مقام بمبئی اور بندرگاہ - اسے نمک [illegible] بحساب [illegible] فیصدی" -

"یہ چٹھی بوقت روانگی جہاز کے بندرگاہ روانگی سے کالعدم و بے اثر ہو جائیگی" -

۴۳۹ یادداشت - سن ۱۸۹۵ ... ختم ۳۰ اگست جو کمون کشتیوں کی جو جہاز مذکور کے ساتھ ہوں باہین غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے اس بیمہ میں داخل نہیں ہے" -

آپکا نیازمند
(دستخط) ایلکین ریکینزی و کمپنی ایجنٹان"

ماہ مذکور کے آخر میں مدعی نے کچھ نمک ایک جہاز دخانی برٹش انڈیا (موسومہ لوراق) پر لادا لیکن تفصیلات لادنے کی مدعا علیہا کو بتلائی نہیں گئیں اور کوئی دستاویز بیمہ اوسکی بابت جاری نہیں کی گئی لیکن ۲۴- اپریل کو مدعی نے بمقام اوڈران کشتی موسومہ تیلی پر ۹۳۲ بورے نمک جہاز دخانی برٹش انڈیا موسومہ نیرنگ پر لادنے کے لئے رکھے کشتی مذکور کے جہاز نیرنگ کے برابر لانے میں کچھ توقف ہوا مگر ۲۷- اپریل کو ویسا کیا گیا - ۲۷- اپریل ۱۹۰۶ء کو بورے کشتی پر سے اوتار کر جہاز موسومہ نیرنگ پر لادنے شروع ہوئے - ۴۰۴ بورے جہاز دخانی مذکور پر رکھے گئے تھے کہ اوسوقت ایک طوفان آیا اور کشتی مذکور میں پانی بھر گیا اور وہ مع باقی ۵۲۸ بوروں کے جو اوسپر تھے ڈوب گئی اور اسطور پر وہ بورے بالکل تلف ہوگئے قیمت نمک مذکور کی [illegible] میں -

۱۸۹۹ء

قاسم حاجی بھیما
بنام
برٹش اینڈ فارن
میرین انشورنس کمپنی

بیان کی گئی تھی اور ہر ایک بورہ مین دو من تھا۔ قیمت نمک تلف شدہ مذکور کی دہ روپیہ تھا جسکی بابت نالش کی گئی تھی یعنی للعہ/ ماسہ

۲۹ - اپریل ۱۸۹۶ء کو مدعی نے کمپنی مدعا علیہ سے دستاویز بیمہ کی درخواست کی اور زر بیمہ ادا کیا - اوس نے بوقت سماعت یہ بیان کیا کہ اوسکا یہ دستور تھا کہ جب وہ بیمہ کی درخواست کرتا تھا تفصیل تحریر کرتا تھا اور یہ کہ وہ بعد اسکے کہ جہاز پر نمک لدجاتا تھا وہ ایسا کرتا تھا - ۳۰ - اپریل کو دستاویز بیمہ تعدادی ساٹھ ہزار روپیہ بابت ـــــ ہزار من کھلے ہوئے نمک پر اسٹامپ لگایا گیا اور بنام مدعی جاری کی گئی - دستاویز مذکور ایک بیمہ (تلف شدہ یا غیر تلف شدہ) بمقام واز بمبئی تا کلاچی نسبت مال و اسباب تجارت ہر قسم اور مال محمولہ جہاز یا مرکب تری موسومہ نیر نمک کے تھا جسمین جملہ خطرات ڈوبنگی اور کشتی کے جہاز یا مرکب تری سے یا اوس تک داخل تھے "

مدعی نے نالش ہذا مین استدعا دلا پانے قیمت نمک تلف شدہ یعنی للعہ/ ماسہ کی از روے دستاویز بیمہ مذکور کے کی ہے -

مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین یہ بحث کی کہ چٹھی ابتدائی مورخہ ۱۵ - مارچ ۱۸۹۶ء ایک معاہدہ مکمل بیمہ ۳۹۵ بوروں کا نہین ہے جنکو مدعی جہاز موسومہ نیر نمک پر لادنا چاہتا تھا ۷۸۰ اوس نے یہ تسلیم کیا کہ دستاویز بیمہ مذکور بعدہ ۳۰ - اپریل ۱۸۹۶ء کو جاری کی گئی لیکن یہ بیان کیا کہ دستاویز مذکور قبل اسکے کہ اوسکو کوئی اطلاع نقصان کی ہوئی تھی جاری کی گئی تھی -

چوتھا فقرہ بیان تحریری کا حسب ذیل ہے -

"مدعا علیہ کا یہ بیان ہے کہ اوسوقت جب مدعی نے زر بیمہ ادا کیا اور قبل اسکے کہ دستاویز بیمہ جاری کی گئی مدعی کو نقصان متطہرہ عرضی نالش کا علم تھا یا اوسکو ہونا چاہیے تھا لیکن اوس نے اوسکی اطلاع مدعا علیہ کو دینے مین غفلت کی اور اسوجہ سے اور اوس سبب سے کہ نقصان مذکور وقوع مین آچکا تھا مدعی کو کوئی حق دلاپانے کا مدعا علیہ سے بابت نقصان مذکور کے نہین ہے "

مدعا علیہ نے یہ بحث کی کہ اگر اور جہان تک کہ وہ از روے چٹھی ابتدائی کے ذمہ دار ہے ذمہ داری مذکور بوجہ مدعی کے پیشتر مال لادنے کے ختم ہوگئی اور مدعی دہ روپیہ نہین پاسکتا جسکا مطالبہ دعویٰ کیا ہے -

بوقت سماعت امور تنقیح طلب ذیل قائم کیے گئے -

(۱) اول - آیا کوئی معاہدہ مکمل مابین مدعی اور مدعا علیہ کے بابت بیمہ ۳۹۵ بورہ نمک مندرجہ عرضی دعویٰ کے

سنہ ۱۸۹۹ء
قاسم حاجی مٹھا
بنام
برٹش اینڈ فارن
میرین انشورنس کمپنی

بوجہ تلف ہو جانے بورہا ے مذکور کے تھا یا نہین۔

(دوم) آیا۔ مدعا علیہ بوجہ دستاویز بیمہ مندرجہ عرضی دعوی کے ذمہ دار اسکا ہے کہ مدعی کو معاوضہ نقصان بورہاے مذکور کا دے۔

(سوم) آیا دستاویز بیمہ مذکور بوجہ اخفاے نقصان بورہاے مذکور بوقت تکمیل دستاویز مذکور کالعدم ہے یا نہین۔

(چہارم) آیا مدعا علیہ بوجہ چٹھی ابتدائی متذکرہ عرضی دعوی کے ذمہ دار دینے معاوضہ نقصان بورہاے مذکور کا مدعی کو ہے یا نہین۔

(پنجم) آیا ذمہ داری کسی مدعا علیہ کی حسب چٹھی ابتدائی مذکور کے بوجہ مدعی کے پہلے مال لادنے کے قبل نقصان بورہاے مذکور کے ختم ہو گئی تھی یا نہین۔

مسٹر لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) و مسٹر میکفرسن منجانب مدعی کونسل موصوف نے مقدمات کوری بنام پیٹن (۱) و لشیمن بنام نارورن میری ٹایم انشورنس کمپنی (۲) کا حوالہ دیا۔

مسٹر اسکاٹ و مسٹر لونڈیز منجانب مدعا علیہ دستاویز بیمہ بعد نقصان کے جاری ہوئی۔ واقعہ نقصان مدعا علیہ سے اوسوقت چھپایا گیا تھا جب درخواست واسطے دستاویز بیمہ کے کی گئی تھی اور اس سلئے دستاویز مذکور کالعدم ہے۔ ازروے چٹھی ابتدائی کے محض حق طلب کرنے دستاویز بیمہ کا حاصل ہوتا ہے لیکن ہو سکی وہ سے دستاویز مذکور جاری نہین ہو جاتی اگر وہ دیگر وجہ پر کالعدم ۱۳۱ء
ہو۔ اگر چٹھی ابتدائی کا کوئی اثر مزید تھا تو ہم یہ کہتے ہین کہ وہ تاریخ دستاویز مذکور ختم ہو گیا تھا کیونکہ نمک پوری قیمت کا پیشتر جہاز موسومہ فورانی پر لد چکا تھا جسکی بابت کوئی دستاویز بیمہ نہین لی گئی تھی

کینڈی صاحب جسٹس یہ نالش بر بناے ایک دستاویز بیمہ بحری کے ہے جو مدعا علیہ نے بحق مدعی ۳۰۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو جاری کی تھی۔

مدعی نمک بمقدار کثیر جہاز پر لادتا ہے اور اوسکا کارخانہ بمقام اوران واقع ہے جہان سے وہ نمک کشتیون مین لاتا ہے اور جہاز ہاے دخانی پر بندرگاہ بمبئی مین لادتا ہے۔ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۶ء کو مدعا علیہ نے بحیثیت ایجنٹ برٹش فارین میرین انشیورنس کمپنی کے ایک چٹھی ابتدائی مدعی کے نام بھیجی جو چھپی ہوئی ہے اور جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔ ہم نے آپکی درخواست کو کمپنی متذکرہ بالا مین حسب ذیل درج کی ہے اور ایک دستاویز بیمہ بتشریح آپ بہ تکمیل اوسکے بوقت بھیجنے تفصیلات

(۱) لا رپورٹ کومنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ (سنہ ۱۸۶۷ء) و مقدمہ مذکور لا رپورٹ کومنس بنچ جلد ۹ صفحہ ۷۰۵ (سنہ ۱۸۶۸ع)
(۲) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۹ صفحہ ۴۹۴ (سنہ ۱۸۷۴ء) و مقدمہ مذکور (سنہ ۱۸۷۵ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹۔

۱۸۹۵ء

قاسم حاجی عیسیٰ بنام برٹش انڈیا جنرل مرین انشورنس کمپنی

کے جاری کی جائیگی۔ ایسے نمک پالیسی پر کوئی برٹش انڈیا جہاز دخانی یا پی اینڈ او کا جہاز دخانی مقام بمبئی اور بندرگاہ یا بے نمک کلکتہ تک یہ چٹھی بوقت روانگی جہاز کے بندرگاہ روانگی سے کالعدم اور بے اثر ہو جائیگی" الفاظ مندرجہ بالا روشنائی سے لکھے گئے۔ بظاہر چھپی ہوئی چٹھی ایسی ہے جسکا منشا یہ ہے کہ وہ ایک خاص جہاز سے جسکا نام اوسمین مندرج ہے متعلق ہو۔ لیکن یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ چند معاملات ماسبق باہمی فریقین مین چھپی چٹھی مذکور کی خانہ پری حسب مذکورۂ بالا کی گئی ہے اور کوئی جہاز نامزد نہین کیا گیا۔

آخر مارچ ۱۸۹۵ء مین مدعی نے ۱۰۰۰ من نمک جہاز دخانی برٹش انڈیا نورانی پر لادا لیکن تسلیم کیا گیا ہے کہ اوس مال کے لادنے کی تفصیل مدعا علیہ کو نہین دی گئی تھی اور نہ زر بیمہ ادا کیا گیا تھا اور نہ دستاویز بیمہ بابت اوسکے مدعا علیہ نے جاری کی تھی ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۵ء کو مدعی نے کشتی سوسو مرتلی پر بمقام اورٹان ۹۴۵ بورہ نمک دہر بورہ مین دو من جہاز دخانی برٹش انڈیا سوسو طرس ایس نیرنگ پر لادے جانیکے لیے رکھے تھے۔ کشتی مذکور کے جہاز سوسو مر نیرنگ کے برابر لادے مین توقف ہوا جسکی بابت بظاہر مدعی کسی طرح پر قابل الزام نہین ہے لیکن بالآخر ایسا کیا گیا اور ۲۴ اپریل ۱۸۹۵ء کو نمک جہاز سوسو مر نیرنگ پر لادا جاتا تھا۔ جہاز پر ۳۹ بورے نمک رکھے جانیکے بعد ہوا سے تند چلنا شروع ہوا اور کشتی مذکور ڈوب گئی اور باقی ۵۴۰ بورے تلف ہوئے۔ مدعی کے لڑکے سلیمان اور مرلید ہر تحریر کا یہ بیان ہے کہ وہ اوسی روز دفتر مدعا علیہ مین گئے اور نقصان کی اطلاع آتمارام ہیڈ کلارک کو کی۔ مدعا علیہ کا بیان ہے کہ کوئی اطلاع نقصان کی ۲۷ اپریل کو نہین دی گئی۔ ۲۹ اپریل کو زر بیمہ بابت دستاویز بیمہ متنازعہ نالش کے ادا کیا گیا اور دستاویز بیمہ پر اسٹامپ لگایا گیا اور تاریخ ۳۰ اپریل ثبت کی گئی۔

دستاویز بیمہ معمولی نمونہ کی بابت ساٹھ ہزار روپیہ کے (تلف شدہ یا غیر تلف شدہ) بمقام از بمبئی یا کلکتہ بابت ۔۔۔ من کھلے ہوئے نمک کے مول جہاز دخانی نیرنگ کے تھی جسمین جملہ خطرات ڈونگی اور کشتی کے جہاز یا مرکب تری سے یا اوس تک داخل تھے ۳۰۔ اپریل کو مدعی نے مدعا علیہ کو نقصان کی اطلاع تحریری دی اور عذرات بل اور دستاویز بیمہ ملفوف کی بعد اسکے بعد خط و کتابت ہوئی اور مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ نقصان قبل لینے دستاویز بیمہ کے واقع ہوا تھا اور اسلئے وہ حسب دستاویز مذکور ذمہ دار نہ تھا اور یہ کہ چٹھی ابتدائی کا بوجہ لدنے مال کے جہاز نورانی پر مارچ ۱۸۹۵ء مین ختم ہو چکا تھا نسبت امر آخر الذکر کے تجویز خلاف مدعا علیہ کے ہونی چاہیے

۴۴۷

سنہ ۱۸۹۵ع
قاسم حاجی ٹیھما
بنام
برٹش انڈیا جنرل
میرین انشورنس کمپنی

مدعی کا یہ بیان ہے کہ اوس نے مال محمولہ جہاز موسومہ نورانی کا بیمہ نہین کرایا کیونکہ اوسکے پاس کلکتہ کی دکان سے یہ لکھا آیا تھا کہ اوس مال محمولہ جہاز کا بیمہ نکرایا جاے جیسا کہ چٹھی حرف و سے ظاہر ہے اوس چٹھی کی اصلیت پر مدعا علیہ نے اعتراض کیا ہے اور اوسکی نسبت چند خیالات ظاہر کیے ہین جو نظر انداز نہین کیے جا سکتے لیکن امر مذکور کی نسبت بحث مزید کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ جا ہے جس وجہ سے مدعی نے اپنے تمام محمولہ جہاز دخانی موسومہ نورانی کا بیمہ نہین کرایا یہ امر باقی رہتا ہے کہ (خواہ نیت بد سے یا نہین) اوس نے کوئی اظہار تفصیل بغرض حاصل کرنے کسی دستاویز بیمہ کے بابت مال محمولہ جہاز نورانی کے نہین کیا۔

کوئی دستور تجارتی بیان نہین کیا گیا ہے جسکی وجہ سے مدعی واسطے اول بار برداری جہاز کے بعد تاریخ چٹھی ابتدائی کے دستاویز بیمہ لینے پر مجبور کیا جاے۔ لہذا جب تک کہ چٹھی ابتدائی ۱۵ مارچ ۱۸۹۵ء صرف منسوخ نہ سمجھی جاے اوسکا اثر باقی رہے گا کسی سند کا جسکی رو سے اسکے خلاف نتیجہ نکالا گیا ہو حوالہ نہین دیا گیا۔ نسبت الفاظ "تلف شدہ یا غیر تلف شدہ" مندرجہ دستاویز بیمہ کے واضح ہو کہ اونکا اثر اس بحث پر نہین ہو سکتا ہے کہ آیا دستاویز مذکور نسبت نقصان ۵۲۵ بوروں کے بتاریخ ۴ اپریل ۱۸۹۵ء ناجائز ہو سکتی ہے یا نہین (دیکھو کتاب ارنولڈ صاحب طبع ششم صفحہ ۲۳۵ کتاب فلیس صاحب طبع پنجم دفعہ ۹۲۵)

۷۴۳ بیشک اگر یہ امر واقعی ہو کہ سلیمان پسر مدعی اور اوسکا محرر مرلیدھر (جیسا کہ انھوں نے بیان کیا ہے) جہاز دخانی موسومہ رنگ سے براہ راست دفتر مدعا علیہ کو ۴ اپریل کو گئے اور اطلاع نقصان کی آتمارام ہیڈ کلارک کو دی تو مقدمہ ختم ہو گیا۔ اگر مدعا علیہ نے بیمہ کرنا بخوبی یہ جانکر پسند کیا کہ نقصان واقعی ہو چکا ہے تو وہ اوسپر واجب التعمیل ہو گا (کتاب ارنولڈ صاحب طبع ششم صفحہ ۲۲۵ ملاحظہ طلب) لیکن مجکو یہ اطمینان نہین ہے کہ مقدمہ حال مین بیمہ کرنے والوں کو ایسا پورا علم تھا۔ سلیمان نے بیان کیا کہ اوس نے آتمارام سے یہ کہا کہ کشتی ڈوب گئی اور چونکہ میرا باپ بیمار ہے تو کیا ہم کمپنی مدعا علیہ کو تحریر کرین۔ آتمارام نے جواب دیا کہ ہمارے لکھنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ ایسا کرنے کا ہمارا دستور نہین ہے۔ سلیمان سے سوالات جرح نسبت اس امر کے نہین کیے گئے۔ لیکن مسٹر اسکاٹ نے منجانب مدعا علیہ عدالت سے یہ استدعا کی کہ وہ اس امر کو بطور یادداشت کے لکھے کہ مسٹر اسکاٹ گفتگوے مذکورہ کو جو آتمارام سے ہوئی تسلیم نہین کرتا۔ مرلیدھر نے یہ اظہار دیا کہ اوس نے اور سلیمان نے اطلاع نقصان مذکور کی دی اور آتمارام نے ہمسے کہا کہ ایک

سنہ ۱۹۰۹ء
قاسم حاجی عیشا بنام برٹش انڈیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی

عذر تحریری اوسمضمون کا دیجئے ... مجکو یقین ہے کہ آتمارام نے کوئی تحریری شے دینے کے لئے بھیجے
گیا"۔ آتمارام نے اپنے اظہار مین بیان کیا کہ اوسکو کسی ایسی گفتگو کی یاد نہین ہے اوس نے تسلیم کیا کہ سابقا
(جیسا کہ مسٹر گری نے اپنے بیان حلفی مین بیان کیا ہے) نقصانات کی کیفیت اوس سے زبانی بیان
کی گئی اور اوس نے وہ کیفیت اپنے مالک سے بیان کی (مسٹر گری نے بیان کیا کہ چار عدد قوم مین
کیفیت نقصانات کی مدعا علیہ سے مدعی نے زبانی بیان کی اور مدعی مذکور نے عذر معدود تنزل
پیش کیا)۔ لیکن بوجہ اس امر کے کہ اس نقصان کی اطلاع اوس نے اپنے مالک کو نہین دی
آتمارام نے بیان کیا کہ کوئی ایسی زبانی اطلاع اوسکو نہین دی گئی بحالت اس اختلاف کے
طریق عمل فریقین پر نظر کرنا قرین مصلحت ہے ایک صریح اختلاف اون بیانات مین ہے جو
سلیمان اور مرلیدہر نے کئے ہین۔ کونسل مدعی نے یہ بحث کی کہ ان اشخاص نے مختلف تحریرات
کا ذکر کیا۔ یعنی ایک شخص نے اطلاع تحریری نقصان مذکور کا اور دوسرے نے عذر معدود کا
لیکن اگر دستور یہ تھا کہ اطلاع زبانی نقصان کی بوقت پیش کرنے عذر تحریری کے دیجاے تو اوس
سوال کا کیا مقصد تھا جو آتمارام سے سلیمان نے کیا تھا اور ہم آتمارام کے اس جواب کو کہ کوئی
تحریر ضروری نہ تھی کس طرح پر اس جواب سے مطابق کر سکتے ہین کہ کسی قسم کی تحریر ضروری
تھی۔ آتمارام نے اپنی شہادت بخوبی راستی سے دی۔ اوس نے حد سے زیادہ ثابت کرنے کی
کوشش نہین کی۔ وہ بحلف یہ نہین بیان کر سکا کہ کوئی اطلاع ۲۸۔ تاریخ کو نہین دی گئی لیکن
اوس نے یہ تجویز کرنے کی وجہ ظاہر کی کہ اطلاع نہین دیجا سکتی تھی۔ اوسکی تائید طریق عمل فریقین ۳۴۷
سے جیسا کہ مراسلت سے ظاہر ہے ہوتی ہے۔ جب مدعی نے دستاویز بیمہ حاصل کر لی (اور
اوس سے پیشتر) اوس نے یہ تحریر کیا"۔ ہم آپکو اس امر سے مطلع کرتے ہین کہ ایک جزو نمک کا
جو آپکے بیمہ مین داخل تھا الخ"۔ ایڈوکیٹ جنرل ذیعلم نے منجانب مدعی یہ بحث کی کہ مدعی چٹھی
بطور قانون پیشہ کے نہین لکھ رہا تھا اور عبارت مذکور کی نکتہ چینی زیادہ نہ کیجانی چاہئے۔ لیکن
اس امر صحیح اور ضروری کے بیان کرنے کے لئے کہ اطلاع پیشتر کی گئی تھی کسی قانون دان کی تعمیل
کی ضرورت نہ تھی۔ اوسوقت بھی جب مدعا علیہ نے جواب دیا کہ اوسکو ذمہ داری سے اسوجہ سے
انکار ہے کہ دستاویز بیمہ مورخہ ۳۰ تاریخ تھی اور مال کا تلف ہونا ۲۸۔ تاریخ کو بیان کیا گیا ہے
مدعی نے جواب مین یہ تحریر نہین کیا کہ اطلاع ۲۸۔ تاریخ کو دی گئی تھی۔ اوس نے صرف اس امر
پر استدلال کیا کہ مدعا علیہ نے بذریعہ چٹھی ابتدائی کے دستاویز بیمہ کے جاری کرنے کا

۱۸۹۹ء
قاسم حاجی علیبھائی
بنام
برٹش اینڈ فارن
میرین انشورنس کمپنی

وعدہ کیا تھا - عرضی نالش مین بھی کوئی ذکر ایسی اطلاع کا تاریخ ۲۸ مئی مین ہے - صرف یہ ذکر ہے کہ اطلاع دعوی کی ۳۰ - اپریل کو کی گئی تھی - ان وجوہ سے مین یہ تجویز نہین کر سکتا کہ مدعی نے یہ بات ثابت کیا ہے کہ اطلاع نقصان کی ۲۸ - اپریل کو دی گئی تھی یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ اطلاع وہ - تاریخ کو دی گئی جبکہ زر بیمہ ادا کیا گیا اور رسید لی گئی -

کونسل مدعی نے بتائید اپنی اس بحث کے کہ ان حالات مین بھی مدعی ڈگری پا سکتا ہے اصول مندرجہ مقدمہ کوری بنام پیٹن (۱) پر استدلال کیا کہ جس حالت مین کہ بیمہ کنندگان نے رشتًۃ بذریعہ کرنے دستخط کے پرچہ پر ایک معاہدہ مکمل اور قطعی کیا جو اون پر بلحاظ آبرو اور نیک نیتی کے واجب التعمیل ہے گو کچھ ہی واقعات بعد اون ظہور پذیر ہون بیمہ کرانے والے کو ضرور نہین ہے کہ بیمہ کنندگان کو اون امور کی جو نسبت اوس خطرہ کے اہم ہون جسکا بیمہ کیا گیا اور جو مابین پرچہ پر دستخط مختصر کرنے اور دستاویز بیمہ پر دستخط کرنے کے اوسکے علم مین آئے ہون اطلاع دے - اور نہ ظاہر کرنے ایسے واقعات سے دستاویز بیمہ جو بعدہ تحریر کی گئی ہو باطل نہین ہو جاتی - پس اسمقدمہ مین یہ حجت کیجاتی ہے کہ چٹھی ابتدائی اسلیے موجود تھی - (دیکھو ضمیمہ ۲ - مد ۱۶ - ایکٹ اسٹامپ) کہ حوالگی دستاویز بیمہ مطابق مضمون چٹھی ابتدائی کے جبرًا حاصل کیجائے نیز نمک قیمتی ۲ روپے ۱۰ آنے پر جو کسی جہاز یا جہازہائے وخانی برٹش انڈیا کمپنی یا ایشیاٹک کمپنی پر لادا جائے - کوئی اعتراض منجانب مدعا علیہ نسبت جواز

۴۳۵ اوس دستاویز بیمہ کے جو ۳۰ - اپریل کو لی گئی اس بنا پر نہین کیا گیا ہے کہ وہ بابت ۲ روپے ۱۰ آنے کے ہے اور نہ ۲ روپے ۱۰ آنے کے - وجہ ظاہرہ مدعی نسبت اضافہ مقدار کے ممکن ہے کہ صحیح ہو یا لغو - وہ اس بحث سے متعلق نہین ہے لیکن یہ بحث کی گئی ہے کہ یہ امر باقی رہتا ہے کہ جب تک جہاز برٹش انڈیا یا ایشیاٹک کمپنی کا جسکو مدعی دستاویز بیمہ مین درج کرانا چاہتا تھا بندرگاہ سے روانہ نہین ہوا تھا مدعی مدعا علیہ کو اجرائے دستاویز بیمہ بابت نمک کے جو اوس جہاز پر ہو مجبور کر سکتا تھا - اور اگر اصول مندرجہ مقدمہ کوری بنام پیٹن مقدمہ ہذا سے ٹھیک طور پر متعلق کیا جائے تو اس امر سے کہ کچھ جزو اوس مال کا جو بیمہ مین داخل تھا واقعی تلف ہو گیا تھا اور یہ امر مدعی نے مدعا علیہ پر بوقت طلب کرنے دستاویز بیمہ کے یا اوس سے قبل ظاہر نہین کیا تھا مدعا علیہ اپنی ذمہ داری سے بری نہین ہو جاتا -

(۱) لا رپورٹ کورٹس بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ (سنہ ۱۸۷۱ء)

۱۸۹۹ء

قاسم حاجی جیتا
بنام
برٹش انڈیا ہاربر
میرین انشورنس کمپنی

سنجانب مدعا علیہ کونسل ذی علم نے یہ بحث کی کہ اصول مندرجہ بالا متعلق نہیں ہے کیونکہ مقدمہ
کوری بنام پیٹن میں جس پرچہ پر کہ بیمہ کنندگان نے دستخط کئے تھے صراحت جہاز کی تھی پس بلحاظ جملہ
مراتب کے ایک معاہدہ مکمل تھا۔ بخلاف اسکے مقدمہ ہذا میں چٹھی ابتدائی عام تھی یعنی یہ تحریر نہ کہ کوئی
جہاز وخالی بعض کمپنیوں کا ہو۔ مسٹر سکاٹ نے تحریرات مندرجہ مقدمہ آیونائڈس بنام پسیفک انشورنس
کمپنی (۱) کا حوالہ دیا کہ دلائل مقدمہ مذکور پر فیصلہ مقدمہ کوری بنام پیٹن مبنی تھا مقدمہ مذکور میں بلیک برن
صاحب جج نے بوقت صدور تجویز عدالت اور تذکرہ اس امر کے کہ کیا بوقت بیمہ کرانے مال کے جو
جہاز یا جہازوں پر ہو جنکی صراحت کیجائے گی ظاہر کرنا چاہئے فرمایا تھا یہ ضروری ہے کہ
اوس سے زیادہ جو واسطے شناخت اوس معاملہ کے درکار ہے ظاہر کیا جاوے تاکہ امکان بےایمانی
بیمہ کرانے والے کا نہو جو دستاویز بیمہ کو کسی خاص مال سے متعلق کرنا چاہتا ہو تاکہ جوکھوں
مال مذکور کی بیمہ کنندگان پر ہے اور وہ اون سے اگر نقصان واقع ہو مطالبہ کرے اور بعدہٗ جب
مال مذکور بحفاظت پہونچ جاوے یہ حیلہ کرے کہ اوسکی یہ نیت تھی کہ دستاویز بیمہ کسی دوسرے
مال سے متعلق ہو جو ہنوز معرض خطر میں ہے۔ مقدمات ہرین بنام کنگسٹن (۲) اور [illegible] بنام [illegible] (۳)
ملاحظہ طلب ہیں۔ اس مقدمہ میں مدعا علیہ یہ بیجا نہیں کہتا کہ مدعی کو بربنائے اس دستاویز بیمہ کے روپیہ وصول
کرنے کی اجازت دینا امکان ارتکاب فریب کو اوسکی جانب سے روا رکھنا ہے کیونکہ یہ بخوبی
ممکن ہے کہ مدعی نے چٹھی ابتدائی مورخہ ۱۵ - مارچ ۱۸۹۰ء کو حاصل کرکے یہ چاہا تھا کہ دستاویز
بیمہ بابت نمک کے جو جہاز نورانی پر لادا گیا تھا حاصل کرے لیکن جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ کل نمک
بلا خطر جہاز پر لادا گیا اور خاص خطرہ بندرگاہ بمبئی میں تھا تب اوس نے کوئی دستاویز بیمہ حاصل
نہیں کی اور یہ حیلہ کیا کہ اوسکا منشا یہ تھا کہ بیمہ کو دوسرے مال سے متعلق کرے جب اوسکو یہ معلوم
ہوا کہ اوسکا کچھ نمک جب وہ جہاز موسومہ نیزنگ پر لد رہا تھا تلف ہو گیا تو اوس نے غالباً
ایک دستاویز بیمہ حاصل کی جسمیں نام اوس جہاز وخالی کا درج کیا گیا۔

اصول متعلقہ پر باحتیاط غور کرنیکے بعد میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مسٹر اسکاٹ کی دلیل
منظور ہونی چاہئے کیونکہ دیکھنا چاہئے کہ مضمون چٹھی ابتدائی کا کیا ہے۔ وہ ایک اقرار اجرائے
دستاویز بیمہ شبہ اشاسب بعد ہونے تفصیل کے ہے۔ اوس تفصیل میں نام جہاز کا ضرور تھا
داخل نہیں ہے۔ ہرچند ہاں مشمولہ کاغذ ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک ہی نمونہ استعمال کیا جاتا
ہے مگر جہاز کا نام چٹھی ابتدائی میں درج کیا گیا ہو تفصیل متعلق تھے منشا اس بیمہ کے ہے جو بعدہ

(۱) لا رپورٹ کوئنس بینچ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۲) [illegible] ٹاؤنٹن صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۵
(۳) [illegible] رپورٹ کیمپل صاحب جلد [illegible] صفحہ ۱۵

سنہ ۱۸۹۶ء
قاسم حاجی چیتا
بنام
برٹش اینڈ فارن
میرین انشورنس کمپنی

ہزار من کہلا ہوا نمک بیان کیا گیا تھا پس مدعی کو بالکل اختیار تھا کہ زر بیمہ ادا کرکے مدعا علیہ
سے دستاویز بیمہ بقدر اوس کے دس ہزار من کہلے ہوئے نمک محمولہ کسی جہاز یا جہازہاے دخانی
برٹش انڈیا یا ایشیاٹک پر طلب کرتا چٹھی ابتدائی مذکورہ مساوی ایک دستاویز بیمہ بتال حوالہ [illegible] جہازہاے
دخانی کے تھی محض قید یہ تھی کہ جہاز یا جہازہاے دخانی مذکور ہر دو کمپنی ہاے نامزد شدہ کے ہون صرف
اسی حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک معاہدہ مکمل مابین فریقین کے ۱۵ - مارچ ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا - پس اگر
انصافاً مدعا علیہ کی نسبت یہ خیال کیا جاے کہ اوس نے ایسی دستاویز بیمہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء کو
جاری کی تھی تو دیکھنا چاہیے کہ آیا مدعی کو ڈگری بابت نقصان ۲۷ - اپریل کے مل سکتی ہے یا نہین
جواب یہ ہے کہ نہین کیونکہ اوس نے جہاز کو فوراً جبھی کہ اوسکو نقصان کا حال معلوم ہوا تھا اور اگر
ممکن تھا تو اوسکے قبل نہین تبلایا وہ کسی روز بعد ۱۴ - اپریل کے کہ جب اوس نے مال کشتی مین
جہاز موسومہ نیر نمک پر لادنے کے لیے رکہا تھا جہاز کو ظاہر کرسکتا تھا - اوسکو اوسوقت توقف
کرنیکی اجازت دینا کہ جب نقصان واقعی ہوگیا قبل اسکے کہ جہاز بندرگاہ سے روانہ ہوا اور
قبل اسکے کہ وہ واقعی نامزد کیا جاے مساوی اسکے ہے کہ فریب کی ترغیب دیجاے - چونکہ
منشا یہ تھا کہ دستاویز بیمہ مین کل جوکھون کشتی اور ڈونگیون کی جہاز یا مرکب تری سے یا اوس تک
داخل ہو تو مدعی کو لازم تھا کہ وہ جہاز کو اوسوقت نامزد کرتا جب اوس نے مال کشتی مین جہاز پر
لادنے کے لیے رکہا تھا حقیقت یہ ہے کہ چٹھی ابتدائی مین ذکر صرف ایک دستاویز بیمہ کا
بمبئی اور بندرگاہ ہاے نمک سے کلکتہ تک تھا اور اگر صحیح طور پر بیان کیا جاے تو اوس معاہدہ
مین جو مابین فریقین کے مکمل ہوا ایسا بیمہ داخل نہ تھا جسمین جوکھون کشتی اور ڈونگیون کی جہاز تک پہنچنے
اور جہاز تک داخل ہو لیکن کونسل ذیعلم نے بنسبت اس امر کے بحث نہین کی اور چونکہ عملدرآمد
تجارتی بظاہر یہ ہے کہ دستاویز بیمہ بشکل کاغذ (و) مطابق چٹھی ابتدائی کے جو بشکل کاغذ (ج)
تھی جاری کیا جاے لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاہدہ ابتدائی مین مخاطرہ کشتی اور ڈونگیون کا
جہاز سے اور جہاز تک داخل تھا - لیکن مدعی کی اوس سے بہتر حالت تصور کرنا صریحاً خلاف انصاف
ہوگا کہ جو اوسکی اوس صورت مین ہوتی کہ دستاویز بیمہ ۱۵ - مارچ ۱۸۹۶ء کو نمک محمولہ کسی
برٹش انڈیا یا ایشیاٹک کمپنی کے جہاز یا جہازہاے دخانی پر جاری کیجاتی ایسی دستاویز بیمہ
بخوبی جائز ہوتی لیکن بصورت امکان مدعی پر یہ لازم ہوتا کہ قبل نقصان کے جہاز کو ظاہر
کرتا (کتاب ارنولڈ صاحب طبع ششم صفحات ۳۲۷ و ۳۲۸ ملاحظہ طلب)

۱۸۹۹ء

قاسم حاجی میٹھا بنام برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی

بلاشبہہ اگر چٹھی ابتدائی مین نام جہاز یعنی جہاز دخانی نیرنگ کا درج ہوتا تو معاہدہ اوس حد تک بہی مکمل ہوتا اور چونکہ مدعی مستحق حاصل کرنے دستاویز بیمہ کا تنگ محمولہ جہاز نیرنگ پر ہر وقت ہوتا لہذا وہ مستحق ڈگری کا بر بنائے دستاویز بیمہ حال کے ہوتا گو اوسکو قبل اجراے دستاویز بیمہ کے حال نقصان کا بہی معلوم ہوتا ٹہیک یہی صورت مقدمہ کوری بنام پیٹن (۱) کی تہی ایڈووکیٹ جنرل نے بعلیہ یہ کوشش کی کہ مدعی کی وہ حالت تصور کیجاوے جو اوسکی اوسصورت مین ہوتی کہ جہاز دخانی نیرنگ کا نام چٹھی ابتدائی مین درج ہوتا لیکن یہ امر صریحًا خلاف انصاف ہوگا۔ اگر وہ اصول جو نظائر سے مستنبط کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ زمانہ مابین پرچہ (چٹھی ابتدائی) اور دستاویز بیمہ کے شمار کیا جاتا اور دستاویز بیمہ دتنت چٹھی ابتدائی سے نافذ ہے (دیکھو تجویز پرام ویل صاحب بیرن بمقدمہ ایشن بنام نارودن مری ٹائم انشورنس کمپنی (۲)) تو اس صورت مین دستاویز بیمہ بابت تنگ محمولہ کسی جہاز دخانی برٹش انڈیا یا ایشیاٹک کمپنی کے ہے۔ اگر مدعی نام جہاز کا دستاویز بیمہ مین درج کرانا چاہتا تہا تو اوسکو قبل نقصان کے اگر ممکن ہوتا ایسا کرنا چاہیے تہا اور یہ ممکن تہا بمقدمہ آیونائیڈس بنام پیسفک انشورنس کمپنی (۳) محولہ بالا پرچہ ابتدائی بابت چمڑون محمولہ جہاز یا جہازون کے تہا۔ اور بیمہ کنندہ نے بعد ازان حسب استدعا دلال کے ایک پرچہ پر بابت چمڑون محمولہ جہاز سقراط کے دستخط کئے اور نسبت جہاز خاص مجوزہ کے کچہ تحقیقات نہین کی کیونکہ یہ دوسرا پرچہ صریحًا اس غرض سے تحریر کیا گیا تہا کہ وہ بجاے پرچہ محمولہ جہاز یا جہازون کے جسکا پیشتر ذکر کیا گیا رکہا جاے۔ مطابق اسکے دستاویز بیمہ تحریر کی گئی۔ یہ تجویز ہوئی کہ جوری کی یہ راے ۸۴۷
صحیح تہی کہ بلا لحاظ اس امر کے کہ جہاز کا کیا نام تہا بیمہ کنندہ کی یہ مراد تہی کہ وہ مال کا بیمہ زیر بیمہ پرچہ اول مین مقرر کیا گیا تہا بہ تعلق اوس جہاز کے کرے جسپر واقعی مال لادا گیا تہا وہ جہاز سقراط تہا یہ غلطی غیر مقرر اور غیر اہم تہی۔ لیکن ایک دوسری دستاویز بیمہ مطابق ایک پرچہ ابتدائی بابت مال محمولہ جہاز سقراط کے بوجہ غلط بیانی کے کالعدم تجویز کی گئی تہی۔ جبکہ اون تحریرات پر جو تجویز بلیکبرن صاحب جسٹس سے نقل کی گئین غور کیا جاے ان امور کو ذہن مین رکہنا ضروری ہے۔

اگر غرض اعلان مذکور کی یہ ہے کہ کسی خاص مال کی جس سے بیمہ کرنیوالا دستاویز بیمہ کو متعلق کرنا چاہے پہچان اور شناخت کیجاے اور واسطے پر اوس فریق کی جس سے بیمہ کرایا ممکن الوقوع

(۱) لا رپورٹ کامن بنچ جلد ۸ صفحہ ۳۰ ۔ سنہ ۱۸۷۳ء (۳) لا رپورٹ کامن بنچ جلد ۸ صفحہ ۳۰۸ سنہ ۱۸۷۳ء

(۲) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۱ صفحات ۴۶۸ و ۱۸۱ (سنہ ۱۸۶۷ء)

سنہ ۹۹ء

قاسم حاجی عطیا
بنام
برٹش اینڈ فارن
میرین انشورنس کمپنی

بے ایمانی کا انسداد ہو سکے تو صورت حال میں مدعی کو لازم تھا کہ جسقدر جلد ممکن تھا قبل نقصان کے
اعلان کرتا یہی اصول مقدمہ ہرمن بنام کنگسٹن (۱) میں متعلق کیا گیا تھا اور وہ ایک نالش بربنائے
دستاویز بیمہ غیر طے شدہ کے بابت تمباکو و روانی کے جسکا اعلان اور تعیین مالیت بعدہٗ کیا جانے
والی تھی بطور امر واقعہ یہ تجویز ہوئی کہ کوئی اعلان قبل نقصان کے نہیں کیا گیا تھا اور لارڈ ٹنٹرڈن
صاحب نے یہ تجویز کی کہ جس حالت میں کوئی بیمہ ایسے مال کا ہو جسکا اعلان اور تعیین مالیت بعدہٗ
کیا جائے گا تو اس سے اوس شخص کو جس نے بیمہ کرایا قبل از نقصان باضابطہ طور پر اعلان
اور تعیین مالیت کرنے کا اس غرض سے اختیار ہوتا ہے کہ وہ بیمہ بہ تعیین مالیت ہو جائے لیکن
اگر بیمہ کرانے والا اسطور پر اعلان اور تعیین مالیت نکرے تو بیمہ غیر طے شدہ رہتا ہے اور حق آگے
شہادت پر منحصر ہے جو بوقت تجویز پیش کیجائے"۔ نالش حال بربنائے ایک بیمہ تعیین مالیت
اور نہ بربنائے بیمہ غیر طے شدہ کے ہے بلکہ معاہدہ بنسبت بیمہ مال کے جو کسی جہاز یا جہازہائے دخانی
دو کمپنی ہائے جہاز دخانی بصرہ پر ہو کیا گیا تھا اگر مدعی یہ چاہتا تھا کہ خطرہ اوس تمسک پر موجود
اون کمپنیوں میں سے ایک کے جہاز دخانی نافرہ پر تھا تو اوسکو چاہیے تھا کہ قبل نقصان کے
اعلان کرتا۔ اسی طرح پر مقدمہ اِتھن بنام فورسے (۲) میں نالش بربنائے ایک بیمہ مال کے
تھی جسکا تعیین مالیت اور اعلان جہاز یا جہازون کا بعدہٗ ہونے والا تھا۔ اعلان کو ضابطہ
طور پر کیا گیا تھا لیکن اون جہازون کے ناموں میں جنکا اعلان پہلے کیا گیا تھا غلطی ہوئی تھی یہ
معلوم ہوا کہ بلا فریب یا بلا معرفت بیمہ کنندگان کے غلطی ہوئی تھی لہٰذا بیمہ کرانیوالے کے حق میں ڈگری صادر ہوئی
میری رائے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مابین فریقین نالش حال کے کوئی رواج تجارتی خلاف
اصول مذکورۂ بالا کے تھا۔ بلا شبہہ چار صورتوں میں مدعا علیہ نے اوس نقصان کا معاوضہ دیا جو مابین تاریخ
پرچہ جات اور دستاویزات بیمہ کے واقع ہوا تھا اور ان میں سے دو صورتوں میں (سنہ ۱۸۹۶ء) میں مدعا علیہ
پر اگر اصول مذکورۂ بالا صحیح ہے ادا کرنا لازم نہ تھا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ایا مدعا علیہ نے اپنی غلطی معلوم ہوئی
اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں اوسکو یہ اجازت نہ دیجائے کہ صحیح اصول قانون بیمہ تحریری پر استدلال
کرے یہ حق اسوجہ سے زائل نہیں ہو گیا کہ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء سے (جبکہ اوس سے مدعا علیہ سے بیمہ کرانا
شروع کیا) مدعی کی یہ عادت ہو کہ اپنی دستاویزات بیمہ اوس وقت تک نہ لے کہ اوسکا تمسک جہاز
دخانی پر لادا جائے۔ تجاویز بابت تنقیح طلب نمبر نسبت جیٹھی ابتدائی کے ختم ہو چکیں

(۱) رپورٹ کیمپل صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ (سنہ ۱۸۱۱ء) (۲) رپورٹ کیمپل صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ (سنہ ۱۸۱۳ء)

مذکورہ مفید مدعا علیہ کے ہین اور نالش مع خرچہ کے ڈسمس ہونی چاہیے

مدعی نے اپیل کیا

اپیل واسطے سماعت کے روبرو جنٹلمن صاحب چیف جسٹس اور طیب جی صاحب جسٹس کے پیش ہوا۔

قاسم حاجی متھا بنام برٹش انڈیا اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی

مسٹر میکفرسن و مسٹر ریکیس منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر اسکاٹ قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل و مسٹر لوٹھیز منجانب رسپانڈنٹان۔

نظائر محولہ وہی ہین جنکا ذکر تجویز مین ہو چکا ہے۔

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس - یہ اپیل بناراضی ڈگری مصدرہ کینڈی صاحب جسٹس کے ایک ایسی نالش مین ہے جو بربناے دستاویز بیمہ کے جو مدعا علیہ نے بنام مدعیان ۲۴ - اپریل ۱۸۹۵ء کو جاری کی تھی دائر کی گئی تھی۔ واقعات تجویز عدالت ماتحت مین پورے طور پر مندرج ہین اور مین صرف اون واقعات کا ذکر کرونگا جو واسطے اغراض ہمارے تصفیہ اس اپیل کے ضروری ہین۔

مدعیان تاجران نمک ہین اور کئی سال سے مدعا علیہ کے ساتھ معاملات بیمہ بحری کرتے ہین ۱۵ - مارچ ۱۸۹۵ء کو مدعا علیہ نے بنام مدعیان ایک چٹھی ابتدائی یا پرچہ بعبارت ذیل جاری کیا۔ ۸۵۰

"دی برٹش اینڈ فارن میرین
انشورنس کمپنی لمیٹڈ
چٹھی ابتدائی وقت ۳ بجے شام
۱۵ - مارچ ۱۸۹۵ء مقام بمبئی

"بخدمت قاسم حاجی متھا صاحب"۔

"جناب من - مجھے آپکی درخواست کو کمپنی مذکورہ بالا مین حسب ذیل درج کیا ہے اور ایک دستاویز بیمہ بشرط اشتمال تکمیل چٹھی ہذا بوقت جو مجھے تفصیل کے جاری کیا جاے گی۔

رقم ... بابت نمک کوئی برٹش انڈیا سٹیم نیویگیشن جہاز یا جہازات وغیرہ بمبئی اور بندرگاہ واسطے نمک سے کلکتہ تک بشمول بیمہ تصدی۔

"چٹھی ہذا بوقت روانگی جہاز بندرگاہ روانگی سے کالعدم اور باطل ہو جائیگی"۔

"یادداشت - ۱۵ مئی سے ۱۵ - اگست تک جو کمون اون کشتیوں کی جو جہاز کے برابر جا کر ... مین عرشہ جہاز پر ... کے اس شرط بیمہ مین داخل نہین ہے"

۱۸۹۵ع
قاسم حاجی
بنام
برٹش انڈیا ...

واضح ہو گا کہ اس چٹھی ابتدائی مین کسی مال خاص کا جسکی بابت دستاویز بیمہ دی جانے والی تھی یا کسی مال خاص کا جسکا بیمہ ہو سکتا تھا کوئی نشان معین نہیں کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین مدعیان نے ایک جہاز پر جو اوس قسم کے جہازون مین سے تھا جنکا ذکر چٹھی مذکور مین کیا گیا ہے کسی قدر نمک لادا تھا لیکن ظاہراً نسبت اوس خاص مال کے مدعیان نے کوئی تدبیر قانوناً اثر پذیر کرنے چٹھی ابتدائی کی نہیں کی اگرچہ کوئی شہادت ہمارے روبرو اس امر کی نہیں ہے کہ کوئی تدبیر کی گئی لیکن ۲۳ اپریل ۱۸۹۵ع کو مدعیان نے کشتی موسومہ ... پر بمقام ... ۹۳۰ بورے نمک کے جہاز ... برٹش انڈیا ... مین لادنے کے لئے رکھے۔ ۲۴ اپریل کو قبل اسکے کہ ۹۳۰ بورون کی تعداد منتقل ہو سکے ایک طوفان آیا اور کشتی مذکور مع ۵۳۰ بورون کے جو اوسپر تھے ڈوب گئی اور وے بالکل تلف ہو گئے۔

اثنائے کاروبار معمولی مین ایک عذر بیان حالات اوس آفت کے روبرو ایک نوٹری پبلک کے ۲۴ اپریل کو کیا گیا اور اوس تاریخ کو سارٹیفکٹ نوٹری پبلک کا وصول کیا گیا۔

۲۹ اپریل ۱۸۹۵ع کو مدعیان نے زر بیمہ ادا کیا اور دوسرے روز ۳۰ تاریخ کو دستاویز بیمہ پر اسٹامپ لگایا گیا اور وہ جاری کی گئی۔ اوسی روز مدعیان نے مدعا علیہ کو اپنے دعوی کی اطلاع دی۔ بربنائے ان واقعات کے نالش دائر کی گئی ہے۔

جواب دعوی مین مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ مدعیان مستحق ڈگری بربنائے بیمہ مذکور کے نہین ہین کیونکہ کل مال مدعیان اوس تاریخ کو تلف ہو چکا تھا کہ جسکو دستاویز بیمہ جاری کی گئی تھی اور یہ کہ اونھون نے اس امر اہم کو مدعا علیہ سے مخفی رکھا بطور جواب اس جوابدہی کے مدعیان نے یہ بیان کیا کہ (اول) اطلاع نقصان کی دی گئی (دوم) یہ غیر اہم ہے کہ ایسی اطلاع دی گئی تھی یا نہین۔

نسبت امر اول کے واضح ہو کہ یہ ایک بحث واقعاتی ہے۔ حاکم عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعیان اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہے کہ اطلاع دی گئی تھی۔ نسبت امر مذکور کے اختلاف صریح شہادت مین ہے اور جبکہ ایسی صورت ہے تو مین جو عدالت اپیل مین اجلاس کرتا ہون حاکم موصوف سے جنکو گواہون کے دیکھنے اور انکے طرز پر غور کرنے کا موقع حاصل تھا اختلاف کرنے مین تامل کرونگا۔ حاکم موصوف نے شہادت اور تمام حالات کا تذکرہ کیا اور یہ فرمایا۔ پس نسبت بحث واقعاتی کے ہم کنیڈی صاحب جسٹس سے یہ تجویز کرنے مین اتفاق کرتے ہین کہ مدعیان نے یہ ثابت نہین کیا ہے کہ اطلاع نقصان کی قبل تکمیل بیمہ کے دی گئی تھی۔

اب ہم قانونی پر غور کرنا باقی ہے جو یہ ہے کہ آیا اس امر سے کہ چٹھی ابتدائی یا بیمہ جاری کیا گیا تھا یہ امر غیر اہم ہو گیا کہ حال

سنہ ۱۹۰۵ع

قاسم حاجی بنام برٹش اینڈ فارن میرین انشورنس کمپنی

نقصان کا قبل اجرائے دستاویز بیمہ کے ظاہر کیا گیا یا نہیں مدعی نے یہ حجت کی کہ پرچہ مذکور ایک معاہدہ مکمل ہاہین اوسکے اور مدعا علیہ کے تھا اور اوسپر کوئی امر جو بعد ازان وقوع مین آیا موثر نہیں ہوا۔ مدعی نے دو مقدمات ایونا ڈس بنام سیفک انشورنس کمپنی (۱) و کوری بنام پیٹن (۲) پر استدلال کیا مین بخیال نہین کرتا ہون کہ یہ مقدمات مقدمہ ہذا سے متعلق ہین مقدمات مذکور مین یہ فیصلہ ہوا ہے کہ گو بربنائے کسی پرچہ کے نالش بوجوہ مالی نہین ہو سکتی ہے تاہم اوسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ اوس سے وہ عہد وپیمان قایم ہوجاتا ہے جو فریقین پر بخیال آبرو گو نہ بموجب قانون قابل پابندی ہوتا ہے اور جبکہ دستاویز بیمہ بعدہ مطابق پرچہ مذکور کے جاری ہوتی ہے تو ایسی نالش مین جو دستاویز بیمہ پر مبنی ہو وہ امور جو مابین تاریخ پرچہ اور دستاویز بیمہ کے واقع ہون بطور جوابدہی کے پیش نہین کیے جا سکتے۔ معیار جو ان مقدمات مین سے ایک مین قایم کیا گیا ہے یہ ہے کہ پرچہ کو جیسا کہ ظاہر اوہ امریکہ مین سمجھا جاتا ہے اور جیسا کہ وہ بیشتر انگلستان مین قبل اسکے کہ اوسکی نسبت قوانین مالی مین حکم منضبط کیا گیا سمجھا جاتا تھا بطور ایسی دستاویز کے سمجھا جاے جسپر نالش تعمیل مخصوص کی دائر ہو سکتی ہے اگر ایسی نالش بربناے پرچہ مذکور کے اسمقدمہ مین کی گئی ہوتی اور اگر دستاویز بیمہ مطابق اوسکے جاری کی گئی ہوتی تو وہ ایک دستاویز بیمہ غیر طے شدہ ہوتی۔ لیکن اگر دستاویز بیمہ جو مقدمہ ہذا مین جاری کی گئی ایک دستاویز بیمہ غیر طے شدہ ہوتی تو یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ نالش بربناے عدم اظہار نقصان مال بوقت اجرا ضرور ساقط ہونی چاہیے۔ یہ تجویز کرنی غیر ممکن ہے کہ اثر پرچہ مذکور کا یہ تھا کہ مدعی کو اوسوقت اختیار کرنیکا اختیار رہتا کہ اوسکا نقصان ہوجاے قبل اسکے کہ وہ اپنے مال کا اعلان اور دستاویز بیمہ حاصل کرے ایسا کرنا اوسکو بلا وا سے زر بیمہ کے ایک دوامی بیمہ دینا ہوگا جو اوسکے حق مین ہمیشہ قایم رہیگا تاوقتیکہ وہ کوئی ایسا نقصان برداشت کرے جس سے وہ اپنے آپکو محفوظ رکھنا چاہے۔

لہذا مین خیال کرتا ہون کہ امر دوم جو منجانب اپیلانٹ پیش کیا گیا ساقط ہوتا ہے اور ڈگری عدالت ماتحت مع خرچہ کے بحال رہنی چاہیے۔

طیب جی صاحب جسٹس مین اتفاق کرتا ہون مجلو کو نسبت امر دوم کے تھا لیکن مین نسبت امر مذکور کے حاکم عدالت ماتحت سے اختلاف کرنا جایز نہین سمجھتا نسبت بحث قانونی کے مین اوس سے اتفاق کرتا ہون جو چیف جسٹس صاحب نے فرمایا۔

ڈگری بحال کی گئی۔

ازنبان منجانب اپیلانٹ (مدعی) مسٹران روشن و برمن۔

ازنبان منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ) مسٹران کریگی و سمیع واود دین۔

(۱) لا رپورٹ کومن بنچ جلد ۶ صفحہ ۳۰۵ (سنہ ۱۸۷۱ع) و مقدمہ مذکور برطبق اپیل لا رپورٹ کومن بنچ جلد ۷ صفحہ ۱۰۰ (سنہ ۱۸۷۲ع)

(۲) لا رپورٹ کومن بنچ جلد ۹ صفحہ ۳۰۳ (سنہ ۱۸۷۴ع)

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء اپیل ... صفحہ کتاب ... ۷۵۲

سید زین (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام کالابھائی للو بھائی (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ

اپیل - ضابطہ - اپیل بنا راضی ڈگری - از قسم فیصلہ ثالثی - مقدمہ واسطے فیصلہ عدالت کے سپرد کیا گیا اور دونوں فریق فیصلہ مذکور کے قبول کرنے پر راضی ہوئے -

جب فریقین نالش نے معاملات متنازعہ باہمی اپنے کو عدالت کے سپرد کیا اور اوسکے فیصلہ کے قبول کرنے پر راضی ہوئے اور عدالت نے ایک ڈگری صادر کی جسکی رو سے مدعی کو ایک رقم دلائی

تجویز ہوئی کہ بنا راضی ڈگری کوئی اپیل نہیں ہو سکتا کیونکہ فیصلہ عدالت از قسم فیصلہ ثالثی ہے -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر کے بی مرابے جج ماتحت درجہ اول بمقام سورت -

۷۵۳ مدعی ایک وکیل نے واسطے دلاپانے مبلغ ۲۱۷۵ روپیہ ۹ آنہ ۹ پائی کے نالش کی جو محنتانہ یافتنی اوسکا مدعا علیہ سے بابت خدمات پیشہ کے تھا -

۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو قبل اسکے کہ نالش واسطے سماعت کے پیش ہوتی فریقین نے ایک درخواست روبرو جج ماتحت کے بہ مضمون ذیل پیش کی -

"ہمنے یہ طے کیا ہے کہ عدالت تصفیہ متنازعہ باہمی ہمارے کا مطابق باب ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرے اور ہم جو فیصلہ عدالت صادر کرے اوسکو قبول کرینگے"

"ہمنے خاص کر یہ طے کیا کہ عدالت کو اختیار کامل حاصل کرنے اطلاع کا فریقین سے کسی طریق سے جو عدالت مناسب سمجھے ہوگا لیکن فریقین کوئی شہادت علاوہ کاغذات کے پیش نہ کرینگے -

۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے ایک حکم اس ہدایت سے صادر کیا کہ فریقین اپنے عذرات اگر کوئی ہوں ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو یا قبل اوسکے پیش کریں کہ کیوں احکام باب ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پر ٹھیک عمل کیا جاوے -

۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے بعد سماعت فریقین کے حکم ذیل صادر کیا -

"فریقین جھگڑا حوالہ ثالث ... کرتے ہیں اور ... نالش ... واسطے ... کارروائی ابتدائی خارج کرنے نالش اور ... درخواست ... نالش جدید کے ضرورت نہیں ہے - صلاح مساوات

۱۸۹۶ء

سید رمین بنام کالابائی

اور کاغذات متعلق معاملہ متنازعہ دو گا اور کے پاس کوئی ہون آخر موصوف مونپ کرینگے

۲۵- اکتوبر ۱۸۹۵ء کو جج ماتحت نے اپنا فیصلہ صادر کیا اور مدعی کو مبلغ .... اور سود بشرح ۶ روپے فیصدی بقدر .... کے کل .... دلائے-

حاکم موصوف نے ڈگری اسی رقم کی صادر کی-

بنا راضی فیصلہ ہذا مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا-

مسٹر اسکاٹ (مع انکے شاہ جہانگیر شاہ و کے آر وفتری) منجانب رسپانڈنٹ- کوئی اپیل اس مقدمہ مین نہین ہو سکتا- فریقین نے معاملات متنازعہ باہمی اپنے کو جج ماتحت کے سپرد واسطے فیصلہ کے کیا- دونوں نے فیصلہ حاکم موصوف کے قبول کرنے کا اقرار کیا- فیصلہ حاکم موصوف اوسی قسم کا ہے جیسا کہ فیصلہ ثالثی- لہذا کوئی اپیل بنا راضی فیصلہ حاکم موصوف کے نہین ہو سکتا- مقدمات لادجی رکب بنام گوبند بنایک (۱) و برگس بنام مارٹن (۲) ملاحظہ طلب-

آر آر دیسائی منجانب اپیلانٹ- فریقین نے یہ مقدمہ حسب باب ۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے سپرد کیا اپیل بنا راضی ڈگری معدودہ حسب باب مذکور ہو سکتا ہے- ۷۵۴

مقدمہ جمنا داس بنام گوردہن داس (۳) ملاحظہ طلب- عدالت ماتحت نے بموجب اوس ضابطہ کے جو باب مذکور مین مندرج ہے کارروائی نہ کرنے مین غلطی کی- اگر ضابطہ مذکور پر عمل کیا ہوتا تو کوئی بحث نسبت حق اپیل مدعا علیہ کے نہ ہو سکتی- فیصلہ عدالت ماتحت کو از قسم فیصلہ ثالثی تصور کر کے بھی بنا راضی اوس ڈگری کے ہو سکتا ہے جو فیصلہ ثالثی خلاف قانون پر مبنی ہو- مقدمات ننہد رام ڈالمرام بنام نیم چند (۴) و جستانا بنام لنگاناد (۵) و حضر جیت بنام دلسن (۶) ملاحظہ طلب-

کینڈی صاحب جسٹس- مقدمہ ہذا مسٹر اسکاٹ نے منجانب رسپانڈنٹ مدعی یہ عذر ابتدائی کیا ہے کہ کوئی اپیل نہین ہو سکتا اور ہم خیال کرتے ہین کہ یہ عذر منظور ہونا چاہیے مدعی وکیل ہے جسکو مدعا علیہ نے تحصیل پر سے مقدمہ مین باعتبار اوسکے پیشہ کے مقرر کیا تھا- اختتام مقدمہ پر باہم مدعا علیہ حال اور اوسکے وکیل مدعی کے نزاع ہوا کہ واقعی مدعی کو مطابق شرائط متعلقہ محنتانہ کے جو پیشتر طے ہو چکے تھے کیا واجب تھا- یہ کوشش کی گئی تھی کہ تصفیہ ترامات کا بذریعہ

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۱۳ (۲) ۱۸۹۶ء مقدمات اپیل صفحہ ۱۳۶

(۳) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۴۴ (۴) بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۷ (۱۸۹۳ء)

(۵) سلسلہ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۳ (۱۸۹۵ء) (۶) سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۶۹ (۱۸۹۶ء)

۱۸۹۶ء
سید زین
بنام
کالا بھائی للو بھائی

ی کے کیا جائے لیکن مدعی نے بالآخر نالش نمبری (نمبر ۱۹ ۱۸۹۶ء) عدالت جج ماتحت درجہ
بمقام سورت میں دائر کی قبل اسکے کہ مقدمہ کی سماعت باضابطہ ہوئی فریقین اور انکے وکلا نے
درخواست مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۶ء پر دستخط کیے جو جج ماتحت کے روبرو پیش کیگئی اور جسکا مضمون حسب ذیل تھا

"ہمنے یہ طے کیا ہے کہ عدالت تصفیہ تنازعہ باہمی بابت کا مطابق باب ۳۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرے اور ہم جو فیصلہ
عدالت صادر کرے اوسکو قبول کرینگے۔

ہمنے خاصکر یہ طے کیا ہے کہ عدالت کو اختیار کامل حاصل کرنے اطلاع کا فریقین سے کسی طریق سے جو عدالت مناسب
سمجھے ہوگا لیکن فریقین کوئی شہادت علاوہ کاغذات کے پیش نہ کرینگے"۔

اس درخواست پر ۵ ستمبر ۱۸۹۶ء کو جج ماتحت نے یہ عبارت ثبت کی کہ منجملہ دیگر امور کے باب ۳۸ مجموعہ
.55 ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے کہ حالات مقدمہ بیان کیے جاویں حاکم موصوف نے اس عبارت کے آخر میں یہ تحریر کیا
"فریقین اور وکلا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کیا ضابطہ ضروری ہے اور اونکو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے عذرات اگر کوئی ہوں ۲۱ ستمبر
۱۸۹۶ء) روز دوشنبہ تک بیان کریں"۔

بعدہ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۶ء کو جج ماتحت نے یہ تحریر مزید کی۔

"فریقین بجز حوالہ مقدمہ اوسی ترتیب ثالث بنام گونہ جابایشنا رگادار (۱) کا دیتے ہیں اور بلا عذر ... تو نتیجہ بات سے مجھکو
کارروائی باضابطہ خارج کرنے نالش اور اندراج درخواست نامبردگان کی بطور نالش جدید کے ضرورت نہیں ہے۔ مدعا علیہ حسابات
کاغذات متعلق معاملہ متنازعہ اگر اونکے پاس کوئی ہوں آٹھ یوم کے اندر پیش کرے مدعی مطابق اونکے عمل کرے"۔

بعد ازاں مدعا علیہ نے تتمہ بیان تحریری داخل کیا اور ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو جج ماتحت نے فیصلہ
کل تجاویز نسبت امور تنقیح طلب کے جو بذیر قائم کیے گئے تھے صادر کیا اور مدعا علیہ کو یہ حکم دیا کہ مدعی
کو ایک رقم معین ادا کرے۔

بنا برخلاف اس فیصلہ کے مدعا علیہ نے اپیل حال دائر کیا ہم خیال کرتے ہیں کہ بلحاظ اوس مقدمہ کے
جسکا جج ماتحت نے اپنی تحریر مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء میں حوالہ دیا ہے۔ کوئی اپیل نہیں ہو سکتا
خود مذکورہ اوس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین کا منشا بالضرور یہ تھا کہ فیصلہ جج ماتحت کا بطور
عدالت کے قطعی ہو۔ مقدمہ مذکورہ میں مثل مقدمہ ہذا کے فریقین نے خود اور بذریعہ اپنے وکلا کے اقرار صالح
اس امر کا کیا کہ وہ فیصلہ عدالت جو ایک خاص طریق سے کیا جاوے قبول کرینگے لہذا بنا رضامندی فیصلہ مذکور کے
اپیل نہیں کر سکتے۔ مقدمہ جیٹھا داس بنام گوبردھن داس (۲) مختلف ہے۔ اوس مقدمہ میں فریقین نے

(۱) ... مطبوعہ صفحہ ۲۱۳ ... ۱۸۹۶ء (۲) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۴۴۳

سنہ ۱۸۹۶ء

سید زین بنام کالا بھائی لوبھائی

صرف یہ اقرار کیا تھا کہ فیصلہ عدالت بربنائے کسی خاص سوال کے صادر کیا جاوے اور اس سے زیادہ نہیں اور صرف نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ اوس فیصلہ کو بطور فیصلہ قطعی کے تسلیم کرینگے۔ اسی مقدمہ میں فریقین نے یہ اقرار کیا کہ وہ فیصلہ جج ماتحت کو قبول کرینگے (دیکھو اقرار نامہ) اس امر سے کہ شرائط صریح باب ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر عمدہ دانستہ لحاظ نہیں کیا گیا یہ ثابت ہے کہ کارروائیات خلاف ضابطہ عدالت کے تھیں اور اس طور پر تجویز جج ماتحت از قسم فیصلہ کے تھی جسکی ناراضی سے اپیل کی سماعت اگر اختیارات اپیل پر پہنچا تب اوس فریق کے اعتراض کیا جاوے جس نے ڈگری حاصل کی نہیں ہو سکتی (مقدمہ سرگس بنام مارٹن (۱) ملاحظہ طلب)

۷۵۶ اس امر سے کہ جج ماتحت نے اپنا فیصلہ ثالثی بشکل ڈگری صادر کیا وہ ایسی ڈگری نہیں ہو جاتی جسکی ناراضی سے اپیل باضابطہ دائر ہو سکے اور نہ یہ ضرور ہے کہ کوئی رائے نسبت اون تدابیر کے ظاہر کریں جنکے کرنیکا مشورہ مدعی کو بغرض حصول فائدہ اوس ڈگری کے جایاب تھا اوسکے حق میں صادر ہوتی۔

ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ اپیل نہیں ہو سکتا اور اپیل کو جو مدعا علیہ نے دائر کیا مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب قائمقام چیف جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء ۶-اپریل

صفحہ کتاب انگریزی ۷۵۶

اسحاق (ابتداءً مدعا علیہ نمبر۲) اپیلانٹ بنام **خدیجہ** (ابتداءً مدعیہ) رسپانڈنٹ*

اختیار سماعت مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶ فقرہ شرطیہ و دفعہ ۵۷-دادرسی کا اطاعت ذاتی مدعا علیہ سے حاصل ہونا۔ جایداد کا بیرون علاقہ اوسی عدالت کے واقع ہونا کہ جہاں نالش دائر کی گئی۔ عملدرآمد۔ ضابطہ۔

مطابق دفعہ ۱۶ فقرہ شرطیہ متعلقہ دفعہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ دادرسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعا علیہ کے حاصل ہو سکے بلکہ یہ بھی کہ مدعا علیہ اندر علاقہ اوس عدالت کے سکونت رکھتا ہو جس میں نالش دائر کی گئی

لہذا **تجویز ہوئی** کہ نالش واسطے تنفیذ حق نسبت جایداد غیر منقولہ کے جو ایسی عدالت میں دائر کی گئی کہ جسکے علاقہ میں جایداد واقع نہ تھی عدالت موصوف میں دائر نہیں ہو سکتی کیونکہ کل مدعا علیہم اندر علاقہ عدالت موصوف کے سکونت نہیں رکھتے تھے۔ گو دادرسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعا علیہم کے حاصل ہونا ممکن تھا۔

نیز یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ ایسی صورت میں حاکم عدالت کو نالش ڈسمس نہ کرنی چاہئے بلکہ عرضی دعوی واپس کرنی چاہئے کہ وہ عدالت مجاز میں حسب دفعہ ۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کیجاوے۔

اپیل بناراضی حکم مصدرہ ایم۔ بی کہرے گہاٹ صاحب جج ضلع تہانہ کی مشعر واپسی مقدمہ بغرض

* اپیل نمبر ۳ بناراضی حکم سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) مقدمات اپیل صفحہ ۱۳۲ (سنہ ۱۸۹۶ء)

۱۸۹۶ء
اسحاق
بنام
خدیجہ

تجویز جدید بعدالت راو بہادر وی وی واگلے جج ماتحت درجہ اول۔

مدعیہ نے عدالت جج ماتحت درجہ اول مقام رتناگری مین واسطے استقرار اس امر کے
مسماۃ مذکورہ مالک تیسوان حصہ کوشی موضع اوپلی کی تھی جو اندر علاقہ ارضی جج ماتحت
مقام راجہ پور کے واقع تھا اور واسطے اندراج اپنے نام کے نقشہ ب کاغذ دیہی مین بحیثیت
حصہ دار اور واسطے دلاپانے منافع حصہ مذکور کے اور واسطے استقرار اس امر کے کہ مسماۃ مذکورہ
مستحق تحریر کرنے قبولیتون کی بنام گورنمنٹ تھی الخ نالش دائر کی اوسنے اپنی عرضی نالش مین
یہ تحریر کیا کہ نالش عدالت رتناگری مین اسلیے دائر کی گئی کہ کل مدعا علیہم اندر علاقہ عدالت
موصوف کے سکونت رکھتے تھے اور دادرسی بابت مستدعیہ کا کلیتاً حاصل ہونا بذریعہ اطاعت ذاتی مدعا علیہم ممکن تھا
کل مدعا علیہم ۲۶ اشخاص ہین۔ اونمین سے چند نے دعوی مدعیہ کو تسلیم کیا اور دیگر اشخاص
نے نسبت دعوی کے ان وجوہ سے اعتراض کیا جو واسطے اغراض اس رپورٹ کے
غیر اہم ہین۔

جج ماتحت نے نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ اونکو اختیار اوسکی سماعت کا نہ تھا
تحاب تجویز حاکم موصوف کا حسب ذیل ہے۔

"یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ موضع جسکی بابت نالش دائر کی گئی اندر علاقہ ارضی عدالت راجہ پور کے واقع ہے اون
مستند حالات سے جسطرح کہ وہ عرضیہ دعوی مین مندرج ہین یہ عیان ہے کہ یہ نالش واسطے تصفیہ حق
متعلق واقع جایداد غیر منقولہ کے ہے۔ ایسی نالش حسب دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوس عدالت مین دائر ہونی
چاہیے جسکے علاقہ کی حدود ارضی کے اندر جایداد واقع ہو لہذا یہ نالش عدالت راجہ پور مین دائر ہونی چاہیے۔ لیکن وکیل
مدعیہ نے یہ بحث کی ہے کہ نالش قابل سماعت عدالت ہذا کے ہے کیونکہ جملہ فریق اندر حدود اراضی علاقہ عدالت ہذا
کے سکونت رکھتے ہین اور دادرسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعا علیہم کے حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھو
فقرہ شرطیہ متعلقہ دفعہ مذکور۔ لیکن اولاً کل مدعا علیہم اندر حدود ارضی علاقہ عدالت ہذا کے سکونت نہین رکھتے ثانیاً
دادرسی ہاے مستدعیہ مقدمہ ہذا ایسی نہین ہین کہ جو کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعا علیہم کے حاصل ہو سکین۔
ظاہر ہے کہ تجویز جسکی واقع موضع اصل دادرسی ہے جسپر دیگر دادرسی منحصر ہے اور یہ ایک ایسی دادرسی ہے جو کلیتاً بذریعہ
اطاعت ذاتی مدعا علیہم کے حاصل نہین ہو سکتی وکیل مدعیہ نے یہ بحث کی کہ اندراج نام مدعیہ بطور حصہ دار رجسٹر دیہی
مین اصل دادرسی ہے اور غرض خاص اس نالش کی یہ ہے کہ مدعا علیہ نسبت اندراج مذکور کے رضامند ہو جائین
لیکن اولاً استدعا مذکورہ اسطور پر تحریر نہین کی گئی ہے اور ثانیاً کوئی اندراج نام مدعیہ کا رجسٹر ب

سنہ ۱۸۹۶ع

اسحاق بنام ...

عمل مین نہین آسکتا اور نہ مدعاعلیہ اپنی رضامندی نسبت اندراج مذکور کے ظاہر کرنے پر مجبور کئے جاسکتے ہین بجز اوسکے
اور چونکہ مدعیہ نے ناحق یا حصہ جس سے اصل مدعاعلیہم کو انکار ہے ثابت کرنے مین کامیاب ہوئی بہر صورت تجویز حق
مدعیہ نسبت حصہ واقع موضع کے اصل دادرسی مستدعیہ مقدمہ ہذا ہے اور یہ دادرسی بالیقین بذریعہ اطاعت ذاتی
مدعاعلیہ کے حاصل نہین ہوسکتی لہذا میری یہ رائے ہے کہ نہ تو فقرہ شرطیہ مذکور اور نہ فیصلہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۴ (دیکھا جی بنام پانڈورنگ) جسپر مدعیہ نے استدلال کیا ہے اس مقدمہ سے متعلق ہے یہ
صحیح ہے کہ اس مقدمہ مین مدعاعلیہم نے کوئی عذر نسبت اختیار سماعت عدالت ہذا کے نہین کیا بلکہ اونھون نے
واقعی اپنے عذر سے دست برداری کی۔ لیکن محض رضامندی فریقین سے اس عدالت کو وہ اختیار سماعت
حاصل نہین ہوسکتا جو اوسکو حاصل نہین ہے۔"

برطبق اپیل مدعی صاحب جج نے ڈگری کو منسوخ اور مقدمہ کو واسطے تجویز روئیداد کے
واپس کیا۔ اپنی تجویز مین حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

"بلاشبہہ موضع اولی تعلقہ رتناگری مین واسطے اغراض مالگذاری کے اندر علاقہ جج ماتحت مقام لانجہ
کے ہے۔ لیکن اسمقدمہ مین یہ خیال کرتا ہون کہ دادرسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعاعلیہم کے حاصل
نہین ہوسکتی اور اس لئے نالش فقرہ شرطیہ دفعہ ۱۶ مین داخل ہے۔ چند مدعاعلیہم نے نسبت اندراج نام مدعیہ
رجسٹر مالگذاری مین بحیثیت حصہ دار شریک کے اعتراض کیا اور یہی وجہ ہے کہ مدعیہ کو یہ نالش دایر کرنی پڑی بسماۃ
مذکور واسطے استقرار اس امر کے مستدعا کرتی ہے کہ وہ اپنا نام اسطور پر درج کرانیکی مستحق ہے۔ مزید ان
وہ مستدعی ہے کہ عدالت یہ قرار دے کہ کس ترکیب سے حصہ داران اہتمام موضع کا کرین اور حکم بنام مدعاعلیہم
صادر کرے کہ جب سماۃ مذکور کی نوبت اہتمام کرنیکی آوے تو وے اوسکے مزاحم نہون ان دادرسیون مین سے
کسی مین عدالت کو موضع مین کچھ کرنا نہین ہے۔"

مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اپیل دوم پیش کیا۔

بالک شاہ بے طالع یار خان منجانب اپیلانٹ (مدعاعلیہ نمبر ۲)۔ صاحب جج ضلع نے یہ تجویز
کرنے مین غلطی کی کہ عدالت رتناگری کو اختیار سماعت حاصل ہے۔ جایداد متنازعہ اندر علاقہ عدالت
راجہ پور کے واقع ہے اور نالش عدالت موصوف مین دایر ہونی چاہئے تھی۔ دیکھو دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) عرضی نالش مین یہ تحریر ہے کہ چند مدعاعلیہم اندر علاقہ جج ماتحت
مقام رتناگری کے سکونت رکھتے ہین لیکن عدالت مرافعہ اولی نے بیان مذکور کو غلط تجویز کیا
اور یہ۔ بلکہ مدعاعلیہم اندر علاقہ عدالت موصوف کے سکونت نہین رکھتے ہین مسل سے ظاہر ہے

۱۸۹۹ء
استحقاق بنام خدیجہ

منجملہ مدعاعلیہم کے ایک تھانہ میں اور چند بیجاپور میں اور بقیہ کسی اور جگہ سکونت رکھتا ہے
ان جملہ حالات سے یہ ظاہر ہے کہ جج ماتحت رتناگری کو کچھ اختیار سماعت نالش کا حاصل نہ تھا
مقدمہ کیشو بلونت نایک (۱) ملاحظہ طلب۔

کوئی شخص منجانب رسپانڈنٹ (مدعیہ) کے حاضر نہیں ہوا۔

پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس ۔ یہ نالش واسطے تجویز حق واقع جایداد غیر منقولہ
۷۵۹ یعنی ایک حصہ موضع اڈیلی کے ہے جو اندر حدود اراضی علاقہ عدالت راجاپور کے واقع ہے لیکن نالش
مذکور عدالت رتناگری میں دائر کیگئی اور صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا کہ عدالت آخر الذکر کو
اختیار سماعت حاصل تھا کیونکہ دادرسی مستدعیہ کلیتاً بذریعہ اطاعت ذاتی مدعاعلیہم کے
حاصل ہوسکتی تھی اور اسلئے نالش فقرہ شرطیہ دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)
میں داخل ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف نے اس امر کو بالکل نظرانداز کیا کہ رو سے
اس فقرہ شرطیہ کے بھی یہ ضرور ہے کہ مدعاعلیہ جسکی اطاعت ذاتی کے ذریعہ سے دادرسی
مستدعیہ حاصل ہوسکتی ہے اندر علاقہ اوس عدالت کے جس میں نالش دائر کیگئی سکونت
رکھتا ہو۔ اس مقدمہ میں جج ماتحت مقام رتناگری نے یہ تحریر کیا ہے کہ جملہ مدعاعلیہم اندر حدود
اراضی علاقہ عدالت موصوف کے سکونت نہیں رکھتے لہذا فقرہ شرطیہ اگرچہ یہ فرض بھی کریں کہ
صاحب جج ضلع کی یہ رائے صحیح تھی کہ دادرسی مستدعیہ بذریعہ اطاعت ذاتی مدعاعلیہم کے
حاصل ہوسکتی ہے متعلق نہیں ہے۔ ہمکو حکم صاحب جج ضلع کو منسوخ کرنا چاہیے۔

جج ماتحت کو نالش ڈسمس نہ کرنی چاہیے تھی بلکہ عرضی نالش اسلئے واپس کرنی چاہیے
تھی کہ وہ عدالت مجاز میں حسب دفعہ ۵۷ مجموعہ کے پیش کیجائے۔ اسوجہ سے ہم حکم ڈسمسی صادرہ
حاکم موصوف کو بھی منسوخ اور اونکو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ عرضی دعوی مع ساتھ تحریر مناسب کے واپس
کریں۔ مدعیہ کو کل خرچہ مدعاعلیہم کا ادا کرنا چاہیے۔

احکام منسوخ کئے گئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء مارچ ۱۰
ضابطہ کتاب اقرار
۷۵۹

پرشوتم مان جی (ابتداء مدعی) اپیلانٹ بنام گنیش نایک وغیرہ (ابتداء مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان (۲)

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱ - (۲) اپیل دوم نمبر ۲۹۳ سنہ ۱۸۹۸ء۔

۱۸۷۶ء پرشوتم بنام گنیش

اجراء نیلام بعلت اجرا تابع رہن - نالش بہ غرض منسوخی نیلام اور واسطے نیلام کرنے جایداد کے بلا بار رہن کے - علمدرآمد - ضابطہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۰ و ۲۷۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء - جوازدعوی - مدعی نے جسنے جایداد بعلت اجراء ڈگری تابع مطالبہ رہن کے جسکی تحقیقات باضابطہ کی گئی تھی اور جو منظور کیا گیا تھا نیلام کرائی یہ نالش واسطے منسوخی نیلام اور بہ استدعاے نیلام کرنے جایداد کے بلا بار رہن کے دائر کی -

تجویز ہوئی کہ وہ مستحق دادرسی مستدعیہ کا نہیں ہے چارہ کار مناسب اوسکے لئے یہ تھا ۷۶۰ کہ نالش مستقر اس امر کی دائر کرتا کہ رہن مذکور باطل اور کالعدم تھا اور نیلام کو تا انفصال نالش مذکور کے ملتوی رکھتا -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایمرل طیب جی صاحب جج ضلع تانہ -

مدعی نے بہ حیثیت منتقل الیہ ڈگری کے جایداد بعلت اجرا قرق کرائی اور اوسکے نیلام کی درخواست کی بر طبق اسکے مدعاعلیہ اول نے عذرداری کی اور یہ دعوی کیا کہ اوسکو کفالت رہن جایداد پر حاصل ہے - برطبق تحقیقات اوسکا دعوی منظور کیا گیا اور اشتہار نیلام میں اوسکے درج کئے جانیکا حکم دیا گیا - جایداد تابع اس بار کفالت کے نیلام کی گئی اور مدعاعلیہ دوم نے اوسکو خرید کیا -

مدعی نے یہ نالش اس استدعا سے دائر کی کہ نیلام منسوخ کیا جاے اور جایداد بلا بار رہن مدعاعلیہ اول کے کر نیلام کیجاے - عدالت ہاے ماتحت نے نالش کو ڈسمس کیا - مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا -

بانک شاہ جے طالع یار خان منجانب اپیلانٹ (مدعی) -

نراین وی گوکھلے منجانب رسپانڈنٹان (مدعاعلیہم) -

پارسنس صاحب قایم مقام چیف جسٹس - ہماری راے میں عدالت ہاے ماتحت نے صحیح تجویز کی کہ یہ نالش نہیں ہوسکتی - واقعات یہ ہیں - مدعی نے بہ حیثیت منتقل الیہ ڈگری مدار کے جایداد قرق کرائی اور اوسکے نیلام کی استدعا کی - مدعاعلیہ نمبر ۱ بجواب اشتہارات جو مطابق قواعد مرتبہ حسب دفعہ ۲۷۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کئے گئے تھے حاضر ہوا اور اوسنے جایداد پر کفالت رہن کا دعوی کیا - اور اوسکے دعوی کی تحقیقات کی گئی اور وہ ثابت تجویز ہوا اور اشتہار نیلام میں اوسکے درج کئے جانے کا حکم دیا گیا اور گو مدعی اس معاملہ کو عدالت ہذا میں لایا لیکن وہ منسوخ کرانے حکم میں کامیاب نہ ہوا - چنانچہ بار کفالت اشتہار نیلام میں مشتہر ہوا اور جایداد نیلام کی گئی

۱۸۹۹ء
پرشوتم بنام گنیش

اور اوسکو مدعا علیہ نمبر ۳ نے خرید کیا۔

مدعی نے یہ نالش واسطے فسخ نیلام اور حکم نیلام کرر جایداد کے بلا بار کفالت مذکورہ کے دائر کی ہماری دانست مین وہ اس دادرسی کا مستحق نہین ہے۔ ہمکو کوئی ایسی سند معلوم نہین ہے جسکی رو سے ڈگریدار کو یہ اجازت ہو کر جایداد کو دوبارہ خود اپنی درخواست سے ایسی صورت مین نیلام کراوے جبکہ کوئی بیضابطگی مشتہر کرنے یا عمل مین لانے نیلام مین ضرور ہوا اور کوئی نقصان بجانب خریدار کے نہو۔ اوسکا چارہ کار مناسب ابتداءً یہ تھا کہ نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کرتا کہ نیلام مذکورہ باطل اور کالعدم ہے اور نیلام کو تا انفصال نالش مذکور ملتوی کراتا۔ بجائے اسکے اوسنے ۷۶۱ نیلام بموجب اوس اشتہار کے کرایا جسمین بار کفالت مندرج تھا اور نیلام مذکور کو عدالت نے منظور کیا ہے۔ یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ بجانب مدعا علیہ نمبر ۳ کے کوئی فریب ہوا تھا بخلاف اسکے عدالت ماتحت نے یہ قرار پایا کہ اوسکی کارروائی بمراد نیک نیتی سے تھی۔ لہذا اب وہ اوس شئے سے محروم نہین کیا جا سکتا جو اوسنے خرید کی ہے اسکا ناگر رہن کا وجود نہین ہے تو مدعی کو چارہ کار بتعاقب مدعا علیہ نمبر ۲ کے بشکل نالش بابت اعتراض نسبت استحقاق کے حاصل ہو سکتا ہے لیکن یہ امر اوس شئے سے بالکل مختلف ہے جسکی استدعا اوسنے نالش حال مین کی ہے۔ ہم ڈگری کو مع خرچہ کے بحال کرتے ہین۔

ڈگری بحال کی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
بلونت راؤ (ابتداءً مدعی) اسپایل بنام الیف ایل اسپارٹ (ابتداءً مدعا علیہ) فریق ثانی

عدالت معاملات دار۔ اختیار سماعت معاملت دار نسبت عہدہ داران گورنمنٹ کے بسبب اونکی بیجا اقبال عہدہ کے نالش کیجاوے۔ ایکٹ ۱۷ء ۱۸۷۹ء دفعہ ۵۴۔ ایکٹ ۲۲ء ۱۸۷۶ء دفعہ ۱۵۔ ایکٹ آبپاشی بمبئی (ایکٹ ۷ء ۱۸۷۹ء بمبئی) دفعہ ۵۴۔ ٹھیکا ہوا پانی متعلق مالکان کنارہ دریاے بہتے آب۔

حسب ایکٹ ۱۷ء ۱۸۷۹ء بمبئی معاملت دار کو اختیار سماعت و تجویز کرنے ایسی نالش کا جو بنام عہدہ داران سرکاری بابت اون افعال کے دائر کیجاوے جو اونسے بحالت انجام دینے عہدہ کے سرزد ہون حاصل ہے۔

* درخواست نمبر ۲۳ ء ۱۸۹۹ء۔

۱۹۰۱ع

جونت ماتو بنام سکرٹری اسٹیٹ

حسب ایکٹ ۱۸۷۹ع افسر صیغۂ آبپاشی کو کوئی اختیار روکنے کسی دریا یا مجرائے آب کا اوس بنا پر نہیں ہے کہ زمین پانی نہر آبپاشی سے ٹپککر آتا ہے۔ اندروے دفعہ ۴ ایکٹ مذکور صیغۂ آبپاشی کو صرف خاص حق لگانے محصول پانی کا اوس زمین پر جسکو پانی کے ٹپکنے سے فایدہ پہونچتا ہو حاصل ہے۔

مالک ایسے پانی کا جو دوسرے شخص کی زمین پر کسی نہر سے ٹپک کر آیا ہو صیغۂ آبپاشی نہیں ہے کہ جس سے صیغہ مذکور کو اوسکے تعاقب کرنے اور اوسکی ملکیت کا دعوی کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

اگر ٹپکے ہوئے پانی کا بہاؤ ایسا ہو کہ وہ خود قدرتی نہر یا مجرائے آب ہو جاے تو ایسی صورت میں استحقاق اون اشخاص کا جنکی اراضیات میں ہوکر پانی بہتا ہے تابع اوس قانون کا ہوگا جو متعلق نہرون یا مجراہاے آب کے ہے۔

عدالت مال کو کوئی اختیار امور معاملات کی تحقیقات کرنے کا نہیں ہے جو داخل اون امور تنقیح طلب کے نہون جو خود اوس ایکٹ مین مندرج ہین۔

۷۶۴ درخواست حسب دفعہ ۱۱۵ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع)۔

نالش واسطے حکم امتناعی کے۔

مدعی مالک ایک قطعۂ اراضی (نمبر پیمایش ۱۳) واقع موضع لونی کا تھا جسمین ہوکر ایک دھار پانی کی بہتی تھی۔ ۱۹۰۳ع مین صیغۂ آبپاشی نے محصول بابت ٹپکے ہوئے پانی کے مدعی کی اراضی (نمبر پیمایش ۱۳) پر اس بیان سے لگانا چاہا کہ دھار کا پانی بذریعہ ٹپکنے اور جذب ہونے کے ایک نہر موسومہ بیولا موتھا نہر سے آتا ہے۔ مدعی نے اس محصول کی نسبت عذر کیا اور یہ حجت کی کہ پانی دھار کا قدرتی چشمہ کا پانی ہے اور ٹپکا ہوا پانی نہر کا۔

جبکہ یہ معاملہ زیر تجویز سرکار تھا ایک مالک اراضی متصلہ (نمبر پیمایش ۱۴) سے بایمائے عہدہ داران آبپاشی کے ایک باندھ اوس دھار مین اسلیے تعمیر کیا کہ پانی دھار کا مدعی کے اراضی (نمبر پیمایش ۱۳) مین بہکر نہ جاے۔

برطبق اسکے مدعی نے عدالت معاملت داری مین مالک اراضی نمبر پیمایش ۱۴ پر نالش دائر کی اور حکم انہدام باندھ اور یہ کہ مدعی بدستور پانی نہر کا استعمال کرے حاصل کیا۔

بموجب اس حکم کے باندھ عہدہ داران موضع نے ۲۰ ماہ جون ۱۹۰۶ع کو منہدم کیا۔

ماہ جون ۱۹۰۶ع کو عہدہ داران آبپاشی نے پھر باندھ اراضی نمبر پیمایش ۱۴ مین جو بااجرائے حکم معاملت دار کے منہدم کیا گیا تھا تعمیر کیا اور پھر دھار سے پانی کا مدعی کے کھیت مین بہکر آنا بند کیا۔

۱۸۹۹ء

بلونت راؤ بنام استراپ

بر طبق اسکے مدعی نے یہ نالش عدالت معاملتدار مین اس استدعا سے پیش کی کہ حکم امتناعی
بنام ڈپٹی کیوٹو انجینیر آبپاشی مقام پونا اور اوسکے تین ماتحتان کے جاری ہو۔
مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ حسب دفعہ ۳ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء و مرقومہ حسب دفعہ ۱۱
ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء عدالت معاملتدار کو کوئی اختیار تجویز کرنے ایسی نالش کا نہین ہے جو بنام عہدہداران
سرکاری بابت اون افعال کے دائر کیجاوے جو اونہون نے باعتبار اپنے عہدہ کے کئے ہون اور یہ کہ
مدعی کو کوئی حق نالش کا نہین ہے۔
معاملتدار نے یہ تجویز کی کہ اونکو اختیار سماعت نالش موسومہ عہدہداران سرکاری کا حاصل ہے
اور اونہون نے یہ بھی تجویز کی کہ چونکہ نالہ کا پانی نہر کا ٹپکا ہوا پانی ہے اسلئے صیغہ آبپاشی کو استحقاق
تعمیر کرنے باندہ کا اور تنہا قابض آراضی نمبر ۱۱ کو استعمال پانی کی اجازت دینے کا حاصل تھا
چنانچہ حاکم موصوف نے نالش مدعی کو ڈسمس کیا۔
بنارضامندی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائیکورٹ مین بصیغہ اختیار سماعت نظرثانی درخواست
پیش کی۔
مسٹر برنیس و مسٹر گنپت سداشیو راؤ منجانب سائل۔ معاملتدار نے نسبت حق متعلق پانی
نالہ کے بحث کرنے مین غلطی کی۔ اونکی تجویز کہ نالہ کا پانی نہر کا ٹپکا ہوا پانی ہے بحث سے خارج ہے
اگر یہ بھی فرض کیا جاوے کہ وہ ٹپکا ہوا پانی ہے تاہم صیغہ آبپاشی مجاز نہو گے بجاوے پانی کا آراضی
مدعی پر نہین ہے جسب دفعہ ۴ ایکٹ بمبئی نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۹ء کے عہدہداران آبپاشی صرف فضول بچے ہوئے پانی کا
اوس صورت مین لے سکتے ہین کہ ایفاء از مرفوعہ مذکور کا ہوتا ہو لیکن وہ دبار کو بند نہین کر سکتے اور مدعی کے
استعمال پانی مین مزاحمت نہین کر سکتے ہین۔ معاملتدار کو کوئی اختیار نہین ہے کہ مزاحمت جو کی گئی ہے
اوسکے جواز کی نسبت تحقیقات کرے مقدمہ گنیش بنام رنچھوڑ (۱) ملاحظہ طلب ہے وہ امور تنقیح طلب
جنکی نسبت حاکم موصوف کو تجویز کرنی چاہیے تھی وہ امور ہین جنکی تصریح دفعہ ۵ ایکٹ عدالتہاے معاملتداران
(ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) مین ہے۔ حاکم موصوف کو یہ تجویز کرنی لازم تھی کہ آیا مزاحمت جسکی بابت شکایت
کی مدعا علیہ سے قبل نالش کے کی تھی لیکن حاکم موصوف نے طے نہین کیا لہذا اونکا فیصلہ خلاف
قانون ہے بیانات فریقین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امور تنقیح طلب متعدد جنکا فیصلہ بحق مدعی فیصل ہونے تھے
راؤ بہادر باسدیو جے کرشنا ایکٹنگ وکیل سرکار منجانب فریق مخالف۔ عدالت معاملتدار کو کوئی اختیار
نسبت عہدہداران سرکاری بابت اون افعال کے جو اونہون نے باعتبار اپنے عہدہ کے کئے ہون

(۱) مجموعہ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۹۹۔

۱۸۹۶ء جولائی ۵

بلونت راؤ بنام ومزراپ

یا جسکا کیا جانا ظاہر کیا گیا ہو حاصل نہیں ہے - دفعہ ۳۴ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء سے جسکی ترمیم اندروسے دفعہ ۱۵ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۹ء کی گئی ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت صاحب جج ضلع صرف وہ عدالت ہے جسمین نالش بنام عہدہ داران سرکاری سماعت اور تجویز ہو سکتی ہے - اگرچہ ماتحت یا عدالت مطالبات خفیفہ کو کوئی اختیار سماعت عہدہ داران موصوف پر نہیں ہے تو عدالت معاملت دار کو بھی بوجوہ قوی تر کوئی اختیار نہیں ہو سکتا بمعاملت وارے برنبا ہے ۔ دیا وہ یہ تجویز کی ہے کہ نالہ کا پانی نہر کا ٹپکا ہوا پانی ہے - مدعا علیہ نمبر ۱ نے بھی جو عہدہ دار نہر ہے اپنے اظہار مین یہ بیان کیا کہ وہ پانی ٹپکا ہوا پانی ہے - اور کلکٹر کی رائے نسبت اس امر کے حسب دفعہ ۴۰ ایکٹ بمبئی نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۹ء کے ختم اور قطعی ہے - مقدمہ بلونت جی

۶۶۴ اور سے بنام سکریٹری آف اسٹیٹ ہند (۱) ملاحظہ طلب - چونکہ نالہ کا پانی نہر کا ٹپکا ہوا پانی ہے اسلئے عہدہ داران آبپاشی کو اختیار ہے کہ حسب قانون آبرسانی کی نسبت جس طرح مناسب سمجھین انتظام کرین دیکھو دفعات ۵ و ۱۶ و ۲۲ ایکٹ مذکور - اس غرض کے لئے وے مجاز ہین کہ نالہ مین باندھ تعمیر کرین - اور اگر عہدہ داران باندھ تعمیر کرین تو وہ کوئی فعل بیجا نہین کرتے ہین جسکی بابت نالش ہو سکے -

پارسنس صاحب جسٹس - پہلا امر جو اس درخواست سے پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا عدالت معاملت دار کو حسب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۹ء اختیار سماعت اور تجویز ایسی نالش کا ہے جو بنام عہدہ داران سرکاری بابت اون افعال کے دائر کیجاوے جو اونھون نے باختیار اپنے عہدہ کے کئے ہون -

واقعات یہ ہین - ایک نالہ یا مجراے آب پہاڑ سے جو بجانب جنوب لونی کے ہے نکلتا ہے نالہ مذکور چند کھیتون مین ہوکر گذرتا ہے اور اون مین نمبر پیمایش ۱۰ - اور نمبر پیمایش ۱۳ داخل ہین (کھیت ۲ عمرالدہ کہ جو نمبر پیمایش ۱۰ کے ہے اور وہ مدعی کا ہے) اور بالآخر وہ نالہ دریاے ہوتا کے مین گرتا ہے - نہر آبپاشی بذریعہ ایک پل کے نالہ کے اوپر ہوکر ایک مقام پر گذرتی ہے جو ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر نمبر پیمایش ۱۳ سے ہے - مالک آراضی نمبر پیمایش ۱۰ نے سنہ ۱۸۹۶ء مین ایک باندھ نالہ مین تعمیر کیا اور اس طرح پر مدعی کے کھیت مین پانی بہکر جانے سے روکا اسکی بابت مدعی نے اوسپر عدالت معاملت دار مین نالش دائر کی اور حکم امتناعی حاصل کیا جسکے ذریعہ سے باندھ منہدم کیا گیا - بعد چند یوم کے مدعا علیہم نے جو کہ ایگزیکیوٹو انجنیر آبپاشی متعلقہ ہونا اور اوسکے نائب ماتحتان ہین باندھ پھر تعمیر کیا اور تعمیر کرنے کا حکم دیا اور مدعی نے نالش بنام اونہین عہدہ داران کے بغرض حصول دوسری چارہ کار اوسی عدالت مین دائر کی -

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۳ -

۱۸۹۹ء

بلونت راؤ بنام اسپرلی

معاملت دار نے یہ تجویز کی کہ اوسکو اختیار سماعت حاصل تھا اور ہماری دانست مین اوسکی رائے
اس بارہ مین صحیح ہے اوسکی عدالت ایک عدالت دیوانی ہے صرف وہ قانون جسکا ہمارے روبرو
حوالہ دیا گیا کہ اوس سے اختیارات عدالتہاے دیوانی نسبت اشخاص کے محدود کئے گئے ہین دفعہ ۲۳
ایکٹ عدالتہاے دیوانی بمبئی بصدر ۱۸۶۹ء ہے لیکن دفعہ مذکور مین صرف صاحبان جج ماتحت اور
عدالتہاے مطالبات خفیفہ کا ذکر ہے اور عدالت معاملت داران دونون مین سے کوئی نہین ہے۔
دوسرا امر متعلق جواز حکم معاملت دار شعر ڈسمسی نالش ہے اور اوسکی نسبت کوئی شک نہین
ہوسکتا ہے کہ معاملت دار کی رائے نہایت غلط ہے اوسنے مناسب امور تنقیح طلب قایم کئے لیکن
۷۶۵ بجائے فیصلہ کرنے نسبت قبضہ یا حصول استفادہ متدعویہ کے اوسنے طول و طویل بحث بابت
استحقاق نسبت پانی کارکے کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ قدرتی پانی نہین تھا بلکہ نہر کا ٹپکا ہوا پانی تھا اور اسوجہ سے
حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا کہ صیغہ آبپاشی کو استحقاق کامل تھا کہ نہایت مفید طریقہ سے استعمال پانی کا
کرے اور جب اور جسجگہ چاہے اوسکو روکے اور اوسکا استعمال تنہا قابض اراضی نمبر پیمایش ۱۰ کو
عطا کرے بوجہ اس امر کے کہ اوسنے بحث استحقاق کی اس طور پر تجویز کی اور اختیار سماعت سے
اسلئے انکار کیا کہ اوسنے یہ تجویز کی تھی کہ پانی صیغہ آبپاشی کا تھا اور نہ مدعی کا اور کوئی تحقیقات نسبت
قبضہ یا استفادہ کے نہین کی ہم حکم حاکم موصوف کے منسوخ کرنے اور مقدمہ کو واسطے تجویز جدید کے
واپس بھیجنے پر مجبور ہین لیکن ہماری رائے مین اس موقع پر چند الفاظ کا نسبت نوعیت استحقاق کے
جو معاملت دار نے مدعا علیہ کی طرف سے بیان کیا اضافہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بیانات فریقین سے
یہ صاف ظاہر ہے کہ استحقاق مذکور معاملت دار نے اور نہ مدعا علیہ نے بیان کیا تھا پانی جو کسی نہر سے
ایک آراضی دیگر اشخاص مین جاوے ملکیت صیغہ آبپاشی نہین ہے کہ اوسکو حق اوسکے روکنے کا
حاصل ہو اور وہ دعوی نسبت اوسکے بطور اپنی ملکیت کے کرسکے عموماً پانی مالک اراضی کا ہوتا ہے
اور رو سے ایکٹ صیغہ مذکور کو یہ خاص اختیار دیا گیا ہے کہ شرح آبپاشی اوس اراضی پر قایم کرے
جسکو ٹپکنے سے فایدہ پہونچتا ہو دیکھو دفعہ ۴۴۔ ایکٹ آبپاشی بمبئی ۱۸۷۹ء اگر ٹپکے ہوئے پانی کا مادہ
ایسا ہو کہ وہ خود قانوناً ایک نہر یا مجراے آب ہو جاوے تو ایسی صورت مین حقوق اون اشخاص کے
جنکی اراضیات مین ہوکر پانی بہتا ہو تابع اوس قانون کے ہونگے جو نہرون یا مجراے آب سے متعلق ہے
مقدمہ ہذا مین ٹپکے ہوئے پانی کا بہاؤ اگر کوئی تھا تو وہ مستقل اوس مجراے آب مین تھا جو پیشتر سے
موجود تھا اور اسلئے وہ قانون جو مقدمہ سے متعلق ہے وہ ہے جو اوس مجراے آب سے متعلق ہو

سنہ ۱۹۰۹ء

بلونت راؤ بنام [illegible]

مگر معاملت دار کو کوئی تعلق قانون متعلقہ مقدمہ سے نہیں ہے جو کچھ کہ اوسکو کرنا چاہیے ہے کہ زمین مجادہ امور تنقیح طلب کی تجویز کرے۔ مثلاً ایک مجرائے آب ہے اور اوسمین ہو کر پانی بہتا ہے جسکے استعمال کا مدعی مدعیدار ہے۔ اسلئے معاملت دار کو جو تجویز کرنی چاہیے وہ یہ ہے (اول) آیا مدعی واقعی قابض یا متصرف جایداد یا استعمال متدعویہ کا ہے (دوم) آیا مدعا علیہم نے مدعی کے ایسے قبضہ یا تصرف مین دست اندازی یا مزاحمت کی یا کوشش دست اندازی یا مزاحمت کی اوسکے قبضہ یا تصرف مذکور مین کی (سوم) آیا ایسی دست اندازی یا مزاحمت یا کوشش ایسی دست اندازی یا مزاحمت کی اوس چھ ماہ کے اندر قبل ادخال نالش سے شروع ہوئی یا نہیں اور حاکم موصوف کو ڈگری مطابق اپنی تجاویز متعلقہ امور تنقیح طلب مذکور کے صادر کرنی چاہیے۔ ۶ مئی

ہم حاکم موصوف کے اس حکم کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو واسطے فیصلہ رویدادی کے واپس بھیجتے ہین۔ کل خرچہ شامل خرچہ مقدمہ اسکے ہوگا۔

رانا وے صاحب جسٹس۔ مقدمہ ہذا مین سایل نے جو عدالت معاملت دار مین مدعی تھا ایک ڈگری بنام مسمی اجویری واسطے انہدام باندہ کے حاصل کی جو شخص آخر الذکر نے اپنی خاص آراضی (نمبر پیمایش ۱۷) مین اس طور پر تعمیر کیا تھا کہ بہاؤ مجرائے آب کا مدعی کی آراضی (نمبر پیمایش ۱۳) مین مسدود ہو جاے۔ ڈگری ۳ جون ۱۹۰۶ء کو حاصل کی گئی اور اوسکے اجرا مین باندہ منہدم کیا گیا۔ بعد اسکے ایک یا دو یوم کے اندر مدعا علیہم حال نے جو ایگزیکیوٹو انجنیر (صیغہ آبپاشی) اور اوسکے ماتحتان ہین باندہ قایم کیا اور مدعی کی آراضی نمبر پیمایش ۱۳ مین پانی کا بہاو مسدود کیا اور بہ طبق اوسکے مدعی نے حسب ایکٹ معاملت داران واسطے حکم امتناعی کے درخواست پیش کی کہ مدعا علیہم اوسکی آراضی مین بہاو پانی کے روکنے سے باز رکھے جاوین۔ معاملت دار کے روبرو بحث اختیار سماعت کی پیش کی گئی لیکن حاکم موصوف نے اس عذر کو نامنظور کیا۔ معاملت دار نے بر بناے رویداد یہ تجویز کی کہ دھارا مین پانی نہر سے ٹپک کر آتا ہے اور نہ کسی علحدہ چشمہ سے اور چونکہ صیغہ آبپاشی کو ٹپکے ہوئے پانی کی نسبت استحقاق اور اختیار حاصل ہے اسلئے یہ نہین کہا جا سکتا کہ مدعی کبھی قابض یا متصرف اس پانی کا تھا اور اسطرح پر کوئی دست اندازی قبضہ مذکور مین نہین ہوئی۔ اسلئے دعوی حکم امتناعی کو معاملت دار نے نامنظور کیا۔

سایل نے بنا راضی ڈگری ہذا درخواست نظر ثانی اس بنا پر پیش کی کہ حسب ایکٹ کے معاملت دار کو علاوہ بحث قبضہ اور مزاحمت کے اور کسی امر کی تحقیقات کرنے کا اختیار نہ تھا

سنہ ۱۸۹۹ء

بلونت راؤ بنام ایپراشٹ

اور حاکم موصوف کی تحقیقات نسبت اس امر کے کہ بائی کمان سے آیا خلاف اختیار تھی وکیل سرکار نے جو بہ تائید علم ڈگری حاضر ہوا ایک بحث ابتدائی نسبت اختیار عدالت معاملت دار کے دربارہ سماعت نالش کے پیش کی اور یہ بھی عرض کیا کہ ڈگری بربنائے روئیداد صحیح ہے۔

بحث اختیار سماعت کی اولاً تجویز کرنے مین آسانی ہوگی یہ مسلم ہے کہ ایکٹ معاملت داران مین نسبت اس امر کے کچھ تحریر نہین ہے اور اوس مین کوئی قید اس امر کی نہین ہے کہ نالشات قبضہ مین کن اشخاص پر ان عدالتون کو اختیار سماعت حاصل ہوگا۔ دفعہ ۱ ایکٹ مذکور کی رو سے عدالتون کو یہ ہدایت ہے کہ اگر عرضی دعویٰ حاکم موصوف کے اختیار سماعت سے باہر ہو تو عرضی دعویٰ کو واپس کرے۔ مگر بحث کی گئی ہے کہ چونکہ حسب دفعہ ۳۲ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء جس طور پر کہ اوسکی ترمیم دفعہ ۱ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۶ء سے ہوئی صاحبان جج ماتحت ایسی نالش کو منظور یا رجسٹر نہین کرسکتے جسمین سرکار یا کوئی عہدہ دار سرکار باعتبار اپنے عہدہ کے فریق ہو لہذا اوسی قسم کی قید بصورت عدالتہائے معاملت داران کے ہونی چاہئے جبکہ عہدہ داران سرکاری جیسے کہ صورت مقدمہ ہذا مین ہے مدعا علیہم ہون بخلاف اسکے یہ بحث کیجا سکتی ہے کہ امور متعلقہ اختیار سماعت کا فیصلہ مناسب طور پر بربنائے وجوہ قیاسی اور مشابہت کے نہین کیا جاسکتا گو حسب دفعہ ۳۲ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء کے عدالتہائے جج ماتحت کو کوئی اختیار سرداروں پر نہ تھا جنپر صرف عدالتہائے ایجنٹان مین نالش ہوسکتی تھی مگر اشخاص آخر الذکر تابع اختیار سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کے تا صدور ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے تھے اسی طرح پر عدالتہائے مطالبات خفیفہ تابع اون قیود کے نہین جنکی پابند عدالتہائے جج ماتحت تا وقت ترمیم دفعہ ۱ ایکٹ اختیار سماعت حال کے نہین صرف اسی دفعہ کی رو سے عدالتہائے مطالبات خفیفہ بشمول عدالتہائے جج ماتحت کے تابع اوس قید کے کی گئین جو اونکے اختیارات مین ایسی نالشات مین لگائی گئی جس مین گورنمنٹ یا کوئی عہدہ دار سرکاری جو باعتبار اپنے عہدہ کے کام کرتا ہو فریق مقدمہ ہو اسلئے معاملت دار کو اختیار سماعت اس نالش کا تھا مزید بران یہ بھی ظاہر ہے کہ احکام دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا کوئی تعلق ایسے افعال عہدہ داران سرکاری سے نہین ہے جنکی نسبت اسکا تائید نہین کہا جاسکتا کہ عہدہ داران مذکور نے باعتبار اپنے عہدہ کے کئے۔ نظر بحالات مجھکو اطمینان ہے کہ عدالت معاملت دار کو اختیار سماعت نالش ہذا کا تھا گو عہدہ داران صیغۂ آبپاشی مدعا علیہ تھے۔

بعد ازان ہمکو فیصلہ روئیداد پر غور کرنا ہے۔ مجھکو اطمینان ہے کہ معاملت دار نے

۱۸۹۹ء

بلونت راو بنام داسپر لوکبر

اس امر کی تجویز کرنے مین کہ پانی کہان سے آتا ہے اور اپنے نتیجہ کو اوس بارے پر جو حاکم موصوف نے نسبت مخرج پانی کے قایم کی مبنی کرنے مین اپنے کام سے تجاوز کیا ۔ امور تنقیح طلب جنکی نسبت ایسی نالشات مین تجویز کی جاتی ہے خود ایکٹ مین مندرج ہین اور جملہ معاملات جو ان امور تنقیح طلب مین شامل نہین ہین خارج از بحث ہین اور اونکا اثر فیصلہ پر ایک جانب یا دوسری جانب نہ پہونچنا چاہیے یہ امر مسلم ہے کہ مدعی نے ڈگری بنام جوہری کے حاصل کی اور ڈگری مذکور جاری کرائی گئی عمدہ داران

۷۶۸ آبپاشی نے جو اس نالش مین فریق ہین ایک یا دو یوم بعد باندہ بہر تعمیر کیا اور فعل مذکور کے اس بنا پر جایز قرار دینے کی کوشش کی گئی کہ حسب دفعہ ۴۰ ایکٹ آبپاشی اونکو ایسا کرنے کا اختیار تہا ۔ مگر دفعہ مذکور کی رو سے عمدہ داران نہر کو صرف اختیار قایم کرنے محصول پانی کا اون اراضیات پر حاصل ہے جن مین پانی جذب ہوکر یا ٹپک کر یا سطح پر بہکر پہونچے ۔ مگر دفعہ مذکور کی رو سے مدعا علیہم کو یہ اختیار نہین دیا گیا ہے کہ صریح خلاف حکم عدالت معاملت دار کے عمل کرین ۔ اور ڈگری عدالت موصوف کو کالعدم تصور کرین ۔

صرف وہ امور تنقیح طلب جنکی نسبت معاملت دار کو تجویز کرنی تہی یہ ہے کہ آیا مدعی قابض تہا اور آیا مدعا علیہم نے ایسے قبضہ مین مزاحمت یا دست اندازی کی اور ثانیاً آیا یہ دست اندازی اندر چہ ماہ کے قبل نالش کے ہوئی یا نہین ۔ مقدمہ بساپا بنام لکشماپا (۱) ملاحظہ طلب ۔ بیانات فریقین سے یہ عیان ہے کہ ان امور کا فیصلہ بحق مدعی ہونا چاہیے عذر جواز جو اس بنا پر پیش کیا گیا کہ پانی کی آمد نہر سے پیک کے ہے ۔ ایک ایسا امر تہا جسکی نسبت عدالت معاملت دار مین بحث ہو سکتی تہی مقدمہ گنیش بنام رامچندر (۲) ملاحظہ طلب ماور معاملت دار کو چاہیے اس امر کی تحقیقات کرے اور اپنے فیصلہ کو نتیجہ شہادت متناقض پر جو اس امر کی بابت پیش کی گئی مبنی کرنے مین غلطی تہی مشر اوحانی کلکٹر کی رو سے بظاہر اس جانب مایل ہے کہ زمین پانی ایک علحدہ چشمہ سے آتا تہا عذر جائز ہونے اور استحقاق کا بجز قبضہ اندر چہ ماہ کے صرف ایسی نالش مین پیش کیا جا سکتا تہا جو مناسب طور پر عدالت دیوانی مین دائر کیجاتی ۔ یہ ایسا مقدمہ نہین ہے کہ جسمین استعمال اختیار تمیزی عدم دست اندازی عدالت ہذا کا فایدہ کے ساتہ جیسی کہ صورت مقدمات رکما بنام تلاجی (۳) فتح خان بنام عبد العلی (۴) مین تہی کیا جا سکے لہذا مین حکم معاملت دار کو منسوخ اور اونکے پاس مقدمہ واسطے صادر کرنے حکم مناسب اور قانونی کے واپس کرونگا ۔

حکم منسوخ ہوا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا

(۱) ۱۸۸۹ء بمبئی جلد اول صفحہ ۶۲۳ (۲) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۹۶ ۔

(۳) ۱۸۹۵ء بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۰۵ (۴) ۱۸۸۳ء بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۳۹ ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینیڈی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۱۳- اپریل ۱۸۹۶ء

صفحہ کتاب انگریزی ٧٦٩

رگھوناتھ راؤ (ابتدأ مدعی) اپیلانٹ بنام باسد لو وغیرہ (ابتدأ مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

کھوٹ - اراضیات کھوتی خاصگی - اراضیات خاصگی جو کسی حصہ دار کھوتی کو دیگئیں - بیع کھوتی - حقوق خیلکاری واقع اراضیات کھوتی خاصگی

مسمی نارو مالک ۱۴/۱ پائی (تقسیم حصہ) کا ایک کھوتی موضع مین تہا اس حصہ مین ۲۰ خاصگی ٹہکانے تہے

۱۸۶۷ء مین نارو نے اپنا حصہ کھوتی مدعی کے پاس رہن کیا -

۱۸۸۰ء مین حصہ مذکور باجرائے ڈگری ہوموعہ نارو نیلام ہوا اور اوسکو امبو کر نے خرید کیا -

امبو کر نے ۱۸۸۱ء مین حصہ مذکور بدست مدعی بیع کیا -

۱۸۹۳ء مین مدعی نے ڈگری بنام نارو مشعر استقرار اپنے حق کے نسبت ولاپانے محاصل (یعنی لگان رواجی) کے بابت بیس قطعات ٹہکانات خاصگی کے حاصل کی -

نارو فوت ہوا اور مدعی نے ۱۸۹۵ء مین یہ نالش بنام پسران نارو واسطے اونکی بیدخلی کے خاصگی ٹہکانات سے دائر کی -

تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق ڈگری تہا - نیلام حصہ کھوتی سے اراضیات خاصگی بہی جو حصہ مذکور مین داخل تہین منتقل ہوگئین بحیثیت مرتہن اور نیز خریدار حصہ کے مدعی نے استحقاق نسبت ٹہکانات خاصگی متنازعہ کے حاصل کیا -

یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ اثر اوس ڈگری کا جو مدعی نے بنام نارو ۱۸۹۳ء مین نالش لگان مین حاصل کی تہی یہ تہا کہ بصورت نہ ہونے کسی اقرار کے نارو محض اسامی غیر خیلکار ٹہکانات خاصگی اور مستوجب بیدخلی کا بعد اطلاعنامہ باضابطہ کے تہا -

یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ حصہ دار کھوتی کو نسبت ٹہکان کھوتی خاصگی کے جو اوسکے حصہ مین آیا تہا حق خیلکاری بمقابلہ گروہ حصہ داران کھوتی کے حاصل نہین ہے پس جسوقت کہ وہ اپنا حصہ کھوتی منتقل کرے اوسکی اراضیات کھوتی خاصگی ہر اراضیات کھوتی کی نسبت ہو جاتی ہین -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایم پی کمارسے گمانٹ صاحب جج ضلع رتناگری -

---

* اپیل دوم نمبر ۱۲۱۴ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۹ء
رگھوناتھ راؤ
بنام
باسدیو

نالش بیدخلی مسمی نارو (مدعا علیہم نمبر ا و ۲ و ۳) اور اسکا بھائی بالاجی مالکان نصف نصف حصے کے موضع کھوٹی نیوبدرک میں تھے جس سے بعض اراضیات کھوٹی خانگی متعلق تھیں کوئی تقسیم باضابطہ کھوٹی مذکور کی نہیں ہوئی۔ مگر حصہ داران نے بغرض سہولت باہمی کے ہر ایک حصے سے ایک عدد اراضی خانگی کا تعلق کیا تھا اور جو ٹھکانات (۲۰) اراضیات کے اوس حصے میں آئے تھے جسپر نارو اور بالاجی قابض تھے۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں نارو نے اپنے اور اپنے بھائی کی طرف سے اپنا کل حصہ کھوٹی کا مدعی کے پاس رہن کیا۔ ۸۷۰

سنہ ۱۸۷۶ء میں نارو نے منجملہ بیس ٹھکانات اراضی خانگی کے چار ٹھکانات بدست مسمی بشوناتھ بیع کیے۔

سنہ ۱۸۸۰ء میں موضع کھوٹی کا حصہ جو نارو اور بالاجی کا تھا ایک ڈگری کے اجرا میں جو اونکے نام کرشناجی لکشمن نے حاصل کی تھی نیلام ہوا اور اوسکو امبردیکر نے خرید کیا اور سنہ ۱۸۸۱ء میں امبردیکر نے حصہ مذکورہ بدست مدعی بیع کیا۔

سنہ ۱۸۸۹ء میں مدعی نے نالش بنام نارو (مالک ۱۶ ٹھکانات) اور بنام بشوناتھ (مالک ۴ ٹھکانات) واسطے دلاپانے تتمہ لگان (؟) ۲۰ خانگی ٹھکانات کے دائر کی جسمیں یہ تجویز کی گئی کہ بوجہ نیلام حصہ کھوٹی کے نارو کی حیثیت کھوٹ کی باقی نہیں رہی اور وہ ایک معمولی اسامی غیر دخیلکار موضع کھوٹی کا اور مستوجب ادائے لگان کا مدعی کو بحیثیت کھوت کے مطابق رواج ملک کے ہو گیا۔

یہ فیصلہ بالآخر سنہ ۱۸۹۰ء میں بمطابق اپیل ہائی کورٹ سے بحال رہا (مقدمہ راو راجے سردکر راؤ بنام نرائن (۱) ملاحظہ طلب)۔

اس فیصلے کے بعد بشوناتھ نے چار ٹھکانات اراضی خانگی بدست نارو بیع کیے۔

نارو فوت ہوا اور مدعی نے نالش حال سنہ ۱۸۹۵ء میں واسطے بیدخلی پسران نارو (مدعا علیہم نمبر ا و ۲ و ۳) اور نارو کے اسامیان (مدعا علیہم نمبر ۴ و ۵) کے ۲۰ ٹھکانات خانگی سے بعد اجرائے اطلاعنامہ بیدخلی بنام مدعا علیہم مذکور دائر کی۔

مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ مدعی کو اندھے اپنے رہن یا خرید کی

(۱) مجاور مطبوعہ سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۵۰

سن ۱۸۷۹ء

سیکھوناتھ راؤ بنام باسدیو

نیلام عدالتی کے کوئی حق نسبت ان مکانات خانگی کے حاصل نہیں ہوا اور مکانات خانگی حصہ
کھوتی میں شامل یا داخل نہ تھے اور یہ کہ مدعاعلیہم اسامیان و خیلکار مکانات مذکورہ کے ہیں
اور اس حیثیت سے اوسوقت تک مستوجب بیدخلی نہیں ہیں کہ وہ اپنا لگان بشرح مقررہ ادا کرتے رہیں
جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مکانات خانگی بمنزلہ جزو اور داخل حصہ کھوتی کے ہیں
اور اسوجہ سے جبکہ حصہ کھوتی نیلام ہوا وہ اوسکے ساتھ منتقل ہوگئے اور مدعی بحق خریداری مالک
مکانات مذکور کا ہوگیا اور مدعاعلیہم اسامیان و خیلکار نہیں ہیں اور بعد اطلاع عامہ ترک کے مستوجب
۱۸۷۷ مستوجب بیدخلی ہیں۔ اس لئے حاکم موصوف نے دعوی مدعی کو ڈگری کیا۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے فیصلہ کو منسوخ کیا اور نالش کو مع خرچہ کے ڈسمس کیا۔

انتخاب ذیل فیصلہ صاحب جج میں اور اسکے وجوہ مندرج ہیں۔

دعوی نسبت اسوجہ کے میری رائے میں کہ مدعی کو درحق کھوت اپنی حق وصول کرنے لگان اراضیات
خانگی مدعاعلیہم مشتریہ کا حاصل ہوا اور نہ حق خیلکاری ہو اور انکا باقی ہے بعض کھوتی مدعی کے پاس سنہ ۱۸۶۰ء میں بموجب
دستاویز نمبر ۱ رہن ہوا اور وہ حصہ کھوتی بذریعہ عدالت کے اجرائے ڈگری زر رہن کے سنہ ۱۸۶۶ء میں بابت حصہ ایک
نیلام ہوا اور وسکو ایک شخص امرو نے خرید کیا اور بموجب نیلام کاغذ نمبر ۵۵ ادعا وسنے اوسکو بحق مدعی ۱۸ اپریل
سنہ ۱۸۷۳ء کو بذریعہ بیعنامہ کاغذ نمبر ۱۰ منتقل کیا ان دستاویزات میں سے کسی میں بھی ایک لفظ بابت اراضیات خانگی
کے نہیں ہے دستاویزات مذکور صرف حصہ کھوتی سے متعلق ہیں۔ جج ماتحت کا یہ خیال ہے کہ اراضیات خانگی کھوتی سے
اسطرح پر متعلق ہیں کہ وہ اوس سے علیحدہ نہیں ہو سکتیں اور جبکہ کھوتی بیع کی جاوے خانگی بھی اوسکے ساتھ منتقل ہوجاتی ہیں
میں اس امر میں حاکم موصوف سے بالکل اختلاف کرتا ہوں۔ اراضیات خانگی کھوتی سے ناقابل علیحدگی نہیں ہیں
وہ اکثر علیحدہ منتقل کی جاتی ہیں۔ جبکہ صرف کھوتی منتقل کی جاتی ہے اراضیات خانگی عموما منتقل نہیں ہوتی ہیں
میں نے اس ضلع میں اپنے تین سال کے تجربہ میں کثیر التعداد دستاویزات متعلق حصص کھوتی و نیز اراضیات خانگی
دیکھی ہیں اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب کبھی صرف کھوتی کا ذکر ہوتا ہے اور اراضیات خانگی کا صراحت ذکر نہیں ہوتا
تو اراضیات مذکور منتقل نہیں ہوتی ہیں۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ اسکے خلاف مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں مگر وہ نہایت کم ہیں
منجملہ میں بالتصریح اوس طریق کا بیان کرتا ہوں جو میاں کی ہے کہ کسی خاص صورت میں اراضیات خانگی بلا ذکر صریح کے
کھوتی کے ساتھ منتقل ہوئی ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کلام دیگر کو بھی ایسا ہی توجہ ہوا ہے میں مسٹر کپتان نگیٹ صاحب
ہوالہ دیتا ہوں جو کہ گزیٹیر رتناگری صفحہ ۱۲۹ میں صاحب موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ زمین نا مجاز وہ شے کھوت میں رہن
لگان اور منافع وغیرہ سے متعلق ہوتا ہے اور ملکیت کسی خاص قطعہ اراضی سے ہرگز متعلق نہیں ہوتا اور جب کوئی کھوت خاص

سنہ ۱۹۵۹ء
رگھوناتھ داس
بنام
باسدیو

قطعات اراضی کو رہن کرے تو وہ بطور اپنی جائداد خانگی کے اور نہ بطور جزو کموتی موروثی کے رہن کرتا ہے یہ امر ذہن نشین رہے کہ بحق دخیلکاری اراضیات خانگی کو کوئی تعلق حقوق کموت سے بحیثیت مذکور نہیں ہے جو صرف حقوق انتظام اور وصول لگان ہیں اور ممکن ہے کہ اراضیات خانگی بالکل علحدہ کموتی سے بذریعہ قبضہ موروثی قبل حصول کموتی کے یا بذریعہ انتقال منجانب اسامیان دخیلکار کے بعد حصول کموتی کے حاصل کی گئی ہوں۔"

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل دوم پیش کیا۔

ایم آر بدھ داس منجانب اپیلانٹ۔ مدعی بذریعہ اپنے رہن اور حقوق خریداری کے تمکات خانگی کا مستحق ہے۔ رہن نامہ نہ صرف حق کموت وصول کرنے لگان اراضیات خانگی سے متعلق ۱۷۷
بلکہ اون جملہ اراضیات سے بھی جو اوس وقت کموت کے قبضہ میں تھیں اراضیات خانگی جزو کموتی ہیں اور وہ سب داخل ہیں اور اس حیثیت سے صریحاً اور ضمناً اوس جائداد میں شامل ہیں جو مدعی کے پاس رہن کی گئی تھی نیلام حصہ کموتی سے اراضیات خانگی بھی اوسکے ساتھ منتقل ہوگئیں اور خریدار نیلام کو اراضیات خانگی میں حق کامل حاصل ہوگیا۔ مقدمہ گوبند راؤ بنام راؤجی (۱) ملاحظہ طلب۔ بعد نیلام کے ناردو کموت نہیں رہا اور اوسکی حیثیت معمولی اسامی غیر دخیلکار اراضیات خانگی کی ہوگئی۔ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کرنے میں غلطی کی کہ ناردو کو اراضیات خانگی میں حقوق دخیلکاری حاصل ہیں۔ کموت ایسی اراضیات کا اسامی دخیلکار نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے نزاع ماقبل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناردو اسامی دخیلکار نہ تھا بلکہ اراضیات مذکور کا محض اسامی غیر دخیلکار تھا۔ یہ امر تجویز شدہ ہے۔ مدعا علیہم بوجہ ہونے اوسامیان غیر دخیلکار کے مستوجب بیدخلی بعد اجرائے اطلاعنامہ بیدخلی کے ہیں۔

ایم وی بہت منجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)۔ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ناردو کا یہ منشا تھا کہ اراضیات خانگی منتقل کرے اور یہ منشا نہ تھا معاملہ رہن کا بھی منشا تھا۔ یہ تجویز واقعاتی ہے اور اپیل دوم میں اوس میں دست اندازی نہیں ہوسکتی۔ یہ مقدمہ داخل اوس وصول کے ہے جو مقدمہ مہادیو بنام کاشی ناتھ (۲) قرار پایا تھا۔ جو کچھ کہ رہن کیا گیا وہ محض استحقاق کموت وصول کرنے لگان اراضیات خانگی کا تھا جو کموت کی ملکیت قطعی وہ خانگی ہیں۔ یہ ہرگز مد نظر نہ تھا کہ رہن میں استحقاق کموت بابت اراضیات مذکورہ شامل ہو۔ فرض کرو کہ کموتی حسب دفعہ ۴ ۔ ایکٹ کموتی منسوخ یا قرق ہوجاوے تو کموت کے حق دخیلکاری اوسکی اراضیات خانگی میں مطلقاً فرق نہ آئیگا نسبت اراضیات خانگی کے خود کموت کہا جاتا ہے درکش ہے اور وہ خود اپنے آپ کو بحیثیت کموت لگان ادا کرتا ہے

(۲) ۳۲ بمبئی لا رپورٹس ۳۷۵

(۱) ۲ ناگپور لا جرنل ۱۹۰۸

سنہ ۱۸۹۹ء
رگھوناتھ راؤ
بنام
باسدیو

نسبت نوعیت اراضیات کھوتی خانگی کے دیکھو مقدمہ رسبا ملا اِتماجی کیشو تلمبے (۱) و مقدمہ
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیتا رام (۲)۔ مدعا علیہم کو حق قبضہ اراضیات خانگی باد لے
نکان رواجی حاصل ہے۔

کنیڈی صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ میں اصل بحث یہ ہے کہ آیا مدعی جو موضع
نیو بدرک کی کھوتی میں مدعا علیہم نمبر الغایت ۳ کے حصہ موازی ۴/۱ پائی کا خریدار ہے بعد اجرا
۷۷۳ اطلاع نامہ باضابطہ کے مدعا علیہم مذکور کو ان کھیتوں سے بیدخل کرنیکا مستحق ہے جو ٹھکانات
خانگی متعلقہ حصہ مذکور تجویز ہوئے ہیں نسبت شناخت بیس ٹھکانات کے کوئی بحث نہیں ہے
جیسی کہ جج ماتحت نے بعد تحقیقات باحتیاط کے تجویز کی ہے۔ عدالتین ماتحت نے یہ تجویز کی ہے
کہ کھوتی کی تقسیم باضابطہ بذریعہ پیمایش اور حدود کے نہیں ہوئی تاہم مختلف حصہ داران نے عموماً
معمولات باہمی سے کمیت کھوتی نسبت و نیز کیت کھوتی خانگی ہر حصہ سے متعلق کئے اور یہ کہ
بیس ٹھکانات متنازعہ وہ ٹھکانات خانگی ہیں جو اسطرح پر ۴/۱ پائی حصہ والاجی میں آئے جنکا قائم مقام
مدعا علیہم نمبر الغایت ۳ ہیں۔ مدعا علیہما نمبر ۴ و ۵ نارو اور بالاجی کے بھائی ہیں۔ مدعا علیہ نمبر ۶ مدعا
علیہ نمبر ۳ کا منتقل الیہ ہے اور مدعا علیہما نمبر ۴ و ۵ مدعا علیہم نمبر الغایت ۳ کے اسامی ہیں۔ یہ بھی تجویز ہوئی ہے
کہ رواج موضع مذکور یہ ہے کہ حصہ داران کھوتی باہم اپنے ٹھکانات خانگی اپنے حصص کی بابت تقسیم
ادا نہیں کرتے۔ یہ وہ رواج ہے جو مواضع کھوتی میں بہت مروج ہے۔

اب فی الحال بالتوائے اس بحث کے جو نسبت چار منجملہ بیس ٹھکانات مذکور کے پیدا ہوتی ہے
جنکا بدست کسی بشوناتھ فروخت ہونا بیان کیا گیا اور ۱۶ ٹھکانات مذکور کو بطور قطعات خانگی متعلقہ ۴/۱ پائی
حصہ کے جسکا مدعی مرتہن تھا اور بعدہ خریدار ہوا بیان کر کے اول بحث جو پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا مدعی
بحیثیت مرتہن اور خریدار ۴/۱ پائی حصہ کے کوئی حق ان بیس خانگی
ٹھکانات میں حاصل ہوا یا نہیں یہ بخوبی ممکن ہے کہ کھوت بوقت تحریر
رہن نامہ اپنے حصہ واقع کھوتی کے ایک جزو باقی رکھے اور کل کو رہن نہ کرے
پس وہ اپنے ٹھکانات خانگی کو باقی رکھ سکتا ہے اور صرف اپنا حصہ اوس نکان کا رہن کر سکتا ہے
جو اسامیان اراضیات کھوتی نسبت سے وصول ہوتا ہو چنانچہ مقدمہ مہادیو بنام کاشی ناتھ (۲)
سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسبت حصہ کھوتی اور کھوتی خانگی نکان کے جو اوس حصہ میں آئے تھے بہ لگانا

(۱) ۱۸۹۳ء انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶ (۲) سنہ ۱۸۹۶ء و صفحہ پائی ضمن ۵۱۹ (۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس جلد ... صفحہ ۳۵

سنہ ۱۸۹۹ء
رگھوناتھ راؤ
بنام
بابا سانیل
۱۸۹۹ء

انتقالات کیئے گئے تھے۔ بخلاف اسکے اونہین حکام اپیل یعنی سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور
ناناباہائی ہری داس صاحب جسٹس نے مقدمہ گوبند ناتھ بنام یادو جی (۱) یہ تجویز کی کہ یہ خیال کرنا
غلط ہے کہ خریدار نے کچھ حصہ مین اراضیات خانگی متعلقہ حصہ مذکورہ داخل نہو گی گو وہ بصراحت بیان
نکیگئی ہون اور یہ کہ مذکورہ حصہ سے جنمین اراضیات موضع داخل ہین غرض تھا اراضیات کھوتی خانگی
داخل مقصود ہونگی اور فرماتے تھی ان جو صاحب جج ضلع نے مقدمہ ہذا مین ظاہر کی خلاف نظیر کے
پائی جاتی ہے۔

صاحب جج ضلع کا یہ بھی خیال تھا کہ جو رائے اونہون نے ظاہر کین اونکی تائید اسے
کپتان ونگیٹ صاحب سے ہوتی ہے جیسا کہ انتخاب رپورٹ حاکم موصوف منقولہ صفحہ ۹۳ گزیٹیر
بمبئی جلد ۱۰ سے ظاہر ہوتا ہے غرض مذکور کی نسبت گزیٹیر مین یہ تحریر ہے کہ وہ گورنمنٹ بمبئی کے انتخابات
نمبر ۱۰ صفحہ ۲۰ سے لیا گیا ہے اور اگر صاحب جج ضلع کو بجائے نقل کرنے کے گزیٹیر سے ان انتخابات
کے ملاحظہ کرنیکا موقع حاصل ہوتا تو ان کو یہ معلوم ہوتا کہ جس سند پر اونہون نے استدلال کیا ہے
واقعی تائید اوس رائے کے نہین ہے جو اونہون نے ظاہر کی۔ کپتان ونگیٹ صاحب نے
یہ امر ثابت کرنیکی کوشش کی تھی کہ کھوت از روی حقیقت سرکار کا محض تحصیل کنندہ ہے اور اوسکو اراضیات
مزروعہ رعایا مین کوئی استحقاق نہین ہے صاحب موصوف نے بعد ازان تحریر کیا ہے۔

مجھکو تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ موضع کھوتی کی اراضیات دو جداگانہ و بالکل علیحدہ ایسی حقیتون مین منقسم ہین
جو بالکل علاقہ کھوتی وطن نے بطریقہ اشتمام زمانے بعض کے ہین۔ ان بعض حیثیت ہائے مذکورہ بالا کو مالگذاری کا دہ
یا جیسا کہ اوقات صاحب رعیت حصہ دار کھوتی وطن کے ہیمنے مین ملتے ہوتا ہے وہ کچھ لیا نہین کرتے اور ایسی ہی
بجاوت جزو منافع اونکے کھوتی ہونے کی کل موقعون مین لگانات اور نہ اراضی کھوتی وطن ہوتی ہین اور جلد ہا معاملات
کھوتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصہ وطن باقی نسبت لگان اور منافع جمیع کے عموما رہن کیا جاتا ہے اور کبھی قبضہ یا ملکیت
کسی ہین اور تاحال ترمیم ہو اراضیات خانگی کے رہن نہین کی جاتی خاص قطعات اراضیات کھوت کبھی کبھی رہن کرتے ہین
لیکن اراضی پر بسبب کہ جو کھوت کے بطور نہین ہوتی بلکہ بطور خانگی اوس شخص کے اور بطور جزو کھوتی وطن کے رہن کی جاتی ہے مگر جس
جزو مقصود ہے خاص حقوق کے رہن نامہ مین الفاظ جات و ہر ایسے الفاظ تفسیر جاتک که کھوتی ہو تحریر کیا ہے اور اگر کھوتی وطن
معہ علیحدہ ایسی اراضیات جنکی کی حقیقت نہ ہوتی ہوتی تو مجھکو ذرہ بھی شک نہین ہے کہ یہ امر خاص بطور پر بیان کیا جاتا ہیگا۔
لہذا اسکے کپتان ونگیٹ صاحب نے ایک ایسے رہن نامہ کا تذکرہ کیا کہ جو شامل رہن نامہ

(۱) نجاوز نمبر مطبوعہ ۱۰۰ سلسلہ جدید صفحہ ۲۰

سنہ ۱۸۹۹ء — کھوتا تھرواڈ بنام باسدیو

مدعی کے مقدمہ ہذا مین جہان تک کہ ممکن تھا احاطہ تھا مگر ڈپٹی کپتان وو نجیٹ صاحب نے تحریر فرمایا
کہ حیثیت حقوق رہن کی ان کل اشیا مین بصورت صاف طور بر بیان نہین کی گئی ہے۔ حقوق مذکورہ جو اختیار
دستاویز کے جزو ہا ہے سے جو کناہ جسمین دہن کی حیثیت نسبت مستادیز مذکورہ طور پر معمولی دہیت کھوتی کے
مطابق ہے یہ معدہ کرتا ہے کہ بابت مدعی نہ کہ کبھو وہ خود کاشت کرتا ہے اوس ان کا ملکان ہو ید اقرار نامہ میں
خود ساتھ اور قرض کے قرار پایا ہے اوکی لگان صورت میں کہ جو ہیتی کی یعنی ایک حصہ جہارم پیداوار کا دیکا
۸۸۵ اسیطرح اس مقدمہ مین راہن یعنی نارو کھوت نے خود اپنی اور اپنے بھائی بالاجی کیطرف سے
رہن نامہ (نمبر ۲۶) مین یہ اقرار کیا کہ بابت اپنی کاشت خانگی کے دائمی کنارے شہتی کاران جو باجتی
تفال" وہ ایک حصہ فصل چہارم بذریعہ کنکوت ادا کرینگے۔ وے معمولی کھوتی رعیت ہو گئے۔
مگر یہ انتظام بعد ازان غلط سمجھا گیا علاوہ کہ بیت ہے کہ کھوتی خانگی کے جو حصہ دار کھوتی رہن کو
دے گئے اوسکو جائز تھا کہ بعض اراضیات کھوتی نسبت کاشت کرے۔ یہ کیفیت آخر الذکر جو دار
قبضے کے خواہ بحوالہ کھوتی نسبت سے کھوتی خانگی نہ ہو جاینگے کیونکہ اوس سے کیفیت ہا ہے کھوتی
متعلقہ ہر ایک حصہ کی مقدار مناسب مین فرق آجائیگا۔ اس لیے بغرض رفع غلط فہمی کے
نارو اور بالاجی مہاجنان کھوتان نے اقرار نامہ (نمبر ۲۷) تحریر کیا جسمین اونھون نے یہ شرط
کی درج کی کہ وے حصہ فصل یعنی ایک ربع بابت اپنی اراضیات کاشت خانگی کے بطور
رسمی شہتی کاران ادا کرینگے اور یہ اوسوقت طے ہوا کہ بجائے تفال کے وے ایک رقم مقررہ
رقم سالانہ کی بابت اپنے خانگی کھیتون کے ادا کرینگے جسکی تفصیل مندرج ہے اگر علاوہ
وے خود کوئی دیگر اراضیات کاشت کرین تو اون اراضیات کی بابت وہ تفال ادا کرینگے
بابت جملہ مکانات کھوتی خانگی مندرجہ کے وہ رقم سالانہ بالمقطع تاوقت انفکاک
رہن کے ادا کرینگے۔ اور ان مکانات کھوتی خانگی کے کاشتکاران واقعی گنا جاری
تھے جن سے ایک علیحدہ تحریر لی گئی جسمین اونھون نے یہ وعدہ کیا کہ وہ قرض کو بعوض سالانہ ادا کرینگے
باقی ۱۲ روپیہ مہاجنان سے قابل وصول قرار پائے۔
اس لئے ہمکو یہ واضح ہوتا ہے کہ حصہ داران کھوتی خود واقعی ان جملہ مکانات خانگی کو
کاشت نہین کرتے تھے مگر تاہم یہ بات صحیح ہے کہ مکانات مذکورہ کی کاشت وہ لوگ بھی جنکو وہ
بذریعہ مزدوران اچھی کاشت کر سکتے تھے یا مہاجنان کو سال بسال دیتے تھے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ کس طرح ایسی اراضیات مین حصہ دار کھوتی کا حق کیفیت کبھی بدلتی اگر حصہ دار کی دلی خواہش ہو

سنہ ۱۸۹۹ع

رگھوناتھ راؤ بنام باسدیو

علیحدہ ہو سکتا تھا ایسی صورت میں تناقض لفظی پیدا ہوگا کہ کھیت کھوٹی خانگی کو ضرور کچھ تعلق کھوٹی وطن سے ہوگا واقعی ایسے موضع میں جسمیں اراضیات دہارا اور کھوٹی دونوں ہی پائی ہوں ممکن ہے کہ حصہ دار کھوٹی بعض اراضیات دہارا پر قابض ہو اور یہ اراضیات اوسکے حصہ واقع کھوٹی وطن سے بالکل علیحدہ ہونگی اگر وہ ان اراضیات کو رہن کرے تو عبارت مستعملہ کیتان ونگیٹ صاحب نہایت صحیح ہوگی۔ ممکن ہے کہ صاحب جج ضلع کو بوجہ مخلوط ہونے ان خیالات

۷۷ جج ماتحت کے عدالت مرافعہ اولی میں غلطی ہوئی ہو۔ جج ماتحت نے یہ تحریر کیا کہ "خالص کھوٹی گانؤن میں کل اراضیات کھوٹی ہوتی ہیں اور اونکی تین قسمیں بلحاظ فرق حقوق کھوٹ واقع ان اراضیات کے ہیں تین قسمیں خانگی کولارگی دکھوٹ نسبت ہیں۔ واضح ہو کہ بملاحظہ لغت مولیس ورتھ صاحب وکینیڈی صاحب کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خالص کھوٹی موضع میں کوئی اراضی کولارگی نہیں ہو سکتی۔ موضع کولارگی وہ ہے جو برعکس موضع کھوٹی کے بقبضہ دہاری کاران ہو۔ خالص کھوٹی موضع میں دہاری کاران نہیں ہو سکتے کل اراضی کھوٹی ہوتی ہے یا اراضی خانگی میں جو مقبوضہ خود کھوتون کی ہوتی ہے اور اکثر اونکی اراضی خانگی کہلاتی ہے اور اراضیات کھوٹی نسبت میں یعنی اراضیات مقبوضہ کاشتکاران جنمیں سے اکثر کو حقوق دخیلکاری اور بعض کو حقوق قابل انتقال حاصل ہوتے ہیں منقسم ہے۔

صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا ہے کہ حق دخل اراضیات خانگی کو کچھ تعلق حقوق کھوٹ سے بحیثیت مذکور نہیں ہے جو عموماً حقوق انتظام اور وصول لگان ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ اراضیات خانگی بالکل علیحدہ کھوٹی سے یا تو بذریعہ قبضہ موروثی قبل حصول کھوٹی کے یا بذریعہ انتقال منجانب اسامیان دخیلکار کے بعد حصول کے حاصل کی گئی ہوں۔ تائید اس رائے کے ہمارے روبرو اون تحریرات کا حوالہ دیا گیا جو پارسنس صاحب جسٹس نے اپنی تجویز مقدمہ سکرٹری آف اسٹیٹ بنام نراین (۱) کے آخر میں کی ہیں اب یہ بخوبی عیان ہے کہ اگر کوئی کھوٹی خانگی کھیت بالکل قطع نظر کھوٹی کے حاصل کیا گیا ہو تو وہ کھوٹی خانگی کھیت نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ قبل حصول کھوٹی کے حاصل کیا گیا تھا تو وہ ظاہر اً دہارا ہوگا اگر وہ بعد حصول کھوٹی بذریعہ انتقال منجانب اوسکے اسامی دخیلکار کے حاصل کیا گیا ہو تو وہ کھوٹی نسبت ہوگا جیسا کہ وہ اوس صورت میں تھا کہ جب وہ بقبضہ

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۲

سنہ ۱۸۹۹ء
رگھوناتھ راؤ
بنام
باسدیو

اسامی دخیلکار کے تھا) اور اوسکو کموتی نسبت سے کموتی خاصگی مین تبدیل کرنے کے لئے
کل گروہ حصہ داران کموتی کی رضامندی ضروری ہوگی - پارسنس صاحب جسٹس کی تحریرات
صریحا صرف ایسی صورت سے متعلق ہین جسمین ایک کموٹ مالک کل حق واقع کموتی وطن کا
اور جسکو اجازت حاکم ممدوح کی واسطے کئے اس امر کے جبکہ یہی صورت ہے واقعی اگر ایسا کموٹ
اراضیات افتادہ اپنے موضع کو کاشت کرے تو وہ اونکو مثل کموتی خاصگی کے تصور کر سکتا ہے
اگر اراضیات مذکور کسی اسامی دخیلکار سے بذریعہ ساقط ہونے اوسکے حق کے پہونچین تو بھی
وہ اونکو بدرجہ مساوی کموتی خاصگی تصور کر سکتا ہے اگر کموٹ موقوف کیا جاے اور موضع کو ۷۷۷
سرکار بطور معمولی رعیت واری موضع کے تصور کرے تو کموٹ ایسی اراضیات پر بطور معمولی
قابض بہ پایشی کے دخیل رہیگا - اس مقدمہ مین صاحب جج ضلع نے کئی مقامات پر اپنی تجویز
مین ذکر حق کموٹ واقع اراضیات کموتی خاصگی کا اس طور پر کیا ہے کہ وہ دو کا قسم کا ہے
یعنی اوسمین خود اوسکا حق دخیلکاری اور اوسکا حق وصول کرنے لگان کا اپنی اسامی
غیر دخیلکار سے جسکو وہ واقعی قبضہ اراضی کا دے ہوتا ہے مگر یہ بیان ایک غلطی پر مبنی ہے
دیکھنا چاہیے کہ حق دخیلکاری کیا ہے یہ وہ حق ہے جو اسامی نے بمقابلہ اپنے قابض
اعلی کے بابت قبضہ دوامی اوسکی اراضی کے بشرط ادائے لگان جو وقتاً فوقتاً جائز طور پر
قابض اعلی کو اوس سے واجب ہو قائم کیا ہو - کموٹ بمقابلہ خود اپنے کسطرح پر ایسا حق
قائم کر سکتا ہے - اگر اوسکا حق دخیلکاری ہو تو وہ حق بمقابلہ خود اوسکے اور اوسکے شرکاے
کموتی وطن کے ہوگا - اگر وہ اپنی کموتی یعنی اپنے حقوق جو بحیثیت واقع کموتی وطن فروخت کرے
تو خریدار کو جیسا کہ فرض کیا گیا ہے یہ حق دخیلکاری حاصل ہو جاتا ہے اور اگر جیسی کہ صاحب جج
ضلع نے تجویز کی ہے بوقت ایسی بیع کے یہ حق دخیلکاری خریدار کو نہین پہونچتا ہے
تو بائع جو کموٹ نہین رہا اون کھیتون کا اسامی دخیلکار رہیگا جو ایک مرتبہ کموتی خاصگی تھے
مگر جو اب کموتی نسبت ہو گئے - اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اراضیات کموتی
خاصگی مین حق دخیلکاری نہین ہو سکتا -

مسٹر جمالیش نے جبکہ اوس نے دکھن کے طریقہ رعیت واری کو کانکن کے مواضع سے
متعلق کرنے کی کوشش کی کموتی خاصگی کھیت کے کاشتکار واقعی کو کھیت مذکور کا دخیلکار
دوامی قرار دینے کا حق علانیہ بیان نہین کیا بلکہ مذکور نے بابت جملہ کھیت ہاے کموٹ

سنہ ۱۸۹۹ء

رگھوناتھ راؤ بنام باسدیو

نسبت کے خواہ کاشتکار قدیم تہا یا جدید۔ ایسا ہی کیا مگر ٹھکانات کہوٹی خانگی ظاہراً ملکیت بلامزاحمت کہوٹ مین جسکے حصہ مین وے آئے تھے یا کل گروہ کہوتان مین اگر ابتک کوئی تقسیم یا قرعہ بندی نہین ہوئی تہی چھوڑے گئے۔ یہ صحیح ہے کہ دفعہ ۔ ایکٹ بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۰ء مین ذکر قابض اراضی کہوتی کے جسمین اراضی خانگی داخل ہے، حاصل کرنے حقوق دخیلکاری کا بعض صورتون مین ہے۔ مگر دفعہ مذکور کا عنوان قابضان ادنی ہے جو عنوان کہوتان وغیرہ سے قابل امتیاز ہے اور اسوجہ سے اوس سے مہتمم بندوبست کو زیادہ سے زیادہ صرف یہ اختیار حاصل ہوگا کہ حق دخیلکاری کاشتکار واقعی کہوتی کا خانگی ٹھکان کو بمقابلہ حصہ دار کہوتی کے جسکے حصہ مین ٹھکان مذکور آیا ہو عطا کرے اگر یہ امر داخل الفاظ قانون کے بھی ہو تو وہ صریحاً ۸۷۷ خلاف مقتضاے واضعان قانون کے ہوگا اور اگر کبھی یہ امر پیدا ہو تو اوسپر باحتیاط غور کرنا لازم ہوگا۔

اس مقدمہ مین یہ بحث ہے کہ آیا حصہ دار کہوتی بابت کہوتی خانگی ٹھکان کے جو اوسکے حصہ مین آیا ہو حق دخیلکاری بمقابلہ گروہ شرکاے کہوتی کے رکھتا ہے یا نہین تاکہ اگر وہ اپنا حصہ کہوتی کا منتقل کرے تو اراضیات کہوتی خانگی جو اوسکے حصہ مین آئی ہون فوراً کہوتی خانگی سے کوئی نسبت ہوجائین۔ ایسی بحث کا جواب صریح یہ ہے کہ اگر نوعیت اراضیات اس طرح تبدیل ہوجاے تو خریدار کو اندروے اپنی خریداری کے اپنے بائع کے پورے حقوق حاصل نہین ہوتے۔ اراضیات مذکور کی بابت بائع کو حسب دلخواہ عمل کرنے کا اختیار تہا۔ وہ خود ایک سال اونکی کاشت کرسکتا تہا۔ اور دوسرے سال وہ اونکو اسامی کو پٹہ پر دے سکتا تہا۔ وہ اپنے شرکا کو بابت اراضیات مذکور کے بجز جمع پیمایشی کے کچھ ادا نہین کرتا تہا مگر مشتری کی حیثیت بالکل مختلف ہوگی اور بمقابلہ شرکاے وطن کے مقدار اراضیات کہوتی کی نسبت اور کہوتی خانگی مین بالکل فرق آجائیگا۔ صاحب جج ضلع نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حق دخیلکاری جو حاکم بندوبست کی رو سے مین کہوٹ کو اپنے خانگی کہیتون مین حاصل ہے مقدمہ ہذا مین بحق مدعی بحیثیت مشتری حصہ کہوتی منتقل نہین ہوسکتا ورنہ مدعی جو اولاً مرتہن تہا اور جسنے بعدہ سنہ ۱۸۹۰ء مین خریدار نیلام عدالتی سنہ ۱۸۹۰ء اپنی حصہ سے خریداری کی بوقت خریداری کے قبضہ واقعی ٹھکانات خانگی کا لیتا اور بعد اوسکے بجاے اضافہ لگان کے اطلاعنامہ بید خلی جاری کراتا۔ مگر یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہین ہے۔ مدعی اور اوسکا کارندہ کاشتکاران واقعی نہین تہے

سنہ ۱۸۹۹ء
رگھوناتھ راؤ
بنام
بالاسدیو

کوئی وجہ نہیں ہے کہ مدعی اجتک کیون مدعا علیہم نمبرا - لغایت ۳ کے قابض رہنے دینے پر بخوشی رضامند نہو - بشرطیکہ وے لگان جو جائز طور پر اون سے واجب ہو اپنے کھوٹ کو بلا غلش ادا کرتے رہین لیکن وہ ایسا کرنے پر رضامند نہیں ہے جیسا کہ ابھی ظاہر کیا جائیگا اور اسوجہ سے یہ نالش بیدخلی دائر کی گئی -

جبکہ مدعی حصہ ۱۴/۱ پائی کا مالک کامل ہوگیا اور محض مرتہن رہا تب اوس نے مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۳ پر نالش دائر کی - اولا وہ ناکامیاب رہا مگر بعد اسکے کہ اوس نے یہ اطلاعنامہ جاری کیا کہ اقرارنامہ بالمقطع (نمبر ۴۰) ختم ہوگیا وہ نالش نمبری ۲۵۵ - ۷۷۵
سنہ ۱۸۹۹ء مین وصول کرنے تمال مین نارو اور بالاجی سے اور نالش نمبر ۵۷ سنہ ۱۸۹۹ء مین بشنوناتھ سے کامیاب ہوا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ رہن اور اقرارنامہ بالمقطع ختم ہو گئے تھے - اور نارو اور بالاجی کی حیثیت کوئی باقی نہیں رہی تھی اور وہ کوئی محال مین مثل اسامیان معمولی کے متصور ہونے چاہئین اور بعدم موجودگی معاہدہ کے اون کو بموجب رواج مقام کے لگان (تمال) ادا کرنا چاہئے اپنی تجویز کے آخر مین جج ماتحت نے یہ تحریر کیا کہ "لگان بالمقطع مقررہ مہتمم بندوبست ۱۷ - نومبر سنہ ۱۸۸۸ء کو مقرر کیا گیا اور نالش حال جہان تک کہ اوسمین استدعا تسلیم لگان بالمقطع کی ہے بین المیعاد ہے" برطبق اپیل بعدالت ضلع جج ماتحت باختیارات اپیل نے جج ماتحت کا فیصلہ اس تجویز سے منسوخ کیا کہ اقرار ادائے لگان بالمقطع تا زمانہ انفکاک رہن سے یہ مراد تھی کہ لگان بالمقطع ہمیشہ ادا کیا جاوے الفاظ "تا انفکاک رہن" محض بطور اظہار امید کے درج کئے گئے تھے جج ماتحت درجہ اول باختیارات اپیل کی تجویز کا زیادہ تذکرہ کرنا ضروری نہیں ہے - ہائیکورٹ سے فیصلہ حاکم موصوف کا منسوخ ہوا اور فیصلہ جج ماتحت کا بحال رہا - مقدمہ راؤ راجے سرونکر راؤ بنام نرائن [۱] ملاحظہ طلب ہے سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینیڈی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ بذریعہ اجرائے اطلاعنامہ کے جس سے اقرارنامہ لگان بالمقطع کا ختم ہوا حق غیر دخیلکاری جسکے بموجب مدعا علیہم کا قابض رہنا بعد انفصام اقرارنامہ مذکور کے متصور ہونا چاہئے ختم ہوگیا اور برطبق اسکے تا بہر دگان مثل جملہ دیگر کاشتکاران اراضیات کھوتی کے مستوجب ادائے تمال ہونے

[۱] سنہ ۱۸۹۳ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۵ -

سنہ ۱۸۵۹ء
جگموناتہہ راو بنام باسدیو

اس فیصلہ سے ضرور یہ مراد ہے کہ بصورت نہونے کسی اقرارنامہ کے نارو اور بالاجی اسامیان غیر دخیلکار اون اراضیات کہوتی خانگی کے تہے جو بطور جزو اونکے حصہ کے بحق مدعی منتقل ہوتی تہین - بصورت نہونے اقرارنامہ خاص کے نابردگان بحیثیت اسامیان غیر دخیلکار کے تمام مثل اسامیان دخیلکار کے ادا کرینگے (دیکہو وغیرہ - ایک بمبئی غیر ا سنہ ۱۸۶۵ء) مگر باوجود اسکے وہ اسامیان غیر دخیلکار رہین گے - اور جیسا کہ پہلے ظاہر کیا گیا ہے معلوم کرنا دشوار ہے کہ اراضیات کہوتی خانگی کے قابضان اوپر بجز اسامیان غیر دخیلکار اراضیات مذکور کے اور کیا متصور ہوسکتے ہین ان جملہ وجوہ سے ہماری یہ راے ہے کہ جج ماتحت کی یہ تجویز صحیح تہی کہ چونکہ مدعی اب ۱۴ باقی حصہ کا کہوت تہا وہ بعد اجراے اطلاعنامہ باضابطہ کے مدعا علیہم نمبر ۱ تا ۳ کو مکانات کہوتی خانگی سے بیدخل کرسکتا ہے -

بعد اسکے یہ بحث کیہ ہے کہ حق مذکور پر اس امر کا کیا اثر ہوسکتا ہے کہ جب مدعی محض مرتہن ۱۴ باقی حصہ کا تہا اور قبل نیلام موسومہ امبر و دیگر کے جس نے بدست مدعی بیع کی چار قطعات ۸۰۷
مکانات خانگی کو ایک شخص بشوناتہہ نے خرید کیا تہا اور اوس نے مکانات مذکور سنہ ۱۸۶۳ء مین بہردست نارو اور بالاجی بیع کئے (صاحب جج ضلع نے یہ تحریر فرمایا کہ لگان پر دئے مگر یہ ظاہر غلطی کتابت ہے) جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ بشوناتہہ محض بنامیدار نارو اور بالاجی کا تہا مگر صاحب جج ضلع نے اسکے خلاف راے قایم کی اور یہ تجویز واقعاتی ہے جسمین ہم دست اندازی نہین کرسکتے - چونکہ حق راہنی اس جزو جایداد مرہونہ کا بشوناتہہ نے سنہ ۱۸۶۱ء مین خرید کیا تہا لہذا مدعی اور امبر و دیگر جبکہ اونہون نے سنہ ۱۸۶۶ء و سنہ ۱۸۶۷ء مین اوسکو خرید کیا مالک کل حصہ کے ہوگئے بجز ان چار مکانات کے جنپر رہن ہنوز قایم ہے - اس طرح پر نارو اور بالاجی جو بوجہ بشوناتہہ سے خریداری کی اپنے مرتہن سے وہی تعلق رکہتے ہین جو اونکا قبل بیع موسومہ بشوناتہہ کے تہا بلحاظ اس راے کے وے یہ عذر کرنے کے مستحق ہوسکتے ہین کہ وے جب تک کہ حصہ مناسب زر بالمقطع یعنی ۱۷ عہ کا بابت چار کہیتون کے واجب ہے ادا کرتے رہین کبہی بیدخل نہین ہوسکتے مگر جبکہ مدعی نے نالش نمبری ۵۵ سنہ ۱۸۶۸ء بنام نارو اور بالاجی کے دائر کی جس مین آخرکار یہ تجویز ہوئی کہ اقرارنامہ متعلقہ زر بالمقطع ختم ہوگیا اور یہ کہ نارو اور بالاجی اسامیان غیر دخیلکار تہے - اوس نے اوسی وقت نالش ہم قسم بنام بشوناتہہ (نمبری ۵۴ سنہ ۱۸۶۸ء) دائر کی اور یہ نالش آخرکار اوسی طرح پر فیصل ہوئی کہ جس طرح کہ نالش موسومہ نارو اور بالاجی

۱۸۹۶ء
بگھوناتھ راؤ
بنام
باسدیو

فیصل ہوتی تھی ایک نالش بعدمین جو بابت تمال ۹۰-۱۸۸۹ لغایت ۹۱-۱۸۹۰ء کے تھی (نالش نمبر ۵۰۵ سنہ ۱۸۹۲ء) مدعی نے اوسی مضمون کی ڈگری جیسی کہ پیشتر ہوئی تھی برضامندی حاصل کی بعدہ نالش نمبر ۵۰۹ سنہ ۱۸۹۵ء مین مدعی نے کل بیس ٹہکانات کے تمال کا بابت سنہ ۹۱-۱۸۹۰ء لغایت ۹۳-۱۸۹۲ء کے دعوی کیا اور صاحب جج ضلع نے مقدمہ مذکور مین یہ تجویز کی کہ بابت ان چار کہیتون کے مدعا علیہم نمبر الغایت ۵ تمال ادا کرین پس اب اقرارنامہ زربالمقطع بابت ان چار کہیتون کے ناقذ نہین ہے مدعی نے بنا اوسی فیصلہ صاحب جج ضلع کے بابت ۱۶ ٹہکانات کے اپیل کیا مگر مدعا علیہم نے بابت اون چار کہیتون کے کوئی عذرات تخالف پیش نہین کئے اس لئے اونکی بابت مدعا علیہم نمبر الغایت ۵ محض اسامیان غیر دخیلکار متصور ہوسکتے ہین مدعی جو کہوت ہے خواہ بحیثیت مرتہن یا خریدار کے بعد اجراے اطلاعنامہ باضابطہ کے اونکو بیدخل کر سکتا ہے نسبت اس امر کے کہ آیا مدعا علیہم نمبر الغایت ۵ اب نالش انفکاک رہن اون چار ٹہکانات کی کرسکتے ہین اور اس طرح وہ حیثیت کہوتان چار کہیت مابہ البحث کی پہر حاصل کر سکتے ہین ہمکو راے ظاہر کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

۷۸۱
ذکر فیصلہ مہتمم بندوبست مورخہ سنہ ۱۸۸۸ء کا کہ نارو اور بالاجی اور بشونا تہ اسامیان دخیلکار کہوتی خاصگی ٹہکانات کے تہے اور بحیثیت مذکور مستوجب ادا کرنے محض زربالمقطع کے تہے پیشتر ہوچکا ہے۔ مگر فیصلہ ہائیکورٹ معدودہ سنہ ۱۸۹۳ء مذکور بالا سے فیصلہ مہتمم بندوبست دربارہ حیثیت کے صریحاً منسوخ ہوگیا اور اوس سے خواہ مخواہ منسوخی فیصلہ متعلقہ لگان مطبوعہ اوسی کے لازم آتی ہے (دیکہو نظیر اجلاس کامل مقدمہ انناجی بنام انناجی (۱))

صرف ایک بحث نسبت حقوق دیگر مدعا علیہم واقع ٹہکانات مذکور کے باقی رہتی ہے صاحب جج ضلع نے جج ماتحت کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ دعوی مدعی پر یہ حقوق موثر نہین ہین اور ہم کوئی وجہ اختلاف کی اوس راے سے نہین دیکہتے ہین۔

بوجوہ مذکورہ بالا ہمکو فیصلہ صاحب جج منسوخ اور فیصلہ جج ماتحت بحال رکہنا چاہیئے مدعا علیہم نمبر الغایت ۳ بھی خرچہ مدعی نیز خود اپنا خرچہ کل عدالتون کا برداشت کرین دیگر مدعا علیہم اپنے خرچہ کل عدالتون کے متحمل ہون گے۔

ڈگری منسوخ کی گئی

(۱) سنہ ۱۸۹۶ء بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۰۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جج

سعد بن بشیر (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام باباجی وغیرہ (ابتدا مدعا علیہم) ریسپانڈنٹس — ۱۲ جون ۱۸۹۶ء منقول از ... انگریزی

رہن - نالش نیلام جائداد مرہونہ - آئین ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۵ ضمن ۳۳ - اقرار نامہ خاص — ۷۸۱

در سماعت

مدعی نے یہ نالش سنہ ۱۸۹۵ء میں بربنائے رہن نامہ مورخہ سنہ ۱۸۹۰ء واسطے دلا پانے باقی زر رہن بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ یا علی سبیل البدل واسطے قبضہ جائداد کے تا ادائے زر باقی دائر کی۔ رہن نامہ میں یہ شرط مندرج تھی کہ بصورت عدم ادائے سود منجانب راہن کے مرتہن قبضہ کرلے اور بعوض سود کے قابض رہے اور قبضہ مذکور اوس وقت تک قائم رہے کہ راہن اصل اور سود جو اوس وقت غیر مودی تھا ادا کرے۔ مرتہن نے قبضہ لیا ادا کرے

صاحب جج نے نالش اس تجویز سے ڈسمس کی کہ دعوے قبضہ میں تمادی عارض ہے اور دعوے نیلام جائداد نافذ نہیں ہوسکتا کیونکہ رہن نامہ میں ایک خاص اقرار مندرج ہے جس سے یہ مقدمہ ضمن (۳۳) دفعہ ۱۵ - آئین ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء سے خارج ہے۔ — ۷۸۲

برطبق اپیل منسوخی ڈگری **تجویز ہوئی** کہ دفعہ ۱۵ - آئین ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق نہیں ہے کیونکہ مرتہن کبھی قابض نہ تھا اور یہ کہ دعوی نفاذ کفالت رہن بذریعہ نیلام کے تمادی عارض نہیں ہے۔

اپیل بنا راضی فیصلہ ای - ایم پراٹ صاحب جج ضلع شعلہ پور -

سعد بن بشیر مدعی ایک نابالغ نے بذریعہ اپنے رفیق کالکٹر شعلہ پور کے یہ نالش سنہ ۱۸۹۵ء میں واسطے دلا پانے الـ ... زر باقی کے جو از روئے رہن نامہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۸۲ء نوشتہ باباجی بن ... مدعا علیہ متوفی نے موسومہ کرشنا اپاجی متوفی مدعی کے واجب تھا بابت حاللعدہ کے بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ دائر کی اور علی سبیل البدل واسطے قبضہ جائداد کے تا ادائے زر باقی واجب کے مستدعا کی۔ ترجمہ رہن نامہ مناط نالش کا حسب ذیل ہے۔

"رہن نامہ بنام کرشنا اپاجی ساہوکار انگریزی تگاہیت والی ... نوشتہ باباجی ولد ... پٹیل ...

... وجہ تحریر رہن نامہ ... رہن نامہ جو لکھا گیا حسب ذیل ہے"

"قرضہ سابق یافتنی آپ کا ہم سے حاللعدہ ہے اوسپر ہم سود بشرح ... فیصدی ماہواری ادا کرینگے اور جاری

* اپیل نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۵ء -

۱۹۲۶ء

سدو چرنیر بنام باباجی

جایداد موروثی سند مورہ ذیل رہن کیجاتی ہے۔

(تفصیل جایداد)

مگر جایداد موروثی مذکور ہمارے قبضہ میں پہلے سے ہے اور وہ بذریعہ رہن نامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء کے رہن رکھی گئی تھی۔ اب جدید اور سند سابق کا حساب کیا گیا اور رہن بطور کفالت مذکورہ کے عمل میں آیا لیکن انتظام اراضیات کا ہمارے ہاتھ میں رہیگا ہم اون سے آمدنی حاصل کرینگے اور آپ کا سود ہر سال پیشتر ادا کرینگے اور اگر کسی سال آپ کو ہمارے سود نہ ملے تو اوس صورت آپکو جایداد مرہونہ کا قبضہ دیگا اور اسکے بعد آپکو لگان سرکار ادا کرنا چاہئے اور بعوض سود کے منافع لیناچاہئے اسکے بعد ہم قبضہ لینگے اور فصل بعد اسکے کہ فصل اوس سال کی اوٹھ جاوے اور اوس وقت ہم زر اصل قرضہ اور باقی سود جو آپکے قبضہ و بیشتر واجب تھا ادا کرینگے اوس وقت تک ہمارا کوئی دعویٰ نسبت ان اراضیات کے نہ ہوگا ہم رسیدات زر وصول کی لینگے۔ یہ رہن نامہ برضاو رغبت ہمارے لکھا گیا مورخہ جیٹھ بدی ۱۳ سمبت ۱۹۱۸ ۷ اجون ۱۸۶۱ء۔

اپیلینٹ باباجی راہن نے یہ جواب دیا کہ اوسکو رہن کا کوئی علم نہ تھا اور صرف نصف حصہ جایداد مرہونہ کا اوسکا تھا اور اوسنے یہ استدعا کی کہ حساب معاملہ رہن کا بموجب ایکٹ دادرسی زراعان دکن ۱۸۷۹ء سے لیا جاوے۔

۷۸۲ آیا مدعا علیہ نمبر ۲ بھائی باباجی راہن نے حجت کی کہ چند سال پیشتر اراضیات مابین اوسکے اور اوسکے بھائی کے تقسیم ہوگئی تھیں اور نصف حصہ بوقت تقسیم اوسکو ملا تھا اور اوسپر رہن کی پابندی نہیں ہے اور یہ کہ دعویٰ میں جہانتک کہ اوسکے حصہ کو تعلق ہے تمادی عارض ہے۔

حاکم عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عنبار نوشتہ باباجی ثابت ہے لیکن وہ صرف اوسکے نصف حصہ پر مؤثر ہے اور یہ کہ قرضہ واجب الاداء بحالہ المدعی ہے لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ دعویٰ قبضہ میں تمادی عارض ہے اور یہ کہ بلحاظ شرائط رہن نامہ کے منشاء فریقین کا یہ تھا کہ جایداد نیلام نہ کیجاوے اور یہ شرط کہ مرتہن کا قبضہ اوس وقت تک قائم رہیگا کہ قرضہ بیباق نہو جاوے ایک معاہدہ خاص تھا اور یہ کہ چونکہ دستاویز میں کوئی وعدہ ادا نہ تھا اور نہ کوئی وقت ادا مقرر کیا گیا تھا۔ لہذا مدعی کسی چارہ کار کا جسکی استدعا اوسنے کی مستحق نہیں ہے اور دیکھو ضمن ۱۳ (۱) دفعہ ۱ آئین ۵ سنہ ۱۹۰۴ء

انتخاب تجویز حاکم موصوف کا حسب ذیل ہے۔

× × × یہ ثابت ہے کہ بوقت تحریر رہن نامہ باباجی مدعا علیہ نمبر ۱ اور اوسکا بھائی مدعا علیہ نمبر ۲ شامل تھے × × لیکن اونہوں نے بعد ازاں علیحدہ تقسیم کر لی اور اوسکا بھائی بیس سال سے زائد مالکیت جدا گانہ ہی کوئی شہادت ایسی نہیں ہے کہ باباجی نے

(۱) دفعہ ۱۔ آئین ۵ سنہ ۱۹۰۴ء مدعی نمبر ۳۔

(۲) عدم ہم سودوگی کسی اور نامہ خاص یا قانون رائج الوقت کے کوئی ایک فریق کسی وقت بعد رہن جایداد نالش بروئے ڈگری

کہ جایداد اوسکو بیباقی قرضہ میں صرف کرسکتا ہے اور زرقرضہ ادا کیجاوے ادا ہونیکے بعد واپس دیجاویگا۔

سنہ ۱۸۹۹ء

سدھیشر بنام باباجی

دستاویز بحیثیت مجموعی اور واسطے اغراض خاندان کے تحریر کی گئی اوسکی پابندی اوسکے بھائی پر ہو۔ لہذا رہن کی پابندی نصف حصہ جائداد پر جو مدعا علیہ نمبر ۲ یا اون لوگوں کے قبضہ میں ہے جو بذریعہ اوسکے قابض ہوئے ہیں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ زر رہن بعد دستاویز رہن نصف زر اصل اور نصف سود شامل ہے۔ رہن نامہ میں اقرار ادائے زر سود کا ہے اور یہ شرط ہے کہ بصورت عدم ادائے سود کے مرتہن قبضہ ۴۸۸ جائداد مرہونہ کا لے گا چونکہ مرتہن نے نفاذ اس چارہ کا نہیں فرمائی کی لہذا وہ حق سود ما بعد رہن کا نہیں ہے واسطے زر باقی واجب الوصول زر اصل کا مع کل بجز واسطے فیصلہ کے اس مقدمہ میں یہ ہے کہ آیا مدعی دادرسی اسے مقدمہ میں کسی ایک کا مستحق ہے یا نہیں۔ دعوی تجویز جائداد مرہونہ میں مسلما تمادی عارض ہے"۔

"دیگر چارہ کار مستدعیہ دلا پانا زر باقی کا بہ نیلام جائداد غیر مرہونہ ہے"۔

"دستاویز میں یہ مندرج ہے کہ جائداد مرقومہ میں رہن کنندگان نے اقرار ادا کرنے سود کا تاریخ ادائے معینہ سالانہ پر کیا ہے اور یہ شرط ہے کہ بصورت عدم ادائے مرتہن قبضہ کا اور بعوض سود کے قابض رہیگا اور شرط آخر یہ ہے کہ قبضہ مذکورہ اس وقت تک قائم رہے گا کہ راہن زر اصل اور سود جو اس وقت تک بر سر ہی ہتا جبکہ مرتہن نے قبضہ لیا ادا کرے۔

"پس صریحاً کسی فریق کا یہ منشا نہ تھا کہ جائداد نیلام کرائی جائے۔ یہ شرط کہ قبضہ مرتہن تا ادائیگی قرضہ کے قائم رہے گا ایک معاہدہ خاص ہے جس سے مقدمہ متعلق دفعہ ۶۸ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے خارج ہو جاتا ہے۔ دستاویز میں کوئی وعدہ ادا نہیں ہے اور کسی وقت اور کسی طریقہ سے مدعی دادرسی پانے اس مقدمہ میں سے کسی کا مستحق نہیں ہے"۔

مدعی نے اپیل کیا۔

باسدیو بی کرتیکار وکیل سرکار از جانب اپیلانٹ ادعی۔ صاحب جج نے یہ تجویز کر کے کہ فریقین کا یہ منشا نہ تھا کہ جائداد مرہونہ نیلام کرائی جائے دستاویز رہن نامہ کی غلط تعبیر کی ہے۔ دفعہ ۶۸ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے متعلق نہیں ہے کیونکہ ہم جائداد مرہونہ پر قابض نہیں ہو سکتے۔ فیصلہ مذکور مقدمہ بالا اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی خاص شرط دستاویز میں نہیں ہے کہ جائداد واسطے وصول ہمارے قرضہ کے نیلام نہ کرائی جائے گی۔ مرتہن کو حق وصول کرنے اپنے زر رہن کا بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے حاصل ہے۔ مقدمات سونی رام بنام وشنو (۱) و وکنیش بنام نارائن (۲) و مہادا جی بنام جمنی (۳) و وتو بنام وشنو (۴) و جسونت بنام وٹھل (۵) ملاحظہ طلب۔

ہم اپنے دعوی پر بمقابلہ جائداد مقبوضہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے اصرار نہیں کرتے۔

منجانب ریسپانڈنٹان (مدعا علیہم) اسکے کوئی حاضر نہیں ہوا۔

جسٹس صاحب چیف جسٹس۔ یہ نالش مدعی نے واسطے نفاذ کفالت رہن کیا اور امر اول جسپر غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا دعوی میں تمادی عارض ہے یا نہیں۔ صاحب جج ضلع شعلا پور بیجا پور نے اس امر کا فیصلہ اپیل میں اس بنا پر کیا کہ چارہ کار مدعی صرف نالش قبضہ ہے۔ ۴۸۹

(۱) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۳ صفحہ ۰۰ (۲) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۹۳ (۳) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۰۴

(۴) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۰۴ (۵) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۶

سنہ ۱۸۸۹ء

سید محمد مشرف
بنام
بابا جی

منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی گئی کہ یہ فیصلہ غلط ہے اور یہ کہ مدعی مستحق نفاذ اپنی کفالت کا بذریعہ نیلام کے ہے۔ ہماری رائے مین یہ بحث صحیح ہے۔

بلحاظ تاریخ رہن ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) متعلق نہین ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا کہ دفعہ ۱۵ آئین ۵ سنہ ۱۸۷۹ء مقدمہ سے متعلق ہے اور اوس قیاس پر حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ ایک اقرار خاص تہا کہ جس سے مقدمہ ضمن ۳ دفعہ مذکور سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہم اس امر سے اتفاق نہین کرتے۔ اگر دفعہ مذکور متعلق ہوتی تو بہی ہم یہ خیال کرتے ہین کہ کوئی ایسا اقرار نہ تہا۔ لیکن سوائے اسکے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کا کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ مرتہن کبہی قابض نہ تہا۔ لہذا ہم مطابق فیصلہ جات سابق عدالت ہذا کے جنکی طرف ہماری توجہ مائل کی گئی ہے یہ تجویز کرتے ہین کہ مدعی مستحق نفاذ اپنی کفالت کا بذریعہ نیلام کے ہے اور اس وجہ سے اوسکا دعوی ممنوع نہین ہے۔

وکیل سرکار نے جو منجانب مدعی حاضر ہوا یہ تسلیم کیا کہ وہ تائید دعوی نیلام کل جایداد کی نہین کر سکتا اور اس لئے ڈگری اوس نصف حصہ پر موثر نہو گی جو بقبضہ مدعا علیہ نمبر ۲ یا اون اشخاص کے ہے جو اوسکے ذریعہ سے قابض ہین

صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ زر باقی واجب صما للعہ ہے اور چونکہ اس امر کی صحت کی نسبت ہمارے روبرو اعتراض نہین کیا گیا لہذا ہم تجویز حاکم موصوف مین نسبت امر مذکور کے دست اندازی نہین کرتے

عدالت اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو فسخ اور ڈگری بحق مدعی بابت صما للعہ اور خرچہ عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے جو بذریعہ نیلام نصف حصہ جایداد مرہونہ مقبوضہ مدعا علیہ نمبر ۱ یا اون اشخاص کے جو بذریعہ اوسکے قابض ہین اوس صورت مین وصول کیا جائیگا کہ زر مذکور اور خرچہ اندر چہ ماہ کے تاریخ ڈگری عدالت ہذا سے ادا نکیا جائے صادر کرتی ہے

ڈگری منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانادے صاحب جسٹس

۱۲ جون ۱۸۹۹ء
صفحہ کتاب انگریزی ۷۸۶

کلیان داس (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام تلسی داس (ابتداءً مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ*

حکم امتناعی - روشنی و ہوا - حق آسائش - ہرجہ - عملدرآمد جس صورت میں کہ ہرجا مقدار مضر حکم امتناعی واجب نہ ہو

مدعی نے نالش حکم امتناعی دائمی بدین استدعا دائر کی کہ مدعا علیہ کو ایسی عمارت کی تعمیر سے ممانعت کیجاوے کہ جو روشنی اور ہوا کے مکان مدعی میں پہونچنے کی مانع ہو - عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ گو مکان مدعی کی روشنی و ہوا میں بوجہ عمارت مدعا علیہ کے کمی قابل حس واقع ہوئی مگر اس سے ایسا نقصان اہم پیدا نہیں ہوا جس سے حکم امتناعی جائز سمجھا جاوے اور عدالت موصوف نے اس رائے سے نالش بلا خرچہ ڈسمس کی کہ مدعی کا چارہ کار اگر کوئی تھا نالش ہرجہ تھی -

تجویز ہوئی کہ عدالت ماتحت کا حکم امتناعی عطا نکرنا صحیح تھا مگر بجائے ڈسمس کرنے نالش کے اور مدعی کو دیگر نالش ہرجہ کی ہدایت کرنے کے عدالت موصوف کو خود ہدایت تحقیقات کرنے کی نسبت ہرجہ کے جو مدعی کا اوسکے مکان میں کم روشنی اور ہوا آنے سے ہوا کرنی چاہیئے تھی

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ای ایچ موسکارڈی صاحب جج ضلع سورت

نالش حکم امتناعی - مدعی نے نالش حکم امتناعی دائر کی کہ مدعا علیہ کو انہدام اوس عمارت کی ہدایت ہو جو وہ ایک قطع اراضی افتادہ متصل مکان مدعی پر تعمیر کرا رہا ہے اور اوس کو عمارت مذکور کی تعمیر سے ممانعت ہو اور یہ بیان کیا کہ بوجہ عمارت مذکور کے آمد روشنی اور ہوا میں جس سے مدعی بذریعہ اپنے مکان کی کھڑکیوں کے جو اراضی افتادہ مذکور کی طرف تھیں ۲۰ برس سے زیادہ عرصہ سے بلا مزاحمت مستفید ہوتا رہا ہے کمی اہم واقع ہوئی ہے

جج ماتحت نے حکم امتناعی صادر کیا

برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے دعوی مدعی کو اس تجویز سے نامنظور کیا کہ واسطے

* اپیل خاص نمبر ۶۰۲ سنہ ۱۸۹۰ء

سنہ ۱۸۹۹ء

کلیان داس بنام تلسی داس

اجرائے حکم امتناعی کے دعوی کافی طور پر ثابت نہیں ہوا۔ وجوہ حاکم موصوف حسب ذیل ہیں
"امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا کمی روشنی اور ہوا جو بوجہ عمارت مدعا علیہ کے واقع ہوئی ایسی عظیم ہے کہ
جسکی وجہ سے اجرائے حکم واسطے انہدام عمارت مذکور کے جائز ہو
مین اس امر کو نفی مین تجویز کرتا ہون۔ اس بارہ مین بمقدمہ گنگشام بنام مورو بابا (۱) قاعدہ
مندرج ہے اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ واسطے جواز حکم انہدام عمارت کے اس بنا پر
کہ اوسکی وجہ سے عمارت دیگر مین روشنی اور ہوا کے پہونچنے مین خلل واقع ہوتا ہے یہ ثابت کرنا
کافی نہیں ہے کہ عمارت آخر الذکر کی روشنی اور ہوا مین کمی قابل حس ہوئی بلکہ یہ ثابت کرنا چاہیے کہ
نقصان کثیر اور واقعی اور اہم ہوا اور یہ کہ عمارت آخر الذکر اوس غرض کے ناقابل ہوگئی کہ
جسکے لیے معقول طور پر اوسکے استعمال کیے جانیکی امید ہوسکتی تھی۔ مین نے عمارات متنازعہ کا
خود معائنہ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ باطلاق اصول مذکور حکم امتناعی کی کوئی وجہ نہیں ہے عمارت
جسکی نسبت شکایت کی گئی ایک قسم کی منزل چوبی یا دو بالاخانے ایک دوسرے پر ہین جو بجانب
مغرب (کہ اوس جانب عمارت مذکور بالکل قریب مکان مدعی کے بلکہ واقعی اوسکے متصل ہے)
اور بجانب مشرق یعنی اوسکی دوسری طرف بالکل کشادہ ہین۔ جو روشنی پہلی اور دوسری منزل کی
کھڑکیون میں پہونچ آتی ہے اوسمین بوجہ اون دو بالاخانون کے جو اوسکے اوپر بنے ہوئے ہین کسیقدر
کمی واقع ہوگئی مگر اس قدر نہیں کہ جو ناگوار ہی ہو۔ پہلی منزل کی دیوار کے دو چھوٹے سوراخ جو خاص
واسطے آمد و رفت ہوا کے تھے جہانتک اون سے آمد روشنی متعلق ہے بند ہوگئے۔ مگر اون مین
سے ہوا ہنوز بلا روک آتی ہے۔ اور یعنی منزل دوم کی کھڑکی کے سامنے مدعا علیہ کے منزل چوبی کا
اوپر کا بالاخانہ آگیا ہے اور اوس مقام پر روشنی مین کمی قابل حس واقع ہوگئی مگر کمرہ کا بالکل تاریک
ہونا یا جن کامون مین وہ عموماً استعمال کیا جاتا تھا اونکے ناقابل ہونا نہیں کہا جاسکتا ہے۔
نیچے کے بالاخانہ سے مدعا علیہ اور اوسکے اہل خاندان مدعی کے نیچے کے درجہ کی کھڑکی کے قریب
پہونچ سکتے ہین اور اوسکے مکان کے اندر صاف طور پر دیکھ سکتے ہین اور یہ بات مدعی کو بلاشک
سخت ناگوار ہے۔ مگر یہ وجہ نہیں ہے کہ جسکی بنا پر حکم امتناعی کی استدعا کی گئی ہے۔ لہذا میری رائے
ہے کہ دعوی حکم امتناعی کا ثابت نہیں کیا گیا کیونکہ گو روشنی اور ہوا عمارت مدعی کی قابل حس کم ہوگئی
ہے تاہم ایسا بڑا اور واقعی اور اہم نقصان نہیں ہوا کہ جس سے صادر کرنا حکم امتناعی کا جائز ہو اور
نہ عمارت مدعی کسی ایسے کام کے ناقابل ہوگئی ہے کہ جسمین اوسکے مستعمل ہونے کی معقول طور پر

(۱) پنجہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۴ سنہ ۱۸۹۳ع

۱۸۹۹ء

کلیان داس بنام تلسی داس

امید کیجا سکتی تھی۔ مدعی کا چارہ کار اگر کچھ ہو بذریعہ نالش ہرجہ کے ہے"
"میں ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور دعوی مدعی کو نامنظور کرتا ہون۔ کل خرچہ ذمہ مدعی کے عاید ہو"۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل دوم کیا۔

نگن داس تلسی داس منجانب اپیلانٹ

این وی گوکھلے منجانب رسپانڈنٹ

پارسنس صاحب جسٹس۔ صاحب جج ضلع نے مقدمہ ہذا مین حکم امتناعی جاری نکرنے کے وجوہ معقول اور کافی تحریر کیے ہین مگر حاکم موصوف نے نالش مع خرچہ ڈسمس کرنے اور مدعی کو واسطے دلاپانے زرہرجہ بابت اوس تاریکی کے جو حاکم موصوف نے مکان مدعی مین روشنی اور ہوا کے پہونچنے مین تجویز کی نالش دیگر کی ہدایت کرنے مین غلطی کی یہ عدالت کے اختیار مین ہے کہ جب وہ حکم امتناعی کے عطا کرنے سے انکار کرے تو بطریق ہرجہ داد رسی عطا کرے اور عدالت ہاے انگلستان کا یہ عملدرآمد ہے کہ ہدایت تحقیقات ہرجہ کی کی جاتی ہے گو اوسکی استدعا عرضی دعوی مین نہ کی گئی ہو۔ مقدمہ لیڈی اسٹیلی آف الیڈرلی آف ارل بنام شروزبری (۱) ملاحظہ طلب مقدمہ ہذا مین عرضی دعوی مین حکم امتناعی یا ایسی دیگر داد رسی کی استدعا تھی جسکا عطا کرنا عدالت مناسب تصور کرے۔ لہذا مقدمہ ہذا مقدمہ کیٹن بنام وایلڈ (۲) کے مشابہ ہے جس مین ڈگری مین یہ تحقیق کرنے کی ہدایت کی گئی تھی کہ مدعی کا کس قدر ہرجہ ہوا ۸۸۸

ہم حاکم عدالت اپیل ماتحت کو شہادت لینے اور نسبت امر تنقیح طلب کے تجویز کرنے کی ہدایت کرتے ہین یعنی

بابت اوس ضرر کے جسکی شکایت کی گئی ہے اور جو ثابت تجویز ہوا ہے مدعی مدعا علیہ سے کس قدر زرہرجہ کے دلاپانے کا مستحق ہے اور عدالت ہذا مین دو ماہ کے اندر اوسکے ارسال کرنے کی ہدایت کرتے ہین۔

(۱) رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۹ (سنہ ۱۸۷۵ء) (۲) رپورٹ بیون صاحب جلد ۳۱ صفحہ ۴۶۶ (سنہ ۱۸۶۳ء)

صیغہ استصواب فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرِ ہند بنام دابہائی کابہائی*

۲۲- جون ۱۸۹۹ء

صفحہ کتاب انگریزی ۷۸۸

ایکٹ نمک (ایکٹ بمبئی ۲ سنہ ۱۸۹۰ء) دفعہ ۴۷ (الف) (۱)- قبضہ مین رکھنا نمک کے پانی کا بہ نیت بنانے نمک کے۔

محض قبضہ مین رکھنا نمک کے پانی کا اس نیت سے کہ اوس سے نمک بنایا جاے کوئی جرم حسب ایکٹ نمک بمبئی (ایکٹ بمبئی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء) کے نہین ہے

استصواب منجانب مسٹر کے این کبراجی مجسٹریٹ ضلع کیرا حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء)

ملزم پر مجسٹریٹ درجہ سوم بورساد نے جرم دفعہ ۴۷ (الف) ایکٹ بمبئی ۲ سنہ ۱۸۹۰ء ثابت قرار دیا تھا اور اوسکی نسبت حکم سزاے جرمانہ کا بابت رکھنے نمک کے پانی کے اپنے قبضہ مین واسطے بنانے نمک کے صادر کیا۔

۷۸۹ اوس شہادت سے جو خلاف ملزم کے تہی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ نمک کا پانی اوسکے مکان مین پایا گیا تھا اور اوس نے یہ تسلیم کیا تھا کہ اوسکا ارادہ اس پانی سے نمک بنانے کا تھا لیکن واقع مین کوئی نمک نہین بنایا گیا تھا۔

صاحب مجسٹریٹ ضلع کی یہ راے تہی کہ جرم بلا اجازت کے نمک بنانے کا مکمل نہ تھا اور محض نیت نمک بنانے کی بموجب ایکٹ کے قابل سزا نہین ہے

پس صاحب مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ ہائیکورٹ کو ارسال کیا۔

استصواب مذکورہ واسطے فیصلہ کے روبرو پارسنس صاحب جسٹس ورانادے صاحب جسٹس کے پیش ہوا

---

* استصواب فوجداری نمبر ۹۶ سنہ ۱۸۹۹ء (۱) دفعہ ۴۷ (الف) ایکٹ بمبئی ۲ سنہ ۱۸۹۰ء مین حسب ذیل حکم ہے "جو کوئی شخص بخلاف ورزی اس ایکٹ کے یا کسی قاعدہ یا حکم منضبطہ حسب ایکٹ ہذا کے یا کسی لیسنس یا اجازت کے جو بموجب اس ایکٹ کے حاصل کیا گیا ہو نمک بناے یا علیحدہ کرے یا باہر کو لانے کی سعی کرے تو وہ بابت ہر ایسے جرم کے سزاے جرمانہ جو صہ روپیہ تک ہو سکتی ہے یا قید جسکی میعاد چھ ماہ تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائین و یجانے کی"

۱۸۹۹ء

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند بنام دابھالی کا بھائی

ملزم یا سرکار کی جانب سے کوئی حاضر نہیں ہوا

پارسنس صاحب جسٹس۔ مجسٹریٹ ضلع کی رائے صحیح ہے قبضہ میں کسی نمک کے پانی کا اس نیت سے ہی کہ اوس سے نمک بنایا جاوے بموجب ایکٹ نمک بمبئی ۱۸۹۰ء کے جرم قرار نہیں دیا گیا ہے۔ پس ہم تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرتے ہیں اور یہ حکم دیتے ہیں کہ جرمانہ واپس کیا جاوے۔

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۹ء ۲۶ جون

صفحہ کتاب انگریزی ۹۰۰

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینیڈی صاحب جسٹس

لکشمی بائی و یک کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہما) اپیلانٹان بنام

سرسوتی بائی و یک کس دیگر (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان *

دہرم شاستر۔ تبنیت بجانب بیوہ کلان۔ قابلیت بیوہ تبنی کرنے کی۔ امتناع معنوی بصورت نہونے امتناع صریح کے رضامندی شوہر بابت تبنیت بجانب اوسکی بیوہ کے ہمیشہ مفہوم ہونی چاہیے۔

امر امتناع معنوی ایک استنباط قانونی واقعات مجوزہ سے ہے اور عدالت مجاز ہے کہ اوسکی صحت کی تحقیقات اپیل دوم میں کرے

تجویز ضمنی اختلاط بمبئی میں یہ حق بیوہ کا کہ تبنی کرے ذاتی ہے اور محض حق مفوضہ نہیں ہے

تجویز ضمنی۔ بصورت نہونے ممانعت صریح شوہر کے بیوہ کا اختیار تبنیت میں دینے اور لینے کا مساوی اختیار شوہر کے ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر وامن ایم بوڈاس جج ماتحت درجہ اول ضلع پونہ

باختیارات اپیل مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب ایم دوت راسے جج ماتحت پندہرپور ۷۹۰

نالش منسوخی تبنیت

اپریل ۱۸۸۸ء میں ایک شخص رام چندر بلا چھوڑنے پسر کے فوت ہوا لیکن دو بیوگان یعنی لکشمی بائی (مدعا علیہا نمبر ۱) اور سرسوتی بائی (مدعیہ) اور ایک لڑکی مسماۃ متھرا بائی دختر سرسوتی بائی چھوڑ کر فوت ہوا۔

* اپیل دوم نمبر ۷۰۹ سنہ ۱۸۹۸ء

۱۸۹۹ء

لکشمی بائی
بنام
سرسوتی بائی

ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء مین دونون بیوگان نے جایداد ایکناتھ کی تقسیم کی اور ہر ایک نے نصف حصہ لیا۔

جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مین لکشمی بائی نے ایک شخص گنیش (مدعا علیہ نمبر ۲) کو متبنی کیا اور برطبق اسکے سرسوتی بائی اور اوسکی دختر تھرا بائی نے یہ نالش واسطے منسوخی تبنیت اور واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ لکشمی بائی کو صرف حق حین حیاتی نصف حصہ جایداد مین جو اوسے تقسیم مین بائی حاصل ہے اور یہ کہ گنیش (اوسکے پسر متبنی منظورہ) کو کوئی حق مطلقاً جایداد مین نہین ہے۔

مدعیان نے یہ بحث کی کہ تبنیت بوجوہ ذیل ناجائز ہے

(اول)۔ یہ کہ لکشمی بائی (مدعا علیہا نمبر ۱) کو نہ صرف کچھ اختیار تبنیت کرنیکا اپنے شوہر سے حاصل تھا بلکہ اوسکو تبنیت کرنیکی ممانعت کی گئی تھی

(دوم)۔ یہ کہ سماۃ مذکور نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کیا تھا اور بطور امر واقعی اوس سے ۲۰ برس تک علحدہ رہی

(سوم)۔ یہ کہ اختیار تبنیت ایکناتھ شوہر متوفی نے سرسوتی بائی (مدعیہ) کو دیا تھا

(چہارم)۔ یہ کہ بوقت تبنیت لکشمی بائی کا سوندان نہین ہوا تھا

(پنجم)۔ یہ کہ گنیش پسر متبنی لکشمی بائی سے جس نے اوسکو متبنی کیا تھا بڑا تھا

(ششم)۔ یہ کہ لکشمی بائی کو نصف جایداد شوہر متوفی کی اس شرط صریح پر ملی تھی کہ وہ متبنی نکریگی

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ جب تقسیم جایداد ایکناتھ کی مابین دو بیوگان کے کی گئی یہ اقرار نہین کیا گیا تھا کہ لکشمی بائی متبنی نکریگی اور تبنیت بوجہ نہونے سوندان لکشمی بائی کے ناجائز نہین ہے اور سرسوتی بائی (مدعیہ نمبر ۱) کو ایکناتھ نے متبنی کرنے کا صریحاً اختیار نہین

۷۹۱ دیا تھا اور لکشمی بائی کو متبنی کرنیکی صریحاً ممانعت نہین کی گئی تھی اور گنیش لکشمی بائی سے بڑا نہ تھا لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ بوجہ اس امر کے کہ لکشمی بائی بہت عرصہ تک اپنے شوہر سے علحدہ رہی تھی اور اوسکے ساتھ برتاؤ محبتانہ نہین رکھتی تھی سماۃ مذکورہ تبنیت جائز کرنے سے ممنوع تھی لہذا حاکم موصوف نے تبنیت کو ناجائز قرار دیا۔

برطبق اپیل منجانب مدعا علیہم صاحب جج نے ڈگری کو اس تجویز سے بحال رکھا کہ مفتیان

۱۸۹۹ء
لاکشمی بائی بنام سرسوتی بائی

بیوہ متبنی کرنیکا ذاتی نہیں ہے بلکہ مفوضہ اوسکے شوہر کا ہے اور یہ کہ بلحاظ حالات اس مقدمہ کے تفویض اختیار مذکور مستنبط نہیں ہوسکتی۔

مدعا علیہم نے اپیل دوم پیش کیا

مسٹر سٹرنج مع بالکرشن این بہا جیکر منجانب اپیلانٹان (مدعا علیہم)۔ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ اختیار بیوہ متبنی اخذ کرنیکا بدرجہ اقل احاطہ بمبئی میں اختیار مفوضہ نہیں ہے بلکہ ایک حق ہے جو مسماۃ مذکور کو استحقاقاً بوجہ زوجہ یعنی پتنی ہونے کے حاصل ہے۔ بلاشک یہ اختیار مثل جملہ دیگر اختیارات مسماۃ مذکور کے تابع فرض اعلیٰ مسماۃ مذکور کے ہے یعنی فرض بجا آوری تعمیل احکام اور خواہشات اپنے شوہر کے یہ فرض ہے کہ جس سے بنسبت عمل میں لانے اس اختیار کے بلا اجازت اپنے شوہر کے زمانہ حیات اپنے شوہر میں ممانعت ہے۔ مقدمہ رائن بنام ناتا منوہر (۱) ملاحظہ طلب۔ لیکن جیسا کہ دہرم شاستر مولفہ منڈلیک صاحب صفحہ ۷۵) میں صاف طور پر یہ تحریر ہے کہ گو شوہر زندہ ہی ہو اگر وہ ضعیف بوجہ عمر یا اور طور پر ناقابل استعمال اپنے اختیار کے ہوجاوے تو خود مسماۃ بلا انتظار اوسکی اجازت کے متبنی کرسکتی ہے۔ بعد اوسکی وفات کے بجز اس کے کہ اوس نے اپنی خواہش بالفاظ یا بہ طریق عمل ظاہر کی ہو کہ مسماۃ مذکور متبنی نکرے تو اوس کو ہمیشہ استحقاق متبنی کرنیکا حاصل ہے۔ یہ تجویز ہوچکی ہے کہ بیوہ نابالغ متبنی کرسکتی ہے۔ مقدمہ بھیل نبدرا بنام بھیل منی لال (۲) ملاحظہ طلب پس علاوہ بریں جبکہ چند بیوگان ہوں تو صرف بیوہ کلان متبنی کرسکتی ہے اور جیسا کہ مقدمہ بیداجی راؤ بنام رام راؤ (۳) میں ظاہر کیا گیا ہے ترجیح اس امر پر مبنی ہے کہ صرف بیوہ کلان پتنی ہوتی ہے اور اس طور پر ترجیحاً مستحق حقوق متعلقہ حیثیت مذکور کی ہے۔

[جسٹس صاحب چیف جسٹس۔ جب کہ زوجہ یا بیوہ متبنی کرے تو وہ کس کے لئے متبنی کرتی ہے اپنے لئے یا اپنے شوہر کے لئے؟]

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ بحث اس شکل میں پیدا نہیں ہوتی کیونکہ دہرم شاستر میں شوہر اور زوجہ ایک متصور ہوتے ہیں زوجہ اور شوہر کا ایک ہونا ایک اصول مستند نہ صرف شاستر اکا بلکہ کل دہرم شاستر کا ہے۔ مقدمہ گوجا بائی بنام شری منت شاہاجی راؤ (۴)

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ (۱۸۶۵ء)
(۲) بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۹۵ (۱۸۹۰ء) (۳) بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۰ بصفحہ ۱۹۶ (۱۸۸۸ء)

(۴) رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱۱۴ بصفحہ ۱۲۱ (۱۸۹۲ء)

۱۸۹۹ء

لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی

ملاحظہ طلب ہیں جب اشوہر متبنی کرتا ہے تو وہ واسطے مسماۃ کے متبنی کرتا ہے اور جبکہ زوجہ یا بیوہ متبنی کرتی ہے تو وہ واسطے شوہر کے اور خود اپنے لیے بھی متبنی کرتی ہے اس امر سے کہ شوہر کو ہر وقت اختیار رہے کہ زوجہ کو ہمیشہ کے لیے اختیار متبنی کرنے سے محروم کرے یہ ضرورتاً مستنبط نہیں ہوتا کہ اختیار شوہر کو اور نہ زوجہ کو حاصل ہے یہ صرف ایک تعمیل اوس تعمیل حکم کی ہے جو زوجہ پر اپنے شوہر کی مطابق دہرم شاستر کے لازم ہے یہ صاف طور پر از روے اوس قانون کے جواب نسبت اختیار بیوہ کسی شریک کے طے ہو چکا ہے ثابت ہے مقدمہ وٹھو بنام بابو (۱) ملاحظہ طلب

[جسٹس صاحب چیف جسٹس۔ بیوہ وارث ناقابل کی کیا کیفیت ہے۔ کیا وہ متبنی کر سکتی ہے]

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ کر سکتی ہے۔ بیشک ایسا پسر متبنی وہ حصہ نہ پاویگا جو پسر کو اوس صورت میں ملتا کہ اوس میں ناقابلیت نہ ہوتی لیکن یہ ناقابلیت ایسے پسر متبنی کی باین وجہ ہے کہ عدالت نے اصول قانون جایداد کو قانون تبنیت میں مخلوط کیا ہے کہ جو بر جب دہرم شاستر کے ایک قسم کا آئین مذہبی ہے۔ فیصلہ اجلاس کامل صادرہ مقدمہ رام چندر بنام سو بجی نانابھائی (۲) سے جو نسبت غرض بیوہ متعلقہ تبنیت کے ہے کل شبہات نسبت اس امر کے رفع ہو جاتے ہیں اور ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جہان تک احاطہ بمبئی کو تعلق ہے اختیار بیوہ متبنی کرنیکا خاص اوسی کا ہے اور نہ اختیار مفوضہ

اگر وہ راے جسپر ہمکو استدلال ہے منظور نہ بھی کیجاسے تاہم واقعات مقدمہ حال سے کوئی امتناع معنوی مستنبط کرنا ناممکن ہے۔ صاحب جج نے مقدمہ دونا بنام راد بائی (۳) پر استدلال کیا ہے۔ لیکن واقعات مقدمہ مذکور کلیتاً مختلف

[جسٹس صاحب چیف جسٹس۔ کیا بحث امتناع معنوی بحث واقعاتی نہیں ہے اور کیا تجویز صاحب جج کی نسبت اوسکے ہم پر اپیل دوم میں قابل پابندی

امتناع معنوی ایک بحث مخلوط قانون اور واقعات کی ہے اور واقعات مجوزہ سے وہ مستنبط ہوتی ہے اور عدالت ہذا کو اختیار دیکھنے کا ہے کہ آیا استنباط جو کیا

(۱) بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ (سنہ ۱۸۸۱ء) (۲) بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۸ (سنہ ۱۸۸۷ء)

(۳) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ

۱۸۹۹ء
لکشمی بائی
بنام
سرسوتی بائی

۷۹۳ گیا مطابق قانون کے ہے یا اور طرح کا۔ مدعیان نے بعد وفات شوہر ہمکو نصف جائداد دینے سے یہ تسلیم کیا کہ ہماری حیثیت بیوی کی ہنوز قائم ہے اور جب کہ ایسی صورت ہے تو ہمکو عمل مین لانے اختیار تبنیت کا جو لازمہ حیثیت مذکور ہے حاصل تھا۔

نراین جی چند اور کر منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان)۔ ہم انکار نہین کرتے کہ احاطہ بمبئی مین بیوہ کو ہمیشہ اختیار تبنیت بصورت نہونے امتناع شوہر صریح یا معنوی کے حاصل ہے مقدمہ حال مین صاحب جج نے بعد کل حالات پر باحتیاط غور کرنے کے یہ تجویز کی کہ امتناع معنوی تھی اس امر کا فیصلہ کہ کسی مقدمہ خاص مین امتناع معنوی ہے یا نہین بلحاظ حالات مقدمہ ہونا چاہیے اور یہ ایک امر واقعاتی ہے۔ مقدمہ حال مین اوس بیان مفصل سے جو صاحب جج نے اون حالات کا تحریر کیا جو احمد نگر مین بوقت علیحدہ ہونے مدعا علیہا کے اپنے شوہر سے واقع ہوئے تھے کوئی شبہ اسمین باقی نہین رہتا کہ مسماۃ مذکورہ نے کل تعلق اپنے شوہر سے ترک کیا تھا۔ اندرین حالات وہ استنباط جو حاکم عدالت نے جو خود برہمن ہے بابت امتناع معنوی کے کیا نہایت معقول ہے اور اب اوسمین دست اندازی نہین کیجا سکتی۔ یہ استنباط کرنا بیجا ہوگا کہ شوہر نے اپنی بیوہ کو جو اپنی طفولیت مین تھوڑے عرصہ بعد شادی کے اوس سے علیحدہ ہوگئی اور جس نے کبھی اوسکے پاس عرصہ چالیس سال مین اوسکی زندگی مابعد مین واپس آنے کی پرواہ نہ کی ہدایت تبنیت کرنے کی بسر کی خود اپنے جیتے جی حالت مین کی کہ اوسکی ایک اور زوجہ تھی جو ہمیشہ اوسکے ساتھ رہتی تھی اور جس سے اوسکے ایک دختر پیدا ہوئی تھی۔ ہم یہ عرض کرتے ہین کہ ان حالات سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امتناع معنوی منجانب شوہر تھی۔

مسٹر منسٹلر نے جواب دیا۔ نسبت امتناع معنوی کے صرف یہ ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ مابین زوجہ اور شوہر کے کچھ محبت نہ تھی یہ ثابت کرنا ضرور ہے کہ شوہر نے اس امر کا خیال کیا اور اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ زوجہ مذکورہ تبنیت نہ کرے۔ بمقدمہ رام جی بنام گھماؤ (۱) بلا خوف طلب

جسٹس صاحب چیف جسٹس۔ مدعیان نے یہ نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ تبنیت گنیش ایکنا ناتھ کرلاگی (مدعا علیہ نمبر ۲) کی منجانب لکشمی بائی (مدعا علیہا نمبر ۱) کے بلا اختیار اور ناجائز ہے۔ تبنیت مابہ النزاع کو مدعا علیہا نمبر ۱ نے بحیثیت بیوہ کلان ایکنا ناتھ
۷۹۴ رام چندر کرلاگی کے کیا تھا۔ اور مدعیان نے جو بیوہ خورد اور اوسکی دختر ہین اس بنا پر اعتراض

(۱) بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۹۸ لغایت ۵۰۳ (۱۸۸۲ء)

۱۹۰۹ء
لکشمی بائی
بنام
سرسوتی بائی

کیا ہے کہ مدعا علیہا نمبر ا بوجہ امتناع معنوی شوہر متوفی کے متبنی کرنیکے قابل نہ تھی جہانتک کہ اپیل ہذا کو تعلق ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ لکشمی بائی بحیثیت بیوہ کلان بعدم موجودگی امتناع کے متبنی کر سکتی تھی اور امر تصفیہ طلب صرف یہ ہے کہ آیا کوئی ممانعت مفہوم ہو سکتی ہے یا نہیں جبکہ مسلسل کوئی ممانعت ظاہر نہیں کی گئی ہے ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے اس امر کی تجویز اثبات میں کی لیکن ہمارے روبرو منجانب اپیلانٹان یعنی بیوہ کلان اور اوس لڑکے کے جسکا اوس نے متبنی کرنا ظاہر کیا ہے یہ بحث کی گئی ہے کہ یہ تجویز اون استنباطوں پر مبنی ہے جو از روے واقعات صحیح نہیں ہیں اور یہ کہ اسوجہ سے ہمکو یہ جائز ہے کہ بذریعہ اپیل دوم بھی اوسکی صحت کی نسبت تحقیقات کریں۔ بمقابلہ اسکے رسپانڈنٹان نے اس امر پر اصرار کیا کہ اس تجویز کی نسبت اس عدالت میں اعتراض نہیں ہو سکتا اور وہ بہرحال صحیح ہے

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کے تصفیہ میں کہ آیا ناقابلیت بیوہ کلان کی اون واقعات سے جو عدالت ماتحت نے تجویز کئے ہیں نظر بحالات اس مقدمہ کے نتیجہ ہوتی ہے یا نہیں معاملہ استنباط قانونی داخل ہے اور اسوجہ سے بطور مناسب اپیل دوم میں بھی ہم اوس پر لحاظ کر سکتے ہیں۔ ہمارے روبرو منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی گئی ہے کہ اختیار بیوہ متبنی کرنیکا کسی تفویض پر منجانب اپنے شوہر متوفی کے منحصر نہیں ہے بلکہ یہ خاص حق ذاتی مسماۃ کا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تفریق شاید محض ایک مباحثہ علمی سے زیادہ کارآمد ہو۔ اون شرحوں سے جو احاطہ ہذا میں رائج ہیں مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ بصورت حکم تائید اوس راے کی ہوتی ہے جیسا کہ اسطرح تمہید لایا کیا گیا ہے لیکن بہرحال چند فیصلہ جات زمانہ حال عدالت ہذا میں ایسی عبارتیں ہیں جو بجانب دیگر مائل ہیں بلحاظ اوس راے کے جو میں نے مقدمہ ہذا میں قائم کی ہے یہ ضرور نہیں ہے کہ فیصلہ امر مذکور کا کیا جاوے لیکن میلان میری راے کا (گو میں نے اپنے لئے حق غور خیال کرنیکا مسئلہ مذکور پر بعد ازین اگر ضرورت ہو باقی رکھا ہے) اس جانب ہے کہ اس لحاظ میں حق بیوہ ذاتی ہے اور نہ محض تفویضہ

گو بادی النظر میں یہ معلوم ہو کہ شوہر کے حق ممانعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی اجازت صریح یا معنوی ضروری ہے تاہم اسکا جواب بخوبی دیا جا سکتا ہے کہ اوسکا حق ممانعت از اس لئے بیوہ کی ناقابلیت متبنی کرنیکی زیادہ تر اوس فرض اعلی سے منسوب کیجا سکتی ہے جو ہندو بیوہ تعمیل حکم اپنے شوہر کو ہے اور نہ تفویض اختیار سے منجانب شوہر کے۔ لیکن اگر یہ بھی ہو کہ بیوہ کا

۱۸۵

۱۸۹۹ء

لکشمی بائی
بنام
سرسوتی بائی

حق ذاتی نہیں ہے تاہم یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ بہر حال بہ رضامندی شوہر کی بصورت نہونے ممانعت کے ہمیشہ معدوم ہوتی ہے۔ اس مقدمہ میں جیسا کہ میں پیشتر کہہ چکا ہوں کوئی ممانعت صریح نہیں ہے اور نہ مجھکو حالات میں کوئی ایسا امر معلوم ہوتا ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا جائز ہو کہ ممانعت معنوی تھی۔ فرض کرو کہ یہ اشخاص بیجا نہیں رہتے تھے تاہم صرف امر مذکور کافی نہیں ہو سکتا ہے اور مجھکو یہ بالکل معلوم نہیں ہو سکا کہ شوہر نے بذریعہ کسی انتظام اپنی جائداد کے کسی اور طریق سے اس طور پر عمل کیا کہ اوسکی ممانعت مفہوم ہو سکے۔ بوقت علیحدگی بیوہ کلاں علامت شادی سے محروم نہیں کیگئی تھی اور منصب اور حق مسماۃ مذکور کا نسبت پانے حصہ جائداد اپنے شوہر کے بذریعہ اوس راضی نامہ کے تسلیم کیا گیا ہے کہ جسکی طرف ہماری توجہ مائل کی گئی ہے نہ کوئی ایسا طریق عمل خلاف زوجیت منجانب مسماۃ مذکور مطابق اوس سند کے جسپر رسپانڈنٹان استدلال کرتے ہیں ظہور میں آیا کہ جسکی وجہ سے مسماۃ مذکور اپنے حق تبنیت سے محروم ہو۔ لہذا میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ تبنیت جو مسماۃ مذکور نے لی جائز ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فیصلہ جسکا اپیل ہوا غلط ہے لہذا وہ منسوخ کیا جانا چاہئے اور نالش مع خرچہ عدالت ہذا و عدالت ہائے ماتحت کے ڈگری کیجانی چاہئے۔

کینیڈی صاحب جسٹس۔ بحث اس اپیل دوم میں یہ ہے کہ آیا بربناے واقعات مجوزہ عدالت ہائے ماتحت کے یہ استنباط قانونی پیدا ہوتا ہے یا نہیں کہ ممانعت معنوی منجانب شوہر کے ایسی تھی کہ جسکی وجہ سے بیوہ کلاں لکشمی بائی متبنیٰ نہیں کر سکتی تھی۔

میری رائے میں یہ بحث قانونی ہے اور نہ واقعاتی۔ باستعمال عبارت پریوی کونسل منقولہ زمانہ حال لالہ بنسی رام وغیرہ بنام کندن لال وغیرہ (منفصلہ ۱۱ - مارچ گذشتہ) (۱) یہ تعلق بحث تسلیم السکوت کے ممانعت معنوی ایک امر واقعاتی نہیں ہے بلکہ استنباط قانونی واقعات مجوزہ سے ہے۔ واقعات مذکور کا مفصل ذکر کرنا غیر ضروری ہے جنکو ذیعلم حاکم عدالت ماتحت اپیل نے پورے طور پر تحریر کیا ہے اور جنہوں نے پورے طور پر اوس بیان کو باور کیا ہے کہ جو گواہ بلا واسطہ شوہر کے نے اور دہی نے کیا ہے بیان مذکور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۷۰ء یا سنہ ۱۸۷۱ء میں جبکہ زوجہ ہنوز طفل تھی ایک جانب زوجہ اور اوسکے باپ نے
۷۹۷ اور دوسری جانب شوہر اور اوسکی ماں نے یہ معاہدہ کیا کہ آیندہ زوجہ اپنے باپ کے ساتھ اور نہ اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور شوہر کسی طریق سے ذمہ دار اوسکی پرورش کا نہ نسبت

(۱) انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۸۵ بصفحہ ۶۵ (۱۸۹۹ء)

۱۸۹۹ء

لکشمی بائی
بنام
سرسوتی بائی

اس امر کے بحث کرنا غیر ضروری ہے کہ کون شخص فی صلکر و نرد اس انفاق کا تہا لیکن یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی الزام مسماۃ مذکور کی نیک چلنی کی نسبت نہین لگایا گیا ہے اس بارہ مین مقدمہ مذا مقدمہ ڈگنو بائی بنام رادہا بائی (۱) سے جسکا حوالہ عدالت ماتحت نے دیا ہے بالکل مختلف ہے مقدمہ مذکور مین شوہر نے اپنی زوجہ کو بوجہ اوسکی بدچلنی کے ترک کیا اور مسماۃ مذکور نے دیگر اشخاص کے ساتہ شادی قسم پاٹ کی بلحاظ حالات مذکور اس عدالت نے یہ تجویز کی کہ یہ تجویز کرنا غیر ممکن تہا کہ کوئی اختیار معنوی تبنیت کا عورت کو حاصل تہا اور رحلت اختیار صریح ضروری تہا۔

اس مقدمہ مین فاضل حاکم عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ بطور قاعدہ عام کے اس احاطہ مین جہان کوئی ممانعت صریح شوہر کی نہین ہے اور مسئلہ مقدمہ حال مین کوئی نہین ہے) تو اجازت معنوی ہے لیکن یہ قاعدہ عام تابع استثنا کے اون حالات مین ہے جنمین یہ ظاہر ہو کہ امتناع معنوی تہی۔ حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مقدمہ حال مین ایسے حالات تہے جن سے نہ صرف یہی ثابت ہوتا تہا کہ امتناع معنوی ہے بلکہ یہ بہی کہ اجازت صریح ضروری تہی۔ میری رائے مین ایسا استنباط از روے واقعات بالکل بیجا ہے۔ اوس بیان سے جو مسٹر شیرازی نے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ جب لکشمی بائی نے اپنے شوہر اور ساس کے ساتہ جانے سے جب وہ باقی تہان کو جاترا کو جاتے تہے قطعًا انکار کیا اور اوس نے اپنی بڑی مصیبت جب وہ اونکے ساتہ تہی بیان کی اور نیز اوسکے باپ نے اوسکے بہیجنے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ اوس کے ساتہ اوسکی ساس نے بیرحمی سے برتاؤ کیا تہا اور ایک داغ جلانیکا اوسکے جسم پر دکہایا بجواب دیگر ساس نے اوس داغ سے انکار نہین کیا اور اس بات پر رضامند ہوئی کہ لڑکی اپنے باپ کے ساتہ رہے بشرطیکہ وہ آیندہ اوسکی پرورش کا ذمہ دار ہو اور لڑکی اپنے زیورات دے ساس نے لڑکی کا منگل سوتر بہی طلب کیا لیکن وہ نہین دیا گیا صرف دو زیور لڑکی نے اپنے جسم سے اوتار اور ساس کو دیئے جو اوسوقت اپنے لڑکے کے ساتہ چلی گئی اور لڑکا خاموش یہ کارروائی دیکہتا رہا۔ اوس روز سے لکشمی بائی نے اپنے شوہر کو پہر کبہی نہین دیکہا۔ بعد چند سال کے اتہوڑے ۲۰۵ عرصہ بعد وفات اپنے شوہر کے، مسماۃ مذکور اوسکے گہر گئی اور بیوہ خوردسے نفقت۔ منجملہ دیگر اپنے شوہر کا دعوی کیا۔ حق مسماۃ مذکور کا بطور بیوہ وکلان کے باتفاق تسلیم کیا گیا اور اوسکو جائداد ملی اوسوقت بابت تبنیت کے کچہ نہین کہا گیا اور نہ تیدیہ کو ظاہرا یہ خیال نہین گذرا بعد ازان اوس نے مدعا علیہ دوم کو متبنی کیا

(۱) نظائر مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲۲

سنہ ۱۸۹۹ء
لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی

برنبائے ان واقعات کے جو غیر متنازعہ ہیں بمشکل یہ نتیجہ اخذ کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ اجازت صریح ضروری تھی یا یہ کہ شوہر نے معناً تبنیت کی ممانعت کی

ہم نے اس مقدمہ میں اوس اصول پر عمل کیا ہے جسکی تقلید عدالت اپیل ماتحت نے کی تھی یعنی اوس فریق کو جو تبنیت پر اعتراض کرے یہ ثابت کرنا لازم تھا بلحاظ حالات اجازت صریح شوہر کی ضروری تھی یا یہ کہ معناً ممانعت اوسکی طرف سے تھی وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے ہمارے روبرو یہ بحث کی کہ اختیار بیوہ متبنیٰ کرنیکا ایک حق لازمی بلحاظ حیثیت مسماۃ بلحیہ بیوہ کے ہے اور وہ کسی اجازت پر جو صریحاً یا معناً مسماۃ مذکورہ کے شوہر نے دی ہو منحصر نہیں ہے اور یہ کہ اس لئے بصورت نہونے کسی ممانعت صریح شوہر کے حق مذکور بلا خلش باقی رہتا ہے بلحاظ اوس رائے کے جو ہم نے اس مقدمہ میں قائم کی ہے اون اسنادیر بحث غیر ضروری ہے جنکا حوالہ کونسل ذیعلم نے دیا ہے لیکن ہم ایک مقدمہ زمانہ حال کا جسکا حوالہ کونسل نے نہیں دیا ہے ذکر کرسکتا ہوں جو اعلیٰ ترین سند ہے اور جو تائید اوسکی بحث کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ مقدمہ سری بالو سوگر دنگا سوامی بنام سری بالو سوم لکشمی مادہ ہے فیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۸ اپریل گذشتہ ہے اوس مقدمہ میں یہ امر پیش کیا گیا تھا کہ دیدیا یا لینا اکلوتے پسر کا تبنیت کے لئے اگر ناجائز نہیں ہے تو مقدمہ نامناسب ہے کہ بصورت نہونے اجازت صریح شوہر کے اوسکی بیوہ کو یہ اختیار اوسکے عمل میں لانیکا نہیں ہے حکام عالی مقام نے یہ فرمایا کہ صرف ایک سند تائید بحث اپیلانٹ کے رائے مسٹر جسٹس ویسٹراپ صاحب مرحوم کی ہے جو مقدمہ لکشمیا بنام راماوامین نظائر ہائیکورٹ بمبئی سے سنہ ۱۸۷۵ء میں فیصل ہوا تھا اور جسکی رپورٹ بہت عرصہ بعد رپورٹ ہائیکورٹ

(۱) دیکھو انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۹ء و مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۸ اس مقام پر کچھ غلطی ہے۔ فیصلہ مقدمہ لکشمیا بنام راماوا سنہ ۱۸۷۵ء میں صادر کیا گیا اور اوسکی رپورٹ کی گئی۔ فیصلہ مقدمہ مہدا بائی بنام دھوبا رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۶ ضمیمہ صفحہ ۶ (۱) بعد ورود ہیاسی صاحب جسٹس و پیرٹ صاحب جسٹس و ... صاحب جسٹس ہوا اور فیصلہ مقدمہ لکشمیا بنام راماوا (منجانب ...) سنہ ۱۸۷۵ء میں صادر کیا گیا اور اوسکی رپورٹ جلد ۱ سنہ ۱۸۷۶ء میں ہوئی اسی طرح فیصلہ مسماۃ بائی بنام ... رپورٹ ہائیکورٹ جلد ... میں منجانب ویسٹراپ صاحب جسٹس ... صاحب جسٹس ... صاحب جسٹس ...

۷۹۸ ۱۸۹۹ کاشی بائی بنام سرسوتی بائی

بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۳ مین درج کی گئی تھی۔ حاکم ذیلی موصوف نے یہ تجویز کی کہ بغرض اسکے کہ کوئی شخص اکلوتے لڑکے کو واسطے تبنیت کے خود دیسکتا ہے لیکن اوس نے اپنی بیوہ کو اجازت صریح ایسے دان کی نہ دی ہو تو اجازت از روے قانون ہندو متصور نہین ہوسکتی واضح ہو کہ اختیار بیوہ تبنیت مین دینے یا لینے کا مختلف مقامات کے دہرم شاستر مین علحدہ ہے۔ حکام عالی مقام فیصلہ بمبئی کی تجویز پر نظر نہین کرتے۔ مدراس مین یہ طے ہو چکا ہے کہ بجز اسکے کہ کوئی ممانعت صریح شوہر کی ہو زوجہ کا اختیار بدرجہ اقل برضامندی سپنڈون کے اوس صورت مین کہ رضامندی ضروری ہو مساوی اختیار شوہر کے ہے۔ بیشک وہ ایک نہایت آسان قاعدہ ہے اور قاعدہ مذکور حکام عالی مقام کو بالکل مطابق اصول کے معلوم ہوتا ہے۔ فرق جو ڈسٹرکٹ صاحب جیف جسٹس نے قائم کیا ہے بالکل جدید اور نیز خلاف فیصلہ اونکے مشہور سرمیکائل (ویسٹرو) ساسی صاحب کے معلوم ہوتا ہے۔ کوئی خصوصیت اوس طریقہ قانون مین ہوسکتی ہے جو بمبئی مین تائید اسکے رائج ہے گو حکام عالیمقام کو اسکی اطلاع نہین دیگئی۔ مقدمہ حال مین سپنڈون کی رضامندی ضروری نہ تھی۔ ایک بات ایک علحدہ نہ ہندو تھا پس اگر وہ اصول جسکی تقلید ایسے مقدمہ مین بمبئی مین کیجاتی ہے یہ ہے کہ بصورت نہونے ممانعت صریح شوہر کے بیوہ کا اختیار تبنیت کے لئے دینے یا لینے کا مساوی اختیار شوہر کے ہے تو ممکن ہے کہ بعض عبارات فیصلہجات ماقبل عدالت ہذا مین درباب اس امر کے ہین ترمیم کی ضرورت ہو۔

مین کوئی خصوصیت اوس دہرم شاستر مین جو بمبئی مین مروج ہے نہین پاتا جس سے بیوہ کا اختیار تبنیت کے لئے دینے یا لینے کا کم کیا گیا ہو بخلاف اسکے جیسا کہ مین صاحب نے بیان (کتاب دہرم شاستر و رواج دفعہ ۱۱۰ ملاحظہ طلب) ہند مغربی مین بیوہ کا اختیار تبنیت اوس سے زیادہ وسیع ہے جو ہند جنوبی مین ہے۔ جیسا کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ سری رگھونادہ بنام سری برج کشور (۱) فرمایا ہے قانون مدراس کسی قدر متوسط مین

سے اختلاف کرنے پر شبہہ کیا سالہ ایا مطابق دہرم شاستر مرہٹہ کے کوئی بیوہ بلا اجازت صریح اپنے شوہر کے جو قبل اوسکی وفات کے دی گئی ہو تبنی کر سکتی ہے ۱۸۹۶ء مین صادر کیا گیا تھا اور اوسکی رپورٹ جلد ۱۸۹۶ء مین کی گئی۔

(۱) (۱۸۷۶ء) ۳ انڈین اپیلس بند جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ و ۱۹۳

سنہ ۱۸۹۹ع

لکشمی بائی ۹۹۔ بنام سرسوتی بائی

قانون تحت بنگال اور قانون ویسا بمبئی کے ہے

مقدمہ وشوبا بنام بابو (۱) مین جسکو سونچ پتہ لگانے اس ترقی کا جو حاطہ بمبئی مین قانون متعلقہ متی ایسی بیوہ مین ہوئی ہے جسکو اجازت اوسکے شوہر کی نسبت تبنی کرنے کے نہو ملا تھا پیلا فیصلہ جات زمانہ حال کا بجانب وس سے بھی زیادہ ترقی کے ہے مثلاً نسبت اس امر کے کہ بیوہ کی تبنی کرنے سے کیا عوض تھی جو ترقی کہ قانون مجریہ پریزیڈنسی ہذا مین ہوئی وہ بذریعہ مقدمات پٹیل نبدلر بن بنام پٹیل منی لال (۲) و معلہ لمیشر بنام درگا بائی (۳) و بسیا و ابنام ستنگوا (۴) کے پائی جاتی ہے اور اب نظیر اجلاس کامل عدالت ہذا صدرہ و مقدمہ رام چندر بنام مول جی (۵) ہوئی ہے کہ اس پریزیڈنسی مین چونکہ بیوہ کو اختیار تبنی کرنے کا حاصل ہے اور چونکہ فایدہ مذہبی شوہر متوفی کو بذریعہ تبنیت کے ہوتا ہے لہذا بحث بیوہ کے اعراض تبنی کرنے کی غیر متعلق ہے

اس سے جزو آخر اس اعتراض کا جو اسکا نسبت تبنیت کے مقدمہ ہذا مین پیش کیا جا سکتا تھا طے ہو جاتا ہے۔ مجھکو کچھ شبہ نہین ہے کہ مدعی کا دعوی منسوخی تبنیت کا ڈسمس ہونا چاہیے اور مین یہ منسوخی ڈگریات عدالت ہاے ماتحت دعوی کو مع کل خرچہ کے جو ذمہ مدعیان کے ہوگا ڈسمس کرونگا۔

ڈگری منسوخ اور نالش ڈسمس کی گئی

(۱) بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۱ لغایت ۱۲۵ (سنہ ۱۸۹۰ع)

(۲) بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۶۵ (سنہ ۱۸۹۰ع)

(۳) بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۹ (سنہ ۱۸۹۶ع)

(۴) بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۰ (سنہ ۱۸۹۶ع)

(۵) بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۸۰ (سنہ ۱۸۹۶ع)

اشتہار
دہرم شاستر سمرتی چندرکا

مشہور و مروج کتب دہرم شاستر ہندوستان مین سے ایک کتاب ہے
جسکا رتبہ متاکشرا کے برابر سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا مستند ہونا ہائی کورٹ
اور مشہور مولفان دہرم شاستر میگناٹن و مین صاحب وغیرہ نے تسلیم فرمایا ہے اس
کتاب مین ہر ایک امر متعلقہ کی نسبت پوری تفصیل کے ساتھ فلسفانہ بحث کی گئی ہے
عمدہ اور مستند دلایل کے حوالے سے ہر مسئلہ کا تصفیہ کیا گیا ہے اس کتاب کا ترجمہ سنسکرت
سے انگریزی زبان مین کرشنا سامی ایر نامی پرنسپل صدر امین باشندہ مدراس پریزیڈنسی
نے ۱۸۶۷ء مین کیا تھا - باوصف اس کتاب کے مفید عام ہونے کے اب تک
اسکی اشاعت اُردو زبان مین نہین ہوئی تھی اور یہ ایک بہت بڑا نقص اشاعت علم
دہرم شاستر کا تھا - اس نقص کے رفع کرنے کے لئے کتاب مذکور کا ترجمہ انگریزی سے
نہایت بامحاورہ اُردو الفاظ مین کیا گیا ہے اور خریداران کے لئے اس ترجمہ کی تصحیح
جناب منشی پرتاپ نرائن صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانونی
سابق اُردو جنکے اہتمام مین کتب قانونی کا بے نظیر ترجمہ ہوتا ہے کرائی گئی ہے
اس کتاب کی قیمت ۱۲ سکہ کلدار یا ۱۲ سکہ حالی علاوہ محصول کے ہے شائقین
کتاب مذکور کی خدمت مین التماس ہے کہ جن اصحاب کو خریداری منظور ہو مطلع فرمائیں

المشتہر

رگھوبیر سہائے ورما - سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند آگرہ

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

دسمبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	مترجم ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی۔
منشی شنکر لال۔ بی۔ اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم
مولوی احمد علیخان	سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی نرت بہاری لال تجھر طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ایک ر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

جلد ۲۳ حصہ ۱۲

بلدیو سہائے	بنام	جمنا کنور	۴۹۵
بیدار تہہ	بنام	رام غلام	۴۸۱
درگا کنور	بنام	بلونت سنگھ	۴۷۸
رام سرن	بنام	چتر سنگھ	۴۶۵
رحمت علی خان	بنام	عبداللہ	۴۵۵
سدو کنور	بنام	بنسی دھر	۴۷۶
ستارہ بیگم	بنام	تلسی سنگھ	۴۶۲
شاہنشاہ قیصر ہند	بنام	سکوا	۴۹۷
شیام لال	بنام	گھسیٹا	۴۵۹
غلام حسین	بنام	دینا ناتھ	۴۶۷
کنہیا لال	بنام	جور بان	۴۸۶
کیشو داس	بنام	نراین سنگھ	۵۰۵
گنگا پرشاد	بنام	رام دیال	۵۰۲
لچھو بی بی	بنام	گوپی نراین	۴۷۴
مراری لال	بنام	امراؤ سنگھ	۴۹۹

فہرست مضامین ولیف وار

ابواب - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۳ء نمبر ۳ ...... ۵۰۵

اپیل - دیکھو اجرائے ڈگری ۴۷۶

اپیل - اختیارات عدالت بصیغہ فوجداری - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۱ء نمبر ۴۵ دفعہ ۷ ...... ۴۹۷

اجرائے ڈگری - نیلام بصیغہ اجرا - خریداری بجانب ڈگریدار درخواست ترمیم سارٹیفکٹ نیلام اپیل
سدو کنور بنام بنسی دھر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ...... ۴۷۶

اجرائے ڈگری - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۵۱ (۵) ۱۸۵ ...... ۴۶۷

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۶ و ۳۷ ...... ۴۹۹

اختیار سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۲ دفعہ ۲۰ ...... ۴۵۵

اختیار سماعت - دیکھو عدالتہائے دیوانی و مال ۴۸۶

اضافہ سزا - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۱ء نمبر ۴۵ و دفعہ ۷ ...... ۴۹۷

اقرار - دیکھو نالش بابت بقایائے حساب کے ۵۰۲

امر تجویز شدہ - دیکھو وجوہ شہادت ... ۴۵۹

امر تجویز شدہ - دیکھو حکم امتناعی ... ۴۱۵

ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۷۵ - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۲۳ تبدیل کرنا سزا کا بر طبق اپیل کے - اضافہ ۱ تا ۱
شاہنشاہ قیصر ہند بنام سکھوا انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ... ۴۹۷

ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۲۳ - بدل کا خلاف مصلحت عامہ کے ہونا - والدین کا خود اپنی دختر کے ازدواج سے فایدہ اوٹھانا - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء ضمیمہ ۲ مد ۱۱۵]
بلدیو سہائے بنام جمنا کنور انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ... ۴۹۵

ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۲۴۱ - ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۶۲ دیکھو نالش بابت بقایای حساب کے ... ۵۰۲

ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ (۳) دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۶ و ۲۴۷ ... ۴۹۹

ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - دیکھو حکم امتناعی ... ۴۶۵

ایکٹ سنہ ۱۸۷۸ء نمبر ۳ (ایکٹ محصولات مقامی) ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۹ء و ایکٹ قانونگویان و پٹواریان - ابواب - انتقال مالگذاری سرکاری - معافیداران مستحق ابواب کے نہیں ہیں۔
کیشو داس بنام نراین سنگھ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ... ۵۰۵

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹۳ و ۹۵ - دیکھو عدالت ہائے دیوانی و مال ... ۴۸۱

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ و ضمنہائے (ب) (ج) و (ح ج) - دیکھو حد اختیارات دیوانی و مال ... ۴۸۶

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۹۵ - دیکھو ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۱ - دیکھو حد اختیارات دیوانی و مال ... ۴۵۵

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۶۷، ۸۸، ۸۹، ۹۵ - ڈگری زر نقد - رہن بیع بالوفا - نالش بربنائے رہن نامہ - اقبال دعوی کے بعد ڈگری قبضہ کا صادر ہونا - قابض ڈگری زر نقد قرار نہ دیتا

نیلام بعلت اجراء ڈگری زر نقد حقوق خریدار نیلام ؟
غلام حسین بنام دینا ناتھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳) ۴۶۷
ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ (ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ) ضمیمہ ۲ عدد ۳۸ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۹ دفعہ ۲۳ ۴۹۵
ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۲ (ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال) دفعہ ۱۰ - اختیار سماعت - ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۹۰۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۸۹ - اختیارات جج یا تحت جو انچارج دفتر صاحب جج ضلع کا ہو - نہیں عدالت مال ؟
رحمت علی خان بنام عبد الصمد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳) ۴۵۵
ایکٹ ۱۸۸۹ء نمبر ۹ (ایکٹ وارثان جائز و مختاریان) دیکھو ایکٹ ۱۸۷۸ء نمبر ۳ .... ۵۰۵
ارثبوت - دیکھو وصیت نامہ ۴۰۲
حساب تصفیہ شدہ - دیکھو نالش بابت بقایائے حساب کے ۵۰۲
حکم امتناعی - حکم امتناعی دوامی - عدول حکمی - تحقیر عدالت - نالش دوم واسطے حکم امتناعی کے - امر تجویز شدہ - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ مدت سماعت ہند) ضمیمہ ۲ عدد ۱۷۹ - میعاد سماعت
رام سرن بنام چتر سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳) ۴۶۵
درخواست پروبیٹ - دیکھو وصیت نامہ ۴۰۲
دہرم شاستر - ہندو متبنیان مشترکہ - نالش منجانب پسران بغرض مستثنیٰ کرانے اپنے حصص کے نیلام بعلت ڈگری بربنائے رہن سے - مدعیان فریق اول نالش کے تھے جسمیں ڈگری صادر کی گئی تھی لیکن وے نابالغ تھے اور اونکی طرف سے کوئی شخص بجائز حاضر شمیں ہوا - ولی نابالغ - امر تجویز شدہ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۴
شیام لال بنام لہسیٹا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳) ۴۵۹
رہن - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۱۹ و ۱۵ .... ۴۶۰
شہادت - دیکھو نالش بابت بقایا حساب کے ۵۰۲
ضابطہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۵۸ .... ۴۹۳
ضابطہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۴ .... ۴۰۶
عدالتہائے دیوانی و مال - اختیار سماعت - ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعات ۹۳ و ۹۵ ایکٹ ۱۸۸۷ء دفعہ ۴۴ - نالش منجانب مستاجر نام اسامی ونیکا ہٹائے اپنے قبضہ جائداد مرہونہ سے بنام اسامی دخیلکار - مداخلت بیجا - امر محلہ کے واسطے تصفیہ کے
چدا و تیھر بنام رام غلام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۳) ۴۸۱
عدالتہائے دیوانی و مال - اختیار سماعت - ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۰۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۵ ضمنہائے (ج) و (ح ح) نالش منجانب زمیندار بنام اسامی واسطے رفع کرنے ایسے درختوں کے جو اسامی نے اپنی کاشت پر لگائے ہوں ؟

کنہیا لال بنام جوریان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۴۸۶
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۷۳ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند)
ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ (۴) اجراء ڈگری - میعاد سماعت - درخواست کا مطابق قانون
کے نہونا - درخواست جو مختار عام نے اوس وقت پیش کی جب ڈگریدار اندر
علاقہ اختیار سماعت عدالت کے سکونت رکھتا ہو]
مراری لال بنام امراؤ سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۴۹۹
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۵۸ - ضابطہ - حکم بنام مدعی بغرض ادا کرنے خرچہ تیاری نقشہ کے
مدعی کا اس حکم کی تعمیل نکرنا - ڈسمسی نالش]
ستارہ بیگم بنام تلسی سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۴۶۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۳۱۱ - ضابطہ - نالش منسوخی نیلام بوجہ افلاس بنا پر
کہ اصل خریداران ڈگریدار تھے جنہوں نے بولی بولنے کی اجازت حاصل
نہیں کی تھی - چارہ کار مناسب درخواست پیش کرنا ہے]
درگا کنور بنام بلونت سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۴۷۸
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۵۷ - دیکھو دہرم شاستر ۴۵۹
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۲۳ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۴۵ دفعہ ۷ . . . . . . ۴۹۷
میعاد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۶ و ۳۷ . . . . ۴۹۹
میعاد سماعت - دیکھو حکم امتناعی ۴۶۵
نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ دفعہ ۲۳ . . . . ۴۹۵
نالش بابت بقایائے حساب کے - شہادت - حساب تصفیہ شدہ - اقرار ایکٹ
نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۶۴]
گنگا پرشاد بنام رام دیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ ۵۰۴
وصیت نامہ - درخواست پروبیٹ - عذر فاترالعقلی کا منجانب موصی کے -
بار ثبوت]
لچھو بی بی بنام گوپی نرائن (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ . . . . ۴۷۲
ولی و نابالغ - دیکھو دہرم شاستر ۴۵۹
ہندو خاندان مشترکہ - دیکھو دہرم شاستر ۴۵۹

۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۵۵

اجلاس کامل

باجلاس ناکس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

رحمت علی خان (مدعا علیہ) بنام عبد اللہ (مدعی) ✱

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالت ہاے دیوانی بنگال) دفعہ ۱۰ - اختیار سماعت

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۰۹ - اختیارات جج ماتحت جو انچارج دفتر صاحب جج ضلع کا ہو - اپیل عدالت مال -

تجویز ہوئی کہ جج ماتحت کو جو عارضی طور پر انچارج دفتر صاحب جج ضلع کا ہو حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء وہ اختیار سماعت اور فیصل کرنے اپیل ہاے عدالت مال کا جو عدالت صاحب جج ضلع مین زیر تجویز ہون حاصل ہے -

نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے عدالت اسسٹنٹ کلکٹر مین حسب فقرہ - ۲ دفعہ ۹۳ - ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے بابت معاوضہ بوجہ نقصان جو چند فصلون کو جو مدعا علیہ نے قرق کرائی تھین پہونچا دائر کی گئی - روپیہ جسکا بطور معاوضہ کے دعوی کیا گیا مابلغہ ہے - اسسٹنٹ کلکٹر نے نالش ڈسمس کی - مدعی نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا جسوقت کہ اپیل بغرض سماعت پیش ہوا صاحب جج ضلع صدر مقام سہارنپور مین نہ تھے بلکہ دیرہ دون کو واسطے اجلاس سشن کے گئے تھے - اندرین حالات جج ماتحت سہارنپور بروے دفعہ ۱۰ - ایکٹ عدالت ہاے دیوانی بنگال انچارج دفتر صاحب جج ضلع کے تھے - جج ماتحت نے اپیل صاحب جج ضلع کی فہرست سماعت پر دیکھکر اوسکو لے لیا اور اوسکا فیصلہ بشمولہ ڈگری اپیل و منظوری دعوے مدعی بہ تعداد ماعہ کیا - بنا راضی ڈگری ہذا مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا اور اوسکی خاص وجہ اپیل یہ ہے کہ جج ماتحت کو کوئی اختیار فیصلہ اپیل کا نہین تھا -

---

✱ اپیل دوم نمبر ۵۵۳ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری بابو پراگ داس جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۹ء بشمولہ ترمیم ڈگری اے - بی - بروم صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۸۹۸ء

۱۹۰۱ء ۴۵۶
رحمت علی خان
بنام
عبد اللہ

مسٹر عبد الرؤف مجانب اپیل اور مسٹر اے - ای - رایو منجانب رسپانڈنٹ
حاضر ہوئے - دلائل ہر دو فریق تجویز عدالت مین مندرج و موجود ہین -

۲۰ - مئی کو تجویز اجلاس کامل ناکس صاحب قائم مقام چیف جج سے صادر ہوئی
یہ اپیل دوم بنا راضی ڈگری مصدرہ جج ماتحت سہارنپور کے ہے - مقدمہ رو برو جج ماتحت
کے بنقصہ ایک اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت اسسٹنٹ کلکٹر بمقام روڑکی کے ہے - یہ اپیل حسب
دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہے - معمولاً ایسے اپیل کی سماعت بجز صاحب جج ضلع
اور کوئی نہین کر سکتا ہے جہان تک کہ ہمکو معلوم ہے عملدرآمد یکسان سالہا سال سے یہ رہا ہے
کہ ایسے اپیل کی سماعت اور فیصلہ ہمیشہ صاحب جج ضلع کرتے ہین -

جج ماتحت نے اس بارہ مین کہ کیون اونکو اسقدر خواہش سماعت اور فیصلہ کرنے
اپیل ہذا کی تھی کچھ وجہ اپنی تجویز مین لکھنی ضروری سمجھی - وجہ جو حاکم موصوف نے تحریر کی حسب ذیل
ہین "اس مقام پر یہ اور تحریر کر سکتا ہون کہ اس اپیل صیغہ مال مین صاحب جج ضلع نے اوسکی تاریخ
مقرر کی تھی - حاکم موصوف بمقام ڈیرہ دون بغرض اجلاس سشن گئے ہوئے ہین مین دفتر
حاکم موصوف کا انچارج حسب دفعہ ۱۰ - ایکٹ عدالت ہائے دیوانی ہون اور اپیل میرے روبرو
مع دیگر کام جج ضلع کے پیش ہوا اور مین نے اوسکو فیصل کیا ہے"-

عذر اول جو ہمارے رو برو اپیل مین پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ جج ماتحت ذیعلم کو کوئی اختیار
فیصل کرنے اپیل کا نہ تھا لہذا ڈگری جو حاکم موصوف نے صادر کی خلاف قانون ہے -

فیصلہ اس عذر کا صحیح منشا اور مراد الفاظ مندرجہ دفعہ ۱۰ فقرہ (۲) ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء
(ایکٹ عدالت ہائے دیوانی بنگال و ممالک مغربی و شمالی و آسام) پر منحصر ہے دفعہ ہذا مین
یہ حکم ہے کہ بصورت (منجملہ دیگر امور) عدم موجودگی صاحب جج ضلع کے اوس مقام پر جہان
حاکم موصوف کی کچہری ہوا کرتی ہے جج ماتحت اعلیٰ جو وہان موجود ہو بلا ترک کرنے اپنے
معمولی کار ہائے منصبی کے دفتر صاحب جج ضلع کا چارج لیگا - جبکہ حاکم موصوف دفتر صاحب
جج ضلع کا انچارج ہو وہ تابع اون قواعد کے جو ہائی کورٹ اس بارہ مین مرتب کرے
جملہ اختیارات صاحب جج ضلع کے استعمال کر سکتا ہے اوس عذر کی جو ہمارے رو برو
پیش کیا گیا ہے دو وجوہ سے تائید کی گئی اول یہ ہے کہ بحالات مذکورہ بالا الفاظ دفعہ ہذا سے
کوئی سپردگی کسی اختیار عدالتی کی جج ماتحت کو مفہوم نہین ہوتی ہے اور ثانیاً یہ کہ اگر اون الفاظ

سنہ ۱۹۰۱ء
۴۵۷
رحمت علی خان
بنام
عبید اللہ

سے ایسی سپردگی مفہوم تہی تو وے سماعت اور تجویز ایسے اپیل سے متعلق نہیں ہین اور نہ ہوسکتی ہین
جو اوس خاص اختیار سماعت کے بموجب رجوع کیا جاوے جو صاحب جج ضلع کو حسب دفعہ
۱۸۹ - ایکٹ لگان کے عطا کیا گیا ہے -

نسبت اول وجہ دلیل کے واضح ہو کہ وہ اولاً اون صریح الفاظ کے متناقض ہے جو دفعہ
مذکورہ بالا کے فقرہ مین مندرج ہین - الفاظ مندرجہ کے دیکہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وے
ممکن الوسیع معنی کے ہین اور وے بلا کسی الفاظ متضمن قید کے استعمال کئے گئے ہین اور ظاہرا ایسا
اسیدے کسی ضروری قید کی نسبت قواعد مرتبہ ہائی کورٹ مین حکم ہوگا - علاوہ برین ہمنے کل ایکٹ
پر غور کیا ہے اور اوسمین دفعہ ہذا سے باہر کوئی اشارہ ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ معمولی معنی الفاظ مذکورہ بالا
مین کوئی قید لگانے کا منشا ہے یعنی ان الفاظ مین "صاحب جج ضلع کے جملہ اختیارات" اس رائے
کی تائید مزید بذریعہ کرنے غور کے ضمن مضمون ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۱ء پر ہوتی ہے یعنی وہ ایکٹ
جو ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے قبل تہا اور جسکے بجائے مجموعہ قوانین مین ایکٹ آخر الذکر قائم
کیا گیا ہے - دفعہ ۴ مضمون ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۱ء کی دفعہ ہے - اوسمین یہ حکم ہے کہ بر طبق مشابہ صورت
حالات کے جج ماتحت اعلیٰ بلا ترک کرنے اپنے کار ہائے معمولی کے دفتر صاحب جج ضلع کا چارج
لیگا اور اونکے ایسے روزمرہ کے فرائض انجام دیگا جو اوخال نالشات و اپیل و اجراے
حکمنامجات اور ایسے ہی کاموں سے متعلق ہوں - قبل ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے مجموعہ قوانین
مین داخل کئے جانے کے ایک مسودہ قانون گزٹ مین شائع کیا گیا تہا - مسودہ مذکور کی رو سے
اون خاص اختیارات محدودہ کی جو از روے ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۱ء کے عطا کئے گئے تہے
کسیقدر توسیع ہوئی تہی - کسی وجہ سے کہ جو ہمکو معلوم نہین ہے مسودہ مذکور کو جہان تک کہ دفعہ ہذا کو
تعلق ہے واضعان قانون نے منظور نہین کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایکٹ بحالت موجودہ مجموعہ قوانین
مین داخل ہوگیا - واقعات مندرجہ بالا سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ جب ترمیم ایکٹ نمبر ۳
سنہ ۱۸۷۱ء کی سلیکٹ کمیٹی کے روبرو پیش تہی اوسوقت اونکا منشا جیسا کہ مسودہ سے
ظاہر ہوتا ہے یہ تہا کہ قید جو ایکٹ موجودہ کی رو سے لگائی گئی تہی کم کردیجاوے لیکن بر روے
اوس ایکٹ کے جو صادر کیا گیا کل قیود رفع ہوگئی تہین اور صاحب جج کے کل اختیارات
عدالتی اور دیگر نیچ کے بجاے اختیارات محدودہ کے جنکو صاحبان جج ماتحت اوسوقت تک
۴۵۸ استعمال کرتے تہے بطور کامل عطا کئے گئے - اگر کسی قید کا لگانا مقصود تہا تو یہ امر ہائی کورٹ

سنہ ۱۹۰۱ع

رحمت علی خان بنام عبد اللہ

کے ذمہ چھوڑ گیا تہا کہ وہ کارروائی مناسب عمل مین لاوے وجہ اول دلیل کی ساقط ہوتی ہے وجہ دوم دلیل کی اس سے بہی زیادہ ضعیف ہے - اگر یہ دلیل صحیح ہوتی تو ہمکو یہ تجویز کرنا لازم ہوتا کہ صاحب جج ضلع جو حسب دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے اپیل کو سماعت کرین حسب مراد ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع کے صاحب جج ضلع نہین ہین - مگر ہم ایسا نہین کر سکتے - ایسے اپیلون کی سماعت کرنا ایک اختیار منجملہ اختیارات صاحب جج ضلع کے ہے اور ہماری راے مین ایک ایسا اختیار ہے جسکو حسب دفعہ ۱۰ - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع جج ماتحت قانوناً بحالات متذکرہ دفعہ مذکور استعمال کر سکتا ہے - عدالت ہذا سے بارہا یہ تجویز ہو چکی ہے کہ فیصلجات صاحبان جج ضلع نسبت اپیل کے جو اونکے روبرو حسب ایکٹ لگان پیش کیے گئے ہون اور جوابات جو اونہون نے استصوابات حسب ایکٹ مذکور کے دیے ہون فیصلجات و جوابات عدالت دیوانی کے عدالت مال کے لیے ہین - ہماری راے مین وجہ دوم دلیل بہی ساقط ہوئی ہے -

اب وجہ دوم اپیل کی باقی رہتی ہے یعنی یہ کہ چونکہ درخواست واپسی نالش سابق حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نامنظور کی گئی لہذا نالش ہذا مین تمادی عارض ہے اور وہ قائم نہین رہ سکتی " اسکی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ وہ عدالت اپیل ماتحت مین بطور امر مانع سماعت کے پیش کی جانی چاہیے تہی - مگر وہ اس طرح پر پیش نہین کی گئی اور ہم اب اوسکے منظور کرنے سے انکار کرتے ہین -

ہم اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین - ہماری راے مین یہ بہت بہتر ہوتا کہ جج ماتحت ذیعلم اوس قسم کے اپیلون کی نسبت جنکو وہ معمولی طور پر سماعت نہین کر سکتے اور جنکا اونکو تجربہ نہین ہے استعمال کرنے اختیار سماعت سے اجتناب کرتے - جہان تک کہ ہم دریافت کر سکتے ہین کوئی ضرورت جلدی کی نہین تہی اور یہ بہتر ہوتا کہ وہ اوسکو صاحب جج ضلع کے واپس آنے تک پڑا رہنے دیتے -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

یکم جولائی ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۵۹

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

شیام لال وغیرہ (مدعا علیہم) بنام کہیدا و یک کس دیگر (مدعیان)

دہرم شاستر۔ ہندو خاندان مشترکہ۔ نالش منجانب پسران بغرض مستثنی کرانے اپنے حصص کے نیلام بعلت ڈگری بربنائے رہن سے۔ مدعیان فریق اوس نالش کے تھے جسمین ڈگری صادر کی گئی تھی لیکن وے نابالغ تھے اور اونکی طرف سے کوئی شخص مجاز حاضر نہین ہوا ولی و نابالغ۔ امر تجویز شدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۵۷۔

مرتہن نے نالش بغرض نفاذ رہن نامہ سادہ جائداد موروثی کے دائر کی کہ جسکو ایک ہندو خاندان مشترکہ نے جسمین وہ اور دو پسر شریک تھے تحریر کیا تھا۔ بوقت ارجاع نالش پسران مذکور نابالغ تھے اور پدر اوکا اونکا ولی دوران مقدمہ مقرر کیا گیا تھا لیکن اوسنے بطور ولی کے عمل کرنے سے انکار کیا اور برطبق اسکے نابالغان مذکور کی ماں ولی دوران مقدمہ مقرر کی گئی۔ اوس نالش مین ڈگری یکطرفہ بغرض نیلام بنام جملہ مدعا علیہم کے صادر ہوئی۔ برطبق اسکے نابالغان نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ ڈگری نیلام سے اونکے حقوق واقع جائداد خاندان مشترکہ پر اسوجہ سے اثر نہین پہونچتا تھا کہ نالش مین جسمین ڈگری مذکور صادر ہوئی تھی اونکی طرف سے کوئی شخص مجاز حاضر نہین ہوا تھا کیونکہ اونکی ماں کی حیثیت ایسی عورت کے جسکا ازدواج ہوگیا تھا بطور اونکی ولیہ کے قانوناً عمل نہین کرسکتی تھی یہ ثابت نہین کیا گیا کہ کوئی بحث فریب کی مقدمہ مین پیدا ہوتی تھی۔ **تجویز ہوئی** کہ بلحاظ واقعات مندرجہ بالا کے نابالغ مستحق ڈگری مستدعیہ کے ہین۔ مقدمات درگا پرشاد بنام کیشو پرشاد سنگھ (۱) و منگنی رام مارواڑی بنام سنت گر سہائے نندن (۲) و رشنو کیشو بنام رام چند ربھاسکر (۳) و داجی ہرت بنام دھیرج رام سدارام (۴) و نواب محمد نور اللہ خان بنام ہرچرن رائے (۵) و دولت سنگھ بنام رگھوبیر سنگھ (۶) اور گھونیدیال ساہو بنام بیکا لال مصر (۷) کا حوالہ دیا گیا۔

(*) اپیل دوم نمبر ۹۳۷ سنہ ۱۸۹۹ء بنارا ضی ڈگری مولوی محمد اسمٰعیل جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری پنڈت اوبلی پرشاد منصف غازی آباد مورخہ ۔ فروری ۱۸۹۹ء (۱) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۶۵۶ (۲) (۱۸۸۹ء) لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۵ (۳) (۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰ (۴) (۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۰ (۵) (۱۸۸۶ء) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۶ صفحہ ۹۹ (۶) ویکلی نوٹس ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۳۱ (۷) (۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۹

سنہ ۱۹۰۱ع

شیام لال بنام گھسیٹا

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت مین کافی طور پر مندرج ہین۔

پنڈت موتی لال نہرو بجاے اونکے پنڈت موہن لال نہرو منجانب اپیلانٹان

پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

برجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس۔ مدعیان مقدمہ ہذا دعویدار اس استقرار کے ہین کہ اونکی دو ثلث حصہ واقع بعض جائداد زمینداری بابت اجرائے ایسی ڈگری نیلام کے جو حسب دفعہ ۹ ایکٹ انتقال جائداد حاصل کی گئی جا بل نیلام نہین ہے اور یہ کہ وے ڈگری یا کسی کارروائیات کے جو جبراً بعینہ اجرا عمل مین آوین پابند نہین ہین بابت واسطے نیلام کے بغرض نفاذ رہن نامہ صادرہ جائداد موروثی کے دائر کی گئی جو کور سے پدر مدعیان حال نے جسکے ساتھ وے ایک ہندو خاندان مشترکہ مین شریک تے تحریر کیا تہا۔ مدعاعلیہم نالش مذکور کوڑے اور مدعیان حال تے مدعیان حال اوسوقت نابالغ تے اور پدر اونکا بطور اونکے ولی دوران مقدمہ کے نامزد کیا گیا تہا لیکن اوسنے عمل کرنے سے انکار کیا بر طبق اسکے مدعیان کی مان مسماۃ درگا اونکی ولیہ دوران مقدمہ مقرر کی گئی اوس نالش مین ڈگری یکطرفہ بغرض نیلام بنام جملہ مدعاعلیہم کے صادر کی گئی۔ کوئی حکم قطعی واسطے نیلام کے حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ مذکور کے ہنوز صادر نہین کیا گیا نہ کوئی اور کارروائی بابت اجرا ڈگری کے کی گئی ہے مقدمہ ہذا مین واقعی مدعیان واسطے منسوخ کرانے ڈگری مذکور کے جہان تک کہ وہ اونکے حقوق پر موثر ہے اس بنا پر نالشی ہین کہ چونکہ اونکی مان مسماۃ درگا کا انددواج ہوگیا ہے لہذا اوسکا تقرر بحیثیت ولیہ دوران مقدمہ بلحاظ دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خلاف قانون ہے اسوجہ سے اونکی طرف سے کوئی شخص بجاز نالش نیلام مین حاضر نہین ہوا اور وے پابند ڈگری مصدورہ نالش مذکور کے نہین ہین۔ یہ تجویز ہو چکی ہے اور اس امر سے انکار نہین کیا گیا ہے کہ مسماۃ درگا ایسی عورت ہے جسکا ازدواج ہو چکا ہے لہذا وہ نالش بغرض نیلام مین نابالغان کی ولی دوران مقدمہ قانوناً مقرر نہین کی جا سکتی۔ یہ تجویز نہین ہوئی ہے کہ کوئی فریب متعلق تقرر مسماۃ مذکور یا پیروی نالش یا صدور ڈگری مین ہوا۔ ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے دعوی کو اس بنا پر ڈگری کیا کہ چونکہ مدعیان کی طرف سے نالش بغرض نیلام مین کوئی شخص مجاز حاضر نہین ہوا لہذا ڈگری مصدورہ نالش مذکور اونپر قابل پابندی نہین ہے اپیل مین جو ہمارے روبرو پیش ہے یہ عذر کیا گیا ہے کہ نالش مدعی از روے قاعدہ امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت ہے۔ اسمین کچھ شبہہ نہین ہو سکتا کہ اگر ڈگری جو نالش بغرض نیلام مین صادر ہوئی مدعیان پر قابل پابندی ہے تو نالش ہذا از روے قاعدہ امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت ہے عام اس سے کہ ڈگری صحیح یا غلط طور پر صادر کی گئی بحث یہ ہے کہ آیا ڈگری مدعیان پر قابل پابندی ہے یا نہین

سنہ ۱۹۰۱ع

شیام لال بنام گمسیتا

۳۶۱

بحث کسی طرح دقت سے خالی نہیں ہے لیکن اس معاملہ پر بخوبی غور کرنے کے بعد ہماری یہ راے ہے کہ وہ بذریعہ
نظیر حکام عالی مقام پریوی کونسل بمقدمہ درگا پرشاد بنام کیشو پرشاد سنگھ (۱) اور استنباطاً اندروے نظیر حکام
عالی مقام بمقدمہ مکھنی رام مارواڑی بنام مہنت گرسہاے نند (۲) طے ہو گئی ہے مقدمہ اول الذکر میں نابالغان
نے واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ ایک ڈگری جو اپیلانٹان نے بنام اونکے چچا شیو نندن سنگھ
و یک کس دیگر کے خود اونکی طرف سے اور بحیثیت ولی نابالغان مذکور کے حاصل کی تھی بمقابلہ اونکے
اسوجہ سے جاری نہ کی جانی چاہیئے کہ قرضہ جو مورث نے لیا جسکی بابت ڈگری حاصل کی گئی تھی بضرورت
جائز نہیں لیا گیا تھا اور اونیز قابل پابندی نہ تھا اور چچا جائز طور پر ولی مقرر نہیں کیا گیا تھا اور یہ کہ
اوس نالش میں جسمیں بمقابلہ اونکے اسطرح پر ڈگری حاصل کی گئی تھی اونکی طرف سے کوئی شخص بجاز حاضر
نہیں ہوا تھا۔ پریوی کونسل نے تجویز کی کہ ڈگری مصدرہ نالش مذکور نابالغان پر قابل پابندی نہیں ہے
کیونکہ شیو نندن جو اونکا ولی نامزد کیا گیا تھا ولی جائز نہ تھا اور اوسکو نالش موسومہ نابالغان کی جوابدہی
کرنے کا کچھ استحقاق نہ تھا منجملہ دو مقدمات محولہ بالا کے مقدمہ آخر الذکر میں نالش از قسم نالش ہذا کے ذریعہ
مدعی نے واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ ڈگری اور نیلام جسمیں مدعا علیہ نے جائداد متنازعہ خرید کی اوسپر
قابل پابندی نہیں ہیں کیونکہ وہ نابالغ تھا اور اوس نالش میں جسمیں ڈگری حاصل کی گئی تھی اوسکی طرف سے
کوئی شخص بجاز حاضر نہیں ہوا تھا حکام عالی مقام نے نالش کو اس بنا پر فیصل کیا کہ نالش ماقبل موسومہ
نامبردہ میں مدعی کی طرف سے شخص بجاز حاضر ہوا ہے لیکن معزی الیہم نے نالش اس بنا پر درست نہیں کی کہ ایسی نالش
دائر نہیں ہو سکتی۔ اثناے تقریر میں بمقدمہ مذکور یہ بیان کیا گیا کہ چارہ کار مدعی کا بطریق اپیل یا درخواست
منسوخ کرانے ڈگری اول کے ہے لیکن حکام عالی مقام نے فیصلہ مقدمہ کا اس بنا پر نہیں کیا ہے جو وے بیان
کر سکتے تھے بخلاف اسکے تجویز سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ نالش جداگانہ دائر ہو سکتی ہے۔ حق نابالغ نسبت نالش
بغرض منسوخی ڈگری اس بنا پر کہ نالش ماقبل میں اوسکی طرف سے کوئی شخص بجاز حاضر نہیں ہوا تھا بمقدمات
دشنو کیشو بنام رامچندر بھاسکر (۳) و داجی ہمت بنام دھیرج رام سدا رام (۴) تسلیم کیا گیا تھا۔ ہم
مقدمہ نواب محمد نور اللہ خان بنام برجین راے (۵) کا بھی جسپر عدالت اپیل ماتحت نے استدلال کیا
حوالہ دیسکتے ہیں وکیل ذیعلم اپیلانٹان نے مقدمہ دولت سنگھ بنام رگھوبیر سنگھ (۶) پر استدلال کیا ہم
۳۶۲ ہماری راے میں فیصلہ مقدمہ مذکور چہ جائیکہ اوس سے حجت اپیلانٹان کی تائید ہو خلاف اونکے ہے

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۵۶ (۲) (۱۸۹۹ء) لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۵
(۳) (۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰ (۴) (۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱
(۵) (۱۸۸۲ء) ریورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۴ صفحہ ۹۰ (۶) ویکلی نوٹس ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۱

سنہ ۱۹۰۱ء
۳۶۲ شیام لال بنام گسیتا علی

مقدمہ مذکور مین یہ تجویز کی گئی تھی کہ ولی مناسب طور پر مقرر کیا گیا تھا اور ایسا شخص تھا جو بحیثیت ولی قانوناً عمل کر سکتا تھا اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ چونکہ نابالغ کی طرف سے ایسا شخص جو جائز طور پر ولی مقرر کیا گیا تھا حاضر ہوا تھا لہٰذا وہ نالش مذکور مین اوس مقدمہ کا پابند ڈگری کا ہے گویا کہ وہ اوس وقت خود اپنے استحقاق سے کارکن اور حاضر تھا اس سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اگر نابالغ کی طرف سے ایسا شخص جو جائز طور پر ولی مقرر کیا گیا تھا حاضر ہوتا تو فیصلہ مختلف ہوتا۔ نظیر مقدمہ رگھوبیر دیال صاحب بنام ایکیالال (۱) سے جسکا منجانب اپیلانٹ کے حوالہ دیا گیا ہے ہماری راے مین اپیلانٹ کو مدد نہین ملتی۔ مقدمہ مذکور مین فیلڈ صاحب جسٹس نے یہ راے ظاہر کی اگر وہ ایک نالش بغرض منسوخی ڈگری حاصلہ بمقابلہ ایسے نابالغ کے ہو جو صحیح طور پر فریق مقدمہ بنایا گیا ہو اور اوسکی طرف سے شخص مجاز مقدمہ مین حاضر ہوا ہو اور اگر ایسا کوئی کوشش بذریعہ نالش علیٰحدہ کے کی جاے تو میری دانست مین مدعی ایسی نالش مین صرف بربناے ثبوت فریب یا سازش کے کامیاب ہو سکتا ہے ہماری راے مین حاکم ذیعلم موصوف کی اس راے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ وہ یہ تجویز کرے کہ نالش ہذا بجز بربناے فریب یا سازش کے قابل پذیرائی نہین ہے اگرچہ نابالغ کی طرف سے اوس مقدمہ مین جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی کوئی شخص مجاز حاضر نہ ہوتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے ہم یہ ذکر کر سکتے ہین کہ مقدمہ ہذا کی سماعت ذیعلم چیف جسٹس صاحب سابق عدالت ہذا اور ہم مین سے ایک حاکم نے کی تھی اور جو راے کہ معزی الیہ نے قائم کی وہ وہی تھی جو ہم نے اختیار کی ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱-جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۳۶۲

ستارہ بیگم (مدعیہ) بنام تلشی سنگھ وغیرہ (مدعاعلیہم) *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۵۔ ضابطہ۔ حکم بنام مدعی بغرض ادا کرنے خرچہ تیاری نقشہ کے مدعی کا اس حکم کی تعمیل نہ کرنا۔ ڈسمسی نالش۔

عدالت کو کچھ اختیار سرسری طور پر ڈسمس کرنے نالش مدعی کا محض اس وجہ سے نہین ہے کہ مدعی نے عدالت کے ایسے حکم کی تعمیل نہین کی کہ جسکی رو سے اوسکو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اندر میعاد معینہ کے خرچہ طیاری نقشہ ادا کرے جسکو عدالت نے بغرض فیصلہ نالش کے ضروری خیال کیا تھا۔ اگر اس قسم کے حکم کی تعمیل نہ کیجاے تو عدالت کو لازم ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ بربناے ایسے مواد کے کرے جو اوسکے روبرو ہو۔

* اپیل دوم نمبر ۹۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء بنارا ضی ڈگری آر گریون صاحب جج ضلع بنارس مورخہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء منسوخ کنندہ ڈگری بابو سرنش چند ریوس منصف بنارس مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) (سنہ ۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۹

۴۶۳ ۱۹۰۱ ستمبر ۳
ستارہ بیگم
بنام
تلشی سنگھ

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مسٹران عبد المجید و عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر شیو سنگھ سنگہ منجانب رسپانڈنٹان۔

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس مدعیہ اپیلانٹ نے ۲۵ اپریل ۱۸۹۹ء کو ایک نالش واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضی اور واسطے اجراے حکم امتناعی تاکید بغرض رفع بعض عمارت اور درختان کے دائر کی ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء واسطے سماعت مقدمہ کے مقرر کی گئی۔ بتاریخ مذکور مدعا علیہم نے اپنا بیان تحریری پیش کیا اور مدعیہ نے کچھ ثبوت دستاویزی پیش کیا ۵ جون ۱۸۹۹ء کو عدالت نے امور تنقیح طلب قائم کئے اور ایک حکم واسطے تقرر اہل کمیشن کے صادر کیا کہ وہ نقشہ اوس مقام کا تیار کرے۔ اوسمین یہ ہدایت تھی کہ مدعیہ خرچہ اجراے کمیشن کا اندر چار یوم کے ادا کرے ۳۰ جون ۱۸۹۹ء کو کہ تاریخ واسطے فیصلہ قطعی نالش مذکور کے مقرر کی گئی تھی مقدمہ واسطے سماعت کے پیش ہوا اور یہ دریافت ہوا کہ مدعیہ نے خرچہ واسطے اجراے کمیشن کے جیسی کہ حکم مورخہ ۵ جون ۱۸۹۹ء مین ہدایت تھی ادا نہین کیا برطبق اسکے منصف نے حکم ذیل تحریر کیا مقدمہ ہذا مین مدعیہ کو حکم ادا کرنے خرچہ امین کا واسطے تیاری نقشہ کے دیا گیا تھا مدعیہ نے خرچہ ادا نہین کیا اور نہ اوس نے وجہ اس امر کی ظاہر کی کہ اوس نے کیون خرچہ ادا نہین کیا احکام واسطے تعمیل کے اور نہ واسطے عدول حکمی کے صادر کئے جاتے ہین نالش بعدم پیروی ڈسمس کیجاتی ہے مدعیہ نالش جدید دائر کر سکتی ہے۔ منصف نے اوس نظیر کا حوالہ کے بموجب اونھون نے نالش کو ڈسمس کیا حوالہ نہین دیا نہ یہ واضح ہوتا ہے کہ حاکم موصوف مجاز صادر کرنے اس حکم کے تھے کہ مدعیہ نالش جدید دائر کر سکتی ہے عدالت ادنیٰ ماتحت کی یہ راے ہے کہ حکم منصف حسب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا گیا تھا۔ اگر ازروے دفعہ ہذا کے حکم منصف کا صحیح نہین ہے تو ہمکو مجموعہ مذکور مین کوئی اور دفعہ نہین معلوم ہوتی جس سے حکم مذکور جائز قرار دیا جاوے لہذا ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا ازروے دفعہ ۱۵۸ کے کارروائی جو منصف نے کی صحیح ہے یا نہین دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے۔ اگر فریق مقدمہ جسکو مہلت ملی ہو اپنی وجہ ثبوت پیش نکرے یا اپنے گواہون کو حاضر نہ کراوے یا اور کوئی امر جو واسطے جاری رہنے کارروائی مقدمہ کے

۱۹۰ مسماۃ ستارہ بیگم بنام ملکھی سنگھ

ضروری ہو اور جسکے لئے مہلت ملی ہو بجا نہ لاوے تو عدالت باوصف اوس عدم پیروی کے مقدمہ کو اوسی وقت فیصل کرے گی۔ مقدمہ ہذا مین مدعیہ کو مہلت واسطے کرنے ایسے امر کے ملی تھی جسکو منصف نے واسطے جاری رہنے کارروائی مقدمہ مذکور کے ضروری خیال کیا تھا۔ بحث یہ ہے کہ آیا بجا نہ لانے امر مذکور سے بموجب دفعہ مذکور کے ڈسمسی مقدمہ لازم آتی ہے یا آیا عدالت کو باوصف عدم پیروی مذکور کے سماعت مقدمہ کرنی چاہئے تھی ہماری رائے مین دفعہ مذکور مین صرف یہ حکم ہے کہ محض کسی فریق کے تعمیل کرنے اوس امر سے جسکے کرنے کی اوسکو ہدایت کی گئی ہے ڈسمسی مقدمہ مدعی لازم نہ آئیگی اگر وہ ایسا شخص ہے جس نے تعمیل نہین کی یا دعوی بمقابلہ مدعا علیہ ڈگری نہوگا اگر مدعا علیہ ایسا شخص ہے جس نے تعمیل نہین کی۔ ہماری رائے مین الفاظ باوصف عدم پیروی مذکور کے سے صریحاً یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت باوصف عدم پیروی کے برنبائے اوس مواد کے جو اوسکے روبرو ہے مقدمہ کا فیصلہ کرے گی اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ عدم پیروی مذکور سے ڈسمسی بصورت مدعی یا اخراج جواب دعوی بصورت مدعا علیہ لازم آوے گا تو ہم ایک حکم ہم مضمون حکم مندرجہ دفعہ ۱۳۶ یا دفعہ ۲۰۸ مجموعہ مذکور کی توقع رکھتے۔ اگر رائے صاحب جج کی صحیح ہوگی تو دیکھنا چاہئے کہ اگر عدم پیروی منجانب مدعا علیہ کے ظہور مین آئی کیا نتیجہ ہوتا کیا مدعی کی نالش فوراً بلا لیئے کسی شہادت کے یا بلا حوالہ اوس شہادت کے جو پیش کیجا چکی تھی ڈگری کی جاتی۔ ہرگز نہین ہماری رائے مین ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے دفعہ مذکور کو غلط پڑھا اور اوسکی غلط تعبیر کی ہے۔ ظاہرا منصف نے اس قیاس پر کارروائی کی ہے کہ وہ مدعی کو بوجہ عدول حکمی عدالت کے بذریعہ ڈسمس کرنے نالش کے سزا دے سکتا ہے وہ ایسا نہین کر سکتا بلاشبہہ عدالت کو لازم نہ تھا کہ سماعت مقدمہ ملتوی کرتی اور مدعیہ کو لازم تھا کہ اپنا دعوی بذریعہ ایسی شہادت کے جو مسماۃ مذکور تاریخ مقررہ پر پیش کر سکتی تھی ثابت کرنے۔ اگر شہادت مذکور سے دعوی ثابت نہوتا تو بلاشبہہ نالش ڈسمس ہوتی۔ لیکن محض مسماۃ مذکور کے حکم عدالت کی تعمیل نکرنے سے حکم ڈسمسی جائز نہوگا۔ ہم اپیل کو منظور اور ڈگریات عدالت ہائے ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ پاس عدالت ابتدائی کے حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بدین ہدایات واپس کرتے ہین کہ وہ اوسکو بازنمبر سابق رجسٹر مین قائم کرے اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کرے

۱۹۰۱

سکے کرے خرچہ عدالت ہذا اور اسوقت تک کا تابع نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

رام سرن وغیرہ (مدعیان) بنام چھتر سنگھ وغیرہ (مدعاعلیہم)

۴۶۵

حکم امتناعی دوامی۔ عدول حکمی۔ تحقیر عدالت۔ نالش دوم واسطے حکم امتناعی کے امر تجویز شدہ۔ ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲۔ عدد ۱۶۵ المیعاد سماعت

جب مدعی نے ایک مرتبہ حکم امتناعی دوامی کے واسطے نالش دائر کرکے حکم امتناعی اس ہدایت سے حاصل کیا ہو کہ مدعاعلیہ بعض افعال کے کرنے سے باز رہے تو مدعی کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ اگر مدعاعلیہ حکم امتناعی مذکور پر آیندہ کا مخالف ہوئے اسی قسم کی دادرسی کے لئے پھر نالش دائر کرے فی الواقع ایسی نالش بر بنائے اصول امر تجویز شدہ کے ممنوع ہوگی جب عدالت کسی نالش میں کسی فریق کو یہ حکم دے کہ وہ کسی خاص فعل کے کرنے سے باز رہے اور جب وہ شخص جسکو حکم دیا گیا حکم مذکور کی تعمیل نکرے تو وہ مجرم تحقیر عدالت کا ہے اور عدالت بغرض نافذ کرنے اپنے اختیار کے باوجود اسکے کہ عدد ۱۶۵ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت بابت ۱۸۷۷ء میں کیسی ہی تحریر ہو کارروائی کر سکتی ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

منشی گوکل پرشاد منجانب اپیلانٹان۔

بابو سیتل پرشاد گھوس منجانب رسپانڈنٹان۔

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعیان نے جو عدالت ہذا میں اپیلانٹان ہیں بابت ایک قطعہ خور اراضی واقع موضع ... ضلع میرٹھ کے دائر کی قطعہ متنازعہ مدعیان کو از روے ایک تقسیم کے جو ۱۸۹۰ء میں ہوئی ملا تھا معلوم ہوتا ہے کہ بعد تقسیم مذکور کے مدعاعلیہم نے اراضی پر آمدورفت شروع کی مدعیان یا اونکے پیشرو باعتبار استحقاق کے ۱۸۹۲ء میں ایک نالش واسطے استقرار اپنے استحقاق نسبت اسی قطعہ کے اور واسطے اس حکم کے دائر کی کہ مدعاعلیہم استعمال کرنے اراضی سے باز رکھے جائیں

* اپیل دوم نمبر ۹۹۳ بابت ۱۸۹۹ء بنارا ضی ڈگری جناب مسٹر ... صاحب ایڈیشنل جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء منضمن ترمیم ڈگری

مولوی محمد عباس علی منصف میرٹھ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۹ء

۱۹۰۱
رام سرن بنام چھتر سنگھ

نالش مذکور کی ڈگری ہوئی اب مدعیان عدالت مین اس بیان سے حاضر ہوئے ہین کہ باوجود کارروائیات نالش اول الذکر کے مدعاعلیہم اب بھی اونکے قبضہ مین مداخلت کرتے ہین۔ اونہون نے یہ بیان کیا کہ مدعاعلیہم نے ہمکو تعمیر مکان سے جو ہم قطعہ مذکور پر بنانا چاہتے تھے روکا۔ مزید بران اونہون نے یہ بیان کیا کہ چھپر جو اونہون نے اراضی متنازعہ پر ڈالا تھا اوسکو مدعاعلیہم نے اوجاڑ دیا اونہون نے اول یہ استدعا کی کہ مکان جو وے تعمیر کرنا چاہتے ہین قطعہ مذکور پر بصرف مدعیان بذریعہ امین عدالت کے تعمیر کرایا جاوے گا اور یہ کہ مداخلت جو مدعیون نے کی ہے رفع کیجاوے۔ دوم نامبردگان نے
۴۶۶
استدعا واسطے استقرار اپنے حق نسبت قطعہ مذکور اور واسطے اجراے حکم امتناعی دوامی کے کی کہ مدعاعلیہم قطعہ مذکور پر آمد و رفت کرنے سے باز رکھے جائین اور مدعیان کے تصرف قطعہ مذکور مین اون کی مداخلت کی ممانعت کیجاوے۔ علی سبیل البدل مدعیان نے یہ استدعا کی کہ اگر عدالت مدعیان کو بیدخل خیال کرے تو ڈگری واسطے قبضہ کے عطا کرے۔

منصف نے نالش مدعیان ڈسمس کی۔ برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج ماتحت نے مدعیان کو ڈگری قبضہ عطا کی لیکن استدعاے حکم امتناعی دوامی نامنظور کی۔ مدعیان نے اپیل دوم عدالت ہذا مین دائر کیا اور مدعاعلیہم نے عذر حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی داخل کیا ہے۔

اپیل مدعیان مین تذکرہ محض اوس جزو ڈگری کا ہے جسکی رو سے اونکا دعوی بابت حکم امتناعی دوامی کے نامنظور کیا گیا تھا۔ عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ مدعیان نالش سابق مین حکم امتناعی دوامی حاصل کر چکے ہین لہذا وے بلحاظ احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستحق رجوع کرنے نالش دوم بابت اوسی دادرسی کے نہین ہین انکی نسبت ہم خیال کرتے ہین کہ راے عدالتہاے ماتحت کی صحیح ہے چونکہ مدعیان کو ڈگری واسطے حکم امتناعی دوامی کے پیشتر مل چکی ہے لہذا وہ دوسری ڈگری اوسی مضمون کی بمقابلہ اونہین مدعاعلیہم کے نہین پا سکتے۔ وکیل اپیلانٹان نے یہ بحث کی کہ باوجود صادر ہونے ڈگری سابق کے نامبردگان کے وہ مستحق رجوع کرنے نالش کے واسطے دیگر حکم امتناعی کے ہین۔ موصوف الیہ نے یہ بحث کی کہ چونکہ زائد از تین سال تاریخ ڈگری اول سے

۱۹۱
رام سرن بنام چھتر سنگھ

گذر چکے ہیں لہذا وہ صیغہ اجرا میں نافذ نہیں کیجا سکتی اور غیر موثر ہو گئی ہے ہماری راے میں یہ عذر بے وقعت ہے۔ جب عدالت کسی فریق نالش کے نام حکم واسطے باز رکھنے کے کسی خاص فعل سے جاری کرے اور جس وقت کہ وہ شخص جسکے نام حکم جاری کیا گیا ہو تعمیل حکم مذکور کی نکرے تو نامبردہ قصوروار تحقیر عدالت کا ہے اور ہماری راے میں عدالت بغرض نافذ کرنے اپنے اختیار کے باوصف اسکے کہ مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت مجریہ سنہ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میں کچھ بھی مندرج ہو کارروائیات کر سکتی ہے۔ لہذا اپیل ساقط ہوتا ہے اور مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

نسبت عذر کے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ بلحاظ تجویز عدالت اپیل ماتحت کے ڈگری
۴۶۷ قبضہ صادر کرنا جائز نہیں تھا۔ فیصلہ ذیعلم ایڈیشنل جج ماتحت کا ہمکو کہنا چاہیے نہایت عجیب ہے اور یہ سمجھنا دشوار ہے کہ کیا وہ ٹھیک نتائج تھے جو حاکم موصوف نے اخذ کیے ہیں لیکن یہ عیان ہے کہ جج موصوف یہ تجویز کرتے ہیں کہ قطعہ متنازعہ مدعیان کا ہے اور یہ کہ مدعا علیہم قبضہ نامبردگان میں بذریعہ قائم کرنے حق آمدورفت قطعہ مذکور کے مداخلت کرتے ہیں مدعا علیہم نے کوئی استحقاق مخالفانہ پیش نہیں کیا اور بربناے فیصلہ سابق حق راستہ جسکا اب دعوی کیا جاتا ہے قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ اندریں حالات ہم خیال کرتے ہیں کہ راے عدالت ڈگری قبضہ بحق مدعیان صادر کرنے میں صحیح ہے لہذا ہم عذر کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس نبرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۹۰۱ء
۲ جولائی
صفحہ کتاب انگریزی ۴۶۷

غلام حسین (مدعی) بنام دینا ناتھ و یک کس دیگر (مدعا علیہما)

(ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعات ۹۱ و ۸۵ — ڈگری زر نقد رہن بیع بالوفا۔ نالش بربناے رہن نامہ۔ اقبال دعوی کے بعد ڈگری قبضہ کی صادر ہونا۔ قابض ڈگری زر نقد فریق نہ تھا۔ نیلام بعلت اجراے ڈگری زر نقد حقوق خریدار نیلام

اپیل دوم نمبر ۱۶۰ سنہ ۱۸۹۹ء بناراضی ڈگری ایف ڈبلیو فاکس صاحب جج ضلع جھانسی مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۹ء مشعر منسوخی ڈگری مولوی محمد عباس علی منصف جھانسی مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۹۹ء

۱۹۰۱ء

غلام حسین بنام دینا ناتھ

ایک مدیون ڈگری زر نقد نے کچھ جائداد در رہن بیع بالوفا کی جائداد مرہونہ بعوض جائداد مدیون ڈگری کے قرق کرائی گئی اور حکم نیلام صادر کیا گیا لیکن قبل نیلام کے مرتہنان نے برنباے اپنے رہن نامہ کے نالش دائر کی اور مدیون ڈگری نے اقبال دعوی کیا اور زر رہن تسلیم کیا اور یہ بیان کیا کہ اوسکو زر رہن کے ادا کرنے کی استطاعت نہین ہے اور یہ استدعا کی کہ ڈگری قبضہ جائداد کی بحق مرتہنان صادر کیا جاے اور اس طرح پر ایک ڈگری صادر کی گئی اس نالش مین مرتہنان نے جنکو یہ تجویز کی گئی استحقاق ڈگریدار تارق کی اطلاع تھی اوسکو فریق نہین بنایا۔ بعد صادر ہونے ڈگری کے نالش مرتہنان مین ڈگریدار نے بعلت ڈگری زر نقد کے جائداد کو نیلام کرایا۔ مرتہنان نے خریدار نیلام کی مزاحمت قبضہ حاصل کرنے مین کی اور بر طبق اسکے خریدار نیلام نے نالش قبضہ بنام مرتہنان کے دائر کی

تجویز ہوئی کہ خریدار نیلام مستحق ڈگری قبضہ کا بر شرط ادا کرنے انفکاک کے ہے۔ بنرجی صاحب جسٹس نے مقدمات سورج بنسی کنور بنام شیو پرشاد سنگھ (۱) ہر پونا بائی بنام چو ٹا بگار (۲) و انند چندر پال بنام مسمات انند ل مہر (۳) کا حوالہ دیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز بنرجی صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔ ۳۶۸

منشی جگت بہادر شرن منجانب اپیلانٹ

بابو درگا چرن بنرجی منجانب ریسپانڈنٹان

بنرجی صاحب جسٹس یہ اپیل ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو بحالات ذیل دائر کی گئی تھی مسمی مادھو راؤ نے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۵ء کو ایک ڈگری زر نقد بنام کالی کے حاصل کی۔ اوس نے ۱۵ اگست ۱۸۹۶ء کو درخواست واسطے اجراے ڈگری مذکور کے پیش کی اور جائداد جواب متنازعہ ہے بطور جائداد کالی کے قرق کی گئی چونکہ جائداد مذکور موروثی تھی لہذا ۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء کو ڈگری واسطے اجرا کے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت صاحب کلکٹر مین منتقل کی گئی۔ چونکہ دفعہ مذکور مین حکم نیلام جائداد مقروقہ کا صادر کیا جانا پیشتر سے فرض کر لیا گیا ہے لہذا یہ قیاس کرنا چاہئے کہ حکم نیلام جائداد کا صادر ہو چکا تھا جولائی ۱۸۹۷ء کو جائداد نیلام کی گئی اور ... اپیلانٹ نے اوسکو خرید کیا مگر ۱۰ جنوری

(۱) [illegible] انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸ (۲) [illegible] (۱۸۹۷ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۷۲ (۳) (۱۸۹۶ء) بنگال لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۶۹۔

۱۹۰۱ء

غلام حسین بنام دینا ناتھ

۱۸۵۵ء میں ہو کو کالی نے جائداد مذکور کو بذریعہ دستاویز بیع بالوفا کے رسپالہ شان کے
پاس رہن کیا ۲۹ جون ۱۸۵۹ء کو مرتہنان نے نالش بیعیات دائر کی اور تنہا کالی کو نالش میں
مدعاعلیہ بنایا - مادہوراو کو فریق نہیں بنایا گیا یہ معلوم ہوا ہے کہ رسپالہ شان کو اس امر کی
اطلاع تھی کہ مادہوراو نے جائداد کو قرق کرایا تھا - ۲۰ جولائی ۱۸۵۹ء کو یعنی دو روز قبل
اوس تاریخ کے جو واسطے نیلام جائداد کے بتعمیل اجراے ڈگری مادہوراو کے مقرر کی گئی تھی کالی
نے عدالت میں حاضر ہو کر اقبال دعوی کیا اور اپنی ذمہ داری زر رہن کی تسلیم کی اور
یہ بیان کیا کہ بوجہ عدم استطاعت وہ ادا کر نہیں سکتا اور یہ استدعا کی کہ ڈگری بحق مرتہنان واسطے
قبضہ جائداد کے صادر کیجاوے - عدالت نے بجاے صادر کرنے ڈگری بتعمیل احکام دفعہ ۸۹ ایکٹ
انتقال جائداد کے جو ڈگری مطابق درخواست کالی کے واسطے قبضہ جائداد کے صادر کی جبکہ
مدعی نے بعد اپنی خریداری کے قبضہ جائداد کے حاصل کرنیکی کوشش کی تو رسپالہ شان نے
اوسکی مزاحمت کی اور اسوجہ سے نالش ہذا دائر کی گئی جسمیں اوس نے استدعا واسطے پانے قبضہ کی
بذریعہ اپنی خریداری کے کی اپنے عرضی دعوی میں اوس نے یہ بیان کیا کہ ڈگری مصدورہ نالش
بیعیات اور کارروائیات جنکی وجہ سے وہ دائر کی گئی فریبی اور سازشی ہین اور بمقابلہ اون کے
اونکا کچھ اثر نہیں ہے عدالت مرافعہ اولی کی یہ راے ہے کہ راہن اور مرتہنان کا نالش بیعیات سے ۴۶۹
یہ منشا تھا کہ خریدار جائداد مقروقہ کو جو بتعمیل اجراے ڈگری مادہوراو کے نیلام ہوئی دہوکا دے
اور جائداد کا فک رہن کرانا اوسکے امکان سے باہر کردے عدالت موصوف نے ڈگری
قبضہ بحق مدعی اس شرط سے صادر کی کہ وہ رسپالہ شان کے رہن کا انفکاک کراوے بطریق
اپیل منجانب مدعاعلیہم رسپالہ شان کے عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو
منسوخ اور نالش کو ڈسمس کیا عدالت موصوف نے تجویز کی کہ مدعی نے یہ ثابت نہیں کیا کہ کارروائیات
نالش بیعیات فریبی اور سازشی ہین اور عدالت موصوف کی یہ راے ہوئی کہ تاریخ خریداری مدعی
کے کالی کا حق نسبت جائداد کے معدوم ہو گیا تھا اور اسوجہ سے مدعی کو جائداد میں کوئی ایسا حق حاصل نہین
ہوا جس سے اوسکو حق ارجاع نالش ہذا حاصل ہوتا صحت فیصلہ ہذا کی نسبت اس اپیل دوم میں
اعتراض کیا گیا جسنے - ذیل مدعاعلیہم رسپالہ شان سے یہ تسلیم کیا کہ مادہوراو کو بحیثیت ڈگریدار قرقی جائداد
مرہونہ کے حق بموجب فقرہ (د) کو دفعہ ۹۱ ایکٹ انتقال جائداد انفکاک کرانے جائداد کا حاصل
تھا لہذا وہ فریق ضروری نالش رسپالہ شان کا تھا اور یہ کہ ڈگری بیعیات سے اوسکے حق

۱۹۰۱

غلام حسین بنام دینا ناتھ

انفکاک مین خلل نہین ڈالسکتا۔ لیکن یہ حجت کی گئی کہ مدعی خریدار نیلام کو وہ حق حاصل نہین ہوا جو دیندار کو حاصل تھا اور بدین وجہ ڈگری جو عدالت مرافعہ اولی نے اوسکے حق مین صادر کی غلط تھی۔ اس امر سے انکار نہین ہوسکتا کہ اگر ڈگری بیعیات جو رسپانڈنٹان نے حاصل کی تعمیل احکام ایکٹ انتقال جائداد صادر کیجاتی اور اگر کوئی تاریخ اوس مین واسطے اداے زر رہن کے حسب مقتضیہ دفعہ ۸۶ ایکٹ مذکور کے مقرر کیجاتی اور اگر جائداد مذکور کو مدعی حال قبل تاریخ مذکور کے خرید کرتا تو وہ بذریعہ انفکاک جائداد کے بیعیات کو روک سکتا تھا اب دیکھنا چاہیے کہ آیا اس امر سے کہ ڈگری بخلاف ورزی قانون مرتب کی گئی وہ حق مذکور سے محروم کیا جاسکتا ہے یہ صحیح ہے کہ راہن احکام ایکٹ انتقال جائداد سے جہان تک کہ خود اوسکو تعلق ہے دست بردار ہوسکتا ہے لیکن یہ احکام واسطے فائدہ نہ صرف راہن بلکہ جملہ اشخاص کے جو حسب دفعہ ۹۱ انفکاک کرانے جائداد مرہونہ کے مستحق ہون منضبط کیے گئے ہین اور راہن اون کارروائیات مین جنمین اشخاص مذکور فریق نہون اونکا حق انفکاک تلف نہین کرسکتا۔ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ چونکہ یہ تجویز ہوچکی ۴۷۰
ہے کہ ڈگری ازراہ سازش وفریب حاصل نہین کی گئی تھی لہذا اوسکا اثر زائل کرے حق کالی کا ہے لہذا تاریخ خریداری مدعی کوئی حقوق جو بحق مدعی منتقل ہوسکتے تھے موجود نہ تھے۔ اس سے یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا خریدار نے بذریعہ اپنی خریداری کے وہ حقوق حاصل کیے یا نہین جو مدیون ڈگری کو تاریخ قرقی حاصل تھے۔ بلحاظ احکام دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ عیان ہے کہ کوئی انتقال خانگی جو مدیون ڈگری بعد قرقی جائداد کے کرے جائز نہین ہوسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ دفعہ مذکور ایسے انتقال سے جو اثر قانون سے ہو متعلق نہین ہے لیکن میری راے مین ایسا انتقال بدرجہ مساوی ناجائز ہوگا گو حسب دفعہ ۲۷۶ کے نہو۔ مزید براں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مشہور مقدمہ سورج بنسی کنور بنام شیو پرشاد سنگھ (۱) مین یہ تجویز کی ہے کہ از روے قرقی و حکم نیلام حق غیر منقسمہ شریک ہندو خاندان مشترکہ کے ایک ایسا مطالبہ بحق ڈگریدار قارق کے پیدا ہوتا ہے جو بوجہ وفات مدیون ڈگری قبل نیلام بذریعہ اطلاق اصول حق باقیماندگی کے زائل نہین ہوسکتا اور یہ کہ ڈگریدار قارق مستحق نیلام کرانے حق مذکور کا بعلت اجراے ڈگری ہے میری دانست مین اصول جو فیصلہ ہذا مین قرار دیا گیا خاص صورت قرقی حکم نیلام حق غیر منقسمہ کسی شریک ہندو خاندان مشترکہ پر محدود نہین ہے بلکہ وہ بدرجہ مساوی کسی قسم کے حق سے جو قرق کیا گیا ہو اور جسکے نیلام کے جانیکا حکم بعینہ اجرا دیا گیا ہو متعلق ہے اگر

(۱) (۱۸۷۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸

سنہ ۱۹۰۱
غلام حسین
بنام
دینا ناتھ

ہر ایک وارث قارق کو جسنے حکم نیلام حاصل کیا ہے اوسکی رو سے مطالبہ یا حق جائداد متروقہ پر حاصل ہو
فائدہ مطالبہ کا جو اس طور پر حاصل کیا جائے بحق اوس شخص کے کارآمد ہوتا ہے جو جائداد نیلام شدہ
بغرض بیباقی ادائے مطالبہ مذکور کے خرید کرے - اسمین شبہہ نہین ہے کہ یہ امر بصورت معمولی رہن کے ہوتا
اور کوئی وجہ ظاہر نہین کی گئی ہے کہ کیون قاعدہ مذکور بصورت مطالبہ قسم ہذا کے متعلق نہ کیا جائے گو وہ کل
دیگر مطالبات سے متعلق ہوگا - اوسپر علاوہ بذریعہ ڈگری بیعیات کے جو اوسکی عدم موجودگی مین حاصل کی گئی
اوس مطالبہ سے محروم نہین کیا جا سکتا جو اوس ترقی آمدنی علاوہ ہے جو اوسنے حاصل کیا بحق ہو سکے پیدا ہوئین
ڈگری بیعیات تابع مطالبہ مذکور کے تھی - فائدہ جو اوسکو بذریعہ مطالبہ کے حاصل رکھتا تھا خریدار کے پاس بصیغہ ۴۷۱
اجرا ڈگری نامبردہ منتقل ہوگیا مین مسٹر صاحب چیف جسٹس کی رائے سے جو اونہون نے مقدمہ مہونا پرشاد
بنام جیو لال (۱) مین ظاہر کی اتفاق کرتا ہون جسمین حاکم موصوف نے یہ فرمایا کہ "جب عدالت حکم نیلام
بصیغہ اجرا ڈگری نسبت صادر کرتی ہے تو ظاہر اوسکی رو سے ہر قسم کا حق وہ جائداد موجود وارث کو اندر کسی
حالات کے تاریخ قرقی قابل حصول ہو نیلام کیا جاتا ہے" اوسی نتیجہ کی تائید اصول نظیر مقدمہ مانند چند رپال بنام
پنچی لال مہرا (۲) سے ہوتی ہے پس مدعی مقدمہ ہذا کو بذریعہ اپنی خریداری کے وہ حق حاصل ہوا جو گلاب کو نسبت انفکاک
رہن رسپانڈنٹان کے اوس تاریخ کو حاصل تھا جسپر جائداد قرق کی گئی اور حق مذکور ہنوز مدعی کو حاصل ہے پس
صورت مین ڈگری انفکاک جو عدالت مرافعہ اولی نے بحق مدعی دی ہے اوسکی ترمیم ہے مین اپیل کو منظور او ڈگری عدالت
اپیل ماتحت کو منسوخ او ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو اس ترمیم کے ساتھ بحال کرونگا کہ مین توسیع میعاد ادائے
زر رہن کی یکم دسمبر ۱۹۰۱ء تک کرونگا - اپیلانٹ کو اوسکا خرچہ عدالت ہذا اور عدالت اپیل ماتحت کا ملیگا مین ذکر
کرسکتا ہون کہ سابق و بلی چیف جسٹس صاحب نے جنہون نے مقدمہ ہذا کی سماعت کی ایک تجویز مرتب کی تھی
جسمین حاکم موصوف نے وہی نتیجہ مندرجہ بالا اخذ کیا تھا اور بوجہ وفات قابل افسوس حاکم موصوف کے فیصلہ مذکور
صادر نہین کیا گیا۔

ایکمن صاحب جسٹس - میری بھی یہی رائے ہے کہ یہ اپیل منظور ہونا چاہئے یہ مقدمہ خالی از
وقت نہین ہے اور مین اپنے فیصلہ کو مختصر وجہ مندرجہ ذیل پر مبنی کرنا چاہتا ہون مدعا علیہم رسپانڈنٹان نے
اپنی نالش بربنائے رہن مین احکام دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جائداد کی بذریعہ نہ فریق بنانے ایسے
شخص کے جسکے استحقاق واقع جائداد مرہونہ کی اونکو اطلاع تھی یعنی وارث قارق کی خلاف ورزی کی
چونکہ وہ فریق نہ تھا اور راہن نے اقبال کیا لہذا مقدمہ مین عجلت کی گئی تھی اور ڈگری قبضہ بحق رسپانڈنٹان

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۵ - (۲) (۱۸۹۱ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۶۹۱ -

۱۹۰۱ء
غلام حسین
بنام
دیبا ناتھ
۳۴

صادر کی گئی - اگر رسپانڈنٹان احکام قانون کی تعمیل کرتے اور اگر معمولی میعاد قائم کیجاتی جسکے اندر انفکاک کیا جاسکتا تو اسمین کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا جسنے حق مدیون ڈگری واقع جائداد چند روز بعد تاریخ ڈگری رسپانڈنٹان کے خرید کیا خود حق انفکاک کرانے سے مستفید ہوتا - میری راے مین یہ تجویز کرنا خلاف انصاف ہوگا کہ وہ اوس حق سے بوجہ کارروائی خلاف قانون رسپانڈنٹان کے محروم ہوگیا تھا - مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون -

اپیل ڈگری کیا گیا -

۱۹۰۱ء
۱۰ - جولائی
صفوکتاب انگریزی
۲۰۴

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ٹمپر صاحب جسٹس

چھوٹی بی (مدعیہا) بنام گوپی نراین وغیرہ (مدعیان)*

وصیت نامہ - درخواست پروبیٹ - عذر فاتر العقلی کا بجانب موصی کے - بار ثبوت -

اگر کسی فریق نے ایسا وصیت نامہ تحریر یا مرتب کیا ہو کہ جسکی رو سے اوسکو فائدہ حاصل ہوتا ہو یا اگر کوئی دیگر حالات ایسے ہون جنسے عدالت کو شبہ پیدا ہوا ہو چاہے جس قسم کے وہ ہون اون اشخاص کو جنہون نے وصیت نامہ پیش کیا ہو لازم ہے کہ شبہ مذکور کو رفع کرین اور ثابت کرین کہ موصی مضمون وصیت نامہ سے آگاہ تھا اور اوسنے اوسکو پسند کیا اور محض اوس صورت مین جب اس طور پر عمل کیا جاوے اون اشخاص پر جو وصیت نامہ کی نسبت اعتراض کرین بار ثبوت منتقل ہوتا ہے۔ اور جسپر وہ عذر بجواب دعوی ثبوت وصیت نامہ استدلال کرین۔ مقدمات بیری بنام ویٹن (۱) و فلٹن بنام اینڈریو (۲) و ٹنال بنام ہینفل (۳) و فیرلی بنام کلارکین (۴) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز ٹمپر صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

پنڈت موتی لال نہرو و بابو جوگندر ناتھ چودھری و بابو ستیش چندر بنرجی بجانب رسپانڈنٹان -

پنڈت موتی لال نہرو و بابو رگاچرن بنرجی و پنڈت موہن لال نہرو و بابو للت موہن بنرجی بجانب اپیلانٹ -

پنڈت سندر لال و پنڈت مدن موہن مالوی و ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی بجانب رسپانڈنٹان -

ٹمپر صاحب جسٹس - (بنرجی صاحب جسٹس متفق الراے) - یہ اپیل بناراضی حکم صاحب جج ضلع کانپور شعر عطاے پروبیٹ وصیت نامہ مورخہ ۱۳ - جولائی ۱۸۹۹ء لایا گیا ہے جو بمقام کانپور بوقت شب ۱۵ یا ۱۶ - جولائی ۱۸۹۹ء کو فوت ہوا -

* اپیل اول نمبر ۴۴ سنہ ۱۹۰۰ء بناراضی حکم جے - سندرسن صاحب جج ضلع کانپور مورخہ ۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء - (۱) (۱۸۳۸ء) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۸۰ - (۲) (۱۸۶۸ء) لا رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۴۴۸ - (۳) (۱۸۹۳ء) لا رپورٹ ۱۸۹۳ء مولفہ بیری و فٹزلسین صاحبان صفحہ ۱۵۱ - (۴) (۱۸۹۹ء) لا رپورٹ ۱۸۹۹ء مقدمات اپیل صفحہ ۵۶۳ -

سنہ ۱۹۰۱ع

بھوبی بی بنام گوپی نراین

بوقت وفات گیا پرشاد کی عمر قریب ۵۱ سال کے تھی - وہ میونسپل بورڈ کانپور کا ایک ممبر اور شہر کے نہایت مشہور کاروباری اشخاص میں سے تھا خود اپنی قابلیت یا خوش قسمتی سے اوسنے جائداد مالیتی چند ۲۵ لاکھ روپیہ یا اس سے زیادہ کی حاصل کی تھی - وہ بہت برسوں تک ذیابیطس
۴۷۳ و جریان میں مبتلا رہا جسکی وجہ سے وہ زیر علاج ڈاکٹر ہیم چندر اور بعدہ ڈاکٹر موہن ناتھ گنگولی کے رہا لیکن ماہ فروری سے یوم قبل اپنی وفات ظاہرا اوسنے کسی شخص خباثت حیثیت اپنا علاج نہیں کیا اوسکا اکلوتا پسر منی لال بہ یکم مارچ ۱۸۹۹ء کو فوت ہوا جسکے بعد ظاہرا اوسنے اپنا کاروبار کسیقدر کم کر دیا - آخر مارچ ۱۸۹۹ء میں وہ بنارس واسطے درشن اپنے گرو سجی سوامی بھاسکر آنند کے جو ایک مشہور فقیر تھا اور جس سے اوسکو بہت محبت تھی گیا تھا - ۵ - جولائی کو یا قریب اوسکے وہ پھر بنارس کو واسطے درشن اپنے گرو کے گیا جسکے بعارضہ ہیضہ مبتلا ہونیکی خبر ملی تھی ۸ - جولائی کو بوقت صبح بعد ۹ بجے کے ۱۰ منٹ پر اوسنے بنارس سے کانپور کو یہ خبر بذریعہ تار منشی ... گواہ کے پاس بھیجی "ابھی وصیت نامہ تیار کروئے" بوقت ایک بجے ۴۰ منٹ پر اوسی روز اوسنے منشی ... کو تار بھیجا "بر تار سابق فسخ بلکہ وصیت نامہ تیار کرو" اور دوسرے روز بوقت صبح ۶ بجے ۳۵ منٹ پر اوسنے ایک تیسرا تار منشی ... کے پاس بھیجا "ابھی وصیت نامہ تیار نہ کرو سوامی جی کی وہی حالت ہے" اوسنے دیگر تار بھی بابت کیفیت تندرستی سوامی جی اور چند ادویات کے جو اوسکو سوامی جی کے لئے مطلوب تھے بھیجے - ۹ - جولائی کو سوامی فوت ہوا اور اوسی روز یا دوسرے روز گیا پرشاد کانپور کو واپس آیا ۱۳ - جولائی کو اوسنے وصیتنامہ مابہ البحث پر دستخط کئے اور چار گواہوں سے اپنے دستخط کی تصدیق کرانے کے بعد وہ اوسکو رجسٹرار ضلع کے دفتر میں لے گیا اور وہاں اوسکو ایک لفافہ سربمہر میں بطور اپنے وصیت نامہ کے حسب احکام دفعہ ۴۲ ایکٹ رجسٹری کے داخل کیا - ڈاکٹر گنگولی گیا پرشاد کو ۱۵ - جولائی کو یعنی ایک روز قبل اوسکی وفات کے دیکھنے گیا اور اوسکو عارضہ اختلاج قلب میں مبتلا پایا اور اوسکے لئے نسخہ تحریر کیا گیا پرشاد نے کہا کہ چونکہ آج کا دن سعید نہیں ہے لہذا وہ نسخہ دوسرے روز تیار کرا دیگا - دوسرے روز علی الصباح وہ اپنے مکان کے فرش پر مردہ ملا نعش چند گھنٹوں میں جلا دی گئی اور چونکہ ملاحظہ نعش بعد وفات کے نہیں کیا گیا لہذا صحیح وجہ اوسکی وفات کی تحقیق نہیں ہو سکتی -

موصی نے اپنے بعد اشخاص ذیل چھوڑے - (۱) اوسکی زوجہ اول جو اپیلانٹ ہے (۲) مسماۃ رام پیاری بیوہ اوسکے پسر متوفی مادھو لال (۳) نانک چند شوہر (۴) کاشی پرشاد پسر (۵) مسماۃ ساوتری
۴۷۴ دختر ہمشیرہ شوہر (۶) ہمشیرہ دیگر جسکا نام بیان نہیں کیا گیا ہے (۷) پسر مسماۃ مذکورہ گوپی نراین

سنہ ۱۹۰۱ء

پھلو بی بی بنام گوپی نرائن کی

عرف چمن لال (۸) ہمشیرہ سوم مساۃ طوا اور (۹) رام کشن پسر مساۃ مذکور۔
چند سال ہوئے کہ موصی کی زوجہ دوم چند ماہ بعد پیدا ہونے اپنے پسر چھ ماہ ہو کے فوت ہو گئی
وصیت نامہ مابہ البحث ایک دستاویز طویل ہے جسمین ۴۹ فقرے ہین جو نویس کیپ کاغذ
کے بارہ تختون پر تحریر کئے گئے ہین اور ہر تختہ کے ذیل مین موصی نے بخط صاحبی دستخط کئے ہین۔
اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

[اس مقام پر خلاصہ مضامین وصیت نامہ مندرج ہے]۔

۲۵۔ اگست ۱۸۹۹ء کو چمن لال و کنجبہاری لال وشیو پرشاد و بال مکند و پربھو دیال و
سری نراین رسپانڈنٹان اوصیاء مندرجہ وصیت نامہ نے درخواست پروبیٹ پیش کی۔
۱۶۔ ستمبر کو اپیلانٹ نے ایک عذرداری داخل کی اور بعد چند روز کے درخواست باندراج اون
وجوہ کے جنپر مساۃ مذکورہ نے نسبت عطاے پروبیٹ کے عذر کیا پیش کی وجوہ مذکور مختصرا
حسب ذیل ہین کہ گیا پرشاد بہت برسون سے عارضہ شدید ذیابیطس مین مبتلا تھا جسکی
وجہ سے اوسکا جسم ضعیف ہو گیا تھا اور اوسکی قوت جسمانی زائل ہو گئی تھی اور اوسکو ایسا صدمہ شدید بوجہ وفات
اپنے اکلوتے بیٹے چھ ماہ ہو کے برداشت کرنا پڑا کہ اوسکی عقل مین فتور آ گیا اور بعد ازان اوسکے
عادات اور خیالات اور عام طریق مثل شخص فاتر العقل کے ہو گئے اور وہ توہمات مجنونی مین
بھی مبتلا ہو گیا اور بالخصوص اس وہم مین کہ اپیلانٹ باعث وفات اوسکے پسر کی بذریعہ سحر سازی
کے ہوئی اور ان توہمات کی بوجہ اشخاص خود غرض کے ترقی ہوئی اور اوسکی طبیعت پر
اسقدر صدمہ ہوا کہ اوسنے مصر ارادہ خودکشی کا کیا اور وہ بتاریخ تحریر وصیت نامہ وصیت کرنے کے
قابل نہ تھا اور وصیت نامہ چمن لال و کنجبہاری لال کے دباؤ سے تحریر کیا گیا تھا۔
ذیعلم صاحب جج ضلع کی راے جیسا کہ ہم نے حاکم موصوف کی تجویز کو سمجھا ہے یہ ہے کہ قیاس
کرنا چاہیے کہ موصی صحیح العقل تھا اور بعد ثبوت واقعہ تحریر وصیت نامہ کے پیش کنندگان دستاویز
مذکور سے کسی امر مزید کے کرانے کی ضرورت نہین ہے۔ حاکم موصوف نے یہ خیال کیا کہ وصیت نامہ
غیر معمولی قسم کا نہین ہے اور یہ کہ بیانات جو اپیلانٹ حال نے کئے ہین وہ واسطے پیدا کرنے شبہ نسبت
نیک نیتی پیش کنندگان وصیت نامہ کے کافی نہین ہین یہ تصور کر کے کہ بار ثبوت کلیتا بذمہ
اپیلانٹ حال کے ہے ذیعلم صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ مساۃ مذکور نے یہ ثابت نہین کیا کہ موصی نے
خودکشی کی یا وہ مبتلاے توہمات یا اور طرح پر فاتر العقل تھا لہذا حاکم موصوف نے بنا بر وصیت نامہ ۴۷۵

سنہ ۱۹۰۱ع

لچھمو تیواری بنام گوپی نرائن

کے رائے ظاہر کی لیکن بموجب دفعہ ۸۰ ایکٹ پروبیٹ کے حاکم موصوف نے یہ ہدایت کی کہ اوصیا کو جو پروبیٹ حاصل کرین کچھ ضمانت دینی چاہئے۔ رسپانڈنٹان نے اپیل متخالف بنارا منی حکم طلبی ضمانت کے پیش کیا ہے۔

مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹ کے حجت کی کہ ذیعلم صاحب جج ضلع کی یہ رائے غلط ہے کہ اونہون نے بار ثبوت کلیتاً ذمہ اپیلانٹ کے عاید کیا۔ وکیل موصوف نے یہ حجت کی کہ اولاً بار ثبوت اس امر کا ذمہ پیش کنندگان وصیت نامہ کے ہے کہ وہ وصیت نامہ آخر ایسے موصی کا ہے جو وصیت کرنیکی قابلیت رکہتا تہا اور یہ کہ وے بار مذکور سے سبکدوش نہین ہوئے بعد اسکے وکیل موصوف نے یہ حجت کی کہ اپیلانٹ نے ثابت کیا ہے کہ بعد وفات اپنے پسر کے موصی توہمات مجنونی مین خصوصاً اس وہم مین مبتلا ہوگیا تہا کہ اپیلانٹ نے اوسکے پسر کو بذریعہ سحر سازی کے مار ڈالا اور چونکہ توہمات مذکور کی وجہ سے انتقال اوسکی جائداد کا عمل مین آیا لہذا وصیت نامہ قایم نہین رہ سکتا۔ اور یہ بہی ثابت ہوگیا ہے کہ موصی اور طرح پر فاتر العقل تہا لیکن اگر اپیلانٹ یہ ثابت نکرے کہ موصی کو توہمات مجنونی تہے یا یہ کہ وہ فاتر العقل تہا تو مسماۃ مذکورہ بدرجہ اقل وہ حالات ثابت کرے کہ جنسے عدالت کو شبہ پیدا ہوتا اور بار ثبوت بہ پیش کنندگان وصیت نامہ کی طرف منتقل ہوجاتا جنکو اوسوقت اثباتاً یہ ثابت کرنا لازم ہوتا کہ موصی صحیح العقل تہا اور وہ مضمون وصیت نامہ سے آگاہ تہا اور اوسنے اوسکو پسند کیا تہا۔ مسٹر موتی لال نے یہ حجت کی کہ شہادت جو پیش کنندگان وصیت نامہ نے پیش کی اس امر کے ثابت کرنے کے لئے بہت کم ہے اور بالخصوص اونہون نے یہ ثابت نہین کیا کہ موصی کو ہبہ جات موسومہ تہمن لال اور کنجبہاری کا علم تہا اور اوسنے اونکو پسند کیا۔ نسبت بار ثبوت کے اس قسم کے مقدمات مین قواعد قانون بخوبی صاف ہین۔ قاعدہ اول یہ ہے کہ "بار ثبوت ہر مقدمہ مین اوس فریق پر ہوتا ہے جسنے وصیت نامہ پیش کیا ہو اور اوسکو عدالت کی دلجمعی اس بارہ مین کرنی چاہئے کہ دستاویز جو پیش کی گئی وصیت نامہ آخر ایک ایسے موصی کا ہے جو وصیت کرنے کی قابلیت رکہتا تہا"۔ قاعدہ دوم یہ ہے کہ "اگر کوئی فریق ایسا وصیت نامہ تحریر یا مرتب کرے کہ جسکی رو سے اوسکو فائدہ حاصل ہو یا اگر کوئی دیگر حالات ایسے موجود ہون جنسے عدالت کو شبہ پیدا ہو اور چاہے جس قسم کے وہ ہون اون اشخاص کو جو وصیت نامہ پیش کرین یہ لازم ہے کہ شبہ مذکور کو رفع کرین اور اثباتاً یہ ثابت کرین کہ موصی مضمون وصیت نامہ سے آگاہ تہا اور

۴۷۶ اوسنے اوسکو پسند کیا"۔ اور بعض اوس صورت مین جب اس طور پر عمل کیا جاوے اون اشخاص پر جو وصیت کی نسبت اعتراض کرین بار ثبوت فریب یا دباو ناجائز یا کسی اور امر کا ہوتا ہے جسپر وے

سنہ ۱۹۰۱ء

پلھو بی بی بنام گوپی نرائن

بہ تردید دعوی ثبوت وصیت نامہ سے استدلال کرینگے ۔ دیکھو مقدمات بیری بنام بٹلن (۱) و فلٹن بنام اینڈریو (۲) وٹلی بنام ہیٹسن (۳) و فیولی بنام کارگن (۴) نوعیت شہادت کی جو ایسی صورتوں مین بغرض ثبوت علم یا رضامندی مضامین وصیت نامہ کے ضروری ہوتی ہے پارک صاحب بیرن نے مقدمہ اول الذکر مین یہ فرمایا ۔ جملہ صورتوں مین بار ثبوت اوس فریق پر ہوتا ہے جو وصیت نامہ پیش کرے اور اوس سے عموماً بذریعہ ثبوت قابلیت اور واقعہ تحریر کے سبکدوشی ہوتی ہے جس سے آگاہی و رضامندی نسبت مضامین کے قیاس کیجاتی ہے + + + نیز ضروری ہو سکتا ہے کہ جملہ صورتوں مین (اگر قابلیت موصی مشتبہ بھی ہو) صحیح نوعیت شہادت متوفی کے مضمون وصیت نامہ سے آگاہ ہونے کی بصورت ہدایات متعلقہ تکمیل دستاویز مذکور کے ہوگی بلاشک اوسنے بدرجہ غایت اطمینان ہوتا ہے (گو صرف یہی قابل اطمینان قسم کا ثبوت نہین ہے جس سے واقفیت مضامین وصیت نامہ نسبت متوفی کے ثابت ہو سکے" نیز دیکھو مقدمہ مچل بنام ٹامس (۵) بخلاف اسکے کوئی ایسا سخت قاعدہ نہین ہے کہ اگر عدالت کا نسبت اس امر کے اطمینان ہو جاوے کہ کسی موصی صحیح العقل نے اپنا وصیت نامہ پڑھا ہے یا وہ اوسکو پڑھکر سنایا گیا ہے اور بعد اسکے اوسنے اوسکو تکمیل کیا تو کل تحقیقات مزید بند ہو جاتی ہے ۔ (دیکھو مقدمہ فلٹن بنام اینڈریو منفصلہ لارڈ ہیتھرلی صاحب ۔)

[بعد اسکے تجویز مین نسبت واقعات مقدمہ کے مباحثہ ہے اور بالآخر اوسکی رو سے فیصلہ صاحب جج ضلع مشعر عطاے پروبیٹ بحال اور اپیل ڈسمس کیا گیا ۔ صرف اوسقدر تجویز درج کی گئی ہے جو واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے اہم ہے ۔ از اڈیٹر] ۔

سنہ ۱۹۰۱ء ۱۹ ۔ جولائی

سکو کتاب انگریزی ۴۷۶

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

سدکنور (مدیونہ ڈگری) بنام جنسی میہر (ڈگریدار) ہا

اجراے ڈگری ۔ نیلام صیغہ اجراء ۔ خریداری منجانب ڈگریدار ۔ درخواست عدم بیباقی زر ثمن نیلام ۔ اپیل

(۱) رپورٹ سنہ ۱۸۳۸ء مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۸۰ ۔ (۲) رپورٹ سنہ ۱۸۶۸ء لاء رپورٹ پروبیٹ اینڈ ڈائیورس جلد ۱ صفحہ ۴۴۴ ۔

(۳) رپورٹ سنہ ۱۸۹۴ء لاء رپورٹ سنہ ۱۸۹۴ء مولفہ پیری ڈیویلین صاحبان صفحہ ۱۵۱ ۔ (۴) رپورٹ سنہ ۱۸۹۳ء لاء رپورٹ سنہ ۱۸۹۶ء مقدمات اپیل صفحہ ۶۹۳

(۵) رپورٹ سنہ ۱۸۹۴ء مقدمہ پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۱۳۰ ۔ ٭ اپیل دوم نمبر ۲۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء بناراضی ڈگری جناب ڈگری صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء مشعر منسوخی ڈگری اوپچ ڈیوڈ صاحب جج خفیفہ الہ آباد مورخہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء ۔

۱۹۰۱
سدا شیو گنور
بنام
بنسی دہر

ایک ڈگریدار نے درخواست اجراے اپنی ڈگری کی پیش کی اور یہ استدعا کی کہ ۴ رہ پائی حصہ ملوکہ اوسکے مدیون ڈگری کا نیلام کیا جاوے۔ یہ حصہ واسطے نیلام کے مشتہر کیا گیا اور بالآخر خود ڈگریدار نے اوسکو نیلام مین خرید کیا لیکن سارٹیفکٹ نیلام اوسکو صرف بابت ۲ رہ پائی حصہ کے عطا کیا گیا۔ ڈگریدار نے درخواست واسطے ترمیم سارٹیفکٹ نیلام کے پیش کی مگر وہ نامنظور ہوئی بعد ازان اوسنے بنا راضی حکم عدالت نامنظوری ترمیم کے اپیل کیا

تجویز ہوئی کہ بنا راضی حکم مذکور خواہ حسب دفعہ ۲۴۴ یا بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل نہین ہوسکتا۔ مقدمات جو حوالے نام رام کمار پرشاد (۱) و دیارام شبلیہ بنام دوارکا پرشاد (۲) کا حوالہ دیا گیا

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر جے سیمن منجانب اپیلانٹ۔

منشی جنگ بہادر لال منجانب رسپانڈنٹ۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ رسپانڈنٹ نے ایک ڈگری بنام اپیلانٹ کے حاصل کی اور بطلب اجرائے ڈگری مذکور ۴ رہ پائی حصہ مشتہرہ نیلام کرایا نیلام عمل مین آیا اور وہ حسب ضابطہ منظور کیا گیا۔ سارٹیفکٹ نیلام بموجب دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خریدار نیلام کو عطا کیا گیا جو اتفاق سے خود ڈگریدار تہا۔ سارٹیفکٹ مذکور مین تعداد حصہ نیلام شدہ کی ۲ رہ پائی درج کی گئی تہی واسطے حوالگی قبضہ کے درخواست کی اور اوسکو ۲ رہ پائی حصہ کا قبضہ دلایا گیا بعد ازان اوسنے عدالت اجراکنندہ ڈگری مین اس بیان سے درخواست پیش کی کہ تعداد حصہ نیلام شدہ کی جو اوسنے خرید کیا ۴ رہ پائی اور تعداد حصہ مذکور کی سارٹیفکٹ نیلام مین ثبت ہونی چاہیے تہی اور یہ کہ اوسکو اوسکا قبضہ حوالہ کیا جانا چاہیے تہا۔ اوسنے یہ استدعا کی کہ سارٹیفکٹ نیلام ترمیم کیا جاوے اور وہ باقی ۲ پائی حصہ پر قابض کرایا جاوے۔ اس درخواست کو عدالت مرافعہ اولی نے نامنظور کیا اوسنے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا اور حاکم موصوف نے اپیل کو منظور اور حکم عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ اور اوسکی استدعا کو منظور کیا۔ اپیل ہذا مین جو منجانب مدیون ڈگری دائر کیا گیا ہے یہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت ماتحت مین اپیل نہین ہوسکتا تہا میری راے مین یہ عذر منظور ہونا چاہیے۔ حکم عدالت مرافعہ اولی حسب دفعہ ۲۰ د مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مسلی قابل اپیل نہین ہے منجانب رسپانڈنٹ کے یہ عذر کیا گیا ہے کہ حکم مذکور حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بے لفظ بنا راضی اوس حکم کے عدالت اپیل

۲۶۶ عدہ

(۱) ۱۹۸۹ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۶۹۔ (۲) (۱۸۹۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء ۶
سنتو کنور
بنام
جنسی مہرچند

ماتحت مین اپیل ہوسکتا ہے۔ مین اس عذر کو منظور نہین کرتا۔ درخواست واسطے ترمیم سارٹیفکٹ نیلام کے رسپانڈنٹ نے بحیثیت خریدار نیلام کے اور نہ بحیثیت ڈگریدار کے پیش کی تھی۔ خریدار نیلام کو حسب دفعہ ۳۱۶ کے سارٹیفکٹ نیلام عطا کیا جاتا ہے۔ اور خریدار نیلام ہی حسب دفعات ۳۱۸ و ۳۱۹ کے درخواست واسطے حوالگی قبضہ جائداد نیلام شدہ کے کرسکتا ہے۔ ڈگریدار بحیثیت ڈگریدار کے مستحق سارٹیفکٹ نیلام کا نہین ہے اور نہ وہ اوس حیثیت سے مستحق استدعا کرنے قبضہ کا ہے۔ مزید بران بحث ترمیم سارٹیفکٹ نیلام اور حوالگی قبضہ خریدار نیلام کی ایسی بحث نہین ہے جو مابین فریقین نالش یا اونکے قایم مقامان کے پیدا ہو اور اجرا یا بیباقی یا ایفاے ڈگری سے متعلق ہو۔ دفعہ ۲۴۴ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے۔ اس راے کی نظیر عدالت ہائیکورٹ کلکتہ مصدورہ مقدمہ بوچارا بنام رام کمار پرشاد (۱) سے تائید ہوتی ہے۔ مقدمہ غلام شبیر بنام دوارکا پرشاد (۲) بھی متعلق ہے۔ نظیر مقدمہ امداد علی بنام جگن لال (۳) جسپر وکیل ریسپانڈنٹ کو استدلال ہے بحث ہذا سے متعلق نہین ہے۔

چونکہ کوئی اپیل بنارا ضی حکم عدالت مرافعہ اولی بعدالت صاحب جج ضلع ذیعلم کے نہین ہوسکتا تھا لہذا حاکم موصوف کا حکم صیغہ اپیل قایم نہین رہ سکتا۔ مین اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو مع خرچہ کے منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتا ہون۔ اپیلانٹ کو اوسکا خرچہ اپیل ہذا کا ملیگا۔

اپیل ڈگری ہوا۔

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و شیپر صاحب جسٹس

۱۹۰۱ء
۶ اگست
صفحہ ۴۰۶

درگا کنور (مدعیہ) بنام بلونت سنگہ (مدعاعلیہ)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۹۴ ضابطہ۔ نالش منسوخی نیلام صیغہ اجراس بناپر کہ اصل خریداران ڈگریدار تھے جنہون نے بولی بولنے کی اجازت حاصل نہین کی تھی۔ چارہ کار مناسب درخواست پیش کرنا ہے۔

(۱) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۸۰۹۔ (۲) (۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۔ (۳) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۳۔ ☆ اپیل دوم نمبر ۲۴ سنہ ۱۹۰۰ء بناراضی ڈگری بی جے ولال صاحب جج ضلع مین پوری مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء منسوخی ڈگری مولوی محمد مظہر حسین جج ماتحت مین پوری مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۱ء

درگا کنور بنام بلونت سنگھ ۴۷۹

مدعیہ نے نالش بغرض منسوخی نیلام بعض جائداد کے جو بعلت اجرائے ڈگری موسومہ مدعیہ کے نیلام کی گئی تھی ان وجوہ سے دائر کی کہ نیلام خفیہ طور پر بلا علم مدعیہ کے کرایا گیا تھا اور یہ کہ خریداران نیلام صاحبان ڈگری یا قرضہ داران ڈگری داران کی جانب سے جنہوں نے اجازت خریداری حاصل نہیں کی تھی خریداری بینامی کی تھی **تجویز ہوئی** کہ لحاظ حالات مندرجہ بالا مدعیہ کا یہ چارہ کار نہ تھا کہ نالش دائر کرے بلکہ اوسکو حسب دفعہ ۲۴۴ و دفعہ آخر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست پیش کرنی چاہئے تھی مقدمات ویراراگھو ریڈی بنام دینکٹا چاریر (۱) ویرارالگو بنام وینکٹا (۲) وچنامن راؤ تانو بنام وشنو باپنی (۳) وکینو بنام سکھا رام وسجاریو بنام گوپال (۵) و محمد غازی چودہری بنام رام لال سین (۶) و مہندر نرائن چراج بنام گوپال سنگھ (۷) و پرسنو کمار سنیال بنام کالی داس سنیال (۸) و بہوپ ہرنل بنام شد لعل (۹) کا حوالہ دیا گیا۔ واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

مسٹر عبد الرؤف (بجائے اونکے مسٹر عبد الجلیل حاضر ہوئے) منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ۔

برکٹ صاحب جسٹس و ٹمیر صاحب جسٹس۔ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مسمی گیان سنگھ شوہر اپیلانٹ حال نے دائر کی تھی اور غرض نالش کی یہ تھی کہ ایک نیلام عدالتی جائداد مدعیہ کا منسوخ کرایا جاوے جو بعلت اجرائے ڈگری زر نقد محصلہ مسماۃ رتن کنور وغیرہ کے عمل میں آیا تھا جن وجوہ سے نیلام کے منسوخ کیے جانے کی استدعا کی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ کارروائیات نیلام خفیہ طور پر بلا علم مدعیہ کے عمل میں آئی تھیں اور یہ کہ خریداران بعلام صاحب ڈگری تھے یعنی بلونت سنگھ وزیر سنگھ نے ڈگری داران کی جانب سے جنہوں نے اجازت خریداری حاصل نہیں کی تھی خریداری بینامی کی تھی مختصر یہ کہ ڈگری داران نے بلا پہلے عدالت سے اجازت حاصل کرنے کے خریداری کی تھی عدالت مرافعہ اولی نے بحق مدعیہ ڈگری صادر کی۔ عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ اور نالش بدیں تجویز ڈسمس کی کہ مدعیہ نے اپنے چارہ کار میں غلطی کی تھی

(۱) ۱۸۸۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۱۰۔

(۲) ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۴۔ (۳) ۱۸۹۱ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۸۔

(۴) ۱۸۹۴ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۷۔ (۵) ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۹

(۶) ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۰۔ (۷) ۱۸۹۵ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۰۰۔

(۸) ۱۸۹۵ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۳۔ (۹) ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۲۴۳

سنہ ۱۹۰۱ء

درگا کنور بنام بلونت سنگہ ۴۰۰

اور یہ کہ بجاے دائر کرنے نالش نمبری کے اوسکو درخواست بمقدمہ اجراے ڈگری حسب دفعہ ۲۴۴ و
اور فقرہ آخر دفعہ ۲۹۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کرنی چاہیے تھی بر طبق اپیل عدالت ہذا مین یہ
بحث کی گئی ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت کی غلط ہے اور یہ کہ مدعیہ مستحق دائر کرنے نالش نمبری کی بغرض
منسوخی نیلام کے تھی - واضح ہو کہ ہماری راے مین ایسی بحث ہے جو بروے سند سلسلہ وار مقدمات
عدالت ہاے مدراس و بمبئی و کلکتہ کے طے ہوتی ہے - اسقدر عرصہ پیشتر یعنی سنہ ۱۸۸۰ء مین بلکہ قبل
اسکے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال بطور قانون نافذ ہوا ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ ویراما گو انیگر
بنام دینکٹا چاریر (۱) یہ تجویز کی تھی کہ اس قسم کے معاملہ مین نالش نمبری دائر نہین ہو سکتی اور ضابطہ مناسب
یہ ہے کہ درخواست حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کیجاے - اوس مقدمہ کی جسکا ہمنے
ابھی حوالہ دیا ہے مقدمہ ویراگنو بنام وینکٹا رم (۲) تقلید کی گئی تھی اور عدالت بمبئی نے بمقدمہ چنتامن راؤ
ناتو بنام وتھابائی (۳) تقلید کی تھی کہ جسکی تقلید بمقدمہ گینو بنام سکھارام (۴) کی گئی تھی - منجانب
اپیلانٹ مقدمہ متبابادو بنام گوتا یارہ (۵) کا حوالہ دیا گیا - لیکن مقدمہ مذکور کوئی سند نسبت اوس بحث کے
نہین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے - مقدمہ مذکور مین بحث یہ تھی کہ آیا کارندہ کسی فریق کو جسنے
اجازت خرید کرنیکی حاصل کرلی ہو اور جسنے خود اپنے لئے اور نہ واسطے اپنے مالک خریداری کی ہو
اجازت نالش قبضہ اوس جائداد کی جو اوسنے اس طور پر خرید کی تھی دیجا سکتی ہے یا نہین مقدمہ
محمد غازی چودہری بنام رام لال سین (۶) کا حوالہ بھی منجانب اپیلانٹ دیا گیا ہے فیصلہ مقدمہ مذکور کو
کچہ تعلق اوس بحث سے جو ہمارے روبرو ہے نہین ہے - لیکن بعض آراے مندرجہ تجویز مقدمہ
مذکور ... مفید بحث اپیلانٹ کی ہوتی ہے مقدمہ سندرنرائن چترجی بنام گوپال سنگہل (۷)
جہانتک کہ وہ متعلق ہے مفید اپیلانٹ ہے لیکن سند مقدمہ مذکور از روے آراے پریوی کونسل مظہرہ
مقدمہ پرسنو کمار سانیال بنام کالیداس سانیال (۸) بابت کمزور ہوجاتی ہے جو کلیتاً مطابق قاعدہ
مندرجہ مقدمات محولہ بالا قرار دادہ عدالت ہاے ہائیکورٹ مدراس و بمبئی کے ہے - اسکو عدالت

(۱) دیکھو سنہ ۱۸۸۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ -
(۲) دیکھو سنہ ۱۸۸۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۴ - (۳) دیکھو سنہ ۱۸۸۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۸۸ -
(۴) دیکھو سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۱ - (۵) دیکھو سنہ ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۹
(۶) دیکھو سنہ ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۵۸۰ -
(۷) دیکھو سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۰۶ - (۸) دیکھو سنہ ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳ -

سنہ ۱۹۰۱ء

درگا کنور
بنام
بلونت سنگھ

ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ بھوبن موہن پال بنام نند لال دے (۱) اور مقدمات محولہ نوٹ ہائے مندرجہ ذیل مقدمہ مذکور مین تسلیم کیا ہے۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ سلسلہ اسناد کا مقدمہ ہذا مین خلاف بحث اپیلانٹ کے ہے۔ ہماری یہ راے ہے کہ نالش مرجوعہ مدعیہ قابل پذیرائی نہی اور عدالت اپیل ماتحت نے اوسکو صحیح طور پر ڈسمس کیا ہے۔

۴۸۱ عذر دیگر جو بجانب اپیلانٹ پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ منجملہ مشتریان اسم فرضی کے صرف ایک شخص یعنی بلونت سنگھ نے بناراضی فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کے اپیل کیا ہے۔ دیگر مشتری اسم فرضی یعنی زبر سنگھ اپیل مین شریک نہین ہوا اور نہ بحیثیت رسپانڈنٹ شامل کیا گیا۔ بحث کی گئی ہے کہ جہانتک زبر سنگھ کو متعلق ہے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی قطعی ہوگیا ہے۔ نسبت بحث مذکور کے حوالہ دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا دینا کافی ہے۔ صریحاً یہ ایسی صورت ہے جس سے دفعہ مذکور متعلق ہے۔ جس ڈگری کی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایسی وجہ پر مبنی ہے جو دونون مشتریان اسم فرضی سے یکسان متعلق ہے اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا منجملہ اونکے ایک شخص کے لئے بالکل جائز ہے کہ بناراضی ڈگری مذکور اپیل کرے۔ تنسیخ ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے فائدہ دونون مشتریان اسم فرضی کا متصور ہے۔ ہم مقدمہ ہذا مین فرضی نالش کو مثل اوس درخواست کے تصور نہین کرسکتے جو مقدمہ اجراے ڈگری مین حسب دفعات ۲۴۴ و ۲۴۴ و ۲۹۴ دیجاتی ہے۔ مقدمہ اجراے ڈگری عدالت منصف مین دایر تھا اور نالش ہذا عدالت جج ماتحت بروع کی گئی تھی جسکو مقدمہ اجراے ڈگری سے تعلق نہین ہے۔ بوجوہ مندرجہ بالا ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ٹیمیر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء
۱۷ - جولائی

متعلق کتاب انگریزی ۴۸۱

پلدر تھہ (مدعا علیہ) بنام رام غلام (مدعی) اپیلانٹ

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء زر لگان ممالک مغربی و شمالی دفعات ۱۰ و ۹۳ و ۹۵۔ ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی، دفعہ ۲۴۴۔ اختیار سماعت۔ عدالت ہاے دیوانی و مال۔

نالش منجانب مرتہن اسامی دخیلکار کے بابت قبضہ جائداد مرہونہ کے بنام اسامی دخیلکار و مدخلت کنندہ

(۱) سنہ ۱۸۹۶ء انڈین لاء رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۳

اپیل دوم نمبر ۔۔ سنہ ۱۸۹۹ء بناراضی ڈگری ایچ ای پیئرم صاحب جج ضلع علیگڈھ مورخہ ۔۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء منسوخ بحالی ڈگری منشی ۔۔ لال

پدارتھ بنام رام غلام

مظہرہ کے اور واسطے استقرار کے۔

مدعی مرتہن اسامی دخیلکار کا بابت ۱۰ بیگہ کے ہے اور یہ آراضی کے تھا جبکہ اوسنے بموجب اپنے رہن نامہ کے آراضی کا قبضہ حاصل کرنیکی کوشش کی تو ایک شخص ثالث نے جو قریب نصف آراضی مذکورہ پر قابض تہا اوسکی مزاحمت کی لہذا مدعی نے عدالت دیوانی مین نالش واسطے قبضہ ۵ بیگہ ۱۰ بسوہ ۱۰ بسوانسی آراضی کے بربنائے حق دخیلکاری مدعا علیہ اول اور اپنے حق مرتہنی کے اور نیز واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ مدعا علیہ دوم کو کچھ تعلق آراضی مذکورہ سے نہین ہے۔"

۴۴۲ تجویز ہوئی کہ یہ نالش مناسب طور پر عدالت دیوانی مین دائر کی گئی اور یہ کہ عدالت دیوانی مدعی کو ڈگری قبضہ عطا کرنیکی مجاز ہے گو عدالت موصوف اوس کو استقرار استدعا یہ عطا نہین کر سکتی تہی مقدمات جو ہیارا بنام چیتر راے (۱) و مہری بنام جگوان خان (۲) و دوکنا کنور بنام اونکار ناتھ رائے (۳) و کلیانی بنام دہو بانچ رائے (۴) و بادرو مل بنام نیاو ر (۵) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز **شمیر صاحب جسٹس** سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر عبد المجید (بجاے اونکے مسٹر اسحاق خان حاضر ہوئے) منجانب رسپانڈنٹ۔

شمیر صاحب جسٹس یہ اپیل بنارضی ڈگری صاحب جج ضلع اعظم گڈہ مشعر بحالی ڈگری منصف محمد آباد گوہنا کے ہے۔ مدعی کا یہ بیان ہے کہ مسمی اترنت مدعا علیہ اول نے جو اسامی دخیلکار ۱۰ بیگہ ۹ بسوہ آراضی واقع موضع جیم کا ہے آراضی مذکور میرے پاس ۱۲۔ اگست ۱۸۹۵ء کو رہن کی لیکن جبکہ مین واسطے لینے قبضہ آراضی مذکور کے گیا کیونکہ مین بموجب رہن نامہ کے مستحق ایسا کرنے کا تہا تو پدارتھ مدعا علیہ دوم نے بابت ۵ بیگہ ۱۰ بسوہ ۱۰ بسوانسی آراضی کے میری مزاحمت کی۔ وادرسی مستدعویہ مدعی ڈگری واسطے قبضہ ۵ بیگہ ۱۰ بسوہ ۱۰ بسوانسی بربنائے حق دخیلکاری مدعا علیہ اول اور اپنے حق مرتہنی اور واسطے اس استقرار کے ہے کہ مدعا علیہ پدارتھ کو کچھہ تعلق آراضی مذکورہ سے نہین ہے۔"

مدعا علیہ اول نے نالش کی جوابدہی نہین کی۔

مدعا علیہ دوم نے یہ بیان کیا کہ وہ آراضی مذکورہ پر قبل ارجاع نالش کے بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک بحیثیت اسامی دخیلکار کے قابض رہا تہا اور مدعا علیہ اول کبہی قابض آراضی نہ تہا اور اوسکو کچھہ حق نسبت

(۱) ۱۸۸۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۳۴۔ (۲) ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۱۔
(۳) ۱۸۸۳ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۴۳۔ (۴) ۱۸۹۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۔

(۵) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۲۴۔

سنہ ۱۹۰۱ع
پدارتھہ
بنام
رام غلام
۴۸۳

اراضی سے کہ نہا اور اوسنے یہ عذر کیا کہ نالش بوجہ میعاد سماعت اور ازروے حکم ڈپٹی کلکٹر مورخہ ۱۰۔ فروری ۱۸۹۶ء کے ممنوع السماعت ہے۔

منصف نے اس امر کو ثابت قرار دیا کہ مدعا علیہ اول کا دادا اور ریدا ساسیان دخیلکار آراضی متنازعہ کے تھے اور یہ کہ مدعا علیہ اول مستحق آراضی بحیثیت اسامی دخیلکار تاریخ رہن موسومہ مدعی پر تھا اور یہ کہ مدعا علیہ دوم نے کوئی حق آراضی کی نسبت بذریعہ قبضہ مخالفانہ یا دیگر نہج پر حاصل نہین کیا تھا۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکھا۔

عذر اول جو اپیل موجودہ عدالت ہذا مین پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ ازروے حکم ڈپٹی کلکٹر مورخہ ۱۰۔ فروری ۱۸۹۶ء کے یہ قرار دیا گیا کہ مدعا علیہ دوم اور نہ مدعا علیہ اول اسامی دخیلکار آراضی مذکور کا ہے لہذا عذر مذکور امر تجویز شدہ ہے۔ ہمنے نقل حکم کو جو مسل مین ہے ملاحظہ کیا ہے اور ہماری دانست مین وہ محض ایک ایسا حکم تھا جو رپورٹ قانونگو پر بہ ہدایت اندراج نام پدارتھہ کے کاغذات مال مین بربنائے قبضہ کے صادر کیا گیا تھا۔ صریحا ایسا حکم نسبت بحث قبضہ کے قطعی نہین ہو سکتا اور نسبت حکم ہم مضمون کے بمقدمہ کلیان بنام اسوپانڈے (۱) یہی تجویز ہوئی تھی۔

دوسرا عذر جو منجانب اپیلانٹ کے پیش کیا گیا یہ ہے کہ عدالت دیوانی کا اختیار نسبت سماعت نالش ہذا کے ازروے دفعہ ۹۵ بشمول دفعہ ۱۰۱ ایکٹ لگان اور ازروے ضمن ہاے (د) و (ہ) دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مالگذاری آراضی کے ممنوع ہے۔

ازروے ضمن (د) دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مالگذاری آراضی کے اختیار عدالت دیوانی کا درباب ترتیب کاغذات حقوق کے لے لیا گیا ہے لیکن چونکہ مدعی نالش ہذا مین عدالت سے کاغذات حقوق مین دست اندازی کرنے کی استدعا نہین کرتا اور نالش سے کوئی دست اندازی کاغذات حقوق کی نسبت لازم نہین آتی ہے لہذا ضمن مذکور سے صریحا نالش ہذا ممنوع نہین ہوتی اور اس صورت مین بخوبی یہ بحث کیجا سکتی ہے کہ اگر بعد وفات مالک اراضی کے حکام مال وا خلخارج اسامی بحق زید بربنائے قبضہ کرتے تو بکر زید پر واسطے قبضہ آراضی کے عدالت دیوانی مین بربنائے اپنے استحقاق کے نالش نکر سکتا۔

بنا تائید اپنی اس دلیل کے کہ عدالت دیوانی کا سماعت نالش ہذا کرنا ازروے دفعہ ۹۵ الف ایکٹ لگان اور دفعہ ۲۴۱ (ہ) ایکٹ مالگذاری آراضی کے ممنوع ہے کونسل اپیلانٹ نے دو مقدمات منفصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا یعنی مقدمات اجودھیا راے بنام پرمیشر راے (۲) و دسرے بنام بھگوان خان (۳) کا

(۱) دسمبر ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۷ (۲) دسمبر ۱۸۹۷ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۴۔

(۳) دسمبر ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء ۴۴۴
پدارتھ بنام رام غلام

حوالہ دیا مقدمہ اعلیٰ الذکر مین مدعیان نے یہ بیان کیا کروے کاشت کے اسامی بشرح معین ہین اور بوقت بندوبست مہتمم بندوبست نے غلطی سے مدعاعلیہم کو بطور اسامیان بشرح معین اور مدعیان کو صرف شکمی مرتہنان کے درج کیا اور اونھون نے استدعا واسطے صدور ڈگری بحالی قبضہ بذریعہ ناجائز قرار دینے کاروائی مہتمم بندوبست کے کی۔ اجلاس کامل سے (بنرجی صاحب جسٹس نے مشتبہ ظاہر کیا) یہ تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی کا اختیار سماعت نالش دو وجوہ سے ممنوع ہے یعنی (اول) بحق مدعیان ڈگری مستدعیہ صادر کرنا بمنزلہ تجویز کرنے کے ہے کہ مدعی کسی خاص قسم کی حقیت رکھتا ہے اور مدعاعلیہم کو کوئی خاص قسم کی حقیت کاشت مین حاصل نہین ہے اور یہ حسب مراد ضمن (۵) دفعہ ۱۴۱ ایکٹ مالگذاری آراضی تجویز "قسم اسامی" ہے۔ (دوم) یہ کہ تجویز فریقین نالش کے ہر فریق حسب دفعہ ۱۰ و دفعہ ۹۵ (الف) ایکٹ لگان کے درخواست پیش کرسکتا تھا مقدمہ مذکور مین خاص داد رسی مستدعیہ تجویز قسم اسامی تصور کی گئی تھی یعنی ایسی داد رسی جو اکثر حکام عدالت کی رائے مین ہر فریق بموجب ایکٹ لگان کے حاصل کرسکتا تھا۔ مقدمہ ہذا مین خاص داد رسی مستدعیہ ایک ڈگری بابت قبضہ کے ہے نتیجہ مقدمات اجلاس کامل کے مقدمہ دوم مین میری دانست مین یہ تجویز ہوتی ہے کہ نالش قابل پذیرائی عدالت دیوانی کے نہین ہے کیونکہ مدعاعلیہ نے ایک درخواست عدالت مال مین جو در اصل ایک درخواست حسب دفعہ ۱۰ و دفعہ ۹۵ الف ایکٹ لگان کے تھی پیش کی تھی اور حکم کا جو نسبت درخواست مذکور کے حسب دفعہ ۹۵ (ب) ایکٹ مذکور کے صادر ہوا تھا وہی اثر تھا جو ڈگری عدالت دیوانی کا ہوتا ہے اوس مقدمہ مین عدالت ہذا مین واضح ہے کہ کوئی درخواست بموجب ایکٹ لگان کے پیش نہین کی گئی ہے اور نہ کوئی کارروائی کسی عدالت مین کہ جس مین حیثیت مدعی یا مدعاعلیہ کی تجویز ہوئی ہو کی گئی ہے۔

کونسل ریسپانڈنٹ نے فیصلہ جات عدالت ہذا صادرہ مقدمات وکنا کنور بنام اونکا پانڈے (۱) وکلیانی بنام وشوا پانڈے (۲) و بارجعل بنام نیاد رد (۳) پر استدلال کیا ہے۔ منجملہ ان مقدمات کے مقدمہ آخر مین بنرجی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ نالش قبضہ عدالت دیوانی مین بمقابلہ ایسے شخص کے قابل پذیرائی ہے جسکو حکام مال نے بحیثیت وارث اسامی موروثی کاشتکار کے قابض کیا یا بدستور قابض رکھا ہو کیونکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ مدعاعلیہ مداخلت بیجا کنندہ ہے اور مین مستحق آراضی ہون۔ وہ مقدمہ مثل مقدمہ

(۱) فیصلہ ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳۔
(۲) فیصلہ ۱۸۹۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۵۔
(۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء — ۴۰۵ کے ہوتا لیکن دیگر وجوہات جنکا ابھی حوالہ دیا گیا اسناد صریح نسبت اس امر کے ہیں کہ عدالت دیوانی کو
پدارتھ بنام رام غلام اختیار حاصل ہے کہ سماعت ایسی نالش قبضہ کی کرے جو اسامی دخیلکار یا اسامی بشرح معین بنام ایسے شخص کے دائر کرے جسکو مدعی مداخلت بیجا کنندہ بیان کرے گو عدالت مدعی کو استقرار نسبت اوسکی حیثیت کے عطا نہیں کر سکتی۔ بموجب ان فیصلہ جات کے مدعا علیہ اول نالش ہذا عدالت دیوانی میں نالش قبضہ بنام مدعا علیہ دوم کے رجوع کر سکتا تھا اور اگر یہ صورت ہے تو مدعی جو بحیثیت مرتہن قائم مقام مدعا علیہ اول کا ہے نالش ہذا جا تک کہ وہ نالش قبضہ ہے رجوع کر سکتا ہے لیکن مطابق فیصلہ اجلاس کامل کے وہ استقرار نسبت اپنے استحقاق کے حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

اس قسم کی نالش بلاشبہ ایک نالش قسم دیوانی حسب مراد دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے لہذا عدالت دیوانی کو اختیار سماعت حاصل ہے بجز اسکے کہ سماعت نالش کی از روے کسی دیگر قانون کے ممنوع ہو۔ از روے دفعات ۹۳ و ۹۵ ۔ ایکٹ لگان کے عدالت ہاے دیوانی نسبت اون نزاعات یا معاملات کے اختیار سماعت سے محروم کی گئی ہیں جنکی نسبت بموجب دفعات مذکورہ کے نالش یا درخواست کیجا سکتی ہے کوئی ضمن دفعہ ۹۳ ۔ یا دفعہ ۹۵ کا امکاناً نالش ہذا سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ کونسل مدعیان اپیلانٹ نے ضمن الف کا حوالہ دیا لیکن میری دانست میں نہ تو مدعی حال اور نہ مدعا علیہ اول کوئی درخواست حسب ضمن مذکورہ کے بحوالہ الفاظ دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور کے پیش کر سکتا ہے جسمیں میری دانست میں درخواست منجانب ایک شخص قابض کے منظور ہے۔ میری راے میں اون میں سے کوئی شخص قبضہ اراضی مدعا علیہ سے بذریعہ کسی دیگر کارروائی بموجب ایکٹ لگان کے حاصل کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ (۵) ایکٹ مالگذاری اراضی دفعہ ۳۴ ۔ ایکٹ مذکور کے ساتھ پڑھی جانی چاہیے۔ میری دانست میں مہتمم بندوبست جو بموجب دفعہ ۴۰ کے عمل کرے تصفیہ اسامیان قابض کا کر سکتا ہے اور یہ کہ وہ مستحق تجویز کرنے قسم اوس اسامی کا نہیں ہے جو قابض نہو اس امر کی از روے دفعہ ۴۰ کے صراحت کی گئی ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ جملہ اندراجات جو حسب دفعہ ۳۴ کئے جائیں قبضہ واقعی کی بنا پر ہونگے۔

یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی بموجب ایکٹ مالگذاری اراضی کے وہ دادرسی جسکا وہ اب دعویدار ہے حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر ہم یہ تجویز کریں کہ نالش ہذا قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہیں ہے تو مدعی کو کوئی ذرایع نفاذ اپنے حقوق کے حاصل نہیں ہیں۔

۴۰۶ یہ بحث کی گئی کہ ڈگری بمقابلہ مدعا علیہ دوم کے واسطے قبضہ ویسے قطعات کے صادر ہونی چاہیے

سنہ ۱۹۰۱ع

پدارتھ بنام رام غلام

جو عدالت ہاے ماتحت کی راے مین سکنا ارضی سابق اراضی سے اوسکو دیتے تھے ۔ مگر مدعا علیہ دوم نے یہ عذر نہین کیا کہ وہ اسامی شکمی کسی قطعہ متنازعہ کا ہے ۔ اوسنے دعوی کل آراضی متنازعہ کا بذریعہ استحقاق واحد کے کیا اور بدین وجہ یہ امر کہ آیا وہ قابض کسی قطعات کا بحیثیت اسامی شکمی کے تھا واقعی تنقیح نہین کیا گیا ۔ اوسکو مطابق اپنے عذرات کے عمل کرنا چاہیے ۔ اب اون خاص امور کی نسبت کہ جبر وہ قابض چند قطعات متنازعہ کا ہے تحقیقات کرنا بعد از وقت ہے ۔

بوجوہ مندرجہ بالا مین ڈگریات عدالت ہاے ماتحت کو جنمین ایسا استقرار داخل ہے جسکا بر بنا اسکے مدعی مستحق نہین ہے منسوخ کرونگا اور بجاے اوسکے مین ڈگری بحق مدعی واسطے قبضہ آراضی متنازعہ کے صادر کرونگا مین کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نکرونگا ۔

برکٹ صاحب جسٹس ۔ ہمکو اتفاق ہے ۔

اپیل ڈگری کیا گیا ۔

اجلاس کامل

باجلاس ناکس صاحب جسٹس قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ع ۵ جولائی صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۶

کنہیا لال (مدعی) بنام حوریان ویکس و دیگر (مدعا علیہا) *

ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ ضمن ہاے (ب) و (ج) و (ح) ۔ نالش بجانب زمیندار بنام اسامی واسطے رفع کرنے ایسے درختون کے جو اسامی نے اپنی کاشت پر لگائے ہون ۔ اختیار سماعت ۔ عدالت ہاے دیوانی و مال ۔

مدعی نے اپنی عرضی دعوی مین بیان کیا کہ وہ زمیندار اور مدعا علیہا اسامی اوسکی کاشت زراعتی کے ہین اور مدعا علیہا نے بلا اوسکی اجازت کے چند درخت کاشت مذکور مین لگائے اور اس طرح ارتکاب ایسے فعل کا کیا جو مضر اراضی اور باعث نقصان مدعی کا ہے اور اوسنے یہ استدعا کی کہ حکم امتناعی اس ہدایت سے صادر کیا جاے کہ مدعا علیہا درختان مذکور کو رفع کرین اور اراضی مذکور کو اصلی حالت پر کردین ۔

تجویز ہوئی کہ نالش مین ایسا تنازع یا معاملہ پیدا ہوتا ہے کہ جسکی بابت اوس قسم کی نالش دائر ہو سکتی ہے جو دفعہ ۹۳ ۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ع مین مندرج ہے لہذا وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے ۔ مقدمہ

* اپیل دوم نمبر ۔ سنہ ۱۹۰۱ع بنا راضی ڈگری بابو ۔ جو ۔ جج ماتحت بریلی مورخہ ۲۹ ۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ع مشعر بحالی ڈگری شیخ مولا بخش منصف حال بریلی مورخہ ۹ ۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ع ۔

سنہ ۱۹۰۱ع

کنھیا لال ۴۸۴ بنام ہوریان

راج بہادر بنام بہاسنگھ (۱) کی نسبت یہ قرار دیا گیا کہ اب وہ نافذ نہین ہے مقدمات امرت لال بنام بلبیر (۲) و گنگا دہر بنام ظہور یار (۳) و پرسنو تی دیبی بنام منسا دہی منسوخ کئے گئے۔ و مقدمات دیودت تیواری بنام گوپی مصر (۵) و چیت رام بنام کوکلا (۶) و جے کشن بنام رام لال (۷) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجاویز ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر ڈی این بنرجی و ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی (دیجائے اونکے پنڈت مدن موہن مالوی حاضر ہوئے) منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت مدن موہن مالوی نے منجانب مدعی اپیلانٹ کے حجت کی کہ یہ نالش جو بغرض صدور حکم امتناعی کے اس ہدایت کے کہ مدعا علیہما اون درختان کو جو اونھون نے لگائے رفع کرین اور اراضی مذکور کو اصلی حالت پر کرین دائر کی گئی قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے اونھون نے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا صادرہ مقدمہ راج بہادر بنام بہاسنگھ (۱) کا حوالہ دیا وکیل موصوف نے مقدمہ امرت لعل بنام بلبیر (۲) کا بھی حوالہ دیا کہ جسمین اسامیان پر اس بناپر نالش کی گئی تھی کہ اونھون نے اپنی کاشت زراعتی مین بذریعہ تعمیر کرنے مکان کے ایسا فعل کیا جو مضر اراضی ہے۔ مقدمہ گنگا دہر بنام ظہور یار (۳) کا بھی حوالہ دیا گیا جسمین نالش واسطے رفع کرنے درختان کے تھی جو اسامی نے اپنی کاشت مین لگائے تھے اور عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش بغرض صدور حکم امتناعی کے ہے لہذا وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے اور نہ عدالت مال کے۔ اسکے خلاف رائے مقدمہ دیودت تیواری بنام گوپی مصر (۵) مین قایم کی گئی تھی لیکن اوسکی صحت کی نسبت مقدمہ حال پرسنوتی دیبی بنام منسا (۴) مین شبہ کیا گیا تھا کہ جسمین عدالت نے ضمن (ش ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کو نظر انداز نہین کیا تھا بلکہ یہ تجویز کی تھی کہ نالش واسطے حاصل کرنے حکم امتناعی تاکیدی کے بغرض موافقت کسی شخص کے نصب کرنے درختان سے بلکہ واسطے رفع کرنے اون درختان کے تھی جو نصب ہوچکے تھے اور بحیثیت مذکورہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے تھی۔ بمقدمہ چیت رام بنام کوکلا (۶)

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ع) انڈین لاریپورٹ سلسلۂ الٰہ آباد جلد ۴ صفحہ ۸۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۱ع) انڈین لاریپورٹ سلسلۂ الٰہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۷۲۔ (۳) (سنہ ۱۸۹۲ع) انڈین لاریپورٹ سلسلۂ الٰہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۴۔

(۴) (سنہ ۱۸۹۸ع) انڈین لاریپورٹ سلسلۂ الٰہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۔ (۵) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۸ع صفحہ ۱۰۱۔

(۶) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۸ع صفحہ ۳۶۔

(۷) (سنہ ۱۹۰۰ع) انڈین لاریپورٹ سلسلۂ الٰہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۹۔

سنہ ۱۹۰۱ع

کنہیا لال بنام ہوریان

بلاشبہ عدالت نے رائے مختلف ظاہر کی تہی یعنی یہ کہ نالشات بغرض رفع کرنے نقصان کے داخل منشاے ضمن (ت ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کے ہین لہذا وے سماعت عدالت ہاے دیوانی سے خارج ہین۔ لیکن ظاہرا توجہ عدالت کی اوس موقع پر فیصلہ عدالت موصوف مصدرہ مقدمہ پرسنوتی دیبی بنام جسا (۱) کی طرف مائل نہین کی گئی تہی جسمین اسکا نام یہ کیا جا سکتا تہا اگرچہ نالش واسطے رفع کرنے نقصان کے یک نالش بغرض ممانعت ایک فعل یا نقص متذکرہ ضمن (ت ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کے ہے تاہم نالش واقعی بغرض ۴۴۴
حصول حکم امتناعی تاکیدی کے اور واسطے اتمنلع کرنے کسی فعل یا نقص کے جسکو واسطے مجبور کرنے کسی شخص کے ہے کہ وہ اوس فعل کو جو اوسنے کیا تمام رفع کرے۔ عدالت دیوانی مجاز تجویز نالشات قسم ہذا کی ہے۔

پنڈت بلدیو رام نے (جو بجاے مولوی غلام مجتبیٰ کے) بجانب رسپانڈنٹان کے حاضر ہوئے جواب طلب نہین کیا گیا۔

ناکس صاحب قائمقام چیف جسٹس

مدعی نے جو اس اپیل دوم مین اپیلانٹ ہے عدالت منصف مقام بریلی مین نالش دائر کی۔ دادرسی مستدعیہ ضمن نالش یہ ہے کہ مدعا علیہم کو جنکو مدعی نے بحیثیت زمیندار اپنا اسامی اور اسامی بدخل بیان کیا ہے یہ حکم دیا جاے کہ درخت جو اونہون نے حال مین اوس اراضی پر جو اونکے قبضہ مین بحیثیت اسامی ہے لگائے ہین اوکھاڑ ڈالین۔ علاوہ اسکے خرچہ کی بہی درخواست کی۔ رسپانڈنٹان نے اپنے بیان تحریری مین بالفاظ صریح عدالت دیوانی کے اختیار سماعت اوس معاملہ کی نسبت جو مابین اونکے اور اپیلانٹ کے نزاعی ہے اعتراض نہین کیا لیکن مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ بحث اختیار سماعت کی سرسری طور پر تنقیح طلب قرار دی گئی تہی اور فیصلہ منصف یہ ہے کہ مدعی چارہ کار سند بذریعہ نالش عدالت ہاے دیوانی مین نہین کر سکتا۔ بر طبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے اس سے بہی زیادہ بالفاظ صریح یہ تجویز کی کہ نالش قابل سماعت درجہ عدالت مال کے بموجب ضمن (ت ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے ہے۔

اپیل دوم عدالت ہذا مین دائر کیا گیا اور دوبارہ بحث نسبت اس امر کے پیش کی گئی کہ آیا نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے یا نہین بلحاظ تناقض نظائر عدالت ہذا کے میرے بجلیس برکٹ صاحب نے مقدمہ کو اجلاس دو حکام مین ارسال کیا۔ بالآخر اپیل ہذا واسطے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کے ارسال کیا گیا۔

ظاہرا تجویز اس بحث کے لیے صاف طور پر الفاظ صریح دفعہ ۹۳۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع مین مذکور ہے۔

(۱) دختہ ۱۸۸۷ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء

کنہیا لال بنام حوریان

دفعہ ہذا مین یہ حکم ہے کہ بجز اوسکے کہ اپیل کے طور پر جیسا کہ ایکٹ ہذا مین بعد ازان قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کوئی عدالت بجز محکمہ جات مال کے کسی نزاع یا معاملہ کی سماعت نکریگی جسمین کوئی نالش نوعیت متذکرہ دفعہ ہذا کی اوسکے روبرو پیش کیجاے اور ایسی نالشات کی سماعت اور تجویز محکمہ جات مال مذکور مین اوس طریقہ عمل مین آئیگی جیسے کہ ایکٹ ہذا مین حکم ہے ۔ اور طور پر استعمالا نالشات مذکور کے ایک نالش جو اس طور پر بیان کی گئی نالش واسطے دلاپانے زرمعاوضہ کیا باامتناع کسی فعل یا ترک فعل یا نقض عہد متذکرہ ضمن ا سے یا ضمن (ج) دفعہ ۹۳ کے ہے ۔ بملاحظہ ضمن (ب) مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ افعال ممنوعہ ایسے افعال ہین جو مقر اراضی مقبوضہ اسامی یا اسقاط اوس غرض کے ہون جسکے لیے وہ اراضی پٹہ پر دی گئی تھی ۔ اپیلانٹ جیسا کہ اوسکے عرضیدعوی سے ظاہر ہوتا ہے یہ بیان ہے کہ ریسپانڈنٹان نے اراضی متنازعہ پر بلا کسی استحقاق کے باغ لگایا ہے اور اراضی مذکور کو بجز اغراض زراعتی کے دیگر نہج پر استعمال کرنے مین بفعل مقر اراضی اور بموجب حق لفظی معنی مقصود ہے ۔ بالفاظ دیگر نالش مذکور صریحا واسطے دلاپانے زرمعاوضہ اور بامتناع اوس فعل کے ہے جو مقر اراضی مقبوضہ ریسپانڈنٹان کے ہے یہ ایسی نالش ہے جو بموجب ضمن (ج) دفعہ ۹۳ ۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے دائر کیجا سکتی تھی اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا ایسی نالش سے کسی عدالت کو بجز عدالت مال کے اوسکی سماعت اور فیصل کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے ۔ پس جہانتک کہ الفاظ صریح واضعان قانون متعلق ہین مجھکو کوئی تامل یہ جواب دینے اور تجویز کرنے مین نہین ہے کہ نالش ایسی ہے جسکی نسبت عدالت دیوانی کو بہہ اختیار حاصل نہین ہے ۔

مگر بعض مقدمات ایسے ہین جنمین عدالت ہذا نے دیگر نہج پر تجویز کی ہے ان مقدمات مین سے اول مقدمہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا یعنی مقدمہ بلج بہادر بنام بریجا سنگہ (۱) ہے ۔ نالش مذکور اوس وقت دائر کی گئی تھی جب ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء ہنوز نافذ تھا ایکٹ آخر الذکر مین کوئی حکم ہم مضمون حکم مندرجہ ضمن (ج) دفعہ ۹۳ ۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے مندرج نہین ہے اور میری راے مین بلا اندیشہ یہ تجویز کیجا سکتی ہے کہ اگر حکم مذکور موجود ہوتا تو فیصلہ مذکور نتیجہ خلاف اوسکے جو ظہور مین آیا ہوتا بوجہ صریح تبدل قانون کے اب یہ ایسا فیصلہ نہین رہا ۔ جو عدالت ہذا پر قابل پابندی ہو ۔ دوسرا فیصلہ بلحاظ زمانہ کے فیصلہ مقدمہ امر تلال بنام بلیدیو (۲) ہے ۔ ظاہرا توجہ حکام مجوز مقدمہ مذکور کی احکام ضمن (ج) دفعہ ۹۳ کی طرف جنکا پیشتر حوالہ دیا گیا مائل نہین کی گئی اور فیصلہ حکام موصوف ظاہرا بہ لاعلمی وجود دفعہ مذکور کے ہوا تھا ۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۸۵

(۲) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۸

سنہ ۱۹۰۱ء

کنہیا لال بنام حوریان ۴۹۰

مقدمہ گنگا دہر بنام محمود یار (۱) ہی جسکی تقلید سنہ ۱۸۹۶ء مین کی گئی ایک ایسا مقدمہ ہے جسمین کسی قسم کا کوئی ذکر احکام ضمن (ز ح ج) کا نہین کیا گیا ہے اور فیصلہ مقدمہ محمود صاحب جسٹس کا بجز اس قیاس کے کہ جسمین نظر انداز کی گئی تہی نا قابل فہم ہوگا۔ تمسل صاحب جسٹس نے اس امر پر مطلقاً غور نہین کیا۔ زمانہ قریب تر مقدمہ آخر الذکر کے مقدمہ پرسنوتی دیبی بنام منسا رام (۲) وارد ہوا۔ بلاشبہ حکام ذیعلم نے مقدمہ ہذا مین ضمن (ز ح ج) دفعہ چہار ایکٹ لگان پر غور کیا تہا۔ اس نالش مین زمینداران واسطے رفع کرنے چند درختان کے جو اسامی نے اراضی پر جو اوسکو بغرض کاشت پٹہ پر دی گئی تہی لگائے تہے اور واسطے حاصل کرنے حکم امتناعی تاکیدی کے نیز واسطے اس امر کے کہ کسی شخص کو درخت لگانے سے ممانعت کیجاوے بلکہ واسطے اس امر کے استدعا کی کہ درختان منصوبہ اوکہڑوا دئے جائین ایک خفیف کوشش نالش کو احکام ضمن (ز ح ج) سے علیحدہ کرنے کے لیے کی گئی تہی میری دانست مین مقدمہ ہذا مین مدعی اپنی غرض بذریعہ ایسی نالش کے جو حسب ضمن ہائے (ب) و (ج) و (ز ح ج) کے دائر کیجاوے حاصل کر سکتا تہا اور بہ تعظیم تمام اون ذیعلم حکام کے جنہون نے مقدمہ مذکور کو فیصل کیا مین یہ تجویز کرونگا کہ چونکہ یہ صورت ہے لہذا اپین نامبردہ او ونگ مدعا علیہ کے جو امر زراعتی ہے اوسکی سماعت اور تجویز صرف عدالت ہائے مال کر سکتی ہین۔ مین نسبت اون مقدمات کے جنمین عدالت ہذا سے نظائر مختلف قایم کی یعنی مقدمات دیوورت چودہری بنام گوپی ناتہ (۳) و جیت رام بنام گوکلا (۴) و بے گشن بنام رام لال (۵) مین بطوالت بحث کرنا نہین چاہتا ہون۔

الفاظ ایکٹ مذکور کے ایسے صاف و صریح ہین کہ یہ معلوم کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح عدالت ہذا نے قرار نے خلاف تجویز مقدمہ لاج بہادر بنام ہربانس سنگہ (۶) کے قایم کی ہین۔ مین اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرنا چاہتا ہون۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ اپیل ہذا ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو مدعی زمیندار نے بنام اپنی اسامی مسماۃ حوریان دو واحد اسامی ذیل مسماۃ مذکور بدین بیانات دائر کی کہ تخمیناً دو برس قبل تاریخ اجراء نالش مدعا علیہم نے قطعہ اراضی مقبوضہ نامبردگان پر درخت لگائے اور یہ استعمال اراضی مذکور کا

(۱) سنہ ۱۸۸۷ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۳۴۔

(۲) سنہ ۱۸۸۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۰ (۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۰۲۔

(۴) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۴۴ - (۵) سنہ ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۵۱۹۔

(۶) سنہ ۱۸۹۷ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۴۵۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء

کنھیالال بنام حمدیان

واسطے اغراض بجز اغراض زراعتی کے اور ایک فعل موجب نقصان آراضی مذکورہ مضر مدعی کے ہے اور یہ کہ مدعا علیہما نے درختان اوکھاڑ سنے سے جبکہ اوس سے ایسا کرنے کے لئے کہا گیا انکار کیا۔

استدعا مدعی یہ ہے کہ مدعا علیہما کو حکم علیحدہ کرنے درختان کا اندر میعاد مقررہ عدالت اور آراضی کو اصلی حالت مین کردینے کا دیا جاوے۔

نالش عدالت منصف مقام بریلی مین دائر کی گئی اور موصوف الیہ نے اوسکو بدین وجہ ڈسمس کیا کہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہ تھی بر طبق اپیل ایڈیشنل جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش قابل سماعت صرف عدالت مال کے حسب دفعہ ۹۳ (ت ح) ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء کے ہے اور اپیل مدعی ڈسمس کیا۔

مدعی اپیل دوم مین روبرو عدالت ہذا بدین بحث حاضر ہوا ہے کہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کی غلط ہے کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے۔

اپیل روبرو ہمارے بجلیس برکٹ صاحب کے اجلاس واحد مین پیش ہوا موصوف الیہ نے اپنی یہ راے ظاہر کی کہ نالش قابل سماعت صرف عدالت مال کے ہے لیکن مستصواب مقدمہ مذکور مین اجلاس کلاں سے بسبب تناقض نظائر عدالت نسبت امر نزاعی اپیل بلا کیا۔

ذیل وکیل نے جو منجانب اپیلانٹ حاضر ہوئے مقدمات ذیل پر استدلال کیا۔

مقدمہ راج بہادر بنام بیرہا سنگھ (۱) یہ فیصلہ اجلاس کامل کا ہے۔ نالش مذکور کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بنیاد سے بدین دعوی دائر کی کہ مدعا علیہ اوسکا اسامی آراضی مقبوضہ نامبردہ پر تعمیر چاہ کرنے سے باز کیا جاوے اور سامان اوسکا ڈھوا دیا جاوے اور آراضی اپنی حالت سابق مین کردیا جاوے اور یہ کہ مبلغ عہ ہزار روپیہ (مدعی) کو بطور معاوضہ دلایا جاوے۔ مقدمہ مذکور مین یہ تجویز ہوئی کہ معاملہ تنازعہ یہ ہے کہ آیا مدعی مستحق منہدم کرانے چاہ مذکور کا ہے اور یہ کہ وہ ایسا معاملہ نہین ہے کہ جسکی بابت نالش عدالت مال مین دائر کیجا سکتی تھی۔ اس امر سے کہ فیصلہ قبل نفاذ ضمن (ت ح) دفعہ ۹۳۔ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی صادر کیا گیا تھا وہ مقدمہ حال مین قابل پابندی نہین رہتا ہے۔ مقدمہ امرت لال بنام بلبیر (۲) مین مدعیان نے عدالت مال مین نالش واسطے بیدخلی مدعا علیہما کے جو اونکے اسامیان بشرح معین تھے بدین بنا دائر کی کہ اپنی کاشت پر بذریعہ تعمیر مکان کے نامبردگان نے ایک فعل موجب نقصان آراضی مذکور کیا ہے۔ عدالت مال نے نالش مذکور ڈسمس کی بدین بنا کہ بعد حیاتی

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۰۰
(۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۲۵ صفحہ ۷۲

سنہ ۱۸۹۰ع

کنہیا لال بنام حوریان

۴۹۲

نالش عدالت دیوانی میں واسطے منہدم کرانے مکان مذکور کے کی۔ جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش از روے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ برطبق اپیل عدالت ہذا اولڈفیلڈ صاحب جسٹس صاحب جسٹس نے بلا خاصکر اس امر پر غور کرنے کے کہ آیا نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے یہ تجویز کی کہ نالش مذکور از روے دفعہ ۴۳ ممنوع السماعت نہیں ہے۔ مقدمہ گنگا دہر بنام ظہور یار (۱) ایک مقدمہ مشابہ مقدمہ ہذا کے تہا یعنی واسطے رفع کرنے درختان کے جو اسامی نے اراضی مقبوضہ اپنی پر لگائے تہے مدعی نے نالش میں وجہ ڈسمس کی کہ وہ قابل سماعت صرف عدالت مال کے ہے۔ برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے بلا اظہار راے نسبت بحث اختیار سماعت کے یہ تجویز کی کہ نالش میں تمادی عارض ہے۔

عدالت ہذا میں اپیل کی سماعت ٹرل صاحب جسٹس اور محمود صاحب جسٹس نے کی۔ ٹرل صاحب جسٹس نے بحث اختیار سماعت کی نسبت مباحثہ نہیں کیا فیصلہ محمود صاحب جسٹس میں وہ مباحثہ کیا گیا ہے اور موصوف الیہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے۔ حاکم موصوف نے نظایر محولہ بالا کا حوالہ دیا لیکن موصوف الیہ نے تذکرہ الفاظ ابتدائی دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کا جو اہم و غور طلب ہیں نہیں کیا اور فیصلہ موصوف الیہ کو اوس فیصلہ کے ساتھ جسکا ابہی حوالہ دیا جائیگا یعنی مقدمہ دیودت تواری بنام گوپی مصر (۲) جس میں معوج اللہ شریک تہے مطابق کرنا مشکل ہے۔ دوسرا مقدمہ مستدلہ اپیلانٹ پرسنوستی دیبی بنام عسا (۳) منفصلہ اچ صاحب چیف جسٹس و اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس ہے۔ یہ مثل نالش حال کے واسطے رفع کرنے درختان کے تہا جو کسی اسامی نے اپنی کاشت پر لگائے عدالت ہاے ماتحت نے نالش کا قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہونا تجویز کیا۔ اچ صاحب چیف جسٹس نے (باتفاق راے اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس) یہ تجویز کی کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے موصوف الیہ نے اپنا اشتباہ نسبت صحت نظیر مقدمہ دیودت تواری بنام گوپی مصر کے ظاہر کیا اور یہ تجویز کی کہ نالش چونکہ واسطے رفع کرنے درختان کے جو نصب ہو چکے ہیں اور نہ واسطے امتناع لگانے درختان کے ہے لہذا ضمن (ن) (ت) (۱) متعلق نہیں ہے۔

مقدمہ ہذا میں بہی مثل دیگر مقدمات مستدلہ اپیلانٹ کے عدالت نے الفاظ اہم متعلقہ بحث اختیار سماعت یعنی ان الفاظ پر غور کرنا ترک کیا کہ جنسے دفعہ ۹۳ شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ بعد ازیں معلوم ہوگا

(۱) (سنہ ۱۸۸۹ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶۔ (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۱ع صفحہ ۱۰۳۔

(۳) (سنہ ۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کنہیا لال بنام ہوریان

آنریبل جج صاحب چیف جسٹس نے ایک مقدمہ مابعد میں مختلف رائے اختیار کی نیز حوالہ مقدمہ مشرف علی بنام افتخار حسین (۱) کا دیا گیا لیکن چونکہ وہ ایسا مقدمہ ہے جسمین اسامی نے درخت اپنی مقبوضہ اراضی پر نہیں بلکہ زمین افتادہ مملوکہ زمیندار پر لگائے لہذا اوسکو کچھ تعلق اوس بحث سے جو ہمارے روبرو ہے نہیں ہے۔

منجانب رسپانڈنٹ مقدمات ذیل پر استدلال کیا گیا۔

۴۹۳ مقدمہ دیوت تیواری بنام گوپی معر (۲) یہ ایسا مقدمہ ہے جسمین چند اسامیان شرح معینہ پر زمیندار کے واسطے انہدام مکان اور علیحدگی درختان کے نالش کی۔ عدالت ڈبل بنچ (ہربٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس) نے یہ تجویز کی کہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہیں ہے فیصلہ موصوف الیہم میں مذکورہ الفاظ ابتدائی دفعہ ۹۳ کا ہے اور اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی اپنا مقصد بذریعہ نالش حسب دفعہ ۹۳ (ب) اور حکم حسب دفعہ ۱۴۹ ایکٹ لگان کے حاصل کر سکتا تھا۔

مقدمہ دیگر بفیصلہ رسپانڈنٹ مقدمہ جیت رام بنام کوکلا (۳) ہے۔ یہ ایسا مقدمہ ہے جسمین زمیندار نے اپنی اسامی پر واسطے دو دادرسی کے نالش کی۔ اول یہ کہ درختان جو مدعا علیہ نے اپنی کاشت پر لگائے ہیں کٹ کے جائیں اور اراضی اپنی حالت سابق پر پہنچائی جاوے اور دوم یہ کہ مدعا علیہ بوجہ ارتکاب فعل نصب کردگی درختان کے جو مغائر اوس غرض کے ہے جسکے واسطے اراضی پٹہ پر دی گئی بیدخل کر دیئے جائیں جبکہ مقدمہ کا اپیل پر مباحثہ عدالت ہذا میں کیا گیا تو یہ تسلیم کیا گیا کہ دعوی دادرسی دوم کا قابل سماعت عدالت دیوانی نہیں ہے لیکن بر بنائے نظیر مقدمہ لنگا دہر بنام ظہوریا (۴) یہ بحث کی گئی کہ عدالت دیوانی کو اختیار فیصل کرنے دعوی دادرسی اول کا حاصل ہے۔ اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بحث ہذا کو نامنظور کیا اور یہ ظاہر کیا کہ فعل مجوزہ میں کوئی ذکر ضمن (ت ح) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کا نہیں ہے موصوف الیہ نے یہ تجویز کی کہ نالش مشتملہ ضمن مذکور میں داخل ہے کیونکہ یہ نالش مشعر امتناع مدعا علیہ اراضی پر قائم رکھنے اون درختان کے ہے جو نامبردہ نے لگائے تھے۔ آنریبل جج صاحب چیف جسٹس نے کلیۃً اتفاق کیا اور یہ فرمایا کہ اگر ضمن (ت ح) کی طرف توجہ ذی علم حاکمان کی جنہوں نے مقدمہ لنگا دہر بنام ظہوریا فیصل کیا رجوع کرائی جاتی تو مجھکو شبہ نہیں ہے کہ موصوف الیہم اوسکو نفاذ پذیر کرتے اور اوس مقدمہ سے جو اونکے روبرو پیش تھا متعلق سمجھتے علاوہ ازین توجہ ذی علم چیف جسٹس کی خود اونکے فیصلہ صادرہ مقدمہ پرسنو تی دیبی بنام منسا (۵) کی طرف مائل نہیں کی گئی ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۲۳۔ (۲) ماہواری نوٹس سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۰۔ (۳) ماہواری نوٹس سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۴۰۔
(۴) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۴۔ (۵) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء

کنہیالال بنام موسیان

بصورت اس تناقض نظائر کے ہمکو یہ فیصل کرنا ہے کہ کونسی راے صحیح ہے۔ مجھکو کوئی تامل اپنے ذی علم ہمجلیس کی راے سے جنہون نے مقدمہ ہذا مین مستصواب کیا ہے اتفاق راے ظاہر کرنے مین اور یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے جیسا کہ اوپر کہا اور تحریر کیا گیا ہے الفاظ اہم متعلق بحث اختیار سماعت کے فقرہ اول دفعہ ۹۳۔ ایکٹ لگان مین مندرج ہین جو حسب ذیل ہے۔ ۴۹۴

بجز اسکے کہ اپیل کے طور پر جیسا کہ ایکٹ ہذا مین بعد ازین مقرر کیا گیا ہے کوئی عدالت علاوہ محکمہ جات مال کے کسی نزاع یا معاملہ کی سماعت نہ کریگی جسمین کوئی نالش نسبت تذکرہ دفعہ ہذا کی اوسکے روبرو پیش کیجاے اور ایسی نالشات کی سماعت اور تجویز محکمہ جات مال مذکورہ مین اوس طرح پر عمل مین آئیگی جیسا کہ ایکٹ ہذا مین حکم ہے نہ اور طور پر۔“

سوال جو ہمکو نسبت نالش ہذا کے اپنے دل سے دریافت کرنا ہے یہ ہے کہ آیا یہ نزاع یا معاملہ ایسا ہے جسمین کوئی نالش از قسم نالش مندرجہ دفعہ ۹۳ کے دائر کیجا سکتی تھی یہ ایسا سوال ہے جسکا جواب میری راے مین بجز اثبات کے اور طور پر نہین دیا جا سکتا۔

مدعی بموجب ضمن (ب) نالش واسطے بیدخل کرانے مدعا علیہ کے بدین بنا دائر کر سکتا تھا کہ درختان کا لگانا موجب نقصان اراضی یا بغرض اوس غرض کے ہے جسکے لئے وہ اراضی ٹھیکہ پر دیگئی۔ اگر ڈگری واسطے بیدخلی کے صادر کیجاتی تو وہ داد رسی مستدعیہ نالش ہذا بذریعہ حکم بموجب دفعہ ۱۴۹۔ ایکٹ لگان کے حاصل کیجا سکتی تھی۔

مدعی مزید برآن نالش بموجب ضمن (ز) ضمن (ج) واسطے زر معاوضہ کے دائر کر سکتا تھا یا نامبردہ بموجب ضمن مذکور نالش واسطے حکم امتناعی مشعر ممانعت لگانے درختان یا اونکے قایم رکھنے کے جبکہ لگاے گئے ہون دائر کر سکتا لہذا عیان ہے کہ یہ تجویز عدالت ہاے ماتحت کی صحیح ہے کہ عدالت دیوانی کو کچھ اختیار سماعت کرنے نالش کا حاصل نہ تھا۔

فیصلجات عدالت ہذا جنمین راے خلاف قایم کی گئی ہے میری راے مین غلط ہین اور وہ منسوخ ہونے چاہئین۔

مدعی کو عدالت مال مین نالش کرنی چاہئے تھی جب وہ عدالت مین حاضر ہوا اوسکا حق نالش اندروے دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کے ممنوع ہوگیا تھا کیونکہ مطابق خود اوسکے بیان کے زائد از ایک سال اوس تاریخ سے جبکہ حق نامبردہ نالش کرنیکا پیدا ہوا گذر گیا تھا۔

بوجوہ مذکورہ بالا مین اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرونگا۔

۱۹۰۱ع

کنہیالال بنام حوریان

بنرجی صاحب جسٹس - مین اپنے ذیعلم بھائیان سے اتفاق کرتا ہون لیکن کلیتاً بلا تامل نہین
بلحاظ ترتیب نالش اور استدعا رسند رجہ عرضی دعوی کے یعنی یہ استدعا کہ مدعا علیہما کو یہ حکم دیا جاے کہ
وہ اون درختان کو جو اونھون نے لگائے تھے اکھڑوا دین اور اراضی کو حالت اصلی پر کردین دعوی واسطے
حکم امتناعی تاکیدی کے ہے - ایسی نالش عموماً عدالت دیوانی مین دائر ہو سکتی ہے لیکن الفاظ ضمن (ج) ج
دفعہ ۹۳ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ کوئی نالش جو
مثل نالش مرجوعہ عدالت ہذا کے ہو جب اوسکو زمیندار بمقابلہ اپنے اسامی کے دائر کرے عدالت مال مین
دائر ہونی چاہیے جیسی کہ نظائر حال عدالت ہذا مین جنکا اثنائے تقریر مین حوالہ دیا گیا اور جنکا میرے
بھائیان ذیعلم نے مفصل ذکر کیا ہے تجویز ہوئی ہے یہ مناسب ہے کہ نا قص اسناد جو نسبت معاملہ
ہذا کے ہے رفع کیا جاے اور میری یہ راے ہے کہ اوس طریق سے جس سے میرے بھائیان ذیعلم
اوسکو رفع کرنا تجویز کیا ہے تکمیل اوس امر کی ہو جائیگی جو منشاے واضعان قانون معلوم ہوتا ہے -
مین یہ کہہ سکتا ہون کہ مسودہ قانون قبضہ اراضی مین جو اب در بروکونسل واضعان آئین و قوانین کے
زیر تجویز ہے یہ تجویز کی گئی ہے کہ عدالت ہاے مال کو نالشات حصول حکم امتناعی مین جو مثل نالش حال کے ہون
اختیار سماعت عطا کیا جاے -

مین اس اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرنے مین اتفاق کرتا ہون -

از عدالت - حکم عدالت یہ ہے کہ اپیل ہذا مع خرچہ کے ڈسمس کیا جاے -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکن صاحب جسٹس

۱۶ جولائی ۱۹۰۱ع

بالمکند وغیرہ (مدعا علیہم) بنام جگن ناتھ وغیرہ (مدعا علیہ)

صفحہ کتاب انگریزی ۴۹۵

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۲۳ - بدل کا خلاف مصلحت عامہ کے ہونا -
والدین کا خود اپنی دختر کے ازدواج سے فائدہ اوٹھانا - نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - ایکٹ نمبر ۹
سنہ ۱۸۸۷ع ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ صوبجات ضمیمہ دفعہ ۲۵ -

ایک لڑکی کے والدین نے اوسکا ازدواج ایک شخص کے ساتھ کیا جو بالکل ازدواج کے لائق نہ تھا

اپیل دوم نمبر ۱۵۱ سنہ ۱۹۰۱ع بنارا ضی ڈگری مولوی سید زین العابدین جج مالگذاری مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ع

مشتمل ڈگری بابو بیدہ ناتھ داس ممقام منصف خانہ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ع

سنہ ۱۹۰۱ء

بلدیو سہائے بنام جگن کنور

لڑکی کے شوہر نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ لڑکی کے والدین کو ایک رقم بطور وظیفہ ماہواری کے دیگا بلحاظ تجویز ہوئی کہ اول یہ کہ نالش منجانب ماں کے واسطے دلاپانے بعض اقساط وظیفہ کے جسکے دینے کا شوہر نے اقرار کیا گیا ہے تجویز ہوئی کہ اول یہ کہ نالش ایسی ہے جو قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے نہیں ہے اور دوم یہ اقرار اس قسم کا ہے جو خلاف مصلحت عامہ کے ہے اور نافذ نہ کیا جانا چاہیے۔ مقدمات بھگونت راؤ بنام گنپت راؤ (۱) و دوسری واس الشور بنام سیو بچند جگن (۲) و شنو ناتھن بنام سامی ناتھن (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بابو ستیا چندر مکرجی منجانب اپیلانٹ۔

مولوی محمد اسحاق خان منجانب رسپانڈنٹ۔

۴۹۶ بنرجی صاحب جسٹس و ائکمن صاحب جسٹس۔ رسپانڈنٹ نے یہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے واسطے مدعا علیہ سے دلاپانے ماہ کے بطور بقایاے زر وظیفہ یا نفقی مسماۃ مذکور بموجب اقرار نامہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۶ء نوشتہ مدعا علیہ دائر کی۔ مدعیہ خوشدامن مدعا علیہ کی ہے اور اوس نے اپنی عرضی دعوی میں یہ بیان کیا کہ بعوض اسکے کہ مین نے اپنی دختر کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ کر دی شخص آخر الذکر نے اقرار نامہ محولہ بالا تحریر کیا جسکی رو سے اوسنے اقرار ادا کرنے وظیفہ للعہ ماہواری کا اول میرے شوہر کو اور بعد اوسکی وفات مدعیہ کو کیا۔ نالش کی جوابدہی اس بنا پر کی گئی کہ اقرار نامہ قابل نفاذ نہیں ہے کیونکہ وہ بلا بدل اور خلاف مصلحت عامہ کے ہے۔ عدالت ہاے ماتحت نے بحق مدعیہ ایک ڈگری بابت ___ کے صادر کی۔ مدعا علیہ نے یہ اپیل دائر کیا ہے عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل کے اس بنا پر پیش کیا گیا کہ نالش از قسم نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے اور یہ کہ اپیل از روے احکام دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے۔ ہماری راے میں یہ عذر نا قابل پذیرائی ہے۔ دعوی ہذا واسطے بقایاے زر وظیفہ کے ہے۔ اور اس حیثیت سے ایک نالش بابت نان و نفقہ کے ہے جو بموجب ضمن (۴۱) ضمیمہ ۲۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے سماعت عدالت مطالبات خفیفہ سے خارج ہے اس راے کی نظیر مقدمہ بھگونت راؤ بنام گنپت راؤ (۱) سے تائید ہوتی ہے۔ اپیلانٹ نے اپیل ہذا میں اوس عذر کو جو عدالت ہاے ماتحت میں پیش کیا گیا از سر نو پیش کیا یعنی یہ کہ اقرار نامہ بوجہ ہونے خلاف مصلحت عامہ کے قابل نفاذ نہیں ہے اور بتائید اپنی بحث کے اوسنے نظیر ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ دوسری واس الشور بنام سیو بچند جگن (۲) پر استدلال کیا۔ بلاشبہ نظیر مذکور سے بحث اپیلانٹ کی بخوبی تائید ہوتی ہے لیکن ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہیں ہیں کہ قاعدہ قانون

(۱) سنہ ۱۸۹[illegible]ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۰ (۲) سنہ ۱۸۹[illegible]ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ [illegible]

(۳) سنہ ۱۸۹[illegible]ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۸۳

سنہ ۱۹۰۱ء
بلدیو سہائے بنام جسن کنور

انگلستان جسپر وہ مبنی ہے ہمارے مقدمہ ملک ہذا یعنی جن والدین دو لڑکا یا دلہن کو کچھ روپیہ دینے کا عیسی کر صورت ہو جو اقرار کیا جاوے بلا امتیاز متعلق ہو۔ حکیم حکام عظیم ہائیکورٹ مدراس سے جنہوں نے مقدمہ موسومہ بنام سامی ناتھن (۱) کا فیصلہ کیا اتفاق ہے کہ ہر ایک مقدمہ از روئے خاص اپنے حالات کے فیصل ہونا چاہئے جب لڑکی کے ماں باپ اپنی لڑکی کی بہبودی نہ چاہیں بلکہ اوسکی ایک ایسے شوہر کے ساتھ جو دیگر نہج پر ناقابل پسند ہو بخیال فائدہ جو اونکو حاصل ہو شادی کریں تو اقرار نامہ جسکے ذریعہ سے فائدہ مذکور حاصل کیا جائے ہماری رائے میں خلاف مصلحت عامہ کے ہے اور نافذ نہ کیا جانا چاہئے۔ مقدمہ ہذا اوسی قسم کا مقدمہ ہے بیانات مندرجہ عرضی دعوی سے یہ صاف ظاہر ہے کہ وجہ تحریر اقرار نامہ جسپر مدعیہ کو استدلال ہے یہ ہے کہ مدعا علیہ مفلس تھا اور اوسکے بھائی کی شادی ایسی لڑکی سے ہوئی تھی جو برادری سے خارج تھی اور بدیں وجہ کوئی اہل برادری کی حیثیت کا اپنی دختر کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ کرنے پر رضامند نہ تھا مدعیہ نے یہ اور بیان کیا کہ وہ اور اوسکا شوہر غریب تھے اور اونہوں نے اپنی دختر کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ کی کیونکہ شخص آخر الذکر نے اونکی پرورش کرنے اور اونکو للعہ ماہواری وظیفہ دینے کا اقرار کیا تھا لہذا خود بیان مدعیہ سے یہ ثابت ہے کہ اوسنے اپنی دختر کی شادی کو خود اپنے فائدہ کا ذریعہ بنایا اور دختر کی آسایش اور بہبودی کا کچھ خیال نکیا۔ ہماری رائے میں اقرار نامہ جو اندر ایسے حالات کے تحریر کیا جاوے خلاف مصلحت عامہ کے ہے اور نافذ نہ کیا جانا چاہئے۔ لہذا ہم اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ہائے ماتحت کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کرتے ہیں لیکن بلحاظ طریق عمل مدعا علیہ کے ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اپنا خرچہ جملہ عدالتوں کا خود ادا کرے۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

۱۰- اگست سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۹۷

شاہنشاہ قیصر ہند * بنام * سگوا (ا)

ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۷۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۲۳ تبدیل کرنا سزا کا بر طبق اپیل کے۔ اضافہ سزا۔

ایک مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے بر طبق تجویز ثبوت جرم ملزم کی نسبت چھ ماہ قید سخت سزا کا حکم صادر کیا بر طبق اپیل صاحب سشن جج نے سزائے قید اصلی کو کم کرکے چار ماہ

(۱) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۸۳ * نظر ثانی فوجداری نمبر ۴۴۱ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ع
شاہنشاہ قیصر ہند
بنام
سگوا

قید اور ایک سو روپیہ جرمانہ کا یا بصورت عدم ادائے دو ماہ قید سخت مزید کا حکم صادر کیا۔ تجویز یہ ہوئی کہ چونکہ قید دو ماہ کے بھی جسکا حکم بصورت عدم ادائے جرمانہ دیا گیا تھا جرمانہ مذکور جبراً وصول کیا جا سکتا ہے لہذا حکم آخر الذکر حکم اول الذکر میں اضافہ کرنیکی حد تک ہو سکتا ہے۔ مقدمات ملکہ معظمہ بنام مدہو سودن و سک (۱) و رکھل راجہ بنام کرودی پرشاد دت (۲) و قیصر ہند بنام میدا (۳) کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بگن بھگتا تھا (۴) سے اختلاف کیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

منشی گلزاری منجانب سائل۔

اسسٹنٹ گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ڈبلو کے پورٹر) منجانب سرکار۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ سائل سگوا کی نسبت مجسٹریٹ درجہ اول نے بابت ایک جرم کے جو حسب دفعہ ۴۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے تجویز ثبوت جرم صادر کی اور چھ ماہ قید سخت کا حکم صادر کیا بطبق اپیل ایڈیشنل سشن جج نے تجویز ثبوت جرم کو بحال رکھا لیکن حکم سزا کو تبدیل کر کے حکم قید سخت میعادی اور ایک سو روپیہ جرمانہ کا یا بصورت عدم ادا کے دو ماہ قید سخت مزید کا صادر کیا۔ یہ حجت کی گئی ہے کہ ایک اضافہ حکم سزا میں صادر ہوا ان اختیارات سے جو عدالت اپیل کو حسب دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا کئے گئے ہیں باہر ہے۔ میری دانست میں یہ حجت صحیح ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کل میعاد قید کی جو ملزم کو جس صورت میں برداشت کرنی ہوگی کہ وہ جرمانہ ادا کرنے سے قاصر رہے اس میعاد قید سے جو مجسٹریٹ نے تجویز کی ہے زیادہ نہ تھی لیکن اس امر کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ حسب دفعہ [illegible] مجموعہ تعزیرات ہند کے رقم جرمانہ کسی وقت [illegible] الحد چھ سال بعد حکم صادر ہونے کے وصول کی جا سکتی ہے جرمانہ مذکور بعد اسکے بھی کہ ملزم قید بوجہ عدم ادائے جرمانہ کے برداشت کر چکا ہو قابل ادا [illegible] مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مدہو سودن و سک (۱) ملاحظہ طلب۔ قید مذکور سے انفصال یا بیباقی جرمانہ کی نہیں ہو جاتی بلکہ وہ بطور سزائے عدم ادا کے ہے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بگن بھگتا (۴) جسکا حوالہ اثنائے بحث میں دیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حکام نے تعلیم کی ہے رائے تھی کہ اگر کل میعاد قید کی جسمیں [illegible] تو بوجہ عدم ادائے جرمانہ کے دی گئی ہے اس میعاد قید سے زیادہ نہ ہو جو مجسٹریٹ نے تجویز کی ہے تو وہ اضافہ کی حد تک نہیں پہنچتی یا درست معلوم ہوتا ہے لیکن رائے فاضل ججوں صاحبان جسٹس کی اس مقدمہ میں جسکا حوالہ تجویز مذکور میں دیا گیا ہے قائم کی تھی باوجود تعظیم تمام میں اس رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ اس رائے میں احکام دفعہ [illegible] مجموعہ تعزیرات ہند پر جسکا کہیں بھی حوالہ بحث میں نہیں کیا گیا ہے غور کر کے حکم سزا عدالت اپیل نے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۶ (۲) ویکلی رپورٹر نظائر فوجداری جلد ۳ صفحہ ۶۱ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۵

(۴) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ع صفحہ ۱۰۰ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۹۹

سنہ ۱۹۰۱ء
ستاسستا دخیار ہند
سکوا

اضافہ کیا ہے یا نہیں ایک امر واقعاتی ہر خاص مقدمہ مین ہے اور اوسکی تجویز بلحاظ واقعات مقدمہ ہونی چاہئے
یہ تجویز مقدمہ راکمل راجہ بنام گرودی پرشاد (۱) کی گئی تھی اور ظاہرا یہی رائے براڈ ہرسٹ صاحب جج
کی مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سیداد (۲) مین تھی اگر اس مقدمہ مین سزائے قید علی سبیل البدل بوجہ عدم ادائے
جرمانہ کے ملزم برداشت کرے تو وہ پوری میعاد قید کی جو مجسٹریٹ نے دی تھی برداشت کریگا اور وہ اسکے
اسکے بھی مستوجب اسکا ہوگا کہ اوسکی جائداد قرق کیجائے اور بغرض وصول جرمانہ کے نیلام کیجائے اس لئے عدالت
اپیل کا حکم سزا کا تبدیل کرنا اضافہ حکم سزا کی حد تک پہونچتا ہے اور اس لئے خلاف قانون ہے مین درخواست کو
منظور کرتا ہون اور حکم سزا کو تبدیل کر کے حکم عہ جرمانہ کا علاوہ حکم سزا چار ماہ قید سخت کے صادر کرتا ہون
چونکہ مجھکو یہ اطلاع ملی ہے کہ جرمانہ وصول ہو چکا ہے اس لئے یہ ضروری نہین ہے کہ حکم سزا علی سبیل البدل بوجہ
عدم ادا صادر کرون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و شیمیر صاحب جسٹس

۱۳ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۴۹۹

مراری لال (مدیون ڈگری) بنام امراؤ سنگھ (ڈگریدار) *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۰ و ۲۳۷ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند)
ضمیمہ ۲ عدد ۱۷۹ (۳) - اجرائے ڈگری - میعاد سماعت - درخواست کا مطابق قانون کے نہ ہونا -
درخواست جو مختار عام نے اوسوقت پیش کی جب ڈگریدار اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت کے سکونت کرتا تھا

تجویز ہوئی کہ درخواست اجرائے ڈگری جو مختار عام ڈگریدار نے اوسوقت پیش کی جبکہ خود ڈگریدار اندر حدود واقعی علاقہ اختیار سماعت عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے سکونت رکھتا ہو ایک درخواست
مطابق قانون کے حسب مراد عدد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے نہین ہے۔
واقعات مقدمہ بنا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

۵۰۰ پنڈت موتی لال نہرو ڈیکانے اونکے پنڈت نومن لال نہرو حاضر ہوئے منجانب اپیلانٹ
پنڈت سندر لال و پنڈت مدن موہن مالوی منجانب ریسپانڈنٹ۔
برکٹ صاحب جسٹس و شیمیر صاحب جسٹس - یہ اپیل مقدمہ اجرائے ڈگری

* اپیل دوم نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۹۰۰ء بنا مرافعہ ڈگری منشی شنکر لال ایڈیشنل جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۲ - نومبر سنہ ۱۸۹۹ء
بنائے تنسیخ ڈگری پنڈت کنور بہادر منصف مظفرنگر مورخہ دوم - فروری سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) ۱۱ سنہ ۱۹۰۰ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۷۵ (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۰۰

سنہ ۱۹۰۱ء

مراری لال
بنام
امراؤ سنگھ

سے پیدا ہوا ہے جس امر کا ہمکو فیصلہ کرنا ہے صرف یہ ہے کہ آیا یہ درخواست اجراے ڈگری اندر میعاد ہے یا نہیں۔

ڈگری مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء ہے۔ درخواست اجراے حال مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء ہے۔

ڈگریدار کو ایک درخواست مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۶ء پر جو واسطے بیرون عدالت ادائی زر بعض جائداد کے ہے جو بتعلق اجرائے ڈگری مذکور نیلام کی گئی اسوجہ سے استدلال ہے کہ وہ ایسی درخواست تھی جو مطابق قانون کے باین استدعا پیش کی گئی کہ عدالت کوئی تدبیر معاون اجراے ڈگری عمل مین لاوے۔ مدیون ڈگری کو اس امر سے انکار نہین ہے کہ درخواست مذکور عدالت مناسب مین پیش کی گئی تھی اور ایسی تھی جسمین استدعا عمل مین لانے کسی تدبیر معاون اجراے ڈگری کی گئی بلکہ اونسے یہ بحث کی کہ درخواست مذکور مطابق قانون کے ضمین پیش کی گئی تھی۔

درخواست مذکور ایسے شخص نے پیش کی تھی جو ڈگریدار کا مختار عام تھا لیکن بطور امر واقعہ کے یہ تجویز کی گئی ہے کہ بوقت پیش کئے جانے درخواست کے اندر حدود اراضی علاقہ اختیار سماعت عدالت کے سکونت رکھتا تھا۔ لہذا وہ شخص جس نے درخواست مذکور پیش کی بلحاظ دفعات ۳۶ و ۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسا شخص نہ تھا جو مستحق پیش کرنے کسی درخواست کا عدالت مین منجانب ڈگریدار کے ہو۔

انروے اپنے مختارنامہ کے اوسکو اختیار عطا کرنے رسیدات زر نقد کا تھا۔ اوس عدالت جسکو تعلق تھا اوسکو اجازت کام کرنے اور درخواست کرنے کی منجانب ڈگریدار کے دی تھی اور ڈگریدار نے وہ رقم جو عدالت سے وصول ہوئی مجرا دیدی ہے۔

بحث یہ ہے کہ آیا بلحاظ حالات مذکورہ یہ تجویز ہونی چاہیے کہ درخواست مذکور حسب مراد ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت مطابق قانون کے پیش کی گئی۔ پنڈت سندلال نے منجانب ڈگریدار دفعہ ۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر استدلال کیا لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ دفعہ مذکور صرف اون نالشون یا مقدمون یا بعض الگیون نالش یا کارروائیات سے متعلق ہے

۵۰۱ جن سے اپیل جنکی اوسوقت سماعت ہورہی ہو پیدا ہوتا ہے اور نہ اون نالشات سابق یا کارروائیات سے متعلق ہے جنکا خاتمہ ہوچکا ہے۔ اونہون نے نیز ان حالات پر کہ اوس شخص کو جس نے

سنہ ۱۹۰۱ع

مراری لال بنام امراؤ سنگھ

درخواست پیش کی اختیار دینے رسید زر نقد کا تھا اور وہ روپیہ موجود عدالت سے وصول پاکے مجرا دیا گیا تھا اور یہ کہ مدیون ڈگری کو اس کارروائی سے نہ صرف نقصان ہی نہیں پہونچا بلکہ اوسکو واقعی اوس سے فائدہ ہوا استدلال کیا ان حالات سے اگر ثابت ہو جائیں ڈگریدار مستحق ہماری ہمدردی کا ہے لیکن بعد غور کے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر ہم یہ تجویز کرینگے کہ درخواست جو ایسے شخص نے پیش کی جو اوسکے پیش کرنے کا مطلقاً مستحق نہ تھا ایسی درخواست تھی جو مطابق قانون کے پیش کی گئی تھی تو یہ توسیع اس قاعدہ کی خطرناک ہے کہ مسلم ہاے ضابطہ مانع نہیں ہیں کہ کوئی درخواست اجرا ایسی درخواست نہیں ہے جو مطابق قانون کے پیش کی گئی ۔

یہ ممکن ہے کہ اگر مسلم ہاے درخواست مذکور کی اطلاع سنہ ۱۸۹۶ع میں جبکہ وہ پیش کی گئی کیجاتی تو عدالت بذریعہ اضافہ دستخط ڈگریدار یا کسی شخص مجاز کے اوسکے ترمیم کئے جانے کی اجازت دیسکتی تھی ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مدیون ڈگری ایسے عذر سے دست بردار ہو یا یہ کہ اگر بر بناے ایسی درخواست کے کارروائیات کی گئی ہوں تو عدالت اپیل بوجہ دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے اپیل میں جو ان کارروائیات سے پیدا ہو احکام صادرہ کارروائیات مذکور کے منسوخ کرنے سے انکار کریگی ۔ لیکن مقدمہ ہذا میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی تھی اور کارروائیات جو بر طبق درخواست مذکور عمل میں آئیں مدیون ڈگری کی عدم موجودگی میں کی گئیں اور جیسا کہ ہمنے تحریر کیا ہے دفعہ ۵۷۸ اب کام میں نہیں لائی جا سکتی ۔

اگر ہم یہ تجویز کر سکتے کہ درخواست مابہ البحث ایسی درخواست ہے جو مطابق قانون پیش کی گئی تو ہمکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ درخواست جو کسی شخص نے جسکے پاس کوئی مختار نامہ نہ ہو پیش کی ہو بلکہ راہ گیر نے پیش کی ہو ایسی درخواست کیوں نہ تجویز کیجاے جو مطابق قانون کے پیش کی گئی ۔

ان وجوہ سے ہماری یہ راے ہے کہ درخواست اجراے حال بوجہ درخواست ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کے عارضہ میعاد سماعت سے محفوظ نہیں ہے ۔

ہمنے امر مذکورہ بالا کی نسبت بھی لیکن جسکا فیصلہ عدالت اپیل ماتحت نے نہیں کیا غور کیا ہے یعنی آیا ڈگریدار مستحق مجرا کرانے اوس وقت کا ہے یا نہیں جو اوس کارروائی میں صرف ہوا جو کلکٹر نے کی ۔ ہماری راے میں اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر چودہ مہینے متدعویہ ڈگریدار منہا بھی
502 کئے جائیں تو بھی درخواست ہذا میں میعاد سماعت عارض ہو گی ۔ ان وجوہ سے ہم اپیل ہذا کو منظور

سنہ ۱۹۰۱ع

مراری لال بنام ادراوسنگھ

اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور درخواست اجرا ر ہذا کو مع کل خرچہ ہر سہ عدالت کے ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس

گنگا پرشاد (مدعی) بنام رام دیال (مدعا علیہ)*

۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ع

صفحہ کتاب انگریزی ۵۰۲

نالش بابت بقایا حساب کے - شہادت - حساب تصفیہ شدہ - اقرار - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت مجریہ ہند) ضمیمہ ۲ مد ۶۴۔

محض اقرار جسے مدیون نے اپنے دائن کے بہی کھاتہ میں دستخط کئے ہوں اور جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ مدیون کے ذمہ بر بنائے ایسے حساب کے باقی ہے جو حساب باہمی نہیں ہے تو حساب تصفیہ شدہ ہے جس سے مد ۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ع متعلق ہو نہ وہ شہادت کسی معاہدہ جدید کی جو بنائے نالش ہوسکے۔ مقدمات جمن بنام نندلال (۱) ہر شنکر بنام گنتا (۲) کی تقلید کی گئی۔ مقدمات نندرام بنام رام پرشاد (۳) و شنکر یا بنام شیو سنگھ رائے (۴) و ذو الفقار حسین بنام منا لال (۵) و سیتل پرشاد بنام امام بخش (۶) و کنہیا لال بنام سٹوول (۷) و گھسیٹا بنام رگھبوٹ (۸) و کنہیا لال بنام منسی (۹) و ہیرد بے بنام گدی گی (۱۰) و ونکی صاحب بنام محمد اسکھو (۱۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

مولوی محمد اسحاق منجانب اپیلانٹ۔

منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہیں ہوا۔

برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس۔ مقدمہ مدعی جیسا کہ عرضی دعوے

* اپیل دوم نمبر ۹۹۶ سنہ ۱۸۹۹ع بنا راضی ڈگری بابو پراگ داس جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۸۹۹ع جو بذریعہ منسوخی ڈگری صادرہ منشی شیو سہائے منصف کرانہ مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۸۹۷ع ہوئی (۱) (سنہ ۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱
(۲) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۱۳ (۳) (سنہ ۱۸۸۰ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۴۱
(۴) (سنہ ۱۸۸۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۸۷ (۵) (سنہ ۱۸۸۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۳
(۶) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۴۴ (۷) (سنہ ۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۵ (۸) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۵ع صفحہ ۱۰۵
(۹) (سنہ ۱۸۶۷ع) رپورٹ آگرہ اجلاس کامل صفحہ ۹۴ (۱۰) (سنہ ۱۸۷۰ع) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۹۷
(۱۱) (سنہ ۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۸

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگا پرشاد
بنام
رام دیال

مین بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کو مدعا علیہ نے اپنا حساب جانچ کر مبلغ للعہ روپے اپنے ذمہ باقی تسلیم کئے اور اپنے دستخط مدعی کے بہی کھاتہ پر ثبت کئے۔ اون رقوم کو منہا کرکے جو اسوقت تک وصول ہوئے تھین اور باقی روپیہ مین زر سود اضافہ کرکے مدعی نے مبلغ للعہ روپیے کا باین بیان دعوی کیا کہ بناے مخاصمت ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئی۔ مدعا علیہ نے جملہ بیانات مندرجہ عرضی دعوی سے انکار کیا اور فریقین نے نسبت اس امر تنقیح طلب واسطے فیصلے کے کہ آیا مدعا علیہ نے بہی کھاتہ مدعی پر جیسا کہ بیان کیا گیا دستخط کئے یا نہین ۵۰۳ اور نسبت معاملات مندرجہ بہی کھاتہ کے کوئی شہادت نہین دی گئی۔

عدالت مرافعہ اولی نے بحق مدعی تجویز کی اور دعوی ڈگری کیا۔ بر طبق اپیل جج ماتحت نے بربناے سند مقدمہ شنکر بنام مکتا (۱) نالش مذکور باین تجویز ڈسمس کی کہ اندراج بہی مدعی محض ایک اقرار ہے اور وہ تنہا بناے نالش نہین ہو سکتا۔ مدعی نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔

یہ بحث کی گئی ہے کہ جس بنا پر مدعی نالشی ہے وہ محض ایک اقرار نہین ہے بلکہ ایک حساب تصفیہ شدہ ہے جسپر نالش مبنی ہو سکتی ہے اور دفعہ ۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کا حوالہ دیا گیا جسمین حکم نالش کا بربناے حساب تصفیہ شدہ کے ہے۔

حساب تصفیہ شدہ کے معنی صحیح وہ ہے کہ جس صورت مین متعدد دعاوی متخالف دونون جانب سے داخل حساب کئے گئے ہون اور ایک دوسرے سے مجرا ہو کر باقی نکالی گئی ہو معاوضہ اداے زر باقی کا فارخطی بجانب ہر دو فریق سمجھے بلاشبہ ایسے حساب تصفیہ شدہ سے معاہدہ جدید ظاہر ہوتا ہے جسکی بنا پر نالش دائر کیجا سکتی ہے۔ بمقدمہ مجنون بنام نندلال (۲) یہ تجویز کی گئی کہ دفعہ ۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت صرف ایسے حساب تصفیہ شدہ سے متعلق ہے اور نہ ایسے مقدمے سے جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جسمین کوئی مطالبات ایک دوسرے سے مجرا ہونے کے لئے نہین ہین بلکہ ایک جانب حساب کے صرف قرضجات ہین اور بجانب دیگر رقوم منجانب مدیون ادا کی گئی ہین۔

فیصلجات زمانہ حال عدالت ہذا کے متناقض ہین۔ بمقدمات نندرام بنام رام پرشاد (۳) و شنکریا بنام شیو سنگھ (ایضاً) و ذوالفقار حسین بنام منا لال (۴) و سیتل پرشاد بنام امام بخش (۵) بظاہر یہ فرض کیا گیا ہے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ محض اقرار ایسی باقی کا جو بہی کھاتہ مدعی مین نکالی گئی ہو بموجب مراد دفعہ ۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۱ء یا دفعہ ۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت حال کے ایک حساب

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳ (۲) (۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۱
(۳) (۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۶ (۴) (۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۹۴
(۵) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۷

سنہ ۱۹۰۱ء

گنگا پرشاد بنام رام دیال کی

تصفیہ شدہ ہے ظاہراً توجہ عدالت کی منجملہ مقدمات مذکورہ کے کسی مقدمہ مین نسبت تصحیح معنی الفاظ حساب تصفیہ شدہ کے مائل نہین کی گئی ہے۔

بخلاف اسکے بمقدمہ کنہیا لال بنام سٹوول (۱) تصفیہ حساب بابت جیسا کہ بمقدمہ ہذا ہوا ہے ظاہراً محض ایک اقرار خیال کیا گیا ہے اور بمقدمہ گسیٹا بنام رنچھوڑ (۲) عدالت نے اوس ڈگری کے بحال رکھنے سے
۵۰۴ جو کلیتاً اسی قسم کے اقرار پر مبنی تھی انکار کیا۔ بلحاظ اس حالت نظائر عدالت ہذا کے ہماری دانست مین ہمکو اس بارہ مین آزادی حاصل ہے کہ ہم فیصلہ مقدمہ جیون بنام نندلال (۳) کی تقلید کرین اور یہہ تجویز کرین کہ جس امر کی بابت بمقدمہ ہذا نالش کی گئی ہے وہ ایک حساب تصفیہ شدہ نہین ہے بلکہ محض ایک اقرار ہے۔ بعد ازان یہہ بحث کی گئی کہ از روے اس قسم کے اقرار غیر مشروط کے وعدہ ادا کرنے کا ضمناً مفہوم ہوتا ہے اور یہ کہ ایسا مفہوم مناط نالش ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا اقرار مناط نالش ہو سکتا ہے تو وہ اس بنا پر ہوگا کہ وہ ایک معاہدہ جدید کی حد تک پہونچتا ہے لیکن بمقدمہ کنہیا لال بنام بنسی (۴) یہ تجویز کی گئی تھی کہ محض اقرار سے کوئی ذمہ داری جدید قائم نہین ہوتی۔ بمقدمہ ہردے بنام گرگی (۵) یہ تجویز کی گئی تھی کہ محض اقرار تنہا مناط نالش نہین ہو سکتا ہے۔ بمقدمہ دولی ماہو بنام محمد بیگ (۶) مسٹر جسٹس جیکسن و ولکنس صاحبجش نے اس امر پر غور کیا کہ اس قسم کا اقرار معاہدہ جدید کی حد تک نہین پہونچتا اسی مضمون کا فیصلہ بمقدمہ شنکر بنام مکتا (۷) کا ہے پس یہ واضح ہوتا ہے کہ اس امر مین اتفاق رائے ہے کہ محض اقرار معاہدہ جدید کی حد تک نہین پہونچتا ہے۔ ان جملہ مقدمات مین امر تصفیہ طلب واقعی متعلق حد سماعت کے تھا لیکن اگر کوئی اقرار بغرض دینے میعاد جدید حد سماعت کے معاہدہ جدید کی حد تک نہین پہونچتا ہے تو اقرار مذکور اوس معاہدہ کی حد تک نہین پہونچتا ہے جسکی بنا پر نالش کیجا سکے۔ ہمین کچھ شک نہین ہے کہ انگلستان مین جیسا کہ بمقدمہ ہذا بھی ظاہر کیا گیا اقرار اگر غیر مشروط ہو کافی ثبوت ایک معاہدہ جدید کا جسکی بنا پر نالش کیجا سکتی ہے تجویز ہوا ہے لیکن وہان بلحاظ قانون میعاد سماعت کے کچھ دقت پیدا نہین ہوتی ہے کیونکہ از روے اقرار غیر مشروط کے مقدمہ قانون میعاد سماعت سے باہر ہو جاتا ہے عام اس سے کہ اقرار مذکور قبل یا بعد اختتام میعاد حد سماعت کے کیا گیا ہو۔ ہندوستان مین صورت خلاف اسکے ہے اقرار تحریری دستخطی مدیون سے صرف اگر وہ قبل اختتام میعاد حد سماعت کے کیا گیا ہو میعاد جدید حد سماعت حاصل ہوتی ہے۔ بعد

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۱۰ (۲) ویکلی نوٹس ۱۸۸۱ء صفحہ ۶۵

(۳) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ [illegible] (۴) (۱۸۶۷ء) رپورٹ آگرہ اجلاس کامل صفحہ ۹۴

(۵) (۱۸۸۱ء) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۹ (۶) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۴

(۷) (۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۳

سلسلہ ۱۹۰۱ء
نظائر ارشاد
بنام
رام دیال
۵۰۵

انقضائے میعاد کے بعد بجز معاہدہ جدید کے کسی امر سے قرض مذکور کی تجدید نہ ہوگی اور میعاد جدید حد سماعت اوسکی رو سے حاصل نہ ہوگی۔ اگر یہ تجویز کیجائے کہ اقرار قرضہ حسب مراد دفعہ ۱۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ایک حساب تصفیہ شدہ یا وہ شہادت معاہدہ جدید کی ہے جسکی بنا پر نالش کیجا سکتی ہے تو دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور بالکل بیکار ہوجاویگی۔ اس امر کا تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا اقرار تحریری تھا یا اوسپر مدیون نے دستخط کئے تھے یا وہ اندر میعاد حد سماعت کے کیا گیا تھا اور اقرار زبانی سے بھی اوس قرضہ کی جسمین تمادی عارض ہو چکی ہو تجدید ہوتی ہے صرف ایک طریقہ اس نتیجہ سے بچنے کا یہ ہے کہ یہ تجویز کیجائے کہ اقرار اوس قسم کا جیسا کہ ہمارے روبرو مقدمہ ہذا میں ہے تو وہ ایک حساب تصفیہ شدہ ہے جس سے مدعی مستحق ہے اور یہ شہادت کسی معاہدہ جدید کی ہے جو مقدمہ دائر ہو سکے جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے ایسا نتیجہ اخذ کرنے کے لئے اسناد کثیر موجود ہین۔

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ نالش مدعی کی جیسی کہ وہ دائر کی گئی قابل پذیرائی نہ تھی اور یہ کہ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت صحیح ہے لہذا ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

۱۲-جولائی سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۰۵

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس

کیشوداس وغیرہ (مدعیان) بنام نرائن سنگھ (مدعاعلیہ) *

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۸ء (ایکٹ محصولات مقامی) - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۶۱ء (ایکٹ قانون نگو یان و پٹواریان) - ابواب - انتقال مالگذاری سرکاری - معافیداران مستحق ابواب کے نہین ہین۔

تجویز ہوئی کہ معافیدار مالگذاری سرکاری جو کسی پٹی پر تشخیص کی گئی ہو مستحق وصول کرنے رسوم پٹواری اور ابواب مقامی کا زمینداران سے نہین ہے رسوم اور ابواب مذکورہ زمیندار کو سرکار کو ادا کرنے چاہئیں۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر ڈی این بنرجی و پنڈت سندر لال و ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی منجانب اپیلانٹان۔

پنڈت مدن موہن مالوی منجانب رسپانڈنٹ۔

برکٹ صاحب جسٹس و شمیر صاحب جسٹس۔ امر نزاعی اپیل ہذا مین متعلق رسوم پٹواری اور دیگر ابواب کے ہے جو بابت پٹی ہر دو واقع موضع بیرا ہو کے واجب الادا ہے۔ یہ واضح ہوتا ہے کہ موضع مذکور مین بوقت بندوبست نرائن سنگھ زمیندار نے شرائط تجویزہ حکام بندوبست بابت پٹی ہر دو کے قبول کین اور

* اپیل دوم نمبر ۷۴۳ سنہ ۱۹۰۰ء بنارامنی ڈگری ڈبلیو ایف ویلس صاحب جج ضلع آگرہ مورخہ ۲- نومبر سنہ ۱۸۹۹ء انفصال منسوخ ڈگری منشی محمد علی خان اسسٹنٹ کلکٹر آگرہ مورخہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

سن ۱۹۰۱ء
کیشو داس
بنام
نراین سنگھ ۵۰۶

مطابق اونکے اونکے ساتھ بندوبست کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اونکے مالگذاری سرکار جو بابت پٹی مذکور کے تشخیص کی گئی تھی بحق مدعیان یا پیلاٹشان حال کے منتقل کی گئی تھی نسبت باقی محال کے زمینداران نے شرائط مجوزہ حاکم بندوبست نامنظور کئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ مدعیان یا پیلاٹشان کے ساتھ بندوبست کیا گیا اور زمینداران کے لئے وظیفہ مالکانہ مقرر کیا گیا۔ نالش ہذا مدعیان نے ایک رقم خاص کا بطور مالگذاری پٹی ہردیو کے دعوی کرکے دائر کی تھی۔ یہ عذر کیا گیا کہ زر مذکور میں دو رقوم کا دعوی بابت رسوم پٹواری اور ابواب متفرق الذکر کے جو حسب ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء و ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۹ء بابت پٹی ہردیو کے واجب الادا ہیں کیا گیا ایک ڈگری بابت بقایائے زر مالگذاری کے صادر کی گئی مگر عدالت ماتحت نے بحق مدعیان بابت ابواب ورسوم مذکور کے ڈگری صادر کرنے سے انکار کیا اسوجہ سے اپیل ہذا دائر کیا گیا۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ رسوم پٹواری اور ابواب متنازعہ صرف پٹی ہردیو سے متعلق ہیں۔ مدعیان کا یہ بیان ہے کہ حکام مال نے اونکو ابواب اور رسوم مذکور کے ادا کرنے پر مجبور کیا تھا اور اب وے نراین سنگھ مدعاعلیہ سے اونکے واپلنے کے مستدعی ہیں جنکو کہ عرضی دعوی میں کوئی بیان کسی ایسے جبر کا نہیں ہے لیکن بیان مذکور لیڈ وکیٹ و نیز بجانب پیلاٹشان کی تحریر سے ہمارے روبرو کیا ہمکو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ ریسپانڈنٹ بمقابلہ مدعیان کے کسطرح ذمہ دار ابواب ورسوم مذکور کا ہے یا مدعیان کسطرح زمیندار سرکار کے بابت اونکے ہیں۔ صرف ایک ہی تعلق مدعیان کا پٹی ہردیو کے ساتھ یہ ہے کہ وے منتقل الیہم مالگذاری سرکار کے ہیں جو پٹی مذکور کی بابت واجب الادا ہے۔ اونکو اونکے ساتھ کوئی اور تعلق نہیں ہے۔ وے منتقل الیہم ابواب یا رسوم مذکور کے نہیں ہیں لہذا اونکو یہ اختیار نہیں ہے کہ یہ ابواب یا رسوم مدعاعلیہ سے طلب کریں نہ مدعاعلیہ زمیندار جسکے ساتھ پٹی کا بندوبست کیا گیا اونکے مدعیان کو ادا کرنیکی کوئی ذمہ داری ہے۔ نہ ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء اور نہ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۹ء کی روسے کسی طرحپر نالش ہذا جائز ہے۔ وہ شخص جو ذمہ دار ادا کرنے ان رسوم اور ابواب کا ہے بیشک نراین سنگھ مدعاعلیہ ہے لیکن وہ اشخاص جنکو وہ روپیہ ادا کرے اور جنکو ادا کرنا اوسپر لازم ہے وہ حکام مال یا اوس مقام کے ہیں اور نہ معافیداران۔ یا اگر ایا مدعیان کو کوئی چارہ کار بذریعہ رجاع نالش بعدالت دیوانی مدعاعلیہم سے اون رقوم کے دلاپانے کا حاصل ہے یا نہیں جنکی نسبت اونکا یہ بیان ہے کہ اونھوں نے سرکار کو ادا کی ہیں ایسا معاملہ ہے جسکی نسبت ہم کسی رائے کا ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔

بوجوہ مندرجہ بالا ہماری یہ رائے ہے کہ یہ اپیل جہانتک کہ ابواب اور رسوم کو تعلق ہے ساقط ہونا چاہیئے۔ لہذا ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

مجموعۂ کتب امتحان مختاری

اس مطبع مین کل ایکٹ امتحان مختاری مرمّمہ حسب ذیل موجود ہین

	علاوہ محصولڈاک قیمت
مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	عہ/
مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مرمّمہ سنہ ۱۸۹۹ء	عہ/
مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مرمّمہ لغایت نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء	۱۲/
ایکٹ شہادت ہند - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (مرمّمہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء)	۸/
ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء	۶/
ایکٹ مالگذاری - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء	۶/
ایکٹ میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	۳/
ایکٹ رجسٹری - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء مرمّمہ سنہ ۱۸۹۹ء	۴/
ایکٹ اسٹامپ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	۵/
ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (مرمّمہ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء)	۳/
ایکٹ عدالت ہاے مطالبات خفیفہ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء)	۲/
ایکٹ تخمینہ مالیت نالشات بٹوارہ	۲/
	عہ۴/

جو صاحب یہ کل کتب مذکورہ بالا یعنی مجموعہ کتب مختاری ایک ساتھ خرید فرماوینگے اونکو کتب مذکور بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک دیجاینگی مجموعہ مذکورہ بالا عمدہ مجلد (کلا محنت) کی قیمت عہ علاوہ محصولڈاک ہے

خلاصہ نظایر قانون ہند

اس مطبع سے خلاصہ نظایر قانون ہند مع ایکٹہاے ضروری یعنی لجسلیٹیو کونسل و سرکلرات ہایکورٹ ممالک مغربی و شمالی ماہوار شائع ہوتا ہے یہ رسالہ نہایت صحت کے ساتھ بعہدہ وکلاے ذیشان نامی مرتب کیا جاتا ہے اسکے دیکھنے سے کل نظایر ہر چہار ہایکورٹ و پریوی کونسل کا لب لباب معلوم ہوجاتا ہے وکلاء و قانون پیشہ اشخاص کے لیے نہایت کار آمد ہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک ہے

مشتہر

[illegible]ت بہاری ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظایر قانون ہند الہ آباد

بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لارپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

اگست سنہ ۱۹۰۱ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ وحکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد | مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی۔
منشی شنکر لال۔بی۔اے | جج
منشی نانکے بہاری | مترجم
مولوی احمد علیخان | سب جج

تالیف ہوکر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد میں باہتمام منشی نرت بہاری ماتھر طبع ہوا

قیمت عالاوہ محصولڈاک ۸

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہیں

فہرست مقدمات

جلد ۲۳ — حصہ ۵

بینی پرشاد کنوری بنام تبولن بی بی ۲۸۳
بینی پرشاد کنوری بنام دہرکا راے ۲۷۶
بینی پرشاد بنام دکھی راے ۲۶۹
بینی پرشاد کنوری بنام رتل ٹھاکر ۲۸۱
ٹھاکر سنگھ بنام توکے سنگھ ۳۰۹
شاہنشاہ عالیجاہ بنام علی حسین ۳۰۶
شیونراین بنام بینی مادہو ۲۸۵
محمد صادق بنام لوٹے رام ۲۹۱
مدن موہن بنام رنگی لال ۲۸۸

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۱۸۹ .... ۲۸۳
اختیار سماعت (عدالتہاے دیوانی و مال) دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۲۳۱ (د) ۲۹۱
اختیار سماعت۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعات ۱ و ۴۰ و ۹۳ (الف) ۲۸۱
ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۸۰۔ سرقہ ریل کی گاڑی میں۔ مال ایک گاڑی متصلہ میں جسمین چار ریل کے قلی سفر کرتے تھے پایا گیا۔ شہادت]
شاہنشاہ عالیجاہ بنام علی حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۸۹) ۳۰۶
ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۲۳۱ (د) بٹوارہ۔ درختان ایسی شے ہین جنکی نسبت بطور مناسب بٹوارہ بوساطت حکام مال ہوسکتا ہے۔ بحث استحقاق

بوقت بٹوارہ پیش تحقیق کی گئی مگر بعدہٗ نالش عدالت دیوانی مین پیش ہوئی - اختیار سماعت - عدالتہائے دیوانی ومال]

محمد صادق بنام لوٹے رام ۲۹۱

ایکٹ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۲۰۳ و ۲۰۵ (ب) دیکھو ولی نابالغ ۲۸۸

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت مجریہ ہند) دفعہ ۵ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۹۳ (الف) ۲۷۶

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ دوم مد ۱۳۱ دیکھو فیصلہ ثالثی ... ۲۸۵

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) باب ۲ دفعہ ۹۳ (الف) زمیندار واسامی - نالش لگان - عذر رواج جسکی رو سے منہائی ایسی زمین کی بابت کیجاتی ہو جو بوجہ بہاؤ دریا کے غیر قابل زراعت ہو جاوے - ایسی منہائی تخفیف لگان حسب منشاء ایکٹ مذکور نہین ہے]

بینی پرشاد کنوری بنام دلکھی راے ۲۶۹

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۱۰۴ و ۹۳ (الف) نالش لگان - جائداد جو مختلف ملکون مین واقع ہو - اختیار سماعت

بینی پرشاد کنوری بنام رتن ٹھاکر ۲۸۱

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۹۳ (الف) نالش لگان - میعاد - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت مجریہ ہند دفعہ ۵]

بینی پرشاد کنوری بنام دہر کار راے ۲۷۶

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۸۹ - نالش لگان - اپیل قابل منظوری ہے جبکہ بحث یہہ ہو کہ آیا ذمہ مدعاعلیہ متعلق کوئی لگان واجب الادا ہے یا کیا]

بینی پرشاد کنوری بنام بتولن بی بی ۲۸۳

ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ع نمبر ۸ (ایکٹ ولی ونابالغان) دفعات ۲۹ و ۳۰ ۔ دیکھو ولی ونابالغ ۔ ۲۸۸

بٹوارہ ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ع نمبر ۱۹ دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۲۴۱ (و) ۲۹۱

تخفیف لگان ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۱۲ باب ۲ دفعہ ۹۳ ۔ الف ۲۶۹

تعبیر دستاویز ۔ ہبہ ۔ فقرہ مندرجہ ہبہ نامہ جسکی روسے دعاوی واہب یا اوسکے ورثا یا قایم مقامان کے ممنوع کیے گئے تھے]

ٹھاکر سنگھ بنام نولکھے سنگھ ۳۰۹

تعمیل مختص ۔ دیکھو فیصلہ ثالثی ۲۸۵

زمیندار واسامی ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۱۲ باب ۲ دفعہ ۹۳ (الف) . . . ۲۶۹

سرقہ ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ع نمبر ۴۵ دفعہ ۳۸۰ . . . . ۳۰۶

شہادت ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ع نمبر ۴۵ دفعہ ۳۸۰ . . . . ۳۰۶

عدالتہاے دیوانی ومال (اختیار سماعت) دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ع نمبر ۱۹ دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۲۴۱ (و) ۲۹۱

فیصلہ ثالثی ۔ تعمیل مختص ۔ نالش بربناے فیصلہ ثالثی نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے نہین ہے ۔ میعاد ۔ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت نہد) ضمیمہ دوم مد ۱۲۰]

سیو نراین بنام بینی مادھو ۲۸۵

میعاد ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۱۲ دفعہ ۹۳ (الف) ۲۷۶

میعاد ۔ دیکھو فیصلہ ثالثی ۲۸۵

نالش لگان ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۱۲ دفعات ۱۰۴ و ۹۳ (الف) . . . ۲۸۱

نالش لگان ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۱۲ دفعہ ۱۸۹ . . . . ۲۸۳

ولی نابالغ ۔ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع (ایکٹ ولی نابالغان) دفعات ۲۹ و ۳۰ ۔ رہن نوشتہ نابالغ ۔ فرق مابین رہن مذکور و رہن نوشتہ ولی سارٹیفکیٹ یافتہ منجانب نابالغ ۔ ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۴۹ و ۲۵۹ و ۲۵۰

مدنموہن بنام رنگی لال ۲۸۸

ہبہ ۔ دیکھو تعبیر دستاویز ۳۰۹

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرتھر اسٹریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جج

۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۰۰ع
صفحۂ کتاب انگریزی ۲۰۰

بینی پرشاد کنوری (مدعیہ) بنام **دکھی راے** (مدعا علیہ)*

ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) باب ۲ دفعہ ۹۳ (الف) - زمیندار و اسامی - نالش لگان - عذر رواج جسکی روسے منہائی ایسی زمین کی بابت کیجاتی ہو جو بوجہ بہاؤ دریا کے غیر قابل زراعت ہو جاے - ایسی منہائی تخفیف لگان حسب منشاے ایکٹ مذکور نہیں ہے -

تخفیف لگان سے یعنی باب ۲ - ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ع کمی ایسے لگان مین مفہوم ہوتی ہے جو اگرچہ ہمیشہ کے لئے نہین مگر بہر حال ایک میعاد غیر معینہ کے واسطے بابت کاشت قابل ادا ہو کیونکہ لگان تخفیف شدہ بجاے اصلی لگان کے قائم کیا جاتا ہے اور وہ لگان اوس کاشت کا اوسوقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ وہ بذریعہ اقرار یا حکم مزید کے تبدیل ہو - اسامی حسب باب ۲ درخواست کسی بنا پر واسطے تخفیف یا ترمیم لگان کے صرف کسی خاص سال کے واسطے نہین گذران سکتا ہے کہ جسکا اثر بعد سال مذکور کے ایسے لگان پر نہو جو بابت کاشت واجب الادا ہو -

نالش اجراے لگان حسب دفعہ ۹۳ (الف) ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۹۰۱ع مین مدعا علیہ نے رواج مختص المقام ثابت کیا جسکی روسے اسامی مستحق حصہ رسد مجرائی کا اون اراضیات کے کسی سال کے لگان سے ہے جو بوجہ بہاؤ دریا غرقاب ہو جانے یا ریت پڑ جانے سے غیر قابل زراعت ہو گئی ہون کوئی درخواست تخفیف لگان کی حسب باب ۲ - ایکٹ مذکور نہین گذرانی گئی تھی -

تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعا علیہ نے بذریعہ اپنے عذر کے درخواست تخفیف لگان یعنی باب ۲ یعنی ایسی کمی کے واسطے نہین کی جو ہمیشہ کے واسطے یا میعاد غیر معینہ کے واسطے اوس لگان مین ہو جو اوسکی کاشت کی بابت واجب الادا ہو بلکہ محض معافی یا مجرائی ایک خاص سال کے لگان سے اور نسبت ایسے حصص

---

* اپیل دوم نمبر ۱۰۸۰ سنہ ۱۸۹۹ع بنا راضی ڈگری کنور بھارت سنگھ صاحب جج ضلع غازیپور مورخہ ۱۰ - جون سنہ ۱۸۹۹ع منسوخ کنندہ ڈگری منشی کاشی پرشاد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بلیا مورخہ ۲۲ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ع

سنہ ۱۹۰۱ع

بینی پرشاد کنوری بنام دکھی رائے

آراضی کاشت کے کی بہ جو اوس سال مین غیر قابل زراعت تھی اور چونکہ ایسی معافی کار روائیات متعلقہ باب ۴ مین داخل نہین ہو سکتی تھی لہذا رواج مذکور کی روسے احکام ایکٹ مذکور منسوخ نہین ہوتے اور عدالت مجوز نالش کو وہ رواج نافذ کرنا چاہئے۔

مقدمہ رادہا پرشاد سنگھ بنام لالہ بدیو مصر (۱) میز کیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کے تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین۔

آنربل مسٹر کانلین و پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر عبد المجید و بابو بشنو چندر مستر منجانب رسپانڈنٹ۔

۱۷۴ اسٹنیجی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک منجملہ کثیر مجموعہ اپیل دوم کے ہے جو نالشات بقایاے لگان حسب دفعہ ۹۳ (الف) ایکٹ لگان ممالک مغربی شمالی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء سے پیدا ہوتا ہے جنکو مہارانی ڈمراؤن نے بنام اسامیان شیلکار و اسامیان شرح معین دائر کیا ہے جو ابدہی اسامیان سے ایسی بحث پیدا ہوتی ہے جو بابت سے ان اپیلون مین یکسان ہے اور ہماری تجویز مقدمہ ہذا متعلق فیصلہ دیگر مقدمات کے ہوگی جنمین یہی بحث پیدا ہوتی ہے علاقہ ڈمراؤن ضلع بلیا مین واقع ہے یہ بات بخوبی مشہور ہے کہ آراضیات کاشت واقع ضلع مذکور اکثر بوجہ تبدلات رفتار یا دہار گنگا کے ردبدل رہتی ہین ایک سال مین ایک خاص آراضی کاشت یا اوسکا جزو غرقاب ہو جاتا ہے یا اوسپر ریت پڑ جاتی تھی اور اس وجہ سے وہ قابل کاشت نہین رہتی اور دوسرے سال وہ بالکل پانی اور ریت سے پاک ہو جاتی ہے اور دوسری اراضیات کاشت یا حصص آراضیات کاشت بہر چند روزہ ڈوب جاتی ہین ایسے تبدلات اکثر اور جلد جلد واقع ہوتے ہین اور یہ پیشین بینی نہین ہو سکتی ہے کہ کسطرح کسی خاص آراضی کاشت پر آیندہ اثر بطریق مذکور ہو نیکا۔ جوابدہی نالش کی یہ ہے کہ بروے رواج موجودہ ضلع و قصبہ لایمٹیر و مدعی کے اسامی جنکے اوپر نالش لگان دائر کیجاوے مستحق منہائی کا اوس لگان سے جو بابت کاشت مذکور واجب الادا بقدر اون آراضیات کے ہے جو بزمانہ دعوی غیر قابل زراعت ہون خواہ اسوجہ سے کہ وے غرقاب ہو گئی ہین خواہ اسوجہ سے کہ وے ریت سے دب گئی ہین منجانب سعادالحم یہ بحث کی گئی ہے کہ ان نالشات مین لگان متدعویہ کی ڈگری صرف بہ منہائی جزو لگان بالتناسب کے ہونی چاہئے بعض مقدمات مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ کل آراضی کاشت جسکی بابت لگان کا دعوی ہے غرقاب ہو گئی ہے یا ڈوب گئی ہے

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۹

سنہ ۱۹۰۱ء
بینی پرشاد کنوری بنام دکھی رائے

اور دیگر مقدمات مین یہ بیان ہے کہ صرف ایک جزو اوس حالت مین ہے اس خاص مقدمہ مین نوعیت جوابدہی کی صاف طور پر فقرہ ۳ بیان تحریری سے ظاہر ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے "موضع متنازعہ مین یہ رواج ہے کہ نصف لگان کی بابت آراضی بال و بنجٹ و بیچ مار کے (ایک قسم کی ریتیلی آراضی جو ہر آراضی جسمین بیج نہین اوگتا ہے) کیجاتی ہے سال ہاے متنازعہ مین دو بیگہہ ۵ بسوہ سے زیادہ آراضی کاشت نہین کی گئی تھی اور باقی آراضی بال و بنجٹ و بیچ مار تھی۔ لہذا دعوی لگان بابت
۲۷۲ آراضی غیر مزروعہ کے مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے" مدعی نے یہ تسلیم کیا ہے اور بطور ایک امر واقعہ کے عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ یہ رواج ضلع مین اور مواضعات متنازعہ مین رائج ہے یہی تجویز کی گئی ہے کہ مدعا علیہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اونکے حصص آراضیات کا ایک جزو اوس زمانہ کے واسطے جس سے دعوی متعلق ہے بباعث کسی وجہ منجملہ وجوہ مبینہ کے غیر قابل زراعت تھے عدالت ہاے ماتحت نے اس عذر مدعا علیہم کو منظور کیا ہے اور مدعیہ کو ڈگری لگان بر نصف نہائی مذکور کے مطابق دی ہے بنا راضی اوس فیصلہ کے مدعیہ نے اب اپیل کیا ہے اول یہ دیکھنا فرور ہے کہ ٹھیک نوعیت اوس رواج کی کیا ہے جسکی نسبت عذر کیا گیا ہے۔ اوس غرض کے واسطے مین دستاویزات کا حوالہ دینا کافی ہے اول دستاویز ایک درخواست ہے جو مہاراجہ مرحوم نے صاحب کلکٹر کے روبرو گذرانی تھی اور وہ صفحہ ۳ کتاب رسپانڈنٹ اپیل دوم نمبر ۶۹۲ سنہ ۱۸۹۹ع مین چھپی ہے اس درخواست کے شروع مین یہ تحریر ہے کہ "رواج مجرا دینے کا بابت آراضیات بال و بنجٹ و ریتیلی (ندی آب) کے مواضعات مفصلہ ذیل مین مروج ہے" بعد ازان اوسمین تذکرہ ایسی کارروائیات کا کیا گیا ہے جو اس علاقہ مین واسطے نافذ کرنے رواج مذکور کے کیجاتی ہین اوسمین یہ امر بہت مفصل طور سے ظاہر کیا گیا ہے کہ مہاراجہ مرحوم کے زمانہ مین کل تنازعات متعلقہ غرقی آراضیات کاشت کو کارندگان مہاراجہ اور خود اسامیان طے کرتے تھے بعض وقت بذریعہ ایک قسم کی پنچایت ثالثان کے جو ہر ایک موضع مین مقرر کئے جاتے تھے اور بعض وقت بعد تحقیقات و پیمایشات کے جنکو اہل مین وشعر مردم کلکٹر کرتے تھے اس طریقہ سے اس قسم کے تنازعات معمولی طور پر بمصالحت باخود فریقین طے کر لیا کرتے تھے۔ پس اسطرح ضابطہ بغرض نفاذ رواج مذکور کے وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتا رہتا تھا لیکن رواج مذکور ظاہرا ہمیشہ تسلیم ہوتا کوئی بحث نسبت موجودگی یا نوعیت رواج کے نہین تھی بلکہ بعض مقدمات خاص سے متعلق ہونے کی نسبت بحث تھی۔ دوسری دستاویز جسکا ہم ذکر کرسکتے ہین واجب العرض موضع کو اسپور کی ہے جو اسی کتاب کے صفحہ ۶ مین چھپی ہے فقرہ ۸

سنہ ۱۹۰۱ع
بینی پرشاد وغیرہ
بنام
دکھی رائے
۴۷۳

حسب ذیل ہے۔ اُس محال میں آراضیات بال و پچھٹ و نیچ مار کی بابت رواج منہائی دینے کا ہے ریاست سے ہر سال تحقیقات کیجاتی ہے اور لگان بعد دینے ایسی منہائی کے وصول کیا جاتا ہے دستاویز سوم وہ ہے جسمیں نہایت مفصل بیان رواج مذکور کا درج ہے وہ رپورٹ بندوبست ضلع بلیا کی بابت سال ہائے ۱۸۸۲ء لغایت ۱۸۸۵ء کے ہے صفحہ ۱۹ فقرہ ۶۰ میں حسب ذیل تحریر کیا گیا ہے:۔ رواج مختص المقام میں شرط واسطے معافی لگان کے بصورت ہائے بال و پچھٹ و نیچ مار در تپلی و آراضی غرقاب و نیچ مار کے ہے لگان صرف رقبہ پیداوار پر ان مواضعات میں ادا کیا جاتا ہے جنپر اثر بہاؤ دریا کا پہنچتا ہے اور وہ رقبہ جو بوجہ جمع ہونے ریت کے خراب ہو جاتا ہے یا جسپر زرخیز مٹی اسقدر تپلی جمع ہوتی ہے کہ فصل پیدا کرنے کے واسطے کافی نہیں ہوتی منہا کر دیا جاتا ہے یہی رواج آراضیات دیارہ پرگنہ بلیا میں ہے رقبہ جو حسب رواج ہذا منہا کیا جاتا ہے بیشتر باعث تنازعہ کا تا اثبات بقایائے لگان میں ہے کیونکہ وہ صرف صحت کے ساتھ اوسوقت تجویز کیا جا سکتا ہے جبکہ فصل موقع پر قبل وقت کاٹنے فصل کے موجود ہو اور اس لئے کوئی ذریعہ تحقیق کرنے کا کہ آیا دعویٰ اسامی راست ہے یا غلو بجز بالکل غیر قابل اعتبار شہادت گواہان فریقین کے نہیں ہے گر حال میں ایک طریقہ علاقہ مہاراج میں سالانہ پیمائش کرنے کا جاری ہوا ہے جسکو امنائے نامزد کردہ کلکٹر وقت مناسب پر کرتے ہیں اسامیان رقبہ پیمائش شدہ سے واقف کر دیے جاتے ہیں اور عذرات جو اوسوقت نہیں کئے جاتے بتاریخ مابعد کارآمد طور پر پیش نہیں کئے جا سکتے تجویز زیر اپیل مقدمہ ہذا میں عدالت اپیل ماتحت نے نسبت رواج مذکور کے یہ تحریر کیا ہے مقدمہ روبرو ہمارے ایک ایسا رواج داخل ہے جو بالکل شروع تواریخ زراعت ملک ہند سے جاری ہے اور وہ ہر ایک جگہ پایا جاتا ہے نیز ان دنوں میں جبکہ لگان نقد ادا کیا جاتا ہے یہ بالکل تحقیق ہے کیونکہ اوسمیں شرح منہائی لگان بشرح محکومہ بابت آراضیات بال و پچھٹ و نیچ مار کے مدنظر ہے یہ امر معقول ہے اور اوسمیں کوئی بحث نہیں ہو سکتی ہے قطعات دیارہ و برآمد اپنی شکل اکثر اسقدر تبدیل کر دیتے ہیں کہ درمیان زمیندار اور اوسکے اسامیان کے اس سے زیادہ کوئی معقول شرط نہیں ہو سکتی کہ لگان صرف ایسی آراضی کا وصول کر لیا جاوے جو قابل زراعت ہے اور لگان اوس آراضی کا معاف کر دیا جاوے جو غیر قابل پیداوار اون وجوہ سے ہو جاتی ہو جو اسامی کے اختیار سے باہر ہیں واضح ہو کہ چونکہ یہ نوعیت اوس رواج کی ہے

سنہ ۱۹۰۱ع
بینی پرشاد کنورنی
بنام
دکھی رائے

جسکا عذر اسامیان نے کیا ہے بہر کیطرح مدعی عذر رواج کی تردید کرتا ہے مسماۃ اس رواج سے انکار نہین کرتی ہے وہ اس امر سے انکار نہین کرتی ہے کہ اگر کاشت اسامی کی کسی خاص سال مین بوجہ طغیانی یا دیگر طور پر غیر قابل زراعت ہو جاوے تو یہ بات صحیح و واجب اور مطابق رواج کے ہے کہ اوس سال کی بابت حصہ رسد لگان منہا کر دیا جاوے مسماۃ مذکورہ کا عذر صرف نسبت اوس طریقہ و ضابطہ کے ہے جسکو اسامیان نے بغرض نافذ کرنے رواج مذکور کے اختیار کیا ہے اونکا بیان یہ ہے کہ اسامی مستحق حاصل کرنے منہائی مذکور کی بطریق جوابدہی نالش لگان کے نہین ہے اور اگر جزو اوسکی کاشت کا بوجوہ معینہ کسی جز و عرصہ کے واسطے جسکی بابت لگان کا دعویٰ کیا گیا ہو غیر قابل زراعت ہو جاوے تو اوسکا چارہ کار یہ ہے کہ درخواست بحضور سیٹلمنٹ کلکٹر درجہ اول واسطے حکم تخفیف لگان کے حسب دفعہ ۱۹ - ایکٹ لگان ۱۸۸۱ع بموجب دفعات ماسبق متعلقہ تخفیف کے گذرانے لیکن ایسی درخواست و حکم کی عدم موجودگی مین کل لگان آراضی کاشت کا ادا کیا جانا چاہئے اوس بحث کی تائید مین استدلال مقدمہ رادہا پرشاد سنگھ بنام بلدیو مصر (۱) پر کیا گیا ہے فیصلہ مذکور اسامیان شرح معین سے متعلق ہے مگر اصول مساوی طور پر اسامیان دخیلکار سے متعلق ہے اوسمین یہ تجویز ہوئی تھی کہ درحالیکہ اسامی نے درخواست دیکر حکم تخفیف حسب دفعہ ۹ حاصل نہ کیا ہو تو وہ جوابدہی نالش لگان مین عذر رواج مختص المقام کا نہین کر سکتا ہے جسکی رو سے اوسکا لگان حصہ رسد کم ہو جاوے اگر رقبہ اوسکی کاشت کا بوجہ دریابرد کے کم ہو جاوے - وجہ اوس فیصلہ کی یہ ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ اسامی اوس پورے لگان کے ادا کرنے کی ذمہ وار ہونی چاہئے جو اوس کاشت کی بابت مقرر کیا گیا ہو الا اوس صورت مین اور اوسوقت تک کہ لگان مذکور بوجہ اضافہ یا تخفیف یا دیگر طور پر ایسی کارروائیات مین تبدیل ہو جاوے جو بموجب احکام ایکٹ مذکور کے کیگئی ہو اور رواج مختص المقام کی رو سے احکام ایکٹ مذکور کے اس بارہ مین منسوخ نہین ہو سکتے اور رواج مختص المقام کا ذکر بطور ایک ایسے معاملہ کے نہیں جو اون حالات کے نہین کیا گیا ہے جنکا اثر اضافہ یا تخفیف لگان پر ہو سکتا ہے - لہذا اگر اسامی کا عذر مساوی استدعا تخفیف لگان کے یعنی دفعات ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و دیگر دفعات ایکٹ لگان کے ہو تو فیصلہ مذکور سند واسطے اس رائے کے ہے کہ اوسکا مناسب طریقہ یہ ہے کہ درخواست

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ع صفحہ ۹۴

۱۹۰۱ء

بینی پرشاد کنور کی بنام دکہی رائے

تخفیف حسب دفعہ مناسب گذرانے اور چونکہ وثیقے ایسا نہین کہا ہے لہذا وہ بربناے
رواج مختص المقام نسبت دعوی پورے لگان آراضی کاشت کے عذر نہین کر سکتا ہے ہمنے
حوالہ بیان تحریری اوس مقدمہ کا دیا ہے اور ہم تجویز کرتے ہین کہ عذر بظاہر وہ اعتراض ہو سکتا ہے
دعوی واسطے لگان کاشت زائد دعسگ کے تھا مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ مین صرف للعریا
دسگ پر قابض ہون باقی آراضی بوجہ تبدیل بہاو دریا کے پچھلے تین یا چار سال مین رفتہ رفتہ
کٹ گئی اور مین نے لگان اوسقدر آراضیات کا جسقدر کہ میرے قبضہ مین تہین بابت سال ہائے
مذکورہ کے ادا کیا ہے اور بموجب رواج دیہہ کے نالش بعد منہا کرنے لگان آراضیات دریا برد کے ۴۷۵
دائر ہونی چاہئے تھی درحقیقت یہ دعوی ہے کہ بوجہ رواج کے لگان کاشت
حصہ رسد و مستقل طور پر کم ہو گیا ہے کیونکہ جز و کاشت دریا برد
کی وجہ سے غائب ہو گیا تھا بلا شک اسامی درخواست تخفیف حسب دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور
گذران سکتا تھا پس مقدمہ حال مین بحث یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ بذریعہ اپنے عذر کے استدعا
تخفیف لگان اپنی کاشت کی حسب منشاے دفعات مذکور کرتا ہے جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے۔
آیا نامبردہ وہ شے جسکے حاصل کرنے کی استدعا وہ اب بذریعہ اپنے عذر کے کرتا ہے بذریعہ
درخواست حسب دفعہ ۱۹ حاصل کر سکتا تھا۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے
کہ کیا نوعیت تخفیف لگان کی ہے جسکا دفعات مذکورہ مین تذکرہ ہے درحالیکہ حکم تخفیف صادر کیا جاتا ہے
لگان تخفیف شدہ بطور لگان کاشت کے بجاے اوس لگان ابتدائی کے قائم ہو جاتا ہے جو بذریعہ
معاہدہ یا حکم عدالت کے مقرر کیا گیا ہو لگان تخفیف شدہ لگان کاشت کا اوسوقت تک قائم رہتا ہے
جب تک کہ وہ بذریعہ معاہدہ یا کسی حکم مزید اضافہ یا تخفیف کے تبدیل نہو جاے یہی اثر چند دفعات کا
اور خاصکر دفعات ۱۹ و ۲۰ ایکٹ مذکور کا ہے۔ جز و ضروری حکم تخفیف کا یہ ہے کہ اوسکی رو سے اگر
ہمیشہ کے واسطے نہین بہرحال میعاد غیر معینہ کے واسطے لگان آراضی مین جسکی تعریف دفعہ ۳ (۴) ایکٹ
مذکور مین کی گئی ہے تخفیف ہو جاے یعنی اوس شے مین جو کوئی اسامی بابت اپنی کاشت
یا بابت استعمال یا داخل آراضی کے ادا کیا ہے اسمین کوئی شک نہین ہو سکتا ہے کہ عدالت نالش
بقایاے لگان کے تجویز کرنے مین اپنی ڈگری کی رو سے بربناے رواج مختص المقام یا دیگر طور پر
اسامی کے لگان مین بابت اوسکی کاشت کے اوس معنی مین کمی نہین کر سکتی ہے جو بہی بات
فیصلہ مقدمہ رادہا پرشاد سنگہ بنام بلدیو مصر سے ثابت ہوتی ہے لہذا اگر ان اپیلون مین ہمنے

سنہ ۱۹۰۱ع

بھینی پرشاد وکنوری بنام دکھنی راے

کسی اپیل مین رواج مذکور اس نظر سے پیش کیا گیا ہو کہ تخفیف لگان کاشت کی اوس معنی مین
جو بیان کئے گئے ہین یعنی کمی دوامی یا کسی میعاد غیر معینہ کے واسطے لگان کاشت مین جو بروے
معاہدہ یا حکم عدالت کے مقرر کیا گیا ہو حاصل کیجاوے تو بلاشک ہمپر سند مذکور کی تقلید کرنا
لازم ہوگا۔ کسی دیگر قسم کے مقدمے سے ہماری راے مین وہ متعلق نہین ہے۔ مقدمہ حال مین
جو کچھ کہ مدعا علیہ بروے رواج کے استدعا کرتا ہے وہ تخفیف لگان کاشت بالکل بمعنی دفعات
۲۷۶ متعلقہ تخفیف نہین ہے۔ اور وہ اوس شے کو جسکی وہ اب استدعا کرتا ہے بذریعہ درخواست
حسب دفعہ ۱۹ حاصل نہین کر سکتا تھا اوسنے یہ حجت نہین کی ہے کہ بروے رواج کے
لگان کاشت مین جو بذریعہ معاہدہ یا حکم کے مقرر ہوا تھا ایک روپیہ بھی کم ہو گیا ہے لگان کاشت
مذکور کا ٹھیک وہی ہے جو پیشتر تھا اور وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ کسی سال مین اوسکو پوری رقم
اوسی شرح سے ادا کرنی پڑے جس شرح پر کہ وہ ہمیشہ مستوجب ادا کرنے لگان کاشت کا
رہا ہے۔ جو کچھ کہ اوسکی استدعا ہے وہ تخفیف لگان کاشت کی مستقل طور پر یا میعاد غیر معینہ
کے واسطے نہین ہے بلکہ ایک خاص سال کے واسطے ادائے لگان سے معافی کے لئے صرف اوس
جزو کاشت کی بابت ہے جو اوس سال مین غیر قابل زراعت ثابت ہوئی ہے۔ یہ کچھ تخفیف
بمعنی باب ۳۔ ایکٹ مذکور معلوم نہین ہوتی ہے اوسی طرح جسطرح کہ زمیندار کا جزو دعوی
لگان کسی خاص سال مین حسب دفعہ ۳۷۔ ایکٹ معاہدہ کے ترک یا معاف کر دینا تخفیف لگان
بمعنی باب مذکور ہوگا۔ اوسکا اثر صرف خاص سال پر ہوگا جسمین آراضی غرقاب ہو گئی ہو اور اوسکا
کوئی اثر بعد اوس سال کے لگان واجب الادا آراضی مقبوضہ پر نہوگا۔ اسامی ایسی بنا پر خواہ کسی
اور بنا پر معافی صرف خاص سال کے واسطے بذریعہ درخواست حسب دفعہ ۱۹۔ ایکٹ مذکور
حاصل نہین کر سکتا ہے کسی شخص کو بوجہ ابہام لفظ تخفیف کے غلطی نہین کرنی چاہئے۔ جیسا کہ باب
ایکٹ مذکور مین وہ استعمال کیا گیا ہے اوسکے خاص اصطلاحی معنی وہ ہین جو ہمنے بیان کئے ہین مگر
جو دعوی اسامیان کا نالش ہذا مین ہے وہ زیادہ صحیح طور پر معافی یا کمی کہا جا سکتا ہے نہ کہ تخفیف
یا بہر حال تخفیف بالکل مختلف معنی مین ہے معیار یہ ہے کہ آیا بذریعہ اپنے عذر کے نالش مین اسامی ضمناً
یہ کوشش کر رہی ہے کہ اوسکو محض معافی خاص یا منہائی کسی خاص سال کے واسطے اور بابت
جزو اوس کاشت کے جسکو وہ اوس سال مین غیر قابل زراعت ثابت کرے ملجاوے یا بلکہ
ایسی دوامی یا غیر معین تخفیف لگان کی اوسکی کاشت مین ہو جاسے جو صرف اوس ضابطہ کی

سنہ ۱۹۰۱ء
بینی پرشاد کنوری بنام دکھی رائے

روسے ہو سکتی ہے جو باب ۴ مین بحکوم ہے۔ اگر اسامی مذکور ایسی کوشش کر رہی ہے تو عذر رواج ناقص ہے اور اگر وہ نہین کر رہی ہے اور اگر وہ ایسے واقعات ثابت کرتی ہے جس سے رواج متعلق ہو جاوے تو عذر مذکور منظور ہونا چاہیئے ان وجوہ سے ہکو معلوم ہوتا ہے کہ اوس رواج کی روسے جسکا عذر مدعا علیہم نے ان مقدمات مین کیا ہے احکام ایکٹ لگان سنہ ۱۸۸۱ء کے منسوخ نہین ہوتے ہین۔ کوئی دوسری وجہ بیان نہین کی گئی ہے کہ کیون رواج مذکور نافذ نہ ہونا چاہیئے اور ہم خیال کرتے ہین کہ اوسکا نفاذ ہونا چاہیئے ان سب مقدمات مین بلاشک اسامیان کو یہ ثابت کرنا لازم ہوگا کہ خاص سال متنازعہ مین جسمین اونکی کاشت ہے جسکی بابت ۲۷۷ وہ دعوی منہائی لگان کا کرتا ہے اوس حالت مین تھے کہ جس سے رواج متعلق ہے۔ اور اگر وہ یہ بات ثابت نہ کرے تو اوسکو کل لگان کاشت کا ادا کرنا پڑیگا ان وجوہ سے ہم خیال کرتے ہین کہ فیصلجات عدالت ہاے ماتحت صحیح ہین اور ہم اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

۱۲- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۷۷

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب نیٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

بینی پرشاد کنوری (مدعیہ) بنام دہرکا رائے وغیرہ کس دیگر مدعا علیہما*

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ (الف)۔ نالش لگان میعاد۔ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت مجریہ ہند) دفعہ ۵۔

دفعہ ۵۔ ایکٹ میعاد سماعت مجریہ ہند سنہ ۱۸۷۷ء نالش لگان حسب دفعہ ۹۳ (الف) ایکٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۱ء سے متعلق ہے۔ مقدمہ محمد حسین بنام مظفر حسین (۱) سے اختلاف کیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے واضح ہوتے ہین۔

آنریبل مسٹر کالین و مسٹر اے ای ریابوز و پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر عبد المجید منجانب رسپانڈنٹان۔

---

* اپیل دوم نمبر ۱۰۷۶ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری کنور بھارت سنگھ صاحب جج ضلع غازیپور مورخہ ۲۴- جون سنہ ۱۸۹۹ء مشتہر ترمیم ڈگری منشی کاشی پرشاد اسسٹنٹ کلکٹر بلیا مورخہ ۲۲- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۲

سنہ ۱۹۰۰ء
بینی پرشاد کنوری
بنام
دہرکارائے

استریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ اپیل نالش بقایاے لگان متعلقہ دفعہ ۹۳ (الف) ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء مین ہے جو منجانب مہارانی ڈومراؤن بنام بعض اسامیان کے دائر کی گئی تھی اصلی جوابدہی یہ ہے کہ بروے رواج مختص المقام کے جو بال بحیثیت کہلاتا ہے اسامیان مستحق حصہ رسدی تخفیف لگان سالانہ کے بابت اوس جزو کاشت کے ہین جو بوجہ غرقاب ہوجانے یا ریت پڑجانے کے غیر قابل زراعت ہو۔ مدعیہ نے یہ بحث کی کہ یہ عذر ایک ایسا عذر ہے جسکا نفاذ ایسی نالش مین جیسی کہ یہ ہے بلا خلاف ورزی احکام ایکٹ لگان کے نہین ہوسکتا ہے اور اوسنے استدلال فیصلہ مقدمہ رادہا پرشاد سنگہ بنام بلدیو مصر (۱) پر کیا۔ اس امر کی نسبت عدالت ہاے ماتحت نے فیصلہ بحق مدعاعلیہما کیا۔ بوجوہ مندرجۂ
۴۷۸ (۲) ہماری تجویز کے جو اپیل دوم نمبر ۵۰۸ سنہ ۱۸۹۹ء مین صادر کی گئی ہے ہم خیال کرتے ہین کہ نسبت اس امر کے فیصلجات عدالت ہاے ماتحت صحیح ہین اور جہان تک کہ یہ بحث متعلق ہے اپیل ہذا ساقط ہونا چاہیے۔

دوسری بحث صرف یہ ہے کہ آیا جزو دعوی مین تمادی عارض ہے نالش لگان سال ہاے ذیل سے متعلق ہے:۔ (اول) اخیر دو اقساط لگان جو سنہ ۱۳۰۲ف کی بابت واجب الادا ہے (دوم) بابت سنہ ۱۳۰۳ف (سوم) بابت سنہ ۱۳۰۴ف (چہارم) بابت اول دو اقساط سنہ ۱۳۰۵ف۔ عبارت تجویز ڈگری عدالت اپیل ماتحت سے یہ امر غیر متحقق ہے کہ آیا عدالت موصوف کا منشا یہ تجویز کرنے کا تہا کہ نالش نسبت قسط چہارم بابت سنہ ۱۳۰۲ف کے ممنوع السماعت ہے۔ اگر اوسکی نیت وہ تہی تو اوسنے صریحاً غلطی کی ہے اور وہ امر منجانب رسپانڈنٹان تسلیم کیا گیا ہے۔ بحث قسط اول متدعویہ نالش ہذا یعنی قسط سوم سنہ ۱۳۰۲ف سے متعلق ہے وہ قسط ۱۰- اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو واجب الادا ہوئی دفعہ ۹۴ فقرہ ۱- ایکٹ لگان مین یہ حکم ہے کہ "نالشات وصولیابی باقی زرلگان یا مالگذاری یا حصہ منافع محال یا اخراجات دیہہ یا دیگر مطالبہ جات کی تین سال کے بعد اوس تاریخ سے رجوع نہین ہوسکتی ہین کہ جس تاریخ مین باقی یا حصہ منافع یا اخراجات یا مطالبات مذکور واجب الوصول ہوگئے ہون" یہ نالش ۱۱- اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کو یعنی ایک روز بعد انقضاے میعاد تین سال کے دائر کی گئی تھی آخری یوم تیسرے سال کا جو ۱۰- اپریل سنہ ۱۸۹۸ء تھا اتوار تھا ۱۱- اپریل سنہ ۱۸۹۸ء یعنی وہ روز جبکہ نالش دائر کی گئی تھی وہ روز تھا جبکہ عدالت پہر کھلی مدعیہ

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۹ (۲) دیکھو صفحہ ماقبل ۴۷۰

۱۹۰۰ء
بینی پرشاد کنور بنام دہرکارا کے

اپیلانٹ نے فقرہ - اول دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء پر استدلال کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ اگر میعاد سماعت جو کسی نالش یا اپیل یا درخواست کے واسطے مقرر کی گئی ہے بروز تعطیل عدالت منقضی ہو تو جائز ہے کہ وہ نالش یا اپیل یا درخواست بروز افتتاح عدالت رجوع یا پیش کیجائے اس بنا پر منجانب مدعیہ یہ بحث کی گئی ہے کہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے - منجانب مدعاعلیہم ریسپانڈنٹان یہ بحث کی گئی ہے کہ دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد سماعت نالش لگان متعلقہ ایکٹ لگان ۱۸۸۱ء سے متعلق نہین ہے اور دفعہ ۶ - ایکٹ میعاد سماعت پر استدلال کیا گیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ جب از روے کسی قانون مختص الامر یا مختص المقام کے جو بالفعل برٹش انڈیا مین نافذ ہے یا آیندہ نافذ ہو کوئی میعاد خاص واسطے سماعت کسی نالش یا اپیل یا درخواست کے مقرر ہو تو کسی عبارت مندرجہ ایکٹ ہذا سے وہ میعاد معینہ خلل پذیر نہوگی یا بدلی نجائیگی - اوس دفعہ سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی عبارت ایکٹ میعاد سماعت سے وہ میعاد جو از روے کسی قانون ۲۷۹
مختص الامر یا مختص المقام کے مقرر کی گئی ہو خلل پذیر نہوگی یا بدلی نجائیگی - لیکن دفعہ ۵ کی رو سے میعاد تین سال جو از روے فقرہ - اول دفعہ ۹ - ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے مقرر کی گئی ہے خلل پذیر یا تبدیل نہین ہوتی ہے دفعہ ۵ کی رو سے کسی میعاد سماعت کی توسیع نہین ہوتی ہے اوسمین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ میعاد معینہ نالش منقضی ہو گئی ہے اور اوسمین یہ حکم ہے کہ باوجود اسکے نالش رجوع کیجا سکتی ہے اگر میعاد اوس روز منقضی ہوئی ہو جس روز کہ عدالت بند ہو یہ تعبیر دفعہ ۶ مطابق اون مقدمات کے ہے جو نوٹ دفعہ ۶ - ایکٹ میعاد سماعت مطبوعہ مسٹر اسٹارلنگ صاحب مین جمع کئے گئے ہین اثر عام اون مقدمات کا یہ ہے کہ احکام ایکٹ میعاد سماعت کارروائیات مطابق قوانین مختص الامر یا مختص المقام سے متعلق ہین بجز اوس قدر کے کہ اونکی رو سے کوئی خلل اون میعادون مین نہین آتا ہے یا کوئی تبدیل نہین ہوتی ہے جو قوانین مختص الامر یا مختص المقام کی رو سے مقرر کی گئی ہون اِلّا اوس صورت مین کہ قانون مختص الامر یا مختص المقام خود ایسا مجموعہ مکمل ہو جس سے احکام عام ایکٹ میعاد سماعت کے بالاتفاق متعلق نکئے جا سکین - اس امر کی بہت صاف طور سے تشریح تجویز متوسامی ایار صاحب جسٹس مصدرہ مقدمہ ویرا بنام ابیہ (۱) مین کی گئی ہے - یہ امر کہ پابندی ان مستثنیات کے ایکٹ میعاد سماعت نالشات و دیگر کارروائیات مطابق قوانین مختص الامر سے جیساکہ ایکٹ لگان ۱۸۸۱ء ہے متعلق ہے ہم خیال کرتے ہین خود ایکٹ مذکور سے ہی جو قانون عام

(۱) (۱۸۹۳ء) انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۹۹

سنہ ۱۹۰۰ع
بینی پرشاد کنوری
بنام
دہرکارائے

میعاد سماعت کا ہے اور خاصکر دفعہ ۱ - سے صاف طور پر ظاہر ہے جسمین صریحاً یہ حکم ہے کہ بعض حصص
ایکٹ مذکور کے نالشات حسب دو قوانین مختص الامر جنکے نام ایکٹ طلاق مجریہ ہند و آئین مدراس
نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۶ع ہین متعلق نہین ہین ہمارے نزدیک اوس سے اس نتیجہ کی زیادہ تائید ہوتی ہے کہ
نالشات حسب دیگر ایکٹ ہاے مختص الامر یا مختص المقام سے احکام ایکٹ میعاد سماعت تابع بلاشک اون
قیود کے جو ابھی بیان ہو چکی ہین متعلق ہین ہمارے نزدیک یہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ ایکٹ لگان سنہ ۱۸۸۱ع
خود ایک مجموعہ مکمل ہے جس سے بموجب اون اسناد کے جنکا حوالہ دیا جا چکا ہے احکام ایکٹ میعاد سماعت
کے بالعموم متعلق نہ ہونگے - وہ صریحاً نسبت ضابطہ عام کے مکمل نہین ہے کیونکہ بہت سے مختلف طریقون
سے وہ از روے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مکمل کیا گیا ہے - خاصکر وہ نسبت احکام متعلقہ میعاد سماعت کے
غیر مکمل ہے لہذا یہان تک ہمکو کوئی ایسا امر نہین معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے دفعہ ۵ فقرہ ۱ - ایکٹ
میعاد سماعت کا قطع تعلق نالشات ایکٹ لگان سے ہو جاے - لیکن بجواب اسکے دفعہ ۲۰۳ ۲۸۰
ایکٹ لگان پر استدلال کیا گیا ہے دفعہ ۲۰۳ مین یہ حکم ہے کہ "جب عدالت کسی ایسی میعاد کے
روز اخیر پر بند ہو جو حسب ایکٹ ہذا کسی یادداشت اپیل کے گذراننے کے لئے یا عدالت مین
زر امانتی کے داخل کرنے یا روپیہ کے ادا کرنے کے واسطے مقرر کی گئی ہے تو تاریخ افتتاح عدالت تاریخ
اخیر اوس میعاد کی سمجھی جائیگی" - بحث یہ ہے کہ چونکہ اس دفعہ مین صریحاً دفعہ ۵ فقرہ - اول
ایکٹ میعاد سماعت داخل ہے جہان تک کہ دفعہ مذکور متعلق پیش کرنے اپیل سے ہے لہذا اوسکے سکوت سے
ضمناً قطع تعلق دفعہ ۵ فقرہ - اول کا رجاع نالشات سے ہوتا ہے - ہم نہین خیال کرتے ہین کہ یہ بحث
صحیح ہے جبکہ دفعات ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ باحتیاط تمام پڑہی جاتی ہین تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا تعلق
صرف شمار کرنے اون میعاد ہاے سماعت سے ہے جو ایکٹ لگان مین محکوم ہین اور اوس بارہ مین وے
اوسی قسم کے ہین جیسے کہ احکام واسطے شمار کرنے میعاد سماعت کے جو حصہ ۳ - ایکٹ میعاد سماعت
مین مندرج ہے اثر دفعہ ۲۰۳ کا یہ ہے کہ وہ روز جسکو عدالت کھلیگی جزو اوس میعاد کا ہو جاے
جو ایکٹ مذکور مین واسطے اپیل کے محکوم ہے - دفعہ ۲۰۳ کا کوئی تعلق پیش کرنے اپیل یا رجوع کرنے
کسی کارروائی سے بعد منقضی ہونے میعاد محکومہ کے نہین ہے - بخلاف اسکے دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد سماعت
کا کوئی تعلق شمار کرنے کسی میعاد سماعت سے نہین ہے لیکن جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین اوسمین
یہ فرض کیا گیا ہے کہ میعاد منقضی ہو گئی ہے - وہ درحقیقت ایک استثنا یا قید دفعہ ۴ کی ہے
جسکی رو سے بتبعیت احکام مندرجہ دفعات ۵ لغایت ۲۵ نالش یا اپیل یا درخواست کا

سنہ ۱۹۰۰ء
بینی پرشاد کنور کی بنام دہرکار اے

دعویٰ کرنا لازم ہے جو بعد منقضی ہونے میعاد سماعت کے دائر کی گئی ہو۔ تجویز ایکمین صاحب جسٹس مصدرہ مقدمہ محمد حسین بنام مظفر حسین (۱) پر استدلال کیا گیا ہے اوسمین حاکم ذیعلم نے یہ تجویز کی تھی کہ نالش حسب دفعہ ۹۳ (ب) ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی جسکے داخل کرنے کی میعاد سماعت بروز تعطیل منقضی ہو گئی ہو اوس روز دائر نہیں کیجا سکتی ہے جبکہ عدالت پھر کھلے بلکہ ممنوع السماعت ہے صفحہ ۴۴ رپورٹ مذکور مین حاکم ذیعلم نے یہ بیان کیا ہے۔ "احکام ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء قوانین مختص الامر یا مختص المقام کی نسبت خلل پذیر نہیں ہین جنکی رو سے میعاد ہاے سماعت بالخصوص مقرر کی گئی ہین
۲۸۱ لہٰذا مدعیان مستحق فائدہ اوٹھانے احکام عام مندرجہ دفعہ ۵۔ ایکٹ مذکور کے نہین ہین" ہم اوس راے سے اتفاق نہین کر سکتے ہین دفعہ ۶۔ ایکٹ مذکور مین جسکا ظاہرا حاکم ذیعلم نے حوالہ دیا ہے یہ تحریر نہین ہے کہ احکام ایکٹ مذکور قوانین مختص الامر یا مختص المقام کی نسبت خلل پذیر نہ ہونگے جنمین میعاد سماعت بالخصوص مقرر کی گئی ہو اوسمین یہ تحریر ہے کہ اونکی رو سے اوس میعاد پر جو اسطرح مقرر کی گئی ہو کوئی اثر نہین پہونچتا ہے نہ وہ تبدیل ہوتی ہے ہم خیال کرتے ہین کہ ذیعلم صاحب جج نے اوس فرق عبارت کو نظر انداز کر دیا ہے جو درمیان دفعہ ۶۔ ایکٹ میعاد سماعت حال و دفعہ ۶۔ ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۱ء کے ہے۔ جیسا کہ چند مقدمات مین ظاہر کیا گیا ہے جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے بموجب دفعہ ۶۔ ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء کے درحالیکہ کسی دیگر قانون کی رو سے کوئی میعاد سماعت بالخصوص مختلف میعاد محکومہ ایکٹ مذکور سے مقرر کی گئی ہو تو کوئی عبارت ایکٹ ہذا کی قانون مذکور مین خلل انداز نہ ہوگی"۔ دفعہ ۶۔ ایکٹ حال کی رو سے الفاظ مذکور کو ان لفظوں مین تبدیل کرنے سے کہ کسی عبارت مندرجہ ایکٹ ہذا سے وہ میعاد جو اسطرح پر مقرر ہے خلل پذیر نہ ہوگی یا بدلی نہ جائیگی" ہمکو یہ قیاس کرنا چاہیے کہ واضعان قانون کا منشا یہ تھا کہ قاعدہ مندرجہ ایکٹ مصدرہ سنہ ۱۸۷۱ء تبدیل کیا جاوے ذیعلم صاحب جج نے بھی ہماری دانست مین اوس فرق کو نظر انداز کر دیا ہے جو ہمنے درمیان خلل پذیر ہونے یا تبدیل کئے میعاد معینہ سماعت اور اندر حالت مندرجہ دفعہ ۵ نالش کو بعد انقضاے میعاد معینہ رجوع کرنے کے بیان کیا ہے ان وجوہ سے ہم خیال کرتے ہین کہ بموجب دفعہ ۵۔ ایکٹ میعاد سماعت کے مدعی ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو مستحق دائر کرنے نالش کا نسبت قسط سوم لگان سنہ ۱۳۰۲ ف کے تھا اور کسی حصہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے نسبت باقی مقدمہ کے

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۴۴

سنہ ۱۹۰۰ع

بینی پرشاد کنوری
بنام
دہر کا رائے

عدالت اپیل ماتحت نے اپنی تجویز مین حوالہ اپنی تجویز مصدرہ اپیل نمبر ۱۹ کا دیا ہے جس سے اپیل دوم نمبر ۵۸۷ سنہ ۱۸۹۹ع جو ہمارے روبرو ہے متعلق ہے اور عدالت موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ واقعات مقدمہ ہذا اور امور جو اوسمین داخل ہین وہی ہین جنپر اوسنے اپنی تجویز سابق مین غور کیا تھا - اوس تجویز سابق مین ذیعلم صاحب جج نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو نسبت واقعی مقدار آراضی متنازعہ کے جو غرق ہوگئی تھی یا اور طور پر غیر قابل زراعت ہوگئی تھی بحال رکھا ہے اور اس لئے ہم خیال کرتے ہین کہ مقدمہ حال مین موصوف الیہ نے نسبت اس امر کے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو اسی طرح پر اختیار کیا ہے اندرین حالات مقدمہ عدالت اپیل ماتحت کو واپس کرنا ضرور نہین ہے اور ہم خیال کرتے ہین کہ صحیح حکم یہ ہے کہ اپیل منظور کیا جاے اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی مع خرچہ بحال رکھی جاوے -

اپیل ڈگری کیا گیا

---

۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ع

صفحہ کتاب انگریزی ۲۸۲

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب ٹیٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

بینی پرشاد کنوری (مدعیہ) بنام رتل ٹھاکر و یک کس دیگر (مدعاعلیہما)*

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۱۰۴ و ۹۳ (الف) نالش لگان - اختیار سماعت -

منجملہ دو آراضیات زراعتی واقع ضلع بلیا ممالک مغربی وشمالی کے جنمین سے ہر ایک کا لگان علحدہ علحدہ تشخیص ہوا تھا ایک آراضی کاشت دریاے گنگ مین غرقاب ہوگئی اور بعد ازان دوسری جانب دریا کے ضلع شاہ آباد واقع بنگال مین برآمد ہوئی -

تجویز ہوئی - کہ عدالت ہاے مال ضلع بلیا کو کوئی اختیار سماعت کرنے نالش لگان کا بابت اس آراضی کے نہین ہے - مقدمہ پرمیشر داس بنام سری نواس (۱) ممیز کیا گیا -

دفعہ ۱۰۴ - ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۸۱ع صرف اون صورتون سے متعلق ہے

* اپیل دوم نمبر ۵۹۴ سنہ ۱۹۰۰ع بنارضی ڈگری آر گریون صاحب جج ضلع غازیپور مصدرہ ۱۰ - فروری سنہ ۱۹۰۰ع مشعر بحالی ڈگری مولوی نظام الدین احمد اسسٹنٹ کلکٹر بلیا مصدرہ ۲۰ - مارچ سنہ ۱۸۹۹ع

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۱ع صفحہ ۲۴

سنہ ۱۹۰۱ع

بینی پرشاد کنور کی
بنام
رتل ٹھاکر

جنمین کل جائداد جسکی بابت لگان کا دعوی کیا گیا ہو تو اوسکا جز و دوسرے جز و سے مختلف ضلع مین ہو اندر ممالک مغربی و شمالی کے واقع ہو۔

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین۔

آنریبل مسٹر کالین و پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ۔

منجانب رسپانڈنٹان کوئی حاضر نہین ہوا۔

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ نالش بقایا لگان بابت دو آراضیات کاشت کے ہے ہر ایک کاشت پر تشخیص لگان جداگانہ ہوئی ہے اول دونون آراضیات کاشت ضلع بلیا مین واقع تہین درمیان ضلع بلیا واقع ممالک مغربی و شمالی و ضلع شاہ آباد واقع لوئر بنگال کے دریاے گنگ بطور حد فاصل کے ہے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہو یا ۲ سال قبل ارجاع نالش کے ایک آراضی کاشت منجملہ ان آراضیات کاشت کے دریاے گنگ مین غرقاب ہوگئی تہی اور بعد ازان دریا سے بجانب شاہ آباد برآمد ہوئی پس اسطرح وہ اب ضلع شاہ آباد واقع لوئر بنگال مین شامل ہوگئی ہے عدالت ہاے ماتحت نے نالش جہان تک کہ وہ کاشت مذکور سے متعلق ہے اس بنا پر ڈسمس کر دی ہے کہ اونکو اختیار بموجب ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۸۱ع کے سماعت کرنے نالش لگان کا بابت آراضی واقع لوئر بنگال کے نہین ہے دفعہ ۱- ایکٹ مذکور سے یہ ظاہر ہے کہ وسعت مقامی ایکٹ مذکور کی اون ممالک پر جو بوقت موجودہ زیر حکومت نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کے ہون محدود ہے دفعہ ۹۳- ایکٹ ۴۸۳
مذکور کا حوالہ دیا گیا ہے او سمین یہ حکم ہے کہ نالشات حسب ایکٹ ہذا اوس ضلع مین رجوع کیجاوینگی جسمین شے متنازعہ یا اوسکا کوئی جز و واقع ہو جبکہ دفعہ مذکور دفعہ ۱ اور دیباچہ کے ساتھ پڑہی جاتی ہے تو ہم خیال کرتے ہین کہ یہ ظاہر ہے کہ وہ صرف ایسی صورتون سے متعلق ہے جنمین کل جائداد جسکی بابت لگان کا دعوی کیا گیا ہو تو اوسکا جز و دوسرے جز و سے مختلف ضلع مین ہو اندر ممالک مغربی و شمالی کے واقع ہو۔ مقدمہ پرمیشر داس بنام سری نواس (۱) کو ہمارے نزدیک عدالت اپیل ماتحت نے صحیح طور سے ممیز کیا ہے فیصلہ اوس مقدمہ مین اس امر پر مبنی ہے کہ جائداد جس سے نالش متعلق ہے کہ جسکا جز و اودہ مین واقع ہے پٹہ پر مدعی نے مدعا علیہ کو کلیتاً ایک رقم یکمشت پر دی تہی یہ تجویز ہوئی تہی کہ ایسی صورت مین اثر دفعہ ۳ (الف) اور دفعہ ۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا جبکہ

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۱ع صفحہ ۹۱

سنہ ۱۹۰۰ء
بینی پرشاد کنوری
بنام
رتن ٹھاکر

وہ دفعہ ۴۴- ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ساتھہ پڑہی جاوے یہ ہے کہ مدعی مستحق اس امر کا ہے کہ اوسکے کل دعوی کی سماعت اور تجویز عدالت اسسٹنٹ کلکٹر بستی مین کیجاوے جسمین نامبردہ نے اوسکو دائر کیا تھا وہ فیصلہ مقدمہ مثل حال سے متعلق نہوگا جسمین لگان جداگانہ بابت ہر ایک اراضی کاشت متنازعہ کے واجب الادا ہے اور نہ ایک واحد رقم بطور لگان کل اراضی کے واجب ہے - ہم تجویز عدالت اپیل ماتحت سے اتفاق کرتے ہین اور ہم اس اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

اا- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۳

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب نیٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

بینی پرشاد کنوری (مدعیہ) بنام بتولن بی بی (مدعا علیہ) *

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۸۹ - نالش لگان - اپیل قابل منظوری ہے جبکہ بحث یہ ہو کہ آیا بذمہ مدعا علیہ مطلق کوئی لگان واجب الادا ہے یا کیا -

تجویز ہوئی کہ الفاظ مندرجہ دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی ۱۸۸۱ء مین "جسمین لگان جو اسامی سے واجب الادا ہے امر تنقیح طلب قرار پا کر طے ہو گیا" تو ایسی صورتین شامل ہین جنمین یہ امر کہ آیا کوئی لگان اسامی سے مطلق واجب الادا ہے امر تنقیح طلب قرار پا کر طے ہو گیا ہو - مقدمہ دیوجیت سنگہ بنام جنگی پانڈے (۱) کا حوالہ دیا گیا -

یہ نالش بابت لگان اراضی کاشت کے ہے جو حسب دفعہ ۹۳ (الف) ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی ۱۸۸۱ء کے دائر کی گئی ہے مدعا علیہا نے یہ عذر کیا کہ اوس زمانہ سے قبل جسکی بابت لگان کا دعوی کیا گیا ہے مین نے اراضی حسب دفعہ ۳۱ - ایکٹ مذکور ترک کر دی تھی اور اسوجہ سے کوئی لگان میرے ذمہ کسی قسم کا واجب الادا نہین ہے اوسنے یہ بہی عذر کیا کہ اراضی مذکور بالکل دریا برد ہو گئی تہی عدالت مرافعہ اولی (اسسٹنٹ کلکٹر) نے نالش اس بنا پر ڈسمس کی کہ اراضی بالکل دریا برد ہو گئی تہی اور اسلئے کسی لگان کا دعوی اوسکی بابت نہین کیا جا سکتا بنارا مدعی اس فیصلہ کے اپیل بحضور صاحب جج ضلع دائر ہوا جنہون نے اوسکو بدین تجویز

---

* اپیل دوم نمبر ۹۰۵ سنہ ۱۹۰۰ء بنارا ضی ڈگری آر گریون صاحب جج ضلع غازیپور مورخہ ۱۰- فروری سنہ ۱۹۰۰ء مشعر بحالی ڈگری مولوی نظام الدین احمد اسسٹنٹ کلکٹر بلیا مورخہ ۱۵- جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۴۴۳

سنہ ۱۹۰۰ء

بینی پرشاد کنوری بنام تولسن بی بی

ڈسمس کیا کہ بلحاظ احکام دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ لگان کے اپیل میرے روبرو نہیں ہو سکتا ہے
برطبق اسکے مدعیہ نے اپیل بحضور ہائی کورٹ دائر کیا -

آنریبل مسٹر کانلین و پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ -

مولوی غلام مجتبیٰ (بجاے اونکے مسٹر عبد المجید) منجانب رسپانڈنٹ -

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - ہم خیال کرتے ہین
کہ دفعہ ۱۸۹ - ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی ۱۸۸۱ء کے ان الفاظ کی نسبت یعنی لگان جو اسامی سے
واجب الادا ہے امر تنقیح طلب قرار پاکر طے ہو گیا ہو یہ معقول طور پر تجویز کیجا سکتی ہے کہ اوس مین ایسی
صورتین داخل ہین بلکہ دراصل شامل ہین جنمین یہ امر کہ آیا کوئی لگان اسامی سے مطلقاً واجب الادا ہے امر تنقیح طلب
قرار پاکر طے ہو گیا ہو یا بالفاظ دیگر عبارت مستعملہ مین ایسی صورتین داخل ہونگی جنمین وہ امر جو تنقیح طلب
قرار پاکر طے ہو گیا ہو نہ محض بابت ایسی شرح یا رقم سالانہ لگان کے ہو جو اسامی سے واجب الادا ہے بلکہ
بابت واجب الادا ہونے اسامی سے کسی لگان کے ہو - اوس راے کی تائید تجویز ناکس صاحب
جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس سے ہوتی ہے جو اپیل دوم نمبر ۸۰ سنہ ۱۸۹۶ء منفصلہ ۱۲ - فروری سنہ ۱۸۹۹ء مین صادر ہوئی تھی
ہم نہین خیال کرتے ہین کہ تجویز مذکور کسی طرح پر تجویز مقدمہ دیو جیون سنگھ بنام بینی پانڈے (۱)
یا تجاویز کسی مقدمات سے جنکا اوسمین حوالہ دیا گیا ہے متناقض ہے - یہ تحریر کرنے مین کہ لگان
جو اسامی سے واجب الادا ہے اوس سے مراد شرح لگان ہے اور نہ محض اصل تعداد اوس روپیہ کی
جو کسی وقت معینہ پر اسامی سے زمیندار کو بطور لگان واجب الادا تھے یہ منشا نہین تھا کہ الفاظ
۴۸۵ مذکور کی تعریف جامع و مانع کیجاوے - لہذا ہم خیال کرتے ہین کہ اس مقدمہ مین اپیل بحضور صاحب جج
ضلع حسب دفعہ ۱۸۹ ہو سکتا تھا اور حکم دیا کہ اپیل منظور اور ڈگری صاحب جج ضلع منسوخ اور مقدمہ
اونکے پاس حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے فیصلہ روئدادی کے واپس کرنا چاہیے -
اپیلانٹ اپنا خرچہ اس اپیل کا پاویگی - دیگر خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا -

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا -

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۳۴۴

۲۳- مارچ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۵

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

شیونراین وغیرہ (مدعیان) بنام بینی مادہو و یک کس دیگر (مدعا علیہما) *

فیصلہ ثالثی - تعمیل مخصوص - نالش بربنائے فیصلہ ثالثی نالش واسطے تعمیل مخصوص معاہدہ کے نہین ہے - میعاد - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ دوم مد ۱۱۳ -

تجویز ہوئی کہ نالش بغرض نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کے بطور نالش تعمیل مخصوص معاہدہ حسب منشائے مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء متصور نہین ہو سکتی ہے -

مقدمہ سعدواری لال بنام رتنایا ناسترولگل (۱) کی تقلید کی گئی - مقدمات سکھو بی بی بنام رام سکھ داس (۲) و برگو دیال بنام مدن موہن لال (۳) ممیز کئے گئے -

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین -

مسٹر محمد اسحاق خان و پنڈت مدن موہن مالوی منجانب اپیلانٹان -

پنڈت موتی لال دیجائے و منشی گلزاری لال منجانب رسپانڈنٹان -

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - مدعی لیکھراج جے رام کے پسران مین سے ایک پسر ہے اور دیگر مدعیان دوسرے پسر جے رام کے پسران ہین امراؤ برادر جے رام اور گیا دین و بینی مادہو پسران برادر دیگر جے رام کے مدعا علیہم ہین جائداد متنازعہ کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ چین پدر جیرام کی ہے چین سنہ ۱۸۶۵ء مین فوت ہوا تھا اور بعد اوسکی وفات کے اوسکے پسر بھوانی پرشاد کا نام جو پدر مدعا علیہما بینی مادہو و گیا دین تھا خارج کاغذات مال کیا گیا وفات بھوانی پرشاد پر کارروائیات داخل خارج مین تنازعات نسبت اندراج اسما
۴۸۶ کے پیدا ہوئے اور یہ تنازعات سپرد ثالثی کئے گئے ۹ - فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا جسکی رو سے مدعیان ۱/۴ ۲ آنہ حصہ جائداد کے مستحق قرار دئے گئے فیصلہ ثالثی مین یہ تحریر تھا کہ فریقین اون حصص پر برابر قابض رہینگے جو انمین سے ہر ایک کے قرار دئے گئے ہین اور بینی مادہو کارروائیات داخل خارج مین درخواست واسطے اندراج اسماء مطابق فیصلہ ثالثی کے پیش کریگا

* اپیل دوم نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۹ء بربنائے اپیل ڈگری جے ساندرس صاحب جج ضلع کانپور مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مشعر منسوخی ڈگری سید زین العابدین جج خفیفہ کانپور مورخہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء

(۱) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۳ (۲) سنہ ۱۸۸۳ء انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۶۳ (۳) سنہ ۱۸۹۳ء انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۰

سنہ ۱۹۰۱ء
شیونراین بنام بینی مادھو

نامبردہ نے درخواست مذکور گذرانی جو ۵۔ جون ۱۸۸۴ء کو منظور ہوئی اور مدعی لیکھراج بیچے لال بدر دیگر مدعیان کے نام درج کیے گئے۔

بعد وفات بیچے لال متوفی ۱۸۹۱ء کے اوسکے پسران نے نالش منافع دائر کی وہ نالش ڈسمس ہوئی اور بر طبق اوسکے نالش حال ۳۔ جنوری ۱۸۹۵ء کو منجانب ہر سہ مدعیان واسطے دلاپانے قبضہ اوس جائداد کے دائر ہوئی جسکو اونھون نے اپنا حصہ جائداد ہونا بیان کیا اونھون نے یہ دعوی کیا کہ اونکو دخل ۱۰ حصہ پر دلایا جاوے اور بصورت نہ ملنے اس حصہ کے اونکو ۹ حصہ مطابق فیصلہ ثالثی کے دلایا جاوے اور بصورت نہ ملنے اوسکے حصہ ۵ سر ۴ باقی جائداد کا دلایا جاوے عدالت مرافعہ اولی نے مدعیان کے حق مین ڈگری ۶۔۹ حصہ کی عطا کی مدعیان اس ڈگری پر رضامند ہوگئے مگر مدعاعلیہم نے اپیل کیا بر طبق اپیل ذیعلم صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ دعوی مین مد ۱۴۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت ہند عارض ہے موصوف الیہ کی یہ راے ہوئی کہ نالش بطور نالش تعمیل خاص معاہدہ کے متصور ہونی چاہیے اور چونکہ وہ اندر تین سال کے تاریخ فیصلہ سے دائر نہین کی گئی ہے لہذا نالش مین حسب مد مذکور تمادی عارض ہے موصوف الیہ نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعیان قبضہ زمانہ ماسبق بارہ سال قبل تاریخ ارجاع نالش کا ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین۔

چونکہ تجویز نسبت بحث قبضہ کے بے معنی ہے اور چونکہ علاوہ اسکے ذیعلم صاحب جج نے اپنے نتیجہ کے اخذ کرنے مین شہادت اہم متعلقہ پر غور کرنا متروک کر دیا تھا لہذا ہمنے اس امر تنقیح طلب کو موصوف الیہ کے پاس ارسال کیا کہ آیا مدعاعلیہم کا قبضہ مخالفانہ زائد از دوازدہ سال قبل از تاریخ ارجاع نالش رہا ہے اس امر تنقیح طلب کی نسبت ذیعلم صاحب جج نے تجویز خلاف مدعاعلیہم کی ہے اور یہ تجویز کی ہے کہ قبضہ مخالفانہ مدعاعلیہم کا ثابت نہین ہوا ہے مزید بران موصوف الیہ نے
۴۸۷ یہ تجویز کی ہے کہ مدعیان اندر بارہ سال قبل تاریخ نالش کے قابض رہے ہین عذرات حسب دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی نسبت ان تجاویز کے کیے گئے ہین مگر یہ عذرات ہماری راے مین قابل سماعت نہین ہین مسل مین ایسی شہادت موجود ہے جسکی رو سے تجاویز مذکور جائز ہین اور چونکہ تجاویز مذکور تجاویز واقعاتی ہین لہذا اپیل دوم مین منظور کی جانی چاہیئین۔

ذیعلم صاحب جج نے تجویز نسبت اس امر کے کہ آیا فیصلہ ثالثی مورخہ ۹۔ فروری ۱۸۸۴ء فریقین پر قابل پابندی ہے یا نہین تحریر نہین کی ہے ہمنے موصوف الیہ کے پاس امر مذکور کی نسبت بھی تنقیح ارسال کی ہے اور موصوف الیہ کی تجویز بحق مدعیان ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شیونراین
بنام
بینی مادہو

لہذا اپیل ہذا مین صرف ایک بحث اور تجویز طلب باقی رہتی ہے یعنی یہ کہ آیا نالش بطور نالش
تعمیل مختص معاہدہ حسب منشاے مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت ہند کے خیال کیجانی چاہیے
اور یہ کہ آیا اوسمین مد مذکور عارض ہے۔ ہمکو ذرا بھی پس وپیش یہ تجویز کرنے مین نہین ہے کہ یہ نالش
واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے نہین ہے فیصلہ ثالثی فیصلہ ایسے حاکم کا ہے جسکو فریقین نے
مقرر کیا تھا وہ ایک ایسی دستاویز ہے جسکی روسے حق فریقین قرار دیا گیا ہے اور تمہادت
وجود اوس استحقاق کی ہے جو اوس تاریخ پر حاصل تھا جسپر فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تھا یہی بحث
مدراس ہائی کورٹ کے روبرو بمقدمہ سور قوالی آمال بنام موتہایا شاستر یگل (۱) تھی اور اوس
مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ نالش نافذ کرانے فیصلہ ثالثی کی بطور نالش نافذ کرانے معاہدہ کے
حسب منشاے مد ۱۱۳ متصور نہین ہو سکتی ہے ہم رائے ذیعلم صاحبان جج مجوز مقدمہ مذکورسے
اور اون وجوہ کے ساتھہ جو اونھون نے اوس رائے کی بابت دیتے ہین کلیتاً اتفاق کرتے ہین
یہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ ہر نالش بربناے فیصلہ ثالثی نالش بربناے معاہدہ ہے یا کہ نالش
واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے ہے یہ صحیح ہے کہ اقرار سپردگی بثالثی ایک معاہدہ ہے اور یہ قیاس
کیا جاسکتا ہے کہ معاہدہ واسطے تعمیل ایسے فعل کے کیا گیا تھا جسکے کئے جانے کی فیصلہ ثالثی مین
ہدایت ہے۔

وہ امر جسکے کئے جانے کی ہدایت فیصلہ ثالثی مقدمہ ہذا مین ہے صرف یہ ہے کہ درخواست داخلخارج
اسما کی دیجاوے اور یہی صرف ایک امر تھا جسکی تعمیل کی ضرورت تھی اور یہ تعمیل حسب متذکرہ بالا کیگئی یہ دعوی واسطے قبضہ
جائداد غیر منقولہ کے ہے اور میعاد جو اوس سے متعلق ہے وہ میعاد ہے جو اوس قسم کی نالش ۲۸۸
کے واسطے محکوم ہے ہم یہ تجویز نہین کر سکتے ہین کہ اس وجہ سے کہ حق فریقین بروے فیصلہ
ثالثی قرار دیا گیا تھا لہذا نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے ہے ہماری رائے مین نالش جو
فیصلہ ثالثی پر مبنی ہو ٹھیک اوسی طرح نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے نہین ہے جسطرح کہ
نالش بربناے بیعنامہ نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ بیع کے نہین ہے مقدمہ سکھولی بی
بنام رام سکھہ داس (۲) کا حوالہ بحث مین منجانب رسپانڈنٹ دیا گیا تھا مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے
قابل تمیز ہونے کے ہے کیونکہ فیصلہ ثالثی مین صاف طور سے اوس مقدمہ مین کسی فعل کے

(۱) دستنہ ۱۹۰۱ع انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۹۳
(۲) دستنہ ۱۸۹۳ع انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۶۳

سنہ ۱۹۰۱ء

شیو نرائن بنام بینی مادھو

کئے جانے کی نسبت حکم تھا لہذا ہمارے واسطے یہ کہنا کہ آیا اوس فیصلہ سے ہم اتفاق کرتے ہین یا نہین غیر ضروری ہے یہی تحریرات حال کے مقدمہ رگھبر دیال بنام مدن موہن لال (۱) سے متعلق ہین۔

نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو مع خرچہ منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتے ہین۔

اپیلانٹان خرچہ اس اپیل کا پاوینگے۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

---

۲۵ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۸۸

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب نٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

مدن موہن و یک کس دیگر (مدعیان) بنام رنگی لال (مدعا علیہ) *

ولی و نابالغ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ولی و نابالغان) دفعات ۲۹ و ۳۰ - رہن نوشتہ نابالغ - فرق مابین رہن مذکور و رہن نوشتہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ منجانب نابالغ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۲۰۳ و ۲۰۵ (ب)۔

رہن نوشتہ نابالغ کالعدم نہین ہے بلکہ صرف قابل انفساخ ہے نیز اوس صورت مین کہ نابالغ کا ولی سارٹیفکٹ یافتہ مقررہ عدالت موجود ہو۔ لہذا اوس صورت مین کہ کسی شخص نے بزمانہ اپنی نابالغی کے جائداد غیر منقولہ رہن بالقبض کردی ہو اور بعدہ اپنے سن بلوغ حاصل کرنے کے بعد اوسی جائداد کو بلا موافقت بدست شخص ثالث بلا دینے اطلاع مرتہن کو اپنے ارادہ ناجائز کرنے رہن مذکور کے فروخت کردی ہو یہ تجویز ہوئی کہ خریدار مرتہن کو بیدخل نہین کرسکتا ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین۔

بابو جوگندر ناتھ چودہری (جنکے بجائے بابو ستیا چندر مکرجی حاضر ہوئے) منجانب اپیلانٹان ۴۸۹

منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہین ہوا۔

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ مدعی مقدمہ ہذا مین مشتری مکان بروے بیعنامہ ہے جسکو مسمی پیارے لال نے بتاریخ ۱۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۷ء تحریر کیا تھا اوسکے قبضہ حاصل کرنے مین نسبت جزو مکان کے مدعا علیہ نے عذر کیا کہ جس نے دعوی قبضہ بروے

---

* اپیل دوم نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۷ء بنارانی ڈگری مولوی محمد مظہر حسین جج ماتحت مراد آباد مورخہ ۔ فروری سنہ ۱۸۹۷ء مشعر بحالی ڈگری منشی گوکل پرشاد منصف مراد آباد مورخہ ۴ - فروری سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲

سنہ ۱۹۰۱ع

مدن موہن لال
بنام
رنگی لال

ایسے رہن کے کیا ہے جو اوسکے حق مین بتاریخ ۲۴ - ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع پیارے لال نے جو اوسوقت نابالغ تہا
اور مسماۃ لال کنور مادر پیارے لال نے جس نے سارٹیفکٹ ولایت حسب ایکٹ نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ع
حاصل کیا تحریر کیا تہا بوجہ دفعہ ۲ - ایکٹ ولی و نابالغان سنہ ۱۸۹۰ع کے تقرر مسماۃ لال کنور ولیہ کی نسبت
جہان تک کہ ممکن ہو یہ تصور ہونا چاہئے کہ وہ حسب ایکٹ مجریہ حال ہوا تہا کوئی اجازت عدالت نے
ولی کو نسبت رہن کرنے مکان متنازعہ کے نہین دی تہی جیسی کہ از روے دفعہ ۲۹ - ایکٹ مذکور
ضروری تہی عدالت اپیل ماتحت نے رہن مذکور کا جائز ہونا اور معاوضہ تحریر کیا جانا تصور کیا ہے
اور نالش کو ڈسمس کیا ہے مدعی نے بناراضی فیصلہ مذکور کے اپیل دائر کیا ہے اور یہ بحث کی ہے کہ بروے احکام دفعات
۲۹ و ۳۰ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع کے رہن مذکور کا کچھ اثر بمقابلہ میرے نہین ہے - خاصکر اوسنے
استدلال دفعہ ۳۰ پر کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ "سب سے اخیر دو دفعات مذکور الصدر مین سے
کسی ایک کی خلاف ورزی مین گارڈین کی طرف سے جائداد غیر منقولہ کا انتقال لائق ابطال ہے
اگر کوئی اور شخص جسکو اوسکا اثر پہونچا ہو مزاحمت کرے" - جو راے کہ ہم اس مقدمہ کی نسبت
قائم کرتے ہین اوسمین یہ تجویز کرنی ضرور نہین ہے کہ آیا رہن جو مسماۃ مدعا علیہ کہ جو بطور رہن نوشتہ
ولی نابالغ بلا اجازت عدالت تصور کیا جاوے حسب دفعہ ۳۰ درخواست مدعی پر جس نے
نابالغ سے بعد حصول بلوغ شخص آخر الذکر کے خرید کیا تہا ممکن الانفساخ ہے مقدمہ حال مین جیسا کہ
بیان ہو چکا ہے رہن نامہ نہ صرف ولی نے بلکہ خود نابالغ پیارے لال نے تحریر کیا تہا دفعات ۲۹
و ۳۰ کا تعلق صرف ولی کے انتقال جائداد غیر منقولہ سے ہے اور کوئی صریح حکم ایکٹ مذکور مین نسبت
اثر ایسے انتقال کے نہین ہے جو ولی نے نہین بلکہ خود نابالغ نے جبکہ وہ زیر ولایت تہا کیا تہا
جہانتک کہ ایکٹ مذکور کا تعلق ہے اثر اوسکے احکام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کو جو جائداد مملوکہ
۲۹۰ نابالغ کا انتقال لینا چاہتا ہے موقع اس بات کا کہ وہ اپنے تئین انفساخ انتقال مابعد سے محفوظ رکہے
بذریعہ دیکھنے اس امر کے حاصل ہوتا ہے کہ انتقال نامہ باضابطہ منجانب ولی باجازت عدالت
تحریر کیا گیا ہے لیکن اگر اسطور پر تحریر نہین کیا گیا ہے تو وہ جائداد کو اس خطرہ کے تابع لیتا ہے
انتقال مذکور بعد ازان ناجائز ہو جاوے - یہ امر کہ ایکٹ مذکور کا یہ اثر نہین ہے کہ نابالغ زیر ولایت
کے ہر انتقال کی قطعی ممانعت کیجاے اور ناجائز قرار دیا جاے ایک ایسا نتیجہ ہے جسکی تائید احکام مشکل
ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۳ع مرمیہ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع سے ہوتی ہے
دفعہ ۲۰۴ - ایکٹ مصدرہ سنہ ۱۸۷۳ع کی رو سے کورٹ آف وارڈس کو اختیار دیا گیا ہے کہ

۱۹۰۱ء

مدن موہن لال بنام رنگی لال

جائداد مالکان نالایق کو جنکی جمعیت اونکے زیر اہتمام ہون اور جنمین اشخاص نابالغ منجملہ دیگر اشخاص کے شامل ہین بیع یا رہن کرے۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۹ء مین کوئی حکم صریح نسبت انتقالات منجانب خود مالکان نالایق کے نہین ہے اور اس لئے دفعہ ۲۰ (ب) ایکٹ مذکور مین بروے دفعہ ۴۲ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۹ء کے درج کی گئی دفعہ ۲۰ (ب) مین یہ حکم ہے کہ وہ اشخاص جنکی ملکیت تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس کے ہو اس بات کے مجاز نہ ہونگے کہ بلا اجازت کورٹ مذکور کے جائداد غیر بہ یا اونکے کسی جزو پر کوئی مواخذہ یا استحقاق عائد کرین اس قسم کا کوئی حکم ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۹ء مین نہین ہے اور ہم خیال کرتے ہین کہ کوئی ایسی ممانعت ایکٹ مذکور سے مفہوم نہین ہو سکتی ہے چونکہ ایکٹ سنہ ۱۸۹۹ء مین کوئی تذکرہ نسبت ایسے انتقالات کے نہین ہے جو نابالغ زیر ولی نے کئے ہون لہذا ایسے انتقال کا اثر قانون عام مین تلاش ہونا چاہیے دفعہ ۷ ایکٹ انتقال جائداد کی روسے منصب انتقال کرنے کا منحصر اوپر منصب معاہدہ کرنے کے ہے جسطرح کہ اوسکی تعریف ایکٹ معاہدہ ہند مین درج ہے یہ تجویز کی گئی ہے کہ بیع و نیز معاہدہ منجانب نابالغ کالعدم نہین ہے بلکہ صرف ممکن الانفساخ ہے یہی تجویز مقدمہ محمد عارف بنام سرستی دیبیا (۱) مین کی گئی تھی وہ مقدمہ رہن کا نہین بلکہ بیع کا تھا اور وہ مشابہ مقدمہ حال کے اس امر مین ہے کہ انتقال نابالغ نے کیا تھا جبکہ وہ زیر ولایت ولی مقررہ حسب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۵۸ء تھا بیع نافذ کیا گیا تھا کیونکہ نابالغ نے یا بعد اوسکی وفات کے اوسکے وارثون نے اوسکو ناجائز نہین کرایا تھا لہذا بحث یہ ہے کہ آیا مقدمہ ہذا مین راہن پیارے لال نے رہن کو کبھی ناجائز کرایا یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ اوسنے کبھی کوئی کارروائی رہن کو ناجائز کرانے کے واسطے

۲۹۱ کی بجز اسکے کہ ایسی ناجوازی بیع موسومہ مدعی مورخہ ۱۹- اپریل سنہ ۱۸۹۷ء سے جو عرصہ قلیل بعد حصول سن بلوغ پیارے لال کے کیا گیا تھا اخذ ہو سکے بیعنامہ مین یہ ذکر ہے کہ بائع نے جائداد مبرا از جملہ مطالبہ جات بیع کی ہے لیکن اس غرض سے کہ انفساخ معاہدہ قائم ہو یہ ضروری ہے کہ معاہدہ منعقدہ فسخ کرنے کے ارادہ کی اطلاع دیگر فریق معاہدہ کنندہ کو دیجاوے کوئی امر قطعی بغرض ظاہر کرنے اسکے نہین ہے کہ کسی ایسے ارادہ کی اطلاع مدعاعلیہ کو دی گئی تھی یا یہ کہ اوسکو کسی وقت اوس عبارت کا علم ہوا تھا بیعنامہ مین جسکا حوالہ دیا گیا ہے مندرج ہے چونکہ کوئی کارروائی کبھی بغرض انفساخ رہن مذکور نہین کی ہے لہذا رہن جائز ہے اور خریداری مدعی تابع رہن مذکور ہے اور وہ مستحق نہین ہے کہ مدعاعلیہ کو جو مستحق قبضہ بروے رہن ہے بیدخل کردے

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۹

سنہ ۱۹۰۱ع

مدن موہن لال بنام رنگی لال

لہذا ڈگری عدالت ماتحت درست ہے اور یہ اپیل ڈسمس ہونا چاہئیے ہم کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہین کرتے ہین کیونکہ رسپانڈنٹ کی جانب سے کوئی حاضر نہین ہوا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

اجلاس کامل

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب نیٹ چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۳-۱ اپریل سنہ ۱۹۰۱ع

صفحہ کتاب انگریزی ۲۹۱

محمد صادق و یکس دیگر (مدعا علیہما) بنام لوٹے رام (مدعی) *

ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع (ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۲۴۱ (د)- بٹوارہ- درختان ایسی شے ہین جنکی نسبت بطور مناسب بٹوارہ بوساطت حکام مال ہو سکتا ہے- بحث استحقاق بوقت بٹوارہ پیش نہین کی گئی مگر بعدہٗ نالش عدالت دیوانی مین پیش ہوئی- اختیار سماعت- عدالت ہاے دیوانی و مال-

اگر کوئی فریق ایسے بٹوارہ کا جسکی کارروائی بوساطت حکام مال حسب باب ۴ ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۳ع ہو رہی ہو کوئی بحث استحقاق موثر بٹوارہ پیش کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ وہ بموجب ضابطہ مندرجہ دفعات ۱۱۲ لغایت ۱۱۵- ایکٹ مذکور کے ایسا کرے اگر بحث استحقاق موثر بٹوارہ جو حسب دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳- ایکٹ مذکور بزمانہ کارروائیات بٹوارہ پیش کیجا سکتی ہو اسطرح پیش نہ کیجاوے اور بٹوارہ مکمل ہو جاوے تو دفعہ ۲۴۱ (د) ایکٹ مذکور کی رو سے فریقین بٹوارہ عدالت دیوانی مین جہانتک ایسی بحث استحقاق پیش کرنے سے ممنوع ہین- مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۱) اور جہانتک کہ وہ مقدمہ حال نصرت اللہ بنام حبیب اللہ (۱) کے متناقض ہے منسوخ کیا گیا

۲۹۲ مقدمہ ہردوار سنگھ بنام بہرت سنگھ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

* اپیل اول بنارا ضی حکم نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۰ع بنارا ضی حکم پنڈت گرراج کشور دت ایڈیشنل جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۲- جون سنہ ۱۹۰۰ع (۱) (سنہ ۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۲۹

(۲) (سنہ ۱۸۹۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹

(۳) (سنہ ۱۸۹۷ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵

سنہ ۱۹۰۱ء

محمد صادق بنام لوسے رام

تجویز ہوئی نیز یہ کہ درختان موقوعہ آراضی جو شے بٹوارہ بوساطت حکام مال ہو آراضی کے ساتھ جاتے ہین اور اونکا بٹوارہ صحیح طور سے بشمول آراضی منجانب حکام مال کیا جاسکتا ہے

نالش مین جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مدعی نے دعوی استقرار اپنے حق کا نسبت چند درختان کے کیا ہے جنکی نسبت اوسنے بیان کیا کہ وے مملوکہ تنہا ایک شخص دیوان مل کے تھے جسکے ذریعے وہ دعویدار ہے۔ مدعاعلیہم از روے حکم بٹوارہ مصدورہ عدالت مال قابض ہین عدالت مرافعہ اولی نے نالش مدعی کو اس عذر ابتدائی پر ڈسمس کر دیا کہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی نہین ہے برطبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے باختلاف راے مذکور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز روئداد کے واپس کر دیا بناراضی حکم واپسی مذکور مدعاعلیہم نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دائر کیا۔

دیوان مل جسکے ذریعے سے مدعی دعویدار ہے ایک موضع مین حصہ دار تھا اور اوسکے حصہ مین تین باغ شامل تھے مدعاعلیہم اوسی موضع مین حصہ دار تھے حصہ دیوان مل کا معہ باغات بصیغہ اجراے ڈگری نیلام ہوا اور مدعی نے خریدا مگر قبل خریداری مدعی کے مدعاعلیہم نے درخواست بٹوارہ مکمل اپنے جزودی حصہ بشمول ہر ایک شے متعلقہ اوسکے گذرانی تھی دیوان مل فریق کارروائی کا بنایا گیا تھا اور بٹوارہ ختم ہوا اور درختان بھی تقسیم کر دیے گئے اسوجہ سے کہ کوئی عذر اندر میعاد مناسب کے منجانب دیوان مل نہین کیا گیا تھا لہذا یہ نالش دائر ہوئی مدعی نے کسی جزو آراضی کا دعوی نہین کیا تھا جو بٹوارہ مین مدعاعلیہم کو دی گئی تھی۔ نامبردہ نے یہ بحث کی کہ عدالت مال کو اختیار دیدینے مدعاعلیہم کو اون درختان کا نہ تھا جو اوس آراضی پر تھے جو حسب بیان اوسکے تنہا جائداد دیوان مل کی تھی۔

برطبق اس اپیل کے۔

مسٹر عبدالرؤف نے منجانب اپیلانٹان کے یہ بحث کی کہ حکم عدالت مرافعہ اولی درست ہے عدالت ہاے مال کو بلاشک اختیار تقسیم کرنے آراضی کا ہے اور درختان جزو اوس آراضی کے ہین جسپر وے موجود ہین ایسی صورت مین اوس شخص کو جو نسبت درختون کے عذر کرے یہ لازم ہے کہ اپنے عذرات روبرو عدالت مال اندر اوس میعاد کے اور اوس طریقے سے پیش کرے جو دفعات ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ ۔ ایکٹ مالگذاری آراضی سنہ ۱۸۷۳ء مین مندرج ہے مقدمہ حال مین کوئی عذرات اندر میعاد نہین کیے گئے اور اس لیے بٹوارہ درختان کی نسبت صحیح کارروائی کی گئی ہے

سنہ ۱۹۰۱ع

محمد صادق
بنام
لوسے رام

اسٹریچی صاحب
چیف جسٹس

اندرین حالات دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مالگذاری آراضی کی رو سے عدالت دیوانی کو بٹوارہ آراضی یا درختان مین دست اندازی کرنے کی ممانعت ہے مسٹر عبد الرؤف نے مقدمہ ہردیو سنگھ بنام زینت سنگھ (۱) پر استدلال کیا اور مقدمات محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۲) و نصرت اللہ بنام مجیب اللہ (۳) کو ممیز کیا۔

بابو ستیش پرشاد گھوس منجانب رسپانڈنٹ۔

نالش حال اسوجہ سے کہ وہ نالش استقرار حق مدعی متعلقہ جائداد ہے نالش از قسم دیوانی حسب منشاے دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے پس وہ قابل سماعت عدالت دیوانی ہے الا اوس صورت مین کہ اوسکا ممنوع السماعت ہونا کسی خاص قانون کی رو سے ثابت کیا جاوے یہ حجت کی گئی ہے کہ نالش حال دفعہ ۲۴۱ (و) ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع مین داخل ہے اور ممنوع ہے اسکی نسبت میرا جواب یہ ہے کہ مین عدالت دیوانی سے اوس تقسیم کے تبدیل کرانے کی استدعا نہین کرتا ہون جو عدالت مال نے بذریعہ بٹوارہ کی ہے بلکہ مین صرف استدعا اوس استقرار کی کرتا ہون کہ جو کچھ کہ عدالت مال نے اثناے بٹوارہ مین معاملہ اون درختان کے کیا جو آراضی محال مذکور پر تھے وہ عدالت موصوف کے اختیار سے باہر تھا۔

علاوہ برین دفعہ ۲۴۱ (ب) مین تذکرہ صرف تقسیم آراضی محال کا ہے۔ اوسمین کوئی تذکرہ بابت درختان کے نہین ہے۔ احکام باب ۴ ایکٹ مذکور مین بھی مطلق تذکرہ بابت درختان نہین ہے لہذا مین عرض کرتا ہون کہ عدالت مال کو اختیار بٹوارہ کرنے درختان کا بشمول آراضی محال کے نہین ہے۔

بالآخر عدالت دیوانی خاص عدالت واسطے تجویز جملہ امور استحقاق کے ہے جبکہ ایسے امور کی نسبت فیصلہ عدالت مال نے باستعمال اون اختیارات کے نہ کیا ہو جو اوسکو دفعات ۱۱۳ و ۱۱۴ ایکٹ مذکور عطا کئے گئے ہین ایکٹ مذکور مین کسی جگہ یہ قرار نہین دیا گیا ہے کہ او سوقت کیا ہوگا جب کوئی عذر بحث استحقاق کا بٹوارہ مین کسی وقت اندر میعاد معینہ

۲۹۴ دفعہ ۱۱۱ پیش نکیا گیا ہو دفعہ ۱۱۱ کو اسطرح پڑھنا چاہئے کہ گویا اوس سے احکام دفعہ ۲۴۱ (و) ایکٹ مذکور کے محدود ہوتے ہین مین مقدمات محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۲) و نصرت اللہ بنام مجیب اللہ (۳) پر استدلال کرتا ہون۔

(۱) (۱۸۸۹ع) ۱۱ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۰ (۲) (۱۸۸۹ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۴

(۳) (۱۸۹۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹

سنہ ۱۹۰۱ع

محمد صادق
بنام
وسے رام

اسٹریچی صاحب چیف جج

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس - مدعی اس مقدمہ مین دعوی استقرار اپنے حق کا نسبت درختان کے کرتا ہے جنکی نسبت اوسنے بیان کیا ہے کہ وہ ممنوعہ تنہا ایک شخص دیوان مل کے ہاتھ کے ذریعہ سے وہ دعویدار ہے اور کسی دیگر حصہ دار کو حق نسبت درختان کے حاصل نہین ہے اور مدعاعلیہم کو کوئی حق اونمین بذریعہ بٹوارہ عدالت مال کے حاصل نہین ہوا اور حکم بٹوارہ مصدرہ عدالت مال کا اثر مدعی کے استحقاق درختان پر نہین ہے اور عدالت مال کو اختیار ایسے حکم کے صادر کرنے کا نہین ہے عدالت مرافعہ اولی نے نالش اس عذر ابتدائی پر ڈسمس کی کہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی نہین ہے بر طبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی ہے اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز روئدادی کے واپس بھیجا بنا راضی اوس حکم واپسی کے مدعاعلیہم نے اب اپیل دائر کیا ہے - بحث یہ ہے کہ آیا عدالت مرافعہ اولی یا عدالت اپیل ماتحت کی رائے نسبت اختیار سماعت کے درست ہے نالش متعلق ایک باغ منجملہ تین باغات کے ہے جو جزو کھیوٹ نمبر ۱ موضع دتولی زنگرہ کے مین دیوان مل جسکے ذریعہ سے مدعی دعویدار ہے ایک حصہ دار موضع مین تھا اور اوسکا حصہ شمول باغات مذکور ڈگری رہن مین نیلام ہوا اور خریدار نے اوسکو بدست مدعی جون ۱۸۹۶ع مین بیع فروخت کیا تین باغات مندرجہ کھیوٹ نمبر ۱ کی نسبت مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ اونکو پدر دیوان مل نے نصب کیا تھا مدعاعلیہم حصہ داران موضع مذکور مین قبل خریداری مدعی کے مدعاعلیہم نے درخواست حسب دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع بگذرانی کہ اونکے جزوی حصہ مندرجہ کھیوٹ نمبر ۱ کا بٹوارہ مکمل ہوکر محال جداگانہ بنایا جاوے اپنی درخواست مین نامبردگان نے استدعا بٹوارہ اپنے حصہ ۲ بسوہ منجملہ قریب ۶ بسوہ کھیوٹ نمبر ۱ جسمین تصریح رقبہ و مالگذاری سرکار واجب الادا کی تھی مع جملہ حقوق متعلقہ حقیت آبادی وغیرہ آبادی یعنی ہر ایک شے متعلقہ آراضی متذکرہ بالا کے پیش کی دیوان مل درخواست بٹوارہ مین شامل نہین ہوا وہ مع دیگر حصہ داران کے
۲۹۵ فریق کارروائیات بٹوارہ بنایا گیا کوئی عذر نسبت بٹوارہ کے دیوان مل نے حسب دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ - ایکٹ مذکور کے قبل یا بتاریخ مندرجہ اطلاعنامہ نہین کیا جو حصہ داران پر حسب دفعہ ۱۱۱ تعمیل کیا گیا تھا لیکن ۱۴ - اپریل ۱۸۹۶ع کو اسسٹنٹ کلکٹر نے حکم صادر کیا جو صریحاً باغات مملوکہ مالکان سے جنکی تفصیل کی گئی تھی متعلق تھا جزو واہم حکم مذکور کا حسب ذیل ہے نسبت باغ درقومہ کھیوٹ نمبر ۱ کے نالش دیوان مل نے اس کوبت پر عذرات بمضمون ذیل

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد صادق
بنام
لوسے رام
[illegible]

پیش کیے ہین و- باغ جسنے نصب کیا ہے اور اوسکے مالک جملہ مالکان مندرجہ کمیوٹ نمبر ا تھے نہین ہین بلکہ
محمد صادق منجانب خود و دیگر حصہ داران کے اسکو تسلیم نہین کرتا ہے- چونکہ تلا مل و دیوان مل
کوئی عذر حسب دفعہ ۱۳۲ پیش نہین کرتے ہین لہذا باغ بلا مملوک مالکان کمیوٹ نمبر ا حسب حصہ تقسیم کیا جاوے گا
چنانچہ کمیوٹ نمبر ا باہم حصہ داران تقسیم ہوئی اور منجملہ دیگر قطعات کے نمبر $\frac{۱۴۳}{۲}$ و $\frac{۱۴۳}{۳}$ جزو
ایک باغ منجملہ باغات نمبر ۱۴۳ کے مدعا علیہم کو مع درختان جو اوسپر استادہ تھے دے دیے گئے
اسکی وجہ سے نالش حال دائر ہوئی مدعی دعویٰ کسی آراضی کا جو درختان سے علحدہ ہے اور جو
بٹوارہ مین مدعا علیہما کو دی گئی ہے نہین کرتا ہے وہ اوسکے حق نسبت آراضی نمبر $\frac{۱۴۳}{۲}$ و $\frac{۱۴۳}{۳}$
کے اعتراض نہین کرتا ہے بلکہ وہ یہ حجت کرتا ہے کہ عدالت مال کو یہ اختیار نہ تھا کہ مدعا علیہما کو
وہ درخت دیدے جو قطعات مذکور پر استادہ ہین اور جو حسب بیان اوسکے اوسکو کر نما
دیوان مل سے ملے تھے-

واضح ہو کہ چونکہ یہ نالش واسطے استقرار حق مدعی نسبت جائداد کے ہے یعنی نالش از قسم
دیوانی ہے لہذا عدالت ہاے دیوانی کو حسب دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اختیار اوسکے
تجویز کرنے کا ہے الا اوس صورت مین کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ وہ نالش ایسی ہے جو بروے
کسی قانون کے ممنوع السماعت ہے وہ قانون جسکی روسے مدعا علیہما یہ حجت کرتے ہین کہ نالش
عدالت دیوانی مین ممنوع السماعت ہے دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی
نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء ہے جسمین یہ حکم ہے کہ کوئی عدالت دیوانی مقدمات منفصلہ ذیل مین سے
کسی کی سماعت نہ کریگی منجملہ مقدمات منفصلہ ذیل کے فقرہ (د) مین تصریح بابت تقسیم آراضی یا تقسیم مالگذاری
محال کی از روے بٹوارہ کے ہے اور فقرہ اخیر دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ تمام مقدمات متذکرہ بالا مین
اختیار سماعت صرف حاکمان مال سے متعلق ہوگا۔ مگر فقرہ (د) مین تصریح یہ نہین ہے کہ عدالت
۲۹۶ دیوانی تقسیم آراضی کو جو بٹوارہ مین کی گئی ہو تبدیل نہ کریگی بلکہ یہی ہے کہ وہ سماعت کسی مقدمہ
تقسیم آراضی کی نہ کریگی- مین خیال کرتا ہون کہ اوسکی روسے ایسی نالش عدالت دیوانی کی ممنوع ہوگی
جسمین استدعا استقرار شخص ایسے اقسام ایسے تقسیم کے کی گئی ہو جو حکام مال نے بروے بٹوارہ کی تھی
مقصد ایسے استقرار کا صرف یہ ہو سکتا ہے کہ کس طریقہ سے تبدیلی اوس تقسیم مین ہو جاوے
جو کی گئی تھی- اگر ایسا استقرار عدالت مال پر قابل پابندی ہو جسکی وجہ سے عدالت مال کو
تبدیلی تقسیم مین مجبوراً کرنی پڑے تو وہ صریح بر خلاف منشاء اختیار سماعت بمعاملہ تقسیم

۱۹۰۱ء
محمد صادق
بنام
لوٹے رام
اشرف یحییٰ صاحب
جسٹس

اگر استقرار مذکور عدالت مال پر قابل پابندی نہو تو وہ محض کاروائی بے سود ہے واضح ہو کہ
مقصد اس نالش کا بلاشک یہ ہے کہ مدعی کی ملکیت وقبضہ بابت اوس جائداد کے قائم کیا جاوے
جو حکام مال نے بوقت تقسیم کمپوٹ نمبر ا مدعا علیہما کو بروے بٹوارہ دی ہے مدعی نے اس عذر کی
تردید اول اس بحث سے کی ہے کہ دفعہ ۱۴۳ (د) مین تقسیم آراضی محال بروے بٹوارہ کا تذکرہ ہے
اور اوسمین کچھ تذکرہ بابت درختان کے نہین ہے اور دفعات باب ۴ متعلقہ بٹوارہ مین بھی کوئی تذکرہ
درختان کا نہین ہے اور اس لئے عدالت مال کو اختیار تقسیم کرنے اون درختان کا نہین ہے
جو آراضی منقسمہ پر ہون اور اس لئے نسبت درختان کے دفعہ ۲۴۱ (د) کی روسے عدالت ہاے
دیوانی کا اختیار خارج نہین کیا گیا ہے میری راے مین اس بحث کی کوئی وقعت نہین ہے بطور
ایک امر اصول عام کے مین خیال کرتا ہون کہ بادی النظر مین احکام مندرجہ قانون شمال ایکٹ
مالگذاری آراضی متعلقہ آراضی بصورت نہونے کوئی امر خلاف سیاق عبارت کے اون درختان سے متعلق سمجھے
جو آراضی مذکور پر ہون اور اگر دفعات ایکٹ متعلقہ بٹوارہ کی جانچ کیجاوے تو مین خیال کرتا ہون
کہ اونمین صریحاً یہ اختیار شامل ہے کہ عدالت ہاے مال درختان ونیز اوس آراضی کا جسپر وے ہون
بٹوارہ کرین دفعات ۱۰۸ و ۱۲۲ سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ تقسیم کیا جاتا ہے وہ حصہ یا حصص ہین اور
اونمین صریحاً درختان و آراضی شامل ہو سکتے ہین جو قبل بٹوارہ جائداد مشترک حصہ داران کی تھی
دفعہ ۱۴۴ مین خاص حکم نسبت عمارات کے ہے دفعہ ۱۴۶ مین یہ حکم ہے کہ تالاب اور کوئین اور پانی کے
گول اور بند اوس آراضی سے متعلق سمجھے جائینگے جسکے فائدہ کے لئے وہ ابتداً بنائے گئے ہون
کوئی ضرورت اس حکم کے واسطے نہین تھی کہ درختان اوس آراضی سے متعلق سمجھے جاوینگے جسپر
وے موجود ہون دفعہ ۱۴۷ مین یہ حکم ہے کہ چند اشیا یعنی مقامات پرستش اور قبرستان ۲۹۷
جو کہ قبل بٹوارہ کسی محال کے مالکون کے قبضہ مین مشترک ہون وہ بدستور اوسی طور پر
رہینگے الا اوس حال مین کہ فریقین کسی اور نوع پر باہم راضی نہون۔ کوئی اس قسم کا حکم نسبت درختان
کے نہین ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ درخت مثل آراضی تقسیم کردئے جاوینگے اور حصہ داران کی جائداد مشترک
بعد بٹوارہ آراضی نہ رہیگی یہ بیان کیا گیا ہے کہ درصورتیکہ قبل بٹوارہ ہردو آراضیات و درختان
جائداد مشترکہ حصہ داران کی ہو حاکمان مال عامل بٹوارہ کا کام یہ ہے کہ آراضی کو حصص جداگانہ مین
منقسم کردین مگر درختان کو جو اون حصص جداگانہ پر ہون جماعت شرکاے کی جائداد مشترکہ اوسی
بطرح کہ وے پیشتر تھے نتیجہ بالآخر بٹوارہ کا یہ ہے کہ متعدد قطعات علیحدہ ہین اور اونکے درخت

سنہ ۱۹۰۱ء

محمد صادق بنام لوٹے رام

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس

شامل ہین ایسے نتیجہ سے بدرجہ غایت مقصد حصہ داران خواہندگان بٹوارہ کا زائل ہوجاویگا اور مین کوئی عبارت ایکٹ مذکور مین واسطے جواز اس راے کے کہبی واضعان قانون کا منشا رہے نہین دیکھتا ہون اسی نتیجہ کی تائید تجویز منجملہ ناکس صاحب وایکمین صاحب سے ہوتی ہے جو اپیل دوم نمبر ۱۰۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء مین صادر کی گئی تہی مقدمہ حال مین درخواست بٹوارہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ جس بات کی استدعا کی گئی تہی وہ واسطے بٹوارہ ہر دو آراضی و ہر ایک شئے متعلق آراضی مذکورہ کے تہی جنمین درخت بہی شامل ہین مین خیال کرتا ہون کہ جبکہ حکام مال نے مدعا علیہما کو آراضی نمبری ۱۴۳/۲ و ۱۴۳/۳ تقسیم مین دیکر تو موصوف الیہم کی نسبت یہ سمجہنا چاہیئے کہ اونہون نے نامبردگان کو وہ درخت بہی دیئے جو آراضیات مذکورہ پر بطور اوسکے جزو کے تہے اور اونکو ایسا کرنے کا حق حاصل تہا -

دوسری بحث جسکی رو سے مدعی نے کوشش ناجائز کراتے اثر دفعہ ۲۴۱ (د) کی کی ہے محتاج زیادہ غور کی ہے کیونکہ اوسکی تائید مین مستند فیصلہ سابق عدالت ہذا کی ہے بحث یہ ہے کہ دفعہ ۲۴۱ (د) کی رو سے عدالت دیوانی کو ممانعت تجویز کرنے ایسی نالش کی نہین ہے جسکا مقصد تجویز کرانے بحث استحقاق یا حق مالکانہ متعلقہ آراضی ہو اور یہ کہ عدالت دیوانی ایسی نالش کی سماعت کرسکتی ہے نیز اوس صورت مین جبکہ مقدمہ تقسیم آراضی بحال مین جو حکام مال سے بر طبق بٹوارہ کی ہو اور تقسیم اوسکی مالگذاری مین استعمال اختیار مذکورہ لازم آتا ہو بادی النظر مین بلا شبہہ یہ بحث تعجب انگیز ہے اس وجہ سے کہ وہ صریحاً خلاف احکام دفعہ ۲۴۱ (د) کے ۲۹۸
معلوم ہوتی ہے بموجب اوس دفعہ کے معیار یہ ہے کہ آیا عدالت دیوانی مقدمہ تقسیم آراضی بروے بٹوارہ کی سماعت کررہی ہے اس صورت مین بٹوارہ آراضی حکام مال نے کیا ہے اور اوسکی رو سے چند آراضیات و درختان مدعا علیہما کو دیے گئے ہین نالش عدالت دیوانی جسکا مقصد صریحاً یہ استقرار ہونا بیان کیا گیا ہو کہ مدعا علیہما کو کوئی استحقاق نسبت

سنہ ۱۹۰۱ع

محمد صادق بنام لوٹے رام

اسٹریچی صاحب چیف جج

اوس شے کے نسبت ہے جو اونکو بروے بٹوارہ دی گئی ہے اور عدالت مال کو اختیار اوس حکم کے صادر کرنے کا نہ تھا ظاہرا اندر ممانعت مندرجہ دفعہ مذکور کے معلوم ہوتی ہے جہان تک کہ دفعہ ۲۴۱ متعلق ہے یہ امر معلوم نہین ہوتا ہے کہ آیا مقصد نالش کا یہ ہے کہ بحث استحقاق کی نسبت تجویز کیجاوے یا نہین معیار نوعیت امور نہین ہے جو نالش مین پیش کئے جاوین بلکہ نوعیت مقدمہ جسکے سماعت کرنیکی استدعا عدالت سے کی گئی ہے یعنی مقدمہ حال مین تقسیم اراضی بروے بٹوارہ ہے بدفعہ ۱۱۳ ایکٹ مذکور کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے دفعہ ۲۴۱ (د) محدود ہوتی ہے اور جس سے یہ ظاہر ہے کہ اوس صورت مین کہ بحث استحقاق یا حق مالکانہ پیش ہو عدالت دیوانی کو اختیار حاصل ہے مین نہین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۱۱۳ کی رو سے دفعہ ۲۴۱ (د) ذرا بھی محدود ہوتی ہے اثر دفعہ ۱۱۳ کا یہ ہے کہ اوس صورت مین کہ عذر بٹوارہ مین نسبت بحث استحقاق یا حق مالکانہ کے کوئی حصہ دار قبل یا بتاریخ مندرجہ اطلاعنامہ جو حسب دفعہ ۱۱۱ تعمیل کیا گیا ہو پیش کرے تو کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر کو جائز ہے کہ یا تو درخواست بٹوارہ کو منظور کرنے سے انکار کرے تاوقتیکہ بحث متنازعہ کا فیصلہ عدالت مجاز سے ہو جاوے یا خود کارروائی تحقیقات نسبت کیفیت عذر کے بحیثیت عدالت دیوانی بموجب اوس ضابطہ کے کرے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین واسطے نالشات دیوانی کے محکوم ہے اور صورت آخر الذکر مین اونکا فیصلہ بشمول استقرار حقوق فریقین حسب دفعہ ۱۱۴ قابل اپیل بحضور صاحب جج ضلع یا ہائیکورٹ ہے لیکن بحث استحقاق جو حسب دفعہ ۱۱۳ پیش کی گئی ہو قبل صدور حکم بٹوارہ و تقسیم اراضی کے پیش کیجاتی ہے اور اگر کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر بحث مذکور کو واسطے فیصلہ عدالت دیوانی مجاز کے چھوڑ دین تو اونکو اوس عرصہ مین بٹوارہ کی درخواست منظور کرنے سے انکار کرنا چاہئے اگر وہ طریق علی السبیل البدل کارروائی تحقیقات کرنیکی نسبت کیفیت
۴۹۹ عذر کے اختیار کرین تو اپیل ہونے پر عدالت ضلع یا ہائیکورٹ حسب دفعہ ۱۱۴ ابتدائے التوائے بٹوارہ تا فیصلہ اپیل کر سکتی ہے بالفاظ دیگر تاوقتیکہ عدالت دیوانی مقدمہ کو بحیثیت عدالت مرافعہ اولی یا عدالت اپیل فیصلہ کرے بٹوارہ کی کارروائی مزید نہین ہو سکتی ہے اور کارروائی صرف بعد فیصلہ عدالت دیوانی کے ہو سکتی ہے ایسی صورت مین عدالت دیوانی کی تجویز متعلق بحث استحقاق مین کوئی امر ذرا بھی تناقض ساتھ دفعہ ۲۴۱ (د) کے نہین ہے جسکی رو سے عدالت دیوانی کو صرف اوس صورت مین ممانعت سماعت کرنے کی ہے جس صورت مین

سنہ ۱۹۰۱ع

محمد صادق
بنام
لونے رام

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس

کہ سماعت مقدمہ تقسیم آراضی کی جو مقدمہ حال مین نالش بعد تکمیل ہونے بٹوارہ کے دائر کی گئی
اور اوسکا مقصد صریحاً یہ ہے کہ تقسیم مین دست اندازی باظہار اس امر کے کیجاوے کہ مدعی کو
استحقاق اوس جائداد مین حاصل ہے جو بروے تقسیم مدعا علیہما کو دی گئی ہے لہذا یہان تک
دفعہ ۲۴۱ (د) ظاہرا جواب نالش ہے لیکن مدعی نے تجویز مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان
(۱) پر استدلال کیا ہے جسکی سند پر عدالت اپیل ماتحت نے حکم واپسی حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ
مذکور صادر کیا ہے وہ مقدمہ بلاشک متعلق ہے جہان تک کہ مین فیصلہ مذکور کی نسبت سمجھتا ہون
وہ اس راے پر مبنی ہے کہ چونکہ نسبت مباحث استحقاق کے جو کارروائیات بٹوارہ میں حسب
دفعہ ۱۱۳-ایکٹ مذکور قبل یا بتاریخ مندرجہ اطلاعنامہ پیدا ہون عدالت دیوانی کو اختیار
بصیغہ ابتدائی یا اپیل صریحاً دیا گیا ہے اور چونکہ بقیہ دفعات بٹوارہ مین کوئی ایسی عبارت
نہین ہے جسکی وجہ سے عدالت دیوانی کو صریحاً ممانعت تجویز کرنے بحث مذکور کی ہو جو بعد تاریخ
مندرجہ پیدا ہو یا کہ ایسے امور کی نسبت تجویز قطعی حسب دفعہ ۱۳۲ کرنا صاحب کمشنر کیلئے مخصوص ہو
لہذا حسب دفعہ ۱۱ مجموعہ مذکور کے عدالت ہاے دیوانی کو اختیار باوصف دفعہ ۲۴۱ (د) کے
امور مذکور کی نسبت فیصلہ کرنے کا ایسی نالش مین بھی حاصل ہے جو بعد تقسیم آراضی بروے بٹوارہ
کے دائر کی گئی ہو اور صاحب کمشنر کو اپیل مین حسب دفعہ ۱۳۲-اختیار تجویز کرنے امور مذکور کا
نہین ہے نسبت دفعہ ۲۴۱ (د) کے فقرہ ذیل صفحہ ۳۴۳ رپورٹ مذکور مین مندرج ہے۔ صحیح ہے کہ ایک معنی مین
عدالت دیوانی کی تجویز استحقاق کا اثر تقسیم آراضی بحال بروے بٹوارہ ہوا ہو لیکن اوسکا اثر تقسیم مذکور پر صرف وہان تک
ہوگا جہان تک کہ تقسیم آراضی استحقاق پر منحصر ہے۔ مگر اوسکا اثر تقسیم پر اون تمام امور یا خیالات ۳۰۰
پر یا منجملہ اون مختلف امور یا خیالات کے کسی ایک پر نہین ہوگا جنکی نسبت اسسٹنٹ کلکٹر
یا کلکٹر کو بوقت بٹوارہ کرنے کے تجویز کرنی پڑے ہماری راے مین دفعہ ۲۴۱-ایکٹ مذکور کی رو سے
عدالت دیوانی کا اختیار تجویز کرنے مباحث استحقاق یا حق مالکانہ کا ایسی صورتون مین جیسی کہ
زیر تجویز ہے ممنوع نہین ہے لیکن اوس راے سے بدو وجوہ اتفاق نہین کرسکتا ہون
اول وجہ یہ ہے کہ اوسمین ظاہرا نہایت عام عبارت کا خیال نہین کیا گیا ہے جسمین ممانعت
مندرجہ دفعہ ۲۴۱ (د) ظاہر کی گئی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اوسمین اس امر کی وجہ نظر انداز کی گئی ہے
کہ کیون مباحث استحقاق جو حسب دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳ قبل یا بتاریخ مندرجہ اطلاعنامہ

(۱) دسمبر ۱۸۹۶ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۲۹

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد صادق
بنام
لوٹے رام

مسٹر بچی صاحب
چیف جسٹس

پیش کئے گئے ہون عدالتہاے دیوانی کے اختیار ابتدائی یا صیغہ اپیل مین داخل ہین - دوسرے یہ
کہ ایسی صورتون مین عدالت دیوانی کی تجویز قبل تکمیل ہونے بٹوارہ کے اور درحقیقت قبل کوئی
کارروائی بٹوارہ مین ہونے کے عمل مین آتی ہے کیونکہ جیسا مین بیان کرچکا ہون صاحب کلکٹر کو
لازم ہے کہ جس صورت مین کہ وہ معاملہ کو واسطے فیصلہ عدالت دیوانی کے چھوڑین درخواست
بٹوارہ کے منظور کرنے سے انکار کرین اور جس صورت مین کہ وہ خود اوسکا فیصلہ کرنا پسند کرین
صاحب جج ضلع یا عدالت العالیہ ہائی کورٹ یہ ہدایت کرسکتی ہے کہ بٹوارہ تا فیصلہ اپیل بنارانی
فیصلہ موصوف الیہ ملتوی کیا جاوے ایسے حالات مین عدالت دیوانی کے اختیار سماعت مباحث
استحقاق سے ایسی وقت عملی انتظام مین پیش نہین آتی ہے جیسی کہ تقسیم اراضی و تقسیم مالگذاری
سرکار بحال مین جو بروے بٹوارہ تکمیل کی گئی ہو دست اندازی کرنے سے پیش آتی ہے واضعان
قانون کا یہ منشا تھا کہ حصہ داران پیش کنندہ مباحث استحقاق کو موقع محدود میعاد مین
عدالت دیوانی سے امور مذکورہ کے طے کرانے کے واسطے دیا جاوے اور درحقیقت اونکا
یہ حکم ہے کہ ایسے امور صرف اوسوقت طے ہوسکتے ہین جبکہ وے ایسے وقت پر پیش کئے جاوینگے
کہ وہ وقت رفع ہوجاوے جبکے اوس صورت مین پیش آنے کا مین نے تذکرہ کیا ہے جبکہ تقسیم عمل
واقعی مین دست اندازی کرنے کی استدعا کی جاتی ہے راے مخالف مین مجھے کل قسم کی
دقت اور بیضابطگیان معلوم ہوتی ہین اوسمین یہ دقت ہے کہ حصہ دار دفعات ۱۲ اور ۱۳
ایکٹ مذکورہ سے بالکل تجاہل کرے اور کوئی عذر بحث استحقاق کا بتاریخ یا قبل تاریخ مندرجہ
اطلاعنامہ پیش نکرے اور اوسوقت تک بھی انتظار کرے جب تک کہ حکم بٹوارہ صادر نہو
۳۰۱ اور اراضی مطابق حکم مذکورہ کے تقسیم ہوجاوے بعد ازان کل انتظام بٹوارہ کو مسترد کرادے جو عدالت
مال نے کیا ہے اور دیگر حصہ داران سے وہ شے جو عدالت مال نے اونکو اسطور پر دی ہے
بربناے کسی بحث استحقاق کے دلاپانے کی استدعا کرے جسکے بارہ مین وہ اوس وقت تک
بالکل خاموش رہا ہے اس طریقہ سے وہ نہ محض اوس قبضہ مین جو عدالت مال نے دیگر حصہ داران
کو دلایا ہے خلل ڈالسکتا ہے بلکہ انتظامات متعلقہ مالگذاری سرکار مین بھی جو بٹوارہ عمل مین
لازم آتے ہین یہ امور کہ آیا بعد میعاد مندرجہ اطلاعنامہ اور بعد اوس میعاد کے جسکے اندر دفعہ ۱۱۳
متعلق ہوگی عدالت دیوانی کو اختیار سماعت کرنے ایسی نالش کا ہے جو درخواست بٹوارہ کے
پیدا ہوا اور جسمین بحث استحقاق قبل تقسیم واقعی اراضی بروے بٹوارہ کے پیش کی گئی ہو اور

سنہ ۱۹۰۱ع
محمد صادق
بنام
لوٹے رام
اسٹریچی صاحب چیف جسٹس

آیا ایسی نالش کی نسبت ممانعت بروے دفعہ ۲۳۴ (د) ہے یا آیا اس قسم کے امور کی نسبت جو وقت مذکور پر پیش کئے گئے ہون تجویز صرف عدالت ہاے مال سے کیجا سکتی ہے ایسے معاملات ہین جنکا اس مقدمہ مین فیصل کرنا ضرور نہین ہے اور جنکی نسبت مین کوئی راے ظاہر نہین کرتا ہون جس نالش کی ہمکو تجویز کرنی ہے وہ ایسی نالش ہے جسمین ایسے امور پیش کئے گئے ہین کہ جو کبھی حسب دفعہ ۱۱۳- ایکٹ مذکورہ پیش نہین کئے گئے تھے اور جو بعد تکمیل ہونے بٹوارہ بروے تقسیم اور بٹوارہ مذکورہ مین خلل ڈالنے کی غرض سے دائر کی گئی ہے - ان وجوہ سے مین تجویز مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان سے اتفاق نہین کر سکتا ہون اور مین تجویز کرتا ہون کہ اگر اختیار سماعت عدالت دیوانی سے تقسیم اراضی مین جو بروے بٹوارہ کی گئی ہو خلل پڑے یا کسی طریقہ سے اوس پر اثر پہونچے تو وہ بروے دفعہ ۲۳۴ (د) ممنوع ہے اس سے کوئی غرض نہین ہے کہ آیا مباحث استحقاق یا دیگر اقسام کے مباحث نالش مین پیش کئے گئے ہون - فیصلہ اوس مقدمہ کا فیصلہ مقدمہ ہردیو سنگھ بنام نرپت سنگھ (۱) سے مطابق نہین ہو سکتا ہے - اوس مقدمہ مین یہ تجویز کی گئی تھی کہ اگر کوئی عذر حسب دفعہ ۱۱۳ منجانب حصہ دار قابض قبل تاریخ مندرجہ اطلاعنامہ پیش نہ کیا جاوے اور اس لئے جس صورت مین کہ دفعہ ۱۱۳ کا نفاذ نہ ہو دفعہ ۲۳۴ (د) کی رو سے عدالت ہاے دیوانی کو ممانعت اختیار سماعت مقدمہ تقسیم اراضی یا تقسیم مالگذاری محال بروے بٹوارہ کی ہے - جہان تک کہ یہ بات ہے مین اوس سے اتفاق کرتا ہون مگر مجھے اوسکو غیر مشروط کہنا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ اثر دفعہ ۲۳۴ (د) کا یہ ہے کہ عدالت ہاے دیوانی کو ممانعت سماعت کرنے مقدمہ متعرضہ کی قطعی کیجاوے لیکن مین فقرہ اخیر صفحہ ۷۰
۳۰۲ رپورٹ مذکورہ سے جبکہ وہ بحوالہ مقدمہ نصرت اللہ بنام حبیب اللہ (۲) اور ساتھ دیگر عبارتون کے پڑھا جاوے یہ اخذ کرتا ہون کہ ذیعلم صاحبان جج نے یہ تجویز کی تھی کہ اگر درحقیقت عذر بحث استحقاق کا بتاریخ یا قبل تاریخ مندرجہ اطلاعنامہ پیش کیا جاوے اور اگر اسسٹنٹ کلکٹر بلالحاظ احکام دفعہ ۱۱۳ کے تجویز نسبت امر مذکورہ کے ہر دو طریق ہاے مندرجہ دفعہ مذکورہ مین سے کسی طریقہ سے نہ کرے تو اوس صورت مین بحث استحقاق کی سماعت عدالت دیوانی

(۱) (۱۸۹۵ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۷۰
(۲) (۱۸۹۱ع) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹

۱۹۰۱ء
محمد صادق
بنام
لوٹے رام
اسٹریچی صاحب چیف جج

بعد تکمیل بٹوارہ کے اوس صورت مین بھی اگر فیصلہ مذکور کا اثر تقسیم مذکور مین دست اندازی کرنے کا
بھی ہو باوصف دفعہ ۱۴۳ (۲) اوسکے کر سکتی ہے۔ جبکہ مقدمہ نصرت اللہ بنام حبیب اللہ کی جانچ
کیجاتی ہے تو اوس خیال کی تائید ہوتی ہے فقرہ دوم عنوان رپورٹ مقدمہ مذکور کا
حسب ذیل ہے۔ اگر عدالت مال درخواست بٹوارہ کے فیصل کرنے مین بحث استحقاق
کی نسبت تجویز کرے تو اوسکو ایسا کرنے مین کارروائی مطابق احکام دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ نمبر ۱۹
۱۸۷۳ء کے کرنی چاہئے۔ اگر وہ درخواست کا فیصلہ کسی اور طرح پر بجز طریقہ مندرجہ دفعہ ۱۱۳ کے
کرے تو اوسکی کارروائیات بیرون از اختیار ہین اور اوسکی وجہ سے فریقین عدالت دیوانی
مین نالش استقرار حق متعلقہ بٹوارہ دائر کرنے سے ممنوع ہونگے" واضح ہو کہ اوس مقدمہ
مین بٹوارہ فی الواقع عدالت مال نے جزو جائداد متنازعہ کا کیا تھا پس نسبت اوس جزو جائداد کے
عدالت دیوانی کے فیصلہ کا اثر اوس تقسیم مین خلل ڈالنے کا ہوتا جو بروے بٹوارہ کی گئی تھی بر طبق
پیش کئے جانے بحث استحقاق حسب دفعہ ۱۱۳ کے صاحب کلکٹر نے جیسا کہ اونکو کرنا چاہئے تھا
دونوں طریقوں مین سے کوئی طریقہ جو اونکے واسطے حسب دفعہ مذکور موجود تھے اختیار نہین کیا
مین اتفاق نہین کر سکتا ہون کہ اسسٹنٹ کلکٹر یا کلکٹر کے لحاظ نہ کرنے احکام دفعہ ۱۱۳ سے
عدالت دیوانی کو اختیار سماعت نسبت مقدمہ تقسیم آراضی بروے بٹوارہ کے باوصف
دفعہ ۱۴۳ (۲) حاصل ہوگا وجہ جسکا بتائید اس رائے کے ایما کیا گیا ہے صفحات ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ رپورٹ
مذکور مین بیان کی گئی ہے وہ وجہ یہ ہے کہ کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر عدالت مجاز واسطے فیصل کرنے
مباحث استحقاق کے نہین ہے اِلّا اوس صورت مین کہ وہ خود طریقہ مندرجہ دفعہ ۱۱۳
کارروائی کرے اور یہ کہ اوس طریقہ سے جو کلکٹر نے اختیار کیا ہو مدعی فیصلہ موصوف الیہ
بذریعہ اپیل بحضور صاحب جج ضلع یا عدالت العالیہ ہائی کورٹ کے اعتراض کرنے سے ممنوع ہے
۳۰۳ بالفاظ دیگر اختیار سماعت نالش عدالت دیوانی کا باوصف دفعہ ۱۴۳ (۲) ضرور ہے اس غرض سے
کہ مدعی چارہ جوئی عدالت دیوانی مین کرنے سے محروم نہ کیا جاوے جسکے کرنے کا حسب دفعہ ۱۱۳
وہ مستحق ہے مین نہین خیال کرتا ہون کہ یہ رائے درست ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اوس
مقدمہ مین مدعی کو اختیار تھا کہ یا تو بنا راضی اوس حکم کے جسکی رو سے کارروائی حسب دفعہ ۱۱۳
کرنے سے باضابطہ انکار کیا گیا یا بصورت عدم موجودگی ایسے حکم کے بنا راضی حکم قطعی بٹوارہ کے
حسب دفعہ ۱۳۲۔ اپیل بحضور صاحب کمشنر قسمت دائر کرتا۔ اس اپیل مین عدم توجہی

سنہ ۱۹۰۱ع
محمد صادق
بنام
لوسٹی رام
اسٹریچی صاحب چیف جسٹس

عدالت مرافعہ اولی بجانب احکام دفعہ ۱۱۳ وجہ معقول عذر کی حکم صادرہ کی نسبت ہوگی
اور بموجب دفعہ ۵۰۴ کے عدالت اپیل کو یہ اختیار ہوگا کہ حکم مذکور کو منسوخ یا ترمیم کرے
اور بر طبق اسکے عدالت مرافعہ اولی کی پیروی حیثیت ہوجاویگی جو اوسکی اوسوقت تھی جبکہ اوسنے
کارروائی حسب دفعہ ۱۱۳ اگرچہ چاہیئے تھی اور بعد ازاں اوسکو کارروائی مذکور کرنی پڑیگی
جسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ مدعی بحث استحقاق کی نسبت فیصلہ عدالت دیوانی کا خواہ بحیثیت عدالت
مرافعہ اولی یا عدالت اپیل کے حاصل کرسکیگا مزید بران اختیارات وسیع نگرانی کے بحکم ہائیکورٹ
کو بروے دفعہ ۶۲۲ عطا کئے گئے ہیں اور اس لئے خود ایکٹ مذکور میں ایسا ضابطہ بحکم ہے
جسکی رو سے غلطی اسسٹنٹ کلکٹر یا کلکٹر کی درست کیجا سکتی ہے اور مدعی کا چارہ کار عدالت
دیوانی اوسکے واسطے بالعدول حکمی دفعہ ۲۴۱ کے محفوظ کہا جا سکتا ہے لیکن یہ امر بیجا ہے
جسطرح پر ہو مگر غفلت یا بیضابطگی اسسٹنٹ کلکٹر یا کلکٹر سے جو دفعہ ۱۱۳ یا کسی دیگر دفعہ
کی بابت ہو عدالت دیوانی کو وہ اختیار حاصل نہیں ہوسکتا ہے جو صریحاً از روے دفعہ ۲۴۱
دو خارج کیا گیا ہے الا اوس صورت میں کہ درحقیقت کل قانون متعلقہ بٹوارہ سے حکام نے
نے اسقدر تغافل کیا ہو یا اوسکی خلاف ورزی کی ہو کہ یہ بات معقول طور پر کہی جاسکتی ہو
کہ کوئی بٹوارہ اور کوئی تقسیم آراضی حسب منشاے ایکٹ مذکور و دفعہ ۲۴۱ مطلق عمل میں
نہین آئی تھی مین تجاویز مقدمات ہردیو سنگھ بنام غریب سنگھ و نصرت اللہ بنام
محبوب اللہ سے جہانتک کہ وے متعلق امر ہذا ہیں اتفاق نہیں کرسکتا ہوں بدیں وجہ
مین خیال کرتا ہوں کہ نسبت بحث اختیار سماعت کے عدالت مرافعہ اولی کی راے
درست تھی اور عدالت اپیل ماتحت کی غلط تھی مین ایسی اپیل کو مع خرچہ جات عدالتوں کے
منظور اور حکم واپسی کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی مشعر ڈسمسی نالش کو بحال کرونگا
۳۰۴ ناکس صاحب جسٹس ۔ مجھکو اسمین کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ فقرہ (ی) دفعہ ۲۴۱
ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۳ع کی رو سے نالش جو مدعی ریسپانڈنٹ
نے ہمارے روبرو دائر کی ہے ممنوع السماعت ہے نتیجہ دعوی نابردہ سے اگر وہ
کامیاب ہوا تھی (اگر اوسکا کوئی اثر قابل نفاذ ہوسکتا ہو) تقسیم آراضی و تقسیم مالگذاری
محال دونون پر جسکو کلکٹر سہارنپور نے ۱۸۹۶ع مین منظور و بحال رکھا تھا ہوچکیگا اور
یہ اثر خرابیت زیادہ ہوگا مین بحث ذیعلم وکیل ریسپانڈنٹ کی منظور نہین کرسکتا ہون

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد صادق
بنام
لوٹے رام

کیونکہ وہ یہ استدعا کرتے ہین کہ اختیار عدالت مال متعلقہ درختان جو اراضی پر استادہ ہون
اختیار متعلقہ اراضی سے جسپر وے استادہ ہین علیحدہ کیا جاوے اونھون نے تسلیم کیا ہے
کہ اس بحث کی تائید کسی سند سے نہین ہوتی ہے وہ صریح اخلاف اون سب باتون کے ہے
جو مین بابت عملدرآمد و ضابطہ مقدمات بٹوارہ کے جانتا ہون عدالت ہاے مال
جبکہ وے کارروائی بٹوارہ محال کی کرتی ہین تمام جائداد و حقوق متعلقہ جائداد داخلہ شمول محال سے
خواہ وے کسی قسم کے ہون واقف ہوتی ہین اور اونکی نسبت تجویز بلا دست اندازی
کسی حاکم غیر کے کرتی ہین اور ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی کی رو سے مجھکو
معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اختیار کامل کارروائی مذکور خود اپنی جانب سے کرنے کا عطا ہوا ہے
اون دقت اور بیضابطگیون کو جو اوسوقت لازم آوینگی اگر ہم اوس راے کو قبول کرین
جو مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۱) مین قرار دی گئی ہے بہت احتیاط کے ساتھ
اور کامل طور پر بعلم چیف جسٹس صاحب نے بیان کی ہین اور مین اوسکا اعادہ کرنا
نہین چاہتا ہون دفعہ ۱۱۳ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی کی رو سے حصہ داران
مندرجہ کیوٹ و قابض کو کافی موقع اس بات کا دیا گیا ہے کہ وے اپنے دعاوی کی نسبت
فیصلہ عدالت سے قبل شروع ہونے بٹوارہ کے کراوین ہمکو ایسی صورت کی نسبت تجویز نہین کرنی ہے
اور مین اوسکی بابت کچھ نہین کہتا ہون جسمین کوئی حصہ دار کسی وجہ سے کارروائیات
بٹوارہ سے خواہ بوجہ عدم اطلاع یا بہ نہج دیگر محروم کیا جاے لیکن اوس حصہ دار کو جسکے پاس
اطلاعنامہ پہونچا ہو اور جسنے اوس موقع سے جو اوسکو بروے دفعہ ۱۱۳ دیا گیا ہو فائدہ
نہ اوٹھایا ہو خود اپنی غفلتون کا نتیجہ برداشت کرنا چاہئے جبکہ اوسکو یہ معلوم ہو کہ وہ بعد ازان
اون عذرات کے پیش کرنے سے (جیسا کہ مین تجویز کرتا ہون) جو وہ پیش کر سکتا تھا
اور جو اوسکو پیشتر پیش کرنے چاہئین تھے ممنوع ہے مقدمات
نصرت اللہ بنام مجیب اللہ (۲) مین مین خود شریک تھا اور مجھپر یہ کہنا فرض ہے
کہ اوسپر زیادہ غور کرنے سے مین اوس راے کے اختیار کرنے پر آمادہ نہین ہون اور نہ اختیار
۳۰۵ کرتا ہون جو صفحات ۳۱۲ و ۳۱۳ مین قرار دی گئی ہے بہ نسبت اس امر کے واضح ہو کہ مین اوس سے

(۱) (۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۹۴
(۲) (۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹

۱۹۰۱ء
محمد صادق بنام لوسنے رام

بالکل اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے فرمایا ہے ان وجوہ اور اون وجوہ سے جو موصوف الیہ نے تحریر فرمائے ہین مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

بلیر صاحب جسٹس۔ مین حکم مجوزہ سے بربناے اون وجوہ کے جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب اور میرے ہمجلیس ناکس صاحب نے بیان کئے ہین اتفاق کرتا ہون۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ میری بھی یہی راے ہے کہ عدالت دیوانی نالش مثل نالش حال کی سماعت کرنے سے بروے دفعہ ۲۴۱ (د) ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء ممنوع ہے یہ امر کہ عدالت مال جو بٹوارہ محال کا حسب باب ۴ ایکٹ مذکور کرے بٹوارہ درختان متعلق آراضی زیر بٹوارہ کا کر سکتی ہے منشاے باب مذکور سے ظاہر ہوتا ہے جسکو ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے مفصل بیان کیا ہے۔ جبکہ یہ امر مسطور ہے تو تقسیم آراضی محال مین جسکا تذکرہ فقرہ (د) مین ہے بدانست میرے تقسیم اون درختون کی شامل ہے جو آراضی مذکور پر ایستادہ ہون چونکہ درختان متنازعہ نالش ہذا کا بٹوارہ ہو کر حصہ مدعاعلیہم مین چلے گئے لہذا عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز صحیح طور پر کی تھی کہ دفعہ ۲۴۱ (د) کی رو سے نالش حال ممنوع السماعت ہے یہ صحیح ہے کہ نالش حال واسطے استقرار حق کے ہے لیکن وہ اوس تقسیم سے علاقہ رکھتی ہے جو بروے بٹوارہ کی گئی تھی اور اسطرح منشاے فقرہ (د) دفعہ ۲۴۱ مین داخل ہے اسمین شک نہین ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کی راے کی تائید جو خلاف اسکے ہے نظیر عدالت ہذا مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۱) سے ہوتی ہے لیکن بہ تعظیم تمام مین اوس راے سے اتفاق نہین کر سکتا ہون جو اوس مقدمہ مین اختیار کی گئی ہے اوس مقدمہ مین در اصل یہ تجویز ہوئی تھی کہ دفعہ ۲۴۱ (د) کی رو سے نالش عدالت دیوانی مین بابت اس امر کے ممنوع نہین ہے کہ حق نسبت آراضی جو بروے بٹوارہ تقسیم کی گئی ہو قرار دیا جاوے اگر بحث استحقاق اندر میعاد معینہ اطلاعنامہ حسب دفعہ ۱۱۰ کے پیش نہ کی گئی ہو اور اوسکی بحث تجویز حسب دفعہ ۱۱۲ و دفعات مابعد کے نہ کی گئی ہو۔ اسکی وجہ سے میری راے مین ایسی قید دفعہ ۲۴۱ کے فقرہ (د) مین داخل ہوگی جو اوس مین نہین پائی جاتی ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جو قیود کہ واضعان قانون نے قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ بعد اسکے کہ بٹوارہ مطابق احکام ایکٹ مالگذاری آراضی کے ہو کر منظور ہو جاوے فریقین کارروائیات بٹوارہ کو یہ اختیار نہین ہے کہ بٹوارہ بذریعہ نالش عدالت دیوانی کے از سر نو کراوین اگر کوئی فریق بحث استحقاق پیش کرنا چاہے تو وہ ایسا

(۱) سنہ ۱۸۸۷ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۲۹

۳۰۶ سنہ ۱۹۰۱ع
محمد صادق
بنام
لوسے رالکم

حسب دفعہ ۲۱۱ کر سکتا ہے اور اوسکی نسبت تجویز اوس طریقے سے کر سکتا ہے جو دفعہ ۲۱۳ مین محکوم ہے یہ امر کہ آیا قبل مکمل ہونے بٹوارہ کے وہ اوسکی نسبت تجویز بذریعہ ارجاع نالش عدالت دیوانی کے کر سکتا ہے ایک ایسی بحث ہے جسکا اس مقدمہ مین فیصلہ کرنا ضرور نہین ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ وقت مناسب واسطے پیش کرنے بحث استحقاق کے قبل مکمل ہونے کارروائیات بٹوارہ کے ہے اگر کوئی فریق اپنے تئین اوس موقع سے مستفید نہ کرے جو اوسکو قبل مکمل ہونے بٹوارہ واسطے تجویز کئے جانے بحث استحقاق کے حاصل ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا بذریعہ انضباط دفعہ ۲۴۴ (و) کے یہ منشا تھا کہ نامبردہ ایسی بحث کے بعد ازان پیش کرنے سے ممنوع ہونا چاہیے جسکا اثر اوس بٹوارہ مین خلل ڈالنے کا ہوگا جسمین وہ فریق تھا اور مین اون نظائر سے اتفاق نہین کر سکتا ہون جنمین اسکے خلاف رائے قائم کی گئی ہے بوجوہ متذکرہ بالا مین حکم مجوزہ ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

ایکمن صاحب جسٹس۔ مین حکم مجوزہ ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور مین اون سب باتون سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو ممدوح الیہ نے فرمائی ہین مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ تمام مباحث استحقاق کا فیصلہ قبل فی الواقع شروع ہونے کارروائی بٹوارہ کے ہونا چاہیے مجھکو بہت عرصہ سے فیصلہ مقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (۱) کے صحیح ہونے کی نسبت شک رہا ہے اور مین خوش ہون کہ وہ اب مستند طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے۔

اپیل ڈگری کیا گیا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس بلیر صاحب جسٹس

۱۲- اپریل سنہ ۱۹۰۱ع
صفحہ کتاب انگریزی ۳۰۶

شاہنشاہ عالیجاہ بنام **علی حسین و یک کس دیگر***

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۸۰- سرقہ ریل کی گاڑی مین- مال ایک گاڑی متصلہ مین جسمین چار ریل کے قلی سفر کرتے تھے پایا گیا۔ شہادت۔

ایک چلتی ہوئی مال گاڑی مین سے بعض اشیا کے چوری جانے کے شبہ سے ایک ریل کی گاڑی کی جسمین چار ریل کے قلی سفر کرتے تھے تلاشی لی گئی مال گم شدہ دستیاب نہین ہوا لیکن چار قلیون کے کپڑون کے ڈھیر کے نیچے دس تھان کپڑے کے چھپے ہوئے پائے گئے جنکی بابت

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۲۷ سنہ ۱۹۰۱ع (۱) سنہ ۱۸۸۶ع انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۲۹

سنہ ۱۹۰۱ء
شاہنشاہ عالیجاہ
بنام
علی حسین

تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ وے قریب کی گاڑی سے نکالے گئے تھے تجویز ہوئی
کہ چونکہ چار قلیون مین سے کوئی بھی اوس گاڑی مین جسمین وہ تھان کپڑے مسروقہ کے
پائے گئے تھے سفر نہین کرتا تھا لہذا اونمین سے کسی پر جرم سرقہ کپڑے کا بعدم موجودگی ایسی شہادت
کے جس سے اونمین سے ایک یا زیادہ اشخاص کو قبضہ پارچہ مذکور سے تعلق پایا جاے ثابت قرار نہین دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر ڈبلیو والک (بجاے مسٹر آر کے سہراب جی) منجانب سائلان۔

اسسٹنٹ گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ڈبلیو کے پورٹر) منجانب سرکار۔

بلیر صاحب جسٹس۔ یہ ایک درخواست نظر ثانی ہے علی حسین اور حکیم اللہ کی نسبت
جائنٹ مجسٹریٹ بریلی نے حسب دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے بابت ایک جرم کے تجویز
ثبوت جرم صادر کی اور ہر ایک کو اونمین سے دو سال قید سخت کی سزا دی بر طبق اپیل سشن جج
نے تجویز ثبوت جرم اور احکام سزا کو بحال رکھا درخواست مذکور ان بیانات پر مبنی ہے کہ اگر جرم کا
ارتکاب کیا گیا تو جرم مذکور کا ارتکاب مال گاڑی مین کیا گیا لہذا وہ داخل منشاے دفعہ ۳۸۰ نہین ہے
اور کوئی شہادت مسل مین ایسی نہین ہے کہ ملزمان مجرم چوری کے تھے نسبت سختی سزا کے بھی اعتراض
کیا گیا تھا میری یہ راے ہے کہ مال گاڑی جسمین اسباب جاتا تھا ایک جگہہ واسطے حفاظت مال
کے تھی اور اس وجہ سے کہ وہ منتقل کرنے مال کے بھی کام مین آتی تھی کوئی فرق نہین ہوتا۔ دوسری
بحث زیادہ تر اہم ہے جہان تک کہ شہادت خفیف سے سمجھہ مین آتا ہے سائلان اور دو دیگر
اشخاص (لیڈواران) بغرض کرنے کمپنی کے کام بحیثیت حمالان مال یا دیگر حیثیت سے سفر
کرتے تھے اونکو بریک کی گاڑی مین سفر کرنے کی اجازت دی گئی تھی جسمین سے یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص
جو ریل مین سفر کرنے کا عادی ہو آدمی کے نکلنے کے راستہ سے اوس مال مسروقہ تک پہونچ سکے
جو بریک کی گاڑی مین پایا گیا مجھکو اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ مال اسطرح پر پایا گیا تھا اور نہ یہ کہ مال
اپنے تھوڑے کپڑون سے ڈھکا یا پوشیدہ کیا گیا تھا جو اس قسم کے لوگ ماہ اکتوبر مین بطور اپنے
کپڑون کے لیجاتے ہین شہادت اس امر کی موجود ہے کہ جبکہ کلیتاً مختلف قسم کی چیزین ریل گاڑی سے
غائب ہو گئی تہین کسی شخص یا اشخاص نے جو ریل گاڑی کے مہتمم تھے ان چارون قلیون کی تلاشی
لینی چاہی اونھون نے تلاشی دینے سے انکار کیا یہ امر کہ قلیون سے ٹھیک کیا کہا گیا تھا اور اونھون نے
کیا جواب دیا تھا ہمارے قیاس کے لیے چھوڑا گیا ہے مجکو یہ بھی معلوم نہین ہے کہ آیا وہ گفتگو جسمین اونسے تلاشی

سنہ ۱۹۰۱ع
شاہنشاہ عالیجاہ
بنام
علی حسین

کے لیے کہا گیا تھا کسی ایک خاص شخص یا اونمین سے زیادہ سے کی گئی تھی اور نہ یہ ہمکو معلوم ہوا کہ آیا اونمین سے ایک شخص نے یا زیادہ نے انکار کیا تھا ایک گواہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اوس شخص نے اقرار کیا ایکنے اونمین سے ایسے الفاظ استعمال کئے جنکے معنی بطور اقرار کے تصور کئے گئے ہمکو یہ معلوم نہین ہے کہ شاید ایک یا دو دیگر قلیون مین سے کسی نے کچھ الفاظ کہے ہون اور بعد ازان معمولی کوشش خیالات یا قیاس سے وہ الفاظ سائلان سے منسوب کئے گئے کل ان صورتون مین ایسے عام الفاظ سے خطرہ ہے جسکی ہمیشہ جہان تک کہ ممکن ہو مجسٹریٹ یا جج عدالت کو تخصیص کرالینی چاہیے جس بیان مین کہ یہ ذکر ہے کہ کسی شخص نے اقرار جرم کیا تھا تو اوسکے بعد اوس سے یہ دریافت کرنا چاہیے تھا کہ کیا وہ الفاظ تھے جنکی تعبیر مذکورہ کی گئی تھی جبکہ مال مذکورہ برآمد ہوا تھا ممکن ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہون کہ گو جنکا یہ منشا تھا کہ اقرار جرم کی حد تک ہو بجھین لیکن ممکن ہے کہ اونکی تعبیر عہدہ دار کیپی نے اسطرح پر کی ہو اس لیے ہمکو شبہ باقی رہتا ہے کہ قبل برآمد ہونے تھیلیون کے یا اوسوقت یا بعد اوسکے کیا خاص کام سائلان مین سے کسی ایک نے یا دو دیگر پہرہ داران نے کیا تھا یہ امر کہ کون وہ شخص تھا جس نے وہ کام کیا یا کیا گو کچھ بھی کہا یا کیا گیا ہو بموجودگی شہادت مندرجہ مسل کے نہایت اہم ہے یہ بیان کیا گیا یا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ اشخاص مال لیجانے کا کام کرتے تھے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ کئی جگہ ریل کی سڑک پر گٹھریان کپڑے کے تھان کی مختلف اسٹیشن پر نکالی گئی اور رکھدی گئی تھین قیاسا گٹھریان مذکور اسٹیشنون پر ایک یا زیادہ پہرہ داران نے حسب ہدایت کسی اعلی عہدہ دار کے اسطرح پر نکالین اور رکھدی تھین ہمارے روبرو شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ اون مین سے کسی شخص سے یہ کام لیا گیا تھا یہ صریحاً صرف ممکن بلکہ آسان تھا کہ وہ شخص جو وہان باقی رہے کچھ تھان کپڑے کے دیگر اشخاص کی غیر حاضری مین نکال لیجائین اور اونکو سب کے کپڑون سے پوشیدہ کردین لیکن معلوم نہین ہوتا کہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اشخاص جو موجود تھے خواہ وہ کوئی ہون یہ جانتے تھے کہ بنڈل کپڑے کے جو اونکی غیر حاضری مین لائے گئے تھے وہان تھے اور اگر یہ اونکو معلوم تھا تو وہ بنفسہ کافی شہادت سرقہ یا اونکے قبضہ مین ہونیکی نہین ہے بلا شبہ حالات اس قسم کے ہین کہ جنسے شبہ عظیم اون اشخاص پر پیدا ہوتا ہے لیکن میری دانست مین شہادت کافی نہین ہے کہ جسکی بنا پر تجویز ثبوت جرم صادر کیجائے درخواست منظور کیجاتی ہے اور تجویز ثبوت جرم اور احکام سزا منسوخ کئے جاتے ہین۔

۱۳- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

صفحہ کتاب انگریزی ۳۰۹

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ٹھاکر سنگھ (مدعی) بنام نوبے سنگھ و یک کس دیگر (مدعا علیہما)*

ہبہ - تعبیر دستاویز - فقرہ مندرجہ ہبہ نامہ جسکی رو سے دعاوی واہب یا اوسکے ورثا یا قائم مقامان کے ممنوع کئے گئے تھے -

ایک شخص اہل ہنود نے جزو اپنی جائداد غیر منقولہ کا بذریعہ دستاویز جسکا ہبہ نامہ ہونا مقصود تھا بحق اپنی دختر کے منتقل کردیا اور دستاویز کا اسلوب یہ تھا کہ موہوب لہا بر خلاف سعادتمندی کا واہب کے ساتھ رکھے دستاویز مین ایک ایسا فقرہ مندرج تھا جسکی رو سے وہ جملہ دعاوی ممنوع تھے جو آئندہ منجانب واہب یا اوسکے ورثا و قائم مقامان کی بابت جائداد یعنی شئے مندرجہ دستاویز کے ہو سکتے تھے -

تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور کی رو سے موہوب لہا کو حق قابل وراثت یقیناً انتقال منتقل ہوگیا مقدمات کنہا خانم بنام حسین لال (۱) و رام نراین سنگھ بنام پیارے بھگت (۲) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین -

پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹ -

پنڈت سندر لال و منشی جنگ بہادر لال منجانب رسپانڈنٹان -

اسٹریچی صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ نالش واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ انتقال جائداد غیر منقولہ جو مدعا علیہا نمبر ۲ مسماۃ گنگا کنور نے بحق مدعا علیہ نمبر ۱ نوبے سنگھ کے کیا تھا بعد حین حیات گنگا کنور کے باطل و بیاثر ہے - جائداد متنازعہ آٹھ آنہ حصہ زمینداری موضع یارا کا ہے جسکا مالک پیشتر جواہر سنگھ پدر گنگا کنور تھا ۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۴ء کو جواہر سنگھ نے دستاویز ہبہ نامہ چار آنہ حصہ کی منجملہ آٹھ آنہ حصہ کے بحق

* اپیل دوم نمبر ۷۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء بنارائے ڈگری جے ساندرس صاحب جج ضلع کانپور مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری رائے کشن لال جج ماتحت کانپور مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴

(۲) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۳۰

۱۹۰۱ء
ٹھاکر سنگھ
بنام
نوکھے سنگھ
۳۱۰

گنگا کنور تحریر کردی سماۃ نے قبضہ حاصل کرلیا بعد وفات جواہر سنگھ کے باقیماندہ چار آنہ حصہ اوسکی بیوہ بھو کنور کے قبضہ مین آیا۔ ۲۰ جنوری ۱۸۷۷ء کو بھو کنور نے دستاویز ہبہ نامہ بابت چار آنہ حصہ مذکورہ کے بحق گنگا کنور تحریر کردی ۱۸۹۶ء مین گنگا کنور نے نوکھے سنگھ کا نام جو اوسکا رشتہ دار تھا کاغذات مال مین بطور مالک کل آٹھ آنہ حصہ کے درج کرادیا اسکی وجہ سے نالش حال دائر ہوئی۔ مدعی پسر برادر جواہر سنگھ کا ہے اونے یہ حجت کی ہے کہ بموجب ہبہ نامہ ۱۸۶۲ء نوشتہ جواہر سنگھ کے گنگا کنور کو صرف حق حین حیاتی چار آنہ حصہ مین حاصل ہوا اور بموجب ہبہ نامہ ۱۸۷۷ء کے صرف بھو کنور کا حق حین حیاتی دوسرے حصہ چار آنہ کا منتقل ہوسکتا تھا اور اس لئے کل آٹھ آنہ حصہ کی نسبت گنگا کنور کوئی حق قطعی منتقل نہین کرسکتی تہی عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ بموجب ہبہ ۱۸۶۲ء کے گنگا کنور کو نہ محض حق حین حیاتی بلکہ حق قطعی چار آنہ حصہ مین حاصل ہوگیا تھا جسکے منتقل کرنے کی وہ مجاز تہی لیکن نسبت چار آنہ حصہ کے جو اوسکو بھو کنور نے ۱۸۷۷ء مین دیا تھا وہ کوئی انتقال بیرون حین حیات بیوہ کے نہین کرسکتی تہی لہذا اونہون نے نالش بابت چار آنہ حصہ کے ڈسمس کی اور بابت دوسرے چار آنہ حصہ کے ڈگری کی بنا پر اسی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مدعی نے اپیل کیا اور نوکھے سنگھ نے عذرات متخالف حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کئے ہین ہمارے روبرو عذرات متقابل پر زور نہین دیا گیا ہے ہمکو صرف تجویز بابت اوس چار آنہ حصہ کے کرنی ہے جو گنگا کنور کو اوسکے پدر جواہر سنگھ نے ۱۸۶۲ء مین دیا تھا۔

عدالت مرافعہ اولی مین کسی وجہ سے جو بیان نہین کی گئی ہے دستاویز مذکور پیش نہین کی گئی تہی اگرچہ عرضی دعوی کے آخر مین یہ بیان ہے کہ وہ بوقت سماعت آیندہ پیش کیجاویگی عدالت اپیل ماتحت نے اپنی تجویز مین یہ بیان کیا ہے کہ مدعا علیہما نے دستاویز مذکور پیش نہین کی ہے عدالت موخر الذکر اور اون اشخاص نے جو قائم مقام فریقین ہین یہ امر نظر انداز کردیا ہے کہ نقل مصدقہ کو شہادت مین عدالت موصوف نے منظور کیا تھا جیسا کہ عبارت ظہری سے معلوم ہوتا ہے جزو اہم دستاویز مذکور کا حسب ذیل ہے:۔ "مین دو آنہ حصہ منجملہ چار آنہ حصہ زمینداری کے جو آٹھ آنہ حصہ کی محال بجہز منفقر کے نام سے موضع پاراز ابت پرگنہ کہاٹم پور مین ہے مالک و قابض ہون اور اوسکا مین مالک و قابض بلاشرکت غیرے ہون"

"چونکہ مین اب ضعیف ہوگیا ہون اور کوئی میرے لڑکا نہین ہے لہذا مین نے برضا و رغبت دو آنہ حصہ مع جمیع حقوق آراضیات کہمار و جنگل و بنجر و درختان مثمرہ و غیر مثمرہ و در قدیم سائر و آراضی خودکاشت

سنہ ۱۹۰۱ع
ٹھاکر سنگھ ۱۱
بنام
نونے سنگھ

وتالاب وباغات وماہی گیری یعنی برنج خودرو ودرختان غیر مثمرہ غوبیہ وجملہ حقوق زمینداری سو فیصدی موضع مذکور کے بحق مسماۃ گنگیا بیوہ دختر خود بعوض اوسکی خدمت احسن کے جو اوسنے میری کی ہے ہبہ کر دیا ہے میں نے اوس جائداد کو جو ہبہ میں دی ہے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور اوسپر موہوب لہا کو قبضہ دیدیا ہے میں درخواست بھی باضابطہ بعدالت کلکٹر واسطے داخل خارج کے پیش کرونگا موہوب لہا مسماۃ گنگیا کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک شے پر جو اوسکو ہبہ میں دی گئی ہے قبضہ کرے اور وہ تحصیل وصول اور سرکاری مالگذاری ادا کرے گی جائداد جو ہبہ میں دی گئی ہے بالکل ذمہ دار کسی ایسے قرضہ کی نہ ہوگی جو شوہر موہوب لہا مسماۃ گنگیا یعنی مسمی خیراتی سے یافتنی ہو اگر بعد میری وفات کے میرے ورثا کسی قسم کا دعوی نسبت جائداد موہوبہ کے کریں تو وہ باطل اور ناجائز ہوگا میرا اور میرے قائم مقامان کا کوئی دعوی نسبت جائداد مذکور کے نہیں رہا ہے ہبہ درست وقانونی وجائز ونافذ ہے اور تقابض البدلین ایک ہی جلسہ میں ہو گیا ہے لفظ خیراتی مندرجہ نقل مبہم ہے اور کوئی تذکرہ مسل میں اوس نام کے کسی شخص کا نہیں ہے نقل دستاویز مذکور کی بھی جو دفتر رجسٹرار ضلع میں ہے اور جو ہمنے بغرض مقابلہ حاصل کی ہے اوسی مضمون کی ہے۔

بحث یہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور کی رو سے ہبہ قطعی قائم ہوتا ہے یا اوسکی رو سے صرف حق حین حیاتی بحق گنگا کنور پیدا ہوتا ہے۔ اون مقدمات پر غور کرنا غیر ضروری ہے جنکا ہمکو حوالہ اثنائے بحث میں نسبت تعبیر اون ہبہ ناموں کے جو ہندو عورتوں کے حق میں کئے گئے ہیں اور نسبت اوس قیاس کے دیا گیا ہے جسکا اون مقدمات کی رو سے نسبت منشا سے ہندو واہب کے جو ایسا ہبہ کرے قرار دیا جانا بیان کیا گیا ہے بحث مذکور عبارت دستاویز سنہ ۱۸۹۶ع پر منحصر ہے اوسمیں کوئی ایسی عبارت نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ واہب کا یہ منشا تھا کہ ہبہ حین حیات گنگا کنور پر محدود کیا جاوے برخلاف اسکے اوسکی کل عبارت سے ہبہ قطعی ظاہر ہوتا ہے اور اگر موہوب لہا از قسم ذکور ہوتا تو ہم خیال کرتے ہیں کہ کوئی بحث پیدا نہیں ہو سکتی تھی ہماری رائے میں دستاویز مذکور سے ہبہ قطعی چار آنہ حصہ کا بحق گنگا کنور قائم ہوتا ہے نہایت اہم فقرہ اخیر فقرہ ہے اوپر کا فقرہ ہے کہ جسکو ہم نقل کر چکے ہیں۔ "اگر بعد میری وفات کے میرے ورثا کسی قسم کا دعوی نسبت جائداد موہوبہ کے کریں تو وہ باطل اور ناجائز ہوگا میرا اور میرے قائم مقامان کا کوئی دعوی نسبت جائداد مذکور کے نہیں رہا ہے" ان الفاظ کی رو سے ہم خیال کرتے ہیں کہ گنگا کنور کو ضمناً حق قابل وراثت باختیار انتقال دیا گیا ہے۔ اوسکی رو سے کل دعاوی جو آیندہ

۱۹۰۱ء
ٹھاکر سنگھ
بنام
نولکھے سنگھ

منجانب واہب یا اوسکے ورثا و قائم مقامان کے چار آنہ حصہ کی نسبت ہو سکتے ہیں ممنوع ہین فقرہ بابت "خیرات" سے خواہ کچھ ہی مراد ہو اوسکی رو سے صاف طور پر ذمہ داری چار آنہ حصہ کی بابت قرضجات موہوب لہا گنگا کنور کے ممنوع نہین ہے بلکہ صرف اون قرضجات کی ممنوع ہے جو اوسکے شوہر یا خیراتی نے عائد کئے ہون مقدمات جو مقدمہ حال کے نہایت مشابہ ہین کنہیا بنام مہین لال (۱) و رام نراین سنگھ بنام پیارے بھگت (۲) ہین ان دونون مین اسی قسم کی عبارتون کی نسبت جنکی رو سے دعاوی واہب اور اوسکے ورثا کے ممنوع تھے یہ تجویز کی گئی تھی کہ اوسکی رو سے حق قابل وراثت باعتبار انتقال موہوب لہا کو حاصل ہوا تھا ان مقدمات مین ہبہ شوہر نے بحق اپنی زوجہ کے کیا تھا اس مقدمہ مین ہبہ پدر نے بحق اپنی دختر منکوحہ کے کیا تھا بموجب عدالت اپیل ماتحت کے اوسوقت بیوہ ہونا ثابت نہین کیا گیا ہے جسوقت کہ ہبہ نامہ تحریر کیا گیا تھا واہب کی زوجہ اور ایک دوسری دختر زندہ تھی مقصد ہبہ کا جیسا کہ دستاویز مذکور مین درج ہے یہ تھا کہ موہوب لہا کے برتاؤ و سعادتمندی کا جو ساتھ واہب کے رہا ہے صلہ دیا جاوے ہبہ صرف بابت جزو جائداد زمینداری واہب ہے باقی جائداد اوسکی بیوہ کو واسطے اوسکی حین حیات کے بطریق معمول پہونچی جہان منجانب اپیلانٹ کیا گیا ہے یہ ہے کہ نسبت اس چار آنہ حصہ کے واہب کا منشا محض یہ تھا کہ اوسکی دختر کو حق حین حیاتی دیا جاوے جو اوسکو بہ نتیجہ دیگر بشمول اپنی ہمشیرہ کے بعد وفات بیوہ ملتا اور اوسکی خواہش متعلقہ وراثت کو محض اسطرح پر تبدیل کر دینے کی تھی کہ موہوب لہا کو حق حین حیاتی چار آنہ حصہ مین بیشتر بجائے بعد بیوہ کے اور بیشتر بجائے بشمول ہمشیرہ موہوب لہا کے ملے ہم خیال کرتے ہین کہ کوئی ایسا امر عبارت ہبہ نامہ یا حالات متعلقہ تحریر دستاویز مین نہین ہے جس سے اس تعبیر کی تائید ہوتی ہو ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت ہائے ماتحت نے صحیح رائے نسبت دستاویز منکوحہ کے قائم کی ہے اور ضرور ہے کہ یہ اپیل و عذرات متخالف مع خرچہ ڈسمس کئے جائین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

(۱) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۱۳
(۲) (۱۹۰۳ء) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۳۰

مجموعۂ کتب امتحان مختاری

اس مطبع مین کل ایکٹ امتحان مختاری مرممہ حسب ذیل موجود ہین

علاوہ محصولڈاک قیمت

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء	عمہ/
مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۸ء مرممہ ۱۸۹۹ء	عہ/
مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ نمبر ۴۵ ۱۸۶۰ء (مرممہ لغایت نمبر ۱۲ ۱۸۹۹ء	۱۲/
ایکٹ شہادت ہند۔ ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۲ء (مرممہ نمبر ۵ ۱۸۹۹ء)	۸/
ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی۔ ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء	۶/
ایکٹ مالگذاری۔ ایکٹ نمبر ۱۹ ۱۸۷۳ء	۶/
ایکٹ میعاد سماعت۔ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء	۴/
ایکٹ رجسٹری۔ ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۷ء مرممہ ۱۸۹۹ء	۴/
ایکٹ اسٹامپ۔ ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۹۹ء	۵/
ایکٹ رسوم عدالت۔ ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۷۰ء (مرممہ نمبر ۱ ۱۸۹۹ء)	۴/
ایکٹ عدالت ہائے مطالبات خفیفہ۔ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۸۷ء)	۲/
ایکٹ تخمینہ مالیت نالشات وبٹوارہ	۲/
	۳؍۴

جو صاحب یہ کل کتب مذکورہ بالا یعنی مجموعہ کتب مختاری ایک ساتھ خرید فرمادینگے اونکو کتب مذکور بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک دیجائیگی مجموعہ مذکورہ بالا عمدہ مجلد (کلاتھ) کی قیمت چہ علاوہ محصولڈاک

خلاصہ نظائر قانون ہند

اس مطبع سے خلاصہ نظائر قانون ہند مع ایکٹہائے ضروری لیجس لیٹیف کونسل وسرکلرات ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ماہوار شائع ہوتا ہے یہ رسالہ نہایت صحت کے ساتھ بمدد وکلاء و مقننان نامی مرتب کیا جاتا ہے اسکے دیکھنے سے کل نظائر ہر چہار ہائیکورٹ پریوی کونسل کا لب لباب معلوم ہوجاتا ہے وکلاء و قانون پیشہ اشخاص کے لئے نہایت کارآمد ہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک سے

المشتہر

نزت بہاری ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد